تبیین الکلام

فی

تفسیر التوراة والانجیل علی ملة الاسلام

سر سید احمد

سر سید اکیڈمی

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

۲۰۰۴ء

تبیین الکلام

فی

تفسیر التوراۃ والانجیل علیٰ ملتہ الاسلام

سر سید احمد

سرسید اکیڈمی
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
۲۰۰۴ء

Year : 2004

Price : 900/-

Available for sale :

1. Sir Syed Academy, Aligarh Muslim University, Aligarh.
2. Publications Division, Aligarh Muslim University, Aligarh

Printed at
Litho Offset Printers
Achal Tal, G.T. Road, Aligarh

HaSnain Sialvi

پیش لفظ

مسلمانوں کے تعلیمی اور تہذیبی ترقی کے سفر میں علی گڑھ تحریک کو ایک ممتاز سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے اس کے میر کارواں سر سید نے ہزار موانع کے باوجود اس سفر کو جاری رکھا اور اپنے ہم سفروں اور ہمنواؤں کے لئے منزل تک پہنچنے کے لئے ایک خوش آئند راہ عمل چھوڑ گئے۔

سر سید کے افکار و خیالات سے آج نئی نسل کی واقفیت کم ہوتی جارہی ہے اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ان کی تحریریں کمیاب ہوگئی ہیں اور ان سے استفادہ کی راہیں مسدود ہوتی جارہی ہیں۔ اس خلا کو پر کرنے کے لئے سر سید اکیڈمی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے کئی منصوبے مرتب کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ سر سید کی تحریروں کو شائع کیا جائے، سر سید کے آثار و اقدار پر مختلف زبانوں میں کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے اور سر سید اکیڈمی کے ذخیرۂ مخطوطات میں جو دستاویزات محفوظ ہیں انھیں منظر عام پر لایا جائے اور انھیں مناسب قیمت پر تشنگان علم کو فراہم کیا جائے۔

زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے امید ہے کہ اس کتاب کو قبول عام حاصل ہوگا اور اس طرح علی گڑھ تحریک کی تفہیم کی راہیں استوار ہوں گی۔

نسیم احمد
وائس چانسلر
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

HaSnain Sialvi

شروع کی بات

سرسید نے اپنی تحریروں میں جن موضوعات کو اپنایا ان کا احاطہ کرنا آسان نہیں رسالہ خیر خواہان مسلمانان سے لے کر انسٹی ٹیوٹ گزٹ تک اور تہذیب الاخلاق سے لے کر خطوط و خطبات تک موضوعات کی ایک دنیا آباد ہے جس میں علم و دانش اور تہذیب و ثقافت کے ہر گوشے کو جگہ ملی ہے، ان میں ایک ہزار صفحات پر مشتمل تین جلدوں میں ان کی معرکتہ لا آراء کتاب تبیین الکلام فی تفسیر التوراۃ والانجیل علیٰ ملتہ الاسلام بھی ہے اس کتاب کا تعلق مذاہب کے تقابلی مطالعے سے ہے۔ ہندوستان میں یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان مناظرانہ لٹریچر کی ایک طویل تاریخ موجود ہے اس مناقشے کو سرسید افہام و تفہیم کے ذریعہ سلجھانا چاہتے تھے۔ اس کتاب کے پس منظر میں ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستانی مسلمانوں کی زندگی کے پھیلے ہوئے اور الجھے ہوئے واقعات واثرات بھی ہیں۔

تبیین الکلام کی تصنیف کا منصوبہ سرسید نے مراد آباد کے دوران قیام بنایا اس کتاب کے پس منظر میں جو مقاصد کارفرما تھے اس کا آغاز ان کے رسالے خیر خواہان مسلمانان سے ہو چکا تھا۔ مراد آباد میں سر سید کو ۱۸۵۷ء کی شورش میں ان کے لٹے ہوئے مال واسباب کا کچھ معاوضہ اور ان کی رکی ہوئی تنخواہ ملی اس رقم سے انھوں نے تقریباً آٹھ ہزار روپیہ سے تبیین الکلام کی طباعت کے لئے ایک پریس خریدا جس میں اردو ٹائپ کے علاوہ عبرانی اور انگریزی ٹائپ کے حروف بھی انھوں نے منگوائے لیکن اسی اثنا میں ان کا تبادلہ غازی پور ہو گیا جہاں انھیں مولوی عنایت رسول چریا کوٹی کی رفاقت ملی انھوں نے توریت وانجیل کا گہری نظر سے اصل زبانوں میں مطالعہ کیا تھا بعد میں جب ۲۶ / دسمبر ۱۸۷۰ء کو سرسید نے بنارس میں کمیٹی خواستگاران ترقی تعلیم مسلمانان کا پہلا جلسہ کیا تو اسکی صدارت مولوی عنایت رسول چریا کوٹی نے کی تھی۔

توریت کو عبرانی زبان میں پڑھنے کے لئے غازی پور میں سرسید نے ایک یہودی عالم کو ملازم رکھا حالی نے لکھا ہے کہ سالم نام ایک یہودی سرسید کے پاس روزی کی تلاش میں آیا انھوں نے اس سے پوچھا کہ کیا

تنخواہ لوگے اس نے دس یا پندرہ روپیہ کہے سرسید نے کہا میں تمہیں پچیس روپے ماہوار دوں گا تم مجھے عبرانی سکھاؤ اس نے خوشی کے مارے سرسید کی داڑھی چوم لی اور کہا کہ مجھے آج تک کوئی ایسا شخص نہیں ملا جس نے درخواست سے زیادہ دیا ہو۔ لیکن وہ فضول خرچ تھا اس لئے اسکو بقدر ضرورت روپیہ دیتے تھے سال بھر کے بعد جب وہ وطن جانے لگا تو کئی سو روپیہ جو اسکی تنخواہ کے تھے حساب کر کے سرسید نے اس کے حوالے کیا۔

تبیین الکلام کے لکھنے میں سرسید نے جو محنت کی وہ بے حد اور بے حساب تھی اس کتاب کے پیچھے انکا خواب وخور حرام ہو گیا تھا اس زمانے کا حال حالی نے سرسید کے دوست محمد سعید خاں کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''اس کتاب کی تصنیف کے دوران انھوں نے پلنگ پر سونا چھوڑ دیا تھا فرش پر کتابوں کے درمیان ان کی نشست رہتی تھی نیند کا غلبہ زیادہ ہوتا تو وہیں کسی کتاب پر سر رکھ کر سو رہتے تھے اور پھر اٹھ کر لکھنے لگتے تھے اسی طرح ساری رات گذر جاتی تھی۔

دانشورانہ دنیا میں مسلمانوں کے وقار کو برقرار رکھنے کے لئے سرسید کی جو بے قراری تھی یا جو انھوں نے محنت شاقہ برداشت کی تھی اور اپنا نقد روان عمر اس کتاب کے پیچھے صرف کر دیا تھا اسکی تحسین کے بجائے محسن الملک نے تبیین الکلام کے مباحث کے خلاف ایک درشت خط سرسید کو لکھا اس کا جواب دیتے ہوئے سرسید نے انھیں لکھا کہ اب تقلید کا زمانہ نہیں رہا بلکہ عقل وہوش سے کام لینے کا وقت ہے۔ حالی نے یہ دلچسپ واقعہ بھی لکھا ہے کہ محسن الملک جب پہلی بار سرسید سے ملنے علی گڑھ ان کے مکان پر آئے تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں ان کے دل میں خدشہ تو تھا ہی وہ سمجھے کہ جدھر سرسید نماز پڑھ رہے ہیں وہ قبلہ رخ نہیں ہے جب وہ نماز پڑھ چکے تو محسن الملک نے اپنا شبہ ظاہر کیا سرسید نے یہ آیت پڑھی ' فَاَینما تولّوا فثمّ وَجہُ الله ' جب اس پر خوب بحث ہو چکی تو سرسید نے کہا کہ کوٹھی میں نے قبلہ رخ بنائی ہے پھر کمپاس لگا کر ان کو اپنے کہنے کا یقین دلایا''

تبیین الکلام کی پہلی جلد جب مشہور فرانسیسی مستشرق گارساں دتاسی نے دیکھی تو لکھا کہ ''اس کتاب کا یہ پہلا حصہ شہر غازی پور میں مصنف کے خاص ذاتی مطبع میں چھپا ہے اور موصوف نے خود اسکے سارے اخراجات برداشت کئے ہیں یہ کتاب بڑی تقطیع پر ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اردو کے ساتھ ساتھ

انگریزی ترجمہ بھی ہے۔ یہ حصہ دراصل تمہید کے طور پر ہے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس پوری کتاب کی وسعت کیا ہوگی۔ سرسید احمد کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی معلومات گہری ہیں اور انھیں صرف قرآن اور توریت وانجیل ہی پر کافی عبور نہیں ہے بلکہ دوسری مشرقی تصانیف سے بھی وہ پورے طور پر واقف معلوم ہوتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر تعجب اس امر پر ہے کہ موصوف نے یوروپین تصانیف سے بھی استفادہ کیا ہے چنانچہ وہ ان کی جگہ جگہ پر حوالے دیتے ہیں۔ یہ کتاب وسیع مطالعے اور تحقیق کے بعد لکھی گئی ہے مجھے زیادہ تر خوشی اسی کی ہے کہ یہ کتاب اس زبان میں ہے جس کی تعلیم یہاں میرے ذمہ ہے میرا تو خیال یہ ہے کہ اس قسم کے مطالب شاید پہلی مرتبہ کسی مسلمان نے اردو میں فکر و تحقیق کے ساتھ پیش کئے ہیں۔ غالباً یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ شاید ہی مشرق کی زبان میں اس کتاب کے شائع ہونے سے پہلے اس نوعیت کے مطالب کو ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہو"

گارساں دتاسی آگے لکھتا ہے کہ "مصنف کو ہماری مقدس کتب پر پورا عبور حاصل ہے اور ان کی نظر سب ضروری معلومات پر پوری طرح حاوی ہے۔ اس کتاب میں وہ معلومات جو ہمیں مختلف جگہ جستہ جستہ ملتی ہیں ایک جگہ اکٹھا مل جائیں گی۔ ہاں ساتھ ہی ہمیں یہ امر بھی فراموش نہ کرنا چاہئے کہ مصنف ایک مسلمان ہے اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ مسیحی اور اسلامی تعلیم میں میل پیدا کرے لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ غالباً اس کے ہم مذہب لوگ اسکی رواداری کی باتوں کو بری نظر سے دیکھیں گے دوسری جانب عیسائی لوگ غالباً کبھی اس بات کی صداقت کو تسلیم نہیں کریں گے کہ قرآن بھی ایک آسمانی کتاب ہے ہوگا یہ کہ مسلمان کفر کے فتوے دیں گے اور عیسائی مصنفین سید احمد کے علمی اور صلح پسندانہ خیالات کے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کریں گے"

سرسید کی یہ کتاب مناظرے کے ضمن میں نہیں آتی اس کتاب میں انھوں نے کسی فرقے کی دل شکنی نہیں کی ہے انکا انداز تحریر عالمانہ اور دانشورانہ ہے رطب و یابس اور طنز و مزاح سے یہ کتاب پرے ہے انھوں نے توریت وانجیل کا دیدہ ریزی سے مطالعہ کیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ دونوں کتابیں تحریف کا شکار ہوئی ہیں اور تحریف نے ان کتابوں کے اغراض و مقاصد کی بساط ہی الٹ دی ہے۔ وہ اس کتاب سے یہ

ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ان صحف سماوی کے ماننے والے ایک ہی خدائے واحد کا نام لیتے ہیں اور جن پیغمبروں پر یہ کتابیں نازل ہوئی ہیں انھوں نے ایک ہی راہ دکھائی ہے۔ سرسید کی یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے اور اس کتاب کے ذریعہ انھوں نے ایک نیا راستہ دکھایا ہے۔

تبیین الکلام فی تفسیر التوراۃ والانجیل علیٰ ملتہ الاسلام کی پہلی جلد ۱۸۶۲ء میں اور دوسری جلد ۱۸۶۵ء میں غازی پور سے سرسید کے ذاتی مطبع سے شائع ہوئی ہے۔ پہلی جلد میں دس مقدمے اور دو تتمے ہیں کتاب کا متن اردو اور انگریزی میں تقسیم ہے۔ انگریزی متن اردو متن کا لفظی ترجمہ نہیں ہے بلکہ یہ اردو متن کے مطالب کو اخذ کر کے انگریزی میں لکھا گیا ہے۔ دوسری جلد میں توریت کی کتاب اول یعنی پیدائش کی تفسیر ہے

دیباچہ کے علاوہ اس میں گیارہ ابواب ہیں۔ تبیین الکلام کی تیسری جلد کا سارا متن اردو میں ہے اور ہم نے اسے تصانیف احمد یہ جلد اول حصہ دوم مطبوعہ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس ۱۸۸۷ء سے لیا ہے اس میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ تیسری جلد بھی ۱۸۶۲ء کی تصنیف ہے۔ پیش نظر کتاب تبیین الکلام فی تفسیر التوراۃ والانجیل علی ملتہ الاسلام کی تینوں جلدوں ۱۸۶۲ء، ۱۸۶۵ء، ۱۸۸۷ء کے ایڈیشن کے عکس پر مشتمل ہے۔

سرسید کے اکتسابات کا ابھی تک کماحقہ جائزہ نہیں لیا جا سکا ہے اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کی ساری تحریریں کمیاب ہوتی جارہی ہیں اور اب یہ عموماً اہل نظر کی دسترس میں نہیں ہیں پیش نظر کتاب بھی ایسی ہی تحریروں میں شامل ہے۔ سرسید اکیڈمی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی تلافی مافات کے لیے کوشاں ہے اسکے مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ سرسید کی ساری تحریریں مطبوعہ ہوں خواہ غیر مطبوعہ انھیں شائع کیا جائے زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

میرا خوشگوار فریضہ ہے کہ اس موقع پر جناب نسیم احمد صاحب وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا شکریہ ادا کروں جنھوں نے اس کتاب کی طباعت کے لئے رقم محفوظ کی اور ہر مرحلے پر مناسب مشوروں سے نوازا۔

میں جناب شکیل احمد خاں لائبریرین مولانا آزاد لائبریری اور انکے معاون جناب محمود علی کا شکر گذار ہوں جنھوں نے اس کتاب کا عکس فراہم کرنے میں اکیڈمی کی مدد کی۔

آخر میں سرسید اکیڈمی کے عملے کا ان کے تعاون کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ امید ہے کہ اکیڈمی کی دیگر مطبوعات کی طرح اس کتاب کو بھی حسن قبول حاصل ہوگا۔

اصغر عباس

ڈائریکٹر، سرسید اکیڈمی،

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ

۲۵/ اگست ۲۰۰۴ء

امنا بالله وما انزل علينا وما انزل على ابراهيم و اسمعيل و اسحق و يعقوب والاسباط وما اوتي موسى وعيسى
والنبيون من ربهم لانفرق بين احد منهم و نحن له مسلمون ـــ سورة آل عمران آيت ۸۳

"*We believe on God, and that which hath been sent down unto us, and that which was sent down unto Abrahem, and Israel, and Isaac, and Jacob, and the tribes, and that which was delivered to Moses, and Jesus, and the Prophets from their Lord; we make no distinction between any of them, and to Him we are resigned.*"——HOLY KORAN.

THE
MOHOMEDAN COMMENTARY
ON THE
HOLY BIBLE.
BY
SYUD AHMUD.
PART FIRST.

تبئين الكلام
في
تفسير التوراة والانجيل على ملة الاسلام
الفه
المفتقر الى الله الصمد سيد احمد
حصه اول

GHAZEEPORE,
PRINTED AND PUBLISHED BY THE AUTHOR AT HIS PRIVATE PRESS.
1862 A. D. 1275 H.

فہرست
CONTENTS.

هذه مقدمات

من

تبيين الكلام في تفسير التوراة والانجيل على ملة الاسلام

الّفه

المفتقر الى الله الصمد سيد احمد

PRELIMINARY DISCOURSE

ON THE

MOHOMEDAN COMMENTARY

OF THE

HOLY BIBLE.

BY

SYUD AHMUD,

Ghazeepore,

Printed and Published by the Author at his Private Press.

1862 A. D. 1278 H.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المقدمۃ اولیٰ

FIRST DISCOURSE.

انسان کي نجات کو نبیوں کا آنا ضرور ہی

On the necessity of the comming of Prophets to save mankind.

وہ ایک مقدس اور پاک ہستي جسکو کوئي اللہ اور کوئي وجود اور کوئي کلام کہتا ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہےگي ' وہ آپ هي آپ ہے اور اُسکا ہونا اُسکي ذات ہے ' کیونکہ اُسنے اپنا لقب یہي بتایا ' کہ میں ہوں ' اُسکا ہونا ہي اُسکي بڑائي ہے ' اپنے ہونے سے وہ پہچانا جاتا ہی ' اور اسي بڑائي سے وہ پکارا جاتا ہے ' اُسکي ابتدا ہے نہ انتہا وہ کسیکا محتاج نہیں اور اُسکے سوا کوئي نہیں ' یہاں تک کہ اگر کہا جاوے کہ ہے ' تو پوچھا جاوے کہ رہي ہے ' نہ وہ کسي سے پیدا ہوا ' اور نہ اُس سے کوئي پیدا ہوا ' اور پھر جو کچھہ ہوا بغیر اُسکے نہوا ' اُسکا سا کوئي نہیں ' نہ ہونے میں ' کیونکہ ہونا اُسکي ذات ہے ' اور نہ کسي صفت میں ' کیونکہ سب صفتیں اُسکي ذات ہیں ' وہ زندہ ہے ' نہ جان سے ' بلکہ اپنے آپ سے وہ جانتا ہے نہ کسي جہت سے ' بلکہ اپني ذات سے ' وہ دیکھتا ہے ' نہ کسي دیکھنے والي چیز سے ' بلکہ اپني ذات سے ' وہ سنتا ہے ' نہ کسي سننے والي چیز سے ' بلکہ اپني ذات سے ' وہ بولتا ہے نہ کسي بولنے والي چیز سے ' بلکہ اپني ذات سے ' وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہی ' نہ کسي غرض سے ' بلکہ اپنے کمال سے ' وہ سب کچھہ کرتا ہی ' نہ کسي کرنے والي چیز سے ' بلکہ اپني ذات سے ' وہ ہر طرح پر یکہ ہے ' اور ہر آن میں ہزاروں لاکھوں بلکہ بے انتہا کام کرتا ہے ' پھر ایسي ذات کو کوئي عقل سے پہچان سکتا ہے ؟ *

بڑے بڑے عقلمندوں نے اس میں عقل دوڑائي ' اور اُسکي عجائب قدرت کے کارخانوں کو دیکھہ دیکھہ اور سوچ سوچ عقل لڑائي ' اتنا تو جانا ' کہ ان عجیب عجیب کارستانوں کا بنانے والا کوئي ہے ' مگر اسکے سوا اور کچھہ نجانا ' اور جو جانا سو غلط جانا *

اُسکا واحد ہونا اُسیکے بتانے سے جانا ' اور جیسا وہ ہی اُسکے بتانے سے اُسکو پہچانا ' مگر انسان کي طاقت نہیں ' کہ صرف اپني عقل سے جیسا وہ ہی ویسا اُسکو جان لے *

انسان میں صرف یہي ظاهري گوشت پوست هي نہیں هے ؛ بلکه اسکے سوا اُسمیں ایک اور چیز بهي هے ' جس سے درحقیقت انسان انسان کہلاتا هے ؛ آدمي اگرخود اپنے آپے میں غور کرے تو جان سکتا هے ' که اس ظاهري بدن کے سوا اُسمیں اور کچهه چیز بهي هے ' جس سے وہ بهلائي اور برائي کو پہچانتا هي ' اور هر چیز کے کنهه کو بقدر اپني طاقت کے جانتا هي ' اگرچه اُس چیز کو انسان کے بدن سے کچهه علاقه هے ' مگر جب غور سے دیکهو تو با وجود اُس علاقه کے ' محض بے علاقه هے ؛ آدمي کبهي ایسا محو هوتا هي ' که سب چیز کو بهول جاتا هے ' مگر اپنے آپے کو نہیں بهولتا اس سے خیال هوسکتا هے ' که گو انسان کا یهه ظاهري بدن نیست بهي هو جاوے ' مگر وہ چیز جو اُسمیں هے جیسي هي ویسي هي رهے *

پهر اگر وہ چیز چند روزہ هے ' اور آخر کو نیست هونے والي هے ' تو دل قبول نہیں کرتا ' که اُس ذات پاک دایم الوجود نے ' یهه تمام عجائبات ایک ایسي فاني اور ناپائدار چیز کے لیئے بنائي هوں ؛ پس کچهه شبهه نہیں ' که وہ چیز بهي دایم الوجود هے ' اور نیست هونے والي نہیں * هر گز نمیرد آنکه دلش زندہ شد بعشق * ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما *

اب غور کرنا چاهیئے ' که وہ چیز جو انسان میں هے ' کیوں هے ' اگر اس واسطے هے ' که جب اُسکو نیند آوے تو سو رهے ' اور جب بهوک لگے تو کها لے ' تو انسان میں ' اور جانوروں میں ' کیا فرق هے ؟ کیونکه سب جانور بهي تو ایسا هي کرتے هیں ' اس سے معلوم هوتا هے ' که وہ چیز انسان میں ان کاموں کے لیئے نہیں هے بلکه اور کسي کام کے لیئے هے *

اگر هم صرف عقل کے زور سے ' اُس کام کو تلاش بهي کریں ' تو اتنا تو جان سکتے هیں ' که جس نے هم کو بنایا ' اور جس نے هم کو وہ چیز دي ' جو اُسکي مرضي هے وہ کام اُس چیز سے کریں ' مگر یهه نہیں جان سکتے ' که اُسکي مرضي کیا هے ' جب تک که وہ خود هي نه بتاوے *

پس یهه دو چیزیں هیں ' جنکے لیئے نبیوں کا آنا ضرور هے ' تاکه وہ الهام سے بتاویں ' که تمہارا مالک کون هے ' اور کیسا هے ' اور تمکو کیونکر اپنے مالک کي مرضي پر چلنا چاهیئے ' جس سے تمہاري اصلي حقیقت کو جو کبهي فنا هونے والي نہیں هے ' حیات ابدي حاصل رهے *

اگر کهو که جب یهه بات هے ' تو تمام انسانوں کے لیئے ' جہاں وہ هوں ' نبیوں کا هونا ضرور هے ' کیونکه بغیر نبیوں کے ' انسان اپني عقل سے نه اپنے مالک کو ' اور نه اُسکي مرضي کو پہچان سکتا هے ' پهر جب تک کوئي بتانے والا نهو ' وہ کس طرح کفر و شرک کے گناہ میں پکڑے جا سکتے هیں ؟ هم کهتے هیں ' که بے شک یوں هي هے ' اور هم یقین رکهتے هیں ' که الله تعالیٰ نے ' تمام بني نوع انسان پاس نبي بهیجے ' اور

انہوں نے خدا کي وحدانیت ' اور اُسکي مرضي ' اُنکو بتائي ' گو رفتہ رفتہ ایک مدت بعد ' اُنہوں نے اُسکو خراب کر دیا *

جہاں تک ' ہم انسان پر نظر کرتے ہیں ' اور کیسے ہي جنگلي وحشي آدمیوں پر خیال کرتے ہیں ' یہي پاتے ہیں ' کہ وہ کوئي نہ کوئي طریقہ معبود کي بندگي کا ' اس خیال سے ' کہ یہہ یہاں اور عالم میں ' کام آنے والا ہے ' اپنے پاس رکھتے ہیں ؛ اور یہہ صاف دلیل اسبات کي ہے کہ یہہ خیال اُنکے یا اُنکے بزرگوں کے دل میں اُسي نبي کي تعلیم سے پڑا ہے ' جو اُنکے لیئے مبعوث ہوا تھا *

اللہ تعالی * سورۂ فاطر میں فرماتا ہی " کہ کوئي ایسا فرقہ نہیں ہے ' جس میں ڈرانے والا (یعني پیغمبر جو بري باتوں سے ڈراتا ہی) نہ گذرا ہو *

* سورۂ فاطر آیت ۲۴

وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر

اور اسیطرح اللہ تعالی * سورۂ رعد میں فرماتا ہی " کہ ہر قوم کے لیئے راہ بتانے والا (یعني پیغمبر) ہوا ہے " *

* سورۂ رعد آیت ۷

ولکل قوم ہاد

اور اسیطرح اللہ تعالی * سورۂ یونس میں فرماتا ہے کہ " ہر فرقہ کے لیئے (جو گذر گئي) ایک پیغمبر ہے " *

* سورۂ یونس آیت ۴۷

ولکل امۃ رسول

اور اس میں بھي کچھہ شک نہیں ' کہ تمام انبیا جسقدر گذري ' سب کا دین ایک تھا ' اور وہ اسي بات کے سکھانے کو آئے ' اور یہي سکھاتے رہے ' کہ خدا ایک ہے ' اُسکے سوا کوئي نہیں ' وہي بندگي کے لائق ہے ' اُسیکي بندگي کرو *

اللہ تعالی * سورۂ شوری میں فرماتا ہے کہ " تمکو دین میں وہي راہ ڈال دي ہے ' جو کہدیا تھا نوح کو ' اور جو حکم بھیجا ہمنے تجھکو ' اور جو ہمنے کہدیا تھا ابراہیم کو اور موسی کو ' اور عیسی کو ' کہ دین کو قایم رکھو ' اور اُس میں کچھہ فرق مت کرو " *

* سورۂ شوري آیت ۱۳

شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذي اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسی و عیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ

ہاں البتہ ہر ایک کو شریعت ' یعني اُس خداے واحد کي پرستش کے احکام ' اور اُسکا طریقہ ' جدا جدا بتایا ہے ' اور وہي ہر نبي کي شریعت کہلاتي ہے ' جسوقت انسان کي روح کو کوئي روحاني بیماري لگ جاتي ہے ' اور جس طریقہ عبادت سے ' وہ بیماري جاتي ہے ' وہي شریعت اُسوقت کے نبي کو دي جاتي ہے *

اللہ تعالی * سورۂ مائدہ میں فرماتا ہی کہ " ہر ایک کو نبیوں میں سے ہمنے دیا ایک دستور ' اور طریقہ (یعني شریعت) " *

* سورۂ المایدہ آیت ۵۱

لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا

غرض که اس میں کچھه شبهه نہیں ' که تمام دنیا میں ' جسقدر مذهب پهلے هیں ' وه سب پهلے پہل ' نبیوں سے دیئے گئے هیں ' اورسب کی تعلیم ایک تهی ' یعني ایک خدا کو ماننا ' اور آسیکي پرستش کرني ' مگر جب آن لوگوں نے ' آس مطلب کو بگاڑ دیا ' تو پهر نبي کے آنے کي حاجت هوئي ' اسي سبب سے هزاروں نبي آئے ' اور کتابیں لائے ' اور خدا کي وحدانیت ' اور خدا کے احکام کو ' لوگوں میں پهیلایا ' جب یهه احکام بخوبي پهیل گئے ' اور سب طرح پر ظاهر هوگئے ' اور کوئي بات چهپي هوئي ' اور دهوکه میں پڑنے کي نه رهي ؛ تو آس نبي کے بعد ' پهر کسي نبي کے آنے کي ' حاجت نرهي ' اور وهي نبي خاتم النبیین هے ' چنانچه یهه کام محمد رسوالله صلی الله علیه وسلم پر تمام هوا *

اسلیئے ' هم مسلمان یهه اعتقاد رکهتے هیں ' که خدا ایک هے ' اور اپني ذات پاک سے آپ موجود هے ' اور تمام چیزیں آسي نے نیست سے هست کي هیں ' اور وه سب چیزیں پیدا هونے ' اور موجود رهنے میں ' آسکي محتاج هیں ' اور وه کسي چیز کا محتاج نہیں *

وه یکه هے ' اپني ذات میں بهي ' اور اپني صفات میں بهي ' اور اپنے کاموں میں بهي ' کسي کو آسکے کسي کام میں کسي طرح کي شرکت نہیں ' آسکا وجود اور آسکي زندگي ' همارے وجود اور هماري زندگي کي مانند نہیں هے ' اور نه آسکا علم همارے علم کي طرح پر هے ' آسکا سننا اور آسکا دیکهنا ' اور آسکا ارادہ ' اور آسکي قدرت ' اور آسکا کلام ' همارا سا دیکهنا ' اور همارا سا ارادہ ' اور هماري سي قدرت ' اور همارا سا کلام ' نہیں هے ' اور صرف نام کے ایک هونے کے سوا ' اور کچهه مناسبت نہیں رکهتا *

بنا نا ' اور پیدا کرنا ' آسکي خاص صفت هے ' کیونکه اور کوئي کسي چیز کو ' نه بنا سکتا هے ' نه پیدا کرسکتا هے ' یهاں تک که انسان جو کام کرنا چاهتا هے ' آسکو بهي وهي پیدا کرتا هے ' البته انسان کي بناوٹ آسنے ایسي رکهي هے ' که وه صرف قصد و ارادہ اچهے یا برے کام کا کرسکتا هے *

وه نه کسي میں سماتا هے ' اور نه کوئي آس میں سماتا هے ' مگر اپني ذات سے سب چیزونکو گهیرے هوئي هے ' اور هر چیز کے پاس هے ' اور هر چیز کے ساتهه هے ' مگر آسکا پاس هونا ' اور ساتهه هونا ' هماري سمجهه میں نہیں آتا *

تمام انبیاء ' جو ابتداء سے انتها تک هوئے ' سب برحق هیں ' اور محمد رسول الله ' صلی الله علیه وسلم ' بلا شبهه خاتم النبیین هیں ' اور بے شک حضرت مسیح علیه السلام ' روح الله اور کلمة الله ' اور رسول الله ' اور موید بروح القدس تهے *

تمام کتابیں ' توریت ' اور زبور ' اور صحف انبیاء ' اور انجیل ' اور قران مجید جو همارے پیغمبر پر نازل هوا ' سب برحق ' اور خدا کي دي هوئي کتابیں هیں ' جو آسنے اپنے پیغمبروں کو دیں *

تمام نبي صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے پاک هیں ؛ فرشتے خدا کے بنائے هوئے هیں ؛ اور عورت یا مرد هونے سے پاک هیں ؛ اور جس کام کے لیئے بنائے گئے هیں ؛ اُس میں نافرمانی نہیں کرتے *

کوئی نبي ؛ یا فرشتہ ؛ اپني ذات سے بغیر خدا کے کچھہ قدرت یا علم نہیں رکھتا *

مرنے کے بعد جي اُٹھنا اور قیامت کا هونا ؛ اور حساب کا لیا جانا ؛ اور دوزخ اور بہشت کا هونا ؛ اور جو کچھہ کہ اُس میں عذاب و تنعم سے مذکور هوا هے ؛ سب حق هے ؛ جن الفاظوں سے ؛ کہ دوزخ و بہشت کے عذاب ؛ اور تنعم کا بیان هوا هے ؛ وہ صرف بطور مثال کے هے ؛ ورنہ وهاں کے تنعم ؛ اور عذاب سے اور دنیا کے تنعم اور عذاب سے بجز ایک سا نام هونے کے ؛ اور کچھہ مناسبت نہیں هے ؛ اصلی اور اعلي نعمت بہشت کے دیدار خدا کا هے ؛ کہ ایمان والے اُس ذات پاک کو جسپر بن دیکھے ایمان لائے تھے ؛ بغیر کسي پردہ کے ؛ اور بغیر کسي صورت کے ؛ اور بغیر کسي جهت کے ؛ علانیہ دیکھینگے *

ایمان لانا ؛ صرف دلکے روحاني یقین کا نام هے ؛ جب تک وہ یقین نہیں جاتا کسیطرح پر ایمان نہیں جاتا زبان کا اقرار صرف اُس دلي تصدیق کے ظاهر کرنے کي نشاني هے ؛ کوئي کام جبکہ وہ تصدیق دل میں هے ؛ آدمي کو اُسکے اور خدا کے درمیان میں کافر نہیں کرتا ؛ گو وہ کام کیسا هي گناہ هو ؛ ور گو ظاهر میں اُسکے افعال کے سبب اُسکو کافر بھي کہا جاوے ؛ مگر ایسي بدوں سے خدا ناراض هے ؛ اور اگر چاهیگا تو اُنپر عذاب کریگا ؛ پھر اُسکا عذاب سهل نہیں هے *

توبہ سے سب گناہ بخشے جاتے هیں ؛ اور شرک کے سوا اور جتنے خدا کے گناہ هیں ؛ خدا کو اختیار هے ؛ اگر چاهے اپني رحمت سے بغیر توبہ کے بھي بخشدے ؛ اور چاهے چھوٹے سے چھوٹے گناہ پر عذاب کرے ؛ مگر شرک بغیر توبہ کے بخشا نہیں جاتا ؛ * لعل رحمت ربي حین یقسمها * تاتي علی حسب العصیان في القسم * یہہ عقیدے هم مسلمانوں کے هیں ؛ اور میں اقرار کرتا هوں ؛ کہ میں انهي عقیدوں کي دلي اور روحاني تصدیق رکھتا هوں *

اللهم احینا علی ملة الاسلام ؛ و امتنا علی ملة الاسلام ؛ (آمین)

SECOND DISCOURSE.

وحي اور کلام الهي کيا هی

What is Revelation and word of God?

It is a secret disclosure to man of the will or purposes of God, and there are various forms in which this has been done.—

وحي وہ چيز ہے جس سے خدا کي مرضي نا معلوم باتوں ميں کهل جاتي ہے اور يهه بات کئي طرح پر هوتي ہے *

1st, the revelation must come from God.

اول يهه که خدا سے آسکا پيغام سنا جاوے ؛ *

2ndly, it has been delivered upon earth by an angel.

دوسرے يهه که خدا کا فرشته اپني صورت ميں آوے ، اور خدا کا پيغام پهونچاوے ؛ *

3rdly, that angel has been clothed in the human shape.

تيسرے يهه که فرشته خدا کا آدمي کي صورت ميں بن کر آوے ، اور خدا کا پيغام پهونچاوے ؛ *

4thly, there may be only a supernatural voice, without any visible appearance of the speaker.

چوتهے يهه که صرف بذريعه آواز کے ، بغير کسي کے مشاهده کے پيغام الهي پهونچے ؛ *

5thly, it may be conveyed by direct inspiration to the heart of man.

پانچويں يهه که خدا کي طرف سے ، دل ميں خدا کا پيغام ڈالا جاوے ؛ *

6thly, it may be announced in a dream, or in an opening.

چهٹے يهه که خواب ميں يا اور طرح پر بذريعه کشف کے ، پيغام الهي معلوم هو *

According to the faith of Mohomedans, it is by no means considered as an essential element of a revelation, that it should come through the channel of those only who were known to be Prophets; for it has pleased the Almighty to give his revelations also to holy and good men who had no pretensions to the prophetic character.—But, however, to preserve a distinction different names have been given to those revelations which have been declared by the Prophets, from

هم مسلمانوں کے مذهب بموجب مطلق وحي کا آنا صرف انبياء هي پر منحصر نهيں ہے ؛ بلکه انبياء کے سوا مقدس لوگوں پر بهي وحي آتي ہے ؛ مگر واسطے اس امر کے که انبياء عليهم السلام اور اور مقدس لوگوں کي وحي ميں شبهه نه پڑے جدا جدا نام رکهے هيں ؛ وحي کي پهلي چار قسموں کو ، جب انبياء کے سوا اور لوگوں پر آتي ، تحديث کهتے هيں ، اور پانچويں قسم کو الهام ، اور چهٹي قسم کو

those which, on the other hand, have come through the direct agency of private individuals of repute and sanctity: when, therefore, the Divine purposes have been unfolded to others than the Prophets, in any one of the first four of the channels specified above, such revelations are called Tehdees (the holy sayings); when they have come in the fifth form, they are designated Ilham (inspiration) while the sixth description of medium is known as Mooshahidat or mookashfat (displaying).

مشاهدات ' یامکاشفات ؛ اب نبیوں کے سوا مقدس لوگوں پر بهي وحي انیکا ثبوت همکو اپنے مذهبي دلیلوں سے بیان کرنا چاهیئے *

I will now proceed to deduce from our own scriptures, several examples, in which heavenly messages have been conveyed to parties, who, although of high repute and dignity in the world, were never regarded as being invested with the gift of prophecy.—

I. God says in the Soora kussus (Ayat 7) "and we directed the mother of Moses by revelation, saying, give him suck: and if thou fearest for him, cast him into the river; and fear not, neither be afflicted; for we will restore him unto thee, and will appoint him one of our Apostles."

Here is one instance of a revelation to a private individual who was no prophetess.

پهلي دلیل الله تعالی * سورۂ قصص میں فرماتا ہے " اور همنے وحي بهیجي موسی کي ما کو که آسکو دودهه پلا ' پهر جب تجهکو ڈر هو اسکا تو ڈال دے آسکو دریا میں اور نه خطرہ کر اور نه غم کها هم پهر پهونچادینگے آسکو تیري طرف ' اور کرینگے آسکو رسولوں سے " اس آیت سے حضرت موسی کي ما پرجو نبي نه تهیں وحي کا آنا ثابت هوتا ہے *

سورۃالقصص آیت ۷
واوحینا الی ام موسی ان ارضعیه فاذا خفت علیه فالقیه في الیم ولاتخافي ولاتحزني انا رادوه الیک وجعلوه من المرسلین

II. In the Soora Kahef, ayat 87 God says: "O Zoolkurnaan either pnuish this people, or use gentleness towards them."

This is another case of revelation where the favored party had no claim to the rank of a prophet.

دوسري دلیل الله تعالی * سورۂ کهف میں فرماتا ہے "اے ذوالقرنین یا لوگوں کو تکلیف دے ' یا رکهه آن میں خوبي " اس آیت سے معلوم هوا که خدا کا پیغام ذوالقرنین کو آیا اور وہ نبي نه تها *

سورۂ کهف آیت ۸۷
قلنا یذالقرنین اما ان تعذب و اما ان تتخذ فیهم حسنا

III. In the **Mishkàt**, there is a Hudees, (the **sayings** of the Prophet) that our Prophet said "Verily under the former dispensations there lived inspired men in the world; but if under my dispensation there is one such, it is Oomur."—We learn from this passage, that Oomur was favored with the gift of inspiration, although not taking rank as a prophet.

تیسري دلیل * مشکواة میں حدیث ہے ' کہ پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے فرمایا " کہ بے شک تم سے پہلي آمتوں میں الهام والے لوگ تھے ' پھر اگر میري آمت میں کوئي ہے تو وہ عمر ہے " اس حدیث سے حضرت عمر کا ' جو نبي نه تھے صاحب وحي یعني صاحب الهام هونا ثابت هوتا ہے *

في المشکواة في باب مناقب عمر رضي الله عنه قال النبي صلی الله علیه وسلم قد کان فیمن قبلکم من الامم محدثون فان یک في آمتي احد فانه عمر

IV. In the Soora Mirium (Ayat 16-22) God says; "remember in the book of the Koran the story of Mary; when she retired from her family to a place, towards the east, and took a veil to conceal herself from them; and we sent our Spirit unto her and he appeared unto her in the shape of a perfect man.' She said I fly for refuge unto the merciful God, that he may defend me from thee: if thou fearest him, thou wilt not approach me. He answered, verily I am the messenger of thy Lord, and am sent to give thee a holy son. She said, how shall I have a son, seeing a man hath not touched me, and I am no harlot? He replied, so shall it be: thy Lord saith, this is easy with me; and we will perform it, that we may ordain him for a sign unto men, and a mercy from us: for it is a thing which is decreed."

چوتھي دلیل الله تعالی سورة مریم میں فرماتا هے " اور ذکر کر کتاب میں مریم کا ' جب کنارے هوئي اپنے لوگوں سے ایک شرقي مکان میں ' پھر پکڑلیا آسنے آنسے ورے ایک پردہ ' پھر بھیجا همنے آس پاس اپنا فرشته ' پھر بن آیا آسکے آگے آدمي پورا ' بولي مجھکو رحمن کي پناہ تجھسے اگر تو پرهیزگار ہے ' بولا میں تو بھیجا هوا تیرے رب کا هوں ' که دے جاوں تجھکو ایک لڑکا ستھرا ' بولي کہانسے هوگا میرے لڑکا ' اور چھوا نہیں مجھکو آدمي نے ' اور میں

سورة مریم آیت ۱۶ لغایت ۲۲

واذکر في الکتاب مریم اذانتبذت من اهلها مکانا شرقیا فاتخذت من دونهم حجابا فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا قالت اني اعوذ بالرحمن منك ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلما زکیا قالت انی یکون لي غلم ولم یمسسني بشر ولم اك بغیا قال کذالك قال ربك هو علي هین ولنجعله اية للناس ورحمة منا وکان امرا مقضیا

خراب بهي نه تهي ' بولا يوں هي فرمايا
تيرے رب نے وہ مجهه پر آسان ہے ' اور
اُسکو هم كيا چاهتے هيں لوگوں كو نشاني
اور رحمة هماري طرف سے اور ہے يهه كام
ٹهرچكا " *

V. In the Soora Alumran (Ayat 45) God says; when the angels said, O Mary verily God sendeth thee good tidings, that shall bear the Word proceeding from himself; his name shall be Christ Jesus, the son of Mary, honorable in this world and the world to come, and one of those who approach near to the presence of God."

پانچويں دليل الله تعالى * سورۂ ال
عمران ميں فرماتا ہے "
جب كہا فرشتوں نے
اے مريم الله تجهكو
بشارت ديتا ہے ايک
اپنے كلمه كي ' جسكا
نام مسيح عيسى بيٹا
مريم كا ہے ' مرتبه والا
دنيا ميں اور آخرت
ميں اور مقربوں سے *

* سورۂ ال عمران
آيت ٤٥
اذ قالت الملٰئكة يٰمريم
ان الله يبشرك بكلمة
منه اسمه المسيح
عيسى ابن مريم
وجيها في الدنيا
والاخرة ومن المقربين

VI. Again in the Soora Alumran (Ayat 42- 43) God says: "and when the angels said, O mary, verily God hath chosen thee and hath purified and chosen thee above all the women of the world: O Mary be devout towards thy Lord, and worship, and bow down with those who bow down."

چهٹي دليل الله تعالى نے * سورۂ آل
عمران ميں فرمايا
ہے " اور جب
فرشتوں نے كہا اے
مريم الله نے تجهكو
بر گزيدہ كيا ' اور
ستهرا بنايا اور برگزيدہ
كيا تجهكو سب جهان
كي عورتوں سے ' اے
مريم بندگي كر اپنے
رب كي اور سجدہ كر
اور ركوع كر ركوع كرنے والوں كے ساتهه " ان
تينوں ايتوں سے ثابت هوتا ہے كه حضرت
مريم پر جو نبيه نه تهيں خدا كي وحي
آئي *

* آل عمران آيت
٤٢ و ٤٣
واذ قالت الملٰئكة
يٰمريم ان الله اصطفاك
و طهرك و اصطفاك
على نساء العالمين
يٰمريم اقنتي لربك
واسجدي واركعي
مع الراكعين

Now we learn from the three foregoing examples, that Mary was favored with celestial revelations, notwithstanding she was not a prophetess.

Now these six examples above specified decidedly prove that the revelations from God have also descended to the persons who were not prophets. It may also be

يهه چهٹوں دليليں اسبات كا بخوبي
تصفيه كرتي هيں كه خدا كي وحي نبيوں
كے سوا اور مقدس لوگوں پر بهي آتي ہے '

learned that when Inspiration, or the fifth form of communication, is employed, it is called Rofinnufs when a propet is the recipient of the revelation; and Skeena, when the recipient is other than a prophet.—In the Mishkat there is a hudees (the holy saying of the prophet) that the prophet hath said that "without doubt the holy Spirit has put it into my heart:" and it is also said in the same book, that the friends and disciples of the prophet expressed the opinion, that it was not incredible that Skeena spoke through the heart, and lips of Oomur."—It would appear, that godly men, of upright heart, unsullied integrity, and blameless conscience, were moved by the motions of the Spirit, to give utterance to what was thus prompted to them; and therefore whatever fell from them at such seasons, was implicitly received and accepted as revelation, and not such as proceeding from their own volition alone, or expressing their own individual sentiments; but to preserve a distinction between these kinds of revelations: the one which comes through a prophet, and the other which comes through a private individual of the charater above specified-we Mohomedans hold this opinion, that there can be no manner of doubt either as to the fact of a revelation, or as to its exact interpretation, when it is vouchsafed to mankind through the mouth of a prophet; but when, on the other hand, it comes through a party who is not a prophet, in such a case we conceive there is scope for error and distrust, either as to the fact itself (that

اوريهه بهي جان لينا چاهيئے كه پانچويں قسم كي وحي كو جب نبي پر اوترتي هے كبهي نفث في الروع بهي كهتے هيں اور جب نبي كے سوا اور كسي مقدس كو هوتي هے تو اسكو سكينه كهتے هيں * مشكواة ميں حديث هے كه فرمايا نبي صلى الله عليه وسلم نے "كه بيشك روح قدس نے ڈالا ميرے دل ميں" اور مشكواة هي ميں يهه بهي هے كه سكينه عمر كي زبان سے اور دل سے بولتي هے" اس وحي كا يهه طريقه هے كه صاحب وحي كے دل ميں بسبب نور اور صفائي قلب اور پاكيزگي روح كي خود بخود ايك بات جوش مارتي هے ' اور وه زبان سے نكلتي هے ' وه كلام في الحقيقة كلام رحماني هے جو اسكي زبان سے نكلا نه كلام نفساني ' مگر هم مسلمان ان دونوں قسم كي وحيوں ميں يعني جو نبي پر آوے اور جو غير نبي پر آوے تميز ركهنے كو يهه اعتقاد ركهتے هيں ' كه جو وحي انبياء كو هوتي هے اسميں كبهي غلطي نهيں هوتي نه اصل وحي ميں اور نه تعبير معني ميں ' اور جو وحي انبياء كے سوا اور مقدس لوگوں كو هوتي هے اس ميں سمجهه كي غلطي كا احتمال هے ' خواه باعتبار وحي سمجهنے اس واقعه كے جو هوا خواه باعتبار تعبير اور تفهيم معني وحي كي ' علاوه اسكے ايسي وحي جس سے

* في المشكواة في باب التوكل والصبر قال النبي صلى الله عليه وسلم ان روح القدس نفث في روعي

في المشكواة في باب مناقب عمر ماكنا نبعد ان السكينة تنطق على لسان عمر و قلبه

is to say, whether it be really a divine revelation), or secondly, as to the right explanation or apprehension of its true meaning.—Besides, the purposes of God in matters relating to the holy Sacrament have been unfolded by Him through the medium of his prophets alone, and not of any others, as eminent men of the Christian church have also maintained similar views on this point; for Martin Luther, the great apostle of Protestantism, remarks in the 2nd vol: of his book, in referance to that passage in St: James general epistle which relates to the anointing of the sick, that although this may have been written by St: James, yet the apostles had no authority to institute such a sacrament; for the power to do that belonged exclusively to Jesus alone.—

James V-14.

شریعت کا کوئي نیا حکم پیدا هو ' وہ نبي کے سوا اور کسي کو نہیں هوتي ' محققین علماء مسیحي کا بهي یهي مذهب ہے ' مارٹن لوتهر صاحب جو فرقہ پروٹسٹنٹ کے پیشوا هیں اپني کتاب کي دوسري جلد میں جہان ذکر ہے ' * کہ بیمار پر مجلس کے قسیس تیل ڈالیں وهاں لکهتے هیں " کہ گو یہہ نامہ یعقوب کا هو لیکن حواري کو نہیں پہونچتا کہ اپني طرف سے ' سیکرمنٹ ' یعني حکم شرعي بناوے یہہ منصب صرف حضرت عیسیٰ کو تها " *

* نامہ یعقوب باب ۵ ورس ۱۴

Let it be borne in mind, that we fully believe that the apostles of Jesus Christ were inspired men; and as an argument in proof, I will here quote a passage from the Soora Miadah, (Ayat 114) where God has said "and when I commanded the apostles of Jesus saying, believe in me and in my messenger; they answered, we do believe and do thou bear witness that we are resigned unto thee."—

یہہ بهي جاننا چاهیئے کہ همارے مذهب بموجب حضرت عیسیٰ علیه السلام کے حواري بهي صاحب وحي یعني صاحب الهام تهے ؛ دلیل اسکي یہہ ہے کہ الله تعالیٰ نے * سورة مائده میں فرمایا ہے " اور جب میں نے وحي بهیجي حواریوں کے پاس کہ یقین لاو مجهہ پر اور میرے رسول پر بولے هم یقین لائے اور تو گواه رہ کہ هم مسلمان هیں *

* سورة المایده آیت ۱۱۴ و اذ اوحیت الی الحواریین ان آمنوا بي وبرسولي قالوا آمنا واشهد باننا مسلمون

When the sacred nature of a revelation is made apparent, then it must be concluded that any message brought to a prophet from God by any means,

جب وحي کے معني معلوم هوگئے تو اب جاننا چاهیئے کہ جو خدا کا پیغام نبي تک کسي طرح پہونچے وہ کلام الهي ہے '

is the word of God. Thus all messages which in former ages were brought to the prophets, and to our own prophet and by them promulgated in the form either of the Holy Law, Sermon, precepts, or in any other way all such messages are of Divine origin, but it is to be observed that those words of God which belong to a period anterior to the advent of our own prophet were not intended to indicate a miracle of eloquence; accordingly the mere subjects of the messages of God were communicated to prophets, which they used to announce to the world in their own words: for instance the both Mr. Beausobre and Mr. Lafont have given it as their opinion, that the Holy Spirit, through whose help and assistance, the sacred historians indited the Gospel, did not prescribe to them any particular form of speech or language.—His office was simply to impress the subject-matter upon the tablet of their hearts, and by his divine power he kept them from falling into error; but it was left to their own discretion to proclaim and to perpetrate in writing, the inspired truths, in the idiom and in the form of language they understood best, or with which they chanced to be most familiar.—Hence it is, that we find a marked difference in the style and mode of narration, in works of those holy men; since each one wrote according to his own ability and way of thinking. In like manner the man who is conversant with the original tongue, cannot fail to detect the variations in the style adopted severally by Matthew, Luke, Paul and John.

چنانچه جسقدر پیغام خدا کے انبیاء سابقین اور همارے پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم پاس پهونچے ' اور اُنهوں نے لوگوں کي هدایت کے لیئے بطور احکام یا وعظ یا نصیحت یا اور طرح پر بیان فرمائے ' وہ سب بر حق اور کلام الهي هیں ' مگر جسقدر کلام الهي محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم سے پهلے انبیاء علیهم الصلوٰة والسلام پر نازل هوا ' اُسمیں معجزہ فصاحت کا مقصود نه تها ' اِسلیئے وحي بطور مضمون القاء هوتي تهي جسکو انبیاء اپني زبان سے تعبیر فرماتے تهے ' بیوسوبر اور لیافان صاحب لکہتے هیں " که روح القدس نے جسکي تعلیم اور مدد سے انجیل نویسوں اور حواریوں نے لکها هے ' اُنکے لیئے کوئي زبان نهیں ٹهرا دي تهي ' بلکه اُسنے اُنکے دلوں میں صرف مطلب سمجها دیا اور غلطي میں پڑنے سے بچایا ' اور هر ایک کو اختیار دیا که اپنے محاورہ اور عبارت میں اُسکو ادا کرے ' اور جیسے هم اُن پاک لوگوں کي لیاقت اور مزاج کے موافق اُنکي کتابوں میں محاورہ کا فرق پاتے هیں ' ویساهي وہ شخص جو اصل زبان سے ماهر هوگا متّی اور لوقا اور پال اور یوحنا کے محاورہ میں فرق پاویگا ' اگر روح القدس حواریوں کو عبارت بتلا دیتا تو یهه بات هرگز نهوتي ' بلکه اس حالت میں کتب مقدسه میں سے هر کتاب کا محاورہ یکساں هوتا " مگر همارے پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم پر جو وحي نازل هوئي اُس میں بالذات ایک اور معجزہ فصاحت کا بهي مقصود تها ' اسلیئے ضرور هوا که وہ وحي بلفظه نازل هو تاکه اُسکي سي فصاحت انسان سے

Whereas if the Holy Spirit had actually dictated the text in a certain known language, there would of course have been no such variations; but on the contrary, the style of all the books of the Bible would have been found to be uniform and identical.—whereas the messages brought to our prophet were also intended to furnish a miracle of eloquence, and sent down in fact in the very words in which they were by him delivered to us; and the language and style of those messages prove incontestibly, that they could never have been the production of man.—So, the Koran was transmitted from Heaven in the very words in which we have it: and we the Mohomedans have therefore taken the words of God in our Koran into a special sense, that is we consider them such revelations, the words of which were also to proceed from God himself; such revelations we call Wahee Mutloo or the words of God; and such revelations of which merely the subjects were communicated to prophets, are called by us Wahee Gair Mutloo or Hadees. By taking the words of God into the above specified sense we, Mohomedans, do not mean to say that the revelations made to former prophets and that those made to our own prophet besides the Kooran, are not the words of God.

نہ بن سکے ' چنانچہ قرآن مجید اسیطرح بلفظہ نازل ہوا ' اور وہي لفظ بلفظ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو پڑھہ سنایا ' اس سبب سے ہم مسلمانوں نے اپنے اصطلاح میں کلام الہي کو ایک خاص معنوں میں سمجہا ہے ' یعني وہ وحي کہ جسکي لفظ بہي خدا سے هي ہوں ' اور ایسي وحي کو ہم کہتے ہیں وحي متلو یا کلام الہي اور اُس وحي کو جو بطور مضمون القا ہوئي تہي کہتے ہیں وحي غیر متلو یا حدیث ' مگر بسبب خاص وجہہ کے یہہ ایک خاص اصطلاع قرار پائي ہے ' نعوذباللہ اِس سے یہہ مطلب نہیں ہے ' کہ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام پر جو القاء ہوا اور جو احکام اور ہدایت دین کي آنہوں نے فرمائي ' یا سواے قرآن مجید کے اور جو کچہہ دین کے معاملہ میں ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کلام الہي نہیں ہے *

It may also be known that only so many words of the men to whom revelations are made, we Mohomedans consider as revelations, as relate to the religious matters; or such of their words only, to utter which would not be possibly to proceed from reason; or such of

اور یہہ بہي جاننا چاہیئے کہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں ' صاحب وحي یا صاحب الہام کا وہي کلام وحي سمجہا جاتا ہے ' جو اُسنے دین کے مقدمہ میں کہا ہو ' یا ایسي بات کہي ہو جسکا بغیر وحي یا الہام کے کہنا عقلا بعید ہو ' یا

their words which they assert to have uttered by means of a revelation; or such of their words, the mode of the expression of which were to prove of their being uttered by means of a revelation only.—But if the very men in whose such revelations as above mentioned we believe, were to utter any such words as relate to the worldly concernment only, such as come daily under our own notice or observation, we would not believe in them as a revelation.—

In illustration of this remark, I would here extract an anecdote related in the Mishkat, by Rafa, the son of Khudeej.—It is said there, that when the holy prophet went from Mecca to Medina, he observed the people of this country nourishing the root of the date-tree with its own sap: when questioned on the subject, the people said, they were acting in conformity with the time-honored practice of the country: upon this the prophet recommended them to discontinue such a practice, and it was discontinued accordingly.—The consequence however was a scanty out-turn of fruit: and when the people represented this to the prophet, he told them that he was but a man that when he spoke to them about Spiritual things, they were bound to obey him; but when he returned to say any thing to them about worldly things from his own personal knowledge, they should take it with a reservation, and act according to their own skill and discretion; for, that in such things he could speak only as a man.

خود آسنے ظاہر کیا ہو کہ میں یہہ بات وحي یا الہام سے کہتا ہوں' یا قرینہ حالیہ اور مقالیہ سے معلوم ہو کہ وہ وحي یا الہام سے کہا گیا ہے ' اور اِسکے سوا جو آسکا اور کلام ہے ' اور جو دن رات انسان کے برتاو میں آتا ہے ' اور دنیاوي أمورات سے علاقہ رکھتا ہے ' آسکو وحي سے کچھہ علاقہ نہیں ہے ' اسکي دلیل یہہ ہے کہ * مشکواۃ میں رافع ابن خدیج سے روایت ہے " کہ جب نبي صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ میں تشریف لائے ' تو مدینہ والے کھجوري کے درخت میں نرکھجور کا مادہ ڈالتے تھے ' حضرت نے فرمایا کہ تم کیا کرتے ہو ' آنہوں نے کہا کہ ہم یوں هي کیا کرتے هیں ' حضرت نے فرمایا کہ شاید تم نکرو تو بہتر ہو ' پھر آنہوں نے نہ کیا ' تب کھجوریں کم پہلیں اسکا ذکر حضرت سے آن لوگوں نے کیا ' پھر آپنے فرمایا کہ میں انسان هي ہوں ' جسوقت تمکو کسي چیز کا تمہارے دین کي باتوں میں حکم کروں آسکو اختیار کرو ' اور جب تمکو اپني عقل سے کسي بات کا حکم کروں تو میں بھي انسان ہوں *

* في المشكواة في باب الاعتصام بالكتاب والسنة

عن رافع ابن خديج قال قدم نبي الله صلى الله عليه وسلم المدينة و هم يابرون النخل فقال ماتصنعون قالوا كنا نصنعه قال لعلكم لولم تفعلوا كان خيرا فتركوه فنفضت قال فذكروا ذلك له فقال انما انا بشر اذا امرتكم بشيء من امر دينكم فخذوه و اذا امرتكم بشيء من رايي فانما انا بشر

We learn from this, that holy men, known to be blessed with Inspiration, may possibly fall into error in matters unconnected with the general tenor of the subjects upon which they are accustomed to be inspired, but that we are not on that account to harbour a feeling of doubt or untrust touching the sacred nature of their saintly and inspired character. It is for this reason that we Mohomedans, although holding all the books of the Old and New testaments to be genuine and true, are yet guided more particularly by the mere text of them, than the narratives and tales to be found in them; and if we find any palpable inaccuracy in the relation of historical facts, still, that circumstance does not stagger our belief; for we look to the meaning of the text, and this is also believed to be the guiding principle of eminent Christians on this subject.

اِس سے یہہ نتیجہ نکلتا هے کہ اگر کسي صاحب وحي یا صاحب الہام کے ٬ اُسقدر قول یا تحریر میں جو بطور عام انسانوں کے هو ٬ بالفرض اگر کوئي غلطي یا سہو نکل آوے ٬ تو کسي طرح اُسکي صاحب وحي یا صاحب الہام اور پاک اور مقدس هونے پر شبہہ نہیں هو سکتا ٬ یہي سبب ہے کہ هم مسلمان با وجودیکہ تمام کتب عہد عتیق اور عہد جدید کو پاک اور مقدس جانتے هیں ٬ مگر خاص متن بیبل کو اُسکي روایت سے علاحدہ تمیز کرتے هیں ٬ اور اگر کہیں کچھہ تناقض امور تاریخي میں پاتے هیں ٬ تو اُس سے کسي طرح متن بیبل پر شبہہ نہیں کرتے ٬ کیونکہ محافظت متن کي در اصل همکو مد نظر هے اور ظاهرا یہي طریقہ علماء عیسائي کا بھي معلوم هوتا هے " *

At page 125 of the first volume of his Introduction to the study of the scriptures, Mr. Horne says. "That those very persons to whom the holy Spirit revealed those things which are of the highest authority in religion, sometimes wrote only as faithful historians, and at other times as prophets under the influence of Divine inspiration; and that those writings are so different from each other that the one sort are to be imputed to themselves as the authors, the other to God speaking by them; the former are of service to increase our knowledge, the other of authority in religion, and canonical. Augustine."

* هارن صاحب سینٹ آگس تئین صاحب کا قول نقل فرماتے هیں " کہ جن شخصوں پر روح القدس مذهب کي باتیں الہام سے پہونچاتے تہے ٬ وهي شخص بعض اوقات مثل دیانتدار مورخوں کے (یعني بغیر الہام کے) بھي لکہا کرتے تہے ٬ اور بعض اوقات الہام کي تاثیر میں هوکر پیغمبروں کي مانند لکہتے تہے ٬ اور وہ تحریریں ایک دوسري سے اسقدر اختلاف رکہتي هیں ٬ کہ اُن میں سے ایک قسم اُن لوگوں کي طرف اسطرح منسوب کي جاتي ہے ٬ کہ گویا اُنہوں نے اُسکو بطور مصنف کے تصنیف کیا ہے ؛ اور دوسري قسم خدا پر منسوب کي جاتي ہے کہ گویا خدا اُنکے ذریعہ سے

*هارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ١٨٢٥ ع لندن جلد ١ صفحہ ١٢٥

کلام کرتا ہے ، ان میں سے اول قسم کي
تحریریں همارے علم کے بڑھانے کے کام آتي
هیں ، اوردوسري قسم کي تحریریں مذهب
کي سند کے واسطے " ٭

In the last volume of Thomas Scott's Commentary on the holy Bible, it is stated, that it is by no means necessary that all the productions of a prophet should indicate the evidences of inspiration, and that although Solomon wrote books under that mysterious Divine influence, it does not necessarily follow that his historical writings were also inspired. Besides, it must be borne in mind, that the prophets of old, and the disciples of the Messiah, were only inspired under peculiar circumstances and for special purposes.—

تفسیر هنري اور سکاٹ کي اخیر جلد
میں ہے که ضرور نهیں که هر لکھا پیغمبر کا
الهامي یا قانوني هو ، اور اسلیئے که حضرت
سلیمان نے بعض الهامي کتابیں لکھیں یهه
ضرور نهیں که جو أنهوں نے بطور تاریخ کے
لکھا وه بھي الهامي هو ، اور یاد رکھنا
چاهیئے که پیغمبر اور حواري خاص خاص
مطلب اور موقع پر الهام کیئے جاتے تھے ٭

Watson, in his 4th vol: says with reference to Dr. Benson's Paraphrase on the chapter on Inspiration, that the disciples were only inspired when they wrote to declare the laws of God, and that their productions were precise and exact and confined to that particular inspiration. but that when they wrote upon other matters, unconnected with divinity, they did so according to their own personal knowledge and ability, just as other men write upon similar subjects.— The following examples are cited in illustration of the foregoing observations.—

واٹسن صاحب کي چوتھي جلد میں
رساله الهام کے اندر جو ڈاکٹر بینسن کے
پارافریز ، یعني تفسیر سے لکھا ہے یهه بات
لکھي ہے ، که حواري لوگ جب وے دین
کي بات بولتے یا لکھتے تھے تو وه خزانه الهام
سے جو أنکو حاصل تھا أنهیں درست رکھتا
تھا لیکن وے انسان اور ذوي العقول تھے ،
اور أنهیں الهام بھي هوتا تھا اور جس طرح
اور آدمي معاملات میں الهام بغیر عقل سے
بولتے اور لکھتے هیں ویساهي وے بھي عام
معاملوں میں بولا اور لکھا کرتے تھے " چنانچه
آینده مثالوں سے یهه مطلب ثابت هوتا
ہے ، ٭

"Drink no longer water, but use a little wine for thy stomach's sake and thine often infirmities." (1st Timothy V-23) It is probable this verse was not written under the force of inspiration.

مثلاً مقدس پال کے نامه اول تمتھي
کے پانچویں باب کے تئیسویں ورس میں لکھا
ہے (اور اب سے تو صرف پاني نه پیاکر ،
بلکه اپني معدي اور کم زوري کے سبب

تهوڑي شراب پي) اس ورس سے معلوم
هوتا هے كه يهه ورس بغير الهام كے لكها گيا
هو *

Again; "The cloak that I left at Troas with Carpus, when thou comest bring with thee, and the books, but especially the parchments." (2nd Timo: IV-13) It may be presumed that this passage also like the preceding one was penned without inspiration.

اور مقدس پال كے نامه دوم تيمتهي
كے چوتهے باب كے تيرهويں ورس ميں
لكها هے (وه لبادا جسے ميں نے تروآه ميں
كارپاه كے هاں چهوڑا اور كتابيں خصوصا
چمڑے كا ورق ليتے آنا) معلوم هوتا هے
كه يهه ورس بهي پهلے ورس كيطرح بغير
الهام كے لكها گيا هے *

The following is likewise of the same character: "Grastus abode at Corinth; but Tropeimus have I left at Miletum sick." (2nd Timo: IV-20)

اور اسيطرح اسي نامه كے چوتهے باب كا
بيسواں ورس بهي بغير الهام كے لكها هوا
معلوم هوتا هے (ارسته كرنتهي شهر ميں
رها هے ، ترفمي كو ميں نے ميليتي ميں
بيمار چهوڑا) *

The following verses seem to be written under inspiration.

اور يهه ورس جو آگے آتے هيں معلوم
هوتا هے كه الهام سے لكھے گئے هيں *

"And unto the married I command, yet not I, but the Lord, let not the wife depart from her husband." (1st Corinth: VII-10)

نامه اول كرنتهيونكا باب ۷ ورس دس (پر
ميں آنكو جن كا بياه هوا هے حكم كرتا هوں ،
ميں نهيں خداوند حكم كرتا هے ، كه جورو
اپنے خصم سے جدا نهووے) *

"Now when they had gone throughout Phrygia and the region of Galatia, and were forbidden of the Holy Ghost to preach the word in Asia.

اعمال باب ۱۶ ورس ۶ (جب فروگيا
اور سرزمين گلاتيا سے گذري روح قدس
نے آنهيں اشيا ميں مسيح كي بات كهنے
سے منع كيا) *

After they were come to Mysia they assayed to go into Bythinia: but the Spirit suffered them not." (Acts XVI-6-7)

ورس ۷ (تب مسيا ميں آكے انهوں نے
قصد كيا كه بتهنيا كو جاويں پر روح نے
آنهيں جانے نه ديا) *

The following verses, as is apparent, were not written under the guidance of the Holy Spirit, but by the writer's own solicitude.

اور يهه ورس جو آگے آتے هيں انسے معلوم
هوتا هے كه وه الهام سے نهيں لكھے گئے
بلكه صرف اجتهاد سے لكھے گئے هيں *

" But to the rest speak I, not the Lord: If any brother hath a wife that believeth

نامه اول كرنتهيونكا باب ۷ ورس ۱۲ (باقي
جو كچهه هے خداوند نهيں ميں كهتا هوں ،

not, and she be pleased to dwell with him, let him not put her away." (Ibid-V-12.)

اگرکسي بھائي کي جورو بے ايمان ہو، اور اُسکے ساتھہ رہے کي رضامند ہو تو وہ اُسکو نچھوڑے ✻)

"Now concerning virgins, I have no commandment of the Lord: yet I give my judgement, as one that hath obtained mercy of the Lord to be faithful" (Ibid-25.)

نامہ اول کرنتھيونکا باب ۷ ورس ۲۵
(کنواري کے حق ميں خداوند کا کوئي حکم ميرے پاس نہيں ، ليکن جيسا ديانتدار ہونے کے ليئے خداوند سے رحم پايا ہوں ايسيہي صلاح ديتا ہوں) ✻

It is therefore very evident, that the sacred writers wrote not at all times through inspiration, but also from their own volition and knowledge, yet the distinction is marked, that when writing under inspiration, they declared the will of God in behalf of his people; and when they wrote without inspiration, they inculcated precepts of morality for private life.

ان تمام مثالوں سے يہہ بات بخوبي روشن ہے ، کہ حواري حضرت مسيح عليہالسلام کے ہميشہ الہام سے نہيں لکہتے تہے ، بلکہ اپنے علم اور اپني اجتہاد سے بہي لکہا کرتے تہے ، اسليئے يہہ امتياز کيا گيا ہے ، کہ حواريين جب کوئي بات الہام سے لکہتے تہے ، تو اُسن سے تو يہہ سمجہا جاتا تہا ، کہ وہ خدا کي مرضي لوگوں کو بتاتے ہيں ، اور جب وہ بغير الہام کے کچہہ لکہتے تہے ، تو اُس سے صرف انسان کي تہذيب مراد اخلاق ہوتي تہي ، ✻

And it is within the compass of our own knowledge and experience, that when an author refers to matters which are patent to the evidence of the senses, it is not requisite that his pen should be inspired. Beausobre and Lefon say the same thing.

علاوہ اسکے يہہ بات بہي عقل کے قريب ہے ، کہ جو حال اپني آنکہہ کا ديکہا ہوا يا سنا ہوا لکہا جاوے ، اُسميں الہام کي کچہہ ضرورت نہيں ہے ، بيوسوبر اور ليافان کا يہي قول تہا ✻

As a summary of these arguments it may be safely asserted, that it is the opinion of both Christians and Mohomedans, that it is not essentially necessary that all the writings that have been left us, which bear the names of inspired men, should be absolutely regarded as proceeding from inspiration.

غرض کہ اِن وجوہات سے يہہ بات نہايت استحکام سے کہي جاسکتي ہے ، کہ عيسائي اور مسلمان دونوں کا مذہب يہي ہے ، کہ يہہ بات کچہہ ضرور نہيں ہے کہ سب تحريريں اگلے زمانوں کي جو ہمارے پاس ہيں ، اور جنکو اُن شخصوں نے لکہا ہے جنکو الہام ہوتا تہا ، اُن سب کو کليۃ اس طرح پر سمجہنا چاہيئے کہ وہ سب الہام سے لکہي گئي ہيں ✻

THIRD DISCOURSE.

توریت اور صحف انبیاء اور زبور اور انجیل جنکا نام قران مجید مین آیا ہے وہ کونسي کتابیں ھیں

What books are those which in the Koran are alluded to under the names of Toureit, Sohoofumbiya, Zuboor, and Injeel.

In my Second Discourse I have dwelt upon Revelations, and words of God and from the observations made on the subject, it has doubtless been understood, that the revelations supernaturally received by Prophets and by them expounded to the people, were, in very truth, words of God; and these inspired communications, having been committed to writing, do now form the subject-matter of those books which are known as the productions of the Prophets whose names they bear. Thus, the origin of the Toureit, the Sohoofumbiya, the Zuboor, and the Injeel, is the revelations which were conveyed from God respectively to Moses, to the Israelitish Prophets, to David, and to Jesus, and when those revelations were written down they were known to the world by their respective names of Toureit, Zuboor, Sohoofumbiya, and Injeel.

دوسرے مقدمه میں همنے وحي اور کلام الهي کي حقیقت بیان کي هے ' اس سے معلوم هوا هوگا که جو وحي خدا کیطرف سے پیغمبر پاس پهونچے ' اور وہ پیغمبر لوگوں کے سامنے بیان کرے حقیقت میں وہ خدا کا کلام هے ' اور جب وہ کلام لکها جاوے تو وہ اس پیغمبر کي کتاب هے جسپر خدا کا کلام اترا تها ' پس حقیقت توریت اور صحف انبیاء اور زبور اور انجیل کي وہ وحي هے جو خدا کي طرف سے موسی اور انبیاء بني اسرائیل اور داود اور عیسی علیهم السلام پر اتري ' اور جب وہ لکهي گئي تو وہ کتاب مکتوب شدہ توریت و زبور اور صحف انبیاء اور انجیل کے نام سے مشهور هوئیں ' ❋

It is to be remarked however, that there is a perceptible difference in the style of recording the words of God; for in the earlier ages it appears to have been the practice of recording the words of God, in the narrative form; the writer commencing with his subject from its very origin, and inserting in

اب طریقه تحریر میں تفاوت هے ' پهلے زمانه میں کلام الهي لکهنے کا یه رواج عام تها ' که بطور روایت کے لکها جاتا تها ' یعني لکهنے والا کلام الهي کا سلسلهوار حال لکهنا شروع کرتا تها ' اور اسي سلسله میں جو وحي پیغمبر پر اترے تهي وہ بهي لکهه جاتا تها مثلا مقدس متی نے طلاق نه دینے

the body of his narrative, a relation of supernatural events, as occuring to him or to the party of whom, or for whom, he wrote; for example, St: Matthew in his gospel wrote thus about the divorcement of wives :—

کے حکم کو اپني انجیل میں اسطرح پر لکھا ھے *

* متی باب ۱۹

1. And it came to pass that when Jesus had finished these sayings, he departed from Galilee and came unto the coasts of Judea beyond Jordan.—

Mat. XIX 1-9

۱ * یسوع اس کلام کو تمام کرکر جلیل سے جاکے یردن کے پار یہودیہ کي سرحد میں آیا *

2. And great multitudes followed him; and he healed them there.

۲ اور بہت سي جماعتیں آسکے پیچھے هولیاں ، اور آسنے آنہیں وهاں چنگا کیا *

3. The Pharisees also came unto him, tempting him, and saying unto him is it lawful for a man to put away his wife for every cause.?

۳ . فروسیوں نے آسکے امتحان کے لیئے آس پاس آکے کہا ، که هر ایک سبب سے اپني جورو کو طلاق دینا آدمي کو روا هے *

4. And he answered and said unto them, have ye not read that he which made them at the beginning made them male and female.

۴ آسنے جواب دیا کیا تم نے نهیں پڑھا ، که جسنے ابتداء میں آنہیں پیدا کیا ، آسنے آنهیں ایک نر و ایک ماده بنایا *

5. And said, for this cause shall a man leave father and mother, and shall cleave to his wife: and they twain shall be one flesh.?

۵ اور بولا که اسلیئے مرد اپنے ما باپ کو چھوڑیگا ، اور اپني جورو سے ملا رهیگا اور وے دونوں ایک تن هونگے ، اسلیئے اب وے دو نہیں بلکه ایک تن هیں *

6. Wherefore they are no more twain but one flesh. What therefore God hath joined together, let not man put asunder.

۶ پس جو کچھه خدا نے جوڑا هے ، آدمي آسے جدا نکرے *

7. They say unto him, why did Moses then command to give a writing of divorcement, and to put her away.?

۷ آنہوں نے آسکو کہا ، که پھر موسی نے کیوں طلاق‌نامه دینے اور آسے چھوڑنے کي اجازت دي *

8. He saith unto them, Moses because of the hardness of your hearts suffered you to put away wives: but from the beginning it was not so.

۸ آسنے آنکو کہا که موسی نے تمهاري سخت دلي کے سبب سے تمکو اجازت دي ، که اپني جوروں کو چھوڑدو ، پر ابتداء میں ایسا نه تها *

9. And I say unto you, whosoever shall put away his wife, except it be for

۹ اور میں تمہیں کہتا هوں ، که جو کوئي اپني جورو کو سواے حرامکاري کے ،

fornication, and shall marry another committeth adultery: and whoso marrieth her which is put away doth commit adultery.

Now we Mohomedans look upon the first. second, third, and seventh verses, as mere narrative, while the remainder of the quotation we consider as the text of the revelation which God descended on Jesus Christ. It is to be observed, that in the case of our own Prophet, the revelations made to him were intended to impart a special miracle of eloquence and they were written down literally and exactly in the form in which they were communicated without any narrative being inserted in them. However it was the rule to call a book by the name of the Prophet, whether the subject-matter was pure doctrine only, or whether it was mixed up with narrative also; and it is on this account that we Mohomedans regard the narrative portions of the Scriptures as apart and distinct from those portions which form the real text. I repeat therefore that the revelations conveyed to the Prophets of old and that were recorded down, are the Pentateuch, the Psalms, the Prophecies, and the gospels entitled the Old and New Testaments.

As the revelations made to some of the Prophets, were compiled by different persons into separate books, so thus there appeared a number of books by the name of one prophet as their author; accordingly it must be understood, that whenever I use the name of the book of a certain prophet I consider the work to be included of all the books that are known by the name of that prophet.

کسو سبب سے طلاق دے اور دوسري سے بیاہ کرے، وہ زنا کرتا ہے ' اور جو کوئي اُس چھوڑي گئي عورت سے بیاہ کرے وہ بھي زنا کرتا ہے *

پس ہم لوگ پہلے اور دوسرے اور تیسرے اور ساتویں ورس کو روایت تعبیر کرتے ہیں اور باقي کو متن یعني وہ خاص وحي جو حضرت عیسی علیہ السلام پر خدا کي طرف سے اُتري ' جب ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحي نازل ہوئي ' تو اُسمیں علاوہ احکام کے فصاحت کا بھي معجزہ مقصود تھا ' اسلیئے اُسمیں کوئي لفظ روایت کا شامل نہیں ہوا ' بلکہ صرف وہي لفظ لکھے گئے جو خدا کیطرف سے اُترے ' بہرحال جب کلام پیغمبر کا لکھا گیا وہ اُس پیغمبر کي کتاب ہے ' خواہ وہ بشمول روایت لکھي گئي ہو ' خواہ بلا شمول روایت کے ' اور یہي سبب ہے کہ ہم مسلمان ' متن توریت اور انجیل کو اور اُنکي روایت کو جدا جدا تمیز کرتے ہیں ' اب سمجھ لینا چاہیئے کہ جو وحي اگلے نبیوں پر اُتري ' اور وہ جسطرح پر لکھي گئي وہ کتابیں مکتوب شدہ توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور انجیل کے نام سے مشہور ہوئیں ' جنکا نام کتب عہد عتیق اور عہد جدید ہے *

بعض انبیاء کي وحي کو متعدد لکھنے والوں نے لکھا ' اور اُس نبي کے نام کي متعدد کتابیں لکھي گئیں ' پس جب ہم کسي پیغمبر کي کتاب کا نام لینگے ' تو ہماري مراد وہ سب کتابیں ہونگي جو اُس پیغمبر کے نام سے لکھي گئیں اور مشہور ہوئیں *

In committing revelations to writing, at the dictation of the inspired Prophets, it is possible that the amanuensis may have inadvertently omitted some word or passage in the heavenly message, and although I believe, that the writers generally executed their difficult task with such care and assiduity that the probability of mistakes was greatly diminished, yet, it is not impossible, that despite of every human precaution to guard against material errors, some omissions in the test might occur after all; for example, it may be here stated in illustration of these remarks, that St: Matthew, writing of Jesus says that "he came and dwelt in a city called Nazareth: that it might be fulfilled which was spoken by the prophets, He shall be called a Nazarene." (II-23), and yet, no such prediction can be found in the writings of any of the Prophets.

From the foregoing premises the conclusion must of course be obvious, that we Mohomedans hold the belief that the revelations conveyed to the prophets of old times were recorded in the very books which are entitled Toureit, Suhoof Umbiya, Zuboor and Injeel; when these four names occur in our holy Koran, they are understood to signify such books as were recorded before the time of our prophet; were made known to the world by those names; and had obtained authority at any time whatever. It is not our belief that these books as spoken of in our holy Koran, were some other books independent of those that had obtained authority, as above said, at any time whatever. Now I will proceed to advance some

یہہ بھي ممکن ھے کہ پیغمبر نے کوئي
بات وحي کي بیان کي ھو ' مگر وحي
لکھنے والے سے لکھني رہ گئي ھو ' اگرچہ
ھمارا اعتقاد یہہ ھے ' کہ وحي لکھنے والوں
نے نہایت سعي اور کوشش سے اس انداز
پر وحي کو جمع کیا ھے ' کہ غالبا سب
جمع ھو گئي ھیں مگر پھر بھي بمقتضاے
بشري کسیکا باقي رہ جانا نامکن نہیں '
چنانچہ اسکا ثبوت آیندہ مثال سے بیان
* متی ٢ — ٢٣
ھوتا ھے * مقدس متي نے اپني انجیل
میں لکھا ھے " کہ یوسف ایک شہر میں
جسکا نام ناصرت تھا آکر رھا ' اسیطرح جو
نبیوں کي معرفت سے کہا گیا تھا ' کہ وہ
ناصري کہلاویگا پورا ھوا " حالانکہ یہہ پیشین
گوئي اگلے نبیوں کي کسي کتاب میں
لکھي ھوئي نہیں ھے *

غرض کہ ھم مسلمان یقین کرتے ھیں '
کہ جو وحي اگلے نبیوں پر نازل ھوئي ' وہ
اُنھي کتابوں میں لکھي گئي ' جو توریت
اور صحف انبیاء اور زبور اور اناجیل کے نام
سے مشہور ھیں ' اور جہاں قران مجید میں
توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور انجیل
کا نام آیا ہے ' اُس سے وھي کتابیں مراد
ھیں ' جو ھمارے پیغمبر خدا صلی الله
علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے لکھي گئیں '
اور توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور
اناجیل کے نام سے کسي نہ کسي وقت
مشہور اور مروج ھوئیں ' اور ھمارا یہہ اعتقاد
نہیں ہے ' کہ جن کتابوں کا نام قران مجید
میں آیا ہے ' اُن کتابوں کے سوا وہ اور
کتابیں تھیں ' اب ھمکو اپنے مذھبي کتابوں

arguments taken from our own sacred writings, to prove that these books spoken of in our holy Koran are the very books which were to have received authority at any time whatever before the time of our prophet.*

First Argument.—In the Bookharee it is written on the authority of Aeesha, that when God began to reveal himself unto our Prophet by conveying his messages to him, the lady Khadeeja heard of it, and she took the Prophet to her cousin by the father's side, whose name was Wurka, the son of Noful, the son of Ussud, the son of Ubdool Oozza, who had become a Christian before the promulgation of Islamism, and whose occupation it was to copy the Injeel in the Hebrew.—This Hudees shows us, that the book now known as the Injeel is here spoken of and historical and antiquarian researches have proved incontestibly, that the Gospel of St. Matthew was written originally in Hebrew.—

سے اسبات کي دليل بيان کرني چاهيئے ' که قران مجيد ميں اور حديثوں ميں جو نام ليئے گئے آنسے يهي کتابيں مراد هيں ' چنانچه هم اب آن دليلوں کو بيان کرتے هيں *

پهلي دليل بخاري ميں حضرت عايشه رضي الله عنها سے ايک بهت بڑي حديث منقول هے اس ميں يه بهي هے ' که پيغمبر خدا صلی الله عليه وسلم پر وحي آنيکي ابتدا هوئي اور حضرت خديجه نے وه حال سنا تو حضرت خديجه پيغمبر خدا صلی الله عليه وسلم کو اپنے ساتهه ورقه بيٹے نوفل بيٹے اسد بيٹے عبدالعزی اپنے چچيرے بهائي کے پاس لائيں ' اور وه زمانه اسلام سے پهلے عيسائي هوگئے تهے ' اور وه لکهتے تهے انجيل کو عبراني ميں ' جسقدر که خدا لکهواتا تها ' پس اس حديث سے ثابت هوتا هے ' که حديثوں ميں آسي إنجيل کا ذکر هے ' جو آس زمانه ميں مروج تهيں ' اور همکو تاريخ سے باليقين ثابت هوتا هے ' که مقدس متی کي انجيل در اصل عبراني ميں تهي *

عن عايشة رضي الله عنها و هذه قطعة من الحديث الطويل فانطلقت به خديجة حتى اتت به ورقة بن نوفل بن اسد بن عزی ابن عم خديجة وكان امراء تنصر في الجاهلية وكان يكتب الكتاب العبراني فيكتب من الانجيل بالعبرانية ماشاء الله ان يكتب رواه البخاري

Second argument.—In the Soora-al-amran, ayat 93, it is written, that when the Jews denied, that before the Pentateuch it was lawful to the descend-

دوسري دليل سوره آل عمران ميں هے که جب يهود نے اسبات پر که (توريت سے پهلے سب چيزيں کهانے کي بني اسرائل

ants of Israel to eat all things, excepting such as Israel had himself considered unlawful to him and they asserted that the things which Israel considered unlawful to use, were so even from eternity and since before the time of Ibrahem. God told the Prophet, say unto the Jews, bring hither the Pentateuch and read it, if ye speak truth.—This extract also proves, that what was known in the time of our prophet as the Pentateuch or Tonreit, is the book referred to in the preceding verse.

پرحلال تھیں مکروہ چیزیں جنکو اسرائیل نے اپني جان پر حرام کرلیا تھا) انکار کیا بلکہ یہہ کہا کہ ھمیشہ سے اور ابراھیم کے وقت سے وہ چیزیں حرام ھیں تو اللہ تعالی نے پیغمبر صاحب سے فرمایا کہ تو یہود سے کہہ" کہ تم لاو توریت کو اور پڑھو اگر تم سچّے ھو اس آیت سے ثابت ھوا کہ جو کتاب اُس زمانہ میں توریت کے نام سے مروج تھي آسي کا ذکر قرآن مجید میں ہے *.

سورة آل عمران آیت ٩٣
فاتوا بالتورىة فاتلوها إن كنتم صدقين

Third argument.—In the Bookharee it is written on the authority of Ubdoollah, the son of Oomur, that the Jews brought to our Prophet a Jewish man and a woman who had been taken in adultery, and asked what were the commands respecting them.—He enquired, what was the punishment laid down for this offence in the law of Moses.—They said, the guilty couple should be banished, after their faces were blackened with charcoal.—The Prophet again asked, Have you not found the punishment of stoning prescribed in the Pentateuch? They answered, no; whereupon Ubdoollah, the son of Sullam said they told an untruth and afterwards quoting a passage from the holy Koran said, Bring hither the Pentateuch and read it, if ye speak truth.—The book was brought accordingly and opened; but the man to whom it was given to read, placed the palm of his hand upon the verse relative to the punishment of stoning, and began reading other passages above and below it.—

تیسري دلیل بخاري میں عبداللہ ابن عمر سے روایت ھے ' کہ یہودي پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پاس حکم پوچھنے کو ' ایک یہودي مرد اور عورت کو لائے ' آن دونوں نے زنا کیا تھا ' آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جو زنا کرے آسکے ساتھہ تم کیا کرتے ھو آنھوں نے کہا کہ ھم آن دونوں کا منھہ کوئلوں سے کالا کرتے ھیں ' اور آن دونوں کو جلاوطن کرتے ھیں آپ نے فرمایا تمنے سنگسار کرنا توریت میں نہیں پایا ' آنھوں نے کہا کہ

عن عبدالله ابن عمر ان اليهود جاوا الى النبي صلى الله عليه وسلم ' برجل منهم وامراة زنيا ' فقال لهم كيف تفعلون بمن زنى منكم ' قالوا نحممهما و نضربهما فقال لاتجدون في التوراة الرجم ' فقالوا لانجد فيها شيئا فقال لهم عبدالله ابن السلام كذبتم فاتوا بالتوراة فاتلوها ان كنتم صادقين فوضع مدراسها الذي يدرسها منهم كفه على اية الرجم فطفق يقرء مادون يده وماوراءها ولايقرء آيت الرجم ' فنزع يده عن اية

Seeing this, Ubdoollah, the son of Sullam removed the man's hand from the concealed passage, and obliged him to confess, that that was the law for stoning.—So the order was given, and the offenders were stoned near the musjid, where the coffin of the dead was brought. Ubdoollah, the son of Oomur adds, that he saw the adulterer bend his body over the woman, to try to shield her from the stones.—

الرجمُ فقال ماهذه
فلمّا راوا ذلک قالوا
هي اية الرجم ، فامر
بهما فرجم قريب من
حيث يوضع الجنايز
عند المسجد فرايت
صاحبها يحني عليها
يقيها الحجارة رواه
البخاري

همنے تو اُس میں
کچهه نهیں پایا ، پهر
اُنسے عبدالله ابن سلام
نے کہا ، که جهوٹ
بولے تم ، اور یهه آیت
قـــران مجید کي
پڑهي ، که تم لاو
توریت کو اور پڑهو
اگر تم سچے هو (چنانچه
توریت آئي اور وه
مقام نکالا) پهر توریت کے پڑهنے والے نے
آیت رجم پر اپنا هاتهه رکهه لیا ، اور ادهر
اُدهرسے پڑهنے لگا اور آیت رجم کو نه پڑها
پهر عبدالله ابن سلام نے اُسکا هاتهه آیت
رجم پرسے اُٹها لیا ، اور کہا که یهه کیا هے ،
جب اُنهوں نے دیکها تو کہا یهه آیت رجم
کي هے ، پهر حکم دیا اُن دونوں پر ، اور وه
دونوں مسجد کے پاس جهاں جنازه رکهنے
کي جگهه هے سنگسار کیئے گئے ، عبدالله
ابن عمر کہتے هیں ، که میں نے دیکها زاني
کو جهک جاتا تها اُس عورت پر پتهر بچانے
کو ، اس حدیث سے ثابت هے ، که جو
توریت اُس زمانه میں موجود تهي ، اور
منگائي گئي اور پڑهي گئي اُسي کا ذکر
قران مجید میں اور حدیث میں هے ، اور
وه آیت رجم جسپر اُس یهودي نے هاتهه
رکهه لیا تها اس توریت میں بهي جو اب
همارے هاتهه میں سے موجود هے *

This Hudees demonstrates the fact, that the Pentateuch which existed in the time of our prophet, is the book which is spoken of in our holy Koran and Hudees; and the authority for stoning criminals guilty of adultery, which the reader concealed by the palm of his hand, is also found in the Pentateuch of our own time in the verses quoted in the margin.

Levit: XX-2-10
Deut: XXII-23-24

*قوئنین ۲۰ — ۲
۲۰ — ۱۰
استثناء ۲۲ — ۲۳
و ۲۴

Fourth argument.—God said to his Prophet in the Soorutool Maidah, ayut 46, "How will the Jews submit to thy decision, since they have the law, containing the judgement of God? Then will they turn their backs, after this;

چوتهي دلیل الله صاحب نے سورة
المائده میں اپنے
پیغمبر کو فرمایا ، که
یهودي کسطرح
تیجهکو حکم بدینگے ،

سورة المائده آیت ۴۶
وکیف یحکمونک
وعندهم التوریة فیها

but those are not true believers."

Here again is the Pentateuch clearly alluded to.—

تجهم الله ثم يتولون من بعد ذالك وما اولئك بالمومنين

اور آنکے پاس توریت هے ' جس میں حکم هے الله کا ' پهر آسکے پیچهے پهرے جاتے هیں ' اور وه نهیں مان نے والے ' اس آیت سے صاف ثابت هے ' که جو توریت آس زمانه میں یهودیون کے پاس تهي آسیکا ذکر قران مجید میں هے *

Fifth argument. God said in Soorut-ool Maidah, ayat 47 and 48.—" We have surely sent down the law containing direction and light: thereby did the prophets who professed the true religion judge those who Judaized; and the doctors and priests also judged by the book of God, which had been committed to their custody; and they were witnesses thereof.—Therefore fear not men, but fear me; neither sell my signs for a small price.—And whoso judgeth not according to what God hath revealed, they are infidels.—We have therein commanded them that they should give life for life; and eye for eye, and nose for nose, and ear for ear, and tooth for tooth; and that wounds should also be punished by retaliation: but whoever should remit it as alms, it should be accepted as an atonement for him .And whoso judgeth not according to what God hath revealed, they are uujust."

سورة المائده آیت ۴۷ و ۴۸

انا انزلنا التورية فيها هدی ونور يحكم بها النبيون الذين اسلموا للذين هادوا والربا نيون والاحبار بما استحفظوا من كتب الله وكانوا عليه شهداء فلا تخشوا الناس واخشون ولاتشتروا باياتي ثمنا قليلا ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكا فرون وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس والعين بالعين والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق به فهو كفارة له ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون

پانچویں دلیل الله صاحب نے سورة المائده میں فرمایا هے ' که تحقیق همنے آتاري توریت ' آس میں هدایت اور روشني هے ' آسپر حکم کرتے تهے پیغمبر جو حکم بردار تهے یهودیون کو ' اور آسپر حکم کرتے تهے درویش اور عالم اس واسطے که نگهبان ٹهرائے تهے الله کي کتاب پر ' اور آسکے گواه تهے ' سو تم مت ڈرو لوگوں سے اور مجهه سے ڈرو ' اور نه لو میري آیتوں پر مول تهوڑا ' اور جو حکم نکریں آسپر جو الله نے بهیجا تهه سو وهي لوگ کافر هیں ' اور لکهدیا همنے آنپر آس کتاب میں که جان کے بدلے جان ' اور آنکهه کے بدلے آنکهه اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان '

We are taught by this extract, that the Pentateuch, which was the legal guide of the Jewish Rabbins, is here spoken of; and the allusion to the Kusass or law of retaliation, distinctly identifies it: vide the passage noted in the margin.—

Levit: XXIV 17-19-20-21-22.

اور دانت کے بدلے دانت ' اور زخموں کا
بدلہ برابر ' پھر جسنے بخشدیا اُس سے وہ
پاک ہوا ' اور جو کوئي حکم نکرے اُسپر
جو اللہ نے اُتارا ' سو وهي لوگ بے انصاف
هيں " اس آيت سے ثابت هوتا ہے ' کہ
جو توريت اُس زمانہ ميں علماء يہود کے
پاس تهي ' اُسيکا ذکر قران مجيد ميں ہے '
اور اُس توريت ميں آيت قصاص بهي
تهي ' چنانچہ آيت قصاص اس توريت
ميں بهي جو همارے هاتهہ ميں ہے '
موجود هے *

* توراين ۲۴—۱۷ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲

Sixth argument.—God said in the Soorut ool Maidah, ayat 49-50-51. "We also caused Jesus, the son of Mary to follow the footsteps of the prophets, confirming the law which was sent down before him; and we gave him the gospel containing direction and light; confirming also the law which was given before it, and a direction and admonition unto those who fear God: that they who have received the gospel might judge according to what God hath revealed therein; and whoso judgeth not according to what God hath revealed-they are transgressors.—We have also sent down unto thee the book of the Koran with truth confirming that Scripture which was revealed before it; and preserving the same safe from corruption. Judge therefore between them according to that which God hath revealed; and follow not their desires by swerving from the truth which hath come unto thee. Unto every of you have we given a law and an open path; and if God had pleased he had surely

چهٹي دليل اللہ صاحب نے سورۃ
المائدہ ميں فرمايا
کہ اور نبيوں کے پيچهے
همنے بهيجا عيسي
مريم کے بيٹے کو سچ
کرتا هوا توريت کو
جو آگے سے تهي ' اور
اُسکو دي همنے انجيل
جسميں ہے هدايت
اور روشني ' اور سچا
کرتے هوئے اپنے آگے
کي توريت کو اور
هدايت اور نصيحت
کرتے هوئے پرهيزگاروں
کو ' اور چاهيئے کہ
حکم کريں انجيل والے
اُس چيز پر جو اُتارا
اللہ نے اُسميں ' اور
جو حکم نکرے اُسپر
جو اُتارا اللہ نے پهر
وهي لوگ فاسق

سورۃ المائدہ آيت
۴۹ و ۵۰ و ۵۱
وقفينا على اثارهم
بعيسى ابن مريم
مصدقا لما بين يديه
من التورية و اتينه
الانجيل فيه هدى
ونور مصدقا لما بين
يديه من التوراة و
هدى و موعظة
للمتقين ' و ليحكم
اهل الانجيل بما انزل
الله فيه ومن لم يحكم
بما انزل الله فاولئك
هم الفسقون ' وانزلنا
اليک الکتاب بالحق
مصدقا لما بين يديه
من الکتاب و مهيمنا
عليه فاحکم بينهم
بما انزل الله ولا تتبع

اهواءهم عما جاءك من الحق لكل جعلنا منكم شرعة و منها جاولوشاءالله لجعلكم امة واحـــدة ولكن ليبلوكم في ما اتىكم فاستبقوا الخيـــرات الى الله مـــرجعكم جميعا فينبئكم بما كنتم فيه تختلفون

هيں ' اور تجهه پر (يعني محمد الرسول الله صلى الله عليه وسلم پر) آتاري همنے كتاب برحق (يعني قران مجيد) سچا كرتے هوئے اگلي كتابوں كو اور سب پرشامل ' سو تو حكم كر آن ميں جو آتارا الله نے ' اور آنكي خوشي پر مت چل چهوڑكر سچي راه جو تيرے پاس آئي ' هريک كو تم ميں سے ديا همنے ايک قانون اور دستور ' اور اگر چاهتا الله، تو تمكو ايک گروه كرتا ' ليكن تمكو آزمايا چاهتا ہے اپنے ديئے حكم ميں سو تم بڑهه كر نيكياں لو ' الله كے پاس تم سب كو پهونچنا ہے ' پهر جتاديگا جس بات ميں تمكو اختلاف تها " اِس آيت سے بهي ثابت هوتا ہے ' كه جو انجيل اُس زمانه ميں تهي اُسيكا ذكر قران مجيد ميں ہے *

made you one people, but he hath thought fit to give you different laws that he might try you in that which he hath given you respectively.—Therefore strive to excel each other in good works: unto God shall ye all return, and then will we declare unto you that concerning which ye have disagreed."

In this quotation also it is evident that the New Testament is spoken of.

سورة البقرة آيت ١١٣ وقالت اليهود ليست النصارى على شي وقـــالت النصارى ليست اليهود على شي وهم يتلون الكتاب

ساتويں دليل الله صاحب نے سورة البقر ميں فرمايا ہے كه " يهوديوں نے كها كه عيسائي نهيں كچهه راه پر ' اور عيسائيوں نے كها كه يهودي نهيں كچهه راه پر ' اور وه سب (يعني يهودي اور عيسائي) پڑهتے تهے كتاب (يعني توريت و انجيل) اس آيت سے بهي ثابت هوتا ہے ' كه آس زمانه كے

Seventh argument.—God hath said in the Soorut ool Bukr, ayat 113.—"The Jews say, that the Christians are grounded on nothing and the Christians say, the Jews are grounded on nothing; yet they both read the Scriptures."

It is now demonstrated by the foregoing verses that the religious books which the Christians and the Jews of

that time used to read, are spoken of in our Koran.—

یہودي اورعیسائي ' جن کتابوں کو پڑھتے تہے آنہي کا ذکر قران مجید میں ہے *

I have already shown in another place, that Divine revelations have been made not only to men reputed to be of prophetic character, and known as expositors of God's will, but to private individuals as well.—It is however in the case of Prophets alone that a revelation can be received without any suspicion of error in either of the fact of the revelation itself, or of its interpretation; while on the other hand, mistake is possible as regards an alleged revelation to a private individual in either of the fact of the revelation itself or of its interpretation. Besides, manifestations of the Divine purposes to establish a new sacrament were not vouchsafed to parties who were not known as the Prophets of God; in support of these last remarks, I have quoted the opinion of Martin Luther.—

ہم پہلے بیان کرچکے هیں ' کہ وحئ نبي اورغیرنبي دونوں پرآتي ہے 'مگرجو وحي نبي پر آتي ہے آسمیں کبھي غلطي نہیں هوتي ' نہ اصل وحي میں اور نہ تعبیر معني میں ' اور جو وحي غیر نبي کو هوتي ہے آسمیں غلطي هونا ممکن ہے خواہ باعتبار وحي سمجھنے آس واقعہ کے جو هوا خواہ باعتبار سمجھنے معني اور مراد وحئ کے ' اور علاوہ اسکے غیر نبي کو ایسي وحي نہیں هوتي ' جس سے کوئي نیا حکم شریعت کا پیدا هو اور اسي پچھلي بات کے مطابق مارٹن لوتھر صاحب کا قول همنے نقل کیا ہے *

Thus it is that although we Mohomedans acknowledge the apostles of Christ to have been inspired men, and their writings, so true, holy and worthy of respect that they may be used as religious guides, we can not still be disposed to include or embody them in the Injeel, for, according to our religion the Injeel is held to be that sole revelation of God which was made to Jesus Christ himself; we hold that all the apostles and the people of that time were the followers of the revelation made to Jesus Christ; and we further hold that no men of that time had power to prescribe any new doctirnes independent of those of Christ

اسلیئے هم مسلمان باوجودیکہ حواریین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہایت مقدس اورپاک ' اورصاحب وحي اورالهام سمجھتے هیں ' اور آنکے کلام کو سچ اور واجب العمل جانتے هیں ' مگرانجیل میں داخل نہیں کرتے ' کیونکہ حقیقت انجیل کي همارے مذهب میں وہ وحي ہے ' جو خدا کي طرف سے لوگوں کي هدایت کو خاص حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام پر آتري ' اورخود حواري اور تمام لوگ آس زمانہ کے آسیکے تابع اور آسیکے بجالانے والے تھے ' کسیکا یہہ منصب نہیں تھا ' کہ آس کلام کے سوا ' جو حضرت عیسیٰ پر آترا ' اپنے الهام یا

by means of any inspiration they received and that the apostles were themselves the distributors of the revelation of Christ.

For this reason, we don't consider that the acts of the apostles, or the various epistles-although unquestionably very good books-are to be taken as part aud parcel of the New Testament itself; nevertheless we look upon the writings of the apostles in the same light as we do the writings of the friends and associates of our own Prophet, that is to say, as entitled to our respect and veneration.—

The practical result of the preceding observations may be briefly summed up in this way; for example, if any statement of apostolic authority was found to be at variance with any precept emanating from Jesus himself, and if by no argument could we reconcile one with the other, we should in that case hold the word of the Messiah to be paramount to that of his apostle.—In like manner, if there was an apparent contradiction between two statements advanced by two different apostles, we should accept the statement of that one who was known to have been most in the company of Jesus, and have thus had better opportunities of profiting by his teaching, and of learning his views. It must not be supposed however, that by reason of any diversity of opinion among the apostolic authors, we should feel our respect weakened for their holy and exalted character, or for their being inspired men. If difference be found in any opinion of the two apostles with regard to any doctrines which they should have established by their own solicitude for the good of man, it can never detract their apostolic reputations or weaken their credit.

وحي سے کوئي نيا حکم پيدا کرے ' اور حوارين حضرت عيسیٰ کے بھي آسي حکم اور آسي کلام کے پھلانے والے تھے نه اور کسيکے ' اس سبب سے همارا يهه اعتقاد ہے ' که نامههاے حوارين ' اور اعمال حوارين ' اور مشاهدات حوارين ' اگرچه پاک اور مقدس هيں مگر انجيل ميں داخل نهيں ' بلکه آنکي تعظيم اور تسليم همارے مذهب بموجب ايسي ہے ' جيسے که هم اپنے پيغمبر خدا صلى الله عليه وسلم کے صحابه کے کلام کو سچ اور واجب التعظيم اور واجب التسليم سمجهتے هيں *

نتيجه اس اختلاف کا صرف اسقدر ہے ' که بالفرض اگر کسي حواري کا کلام حضرت عيسیٰ مسيح عليه السلام کے کلام کے برخلاف هو ' اور کوئي تاويل ايسي نه نکلے ' جس سے حضرت مسيح اور آس حواري کے کلام کا ايک مطلب هو جاوے ' تو هم حضرت مسيح عليه السلام کے کلام کو واجب العمل سمجهينگے نه حواري کے کلام کو ' اور اگر دو حواريوں کے کلام ميں باهم اختلاف پاوينگے تو جس حواري نے زياده تر تعليم اور صحبت حضرت عيسیٰ مسيح عليه السلام کي پائي ہے ' آسکے قول کو اختيار کرينگے اور باوجود اس اختلاف کے کسي حواري کي بزرگي اور تقدس ميں کچهه شبهه نهيں کرينگے ' اور نه آنکے صاحب وحي اور الهام هونے ميں کچهه شبهه کرينگے ' کيونکه اجتهاديات ميں اختلاف هونا کسي بزرگ کي بزرگي ميں کچهه خلل نهيں ڈالتا *

FOURTH DISCOURSE.

توریت اور زبور اور صحف انبیاء اور انجیل پر مسلمانونکا کیا اعتقاد ہے

What faith have Mohomedans in the Toureit (Pentateuch), Zuboor (Psalms), Suhoof Umbiya (the books of prophets), and the Gospels?

It must be borne in mind, that the books of the prophets of former times are alluded to in our own sacred writings under four general titles, viz.—

پہلے یہہ بات جان لینی چاهیئے ' کہ اگلے نبیوں کي کتابوں کے چار طرح سے نام هماري مذهبي کتابوں میں آتے هیں *

1. Touriet, which means the Pentateuch, or books of Moses.—

اول توریت ' یہہ نام اگرچہ خاص حضرت موسی کي کتاب کا ہے ' مگر هم مسلمانوں کے استعمال میں کبھي اس نام سے خاص حضرت موسی کي کتاب مراد هوتي ہے ' اور کبھي کل کتابیں عهد عتیق کي *

2. Suheefa, which denotes the book of a certain prophet; so, if the name of a prophet be joined with this term, it would then signify the book of that particular prophet.—

دوسرے صحیفہ ' اس سے عموما بني اسرائیل کے پیغمبروں کي کتابیں مراد هوتي هیں ' مگر اُس صورت میں جب خاص کسي پیغمبر کا صحیفہ کہا جاوے ' تو اُس وقت اُسي پیغمبر کي کتاب مراد هوتي ہے *

3. Zuboor, by which is understood the productions of David.—

تیسرے زبور ' یہہ نام خاص حضرت داود علیہ السلام کي کتاب کا ہے ' *

4. Injeel, a name given specially to those books which relate to the doctrines of Jesus Christ.

چوتھے انجیل ' یہہ نام خاص حضرت عیسی علیہ السلام کي کتاب کا ہے *

Now, we Mohomedans believe from our heart, that the Toureit, Zuboor, the writings of all the prophets, and the Injeel, are all true and sacred records, proceeding primarily from God; and we believe further, that the Koran is the last message which came down from heaven, and that, without doubt, it was

اب سمجھنا چاهیئے ' کہ هم مسلمان دل سے اسبات پر یقین کرتے هیں ' کہ توریت اور زبور اور جمیع انبیاء کے صحیفہ اور انجیل سب سچ اور برحق هیں ' اور خدا کي طرف سے آئي هیں ' اور سب سے اخیر جو کلام الہي نازل هوا وہ قرآن مجید ہے ' اور بے شک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

delivered to our prophet, Mohomud.

وسلم پر آترا ہے *

It is in fact the Koran that teaches us to believe faithfully, that the Scriptures above named have originated from God; and in proof of this, the following quotations are made from it.—

قرآن مجید ہي سے ہمکو اسبات کي دلي تصديق ہے کہ توريت اور زبور اور صحف انبياء اور انجيل برحق اور خدا کي طرف سے آتري ہوئي ہيں ' چنانچہ قرآن مجيد کي ان آيتوں سے جو آگے آتي ہيں يہہ مطلب ثابت ہے *

Soorutool-missa-ayat 163-God said unto his Prophet that "verily we have revealed our will unto thee, as we have revealed it unto Abraham, and Ismael, Isaac, and Jacob, and the tribes, and unto Jesus, and Job, and Jonas, and Aaron, and Soloman, and we have given thee Koran as we gave the Psalms unto David."

سورة النساء آيت ۱۶۳
انا اوحينا اليک كما اوحينا الى نوح والنبيين من بعده واوحينا الى ابراهيم واسمعيل واسحق ويعقوب والاسباط وعيسى وايوب ويونس وهارون وسليمن واتينا داود زبورا -

سورة النساء ميں الله تعالى نے اپنے پيغمبر سے فرمايا ' کہ تحقيق همنے وحي بهيجي تجهکو جس طرح وحي بهيجي همنے نوح کو ' اور اور نبيوں کو جو آسکے بعد هوئے ' اور وحي بهيجي همنے ابراهيم کو ' اوراسمعيل کو ' اور اسحاق کو ' اور يعقوب کو اور آسکي اولاد کو ' اور عيسى کو ' اور ايوب کو اور يونس اور هارون کو ' اور سليمان اور دي همنے داود کو زبور *

Soorut-ool-Amran-Ayat 3-God said unto his Prophet that "we have sent unto thee the book of the Koran with truth, confirming that which was revealed before it: for we had formerly sent down the Toureit and the Gospel, a direction unto men; and we had also sent down the distinction between good and evil."

سورة آل عمران آيت ۳
نزل عليک الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه وانزل التورية والانجيل من قبل هدى للناس وانزل الفرقان

سورة آل عمران ميں الله تعالى نے اپنے پيغمبر سے فرمايا ' کہ آتاري تجهہ پر کتاب برحق ' سچا کرنے والي اگلي کتابوں کو ' جو تيرے سامنے هيں ' اور آتاري هے توريت اور انجيل اس سے پہلے لوگوں کي هدايت کو ' اور آتارا فرقان (يعني قرآن) حق اور باطل ميں فرق کرنے والا *

Soorut-ool-Amran-Ayat 65-God has said, "O ye to whom the Scriptures have been given, why do you dispute concerning Abraham, since the Toureit and the Gospel were not sent down until after him. Do ye not therefore understand.

اور اسي سورة ميں الله صاحب نے فرمايا ' كه اے كتاب والو كيوں جهگڑتے هو ابراهيم پر ' اور كيا نهيں آتري توريت اور انجيل آسكے بعد كيا تمكو سمجهه نهيں *

سورة آل عمران آيت ٦٥
يا اهل الكتـــاب لم تحاجون في ابراهيم ومـــا انزلت التوراة والانجيل الامن بعده افلا تعقلون

Soorut-ool-Amran-Ayat 8-God spake thus to his Prophet, "say we believe in God, and that which hath been sent down unto us, and that which was sent down unto Abraham, and Ismael, and Isaac, and Jacob, and the tribes, and that which was delivered to Moses, and Jesus and the prophets from their Lord; we make no distinction between any of them, and to him are we resigned."

اور اسي سورة ميں الله صاحب نے فرمايا ' اپنے پيغمبر كو كه تو كهه هم ايمان لائے الله پر اور جو كچهه آترا هم پر ' يعني قران مجيد اور جو كچهه آترا ابراهيم و اسمعيل و اسحق و يعقوب اور آسكي اولاد پر ' اور جو ملا مـــوسى كو (يعني توريت) اور عيسى كو (يعني انجيل) اور نبيوں كو (يعني صحيفي) اپنے رب كيطرف سے ' هم فرق نهيں كرتے آن ميں كسيكو ' اور هم آسكے حكم پر هيں *

سورة آل عـــمران آيت ٨٤
قل امنا بالله وما انزل علينا و ما انزل على ابراهيم واسمعيل و اسحق و يعقوب والاسباط وما اوتي مـــوسى و عيسى والنبيون من ربهم لانفرق بين احد منهم و نحن له مسلمون

Soorut-ool-Amran-184-God said to his Prophet "if the people accuse thee of imposture, the apostles before thee have also been accounted impostors, who brought evident demonstrations, and the book which enlightens the understanding namely the Pentateuch, and the Gospel."

اور اسي سورة ميں الله صاحب اپنے پيغمبر كو فرماتا هے كه پهر اگـــر تجهكو جهٹلاويں ' تو تحقيق جهٹلائے گئے هيں بهت سے رسول تجهه سے پهلے ' جو لائے معجزے اور صحيفي اور روشن كتاب (يعني توريت يا انجيل) *

سورة آل عـــمران آيت ١٨٤
فان كـــذبوك فقد كذب رسل من قبلك جاوا بالبينات والزبر والكتاب المنير

Soorut-ool-bukur-ayat-87-God said to his Prophet "we formerly delivered the book of the law unto Moses, and caused apostles to succeed him, and gave evident miracles to Jesus, the son of Mary, and strengthened him with the holy Spirit."

سورۃالبقر میں اللہ صاحب فرماتا ہے ٗ

سورۃالبقر آیت ۸۷
ولقد اتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل واتینا عیسی ابن مریم البینات وایدناہ بروح القدس

کہ ھمنے دي موسی کو کتاب (یعني توریت) اور پے درپے بھیجے ھمنے آسکے پیچھے رسول ٗ اور دیئے ھمنے عیسی مریم کے بیٹے کو معجزے اور قوت دي ھمنے آسکو روح قدس سے ٭

Soorut-ool-missa-ayat 136-God said "O true believers, believe in God, and his apostle, and the book which he hath caused to descend unto his apostle, and the book which he hath formerly sent down. And whosoever believeth not in God, and his angels and his scriptures and his apostles, and the last day, he surely erreth in a wide mistake."

سورۃالنساء میں اللہ صاحب نے حکم

سورۃالنساء آیت ۱۳۶
یاایہاالذین امنوامنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذي نزل علی رسولہ والکتاب الذي انزل من قبل و من یکفر باللہ ملائکتہ . کتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقدضل ضلالا بعیدا

دیا ٗ کہ اے ایمان والو یقین لاو اللہ پر ٗ اور آسکے رسول پر ٗ اور آس کتاب پر ٗ جو آتاري ہے اپنے نبي پر (یعني قران مجید پر) اور آس کتاب پرجو نازل کي تھي اس سے پہلے (یعني توریت و انجیل) اور جو کوئي یقین نرکھے اللہ پر ٗ اور آسکے فرشتوں پر ٗ اور آسکي کتابوں پر ٗ اور آسکے رسولوں پر ٗ اور قیامت پر ٗ تو وہ بہت دور رستہ بھٹک گیا ٭

Soorut-ool-eman-ayat 154 to 157-God has said "we gave also unto Moses the book of the Law, a perfect rule unto him who should do right, and a determination concerning all things needful, and a direction and mercy that the children of Israel might believe the meeting of their Lord. And this book which we have now sent down, is blessed, therefore follow it, and fear God that ye may

سورۃالانعام میں اللہ صاحب نے فرمایا

سورۃالانعام آیت ۱۵۴ لغایت ۱۵۷
ثم آتینا موسی الکتاب تماما علی الذي احسن و تفصیلالکل شيء وھدی و رحمتہ

کہ پھر دي ھمنے موسی کو کتاب (یعني توریت) پورا فضل نیکي والے پر ٗ اور بیان ھرچیز کا اور ھدایت اور رحمت ٗ شاید وہ

obtain mercy; lest you should say, the Scriptures were only sent down unto two people before us, and we neglected to peruse them with attention."

لعلهم بلقــاء ربهم • يومنون وهذا كتاب انزلناه مبارك فاتبعوه واتقوا لعلكم ترحمون ان تقولوا انما انزل الكتاب على طايفتين من قبلنا وان كنا عن دراستهم لغافلين

لوگ اپنے رب کا ملنا یقین کریں ' اور یہہ قــران ' ایک کتاب ہے ' کہ ہم نے آتاري برکت کي ' بس آسپرچلو اور پرهیز گاري کرو ' شاید تم پر رحم هو ' تا نه کهو که صرف آتاري گئي کتاب دو گروه پر (یعني توریت یهود پر ' اور انجیل عیسائیوں پر) هم سے پہلے ' اور همکو آنکے پڑهنے پڑهانے کي خبر نه تهي *

Soorut-bani-Israel-ayat 2-God has said "we have given unto Moses the book of the Law and appointed the same to be a direction unto the children of Israel, commanding them saying, Beware that ye take not any other patron besides me."

سورة بني اسرائل میں الله صاحب نے فرمایا ' اور دي همنے موسیٰ کو کتاب ' اور آسکو همنے کیا هدایت واسطے بني اسرائل کے تانه پکڑیں میرے سوا کسیکو کام بنانے والا *

سورة بني اسرائل آیت ٢
واتینا موسیٰ الکتاب وجعلناه هدیٰ لبني اسرائل الا تتخذو امن دوني وکیلا

Soorut-mirium-ayat 30-God has said "that Jesus said, Verily I am the servant of God; he has given me the book of the Gospel, and hath appointed me a prophet."

سورة مریم میں الله تعالیٰ نے فرمایا ' که عیسیٰ نے یوں کہا ' که میں بنده الله کا هوں ' آوسنے مجهکو دي ہے کتاب (یعني انجیل) اور کیا ہے مجهکو نبي *

سورة مریم آیت ٣٠
قال اني عبدالله اتـــاني الکتـــاب وجعلني نبیا

Soorut-ool-umbiya-ayat 48-God has said "we formerly gave unto Moses and Aaron the Law, being a distinction between good and evil, and a light and admonition unto the pious.".

سورة الانبیاء میں الله صاحب فرماتا ہے ' که تحقیق دي همنے موسیٰ اور هارون کو کتاب فیصله کرنے والي (یعني توریت) اور روشنـــي اور نصایحت پرهیزگاروں کو *

سورة الانبیاء آیت ٤٨
ولقد اتینا موسیٰ وهارون الفرقان وضیاء وذکرا للمتقین

Soorut-ool-firkan-ayat 35-God said "we heretofore delivered unto Moses the book of the Law, and we appointed him Aaron his brother for a counsellor."

سورۃالفرقان میں الله صاحب نے فرمایا '

سورۃالفرقان آیت ۳۵
ولقد آتینا موسی
الکتاب وجعلنا معه
اخاہ هارون وزیرا ۔

تحقیق دی همنے
موسی کو کتاب
(یعني توریت)
اور کیا همنے آوسکے
ساته آوسکے بهائی
هارون کو آوسکا وزیر *

Soorut-ool-kissus-ayat 43-God said "we gave the book of the Law unto Moses after we had destroyed the former generations, to enlighten the minds of men, and for a direction and mercy, that preadventure they might consider."

سورۃالقصص میں الله صاحب نے فرمایا '

سورۃالقصص آیت
۴۳ ولقد آتینا موسی
الکتاب من بعد ما
اهلکنا القرون الاولی
بصایر للناس وهدی
ورحمة لعلهم یتذکرون

که تحقیق دي همنے
موسی کو کتاب
(یعني توریت) بعد
آوسکے که هلاک کیں
همنے اگلي سنگتیں '
بینائي واسطے لوگونکے
اور هدایت اور
رحمت شاید وہ یاد رکهیں *

Soorut-ool-sijda-ayat 23-God said "we heretofore delivered the book of the Law unto Moses, wherefore be not in doubt as to the revelation thereof; aud we ordained the same to be a direction unto the children of Israel."

سورۃالسجدہ میں الله صاحب نے فرمایا

سورۃالسجدہ آیت ۲۳
ولقد اتینا موسی
الکتاب فلا تکن فی
مریة من لقایه وجعلناہ
هدی لبني اسرائیل

که تحقیق دي همنے
موسی کو کتاب
(یعني توریت) پهر
مت رہ دهوکه میں
آسکے ملنے سے ' اور
کیا همنے آسکو
هدایت واسطے بني اسرائیل کے *

Soorut-ool-Safat-ayat 117-God said "I have given a book to Moses and Aaron (i. e. Toureit)."

سورۃالصافات میں الله صاحب نے

سورۃالصافات آیت ۱۱۷
و اتینا هما الکتاب
المستبین

فرمایا ' که دي همنے
آن دونوں کو (یعني
موسی اور هارون) کو
کتاب واضح (یعني
توریت) *

Soorut-ool-ayqaf-ayat 12-God said "the book of Moses has been revealed before the Koran, to be a guide and a mercy; and this is a book confirming the same, delivered in the Arabic tongue, to denounce threats unto those who act unjustly, and to bear good tidings unto the righteous doers."

سورة الاحقاف میں الله صاحب فرماتا هے ' که قران سے پہلے هے کتاب موسیٰ کي ' پیشوا اور رحمة ' اوریهه قران ایک کتاب هے توریت کوسچا کرتي هوئي عربي زبان میں ' تاکه ڈراوے آن لوگوں کو جنهوں نے ظلم کیا ' اور خوش خبري دے نیکي والوں کو *

سورة الاحقاف آیت ۱۲

ومن قبله كتاب موسیٰ اماما و رحمة و هذا كتاب مصدق لسانا عربيا لينذر الذين ظلموا وبشرىٰ للمحسنين

Soorut-ool-nujm ayat 36-37, God said "what hath not he been informed of that which is contained in the books of Moses and of Abraham, who faithfully performed his engagements.?

سورة النجم میں الله صاحب نے فرمایا : کیا آسکو خبر نهیں پهونچي جو هے موسیٰ کے رسالوں میں ' اور ابراهیم کے (یعني رسالوں میں) جس نے الله کا حق پورا کیا *

سورة النجم آیت ۳۶ و ۳۷

ام لم ینبأ بما في صحف موسیٰ وابراهيم الذي وفىٰ

Thus it is shown incontrovertibly by all these quotations, that we Mohomedans believe from our heart, that the Toureit (Pentateuch), Zuboor (Psalms), Suhoof Umbiya (the writings of the prophets), and the Injeel (the Gospels), are all true, and have all proceeded from God; but it is also to be observed that as the Jews and the Christians having themselves written some books, have attributed their source to God, we are therefore obliged to undergo the necessity of distinguishing the authentic Divine books from those that are fictitious or spurious; and accordingly, on a deep examination of them, whatever books prove to be genuine, we sincerely believe in the same as books proceeding from God.

پس ان تمام آیتوں سے بخوبي ثابت هے ' که هم مسلمان دل سے یقین رکهتے هیں ' که توریت اور زبور اور سب اگلے پیغمبروں کي کتابیں اور انجیل سب سچي اور خدا کي طرف سے هیں ' مگر یهه بهي جاننا چاهیئے ' که یهودیوں اور عیسائیوں نے بعضي کتابیں اپنے هاتهه سے لکهیں ' اور مشهور کیا که یهه بهي خدا کي دي هوئي کتابیں هیں ' اسواسطے همکو اصلي اور سچي کتابوں کو جهوٹي کتابوں سے تمیز کرنا پڑتا هے ' اور جو کتابیں اصلي اور سچي معلوم هوتي هیں ' هم آنپر یهي اعتقاد رکهتے هیں که وه سب برحق اور خدا کي دي هوئي کتابیں هیں *

FIFTH DISCOURSE.

یہہ کتنی کتابیں تھیں اور سب بیبل میں شامل ہیں

What was the number of the books descended from God to prophets, and are they all included in the Bible.?

We Mohomedans maintain that according to our religion no limit should be assigned to the number of these books. It is our firm belief that whatever books descended to the Prophets are authentic and genuine gifts from heaven. However such books that have been known to us, are detailed below.—

هم مسلمانوں کے مذهب میں جسقدر کتابیں انبیاء علیهم السلام پر آتریں ، اونکی تعداد کا حصر مذکور نہیں هے ، اسي سبب سے بغیر معین کرنے کسي تعداد کے هم ایمان رکھتے هیں ، که جسقدر کتابیں انبیاء علیهم السلام پر آتریں سب سچ اور برحق هیں ، مگر جہاں تک همکو علم هوا هے وهاں تک اُن کتابونکو جانتے هیں ، اور اُونکے نام اور اُنکي تعداد بیان کرتے هیں *

The Christian literati divide these books into two portions: Firstly. Those books which descended to Prophets who flourished before the advent of Jesus, and they are styled Old Testament.—Secondly. The books written by the Apostles of Jesus Christ containing the accounts of the revelations given by the Almighty Father to Jesus Christ, and these are called New Testament by the Christians, and Injeel (Gospel) by the Mohomedans.

علماے مسیحي نے اِن کتابونکو دو حصوں میں تقسیم کیا هے ، ایک وہ جو حضرت مسیح علیه السلام سے پہلے انبیاء کي هیں ، اُنکا نام اولد ٹسمنٹ یعني عهد عتیق رکھا هے ، دوسرے وہ کتابیں جو حضرت مسیح علیه السلام کے حواریون نے لکھیں ، اورجنمیں وہ کلام الهي شامل هے جو حضرت مسیح علیه السلام پر نازل هوا ؛ اُن کتابوں کا نام نیوٹسمنٹ یعني عهد جدید رکھا هے ، جسکو هم مسلمان انجیل کہتے هیں *

At this stage the Mohomedans and Christians differ in the following matter. The Christians include in the Gospel the epistles, and extraneous accounts recorded by Christ's apostles, but Mohomedans exclude them from the Gospel. We Mohomedans maintain that the Gospel is composed of those books, the contents of which were purely revealed to Christ by the almighty Fathre.—

علاوہ اُسکے علماء مسیحي نے اُن کتابوں کو اور ناموں کو جنکو خود حواریون نے لکھا عهد جدید میں داخل کیا هے ، مگر هم مسلمان انکو انجیل میں شامل نہیں کرتے بلکه انجیل میں وهي کتابیں شمار کرتے هیں ، جنمیں وہ کلام الهي جو حضرت مسیح علیه السلام پر آترا شامل هے *

OF OLD TESTAMENT.

The books of the Old Testament to be found in the present Bible, are not in their full number.

We Mohomedans affirm that the Old Testament should be divided into three portions, to which the Christian literati would offer no objections:—

Firstly. Those books which are contained in the Bible.—

Secondly. Those books whose existence once should not be doubted, but that they are not forthcoming now.—

Thirdly. The apocryphal writings, some of which also are not forthcoming.

بیان عہد عتیق کا

یہہ کتابیں عہد عتیق کے جو اب بیبل میں داخل ہیں سب نہیں ہیں اِسواسطے ہم مسلمان (جس میں علماء عیسائي بھي کچہہ عذر نہیں کرسکتے) عہد عتیق کي کتابوں کو، تین قسم میں تقسیم کرتے ہیں *

اول وہ جو بیبل میں داخل ہیں *

دویم وہ جو بلا شبہہ ایک زمانہ میں موجود اور صحیح اور معتمد تہیں مگر اب ناپید ہیں *

سویم وہ جنکو علماء عیسائي نے غیر صحیح سمجھہ کر بیبل سے خارج کردیا ہے، اور اُنمیں کي بعضي اب بھي دستیاب ہوتي ہیں، اور بعضي دستیاب نہیں ہوتیں *

FIRST DIVISION.

The books contained in the present Bible.

1. Genesis.
2. Exodus.
3. Leviticus.
4. Numbers.
5. Deuteronomy.
6. Joshua.
7. Judges.
8. Ruth.
9. 1. Samuel.
10. 2. Samuel.
11. 1. Kings.
12. 2. Kings.
13. 1. Chronicle.
14. 2. Chronicle.

بیان قسم اول کي کتابوں کا

۱ کتاب پیدایش یا سفر تکوین
۲ کتاب خروج
۳ کتاب احبار یا سفر لویان
۴ کتاب اعداد
۵ کتاب استثنا یا سفر تورية مثنی
۶ کتاب یوشع
۷ کتاب قضات
۸ کتاب روث
۹ کتاب اول شموئیل
۱۰ کتاب دویم شموئیل
۱۱ کتاب اول سلاطین یا ملوک
۱۲ کتاب دویم سلاطین یا ملوک
۱۳ کتاب اول تواریخ ایام
۱۴ کتاب دویم تواریخ ایام

15.	Ezra.	كتاب عزرا	۱۵
16.	Nehemiah.	كتاب نحمياه	۱۶
17.	Esther.	كتاب إستير	۱۷
18.	Job.	كتاب أيوب	۱۸
19.	Psalms.	كتاب زبور يا مزا مير داود	۱۹
20.	Proverbs.	كتاب امثال سليمان	۲۰
21.	Ecclesiastes.	كتاب واعظه سليمان	۲۱
22.	Song of Solomon.	كتاب غزل الغزلات يعني سرود سليمان	۲۲
23.	Isaiah.	كتاب إشعياه	۲۳
24.	Jeremiah.	كتاب يرمياه	۲۴
25.	Lamentations.	كتاب نوحه يرمياه	۲۵
26.	Ezekiel.	كتاب حزقيل	۲۶
27.	Daniel.	كتاب دانيال	۲۷
28.	Hosea.	كتاب هوشع	۲۸
29.	Joel.	كتاب يوئيل	۲۹
30.	Amos.	كتاب عاموص	۳۰
31.	Obadiah.	كتاب عوبدياه	۳۱
32.	Jonah.	كتاب يوناه	۳۲
33.	Micah.	كتاب ميكاه	۳۳
34.	Nahum.	كتاب ناحوم	۳۴
35.	Habakkuk.	كتاب حبقوق	۳۵
36.	Zephaniah.	كتاب صفنياه	۳۶
37.	Haggai.	كتاب حگي	۳۷
38.	Zechariah.	كتاب زكرياه	۳۸
39.	Malachi.	كتاب ملاكي	۳۹

Second Division.

The authentic books whose existence once should not be doubted, but that they are not forthcoming now. The contents of the present Bible prove the former existence of such authentic books beyond all doubt, as will appear from the following quotations from the Text.

بيان قسم دوئم كي كتابونكا

يهه وه كتابيں هيں جو ايک زمانه ميں موجود تهيں اوراب ناپيد هيں ، مگر آنكا ذكر اُن كتب عهد عتيق ميں جو بيبل ميں داخل هيں موجود هے ، اور كوئي شخص انكے صحيح اور معتبر هونے سے اور اِسبات سے كه وه ايک زمانه ميں موجود تهيں

انکارنهیں کرسکتا ' چنانچه اون کتابونکا نام
معه نشان اون ورسونکے جنمیں آنکاذکرهے
هم اس مقام پر لکهتے هیں *

Exo: 24-7.	1. The covenant of Moses.	۱	کتاب عهدنامه موسیٰ	خروج ۲۴ — ۷
Num: 21-14	2. The book of the wars of Moses.	۲	کتاب جنگ‌نامه موسیٰ	اعداد ۲۱ — ۱۴
Josh: 10-13 } 2. Sam: 1-18 }	3. The book of Jasher.	۳	کتاب الیشیر	یوشع ۱۰ — ۱۳ دوم شموئیل ۱ — ۱۸
2. Chro: 20-34	4. The book of Jehu, the son of Hanani.	۴	کتاب یاهو پیغمبربن حنانی	دوم تواریخ ۲۰ — ۳۴
2. Chro: 12-15	5. The book of Shemiah, the prophet.	۵	کتاب شمعیاه نبی	دوم تواریخ ۱۲ — ۱۵
2. Chro: 9-29	6. The Prophecy of Ahijah, the Shilonite.	۶	کتاب اخیاه نبی	دوم تواریخ ۹ — ۲۹
2. Chro: 9-29	7. The book of Nathan, the prophet.	۷	کتاب ناتهن نبی	
2. Chro: 9-29	8. The Visions of Iddo, the Seer.	۸	کتاب مشاهدات عیدو غیب بین	
1. Kings 11-41	9. The book of the Acts of Solomon.	۹	کتاب اعمال سلیمان	اول سلاطین ۱۱ — ۴۱
2. Chro: 26-22	10. The book of Isaiah the prophet, the son of Amoz.	۱۰	کتاب اشعیاه بن عاموص جسمیں حال بادشاه یهود کا اول سے آخرتک تها	دوم تواریخ ۲۶ — ۲۲
2. Chro: 32-32	11. The visions of Isaiah the prophet, the son of Amoz.	۱۱	کتاب مشاهدات اشعیاه جسمیں حزقیاه بادشاه کا حال تها	دوم تواریخ ۳۲ — ۳۲
1. Chro: 29-30	12. The book of Samuel, the Seer,	۱۲	سموئیل نبی کی تاریخ	اول تاریخ ۲۹ — ۳۰
1. Kings-4-32-33	13. The Solomon's 1,005 Songs.	۱۳	ایکهزار پانچ زبور سلیمان کی	اول سلاطین ۴ — ۳۲ و ۳۳
1. Kings—4-32-33	14. The book of Vegetables and Animals by Solomon.	۱۴	کتاب خواص نباتات و حیوانات سلیمان کی	
1. Kings — 4-32,	15. The book of 3,000 Proverbs by Solomon.	۱۵	کتاب امثال سلیمان	اول سلاطین ۴ — ۳۲

2. Chro: 35-35

16. * The Lamentations of Jeremiah for Joshua.

۱۶ مرثیه یرمیاه

* These Lamentations are independent of those which are admitted among the canonical books.

D'Oyly and Mant, Pub: 1856, Vol. 1. Page 936.

تفسیر ڈائیلي مطبوعه سنه ۱۸۵۶ع جلد ۱ صفحه ۹۳۶

Bishop Patrick treats of them as follows.—"The Lamentations here mentioned written immediately after the death of Joshua, are now lost. They are certainly not those which we have under the name of the Lamentations of Jeremiah, for these plainly refer to the destruction of Jerusalem and Zedikiah, not to Joshua."—

یهه مرثیه علاوه نوحه یرمیاه کے هے جو بیبل میں داخل هے بشپ پیٹرک صاحب کا قول هے که یهه مرثیه جو کہا گیا بعد وفات یوشع کے اب گم هے ' اور یقینا وه نهیں هوسکتا جو نوحه یرمیاه مشهور هے ' اسلیئے که یهه نوحه غارت هونے اورشلیم اور هلاک هونے صدقیاه پر هے ' اور وه مرثیه موت یوشع پر *

Some of the Christian divines maintain that the assertion that some of the sacred writings are now not extant, is groundless, but that, on the contrary, the sacred writings were neither ever lost, nor could be lost.—However the argument given on this point is not sufficient. The gest of it is "that it seems very unsuitable to the ordinary conduct of Divine Providence to suffer a book written under the influences of the Holy Spirit to be lost; that if those books were not serviceable to instruct and direct mankind in the methods of attaining the great ends of being, why were they at first given; that the zeal of the faithful at all times for their sacred books was such as would be a very effectual means to secure them from perishing; that they were dispersed into the most distant countries; that supposing, that the books in question were written by those who were truly prophets, yet they were not writ-

بعض علماء مسیحي کہتے هیں ' که یهه بات بے بنیاد هے که مقدس تحریرونمیں سے کوئي تحریرجاتي رهي هے ' بلکه مقدس تحریروں میں سے نه کوئي تحریرکهوئي گئي هے ' اور نه کهوئي جاسکتي هے مگر اپنے دعوے کے اثبات پر وه ایسي دلیلیں پیش کرتے هیں جو کسي طرح کافي نهیں هیں * اُنکي دلیلونکا طرز کلام یهه هے که مقتضی حکمت الهي کا یهه نهیں هے که جو کتاب روح قدس کي تائید سے دي تهي ' پهر اُسکو ایسا معدوم کردے که پهر هاته نه آسکے ' اور اگر وه اِنسان کي تربیت کے لائق نه تهیں تو اُنکو پہلے هي کیوں دیا تها ' معهذا ایماندار لوگ همیشه اُن کتابونکو عزیز رکهتے تهے ' اور وه دور دور پهیل گئیي تهیں ' پهر کیونکر معدوم هو سکتي تهیں ' علاوه اِسکے اگرچه اُن کتابوں کو الهامي لکهنے والوں نے لکها هو ' مگر یهه ضرور نهیں که وه بهي الهامي هوں ' اِسلیئے که الهامي لکهنے والوں کي هر تحریر کا الهامي هونا

ten by inspiration; for it is not necessary that every writing of an inspired man must have been written by inspiration; that therefore those books were not admitted among the canonical books; that as, in former times, even small writings used to be denominated books, hence the inference is that every account contained in those books is to be had intermixed in the pages of the Bible; and that those accounts which had no connection with the spiritual instructions of mankind if excluded from the bale of the Bible, it matters very little."

ضرور نہیں ہے ' اس سبب سے وہ کتابیں مقدس کتابوں میں داخل نہ تہیں سواے اسکے اگلے زمانہ میں ہر ایک چہوٹی سی تحریر پر بہی کتاب کا اطلاق کیا کرتے تہے ' پس اُن کتابوں کے بعض مطالب موجودہ انہی کتابوں میں داخل ہیں اور بعضے مطالب جو روحانی تربیت سے متعلق نہ تہے ' تو اُن کے نہونے سے بیبل میں کچہہ نقصان نہیں ہے *

Now it may be observed that by reflecting a little, the mind is convinced that the above arguments are not sufficient. Books written under the influences of the Holy Spirit, if lost, give no ground for sullying the ordinary conduct of the Divine Providence. If only one book could be considered sufficient for the instruction of all the mankind, then what occasion was there for sending down the New Testament after the Old Testament. It is true that the faithful always preserved the sacred writings as their dear treasure, but when a general calamity overtakes a nation, then man who is of frail nature, is so much overwhelmed that if he then loses any sacred writing in his posession, it is no worder as especially when we think of the successive disasters which befel the Jewish nation, and see that those sacred writings were not embodied in one volume, but consisted of fragments in the possession of different persons. That these books were not prophetic, is unsupported by any argument especially when we

مگر ظاہر ہے کہ ادنی تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دلیلیں کافی نہیں ہیں ' جو کتاب روح قدس کی تائید سے دی گئی ہو ' اسکے معدوم ہوجانے سے حکمت الہی میں کچہہ نقصان نہیں آسکتا ' اگر ایک ہی کتاب انسان کے ہر حالت کی تربیت کو کافی ہوتی ' تو اولد تسٹمنٹ کے بعد ہمکو نیو تسٹمنٹ کی حاجت کاہے کو ہوتی ' ایماندار لوگ بلا شبہہ الہامی کتابوں کو عزیز رکہتے ہیں ' مگر عام مصیبت کی حالتوں میں ' جو انسان کو بمقتضی آنکی ضعیف فطرت کے نہایت درماندہ کر دیتی ہیں (خصوصا وہ پے در پے کی مصیبتیں ' جو یہودیوں پر پڑیں) ایسی عزیز تحریروں کا جاتا رہنا کچہہ خلاف نیچر کے نہیں ہے ' علی الخصوص ایسی حالت میں ' کہ وہ ایک جگہہ جمع نہ تہیں ' بلکہ متفرق ٹکڑے لوگونکے پاس تہے اُن کتابوں کے الہامی نہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے ' خصوصا جب کہ خود الہامی لکہنے والوں نے اُن سے استخراج کیا ' یا اُن

see that prophetic authors have taken quotations from them in their own writings. That the present Bible contains all the matters embodied in the books which are not now extant, is not a point of controversy. The point to be settled is that there were books otherthan those which are mentioned in the Bible, but which are not extant now. But here it is worthy of observation that several learned Christain divines have acknowledged that there were such books.—

کي طرف اشارہ کیا هو ' فرض کیا جاوے که آن کے تمام مطالب کتب مقدسه میں هوں ' اور کتب مقدسه کو آن کي حاجت نهي هو ' مگر اس مقام پر اسکي بحث نهيں هے بلکه صرف اتنا کلام هے ' که اور بهي معتمد اور صحیح کتابیں تهیں ' جو اب معدوم هیں ' اور یهه بات ایسي طرح برثابت هے ' که آس سے بڑے بڑے علماے مسیحي نے بهي اقرار کیا هے *

Revd. Mr. Mumford in his book published in London in the year 1843, writes at the foot of the second question, that books cited in Matthew chap: 11. v. 23., are not now extant, and in support of his statement, writes that they have been certainly lost, because in them Jesus was styled a Nazarene, while in the present books Jesus is not denominated in this way —

ممفرڈ صاحب اپني کتاب سوالات السوال میں جو سنه ۱۸۴۳ع میں لندن میں چهپي هے ' ذیل سوال دوم کے لکهتے هیں " که یهه کتابیں جن میں حضرت مسیح علیه السلام کو ناصري کها گیا تها (اور جسکا ذکر مقدس متي نے باب ۲ ورس ۲۳ میں لکها هے) نیست و نابود هوگئي هیں ' اسلیئے که جو کتابیں نبیوں کي اب موجود هیں ' کسي میں حضرت عیسیٰ علیه السلام کو ناصري نهیں لکها هے *

Chrysostom writes in his Homily that several Prophetic writings have been lost either through the negligence or infedelity of the Jews: some of them were helplessly lost, and some torn up or committed to the flames.—

کریزاسٹم صاحب اپني هوملي یعني تفسیر میں لکهتے هیں " که پیغمبروں کي بهت سي کتابیں ناپید هو گئیں ' اسلیئے که یهودیوں نے غفلت سے بلکه بے دیني سے بعض کتابوں کو کهو دیا ' اور بعض کو پهاڑ ڈالا ' اور بعض کو جلا دیا *

تفسیر ڈائیلي مطبوعہ سنه ۱۸۵۶ع جلد ۲ صفحه ۱۳۹

Revd. D'Oyly and Richard Mant write as follows. "This enlightened monarch i. e. Solomon being desirous of employing the wisdom which he had received to the advantage of mankind, produced several works for their instruction. Of these, how-

D'Oyly & Mant Pub. 1856 Vol. 2.P. 139.

تفسیر ڈائیلي میں هے ' که اس بادشاه روشن ضمیر یعني سلیمان علیه السلام نے ' آس دانائي کو جو آنکو پائي ' انسانوں کے فائده کے لیئے استعمال میں لانا چاها ' اور بهت سي کتابیں آنکي تعلیم کے لیئے لکهیں ' مگر حضرت عزرا نے آن میں سے صرف تین کو مقدس کتابوں میں داخل

ever, three only were admitted into the canon of sacred writ by Ezra, the others being not designed for religious instruction, or so mutilated by time and accident as to have been judged imperfect".—

The above mentioned commentators of the Bible write the following in their Comments on the 25th verse in chap: 14th of the 2. Kings.—"The only mention which we have of this prophet is in the present passage and in the account of his famous message Nineveh. What the prophecirs were by which he encouraged Jeroboam to proclaim war against the king of Syria, we find nowhere recorded: but not only do we not possess all which the several Prophets wrote, but in many instances they did not commit their predictions to writing.

In short it is fully proved that there were Prophetic writings other than those contained in the preseut Bible, which have since been lost.

Third Division.

The following are those books which are not admitted among the present Canonical books; but some of them are, to this day, received as books of religious authority by some Christian sects; some of them were allowed, for a long time, to rank among the Canonical books, but being afterwards doubted as to their genuineness they were excluded and rejected; and some of them are rejected universally by all the Christians.—

1 to 7. The seven books of Seth.

کیا ' اور باقي (یعني جنکو مقدس کتابوں میں داخل نہیں کیا) یا تو وہ مذهبي تربیت کے لیئے نہیں بنائي گئیں تهیں ' یا ایک زمانہ کے گذرجانے کے سبب خراب اور ناقص هو گئیں تهیں *

تفسیر ڈائیلي میں ذیل شرح درس ٢٥ باب ١٤ کتاب دویم سلاطین کے لکہا هے ' کہ یونس پیغمبر کا حال اس مقام پر هے اور اُس مشہور پیغام میں جو نینوي کو لیگئے تهے هے ' اور اُن پیشین گوئیوں کو جنسے اُس نے بادشاہ یربعام کو سریا کے بادشاہ سے لڑنے پر دلیري دي ' کسي جگہہ لکہا هوا نہیں پاتے ' اسکا سبب صرف یہي نہیں هے ' کہ بہت سے پیغمبروں کي تحریریں همارے پاس نہیں هیں ' بلکہ یہہ بهي هے کہ ' پیغمبروں نے اپني بہت سي پیشین گوئیوں کو لکہا هي نہیں هے *

تفسیر ڈائیلي مطبوعہ سنہ ١٨٥٦ ع جلد ١ صفحہ ٨٠٦

غرضکہ هر طرح یہہ بات ثابت هے کہ اُن مقدس کتابوں کے سوا اور بهي مقدس کتابیں تہیں ' جو مدت سے ناپید هو گئي هیں *

بیان قسم سوم کي کتابوں کا

یہہ وہ کتابیں هیں جو مستعمل بیبل میں داخل نہیں هیں ' مگر ان میں سے بعضي ایسي هیں جنکو اب تک بعض فرقہ عیسائیوں کے مانتے هیں ' اور بعضي ایسے هیں جنکو ایک زمانہ میں صحیح ٹہرا کر بیبل میں داخل کیا تہا ' اور پهر نامعتبر ٹہرا کر خارج کر دیا ' اور بعضي ایسے هیں کہ اُن کو جمہور عیسائي جہوٹے اور جعلي کہتے هیں *

١ تا ٧ کتب سبعہ شیث

۸ كتاب حنوك يعني ادريس	8. The book of Enoch the prophet.	Horne's Introduction to the Critical Study of the Scriptures. Pub. 1825, Vol. 1. P: 637.	هارن صاحب كا انٹروڈكشن آوبرعلوم بيبل كي مطبوعه سنه ۱۸۲۵ع لندن جلد ۱ صفحه ۶۳۷
۹ كتاب مشاهدات ابراهيم	9. The Revelation of Abraham.		
۱۰ كتاب مشاهدات موسى	10. The Revelation of Moses.		
۱۱ كتاب پيدايش صغير كونسل ترنت نے اس كتاب كو نا معتمد ٹهرايا	11. The book of the little Genesis. This book was rejected by the Christian Council held at Trent.	Horne's Introduction to the Critical Study of the Scriptures. Pub. 8125. Vlo. 4. P. 2.	هارن صاحب كا انٹروڈكشن آوبرعلوم بيبل كے مطبوعه سنه ۱۸۲۵ع لندن جلد ۴ صفحه ۲
۱۲ كتاب قياس موسى	12. The assumption of Moses.		
۱۳ كتاب الوصيت موسى	13. The Testament of Moses.		
۱۴ كتاب اسرار موسى	14. The book of the Mysteries of Moses.		
۱۵ كتاب معراج موسى	15. The Ascension of Moses.	Lardner's works Pub: 1829. London. Vol: 2. Page 512.	لاردنر صاحب كے وركس مطبوعه سنه ۱۸۲۹ع لندن جلد ۲ صفحه ۵۱۲
۱۶ كتاب عزرا نمبر ۱ يهه كتاب سپٹو ايجنٹ كے بعض نسخوں ميں شامل تهے اور يوناني گرجے ميں عموما پڑهے جاتے تهے	16. The book of Esdras No. 1. This book was annexed, however, to some copies of the Septuagint, and was publicly read in the Greek church.—	D,Oyly and Mant Pub: 1856. London. Vol: 2. Page 756.	تفسير ڈائيلي مطبوعه سنه ۱۸۵۶ع جلد ۲ صفحه ۷۵۶
۱۷ كتاب عزرا نمبر ۲ يهه كتاب چند رومي ترجموں ميں اور ايك عربي ترجمه ميں موجود هے	17. The book of Esdras No. 2. This book is extant only in a few Italian copies and in an Arabic version.	Ditto Ditto Page 776.	ايضا صفحه ۷۷۶
۱۸ كتاب توبيت	18. The book of Tobit.	Ditto Ditto Page 809.	ايضا صفحه ۸۰۹
۱۹ كتاب جوديته	19. The book of Judith.	Ditto Ditto Page 826.	ايضا صفحه ۸۲۶

Ditto Ditto Page 849.	20. The Rest of the chapters of the book of Esther. These are extant in the Greek and Italian copies.	٢٠ باقي حصه بابوں كتاب إستهر كا يهه كتاب يوناني اور رومي نسخوں ميں موجود ہے	تفسيرڈائيلي مطبوعه سنه ١٨٥٧ع جلد ٢ صفحه ٨٤٩
Ditto Ditto Page 855.	21. The Wisdom of Solomon. This book is extant in the Greek Prose.	٢١ وزدم سليمان يعني كتاب دانائي سليمان يوناني زبان ميں يهه كتاب موجود ہے *	ايضا صفحه ٨٥٥
Ditto Ditto Page 897.	22. The Wisdom of Jesus the son of Serach, or Ecclesiasticus.	٢٢ . إيكلزياستكس يعني كتاب الوعظ	ايضا صفحه ٨٧٩
Ditto Ditto Page Page 942.	23. The book of Baruch. This book was cited with respect by many of the earliest Christian writers, and it was not rejected by the council of Trent by the consideration that the parts of it were read in the service of the church.	٢٣ كتاب باروق قديم مصنفوں نے اس كتاب سے سند لي ہے اور كونسل ٹرنٹ نے اسكورد نہيں كيا كيونكه اسكے حصے گرجا ميں پڑھے جاتے تہے	ايضا صفحه ٩٤٢
Ditto Ditto Page 955.	24. The Song of the three Holy Children. This book is found to be inserted into the book of Daniel in some of its copies of the Greek version of Theodoret, and in the Vulger Latin Edition of the Bible.	٢٤ كتاب راگ تين پاك بچوں كي بعض يوناني ترجمے تهيو ڈورٹ ميں اور عموما رومي بيبل ميں يهه كتاب بشمول كتاب دانيال موجود ہے	ايضا صفحه ٩٥٥
Ditto Ditto Page 959.	25. The History of Susanna. This book is also found to be inserted in the beginning of the book of Daniel in its copies of the said version and of the Latin Bible.	٢٥ كتاب تاريخ سَشُنْيَا انهي ترجموں ميں يهه كتاب بهي كتاب دانيال كے شروع ميں موجود ہے	ايضا صفحه ٩٥٩
Ditto Ditto Page .963.	26. The History of the Destruction of Bel and the Dragon. This book is annexed to the end of the Book of Daniel in its copies of the above said version and of the Latin Bible	٢٦ بل اور ڈرينگن كي بربادي كي تاريخ يهه كتاب بهي انهي ترجموں ميں كتاب دانيال كے اخير ميں موجود ہے	ايضا صفحه ٩٦٣

Reference (Urdu)	Reference	English	Urdu
ايضا صفحه ٩٦٦	Ditto Ditto Page 966.	27. The Prayer of Manesses King of Juda*	٢٧ دعاء منيسس بادشاه يهوديه
ايضا صفحه ٩٦٧	Ditto Ditto Page 967.	28. First book of the Maccabees.	٢٨ اول كتاب مقابيس ' يهه كتاب اور نيز دوسري آگے آنے والي كتاب عبري ميں بهي تهي اور يوناني اور سريا زبان ميں اب بهي موجود ہے
		This book and the next one were formerly extant in Hebrew, but now they are had only in Syriac and Greek.	
ايضا صفحه ١٠١٧	Ditto Ditto Page 1017.	29. The Second book of the Maccabees.	٢٩ دويم كتاب مقابيس
هارن صاحب كا انترودكشن آوبرعاوم بيبل كے مطبوعه سنه ١٨٢٥ع لندن جلد ١ صفحه ٦٣٨	Horne's Introduction to the Study of the Scriptures. Pub: 1825. London, Vol: 1. Page 638.	30. The Book of the Ascension of Isaiah.	٣٠ كتاب معراج اشعياه
		31. The Preaching of Habakkuk.	٣١ ملفوظات حبقوق

On the New Testament.

بيان كتابوں عهد جديد كا

By the New Testament here I mean with those books which have been recorded by the Apostles of Christ, in relation of the particulars of those revelations which descended to Jesus Christ. These books are called the Injeel by us Mohomedans.

اس مقام پر عهد جديد كي كتابوں سے صرف وه كتابيں مراد هيں ' جنكو حواريوں نے لكها ' اور آن ميں وه كلام الهي شامل ہے جو حضرت مسيح عليه السلام نے آوپر آترا تها ' اور جنكو هم مسلمان انجيل كهتے هيں *

These books admit of two sorts:—Firstly—Those books which have been admitted by the Christian divines to be classed among the canonical books of the Scriptures. Secondly—Those books which have not been admitted to rank among them, and are rejected.—

يهه كتابيں دو قسم كي هيں ' ايک وه جو بيبل ميں داخل هيں ' دويم وه جو بيبل ميں داخل نهيں هيں ' اور جنكو علماء مسيحي نے نا معتبر جانكر يا جهوٹي سمجهه كر خارج كرديا هے *

First Division.

بيان قسم اول كي كتابوں كا

1. The Gospel of Matthew. — ١ انجيل متى
2. The Gospel of Mark. — ٢ انجيل مارک
3. The Gospel of Luke. — ٣ انجيل لوک
4. The Gospel of John. — ٤ انجيل يوحناه

SECOND DIVISION.	بیان قسم دوم کی کتابوں کا
1. The Gospel of the Infancy of Christ by St. Matthew.	۱ انجیل طفولیت جو متی نے لکھی
2. The Gospel of the Birth of Mary.	۲ انجیل ولادت مریم
3. The Prot-evangelian of James.	۳ انجیل یعقوب
4. The Gospel of Nicodemus.	۴ انجیل نیقودیما
5. The Gospel of Peter.	۵ انجیل پیٹر
6. The Second Gospel of John.	۶ انجیل دوم یوحناہ
7. The Gospel of Andrew.	۷ انجیل اندریاہ حواری
8. The Gospel of Philip.	۸ انجیل فلپ
9. The Gospel of Bartholomew.	۹ انجیل بارتھالومی
10. The Gospel of Thomas.	۱۰ انجیل توما حواری
11. 1. The Gospel of the Infancy of Christ by Thomas.	۱۱ انجیل اول طفولیت جو توما نے لکھی
12. 2. The Gospel of the Infancy of Christ by Thomas.	۱۲ انجیل دوم طفولیت جو توما نے لکھی
13. The Gospel of Matthias.	۱۳ انجیل متھی آز
14. The Gospel of Marcus entitled "the Egyptian Gospel."	۱۴ انجیل مرقس جو مصریوں کی کہلاتی ہے
15. The Gospel of Barnabas.	۱۵ انجیل بارنابس
16. The Gospel of Thaddæus.	۱۶ انجیل تھی ڈئیس
17. The Gospel of Paul.	۱۷ انجیل پال
18. The Gospel of Appelles.	۱۸ انجیل اپلس
19. The Gospel of Basilides.	۱۹ انجیل بےسیلی ڈس
20. The Gospel of Cerinthus.	۲۰ انجیل سرنتھس
21. The Gospel of the Ebionites.	۲۱ انجیل ابی اونیٹز
22. The Gospel of the Encartites.	۲۲ انجیل انکارٹیٹس
23. The Gospel of Eve.	۲۳ انجیل حوا
24. The Gospel according to the Hebrews.	۲۴ انجیل یہودیا

(Items 1–3:) Horne's Introduction to the Critical Study of the Scriptures. Pub: 1825 London, Vol: 1. Page 642.

هارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ع لنڈن جلد ۱ صفحہ ۶۴۲

25. The Gospel under the name of Jude.
26. The Gospel under the name of Judas Iscariot.
27. The Gospel of Marcion.
28. The Gospel of Merinthus.
29. The Gospel according to the Nazarenes.
30. The Gospel of Perfection.
31. The Gospel of Scythianus.
32. The Gospel of Titan.
33. The Gospel of Truth used by the Valentinians.
34. The Gospel of Valentinus

Besides the above Gospels the other books or writings of the apostles being of two characters are classed in two divisions. Firstly.—Those writings which the Christian divines have admitted to rank among the canonical books of the Scriptures.

2dly.—Those writings which they have absolutely rejected.—

FIRST DIVISION.

1. The Acts of the Apostles.
2. The Epistle to the Romans.
3. The 1st. Epistle of Paul to the Corinthians.
4. The 2nd. Epistle of Paul to the Corinthians.
5. The Epistle of Paul to the Galatians,
6. The Epistle of Paul to the Ephesians.
7. The Epistle of Paul to the Philippians.
8. The Epistle of Paul to the Colossians.

۲۵ انجیل جود
۲۶ انجیل جوڈس
۲۷ انجیل مارشین
۲۸ انجیل امرنتهس
۲۹ انجیل ناصریان
۳۰ انجیل کاملیت
۳۱ انجیل سئی تهینس
۳۲ انجیل ٹئی ٹن
۳۳ انجیل حقیقت جو ویلن ٹي نین پاس تهي
۳۴ انجیل ویلن ٹینس

ان کے بسوا جو کتابیں اور نامے ' که اپني طرف سے حواریوں نے لکهے ' وہ بهي دو قسم هیں ' ایک وہ جنکو علماء مسیحي نے عهد جدید میں داخل کیا ہے دوسرے وہ جنکو نامعتبر سمجهه کر عهد جدید سے خارج رکها هے *

بیان پهلي قسم کي کتابوں کا

۱ اعمال حواریین
۲ رومیوں کو پال کا خط
۳ گرنتهیوں کو پال کا پهلا خط
۴ گرنتهیوں کو پال کا دوسرا خط
۵ گلاتیوں کو پال کا خط
۶ افسیوں کو پال کا خط
۷ فلپیوں کو پال کا خط
۸ کلسیوں کو پال کا خط

9. The 1st. Epistle of Paul to the Thessalonians.	٩ تھسلنیکیوں کو پال کا پہلا خط
10. The 2nd. Epistle of Paul to the Thessalonians.	١٠ تھسلنیکیوں کو پال کا دوسرا خط
11. The 1st. Epistle of Paul to Timothy.	١١ تمتھي کو پال کا پہلا خط
12. The 2nd. Epistle of Paul to Timothy.	١٢ تمتھي کو پال کا دوسرا خط
13. The Epistle of Paul to Titus.	١٣ تیتي کو پال کا خط
14. The Epistle of Paul to Philemon.	١٤ فلیمن کو پال کا خط
15. To the Hebrews.	١٥ عبرانیوں کو خط
16. The General Epistle of James.	١٦ بارہ فرقوں کو یعقوب کا خط
17. The 1st. Epistle General of Peter.	١٧ سارے مسیحي لوگوں کے لیئے پطرس کا پہلا خط
18. The 2nd. Epistle General of Peter.	١٨ سارے مسیحي لوگوں کے لیئے پطرس کا دوسرا خط
19. The 1st. Epistle General of Jhon.	١٩ سارے مسیحي لوگوں کے لیئے یوحنا کا پہلا خط
20. The 2nd. Epistle of Jhon.	٢٠ یوحنا کا دوسرا خط
21. The 3rd. Epistle of John.	٢١ یوحنا کا تیسرا خط
22. The General Epistle of Judas.	٢٢ سارے مسیحي لوگوں کے لیئے یہوداہ کا خط
23. The Revelation of St. John the divine.	٢٣ مشاہدات یوحنا
SECOND DIVISION.	بیان دوسري قسم کي کتابوں کا
1. The Epistle of Mary to Ignatius.	١ نامہ مریم بنام اگنا شس
2. The Epistle of Mary to the Sicilyans.	٢ نامہ مریم بنام مسلیان
3. The Book of Genesis by Mary.	٣ کتاب پیدایش مریم
4. The Book of Mary.	٤ کتاب مریم
5. The Tradition of Mary.	٥ تاریخ اور حدیث مریم
6. The Book of the miracles of Christ by Mary.	٦ کتاب مریم کي معجزات مسیح میں
7. The Book of Catechisms by Mary.	٧ کتاب سوالات صغیرہ کبیرہ مریم
8. The Book of the Generation of Mary.	٨ کتاب نسل مریم

۹ کتاب مریم انگشتری سلیمانی	9. The Book entitled "the Solomon's Ring" by Mary.	
۱۰ کتاب عقاید حواریان	10. The Book of the Constitutions of the Apostles.	Horne's Introduction to the Critical Study of the Scriptures. Pub: 1825. London Vol: 1. Page 642. — هارن صاحب کا انٹروڈکشن آونیز علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ع لندن جلد ۱ صفحہ ۶۴۲
۱۱ کتاب تعلیم حواریان	11. The Book of the Doctrines of the Apostles.	Lardner's Works Pub: 1829. London. Vol: 4. Page 106. — لارڈ نرصاحب کے ورکیں مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ع لندن جلد ۴ صفحہ ۱۰۶
۱۲ کتاب اعمال پطرس	12. The Acts of Peter.	(Lardner's Works, as above)
۱۳ کتاب اول مشاهدات پطرس	13. The 1st. Revelation of Peter.	(Lardner's Works, as above)
۱۴ کتاب دویم مشاهدات پطرس	14. The 2nd Revelation of Peter.	
۱۵ نامه پطرس بنام کلیمنس	15. The Epistle of Peter to Clemens.	
۱۶ کتاب مباحثه پطرس	16. The Judgement of Peter.	
۱۷ کتاب تعلیم پطرس	17. The Doctrine of Peter.	
۱۸ کتاب وعظ پطرس	18. The Preaching of Peter.	
۱۹ کتاب اداب نماز پطرس	19. The Modes of Praying by Peter.	
۲۰ کتاب خانه بدوشی پطرس	20. The Wanderings of Peter.	
۲۱ کتاب قیاس پطرس	21. The Visions of Peter.	
۲۲ کتاب اعمال یوحناه	22. The Acts of John.	
۲۳ کتاب خانه بدوشی یوحناه	23. The wanderings of John.	
۲۴ کتاب حدیث یوحناه	24. The Tradition of John.	
۲۵ نامه یوحناه بنام هیدرو پک	25. The Epistle of John to Hadrabuk.	
۲۶ مریم کا وفات‌نامه جو یوحناه نے لکھا	26. The Death of Mary by John.	
۲۷ تذکره مسیح اور آن کے نزول کا صلیب سے جو یوحناه نے لکھا تھا	27. The Particulars of Christ's descending from the Cross by John.	
۲۸ کتاب مشاهدات دویم یوحناه	28. The second Revelation of John.	
۲۹ کتاب اداب نماز یوحناه	29. The Modes of Praying by John.	
۳۰ کتاب اعمال اندریاه	30. The Acts of Andrew.	
۳۱ کتاب آداب نماز متی	31. The Modes of Praying by Matthew.	

	32. The Acts of Philip.	٣٢ كتاب اعمال فلپ	
Horne's Introduction to the Critical Study of the Scriptures. Pub: 1825, London. Vol: 1. Page 642.	33. The Acts of Thomas.	٣٣ كتاب اعمال توما	هارن صاحب کا انٹروڈکشن آبرعلوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ١٨٢٥ع جلد ١ صفحہ ٦٤٢
	34. The Revelation of Thomas.	٣٤ كتاب مشاهدات توما	
	35. The Wanderings of Thomas.	٣٥ كتاب خانه بدوشي توما	
	36. The Modes of Praying by James.	٣٦ كتاب آداب نماز يعقوب	
	37. The Death of Mary by James.	٣٧ وفات‌نامه مريم جو يعقوب نے لکھا	
	38. The Tradition of Matthias.	٣٨ كتاب حديث متهي آز	
	39. The Acts of Matthias.	٣٩ كتاب اعمال متهي آز	
	40. The Modes of Praying by Mark.	٤٠ كتاب آداب نماز مرقس	
	41. The Passions of Mark.	٤١ مرقس کي كتاب پےشن	
Lardner's works. Pub: 1829. London, Vol: 4. Page 106.	42. The Epistle of Barnabas.	٤٢ نامه بارناباس	لارڈنرصاحب کے ورکس مطبوعہ سنہ ١٨٢٩ع لندن جلد ٤ صفحہ ١٠٦
Horne's Introduction &c. Pub: 1829. London, Vol: 1. Page 642.	43. 1. The Acts of Paul or Martyrdom of Thecla.	٤٣ كتاب اعمال پال يا شهادت تهكلا اول	هارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ سنہ ١٨٢٥ع جلد ١ صفحہ ٦٤٢
	44. 2. The Acts of Paul or Martyrdom of Thecla	٤٤ كتاب اعمال پال يا شهادت تهكلا دوم	
	45. The Acts of Paul.	٤٥ كتاب اعمال پال	
Colossians Chap: 4. Verse 19.	46. The Epistle of Paul to the Loadiceans.	٤٦ نامه پال بنام لادوكيان	نامہ کلسیان ٤—١٩
	47 to 49. The three Epistles of Paul to the Thessalonians.	٤٧ تا ٤٩ تين نامے پال کے بنام تهسليكونيان	
1. Corinthians 5-9. 2. Corinthians 10-9.	50 to 52. The three Epistles of Paul to the Corinthians.	٥٠ تا ٥٢ تين نامے پال کے بنام كرنتهيان	نامہ اول کارنتهين ٥—٩ نامه دوم ايضا ١٠—٩
	53. The Epistle of Paul in reply to that of the Corinthians.	٥٣ نامه پال درجواب نامه كرنتهيان	

ڈارن صاحب کا اِنٹروڈکشن آوبرعلوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ع لندن جلد ۱ صفحہ ۶۴۲	Horne's Introduction to the Critical Study of the Scriptures. Pub: 1825. Vol: 1. Page 642.	54. to 59. The six Epistles of Paul to Seneca.	۵۴ تا ۵۹ چھہ نامہ پال کے بنام سنیکا

60. The 1st. Revelation of Paul.	۶۰ کتاب مشاهدات اول پال
61. The 2nd. Revelation of Paul.	۶۱ کتاب مشاهدات دریم پال
62. The Visions of Paul.	۶۲ کتاب وژن پال
63. The Preaching of Paul.	۶۳ کتاب وعظ پال
64. The Book on the magical Incantation of the Snake by Paul.	۶۴ پال کي کتاب منتر سانپ
65. The Precepts of Paul.	۶۵ کتاب پري سپٹ پال
66. The R.velation of Cerinthus.	۶۶ مکاشفات سرنتہس
67. The Acts of the apostles made use of by the Ebionites.	۶۷ اعمال حواريان جو ابي اونيٹز کے پاس تھے
68. The Book of the Helkesaites.	۶۸ کتاب هل‌کي‌سيٹس
69. The Book of James.	۶۹ کتاب جيمس
70. The Acts of the Apostles by Leucius.	۷۰ کتاب اعمال حواريان ليوشيس کے
71 The Acts of the Apostles by Lentitius.	۷۱ اعمال حواريان لن‌ٹي‌شيس
72. The Acts of the Apostles by Leontius.	۷۲ اعمال حواريان ليان‌ٹيس
73. The Acts of the Apostles by Leuthon.	۷۳ اعمال حواريان ليوتهان
74. The Acts of the Apostles used by the Manichees.	۷۴ اعمال حواريان جو مني چيز پاس تهي
75. The Acts of the Apostles by Seleucus.	۷۵ اعمال حواريان سليوکس
76. The Revelation of Stephen.	۷۶ مکاشفه ستفن
77. The Catholic Epistle of Themison the Montanist.	۷۷ نامه تهمي‌سن مانٹي‌نسٹ
78. The first Epistle of Clement to the Corinthians.	۷۸ نامه اول کليمنٹ بنام کارن‌تهينز
79. The Second Ditto Ditto Ditto.	۷۹ نامه دوم کليمنٹ بنام کارن‌تهينز
80. The Epistle of Ignatius to the Ephesians.	۸۰ نامه اگني شيس بنام افي‌سينز
81 The Epsitle of Ignatius to the Magnesians.	۸۱ نامه اگني‌شيس بنام ميگني‌شيڈس

82. The Epistle of Ignatius to the Trallians.	٨٢ نامہ اگنی شیس بنام ٹریلینز	
83. The Epistle of Ignatius to the Romans.	٨٣ نامہ اگنی شیس بنام رومیوں	
84. The Epistle of Ignatius to the Philadelphians.	٨٤ نامہ اگنی شیس بنام فلی ڈل فیئنس	
85. The Epistle of Ignatius to the Smyrnæans.	٨٥ نامہ اگنی شیس بنام سمرنیئنز	
86. The Epistle of Ignatius to Polycarp.	٨٦ نامہ اگنی شیس بنام پولی کارپ	
87. The Epistle of Polycarp to the Phlippians.	٨٧ نامہ پولی کارپ بنام فلی پینز	
88. The Shepherd of Hermas.	٨٨ گڈریہ هرمس کا	
89. The Commands of Hermas.	٨٩ احکام هرمس	
90. The Similitudes of Hermas.	٩٠ تمائیل هرمس	
Besides the above detailed books there are some others said to be the porductions of Jesus Christ himself, and they are as follow.—	ان کتابوں کے سوا چند کتابیں ایسی تہیں ، جنکو کہتے تہے کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام نے لکہی هیں ، اُن کی تفصیل یہہ هے *	
Horne's Introduction &c. Vol: 1. Page 642. — 1. The Epistle to Abgarus.	١ نامہ بنام آبیگارس	هارن صاحب کا انٹروڈکشن اوبرعلوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ١٨٢٥ع لندن جلد ١ صفحہ ٦٤٢
2. Ditto to Paul and Peter.	٢ نامہ بنام پیٹر و پال	
3. The Book of Proverbs and Preaching.	٣ کتاب تمثیلوں اور وعظ کي	
4. A Hymn, which Christ taught to his Disciples.	٤ کتاب مناجات مسیح کي	
5. The Book on Magic.	٥ کتاب سحر کي	
6. The Book on the Birth of Christ, Mary, and her Nurse.	٦ کتاب پیدایش مسیح اور مریم	
Horne's Introduction &c. Vol: 1. Page 642. — 7. The Christ Epistle which fell down from Heaven directed to a priest named Leopas in the city of Eras.	٧ نامے جو اسمان پر سے گرے	ایضا صفحہ ٦٤٢
8. An Epistle of Christ produced by Manichees.	٨ نامہ حضرت مسیح جو مینی کیس نے پیدا کیا	

The books, to the authority of citing which I have not refered, are quoted from Exihomo and the Apocryphal New Testament published at London in 1820.

I have endeavoured to put down here so many books as above detailed, from the former works which contain them, it is not surprising if there were any more that could not reach my notice, whether they be genuine and authentic or not.

جن کتابوں پر کسي کتاب کا حواله نہیں ھے آنکا نشان ملیگا اکسہومو اور ابپوکریفل نیوٹسٹمنٹ میں جو سنه ۱۸۲۰ع میں لندن میں چھپي ہے *

یہه تفصیل کتابوں کي جولکھي گئي وہ ہے جو ھمنے اگلي کتابوں میں پائي ہے اور کچھه تعجب نہیں که انکے سوا اور بھي کچھه تحریریں معتبر یا نا معتبر ھوں جنکي اطلاع ھم تک نه پھونچي ھو *

SIXTH DISCOURSE.

اسبات کے معلوم کرنیکا کہ اِن کِتابوں میں سے کون سي کتابیں معتبر هیں مسلمانو کے مذهب میں کیا قاعدہ ہے

WHAT are the methods applied by the Mohomedan religion, to enquire into, and confirm the authenticity of a religious book.?

In deciding the authenticity of a book the chief principle or guide to be adopted, is to depend on the credibility or incredibility of its author.—So, when going to prove of a book being authentic, or not, we first look to the alleged author, and if he be known to have been a man eminent for virtue and learning in his day, we should hold that fact to be a strong evidence in favor of the orthodexy of his book; while the reverse would be equally damaging:—then again, we should expect a connected chain of proofs as to his being really the author; and which cannot be received in any other form except that we were satisfied with the presence of such evidences thereof as were to begin from his time, and to continue to our day; and the most satisfactory method by which such proof could be furnished, would be that some contemporary of the author had been assured of its authenticity by having been taught that book by its author himself—and that he in the like manner had taught a third party, and so on in regular sequence down to our age; for instance we subjoin to the margin a specimen of the connected chain of a proof of the

Syud Ahmud, the author of this work was taught

کتابوں کي معتبري اور غیر معتبري دریافت کرنے کا اصلي مدار اُسکے مصنف کي معتبري اور غیر معتبري پر ہے ' پس جس کتاب کي معتبري یا غیر معتبري دریافت کرني هو ' تو اول یهہ بات دیکھني چاهیئے ' کہ اُسکا لکھنے والا معتبر شخص ہے یا نہیں ' اگر معتبر ہے تو وہ کتاب بھي معتبر ہے ' اور اگر معتبر نہیں ہے تو وہ کتاب بھي معتبر نہیں ہے ' پھر اگر وہ کتاب معتبر شخص کي طرف منسوب هوتي ہے ' تو اِس بات کي سند درکار هوتي ہے ' کہ درحقیقت یهہ کتاب اُسي شخص کي لکھي هوئي ہے ' اور یهہ بات ثابت نہیں هوتي ' جب تک همارے زمانہ سے اُس کتاب کے لکھنے والے تک سند متصل همارے پاس نهو ' اور سند متصل هم اُسکو کہتے هیں ' کہ کسي معتبر شخص نے اُس کتاب کو اصل لکھنے والے سے پڑھا هو ' پھر اُس سے دوسرے نے پھر اُس سے تیسرے نے یہاں تک کہ همارے زمانہ تک اسیطرح اُسکي گواهي پہونچي هو ' چنانچہ حاشیہ پر بطور مثال کے قران مجید کي سند متصل جس طرح کہ مجھہ تک پہونچي ہے لکھتا هوں ' † اِسي طرح پر اور کتابوں کي بھي سند متصل هم چاهتے هیں ' مگر اِن کتابوں کي نسبت ایسي سند متصل

† قد قرات القران المجید والفرقان الحمید علی الشیخ

همارے پاس نہیں هے اسلیئے اِن کتابوں کے معتبر اور غیر معتبر ٹہرانیکو دوسرا قاعدہ بلحاظ شہرت اور قبول کے قرار پایا ہے ' پس ان جملہ کتابوں کي خواہ وہ بالفعل بیبل میں داخل هیں یا نہیں ' چار قسمیں قرار پاتي هیں *

authenticity of our Holy Koran, in which form the proof requsite by us as to the authenticity of a book should appear.

Now it must be admitted that with respect to books under our discussion this chain of convincing evidence is wanting. To ascertain therefore, in what degree they are entitled to credibility, other tests have been adopted, by the process of which these books have been separated into four distinct classes, the distinguishing features of each of which I now proceed to sketch :—

قسم اول جن کتابوں کو علماء هر وقت نے بلا رد و انکار قبول کیا ' اور سب کا آنکي صحت پر اتفاق هوا ' اور شهر بشهر مشهور هوئیں ' اور علماء آنکي تعلیم و تعلم میں قرنا بعد قرن مشغول اور مصروف هوئي ' اور کبھي اور کسي زمانه میں آنکي صحت اور اعتبار پر رد و انکار نہیں هوا ' وہ سب معتمد اور صحیح هیں *

1. Class.—To this category belong those books whose authenticity has never been called in question, whose renown had spread from city to city ;—books which were used by the pious and

to him, the Holy Koran by Mowlvee Mohomud Mukhsoosoollah who, again, by Shah Ubdool Uzeez who, by Mowlvee Shah Wully-oollah who, by Hajee Mohomud Fazil who, by Sheikh Ubdool Khaliq who, by Sheikh Busree who, by Sheikh Ubdoor Rehman who, by Sheikh Sujjad who, by Sheikh Ubboonnusr who, by Sheikh Zakureea who, by Sheikh Boorhan who, by Imam Mohomud Juzree who, by Imam Ahmud who, by Ubee Ubdillahil Hossein who, by Imam Ubee Mohomud Kasim who, by Sheikh Ubbil Ubbas Ahmud who, by Ubee Daood Soolaiman who, by Ubee Oomur who, by Sheikh Ubbil Hussun Tahir who, by Sheikh Ally who, by Sheikh Ubbil Ubbas Ahmud who, by Ubee Mohomud Oobied who, by Imam Hufs who, by Imam Asim who,

الاجل الافخم مولانا مولوي محمد مخصوص الله و هو علي الشيخ الاجل والحبر الابجل الذي فتق بين الاقران بتمييز مولانا الشيخ عبد العزيز وهو علي والده شاه ولي الله وهو علي حاجي محمد فاضل السندي و هو علي شيخ عبد الخالق المنوفي و هو علي شيخ البصري و هو علي شيخ عبد الرحمن التيمي و هو علي شيخ سجاد و هو علي شيخ ابي النصر الطبلاوني و هو علي شيخ الاسلام الزكريا و هو علي شيخ برهان القلقيلي و هو علي امام محمد الجزري و هو علي امام احمد ابن شيخ الامام و هو علي امام ابي عبد الله الحسين و هو علي امام ابي محمد قاسم و هو علي شيخ ابي العباس احمد و هو علي شيخ ابي داؤد سليمان و هو علي ابي عمرو

by Sheikh Ubee Ubdoor Rehman & by Zir bin Hoobeish who, by Khuleefa Oosman who, by Mohummud, the prophet of God. learned men of every age; and which were unanimously allowed & accepted as true & orthodox. To the truth of books so vouched we at once give in our adhesion.

II. Class.—In this class are placed books, the authors of which enjoyed a high reputation in their day.—These books were generally known and esteemed, but yet they did not gain universal repute; and although theyawere largely quoted by other writers, yet they in course of time, lost their hold in the minds of men, and gradually sunk into oblivion after attaining temporary renown.—These books we also admit to be authentic and worthy of trust but of comparatively less value than those of class I.

III. Class.—In this division are reckoned those books which, although written by eminent men, never attained to any general circulation, and were not adopted as text books by the scholar of the age, nor were they quoted by contemporary or subsequent writers. Such books we do not hold to be of unquestionable authority.—

IV. Class.—The fourth and last class is composed of books which were wholly unknown to antiquity, and made their appearance at a comparatively later period, without attracting the notice of the able and learned men of the time. Such books we do not regard as trustworthy or authentic.—

قسم دویم وہ کتابیں هیں جنکو معتبر لکھنے والوں نے لکھا اور اکثر علماء نے اُن کتابوں کو تسلیم کیا ' مگر بعضوں نے اُن کے تسلیم کرنے سے انکار بھي کیا ' یا کسي عہد میں وہ کتابیں اکثر علماء کے نزدیک مقبول رهیں اور معتبر اور مقدس لوگوں نے اُنسے سند لي ' اور اپني تحریرات میں اُن کے اقوال اخذ کئے ' مگر پھر کسي زمانه میں متروک هو گئیں ' یا یهه که کسي زمانه میں اُن کي شهرت هوئي اور پھر وہ شهرت جاتي رهي ' اُن کتابوں کو بھي هم صحیح اور معتمد مانتے هیں ' مگر پہلي قسم سے درجه اعتبار میں کمتر جانتے هیں *

قسم سویم وہ کتابیں هیں ' جنکو معتبر لکھنے والوں نے تو لکھا ' مگر چنداں مشهور نه هوئیں ' اور علماء کي تعلیم و تعلم میں کثرت سے نه آئیں ' اور نه معتبر اور مقدس لوگوں نے اپني تحریرات میں اُن کے اقوال اخذ کئے ' نه اُنکا حواله دیا اُن کتابوں کو هم کتب صحاح میں داخل نہیں کرتے *

* قسم چهارم وہ کتابیں هیں ' جنکا اگلے وقتوں میں کچهه نام و نشان مذکور نه تها ' بعد کے زمانه میں نکلیں ' اور معتبر لوگوں نے اُن کي طرف التفات نکیا ' اُن کتابوں کو معتبر نہیں سمجهتے *

الدواني وهو علی شیخ ابي الحسن الطاهر و هو علی شیخ غاسي ابن محمد و هو علی شیخ ابي العباس احمد ابن سهل الاشناني و هو علی شیخ ابي محمد عبید ابن الصباح و هو علی امام حفص و هو علی امام عاصم و هو علی شیخ ابي عبدالرحمن و زر ابن حبیش و هو علی حضرت امیرالمومنین عثمان ابن عفان جامع الناس علی القران و هو علی سید الانبیاء والمرسلین صاحب الوحي والکتاب المبین خاتم النبیین محمد رسول الله صلوات الله علیه و علی اله و اصحابه اجمعین و انا العبد المذنب الی الله الصمد سید احمد

It is by the foregoing standard that we Mohomedans try the claims of ancient writings which profess to guide mankind in matters of faith; and that all existing books are so judged, whether they are included in the Bible, or not. It seems to me that there is no difference of opinion of any kind between the Mohomedan and the Christian learned as to the rules or methods adopted by them, to inquire into the authenticity or fictitiousness of a book; for Mr. Lardner thus speaks on this subject in the fourth volume of his works at page 102.—

"It seems to me that when we speak of books and rank them according to the several opinions which men have of them, there may be five sorts:—

1stly. Such books as are universally received.

2ndly. Such as are very generally received, and are doubted of by a few only.

3rdly. Such as Eusebius calls controverted or contradicted, which are received by many, or the most, but yet are doubted of by a good number of people.

4thly. Such as are received by a few only, or however rejected by more than they are received. These Eusebius may call spurious.

5thly. There are such as are universally rejected by Catholic Christians, as not having been used by any of the ancients, as books of any value, and containing things contrary to the true

پس تقسیم بموجب هم مسلمان آن کتابوں کو بهي خواه وه بيبل ميں داخل هيں يا نهيں ، چار قسموں پر تقسيم کرتے هيں ، اور جو کتاب جس قسم کي هے آس قسم ميں داخل کرتے هيں *

ظاهرا معلوم هوتا هے ، که اِس امر ميں علماء مسيحي کا بهي يهي مذهب هے ، جو هم مسلمانوں کا هے اور هم دونوں ميں آن کتابوں کے معتبر اور نا معتبر ٹهرانے کے قاعده ميں کچهه اختلاف نهيں هے ، لارڈ نر صاحب لکهتے هيں "که جب هم کتابوں کا بيان کرتے هيں ، اور متقدمين کے اقوال پر جو آن کي نسبت هيں لحاظ کرتے هيں ، تو وه کتابيں پانچ قسم کي معلوم هوتي هيں ، *

لارڈ نر صاحب کے ورکس مطبوعه سنه ١٨٢٩ ع لندن جلد ۴ صفحه ١٠٢

اول وه کتابيں جنکو سب مانتے تهے *

دوسرے وه جنکو بهت سے مانتے تهے اور صرف چند آدمي آنپر شک کرتے تهے *

تيسرے وه کتابيں جنکو يوسي بيس نے متنازعه ٹهرايا هے يعني جنکو بهت سے لوگ تسليم کرتے هيں ، اور بهت سے لوگ آنپر شک بهي کرتے هيں *

چوتهے وه کتابيں جنکو چند تسليم کرتے هيں ، يا يهه که جتنے تسليم کرتے هيں ، آس سے بهت زياده آن کو تسليم نهيں کرتے هيں ، ايسي کتابيں جهوٹي کتابيں کهلاتي هيں *

پانچويں وه کتابيں جنکو علماء عيسائي عموماً رد کرتے هيں اِس سبب سے که متقدمين ميں سے کسي نے آن کو بطور کتاب معتبر کے استعمال نهيں کيا ، يا آن

Apostolical doctrine. These are altogether or throughout spurious."—

میں ایسی باتیں شامل ہیں جو حقیقی حوارانہ تعلیم کے برخلاف ہیں ایسی کتابیں بالکل جھوٹی ہیں *

Now it is decidedly proved by the above quotations from Mr. Lardner's that there is no diversity of opinion between the Mohomedans and Christians, in their manner of judging of the authenticity of books; the only difference of judgement between them lies in this point that after having rejected a book the Christians do not allow any of its passages to be of any weight at all; but we Mohomedans look to the subject-matter of it, and make its contents rank in three classes according to the value that we give to each of them respectively.

اس تقسیم سے جو لارڈ نر صاحب نے بیان فرمائی صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ قاعدہ ہم دونوں مسلمانوں اور عیسائیوں میں غیر متنازعہ ہے مگر اختلاف صرف اسقدر ہے کہ جن کتابوں کو علماء عیسائی معتبر نہیں جانتے ، اُن کتابوں کے کسی قول پر بھی اعتبار نہیں کرتے ، اور بالکل بیدل سے خارج سمجھتے ہیں مگر ہم مسلمان اُسکے اصلی مضامین پر خیال کرتے ہیں ، اور جسقدر مضامین اُس میں مندرج ہوتے ہیں اُن کی تین قسمیں کرتے ہیں *

1st. If the subject-matter is shown to be true, by internal evidence, or by collateral testimony derived from other works, then we accept it as true.

اول یہہ کہ اُسکی صحت اور صداقت اور کسی معتبر دلیل یا معتبر کتاب سے پائی جاتی ہے ، تو اُس مضمون کو صحیح اور واقعی مانتے ہیں *

2ndly. If by the same rule any portion of the book is shown to be false, then we reject just so much of it.

دوسرے یہہ کہ اُس مضمون کا غلط اور جھوٹ ہونا اور کسی معتبر دلیل یا معتبر کتاب سے ثابت ہوتا ہے ، تو اُس قدر مضمون کو صحیح نہیں مانتے *

3rdly. If neither the truth nor falsity of a certain portion of it can be demonstratively established, and yet if there be no positive evidence against its truth, in that case we steer a middle course; neither admitting altogether, nor rejecting altogether the substance or doctrines of a book so circumstanced.

Further we acknowledge that whatever has been revealed by God to his prophets, is all true; for according to

تیسرے یہہ کہ جس مضمون کی نہ معتبری ثابت ہے ، اور نہ غلط ہونا ثابت ہے ، اور نہ کوئی ایسی قوی دلیل ہے ، جس سے اُسکے غلط ہونیکا یقین ہو ، تو اس مضمون کی نہ صحت کا اقرار کرتے ہیں اور نہ اُسکی صحت سے انکار کرتے ہیں ، بلکہ یہہ کہتے ہیں کہ جو کچھہ اللہ نے اپنے نبیوں پر اوتارا ، اُس سب پر ہم ایمان لائے ہیں ، اور سبب اس کا یہہ

our religion it is obligatory upon us all Mohomedans to accept those revelations implicitly in good faith.—If it should happen that any revelation so called, is of doubtful authenticity, though not incontrovertibly shown to be false, we should refrain from rejecting it, lest it should really turn out to be a genuine message uttered by a Prophet as conveyed to him from God, and we might thus unwillingly commit sin by denying God's words: but on the other hand, we should at the same time withhold our acquiescence, because of the absence of sufficient proof of its genuineness.—

ہے ، کہ ہمارے مذہب میں یہہ بات فرض ہے ، کہ جو کلام الہي نبیوں پر اترا ، اس سب کي ہم دل سے تصدیق کریں ، پس جو کلام کہ کسي نبي کي طرف منسوب ہے ، اور اس کا غلط ہونا ہمکو ثابت نہیں ہوا ، تو اسکے انکار کرنے میں ہمکو یہہ اندیشہ ہے کہ شاید نبي کا کلام ہو ، اور اسکے انکار کرنے سے ہمکو گناہ کا مرتکب ہونا پڑے ، اور اسکي صحت کا اس واسطے اقرار نہیں کر سکتے ، کہ اسکي صحت ہمکو ثابت نہیں *

Tested by the rule above indicated, it is allowed by Mohomedans, that none of the various books which form component parts of the Bible, are of such a nature as to fall into class IV.—The great majority of them belong to the first class, ; some to the second; and a very few to the third class.—I shall give my reasons in full, when I proceed to classify them, which will be D. V. when I write the commentary upon each book.

بلحاظ اِن تقسیموں کي جسقدر کتابیں ، کہ بالفعل بیبل میں داخل ہیں ، ہم مسلمانوں کے نزدیک کوئي کتاب قسم چہارم میں داخل نہیں ہے ، بلکہ اکثر کتابیں قسم اول کي ہیں ، اور کچھہ تھوڑي قسم دویم کي ، اور بعض قسم سوم کي ، چنانچہ اسکي تفصیل اور تحقیق ، ہم ہر ایک کتاب کي تفسیر میں وقتاً فوقتاً لکہیں گے انشاالله تعالی *

SEVENTH DISCOURSE.

مسلمانوں کے مذہب میں کتب مقدسہ کی تحریف کا کیا مسئلہ ہے

What is the opinion entertained by Mohomedans regarding the corruption of the sacred scriptures.?

Eemam Fukhroodeen Razee says, in his Commentary that the word Tuhreef means to change, to alter, to turn aside anything from its truth.—This meaning is of general application; but whenever the term is used in relation to sacred scriptures, it is, in common acceptation, understood to imply a wilful corruption of the word of God from its true and original purport and intent.—

امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے، کہ تحریف کے معنی ہیں تغیر وتبدیل کے اور تحریف پھیرنا ایک چیز کا ہے اسکی سچائی سے

تفسیر کبیر
التحریف التغیر والتبدیل والتحریف هو امالة الشيء عن حقه

یہہ معنی جو امام صاحب نے بیان کیئے یہہ عام تحریف کے معنی ہیں، مگر کتب مقدسہ کی نسبت جو تحریف کا لفظ ہم مسلمانوں میں مروج ہے اس سے اصطلاحی معنی مراد ہیں، اور وہ یہہ ہیں کہ جان بوجھہ کر اور قصد کر کر کلام الہی کو اسکے اصلی مقصد اور سچے مطلب سے دوسری طرف پھیرنا *

I have ventured to define under three different heads, the peculiar circumstances which serve to convey the sense of the word Tuhreef in its special application to the divine word.—

همنے تحریف کے اصطلاحی معنوں میں کئی قیدیں لگائی ہیں *

1st. The corruption must be done knowingly.—

اول یہہ کہ جان بوجھہ کر *

2ndly. It must be done wilfully or determinedly.—

دوسرے یہہ کہ قصد کر کر *

3rdly. There must be an obvious perversion of the true meaning of the text.—

تیسرے یہہ کہ اصلی مراد سے اس طرف پھیرنا جو مقصود نہیں ہے *

I have given the first definition, because according to our own holy Koran it is a serious crime to alter or corrupt sacred scriptures; but if the alteration be such as might show that it was not done with the deliberate intention of corrupting the scriptures, then it is not

پہلی قید همنے اسلیئے لگائی ہے، کہ قران مجید کے حکم بموجب تحریف ایک گناہ عظیم ہے، پھر اگر تحریف سے جان بوجھہ کر تحریف کرنا مراد نہو تو وہ فعل گناہ نہیں رہتا، پس ضرور ہے کہ جس تحریف کا قران مجید میں ذکر ہے وہ تحریف

to be regarded as a crime.—When, therefore, Tuhreef is mentioned in the Koran, it implies that it is caused knowingly. There are various passages in which it is written, that people who have the word of God change the sense of it, and that they do so knowingly.—This shows clearly, that a criminal knowledge is essential to the corruption of scripture.—

I have given the second definition for this reason, that an improper interference with any book is an act; and when an act is attributed to an actor by whom it has been committed, it is concluded that it has been done designedly.—In the holy Koran whenever the corrupting of scripture is spoken of, it is alluded to as an action proceeding from some body. Another argument to support the opinion, is that an act is regarded as criminal only if it is done wilfully, or with deliberate intention; hence it is proved that the word corruption implies that it is done wilfully.

The third definition–that of distorting a text from its true meaning,-comprehends in fact the original and genuine signification of the word Tuhreef—which means literally the turning away of anything from its truth.—If then it be allowed that no such alteration has been made as to affect the true and obvious sense of any writing, then we should not call that Tuhreef, according to the peculiar meaning of the word.

It must be considered, that the Sacred Scriptures may be corrupted in various ways:—

جان بوجهه کر هو، علاوه اِسکے قرآن مجید میں بعضي آیتوں میں تحریف کے ذکر کے ساتهه یهه بهي آیا هے که (سنتے کلام الله کا پهر آسکو بدل ڈالتے سمجهه کر اور آنکو معلوم هے) پس اس سے صاف ثابت هوتا هے، که تحریف سے وهي تحریف مراد هے جو جان بوجهه کر هو *

دوسري قید قصد اور اِرادہ کي همنے اِسلیئے لگائي هے، که بدلنا یا پهیرنا کسي چیز کا ایک فعل هے اور جبکه کوئي فعل کسي فاعل کي طرف منسوب کیا جاتا هے، تو آس سے یهي مراد هوتي هے که آسنے بالقصد یهه کام کیا هے چنانچه قرآن مجید میں بهي جهاں کهیں تحریف کا ذکر آیا هے وہ فعل کے صیغه سے آیا هے علاوہ اِسکے گناہ بهي آسي فعل پر هوتا هے جو بالقصد اور بالعمد هو، اس سے ثابت هے که تحریف سے وهي تحریف مراد هے جو قصداً اور ارادةً هو *

تیسري قید اصلي مراد سے پهیرنے کي همنے اِسلیئے لگائي هے، که یهه معني نفس لفظ تحریف میں واقع هیں، کیونکه اصلي معني تحریف کے هیں پهیرنا ایک چیز کا آسکي سچائي سے پس اگر فرض کیا جاوے که کسي چیز میں کوئي ایسي تغیر و تبدیل واقع هوئي، جس سے آسکي سچائي اور اصلي مطلب میں انحراف نهیں آیا، تو وہ اصطلاحي تحریف نهیں هے *

اب غور کرنا چاهیئے که اِس طرح پر تحریف کتب مقدسه کي کئي صورت سے هوسکتي هے *

1st. By adding words or phrases which were not there originally.—

اول یہہ کہ کتب مقدسہ میں کچھہ لفظ یا عبارت اپني طرف سے بڑھاویں *

2ndly. By striking out existing words or phrases.—

دوسرے یہہ کہ اُن میں سے کچھہ لفظ یا عبارت گھٹاویں *

3rdly. By the substitution of other words, differing in meaning form those struck out.—

تیسرے یہہ کہ لفظوں کو بدل دیں، یعني اصلي لفظ نکال کر اُنکے بدلے اور لفظ داخل کردیں *

4thly. By making verbal changes while reading, so as to convey to the ear words different from what were written.

چوتھے یہہ کہ کتب مقدسہ میں تو کچھہ تغیر و تبدیل نکریں، مگر اُنکے الفاظ کو یعني کلام الہي کو پڑھتے وقت تغیر کر کر لوگوں کو پڑہ سناویں *

5thly. By reading only some passages, and omitting others.

پانچویں یہہ کہ کتب مقدسہ کے بعض درسوں کو بتلاویں، اور بعض کو چھپاویں *

6thly. By instructing the people in a manner contrary to God's teaching in his holy word, and yet making them believe that this instruction is the true word.

چھٹے یہہ کہ کلام الہي میں جو احکام ہیں لوگوں کو اُنکے بدلے اور احکام بتلاویں، یہہ کہہ کر کہ حکم الہي یوں ہي ہے *

7thly. By adopting an improper meaning of certain words of ambiguous or equivocal interpretation, which does not suit the sense intended.

ساتویں یہہ کہ الفاظ مشترک المعني کے وہ معني بیان کریں جو مقصود نہیں ہیں *

8thly. By misinterpreting those passages which are mysterious and allegorical.—

آٹھویں یہہ کہ آیات خفیہ اور متشابہ کي غلط تاویل بیان کریں *

Some maintain, that besides the above, there is yet another method of corrupting Scripture, and that is, by producing spurious books and publishing them as the inspired word of God. But, in point of fact, this can hardly come under the head of Tuhreef, because Tuhreef means an actual corruption of God's word; and it will not apply to a

ان قسموں کے سوا بعضے لوگوں نے اسبات کو بھي تحریف میں داخل کیا ہے، کہ ایک عبارت یا رسالہ اپني طرف سے لکھہ کر مشہور کریں، کہ یہہ خدا کا کلام ہے، مگر در حقیقت یہہ تحریف میں داخل نہیں ہے، کیونکہ تحریف میں ضرور ہے کہ کلام الہي میں تغیر و تبدیل ہو، اور اپني طرف سے کوئي عبارت یا رسالہ لکھنا اور اُسکو کلام

case in which spurious works are fraudulently sought to be palmed off opon the world as inspired; for this cannot be regarded as a corrupting of God's word, but simply as an attempt to give currency to a lie under false colors.

The eight different kinds of Tuhreef noticed above, may be divided into two distinct classes; the first four being called Tuhreef Lufzee or verbal corruption, and the last four Tuhreef Maunvee, or corruption of the sense or meaning of Sacred Scripture. My object in making mention of these several kinds of Tuhreef, is merely to show, that corruption in any of these ways was possible; but I do not at all intend to assert, that all these methods were actually put into practice for the purpose of corrupting the Scriptures.—On the contrary it is proved, in the opinion of us Mohomedans, that corruption of the first three kinds was not practised.

Some of the doctors of our faith have indeed maintained that the corruption of the first three kinds above mentioned must have been practised; and the arguments by which they support this assertion, are founded on these three points:—

1stly.—They include among corruptions all books or writings which being the productions of individuals, have been falsely published under the names of prophets or apostles.—

2ndly.—They prove that corruptions of those three kinds were practised by some of the Jews.—So the Samaritans in the 4th verse of the 27th

الهي كهه كر مشهور كرنا، كلام الهي ميں تحريف كرنا نهيں هے بلكه سرے سے جهوٹ بنانا اور موضوع كرنا هے *

يهه آٹهوں قسميں تحريف كي جو مذكور هوئيں، اِن ميں سے پهلي چار قسميں تحريف لفظي كهلاتي هيں، اور پچهلي چار قسميں تحريف معنوي، اِن آٹهوں قسموں كے بيان كرنے سے اِس مقام پر مطلب يهه هے، كه اِن اِن صورتوں سے تحريف هونا ممكن هے، اور يهه مطلب نهيں هے كه يهه آٹهوں قسموں كي تحريفيں كتب مقدسه ميں واقع هوئي هيں، كيونكه همارے مذهب بموجب پهلي تين قسموں كي تحريف كا كتب مقدسه ميں واقع هونا ثابت نهيں هے *

همارے مذهب كے بعض قديم عالموں نے كتب مقدسه ميں پهلي تين قسموں كي تحريف كا هونا بهي مانا هے، اُن كي رائے كي بنياد تين باتوں پر هے *

ايك يهه كه وه لوگ اِسبات كو بهي كه اگر كوئي شخص خود كوئي رساله لكهے اور اُسكو بطور جهوٹ كے كسي پيغمبر يا حواري كے نام سے مشهور كرے تحريف ميں داخل كرتے هيں *

دوسرے يهه كه اُن كو معلوم هوا هے كه بعضے يهوديوں نے بعضي جگهه قصداً تحريف لفظي كي هے، جيسے كه سامريوں نے ورس ۴ باب ۲۷ كتاب استثنا ميں،

chapter of Deuteronomy, substituted the mountain Gozra for that of Ebal.

بجائے (عیبال کے پہاڑ) کے (گذرم کا پہاڑ) بنادیا ہے ٭

3rdly.—It was shown that some corruptions had been also made by those who were termed Orthodox:—

تیسرے یہہ کہ بعض دیندار مسیحیوں کی نسبت بھی اُن کو تحریف لفظی کرنا ثابت ہوا ہے ٭

For instance, in the Gospel of Mark, Chap. 13. V. 32., some words were omitted because they favored the Arians.—

مثلاً انجیل مارک باب ۱۳ ورس ۳۲ میں سے بعض الفاظ نکال ڈالے ہیں ' کیونکہ وہ ایرین کے مذہب کی تائید کرتے تھے ٭

ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اوبر علوم بیبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ع لندن جلد ۲ صفحہ ۳۲۳

Again in the Gospel of Luke, Chap. 1. V. 35, some words were added in opposition to the Eutychians.—

اور لوک کی' انجیل کے باب ۱ ورس ۳۵ میں کچھہ لفظ بڑھائے گئے ہیں ' واسطے رد کرنے مذہب یوتی شینز کے ٭

In the same Gospel the 43rd. verse of the 22nd. Chapter was omitted, in order that the divinity of Christ might not be questioned.

اور اسی انجیل کے باب ۲۲ کا ورس ۴۳ بعض نسخوں میں سے نکال ڈالا ہے ' تا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت میں شبہہ نہ پڑے ٭

Again in the 1st. Chapter of the Gospel of Matthew the words, "That before they came together," were omitted in the 18th verse; and the words, "Her first-born," were likewise omitted in the 25th verse of the same chapter, lest any one should doubt the perpetual virginity of Mary, the mother of Christ.—

اور متی کی انجیل کے باب ۱ ورس ۱۸ میں سے لفظ ہم بستر ہوبں اور ۲۵ میں سے اُسکا پہلونٹا ' نکال ڈالا ہے ' تاکہ حضرت مریم علیہا السلام کے ہمیشہ کواری رہنے پر شبہہ نہ پڑے ٭

But on consideration it will appear that these arguments are not sound; nor do such alterations or interpolations pertain to those corruptions which are spoken of in the Holy Koran. I have already remarked that such acts as the publication of a book under the name of a prophet or an apostle, are not corruptions of, but on the contrary wholly contradictions to, the truth. Again, if any person has made interpolations in his private copy of scripture, it is a mere isolated fact, quite unconnected with the general

مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے ' کہ یہہ تینوں دلیلیں اُن لوگوں کی ٹھیک نہیں ہیں ' اور قران مجید میں جس تحریف کا ذکر آیا ہے ' اُس سے کچھہ علاقہ نہیں رکھتیں ' کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ' کہ اپنی طرف سے کوئی رسالہ لکھہ کر کسی پیغمبر یا حواری کے نام سے مشہور کرنا ' وہ تحریف نہیں ہے بلکہ سرے سے موضوعات میں داخل ہے ' اور اگر کسی شخص نے کسی نسخہ میں کوئی تحریف لفظی کی ' تو اُس سے ہمارے قران مجید میں بحث

question under discussion; for what we have to consider is, whether all the copies of the Scriptures scattered throughout Christendom and Judaism, did really go forth with corruptions of the three kinds above indicated.

Further, the interpolations practised by the Orthodox, are not such corruptions as the Holy Koran speaks of; because the interpolators conscientiously thought that what they thus altered, was the real truth; and in our Holy Koran such kinds of corruption are not referred to, but only such as originated from those, who knew perfectly well that their alterations were not the real truth, but yet knowingly brought out a meaning quite contrary to the truth.

نہیں ہے ' بلکہ ہمارے قران مجید میں اُس تحریف سے بحث ہے جو عموماً یہودیوں اور عیسائیوں میں رائج ہوگئی تھی ' بعض دیندار علماء مسیحی نے اگر کچھہ لفظی تغیر و تبدیل کی ' تو وہ بھی وہ تحریف جسکا قران مجید میں ذکر ہے ہرگز نہیں ہوسکتی ' کیونکہ وہ لوگ یقینی جانتے تھے ' کہ اُسکے صحیح اور اصلی اور سچے معنی وہی ہیں ' جسطرح ہمنے لفظوں کو بدلا ہے ، حالانکہ قران مجید میں جس تحریف کا ذکر ہے ' وہ ایسی تحریف نہیں ہے ' بلکہ وہ اُس تحریف کا ذکر ہے جسکو وہ لوگ جانتے تھے ' کہ صحیح اور سچا اور اصلی مطلب یہہ نہیں ہے ' جوہم بیان کرتے ہیں ' اورپھر دیدہ و دانستہ اُس میں تحریف کرتے تھے ' اور جان بوجھہ کر غلط عبارت پڑھتے تھے ' یا غلط معنی بیان کرتے تھے *

Now it is plain from the above observations that those learned doctors of our faith, who have spoken of the first three kinds of corruptions as having been practised in Scripture, did not correctly understand the meaning of the word Tuhreef, and hence other more learned doctors of our faith have stated their deliberate conviction, that no such corruptions took place in the Scriptures, and have thus rejected the opinions advanced by those above mentioned. I may, in this place, make some extracts in proof of this statement.

اس بیان سے صاف ظاہر ہے ' کہ جن علماء نے کتب مقدسہ میں پہلی تین قسموں کی تحریف کا ہونا تسلیم کیا ہے ' اُن سے درباب قرار دینے اصلی مراد تحریف کے لغزش ہوئی ہے اِسی لیئے ہمارے مذہب کے بڑے بڑے علماء محققین نے کتب مقدسہ میں پہلی تین قسموں کی تحریف کے واقع ہونے سے انکار کیا ہے ' اور جن لوگوں کی راے اُس طرف گئی ہے ' اُنکا تخطیہ کیا ہے ' چنانچہ ہم اُنکے اقوال اس مقام پر نقل کرتے ہیں *

Imam Mohomud Ismael Bookharee writes in his book that the word Tuhreef (corruption) signifies to change a thing from its original nature, and that there

امام محمد اسمعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں تحریف کی تفسیریوں لکھی ہے

قال البخاري رحمة الله عليه في صحيحه

في بيان قوله تعالى يحرفون الكلم عن مواضعه يحرفون يزيلون وليس احد يزيل لفظ كتاب من كتب الله ولكنهم يحرفونه يتأولونه على غير تأويله

کہ تحریف کے معنی ہیں بگاڑدینے کے، اور کوئی شخص نہیں ہے جو بگاڑے اللہ تعالی کی کتابوں سے لفظ کسی کتاب کا۔ لیکن یہودی اور عیسائی خدا کی کتاب کو اُسکے اصلی اور سچے معنوں سے پھیرکر تحریف کرتے تھے *

is no man who could corrupt a single word of what has proceeded from God, so that the Jews and Christians could corrupt only by misrepresenting the meaning of the words of God.

قد سئل ابن تيمية عن هذه المسئلة فاجاب في فتاواه ان للعلماء في هذا قولين احدهما وقوع التبديل في الالفاظ ايضاً ثانيهما لا تبديل الا في المعنى واحتج للثاني

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے، کہ ابن تیمیہ سے تحریف کا مسئلہ پوچھا گیا، اُنہوں نے جواب دیا کہ علماء کے اسمیں دو قول ہیں، ایک یہہ کہ تحریف لفظوں میں بھی ہوئی ہے اور دوسرے یہہ کہ تبدیل نہیں ہوئی مگر صرف معنوں میں، اور اس دوسری بات پر بہت سی دلیلیں بیان کی ہیں *

In the Futhoolbaree, a commentary on the above mentioned Bookharee, it is stated that Ibn Taimea was questioned with regard to the meaning of the word Tuhreef (corruption). He replied that doctors of former times had taken it in two senses; some maintaining that it meant an interpolation of words; and some that it meant the misrepresentation of the meaning of a subject; and that many arguments had been adduced in support of the latter opinion.—

فوز الکبیر فی اصول التفسیر

اما تحریف لفظی در ترجمهٔ توریت وامثال ان بکار می بردند نه دراصل توریت پیش این فقیر چنین محقق شد وهو قول ابن عباس

شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب فوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک تحقیق یہی ہوا ہے کہ اہل کتاب توریت اور اور کتب مقدسہ کے ترجمہ میں (یعنی تفسیر میں) تحریف کرتے تھے نہ اصل توریت میں، اور یہہ قول ابن عباس کا ہے

Shah Wullee Ullah in his Fouzool Kubeer, says that he thinks that in paraphrases and commentaries on books of the Old Testament, people were in the habit of corrupting the sense of certain passages of Scripture, but that the original text was not tampered with. And the same is the opini‹n of Ibn Abbas.

Eemam Fukhroodeen Razee states in his Commentary, on the authority of Ibn Abbas, that the Jews and early Christians were suspected of altering the text of the Pentateuch and New Testament; but that in the opinion of eminent doctors and theologians, it was not practicable thus to corrupt the text; because those Scriptures were generally known, and widely circulated, having been handed down from generation to generation. No interpolation could therefore be made in them; although it is admitted that some people used to conceal their true sense and interpretation.—

Soortool B u k r, Ayat 174.

امام فخرالدين رازي اپني تفسير كبير ميں لكهتے هيں كه ابن عباس سے روايت هے كه اهل كتاب توريت اور انجيل كي عبارت ميں تحريف كرتے تهے مگر متكلمين كے نزديك يعني آن عالموں كے نزديك جو مذهبي امور كي تحقيق كرنے والے هيں يهه بات يعني توريت و انجيل كي عبارتو نكا بدل ڈالنا ممتنع هے كيونكه وه دونو كتابيں نهايت مشهور هو گئي هيں اور تواتر كو پهونچيں هيں يهاں تک كه آنكي عبارتونكا بدلنا متعذر هوگيا هے ' بلكه وه لوگ جو اصلي مطلب تها آسكو چهپاتے تهے *

تفسير كبير سورة البقر آيت ١٧٤.

عن ابن عبـــاس انهم كانوا يحرفون ظاهر التورة والانجيل وعند المتكلمين هذا ممتنع لانهما كانا كتابين بلغا في الشهرة والتواتر الي حيث يتعذر ذلک فيهما بل كانوا يكتمون التا ويل

In the same Commentary, Eemam Fukhroodeen Razee puts the question: How was it possible to corrupt the Old Testament when it was so well known among the people? To which one answer is suggested:—Perhaps some few persons may have combined for the purpose. In such a case the act might be possible; but in my opinion, says our author, a better explanation may be given; and he proceeds to explain his idea, by stating, that those passages in the Old Testament which foretold the advent of our Prophet Mohomed, certainly requir-

Sooraal Amran, Ayat 78.

اسي تفسير ميں امام فخرالدين رازي نے ايک (سوال) كيا هے ' كه كيونكر ممكن هے داخل كرنا تحريف كا توريت ميں ' باوجود آسكي نهايت شهرت كے لوگوں ميں (جواب) شايد يهه كام تهوڑے سے آدميوں نے جنكا تحريف پر اكٹها هو جانا ممكن هوگيا هو ' تو اس صورت ميں ايسـي تحريـف هوني ممكن هے ' مگر

تفسير كبير سورة ال عمرٰن آيت ٧٨

كيف يمكن ادخال التحريف في التوراة مع شهرته العظيمة بين الناس والجواب لعله صدر هذا العمل من نفر قليل يجـــوز عليهم التواطو علي التحريف ثم انهم عرضوا ذلک المحرف علي بعض العـــوام و علي هذا التقدير

يكون هذا التحريف ممكنا والاصوب عندي في تفسير الاية وجه اخر وهو ان الايات الدالة على نبوة محمد صلى الله عليه وسلم كان يحتاج فيها الى تدقيق النظر وتامل القلب والقوم كانوا يوردون عليها الاسولة المشوشة والاعتراضات المظلمة فكانت تصير تلك الدلايل مشتبها على السامعين واليهود كانوا يقولون مراد الله تعالى من هذه الاية ما ذكرناه لا ما ذكرتم فكان هذا هو المراد بالتحريف وبلي الالسنة وهذا مثل ان المحقق في زماننا اذا استدل باية من كتاب الله فالمبطل يورد عليه الاسولة والشبهات و يقول ليس مراد الله ما ذكرت فكذلك في هذه الصورة و الله اعلم بمراده

ميرے نزديک إس آيت كي بهتر تفسير يهه هے' كه جو آيتيں توريت كي نبوة محمد صلى الله عليه وسلم پر دلالت كرتي تهيں' ان ميں غور اور فكر كي احتياج تهي اور وه لوگ اسپر سوالات مشوش اور بيجا اعتراضات كرتے تهے' بيهوده دليليں سننے والوں پر مشتبه هو جاتي تهيں' اور يهودي كهتے تهے كه ان آيتوں سے الله تعالى كي مراد وه هي جو هم كهتے هيں' نه وه جو تم كهتے هو' پس يهي مراد هے تحريف سے اور زبان بدلنے يا پهيرنے سے' إسكي ايسي مثال هے' جيسے كه همارے زمانه ميں جب كوئي محقق كسي آيت كلام الهي سے استدلال كرتا هے' تو گمراه لوگ اسپر سوالات اور شبهات كرتے هيں' اور كهتے هيں كه الله كي مراد يهه نهيں هے جو تم كهتے هو' اسيطرح پر اس تحريف كي صورت هے *

ed great judgment and thought for their right apprehension, and that the Jews were accustomed to wrest the true sense of these passages, and to cavil at the conclusions to which they naturally led when correctly understood. The Tuhreef here meant, is clearly that of words and passages, to which one party attached a meaning, which was disputed by another. Examples are not wanting in our own times, when men reputed to be godly, build up arguments on particular passages of the word of God, and so create doubts in the minds of ignorant hearers, and make them call in question the actual intent of the Divine will.—

In the same Commentary, Eemam Fukhroodeen Razee puts another question: "How is it possible that any corruption could be introduced into a book which descended from one generation to another, and every word and precept of which was known from East to West? One answer may be given, that the people among whom the falsification passed current, were few in number, while those among them who had any acquaintance with Scripture, were still fewer: and so it was possible to falsify the text without detection. Another answer is:—The object of corrupting any writing is to engender doubts, provoke disputes, and raise false arguments, by verbal artifices just as in the present day, people who are averse to the right course, strive to pervert passages of holy writ, and thus raise difficulties to mislead others. This is the true object of corruption.—

Soorutooll Nissa, Ayat 46.

In the same Commentary, Eemam says that by Tuhreef is to be understood either false and illogical arguments, or verbal alterations.—Now I have shown above

Tufseer Soorutool Maidah, Ayat 14.

اسي تفسير ميں امام فخرالدين رازي نے ايک اور (سوال) پيش کيا، که کسطرح ممکن هے تحريف ايسي کتاب ميں، جسکے هر هرحرف اور کلمے تواتر کو پهونچ گئے هيں، اور شرق سے غرب تک مشهور هو گئے هيں، پهلا (جواب) شايد يوں کها جاسکے، که وه لوگ تهوڑے تهے اور عالم کتاب الهي کے بهت هي کم تهے، پس ايسي تحريف کرسکے، دوسرا (جواب) تحريف سے مراد هے جهوٹے شبهوں کا ڈالنا، اور غلط تاويلوں کا کرنا، اور لفظ کو صحيح معنوں سے جهوٹے معنوں کي طرف کهينچنا لفظي حيلوں سے جيسے که اس زمانه ميں بدعتي اپنے مذهب کي مخالف ايتوں کے ساتهه کرتے هيں، اسکو سمجهو اور يهي مراد تحريف کي بهت صحيح هے *

• تفسير کبير سورة النساء آيت ۴۶

فان قيل کيف يمکن هذا في الکتاب الذي بلغت احاد حروفه وکلماته مبلغ التواتر المشهور في الشرق والغرب قلنا لعله يقال القوم کانوا قليلين والعلماء بالکتاب کانوا في غاية القلة فقدروا على هذا التحريف الثاني ان المراد بالتحريف القاء الشبهة الباطلة والتاويلات الفاسدة وجر اللفظ من معناه الحق الى الباطل بوجوه الحيل اللفظية كما يفعله اهل البدعة في زماننا هذا بالايات المخالفة لمذهبهم هذا وهو الاصح

اسي تفسير ميں امام صاحب لکهتے هيں که تحريف سے يا تو غلط تاويل مراد هے يا لفظ کا بدلنا مراد هے اور همنے اوپر بيان

تفسير کبير سورة المايده آيت ۱۴

التحريف يحتمل التا

that the first suggestion is the most likely, because it is not possible that any mutilations could be made in the text of Scripture which has come down from the earliest ages of antiquity.—

ويل الباطل ويحتمل تغيرِ اللفظ وقد بينا فيما تقدم ان الاول اولى لان الكتاب المنقول بالتواترِ لايتاتى فيه تغيرِ اللفظ

كيا هے كه پهلي مراد بهتر هے ، كيونكه جو كتاب بتواتر منقول هو اُس ميں تغير لفظ كي نهيں هو سكتي *

In the Tufseer Doorray Munsoor, Ibn Moonzur and Ibn Ubbee Hatim state, on the authority of Ibn Muneea, that the Toureit and Injeel are in the same state of purity in which they were sent down from heaven, and that no alterations have been made in them; but that the Jews were wont to deceive the people by unsound arguments, and by wresting the sense of the Scriptures.— There were other books which the Jews had themselves written, although they falsely pretended that those books had come from God.—The writings however which were really inspired, were in careful keeping, and beyond the reach of mutilation.—

درمنثور سورة البقر واخرج ابن المنذر وابن ابي حاتم عن وهب ابن منبه قال ان التوراة والانجيل كما انزلهما الله لم يغير منهما حرف ولكنهم يضلون بالتحريف والتاويل والكتب كانوا يكتبونها من عند انفسهم ويقولون هو من عند الله وما هو من عند الله فاما كتب الله فانها محفوظة لا تحول

تفسير درمنثور ميں ابن منذر اور ابن ابي حاتم نے وهب ابن منبه سے روايت كي هے كه توريت و انجيل جسطرح كه ان دونوں كو الله نے اُتارا تها ، اُسي طرح هيں اُن ميں كوئي حرف بدلا نهيں گيا ، ليكن يهودي بهكاتے تهے لوگوں كو ، معنوں كے بدلنے اور غلط تاويل كرنے سے ، اور حالانكه كتابيں تهيں وه جنكو اُنهوں نے اپنے آپ لكها تها ، اور كهتے تهے كه وه الله كي طرف سے هيں ، اور وه الله كي طرف سے نه تهيں ، مگر جو الله كي طرف سے كتابيں تهيں وه محفوظ تهيں ، اُن ميں كچهه بدلنا نهيں هوا تها *

In the same Tufseer Doorray Munsoor, Ibn Ubbee Hatim says, on the authority of Ibn Zaed, that the following sentence in our Koran, "Of the Jews there are some who pervert words from their places"—means that the people did not obey the precepts delivered to them by their Divine pre-

تفسير درمنثور سورة النساء واخرج ابن ابي حاتم عن ابن زيد في قوله يحرفون الكلم عن مواضعه قال

اور اسي تفسير در منثور ميں ابن ابي حاتم نے ابن زيد سے روايت كي هے ، كه يهه جو الله تعالى نے فرمايا هے (كه تحريف كرتے هيں كلموں كو اُنكي جگهه

ceptor; *i. e.* they did not practically carry out the commands of God.—

قال لايضعونه على ما انزل الله

سے) اُسکے یہہ معنے ہیں ، کہ جس طرح پر اللہ نے اُن کو اتارا ہے اُس طرح پر اُن کو نہیں رکھتے *

In the same Tufseer, Ibn Jurreer states, on the authority of Ibn Abbas, that the text, "Of the Jews there are some who pervert words from their places," is to be understood as signifying, that the people disobeyed God's commands as given in the Pentateuch, and falsified the sense thereof.—

Tufseer Doorray Munsoor Soorut ool Maidah.

تفسیر درر منثور سورة المائدة

واخرج ابن جریر عن ابن عباس فی قوله یحرفون الکلم عن مواضعه یعنی حدود الله فی التوراة

اور اسی تفسیر میں ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کی ہے ، کہ یہہ جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ (تحریف کرتے ہیں کلموں کی اُن کی جگہہ سے) اُسکے یہہ معنے ہیں کہ جو حدیں احکام کی اللہ تعالی نے توریت میں مقرر کی ہیں ، اُنکو تغیر و تبدیل کرتے ہیں *

Thus, it is clearly shown by the preceding authorities, that the learned doctors of the Mohomedan faith have not held the opinion that the text of the Sacred Scriptures has been corrupted in any of the first three modes; and they have confuted the arguments advanced by those who maintain, that falsification has taken place in the Scriptures, by the descriptions of fraud under notice. There remain now the five other kinds of Tuhreef out of the eight particularized; and with respect to these five, it is admitted by us Mohomedans, that they were brought to bear upon the Sacred Scriptures, so as to pervert the sense of certain passages.—

پس اِن تمام روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے ، کہ ہمارے مذہب کے علماء محققین نے اُن تین قسموں میں سے کسی قسم کی تحریف کا ہونا کتب مقدسہ میں نہیں مانا ہے ، اور جو کوئی شخص اِسبات کا قائل ہوا ہے ، کہ تمام کتب مقدسہ میں اُن تینوں قسموں میں سے کسی قسم کی تحریف ہوئی تو اُس قول کا خوب ہمارے مذہب کے بڑے بڑے علماء نے تخطیہ کیا ہے ، باقی رہیں پانچ قسمیں اخیر کی منجملہ آٹھہ قسموں مذکورہ بالا کے ، پس ہمارے مذہب میں اِنہی پانچ قسموں کی تحریف کا ہونا کتب مقدسہ میں مانا گیا ہے *

It is further maintained by us, on the authority of our religious books, that it was by these five methods, and these only, that the inspired writings

اب ہم یہہ دعوی کرتے ہیں کہ ہماری مذہبی کتابوں سے بھی اِنہی پانچ قسموں کی تحریف کا ہونا کتب مقدسہ میں پایا

were tampered with. I proceed to cite the various authorities having reference to the subject, all of which will tend to corroborate this opinion.

Authorities to prove that corruption of a less vicious kind has taken place.

First Quotation.—In the Soorutool Bukr, God thus alludes to the conduct of the Jews; "And when we said, enter into this city Jericho and eat of the provisions thereof plentifully as ye will; and enter the gate worshipping and say, Forgiveness *i. e. Hitta*,; then we will pardon you your sins, and give increase unto the well-doers:—the ungodly changed the expression into another different from what had been spoken unto them and instead of *Hitta* they said *Hinta*, *i. e.* wheat; and we sent down upon them indignation from heaven, because they had transgressed."—In this verse reference is made to deceit practised by those Jews who lived in the time of Joshua; and it is clear, that the alteration was *verbal* only, in reading; and that no liberties were taken with the *written text;* for the fraud lay in using the word *Hinta* which was not in text, instead of the real word *Hitta* which was in it.—Besides, the very words of the foregoing quotation, "The ungodly changed the expression," are proof positive, that the alterations were of *words only* as conveyed to the

Soorutool Bukr, Ayat 58 and 59.

جاتا ہے ' نہ اور کسي قسم کا ' چنانچہ هم اِس مقام پر اپنے مذهب کي کل روايتيں نقل کرتے هيں جو تحريف سے متعلق هيں ' اُن سب روايتوں کے ديکهنے سے معلوم هوگا ' کہ اُن سب سے وهي پانچ قسموں کي تحريف پائي جاتي ہے *

وہ روايتيں جنسے چوتهي قسم کي تحريف نکلتي ہے

پہلي روايت ' سورہ بقر ميں الله تعالى يهوديوں کا حال بيان فرماتا ہے " کہ جب همنے کہا يهوديوں کو کہ گهسو اِس شہر ميں (يعني يريحو ميں) اور کهاتے پهرو اُس ميں جہاں چاهو محظوظ هوکر ' ور گهسو دروازے ميں سجدہ کرتے (يعني جهکہ کر عاجزي سے) اور کهو (حطہ) يعني گناہ اُترے ' تو بخشيں هم تمکو تقصيريں تمهاري اور زيادہ بهي دينگے نيکي والوں کو ' پهر بدل لي بے انصافوں نے بات ' سوائے اُس کے جو کهدي تهي (حطہ کے بدلے حنطہ کہا جسکے معني گيهوں کے هيں) پهر اُتارا همنے بے انصافوں پر عذاب آسمان سے اُن کي بے حکمي پر " اِس آيت ميں اُن يهوديوں کي تحريف کرنے کا ذکر ہے جو حضرت يوشع عليہ السلام کے وقت ميں تهے . مگر اِس آيت سے صاف صاف ظاهر ہے ' کہ اُنهوں نے کسي کتاب مقدسہ ميں

سورة البقر آيت ۵۸ و ۵۹ واذ قلنا ادخلوا هذه القرية فكلوا منها حيث شئتم رغدا وادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة نغفر لكم خطايكم وسنزيد المحسنين فبدل الذين ظلموا قولا غير الذي قيل لهم فانزلنا على الذين ظلموا رجزا من السماء بما كانوا يفسقون

ear, and not of the written text.

تغیر و تبدیل نہیں کی تھی ' بلکه صرف
زبانی پڑھنے میں لفظ حطه کے بدلے حنطه
پڑہ دیا تھا ' اور اِس آیت میں جو یہہ لفظ
ھے ' که اُن بے انصافوں نے بات بدل لی '
اِس سے صاف ثابت ھے ' که وہ تبدیل
صرف زبانی تھی *

Second Quotation.— God says in the Soora al Amran; "And there are certainly some of them who read the Scriptures perversely, that ye may think what they read to be really in the Scriptures, yet it is not in the Scriptures; and they say, This is from God; but it is not from God; and they speak that which is false concerning God, against their own knowledge."—This verse shows, that the Scripture readers were in the habit of substituting *words of their own* for those of the text; but it does not show that there was any tampering with the written text itself.—

Soora al Amran, Ayat 78.

دوسری روایت ' الله تعالی سورہ ال عمران
میں فرماتا ھے " که
اھل کتاب میں ایسے
بھی لوگ ھیں ' که
کتاب پڑھنے میں زبان
پھیر لیتے ھیں که تم
جانو وہ کتاب میں
ھے ' اور وہ نہیں کتاب
میں ' اور کہتے ھیں که
وہ الله تعالی کا کہا
ھے ' اور وہ نہیں الله کا
کہا ' اور الله پر جھوٹ بولتے ھیں جان کر "
اِس آیت سے یہہ بات بخوبی ظاھر ھے '
که اھل کتاب کتب مقدسه جو لوگوں کے
سامنے پڑھتے تھے ' اُس وقت لفظ کچھہ ھوتا
تھا اور پڑہ کچھہ دیتے تھے ' اور یہہ مطلب
کسی طرح نہیں نکلتا ' که لکھی ھوئی
کتاب میں کچھہ تغیر و تبدیل کر دیتے تھے *

سورۃ ال عمران آیت ۷۸
وان منهم لفریقا یلوون
السنتهم بالکتـــاب
لتحسبوہ من الکتاب
و ماھو من الکتاب و
یقولون ھو من عند الله
وما ھو من عند الله
ویقولـــون علی الله
الکذب

Eemam Fukhroodeen Razee says in his Commentary, with reference to this verse, that the phrase "they read the Scriptures perversely"—implies that the Scripture readers made many perversions and unwarranted alterations in the course of their readings.—

امام فخرالدین رازی اس آیت کی
تفسیر میں لکھتے
ھیں ' که الله تعالی نے
جو یہہ فرمایا (که
کتاب پڑھنے میں زبان
پھیر لیتے ھیں) اسکے
یہہ معنے ھیں ' که
وہ لوگ خراب کرتے ھیں لفظ کو ' اور بدل
دیتے ھیں اُس کے اعراب کو ' که اُس تبدیل

تفسیر کبیر قوله یلوون
السنتهم معناہ یعمد
ون الی اللفظ فیحرفو
نها فی حرکات الاعراب
تحریفا یتغیر به المعنی

سے اُس لفظ کے معنے بگڑجاتے هیں *

Third Quotation.—God has said in the Soorut ool Nissa; "Of the Jews there are some who pervert words from their places; and say, We have heard and have disobeyed; and do thou hear without understanding our meaning, and look upon us: perplexing with their tongues, and reviling the true religion.—But if they had said, We have heard and do obey; and do thou hear and regard us; certainly it were better for them, and more right.—But God hath cursed them by reason of their infidelity; therefore a few of them only shall believe."—

Soorut ool Nissa, Ayat 46.

تیسري روایت اللهتعالی سورہ نساءمیں فرماتا هے ' که جو یهودي هیں بدلتے هیں کلموں کو اُن کي جگهه سے ' اور کهتے هیں همنے سنا اور نه مانا ' اورسن نه سنایا جائیو ' اور رعنا کا لفظ کهتے هین اپني زبان کو پهیر کر ' اور عیب دیکر دین میں ' اور اگر وه کهتے همنے سنا اور مانا اور سن اور هم پر نظرکر ' تو بهتر هوتا اُن کي حقمیں اور درست ' لیکن لعنت کي اُنکو الله نے اُن کے کفر سے ' سو ایمان نهیں لائے مگرکم *

سورة النساء آیت ۴۶
من الذین هادوا یحرفون الکلم عن مواضعه ویقولون سمعنا و عصینا و اسمع غیر مسمع و راعنا لیا بالسنتهم و طعناً فی الدین ولوانهم قالوا سمعنا واطعنا واسمع وانظرنا لکان خیرالهم واقوم ولکن لعنهم الله بکفرهم فلا یو منون إلاقلیلا

In this *Ayat* there are two expressions which claim notice:—1st "They say,"—and 2ndly., "Perplexing with their tongues," both of which serve to substantiate the charge brought against the Jews, that they were accustomed in reading to *change the words* of holy writ, *by substituting words of their own;* but it is *not stated,* that they were guilty of corrupting the text itself.—

اِس آیت میں دو لفظ هیں ' ایک یهه که کهتے هیں ' اور دوسرا یهه که اپني زبان پهیرکر ' ان دونوں لفظوں سے ثابت هوتا هے ' که یهودي زبان سے پڑهنے میں لفظوں کو بدل ڈالتے تهے اور کچهه کا کچهه پڑه دیتے تهے ' نه یهه که کتاب کي عبارت بدل دیتے تهے *

Fourth Quotation.—God hath said in the Soorut ool Maidah;—"Wherefore, because they have broken their covenant, we have cursed them, and hardened their hearts; they distorted the words from their places, and forgot what they were admonished."—

Ayat 14.

چوتهي روایت ' اللهتعالی سورہ مائده میں فرماتا هے ' اُن کے عهد توڑ نے پر همنے اُن کو لعنت کي ' اور کردیئے اُن کے دل سیاه ' تحریف کرتے هیں کلموں کي

سورة المائده آیت ۱۴
فبما نقضهم میثاقهم وجعلنا قلوبهم قاسیة یحرفون الکلم عن مواضعه ونسواحظا مماذکروابه

In the verse preceding this one, the phrase, "Perverting words from their places" is used, and the same phrase occurs here also; in both these verses therefore the meaning is identical.—The concluding sentence of this last verse, "Forgotten what they were admonished," is to be understood as implying, that the people *perverted the meaning of scripture passages*, and not that they mutilated the text.—

اُن کي جگهه سے ' اور بهول گئے فائده لينا اُس نصيحت سے جو اُن کو کي تهي *
اِس سے اُوپر جو آيت مذکور هوئي ' اُس ميں بهي يهي لفظ تهے ' که بدلتے هيں کلموں کو اپني جگهه سے ' اور اِس آيت ميں بهي يهي لفظ هيں ' پس جو معنے اُن لفظوں کے پهلي آيت ميں لئے گئے هيں ' وهي معنے اِن لفظوں کے اِس آيت ميں بهي ليئے جاوينگے ' علاوه اِس کے خود اِس آيت ميں جو يهه لفظ هيں ' که اُس نصيحت سے فائده لينا بهول گئے ' اِس سے پايا جاتا هے ' که جو مطلب اور مقصود تها اُس کو بدل ديا تها نه يهه که کتابوں کي عبارت بدل دي تهي *

Fifth Quotation.—God says in the Sroout ool Bukr: "Do ye therefore desire that the Jews should believe you? yet a part of them heard the word of God and then wilfully perverted it, after they had understood it."—The clause "Perverting the word after they had heard it," shows, that the change was only *verbal* in reading:—not that the written words of the text were changed.—

Ayat 75.

پانچويں روايت ' الله تعالى سورۀ بقر ميں فرماتا هے ' که اے مسلمانوں کيا تم توقع رکهتے هو ' که يهود مانيں گے تمهاري بات ' اور ايک لوگ تهے اُن ميں که سنتے کلام الله کا ' پهر اُس کو بدل ڈالتے سمجهه کر ' اور اُن کو معلوم هے *

سورة البقر آيت ٧٥
افتطمعون ان يومنوا لكم و قد كان فريق منهم يسمعون كلام الله ثم يحرفونه من بعد ما عقلوه و هم يعلمون

The summary of the argument is this, that corruption of the fourth class is proved, but not that of any of the first three classes.—

اِس آيت ميں جو يهه لفظ هيں ' که الله کا کلام سن کر بدل ڈالتے تهے ' اِس سے ظاهر هے که وه تحريف زباني تهي ' جسطرح که سنتا تها ' نه يهه که کتاب کي لکهي هوئي عبارت کو بدل ديتي تهے *
غرض که جسقدر يهه آيتيں هم نے نقل کيں ' اِن سے صرف چوتهي قسم کي تحريف پائي جاتي هے ' نه پهلي تين قسموں کي '

Authorities which prove corruption of the 5th class.

First Quotation.—In the Bookharee there is a tradition related of Abdoollah Ibn Oomer, which shows that when, on a certain occasion, it became necessary to refer to the passage in the Pentateuch, authorizing the penalty of stoning to death for the crime of adultery, the Jewish Scripture-reader concealed the passsage with the palm of his hand, and began reading other parts of the page. Seeing this trickery, Addoollah Ibn Sallam removed the reader's hand from the concealed passage, and said to him, What is this? whereupon the reader was constrained to acknowledge, that it was the law they were seeking for.—

We learn from this verse of holy writ, that the reader *hid* the law about stoning in the Pentateuch; but it is *nowhere* shown, or even hinted, that that law was really struck out of the code. And it is found there to this day.

Levit. XX-2-10.
Deut. XXII-23-24

Second Quotation.—God says in the Soorut ool Bukr; "They who conceal any of the clear orders or directions which we have sent down, after what we have manifested unto men in the Scripture, shall be cursed."—

Ayat 159.

وہ روایتیں جنسے پانچویں قسم کي تحریف نکلتي هے

پہلي روایت ، بخاري میں عبدالله ابن عمر سے ایک بڑي حدیث منقول هے ، آس حدیث میں یہہ بهي هے کہ جب توریت میں آیتہ رجم کو ڈهونڈنے لگے تو یہودي توریت کے پڑهنے والے نے آیت رجم پر اپنا هاتهہ رکهہ لیا ، اور ادهر آدهر سے پڑهنا شروع کیا ، اور آیت رجم کو نہ پڑها پهر عبدالله ابن سلام نے اُس کا هاتهہ آیتہ رجم پر سے اُٹها لیا ، اور کہا کہ یہہ کیا هے جب اُنهوں نے دیکها تو کہا کہ یہہ آیت رجم کي هے ❋

بخاري عن عبدالله ابن عمر وهذه قطعته من حدیث طویل فوضع مدراسها الذي یدرسها منهم کفه علی آیته الرجم فطفق یقرء مادون یده وماوراءها ولم یقرء آیته الرجم فنزع یده عن آیته الرجم فقال ماهذه فلماراوا ذلک قالوا هي آیته الرجم

اِس حدیث سے صرف اسقدر معلوم هوتا هے کہ جو آیت رجم توریت میں موجود تهي اُسکو چهپایا تها نہ یہہ کہ کتاب میں سے اُس آیت کو نکال ڈالا تها چنانچہ اب بهي توریت مقدس میں آیت رجم موجود هے ❋

وانین ۲۰—۲ و ۱۰
ستثناء ۲۲—۲۳و۲۴

دوسري روایت الله تعالی نے سورہ بقر میں فرمایا هے کہ جو لوگ چهپاتے هیں جو کچهہ اُترا صاف حکم اور هدایت بعد اِس کے کہ هم اُن کو ظاهر کرچکے

سورةالبقرآیت ۱۵۹
ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدی من بعدما بینـــاه للنـــاس

في الكتاب اولئك يلعنهم الله ويلعنهم اللاعنون

لوگوں کے واسطے کتاب (یعني توریت میں) اُن کو لعنت دیتا ہے الله ' اور لعنت دیتے هیں لعنت دینے والے *

Eemam Fukhroodeen Razee says, in his Commentary, that there is a tradition of Abdoollah Ibn Abbas to this effect, that one of the Nasarees (the Nestorians) asked a Jew, what were the signs of Mohomed's coming mentioned in the Toureit, and also put some questions about certain precepts but that the Jews hid them. It was upon this that the verse came down from heaven.—

امام فخرالدین رازي نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے ' کہ عبدالله ابن عباس نے روایت کي ہے ' کہ ایک گروہ نے انصاریوں میں سے پوچھا ایک یهودي سے ' کیا هے توریت میں نشاني محمد صلی الله علیه وسلم کي اور بعض احکام بهي پوچھے ' پھر اُنهوں نے چھپایا ' تب اُتري یهه آیت *

تفسیر کبیر قال ابن عباس ان جماعته من الانصار سئلوا نفرا من الیهود عما في التوراة من صفته صلی الله علیه وسلم و من الاحکام فکتموا فنزلت الایته

This proves that the Jews *hid* certain passages of Scripture, not that they struck them out of the book.—

اِس آیت سے بهي اِسیقدر ثابت هوتا ہے ' کہ یهودیوں نے توریت کے ورسوں کو چھپایا تھا ' نہ یهه کہ اُس میں سے کوئي ورس نکال ڈالا تها *

Third Quotation.—God says in the Soorut ool Bukr, in allusion to the chief Rabbins among the Jews: "Moreover they who conceal any part of the Scriptures which God hath sent down unto them, and sell it for a small price, shall swallow into their bellies nothing but fire; God shall not speak unto them on the day of resurrection, neither shall he purify them, and they shall suffer a grievous punishment."—

Ayat 174.

تیسري روایت ' الله تعالی نے سورہ بقر میں علماء یهود کو یوں فرمایا ہے ' کہ جو لوگ چھپاتے هیں جو کچھہ اُتارا الله نے کتاب سے ' اور لیتے هیں اُسپر مول تھوڑا ' وہ نهیں کھاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ اور نہ بات کریگا اُنسے الله قیامت کے دن ' اور نہ سنوارےگا اُن کو ' اور اُن کو دکھہ دینے والا عذاب ہے *

سورة البقر آیت ۱۷۴
ان الذین یکتمون ما انزل الله من الکتاب ویشترون به ثمنا قلیلا اولئک ما یاکلون في بطونهم الا النار ولا یکلمهم الله یوم القیامة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم

Eemam Fukhroodeen Razee in his Commentary says, in illustration of this verse, that the phrase, "They who conceal," has various meanings:- Abdoollah Ibn Abbas has said, that this portion of Scripture was sent down with special reference to the conduct of the chief men among the Jews viz: Kaab the son of Ushruff, Kaab the son of Ushud, Malec the son of Syff, Hye the son of Ukhtub, and Ubbee Yaseer the son of Ukhtub.—These men were accustomed to levy pecuniary contributions from the people, and when Mohomed appeared as a Prophet from God, they were filled with alarm, lest they should lose their illicit gains; accordingly they resorted to the device of concealing those passages of Scripture in which his coming was foretold:—whereupon this verse was sent from heaven.—Commentators are not agreed as to what were the particular passages of Scripture which were thus concealed; some say, they were those which make mention of our Prophet's attributes, and of the signs and evidences of his Apostolic character and mission.—This tradition is from Ibn Abbas.—

تفسیر کبیر اعلم آن
في قوله تعالى ان
الذين يكتمون مسائل
المسئلته الاولى قال
ابن عباس نزلت
الايته في روساء اليهود
كعب ابن الاشرف
و كعب ابن الاشد و
مالك ابن الصيف
وحي ابن اخطب
و ابي يا سر ابـــن
اخطب كانوا ياخذون
من آتباعهم الهدا يا
فلما بعث محمد
صلى الله عليه وسلم
خافوا انقطاع تلك
المنافع فكتموا امر
محمد صلى الله عليه
وسلم و امـــر شرايعه
فنزلت هذه الايته
المسئلة الثـــانيته
اختلفـــوا فـــي
انهم اي شئي كانوا
يكتمون فقيل كانوا
يكتمون صفته محمد
صلى الله عليه وسلم
و آيته البشارة به وهو
قول ابن عباس وقتا
دة والسدي والاصم و
ابي مسلم و قال
الحسن كتموا الاحكام

امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے
ہیں ' جاننا چاهئے
که الله تعالی کے اس
قول میں که جو لوگ
چهپاتے ہیں ' کئی
مسئله ہیں (اول) یهه
که عبدالله ابن عباس
نے روایت کی ' که
یهه آیت روساء یهود
کے حق میں آتری
تهی ' اور وہ یهه لوگ
تهے 'کعب بیٹا اشرف
کا ' اور کعب بیٹا اشد
کا ' اور مالک بیٹا
صیف کا اور حی بیٹا
اخطب کا ' اور ابی
یاسر بیٹا اخطب
کا ' یهه لوگ لیتے تهے
اپنے تابعداروں سے
نذریں ' پس جب
محمد صلی الله علیه
وسلم نبی ہوئے تو وہ
لوگ ڈرے که یهه
فائدے جاتے رهینگے
اسلیئے چهپایا محمد
صلی الله علیه وسلم
کی بشارتوں کو ' اور
انحضرت کی شریعت
کے نشانوں کو پس
آتـــری یهه آیت
(دوســـرا مسئله)
یهه ہے ' که علماء
نے اختلاف کیا هے
اسبات میں ' که وہ کیا

و هو كقوله تعالى
انّ كثيرا من الاحبار
والرهبان ليأكلون
اموال الناس
بالباطل ويصدّون
عن سبيل الله

چيز چهپاتے تهے ' پهر
بعضوں نے کہا که
وہ چهپاتے تهے تعريف
محمد صلى الله عليه
و سلم كي ' اور
آنحضرت كي نشاني
اور آنحضرت كي
بشارت ' اور يهه قول ابن عباس كا هے ' اور
قتادة اور سدي اور اصم اور ابي مسلم
كا ' اور حسن كا يهه قول هے ' كه وہ احكام كو
چهپاتے تهے ' جيسے كه الله تعالى نے فرمايا
هے (كه بهت عالم اور درويش اهل كتاب
كے كهاتے هيں مال لوگونكا ناحق ' اور روكتے
هيں الله كي راہ سے) إس آيت ميں
بصراحت اسيقدر مذكور هے ' كه جو احكام
الله تعالى نے كتاب ميں آتارے تهے آنكو
اهل كتاب چهپاتے تهے ' نه يهه كه لكهي
هوئي كتاب ميں كچهه بدل ديتے تهے *

And Qatada, Suddee, Usum, Ubbee Mooslem, and Hussun have said, that the Jews used to *conceal* the Divine precepts, forasmuch as God hath declared, that the learned men and monks revelled on the substance of the people, and kept them from the way of God.—

The verse under notice clearly shows, that the Jews were in the habit of *concealing* the Divine precepts, not that they actually made any change in the text.—

چوتهي روايت ' الله تعالى نے سورة ال عمران

سورة ال عمران ايت
١٨٧
واذاخذ الله ميثاق
الذين اوتوا الكتاب
لتبيننه للناس
ولاتكتمونه فنبذوہ
وراء ظهورهم واشتروا
به ثمنا قليلا فبئس
ما يشترون

ميں فرمايا هے ' اور
جب الله نے اقرار
ليا كتاب والوں سے
كه اوسكو بيان كرو
لوگوں پاس اور نه
چهپاو پهر پهينك ديا
آنهوں نے وہ إقرار
اپني پيٹ پيچهے ' اور
خريد كيا اوسكے بدلے
مول تهوڑا پهر كيا بري
چيز خريد كرتے هيں ' إس آيت سے بهي
صرف چهپانا احكام الهي كا پايا جاتا هے *

Fourth Quotation.—In the Soora al Amran God hath said; "And when God accepted the covenant of those to whom the book of the law was given, saying, Ye shall surely publish it unto mankind, ye shall not hide it: yet they threw it behind their backs, and sold it for a small price; but woeful is the price for which they have sold it."—This extract also serves to prove, that the Jews were wont to *conceal* the commands of God.—

Ayat 187.

Fifth Quotation.—God says in the Soorut ool Maidah—"O ye who have received the Scriptures, now is our Apostle come unto you, to make manifest unto you many things which you concealed in the Scriptures; and to pass over many things.—Now is light and a perspicuous book of revelation come unto you from God."—

Ayat 16.

پانچوین روایت ' الله تعالی سورہ مائدہ میں فرماتا ھے ' اي کتاب والو آیا ھے تم پاس رسول همارا ' کھولتا ھے تم پر بہت چیزیں جو تم چھپا تے تھے کتاب کي (یعني کتاب الهي کي) اور در گذر کرتا ھے تمہاري بہت تقصیروں سے ' تم پاس ائي ھے الله کي طرف سے روشني اور کتاب بیان کرنے والے ' یعني قران مجید *

سورة المائدہ ایت ١٦
یا اهل الکتاب قد جاء کم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب ویعفو عن کثیر قد جاء کم من الله نور وکتاب مبین

This verse also shows, that *concealment* of God's commandments is meant, and not the expunction of them from the book of the law.—

اِس آیت سے بہي یہي معلوم هوتا ھے 'کہ تحریف سے چھپا نا آیات کتب الهي کا مراد ھے , نہ نکالنا آیات کا کتب الهیہ میں سے *

Proof of corruption of the 6th class.

وہ روایتیں جنسے چھٹي قسم کي تحریف پائي جا تي ھے

For this kind of Tuhreef it will be sufficient for me to make one extract:—

Ayat 34.

In the Soout Tobah: God says "O true believers, verily many of the priests and monks devour the substance of men in vanity, and obstruct the way of God." In this verse, the words "in vanity"—or in vain, are understood to signify, that the people made it a practice to proclaim doctrines of their own, contrary to the commands of God, and took bribes from their followers by way of irregular gain to themselves.—

اِس قسم کي تحریف بیان کرنے کو صرف ایک آیت کا نقل کرنا همکو کافي هوگا' الله تعالی سورہ توبہ میں فرماتا ھے " اے ایمان والو بہت عالم اور درویش اهل کتاب کے کھا تے هیں مال لو گوں کے نا حق ' اور اٹکاتے هیں الله کي راہ سے " اس آیت میں جو لفظ باطل یعني نا حق کا آیا ھے ' اس سے بہي مراد ھے ' کہ برخلاف احکام الهي کے لوگوں کو حکم

سورة التوبہ ایت ٣٤
یا ایها الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل الله

بتاکر، اور فتوی دیکر، لوگوں کا مال بطور رشوت لیتے تہے ٭

Eemam Fukhroodeen Razee writes, in his excellent Commentary, that the word "batil," or "obstructing the way of God," has been variously construed by different commentators:–1st. It has been affirmed by some, that the Scripture readers used to take money from the people and make the commands of God of none effect, by wresting the real sense, and interpreting them falsely to suit their own purposes. 2ndly., Others hold the opinion, that the Jewish doctors used to say openly before the people, that none could find out the will of God except through themselves, and that therefore it was desirable to conciliate their good will by giving largenesses to them: by such insidious teachings, the common people were easily misled, and fell into their designs.—

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں، کہ علماء نے باطل کے لفظ کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے، کئی طرح پر [اول] یہہ کہ اہل کتاب لوگوں سے رشوت لیتے تہے احکام کے گھٹانے میں، اور آنا کانی کرنے کی شریعت میں [دوسرے] یہہ کہ اہل کتاب عوام لوگوں کے سامنے کہتے تہے، کہ کسی کو خدا کی مرضی تک پہونچنے کا رستہ ہی نہیں ہے، بجز انکی خدمت اور تابعداری کے، اور انکی مرضی کے لیئے روپیہ خرچ کرنے کے، اور عوام ان جہوٹی باتوں پر بہک جاتے تہے ٭

في التفسير الكبير قد اختلفوا في تفسير هذا الباطل على وجوه الاول انهم يأخذون الرشا في تخفيف الاحكام والمسامحة في الشرائع والثاني انهم كانوا يدعون عند الحشو والعوام انه لا سبيل لاحد الى الفوز بمرضاة الله الا بخدمتهم و طاعتهم و بذل الاموال في طلب مرضاتهم والعوام كانوا يغترون بتلك الاكاذيب

Proofs of corruption of the 7th. and 8th. classes.

وہ روایتیں جن سے ساتویں اور آٹھویں قسم کی تحریف پائی جاتی ہے

Corruption of the 7th Class *i. e.* falsifying the true meaning of words and expressions,–and corruption of the 8th class, *i. e.* misinterpreting the sense of whole passages, are closely allied to each other; the difference between them consisting simply in this, that while in the former class, *words* have had given to them a signification inapplicable to their tenor and to the context,–in the

ساتویں قسم، یعنی لفظ کے وہ معنی بیان کرنے جو مقصود نہیں ہیں، اور آٹھویں قسم، یعنی آیتوں کی غلط تاویل کرنی، یہہ دونوں قسمیں قریب قریب ہیں، صرف اتنا فرق ہے، کہ پہلی صورت میں لغت کے معنی وہ بیان کرنے ہیں، جو مقصود نہیں ہیں، اور پچہلی صورت میں انکا مطلب غلط بیان کرنا ہے، اس واسطے ان

latter class, a false construction is placed upon *entire sentences and paragraphs.*— One set of proofs will therefore serve to illustrate both these kinds of corruption.—

دونوں قسموں کے لیئے متحد روایتیں هیں جنکا هم ذکر کرتے هیں *

First Quotation.—God has said in the Soorut oolBukr, addressing the Jews,—

Ayat 42.

"Clothe not the truth with vanity, neither conceal the truth against your own knowledge."—

پهلی روایت ' الله تعالی نے سورہ بقر میں فرمایا ہے ' یهودیوں کو خطاب کر کر ' که نه ملاو صحیح میں غلط ' اور نه چهپاو سچ کو جانکر *

سورة البقر آیت ۴۲۰
ولا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون

We are taught by the Commentary of Eemam Fukhroodeen Razee, that this verse was thus explained; in the Old and New Testament, the predictions referring to the advent of the Prophet Mohomed are of veiled meaning, and not to be understood without the exercise of profound thought and judgment, and by the help of explanation.— Now the Jews were always denying the rightful interpretation of these prophecies, and busied themselves in captious and unprofitable disputations, and in striving, by overstrained arguments and illogical reasoning, to explain away their true meaning.—It was then that this *Ayat* was sent down from heaven, enjoining them not to adulterate truth with falsehood, so as to mislead people, by the doubts they cast upon the true sense of the disputed passages of Scripture.—

إمام فخرالدین رازی علیه الرحمة تفسیر کبیر میں لکهتے هیں ' که اِس آیت کے معنی یهه هیں که نه ملاو صحیح میں غلط ' بسبب اُن شبهوں کے جو سننے والوں پر ڈالتے هو ' اور یهه بات اِس سبب سے تهی که توریت و اِنجیل میں جو آیتیں محمد صلی الله علیه وسلم کے باب میں آئی هیں ' وه آیات خفیه هیں ' اُنکے جان نے میں استدلال کی طرف حاجت هوتی ہے ' پهر وه لوگ اُن میں جهگڑا کرتے تهے ' اور مشوش کردیتے تهے دلیلوں کو سوچ نے والوں پر ' بسبب

فی التفسیر الکبیر والمعنی ولا تلبسوا الحق بسبب الشبهات التی توردونها علی السامعین وذلک لان النصوص الواردة فی التوراة والانجیل فی امر محمد صلی الله علیه وسلم کانت نصوصا خفیة تحتاج فی معرفتها الی الاستدلال ثم انهم کانوا یجادلون فیها و یشوشون وجوه الدلالة علی المتاملین فیها بسبب القاء الشبهات وهذا هو المراد بقوله ولا تلبسوا الحق

ڈالنے شبہوں کے ' اور یہی مراد اللہ تعالی کے قول کی ہے ' کہ نہ ملاؤ صحیح میں غلط ٭

This extract demonstrates the fact which is sought to be established, that putting a *false meaning to words*, is all that is charged against the Jews; and not that they were guilty of mutilating the written text.—

پس اِس آیت سے صرف غلط معنی بیان کرنے مراد ہیں نہ یہہ کہ لکھی ہوئی کتاب میں کچھہ ملادیتے تھے ٭

Second Quotation.—God hath said in the Soora al Amran, "O ye who have received the Scriptures, why do you clothe truth with vanity, and knowingly hide the truth."—

Ayat 71.

دوسری روایت ' اللہ تعالی سورۂ آل عمران میں فرماتا ہے ' اے کتاب والو کیوں ملاتے ہو صحیح میں غلط ' اور چھپاتے ہو سچی بات جان کر ٭

سورة ال عمران ایت ۷۱ یـــا اهل الکتـــاب لم تلبسون الحق بالبـــاطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون

In the Tufseer Kubeer it is stated, that the phrase "knowingly hide the truth," has reference to the dissembling conduct of the Jews, in that they perverted the sense of those prophecies in the Old Testament which pointed to the coming of Mohomed as God's Apostle. The right apprehension of those predictions demanded much thought and judgment, and the Jews used to strive to conceal the passages which conveyed the truth, in the same manner as the misguided of our own age prevent the true meaning of a passage from being brought to the general notice.—

تفسیر کبیر میں ہے ' کہ یہہ جو اللہ تعالی نے فرمایا ' کہ چھپاتے ہو سچ کو ' اِن سے یہہ مراد ہے ' کہ توریت میں آیتیں موجود ہیں ' جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ پر دلالت کرتی ہیں ' اُن آیتوں سے استدلال کرنے میں غور اور فکر درکار ہے ' اور وہ لوگ اُن لفظوں کے چھپانے میں جن کے مجموع سے یہہ دلیل پوری ہوتی ہے ' کوشش کرتے تھے ' جیسے کہ ہمارے

فی التفسیر الکبیر اما قوله ویکتمون الحق فـــالمراد ان الایات الموجودة فی التوراة الدالة علی نبوة محمد صلی الله علیه وسلم کان الاستدلال بها مفتقرا الی التفکر والتامل والقوم کانوا یجتهدون فی اخفاء تلک الالفاظ التـــی بمجموعها یتـــم هذا الاستدلال مثل ما ان اهل البدعة فی زماننا یسعون فی ان لا یصل الی عوامهم دلائل المحققین

زمانه میں بدعتي اسمیں کوشش کرتے هیں، که محققین کي دلیلیں عوام تک نه پهونچیں *

It is also written in the *Tufseer Kubeer*, that whoever strives to conceal the truth has but two methods open to him viz: either to raise doubts, so as to mislead people from the right way; or to cloak those arguments which point to the right way. In illustration of this, it is to be observed, that the words of God quoted above, "clothing truth with falsehood," allude to the first of these methods of deception, while the second is as obviously indicated by this sentence from the same verse, viz "knowingly hide the truth."—But the admixture of falsehood with truth may be made in various ways: 1st., according to Hussun Ibn Zaed, the word of God may be mixed up with tradition: (Eemam Sahib has however freely and repeatedly expressed his opinion that this kind of corruption could not possibly have occurred in the Old Testament Scriptures.—Many of his reasons for this opinion have already been given, and others will be noticed hereafter. This suggestion of Ibn Zaed may therefore be set aside as of no value.)— 2ndly., Those people used to pretend in the morning they were Moslems, and in the evening they would change, so as to overthrow the faith of the people with doubts. This is the idea of Ibn Abbas and Qitada— 3rdly, In the Toureit there are predictions referring to our prophet Mohomed, and to his attributes and the signs of his coming; and there are also other passages of ambiguous

اور یهه بهي تفسیرکبیر میں لکها هے، که جو شخص حق بات چهپانے میں سعي کرتا هے، آسکو اسبات میں دو رستوں کے سوا کوئي راسته نهیں هے، یا تو شبهه ڈالے جو ناحق پر راه بتاوے، یا سچا رسته بتانےوالي دلیل کو چهپاوے، پس الله تعالی کا یهه قول که (کیوں ملاتے هو صحیح میں غلط) اشاره هے پهلي بات کي طرف، اور یهه قول الله تعالی کا، (اور چهپاتے هو سچي بات کو) اشاره هے دوسري بات کي طرف، مگر صحیح میں غلط ملانا اسکي کئي صورتیں هیں. (اول) تحریف توراة کي که ملاویں کلام الهي کو کلام محرف سے، یهه روایت حسن اور ابن زید کي هے (مگر امام صاحب نے جا بجا بیان کیا هے، که ایسي تحریف

في التفسیر الکبیر اعلم ان الساعي في الاخفاء لاسبیل له في ذلک الا من احد الوجهین اما بالقاء الشبهة التي تدل على الباطل او باخفاء الدلیل الذي یدل على الحق فقوله لم تلبسون الحق بالباطل اشارة الى المقام الاول وقوله تکتمون الحق اشارة الى المقام الثاني اما لبس الحق بالباطل فانه یحتمل ههنا وجوها احدها تحریف التوراة فیخلطون المنزل بالمحرف عن الحسن وابن زید وثانیها انهم کانوا یتواضعون على اظهار الاسلام في اول النهار ثم الرجوع عنها اخر النهار تشکیکا للناس عن ابن عباس وقتادة وثالثها ان یکون في التوراة

مايدل على نبوته صلى الله عليه وسلم من البشارة والنعت والصفته ويكون في التوراة ايضا مايوهم خلاف ذلك فيكون كالمحكم والمتشابه فيلبسون على الضعفاء احد الامرين بالاخر كما يفعله كثير من المشبهة وهذا قول القاضي ورابعها انهم كانوايقولون أن محمدا صلى الله عليه وسلم معترف بان موسى حق ثم ان التوراة دالة على ان شرع موسى لاينسخ وكل ذلك القاء الشبهات

توريت ميں نہيں هو سكتي ' چنانچه آنكے قول آوپر مذكور هوچكے اور كچهه اگے آوينگے پس يهه راے حسن ابن زيد كي درست نہيں ہے " (دوسرے) يهه كه وه لوگ صبح كو اپنا مسلمان هو نا ظاهر كرتے تهے ' اور شام كو پهر جاتے تهے لوگوں كوشك ميں ڈالنے كے ليئے ' اور يهه روايت ابن عباس اور قتاده كي هے (تيسرے) يهه كه توريت ميں وه ايتيں بهي هيں ' جو دلالت كرتي هيں آوپر نبوة محمد صلى الله عليه وسلم كے بطور پيشين گوئي كے ' اور حضرت كي نشانيوں پر ' اور تعريف بتانے پر' اور توريت ميں ايسي بهي ايتيں هيں' جنسے اسكے برخلاف شبهه پيدا هوتا هے ' تو ان ايتوں كي مثال محكم ' اور متشابه كي هوئي ' پهر لوگ ان دونوں باتوں كو ملاكر لوگوں پر شبهه ڈالديتے تهے ' جيسے كه اكثر شبهه ڈالنے والے ايسا كرتے هيں ' اوريهه قول قاضي كا هے (چوتهے) يهه كه وه لوگ كهتے تهے كه محمد صلى الله عليه وسلم اقرار كرتے هيں ' كه موسى برحق هيں ' پهر توريت دلالت كرتي ہے اسبات پر ' كه شريعت موسى كي منسوخ نہيں هونيكي ' اور يهه سب باتيں شبهه ڈالنے كي هيں *

meaning, which beget doubts on the subject; so the Jews used to mix up both these passages, and thus mystify and confuse the people by creating doubts in their minds; just as the captious and illdisposed delight in unprofitable discussions, and disputations, which tend to unsettle the minds of men and involve them in a sea of doubt and perplexity. This is the idea of Qazee—4thly., The Jews used to say, that Mohomed admitted that Moses was true, and the Toureit proves that the laws of Moses will never be done away with. All those and such like assertions, were put forth merely to disturb the minds of men and plunge them into a maze of uncertainty and doubt.

It will be seen, then, that the adulteration of truth with falsehood, does not mean that other words have been added to the text, but it implies simply *an admixture of false interpretation with the true one.*—

غرضکہ ان روایتوں سے ظاهر ہے ' کہ سچ میں جهوٹ ملانے سے کتاب میں کچهہ عبارت بڑها دینا مراد نہیں هے ' بلکہ سچے معنونکو جهوٹے معنوں میں ملانا مراد هے *

Third Quotation.—God says in the Soorut ool Bukr;

Ayat 174.

"Moreover they who conceal any part of the Scripture which God hath sent down unto them, and sell it for a small price, shall swallow into their bellies nothing but fire."—

تیسری روایت اللہ تعالی سورۂ بقرمیں فرماتا هے ' جو لوگ چهپاتے هیں جو کچهہ اُتارا اللہ نے کتاب سے ' اور لیتے هیں اُسپر مول تهوڑا وہ نہیں کهاتے ' اپنے پیٹ میں مگر آگ *

سورۃالبقرایت ۱۷۴

ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتاب ویشترون بہ ثمنا قلیلا اولیك ما یاکلون في بطونهم الاالنار

In the *Tufseer Kubeer* it is written, that the Mohomedan doctors are not agreed as to the mode of concealment. The saying of Abdoollah Ibn Abbas is recorded, that the people used to change the text of the Toureit and Injeel; but the theologians hold this to have been impracticable, because those books were well known, and had attained immense circulation, a fact which would render any attempt to mutilate the text impossible.—It is allowed however, that there were people among the Jews, who were aware of the prophecies relating to our prophet Mohomed, and that they strove to conceal them or to pervert their meaning, by misconstruction, and misapplication of the sense.—This verse also shows us, that people used, to *hide* the true interpretation of God's word.—

تفسیرکبیر میں لکها هے ' کہ علماء میں اختلاف ہے طریقہ چهپانے میں ' یعني کسطرح چهپاتے تهے ' عبداللہ ابن عباس کا قول یوں نقل کیا هے ' کہ وہ اهل کتاب بدل دیتے تهے عبارت توریت اور انجیل کي ' مگر متکلمین کے نزدیک یہہ بات یعني توریت وانجیل میں عبارتونکا بدل دینا ممتنع هے ' کیونکہ وہ دونوں کتابیں نہایت مشهور هوگئي هیں ' اورتواتر کوپہونچ گئي هیں ' یہاں تک کہ اونکي

في التفسیر الکبیر اختلفوا في کیفیة الکتمان فالمروي عن ابن عباس انهم کانوا یحرفون ظاهر التوراة والانجیل وعند المتکلمین هذاممتنع لانهما کانا کتابین بلغافي الشهرة والتواتر الی حیث یتعذر ذلک فیهما بل کانوا یکتمون التاویل لانه قد کان فیهم من یعرف الایات الدالة علی نبوة محمد صلی اللہ علیه وسلم فکانوا یذکرون لها

تاويلات باطلة و يصرفونها عن محاملها الصحيحة الدالة على نبوة محمد صلى الله عليه وسلم فهذا هو المراد عن الكتمان فيصير المعني ٠ ان الذين يكتمون معاني ما انزل الله من الكتاب

عبارتونكا بدلنا متعذر هوگيا هے ' بلكه وه لوگ چهپاتے تهے تاويلات كو ' كيونكه آن ميں تهے جوجانتے تهے آن آيتونكوجودلالت كرتي هيں نبوة محمد صلى الله عليه وسلم پر پهر وه كرتے تهے آنكي غلط تاويليں اور پهيرتے تهے آنكو صحيح مطلبوں سے جو دلالت كرتے تهے اوپر نبوة محمد صلى الله عليه وسلم كے ' پس يهه مراد هے چهپانے سے ' اب اِس آيت كے يهه معنے هوئے كه جو لوگ چهپاتے هيں معاني يا مطالب آس چيزكے جو آتارا الله نے كتاب سے *

Fourth Quotation.—God hath said in the Soorut ool Bukr; "They to whom we have given the Scriptures know our apostle (*i. e.* the fact of Mohomed's being sent from God), even as they know their own children, but some of them hide the truth, against their own knowledge."—From all the foregoing authorities it is very evident, that according to the Mohomedan belief, the expression of *corrupting Scripture* does not imply an actual mutilation of the text; but simply the modifying of words when read to another, or the concealing of passages; or the transgressing of the commandments of God; or misinterpreting or misconstructing the words of God.

Ayat 146.

سورة البقر ايت ١٤٦

الذين اتينا هم الكتاب يعرفونه كما يعرفون ابناء هم وان فريقا منهم ليكتمون الحق وهم يعلمون

چوتهي روايت ' الله تعالى سوره بقر ميں فرماتا هے جنكو همنے دي هے كتاب پهچانتے هيں يهه بات يعني نبي هونا محمد صلى الله عليه وسلم كا جيسے پهچانتے هيں اپنے بيٹوں كو ' اور ايک فرقه آن ميں سے چهپاتے هيں حق كو جان كر *

پس اِن تمام دليلوں سے ظاهر هے كه مسلمانونكے مذهب ميں تحريف سے كتب مقدسه ميں آنكي عبارتونكا تغير وتبدّيل كرنا مراد نهيں هے بلكه زباني لوگونكو بدل كر لفظ پڑه سنانے يا كلام الهي كو اِخفا كرنا يا احكام الهي كو بدلنا يا كلام الهي كے غلط معنے اور غلط تاويليں بيان كرنا مراد هے *

We may now refer to the fact that people used to palm off their own spurious writings as inspired Scripture. Of this there are abundant proofs deducible from our own religious works, as well as from the history of the Christian church. I proceed to give a few examples.

اب رهي يهه بات كه اپني لكهي هوئي عبارت اور اپنے لكهے هوئے رسالونكا مشهور كرنا كه يهه خدا كا كلام هے اسكے ليئے هماري مذهبي كتابوں ميں اور نيز عيسائي مذهب كي تاريخوں ميں بهت سي سنديں موجود هيں جنكو هم يهاں نقل كرتے هيں *

God says in the Soorut ool Bukr; "And woe unto them who transcribe corruptly the book of law with their hands, and then say, This is from God, that they may sell it for a small price.—Therefore woe unto them because of that which their hands have written; and woe unto them for that which they have gained."—

سورہ بقر ميں الله تعالى فرماتا هے كه

سورة البقر ايت ٧٩
فويل للذين يكتبون الكتاب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل لهم مما يكسبون

پس خرابي هے انكو جو لكهتے هيں رساله اپنے هاته سے پهر كهتے هيں يهه الله كے پاس سے هے كه ليويں اسپر مول تهوڑا سو خرابي هے انكو اپنے هاته كے لكهے هوئے سے اور خرابي هے انكو اپني كمائي سے *

Mosheim writes as follows in his Ecclesiastical History of the 2nd century ch: III, p. 70, edit: 1860.—

"The Platonists and Pythagoreans deemed it not only lawful but commendable to deceive and to lie for the sake of truth and piety.—The Jews living in Egypt learned from them this sentiment before the Christian æra.—Of this no one will doubt who calls to mind the numerous forgeries of books under the names of eminent men, the Sybilline verses, and other similar trash, a large mass of which appeared in this and the following centuries. I would not say that the orthodox Christians forged all the books of this character; on the

موشيم صاحب كي تاريخ دوسري صدي باب ٣ صفحه ٧٠ مطبوعه سنه ١٨٦٠ ع

موشيم صاحب اپني تاريخ ميں ارقام فرماتے هيں، كه افلاطون اور فيثا غورث كے پيرووں نے اس بات كو صرف جايز هي خيال نهيں كيا تها بلكه قابل تحسين اور افرين كے سمجهتے تهے، كه راستي اور خدا پرستي كي ترقي كو فريب ديں اور جهوٹ بوليں، اس رائے كو ان يهوديوں نے جو مصر ميں رهتے تهے سنه مسيحي سے پيشتر جيسا كه بهت سي دليلوں سے معلوم هوتا هے ان سے سيكها تها، اور ان دونوں سے عيسائيوں ميں يهه برائي ابتدا سے پهلي تهي، اسبات ميں كوئي شخص شك نهيں كرنے كا، جب ان كتابونكو جو بهت سے جهوٹ سے بهري هيں، اور مشهور آدميونكے

contrary it is probable that the greater part of them originated from the founders of the Gnostic sects; yet that the Christians who were free from the heterodox views were not wholly free from this fault, is too clear to be denied."—

نام سے بنائي گئي هيں بغور ديکھے گا ، اور سبل لين کے اشعار اور اسيطرح کي بيقدر کتابوں پر توجهه کريگا ، جو بهت سي دوسري صدي اور اُسکي اگلي صديوں ميں نکلي هيں ، ميں يهه نهيں کهتا که جو عيسائي اپنے مذهب پر پکے تھے اُنهوں نے اِس قسم کي جهوٹي کتابيں بنائي تهيں ، بلکه غالبا وه کتابيں بهت سي ناسٹک کے فرقه سے نکلي تهيں ، تاهم اسبات سے انکار نهيں کيا جا سکتا که جو عيسائي اپنے مذهب کے پابند تھے ، وه اِس خطا سے بالکل آزاد نه تھے *

وليم ميور صاحب کي آردو تاريخ کليسا مطبوعه سنه ۱۸۴۸ع حصه ۲ باب ۳

Muir's Church Hist: Part II, ch: 3.

Mr. William Muir relates, in his Oordoo History of the Christian church, that in the 2nd century a question arose among the Christians on this point, whether in their discussions upon matters of religion, with idolators and heathen philosophers it was right, or not, to adopt the same style of arguments, and the same weapons as were used by the opposite party? Guided by the opinions of Origen and others, the question was decided in the affirmative.—It was certainly a result of their determination, that the Christian doctors proved superior in the contest, and asserted their advantage over their opponents; but at the same time, this triumph was attended with some damage to the interests of truth and fairness.—People were led to suspect that for this reason were those spurious books issued, which after this century made their appearance in great numbers. In the same way, the philosophers used

وليم ميور صاحب آردو تاريخ مسيحي کليسا ميں ارقام فرماتے هيں ، که دوسري صدي ميں مسيحيوں ميں گفتگو رهي ، که جب بت پرست اور فيلسوف حکيموں کے ساتهه دين کا مباحثه کيا جاوے ، تو اونهي کي بحث کا طرز اور طريقه اختيار کرنا جايز هے که نهيں , آخر کار ارجن وغيره کي راے کے بموجب طريقه مذکور تسليم هوا ، اِس سے البته مسيحي بهائيوں کي تيز عقلي اور نکته سنجي نے بحث ميں زياده رونق پائي ، ليکن راستي اور صفائي ميں کچهه خلل پڑا ، پهر اسي سبب سے بعض لوگ يهه بهي جانتے هيں ، که وه جعلي تصنيفات پيدا هوئيں ، جو که اِس زمانه کے بعد کثرت سے لکهي گئيں اسطرح سے که فيلسوف لوگ جب کسي طريقه کي پيروي کرتے تهے ، تو کبهي کبهي اوسکے حقميں کتاب لکهه کے کسي معروف حکيم کے نام سے اجرا کرتے تهے ، که اس حيله سے لوگ آسپر متوجهه هو کر اوسکي باتيں زياده مانينگے ، اگرچه آسکي باتيں برملا خود مصنف کي

sometimes to put forth books upholding some particular doctrine; and by ascribing the authorship to eminent men, they secured for their productions that attention and consideration which they would not have received had the names of the real authors been appended.—In like manner, the Christians who argued in the style of the philosophers, used to write books, and issue them under the name of an apostle, or of the pupil of an apostle, or of any other person of note and renown.—This practice, which originated in the 3rd. century, was perpetuated for many centuries on the Romish church.—It is however a very culpable practice, and opposed to the principles of eternal truth.—

هوتي سواسيطرح مسيحي جو فيلسوفوں
كي طرح بحث كرتے تهے ، كتاب لكهكے
كسي حواري ياخادم حواري يا معروف
آسقف كے نام سے رواج ديتے تهے ، ايسا
دستور تيسري صدي ميں شروع هوا ، اور
كئي سوبرس تك رومي كليساميں جاري
رها يهه بات بهت هي خلاف حق اور
قابل الزام شديد تهي *

Mosheim 1st cent: Part II, ch: II, p. 36 edit: 1860.

Mosheim thus writes upon this subject: "There were various causes requiring this to be done at an early period, and particularly this, that not long after the Saviour's ascension, various histories of his life and doctrines full of impositions and fables, were composed by persons of no bad intentions perhaps, but who were superstitious, simple, and addicted to pious frauds; and afterwards various spurious writings were palmed upon the world, inscribed with the names of the holy Apostles."—

موشيم صاحب كي تاريخ مطبوعه سنه ۱۸۶۰ ع صدي اول حصه دويم باب دويم صفحه ۳۶

اسيطرح موشيم صاحب اپني تاريخ ميں
ارقام فرماتےهيں ، كه بهت سے ايسے باعث
تهے ، جنكے سبب ابتداء زمانه ميں انجيلونكو
ايك نسخه ميں جمع كرنے كي ضرورت هوئي
خصوصا اس باعث سے كه بعد رفع هونے
حضرت عيسى كے آسمان پر ، آنكي زندگي
اورتعليمات كي تواريخ پُرفريب اور كهاني
اميز ايسے لوگوں سے جنكے ارادے بد نه تهے ،
مگر جو جهوٹے مذهب والے اور ساده لوح اور
خدا پرست فريبيوں سے رغبت ركهتے تهے ،
تصنيف هوئي تهيں ، اور آسكے بعد بهت
سي جهوٹي بنياد كي تحريريں ، جن پر
پاك پيغمبروں كے نام بطور مصنفونكے درج
كئے گئے تهے ، دنيا پُرفريب سے ركهي گئيں
تهيں *

To sum up the whole matter it is clear, that Mohomedans and Christians are agreed on this point, that among the Jews and Christians it had become a practice to issue spurious books or doctrines under the names of eminent persons. It is to this practice that the denunciations of our Koran refer.—

غرضکه اسبات میں هم اور عیسائي دونو
متفق هیں ' که یهودي اور عیسائیوں میں
یهه رواج هوگیا تها ' که اپني طرف سے کوئي
کتاب یا عبارت لکهه کر اگلے بزرگوں یا پیغمبروں
کے نام سے مشهور کردیتے تهے ' اور اسي
بات کا ذکر همارے قران مجید میں هے *

EIGHTH DISCOURSE.

كيا يهه كتابيں بالكل آن اصل نسخونكے مطابق هيں ' جنكو الهامي لكهنے والوں نے لكها تها

ARE the books which compose the Bible identical with the original writings of the inspired Authors?

IN respect to this important question, touching the genuineness of the sacred records which are in our hands, and their identity with the original productions of the authors whose names they bear, we find it stated in our religious books, that the Scriptures possessed by the Jews and the Christians were not all uniform and in harmony with each other. There is, for instance, a long tradition in the Bookharee from Anus, the son of Malik, a part of which is as follows: Huzeefa thus said to Oosman, "O thou, the leader of the Mohomedans, take care of this people that they may not differ among themselves as regards the holy Koran as the Jews and the Christians differ with respect to their Scriptures." This tradition proves that there is a want of agreement as well as room for diversity of interpretation in the Scriptures; and this is a fact which Christian doctors have also agreed in accepting.

اسباب ميں كه يهه كتب مقدسه جو اب همارے هاتوں ميں هيں ' بالكل آن اصل كتابوں كے مطابق هيں ' جنكو الهامي لكهنے والونے لكها تها يانهيں هيں ' هماري مذهبي كتابوں سے صرف اتني بات پائي جاتي هے ' كه يهه كتابيں جو يهوديوں اور عيسائيوں كے پاس تهيں آن ميں باهم اختلاف تها ' بخاري ميں انس ابن مالك سے ايك بڑي حديث هے ' آسكا ٹكڑه يهه هے " كه حضرت حذيفه نے حضرت عثمان سے كها ' كه اے مسلمانوں كے سردار ان لوگونكي (يعني مسلمانونكي) آس سے پهلے خبر لے ' كه يهه لوگ اپني كتاب (يعني قران مجيد) ميں ايسے مختلف هوجاويں جيسے يهودي اور عيسائي اپني اپني كتاب ميں مختلف هو گئے هيں " پس اس حديث سے اسقدر پايا جاتا هے ' كه ان كتابوں ميں بلا شبهه اختلاف عبارت موجود هيں ' چنانچه تمام علماء مسيحي بهي اسكا اقرار كرتے هيں *

بخاري باب جمع القرآن فقال حذيفه لعثمان يا امير المومنين ادرك هذه الامة قبل ان تختلفوا في الكتاب اختلاف اليهود والنصاري الى اخره

It is to be observed that for a long time copies of the Scriptures were multiplied solely in a manuscript form; and it was therefore almost impossible that they should be kept entirely free from clerical errors, or that unwarranted omissions and insertions of words, should not have resulted in the process of transcription. It may be reasonably concluded that as the process was repeated, and the number of manuscript copies of the Scriptures increased, so the errors and variety of readings increased in proportion; and hence it may be safely affirmed that, in course of time, there was not a single book of Scripture which remained in the same condition in which it originally quitted the hands of its inspired author.

غور کرنا چاهئے که ابتداء تحریر کتب مقدسه سے زمانه دراز تک جسقدر کثرت سے کتب مقدسه کا رواج هوا ، وه بذریعهٔ قلمي نسخوں کے هوا ، اِس سبب سے اُن میں غلطي کا ، اور اِختلاف عبارت کا نهونا ، اور کمي اور بیشي سے محفوظ رهنا نامکن تها ، جسقدر کثرت سے وه بهیلیں ، اور جسقدر کثرت سے اُنکي قلمي نقلیں هوئیں ، اوسیقدر غلطیاں اور اِختلافات اُن میں پیدا هوئے ، یهاں تک که کهاجا سکتا هے ، که کوئي کتاب اصلي نسخه کے مطابق نهیں رهي تهي *

هارن صاحب کا انٹرودکشن جلد ٢ صفحه ٣١٤

In his Introduction to the Critical Study of the Scriptures Mr. Horne thus quotes a passage from Dr. Bentley: "The real text of the sacred writers does not now (since the originals have been so long lost) lie in any single manuscript or edition, but is dispersed in them all. It is competently exact indeed, even in the worst manuscript now extant; nor is one article of faith or moral precepts either perverted or lost in them."

Our own daily experience of manuscripts, indeed would teach us how likely it was that the Scriptures from being copied over and over again should at last present a great variety of readings; and that this is actually the case all Christian scholars admit.

هارن صاحب اپني کتاب میں ڈاکٹر بنٹلي صاحب کا قول نقل کرتے هیں " که اب کوئي ایک نسخه قلمي یا چهاپه کا مقدس لکهنے والونکي اصلي کتاب کے مطابق نهیں هے ، مگر سب کتابوں میں پهیلے هوئے اور متفرق هوئے هوئے هیں ، اور یهه کتابیں بلاشبهه وهي کتابیں هیں ، یهاں تک که غلط سے غلط قلمي نسخه میں بهي جو اب موجود هے ، کوئي بات مذهب کي یا تهذیب اخلاق کي یا نصیحت کي بدلي نهیں گئي ، اور نه اسمیں سے کم هوئي هے " غرضکه تجربه سے بهي جو هم دن رات هرقسم کي قلمي کتابوں میں دیکهتے هیں ، اور نیز علماء مسیحي کے اقوال سے بهي بخوبي روشن هے ، که کتب مقدسه نقل هوتے هوتے غلط اور آپسمیں مختلف هوگئیں تهیں *

Mr. Horne thus speaks of the Hebrew books of the Old Testament: "Although the Hebrew text of the Old Testament has descended to our times uncorrupted, yet, with all the care which the ancient copyists could bestow, it was impossible to preserve it free from mistakes, arising from the interchanging of the similar letters of the Hebrew Alphabet, and other circumstances incident to the transcription of the ancient manuscripts."

هارن صاحب كا انٹروڈكشن جلد ٢ صفحه ٣٤

هارن صاحب نسبت عبري كتابوں عهد عتيق كي لكهتے هيں ' كه وه كتابيں اگرچه بغير كسي تغير وتبديل كے همارے پاس پهونچي هيں ' اور قديم نقل كرنے والوں نے كمال احتياط كي هے ' توبهي انكو ان غلطيوں سے آزاد ركهنا ناممكن تها جو غلطياں كه عبري الف بے كے متشابه حرفونكے بدلنے سے ' يا اور اور باتوں سے ' جو قديم نسخونكے نقل كرنے ميں هوتي هيں *

The Rabbins asserted, and through a credulity rarely to be paralleled, it was implicitly believed, that the Hebrew text was absolutely free from errors, and that in all the manuscripts of the Old Testament not a single various reading of importance could be produced. Father Morin was the first person who ventured to impugn this notion, and he grounded his opinion of the incorrectness of the Hebrew manuscripts on the differences between the Hebrew and the Samaritan texts, and on the differences between the Hebrew and the Septuagint. Morin was soon followed by Louis Cappel who pointed out a great number of errors in the printed Hebrew, and showed how they might be corrected. Bishop Walton declared in favor of the principles asserted by Cappel, and acknowledged the necessity of forming a critical apparatus for the purpose of obtaining a more correct text of the Hebrew Bible. Afterwards since the middle of the seventeenth century the importance and necessity of collating Hebrew manuscripts is generally acknowledged.

يهودي عالم ساده لوحي سے يقين كرتے تهے ' كه عبري كتب مقدسه ميں بالكل غلطي نهيں هے ' اور قلمي نسخوں ميں كوئي ايسا اختلاف نهيں نكل سكتا جو اهم كي نسبت هو ' مگر فادره مارن صاحب نے ' نهايت دليري سے اسبات كو رد كيا ' اورعبري كے قلمي نسخونكي غلطياں ان اختلافات سے نكاليں ' جو عبري اور سميريا كي كتب خمسه موسى ميں ' اور عبري اور سبعة انٹرپرٹ كي كتب عهد عتيق ميں تهيں ' پهر لوئيس كيپل صاحب نے ' ان كتابوں كي بهت سي غلطياں بتائيں ' اوريهه بهي بيان كيا كه وه كسطرح پر صحيح هوسكتي هيں ' پهر بشپ والٹن صاحب نے لوئيس كيپل صاحب كي تائيد كي ' اور اسبات كا اقرار كيا ' كه واسطے صحت عبري عهد عتيق كے كوئي عمده قاعده بنانا ضرورهے ' پهر سترهويں صدي ميں عموما يهه بات قرار پائي ' كه عبري عهد عتيق كے نسخوں كے مقابله كرنے كي بهت ضرورت هے *

In order to explain clearly the subject of this Discourse I think it advisable to give some account of the ancient Codices, respecting which some passages from Mr. Horne are here extracted;—

اب مناسب معلوم هوتا هے ' كه اسمقام پر كتب مقدسه كے چند پرانے نسخونكا ذكر كيا جاوے ' تا كه مطالب اس مقدمه كے بوضاحت معلوم هون ' چنانچه هارنصاحب كے انٹروڈكشن سے جو اوپر علوم بيبل كے هے ' كتب مقدسه كے چند پرانے نسخونكا ذكر كيا جاتا هے *

هارن صاحب كا انٹروڈكشن جلد ۲ حصہ ۱ باب ۲ فصل ۱

Hebrew manuscripts are divided into the two following classes :—

عهد عتيق كي كتابيں دراصل عبراني زبان ميں هيں ' اور وه دو ناموں سے پكاري جاتي هيں *

1st, Autographs or those written by the inspired penmen themselves, which have long since perished.

ايک آٹوگرافس (يعني وه كتابيں جنكو خود الهامي لكهنے والوں نے لكها تها) ان ميں كے سب نسخے ناپيد هوگئے ' كوئي بهي موجود نهيں هے *

2ndly, Apographs or copies made from the originals, and multiplied by repeated transcription. These apographs are also divided into the more ancient, which formerly enjoyed the highest authority among the Jews, but have in like manner perished long ago; and into the more modern, which are found in various public aud private libraries. The manuscripts which are still extant, are subdivided into two classes as follow.—

دوسرے آپوگرافس (يعني وه نسخے جو اصلي نسخوں سے نقل هوئے تهے) اور جو مكرر اور بهكرر نقل هوتے هوتے بهت كثرت سے پهيل گئے تهے ' يهه پچهلے نسخے بهي دو قسم كے تهے ' ايک پرانے ' جو يهوديوں ميں بهت معتبر اور سندي گنے جاتے تهے ' مگر يهه نسخے بهي مدت سے معدوم هوگئے هيں ' دوسرے نئے ' جو سركاري كتب خانوں ميں ' يا لوگونكے پاس موجود هيں ' اور يهه بهي دو قسم كے هيں *

1st, Rolled manuscripts, which are used in the Synagogues.—

اول رولڈ مينيوسكرپٹس (يعني وه قلمي نسخے) جو معابد ميں كام ميں آتے هيں *

2ndly, Square manuscripts, which are used by the private individuals among the Jews.—

دوم سكيوئر مينيوسكرپٹس (يعني وه قلمي نسخے) جو مربع تقطيع پر لكهے هيں ' اور عام لوگونكے كام ميں آتے هيں *

In the period between the sixth and the tenth centuries, the Jews had two celebrated academies, one at Babylon in the east, and another at Tiberias in the

درميان چهٹي اور دسويں صدي كے يهوديوں كے دو مدرسے تهي ' ايک بابل ميں جو مشرق ميں هے ' دوسرا تبيريس

west; where their literature was cultivated, and the Scriptures were very frequently transcribed. Hence arose two recensions or editions of the Hebrew Scriptures; the recension of Scriptures followed by the former academy, was called the Oriental readings, and that followed by the latter the Occidental. The Scriptures of these two recensions were collated in the eighth or ninth century. The differences or various readings observed in them were noted, and variously computed at 210, 216 and 220. The differences observed by the academy of the east were designated the eastern readings, and those observed by that of the west the western readings.

میں جو مغرب میں ہے ' ان دونو مدرسوں میں یہودیوں کے علم کا بڑا چرچا تھا ' اور کتب مقدسہ بہت کثرت سے نقل کی جاتی تہیں ' اس سبب سے یہودیوں میں کتب مقدسہ کی دو قسمیں پیدا ہوئیں ' جو نسخے پہلے مدرسہ میں مروج تہے ' وہ اوریَنٹل ریڈنگ (یعنی مشرقی نسخے) کہلاتے تہے ' اور جو دوسرے مدرسہ میں تہے ' وہ آکسی ڈنٹل ریڈنگ (یعنی مغربی نسخے) کہلاتے تہے ' آٹہویں یا نویں صدی میں ان دونوں نسخوں کا مقابلہ ہوا ' اور جہاں جہاں اختلاف تہا آسپر نشان کیا گیا ' اور وہ اختلافات مختلف طور سے شمار ہوئے ' اور اُنکی تعداد ۲۱۰ ' ۲۱۶ و ۲۲۰ تک تہی ' مشرقی نسخہ کے اختلاف ایسٹرن ریڈنگ ' اور مغربی نسخہ کے اختلاف ویسٹرن ریڈنگ کہلاتے ہیں *

In the eleventh century Aaron ben Asher, president of the academy at Tiberias, and Jacob ben Naphtali, president of the academy at Babylon, collated the manuscripts of the Oriental and Occidental Jews. The discrepancies observed by these eminent Jewish scholars amount to upwards of 864; with one single exception they relate to the vowel points, and are consequently of little value. The western Jews and the printed editoins of the Hebrew Scriptures almost wholly follow the recension of Aaron ben Asher.—

ابتدائے گیارہویں صدی میں عرن بن عشر پریسیڈنٹ مدرسہ تی بیریس ' اور یعقوب بن نفتالی پریسیڈنٹ مدرسہ بیبلن نے ' مشرقی اور مغربی یہودی قلمی نسخوں کا مقابلہ کیا ' اور جو ان نامی یہودی عالموں نے اختلاف پائے ' وہ ۸۶۴ سے زیادہ ہوتے ہیں ' ایک بات کو چہوڑکر باقی اعراب سے متعلق ہیں ' اور اس سبب سے چنداں لائق لحاظ نہیں ہیں ' مغربی نسخے ' اور عبری عہد عتیق کے چہپے ہوئے نسخے ' جو اب موجود ہیں ' اور ہمارے ملک میں بہی پائے جاتے ہیں ' وہ بہت کرکے عرن بن عشر کے نسخے کے پیرو ہیں *

Among the Jews five examplars have been particularly celebrated for their singular correctness, and from them all their subsequent copies have been made.

یہودیوں میں پانچ نسخے بطور نمونہ کے تہے ' جنہوں نے بالتخصیص نہایت صحیح ہونے میں بہت شہرت پائي تہي ' اور اُنہي نسخوں سے تمام نسخے اُنکے بعد کے صحیح ہوتے تہے *

1. The Codex of Hillel was a celebrated manuscript which some Rabbins had seen in the twelfth century; but the learned are by no means agreed that who this Hillel was. Some have supposed that he was the very eminent Rabbi Hillel who lived about six years before the birth of Christ; others imagine that he was the grandson of the illustrious Rabbi Jehuda Hakkadosh, who wrote the Misna, and that he flourished about the middle of the fourth century. Others, again, suppose that he was a Spanish Jew, named Hillel; but Bauer with greater probability supposes the manuscript to have been of more recent date, and written in Spain, because it contains the vowel points, and all the other grammatical minutiæ: and that the feigned name of Hillel was inscribed on its title in order to enhance its price.

اول کُودِکْسْ ہلل ' یہہ ایک مشہور قلمي نسخہ تہا ' اُسکو بعض یہودي عالموں نے بارھویں صدي میں دیکہا تہا ' مگر اِسبات میں نہایت اختلاف ہے ' کہ یہہ ہلل کون تہا ' بعضوں نے خیال کیا ہے کہ یہہ وہ مشہور عالم ہلل ہے ' جو ساتہہ برس پیشتر ولادت حضرت مسیح علیہ السلام سے تہا ' بعضوں نے کہا ہے کہ یہودا حکادوش جو مشہور عالم تہا ' یہہ ہلل اُسکا پوتا ہے ' جسنے مسنا لکہا ' اور جو چودھویں صدي میں نام آور ہوا ' اور بعضے کہتے ہیں کہ یہہ شخص ہلل نامي سپین کا ایک یہودي تہا ' بایر صاحب زیادہ بہروسے کے ساتہہ کہتے ہیں ' کہ یہہ نسخہ زمانہ حال کا لکہا ہوا ہے ' اور سپین میں لکہا گیا تہا ' کیونکہ اس میں اِعراب پائے جاتے ہیں ' اور صرف ونحو کے قواعد موجود ہیں ' ہلل کا نام فریبا اُسکي قدر بڑھانیکو اُسپر لکہہ دیا تہا *

2. The Codex of Ben Asher.
3. The Codex of Ben Naphtali.

} These have already been noticed by us. The first of them was held in much repute in Egypt, as having been revised and corrected in very many places by Ben Asher himself, and as it was the examplar which Maimonides followed in copying the Law, in conformity with the custom of the Jews.

دوئم کُودِکْسْ بن عشر
سوئم کُودِکْسْ بن نفتالي

} اِن دونوں نسخوں کا حال ابہي بیان ہوچکا ہے '

اِن دونوں میں سے پہلا نسخہ مصر میں اِسبات میں مشہور تہا : کہ اسکي بہت سے مقاموں کو خود ابن عشر نے صحیح اور نظر ثاني کیا ہے ' اور یہہ وہ نسخہ ہے ' جسکي میموني دیز نے توریت کي نقل کرنے میں بموجب یہودي رسم کے پیروي کي ہے *

4. **The Codex of Jericho is highly commended by Rabbi Elias Levita, as being the most correct copy of the Law of Moses, and exhibiting the defective and full words.**

چہارم کودکس جیریکو، اس میں صرف حضرت موسی علیہ السلام کی پانچوں کتابیں ہیں، ایک بڑے یہودی عالم الیس لویتا نے اسکی نہایت تعریف کی ہے، کہ یہہ بہت صحیح نسخہ کتب خمسہ موسی کا ہے، اسمیں صحیح لفظ اور غلط لفظ دونوں دکہلائے گئے ہیں ٭

5. The Codex Sinai was also a very correct manuscript of the Pentateuch, that presented some variations in the accents, in which respect it differed from the former.

پنجم کودکس سنی، اس میں بہی صرف حضرت موسی کی پانچوں کتابیں ہیں، یہہ بہی بہت صحیح نسخہ کتب خمسہ موسی کا ہے، اور اگلے نسخہ سے صرف لہجہ میں متفاوت ہے ٭

Another sixth Codex called Sanbouki, is mentioned by Pere Simon, as having been seen by him; but nothing certain is known respecting its date, or by whom it was written.

ایک چہٹا نسخہ اور تہا، جو کودکس سین بوکی کہلاتا ہے، پیرسائیمن بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اسکو دیکہا، مگر اس امر میں کہ وہ کب لکہا گیا، اور کسنے اسکو لکہا، کوئی بات تحقیق معلوم نہیں ہے ٭

As the Hebrew Manuscripts which have been in use since the eleventh century, have all been corrected according to some particular recension or edition, they have from this circumstance been classed into families, according to the country where such recension has been received. The families or recensions are four in number.

گیارہویں صدی سے جسقدر یہودی نسخے پڑہنے پڑہانے میں چلے آتے ہیں، وہ کسی نکسی خاص نسخہ سے صحیح کیئے گئے ہیں، اسلیئے انکو باعتبار اس ملک کے، جہاں انکا رواج تہا، جدا جدا چار خاندانوں میں قرار دیا ہے ٭

1. The Spanish manuscripts which were corrected after the Codex of Hillel. Most Jews highly value them, while some Hebrew critics hold them in little estimation.

اول سپینش میڈیو سکرپٹس (یعنی وہ قلمی نسخے) جو سپین کے لوگوں میں مروج تہے، اور جو کودکس ہلل سے مقابلہ ہوکر صحیح کیئے گئے تہے، اکثر یہودی ان نسخونکی بہت قدر کرتے ہیں، مگر بعض محقق یہودی انکو زیادہ قدر کا نہیں جانتے ٭

2. The Oriental manuscripts are nearly the same as the Spanish manuscripts, and may be referred to the same class.

دویم اوریِ اینٹل مینیو سکرپٹس (یعني وہ قلمي نسخے) جنکا مشرقي ملکوں میں رواج تھا، یہہ نسخے اور اگلے نسخے ایک سے اور ایک هي درجہ میں سمجھنے کے لایق هیں *

3. The German manuscripts, which exhibit important readings that are not to be found in the Spanish manuscripts, but which agree with the Samaritan text of the Pentateuch, and with the ancient versions.

This class of manuscripts is little estimated by the Jews, but most highly valued by Biblical critics.

سویم جرمن مینیو سکرپٹس (یعني وہ قلمي نسخے) جنکا جرمن میں رواج تھا، اِن نسخوں میں امراهم کي عبارتیں اسطرح پر پائي جاتي هیں، کہ ویسي سپینش مینیو سکرپٹس میں نہیں هیں مگر یہہ عبارتیں سمیرٹین زبان کي کتب خمسہ سے اور قدیم ترجموں سے مطابقت رکھتي هیں، یہودي اِن نسخوں کو زیادہ معتمد نہیں سمجھتے، مگر محققین بیبل اُن نسخوں کي نہایت قدر کرتے هیں *

4. The Italian manuscripts hold a middle place between the Spanish and the German Codices.

چہارم اِٹالین مینیو سکرپٹس (یعني وہ قلمي نسخے) جو اٹلي میں مروج تھے، یہہ نسخے سپین اور جرمني نسخوں میں اوسط درجے کا اعتماد رکھتے هیں *

Further M. De Rossi has divided Hebrew manuscripts into three classes as follow.

علاوہ اِن قسموں کے، ایسم دي راسي صاحب نے تمام قلمي نسخوں کو، باعتبار زمانہ کے تین قسم میں تقسیم کیا هے *

1. *More ancient* or those written before the twelfth century.

اول جو بہت پُرانے تھے، یعني جو بارھویں صدي سے پیشتر کے لکھے هوئے تھے *

2. *Ancient* or those written in the thirteenth and fourteenth centuries.

دویم اوسط درجہ کے پرانے، یعني جو تیرھویں اور چودھویں صدي کے درمیان کے لکھے هوئے تھے *

3. *More recent* or those written at the end of the fourteenth or at the beginning of the fifteenth century.

سویم زمانہ حال کے یا وہ نسخے جو چودھویں صدي کے اختتام اور پندھرویں کے شروع میں لکھے گئے *

But the most recent, or those written since the fifteenth century, which are

مگر ایم دي راسي صاحب زمانہ حال کے نسخوں کو، یا اُنکو جو پندھرویں صدي سے

very numerous, aud are those found in the Synagogues, are pronounced to be of little or no use by M. De Rossi, unless it can be proved that they have been transcribed from ancient apographs.

لئے گئے هیں ' اور کثرت سے معبدوں میں پائے جاتے هیں ' قابل اعتبار کے نہیں جانتے تھے جب تک کہ یہہ بات ثابت نہو ' کہ وہ کسي قدیم نسخہ اَپِگْرافس سے نقل ہوئے ھیں *

The total number of Hebrew manuscripts collated by Dr. Kennicott for his critical edition of the Hebrew Bible, is about six hundred and thirty. The total number collated by M. De Rossi for his Collecti n of Various Readings, is four hundred and seventy nine manuscripts, besides two hundred and eighty eight printed editions. The following are the most ancient manuscripts collated by Dr. Kennicott.

ڈاکٹر کني‌کٹ صاحب نے ' عبري نسخہ صحیح کرنے کے لیئے ' عہد عتیق کے ۶۳۰ قلمي نسخونکا مقابلہ کیا ' اور ایم ڈي‌راسي صاحب نے اپنـــي کتاب مجموعہ اختلافات عہد عتیق کے بنانے کے لیئے ۴۷۹ قلمي نسخے ' اور ۲۸۸ چھپے ہوئے نسخوں کا مقابلہ کیا ' اُن میں سے جو نہایت قدیم نسخے تھے ' اور جنکا ڈاکٹر کني‌کٹ صاحب نے مقابلہ کیا تھا ' اُنکا بیان یہاں کیا جاتا ہے *

I. Codex Laudianus A. 172 and 162, and numbered 1. in Dr. Kennicott's list of Hebrew manuscripts. Some of the letters of this manuscript having become obliterated by the lapse of ages, have been written over a second time; and though such places were written in the same strong character, yet many of the words were becoming a second time invisible, when collated by Dr. Kennicott. This eminent critic assigns it to the tenth century, but De Rossi refers it to the eleventh.

۱ کوڈکس لاڈي اینس سنہ ۱۷۲ وسنہ ۱۶۲ ' ڈاکٹر کني‌کٹ صاحب کے یہودي نسخونکي فہرست میں اس نسخہ کا اول نمـــبر ہے ' یہہ نسخہ پُرانا تھا ' اور اِس سبب سے اُسکے الفاظ بعض جگہ سے اڑ گئے تھے ' اور اُنکو پھر روشن ســـیاهي سے دوبارہ بھرا تھا ' اور پھر وہ بھي مٹ چلے تھے ' ڈاکٹر کني کٹ صاحب کہتے هیں ' کہ یہہ نسخہ دسویں صدي کا لکہا ہوا ہے ' اور ایم ڈي راسي صاحب کہتے هیں ' کہ گیارهویں صدي کا لکہا ہوا ہے *

This Laudian manscript begins with Genesis XXVII. 31.; it contains fourteen thousand variations from Vander Hooght's Edition of the Hebrew Bible. More than two thousands are found in the Pentateuch, which confirm the Septuagint Greek version in one hunred and nine various readings; the Sy-

یہہ نسخہ شروع ہوتا ہے کتاب پیدایش باب ۲۷ ورس ۳۱ سے ' اِس نسخہ میں وانڈر هوٹ صاحب کے عبري نسخہ سے چودہ هزار اختلاف هیں ' جس میں سے دو هزار سے زیادہ حضرت موسیٰ کي پانچوں کتابوں میں هیں ' اور یہہ اختلافات ۱۰۹ جگہہ میں سپٹو اجنٹ سے مطابقت

riac, in ninety eight; the Arabic in eighty two; the Vulgate or Latin Version, in eighty eight; and the Chaldee Paraphrase in forty two; it also agrees with the Samaritan Pentateuch, against the printed Hebrew, in seven hundred instances.

کہتے ہیں ‌، اور ۹۸ جگہہ میں سریا زبان کے نسخہ سے ، اور ۸۲ جگہہ میں عربي زبان کے نسخہ سے ، اور ۸۸ جگہہ میں ولگت یعني لاطیني زبان کے نسخہ سے ، اور ۴۲ جگہہ میں کالدي پارافریز سے ، اور یہہ نسخہ سمارٹیں نسخہ کے کتب خمسہ موسٰی سے ۷۰۰ مقام میں مطابقت رکہتا ہے ، برخلاف چہپے ہوے عبري نسخہ کے *

What renders this manuscript the more valuable is, that it preserves a word of great importance for understanding 2. Samuel XXIII. 3-7., which word is confirmed by the Greek version, and thus recovers to us a prophecy of the Messiah.

اِس نسخہ پرجو زیادہ اعتبار کیا جاتا ہے ، اِسکي وجہہ یہہ ھے ، کہ کتاب دویم سموئیل باب ۲۳ ورس ۳ لغایت ۷ کے جس طرز کلام سے ، حضرت مسیح علیہ السلام کے آنیکي بشـــارت نکالي جاتي ھے ، اور جس طرز پر وہ کلام سپٹواجنت میں تہا اُسیطرح اس نسخہ میں بہي محفوظ تہا *

2. The Codex Carlsruhensis 1, (No. 154 of Dr. Kennicott's list of manuscripts) formerly belonged to the celebrated and learned Reuchlin; whose efforts contributed so much towards the revival of literature in the fifteenth century. This manuscript is now preserved in the Public library at Carlsruhe, and is the oldest that has a certain date.

It is in square folio and was written in the year of the world 4,866, corresponding with 1106 of the Christian æra. It contains the Prophets with the Targum.

۲ کوڈکس کارلس ریوھنسس پہلا ڈاکٹر کني کت صاحب کے قلمي نسخونکي فہرست میں ، ۱۵۴ نمبر پر یہہ نسخہ ھے ، ایک مشہور عالم ریوکلن کے پاس یہہ نسخہ تہا ، پندرھویں صدي میں علم کے تروتازہ ہونے میں اِس عالم نے نہایت کوشش کي تہي ، یہہ قلمي نسخہ مقام کارلس روہ کے سرکاري کتب خانہ پر موجود ہے ، جن نسخون پر تاریخ تحریر لکہي ہوئي پائي ھے ، اُن سب میں سے یہہ نسخہ نہایت قدیم ہے ، مربع تقطیع میں لکہا ھے ، اور سنہ ۴۸۶۶ پیدایش عـــالم مطابق ســـنہ ۱۱۰۶ ع کا لکہا ہوا ہے ، اِسمیں پرافیٹس معہ تارگم (یعني صحف انبیاء معہ تفسیر زبان کیلذي) کے شامل ھیں *

3. The Codex Viennæ (No. 590 of Kennicott) contains the Prophets and

۳ کوڈکس وي اینٰي ، ڈاکٹر کني کت صاحب کي فہرست میں اِسکا ۵۹۰ نمبر

Hagiographa. It is written on vellum in folio, and if the date in its subscription be correct (A. D. 1,018 or 1,019) it is more ancient than the preceding. Bruns collected two hundred important various readings from this manuscript. The points have been added by a later hand.

ہے ' اِس نسخہ میں پراِفٹس اور ہیجو گرپفا ہیں ' اور چمڑے پر لکھا ہوا ہے ' آسکے چندہ پر جوتاریخ ہے (یعني سنہ ١٠١٨ وسنہ ١٠١٩ ع) اگروہ صحیح ہو تو اگلے نسخوں سے بہي پرانا ہے ' ڈاکٹر برنس صاحب نے دوسو اختلاف عبارت بڑي بڑي باتونکے اِس نسخہ سے جمع کیئے ہیں زمانہ حال میں کسي شخص نے اِسمیں اعراب بڑھا دیئے ہیں *

4. The Codex Cæsenæ, in the Malatesta Library at Bologna, (No. 536 of Kennicott) is written towards the end of the eleventh century. It contains the Pentateuch, the Ḥaphtarath or sections of the Prophetical books, and the Megilloth, or five books of Canticles, Ecclesiastes, and Esther. De Rossi pronounces it to be a most ancient and valuable manuscript, and states that in its margin are inserted some various readings of still more ancient manuscripts.

۴ کوڈکس سیزني کتب خــانہ میلاٹسٹا مقام بالوگنا نمبر ٥٣٦ فہرست ڈکني کٹ صاحب یہہ نسخہ گیارھویں صدي کے اخیر کا لکھا ہوا ہے ' اور اِسمیں پہہ کتابیں ہیں ' پین ٹي ٹیک (یعني کتب خمسہ موسی) اور ہیفٹارتھہ (یعني پارہ ہاي کتب انبیاء) اور مگلتھہ (یعني پانچ کتابیں) کیں ٹي کلز (یعني گیت سلیمان) اور کتاب راعوت ' اور نوحہ یرمیاہ ' اور واعظ ' اور کتاب آستر ' ایم ڈي راسي صاحب اِس نسخہ کو نہایت پسند کرتے تہے ' اور بہت پرانا بتا تے تہے ' اور آسکے حاشیہ پر اور بہي زیادہ قدیم نسخوں کے بعض بعض اختلاف عبارت لکہے ہیں *

5. The Codex Florentinus 2, (No. 162 of Kennicott) is written towards the end of the eleventh, or at the latest, in the beginning of the twelfth century. It contains the books of Joshua, Judges and Samuel. Very many of the letters, which were obliterated by time, have been renewed by a later hand.

٥ کوڈکس فلورن ٹینس ' دویم نمبر ١٦٢ فہرست ڈاکٹر کني کٹ صاحب یہہ نسخہ گیارھویں صدي کے اخیر کا یا بارھویں صدي کے شروع کا لکہا ہوا ہے ' اِس میں کتاب یوشع ' اور قضــــات ' اور سموئیل ہیں ' جو لفظ کہ اِس نسخہ میں مٹ گئے تہے ' وہ دوبارہ لکھدیئے گئے ہیں *

6. The Codex Mediolanensis 9, (193 of Kennicott) is written towards the close of the twelfth century. This manu-

٦ کوڈکس مِڈي اولے ٹینسِس ' نہم نمبر ١٩٣ فہرست ڈاکٹر کني کٹ صاحب یہہ نسخہ بارھویں صدي کے اخیر کا لکہا

script comprises the Pentateuch. The beginning of the book of Genesis, and the end of Leviticus, and Deuteronomy, have been written by a later hand. Both erasures and alterations occur in this manuscript, and sometimes a worse reading is substituted in place of one that is preferable. Nevertheless it contains many good various readings.

هوا ہے ' اور اس میں حضرت موسی علیہ السلام کي پانچوں کتابیں هیں ' اور کتاب پیدایش کا شروع ' اور کتاب احبار اور استثنا کا انجام زمانہ حال میں زیادہ کیا گیا ہے ' اس نسخہ میں مٹ جانا حروف کا ' اور تبدیلیاں بهي واقع هیں ' اور بعض اوقات ایک بري عبارت اچهي عبارت کي جگہہ لکهدي گئي ہے ' باوجود اسبات کے اسمیں بہت سي اچهي عبارتیں مختلف پائي جاتي هیں *

7. The Codex Norimbergensis 4, (201 of Kennicott) contains the Prophets and Hagiographa. It is mutilated in various parts. It is of great antiquity, and from the similarity of its character to that of Codex Carlsruhensis, both Dr. Kennicott and M. De Rossi assign it to the beginning of the twelfth century.

٧ کودکس نارمبرجینسس ' چہارم نمبر ٢٠١ فہرست ڈاکٹر کني کت صاحب اس نسخہ میں صحف انبیاء اور اور مقدس کتابیں هیں ' یہہ نسخہ بہت پرانا ہے ' اور اکثر جگہہ سے شکستہ هوگیا ہے ' اس نسخہ کے حرفونسکي ' اور کودکس کارلس ربوهن سس کے حرفونکي ' آپسمیں بہت مشابہت ہے ' اس سبب سے ڈاکٹر کني کت صاحب ' اور ایم دي راسي صاحب نے اس نسخہ کو بارهویں صدي کے شروع کا لکها هوا قرار دیا ہے *

8. The Codex Parisiensis 27, (210 of Kennicott) is a manuscript of the entire Bible in an elegant Italic character. It is highly valued by Dr. Kennicott, and De Rossi, who refer it to the beginning of the twelfth century.

٨ کودکس پیري سي انسس ' بست هفتم نمبر ٢١٠ فہرست ڈاکٹر کني کت صاحب ' یہہ نسخہ پوري بیبل کا رومي خط میں ہے ' ڈاکٹر کني کت صاحب اور ایم دي راسي صاحب اسکو بہت پسند کرتے تهے ' اور بارهویں صدي کے شروع کا لکها هوا بتاتے تهے *

9. Coeval with the preceding is the Codex Regiomontanus 2, (224 of Kennicott) written in the Italic character, and it is mutilated in various parts.

٩ کودکس رجي اومان تنڈس ' یہہ نسخہ بهي رومي حرفوں میں آسي زمانہ کا لکها هوا معلوم هوتا ہے ' جس زمانہ کا اگلا نسخہ لکها هوا ہے ' اس میں پرانڈنس

اور هيجوگريفا كي كتابيں هيں ، مگر مختلف جگهه سے شكسته هورهي هيں *

10. To the beginning of the twelfth century likewise is to be referred the Codex Parisiensis 24, (No. 366 of Kennicott.) It is imperfect from Jerem: XXIX. 19, to XXXVIII. 2.; and from Hosea IV. 4, to Amos VI. 12.

١٠ كودكس پيري سي انسس ' بست وچهارم نمبر ٣٦٦ فهرست ڈاكٹر كني كٹ صاحب ' يهه نسخه بارهويں صدي كے شروع كا لكها هوا هے ' اور كتاب يرمياه باب ٢٩—١٩ سے ' لغايت باب ٣٨—٢ تك اور كتاب يوشع باب ٤—٤ سے ' لغايت كتاب عاموص باب ٦—١٢ تك ' ناقص هے *

The following are the most ancient of the manuscripts in the possession of late M. De Rossi, and collated by him, viz :—

اب مناسب هے ' كه جن پرانے نسخوں كا ڈاكٹر ايم ڈي راسي صاحب نے مقابله كيا اور اُنميں جو قديم نسخے هيں ' اُنكا بهي اِس مقام پر ذكر كيا جاوے *

The Codex, by him numbered 634, containing a fragment of the books of Leviticus, and Numbers,–from Levit: XXI. 19, to Numb: I,50.; and exhibiting every mark of the remotest antiquity. M. De Rossi assigns it to the eighth century.

١ كودكس نمبر ٦٣٤ ' اِس ميں ايك ٹكڑه كتاب احبار ' اور اعداد كا هے ' كتاب احبار باب ٢١ — ١٩ سے ' لغايت كتاب اعداد باب ١—٥٠ تك هے ' نهايت قديم هونے كي اُس ميں بهت سي علامتيں پائي جاتي هيں ' ايم ڈي راسي صاحب كے نزديك آٹهويں صدي كا لكها هوا هے '

2. A manuscript of the Pentateuch (No. 503), containing from Genesis XII. 41, to Deuteronomy XV. 12. It is composed of leaves of various ages, the most ancient of which are of the ninth or tenth century.

٢ كودكس نمبر ٥٠٣ ' اِس نسخه ميں منجمله كتب خمسه حضرت موسى كي ' كتاب پيدايش باب ١٢ — ٤١ سے ' كتاب استثنا باب ١٥—١٢ تك هے ' اِس ميں مختلف زمانوں كے ورق ملے هوئے هيں ' اور پرانے سے پرانے ورق ' نويں يا دسويں صدي كے لكهے هوئے معلوم هوتے هيں *

3. A manuscript of the Pentateuch (No. 10), with the Targum and Megilloth. It is written towards the end of the eleventh, or in the beginning of the twelfth century. The chracter

٣ كودكس نمبر ١٠ ' يهه قلمي نسخه بهي كتب خمسه حضرت موسى كا ' معه ٹارگم (يعني تفسير زبان كيلڈي) اور پانچ كتابوں گيت سليمان ' اور كتاب راعوت اور

which is defaced by time, is rudely formed.

نوحه يرمياه اوروعظ اور كتاب استر كے هے ، اور گيارهويں صدي كے اخير يا بارهويں صدي كے شروع كا لكها هوا هے ، بسبب پرانے هونے كے جو حرف مٹے هوئے تهے ، پهركر بنائي گئي هيں *

4. A manuscript of the book of Job, coeval with the preceding one. It is one of the most valuable manuscripts of that book.

۴ قلمي نسخه كتاب ايوب كا ، عمده نسخوں ميں سے نهايت عمده يهه نسخه هے ، اور اگلے نسخه كا هم زمانه هے *

5. A manuscript of the Hagiographa (No. 379), the date of which corresponds with that of the preceding one. It begins with Psalms ch. 49, V. 15., and ends with Nehemiah Ch. 40, V. 4.

۵ قلمي نسخه هيجوگريفا كا نمبر ۳۷۹ تيسرے اور چوتهے نسخه كا همعصر هے ، يهه نسخه زبور كے باب ۴۹ — ۱۵ سے ، كتاب نحميا كے باب ۴۰—۴ تك هے *

6. A manuscript of the Pentateuch (No. 611), written towards the close of the eleventh, or in the beginning of the twelfth century. The ink is frequently faded by age. There are frequent omissions in the text, which are supplied in the margin.

۶ قلمي نسخه پانچوں كتابوں حضرت موسى كا نمبر ۶۱۱ ، يهه نسخه گيارهويں صدي كے اخير كا ، يا بارهويں صدي كے شروع كا لكها هوا هے ، پرانا هونے كے سبب روشنائي پهيكي پڑ گئي هے ، متن ميں جو عبارت لكهنے سے ره گئي هے وه حاشيه پر لكهي هوئي هے *

Dr. Kennicott states that "almost all the Hebrew manuscripts of the Old Testament at present known to be extant, were written between the years 1000 and 1459, whence he infers that all the manuscripts written before the year 700 or 800 were destroyed by some decree of the Jewish senate, on account of their many differences from the copies then declared to be genuine. The circumstance is also alleged by Bishop Walton, as the reason why we have so few examplars of the age of 600 years, and why even copies 700 or 800 years old are very rare.

ڈاكٹر كني كٹ صاحب بيان كرتے هيں كه ، عهد عتيق كے عبري تمام قلمي نسخے جنكا موجود هونا اب همكو معلوم هے ، ايك هزار اور ايك هزار چارسو ستاون برسوں كے درميان كے لكهے هوئے هيں ، اور اِس سے وه يهه نتيجه نكالتے هيں ، كه تمام قلمي نسخے جو سات سو يا آٹهه سو برس بيشتر كے لكهے هوئے تهے ، يهوديوں كي سنٹ (يعني مجلس اُمرا) كے بعض حكموں كے بموجب معدوم كرديئے گئے تهے ، اِس سبب سے كه اُن نسخوں ميں اُن نسخوں سے جو اُسوقت ميں خالص گنے جاتے تهے ، بهت اختلاف تها ، اِسبات كو بشپ والٹن صاحب بهي

تصدیق کرتے هیں ' اور کہتے هیں که اِسي
سبب سے همارے پاس چهه سوبرس کے
نسخے چند هیں ' اور اِسي وجهه سے سات
سو یا آتهه سو برس کے نسخے بہت کمیاب
هیں *

Besides the above mentioned Hebrew manuscripts the Revd. Dr. Buchanan procured in 1806 a manuscript of the Pentateuch from the black Jews in Malabar, who (there is strong reason to believe) are descended from exiled Jews who settled there on the first dispersion of their nation by Nebuchadnezzar. The date of this manuscript cannot now be ascertained; but its text is supposed to be derived from the copies which these Jewish exiles brought with them into India. The present owners could give no precise account of it: some stated that it came originally from Senna in Arabia; others said, it was from Cashmeer. In the manuscript in question Leviticus and the greater part of Deuteronomy are wanting. Mr. Yeates has diligently examined and collated the manuscript with the printed text of the Vander Hooght's edition of the Hebrew Bible: and the result of his investigations is, that the variations in the whole do not exceed forty, and that none of them differ from the common reading as to the sense or interpretation but are merely additions or omissions of a jod or vau letter, making vowels full or deficient, according to the known usage of the Hebrew tongue. Even this

علاوه اِن نسخوں کے ایک عبري قلمي نسخه توریت کا ربوق ڈاکٹر بکینن صاحب کو سنه ۱۸۰۶ع میں ملیبار میں کالے یهودیوں کے پاس سے دستیاب هوا ملیبار کے یهودي یقینا اُن یهودیوں کے پس مانده هیں ' جنکو بخت نصر نے اول مرتبه جلاوطن کیا تہا ' اِس قلمي نسخه کي تاریخ ' که کب کا لکہا هوا هے ' تحقیق نہیں هوسکتي ' مگر گماں هوتا هے ' که اُن نسخوں سے لیا گیـــا هو گا ' جو اُنــکے باپ دادا هندوستان میں اپنے ساتهه لائے ' جب اُن یهودیوں سے اِس نسخه کے بـــاب میں پوچها گیا ' تو وه آسکي نسبت کوئي ٹهیک بات بیان نکرسکے ' بعضوں نے کہا که صنعاي عرب سے آیا هے ' اور بعضوں نے کہاکه کشمیر سے ' اِس نسخه میں کتاب احبار ' اور کتاب استثنا کا بہت ساحصه نہیں هے ' مسٹر اینٹس صاحب نے ' انڈرهوٹ صاحب کے چہپے هوے نسخه سے اِس نسخه کا مقابله کیا ' آسکي تحقیقات کا نتیجه یهه هے ' که تمام نسخه میں چالیس سے زیاده اِختلاف نہیں هیں ' اور اُن میں سے کوئي اِختلاف عام عبارت سے بلحاظ معني اور مراد متن کے تفاوت نہیں رکہتا صرف حرفوں کي کمي یا بیشي کا اختلاف هے ' جنسے بلحاظ مشهور محاوره یهودي زبان کے الفاظ کامل یا معیوب معلوم هوتے هیں '

small number of readings was considerably reduced, when compared with the text of Athia's edition, printed in Amsterdam in 1661; so that the integrity of the Hebrew text is confirmed by the important testimony of this valuable manuscript, Four readings are peculiar to this copy, which are not to be found in Dr. Kennicott's edition of the Hebrew Bible.

اورانهي آزصاحب کے چهاپے هوئے نسخه سے ' جو سنه ١٦٦١ع میں چهپا تها اوربهي کم إختلاف هیں ' پس اسطرح پر یهودي متن کي صداقت إنہں گران بها نسخه سے بخوبي ثابت هوتي هے ' اور آسکي شهادت بغیر کسي اعتراض کے بهت بڑي هے ' چار مقام کي عبارتیں اسي نسخه پر مخصوص هیں ' وه عبارتیں ڈاکٹر کني کٹ صاحب کي عبراني بیبل کے نسخه میں نهیں پائي جاتیں *

It must be borne in mind that as there existed the books of the Old Testament in Hebrew, in like manner there had existed in Hebrew the autograph or original manuscript of the gospel of St. Matthew; but nearly twelve hundred years subsequently it disappeared. The manuscripts of the New Testament that are extant in Greek, are now considered as the originals. I may therefore make a quotation in this place about Greek biblical manuscripts from Horne's Introduction.

یهه بات بهي جانني چاهئے ' که جسطرح عهد عتیق کي کتابیں عبراني زبان میں تهیں ' اسیطرح سینٹ متي کي لکهي هوئي انجیل بهي دراصل عبراني زبان میں تهي ' مگر باره سوبرس کے قریب سے وه انجیل معدوم هوگئي هے ' اور اب عهد جدید کے یوناني زبان کي کتابیں اصلي گني جاتي هیں ' اسواسطے مناسب هے ' که یوناني قلمي نسخونکا بهي هارن صاحب کي کتاب سے اِس مقام پر کچهه ذکر کیا جاوے *

هارن صاحب انٹروڈکشن جلد ۲ حصه ۱ باب ۳ فصل ۲

Very few manuscripts contain the whole either of the Old or of the New Testament. By far the greater part have only the four Gospels, because they were most frequently read in the churches; others comprise only the Acts of the Apostles, and the Catholic Epistles; others, again, have the Acts, and Saint Paul's Epistles; and a very few contain the Apocalypse. Almost all of them, especially the more ancient manuscripts, are imperfect, either from the injuries of time or from neglect. All manu-

یوناني نسخے بهت کم هیں ' جنمیں عهد عتیق اور عهد جدید دونو کي کتابیں موجود هوں ' بهت سوں میں صرف چاروں انجیلیں پائي جاتي هیں ' کیونکه وه نهایت کثرت سے گرجوں میں پڑهي جاتي تهیں ' اور بعض نسخوں میں صرف اعمال حواریین اور کیتهلک نامے ' اور بعض میں اعمال اور سینٹ پال کے نامے اور چند نسخوں میں ایپوکلیپس (یعني مشاهدات سینٹ یوحنا) موجود هیں ' سب نسخے خصوصا زیاده قدیم نسخے زمانه

scripts, the most ancient not excepted, have erasures, and corrections; which, however, have not always been effected so dexterously, but that the original writing may sometimes be seen. Where these alterations have been made by the copyist of the manuscript, they are preferable to those made by later hands. These erasures were sometimes made by drawing a line through the word, or what is much worse, by means of the penknife. But besides these modes of obliterations, the copyists frequently blotted out the old writing with a sponge, and wrote other words in lieu of it: nor was this practice confined to a single letter or word, as may be seen in the Codex Bezæ. Authentic instances are on record in which whole books have been thus obliterated, and other writing substituted in place of the manuscript so blotted out: but where the writing had already faded through age, they preserved their transcriptions without further erasure.

کے ضرر سے یا غفلت سے ناقص ہوگئے ہیں ' تمام نسخوں میں پہلے لکھے ہوئے کو مٹایا ہے اور اسکو صحیح کیا ہے بعضی جگہہ خوب نہیں مٹایا ہے ' اسلیئے اصلي لکھا ہوا بھي معلوم ہوتا ہے ' جس مقام پر نقل کرنے والے نے صحیح کیا ہے ' وہ تصحیح بہ‌نسبت اس تصحیح کے جو بعد کو کي گئي ہے معتبر سمجھي جاتي ہے ' محو کرنا پہلے لکھے ہوئے کا کہیں تو اسطرح پر کیا ہے ' کہ لفظوں پر لکیر کھینچ دي ہے ' اور کہیں چاکو سے چھیلا ہے ' اوراکثر جگہہ لکھنے والینے اسفنج سے مٹادیا ہے ' اور اسکي جگہہ اور لفظ لکھدیئے ہیں ' اور اسطرح کا مٹانا ایک حرف یا لفظ ہي پر موقوف نہیں ہے ' جیسے کہ کوڈکس بیزي کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ' صحت کے ساتھہ کتابوں میں سندیں پائي جاتي ہیں ' جنسے معلوم ہوتا ہے ' کہ اسطرح پر ساري کتابیں کي کتابیں مٹائي جاتي تھیں ' اور اور کتاب بجاے اس قلمي کتاب کے جو مٹائي گئي تھي لکھے جاتي تھي مگر جہاں کہیں تحریر بسبب زمانہ دراز کے اڑگئي تھي ' تو انکو بغیر زیادہ مٹانے کے بدستور قدیم رکھتے تھے ' اور اسي پر لکھہ دیتے تھے *

These manuscripts are termed Codices Palimpsesti, or Rescripti. Before the invention of paper, the great scarcity of parchment in different places induced many persons to obliterate the works of the ancient writers, in order to transcribe their own, or those of some other favourite author in their place: hence doubtless the works of many eminent authors have perished, and particularly

یہہ نسخے کہلاتے ہیں ' کوڈ آئي سز پالمپسسٹي یا ري‌سکرپٹي (یعني ایک نسخہ جسمیں سے ایک تحریر مٹائي گئي ' اور اسکي جگہہ دوسري لکھے گئي) بسبب قلت پارچہ منت (یعني بني ہوئے چمڑے یا کپڑے کتاب لکھنے کے) بہت سے لوگ اگلے مورخوں کي لکھي ہوئي کتابیں مٹانے لگے ، اس مطلب سے کہ

those of the greatest antiquity; for such, as were comparatively recent, were transcribed to satisfy the immediate want; while those which were already dim with age, were erased. It was for a long time thought, that this destructive practice was confined to the eleventh, twelfth, thirteenth, and fourteenth centuries, and that it chiefly prevailed among the Greeks: it must, in fact, be considered as the consequence of the barbarism which overspread those dark ages of ignorance; but this destructive operation was likewise practised by the Latins, and is also of a more remote date than has usually been supposed.

اپنے یا کسي دوسرے مورخ کي کتاب ' جسکو وہ چاھتے ھیں ' اُسپر نقل کرلیں اِس سبب سے بہت سي کتابیں مشہور مورخوں کي معدوم ھو گئیں ' خصوصا بہت قدیم کتابیں ' کیونکہ زمانہ حال کي کتابیں اُسوقت کي حاجت روائي کو اُن قدیم کتابوں پر ' جو بسبب گذرنے زمانہ کے دھندلي ھوگئي تھیں اور مٹائي گئي تھیں نقل کرلي گئیں تھیں ' مدت تک یہہ خیال کیا گیا تھا ' کہ یہہ بد استعمال گیارھویں بارھویں تیرھویں چودھویں صدي تک رھا اور بالتخصیص یونان میں جاري تھا ' مگر حقیقت میں یہہ ایک نتیجہ وحشت کا تھا ' جو اُن جہالت کے زمانوں میں پھیلا ھوا تھا ' چنانچہ یہي بد استعمال رومیوں میں بھي رایج تھا ' اور جیسا کہ عموما خیال کیا گیا تھا ' اُس سے زیادہ اخیر زمانہ تک اُن لوگوں میں یہہ استعمال جاري رھا *

The total number of manuscripts of the New Testament (whether they have been transmitted to us entire or in fragments) which are known to have been wholly or partially collated, amounts nearly to five hundred; but this number forms only a small part of the manuscripts found in public and private libraries. The result of these collations has shown that certain manuscripts have an affinity to each other, and that their text is distinguished from that of others by characteristic marks; and eminent critics (particularly Griesbach, who devoted the whole of his life to sacred criticism), after diligently comparing the quotations from the New

عہد جدید کے قلمي نسخے پورے یا ناقص ' جو علماء عیسائي کے ھاتھہ آئے ' اور جنسے کل کا یا جزکا مقابلہ کیا گیا ' اُن کل کي تعداد پانسو کے قریب تھي ' اور یہہ تعداد بہت چھوٹا حصہ ھے اُن قلمي نسخونکا ' جو سرکاري اور لوگونکے نجي کتب خانوں میں پائے جاتے ھیں اُن مقابلونکے نتیجہ سے یہہ ظاھر ھوا ' کہ بعض قلمي نسخے ایک دوسرے سے تسلسل رکھتے ھیں ' اور وہ اور نسخوں سے بلحاظ نشانونکے پہچانے جاتے ھیں ' مشہور علماء محققین عیسائي خصوصا گریس بک صاحب نے ' جسنے اپني تمام زندگي

Testament in the writings of Clement of Alexandria, and of Origen with those made by Tertullian, and Cyprian, have ascertained that, so early as the third century, there were in existence two families, recensions, or editions of manuscripts, or in other words, two entirely different texts of the New Testament. Michaelis has observed that, as different countries had different versions according to their respective languages, their manuscripts naturally resembled their respective versions, as these versions, generally speaking, were made from such manuscripts as were in common use. Five different systems of recensions or editions have been proposed, viz. by Griesbach and Michaelis, by Mathæi, by Mr. Nolan, by Professor Hug, and by Professor Scholz.

تحقیقات مقدس میں صرف کي ' عہد جدید کے آن فقرات کو ' جو سکندریہ والے کلیمنت ' اور اوریجن کي تحریروں میں هیں ' آن فقرات سے ' جو ترتلین صاحب اور سائي پیرین صاحب نے لیئے هیں ' نہایت کوشش سے مقابلہ کرکر دریافت کیا ' کہ بہت ابتداء زمانہ میں یعني تیسري صدي تک قلمي نسخوں کے دو سلسلہ موجود تھے ' یا اسطرح پر تعبیر کیا جاوے ' کہ دو پورے مختلف نسخے عہد جدید کے وجود میں تھے ' میکئلس صاحب نے یہہ دریافت کیا ' کہ مختلف ملکوں میں بموجب آنکي خاص زبانوں کے مختلف ترجمے عہد جدید کے تھے ' اور آنکے قلمي نسخے بالذات اپنے مخصوص ترجموں کے مطابق تھے ' اور یہہ ترجمے ایسے قلمي نسخوں سے بنائے گئے تھے جو عام استعمال میں تھے ' غرضکہ مختلف طور سے پانچ طرح پر ' عہد جدید کي کتابوں کے ڈاکٹر گریس بک صاحب میکئلس نے اور میتھي اور مسٹر نولن نے ' اور پرافسر هک اور پرافسر سکالز نے قسمیں نکالي هیں *

The basis of Dr. Griesbach's system is, the division of the Greek manuscripts into three classes, each of which is considered as an independent witness for the various readings which it contains. The value of a reading, so far as manuscript authority is regarded, is decided by Griesbach, not according to the individual manuscript in which it is found, but according to the number of classes by which it is supported. The classes, under which he arranges all the Greek manuscripts, are the following; and to each of which classes is given the appellation of recension or edition.

ڈاکٹر گریس بک صاحب کے قاعدہ کي بموجب عہد جدید کے یوناني نسخے تین قسموں میں منقسم هوتے هیں ' اور هر ایک قسم واسطے آن مختلف عبارتونکي جو آس قسم میں هیں بطور ایک علاحدہ گواہ کے سمجھا جاتا هے *

گریس بک صاحب نے کسي عبارت کي معتبریکو جہاں تک کہ قلمي نسخہ کي سند پر لحاظ کي جاتي هے ' صرف آسي نسخہ کي بموجب ' جس میں وہ عبارت هے قرار نہیں دیا ' بلکہ بلحاظ تعداد آس تمام قسم کے نسخوں کے ' جو آسکي تائید کرتي

هیں قرار دیا هے ' اور وہ قسمیں جنمیں ڈاکٹر گریس بک صاحب نے ' یونانی نسخونکو ترتیب دیا هے ' حسب تفصیل ذیـــل هیں ' اور اِن قسموں میں کي هر ایک قسم کو نسخه کے نام سے تعبیر کرتے هیں *

1. The first class or Alexandrian recension, which is also called the Egyptian recension, comprises those manuscripts, which, in remarkable and characteristic readings, agree with the quotations of the early Alexandrian writers particularly Origen and Clement of Alexandria. After them, the recension was adopted by the Egyptian Greeks. To this class belong the following codices or manuscripts.

۱ الکذندرین نسخه اِسکو مصري نسخه بھی کہتے هیں ' اِس قسم میں وہ قلمي نسخے داخل هیں ' جنکي مشهور عبارتیں الکذندریه کے مورخوں کي اُن عبارتوں سے جو اُنهوں نے اپني کتابوں میں نقل کي هیں مطابقت رکھتي هیں خصوصا اوریجن اور کلیمنٹ الگذندریه والے کي نقل کردہ عبارتوں سے ' اور اُنکے بعد اسي نسخه کو مصري یونانیوں نے اختیار کیا تھا ' مفصله ذیل نسخے اِس قسم میں داخل هیں *

Codex Alexandrinus. (Griesbach.)	کودکس الکذندرینس گریس بک
The Vatican Manuscript. (Ditto)	ویٹیکن قلمي نسخه • گریس بک
Codex Ephræmi. (Dr. Scholz.)	کودکس افریمي ڈاکٹر سکالز
Codex Regius 62- (Ditto.)	کودکس ریجي اَس نمبر ۶۲ ڈاکٹر سکالز
The Guelpherbytanus A. (Ditto.)	گیوئل فربي ٹینس الف ڈاکٹر سکالز
The Guelpherbytanus B. (Ditto.	گیوئل فربي ٹینس ب ڈاکٹر سکالز
Codex Borgiæ. (Ditto)	کودکس بارجي ڈاکٹر سکالز
Codex Regius 72. (Griesbach.)	کودکس ریجي اَس نمبر ۷۲ گریس بک
Codex Regius 14. (Ditto.)	کودکس ریجي اَس نمبر ۱۴ ایضا
Codex Medicæus. (Ditto.)	کودکس مدي سي اَس ایضا
Codex Regius 305. (Ditto.)	کودکس ریجي اَس نمبر ۳۰۵ ایضا

The Alexandrian recension is followed by the undermentioned versions.

یهه ترجمے جنکا آگے بیان آتا هے اسي الگذندرین نسخه کے پیرو هیں*

The Coptico Memphitic.	کاپٹیکو میمُم فیٹک
The Coptico Basnuric.	کاپٹیکو باسنیورک
The Coptico Sahidic.	کاپٹیکو سهیدک
The Ethiopic.	اتهیوپک
The Armenian.	آرمینین
The Syro-Philoxenian.	سائیرو فلاک سینین

The Occidental or Western recension is that which was adopted by the Christians of Africa, Italy, Gaul, and the west of Europe generally.

This Recension is followed by the following manuscripts.

The Codex Alexandrinus, in the Acts of Apostles and the Catholic Epistles.

The Codex Bezæ or Cantibrigensis.

The Codex Regius 314. (Griesbach.)

The Codex Regius 50. (Ditto.)

The Codex Regius 379. (Ditto.)

The Codex Leicestrensis.

The Codex Vindobonensis.

The Codex Vaticanus, 360. (Griesbach.)

The Codex Vaticanus, 2. (Ditto.)

The Codex Regius 177.

The Codex Regius 375.

With these manuscripts sometimes harmonize the Sahidic versions, made in the fourth century, the Syriac version of Jerusalem, and the readings in the margin of the Syro Philoxenian version; as also the Old Latin versions, which were in use before the Vulgate version. With this edition also coincides the Vulgate Latin version, which is followed by Isidore, Bishop of Seville, Remigius, Bede, Rabanus Maurus, Haymo, Anselm, Pietro, Daimiani, Bernard, and all subsequent writers in communion with the Latin Church for the last thousand years, as well as the Lectionaries, and other Ecclesiastical books of that church.

٢ آکسي ڈنٹل یا ویسٹرن (یعني مغربي نسخہ) یهہ وہ نسخہ ہے ، جو افریقہ اور اٹلي اور گال اور مغربي یورپ میں مروج تہا ، اِس نسخہ کے پیرو یہہ نسخہ ہیں

کوڈکس الکزنڈرینس اعمال حواریین ، اور کیتھلک ناموں میں

کوڈکس بیزي یا کینٹي برجینسس

کوڈکس ریجي اَس نمبر ٣١٤ گریس بک

کوڈکس ریجي اَس نمبر ٥٠ گریس بک

کوڈکس ریجي اَس نمبر ٣٧٩ ایضا

کوڈکس لیسس ٹرین سس

کوڈکس وِنڈو بانن سس

کوڈکس واٹیکینس نمبر ٣٦٠ گریس بک

کوڈکس واٹیکینس نمبر ٢ گریس بک

کوڈکس ریجي اَس نمبر ١٧٧

کوڈکس ریجي اَس نمبر ٣٧٥

ان نسخوں سے بعض جگہہ سہڈک ترجمہ جو چوتہي صدي میں ہوا ، اور یروشلم والا سریا زبان کا ترجمہ ، اور وہ عبارتیں جو سیرو فلاکسینین ترجمہ کے حاشیہ میں ہیں متفق ہوتي ہیں اور وہ پرانے رومي ترجمے بهي جو ولگٹ ترجمے سے بیشتر مستعمل تہے ، مطابقت رکہتے ہیں ، اسي ڈور صاحب بشپ سول کے ، اور رمي جي اَس صاحب ، اور بیڈ صاحب ، اور ربنس مارس صاحب ، اور ہیمو صاحب ، این سلم صاحب ، اور پیٹرو ڈیمني صاحب اور برنرڈ صاحب ، اور اور پچہلے مورخ ، جو ہزار سال گذشتہ میں رومي گرجي سے علاقہ رکہتے تہے ، جس ولگٹ رومي ترجمے کي پیروي کرتے تہے ، وہ بهي اس نسخہ سے مطابقت رکہتا ہے ، اور اسیطرح

درسي كتابيں ' اور اُس گرجي كي مذهبي
كتابيں سب اسي نسخه كے مطابق هيں *

3. The Byzantine or Oriental Recension or Edition. Towards the end of the fourth century, and during the fifth and sixth centuries, critics have observed a text differing from the two first, which they call by the above name, because it was in general use in Constantinople, after that city had become the Capital, and the Metropolitan see of the Eastern Empire.

٣ بائيزين ٹاين ' يا اوري اينٹل (يعني
مشرقي نسخه) چوتهي صدي كے اخير '
اور پانچويں اور چهٹي صدي كے درمياں
ميں ' محققيں نے ايک ايسا نسخه تلاش
كيا ' جو اگلے دو نسخوں سے مختلف هے '
اور اُنهوں نے اُس نسخه كا يهه نام ركها هے '
جو اوپر مذكور هوا ' اسليئے كه اُسكا
قسطنطنيه ميں جسكا نام بائيزين ٹاين هے '
عوما مستعمل تها ' اُس زمانه ميں جبكه
يهه شهر مشرقي شهنشاهي پوپ كا دارالخلافة
هوگيا تها *

With this edition are closely allied those of the neighbouring provinces, whose inhabitants were subject to the spiritual jurisdiction of patriarch of Constantinople. The readings of the Byzantine Recension are those which are most commonly found in the printed Vulgate Greek text, and are also most numerous in the existing manuscripts which correspond to it. Griesbach reckons upwards of one hundred manuscripts of this class, which minutely harmonize with each other. On account of the many alterations, that were unavoidably made in the interval between the fourth and fifteenth centuries, Michaelis proposes to divide the Byzantine edition into ancient and modern; but he does not specify any criteria by which we can determine the boundaries between these two classes.

The Byzantine text is found in the four Gospels of the Alexandrine manuscript; it was the original of the Sclavonic

اِس نسخه سے اِس شهر كے قريب كے
صوبونكے سب نسخے مطابق هيں ' جهاں
كے باشندے قسطنطنيه كے پوپ كے روحاني
تسلط كے مطيع تهے ' عبارتيں بائيزين ٹاين
نسخه كي وه عبارتيں هيں ' جو چهپي
هوئے ولگٹ يوناني نسخه ميں اور
موجوده نسخوں ميں جو اُسكے مطابق هيں '
نهايت كثرت سے پائي جاتي هيں '
گريس بک صاحب نے ايک سو سے زياده
اِس قسم كے نسخے شمار كيئے هيں ' كه جو
آپس ميں بخوبي متفق هيں ' بسبب
بهت سے اختلافات كے ' جو عرصه دراز
ميں ابتداے چوتهي صدي سے ' پندهرويں
تک بغير هوئے نهيں ره سكتے تهے ' ميكئلس
صاحب نے بائيزين ٹين نسخه كو ' قديم نسخه
اور جديد نسخه ميں تقسيم كيا هے ' مگر
كوئي قاعده مقرر نهيں كيا ' جس سے هم اُن
دونوں قسمونكو تميز كرسكيں ' الكذنڈرين
نسخے ميں ' جو چاروں انجيليں هيں اِن
ميں بائيزين ٹاين نسخه كي مطابقت پائي

r Old Russian version, and was cited y Chrysostom, and Theophylact, Bishop f Bulgaria. Michaelis, besides the hree foregoing editions, has instituted ne other edition, in which is compre- ended the fourth class of manuscripts.

جاتي هے ، پرانے روسي ترجمه كي اصل
بهي بهي نسخه معلوم هوتا هے ، كريزآستم
اور تهيوفليكٹ صاحب بشپ بل گيريا نے
اِس نسخه كي عبارتونكو بطور سند كے
ليا هے ، علاوه إسكے ميكئلس صاحب نے
ايک اور قسم كا نسخه ، إن تين قسموں پر
زياده كيا هے ، جو چوتهي قسم شمار كي
جاتي هے *

4. The Edessene edition is the Peshito or Old Syriac version of the Old Testament so named; it differs from the three preceding recensions. Griesbach has therefore made it an independent class. Although the readings of the Western, Alexandrine, and Edessene editions sometimes differ, yet they very frequently harmonize with each other. A reading confirmed by three of them is supposed te be of the very highest authority; yet the true reading may sometimes be found only in the fourth.

۴ إدَسّين نسخه ، پشيطو يا پرانا سريا
زبان كا ترجمه عهد جديد كا ، إن اگلے تين
نسخوں سے إختلاف ركهتا هے ، اسليئے
ميكئلس صاحب نے ، گريس بک صاحب
كے بعد ايک اور نسخه قرار ديا هے ، جسكا
يهه نام مذكوره بالا هے ، اگرچه مغربي اور
سكندريه اور إدسين نسخونكے عبارتيں ،
بعض اوقات اپس ميں إختلاف ركهتي
هيں ، مگر پهر بهي اكثر آن ميں مطابقت
پائي جاتي هے ، كوئي عبارت جو ان
تينوں كي سند سے إستحكام پاوے ، وه عبارت
نهايت مستند ماني جاتي هے ، اسپر بهي
صحيح عبارت بعضي دفعه صرف چوتهے
نسخه هي ميں ملتي هے *

Widely different from all the preceding theories, is the system of recension proposed by the learned (Roman Catholic) Professor Hug, of Tribourg, who affirms the existence of three recensions or editions, and divides the history of the sacred text of the New Testament into three periods, viz.

پروفيسر هگ صاحب رومن كيتهلک نے ،
تمام ترتيبوں كے برخلاف نسخوں كي
ترتيب تجويز كي هے ، اور تين نسخوں كے
وجود كا اقرار كرتے هيں ، اور نيو تسمنٹ
كے متن كي تاريخ كو تين زمانوں پر تقسيم
كرتے هيں *

1. The First Period comprises the history of the text of the New Testament, from the time when its several books were written to the third century. That text, according to the testimony of

اول وه جو ابتدا سے تيسري صدي تک
كے لكهے هوے هيں ، مگر كليمنٹ صاحب
اسكندريه والے ، اور اوريجن صاحب اور
اِرينيآس صاحب ، اور اور قدما بيان كرتے

هارن صاحب كا
إنٹروڈكشن مطبوعه
سنه ۱۸۲۵ع جلد ۲
صفحه ۶۳

Clement of Alexandria, Origen, Ireneus, and other fathers, was early the object of imprudent or rash alterations; although their statement were greatly exaggerated, yet the fact is certain, that such alterations were actually made; and the text thus altered, was, according to Hug, what is commonly termed the Common edition. Though almost everywhere the same, this edition had two forms, a little different, one of which corresponds with Griesbach's Western recension, and the other with his Special Asiatic Instruments, and particularly with the Peschito or Old Syriac version.

2. Second Period.—The defects of the common edition having been perceived about the middle of the third century, three learned men, severally, and independently, though nearly simultaneously, undertook the arduous task of purifying the text, and of restoring it to its first form, by the aid of manuscripts, viz. Origen in Palestine, Hesychius in Egypt, where he was a Bishop, and Lucian, a priest of Antioch, in Syria. The work of Hesychius was generally received in Egypt, and became the source of Alexandrine family: that of Lucian which was better known, and has sometimes been termed the Editio Vulgata or Luciana, was introduced into divine worship in Syria, in Asia Minor, in Thrace, and at Constantinople; and that of Origen, having been made in his old age, and left for publication by his pupils, was confined within Palestine, where it was soon superseded by the edition of Lucian, and in no long time was entirely lost.

هیں ' که ابتدا میں وہ نسخے بے تمیزي کے ساتھه تبدیلیونکي جاے نظر تھے ' اگرچه آنکے بیانات بهت مبالغه سے بھرے ہوئے هیں ' تاهم یهه بات تحقیق هے ' که آن میں تبدلات کیئے گئے تھے ' هگ صاحب کے قول بموجب یهه تبدیل شده نسخه وه هے ' جو کامن یعني عام نسخه پکارا جاتا تها ' اگرچه عموما یهه نسخے آپسمیں ایک سے هیں مگر پھربھي دوطرح کے اور کچھه ایک آبسمیں مختلف هیں ' آن میں سے ایک قسم گریس بک صاحب کے مغربي نسخه کي مطابق هے ' اور دوسرے آس سے ' جسکو اِدَسیَن نام دیا گیا هے *

دویم وہ زمانه جب اِن نسخوں کي تصحیح هوئي ' جبکه اِس عام نسخه کي جو کامن کهلاتا تها ' تیسري صدي میں خرابیاں معلوم هوئیں * تو تین شخص جو بڑے عالم تهي ' اِس نسخه کے صحیح کرنے پر مصروف هوئے ' تا که قلمي نسخونکي مدد سے اِسکو اصلي صورت پر بحال کریں چنانچه اوریجن صاحب نے بمقام فلسطین اور هسي چیس صاحب نے مصرمیں جهاں کے وہ بشپ تھے ' اور لوشین صاحب نے سریا میں ' یهه کام شروع کیا ' هسي چیس صاحب نے جو نسخه صحیح کیا تها ' وه مصر میں عموما تسلیم هوا ' اور الکذندرین نسخے آسي سے نکلے هیں ' اور لوشین صاحب نے جو نسخه صحیح کیا تها وه زیاده مشهور هوا ' اور سریا اور ایشیامائینر اور تهریس اور کانسٹینٹ اِن آوپل میں پهیل گیا ' اور بعض اوقات آسکو عام نسخه کهتے تھے ' اوریجن صاحب نے جو نسخه صحیح کیا تها ' وه آنکے بعد آنکے شاگردوں نے مروج

گیا ، مگر صرف فلسطین میں اُسکا رواج ہوا ، اور پہر بسبب مروج ہونے لوشین صاحب کے نسخہ کے بالکل معدوم ہو گیا *

3. The Third Period of the history of the text of the New Testament embraces the variations made therein, from the threefold recension in the third century, to our own time.

سوئم وہ زمانہ ہے ، جسمیں تیسری صدی کے دوچند و سہ چند نسخوں سے ہمارے زمانہ تک اختلافات ہوگئے ہیں ،

It must be observed that by the division of the manuscripts of the Scriptures into proposed editions or recensions as above indicated, the object which the learned had in view was to be able, by these investigations, to distinguish an authentic manuscript from a spurious one and a correct reading from a wrong one. The necessity for such critical researches, arose either from the loss of the autographs or original writings of the apostles, or from the loss of those copies which might have been examined by the apostles themselves, and would have enabled a decided opinion to be at once pronounced with regard to the genuineness of any particular reading.

جاننا چاہیئے کہ کتابہائے اقدس کے قلمی نسخوں کے مذکورہ بالا خاندانوں میں ، تقسیم کرنے سے عالموں کا مطلب یہہ تہا ، کہ اِس تحقیقات سے ایک صحیح اصلی قلمی نسخہ کو ایک غیر اصلی نسخہ سے اور ایک صحیح عبارت کو غلط عبارت سے تمیز کرسکیں ، ضرورت اِن نکتہ چیں تلاشوں کی خواہ تو حواریوں کے اصلی تحریروں کے جاتے رہنے سے پیدا ہوئی یا اُن نسخوں کے جاتے رہنے سے ، جو نسخے خود حواریوں نے امتحان کرلئے تہے ، اور جنکی اصلیت پر اُنہوننے اپنی تحقیق رائے ظاہر کی تہی *

Now it seems proper to make some mention here about those Codices with which the learned divines had occasion to deal in their investigations for the purpose above mentioned; and the following passages on the subject from "Horne's Introduction" are given accordingly.

اب مجہکو مناسب معلوم ہوتا ہے ، کہ اُن کوڈکسوں کا کچہہ بیان کروں ، کہ جنسے عالموں کو مطلب مذکورہ بالا کی تحقیق میں کام پڑا تہا ، چنانچہ جو بیان آگے آتے ہیں وہ ہارن صاحب کے انٹروڈکشن سے لیئے گئے ہیں *

Account of manuscripts containing the Old and New Testament.

بیان قلمی نسخوں کا جنمیں عہد عتیق اور عہد جدید ہے

1. The Alexandrian manuscript. This manuscript contains all the books of the Old and New Testament; all the Christian divines consider it to be very ancient and trustworthy. It con-

کوڈکس الکذندرین میڈیو سکرپٹس (یعنی سکندریہ کا یونانی قلمی نسخہ) اِسمیں عہد عتیق اور عہد جدید کی سب کتابیں ہیں ، تمام علماء عیسائی

sists of four volumes, three of which include the books of the Old Testament, and the fourth comprises those of the New Testament, together with the first Epistle of Clement to the Corinthians, and certain Psalms of Solomon, which are now rejected as apocryphal.

اس نسخه کو نهایت معتبر اور نهایت قدیم جانتے هیں ' یهه نسخه چار جلدوں میں هے ' تین جلدوں میں عهد عتیق کي کتابیں هیں ' اور چوتهي جلد میں عهد جدید کي معه نامه اول کلیمنت بنام کارنتهینز ' اور زبور سلیمان جنکو اب خارج کردیا هے *

It contains all the four Gospels, but they are not perfect. There is wanting in the New Testament as far as Matthew XXV. 6.; likewise from John VI. 50 to VIII. 52., and 2. Corinthians IV. 13, to VII. 7. The Psalms are preceded by the Epistle of Athanasius to Marcelinus, and followed by a catalogue, containing such Psalms as are to be used in prayer for each hour, both of the day, and of the night. The eleventh of the Hymns in which the catalogue also contained, was praise of Mary: the arguments of Eusebius are annexed to the Psalms, and his canons to the Gospels.

اس نسخه میں چاروں انجیلیں هیں مگر پوري نهیں هیں متی کي انجیل ابتدا سے باب ۲۵—۶ تک نهیں هے ' اور یوحنا کي انجیل باب ۶ — ۵۰ سے باب ۸—۵۲ تک نهیں هے ' اور نامه دوم کارنتهینز باب ۴ — ۱۳ سے ساتویں باب ورس ۷ تک نهیں هے ' زبور سے پہلے ایک نامه اتهانيسیس کا بنام مارسيلینس ' اور اسکے بعد ایک فهرست ایسي زبوروں کي جو دن رات کے هر گهنته کي نماز میں استعمال کیجاتي تهیں مندرج هے ' اور چند همز (یعني دهرم گیت بهي) اس فهرست میں تهے ' اور ان میں سے گیارهواں حضرت مریم کي تعریف میں تها ' اور دلایل یوسبیس زبوروں پر اور اسکے قواعد انجیلوں پر لگائے هیں *

Some Christian doctors have much extolled this manuscript, while others have had a much lower opinion of it; for instance, Wetstein was one of its most strenuous adversaries.

بعض عالموں عیسائي نے اس نسخه کي بهت تعریف کي هے ' اور بعضوں نے مذمت کي هے ' چنانچه وتستین صاحب اس نسخه کي مذمت کرنے والونکے سردار تهے *

The learned do not agree also in this point, where and when this manuscript was written, and by whom. Grabe and Scholz think it was written before the end of the fourth cen-

اسبات میں بهي اختلاف هے ' که یهه نسخه کهاں کا لکها هوا اور کسکا لکها هوا اور کب کا لکها هوا هے ' گریب صاحب اور سکالز صاحب اسکو اخیر چوتهي صدي

tury, Wetstein refers it to the fifth; Dr. Sembler, to the seventh; Michaelis, to the eighth; and Audin to the tenth, while Montfaucon is of opinion that no Greek manuscript can be said, with any degree of probability, to belong to an earlier date than the sixth century.

سے پہلے کا لکھا ھوا بیان کرتے ھیں ' اور وِتسیٹن صاحب پانچویں صدي کا ' اور ڈاکٹر سیمبلر صاحب ساتویں صدي کا ' اور مِنْکیلس صاحب آٹھویں صدي کا ' اور آڈن صاحب دسویں صدي کا ' مونٹ‌فاکن صاحب کہتے ھیں کہ کوئي یوناني نسخہ چھٹی صدي کے قبل کا غالبا نہیں ھے *

This manuscript originally belonged to Cyrillus Lucaris, a native of Crete, and patriarch of Constantinople; he sent it as a present to King Charles I. by Sir Thomas Rowe, ambassader from England to the Grand Seignor, in the year 1628. It was deposited in the British Museum library in 1753, in which it is still preserved.

یہہ نسخہ دراصل سریاس لوکُرس جزیرہ کریٹ کے باشندہ کا تھا ' جو کانسٹین ٹاین آوپل کا پٹیریارک (یعني بڑا پادري تھا) اوسنے معرفت سرتامس رو صاحب کے جو ایلچي انگلستان کے تھے ' سنہ ۱۶۲۸ع میں بادشاہ چارلس اول کو یہہ نسخہ نذر بھیجا ' سنہ ۱۷۵۳ع میں برٹش موزیم کے کتب خانہ میں داخل ھوا ' کہ وھاں اب تک موجود ھے *

2. The Codex Vaticanus.—The Roman edition of the Septuagint printed in 1590, exhibits the text of this manuscript; and in the preface to that edition it is stated to have been written before the year 387, i. e. towards the close of the fourth century. Professor Hug proves this manuscript to have been written in the early part of the fourth century; Bishop Marsh points it to the latter part of the fifth century; and Montfaucon and Blanchine consider it to be of the fifth or sixth century.

۲ کوڈکس واٹیکنُس (یعني وہ نسخہ جو واٹیکن محل میں تھا) رومي ترجمہ سپٹواجنٹ کا جو سنہ ۱۵۹۰ع میں چھپا اُس میں اس نسخہ کا متن ھے اور اس رومي نسخے کے دیباچہ میں لکھا ھے ' کہ یہہ نسخہ پیشتر سنہ ۳۸۷ع یعني چوتھي صدي کے اخیر کا لکھا ھوا ھے ' پروفسر ھگ صاحب اِس نسخہ کو چوتھي صدي کے ابتدا کا لکھا ھوا کہتے ھیں ' اور بشپ مارش صاحب پانچویں صدي کے اخیر کا ' اور مونٹ‌فاکن صاحب اور بلین‌کاین صاحب پانچویں یا چھٹي صدي کا ' با این ھمہ

It is very surprising to find that notwithstanding both of these manuscripts viz. the Codices Alexandrinus and Vaticanus, are very ancient, and contain the same number of books, yet they differ so much from each other in their texts, that no two manuscripts

تعجب یہہ ھے ' کہ یہہ دونوں نسخے یعني کوڈکس الکذندرین اور کوڈکس واٹیکنُس ' باوجود قدیمي ھونے کے ' اور باوجود اِسکے کہ دونوں میں کتابوں کي تعداد برا بر ھے '

could ever be found with such variations between themselves.

آپس میں اسقدر مختلف ہیں ، کہ کسی قلمی دو نسخوں میں ایسا اختلاف نہوگا ‌*

The Old Testament in this manuscript wants the first 46 chapters of Genesis, and 32 Psalms viz. from Psa. CV. to Psa. CXXXVII.; and the New Testament wants the latter part of the Epistles to the Hebrews, viz. all after chap: IX. v. 14, and also the Epistles of St. Paul to Timothy, Titus, and Philemon, and the whole book of Revelation; it appears however that some one has supplied this deficiency in the fifteenth century. In many places words seem to have been effaced, and resupplied.

اِس نسخہ عہد جدید میں چھیالیس باب اول سے کتاب پیدایش کے نہیں ہیں اور ۳۲ زبور ۱۰۵ سے ۱۳۷ تک نہیں ہیں ، عہد جدید میں نامہ عبرانیاں کا پچھلا حصہ یعنی باب ۹ — ۱۴ سے اخیر تک نہیں ہے ، اورسینٹ پال کے نامے بنام تمتھی اور طیطوس اور فلیمن اور تمام مشاهدات یوحنا نہیں ہیں ، مگر پندھرویں صدی میں کسی نے اُنکو لکھہ کرشامل کردیا ہے ، بہت جگہہ سے لفظ مٹے ہوئے اورپھر درست کیئے ہوئے ہیں *

Both the above manuscripts do not exhibit the asterisks of Origen, which he had affixed to them when he collated several manuscripts; and which Dr. Kennicott observed, is one proof that they were not taken either from the original edition of Origen, or from its dependent copies which were executed in his time: it is therefore argued that they were made from those copies which did not contain those asterisks, and at a time long after Origen, when copyists had given up the practice of annexing those asterisks to their copies. In short this manuscript is also very ancient, and holds the same dignity and honor with the Alexandrian. It is now kept deposited in the library of the Vatican at Rome.

ان دونوں نسخوں میں کوئی نشان اُن نشانوں میں سے ، جو اوریجن صاحب نے بروقت مقابلہ کے مقرر کیئے تھے نہیں ہیں اس سبب سے ڈاکٹر کنی کٹ صاحب یہہ دلیل پکڑتے ہیں ، کہ یہہ دونو نسخے نہ اصل نسخہ اوریجن صاحب سے اور نہ اُسکی اُن نقلوں سے ، جو قریب اُسکے زمانہ کے ہوئی تھیں لکھے گئے ہیں ، بلکہ مدت کے بعد اُن نقلوں سے جنمیں وہ نشان نہ تھے ، اور نقل نویسوں نے وہ نشان لکھنے موقوف کردیئے تھے نقل ہوئے ہیں ، غرضکہ یہہ قلمی نسخہ بھی بہت پرانا ہے ، اور کوڈکس الکذندرین کے ہم پایہ ہے *

Account of manuscripts (entire or in part) containing the Septuagint or Greek version of the Old Testament.

بیان قلمی نسخوں کا جو پورے یا جزوی ہیں ، جن میں سپٹواجنٹ (یعنی یونانی ترجمہ عہد عتیق کا ہے)

1. The Codex Cottonianus is a very ancient and correct manuscript,

۱ کوڈکس کاٹونینڈس ، یہہ ایک بہت قدیم اورصحیح نسخہ ہے ، مگراب اُسکے چند

but only a few leaves of it now remain, the rest having been consumed by a fire which took place at Cotton's House in Westminister where it was preserved. It is acknowledged to have been written towards the end of the fourth or in the beginning of the fifth century; and it seldom agrees with any manuscript or printed edition, except the Codex Alexandrinus which we have already noticed.

2. 3. The Codex Sarravianus, and Colbertinus are distinct parts of the same manuscript. The Codex Sarravianus is defective in those very leaves viz. seven in Exodus, thirteen in Leviticus, and two in Numbers, which are found in the Colbertine manuscript. These two codices may be referred to the fifth or sixth century. To some paragraphs of the book of Leviticus, titles or heads have been prefixed, evidently by a later hand.

4. The Codex Cæsareus (which is also frequently called the Codex Argenteus, and Codex Argenteo-Purpureus, because it is written in silver letters on purple vellum), is preserved in the Imperial library at Vienna. It consists of twenty six leaves only, the first twenty four of which contain a fragment of the book of Genesis, viz. from Chap. III. 4, to Chap. VIII. 24.: the two last contain a fragment of Saint Luke's Gospel, viz Chap. XXIV. verses 21-49. It is assigned to the end of the fifth or the beginning of the sixth century.

ورق رہ گئے ھیں ، باقي سب آس آگ میں جلگئے ، جو یہ مقام وپست‌مینستر کاٹن صاحب کے گھر میں جہاں وہ رکھا ھوا تھا لگي تھي ، آسکو چوتھي صدي کے انجام ، یا پانچویں صدي کے شروع کا لکھا ھوا مانا جاتا ھے ، اور کسي قلمي نسخہ یا چھپی ھوئے نسخہ سے بجز کودکس الکذندریئس کے جسکا ھم ابھي بیان کرچکے ھیں ، یہہ نسخہ مطابقت نہیں رکھتا *

۲ و ۳ کودکس سارادیئنس ، اور کال‌برٹینس یہہ دونوں ایک ھي نسخہ کے ٹکڑے ھیں کودکس سارادیئنس میں کتاب خروج کے سات ورق ، اور کتاب احبار کے تیرہ اور کتاب اعداد کے دو ورق نہیں ھیں ، مگر یہہ ورق کودکس کال برٹینس میں موجود ھیں ، ان دونوں نسخوں کو پانچویں یا چھٹي صدي کا لکھا ھوا کہا جاسکتا ھے ، کتاب احبار کے چند فقروں کے اغاز کے لفظ علانیہ زمانہ حال کے لکھے ھوئے ھیں *

۴ کودکس سي سارئس ، جسکو کودکس ارجین‌ٹیس ، اور کودکس ارجنٹیو پرپیوریس بھي اکثر اس وجہہ سے کہتے ھیں ، کہ وہ روپہلي حرفوں سے ارغواني چمڑے پر لکھے ھوئي ھے ، یہہ نسخہ شہنشاھي کتب خانہ میں بمقام وینا رکھا ھوا ہے ، اسمیں صرف چھبیس ورق ھیں ، جنمیں سے اول کے چوبیس ، کتاب پیدایش کا ایک ٹکڑا ھے ، جسمیں باب ۳ — ۴ سے باب ۲۴ آیت ۸ تک ھے ، باقي دو صفحہ سینٹ لوک کے انجیل کا ٹکڑا ھے ، جسمیں باب ۱۴ کي آیت ۲۱ سے آیت ۴۹ تک ھے ، اِس نسخے کو پانچویں یا چھٹي صدي کا لکھا ھوا اقرار دیا جاتا ھے *

5. The Codex Ambrosianus derives its name from the Ambrosian library at Milan, where it is preserved; it is probably as old as the seventh century. The accents and spirits in this manuscript have evidently been added by a later hand.

٥ کودکس ایمبروسینُنس ' اِس نسخه کا یهه نام کتب خانه ایمبروسین واقع مقام ملن سے نکلا هے ' جهاں وه رکها هوا هے ' غالبا وه ساتویں صدي کا هے ' اِس نسخه میں لهجه اور دیگر علامات سے علانیه معلوم هوتا هے ' که زمانه حال کے کسي شخص نے زیاده کیا هے *

6. The Codex Coislinianus consists of two hundred and twenty six leaves of vellum, and it formerly contained the Octateuch (that is the five books of Moses, and those of Joshua, Judges, and Ruth), the two books of Samuel and the two books of Kings. The accents and spirits have likewise been added also in this manuscript by a recent hand. It is referred to the sixth, or at the latest to the seventh century.

٦ ' کودکس کائیس لینِي اِینس میں دوسو چهبیس ورق چمڑے کے هیں ' اور اِسمیں سابق میں پانچ کتابیں موسیٰ ' اور کتابهاء یوشع اور قضات ' اور رعوت ' اور دو کتابیں سموئیل ' اور دوکتابیں سلاطیں کي هیں ' اِس نسخه میں بهي زمانه حال کے کسي شخص نے لهجوں اور دیگر علامات کو زیاده کیا هے ' یهه نسخه چهٹي یاکم سے کم ساتویں صدي کا لکها هوا ٹهرایا جاتا هے *

7. The Codex Basileo Vaticanus, which is imperfect at the beginning and end, is supposed to have been executed in the ninth century. Dr. Holmes considers it to be a manuscript of considerable value and importance, as it contains some valuable lections which are nowhere else to be found.

٧ کودکس بے سي لیووي ٹیکینس کو ' نویں صدي کا لکها هوا خیال کیا جاتا هے ' اور یهه نسخه آغاز اور انجام میں ناکامل هے ڈاکتر هالمس صاحب اِس نسخه کو بهت باوقار اور امر اهم کا سمجهتے هیں ' چنانچه اسمیں چند ایسي عمده عبارتیں پائي جاتي هیں ' جو اور کسي جگهه نهیں پائي جاتیں *

8. The Codex Turicensis is a manuscript of the book of Psalms, the writing of which proves it to have been executed in the eleventh century. The portions of the Psalms wanted in this manuscript are Psal. I.—XXV.; XXX. .1—XXXVI. 20.; XII. 5.—XLIII. 2.; LVIII. 13.—LIX. 4.; LXIV. 11.—LXXI. 4.; XCII. 3.—XCIII. 7.; and XCVI. 12.—XCVII. 8.

٨ کودکس ٹیوري سینْسِس ' کتاب زبور کا نسخه هے ' جسکي تحریر سے یهه ثابت هوتا هے ' که یهه نسخه گیارهویں صدي کا لکها هوا هے ' اِس نسخه میں جو حصے زبور کے نهیں هیں وه یهه هیں ' زبور باب ١ سے باب ٢٥ تک اور باب ٣٠—١ سے باب ٣٦— ٢ تک اور باب ٤١—٥ سے باب ٤٣—٢ تک اور باب ٥٨—١٣ سے باب ٥٩—٤ تک اور باب ٦٦—٢ سے باب ٧١—٤

تک اور باب ۹۲—۳ سے باب ۹۳—۷ تک
اور باب ۹۶—۱۲ سے باب ۹۷—۸ تک *

Account of the principal manuscripts containing the New Testament entire or in part.

Before entering on a description of these manuscripts Mr. Horne makes the following observations:—The autographs or original manuscripts of the New Testament, which were written either by the Apostles themselves, or by amanuenses under their immediate inspection, have long since perished; and we have no information whatever concerning their history. The pretended autograph of Saint Mark's Gospel at Venice is now known to be nothing more than a copy of the Latin version, and no existing manuscripts of the New Testament can be traced higher than the fourth century; and most of them are of still later date. Some contain the whole of the New Testament; others comprise particular books or fragments of books; and there are several which contain, not whole books arranged according to their usual order, but detached portions or lessons appointed to be read on certain days in the public service of the Christian church; from which again whole books have been put together. These are called Lectionaria and are of two sorts: 1. Evangelisteria, containing lessons from the four Gospels, and 2. Apostolos, comprising lessons from the Acts and Epistles, and sometimes only the Epistles themselves. When a manuscript contains both parts, Michaelis says that it is called Apostolo-Evangelion. Forty six Evangelisteria

بیان مقدم نسخوں کا جس میں
نیوٹسٹیمنٹ پوری یاجزوی ہے

اِن نسخونکا احوال بیان کرنے سے پیشتر، هارن صاحب نے درباب آن کے یہہ گفتگو لکہی ہے، کہ عہد جدید کے وہ اصلی نسخے جنکو خود حواریوں نے لکہا تہا، یا اُن شخصوں نے کہ جنکا لکہا آن کے ملاحظہ میں گذرا مدت سے معدوم ہو گئے هیں آنکی تاریخ کے باب میں هم کسی طرح کی اطلاع نہیں رکہتے، مقام وینس میں جس نسخہ کو سینٹ مارک کی اصلی انجیل بتاتے تہے، وہ نسخہ رومی ترجمہ کا صرف ایک نسخہ ہے، اور عہد جدید کے موجود نسخوں میں سے کوئی نسخہ چوتہی صدی سے پیشتر کا نہیں پایا جاسکتاہے، اور آسکے بہت سے نسخے اس سے بہی پچہلے زمانہ کے هیں، بعض نسخونمیں عہد جدید بالکل ہے، اور بعض میں خاص کتابیں هیں یا خاص ٹکڑے هیں، اور بہت سے ایسے نسخے هیں کہ جن میں بموجب معمولی ترتیب کے پوری کتابیں نہیں مرتب هیں بلکہ ایسے متفرق حصے یا وعظ هیں جو گرجہ عیسائی میں معین دنوں کی عام نماز میں پڑہے جاتے تہے، اور وعظوں اور متفرق حصونکی پوری کتابیں جمع کی گئی هیں، آنکو لکشنئیریا (یعنی وعظ کی کتابیں) کہتے هیں، اور یہہ دو قسم کی هیں (اول) ایوین جلسٹیریا جنمیں چاروں انجیلونمیں کے وعظ هیں، اور (دویم) اپہاس ٹوٗلس کہ جنمیں اعمال اورنامو نمیں

were collated by Griesbach for the four Gospels of his edition of the New Testament; and seven Lectionaria or Apostoli, for the Acts and Epistles. Some manuscripts, again, have not only the Greek text, but are accompanied with a version, which is either interlined, or is in a parallel column; these are called Codices Bilingues. The greatest number is in Greek and Latin; and Latin version is, in general, one of those which existed before the time of Jerome. As there are extant Syria-Arabic, and Gothic-Latin manuscripts, Michaelis thinks it probable that there formerly existed Greek-Syriac, Greek-Gothic, and other manuscripts of that kind, in which the original and some version were written together. Where a transcriber, instead of copying from one and the same ancient manuscript, selects from several those readings, which appear to him the best, the manuscript so transcribed is termed a Codex Criticus.

The following are the manuscripts of the New Testament.

کے وعظ هیں اور بعض اوقات صرف نامے هي هیں ' جبکه کسي نسخه میں یهه دونوں حصے هوتے هیں ' تب اسکو ڈاکٹر میکئلس صاحب اپاسٹولاي وین جیلین کے نام سے پکارتے هیں ' ڈاکٹر گریس بک صاحب نے ۴۶ ایوین جیلس ٹیریا (یعني انجیلوں میں کے وعظ کي کتابوں اور سیوین لکشنیریا کا) اپنے نسخه عهد جدید کي چاروں انجیلوں کے واسطے مقابله کیا ' اور چند نسخوں میں صرف یوناني متن هي هے ' مگر انکے ساتهه ایک ترجمه بهي هوتا هے ' خواه متن کي هر ایک سطر کے نیچے لکها هوا هوتا هے خواه آدهے صفحه میں مقابل متن کے لکها هوا هوتا هے ' ایسے نسخوں کو کوڈائیسز بلن گیوس کهتے هیں ' بهت سے ان نسخوں میں سے یوناني اور رومي متن رکهتے هیں اور رومي ترجمه عموما ان ترجموں میں سے هوتا هے ' جو سینٹ جیروم صاحب کے زمانه سے پیشتر موجود تهے ' سریا اور عربي اور فرانسیسي اور رومي متن میں نسخوں کے موجود هونے کے سبب سے ' ڈاکٹر میکئلس اسبات کو غالب خیال کرتے هیں که یوناني اور سریا اور فرانسیسي متن کے بهي سابق میں موجود هونگے ' اور ایسي قسم کے اور نسخے بهي موجود هوں ' جنمیں اصلي متن اور کسي دوسري زبان کا ترجمه دونوں اکهٹے لکهے گئے هوں ' جهاں کهیں کسي ناقل نے بجائے ایک هي نسخه سے نقل کرنے کے کتنے هي نسخوں میں سے ایسي عبارتیں منتخب کرکے نقل کي هوں ' جو اسکو نهایت عمده معلوم هوئي هوں ' ایسا نقل کیا گیا نسخه کوڈکس کرٹیکس کے نام سے پکارا جاتا هے (یعني ایک ایسا نسخه جو نکته چیني سے تیار کیا گیا هو) آگے آنے والے نسخے عهد جدید کے قلمي نسخے هیں ' *

1. The Codex Cottanianus.—This manuscript is only a fragment of the New Testament. Its contents are the following; viz. the Gospel of Matthew chap. XXVI. 57,to 65., and chap. XXVII. 26, to 34; the Gospel of John chap. XIV.2, to 40., and chap. XV. 15 to 22. This manuscript is supposed to have been written in the fourth, or at least in the beginning of the fifth century.

۱ کودکس کاتوني اينس ، يهه نسخه عهد جديد کي کتابونکا ايک ٹکڑا هے ، متى کي انجيل صرف باب ۲۶ — ۵۷ لغايت ۶۵ ، اور باب ۲۷ — ۲۶ لغايت ۳۴ هے ، اور يوحنا کي انجيل باب ۱۴ — ۲ سے ۱۰ تک ، اور باب ۱۵ — ۱۵ سے ۲۲ تک هے ، يهه نسخه چوتهي صدي يا شروع پانچويں صدي کا لکها هوا خيال کيا گيا هے *

2. The Codex Bezæ, also called the Codex Cantabrigensis, comprises the four Gospels, and the Acts of the Apostles; but in the beginning of the Gospel of Matthew some chapters are wanting. There is a difference of opinion among the literati as to its date: by some it is thought to have been written in the second century; by some in the fifth; by some in the sixth; and by others in the seventh.

It has a considerable number of corrections, some of which have been noticed by Dr. Griesbach; and some of the pages containing Matt. III. 8.—16., John XVIII. 13.— XX-13., and Mark XV. to the end, are written by a later hand, which Wetstein refers to the tenth century, but Griesbach to the twelfth. It shows, by its several symptoms, to have been worked upon by several persons, and at different ages. It is now lodged in the public library of the University of Cambridge.

۲ کودکس بيزي ، يا کودکس کين ٹي برجي اينسس ، اسميں چاروں انجيليں اور اعمال حوارين هيں ، مگر انجيل متى کي ابتدا سے کچهه گٹي هوئي هے ، اس نسخه کے زمانه تحرير ميں اختلاف هے ، بعضے دوسري صدي کا ، اور بعضے پانچويں صدي کا ، اور بعضے چهٹي صدي کا ، اور بعضے ساتويں صدي کا ، لکها هوا خيال کرتے هيں ، اور اس نسخه ميں بهت سي اصلاحيں کي گئي هيں ، جنميں سے چند کا ڈاکٹر گريس بک صاحب نے بيان کيا هے ، اور چند صفحه جنميں متى باب ۳ — ۸ سے لغايت ۱۶ ، اور يوحنا باب ۱۸ — ۱۳ سے لغايت ۲۰ و ۱۳ ، اور مارک باب ۱۵ سے انجام تک هيں ، ان سبهوں کو زمانه حال کے کسي شخص نے لکها هے ، که جسکي تاريخ لکهے جانے کي وٹستين صاحب دسويں صدي قرار ديتے هيں ، مگر گريس بک صاحب بارهويں صدي ، اس نسخے کي بهت سي علامتوں سے يهه معلوم هوتا هے ، که بهت سے شخصوں نے مختلف وقتوں ميں اس نسخه ميں اصلاحيں کي هيں ، اب وه مقام کين برج کے مدرسه اعظم کے کتب خانه سرکاري ميں رکها هوا هے *

3. The Codex Ephremi, or Codex Regius.—This manuscript seems to have been written in Egypt, and its date is supposed to be the seventh century. It contains very numerous chasms which have been specified by Griesbach. The disputed verse 4 in the fifth chapter of the Gospel of John is written not in the text, but as a marginal scholium.

٣ کودکس افریمي ٬ یا کودکس رجي آس یهه نسخه مصر کا لکها هوا هے ٬ اور ساتویں صدي کا لکها هوا خیال کیا گیا ہے ٬ اِس نسخه کے عهد جدید میں بہت سے جگهه سے عبارتیں گئي هوئي هیں ٬ جنکا حال گریس بک صاحب نے اپني کتاب میں بیان کیا هے ٬ اِس نسخه میں یوحنا کي انجیل کے پانچویں باب کا چوتها ورس ٬ جسپر نهایت بحث هے حاشیه پر ثبت هے *

4. The Codex Claromontanus or Regius consists of the Epistles of St. Paul only; among others the Epistle to the Hebrews seems to have been inserted by a later hand. This manuscript is considered to have been executed in the sixth or seventh century.

٤ کودکس کلارومان تینس یارجي اس اس میں صرف سینت پال کے نامي هیں ٬ اور چهتي یا ساتویں صدي کا لکها هوا خیال کیا گیا هے ٬ مگر عبرانیونکا نامه نیا لکها هوا هے *

5. The Codex Argenteus is a manuscript containing the four Gospels, in the Gothic version of Ulphilas. There is a great variety of opinion respecting the date of its execution, and nothing on this subject can yet be regarded as decided among the learned.

٥ کودکس ارجنٹ تیئس ٬ یهه نسخه چاروں انجیلوں کا ترجمه زبان گاتهه میں هے جو الفلس صاحب نے کیا تها ٬ اِسبابمیں که یهه نسخه کب کا لکها هوا هے ٬ نهایت اِختلاف هے ٬ اور کوئي بات تحقیق نهیں هوئي *

6. The Codex Rescriptus contains only the Gospel of Matthew out of all the books of the New Testament, and only sixty four leaves of the original writing of this manuscript remain, which are supposed to have been written in the sixth century.

٦ کودکس رسکرپٹس ٬ اِس نسخه میں عهد جدید کي کتابوں میں سے صرف متّی کي انجیل هے ٬ چونسٹهه ورق صرف پرانے لکهے هوئے هیں ٬ جنکو چهٹي صدي کا لکها هوا خیال کیا هے *

7. The Codex Laudianus is a manuscript of the Acts of the Apostles. It is defective from chap. XXVI. 29, to XXVIII. 26. There is an extraordinary coincidence between it and the Old Syriac version of the Acts of the Apostles. By some it is thought to have

٧ کودکس لاڈي اینس ٬ اعمال حواریین کا یهه نسخه هے ٬ مگر چهبیسویں باب کے آنتیسویں ورس سے ٬ اٹهائیسویں باب کے چهبیسویں ورس تک نهیں هے ٬ یهه نسخه سریا کے قدیم ترجمه سے بهت مطابقت رکهتا هے ٬ بعضے کهتے هیں که

been written in Sardinia in the seventh century; and by others in the East in the fifth or eighth century.

ساتویں صدي میں بمقام سارڈینیا لکھا گیا ھے ' اور بعضے کہتے ھیں کہ مشرقي ملکونکا لکھا ھوا ھے ' اور پانچویں صدي یا آٹھویں صدي کا لکھا ھوا خیال کیا گیا ھے *

8. The Codex Bœrnerianus contains the Epistles of St. Paul, with the exception of that to the Hebrews, which was formerly rejected by the church of Rome. The time when this manuscript was written, has not been determined with decision, but is supposed to be between the eighth and tenth centuries.

۸ کوڈکس بوارنري اینس ' اِس نسخہ میں سینٹ پال کے نامے ھیں ' مگر عبرانیوں کے نام کا نامہ نہیں ھے ' جسکو روم کے گرجانے سابق میں خارج کردیا تہا ' اِسکا زمانہ تحریر بھي بخوبي تحقیق نہیں ھے ' مگر آٹھویں اور دسویں صدي کے درمیاں کا لکھا ھوا خیال کیا گیا ھے *

9. The Codex Cyprius or Colbertinus is a copy of the four Gospels. A considerable difference of opinion prevails among the learned respecting the age of this manuscript. Some ascribe it to the eighth century, and some to the tenth.

۹ کوڈکس سي پسیرس ' یا کال برٹینٹس ' اِس نسخہ میں چاروں انجیلیں ھیں اسکے زمانہ تحریر میں بھي اِختلاف ھے بعضي آٹھویں اور بعضي دسویں صديکا لکھا ھوا خیال کرتے ھیں *

10. The Codex Basiliensis is a manuscript of the four Gospels, supposed to have been written in the eighth or ninth century. It is mutilated in Luke I. 69—II. 4., III. 4,—15., XII. 58—XIII.12., XV. 8.—20., and XXIV. 47, to the end of the Gospels: but the chasms in Luke I. 66—II. 4., XII. 58-XIII. 12., and XV. 8—20, have been filled by a later hand.

۱۰ کوڈکس بیسي لین سس ' اس میں بھي چاروں انجیلیں ھیں ' اور اٹھویں یا نویں صدي کا لکھا ھوا خیال کیا گیا ھے ' مگر سینٹ لوک کي انجیل باب ۱ ـــ ۶۹ سے باب ۲ ـــ ۴ تک ' اور باب ۳ ـــ ۴ سے پندرہ تک ' اور باب ۷ ـــ ۵۸ سے باب ۱۳ ـــ ۱۲ تک ' اور باب ۱۵ ـــ ۸ سے ورس ۲۰ تک اور باب ۲۴ ـــ ۴۷ سے انجیلوں کے آخر تک آڑا لیا گیا ھے ' مگر لیوس باب ۱ ـــ ۶۹ سے باب ۲ ـــ ۴ تک ' اور باب ۱۲ ـــ ۵۸ سے باب ۱۳ ـــ ۱۲ تک ' اور باب ۱۵ ـــ ۸ سے ورس ۲۰ تک جو کہ اُس میں نہیں ھیں اُنکو نیا لکھہ کر ملایا ھے *

11. The Codex Harleianus is a collection of lessons from the four Gospels, and was written A. D. 905.

۱۱ کوڈکس ھارلي اينس ، انجيلون کي نصيحتوں کا ايک مجموعه هے ، جو سنه ۹۹۵ ع ميں لکھاگيا تھا *

12. The Codex San-Germanensis is a manuscript of Saint Paul's Epistles, written in the seventh century.

۱۲ کوڈکس سين جرمي نينسس ، اِس ميں پال کے نامے هيں ساتويں صدي کے لکھے هوئے *

13. The Codex Augiensis is also a manuscript of the Epistles of St. Paul; it is defective from the beginning to the Rom. III. 8.; and the Epistle to the Hebrews is found not in Greek, but in Latin. It is supposed to have been written in the ninth century.

۱۳ کوڈکس آجي انسيس ، اسمين بھي پال کے نامے هيں ، اور شروع سے روميونکے نامه کے باب ۳ ورس ۸ تک ناقص ہے ، اور نامه عبرانيوں کا يوناني زبان ميں نهيں هے ، بلکه رومي زبان مين هے ، اس نسخه کو نويں صدي کا لکھا هوا خيال کيا ہے *

14. The Codex Regius is a manuscript of the four Gospels, but defective in Matthew IV. 31—V. 14., and XXVIII. 17, to the end of the Gospel; Mark X. 17—30., and XV. 10—20., and John XXI. 15, to the end.

۱۴ کوڈکس رجي آس ، چاروں انجيليں اس ميں هيں ، مگر سينٹ متی کي انجيل باب ۴—۳۱ سے باب ۵—۱۴ تک ، اور باب ۲۸—۱۷ سے اخير تک نهيں ہے ، اور سينٹ مارک کي انجيل باب ۱۰—۱۷ سے ۳۰ تک ، اور باب ۱۵—۱۰ سے ۲۰ تک اور سينٹ يوحنا کي انجيل باب ۲۱—۱۵ سے اخير تک نهيں هے *

15. The Codex Uffenbachianus is a fragment of the Epistle to the Hebrews, consisting of two leaves only. The first verse of the second chapter is wanting in this manuscript, and it is supposed to have been written during the ninth or eleventh century.

۱۵ کوڈکس انی بيچي اينس ، نامه عبرانيوں کا ايک ٹکڑه ہے ، اور صرف دو ورق هيں ، اول آيت دوسرے باب کي اِس نسخه ميں نهيں ہے ، اور نويں يا گيارھويں صدي کا لکھا هوا خيال کيا گيا ہے *

16. The Codices Manners Suttoniani are a collection of manuscripts as detailed below.

۱۶ کوڈيسز ميذرز سٹونياني ، يهه ايک مجموعه بهت سي کتابوں کا ہے ، جنکي تفصيل هم نيچے لکھتے هيں *

1. A manuscript of the four Gospels written in the eleventh or twelfth century. The two first verses of the first chapter of St. Matthew's Gospel are wanting.

نمبر ۱ چاروں انجيليں قلمي گيارھويں يا بارھويں صدي کي لکھي هوئي هيں ، مگر متی کي انجيل کے باب اول کے شروع کي دو آيتيں نهيں هيں *

2. Another manuscript of the four Gospels, written in the twelfth century.

نمبر ۲ چاروں انجیلوں کا قلمي نسخه بارهویں صدي کا لکھا هوا *

3. A manuscript of the four Gospels, which is mutilated in the beginning.

نمبر ۳ چاروں انجیلوں کا قلمي نسخه بارهویں صدي کا اول سے ناقص *

4. A manuscript of the four Gospels, written in the tenth century. The first seven verses with a part of the eighth of the first chapter of St. Matthew's Gospel are wanting.

نمبر ۴ چاروں انجیلوں کا قلمي نسخه دسویں صدي کا' سینٹ متي کي انجیل کي سات آئتیں پوري' اور کچهه آٹهویں آیت نہیں ہے *

5. A manuscript of the four Gospels, mutilated at the beginning and end, and written in the twelfth century.

نمبر ۵ چاروں انجیلیں هیں' بارهویں صدي کي' لیکن آغاز اور انجام میں ناقص هیں *

6-8. These are manuscripts containing the Acts of the Apostles, and written respectively in the twelfth, fourteenth, and fifteenth centuries.

نمبر ۶ نمبر ۷ نمبر ۸ } اعمال حواریین' اور نامهٔ کیتهلک اور نامهٔ سینٹ پال کے قلمي نسخے هیں بارهویں اور چودهویں اور پندرهویں صدي کي لکهي هوئي *

9. A manuscript, written in the eleventh century, and containing the Epistles of St. Paul, and the Apocalypse. It is mutilated at the beginning and end, it commencing with Rom, XVI. 15, and ending with Rev. XIX. 4.

نمبر ۹ سینٹ پال کے نامے' اور مشاهدات باب ۹ ا—۴ تک' اور رومیوں کا نامه باب ۱۶—۱۵ سے ہے' اور گیارهویں صدي کا لکها هوا خیال کیا گیا ہے' مگر یهه نسخه آغاز و انجام میں ناقص ہے *

10-12. Lectionaries from the four Gospels, written in the thirteenth century.

نمبر ۱۰ نمبر ۱۱ نمبر ۱۲ } چاروں انجیلوں کے وعظ هیں تیرهویں صدي کے لکهے هوئے *

13. A manuscript, written in the thirteenth century. Formerly it contained the Acts of the Apostles and the Catholic Epistles, together with the whole of St. Paul's Epistles. It is sadly mutilated and torn, both in the middle and at the end.

نمبر ۱۳ سابق میں اعمال حواریین اور نامهٔ کیتهلک اور سینٹ پال کے نامے تهے' اب اول آخر سے اور بیچ میں بہت شکسته هوگئے هیں' اور تیرهویں صدي کے لکهے هوئے هیں *

14. A lectionary from the Acts of the Apostles and the Epistles. It is of the thirteenth century, and mutilated both in the beginning and the end.

نمبر ۱۴ اعمال حواریان اور نامه‌هاے حواریان میں کے وعظ هیں' تیرهویں صدي کے لکهے هوئے آغاز و انجام میں ناقص هیں *

15-17. These are lectionaries from the Acts of the Apostles, and the Epistles. They were written in the thirteenth century, and every one of them is mutilated.

نمبر ۱۵ نمبر ۱۶ نمبر ۱۷ } انمیں بهي اعمال حواريين اورنامه هاے حواريين کے وعظ هيں ' اور تيرهويں صدي کے لکهے هوئے هيں ' انسميں سے هرايک نسخه ناقص هے *

18. A manuscript of the four Gospels, written in the thirteenth century.

نمبر ۱۸ چاروں انجيليں تيرهويں صدي کي لکهي هوئي هيں *

19. A lectionary from the four Gospels, written in the thirteenth century, and mutilated at the end.

نمبر ۱۹ چاروں انجيلوں کے وعظ هيں ' تيرهويں صدي کے لکهے هوئے اور ناقص هيں انجام ميں *

17. The Codices Mosquenses, or Moscow manuscripts are fifty five in number. They are not very ancient, as some belong to the eighth, and others to the tenth, eleventh, twelfth, and thirteenth centuries respectively.

۱۷ کوڈيسز ماسکو اينسِس ' اسميں پچپن نسخے هيں ' مگر بهت قديم نهيں هيں ' بعضے آٹهويں صدي کے ' بعضے دسويں صدي کے ' بعضے گيارهويں صدي کے ' بعضے بارهويں بعضے تيرهويں صدي کے هيں *

18. The Codex Brixiensis is a manuscript of the old Italic (Latin version), executed in the eighth century.

۱۸ کوڈکس برکزي اينسس ' قديمي رومي ترجمه هے آٹهويں صدي کا *

19. The Codex Basileensis is a manuscript, which contains the whole of the New Testament, except Revelation, and is supposed to have been written in the tenth century.

۱۹ کوڈکس بيسي ليس سس ' کل عهد جديد سواے مشاهدات يوحنا کے هے ' دسويں صدي کا لکها هوا *

20. The Codex Corsendonsensis contains the whole of the New Testament, except the book of Revelation. It appears to have been written in the twelfth century. The copyist when writing it, inserted marginal notes into the text.

۲۰ کوڈکس کارسن ڈانسنسس ' کل عهد جديد سواے مشاهدات يوحنا کے هے ' اور بارهويں صدي کا هے ' جس نسخه سے نقل کيا هے اسکے حاشيه پر جو عبارت بطور شرح کے لکهي تهي ' نقل کرنے والے نے متن ميں ملادي هے *

21. The Codex Montfortianus is a manuscript containing the whole of the New Testament. The much contested clause in 1. John V. 7-8, is to be found only in this manuscript. Its date is

۲۱ کوڈکس مانٹ فارتي اينس کل عهد جديد هے نامه اول يوحنا کا باب ۵ ورس ۷ و ۸ جسپر نهايت بحث هے صرف اسي قلمي نسخه ميں هے ' اور گيارهويں

assigned severally to the eleventh, thirteenth, fifteenth, or sixteenth century.

یا تیرھویں یا پندھرویں یا سولھویں صدیکا
لکھا ھوا یہہ نسخہ خیال کیا گیا ھے *

22. The Codex Regius is a manuscript of the four Gospels, written in the thirteenth century. It is defective in the following passages: Matthew I. 1—II. 21., XXVI. 33-53., XXVII. 26—XXVIII. 10.; Mark I. 2, to the end of the chapter; and John XXI. 2, to the end of the Gospel.

۲۲ کوڈکس رجیاس ' چاروں انجیلیں
اسمیں ھیں ' اور تیرھویں صدي کا لکھا
ھوا ھے ' متي کي انجیل باب ۱—۱ سے
باب ۲—۲۱ تک ' اور باب ۲۶—۳۳ سے
ورس ۵۳ تک ' اور باب ۲۷—۲۶ سے باب
۲۸—۱۰ تک ' اور مارک کي انجیل باب
۱—۲ سے اخیر باب تک ' اور یوحنا کي
انجیل باب ۲۱—۲ سے اخیر انجیل تک
نہیں ھے *

23. The Codex Leicestrensis is a manuscript of the whole New Testament; it is defective from the beginning as far as Matt. XVIII. 15., and has also the following chasms, viz. Acts X. 45—XIV. 7.; Jude v. 7, to the end of the Epistle; and it concludes with part of Rev. XIX. It is supposed to have been written in the fourteenth century.

۲۳ کوڈکس لیسس ٹرنسس ' کل عہد
جدید ھے ' مگر متي کي انجیل شروع سے
باب ۱۸—۱۵ تک ' اور اعمال باب ۱۰—۴۵
سے باب ۱۴—۷ تک ' اور نامہ یہودا
ورس ۷ سے اخیر تک ' اور مشاهدات باب
۱۹ سے اخیر تک نہیں ھے ' اور چودھویں
صدي کا لکھا ھوا خیال کیا ھے *

24. The Codex Vindobonensis is a manuscript of the four Gospels, written in the eleventh or twelfth century.

۲۴ کوڈکس وندو بانٹنسس ' چاروں
انجیلونکا قلمي نسخہ گیارھویں یا بارھویں
صدي کا لکھا ھوا ھے *

25. The Codex Ebnerianus is a manuscript of the whole of the New Testament, except the book of Revelation.

Now it should be recollected that it is very difficult to determine the dates of the above mentioned Codices, as there are no dates to be found inscribed on them, because of the custom of the ancients not to give the date in their books. Learned divines have, however, endeavoured to determine their respective ages from peculiarities of style; of the written characters employed; of the

۲۵ کوڈکس اینٹري اینس ، کل عہد
جدید ہے مگر مشاهدات نہیں ھیں ' یہہ
بھي جاننا چاھیے ' کہ ان کتابوں کا زمانہ
تحریر معین کرنا دقت سے خالي نہ تہا '
کیونکہ اگلے زمانہ میں سال تحریر کا کتابوں پر
لکھنا مروج نہ تہا ' مگر بڑے بڑے عالموں
واقف کاروں نے ان کتابونکو دیکھہ کر بلحاظ
رسم خط ' اور قواعد تحریر کے جو وقتا
فوقتا بدلتے رہے ' اور نیز بلحاظ رنگ اور
روغن اُن چیزوں کے جن پر یہہ کتابیں

order of arrangement; of the color, polish, or ragged state of the parchment or dressed skins upon which the sacred records were engrossed. There are no other means whatever by which to determine the matter, and it is for this reason that the learned differ so greatly from one another in fixing the dates of these manuscripts. On the whole the combined result of their labors and efforts in fixing the probable æra and consequent value of the sacred writings must be accepted as establishing beyond cavil the fact that these books are very ancient, and far more trustworthy than the works of later times.

لکھی گئیں تھیں ' اور بلحاظ اُن کے شکستہ اور بوسیدہ اور پرانے ہونے کے ' ہرایک کتاب کا زمانہ تحریر قایم کیا ہے ' کیونکہ اسکے سوا اور کچھہ چارہ نہ تھا ' اور اسي سبب سے نسبت زمانہ تحریر کے اختلاف راے ہوا ' مگر سب کي راے سے اسقدر نتیجہ بالاتفاق نکلتا ہے ' کہ یہہ کتابیں پرانی ہیں ' اور بلاشبہہ حال کے لکھے ہوئے نسخوں سے معتبر ہیں *

At a period when these books and all others were in manuscript alone and the art of printing was unknown, it was scarcely possible for the different copies to remain free from errors or various readings. Mr. Horne says: "the Old and New Testaments, in common with all other ancient writings, being preserved and diffused by transcription, the admission of mistakes was unavoidable: which increasing with the multitude of copies, necessarily produced a great variety of different readings."

باایں ہمہ جبکہ یہہ سب کتابیں قلمي تھیں ' اور فن چھاپہ کا نامعلوم تھا ' علاوہ انکے اور بہت سے نسخے قلمي موجود تھے ' تو کسیطرح ممکن نہ تھا ' کہ اُنمیں غلطیاں واقع نہوتیں † ہارن صاحب لکھتے ہیں کہ عہد عتیق اور عہد جدید کي کتابیں اور دیگر تمام قدیمي تحریریں عموما بذریعہ نقل کے ہرایک پاس ہیں ' اور مروج ہوئي ہیں اسلیئے ممکن نہ تھا کہ اُنمیں غلطیاں داخل نہوتیں ' اور جسقدر کثرت سے کتابیں بڑھیں اوسیقدر غلطیاں اُنمیں پڑیں ' اور اختلاف عبارت اُنمیں پیدا ہوئے *

† جلد ۲ صفحہ ۳۱۴

Michaelis, in his Introduction to the New Testament Vol. 1. P P. 263-268, says, that in profane authors, according to Dr. Bentley, where only one manuscript of a particular author had the luck to be preserved, as of Veilleus Paterculus among the Latins, and Hesychius among the Greeks—the faults of the

مکیلس صاحب ڈاکٹر بنٹلي صاحب کا قول اپنے عہد جدید کے دیباچہ جلد اول صفحہ ۲۶۳ میں نقل کرتے ہیں ' کہ جن لوگوں کے پاس صرف ایک قلمي نسخہ بچا ہوا تھا ' جیسے رومي اور یوناني اُن میں یہودي معلموں کے ایسے قصور

پائے گئے ہیں ، اور اُنکی اصلاح میں ایسے عیب ملے ہیں ، کہ باوجود دو پوري صدیونکے ، نہایت عالم اور تیز فہم نکتہ چینونکي محنتونکي ، وہ کتابیں ابتک غلطیوں کا نِرا انبار ہیں ، اور اسیطرح رہیں گي ، برخلاف اسکے جہاں کہیں کسي مصنف کے بہت نسخے ہوتے ہیں اگرچہ بموجب مقدار نسخوں کے اختلاف عبارت ہمیشہ بڑھتے جاتے ہیں ، مگر وہ اصلي نسخہ جسکا مقابلہ ہنرمند اور عقیل لوگوں کے ہاتوں سے ہوا ہمیشہ بہت صحیح ہوتا ہے ، اور مصنف کے اصلي الفاظونکے قریب تر پہونچتا ہے *

transcribers are found so numerous, and the defects so beyond all redress, that notwithstanding the pains of the most learned and acute critics for two whole centuries, those books still are, and are likely to continue, a mere heap of errors. On the contrary where the copies of an author are numerous, though the various readings always increase in proportion, there the text, by an accurate collation of them, made by skilful and judicious hands, is always the more correct, and comes nearer to the true words of the author.

• اب ہمکو خیال کرنا چاہیے ، کہ کتابوں کے نقل کرنے میں غلطیاں اور اختلاف عبارت کیوں واقع ہوتے ہیں ، اور علي الخصوص کتب عہد عتیق ، اور عہد جدید میں کیوں واقع ہوئے *

We may now direct our attention to the causes, from whence arise the verbal errors in the process of transcription of ancient manuscripts in general and of the books of the Old and New Testament in particular.

مگر اول یہہ بات جان لیني چاہیے ، کہ مقابلہ کرتے وقت جو اختلاف نکلتے ہیں ، اُنمیں ایک ہي صحیح ہوگا ، اور باقي غلط ہونگے ، خواہ وہ غلطي نقل کرنے والیکے جان بوجھہ کر کي ہو ، خواہ نادانستہ اُس سے ہوئي ہو مگر ان غلطیونکا یہہ حال ہے ، کہ اگر کاتب سے نادانستہ کسي لفظ کے لکہنے میں کسیطرح کي غلطي ہوگئي ، تو اُسکا صحیح ہو جانا بہت آسان ہے ، لیکن اگر کاتب نے کسي لفظ کو دانستہ غلط لکہدیا ہے ، یا نادانستہ اُس سے کچہہ الفاظ یا عبارت لکہنے سے رہ گئي ہے ، یا دانستہ کوئي عبارت یا لفظ اُسنے ملادیئے ہیں ، یا نادانستہ کچہہ لفظ یا عبارت اصل کتاب میں مل گئي ہے ،

But previous to entering upon this subject, it may be proper to remark that when several manuscripts are collated, we must of necessity set up one as a standard by which to judge of the rest; that is to say, whatever apparent mistakes may be apparent in the standard, it must nevertheless be accepted as correct, while the errors of the other manuscripts must be exposed and rejected;—such errors may have proceeded either from the wilful corruption of the text by the copyist, or from his mistaking the right for the wrong. When a transcriber has inadvertently erred in a word, such an error can be easily corrected; but when, on the contrary, he has wilfully altered a word or

يا دانسته يا نادانسته اولٹ پلٹ هو گئي هے ، تو اُسوقت اُسکا صحيح كرنا بهت مشكل هوجاتا هے ، هارن صاحب لكهتے هيں " كه اكثـــر اصلي يا خالص عبارت كو دروغ اميز عبارت سے تميز كرنا مشكل هوتا هے " بهرحال مختلف الفاظ يا عبارت ميں سے جب ايك كا غلط هونا علانيه اور يقيني معلوم هوجاوے ، تو اُسكا نـــام غلط لفظ يا غلط عبارت هے ، جسكو انگريزي ميں اِرَّاٹا كهتے هيں ، اور جب اُن مختلف لفظوں ، يا مختلف عبارتوں ميں سے كسي پر غلط هونے كا يقين نهو ، بلكه شبهه رهے كه كون اِنميں سے صحيح هے اور كون غلط ، تو اُسكو اختلاف عبارت كهتے هيں ، جسكا نام انگريزي ميں ويريئس ريڈنگس هے *

جلد ۲ صفحه ۳۱۷ has negligently omitted a word or a whole sentence—or has imprudently added a word or a clause—or has wilfully or by mistake inverted some words or sentences, it is, in such instances, very difficult to correct an error so produced, as "It is very difficult" says Mr. Horne "to distinguish the genuine from the spurious." When among the errors and various readings of several books, those of one of them are demonstrated to be certainly incorrect or unauthentic, they are called errata; but when those of none of them can be proved spurious, and thus it cannot be determined which of them are correct, they are then denominated various readings:—

هارن صاحب لكهتے هيں " كه دو مختلف عبارتوں پر جب كبهي ذراسا بهي شك آجاتا هے ، تب اُن سب عبارتوں كا نام ويريئس ريڈنگس هوتا هے ، مگر اُسوقت كه جب ناقل نے علانيه جهوٹ لكها هو ، تو اُس عبارت كا نام اِرَّاٹا هوتا هے " اب ديكهنا چاهئيے كه اِن اختلافوں كے واقع هونے كے كيا كيا سبب هوتے هيں *

جلد ۲ صفحه ۳۱۷ Thus "whenever the smallest doubt" says Mr. Horne "can be entertained with respect to two or more different readings, they all receive the name of various readings; but in cases where the transcriber has evidently written falsely, they receive the name of errata." Now let us proceed to consider the causes by which various readings are produced.

هارن صاحب لكهتے هيں ، كه تمام نسخوں كو نقل كرايا گيا تها ، يا ناقلوں نے آپ هي نقل كيا تها ، اور جو كه ناقـــل غلطي كے امكان پر خدا كي طرف سے نگهباني نهيں كئے گئے تهے ، اسليئے جو غلطياں واقـــع هوئيں اُنكے چار سبب هيں *

Mr. Horne says that as all manuscripts were either dictated to copyists or transcribed by them, and as these persons were not supernaturally guarded against the possibility of errors, different readings would naturally be produced in the four following ways.

اول ناقلوں كي غفلت ، يا غلطيوں سے اختلاف كا هونا اور يهه كئي طرحپر هوتا هے *

I. Various readings have been occasioned by the negligence or mistakes of the transcribers.

(1.) **When a manuscript is dictated, whether to one or several copyists, the person dictating might not speak with sufficient clearness; he might read carelessly, and even utter words that were not in his manuscript; he might pronounce different words in the same manner. The copyist, therefore, who should follow such dictation, would necessarily produce different readings.**

۱ جبکه ایک شخص منقول عنه کو پڑھتا جاوے ٬ اور ایک یا بہت سے نقل کرنے والے اسکو لکھتے جاویں ٬ اور جو شخص پڑھ کر لکھواتا ہے ٬ وہ اچھي طرح نه بتاوے بلکه بے پرواهي سے پڑھے ٬ اور ایسے لفظ زباں سے نکالے ٬ جو اس نسخه میں نهوں جسکي وہ نقل لکھواتا ہے ٬ اور اسیطرح مختلف الفاظ زباں سے بتاوے ٬ تو اِس سبب سے ناقل سے جو اسکے بتائے بموجب لکھتا ہے ٬ بالضرور نقل میں اختلاف واقع هونگے ❋

(2.) Further, as many Hebrew and Greek letters are similar, both in sound, and in form, a negligent or illiterate copyist might occasion various readings by substituting one word or letter for another.

۲ عبري اور یوناني حرف آواز اور صورت میں مشابه هیں ٬ اس سبب سے غافل اور بیعلم نقل کرنے والا ایک لفظ یا حرف کو ٬ بجاے دوسرے لفظ یا حرف کے لکھه کر عبارت میں اختلاف ڈالدیتا ہے ❋

(3.) In like manner the copyists might have mistaken the line on which the copy before them was written, for part of a letter, or they might have mistaken the lower stroke of a letter for the line, or they might have mistaken the true sense of the original and thus have altered the reading; at the same time they were unwilling to correct such mistakes as they detected, lest their pages should appear blotted or defaced, and thus they sacrificed the correctness of their copy to the beauty of its appearance.

۳ منقول عنه جو لکیر کھینچ کر لکھے گئے تھے ٬ نقل کرنے والا اسکو کسي حرفکا جزو سمجھه گیا ٬ یا حرف کے کسي شوشه کو غلطي سے لکیر سمجھه گیا ٬ یا اسکے اصلي لفظ کے صحیح معنے کو غلط سمجھه کر اسطرح پر لفظ کو بدل دیا ٬ یا جب وہ غلط لفظ لکھه گیا اور اسنے جان بھي لیا ٬ که میں نے غلط لکھا مگر اس خیال سے که نقل میں کاٹ کوٹ هو کر بد صورت هوجاوے گي اسکو صحیح نکیا ٬ اور اپني نقل کي خوب صورتي پر اسکي صحت کو قربان کردیا ٬ اور اس سبب سے نسخوں کي عبارتوں میں اختلاف پڑ گیا ❋

(4.) A person having written one or more words in a wrong place, and not observing it, or not choosing to erase it, might return to the right line

۴ نقل کرنے والا لکھتا کہیں تھا اور لکھه گیا اور کہیں سے ٬ اور پھر اسکو خبر نهوئي یا خبر هوئي ٬ مگر اپنے لکھے کو مٹانا یا

and thus produce an improper insertion of a word or a clause.

کاٹنا پسند نکیا ' اور جہاں سے چھوٹا تھا وہیں سے پھر شروع کیا ' اور اسطرح پر ایک لفظ یا جملہ نا مناسب طرح سے داخل ہوگیا *

(5.) When a transcriber had made an omission, and afterwards observed it, he might then subjoin what he had omitted, and thus produced a transposition.

٥ نقل کرنے والے نے کوئي لفظ چھوڑ دیا ' اور جب اُسکو معلوم ہوا تو اُسنے اُس چھوٹے ہوئے لفظ کو ' اُس جگہہ پر لکھدیا جہاں اُسکو خبر ہوئي ' اور اسطرح پر لفظ الٹ پلٹ ہو گئي ' یعني کہیں کا کہیں لکھا گیا *

(6.) Another cause of various lections in Hebrew manuscripts is the addition of letters to the last word in the lines in order to preserve their symmetry; and in Greek manuscripts omissions are frequently occasioned by what is called homœaleteuton or when a word after a short interval occurs a second time in a passage. Here, the transcriber having written the word at the beginning of the passage, on looking at the book again from which he copies, his eye catches the same word at the end of the passage, and continuing to write what immediately follows, he of course omits intermediate words.

٦ عبري نسخوں میں اختلاف عبارتکا بڑا سبب یہہ ہے ' کہ سطرونکا اندازہ برابر رکھنے کے لیئے ' سطروں کے اخیر میں زیادہ لفظ بڑھا دیئے جاتے تھے ' اور یوناني قلمي نسخوں میں اکثر الفاظ اور جملہ اسلیئے لکھنے سے رہ گئے ' کہ ایک لفظ جو آچکا تھا تھوڑي دور بعد پھروهي لفظ آیا ' اور نقل کرنے والے کي نگاہ پہلے لفظ پر سے چوک کر دوسرے لفظ پر جاپڑي ' اور وہاں سے لکھنے لگا ' اور اُن دونوں لفظوں کے درمیان میں جو کچھہ آیا وہ لکھنے سے رہ گیا *

(7.) As all manuscripts were written in capital letters, and without any spaces between words or even sentences, syllables are frequently omitted or repeated. So, careless or ignorant transcribers have very often mistaken the notes of abbreviation, which are of frequent occurence in ancient manuscripts.

٧ تمام قلمي نسخے بڑے حرفوں میں لکھے جاتے تھے ' اور لفظوں بلکہ فقرونکے درمیان میں جگہہ نچھوڑتے تھے ' اس سبب سے کہیں لفظونکے جزو لکھنے سے رہ گئے اور کہیں مکرر لکھے گئے ' یا بے پرواہ اور جاہل نقل کرنے والیئے اختصار کے نشانوں کو جو قدیم قلمي نسخوں میں اکثر واقع ہوتے ہیں غلط سمجھا *

(8.) Lastly, the ignorance or negligence of transcribers has been a most

٨ بہت بڑا سبب اختلاف عبارت کا نقل کرنے والوں کي جہالت یا غفلت ہے

fruitful source of various readings, by their mistaking marginal notes or scholia for a part of the text. It was not unusual in ancient manuscripts to write in the margin an explanation of difficult passages, or a word synonymous to that in the text, but more usual and more easily understood, or with the intent of supplying a seeming deficiency; any or all of which might, in the copies taken from the manuscript in which these notes were written, be easily obtruded into the text itself.

که اُنہوں نے حاشیه پر جو شرح لکهي هوئي تهي اُسکو متن کا جزو سمجها ٬ قدیم قلمي نسخوں کے حاشیه میں مشکل مقامات کي شرح لکهنے کا اکثر رواج تها ٬ اور آساني سے سمجها جاتا تها ٠ که یهه حاشیه کي شرح هے ٬ پس اُن حاشیونکي شرحوں میں سے تهوڑا یا سب اُن نسخوں کے متن میں اساني سے مل گیا هوگا جو نسخے ایسے نسخوں سے نقل هوئے جنکے حاشیه پر شرحیں لکهي هوئي هونگي *

2. Errors or imperfections in the manuscript, from which a transcriber copied, are a further source of various readings.

دویم دوسرا سبب اختلاف عبارتوں کا خواه اُس قلمي نسخے میں غلطیوں کا هونا هے ٬ جس سے نقل لکهنے والے نے لي هے *

Besides the mistakes arising from the strokes of certain letters being faded or erased, others of a contrary nature may arise from the transparency of the paper or vellum, whence the stroke of a letter on one side of the leaf may seem to be a part of a letter on the other side of the leaf, and thus different words may be produced.

علاوه اُن غلطیوں کے جو بعض حرفوں کے سوشه کم هو جانے یا مٹ جانے سے واقع هوتي هیں ٬ چمڑے یا کاغذ کے مختلف حالات سے بهي پیدا هوتي هیں ٬ کاغذ یا چمڑا پتلا هو جس میں سے ایک ورق کا ایک طرف کا لکها هوا دوسرے طرف پهوٹ جاوے ٬ اور دوسري طرف کے حرف کا ایک جزو معلوم هونے لگے ٬ اور اور لفظ سمجهه میں آوے *

3. A third source of various readings is critical conjecture, or an intended improvement of the original text.

سویم اختلاف عبارتوں کا سبب یهه بهي هے ٬ که نکته چین قیاس سے اصلي متن کو ارادتا بهتر اور درست کرنے کي مراد سے صحیح کیا گیا هے *

In reading the works of an author of known literary reputation we ascribe grammatical or arthographical errors, if any are to be found, rather to a mistake of the printer than to a want of knowledge in the writer. In the

جبکه هم ایک مشهور عالم کي تصنیف کي هوئي کتاب پڑهتے هیں ٬ اگر اُسکي کتاب میں کوئي صرف نحو یا قواعد مناظره کي غلطي پاتے هیں ٬ تب اُس غلطي کو زیاده ترچهاپنے والے پر منسوب

same manner the transcriber of a manuscript attributes the faults of his original to the errors of a former copyist, and alters them, as he supposes they were written by the author. But if he carries his critical conjectures too far, he falls himself into the error which he intended to avoid. This may be done in various ways.

کرتے ہیں ' بہ‌نسبت اسکے کہ مصنف کیطرف نسبت کریں ' اسیطرح ایک قلمی نسخہ کا نقل کرنے والا ' جو اُس کتابمیں جس سے وہ نقل کرتا ہے غلطیاں پائے ' تو اُسکو ناقل اول کیطرف منسوب کرتا ہے اور پھر اُنکو وہ اپنی دانست میں اسطرح پر صحیح کرتا ہے ' کہ مصنف نے اُسکو یوں لکھا ہوگا ' لیکن اگروہ اپنے نکتہ چین قیاس کوبہت وسعت دیتا ہے ' تب وہ خود اُس غلطی میں پڑتا ہے ' جسکے رفع کرنے کا اُسنے ارادہ کیا تہا ' اور اُسکا غلطی میں پڑنا کئی طرح پر ہوسکتا ہے *

(1.) Thus the transcriber may take an expression to be faulty, which in reality is not so, or he may mistake the sense of the author, and suppose he has discovered a grammatical error, when in fact he himself construes falsely :— or the grammatical error intended to be corrected proceeded from the author himself.

۱ مثلا نقل کرنے والا ایک لفظ کوجو حقیقت میں صحیح ہے غلط سمجہہ لے ' یا جو مصنف کی مراد ہے اُسکو غلط سمجہے ' اور یہہ جانے کہ اُسنے صرف نحو کی غلطی پکڑی ' حالانکہ وہ خود غلطی پڑھے ' یایہہ بات ہوکہ وہ صرف نحوکی غلطی جسکے صحیح کرنے کا اُسنے ارادہ کیا ہے حقیقت میں خود مصنف ہی نے کی ہو *

(2.) Further, some critical copyists have not only corrected ungrammatical or inaccurate expressions, but have even converted inelegant into elegant phrases: and they have likewise omitted words that appeared to them superfluous, or the difference of which they did not understand.

۲ بعض نکتہ چین ناقلوں نے نادرست کلامونکو صرف صحیح ہی نہیں کیا ' بلکہ عمدہ طرز کلامونکو بجاے غیر عمدہ طرز کلامونکے بدلدیا ' اور اسیطرح اُنہوں نے اُن الفاظ کوجو اُنکو فضول معلوم ہوئے یاجنکے فرق کو وہ نہ سمجہے لکہنے سے چہوڑ دیا *

(3.) Of all the sources of various lections the most ample according to Michaelis, and the most productive of spurious passages in the New Testament, is the practice of altering parallel passages so as to render more perfect their

۳ اختلاف عبارت کے سببوں میں سے بموجب قول مکیلس صاحب کے ' بہت بڑا سبب جس سے عہد جدید میں دروغ آمیزمقامات نہایت کثرت سے پیدا ہوئے ہیں یہہ ہی ' کہ یکساں مقامات کو اسطرح

conformity to each other. The Gospels in particular have suffered in this way; and Saint Paul's Epistles have very frequently been interpolated, in order to make his quotations from the Old Testament harmonize with the Septuagint version, where they differed from the exact words of the latter.

تبدیل کیا گیا ہے ' جس سے اُن میں ایک دوسرے سے زیادہ کامل مطابقت کی جاوے اور خاص کر انجیلوں کو اس طریقه سے نقصان پہونچا ' اور سینٹ پال کے نامون کو اکثر مقامات میں سے اسلیئے اولت پلٹ کیا گیا ہے ' که اُسکے عہد جدید کے حوالوں کو اُن مقامات میں ' جہاں وہ سپٹو اجنٹ ترجمه کے بعینه الفاظ سے تفاوت رکھتے ہیں ' سپٹو اجنٹ ترجمه سے مطابق کریں *

(4.) Lastly, some critics have altered the New Testament in conformity to the Vulgate version, and thus produced various readings.

۴ بعض نکته چینوں نے عہد جدید کے نسخوں میں اسطرح اختلاف عبارت ڈالدیئے ' که اُنکو ترجمه ولگت کے مطابق تبدیل کردیا *

4. Wilful corruptions, in order to serve the purposes of a party, whether Orthodox or Heterodox, are another source of various readings.

چہارم ایک سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیاں یا تبدیلیاں ہیں ' جو کسی فریق کے مطلب برائی کے لیئے دانسته کی گئی ہوں ' خواہ وہ فریق درست مذہب رکھتا ہو یا بدعتی ہو *

It is a fact that some corruptions have been designedly made by those who are termed Orthodox, and have subsequently been preferred when so made, in order to favor some received opinion, or to preclude an objection against it. So much has been quoted exactly word by word from Mr. Horne's treatises on the subject of various readings.

یہه بات تحقیق ہے ' که اُن لوگوں نے جو دیندار کہلاتے ہیں ارادتا بعض خرابیاں کیں ' جو خرابیاں یا تبدیلیاں اس دور اندیشی سے کی گئیں تہیں ' که جو مسئله تسلیم کیا گیا ہے ' اُسکو تقویت ہو ' یا جو اعتراض اُس مسئله پر ہوتا ہو وہ نہوسکے یہاں تک بعینه ہارن صاحب کے قول کی نقل ہے *

It must be acknowledged that the occurrence of errors, at the time of transcribing, is not only confined to the Scriptures, but extended indeed to all other books likewise; so much so that even our holy Koran of which there are thousands of manuscripts, is not free

اسبات کا اقرار کرنا چاہئیے ' که نقل ہونے میں غلطیوں کا واقع ہونا کچہه انہی کتابوں پر موقوف نہیں ہے ' بلکه جو کتابیں ہاتہه کی لکہی ہوئی ہونگی ' اُن سب میں غلطیاں واقع ہونگی یہاں تک که قران مجید جسکے ہزارہا قلمی

from such errors; but it must be understood that our holy Koran has never been, nor can be, liable to the errors arising from the faults of copyists; because we Mohomedans do not merely rest our faith on what is written in a copy of the Koran, but on what has been to this day, handed down from man to man in a connected chain, since from the very moment that the holy Koran descended from heaven down to the present time it has always been preserved in their hearts by each succeding generation of Mohomedans. Hence it is that when certain contradictions are found in a manuscript, we are sure to distinguish, without all danger of error, between what is right and what is wrong. If all the manuscripts and printed editions of the holy Koran were to disappear or perish from the face of the world, we should not be in need of any copy of the Koran at all, to restore its contents to us; for there is not a city or town in which a certain number of persons could not be found, who have the holy Koran from beginning to end so indelibly engraven on the tablets of their memory, that they could readily repeat all the verses of its chapters, and rightly determine the proper place and extent of every verse; and who could judge as to the correctness of its every word, as regards the spelling, the vowel point, and the accent. And all such guardians of our holy Koran will be found supported by a connected chain of proof terminating in our Prophet. Thus it is quite apparent hat when such means are secured to us

قلمي نسخے پائے جاتے هيں ' وہ بهي اس سے خالي نهيں هيں ' مگر اتنا فرق هے كه كاتبونكي غلطي سے همارے قران مجيد كو كچهه نقصان نهيں پونچها ' اور نه پونچهه سكتا هے ' كيونكه هم مسلمان صرف تحرير پر بهروسا نهيں كرتے ' بلكه روز نزول قران مجيد سے اجتك جو سينه بسينه بسند متصل حفظ چلا آتا هے ' اوسپر اعتماد كرتے هيں پس اگر كسي قلمي نسخه ميں كوئي غلطي يا اختلاف نكلے ' اسي وقت اصلي اور غلط لفظ ميں اسطرح پر تميز هو جاتي هے ' جس ميں كسيطرح كا شبهه نهيں رهتا يهاں تك كه اگر اسوقت تمام زمانے ميں سے قران مجيد كے قلمي اور چهاپه كے نسخے معدوم هو جاويں ' تو همكو قران مجيد كے موجود كرنے كے ليئے كسي نسخه كي حاجت نهيں هے كيونكه هرايك شهر اور قصبه ميں ايسے بهت آدمي نكلينگے ' جنكو تمام قران مجيد من اوله الى آخره بقيد آيت اور لفظ اور اعراب اور قرات كے ياد هو گا ' اور هرايك كے پاس اپنے سے جناب پيغمبر خدا صلى الله عليه وسلم تك سند متصل موجود هو گي جس كے سبب كسيطرح اسكي صحت پر اور اسبات پر كه درحقيقت وهي بعينه اور بلفظه نازل هوا ' كسيطرح كا شبهه نهيں هوسكتا *

for determining the strict accuracy of every passage of our holy Koran, no difficulty can arise on this point.

Having thus referred to the causes of the various readings of the Scripture manuscripts, let us now proceed to investigate how they could be determined. The Christian doctors have greatly laboured to reconcile the manuscripts of the Scriptures with their autographs, and the methods pursued by them in so doing, are six in number viz.;—

1. Manuscripts.
2. The most ancient and best editions.
3. Ancient versions.
4. Parallel Passages.
5. Quotations from the Fathers.
6. Conjectural Criticism.

1. The Christian doctors have admitted those manuscripts to be authentic and trustworthy, which have been under the guardianship of the Jewish, Samaritan, and Christian Churches, although they contain those errors which have crept in from whatever cause.

They have preferred the authority of one single authentic manuscript to that of several; for a single such manuscript may contain many such correct readings that were not to be found in many manuscripts put together. Hence the quality and antiquity of manuscripts are rather to be considered than their number.

بہر حال جبکہ ہمکو قلمی نسخوں کے اختلاف کے اسباب معلوم ہوگئے تو اب اسبات پر غور کرنا چاہیئے کہ اُن کی صحت کس طرح پر ممکن تھی علماء مسیحی نے ان کتابوں کو اصلی نسخہ کے مطابق صحیح کرنے پر بہت کوشش کی ہے اور چھہ اصول قرار دیئے ہیں ' جنسے اُنہوں نے قلمی نسخوں کو حتی الوسع صحیح کیا ہے *

اول قلمی نسخے *

دوم نہایت قدیم اور نہایت عمدہ اڈیشنز (یعنی چھپے ہوئے نسخے *

سوم قدیمی ترجمے *

چہارم یکساں مقامات *

پنجم اگلے مصنفوں کی کتابیں جنمیں کتب مقدسہ کے فقروں کی نقلیں ہیں *

ششم قیاسی اصلاح *

۱ علماء مسیحی نے اُن قلمی نسخوں کو جو یہودی اور سمارتیں اور عیسائی گرجوں کی نگہبانی میں تھے ' بہت معتبر سمجھا ہے ' باوجود اسبات کے کہ اُن میں بھی کسی سبب سے جو غلطیاں داخل ہوگئی تہیں وہ اُن میں موجود ہیں *

علاوہ اسکے عیسائی علمانے ایک ہی معتبر صحیح نسخہ کی سند کو کئی نسخوں کی سند سے ترجیح دی ہے ' اور نسخوں کی عمدگی اور خوبی اور قدامت پر زیادہ خیال کیا ہے ' نہ اُسکی تعداد پر ' کیونکہ جو اچھا ایک نسخہ ہے ممکن ہے کہ اُس میں صحیح عبارت ہو

اور بہت سے نسخوں میں نہو *

جو قلمي نسخے اُن نسخوں سے مطابقت رکھتے هیں جنکو قدیم مترجموں نے استعمال کیا تہا ' اُن پر زیادہ بھروسا کیا ہے *

Those manuscripts are accounted the best, which are most agreeable to those used by the ancient interpreters.

نئے لکھے ہوئے نسخوں کو بھي عموما نا معتمد نہیں ٹہرایا ' کیونکہ ممکن ھے کہ شاید وہ نسخہ کسي عمدہ اور قدیم نسخے سے نقل کیا گیا ہو *

The lately written manuscripts are not always to be regaded as unreliable, for it is possible that such a manuscript should have been copied from a correct authentic manuscript.

ایک اچھے لکھے ہوئے نسخہ کو برے لکھے ہوئے نسخہ سے ترجیح دي ھے *

An accurate manuscript is preferable to one that is negligently written.

جن قلمي نسخوں میں کوئي لفظ مٹاکر دوسرا لفظ لکھدیا تہا ' عموما اس دوسرے لفظ کو صحیح تصور نہیں کیا ' بلکہ دونوں میں سے جونسا اچھا معلوم ہوا اُسکو پسند کیا ھے *

When a word is seen erased in some manuscript, and another was substituted, the substituted one is not generally preferred, but whichever of the two seems best to suit the subject, is chosen.

۲ چہپے ہوئے نسخونمیں جو اختلاف عبارت ہے ' اُس سے بھي غفلت نہیں کي گئي ' مناسب طرح سے اُسپر بھي لحاظ کیا گیا ھے *

2. The various readings to be found in the printed editions of the books of the Bible are not to be neglected; they are to be carefully attended to.

۳ قدیمي ترجمے اگرچہ غلطیوں سے آزاد نہیں ھیں ' مگر اُن سے صحیح اور اعلي عبارت کے تمیز کرنے میں نہایت مدد لي ہے *

3. Ancient versions, though not free from errors, may be consulted with great advantage in determining the correct reading.

۴ جب کوئي عبارت مشکوک ہو ' یا کچھہ کم ہو گئي ہو ' اور تمام طریقہ تصحیح کے اُسکي صحت سے قاصر ھوں ' اُسوقت مساوي مقامات سے مدد لي گئي ہے '. مثلا ایک مقام کي عبارت کي صحت پر شبہہ ہے ' اور وهي مضمون دوسري جگہہ بھي ایا ہے ' تو اُسکي مطابقت سے مشتبہ عبارت کي صحت کي گئي ہے *

4. When a reading is dubious, or lost, and all the means of determining or restoring it fail, parallel passages are then of great help; for instance, if a reading is doubted in a passage, and the same has occurred somewhere else, then if these both agree with each other, the reading formerly doubted is considered correct.

5. Quotations from the Old and New Testament in the writings of the Fathers shew what were the readings of their day, and are thus serviceable in the determination of various readings by a collation of them. But in doing so, the use of such editions is recommended as are in Greek; the more ancient they are, the more trustworthy they are considered.

٥ عہد عتیق اور عہد جدید کے فقرے اگلے مصنفوں کي کتابوں میں پائے جاتے ہیں ، اُن سے معلوم ہوتا ہے ، کہ اُس زمانہ میں کیاعبارت مستعمل تھي اُن کے مقابلہ سے بھي عبارت مختلف کي تصحیح کي گئي ہے ، مگر اسکام کے لیئے وہ کتابیں جو یوناني زبان میں تصنیف ہوئي ہیں معتبر ٹھرائي ہیں ، اور جسقدر پراني تصنیف ہو اُسیقدر زیادہ معتبر ہے *

6. In the application of critical conjectures to the decision of various readings the Christian divines have acted with great care and precaution: they assert that the conjectural critism of an interested party in his own case, is little better than subornation of testimony in a court of law; and consequently they have carefully and sparingly presumed to make use of this means of emendation.

٦ قیاسي اصلاح میں علماء مسیحي نے بہت احتیاط کي ہے ، اور نہایت غور سے اُسکو استعمال کیا ہے ، وہ کہتے ہیں " کہ ایک صاحب غرض کي قیاسي اصلاح اپنے هي مقدمہ میں ، اور برخلاف مستحکم شہادت کے ایسے گناہ سے کچھہ هي کم ہے جو گناہ آئین کي عدالت میں جھوٹي شہادت بنانے میں ہوتا ہے " اس سبب سے قیاسي اصلاح میں نہایت تامل سے دلیري کي گئي ہے *

However, conjectural readings, strongly supported by the sense, connexion, the nature of language, or similar texts, may sometimes be probable, especially when it can be shown that they would easily have given occasion to the present reading; but the conjectural readings which do not suit the subject, are contrary to the rules prescribed, or unauthorized or unsupported, are to be rejected.

مگر بعضي دفعہ ایسي قیاسي سي عبارتیں جو ازروے مراد یا ازروے تسلسل مضمون یا محاورہ زبان یا مشابہت نسخوں کے مستحکم ہونے میں غلبہ دي گئي ہیں ، خصوصا اُسوقت جبکہ یہہ بات ثابت ہو کہ اُنکا ہونا ضرور چاہیئے تھا ، اور جو عبارتیں اِسکے برخلاف ، یا ازروے عقاید مستعملہ کے نا جایز یا بے سند ہوتي تہیں ، اونکو نہیں مانا جاتا تہا *

"No one" "says Mr. Horne" should attempt this kind of emendation who is not most deeply skilled in the sacred languages; nor should critical conjectures ever be admitted into the text, for we never can be certain of the truth of

ہارنصاحب لکھتے ہیں ، کہ کسي شخصکو جو زبانہاي اقدس میں نہایت خوب واقف نہو نہ اس قسم کي اصلاحکا قصد کرنا چاہیے ، اور نہ قیاسي اصلاح کو متن میں شامل کرنا چاہیے ، کسواسطے کہ قیاسي

عبارت كي صداقت هرگز همكو تحقيق نهين هے ' بلاشبهه اگر ان قياسي اصلاحوں كو متن ميں داخل كيا جاوے توبالضرور نهايت پريشاني اور نا تحقيقي هو گي ' اِس مقدمه ميں مسورا كے قاعده كے بموجب ترجمه لكهنے والوں كي محنت اور ادب اس لايق هے ' كه هم آنكي نقل كريں ' وهلوگ هميشه اپنے قلمي نسخوں كے حاشيه پر اپنے خيالات يا قياسي اصلاحونكو لكهتے هيں ' مگر نهايت مذهبي طور سے متن كو اپنے خيالات كے بموجب تبديل كرنے سے پرهيز كرتے تهے ' اور يهه بات جاے تاسف هے ' كه آن كے طريق كي عهد عتيق اور عهد جديد كے مترجموں علي الخصوص عهد جديد كے زمانه حال كے مترجموں نے ' پيروي نهيں كي ' اِن لوگوں نے آن مطالب كو جو تحريرهاے اقدس ميں كچهه بنياد نهيں ركهتے هيں ' مستحكم كرنيكے لئيے اپنے خيالات كو متن ميں داخل كرنے ميں تامل نهيں كيا هے ' بالتخصيص يهه حال يوناني اور انگريزي عهد جديد كے آس نسخه كا هے ' جسكو ڈاكٹر ميسي صاحب نے چهپوايا ' اور آسكي گستاخ اور ناپاك اصلاحوں كو ڈاكٹر توولز صاحب نے گرفت كركر ملزم كيا ' اور نيز عهد جديد كے ترقي شده ترجمه سوشي كي متن كے چهاپنے والونكا بهي يهي حال هے ' جنكے خيالات اور غلط اصلاحوں اور ترجموں كو ' نيرز صاحب اور لارنس صاحب نے جو مذهب كي هرسه ماهي كے امورات پر نظر ثاني كرنے والے هيں ' اور اور مشهور نكته چينوں نے گرفت كركر الزام ديا هے *

merely conjectural readings. Were these indeed to be admitted into the text, the utmost confusion and uncertainty would necessarily be created. The diligence and industry of the Masorites are in this respect worthy of our imitation: they invariably inserted their conjectures in the margin of their manuscripts, but most religiously abstained from altering the text according to their hypotheses: and it is to be regretted that their example has not been followed by some modern translators of the Old and New Testament (and especially of the latter) who, in order to support doctrines which have no foundation whatever in the sacred text, have not hesitated to intrude their conjectures into the text. This is particularly the case with Greek and English New Testaments, edited by Dr. Macey, whose bold and unhallowed emendations were exposed by Dr. Twells, and also with the editors of the (Socinian) Improved Version of the New Testament, whose conjectures and erroneous criticism, and interpolations have been most ably exposed by the Revd. Dr. Nares, and Laurence, the Quarterly and Eclectic Reviewers, and other eminent critics.

Taking into consideration all the foregoing points connected with the Scriptures it must now be clear, that the Scriptures had become corrupted by various readings from the multiplicity of copies transcribed; and that the Christian doctors have, as faithfully as they could, endeavoured to remove those differences, and to restore the text in conformity with the originals of the sacred writers in the best way they could. For the attainment of this object they collected numerous ancient manuscripts and carefully examined and collated them with each other; and they corrected whatever errors and differences they found among them, and strove to harmonize to the utmost of their ability, one copy with another in accordance with the rules which have been already mentioned. But notwithstanding all their anxious and laborious efforts to reform and purify from errors the Scriptures, we Mohomedans hold it to be porbable, that there may still be some passages that may not correspond with the autographs or original manuscripts written by the Apostles themselves: because as the transcribers were not supernaturally gifted at the time of copying the manuscripts, and consequently failed to make strictly correct counterparts, so also those who made the subsequent emendations, and who were equally without Divine guidance in the matter, cannot be supposed to have done their work so perfectly as to be altogether faultless; for it is to be observed that the readings which they preferred after comparing various copies might not after all have

ان تمام حالات کے دریافت ہونیکے بعد یہہ بات قابل تسلیم ہے ' کہ کتابہائے اقدس کے نسخے بسبب کثرت سے نقل ہونیکے نہایت مختلف ہوگئے تہے ' اور اُن کے صحیح کرنے پر علماء مسیحی نے نیک نیتي سے نہایت درجہ پر سعي وکوشش کي ' اور جہاں تک ہوسکا ' اور جہاں تک نیک نیتي سے اُنکي سمجہہ میں آیا ' اُنہوں نے اُنکو صحیح کیا ' اور یہہ بات چاہي کہ مطابق اصل کے ہو جاویں ' چنانچہ اسي ارادے سے علماء مسیحي نے کتب مقدسہ کے بہت سے نسخے جمع کیئے اور اُن کا مقابلہ کیا ' اور جسقدر غلطیاں یا اختلاف عبارت اُن میں نکلے اُنکو بموجب اونہي قواعد کے جو ہمنے ابہي بیان کیئے صحیح کیا ' باایں ہمہ ہم مسلمانوں کے نزدیک اب بہي اسبات کا امکان باقي ہے کہ باوجود اسطرح پر مقابلہ اور تصحیح کے اب بہي ایسے مقامات ہوں ' کہ اُن اصلي نسخوں سے جنکو الہامي لکہنے والوں نے لکہا تہا مطابقت نرکہتے ہوں ' کیونکہ جسطرح نقل کرنے والے غلطي میں پڑنے سے خدا کیطرف سے بچائے نہیں گئے تہے ' اسیطرح صحیح کرنے والے بہي خدا کي طرف سے غلطي میں پڑنے سے محفوظ نہ تہے ' پس یقین نہیں کیا جاسکتا ' کہ اُنہوں نے کاملیت کے ساتہہ سب کو صحیح کیا ' کیونکہ یہہ بات غور کرنے کي ہے ' کہ جن قلمي نسخوں یا چہپے ہوئے نسخوں سے مقابلہ کرکر جو عبارت اُنہوں نے اختیار کي ہے ' وہ عبارت اصل نسخہ کي جسکو الہامي لکہنے والوں نے لکہا تہا نہو ' بلکہ جو عبارت اختیار نہیں کي وہ عبارت اُس اصلي نسخہ کي

conveyed the true sense of a doubtful passage; while on the other hand, that which they rejected as being spurious according to their judgment, might in fact have been the correct reading; and again the Parallel Passages, by which they collated readings, might not correspond in reality. The Quotations from the Fathers by which they also tested the different readings, cannot be relied upon, because the same difficulties present themselves in deciding upon the genuineness of the works of the Fathers, as those which occur in deciding that of the Scriptures; and suppose those works were allowed to be genuine, still the quotations which they make may not be faithful or corresponding with the autographs of the inspired writers. Further the conjectural criticism which the Christian doctors also used in correcting manuscripts, can never be admitted to have been exercised in such a way as to be in exact concord with the meaning of the inspired writers, despite all the care and judgment bestowed upon the work. Moreover, it was a very difficult task to determine the exact original where comments or marginal notes had been inserted in the text, where something of the text was omitted, or where the copyist had erroneously added something to the text.

هو ؛ یا یک سان مقامات کے مقابلہ سے جو عبارت صحیح کي هے وهاں ویسي یکسان عبارت نهو جسطرح پر صحیح کي ہے ، اگلے مصنفوں کي کتابوں میں کتب مقدسہ کے جو فقرات منقول هیں ، اور اُن سے بهي علماء نے مختلف عبارتوں کي تصحیح کي هے ، اُنکي صحت پربهي یقین نہیں هوسکتا ، اول تو اُس کتاب کي صحت پر جسمیں وہ فقرات منقول هیں وهي مشکلیں پیش اتي هیں جو کتب مقدسہ کے قلمي نسخونکي صحت میں پیش آتي هیں ، اور اگر هم یہہ تسلیم بهي کرلیں ، کہ وہ کتاب اُس مصنف کي اُسي اصلي نسخہ کے لفظ بلفظ مطابق هے ، جسکو اُسنے لکہا تہا ، تو پہر هم کسیطرح یہہ یقین نہیں کرسکتے ، کہ جو فقرہ کتب مقدسہ کا اُس میں منقول ہے ، وہ ایسے هي نسخہ سے نقل هوا ہے ، جو بالکل الهامي لکہنے والوں کے نسخہ سے مطابق تہا ، قیاسي اصلاح علماء عیسائي کي گو وہ کیسي هي هوشیاري اور احتیاط سے کي گئي هو ، کسیطرح یقین نہیں دلاتي ، کہ وہ بالکل الهامي لکہنے والوں کے نسخہ سے مطابق هوگئي ، جن قلمي نسخوں میں حاشیہ اور شرح کي عبارت متن میں شامل هو گئي ہے ، یا جنمیں سے اصل متن کي عبارت لکہنے سے رہ گئي ، یا جنمیں ناقلوں نے غلفت سے کچہہ گہٹا یا بڑها دیا ، اُن میں تمیز کرنا نہایت مشکل کام ہے *

By all these arguments we Mohomedans may, without reproach, infer that the Scriptures still contain some passages which may possibly be at variance

ان وجوهات سے هم مسلمان نتیجہ نکالتے هیں کہ ممکن هے کہ اب بهي کتابهاے اقدس میں ایسے مقام هوں جو اصلي نسخوں سے ، جنکو الهامي لکہنے والوں نے

in meaning, with the corresponding assages in the originals.

لکھا تھا مطابقت نرکھتے ہوں *

It must not nowever be supposed from what is said above, that we question the general harmony and conformity of the Bible with the autographs. On the contrary, we believe that it has been revised and corrected with as much conscientious care and patient industry as could possibly have been brought to bear on this most important task, but we may, at the same time, be permitted to assert that there are still some passages in it, that are not in exact agreement with their originals; and that there are also some passages in it, the fidelity of which to corresponding passages in the autographs is to this day a debated and doubtful question. Further, there may still be other such passages, of which no notice has hitherto reached us. I think that our views regarding these points cannot fairly be objected to by the Christians; nay, Christian commentators themselves hold the same opinion with us Mohomedans respecting them, as I hope to prove to the reader's satisfaction in the body of my commentary on the holy Bible at proper places.

ہماري اس گفتگو کا یہہ مطلب نہیں ھے ' کہ ھم تمام بیبل پر اسبات کا شبہہ رکھتے ھیں ' کہ وہ اصلي نسخوں سے جنکو الہامي لکھنے والوں نے لکھا تھا مطابقت نہیں رکھتي بلکہ ھم یقین کرتے ھیں ' کہ جہاں تک ھوسکا یہہ کتابیں نیک نیتي سے اصلي نسخوں سے مطابق کرنے کے لیئے صحیح کي گئیں ' الا چند مقام اب بھي ایسے ھیں ' جو بلاشبہہ اصلي نسخوں کے مطابق نہیں ھوے ' اور بعض ایسے ھیں جو اب تک مشتبہہ ھیں اور ممکن ھے کہ کوئي اور ایسے ھي مقام ھوں جنکي اطلاع ابتک ھمکو نہو میں سمجھتا ھوں کہ اس باب میں ھم مسلمانوں اور عیسائیوں میں کچھہ اختلاف نہیں ھے ' بلکہ تمام محققین علماء عیسائي کي یہي راے ھے جو ھم مسلمانوں کي ھے ' چنانچہ اسکا بیان آیندہ تفسیر میں اپنے اپنے مناسب مقام پر اویگا *

From the foregoing views respecting the Scriptures we Mohomedans are under the necessity of pondering deeply and anxiously, in order to draw true and real illumination from their pages; and I now proceed to make allusion to those rules, by which we are guided in attaining to that light; they are briefly comprehended under the two following classes :—

بلحاظ ان حالات کے ھمکو اسبات کي ضرورت پیش آئي ھے ' کہ ان پاک کتابوں سے اصلي اور سچي روشني حاصل کرنیکو زیادہ تر دقیقہ رس فکر کو کام میں لاویں چنانچہ ھم وہ قواعد اور اصول بیان کریں ' جنکے روسے ھم مسلمان ان پاک کتابوں سے ایسي روشني حاصل کرتے ھیں ' اور وہ قواعد دو چیزوں سے علاقہ رکھتے ھیں *

Firstly. Such as pertain to an inquiry after the genuineness of the *words* of Scriptnre, in order to find out the original words used by the inspired writers.

اول   اِن پاک کتابوں کے صحت الفاظ سے ' تاکه همکو وه اصلي الفاظ هاتهه آویں جو الهامي لکهنے والوں نے لکهے تهے *

Secondly. Such as relate to the use of a correct interpretation of the *sense* of those words, in order to attain to the meaning intended by the inspired writers.

دویم   اُن الفاظ کے معني اور مراد سے تاکه همکو معلوم هو که الهامي لکهنے والوں نے کس معني میں اور کس مراد میں ' اُن الفاظ کو استعمال کیا تها *

For the attainment of the former object we apply these two rules.—

پهلا مطلب حاصل هونے کے لیئے صرف دو اصول هیں *

1. Collate the ancient editions as carefully as is possible in the same manner as the Christian divines have done. But there is a little difference between our manner of doing so and theirs. The difference being this, that on meeting with two various readings the Christians are disposed to consider that one to be true and right, which is most conformable to their acknowledged faith; while, on the contrary, we Mohomedans, when deciding upon this point, do not apply to it the test of the principles of our faith, or of those of the opposite party; but out of the two various readings we hold that one to be authentic, which has proved to be so after a deep and diligent examination; and by it we abide.—

اول   مقابله کرنا اِن کتابوں کا جهاں تک ممکن هو پرانے اور صحیح نسخوں سے ' جیسا که علماء عیسائي نے کیا ' مگر اُن کے طریقه میں اور همارے طریقه میں تهوڑا سا اِختلاف هے ' اور وه یهه هے که علماء عیسائي نے بعض مقامات میں اُن اختلافات کو ترجیح دي هے ' جنسے اُن کے عقاید مسلمه کي تائید هوتي تهي هم مسلمانوں کا طریقه یهه نهیں هے ' بلکه هم صحت عبارت کے وقت مطلق اسباتکا خیال نهیں کرتے ' که همارے یا دوسرے شخص کے عقاید مسلمه کیا هیں ' بلکه هم دو مختلف عبارتوں میں سے اُس عبارتکو اصلي قرار دیتے هیں ' جو ایک پر غور امتحان پر همکو اصلي ثابت هووے ' اور پهر اُسکے بموجب جو اعتقاد برامد هو اُسکو اختیار کرتے هیں *

2. Study the Bible as a whole, and thus try to discover its general aim and purport. When there are two rival readings, that one which corresponds best with the obvious tendency of the rest of the Bible must be the correct one.

دویم هم تمام بیبل پر خیال کرتے هیں که اُس سے عام نصیحت اور عام هدایت کیا نکلتي هے ' اور عبارت مختلفه میں سے جون سي عبارت ' اُس عام نصیحت اور عام هدایت کے مطابق هوتي هے ' اُسکو هم ترجیح دیتے هیں *

For the attainment of the latter object, or for correctly interpreting the sense of the words of Scripture, our fundamental principle is that the purport of all the Scriptures is the same, and differs in no respects whatever; we therefore adopt such of the several meanings of words, as seem most consistent with the general connected scope and design of holy writ; and not such meanings as would convey a sense different from, or inconsistent with that general scope and design.

Accordingly when a verse is met with, the words of which convey a meaning inconsistent with common and connected purport of the whole Bible, we proceed first to inquire into the authenticity of those words, and if unsuccessful in this, we then take them in the sense most consistent with the tendency of the whole Bible; and, again, if such a sense cannot be deduced from the passage in question, we are in that case to designate the verse a doubtful verse, as it does not agree with the general spirit of the inspired writers; but we do not, for a moment, imagine that the reputation of the sacred writers is by any means damaged by this circumstance. If there be any one to affirm in our opposition to our views, that such a verse is not different from what it ought to be, the *onus probandi* will of course rest with him, and he will be expected to prove his assertion, that the disputed passage presents itself to us in precisely the same form in which it was constructed by the inspired penman himself. Next as regards the interpretation

دوسرا مطلب حاصل کرنیکو همارا اصول یہہ هے کہ هم اسبات کا یقین کرتے هیں ' کہ تمام بیبل کے مطالب متحد هیں ' اور اُن میں کسیطرح کا اختلاف نہیں ' اسلیئے هرایک لفظ اور هرایک عبارت کے وہ معنے اختیار کرتے هیں ' اور ایسی مراد لیتے هیں جس سے بیبل کی کسی نصیحت اور هدایت میں اختلاف واقع نہو ' اور ایسے معنی اور مراد هم هرگز اختیار نہیں کرتے جس سے بیبل کی هدایتیں مختلف هوجاویں *

اس پہلے قاعدہ کے لیئے همارے هاں یہہ قرار پایا ہے ' کہ اگر کوئی ورس عہد عتیق یا عہد جدید کا ایسا هم پاویں ' جسکے ایسے الفاظ هوں کہ اُن سے برخلاف اُس عام هدایت کے جو اور مقاموں میں سے پائی جاتی ہے کوئی هدایت نکلے ' تو اول هم اُس ورس کی صحت الفاظ پر متوجہ هوتے هیں ' اور جب هم اُس سے کسیطرح مجبور هو جاتے هیں ' تو معانی کیطرف متوجہ هوتے هیں ' اور وہ معنی اختیار کرتے هیں ' جنسے بیبل کے مطالب اهم میں اختلاف واقع نہو ' اور جب اس سے بهی مجبور هو جاتے هیں ' تو اُس ورس کو مشتبہہ قرار دیتے هیں ' اور خیال کرتے هیں کہ اُسکی صحت همکو مطابق اصلی عبارت الہامی لکهنے والوں کے حاصل نہیں هوئی ' مگر کسیطرح الہامی لکهنے والوں پر بد ظنی کا گمان نہیں کرتے ' اور جو شخص کہ اُس ورس کے صحیح اور اصلی هونیکا دعویدار هوتا ہے ' اُس سے هم ثبوت اسبات کا چاهتے هیں ' کہ اُس ورس کے الفاظ درحقیقت اُنہی الفاظ کے مطابق

of the sense of words, we adopt, in the spirit of the rule above given, that meaning of a word, which is most in consonance with the connected purport of the Bible; and were any one to assert that that identical word is used in some parts of the Bible, in a sense different from what it should be according to the connected purport of the Bible, we should then require him to demonstrate, that the meaning of the word which he thus adopts contrary to the general scope and purpose of the whole Bible, was really used by the inspired writers in different senses at different places.

هیں ' جو الهامي لکهنے والوں نے لکھے تھے *
الفاظ کے معنی اور مراد سمجھنے میں یہي همارا بهي قاعده ہے ' که هر لفظ کے وهي معنی اختیار کرتے هیں جو عام مطالب بیبل سے مطابقت رکھتے هیں اور اگر کوئي شخص اُن الفاظ کے ایسے معنے بیان کرتا ہے ' جو بیبل کے اور مقاموں میں مستعمل نہیں هوئے ' تو اُس سے اسبات کا ثبوت چاهتے هیں ' که الهامي لکهنے والوں نے اُسکے وہ معني قرار دیئے تھے *

Besides, if an historical narrative or any epistle of a nature not directly connected with the important purport of the Bible, be found variously related in the different books of Scripture, we should endeavour to ascertain the cause of the discrepancy, and we believe that, if the cause were traced out, the discrepancy itself would be immediately removed; but if we could not find out the cause, or if we were fully convinced of such accounts being in reality different from one another, we should then conclude, either that the copyist was guilty of the error, or that the emendator had failed to correct it: it will then follow that one of those different accounts of the same fact, may be correct; and yet no blame will be reflected upon the inspired historian himself.

علاوہ اِسکے کتب مقدسه میں کسي ایسي قسم کا اختلاف هم پاتے هیں ' جو تاریخ سے متعلق هے یا جسکے لیئے کوئي عام مراد کتب مقدسه میں نہیں هے ' اگر همکو کچهه اختلاف نظر پڑتا هے ' تو اول توهم اُس اختلاف کي وجهه دریافت کرنے پر متوجهه هوتے هیں ' اور یهه سمجهتے هیں که اگر اِسکي اصلي وجهه معلوم هو جاوے ' تو غالبا یهه اختلاف نرهے ' اور جب کوئي وجهه نہیں معلوم هوتي ' یا یقینا اُسکا مختلف هونا پایا جاتا هے ' تو هم یقین کرتے هیں که اُن دونوں مقاموں میں سے کسي مقام میں نقل کرنے والے یا اصلاح کرنے والے نے غلطي کي هے ' اُن دونوں میں سے ایک صحیح هو گا اور ایک غلط هو گا مگر اصل الهامي لکهنے والوں پر هم کسیطرح کا شبهه نہیں کرتے *

Some Christian divines state that although numerous errors and various readings were found in the Scriptures on

بعض علماء مسیحي یهه بیان کرتے هیں که اگرچه عهد عتیق اور عهد جدید کے قلمي نسخوں میں مقابلے کے وقت بہت

collating and examining different copies of them, yet no discrepancy with respect to important points of faith was ever found.

سي غلطياں اور بہت سے اختلاف عبارت
نکلے ' مگر تاهم کوئي بات ايسي نہيں نکلي
جو عمده عقايد ايمانيه کے برخلاف هو *

However this has not been so accepted by some persons. These persons argue that if the words of a clause or passage are inverted, if the grammatical construction of a sentence be faulty,—if the restriction of words in a sentence be not duly attended to,—or if certain words be transposed, the real sense of such a passage or clause will then be changed. Again, they say that even the misapplication of a preposition, or error of punctuation alters the real sense of a sentence. Thus if instead of the sentence "This is in God" be substituted "This is from God," by even so slight a change, a very different sense will be conveyed and thus considerable influence be exercised on the principles of faith. Hence, when such is the case, even with so slight an alteration, how much more serious an aspect does the matter assume when the numerous errors and various readings of the Scriptures, are considered; and hence it is maintained that the numerous errors and various readings in the Scriptures may produce alterations in the real principles and articles of faith, and that from these alterations have arisen some distinct Christian sects, such as the Ebionites.

اگرچہ بعض لوگ اس پر تکرار کرتے
هيں ' اور يہہ کہتے هيں که يہہ بات قابل
تسليم کے نہيں هے ' کيونکه هر شخص جانتا
هے ' که اگر کسي کلام ميں سے کوئي لفظ
اولٹ پلٹ هو جاوے ' يا تراکيب نحويه
اور قواعد صرفيه ميں جو کسي مطلب پر
دلالت کرتے هيں تفاوت هو جاوے ' يا
کوئي قيد بڑه جاوے يا کم هو جاوے يا کسي
لفظ ميں تغير هو جاوے تو معاني اور مراد
ميں نہايت تفاوت آجاتا هے ' يہاں تک
که بعضي دفعه وصل اور فصل کے تبديل
هونے سے ' اور بعضي دفعه حروف روابط
کے بدل جانے سے معاني اور مراد ميں
تغير آجاتا هے مثلا اگر بجاے اس لفظ کے که
(خدا ميں هے) کہا جاوے که (خدا سے هے)
تو باوصف بدلنے ايک خفيف حرف کے
تغير عظيم معاني اور اعتقاد ميں هو جاتا
هے ' پهر کيونکر تسليم کيا جاسکتا هے ' که
باوجود نکلنے بہت سي غلطيوں اور اختلاف
عبارتوں کے ' اُن سے عقايد ايمانيه ميں
کچهه اختلاف نہيں آتا تها ' علي الخصوص
ايسي صورت ميں که هم ديکهتے هيں که
بعضے عيسائي فرقه (جيسے ابي اونيٹز)
اسي قسم کے اختلاف کے سبب بالکليه
عقايد ايمانيه ميں اور عيسائي فرقوں سے
مختلف هيں *

But while we find by all the present Scriptures in our possession, that all the principles and articles of faith, (the deliverance of which to us commenced with Moses and was continued by the succeeding prophets till the time of our prophet) tend to the same object, and differ no way from one another, we should abstain from entering upon this useless discussion.

مگر میری رای یہہ ہے ، کہ جب ہم خود انہی کتب موجودہ میں عقاید ایمانیہ کو حضرت موسیٰ سے لیکر خاتم النبین صلواةالله علیہم اجمعین تک متحد پاتے ہیں ، تو ہمکو اس فضول بحث اور تکرار میں پڑنے سے کیا فایدہ ہے *

NINTH DISCOURSE.

ان کتابوں کے ترجموں کي نسبت مسلمانوں کا کیا اعتقاد ہے

WHAT belief have Mohomedans in the versions of these books?

To turn what is written in one language into another is a most difficult task. Plain subjects in one language may, indeed, be exactly translated; but it is almost impossible that the complicated and subtle doctrines of divinity, and articles of faith should be rendered so as to retain the same degree of elegance and fidelity as in the original tongue; for, such articles of faith cannot be clearly apprehended and understood merely from their simple and literal translation; to be fully comprehended they require attention to be paid to the substance of words, to etymology and to the peculiarities of the grammar of that language, in which they are written. To convey all these important points in a translation from one language into another, is an impossible task.

جاننا چاهیئے که ایک زبان کا ترجمه دوسري زبان میں درحقیقت ایک نهایت مشکل کام هے ' سیدها سیدها مطلب البته ترجمه میں ادا هو جاتا هے ' مگر ایسا ترجمه جس سے دقیق دقیق مذهبي مسایل جو نهایت باریک هیں ' اور اعتقادیات اور الهیات سے متعلق هیں ' اُس سے اسیطرح پر نکلیں جسطرح اصل کتاب سے نکلتے تهے غیر ممکن هے ' کیونکه اس قسم کے مسایل صرف صحیح ترجمه هي سے نهیں نکالے جاتے ' بلکه مادہ لفظ اور طریقه اشتقاق اور ترکیب نحویه جو مخصوص اُس زبان کي هے اُن سب سے ملکر نکلتے هیں ' اور یهه باتیں سب کي سب اُسیطرح جسطرح اصل میں هیں ترجمه میں ادا هوني غیر ممکن هیں *

It is frequently the case that a word or phrase of one language conveys several meanings, and that another language does not possess its eqivalent.—In such a case the translator is reduced to the necessity of rendering such passages so as to convey only one meaning out of the several derivable from the translated phrase, or he may adopt a sense thereto which may be in accordance with the principles of his own faith; and by thus translating a

اکثر ایسا اتفاق هوتا هے ' که ایک لفظ یا ایک فقره کئي معني رکهتا هے ' اور اُسکے مقابله میں دوسري زبان کا ایسا لفظ نهیں هوتا جس سے وہ سب معني حاصل هوں اسلیئے مترجم بمجبوري یا تو اُسکا ترجمه کسي ایک پهلو پر کرتا هے یا صرف بموجب اپني راے اور اپنے اعتقاد اور اپنے مسلمات کے اُسکا ترجمه کردیتا هے جو درحقیقت کلام الهي کي وسعت کو نا واجب تنگي میں ڈالتا هے ' کیونکه

difficult sentence or phrase, he necessarily contracts the sense of the words of God within unlawful limits, because unless the words of God are expressly restricted to a certain definite and indisputable signification by the power of inspiration or under divine guidance, every person has a right to take into consideration all the different meanings, of which a passage may be susceptible; in order that he may judge for himself, and so abide by that one which may seem to him most correct and right.

هر شخص یهه حق رکهتا هے ، که جبتک بذریعه الهام کے کوئي خاص معني کسي کلام الهي کے مقرر نهوئے هوں آسوقت تک کلام الهي سے جسقدر مطالب نکلتے هوں آنسبکو سمجهے اور سب پر غور کرے اور جو مطلب حق اور صحیح ثابت هو آسکو اختیار کرے *

Hence the translator who has rendered a dubious word or phrase in a style conformable to the rules of his faith, has usurped an unlawful power, especially when the principles of his professed faith are founded on error. From these circumstances it is held in our religion to be essentially necessary, to become conversant with the original language, in which the inspired writers have written their books; for, until we acquire this knowledge we cannot implicitly put our trust in the articles of faith advocated and recommended in the translated versions of those books. A great error was committed even by such eminent translators as Aquila, Theodotian, and Symmachus, namely in the book of Isaiah ch. 7· v. 14., the Hebrew word 'alma' meaniug *virgin*, was translated by them into the word *maid*. Our religion therefore cautions us not hastily either to accept any versions of Scripture as right, nor to reject them as wrong, unless we are positively assured of the fact;

پس جبکه مترجم نے آس کلام الهي کو جس میں متعدد پهلو تهے ایک پهلو پر جو آسکے اعتقاد کے مطابق تها ترجمه کردیا تو آسنے ایک عام حق تلفي کي خصوصا آس صورت میں جبکه آسکا اعتقاد جسکے بموجب آسنے ترجمه کیا درحقیقت غلط هو ان وجوهات سے هم مسلمانوں کے هاں ضرور ترهے ، که جس زبان میں مذهب کي اصلي کتابیں هوں آس زبان سے واقف هونا چاهیئے اور جب تک اصل زبان سے واقفیت نهو صرف ترجمه پر اعتقادیات میں اعتماد نهیں هوسکتا دیکهو کیسي غلطي کي کتنے بڑے مترجم ایکویلا اور تهیودوشن اور سیمیکس نے که کتاب اشعیاه باب ۷ ورس ۱۴ میں جو علمه کا لفظ عبري زبانکا تها آسکا ترجمه بجائے کنواري کے جوان عورت کردیا ، اسلیئے همارے مذهب میں یهه حکم هے ، که جب تک بخوبي صحت نهو جاوے آسوقت تک ترجموں کي نه تصدیق کرني چاهیئے اور نه تکذیب کرني چاهیئے بلکه یهه کهنا چاهیئے که جو کچهه

but we may be allowed to assert that we are ready in all circumstances to abide by whatever has descended from Heaven. In the Bookharee there is a tradition related on the authority of Abee Hoornira, that in the time of our prophet the Jews used to read the Pentateuch to Mohomedans in Hebrew, and expound its meaning to them in Arabic, (but as the Mohomedans did not know whether what they explained to them was true or not) our prophet commanded the Moslems neither to be against, nor in favour of what was stated, but to make this reply "We believe in God, and in that which hath been sent down unto us, and in that which hath been sent down unto Abraham, Ismael, Isaac, Jacob, and the tribes, and in that which was delivered to prophets from their Lord: we make no distinction between any of them, and to God are we resigned."

Whatever I have above stated about the difficulties incident to the faithful translation of writings from one language into another cannot be well illustrated unless some explanation is given respecting the various versions; accordingly I proceed to offer a few remarks relative to the ancient and modern versions of the books of the Old and New

خدا نے اُتارا هے اُسپر هم ایمان رکھتے هیں ۞

بخاري

ص ابي هريرة قال كان اهل الكتاب يقرؤن التوراة بالعبرانية و يفسرونها بالعربية لاهل الاسلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتصدقوا اهل الكتاب ولاتكذبوهم وقولوا امنا بالله ومانزل الينا ومانزل الى ابراهيم واسمعيل واسحق ويعقوب والاسباط وما اوتي موسى وعيسى وما اوتي النبيون من ربهم لانفرق بين احد منهم ونحن له مسلمون ۞

بخاري میں ابوهريرة رضي الله تعالى عنه سے روایت هے، که رسول خدا صلى الله عليه وسلم کے زمانه میں یهودي عبراني میں توریت پڑھتے تھے، اور مسلمانونکے لیئے عربي میں اُسکا مطلب سمجھاتے تھے (مگر مسلمانوں کو یهه معلوم نه تھا، که وہ مطلب صحیح هے یا نهیں) اسلیئے رسول خدا صلى الله عليه وسلم نے فرمایا که تم اهل کتاب کو نه سچا بتاو نه جھٹلاو اور تم کهو همنے یقین کیا الله پر اور جو اُترا هم پر اور جو اُترا ابراهیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اُسکي اولاد پر، اور جو ملا موسی کو اور عیسی کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے پروردگار سے هم فرق نهیں کرتے ایک میں اُن سب سے اور هم اُسیکے حکم پر هیں ۞

یهه مطالب جو همنے بیان کیئے اِن کي تصدیق اُسوقت بخوبي هوتي هے، جب کتب مقدسه کے قدیم اور جدید ترجمونکا حال معلوم هو، اسلیئے میں مناسب سمجھتا هوں، که هارن صاحب کے انٹروڈکشن سے کتب مقدسه کے قدیم وجدید چند ترجموں کا ذکر اِس مقام پر کروں،

Testament, which are extracted from Mr. Horne's Introduction to the Critical Study of the Scriptures. But I do not intend at present to make any allusion to those particular verses, which have been so variously translated by their several translators, that they have created a great diversity of meanings touching the fundamental articles of faith, for I mean to take notice of them in their proper places in my comments on the books of the Holy Bible.

اور جن جن ورسوں کے ترجمہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے جس سے عقاید ایمانیہ میں اختلاف پیدا ہوتا ہے ' اُسکے تذکرہ سے اس مقام پر باز رہوں ' کیونکہ اُن کا تذکرہ میری تفسیر میں ہر ایک ایسے ورس کی تفسیر میں اویگا انشاالله تعالی *

It should, however, be understood that the various interpretations of the same subjects, or other similar errors (if such are to be found among the received versions) are to be ascribed to the inaccuracy of translators, and not to the original, from which those versions have been rendered, and the authenticity of which can, no way, be injured by them: and those who have ventured to assert that the originals are impaired by these diversities and errors among their versions, have certainly erred, and have stepped beyond the limits of truth and justice by forming such an opinion respecting them. May the Almighty Judge forgive such persons for their rashness and presumption.

مگر یہہ بات سمجھہ لینی چاهیے ' کہ اختلاف یا غلطي تراجم سے جو درحقیقت مترجموں کا قصور ہے ' اصل کتب مقدسہ پر یا اُن کي صحت اور مطابقت پر الزام نہیں آسکتا ' جن لوگوں نے بسبب نقصان ترجموں کے اصل کتب مقدسہ میں نقصان تصور کیا ہے ' درحقیقت اُنہوں نے غلطي کي ہے ' اور حد انصاف سے گذر گئے ہیں والله غفور الرحیم *

Of the Chaldee or East Aramean Versions.

کالدي یا ایسٹ ارمین یعني مشرقي ارمینیہ کے ترجمے

The Chaldee Paraphrases which are called Targums, are the versions of the Old Testament in the Chaldee dialect. After returning from their captivity in Babylon, the Jews had become familiar with this tongue. The word *targum* signifies a detailed version—a ver-

کالدي پارافریز ' جسکو تارگم کہتے ہیں یہہ سب ترجمے عہد عتیق کے کالدي زبان میں ہیں ' جبکہ یہودي بابلن کي قید سے چھوٹ کرائے ' تو اُس زبان سے بخوبي واقف ہوگئے تھے ' تارگم کے معني مفصل ترجمہ کے ہیں ' جو صرف لفظي ترجمہ نہو ' بلکہ

sion not only literal but having an exposition or comments with itself. It is probable that when Ezra used to read the Pentateuch to the people in synagogues, he also used to explain it, in order to make it well understood by them.

ترجمه کے ساتھہ مختصر بیان یا تفصیل یا تفسیر بھي شامل ھو *

Thus from this time the practice of of reading the Pentateuch in this way was introduced among the Jews. But they did not insert their comments in the original books; they used to make only oral comments or explanation. The practice of inserting comments in the Chaldee versions began with them about the time of Jesus Christ. There were ten Targums written on different books of the Old Testament. As the authors of these Targums were well acquainted with the Hebrew, these Targums are therefore much trusted as furnishing a generally correct interpretation of the Scriptures. They are of great use, especially when there are no other means left to decide the meaning of certain passages in the Old Testament. All these Targums are, however, not of the same value, as will be seen from the perusal of their brief accounts which we now set out to give:—

اغلب ھے کہ حضرت عزرا جب عبادت خانوں میں توریت پڑہ کرسناتے تھے ' تو لوگوں کے سمجھانے کو آسکي تفسیر بھي فرماتے تھے ' جب سے یھودیوں میں اس طرح پر توریت کے پڑھنے کا رواج ھوا ' مگر تفسیر کا اصل کتاب پر لکھنے کا دستور نہ تھا ' حضرت مسیح علیہ‌السلام کے زمانہ کے قریب تفسیر کا کالدي زبان کے ترجموں کے ساتھہ لکھنے کا رواج ھوا ' اسطرح پر دس تارگمیں عھد عتیق کي مختلف کتابوں پر لکھي گئیں اور جو کہ آن تارگموں کے مصنف عبري زبانسے بخوبي واقف ھونیکا بہت اچھا قابو رکھتے تھے ' اس سبب سے آن ترجموں پر کتاب اقدس کے عموما صحیح معني دینے میں زیادہ بھروسا کیا گیا ھے ' خصوصا ایسے مقاموں میں جھاں اور کسي وسیلہ سے آن معنوں کا پانا محال ھو ' مگر ھرایک تارگم برابر رتبہ کي نہیں ھے چنانچہ ھم ھرایک کا مختصر حال بیان کرتے ھیں *

The Targum of Onkelos.—It is not known with certainty, at what time Onkelos flourished, nor of what nation he was. Some persons say that he was not a Jew, but a native of Babylon, and that he was a proselyte to Judaism, and a disciple of the celebrated Rabbi Hillel, who flourished about fifty years

۱ تارگم انکیلاس ' إسکے مصنف کا حال تحقیق نہیں کہ کب تھا اور کس قوم کا تھا ' بعضے کہتے ھیں کہ یھودي نہ تھا بلکہ بیبلن کا رھنے والا تھا ' اور آسنے یھودي مذھب اختیار کرلیا تھا ' ربي ھلل جو پچاس برس پیشتر حضرت مسیح علیہ‌السلام

before Jesus Christ; and consequently that Onkelos was contemporary with Christ. His Targum is free from idle legends and narratives; and is considered highly valuable. The Jews read this Targum in their synagogues till the sixteenth century.

سے تھے ' آنکا شاگرد تھا اور هم عصر حضرت مسیح علیه‌السلام کا ' اسنے صرف حضرت موسی کي پانچ کتابوں پر تارگم لکھي هے ' اسمیں کچھه قصے اور فضول باتیں نہیں هیں اور یهه تارگم نهایت قدر والي هے ' سولهویں صدي تک یهودي اس تارگم کو اپنے عبادتخانوں میں پڑهتے تهے *

2. The Targum of Pseudo-Jonathan is also on the five books of Moses; and it is full of fabulous narratives. It is said that the author of this Targum was Jonathan Ben Uzziel, but this assertion is not correct. There are several arguments, by which it is supported that this Targum was executed in the seventh or eighth century.

۲ تارگم سي دو جانتهن ' یهه تارگم بهي حضرت موسی کي پانچ کتابوں پر هے ' اسمیں افسانے بهت هیں بعضے کهتے هیں که یهه تارگم جانتهن بن ازیل کي تصنیف هے ' مگر یهه قول صحیح نهیں هے ' اور بهت وجوهات سے ثابت هے ' که ساتویں یا آٹھویں صدي میں تصنیف کي گئي هے *

3. The Jerusalem Targum also comments on the five books of Moses. It is by no means a connected paraphrase, sometimes omitting whole verses or even chapters; at other times explaining only a single word of a verse. In many respects it corresponds with the paraphrase of the Pseudo-Jonathan; and it is supposed to have been written in the seventh, eighth, or ninth century.

۳ تارگم یروشلیم ' یهه بهي حضرت موسی کي پانچوں کتابوں پر هے ' مگر سلسله وار نهیں هے ' کهیں کسي ورس کي کهیں کبهي ورس کي اور کهیں باب کے باب کي تفسیر نهیں لکهي هے ' اور کهیں کسي آیت کے ایک هي لفظ کي تفسیر لکهي هے ' اسکي روش اور تارگم سي دو جانتهن کي روش بهت قریب قریب هے ' اور ساتویں یا آٹھویں یا نویں صدي کے تصنیف هے *

4. The Targum of Jonathan Ben Uzziel treats on the Prophetical books of the Old Testament. It is free from narratives and legends, and is very valuable and trustworthy.

۴ تارگم جانتهن بن ازیل ' یهه تارگم عهد عتیق کي پیغمبرانه کتابوں پر هے ' اس میں قصے اور افسانے نهیں هیں اور بهت معتبر اور بڑي قدر والي هے *

5. The Targum on the Cetubim, Hagiographa, or holy Writings, is ascribed by some persons to Rabbi Joseph, surnamed the one-eyed or blind, who flourished in the third or fourth cen-

۵ تارگم سیتوبم ' هیجو گریفا (یعني تحریرهاے اقدس) بعضے کهتے هیں ' که ربي جوزف یهودي جو تیسري چوتهي صدي میں تها ' اور آسکا کانا یا اندها لقب

tury; but its author is unknown.

پڑگیا تہا ' اِسکا مصنف ہے ' مگر تحقیق
بات یہہ ہے کہ اِسکا مصنف نامعلوم ہے ٭

6. The Targum on the Megilloth, or five books of Ecclesiastes, Song of Songs, Lamentations of Jeremiah, Ruth, and Esther, is evidently a compilation by several persons. In it are embodied numerous narratives, and idle tales, which prove it to be of the sixth century.

۶ تارگم مجلیتھہ ' تاریخ اور غزل الغزلات
اور نوحہ جرمیا اور روت اور استہیر پر یہہ
تارگم بہت سے مصنفوں کي تـــالیف
معلوم ہوتي ہے ' اسمیں انسانے بہت
ہیں اور چہٹي صدي کي تصنیف معلوم
ہوتي ہے ٭

7, 8, 9. The Three Targums on the book of Esther. These Targums are full of absurd fables and traditions, and are all of them of very late date.

۷ ۸ ۹ تارگم ہاے استہیر ' اس کتاب پر تین
تارگمیں ہیں ' اورحال کي تصنیف
معلوم ہوتي ہیں ' اور ان میں
نا معقول انسانے بہت بہرے
ہوئے ہیں ٭

10. A Targum of the books of Chronicles.—It was unknown in former times, and became known in 1680. It is not very trustworthy and contains numerous tales.

۱۰ تارگم تاریخ پر ' یہہ تارگم پہلے زمانہ
میں مشہور نہ تہی ' سنہ ۱۶۸۰ ع میں
مشہور ہوئي ' اِسکا اعتبار بہت کم ہے '
اور اِسمیں انسانے بہت ہیں ٭

On the Ancient Greek Versions of the Old Testament.

قدیم یوناني ترجمے عہد عتیق کے

The Septuagint, or Alexandrine is a very ancient version and was held in great esteem both by the ancient Jews and the Christians. It was constantly read in their synagogues and churches, and from this version various foreign translations were executed, viz. the Arabic, Armenian, Ethiopic, Gothic, and Old Italic; and to this day the Septuagint is exclusively read in the Greek and most other Oriental churches.

سپٹو اجنٹ یا الکذنڈرین ' یہہ بہت
پرانا ترجمہ ہے ' یہودي اور قدیم عیسائي
سب مانتے چلے آئے ہیں ' اور اُن دونوںکے
عبادتخانوں میں پڑہا جاتا تہا ' اور عربي
اور آرمینیہ اور اتہوپیک اور گاتہک اور قدیم
اٹالک یعني قدیم لاطیني زبانوں میں جو
ترجمے ہوئے تہے ' وہ سب اسي سے ترجمہ
کیے گئے تہے ' اور ج تک یوناني گرجا میں
اور اور مشرقي گرجوں میں یہي ترجمہ پڑہا
جاتا ہے ٭

It is uncertain when this version was executed. Some accounts of its history are given to this effect, that the version was executed miraculously, and under the influences of the Holy

یہہ بات تحقیق نہیں ہوئي کہ یہہ ترجمہ
کس زمانہ میں ہوا ہے اور چند حکایتیں
مشہور ہیں جنکا مطلب یہہ ہے کہ یہہ
ترجمہ بطور کرامت اور اعجاز کے اور روح القدس

Spirit, but even learned Christians do not credit these accounts, The truth seems to be that it was executed by a number of Jews in the year 285 or 286 before the birth of Christ. This version was denominated the Septuagint either from those Jews being seventy two in number, or from the fact of its being approved of by the Sanhedrin or great council of the Jews, which consisted of seventy two members. It was received and held in honor by all the ancients, and many commentaries were written on it. Up to the first century it was of unquestioned authority in the Jewish Synagogues, as a book of religion, when the Jews being unable to resist the arguments from prophecy which were urged against them by the Christians, in order to deprive them of the benefit of that authority, began to deny that it agreed with the Hebrew Text.

كي تائيد سے هوا هے ' مگر خود علماء مسيحي ان حكايتوں كو قابل اعتبار كے نهيں سمجهتے صحيح بات اسقدر معلوم هوتي هے ' كه دوسو پچاسي يا دوسو چهياسي برس قبل ولادت حضرت مسيح عليه السلام كے علماء يهود نے ملكر يهه ترجمه كيا ' يا تو اس سبب سے كه وه بهتر آدمي تهے ' يا اس سبب سے كه يهوديوں كي بڑي عدالت نے جو سين هِڈرن كهلاتي تهي اور اس ميں بهتّر ممبر تهے اسكو منظور كيا تها ' سپٹو ايجنٹ اس ترجمه كا نام هو گيا ' مگر تمام قدما اسيكو مانتے آئے ' اور اسكي تفسيريں لكهي گئيں ' اور اول صدي تک يهوديوں كے عبادت خانوں ميں بهي بلا عذر سند رها مگر جبكه يهودي ان وجوهات كا پيش گوئي سے مقابله نكرسكے ' جو انكے روبرو عيسائيوں نے اسكي سند غير معتبر كرنے كے ليئے پيش كيں ' تب يهوديوں نے اقرار كيا كه يهه همارے عبري متن سے مطابق نهيں هے *

1. The Version of Aquilla.—When the Jews had given up reading the Septuagint in their synagogues, the three other versions were executed in the Greek language, of which the present version being the first. The author of this translation was a native of Sinope; he was of Jewish descent, and converted to Christianity: but afterwards he again renounced Christianity. He executed this version in the year 129 of the Christian æra. It is very literally translated from the Original Hebrew.

١ ايكوئيلا ' جب يهوديوں نے ترجمه سپٹوايجنٹ كو چهوڑ ديا تو تين ترجمے يوناني زبان ميں اور هوئے جن ميں سے اول يهه ترجمه هے ' اسكا مترجم سنوپ كا رهنے والا يهودي تها ' پهلے عيسائي هوا ' پهر مرتد هوكر يهودي هوگيا ' غالبا سنه ١٢٩ع ميں اسنے يهه ترجمه كيا ' عبري زبان كا نهايت لفظي يهه ترجمه هے *

2, The version of Theodotion, a native of Ephesus, who executed the

٢ تهيودوشن ' يهه شخص افي سس كا رهنے والا تها ' اسنے غالبا سنه ١٧٥ ع ميں

version probably in the 175 year of the Christian æra; he has revised, as it were, the Septuagint by making his version. His translation of the book of Daniel, which he performed likewise, was also introduced among the Christian Churches, as being deemed more accurate than that of the Septuagint.

یہہ ترجمہ کیا ' اسنے گویا ترجمہ سپٹواجنٹ پر نظر ثانی کی ہے ' کتاب دانیال کا جو اسنے ترجمہ کیا تہا وہ عیسائی گرجوں میں بہی مروج ہوا ' اور یہہ سمجہا گیا کہ یہ نسبت سپٹواجنٹ کے زیادہ ٹہیک اور درست ہے *

3. Symmachus, we are informed by Eusebius, and Jerome, was a Semi-Christian, or Ebionite: for the account given of him by Epiphanius (that he was a Samaritan, then a Jew, next a Christian, and the last of all an Ebionite) is generally regarded as unworthy of belief. Concerning the precise time when he flourished, learned men are of different opinions. Jerome expressly states, that his translation appeared after that of Theodotion. Montfaucon accordingly places Symmachus a short time after Theodotion, that is, about the year 200. The version of Symmachus, who appears to have published a second edition of it revised, is by no means so literal as that of Aquilla; he was certainly much better acquainted with the laws of interpretation than the latter, and has endeavoured, not unsuccessfully, to render the Hebrew idioms with Greek precision.

۳ سیمکس یوسیبیس صاحب اور جیروم صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مترجم ابیونایٹ یعنی نصف عیسائی تہا ' کیونکہ ایپی فینیس صاحب کے بیان سے ظاہر ہے کہ وہ اول سامری تہا ' پہر یہودی ہوا پہر عیسائی ہوا اور اخیر میں ابیونایٹ ہوگیا ' مگر یہہ بات قابل اعتماد کے نہیں ہے ' اور اسبات میں کہ وہ کب ہوا ہے عالموں میں اختلاف ہے ' جیروم صاحب علانیہ یہہ بیان کرتے ہیں ' کہ اسکا ترجمہ تہیوڈوشن صاحب کے ترجمہ کے بعد مشہور ہوا ' پس مانٹ فاکن سیمکس صاحب کے زمانہ کو ' تہیوڈوشن صاحب کے تہوڑی ہی مدت بعد ' یعنی قریب دوسو سنہ عیسوی میں قرار دیتے ہیں ' اسکا ترجمہ جسکو انہوں نے دوبارہ نظر ثانی کرکے مشتہر کیا تہا ہرگز ایسا لفظی نہیں جیسا کہ اکوئیلا صاحب کا ترجمہ ہے ' بلاشبہہ سیمکس صاحب بہ نسبت اکوئیلا صاحب کے قواعد ترجمہ سے زیادہ تر واقفیت رکہتے تہے ' اور انہوں نے عبری محاورات کا یونانی میں درستی کے ساتہہ ترجمہ کرنے میں جو کوشش کی ہے اسمیں بخوبی کامیاب ہوئے ہیں *

4, 5, 6.—The three anonymous translations, usually called the fifth, sixth, and seventh versions, derive their names

۴و۵و۶ یہہ تین گم نام شخصوں کے ترجمے ہیں ' جنکو ہمیشہ پانچواں چہٹا اور ساتواں ترجمہ کہتے ہیں ' اس ترتیب سے انکا نام

from the order in which Origen disposed them in his columns. The author of the sixth version must have been a Christian from the manner in which he has translated the 13th verse of the 3rd chapter of Habakkuk. The dates of these three versions are evidently subsequent to those of Aquilla, Theodotion, and Symmachus: from the fragments collected by Montfaucon, it appears that they all contained the Psalms, and Minor Prophets; the fifth and sixth further comprised the Pentateuch, and Song of Solomon; and from some fragments of the fifth and seventh versions found by Bruns in a Syriac Hexaplar manuscript at Paris, it appears that they also contained the two books of Kings. Bauer is of opinion that the author of the seventh version was a Jew.

رکھا گیا ہے ' جو اوریجن صاحب نے اپنے کالموں میں قرار دي ہے ' مصنف چوتھے ترجمہ کا کتاب حبقوق کے تیسرے باب کي تیرھویں آیت کے ترجمہ کے طرز سے عیسائي معلوم ھوتا ھے یہہ تینوں ترجمے ایکوئیلا صاحب اور تھیو ڈوشن صاحب اور سیمکس صاحب کے ترجموں کے بعد کے ھیں ' اِن ترجموں کے متفرق حصونسے جو مانٹ فاکن صاحب نے جمع کئے یہہ معلوم ھوتا ہے ' کہ اُن میں زبور اور صغیر پیغمبروں کي تحریریں تھیں ' اور پانچویں اور چوتھے ترجمے میں عہد عتیق اور راگ سلیمان بھي تھے ' اور پانچویں اور ساتویں ترجموں کے چند ٹکڑوں سے جو برنز صاحب نے زبان سریا کي ھگ سیپلر قلمي نسخہ میں مقام پیرس میں پائے ' یہہ معلوم ھوتا ہے ' کہ اُن دونوں ترجموں میں کتابہائے سلاطین بھي تھیں ' بائیر صاحب کي یہہ راے ہے کہ ساتویں ترجمہ کا مصنف کوئي یہودي تھا *

In the Septuagint, besides the alterations designedly made by the Jews, numerous errors were introduced, in the course of time, from the negligence or inaccuracy of transcribers, and from marginal notes, which had been added for the explanation of difficult words, being suffered to creep into the text. In order to remedy this growing evil, Origen, in the early part of the third century, undertook the laborious task of collating the Greek text then in use with the original Hebrew and with the other translations then in existence, and of producing a new or revised recension. Twenty eight years were devoted to the preparation of this

ترجمہ سپٹواجنٹ میں علاوہ اُن تبدیلیوں کے جو یہودیوں نے ارادتا کیں ' بہت سي غلطیاں اور بھي زمانہ دراز کے گذرنے سے بسبب غفلت اور بے احتیاطي ناقلوں کي اور حاشیہ پر کي شرحوں کو متن میں داخل کردینے سے ' جو واسطے سہولت الفاظ مشکل کے لکھي گئي تھیں پیدا ھو گئیں اس بڑھنے والي برائي کے رفع کرنے کے واسطے ' اوریجن صاحب نے تیسري صدي کے شروع میں اُسوقتکے یوناني متن مستعملہ کو اصلي عبري متن اور اور ترجموں سے جو اُسوقت میں موجود تھے مقابلہ کرنے کے مشکل کام کو اختیار کرکے اُن سب سے ایک نیا نسخہ حاصل کرنا چاھا ' اس عمدہ

arduous work, in the course of which he collected manuscripts from every possible quarter; aided (it is said) by the pecuniary liberality of Ambrose, an opulent man, whom he had converted from the Valentinian heresy, and with the assistance of seven copyists and several persons skilled in caligraphy. Origen commenced his labour at Cæsarea, A. D. 231; and it appears, finished his Polyglott at Tyre, but in what year is not precisely known. His Polyglott consisted of nine columns, the first of which contained the Hebrew in its proper characters; the second supplied the Hebrew text in Greek characters; the versions of Aquilla, Symmachus, the Septuagint, and Theodotion occupied the third, fourth, fifth and sixth columns respectively. When the fifth and sixth versions were added, the page consisted of eight columns; and when the seventh version was added, it comprised nine columns.

نسخه کے تیار کرنے میں انهائیسں برس صرف هوئے ، جنکے اندر آنهوں نے هر طرف سے نسخے جمع کئے ، اور بیان کیا گیا ہے ، که ایمبراس صاحب کے مدد خرچ سے جو ایک امیر شخص تهے ، جنکو آنهوں نے غلط بنیاد والی فرقه ویلن ٹینین کے پیرورنمیں سے عیسائي کرلیا تها ، اور بمدد سات ناقلوں اور بہت سے ایسے شخصوں کے جو عمده تحریر کا کامل فن رکهتے تهے ، اوریجن صاحب نے یهه کام مقام سیزاریا میں سنه ٢٣١ع میں شروع کیا ، اور معلوم هوتا ہے که آنهوں نے اپنا پالی گیلاٹ (یعني کئي متنونکا مجموعه) مقام ٹائیر میں بورا کیا ، مگر یهه تحقیق نهیں هوا ، که کس سنه میں پورا کیا ، آن کے پالي گیلاٹ میں نو کالم تهے ، جن میں سے اول کالم میں عبري متن عبري حرفوں میں تها ، اور دوسرے کالم میں عبري متن یوناني حرفوں میں تها ، اور ایکوئیلا صاحب اور سیمکس صاحب اور تهیوڈوشن صاحب کے ترجمے ، اور سپٹو ایجنٹ تیسرے اور چوتهے اور پانچویں اور چهٹے کالم میں تهے ، جب که پانچواں اور چهٹا ترجمه زیاده کیا گیا ، تب پالي گیلاٹ کے صفحه میں آٹهه کالم هو گئے ، اور ساتواں ترجمه ، زیاده کرنے سے نو کالم هو گئے ❋

On the Ancient Oriental Versions of the Old Testament.

Of the Syriac Versions.

قدیمي مشرقي ترجمے عهد عتیق کے

ترجمے سریا زبان کے

1. Of the Syriac versions the most celebrated is the Peschito or Literal (Versio Simplex), as it is usually called, on account of its very close adherence to the Hebrew text, from which it was immediately made.

سریا زبان کے ترجموں میں سے نهایت مشهور ترجمه پیسکٹو یعني لفظي ترجمه ہے ، جو اس نام سے بسبب اسبات کے که جس متن عبري سے وه ترجمه کیا گیا تها ، آس سے نهایت مطابق ہے پکارا جاتا

The most extravagant assertions have been advanced concerning its antiquity; some referring it to the time of Solomon and Hiram, while others ascribe it to Ása, the high priest of the Samaritans, and a third class to the apostle Thaddeus. The last tradition is received by the Syarin churches; but a more recent date is ascribed to it by modern scholars.

ہے ، درباب اسکي قدامت کے بہت سا مبالغہ کیا گیا ہے ' بعض لوگ آسکو زمانہ حضرت سلیمان اور جیروم صاحب کا بتاتے هیں ' اور بعض شخص زمانہ آسا سي جو سامریوں کا پریسٹ تھا منسوب کرتے هیں اور بعض تهدیس حواریکے وقت کا آسکو بیان کرتے هیں سریا کے گرجوں میں اس اخیر روایت پریقین کیا گیا ہے ' مگر زمانہ حال کے نکتہ چین آسکو زیادہ زمانہ حال کا قرار دیتے هیں

Bishop Walton, Carpzov, Leusden, Bishop Lowth and Dr. Kennicott, assign its date to the first century; Bauer and some other German critics, to the second or third century; Jahn fixes it, at the latest, in the second century. De Rossi pronounces it to be very ancient; but he does not specify any precise date.

بشپ والٹن صاحب اور کارپ زور صاحب اور لیوسڈن صاحب اور بشپ لوتھہ صاحب اور ڈاکٹر کنی کت صاحب اس ترجمہ کو اول صدي کا قرار دیتے هیں اور بائیر صاحب اور چند دیگر جرمني کے نکتہ چین دوسري صدي یا تیسري صدي کا قایم کرتے هیں اور جین صاحب کم سے کم دوسري صـــدي کا اور ڈي راسي صاحب بہت قدیم کہتے هیں ' مگر کوئي تاریخ نہیں مقرر کرتے هیں *

The most probable opinion is that of Michaelis, who ascribes it to the close of the first, or to the earlier part of the second century, at which time the Syrian churches flourished most, and the Christians at Edessa had a temple for divine worship erected after the model of that of Jerusalem: and it is not to be supposed that they would be without a version of the Old Testament, the reading of which had been introduced by the Apostles.

نہایت غالب راے میکیلس صاحب کي ہے ' جو اس ترجمہ کو اول صدي کے اخیر یا دوسري صدي کے شروع کا بتاتے هیں ' یعني جسوقت میں کہ سریا کے گرجوں کي اچھي ترقي تھي ' اور مقام اِڈسا کے عیسائیوں نے یورشلم کے معبد کے طریق پر پرستش کے واسطے معابد بنا لیا تھا ' یہہ نہیں خیال کیا جاتا کہ اُن کے پاس عہد عتیق کا کوئي ترجمہ نہوگا ' جسکے پڑھنے کا حواریوں نے وہاں رواج دیا ہو *

The arguments prefixed to the Psalms were manifestly written by a Christian author. This version was evidently

زبور کے اول میں جو وجوہات مندرج هیں آنکو علانیہ ایک عیسائي نے لکھا هوگا ظاهرا معلوم هوتا ہے ' کہ یہہ ترجمہ اصلي

made from the original Hebrew, to which it most closely and literally adheres, with the exception of a few passages which appear to bear some affinity to the Septuagint: Jahn accounts for this by supposing, either that this version was consulted by the Syriac translator or translators, or that the Syrians afterwards corrected their translation by the Septuagint.

عبري سے هوا جس سے وہ بجز چند مقاموں کے جو ترجمہ سبٹو اجنٹ سے زیادہ تر مناسبت رکہتے هیں نہایت مطابق اور بعینه هے ' اِن چند مقامونکے سبٹواجنٹ سے مناسبت رکہنے پر جین صاحب کي یہه راے ہے ' کہ سریا والے ترجمہ کے مترجموں نے ترجمہ کرتے وقت سبٹواجنٹ ترجمہ سے کچہہ مدد لي هو ' یا یہہ کہ سریا والوں نے بعد ازاں اپنے ترجمہ کو سبٹواجنٹ سے صحیح کیا هو *

Leusden conjectures, that the translator did not make use of the most correct Hebrew manuscripts, and has given some examples which appear to support his opinion. Dathe, however, speaks most positively in favour of its antiquity, and fidelity, and refers to the Syriac version, as a certain standard by which we may judge of the state of the Hebrew text in the second century: and both Kennicott and De Rossi have derived many valuable readings from the version.

لیوسڈن صاحب یہہ خیال کرتے هیں ' کہ اس ترجمہ کے مترجم نے نہایت صحیح عبري نسخوں کا استعمال نہیں کیا ' اور چند وجوهات سے اپني راے کو تقویت دي هے ' باوجود اسکے ڈیتھہ صاحب اس نسخہ کي قدامت اور وفاداري پر نہایت مستحکم راے رکہتے هیں ' اور کہتے هیں کہ اس سریا کے ترجمہ کو ایسا مقدم نسخہ سمجہیں ' کہ جس سے هم دوسري صدي کے عبري متن کو جانچیں ۰ اور کني کٹ صاحب اور ڈي راسي صاحب نے اس نسخہ میں بہت عمدہ عبارتیں پائیں هیں *

To its general fidelity almost every critic of note bears unqualified approbation, although it is not every where equal: and it is remarkably clear and strong in those passages which attribute characters of Deity to the Messiah.

تقریبا هر مشهور نکتہ چیں اس نسخہ کي عام مطابقت کو اصلي متن سے تسلیم کرتا هے ' اگرچہ هرایک بدرجہ مساوي قبول نہیں کرتا ' اور یہہ اُن کا تسلیم کرنا اُن مقاموں سے بخوبي ظاهر هوتا هے جن میں حضرت مسیح سے صفات الوهیت منسوب کي هیں *

Jahn observes, that a different method of interpretation is adopted in the Pentateuch from that which is to be found in the book of Chronicles; and

جین صاحب یہہ سمجہتے هیں کہ توریت کے ترجمہ کرنے کا طریقہ کتاب تاریخ کے ترجمہ کرنے میں استعمال نہیں کیا گیا '

that there are some Chaldee words in the first chapter of Genesis, and also in the book of Ecclesiastes and the Song of Solomon: whence he infers that this version is the work not of one, but of several authors.

اوریهه بهي که کتاب پیدایش کے اول باب میں اور کتاب وعظ اور کتاب راگ میں چند، کیلدي زبان کے لفظ پائے جاتے هیں جس سے جیں صاحب یهه نتیجه نکالتے هیں ' که یهه ترجمه ایک شخص کا کیا هوا نهیں هے ' بلکه کئي شخصونکا هے *

The other Syriac versions being made from the Septuagint, it is therefore sufficient to give a brief notice of the Syriac translation of Origen's Hexaplar edition of the Seventy, which is the most celebrated and valuable. This translation was executed in the former part of the seventh century; the author of this version is unknown.

اور اور ترجمے سریا زبان کے سپٹو ایجنٹ سے هوئے هیں ' جنمیں سے اوریجن صاحب کے هک سیپلر نسخه کا جو سریا زبان میں نهایت پسندیده اور مشهور ترجمه هے ' مختصر بیان کرنا کافي هو گا ' یهه ترجمه ساتویں صدي کے شروع میں هوا هے ' اور مترجم اِسکا نامعلوم هے *

The late Professor De Rossi who published the first specimen of it, does not decide whether it is to be attributed to Marr Abba, James of Edessa, Paul Bishop of Tela, or to Thomas of Heraclea. Assemanni ascribes it to Thomas, though other learned men affirm that he did not do more than collate the books of Scripture.

پرافسر ڈي راسي صاحب جنهوں نے اول هي اس نسخه کا نمونه چهاپا اس بات کا تصفیه نهیں کرتے هیں ' که آیا اس ترجمه کو مار آبا صاحب یا جیمس صاحب ساکن اِڈسي سي ' یا پال بشپ مقام ٹیلا یا طامس صاحب ساکن هریکلیا سے منسوب کیا جاوے ' اسے سي میني صاحب اِسکو طامس صاحب سے منسوب کرتے هیں ' اگرچه اور علما یهه کهتے هیں که اس شخص نے کتابهاے اقدس کے مقابله کرنے کے سوا اس نسخه میں اور کچهه نهیں کیا *

This version, however, corresponds exactly with the text of the Septuagint, especially in those passages in which the latter differs from the Hebrew.

یهه ترجمه سپٹو ایجنٹ کے متن سے خاص کران مقاموں میں بعینه مطابقت رکهتا هے ' که جن مقامونمیں سپٹوایجنٹ عبري متن سے اختلاف رکهتا هے *

Of the Arabic Versions.

عربي ترجمے

1. Rabbi Saadias Gaon, a celebrated Jewish teacher at Babylon, translated, or rather paraphrased, the Old Testa-

۱ عالم سادي اس گان نے جو ایک مشهور یهودي عالم بیبلن کا تها عهد عتیق کا عربي میں ترجمه بطور تفسیر کے کیا '

ment into Arabic: of this version the Pentateuch was printed at Constantinople, in the year 1546, in Hebrew characters; and in the Paris and London Polyglotts, in Arabic letters.—The prophecy of Isaiah was published by Paulus in 1790, 1791. The remaining books of this translation have not hitherto been discovered.

2. The Arabic version of the Pentateuch, published by Erpenius in 1622, appears to have been executed in the thirteenth century by some African Jew, who has very closely adhered to the Hebrew.

3. The Arabic version of the book of Joshua, printed in the Paris and London Polyglotts, is, in opinion of Bauer, made directly from the Hebrew. Its author and date are not certain.

4. The Pentateuch, Psalms, and Prophecy of Daniel, were translated by Saadia Ben Levi Asnekot, who lived in the early part of the seventeenth century: they are extant only in manuscripts in the British Museum, and are of very little value.

Of the Persian Versions.

Although we have no authentic account of the conversion of the whole Persian nation to Christianity, yet we are informed by Chrysostom and Theodoret, that the Scriptures were very anciently translated into the Persian language. The translation of the Pentateuch, printed in the 4th volume of Bishop Wal-

اِس ترجمه میں سے توریت مقام کانس ٹینٹ اِن آوپل میں عبري حرفوں میں سنه ۱۵۴۶ میں چھاپي گئي تهي ' اور پیرس اور لنڈن کے مذهبي مجموعوں میں عربي حرفوں میں چھاپی گئي تهي کتاب اشعیاہ کو پالس صاحب نے سنه ۱۷۹۰ و سنه ۱۷۹۱ع میں چھاپا اس ترجمه کي باقي کتابیں اب تک نہیں ملیں *

۲ وہ عربي ترجمه توریت کا جو ارپینیس نے سنه ۱۶۲۲ میں چھاپا ' تیرھویں صدي میں کسي افریقه کے یہودي کا جسنے ترجمه کرنے میں عبري متن کا بہت لحاظ رکھا ہے لکھا هوا معلوم هوتا ہے *

۳ کتاب یوشع کا وہ عبري ترجمه جو پیرس اور لنڈن کے مجموعه میں چھپا ' بموجب بائیر صاحب کي راے کے عبري متن سے هوا ہے ' آسکے مترجم اور تاریخ سے اطلاع نہیں ہے *

۴ سعدیا بن لیوي ایسنِي کاٹ نے جو سترھویں صدي کے شروع میں هوا توریت اور زبور اور کتاب دانیال کا عربي میں ترجمه کیا ' یہه ترجمے اب کتب خانه برٹِش موسیم میں صرف قلمي نسخوں میں سے موجود هیں ' اور بہت بے قدر هیں *

فارسي ترجمے

اگرچه تمام فارسیوں کے عیسائی هوجانے کي کوئي صحیح خبر همارے پاس نہیں ہے ' تاهم کریز استم صاحب اور تهیوڈورٹ صاحب کے بیان سے معلوم هوتا ہے ' که فارسي زبان میں کتابہاے اقدس بہت قدیم زمانه میں ترجمه هوئي تهیں ' توریت کا وہ فارسي ترجمه جو بشپ والٹن صاحب

ton's Polyglott, was executed by a Jew, for the benefit of the Jews, in the eleventh or twelfth century. The Hebrew text is, for the most part, faithfully rendered.

ے مجموعه کي چوتھي جلد ميں چھپا ، (يه گيارھويں يا بارھويں صدي ميں کسي يهودي نے يهوديوں کے واسطے تيار کيا تھا ، يه ترجمه عبري متن سے اکثر مطابق هوا هے ٭

Bishop Walton mentions two Persic versions of the Psalms, one by a Portuguese at Ispahan in the year 1618, and another by some Jesuists from the Vulgate Latin version.

بشپ والٹن صاحب زبور کے دو فارسي ترجموں کا ذکر کرتے هيں ، اُن ميں سے ايک کسي پورچگل والے ساکن اصفهان نے سنه ١٦١٨ ع ميں کيا ، اور دوسرا کسي يهودي کا ولگٹ رومي ترجمه سے کيا هوا هے ٭

Of the Egyptian Versions.

مصري ترجمے

From the proximity of Egypt to Judea, it appears that the knowledge of the Gospel was very early communicated to the inhabitants of that country, whose language was divided into two dialects the Sahidic or dialect of Upper Egypt, and the Coptic or dialect of Lower Egypt. In the former of these dialects the ninth chapter of the book of Daniel was published by Munster at Rome in 1786; and Jeremiah chap. 9-17. to chap. 13. by Mingarelli at Bologna in 1785.

مصر سے يهوديه کے قريب هونے کے سبب سے معلوم هوتا هے ، که علم انجيل کا مصر کے باشندوں ميں زمانه ابتدا ميں پهونچا ، جنکي زبان دوقسم کي هے ، اول سهدک يا زبان مصر کے اوپر کے حصه کي اوردوسري کاپٹک يا زبان نيچي کے حصه کے منٹر صاحب نے مقام روم ميں سنه ١٧٨٦ ميں کتاب دانيال کے نويں باب کا اِن ميں سے پهلي زبان ميں ترجمه کيا ، اورمن گاريلي صاحب نے مقام بالوگنا ميں سنه ١٧٨٥ ميں کتاب جريمه کا نويں باب ورس ١٧ سے باب ١٣ تک اسي زبان ميں ترجمه کيا ٭

The Coptic language is a compound of the Old Egyptian and Greek; into which the Old Testament was translated from the Septuagint, perhaps in the second or third century, and certainly before the seventh century. The late Dr. Woide was of opinion that both the Coptic and Sahadic versions were made from the Greek. They express the phrases of the Septuagint Version;

زبان کاپٹک قديم مصري اور يونانيوں کي زبانوں سے مرکب هے ، اس زبانميں عهد عتيق کا ترجمه سپٹو ايجنٹ ترجمه سے شايد دوسري يا تيسري صدي ميں مگر بالتحقيق ساتويں صدي سے پيشتر هوا ، ڈاکٹر وايڈ صاحب کي يهه راے تهي که کاپٹک اور سهدک دونو زبانوں ميں ترجمے يوناني زبان سے هوئے ؛ اُن ترجموں ميں

and most of the additions, omissions, and transpositions, which distinguish the latter from the Hebrew, are discoverable in the Coptic and Sahidic versions.

سپٹواجنٹ ترجمہ کے بہت سے طرز کلام پائے جاتے ہیں ※

OF THE ETHIOPIC OR ABYSSINIAN VERSIONS.

اتھیوپیا یا ابیسینیا کی زبان کے ترجمے

The Ethiopic or Abyssinian version, which is still extant, was made from the Septuagint: although its author and date are unknown, yet, from the marks of unquestionable antiquity which it bears there is every reason to believe that it was executed in the second century. Some peculiar readings occur in this translation: but, where it seems to be exact, it derives considerable authority. The first portions of the Ethiopic Scriptures that appeared in print, were the Psalms, and the Song of Solomon; editied at Rome, by John Potken A. D. 1513.

اتھیوپیا یا ابیسینیا زبان کا ترجمہ جو اب بھی موجود ہے سپٹواجنٹ ترجمہ سے کیا گیا تھا ' اگرچہ اس ترجمہ کا مترجم اور زمانہ معلوم نہیں ہے لیکن نا قابل اعتراض قدامت کی علامتوں سے جو اسمیں موجود ہیں ' اس بات کے یقین کرنے کی وجہ ہے ' کہ یہہ ترجمہ دوسری صدی میں ہوا اس میں چند مخصوص عبارتیں پائی جاتی ہیں ' مگر جہاں کہیں کہ وہ اپنی اصل کے مطابق ہے وہاں وہ اپنے قدامت کے باعث سے بہت سی سند حاصل کرتا ہے اتھیوپیا کی زبان میں جو حصے کتابہاء اقدس کے اول چھپے ' وہ راگ سلیمان اور زبور تھے ' جنکو جان پاٹکن صاحب نے روم میں سنہ ۱۳۱۵ میں مرتب کیا تھا ※

In 1548, the New Testament was also printed at Rome by some Abyssinian priests, and was afterwards reprinted in the London Polyglott: but as the manuscripts used in the Roman edition were old and mutilated, the editors restored such chasms as appeared in the text, by translations from the Latin Vulgate. These editions, therefore, are not of much value, as they do not present faithful copies of the ancient Ethiopic text. About the middle of the seventeenth century appeared in print, the book of Ruth: the Prophecies of

کسی ابیسینیا کے پرسٹ نے مقام روم میں سنہ ۱۵۴۸ میں بزبان ابیسینیا عہد جدید کو بھی چھاپا ' اور لنڈن کے مجموعہ میں بھی عہد جدید پھر چھاپی گئی مگر اسکے رومی نسخہ میں جو پرانے اور شکستہ قلمی نسخوں کا استعمال کیا گیا تھا اسلیئے ایسے مقاموں کو جو اُسکے متن میں نہیں تھے چھاپنے والوں نے ولگٹ لاطینی ترجمہ سے ترجمہ کرکے بحال کیا ' اسواسطے یہہ نسخے عہد جدید کے اس زبان میں بہت قابل قدر کے نہیں ہیں ' کیونکہ قدیم اتھیوپیا کی زبان کے متن کی بعینہ نقلیں

Joel, Jonah, Zephan ah, and Malachi; the Song of Moses; that of Hannah (1 Samuel chap. 2.); the Prayers of Hezekiah, Manassah, Jonah, Azariah, and the three children; Isaiah; Habbakuk; the Hymns of the Virgin Mary, Zechariah, and Simeon; and the first four chapters of Genesis. In 1815, the British and Bible Society published a reprint of Ludolf's Edition of the Ethiopic Psalter. This is the whole of the Ethiopic Scriptures hitherto printed.

اِن میں نہیں پائي جاتیں ' اور کتاب راعوت اور کتاب هاے پیشین گوئي یوایل اور یوحنا اور زفانیا اور ملاکي ' اور راگ موسیٰ اور راگ حینا (اول سموئیل باب ۲) دعائیں هیزیکیا اور میننیسا اور یوحنا اور ایزیریا اور تیں بچوں کي ' اور کتاب یوشع اور حبقوق اور مریم کي همز ' اور کتاب ذکریا اور سائمن اور کتاب پیدایش کے اول کے چار باب ' سترهویں صدي کے درمیان کے قریب ' زبان اِتیوپیا یا اِبي سینیا میں یهه سب چهاپي گئیں ' اتیو پیا کے زبان کے مجموعہ کتابہاء اقدس کے لیڈ الف صاحب کے نسخه کو برٹش اور بیبل سوسائٹي نے سنه ۱۸۱۵ع میں دوبارہ چهاپا ' یهه جتني کتابیں همنے بیان کیں اتهیوپیا کي زبان میں اتني هي کتاب هاے اقدس اب تک چهپي هیں *

Of the Armenian Versions.

The Armenian version was also made from the Alexandrian Septuagint: its author was Mesrob, who invented letters fully expressive of the Armenian tongue, towards the close of the fourth or early in the fifth century. It is said to have been subsequently altered according to the Peschito or Old Syriac version, and according to the Latin Vulgate by Uscan, an Armenian Bishop, who was specially sent to Amsterdam to superintend the edition there printed in 1666. The edition printed in Constantinople in 1705, was collated by Bredencamp, for the late Revd. Dr. Holmes's edition of the Septuagint. The Armenian version of the Scriptures, has been attributed to Chrysostom, but

ارمینیا زبان کے ترجمے

ارمینیا زبان کا ترجمہ بهي الگذندریہ والے سپٹو ایجنٹ ترجمے سے هوا ' اور اُسکے مترجم میزراب صاحب تهے جنهوں نے چوتهي صدي کے اخیر یا پانچویں صدي کے شروع میں ارمینیا زبان کے حروف ایجاد کیئے ' بیان کرتے هیں که اسکن صاحب ارمینیا کے بشپ نے ' جو اس ترجمه کے اُس نسخه کے چهپوانے کي درستي کے واسطے جو سنه ۱۶۶۶ میں چهپا مقام ایم ستردیم کو بهیجے گئے تهے ' اس ترجمه کو بموجب پیسکٹو یا پرانے سریا ترجمه کے ' اور بموجب ولگٹ رومي ترجمه کے بعده تبدیل اور صحیح کیا هے ' جو نسخه اس ترجمه کا مقام کانس ٹینٹ اِن وپل میں سنه ۱۷۰۵ میں چهپا ' بریڈن کیمپ صاحب

it does not appear on satisfactory authority.

نے پادري ڈاکٹر ھالمس صاحب کے سپٹوایجنٹ کے نسخہ سے آسکا مقابلہ کیا ' کتاب ھاے اقدس کے ارمینیا زبان کے ترجمہ کو ' کرنیر اسٹم صاحب سے منسوب کرتے ھیں ' مگر یہہ بات حسب دلخواہ سند نہیں رکھتي ھے *

OF THE RUSSIAN VERSIONS.

The Sclavonic or old Russian version, is derived from the Septuagint: it was executed in the ninth century by Cyril of Thessalonica, the inventor of Sclavonic letters, in conjunction with Methodius, by both of whom the Gospel was preached to the Bulgarians. The Pentateuch was first printed at Prague in 1519; and the entire Bible in 1570: the edition of the Sclavonic Scriptures, executed at Ostrog in 1581, is the exemplar whence all the modern Russian editions are printed. It is said to have undergone several revisions, particularly in the time of the patriarch Nicon: and the New Testament is rendered with more perspicuity than the Old.

روسي ترجمے

سکلیوانک یـــا قدیم روسي تـــرجمہ سپٹو ایجنٹ ترجمہ سے ھوا ھے سرل تھسي صاحب کونیکا والے نے جو سکلیوانک زبان کے حرفونکے موجد تھے ' اور میھتودیس صاحب نے شامل ھوکر نویں صدي میں یہہ ترجمہ کیا تھا ' اور ان دونوں صاحبوں نے بلگیریا والوں کو انجیل کا وعظ بھي کیا اور بمقام پرانگیو میں سنہ ١٥١٩ میں توریت اس زبان میں اول چھپي ' اور تمام بیبل سنہ ١٥٧٠ میں اسي زبان میں چھپي ' سکلیوانک یا قدیم روسي زبان میں چھپي ھوئي کتاب ھاے اقدس کا وہ نسخہ ' جو مقام اسٹراگ میں سنہ ١٥٨١ میں تیار ھوا مقدم نمونہ ھے ' جس سے تمام زمانہ حال کے روسي نسخے چھپے ھیں ' بیان کیا گیا ھے کہ آس پر بہت سي نظرثانیاں ھوئیں ھیں ' خاص درمقدم پادري نائیکن صاحب کي ' اور عہد جدید اس نسخہ کے بہ‌نسبت عہد عتیق کے زیادہ صاف عبارت میں ترجمہ ھوئي ھے *

ON THE ANCIENT LATIN VERSIONS OF THE SCRIPTURES.

At the commencement of the Christian æra, Latin was gradually supplanting Greek as a general language, and it soon might be called the language of the Western Church.

قدیم رومي ترجمے کتاب‌ھاے اقدس کے

١ سنہ عیسوي کے شروع میں رومي زبان بجاے یوناني زبان کے ' رفتہ رفتہ لوگوں کي عام زبان ھوتي جاتي‌تھي بس وہ بہت جلد مغربي گرجے کي زبان کہلانے

From the testimony of Augustine, it appears that the Latin Church possessed a very great number of versions of the Scriptures, made at the first introduction of Christianity, and whose authors were unknown; and that, in the primitive times, as soon as any one found a Greek copy and thought himself sufficiently versed in both languages, he attempted a translation of it. In the course of time, this diversity of translations produced much confusion, parts of separate versions being put together to form an entire composition, and marginal notes being inserted into the text: but one of these Latin translations appears to have acquired a more extensive circulation than the others, and for several ages was preferably used, under the name of the Vetus Itala or Old Italic, on account of its clearness and fidelity. This version, which in the time of Jerome was received as canonical, is by him termed sometimes the Vulgate and sometimes the Old, in opposition to the new translation undertaken by him. He mentions no other version.

لکي ' اگستاين صاحب کي شهادت سے يهه معلوم هوتا هے ' که کتابهاے اقدس کے بهت سے ترجمے ' جو مذهب عيسائي کے آغاز رواج ميں هوۓ تهے ' رومي گرجه ميں موجود تهے ' اور آنکے مترجم معلوم نه تهے ' ابتدا کے زمانوں ميں جرهيں کوئي شخص يوناني نسخه پاتا تها ' اور اپنے تئيں دونوں زبانوں يعني يوناني اور رومي ميں بخوبي قابل ديکهتا آسکے ترجمه کا قصد کرتا تها ايک زمانه کے بعد ترجموں مختلف کي کثرت سے بهت پريشاني پيدا هوئي يعني ترجموں کے متفرق حصوں کو ملا کر پوري تاليف بناتے تهے ' اور حاشيه کي شرح کو متن ميں ' داخل کرديتے تهے ' مگر اِن رومي ترجموں ميں سے معلوم هوتا هے که ايک نے به نسبت اوروں کي زياده شهرت حاصل کي تهي ' اور بهت سے برسوں تک بسبب اپني فصاحت عبارت اور اصل سے مطابق هونے کے ' ويتس ايٹلا يا پرانے رومي ترجمه کے نام سے پسنديدگي سے لوگون کے استعمـــال ميں تها ' يهه ترجمه جسکو جيروم صاحب کے زمانه ميں مذهبي استعمال کي کتاب مانا جاتا تها بمقابله نئے ترجمه کے جو جيروم صاحب نے کيا بعض اوقات ولگٹ يعني عام ترجمه کے نام سے پکارا جاتا هے ' اور کبهي قديم رومي ترجمه کے نام سے ' جيروم صاحب سواے اس ترجمه کے کسي اور ترجمه کا ذکر نهيں کرتے *

The Old Italic was translated from the Greek in the Old Testament as well as in the New, there being comparatively few members of the Western Church, who were skilled in Hebrew.

پورانے رومي ترجمه کي عهد عتيق اور عهد جديد دونوں يوناني ترجمه سے هوئي هيں ' کيونکه مغربي يعني رومي گرجه ميں به نسبت مشرقي يعني يوناني

From the above cited expressions of Augustine, it has been inferred that the Old Italic version was made in the first century of the Christian æra, but the New Testament could not have been translated into Latin before the canon had been formed, which was certainly not made in the first century: and the greater number of Hebraisms and Syriasms observable in it, particularly in the Gospels of Matthew and Mark, have induced some eminent critics to conjecture that the authors of this translation were Jews converted to Christianity. There is, however, every reason to believe, that it was executed in the early part of the second century: "at least it was quoted by Tertullian before the close of that century. But, before the end of the fourth century, the alterations, either designed or accidental, which were made by the transcribers of the Latin Bible, had become as numerous as the alterations in the Greek Bible, before it was corrected by Origen."

ترجمہ کے چند ایسے ارکان تھے جو عبری زبان سے واقف تھے ' اگستاین صاحب کے کلام مذکورہ بالا سے یہہ نتیجہ نکالا گیا ہے ' کہ پرانا رومي ترجمہ سنہ عیسوي کے اول صدي میں ہوا تھا ' مگر عہد جدید اُس زمانہ سے پیشتر جس زمانہ میں کہ مقدس کتابوں کي ترتیب قرار پائي ' جیسا قرار پانا لاشبہہ اول صدي سے پیشتر نہوا ہوگا ' رومي زبان میں ترجمہ نہوئي ہوگي اور بہت سي عبري اور سریا زبان کي اصطلاحوں کے عہد جدید میں پائے جانے سے ' خاصکر متي اور مارک کي انجیلوں میں بعض مشہور نکتہ چینوں نے یہہ خیال کیا ہے ' کہ اس قدیم رومي ترجمہ کے مترجم ایسے یہودي ہوں گے جو عیسائي ہوگئے ہوں لیکن اسبات کے یقین کرنے کي کامل وجہہ ہے ' کہ یہہ ترجمہ دوسري صدي کے شروع میں ہوا ' القصہ ترٹولین صاحب نے اسکو دوسري صدي کے اخیر کا بیان کیا ہے ' مگر چوتھي صدي کے انجام سے پیشتر اس ترجمہ میں ایسي تبدیلیان جو ارادتاً کي گئیں تھیں یا اتفاق سے پیدا ہوگئیں ' اور جو رومي بیبل کے ناقلوں نے کیں ' اسقدر کثیر ہوگئے تھیں ' جسقدر یوناني بیبل میں اُس زمانہ سے پیشتر جس زمانہ میں کہ اوریجن صاحب نے اسکو صحیح کیا تبدیلیاں تھیں ❊

2. To remedy this growing evil, Jerome, at the request and under the patronage of Pope Damascus, towards the close of the fourth century, undertook to revise this translation, and make it more conformable to the original Greek. He executed the revision of the Old

۲ اس بڑھنے والے برائي کے دفعہ کرنے کے لئے ' جیروم صاحب نے حسب الایما اور مدد پوپ ڈمسکس صاحب کے ' چوتھي صدي کے آخیر میں اس ترجمہ پر نظر ثاني کرنے اور اُسکو اصلي یوناني کے مطابق کرنے کا ارادہ کیا ' پس عہد

Testament according to the Hexaplar text of Origen, which he went to Cæsarea to consult, and the New Testament after the original Greek; and completed his task A. D. 384. Of this version the book of Job and the Psalms (which alone have been preserved to our times), together with the Chronicles, Proverbs, Ecclesiastes, and Song of Solomon, are all that were ever published; Jerome's manuscripts, comprising the remaining books of Scripture, having been either lost or destroyed through the wilful negligence or fraud of some individuals whom he has not named.

جدید کی نظر ثانی اوریجن صاحب کے نسخہ هکسپلر کے متن کے مطابق آنہوں نے کی جس نسخہ سے مطابق کرنے کے واسطے وہ مقام سی زاریا کو گئے ' اور عہد جدید کو اصل یونانی نسخہ کے مطابق نظر ثانی کیا ' اور آنہوں نے یہہ اپنا کام سنہ ۳۸۴ع میں پورا کیا ' اس ترجمہ میں سے کتاب ایوب اور زبور جو همارے زمانہ تک باقی رهی هیں ' اور کتب تاریخ اور امثال اور وعظ اور راگ سلیمان ' یہہ وہ سب کتابیں هیں ' جو کبھی چھاپی گئیں هیں جیروم صاحب کے قلمی نسخے جن میں کتاب اقدس کی باقی ماندہ کتابیں تہیں وہ قلمی نسخے بسبب دانستہ غفلت یا فریب بعض شخصوں کے ' جنکا آنہوں نے نام نہیں بیان کیا ہے ' جاتے رہے اور برباد هو گئے *

But before Jerome had finished his revisal, he had commenced a translation of the Old Testament from the Hebrew into Latin, in order that the Western Christians, who used this last language only, might know the real meaning of the Hebrew text, and thus be the better qualified to engage in controversial discussions with the Jews.

مگر پیشتر اس سے کہ جیروم صاحب نے اس ترجمہ کو نظر ثانی کیا ' آنہوں نے عہد عتیق کا عبری سے رومی میں اس ارادہ سے ایک ترجمہ شروع کیا تہا ' کہ مغربی عیسائی جو صرف رومی زبان کو استعمال کرتے تہے عبری متن کے اصلی معنے جان سکیں ' تاکہ آسکے اصلی معنوں سے واقف هوکر یہودیوں سے مباحثہ میں بہتر قابلیت کے ساتھہ مصروف هوں *

3. This version which surpasses all former ones, was executed at different times, Jerome having translated particular books in the order requested by his friends; we learn from Augustine, that it was introduced into the churches by degrees, for fear of offending weak persons: at length it acquired so great an

۳ یہہ ترجمہ جو تمام پہلے ترجموں پر سبقت رکہتا هے مختلف ایام میں هوا هے ' کیونکہ جیروم صاحب نے خاص خاص کتابیں جس ترتیب سے کہ آن کے دوستوں نے چاهیں ترجمہ کیں ' اگستاین صاحب کے بیان سے همکو معلوم هوتا هے کہ یہہ ترجمہ اس خوف سے کہ ضعیف

authority from the approbation it received from Pope Gregory 1., that ever since the seventh century it has exclusively been adopted by the Roman Catholic Church, under the name of the Vulgate version.

العقل لوگوں کو ناراضي نہو گرجوں میں بتدريج مروج هوا • اخرکار بسبب منظوري پوپ گريگري اول کے ' اس ترجمه نے ايسي بڑي عزت اور سند حاصل کي , که ساتویں صدي سے رومي کيتهلک گرجے میں اسي کا ولگٹ ترجمه کے نام سے بالکل رواج هوگيا هے *

A decree of the Council of Trent, in the sixteenth century, commanded that the Vulgate alone should be used whenever the Bible was publicly read, and in all sermons, expositions, and disputations; and pronounced it to be authentic,—a very ambiguous term, which ought to have been more precisely defined, than the members of the Council chose to define it. "Upon this ground many contended, that the Vulgate version was dictated by the Holy Spirit, at least was providentially guarded against all error; was consequently of divine authority, and more to be regarded than even the original Hebrew and Greek texts."

اور ايک فتوے کونسل ٹرنٹ سے سولهويں صدي میں يهه حکم هوا که جب کبهي بيبل عموما پڑهي جاے تو صرف ولگٹ ترجمه هي استعمال میں لايا جايا کرے ' اور تمام قسموں کے وعظ اور تفسيروں اور مباحثوں میں اسيکا استعمال رهے ' اور اس کونسل نے اس ترجمه کي سچائي کو تصديق کيا ' يهه تصديق کرنا ايک ايسي مشکوک اصطلاح هے ' جسکو ارکان کونسل نے زيادہ درستي کے ساتهه بيان کيا هوتا به نسبت اسکے جيسا که انهوں نے اسکا بيان کرنا پسـند کيا ہے ' يعني وجوهات اسکي پسنديدگي کي بيان کرني چاهيئے تهيں • مگر اس کونسل کے اس فتوے سے لوگ جزما يهه کهتے هيں ' که يهه ولگٹ ترجمه روح اقدس نے لکهوايا تها ' اور ادنے درجه يهه که روح اقدس نے اگر اسکو نهيں لکهوايا تها تو اسکے غلط نهونے پرخدا نے ضرور مدد کي تهي ' اس سبب سے وہ بيان کرتے هيں ' که يهه ترجمه الهيه سند رکهتا ہے ' اور اصل عبري اور يوناني متنوں سے بهي يهه زيادہ قابل لحاظ کے هے *

In effect, the decree of the Council, however limited and moderated by the explanation of some judicious divines,

في الحقيقت اس کونسل کے فتوے نے ' جسکو روميوں کے بعض عاقل عالمون علم الهي نے شرح سے محدود اور معتدل

has given to the Vulgate such a high degree of authority, that, in this instance at least, the translation has taken the place of the original: for, many translators, instead of the Hebrew and Greek texts, profess to translate the Vulgate. When they find the Vulgate very notoriously deficient in expressing the sense, they may indeed do the original Scriptures the honor of consulting them, and take the liberty, by following them, of departing from their authentic guide; but, in general, the Vulgate is their original text; and they give us a translation of a translation; by which second transfusion of the Holy Scriptures into another tongue, still more of the original sense is lost, and more of the genuine spirit evaporates.

The universal adoption of Jerome's new version throughout the Western Church rendered a multiplication of copies necessary; and with them new errors were introduced in the course of time, by the intermixture of the two versions (the Old Italic, and Jerome's or the Vulgate) with each other. Of this confusion, Cassiodorus was the principal cause, who ordered them to be written in parallel columns, that the Old version might be corrected by the Vulgate: and though Alcuin in the eighth century, by the command of Charlemagne, provided more accurate copies, the text again fell into such confusion, and was so disfigured by innumerable mistakes of copyists—(notwithstanding the efforts made to correct it by Lan-

کیا ہے ' ایسی بڑی سند اور عزت ہوگئی ہے 'کہ سند پکڑنے میں بجاے اصل کے اسی کو اختیار کرتے ہیں کیونکہ یہہ رومی مترجم بجاے عبری اور یونانی متنوں کے ولگٹ کو اپنے ترجموں کی اصل بتاتے ہیں ' البتہ جب کبھی وہ ولگٹ ترجمہ کو مطالب ظاہر کرنے میں ناقص دیکھتے ہیں ' تب وہ اصلی کتاب ہاے اقدس کی طرف توجہہ کرتے ہیں ' اور اُن کی پیروی کرنے سے اپنے صادق ہادی یعنی ولگٹ ترجمہ سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں ' مگر عموما اُنکا اصل متن ولگٹ ہوتا ہے ' پس وہ ہمکو ترجمہ کا ترجمہ دیتے ہیں ' اور کتاب ہاے اقدس کے رومی ترجموں کے اور زبانوں میں ترجمہ ہونے سے اصلی متن کے مطالب گم ہو جاتے ہیں ' اور اصلی طبیعت عبارت کی اور زیادہ معدوم ہوجاتی ہے *

مغربی گرجہ میں جیروم صاحب کے نئے ترجمہ کے عام رواج ہوجانے سے بہت سے نسخوں کی کثرت ہونی لازم ائی ' اور بسبب گذرنے زمانہ دراز کے قدیم رومی ترجمہ اور جیروم صاحب کے ولگٹ ترجمہ کے آپس میں ملجانے سے اُن میں نئی غلطیاں داخل ہو گئیں ' کیسیو ڈورس اس پریشانی کا پہلا بانی تہا ' جسنے یہہ حکم کیا تہا کہ یہہ دونوں ترجمے موازی کالموں میں لکہے جاویں تاکہ قدیم رومی ترجمہ ولگٹ ترجمہ کے مقابلہ سے صحیح ہو جاوے ' اگرچہ ایل کائن صاحب نے آٹہویں صدی میں شہنشاہ چارلی میَن کے حکم سے بہ نسبت سابق کے زیادہ صحیح نسخے تیار کرائے اور لینک فرائینک

franc Archbishop of Canterbury, in the eleventh century, and by Cardinal Nicholas, and some other divines, about the middle of the twelfth, and in the thirteenth centuries)—that the manuscripts of the middle ages materially differ from the first printed editions.

صاحب بزرگ پادري كينٹربري نے ١١ صدي ميں ' اور كارڈنيل نكولس صاحب اور بعض ديگر محققين نے بارھويں صدي كے وسط كے قريب ' اور تيرھويں صدي كے درميان ميں انكے متن كے صحيح كرنے ميں بہت سي كوششيں كيں ' مگر متن پھر بھي ايسي پريشاني حالت ميں رھا ' اور ناقلوں كي بے شمار غلطيوں سے اسقدر خراب ھو گيا ' كہ اوسط زمانوں كے قلمي نسخے اول كے چھاپے گئے نسخوں سے بہت اختلاف ركھتے ھيں *

Robert Stephen was the first person who attempted to remedy this confusion, by publishing his critical editions of the Vulgate in 1528, 1532, 1534, 1540, and particularly in 1545 and 1546. These, particularly the last, having incurred the censures of the doctors of the Sorbonne, John Hentenius a divine of Souvain, was employed to prepare a new edition of the Vulgate: this he accomplished in 1547, having availed himself of Stephen's previous labours with great advantage. A third corrected edition was published by Lucas Burgensis, with the assistance of several other divines of Souvain in 1573, in three volumes, which was also reprinted in 1586, with the critical notes of Lucas Burgensis.

رابرٹ سٹيفن صاحب اول شخص تھے ' جنھوں نے سنه ١٥٢٨ وسنه ١٥٣٢ وسنه ١٥٣٤ وسنه ١٥٤٠ ' اورخاص كر سنه ١٥٤٥ سنه ١٥٤٦ ميں اپنے نكته چين نسخوں ولگٹ كے چھاپے سے اس پريشاني كے دور كرنے كا قصد كيا ' اور ان نسخوں سے اورخاص كر پچھلے نسخوں كے مشتہر ھونے سے مقام ساربان كے علماے ان كے مصنفوں پرملامت كي ' اسليئے جان ھين ٹينٹنس صاحب محقق ساوين كو ولگٹ كا ايك نيا نسخه تيار كرنے كے واسطے مصروف كيا گيا اس نسخه كو انھوں نے سٹيفن صاحب كے پہلے چھپے ھوے نسخه سے بہت مدد ليكر سنه ١٥٤٧ع ميں پوراكيا ليوكس برجينسس صاحب نے مدد بہت سے اور محققين ساوين كے ' تين جلدوں ميں ايك اور تيسرا صحيح كيا گيا نسخه اس ترجمه كا سنه ١٥٨٦ع ميں معه نكته چين شرحوں ليوكس برجنسس صاحب كے سنه ١٥٧٣ ميں چھاپا ' اور يہه نسخه سنه ١٥٨٦ ميں دوباره چھاپا گيا تھا *

The labours of the Souvain divines not being in every respect approved by Sixtus V., he commanded a new revision of the text to be made with the utmost care: to this work he devoted much time and attention, and corrected the proofs himself of the edition which was published at Rome in 1590. The text

thus revised, Sixtus pronounced to be the authentic Vulgate, which had been the object of inquiry in the Council of Trent; and ordained that it should be adopted in the Romish Church. But, notwithstanding the labors of the Pope, the edition was discovered to be so exceedingly incorrect, that his successor Clement VIII. caused it to be suppressed, and published another authentic Vulgate in 1592: this however differs more than any other edition, from that of Sixous V., and mostly resembles that of Souvain.

ساوین کے محققوں کے ترجمه کي هرایک بات کو پوپ سیکسٹس پنجم نے پسند نکیا ' اسلیئے آسنے حکم دیا که اِس کے متن کي نهایت غور اور احتیاط سے نظرثاني کي جاوے ' اس کام پر آسنے بهت ساوقت اور توجهه صرف کي ' اور اس ترجمه کا نسخه جو روم میں سنه ۱۵۹۰ میں چهپا ' وه آسنے پروف خود صحیح کیـــا کرتا تها اس نسخه کے متن کي جب اسطرح سے نظرثاني هوچکي ' پوپ سیکسٹس صاحب نے آسکو صحیح اور صادق ولگٹ ٹهرایا جس کي تحقیقات کونسل ٹرنٹ میں هوئي ' اور حکم دیا که گرجه روم میں اسکو رواج دیا جـــاوے ' باوجود ان پوپ کي کوششوں کے یهه نسخه اسقدر غلط معلوم هوا ' که آنکے جانشیں پوپ کلمنٹ هشتم نے آسکا رواج آٹهادیا ' اور ایک اور صحیح نسخه ولگٹ کا سنه ۱۵۹۲ میں چهاپا ' سیکسٹس پنجم کے نسخه سے یهه نسخه به نسبت کسي اور نسخه کے زیاده اختلاف رکهتا هے ' مگر ساوین کے چهپے هوے نسخه سے نهایت مشابه هے *

These fatal variances between editions, promulgated by pontiffs claiming infallibility, have not passed unnoticed by Protestant divines, who have taken advantage of them in a manner that sensibly affects the Church of Rome; especially Kortholt, who has at great length refuted the pretensions of Ballarmine in favor of the Vulgate in a masterly manner, and our learned countryman Thomas James, in his *Bellum Papale, Sive Concordia Discors Sixti* V. (London 1600, 4to,) who has pointed

اِن بهت بڑے اختلافات کو جو ولگٹ کے نسخوں میں پائے جاتے هیں ' اور جو پوپوں کے سبب سے بهي جنکو غلطي میں نه پڑنے کا دعوی تها بهت زیاده هوے محققین پروٹسٹنٹ نے بیان کرنے سے درگذر نهیں کي هے ' اور ان اختلافات کو اسطرح سے ظاهر کیا هے که جس سے گرجه روم کو بڑا نقصان پهونچتا هے خاص کر کارٹهولٹ صاحب نے بالرمائن صاحب کي وجوهات کو جنسے آنهوں نے ولگٹ ترجمه کے عیب کو چهپایا هے بهت سی

out very numerous additions, omissions, contradictions and other differences between the Sixtine and Clementine editions.

دلایل سے نہایت عمدہ طرز کے ساتھہ غلط
کیا ہے ' اور ہمارے ہم وطن عالم طامس
جیمس صاحب نے اپنی کتابہ بیلم بیبل
وغیرہ مطبوعہ لندن سنہ ١٦٠٠ع میں بہت
افزودگیوں اور فرو گذاشتوں اور اختلافات
کو جو سیکسٹس اور کیلمنٹ کے ولگٹ
کے نسخوں میں ہیں ظاہر کیا ہے *

4. The Vulgate is regarded by Papists and Protestants in very different points of view: by the former it has been extolled beyond measure, while by most of the latter it has been depreciated as much below its intrinsic merit.

۴ کیتھلک اور پروٹسٹنٹ عیسائی
ولگٹ ترجمہ کے باب میں مختلف راے
رکھتے ہیں ' کیتھلک عیسائی تو اسکی
بیحد تعریف کرتے ہیں ' اور پروٹسٹنٹ
آسکی بیقدری اور کم عزت کرتے ہیں *

Our learned countryman, John Bois (Canon of Ely) was the first who pointed out the real value of this version in his *Collatio Veteris Interpretis cum Beza aliisque recentioribus* (8Vo. 1655.) In this work, which is now of extreme rarity, the author has successfully shown that, in many places, the modern translators had unduly depreciated the Vulgate, and unnecessarily departed from it. Bois was followed by Father Simon, in his *Historie Critique du texte et des versions du Nouveau Testament*, who has proved that the more ancient the Greek manuscripts and other versions are, the more closely do they agree with the Vulgate: and in consequence of the arguments adduced by Simon the Vulgate has been more justly appreciated by biblical critics of later times.

ہمارے ہموطن عالم جان بائس صاحب
اول شخص ہیے جنھوں نے اس ترجمہ کی
اصلی قدر ومنزلت اپنی کتاب کالٹیو
مطبوعہ سنہ ١٦٥٥ع میں ہویدا کی ہے '
اس کتاب میں جو اب نہایت کمیاب ہے
آسکے مصنف نے کامیابی سے یہہ ثابت
کیا ہے کہ زمانہ حال کے مترجموں نے
بہت سے مقاموں میں ولگٹ ترجمہ کی
غیرواجبی طریق سے بیقدری کی ہے '
اوراُس سے ناحق کنارہ کیا ہے ' بائس
صاحب کے بعد فادر سائیمن صاحبنے اپنے
نکتہ چین تاریخ بیبل کے ترجمہ میں یہہ
ثابت کیا ہے ' کہ یونانی قلمی نسخے اور
اور ترجمے جسقدر قدیم ہوتے ہیں آسیقدر
زیادہ وہ ولگٹ ترجمہ سے مطابق ہوتے ہیں
اور بسبب وجوہات سائیمن صاحب کے
زیادہ زمانہ حال کے بیبل کے نکتہ چینوں
نے بہ نسبت سابق کے ولگٹ ترجمہ کی
زیادہ واجب طور سے قدردانی کی ہے *

Although the Latin Vulgate is neither inspired nor infallible, as Marinus, Saurez, and other advocates of the Romish Church have attempted to maintain, yet it is allowed to be in general a faithful translation, and sometimes exhibits the sense of Scripture with greater accuracy than the more modern versions: for all those which have been made in modern times, by divines in communion with the Church of Rome, are derived from the Latin Vulgate, which in consequence of the decree of the Council of Trent above noticed, has been substituted for the original Hebrew and Greek texts. The Latin Vulgate therefore is by no means to be neglected by the Biblical critic: and since the *Ante Hieronymian* Latin translation is unquestionably of great antiquity, both these lead us to a discovery of the readings in very ancient Greek manuscripts, which existed prior to the date of any now extant. Even in its present state, notwithstanding the variations between the Sixtine and Clementine editions, and that several passages are mistranslated, in order to support the peculiar dogmas of the Church of Rome, the Latin, Vulgate preserves many true readings, where the modern Hebrew copies are corrupted.

اگرچہ رومي ولگٹ ترجمہ نہ تو الہام سے ہوا ہے ' اور نہ ایسا ہے کہ اُس میں غلطي بالکل ہي نہو ' جیسا کہ مارینس صاحب اور دیگر پیرووں گرجہ روم نے اُسکي بیح کي ہے تاہم اُسکو عموما ایک درست نیک نیتي سے کیا ہوا ترجمہ مانا جاتا ہے ' اور بعض اوقات اُسمیں کتاب اقدس کے کلاموں کے معني بہ نسبت زمانہ حال کے ترجمو نکے زیادہ درست اور صحیح نکلتے ہیں ' کیونکہ وہ سب ترجمے جنکو گرجہ روم کے محققین نے زمانہ حال میں کیا ہے رومي ولگٹ سے ہوے ہیں ' جو بسبب فتوی کونسل ٹرنٹ مذکورہ بالا کے بجاے اصلي عبري اور یوناني متنوں کے قرار پایا ہے ' اسلیئے رومي ولگٹ سے علم بیبل کے تحصیل کرنے والے کو چاہئیے کہ ولگٹ سے بیخبر نرہے ' چنانچہ این ٹي ہیروني میں رومي ترجمہ بلاشبہہ بہت قدیم ہے ' اسلیئے اِن دونوں نسخوں یعني ولگٹ اور اس ترجمہ سے بہت قدیم یوناني ترجموں کي عبارتیں تحقیق ہوتي ہیں ' جو نسخے بہ نسبت اب کسي نسخہ موجود کے بہت پہلے موجود تہے ' باوجود بہت سے اختلافوں کے جو درمیان سیکسٹس اور کلیمنٹ کے نسخوں کے ہیں ' اور باوجود اسبات کے کہ گرجہ روم کے خاص مسائل کي پرورش کرنے کے واسطے رومي ولگٹ کے بہت سے مقامونکا غلط ترجمہ کیا گیا ہے ' اُس میں اس حالت میں بہي بہت سي ایسي صحیح عبارتیں موجود ہیں جنکي عبري نسخوں میں تحریف ہوگئي ہے *

The Old Latin Version of the four Gospels was published at Rome, by Blan-

چاروں انجیلوں کے قدیم رومي ترجمہ کو مقام روم میں بلنکني صاحب نے اپن جیلیڈیم

chini, in two voloumes, under the title of *Evangeliarium quadruplex Latinæ versionis antique seu veteris Italicæ:* and the remains of the different ancient versions were collected and published by Sabatier at Rheims, in three volumes 1749. The printed editions of the Vulgate are so numerous, that any account of them would occupy too large a portion of the present work: the Paris edition of Didot published in 1785, in two volumes, may however be noticed for its singular beauty and accuracy, as well as the edition of the New Testament, printed under the superintendence of Leander Von Ess, entitled *Testamentum Novum Vulgatæ Editionis, juxta exemplar ex typographia Apostol. Vaticana, Romæ* 1592.

ON THE ANCIENT VERSIONS OF THE NEW TESTAMENT.

The ancient versions of the New Testament may be divided into three classes—the Oriental, the Latin, and the Western: and as the Latin versions have been noticed in the preceding paragraphs, we shall at present confine our attention to the Oriental and Western translations.

OF THE SYRIAC VERSIONS OF THE NEW TESTAMENT.

The Old Syriac version is usually called the Peschito, that is, *right*, or *exact*. This translation comprises only the four Gospels, the Acts of the Apostles, the Epistles of Saint Paul (including the Epistle to the Hebrews), the first Epistle of St. John, St. Peter's first Epistle, and the Epistle of St. James. The celebrated passage in 1. John ch. 5. v. 7.

وغیرہ نام رکھکر دو جلدوں میں چھاپا ' اور سیباتیر صاحب نے مقام ریمس میں قدیم متفرق ترجموں کے باقی ماندہ حصوں کو جمع کرکے سنہ ۱۷۴۹ع میں تین جلدوں میں چھاپا ' ولگت ترجمہ کے چھپے ہوئے نسخے اسقدر کثرت سے ہیں ' کہ اگر ان کا کچھہ بیان کیا جاوے تو اس کتاب کا بہت ساحصہ بھر جاوے ' مگر ولگت ترجمہ کا ڈائیڈوت صاحب کا نسخہ جو مقام پیرس میں سنہ ۱۷۸۵ع میں دو جلدوں میں چھپا بسبب اسکی خوب صورتی اور درستی عبارت کے ' اور عہد جدید کا نسخہ جو باهتمام لینڈروان اس صاحب کے تستیمنتم ولگٹ وغیرہ کے نام سے مقام روم میں سنہ ۱۵۹۲ع میں چھپا ' یہہ دونو ذکر کرنے کے قابل تھے ❊

قدیم نسخے عہد جدید کے

عہد جدید کے قدیم ترجموں کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے یعني مشرقي اور رومي مغربي اور رومي ترجمونکا جو اول فقرہ میں بیان کیا گیا ہے ' اسلیئے هم اب مشرقي اور مغربي ترجموں کا بیان کرینگے ❊

سریا زبان کے ترجمے عہد جدید کے

قدیم سریا زبان کا ترجمہ پیسکیتو یعني صحیح اور معینہ کہلاتا ہے ' اس ترجمہ میں چار انجیلیں اور اعمال حواریان اور نامہ ہاے سینٹ پال ہیں ' اور سینٹ پال کے ناموں میں وہ نامہ بهي جو یہودیوں کے نام تها اور اول نامہ سینٹ جان کا اور اول نامہ سینٹ پیٹر کا اور سینٹ جیمس کا

and the history of the woman taken in adultery (John ch. 8. v. 2-11.), are both wanting. All the Christian Sects and the East make use of this version exclusively, which they hold in the highest estimation. Michaelis pronounces it the best translation of the Greek Testament which he ever read, for the general ease, elegance, and fidelity with which it is executed.

نامه بهي هيں ' مشهور مقام جو جان كي انجيل كے باب ٥—٧ ميں هے ' اور تاريخ اُس عورت كي جو زنا كاري ميں ماخوذ هوئي (جان باب ٨—٢ لغايت ١٢) اس نسخه ميں نهيں هيں ' تمام عيسائي فرقے اورمشرقي عيسائي اسي نسخه كا استعمال كرتے هيں ' اور اسكي نهايت قدر كرتے هيں ميكيلس صاحب بسبب اس نسخه كي سليس عبارت اور مطابقت اصل كے اُسكو يوناني انجيل كا ايسا نهايت عمده ترجمه بتاتے هيں ' كه كبهي اُن كے ديكهنے ميں نه آيا تها *

This Syriac version retains many Greek words, which might have been easily and correctly expressed in Syriac: in Matt. ch. 27. alone there are not fewer than eleven such words. In like manner some Latin words have been retained which the authors of the New Testament had borrowed from the Roman manners and customs. This version also presents some mistakes, which can only be explained by the words of the Greek text, from which it was immediately made. This version is confessedly of the highest antiquity, and there is every reason to believe that it was made, if not in the first century, at least in the beginning of the second. It must certainly have been executed previously to the third century, because the text which it follows, according to Professor Hug, does not harmonize with the recension adopted by the Churches of Palestine and Syria, subsequently to the third century. It is independent, belonging to no family, and sometimes pre-

اُس ميں بهت سے ايسے يوناني لفظ هيں جو آسانيْ سے صحيح سريا ميں آسكتے تهے ' متى كے باب ٢٧ ميں گياره لفظ سے كم نهيں هيں ' اور اسي طرح سے چند رومي الفاظ بهي اُس ميں پاے جاتے هيں ' جنكو عهد جديد كے مترجموں نے رومي اطوار اور رسومات سے ليا ' اس سريا زبان كے ترجمه ميں چند غلطياں بهي معلوم هوتي هيں ' جنكو صرف يوناني متن كے هي الفاظ سے صحيح كيا جاسكتا هے ' كيونكه اسي متن سے وه اول هي زمانه ميں هوا تها ' يهه ترجمه في الحقيقت نهايت قديم هے ' اور اسبات كے يقين كرنے كے ليئے بهت سى دليليں هيں ' كه اگر يهه ترجمه اول صدي ميں نهيں هوا تو دوسري صدي كے شروع ميں هوا هو گا ' بلاشبهه تيسري صدي سے يهه ترجمه پيشتر هوا هوگا ' كيونكه وه متن جسكا وه پيرو هے بموجب پرافسرهگ صاحب كے قول كے اُس نسخے سے مطابقت نهيں ركهتا هے

sents the ancient and peculiar readings of the Vetus Itala or Old Italic version or those occuring in the Codex Cantabrigensis.

جسکو ایلسٹاین اور سوریا کے گرجوں میں تیسري صدي کے بعد رواج دیا گیا تھا ' یہہ سوریا زبان کا ترجمہ کسي نسخہ کا پیرو نہیں ہے ' اور کہیں کہیں اس میں قدیم رومي ترجمہ یا کوڈکس کین ٹي بیري جینسس کي قدیم اور مخصوص عبارتیں واقع هوتي هیں *

There is also extant a Syriac version of the second Epistle of Saint Peter, the second and third Epistles of John, the Epistle of Jude, and the Apocalypse, which are wanting in the Peschito: these are by some writers ascribed to Mar Abba, Primate of the East, between the years 535 and 552. The translation of these books is made from the original Greek; but the author whoever he was, possessed but an indifferent knowledge of the two languages.

سینٹ پیٹر کے دوسرے نامہ کا اور یوحنا کے دوسرے اور تیسرے نامہ کا اور یہود کے نامے اور کتاب مشاهدات کا بھي ایک سوریا زبان کا ترجمہ موجود ہے ' اور یہہ سب نامے وغیرہ پسکیٹو ترجمہ میں نہیں هیں ' بعض مورخ انکو مارابا صاحب مشرق کے پرائیمٹ سے سنہ ٥٣٥ اور سنہ ٥٥٢ کے درمیان میں منسوب کرتے هیں ' ان کتابوں کا ترجمہ اصل یوناني متن سے هوا ہے ' مگر مترجم اس کا جسکا حال معلوم نہیں کہ وہ کون تھا دونو زبانوں کا اچھا علم نہیں رکھتا تھا *

The Philoxenian or Syro-Philoxenian version, derives its name from Philoxenus, or Xenayas, Bishop of Hierapolis or Mabug in Syria, A. D. 488-518, who employed his suffragan Bishop Polycarp, to translate the Greek New Testament into Syriac. This version was finished in the year 508, and was afterwards revised by Thomas of Harkel or Heraclea A. D. 616. Michaelis is of opinion that there was a third edition; and a fourth is attributed to Dionysius Barsalibaeus who was Bishop of Armida from 1166 to 1177. It appears, however, that there were only two editions-the original one by Polycarp, and that revised by Thomas ·

فیلاکزینین ترجمہ جسکو سائیروفیلاکزینین بھي کہتے هیں ' فیلاکزینیس یا اکزینیس صاحب کے نام سے ' جو هیروپولس یا میبلس واقع سوریا کے سنہ ٤٨٨ سے سنہ ٥١٨ تک بشپ رہے نکلا ہے ' جنہوں نے اپنے ماتحت بشپ پالي کارب صاحب سے یوناني عہد جدید کا سوریا زبان میں ترجمہ کرایا ' یہہ ترجمہ سنہ ٥٠٨ میں پورا هوا اور طامس صاحب هارکل یا هریکلیا والے نے بعد ازین سنہ ٦١٦ میں اسپر نظر ثاني کي میکیلس صاحب کي یہہ راے ہے کہ عہد جدید کا سوریا زبانمیں ایک تیسرا نسخہ بھي تھا ' اور ایک چوتھا ڈائیونیسیس بارسیلیبیس

of Harkel; the single copy of the four Gospels, with the alterations of Barsalibaeus, in the twelfth century, being hardly entitled to the name of a new edition.

صاحب سے جوسنہ ١١٦٦ سے سنہ ١١٧٧ تک مقام ارمیدیا کے بشپ رهي منسوب کیا جاتا ہے ' مگرباوجود اسکے یہہ معلوم هوتا ہے ' کہ صرف دوهي نسخے سریا میں تہے ' اصلي نسخہ تصنیف کیـــا هوا پالي کارپ صاحب کا تہا ' اور دوسرانسخہ وہ تہا جسکو طامس صاحب هارکل والیئے نظرثاني کیا اورچاروں انجیلونکا اکیلا نسخہ جسکو بارسیلبیس صاحب نے بارهویں صدي میں کچھہ تبدیلیاں کرکے تیار کیا ' اسکو ایک نیـــا نسخہ کہنا اچہا زیبا نہیں ہے *

The Philoxenian version, though made immediately from the Greek, is greatly inferior to the Peschito, both in the accuracy with which it is executed, and also in its style. It is, however, not devoid of value, and is of real importance to the critic, whose object is to select a variety of readings, with the view of restoring the genuine text of the Greek original, for he may be assured that every phrase or expression is a precise copy of the Greek text as it stood in the manuscript from which the version was made. But, as it is not prior to the sixth century, and the Peschito was written either at the end of the first, or at the beginning of the second century, it is of less importance to know the readings of the Greek manuscript that was used in the former, than those of the original employed in the latter.

یہہ فیلاکزینیں ترجمہ اگرچہ یوناني سے ابتدا میں هوا ' لیکن پسکیٹوترجمہ سے بلحاظ اصلي متن سے مطابقت رکہني اوراپني طرز عبارت کے بہت کمتر ہے ' لیکن تب بهي وہ بالکل ناکارہ نہیں ہے ' اور ایسے نکتہ چین کے واسطے اصل ٹہرانے کے لیئے یہہ بہت عمدہ ہے ' جو مختلف عبارتونکو اس منشاء سے منتخب کرنا چاهتا هو کہ یوناني اصلي نسخہ کا متن بحال کرے ' کیونکہ وہ یہہ یقین کرلے کہ اس نسخہ کا هرجملہ اور کلام یوناني متن کا بعینہ ویسے هي نقل ہے جیسا کہ وہ اس نسخہ میں تہا جس سے یہہ ترجمہ هوا مگریہہ ترجمہ جو چہٹي صدي سے پیشترکا نہیں ہے ' اورپسکیٹو ترجمہ خواہ تو اول صدي کے انجام خواہ دوسري صدي کے آغاز میں هوا تہا ' اس لیئے اس یوناني نسخہ کي عبارتونسے جس سے فیلاکزینیں ترجمہ تیار کیا گیا تہا ' واقف هونا اسقدر مفید نہیں ہے جتنا کہ اصلي متن کي عبارتوں سے جس سے پسکیٹو ترجمہ تیار کیا گیا تہا ' آگاہ هونا فائدہ مند ہے *

The Palestino-Syriac, or Syria Transeltion of Jerusalem, was discovered in the Vatican Library at Rome by M. Adler, in a manuscript of the eleventh century. It is not an entire translation of the New Testament, but only a Lectionarium, or collection of detached portions, appointed to be read in the service of the Church on Sundays and festival days. It is written in the Syriac or Chaldee dialect of Jerusalem, and was evidently made in a Roman province. This manuscript has not yet been collated throughout, so that it is very uncertain to what recension it belongs. But, from what is known concerning it, there is reason to think that it combines the readings of different families.

Of the Egyptian Versions of the New Testament.

There are two translations of the New Testament extant in the Egyptian language—one in the Coptic or ancient dialect of Lower Egypt, the other in the Sahidic or dialect of Upper Egypt.

The Coptic version was published at Oxford, in 1716, by Daniel Wilkins, a learned Prussian, who ...s endeavoured to prove that it must have been executed prior to the third century, but his opinion has been controverted by many learned men, and particularly by Louis Piques, who refers it to the fifth century. The celebrated passage (1. John ch. 5. v. 7,) is wanting in this version,

پیلسٹینو سریا زبان کے ترجمہ یا یورشلم کےسریازبان کے ترجمہ کو بمقام روم کتب‌خانہ ویٹیکن میں ایڈلر صاحب نے گیارھویں صدي میں ایک قلمي نسخے میں پایا تھا ' یہہ عہد جدید کا پورا ترجمہ ہے ' مگر یہہ اُن متفرق حصوں کا صرف ایک مجموعہ ہے جو گرجے کي نمازوں میں اتواروں اور تہواروں میں پڑھنے کے لیئے مقرر کیئے گئے تھے ' یہہ ترجمہ یورشلم کي سریا یا کیلڈي زبان میں لکھا ہوا ہے ' اور علانیہ ایک رومي صوبہ میں تیار ہوا ہے ' اس ترجمہ کا ابتک بالکل مقابلہ نہیں کیا گیا ہے ' پس اسلیئے یہہ بات تحقیق نہیں ہوئي کہ یہہ کون سے نسخہ کے خاندان سے علاقہ رکھتا ہے ' مگر جو کچھہ ہمکو اسکے باب معلوم ہوا ازروے اُسکے یہہ سمجھنا لازم ہے کہ اس نسخہ میں مختلف خاندانوں کي عبارتیں مخلوط ہیں *

مصري ترجمے عہد جدید کے

عہد جدید کے مصري زبان میں دو ترجمہ موجود ہیں ' ایک زبان کاپٹک میں ہے ' جو نیچے کے حصہ مصر کي زبان ہے ' اور دوسرا زبان سہدک میں ہے جو مصر کے اوپر کے حصہ کي زبان ہے *

بمقام آکس فرڈ سنہ ۱۷۱۶ میں ڈینیل وِلکنز صاحب نے جو ملک پرشیا کے عالم ہیں ' کاپٹک ترجمہ کو چھاپا اور اُنھوں نے اسبات کے ثابت کرنے میں کوشش کي ہے ' کہ یہہ ترجمہ تیسري صدي سے پہلے ہوا ہوگا ' مگر بہت سے عالم خاصکر لوئیس پیکیوس صاحب جو اس نسخہ کو پانچویں صدي کا بتاتے ہیں ان کي راے

as well as in the Syriac Peschito, and Philoxenian translations. A fragment of a Greek-Coptic version of the New Testament, comprising part of St. John's Gospel, was published by Father George, at Rome, in 1789; and another, comprising parts of the Old and New Testaments, was edited, at Copenhagen, by M. Engelbreth. From the observations of Dr. Woide, it appears, that the Coptic inclines more to the Alexandrian than the Sahidic—that no remarkable coincidence is to be found between the Coptic or Sahidic and the Vulgate;—and that we have no reason to suspect that the former has been altered or made to conform to the latter.

کے برخلاف ہیں ' مشہور مقام جو اول یوحنا باب ٥—٧ میں ہے اس ترجمہ میں اور ایسے ہي سریا زبان کے پسکیٹو اور فیلاکزینین ترجمہ میں نہیں ہے ' عہد جدید کے ایک یوناني کاپٹک متن کے نسخہ کا وہ ٹکڑا ' جس میں سینٹ یوحنا کي انجیل کا ایک حصہ ہے ' فادر جارجي صاحب نے بمقام روم سنہ ١٧٨٩ میں چھاپا اور ایک اور ٹکڑا جس میں عہد عتیق اور عہد جدید کے حصے ہیں بمقام کوپن ہیگن میں انجل برتھہ صاحب نے مرتب کیا ' اور ڈاکٹر وایڈ صاحب کي کیفیت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کاپٹک ترجمہ بہ نسبت سہڈک ترجمہ کے الکذنڈرین نسخہ سے زیادہ وابستگي رکہتا ہے ' اور کاپٹک یا سہڈک اور ولگٹ ترجموں میں بہت مطابقت نہیں پائي جاتي ہے ' اسبات میں ہمارے شبہہ کرنے کي کوئي وجہہ نہیں ہے کہ کاپٹک ترجمہ کو تبدیل کرکے سہڈک ترجمہ کے مطابق کرلیا گیا ہے*

Concerning the age of the Sahidic version, critics are not yet agreed. Dr. Woide, however, has shown that it was most probably executed in the second century; and, consequently, it is of the utmost importance to the criticism of the Greek Testament. In a dissertation on this version, written in the German language, and abridged by Bishop Marsh, Dr. Woide observes, that there are now in existence two Sahidic manuscripts, one formerly in the possession of the late Dr. Askew, the other brought by the celebrated traveller, Mr. Bruce. The former contains a work, entitled Sophia, and written by Valentinus, in

سہڈک ترجمہ کا زمانہ قایم کرنے میں نکتہ چین متفق نہیں ہیں . لیکن ڈاکٹر وایڈ صاحب نے یہہ ثابت کیا ہے کہ یہہ ترجمہ غالبا دوسري صدي میں ہوا ہے ' اس سبب سے یوناني عہد جدید کي نکتہ چیني میں* وہ نہایت کار آمد ہے ' ایک بحث سے جو اس ترجمہ پر ہوئي اور جرمني زبان میں لکہي ہوئي ہے ' اور اسکا بشپ مارش صاحب نے اختصار کیا ہے ' ڈاکٹر وایڈ صاحب یہہ سمجہتے ہیں کہ اب دو سہڈک نسخے موجود ہیں ' ایک تو وہ جو ڈاکٹر ایسکیو صاحب کے قبضہ میں تہا ' اور دوسرا وہ جسکو مشہور

the second century. This manuscript contains various passages both from the Old and New Testaments, which coincide with the fragments of the Sahidic version now extant; whence it is concluded that a Sahidic version of the whole Bible not only existed so early as the beginning of the second century, but that it was the same as that of which we have various fragments, and which, if put together, would form perhaps a complete Sahidic version of the Bible. The other manuscript to which Dr. Woide appeals, contains two books.

Now that this version was written by a Gnostic, as well as the other manuscript, appears both from the title and the contents, and therefore it is concluded that the author lived in the second century. And as various passages are quoted in it both from the Old and New Testaments, Dr. Woide deduces the same inference as from the foregoing.

سیاح بروس صاحب لائے ، پہلے نسخہ میں ایک سوفیا نام کتاب ہے جسکو ویلن ٹینس صاحب نے دوسری صدي میں لکھا ، اس نسخہ میں هردو عہد عتیق اور عہد جدید کے مقام پاے جاتے هیں ، جو سہدک ترجمہ میں کے اُن ٹکڑوں سے جو اب موجود هیں مطابق هیں ، جس سے یہہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ صرف تمام بیبل کا سہدک ترجمہ هي دوسري صدي میں موجود نہوگا ، بلکہ وہ ترجمہ ایسا هي هوگا جیساکہ وہ ترجمہ ہے جسکے ٹکڑے اب همارے پاس هیں ، اگراُن ٹکڑوں کو جمع کیا جاوے تو شاید پوري بیبل کا سہدک ترجمہ بن جاوے ، ایک اور نسخے میں جسکي ڈاکٹروایڈ صاحب اطلاع دیتے هیں دو کتابیں هیں ، اُن نسخوں کے نام اور مضامین سے یہہ معلوم هوتا ہے ، کہ یہہ دونوں کسي ناسٹک کے لکھے هوے هیں ، اسلیئے یہہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اُن کا مصنف دوسري صدي میں هوا ، اور اِس سہدک ترجمہ میں جو عہد عتیق اور عہد جدید کے بہت سے مقام نقل کیئے هیں اُن سے ڈاکٹروایڈ صاحب ویسا هي نتیجہ نکال تے هیں ، جیسا کہ پہلوں سے *

Besides the versions in the Coptic and Sahidic dialects, Father George discovered, in a manuscript belonging to Cardinal Borgia, a fragment of a version written in a still different Egyptian dialect, which he calls *dialectus Ammoniaca*. It contains only 1 Cor. ch. 7. v. 36.—ch. 9. v. 16, and ch. 14, v. 33.—ch. 15. v. 33. Dr. Frederick Munter has printed the Sahidic and Ammoniac texts of 1 Cor. ch. 9.

علاوہ کاپٹک اور سہدک زبانوں کے ترجمہ کے فادر جارجي صاحب نے ، ایک نسخہ میں جو کارڈینل بارجیا صاحب کا تھا ، ایک ترجمہ کا ایک ترجمہ پایا جو اُن دونوں سے ایک اور مختلف زبان میں لکھا هوا تھا ، جس زبان کا نام ایموني اِکا پکارا جاتا ہے اس ٹکڑے میں صرف اول نامہ کرنتھینس کے باب ۷—۳۶ سے لغایت باب ۹—۱۶ ، اور باب ۱۴—۳۳ سے لغایت باب ۱۵—۳۳

v. 10.—v. 16., in his *Commentatio de Indole Versionis Novi Testamenti Sahidicæ,* in parallel columns, in order to present the reader with a distinct view of the similarity or difference between the two versions. On account, however, of the chief difference consisting in the orthography of single words, he is not disposed to assign to the Ammoniac the name of a separate dialect.

ہے ڈاکٹر فریڈرک منٹر صاحب نے اپنی تفسیر عہد جدید میں سہدک اور آیمونیک زبانوں میں ' اول نامہ کرنتھینس کے باب ۹—۱۰ سے آیت ۱۶ تک اس ارادہ سے موازی کالموں میں چھاپا ہے ' کہ پڑھنے والا اِن دونوں ترجموں کی مطابقت اور اختلاف کو اچھی طرح دیکھہ لے ' بسبب مقدم اختلاف کے جو صرف لفظوں کی قوت اور آوازوں میں ہے ' فریڈرک منٹر صاحب نے ایمونیک زبان کو علحدہ نہیں قرار دیا ہے *

Of the Arabic versions of the New Testament.

عربی ترجمے عہد جدید کے

There are many Arabic translations of the New Testament, besides those which have appeared in print: for, since the Arabic language supplanted the Syriac and Egyptian languages, the inhabitants of the countries where these had been spoken, have been obliged to annex Arabic translations to the ancient versions, which are no longer understood. These Arabic translations are supposed to have been made at different times between the seventh and the eleventh centuries: in general they were not all executed from the original text, but from the versions which they were intended to accompany. Thus, some which are placed together with the Greek text, have been made from the Greek, while others have been made from the Syriac, the Coptic, and even from the Latin Vulgate. The chief Arabic translations which have been printed, are the following.

عہد جدید کے بہت سے اور عربی ترجمے علاوہ اُن ترجموں کے ہیں جو چھپے ہیں ' کیونکہ جس وقت سے عربی زبان بجاے سریا زبان اور مصر کی زبان کے قرار پائی تب اُن ملکوں کے باشندوں نے مجبور ہوکر قدیم کے ترجموں کے ساتھہ جو اب سمجھہ میں نہیں آتے عربی ترجمے لگائے تھے ' خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ عربی ترجمے مختلف ایام میں درمیان ساتویں یا گیارھویں صدی کے ہوئے ' یہہ ترجمے عموما سب اصلی متن سے نہیں ہوے ' مگر اُن ترجموں سے ہوے جنکے ساتھہ لگائے جانے کے واسطے اُنکو کیا گیا تھا ' مثلا چند ترجمے جو یونانی متن کے ساتھہ لگے ہوے ہیں وہ یونانی متن سے ہوے ' اور باقی ترجمے سریا اور کاپٹک ترجموں سے بلکہ رومی ولگٹ ترجمہ سے بھی ہوے ' مقدم عربی ترجمے جو چھپے ہیں حسب تفصیل ذیل ہیں *

1. The four Gospels printed at Rome, 1590-91: there are some copies with a new title page, and dated 1619. An interlineary Latin translation (taken from the Vulgate, but slightly altered to make it correspond to the Arabic) was published at the same time. This Arabic version appears to have been made from the Greek text: the edition of the four Gospels was reprinted with some corrections in the Paris Polyglott, and again with very numerous corrections from manuscripts by Bishop Walton in the London Polyglott.

۱ نسخہ چار انجیلوں کا جو بمقام روم سنہ ۱۵۹۰ ع اور سنہ ۱۵۹۱ ع میں چہپا ' اور چند اور نسخے ہیں جنکے سرنامے نئے ہیں اور تاریخ آنکي سنہ ۱۶۱۹ ہے اسي زمانہ میں ایک عربي ترجمہ جسکے ساتھہ سطر بسطر آسکا رومي ترجمہ ولگت سے لیا گیا ہے ' مگر عربي ترجمہ سے مطابق کرنے کے واسطے آس میں کچہہ تبدیل کیا گیا ہے چہپا ' معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رومي ترجمہ اصل یوناني متن سے ہوا ہوگا ' چاروں انجیلوں کا یہہ نسخہ معہ چند اصلاحوں کے پیرس کے مجموعہ میں دوبارہ چہاپا گیا تہا ' اور پہر بشپ والٹن صاحب نے بہت سے نسخوں کي مدد سے آس میں بہت سي اصلاحیں کرکے آسکو لنڈن کے مجموعہ میں چہاپا *

2. Erpenius published an Arabic translation at Leyden, in 1616, from a manuscript said to be written A. D. 1342, in the monastery of Saint John, in the desert of Thebais: he has copied his manuscript with singular accuracy, even where there appeared to be Grammatical errors. This is the most elegant, faithful, and genuine edition of the Arabic version, but is unfortunately very difficult to be procured; it corresponds exactly with the Roman edition.

۲ ایک نسخہ سے جسکو بیان کرتے ہیں کہ سنہ ۱۳۴۲ عیسوي میں لکہا گیا اور سینٹ یوحنا کے عبادت خانہ واقع بیابان تہِ بیس میں دستیاب ہوا ' اربینیس صاحب نے مقام لنڈن میں سنہ ۱۶۱۶ میں ایک عربي ترجمہ چہاپا ' ان صاحب نے اپنے نسخہ کو عجیب مطابقت سے نقل کیا ہے ' یہاں تک کہ جہاں کہیں صرف ونحو کي غلطي بہي معلوم ہوئي آسے بہي ویسے ہي رہنے دیا یہہ نسخہ نہایت عمدہ اور بہتر اور اصلي نسخہ عربي ترجمہ کا ہے ' مگر اِس کا بہم پہونچنا مشکل ہے ' رومي ترجمہ سے یہہ نسخہ بعینہ مطابق ہے *

3. The Arabic and Latin Bible, printed at Rome by the Congregation *De Propaganda Fide* in 1761, in three

۳ عربي اور رومي بیبل کو جسکو مذہبي مجلس نے مقام روم میں باہتمام سرجیس ریسیس صاحب بشپ دمشق

volumes, under the care of Sergius Risius, Bishop of Damascus, is altered from the Vulgate, and consequently is of no use, either in the criticism or interpretation of the Scriptures.

کے تین جلدوں میں سنہ ۱۷۷۱ع میں چھاپا رومی ولگٹ سے مختلف کردیا گیا ہے ، اور اس سبب سے یہہ نسخہ کتابہاے اقدس کی عبارت یا معنے کی صحت کرنے میں کچھہ کام کا نہیں ہے*

4. The same remark is applicable to the Arabic New Testament published at London by the Society for promoting Christian knowledge, A. D. 1727, for the use of the Christians in Asia. Its basis is the text of the Paris and London Polyglotts: but the editor, Solomon Negri, has altered in it those passages which vary from the readings of our present Greek text.

۴ جو عربی ترجمہ عہد جدید کا مذہبی سوسائیٹی نے لندن میں سنہ ۱۷۲۷ع میں ایشیا کے عیسائیوں کے استعمال کے لیئے چھاپا ، اسکی بہی کیفیت یہی ہے ، یعنی اسکو بہی تبدیل کردیا گیا ہے ، پیرس اور لندن کے مجموعہ اس نسخہ کی بنیاد ہیں ، مگر اسکے مولف سالومن نگری صاحب نے اسکو ان مقاموں میں تبدیل کیا ہے ، جو ہمارے موجودہ یونانی متن کی عبارت سے اختلاف رکہتے ہیں *

Of the Ethiopic Versions of the New Testament.

اتہیوپیا زبان کے ترجمے عہد جدید کے

Of the author of the Ethiopic version we have no historical account; he is supposed to have been Trumentius, who about the year 330 first preached Christianity in Ethiopia. This version is in the Gheez, or dialect appropriated to religion in Ethiopia. There is also a translation of the New Testament in the Amharic or common dialect of Ethiopia.

اتہیوپیا زبان کے مصنف کے حال سے ہمکو اطلاع نہیں ہے ، خیال کرتے ہیں کہ مصنف اسکے ترومینٹس صاحب تہے جنہوں نے قریب سنہ ۳۳۰ع کے اتہیوپیا میں مذہب عیسائی کا وعظ کیا ، یہہ ترجمہ زبان غیظ میں ہے ، یعنی اس زبان میں جو اتہیوپیا میں مذہب کے لیئے خاص ہے ، عہد جدید کا ایمہرک زبان میں بہی جو اتہیوپیا کی عام زبان ہے ایک ترجمہ ہے *

Of the Armenian Versions of the New Testament.

ارمینیہ زبان کے ترجمہ عہد جدید کے

The Armenian version of the New Testament is unanimously ascribed to Miserob, the inventor of the Armenian Alphabet, and to the Patriarch Isaac, at the end of the fourth or early in the

عہدجدید کے ارمینیہ ترجمہ کو سب لوگ متفق مزراب صاحب سے جو ارمینیہ زبان کے (الف بے) کے موجد ہیں ، اور بشپ اسحاق سے منسوب کرتے ہیں

fifth century. It was twice translated from the Syriac, and then from the Greek; and that the copies now extant were made from the latter text, is evident from their containing those books of the New Testament which were never admitted into the Peschito or ancient literal Syriac version. This version, in the opinion of Semler, is of great importance, as faithfully representing the manuscripts whence it was made: but Michaelis observes, that it would be an inestimable treasure, had it descended to us unaltered by time and superstition. It has, in several instances, been made comformable to the Vulgate by Haitho or Hethom, sovereign of Lesser Armenia from A. D. 1224 to 1270, who was attached to the Church of Rome, and skilled in the Latin language.

اورچوتھي صدي کے اخيريا پانچويں صدي کے شروع کا خيال کرتے هيں ' يهه ترجمه سريا ترجمه سے دو دفعه کيا گيا تھا ' اور بعده يوناني متن سے کيا گيا تھا ' اس ترجمه کے نسخوں ميں جو عهدجديد کي وه کتابيں پائي جاتي هيں ' جنکو پسکيٹو يا قديم لفظي سريا زبان کے ترجمه ميں هرگز جائز نرکھا گيا تھا ' اس سے يهه علانيه معلوم هوتا هے که اس ترجمه کے موجوده نسخے يوناني متن سے کيئے گئے تھے ' سيملر صاحب کي رائے کے بموجب بڑے کام کا هے کيونکه جن نسخوں سے وه هوا هے آنکي عبارتيں اس ميں بعينه نظر آتي هيں ' مگر ميکئلس صاحب يهه خيال کرتے هيں که يهه نسخه گويا ايک بيحد خزانه هوتا اگر زمانه اور کذب مذهبي کي خرابيوں سے محفوظ رهکر همتک بجنسهه پهونچتا بادشاه قليل حصه ارمينيه کے مسمی هيتهوياهيتهم نے سنه ۱۲۲۴ سے سنه ۱۲۷۰ع تک اس نسخه کو بهت سے مقاموں ميں تبديل کر کر رومي ولگٽ کے مطابق کر ليا هے ' يهه بادشاه گرجه روم سے تعلق رکھتا تھا ' اور رومي زبان سے واقف تھا *

Of the Persian versions of the New Testament.

There are extant two Persian versions of the four Gospels, the most ancient and valuable of which was first printed in the London Polyglott, by Bishop Walton, from a manuscript in the possession of Dr. Pococke, dated A. D. 1314: it was made from the Syriac, having sometimes retained Syriac words, and subjoined a Persian translation.

فارسي ترجمے عهدجديد کے

چاروں انجيلوں کے دو فارسي ترجمه موجود هيں ' جنميں سے نهايت عمده اور پسنديده نسخه کو بشپ والٹن صاحب نے ايک نسخه مقبوضه ڈاکٹرپاکوک ميں سے سنه ۱۳۱۴ع ميں ليکرلندن کے مجموعه ميں اول چھاپا ' يهه نسخه سريا ترجمه سے هوا ' اس ميں کهيں کهيں سريا زبان کے

الفاظ بھي مسلم رکہے ھيں ' اور اسکے ساتھہ ايک اور فارسي ترجمہ لگا ھوا تہا *

The other Persian translation was edited by Wheloc, and after his decease by Pierson, at London, in 1652-59, after a collation of three manuscripts. It is supposed to have been made from the Greek.

دوسرا فارسي زبان کا ترجمہ وي‌لاک صاحب نے ' اور آنکي وفات کے بعد پيرسن صاحب نےسنہ ۱۶۵۲ع سے سنہ ۱۶۵۷ع کے درميان تک تين نسخوں سے مقابلہ کرکے مرتب کيا اور چہاپا ' خيال کيا جاتا ہے کہ يہہ نسخہ يوناني متن سے ھوا *

Of the ancient Western translations of the New Testament.

قديم مغربي ترجمے عہد جديد کے

The Gothic version of the New Testament was made from the Greek by Ulphilas, a celebrated Bishop of the Mæso-Goths, who assisted at the council of Constantinople in 359, and was sent on an embassy to the Emperor about the year 378. He is said to have embraced Arianism, and to have propagated Arian tenets among his countrymen. Besides translating the entire Bible into the Gothic language, Ulphilas is said to have conferred on the Mæso-Goths the invention of the Gothic characters. The character, however, in which this version of the New Testament is written, is in fact the Latin character of that age; and the degree of perfection, which the Gothic language had obtained during the time of Ulphilas, is a proof that it had then been written for some time.

عہدجديد کے گاتہک زبان کے ترجمے کو يوناني سے الفي لاس صاحب نے جو ميسوگات قوم کے مشہور بشپ تہے کيا ' اور کانسٹينٹ ان اوپل کي کونسل جو سنہ ۳۵۹ع ميں ھوئي آسکے معاون تہے ' اور شہنشاہ کانسٹينٹ ان اوپل کے پاس انہي کو بطور ايلچي کے سنہ ۳۷۸ع ميں بہيجا گيا تہا ' بيان کرتے ھيں کہ يہہ صاحب مذھب ايرين تينيٹز کے مسائل کے پيرو تہے ' اور آنہوں نے اصولِ مذھب مذکورہ کو اپنے ملک کے لوگوں ميں پہيلايا تہا ' کہتے ھيں کہ پوري بيبل کا زبان گاتہک ميں ترجمہ کرنے کے علاوہ الفي‌لاس صاحب نے گاتہک زبان کے حرف بہي ايجاد کيئے ' مگر وہ حرف جنميں کے عہدجديد کا يہہ ترجمہ لکہا ھوا ہے ' حقيقت ميں آس زمانہ کے رومي حرف ھيں ' درجہ کامليت جو زبان گاتہک نے زمانہ الفي لاس صاحب ميں پايا تہا دليل اس بات کي ہے کہ وہ حرف تہوڑي مدت تک رہے *

The translation of Ulphilas (who had been educated among the Greeks) was

الفي‌لاس صاحب کا ترجمہ جنہوں نے يونانيوں ميں تعليم پائي تہي يوناني متن

executed from the Greek: but from its coincidence in many instances with the Latin, there is reason to suspect that it has been interpolated, though at a remote period, from the Vulgate. Its unquestionable antiquity, however, and its general fidelity, have concurred to give this version a high place in the estimation of biblical critics: but unfortunately it has not come down to us entire. The only parts extant in print, are a considerable portion of the four Gospels, and some fragments of St. Paul's Epistles to the Romans.

سے هوا ' مگر بہت سے مقاموں میں جو یہہ ترجمہ رومي متن سے مطابقت رکھتا ہے ' اسلیئے یہہ شبہہ هوتا ہے ' کہ اُس میں رومي ولگٹ میں سے کچھہ لیکر زمانۂ حال میں تغیر و تبدیل کردي گئي ہے ' مگر اسکے ناقابل اعتراض قدامت اور اُسکے عموما اصل سے مطابق هونے کے سبب سے اس ترجمہ کو بیبل کے نکتہچینوں نے بڑا مرتبہ دیا ہے ' مگر بدقسمتي سے یہہ ترجمہ همارے وقت تک پورا نہیں پہونچا ' اُسکے حصے جو اب چھپے هیں ' وہ صرف چار انجیلوں میں کابہت سا حصہ ' اور سینٹ پال کے ناموں کے جو بنام رومیوں کے هیں چند ٹکڑے هیں *

Of the Sclavonic or old Russian versions.

The Sclavonic or old Russian version was executed from the original Greek in the ninth century by the two brothers, Cyril (who invented the Sclavonic characters) and Methodius, the translators of the Old Testament. In all the editions prior to the year 1653 the memorable verse, 1. John chap. 5. v. 7. is omitted. In the edition of 1653, and 1665 it is inserted in the margin, but it is incorporated in the text in all subsequent impressions.

سکلي وانک یعني قدیم روسي زبان کے ترجمے

سکلیو انک یا قدیم روسي ترجمہ دو مسمی سرل صاحب جو قدیم روسي زبان کے حرفوں کے موجد تھے ' اور میتھودیس صاحب دونوں بھائیوں نے ' یوناني اصلے متن سے نویں صدي میں تیار کیا ' یہي دونوں صاحب عهد عتیق کے بھي مترجم تھے ' تمام اُن نسخونمیں جو سنہ ۱۶۵۳ع سے پہلے کے هیں ' مشہور آیت اول یوحنا باب ۵ — ۷ نہیں پائے جاتے ہے ' سنہ ۱۶۵۳ع اور سنہ ۱۶۶۳ ع کے نسخہ میں اس کو حاشیہ پر لکھدیا ہے ' مگر اس نسخہ سے بعد کے تمام نسخوں میں اس آیت کو متن میں شامل کردیا ہے *

Of the Anglo-Saxon versions.

Although Christianity was planted in Britain in the first century, it does

اینگلو سیکسن یعني قدیم انگریزي زبان کے ترجمے

اگرچہ مذهب عیسائي ملک برطانیہ میں اول صدي میں آیا تہا ' مگر یہہ

not appear that the Britons had any translation of the Scriptures in their languages earlier than the eighth century. About the year 706, Adhelm, the first Bishop of Sherborn, translated the Psalter into Saxon: and at his earnest persuasion, Egbert or Eadfrid, Bishop of Lindisfarne, or Holy island, soon after executed a Saxon version of the four Gospels. Not many years after this, the learned and venerable Bede (who died A. D. 735) translated the entire Bible into that language. There were other Saxon versions, either of the whole or detached portions of the Scriptures, of a later date. A translation of the book of Psalms was undertaken by the illustrious King Alfred, who died A. D. 900, when it was about half finished: and Elfric, who was Arch-Bishop of Canterbury in 995, translated the Pentateuch, Joshua, Judith, part of the book of Kings, Esther and Maccabees.

نہیں معلوم هوتا هے کہ آس ملک کے باشندوں کے پاس آٹھویں صدي سے پہلے آنکي زبان میں کتاب اقدس کا کوئي ترجمہ تھا یا نہیں ؛ قریب سنہ ۷۰۶ کے ایڈھیلم صاحب شربارن کے اول بشپ نے زبان سیکسن میں کتاب زبور کا ترجمہ کیا ' اور انہي بشپ صاحب کي خواهش سے ایگ برٹ یا اِڈفرڈ صاحب بشپ لنڈس فارن یا مقدس جیزیرہ والے نے چاروں انجیلوں کا زبان سیکسن میں اسکے تھوڑے دنوں بعد ترجمہ کیا ' اس ترجمہ کے هونے سے تھوڑے دنوں بعد معززعالم بیڈ صاحب نے جنکا سنہ ۷۳۵ میں انتقال هوا پوري بیبلکا اس زبان میں ترجمہ کیا ' علاوہ ان ترجموں کے سیکسن زبان کے دیگرترجمے تمام کتابوں اقدس خواہ متفرق حصوں کے زمانہ حال کے کئے هوے تھے ' اور کتاب زبور کا ایک ترجمہ مشہور بادشاہ الفرڈ نے جنکا سنہ ۹۰۰ میں انتقال هوا کرنا شروع کیا تہا ' آن کي وفات تک صرف ادھا هونے پایا ' اور الفرک صاحب نے جو مقام کینٹربري کے بشپ اعظم تھے کتاب هاے توریت اور یوشع اور جوڈت اور سلاطین کا تھوڑا سا حصہ ' اور کتاب استھر اور میکیبیس کا اس زبان میں ترجمہ کیا *

The Anglo-Saxon version being evidently translated from the Old Latin, Michaelis is of opinion that it may be of use in determining the readings of that version; and Semler has remarked, that it contains many readings which vary both from the Greek and Latin texts, of which he has given some examples. Dr. Mill selected various lections from this version; which,

اینگلو سیکسن زبان کا ترجمہ علانیہ قدیم رومي ترجمہ سے هوا معلوم هوتا هے میکیلس صاحب کي یہہ راے هے کہ یہہ ترجمہ قدیم رومي ترجمہ کي عبارتوں کي تصحیح میں کارآمد هوسکتا هے ' اور سملر صاحب نے یہہ کیفیت بیان کي هے ' کہ اس ترجمہ میں بہت سي ایسي عبارتیں هیں جو یوناني اور رومي دونوں متنوں

from difference of style, and inequalities observable in its execution, he ascribes to several authors: it is supposed to have been executed in the eighth century.

سے اختلاف رکھتي هيں ' اس اختلاف کے ثبوت میں انہوں نے چند مقام اپني کتاب میں درج کئے هیں ڈاکٹر مل صاحب نے اس ترجمہ سے مختلف عبارتیں انتخاب کیں هیں اور بسبب اختلاف طرز بیان اور دیگر بہت سے ناهمواریوں کے ' جو اس ترجمہ میں پائي جاتي هیں ڈاکٹر مل صاحب کي یہہ راے هے کہ اسکو کئي مترجموں نے تیارکیا هے ' خیال کیا گیا هے کہ یہہ ترجمہ آٹھویں صدي میں هوا هے *

On the Modern Latin versions of the Old and New Testaments.

زمانہ حال کے ترجمے عہد عتیق اور عہد جدید کے

Of the Modern Latin versions of the Old Testament, made by individuals in communion with the Church of Rome, those of Pagninus, Montanus, Malvenda, Cajetan, and Houbigant, are particularly worthy of notice.

عہد عتیق کے زمانہ حال کے رومي ترجموں میں سے جو گرجہ روم کے پیرووں کے کیئے هوے هیں ' پیگنینس صاحب اور مانتینس صاحب اور میلونڈ صاحب اور کیجٹن صاحب اور هوبي گینٹ صاحب کے ترجمے خاص کر قابل ذکر کرنے کے هیں *

I. Sanctes Pagninus, a Dominican Monk, was the first modern oriental scholar who attempted to make a new translation of the Scriptures from the original languages. Having, in the course of his studies, been led to conceive that the Vulgate Latin version of Jerome, of which an account has already been given, was greatly corrupted, he undertook to form a new translation of the Old Testament from the Hebrew, following Jerome only where he thought that his version corresponded to the original. Under the patronage of the Popes Leo X., Hadrian VI., and Clement VI., he devoted twenty five years to this great work; which was first

سینکٹس پیگنینس صاحب جو ایک ڈامینکا کے درویش تہے ' زمانہ حال کے مشرقي طالب علموں میں سے اول تہے جنہوں نے اصلي زبانوں سے کتاب هاے اقدس کے نئے ترجمے کرنے کا ارادہ کیا ' انہوں نے اپنے تحصیل علم کے زمانہ میں یہہ خیال کرکے کہ رومي ولگٹ ترجمہ جیروم صاحب کا جسکا ابھي بیان هوچکا هے بہت ناقص هوگیا هے ' عبري سے عہد عتیق کا ایک نیا ترجمہ تیار کرنے کا ارادہ کیا ' اسطرح پر کہ جہاں کہیں جیروم صاحب کا ترجمہ اصل سے مطابق پایا جائے اُن مقاموں میں اس نئے ترجمہ کے تیار کرنے میں آسکي بھي پیروي کي جاوے

printed at Lyons in 1528. The Jews who read it, attested its fidelity. The great fault of Pagninus is, that he has adhered too closely and servilely to the original text; and this scrupulous attachment has made his translation obscure, barbarous, and full of solecisms. He has also altered the commonly received names of men and cities, and has substituted others in their place, which are pronounced according to the pronounciation of the Masorites.

به استعانت دسويں پوپ ليو اور چهٹي هيڈريں اور چهٹي کليمنٹ کے اُنهوں نے اس بڑے کام ميں پچيس برس صرف کيئے ' يهه ترجمه اول بمقام لاينز سنه ١٥٢٨ ميں چهپا تها ' جن يهوديوں نے اِسکو پڑها آسکي اصل سے مطابق هونے کو تصديق کيا ' پيگنينس صاحب کا بڑا قصور يهه هے که آنهوں نے اصلي متن کي اس ترجمه ميں نهايت پيروي کي هے ' اور اس مشکوک پيروي نے اس ترجمه کو تاريک وحشت اميز اور غير محاورة لفظوں سے معمور کرديا هے ' آنهوں نے انسانوں اور شهروں کے عام تسليم شده ناموں کو بهي تبديل کيا هے ' اور بجاے آن کے ايسے نام لکهے هيں جنکا تلفظ ميسو رائيٹيس کے قواعد تلفظ کے موافق هوتا هے *

Though this translator's labours were very severely criticised by Father Simon, yet he acknowledges his ability and learning: and the later commentators and critics concur in justly commending his work, as being remarkably exact and faithful, and admirably adapted to explain the literal sense of the Hebrew text. Pagninus afterwards translated the New Testament from the Greek, which he dedicated to his patron, Pope Clement VII. It was printed with the former at Lyons, in 1528. In 1557, Robert Stephens printed a new edition of his translation with corrections, in two volumes, but it contains only the Old Testament of Pagninus's version. The New Testament is given in the Latin version of Beza, which we have already noticed.

اگرچه اس مترجم کے ترجمه کي طرز پر فادر سائيمن صاحب نے نهايت سخت نکته چيني کي هے ' تاهم وه آسکي قابليت اور علم کا اقرار کرتے هيں ' اور آن سے پچهلے مفسر اور نکته چين آسکے ترجمه کو ايسا ماننے ميں ازروے انصاف اتفاق کرتے هيں ' که وه ترجمه اصلي عبري متن سے بعينه اور مطابق هے اور آسکے لفظي معني ظاهر کرنے کے ليئے بهت مناسب هے پيگنينس صاحب نے بعد ازاں يوناني متن سے عهد جديد کا ترجمه کيا ' اور اس ترجمه کو اپنے معاون آٹهويں پوپ کليمنٹ صاحب کے نام پر مخصوص کيا ' يهه ترجمه معه ترجمه عهد عتيق کے مقام لاينز ميں سنه ١٥٢٨ ميں چهپا تها ' اور رابرٹ سٹيفينز صاحب نے پيگنينس صاحب کے ترجمه کا نيا نسخه معه اصلاحوں کے دو جلدوں

میں سنه ۱۵۵۷ میں چهاپا ' مگر اس نسخه میں صرف عهد عتیق چهپي هے اور عهد جدید بیزا صاحب کے رومي ترجمه میں جسکا بیان هوچکا هے چهپي هے *

2. The translation of Pagninus was revised by Benedict Arias Montanus, who has erroneously been considered as a new translator of the Bible in the Latin language. His chief aim was, to translate the Hebrew words by the same number of Latin ones; so that he has accommodated his whole translation to the most scrupulous rules of Grammar, without any regard to the elegance of his Latinity. Montanus's edition, therefore, may be considered rather as a grammatical commentary, than a true version. In the New Testament, Montanus changed only a few words in the Vulgate version, where he found it to differ from the Greek.

۲ پیگنینس صاحب کے ترجمه پربینیڈکٹ ایریس مانٹینس صاحب نے جنکو رومي زبان کا ایک نیا مترجم غلطي سے سمجها گیا هے نظر ثاني کي انصاحبکا مقدم اراده یهه تها که عبري الفاظ کو اسي قدر رومي الفاظ سے ترجمه کریں که جسقدر عبري میں هوں ' پس اس التزام کے باعث سے آنهوں نے اپنے تمام ترجمه کو صرف نحو کے نهایت مشکوک قواعد کے بموجب کیا هے اور رومي زبان کي خوبي پر کسیطرح کا لحاظ نهیں کیا ' اسلیئے مانٹینس صاحب کا نسخه به نسبت اسکے که آسکو حقیقي ترجمه سمجها جاوے زیاده تر ایسے تفسیر هے ' جسمیں صرف نحو کا زیاده تر التزام هے ' عهد جدید میں ولگٹ ترجمه کے چند الفاظوں هي کو صرف تبدیل کیا هے ' یعني جهاں کهیں آنهوں نے اصل یوناني متن سے آنکو مختلف دیکها *

3. The translation of Thomas Malvenda, a Spanish Dominican, being more grammatical and barbarous than that of Montanus, is but little esteemed, and has fallen into oblivion. The version, which bears the name of Cardinal Cajetan, strictly speaking, is not his production; having been made by two persons, (one a Jew, the other a Christian) both of whom were well skilled in the original language of the sacred volume. The whole of the New Testament was likewise translated, except

۳ طامس میل ونڈا صاحب کے ترجمه میں به نسبت ترجمه مان ٹینس صاحب کے زیاده تر صرف نحو کي پابندي هے ' اور وحشت انگیز بهي هے ' اس لحاظ سے اسکي قدر کم کي جاتي هے ' اور لوگوں نے دل سے آسکو فراموش کردیا ' ترجمه جو کارڈینل کیجٹن صاحب کے نام سے مشهور هے حقیقت میں آن کا نهیں هے ' آسکو دو شخصوں نے جن میں سے ایک یهودي تها ' اور دوسرا عیسائي ' اور دونو مقدس کتاب کي اصلي زبان سے خوب واقف تهے

the Revelation. Cajeton carefully avoided those barbarous expressions which he must have used, if his version had been grammatically literal.

ترجمہ کیا تہا، اسیطرح سے تمام عہد جدید کا بہي ترجمہ سوائے کتاب مشاهدات کے آنہوں نے هي کیا تہا، کیجٹن صاحب نے آن وحشت انگیز کلاموں کو، جنکو وہ استعمال کرتے اگر آن کا ترجمہ بہي صرف نحو کے بموجب لفظي هوتا، هوشیاري سے فروگذاشت کیا *

4. The Latin version of the Old Testament, printed by Father Houbigant in his critical edition of the Hebrew Bible, is not framed according to the present Hebrew text, but according to the text, as he thought it should be corrected by manuscripts, ancient versions, and critical conjectures. Since the Reformation, several Latin versions of the Old Testament have been made from the original Hebrew by learned Protestants. The most esteemed are those of Munster, Leo Juda, Castalio, Junius and Tremellius, Schmidt, Dathe, Schott and Winzer.

۴ عہد عتیق کا وہ رومي ترجمہ جو فادر هوبي گینٹ صاحب نے عبري بیبل کے اپنے نکتہ چین نسخہ میں چہاپا عبري متن موجودہ کے بموجب ترجمہ نہیں کیا گیا ہے، بلکہ بموجب ایسے متن کے ترجمہ کیا گیا هے جسکا بمدد قدیم قلمي نسخوں اور قدیم ترجموں اور قیاسي اصلاحوں کے صحیح کرنا آنہوں نے مناسب سمجہا، زمانہ رفارمیشن یعني ترمیم مذهب سے علماء پروٹسٹینٹ نے اصلي عبري سے بہت سے رومي ترجمے عہد عتیق کے کیئے هیں، ان ترجموں میں نہایت قدروالے ترجمے ان صاحبوں کے هیں، یعنے منسٹر صاحب لیوجوڈا صاحب اور کیسٹیلیو صاحب اور جونس صاحب اور تریمیلیس صاحب اور سکمیڈٹ صاحب، اور ڈیتہہ صاحب اور اسکاٹ صاحب اور ونزر صاحب کے *

1. In the year 1534, Sebastian Munster printed at Basle a new translation of the Old Testament from the original Hebrew: and in 1546 he published a second edition, with the Hebrew text, and with the addition of some notes, which Father Simon thinks useful for understanding the style of the sacred writings. Without rigidly adhering to the grammatical signification of the words, like Paguinus and Mon-

۱ سیباسٹین منسٹر صاحب نے اصل عبري متن سے عہد عتیق کا ایک نیا ترجمہ کرکے مقام بیسل مین سنہ ۱۵۳۴ میں چہاپا آنہوں نے هي ایک دوسرا نسخہ معہ عبري متن اور چند شرحوں کے جنکي نسبت فادر سائیمن صاحب کي یہہ رائے هے، کہ وہ کتاب هائے اقدس کے طرز بیان کے سمجہنے کے واسطے مفید هیں سنہ ۱۵۴۶ میں چہاپا، اور لفظوں کے معنوں کي

tanus, he has given a more free and intelligible version: but not deviating from the sense of the Hebrew text, he has retained some of its peculiar idioms. He has also availed himself of the Commentaries of the best of the rabbinical writers.

صرف نحو سے بہت پیروي نکرکے جیساکه پیگنینس صاحب اور مان تینس صاحب نے کي ہے ' زیاده صاف اور سمجہنے کے لایق ترجمه کیـــا ہے ' عبري متن کے معنوں سے تجاوز جو نہیں کیا اس سبب سے عبري چند خاص محاورات اُن کے ترجمه میں موجود هیں ' اس ترجمه میں سیباس منسٹر صاحب نے نہایت عمده یہودي عالموں کي تفسیروں سے مدد لي ہے *

Simon freely censures particular parts of Munster's version; he decidedly prefers it to those of Pagninus and Montanus: and Huet gives him the character of a translator well versed in the Hebrew language, whose style is very exact and conformable to the original.

سائیمن صاحب منسٹر صاحب کے ترجمه کے خاص خصوں پر اعتراض کرتے هیں ' لیکن پیگنینس صاحب اور مان تئنس صاحب کے ترجموں کو به نسبت اُسکے زیاده پسند کرتے هیں مگر هیوایٹ صاحب منسٹر صاحب کو ایسا مترجم جانتے هیں جو عبري زبان سے خوب اگاهي رکہتے تہے ' اور جنکا طرز بیان اصلي سے بالکل مطابق ہے *

2. The translation which bears the name of Leo Juda was commenced by him; but being prevented by death from finishing the work, he left it to be completed by Theodore Bibliander, Professor of Divinity at Zurich. With the assistance of Conrad Pellican, who was Professor of Hebrew in the same place, Bibliander translated the rest of the Old Testament from the Hebrew; the New Testament was undertaken by Peter Cholin and Rodolph Gualter, two learned Protestants, at that time resident at Zurich. Though it was condemned by the divines at Paris, it was favorably received by those of Salamanca, who reprinted it with some trifling alterations. It is acknowledged

۲ وه ترجمه جسپر لیوجوڈا صاحب کا نام ہے ' اُنہوں نے هي کرنا شروع کیا تہا مگر اُن کي زندگي نے وفا نکي ' آخر تہیوڈور بائي بیلي اینڈر پرافسر علم الهي مقام زورک والے کے حواله هوا ' اور بمدد کان رڈ پیلیکن صاحب کے جو اُسي مقام میں عبري کے پرافسر تہے بائي بیلي اینڈر صاحب نے عہد عتیق کے باقي مانده حصه کو عبري سے ترجمه کیا ' پیٹر کالن اور راڈالف گالٹر صاحب نے جو دو عالم پرو ٹسٹنٹ تہے ' اور اُسوقت مقام زورک میں سکونت رکہتے تہے عہد جدید کا ترجمه کرنا اختیار کیا ' اگرچه اُن کا کیا هوا ترجمه مقام پیرس کے محققین نے پسند نکیا ' مگر سیلیمینکا کے محققین نے اُسکو اچہي

to be very faithful; and its style is elegant than that of Munster; but the translators have, in some instances, receded too far from the literal sense.

طرح قبول کرکے قدرو منزلت کي اور پھر چھاپا، اس ترجمه کو اصل سے بہت مطابق مانا جاتا هے، اوربه نسبت منسٹر صاحب کے ترجمه کے اس کا طرز بیان زیادہ پسندیدہ هے، مگر دونوں کے مترجم بعض باتوں میں لفظي معنوں سے بہت تجاوز کرگئے هیں *

3. The Latin version of Sebastian Chattillon or Castalio (as he is generally called) was begun at Geneva, in 1542, and finished at Basle in 1550, where it was printed in the following year. His design was, to render the Old and New Testaments in elegant Latin like that of the ancient classic authors; but his style has been severely censured by some critics, as being too much affected, and destitute of that noble simplicity, grandeur, and energy, which characterize the sacred originals. Professor Dathe, however, has vindicated this learned Protestant from these charges.

۳ رومي ترجمه سیبائیسٹیں یاکیسٹلیو صاحب کا، جنکو اس نام سے عموما پکار تے هیں، مقام جینیوا سنه ۱۵۴۲ میں تیار هونا شروع هوا، اور مقام بئیسل میں جہاں که وہ اگلے سال میں چھپا سنه ۱۵۵۰ میں تمام هوا، ان کا ارادہ تھا، که عہد عتیق اور عہد جدید کو قدیم عمدہ رومي مورخوں کي مانند ترجمه کریں، مگر بعض نکته چینوں نے اُن کے طرز بیان پر نہایت سخت اعتراض کیا ہے، گویا که وہ محتاج هے عمدہ صفائي اور شان اور خوبي کا جو مقدس اصلي کتابوں کي علامتیں هیں، مگر پرافسر ڈیتھه صاحب نے اس عالم پروٹسٹنٹ کے ذمه پرسے یهه اتهام دور کیا هے *

The version of Francis Junius, and Immanuel Tremellius was first published in 1575: it was subsequently corrected by Junius, and has been repeatedly printed. By the Protestant Churches it was received with great approbation; and to this day it is held in great esteem for its simplicity, perspicuity and fidelity. Father Simon criticised it with great severity; but the learned Matthew Poole, in the preface of his *Synopsis Criticorum Sacrorum*, reckons it among the best versions: and

۴ فرانسیس جونیس صاحب اور ایمانئول ٹیریمیلیس صاحب کا ترجمه، اول مرتبه سنه ۱۵۷۵ میں چھپا، بعدہ جونیس صاحب نے اُسکو صحیح کیا تب دوبارہ چھپا، پروٹسٹنٹ گرجوں نے اس ترجمه کو بہت پسند کیا، اور بسبب اُسکي سادگي اور سلاست عبارت اور اصل سے مطابق هونے کے اجتک اُسکي بڑي قدر کي جاتي هے، فادر سائیمن صاحب نے اس ترجمه پر نہایت سخت نکته چیني اور اعتراض کیا، مگر میتھیوپول صاحب

the ecclesiastical historian, Dupin, commends it for its close adherence to the Hebrew.

نے اپنی کتاب سیناپ سس کے دیباچہ میں آسکو نہایت عمدہ ترجموں میں شمار کیا ہے اور گرجا کی تاریخ لکھنے والے صاحب نے اس ترجمہ کی ' اس لحاظ سے کہ وہ عبری متن سے نہایت مطابقت رکھتا ھے تعریف کی ھے *

5. In 1696, was published (after the author's decease) a new Latin translation of the Bible, by Sebastian Schmidt, who was professor of oriental languages at Strasburgh. Of this version there have been several editions. It is strictly literal; and is chiefly useful to young students in the Hebrew language.

۵ سیباسٹینس سامیدت صاحب نے جو مشرقی زبانوں کے مقام سٹرائیس برگ میں پرافسر تھے ' بیبل کا ایک نیا رومی ترجمہ آسکے مترجم کی وفات کے بعد سنہ ۱۶۹۶ ع میں چھاپا ' اس ترجمہ کے بہت سے نسخے هیں ' اور یہہ بہت لفظی ترجمہ خاص کر عبری زبان کے مبتدی طالب علموں کے لیئے نہایت مفید ھے *

6. The version of John Augustus Dathe, who was professor of oriental literature at Leipsic, is deservedly in high repute for its general fidelity and elegance, both in this country and on the continent.

۶ جان اگسٹس ڈیتھہ صاحب کا ترجمہ ' جومقام لیپ سک میں علوم مشرقی کے پرافسر تھے ' اس ملک میں اور تمام یورپ میں بسبب اِسکے کہ وہ عموما اصل سے مطابق اور عمدہ ھے بڑی شہرت رکھتا ھے *

7. In the year 1816, another new translation of the Old Testament, from the Hebrew, was commenced by M. M. Henry Augustus Schott and Julius Frederick Winzer. One volume only has appeared, comprising the Pentateuch. This version professes to be very close.

۷ هنری اگسٹس سکاٹ صاحب اور جولیسس فریڈرک ونذر صاحب نے عہد عتیق کا ایک اور نیا ترجمہ عبری سے کرکے سنہ ۱۸۱۶ میں چھاپا ' ابتک آسکی ایک هی جلد جس میں توریت ھے چھپی ھے ' یہہ ترجمہ اصل سے بہت مطابق معلوم هوتا ہے *

Besides the preceding new modern Latin versions, there have been several editions of the Latin Vulgate, so much corrected from the original Hebrew and Greek, as in some degree to be considered new translations. Of this number are the Latin Bibles published by Clarius, Eber, and Osiander.

علاوہ مذکورہ بالا نئے زمانہ حال کے رومی ترجموں کے ' بہت سے نسخے رومی ولگت ترجمے کے عبری اور یونانی متنوں سے اسقدر صحیح کئے گئے هیں کہ گویا نئے ترجمے سمجھے جاویں ' ان هی سب میں سے وہ رومی بیبلیں بھی هیں ' جنکو

كيلاريس صاحب اور ايبر صاحب اور آوسي
اينڈرز صاحب نے مشتهر كيا*

1. Isidore Clarius's edition of the Vulgate first appeared at Venice, in 1542, and is of extreme rarity; it was reprinted at the same place in 1557 and 1564. The editor has not only restored the ancient Latin text, but has also corrected it in a great number of places which he conceived to be erroneously translated, so as to make them conformable to the Hebrew original. Although he corrected more than *eight thousand* places as he states in his preface, yet he omitted some, lest he should offend the Roman Catholics by making too many alterations in the Vulgate version.

١ ايسي ڈرر كيلاريس صاحب كا نسخه رومي ولگٹ كا ' اول مرتبه مقام وينس ميں سنه ١٥٤٢ ميں مشتهر هوا اور بهت كمياب هے ' پهر آسي مقام ميں يهه نسخه سنه ١٥٥٧ اور سنه ١٥٦٤ ميں چهپا ' آنهوں نے قديم رومي بيبل كو صرف بحال هي نهيں كيا بلكه بهت سے مقامونميں جهاں كهيں آنهوں نے خيال كيا كه وه غلط ترجمه هوا هے اس طرح سے صحيح كيا هے ' كه جس سے وه اصل عبري متن سے مطابق هو جاوے ' اگرچه آنهوں نے جيسا كه وه اپني كتاب كے ديباچه ميں بيان كرتے هيں ' آٹهه هزار مقام سے زياده صحيح كيئے ' تاهم بهت سے اس خوف سے چهوڑديئے ' كه رومي ولگٹ ميں بهت سي تبديلياں كرنے سے رومن كيتهلك برافروخته نهوں *

2. The method of Clarius was followed by Paul Eber, who corrected the Vulgate from Luther's German version. His edition was published at Wittemberg, in 1565, with the addition of Luther's translation, under the authority of Augustus, Elector of Saxony, and was reprinted in 1574.

٢ پال ايبر صاحب جنهوں نے رومي ولگٹ ليوتهر صاحب كے جرمن زبان كے ترجمه سے صحيح كيا ' كيلاريس صاحب كے قاعده كے پيرو هيں ' ان كا نسخه مقام وٹم برگ ميں معه آسكے جو ليوتهر صاحب كے ترجمه سے اس ميں زياده كيا گيا هے ' اگسٹس صاحب كي سند سے جو مقام سيكسني كے ايلكٹر هيں سنه ١٥٦٥ ع ميں چهاپا گيا تها ' اور سنه ١٥٧٤ ع ميں يهي ترجمه پهر چهپا *

The edition of Luke Osiander appeared in 1578, and has since been very often reprinted; as also a German translation of it, which was first published at Stutgard, in 1600. Andrew Osiander's edition was also printed in

٣ نسخه ليوك اوسي اينڈر صاحب كا سنه ١٥٧٨ ع ميں مشتهر هوا اور تب سے كئي بار چهپ چكا هے ' جيسے كه آنكا جرمني ترجمه ولگٹ كا كئي مرتبه چهپا ' جس كا اول نسخه مقام سٹٹ گارڈ ميں سنه ١٦٠٠ ع

1600, and frequently since. They have both corrected the Vulgate, according to the Hebrew originals; and have occasioned some confusion to their readers, by inserting their emendations in a character different from that in which the Vulgate text is printed.

میں چھپا ' اور اینڈرواوسي اینڈرصاحب کا ولگت نسخہ بہي سنہ ۱۶۰۰ ع میں چھپا اور پھر بعد کو بہي کئي دفعہ چھپ چکا ہے ' اِن دونوں صاحبوں نے ولگت کو بموجب اصل عبري کے صحیح کیا ہے ' جن حرفوں میں اُنہوں نے اپنے ولگت کو چھاپا ہے ' اُن حرفوں سے اور مختلف حرفوں میں اپني اصلاحوں کے چھاپنے سے اپني کتاب کے پڑھنے والے کو پریشاني میں ڈالا ہے *

There are likewise several Latin versions of the New Testament, made both by Catholics and Protestants, of which those of Erasmus, Beza, and Sebastiani are particularly worthy of notice.

اسي طرح سے عہد جدید کے بہت سے رومي نسخے هیں ' جنکو دونوں فرقوں یعني کیتھلکس اور پروٹسٹنٹس نے کیا ہے اِن ترجموں میں سے ایرسمس صاحب اوربیزا صاحب اورسیباستي اینی صاحب کے ترجمہ خاص کرلایق بیان کرنے کے هیں *

The celebrated Erasmus has the honor of being the first translator of the new Testament into the Latin language from the original Greek. His object was to give a faithful and clear version, in which it is admitted he succeeded as far as it was possible at that time. In this version he followed not only printed copies, but also four Greek manuscripts; according to the example of Jerome, he varied but little from the Vulgate. The first edition of his translation appeared in 1516, and was dedicated to Pope Leo X., by whom it was highly commended in a letter of thanks which he wrote to Erasmus. The Pontiff's praises, however, did not prevent his labours from being censured with great severity by certain Roman Catholic writers, against whom Erasmus defended himself with great spirit.

مشہور ایرسمس صاحب کو اس بات کي عزت ہے ' کہ اُنہوں نے اصلي یوناني متن سے رومي زبان میں عہدجدید کا سب سے پہلے ترجمہ کیا ' اُنکا مدعا یہہ تہا کہ ایک صاف اور اصل کے مطابق ترجمہ کریں ' جس ارادہ میں لوگ اسبات کوجایز رکہتے هیں کہ وہ اسقدر کامیاب هوے جتنا کہ اُس زمانہ میں ممکن تھا ' اس ترجمہ کے تیار کرنے میں اُنہوں نے صرف چھپے هوے نسخوں سے هي کام نہیں لیا ' بلکہ چارقلمي یوناني نسخوں کا بہي استعمال کیا ہے ' اور بموجب قاعدہ جیروم صاحب کے اُنہوں نے ولگت سے کچھہ هي اختلاف رکہا ہے ' اُنکے ترجمہ کا اول نسخہ سنہ ۱۵۱۶ ع میں مشہور هوا اور دسویں پوپ لیو کے نام پر مخصوص کیا گیا ' جنھوں نے شکر گذاري کي ایک چھٹي میں جو بنام

His version has been frequently printed and corrected both by himself and by his editiors.

ایریسمس صاحب کے لئے اس نسخہ کی بہت سی تعریف کی ، لیکن پوپ کی تعریفوں سے یہہ نہوا کہ یہہ صاحب بعض رومی کیتھلک نکتہ چینوں کے سخت اعتراض اور نکتہ چینی سے محفوظ رہتے جنکے مقابلہ میں ایریسمس صاحب نے بڑی ہمت سے آپ کو اُن کے اعتراضوں سے بری کیا ؛ ایریسمس صاحب نے اپنے ترجمہ کو اکثر خود چھاپا اور اوروں نے بھی چھاپا *

2. The Latin version of Theodoret Beza was first published in 1556, and has since been repeatedly printed. On account of its fidelity, it has always been highly esteemed by Protestants of every denomination. Bishop Walton, indeed, was of opinion, that he was justly charged with departing unnecessarily from the common readings, without the authority of manuscripts; but a careful examination of Beza's translation will shew that that distinguished prelate was in this instance mistaken.

۲ تھیو ڈورٹ بیزا صاحب کا رومی ترجمہ اول مرتبہ سنہ ۱۵۵۶ ع میں چھپا ، اور اُس سے بعد کو بھی ہی بارچھپ چکا ہے ، اُسکے اصل سے مطابق ہونے کے سبب سے ہر فرقہ کے پروٹسٹنٹ اُسکی ہمیشہ قدر کرتے رہے ، البتہ بشپ والٹن صاحب کی یہہ راے تھی ، کہ اس ترجمہ کے مصنف پر یہہ الزام ہونا واجب ہے کہ س نے عام عبارتوں سے بدوں سند قلمی نسخوں کے بلا ضرورت پرہیز کیا ہے ، مگر بیزا صاحب کے ترجمہ کا غور سے امتحان کرنے پر ظاہر ہو گا ، کہ وہ مشہور بشپ یہہ راے دینے میں غلطی پر تھے *

3. In the year 1817, a new Latin version of the New Testament was published by Leopoldo Sebastiani, the very learned editor of Lycophron, justly celebrated throughout the East, and not altogether unknown in England, for the losses he sustained, and the misfortunes he suffered, in consequence of the important services which he gratuitously rendered to the British Government, while resident in Persia as President of the missionaries sent out by the Church of

۳ لیوپالڈو سبیس ٹی اینی صاحب نے جو کتاب لائی کا فران کے مرتب کرنے والے ایک بڑے عالم تھے ، ایک رومی ترجمہ عہد جدید کا سنہ ۱۸۱۷ ع میں چھاپا ، اور یہہ صاحب مشرق میں خوب مشہور تھے اور انگلستان میں بھی بالکل انکا نام چھپا ہوا نہیں ہے ، بسبب نقصانوں کے جو اُن کو ہوے اور بد بختیوں کے سبب سے جو اُنہوں نے سرکار انگریزی کے اُن بڑی خدمات کے سرانجام دینے میں اُسوقت

Rome, at the time that Bonaparte attempted to establish relations with the court of Ispahan. The version is made from the Alexandrian manuscript, with which the translator states that he collated several manuscripts and collections of various readings, availing himself also of every critical aid he could procure and particularly of the writings of the GreekF athers, and the assistance of the most learned of the modern Greek clergy. To obtain the latter, M. Sebastiani expressly travelled through the whole of Gre.ce. In all *doctrinal* points, this version is made conformable to the tenets inculcated *by the Church of Rome*

میں سہیں ' جبکہ وہ فارس میں آن میشنریز کے پریسیڈنس تھے ' جنکو گرجہ روم نے اسوقت میں روانہ کیا تہا جبکہ شہنشاہ بوناپارٹ نے دربار اصفہان سے تعلق پیدا کرنے کا ارادہ کیا ' یہہ ترجمہ الکذندریں نسخہ سے ہوا ' مترجم بیان کرتا ہے کہ میں نے اس نسخہ سے بہت قلمي نسخوں اور مختلف عبارتوں کے مجموعونکا مقابلہ کیا ' اور اسکے ساتہہ هي اسنے ہر نکتہ چین مددسے جو وہ حاصل کرسکا ' خاص کر یونانی متقدمین کي تحریروں کي ' اور زمانہ حال کے یونانی پادریوں میں سے بڑے عالموں کي مددسے اپنے کو مستفید کیا ' اخیر مدد کے حاصل کرنے کے واسطے سیباسٹي ابني صاحب ظاہر ہے کہ تمام یونان میں پہرے ' تمام مقدم مسائل میں یہہ ترجمہ ان قواعد کے مطابق ہے جنپر گرجہ روم میں عمل ہوتا ہے *

VERSIONS IN THE MODERN LANGUAGES OF EUROPE.

یورپي ترجمے زمانہ حال کي زبانوں کے

OF THE GERMAN VERSIONS.

جرمن زبان کے ترجمے

As Germany has the honor of being the country where the art of printing was first discovered, so it was distinguished in the annals of sacred literature, by being the first in which the holy Scriptures were issued from the press in the vernacular language of its inhabitants.

جرمني کو جیسے اس بات کي عزت ہے کہ اول چہاپہ کا فن وہیں ایجاد ہوا ' اسي طرح مقدس علوم کے دفتر میں اسکا نام اس سبب سے مشہور ہے ' کہ کتاب اقدس اول اسکے باشندوں کي زبان میں چہاپہ میں چہپ کر مشتہر ہوئي *

So early indeed as the year 1466, a German translation from the Vulgate was printed, the author of which is unknown. Scarcely, however, had the Reformation commenced, when Luther designed a new version of the Scriptures for the general use of his countrymen.

پہلے هي سنہ ۱۴۶۶ ع میں ایک جرمني ترجمہ ولگت سے ترجمہ ہو کر چہپا ' جسکے مترجم کا نام نا معلوم ہے ابہي مذہب کے ترمیم شروع نہیں ہونے پائي تہي ' کہ لیوتہر صاحب نے اپنے ہموطنوں کے عام استعمال کے واسطے کتاب اقدس کا ایک نیا ترجمہ کرنے کا قصد کیا *

2. Luther's first publication comprised the seven penitential Psalms, from the Latin of John Reuchlin. These appeared in 1517, and were followed by the New Testament in 1522; by the Pentateuch, in 1523; by the book of Joshua, and the remaining historical books, in 1524; in which year also appeared the books of Job, Psalms, Proverbs, Ecclesiastes, and the Song of Songs. In 1526 were published the Prophecies of Jonah and Habbakuk; in 1528, those of Zechariah and Isaiah; in 1529, the apocryphal book of Wisdom; in 1530, the book of Daniel, together with the remaining apocryphal books; in 1531, the entire book of Psalms; and 1531 and 1532, the rest of the prophetical books.

٢ ليوتهر صاحب کا اول ترجمه جو چهپه تها جان ريو کلن صاحب کے رومي متن سے سات سامز استغفار کا کيا هوا تها ' يهه سامز سنه ١٥١٧ع ميں مشتهر هوئي ' اور انکے بعد سنه ١٥٢٢ ع ميں عهد جديد کا ترجمه مشهور هوا ' اور اسکے بعد سنه ١٥٢٣ ع ميں توريت کا ترجمه اور اسکے بعد سنه ١٥٢٤ع ميں کتاب يوشع اور باقي مانده کتب تواريخ کا ترجمه چهپا ' اور اسي سال ميں کتاب هاے ايوب اور زبور اور امثال اور وعظ اور غزل الغزلات بهي چهپيں ' اور سنه ١٥٢٦ ع ميں پيشين گوئياں يوحنا اور حبقوق کي مشتهر هوئيں اور سنه ١٥٢٨ ع ميں پيشين گوئياں اشعياه اور ذکريا کي اور سنه ١٥٢٩ ع ميں خارج شده کتاب وزدم کي اور سنه ١٥٣٠ ع ميں کتاب دانيال معه باقي مانده خارج شده کتابوں کے ' اور سنه ١٥٣١ ع اور سنه ١٥٣٢ ع ميں باقي اور پيغمبروں کي کتابيں چهاپي گئيں *

All the above mentioned portions of Luther's translations are of extreme rarity; in the revision of it he received very important assistance from the learned and candid Philip Melancthon, who also corresponeded with eminent men on various topics of Biblical criticism, in order to render the translation as correct as possible. Further, to ensure its accuracy, a select party of learned men assembled with Luther at Wittemberg, to revise every sentence which he had made directly from the Hebrew and Greek. Melancthon collated the Greek original, Cruciger the Chaldee, and other professors the Rabbinical writings. Justus Jonas, John Bugen-

لوتهر صاحب کے ترجمه کے يهه سب حصه اب نهايت کمياب هيں ' اسکي نظر ثاني کرنے ميں انهوں نے عالم صاف دل فلپ ميلينکتهن صاحب کي بڑي مدد لي ' جنهوں نے مشهور شخصوں سے بيبل کے نکته چيني کي مختلف باتوں پر اس اراده سے خط کتابت کي ' که جهاں تک هوسکے صحيح ترجمه هووے ' اور اس ترجمه کي درستي اور اصل سے زياده تر مطابقت کرنے کے واسطے ايک منتخب مجمعه عالموں کا ' لوتهر صاحب کے پاس مقام وٹم برگ ميں هر فقره کے نظر ثاني کرنے کے ليئے ' جو لوتهر صاحب نے صرف عبري اور يوناني متنوں هي سے کيا تها

hagen, and Matthew Aurogallus, also contributed their aid.

جمع هوا ، میلینکتهن صاحب نے اصل یونانی سے مقابله کیا ، کروسیجر صاحب نے کالدي سے اور اور پرافسروں اور یهودي علما کي تحریروں سے مقابله کیا ، جستس جونس صاحب اور جان بیوجن هیگن صاحب اور میتهیو اروگیلو صاحب نے بهي مدد دي *

The whole Bible thus revised was published in 1530, and again in 1534, 1541, and 1545. Luther made his version directly from the original Hebrew and Greek, and not one of his numerous enemies durst charge him with the ignorance of those languages. His translation is represented as being uncommonly clear, and accurate, and its style in a high degree pure and elegant.

اس طرح سے نظر ثاني هوکریهه تمام بیبل سنه ۱۵۳۰ ع میں چهپي ، اور سنه ۱۵۳۴ ع اور سنه ۱۵۴۱ ع اورسنه ۱۵۴۵ ع میں مکرر چهپي ، لیوتهر صاحب نے اپنا ترجمه صرف اصلي عبري اور یوناني متن سے کیا ، اور اُن کے بهت سے دشمنوں میں سے کوئي یهه اتهام نه لگا سکا که وه اِن زبانوں سے ناواقف هیں ، بیان کرتے هیں که اُنکا ترجمه بهت صاف اور اصل کے مطابق هے اور اُسکا طرز بیان بهت عمده هے *

Having originally been published in detached portions, as these were gradually and successively circulated among the people, Luther's version produced sudden and incredible effects, and contributed more than any other cause, to extirpate the erroneous principles, and superstitious practices of the Church of Rome, from the minds of a prodigious number of persons.

اصل میں جو یهه ترجمه متفرق حصوں میں مشتهر هوا ، چنانچه یهه حصے درجه بدرجه دست بدست رهے ، اسلیئے لیوتهر صاحب کے ترجمه سے بهت عجیب اثر پیدا هوے ، اور بے تعداد لوگوں کي طبیعتوں میں سے گرجه روم کے غلط مسائیلوں اور کذب مذهبي استعمالوں کے نکال دینے کا یهه ترجمه بهت بڑا سبب هوا *

Valuable as Luthers's German translation of the Scriptures confessedly is, it was severely attacked, on its publication, by the enemies of the Reformation, whose productions are enumerated by Walchius. Luther's translation, reformed by the Zuinglians and Calvi-

علانیه جیسا که لیوتهر صاحب کا جرمني ترجمه کتابوں اقدس کا بهت قیمتي هے ویساهي اُسکے چهپنے کے بعد مذهب کي ترمیم کے دشمنوں نے جنکي کتابوں کو والچیس صاحب نے شمار کیا هے اُس پر سخت حمله کیئے ، لیوتهر صاحب کے

nists, has been printed for innumerable times at different places.

ترجمہ کو قوم زبنگلینز اور کیلو نیسٹس نے ترمیم کرکے بے شمار مرتبہ مختلف مقاموں میں چھاپا ہے *

3. Between the years 1525 and 1529, Leo Juda published at Zurich a German Swiss translation of the Scriptures. As far as he could, he availed himself of such parts of Luther's version as were then printed. In 1667, a new and revised edition of Leo Juda's translation was published at Zurich: the alterations and corrections in it are so numerous, that it is considered as a new translation, and is commonly called the *New Zurich Bible*, in order to distinguish it from the *Old* Zurich version of Leo Juda.

۳ لیوجوڈا صاحب نے مقام زورک میں سوئیز ٹرینسلیشن کي جرمني زبان میں کتاب ھاے اقدس کا ترجمہ سنہ ۱۵۲۵ ع اور سنہ ۱۵۲۹ ع میں چھاپا ' جہاں تک ھوسکا آنھوں نے لیوتھر صاحب کے ترجمہ کے ایسے حصوں سے جو آسوقت میں چھپے تھے ' اس ترجمہ کے کرنے میں مدد لي مقام زورک میں سنہ ۱۶۶۷ ع میں ایک نیا اور نظر ثاني کیا ھوا ترجمہ چھپا تھا ' اس نسخہ میں تبدیلیاں اور اصلاحیں اسقدر کثرت سے ھیں ' کہ آسکو ایک نیا ترجمہ سمجھا جاتا ھے ' اور اس نظر سے کہ لیو جوڈا صاحب کے پورانے زورک ترجمہ کو اس نسخہ سے تمیز کرسکیں ' اسکو نیا زورک بیبل پکارتے ھیں *

4. As the Zurich edition differs very materially from that of Luther, John Piscator undertook another, from the Latin version of Junius, and Tremellius, which he has followed very closely. It appeared in detached portions between the year 1602 and 1604, and was repeatedly printed during the seventeenth century.

۴ زورک نسخہ جو لیوتھر صاحب کے نسخہ سے بہت اختلاف رکھتا ھے ' اسلیئے جان پسکیٹر صاحب نے جونیئس اور تریمیلیس صاحب کے رومي ترجمہ سے جسکي آنھوں نے نہایت پیروي کي ھے ' ایک اور ترجمہ کرنا اختیار کیا ' یہہ ترجمہ درمیان سنہ ۱۶۰۲ عیسوي اور سنہ ۱۶۰۴ ع کے متفرق حصوں میں مشتہر ھوا اور سترھویں صدي میں بھر چھپا *

Besides the preceding German versions made by Protestants, there are also translations made by Roman Catholic divines, one of which is the following.

علاوہ مذکورہ بالا جرمني زبان کے ترجموں کے جو پروٹسٹنٹ کے کیئے ھوے ھیں ' رومن کیتھلک محققیں کے کیئے ھوے ترجمے بھي ھیں ' جن میں ایک کا آگے بیان کیا جاتا ھے *

5. The version of John Detemberger, whose translation clearly evinces, that he was utterly unfit for the task he undertook. He took much from Luther, against whom, however, he vehemently inveighs.

۵ جان ڈیٹمبرجر صاحب کا ترجمہ جس سے یہہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ آسکا مترجم اُس کام کے لایق نہ تھا جو آسنے اختیار کیا ' اس شخص نے بہت سا کچھہ لیوتھر صاحب کے ترجمہ میں سے لیا ہے ' مگر لیوتھر صاحب کو بہت برا لکھا ہے *

6. There are also translations of the Old Testament in the dialect spoken by the Jews in Germany, called the Jewish-German.

۶ اُس زبان میں بھی عہد عتیق کے ترجمے ہیں جسکو ملک جرمنی کے یہودی بولتے ہیں ' اور جسکا نام یہودی جرمنی ہے *

7. A translation of the Old Testament in the Jewish-German, made by Rabbi Jekuthiel Ben Isaac Blitz, was printed at Amsterdam, in 1679. Kortholt terms this translator a blasphemous impostor, and charges him with having disguised certain prophecies relative to the Messiah, in consequence of his Jewish predilections.

۷ یہودی جرمنی زبان میں ایک ترجمہ عہد عتیق کا جسکو یہودی عالم جی تتبیل ابن اسحاق بایلٹزا نے کیا ہے ' مقام ایمسٹرڈیم میں سنہ ۱۶۷۹ میں چھپا کارتھولت صاحب اسکے مترجم کو خدا کا برا کہنے والا فریبی بتاتے ہیں ' اوریہہ الزام دیتے ہیں کہ آسنے اپنے مذہب کی بچ سے چند پیشین گوئیوں متعلقہ مسیح کو چھپا دیا ہے *

Of the Versions in the Languages spoken in the British Isles.

اُن زبانوں میں کے ترجمے جو انگریزوں کے جزیروں میں بولی جاتی ہیں

English Versions.—Although it is impossible, at this distance of time, to ascertain when or by whom Christianity was first planted in this island, as well as the earliest time when the Scriptures were translated into the language of its inhabitants, yet we know that, for many hundred years, they were favored with the possession of the part, at least, of the sacred volume in their vernacular tongue.

اگرچہ ایسے دراز زمانہ کے گذرنے پریہہ بات تحقیق کرنی غیر ممکن ہے کہ انگلستان کے جزیرہ میں مذہب عیسائی نے اول ہی کب اور کس سے رواج پایا ' اور پہلی پہل کتاب ہاے اقدس آسکے باشندوں کی زبان میں کب ترجمہ ہوئیں ' پھربھی ہمکو یہہ معلوم ہے کہ بہت برسوں تک اُسکے باشندوں کے پاس مقدس کتاب کا کچھہ حصہ آنکی خاص زبان میں تھا *

The earliest version of which we have any account, is a translation of the Psalms into the Saxon tongue by Ad-

نہایت زمانہ ابتدا کا ترجمہ جسکے باب میں ہم اطلاع رکھتے ہیں کہ زبور کا وہ ترجمہ ہے جو ایڈہالیم یا ایڈیلم صاحب نے جوشرہورن

helm or Adelme, the first Bishop of Sherborne, about the year 706.

کے اول بشپ تھے قریب سنہ ۷۰۶ کے زبان سیکسن میں ترجمہ کیا *

2. A Saxon version of the Four Gospels was made by Egbert, Bishop of Lindisfern, who died, A. D. 721.

۲ ایگبرٹ صاحب بشپ لینڈس فرن نے جنکا انتقال سنہ ۷۲۱ میں ہوا ' چاروں انجیلوں کا سیکسن زبان میں ترجمہ کیا *

3. A few years after, the venerable Bede translated the entire Bible into that language.

۳ چند سال کے بعد معزز بیڈ صاحب نے تمام بیبل کا سیکسن زبان میں ترجمہ کیا *

4. Nearly two hundred years after Bede, King Alfred executed another translation of the Psalms, either to supply the loss of Adhelm's (which is supposed to have perished in the Danish wars), or to improve the plainness of Bede's version.

۴ قریب دوسو برس کے بعد بیڈ صاحب کے بادشاہ الفرڈ نے ' خواہ تو ایڈھلیم صاحب کے ترجمہ کا نقصان پورا کرنے کے واسطے ' جسکو خیال کرتے ہیں کہ ڈنمارک کی لڑائی میں معدوم ہوگیا تھا ' یا بیڈ صاحب کے ترجمہ کو صفائی اور ترقی دینے کے واسطے زبور کا ایک اور ترجمہ کیا *

5. A Saxon translation of the Pentateuch, Joshua, part of the Kings, Esther, and the Apocryphal books of Judith, and the Maccabees, is attributed to Elfric, or Elfred, who was Archbishop of Canterbury A. D. 995.

۵ ایک سیکسن زبان کا ترجمہ توریت کا اور کتاب یوشع اور کتاب سلاطین کے کچھہ حصے اور کتاب استھر اور جوڈت کے خارج شدہ کتابوں اور کتاب ہاے میکبیز کا ترجمہ ' الفرک یا الفرڈ صاحب سے جو سنہ ۹۹۵ میں کینٹربری کے آرچ بشپ تھے منسوب کیا جاتا ہے *

A chasm of several centuries ensued, during which the Scriptures appear to have been buried in oblivion, the general reading of them being prohibited by the papal see. The first English translation of the Bible known to be extant, was executed by an unknown individual, and is placed by Archbishop Usher to the year 1290: of this there are three manuscript copies preserved, in the Bodleian library, and in the libraries of

۶ . اس زمانہ کے بعد کئی صدئیں گذر گئیں ' جن میں معلوم ہوتا ہے کہ کتب مقدس تغافل میں پڑیں ' اور آن کے عام پڑھے جانے کی پوپ نے منادی کی ' اول انگریزی ترجمہ بیبل کا جسکا موجود ہونا معلوم ہوا ہے کسی نامعلوم شخص کا ہے جسکو آرچ بشپ عشر صاحب سنہ ۱۲۹۰ کا بتاتے ہیں ' اس ترجمہ کے تین قلمی نسخے کتب خانہ بوڈ لین ' اور آکس فرڈ

Christ Church and Queen's Colleges at Oxford.

میں گرجہ عیسائي اور شہزادي کے کالجوں کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں *

7. Towards the close of the fourteenth century, John de Trevisa, Vicar of Berkeley in the county of Gloucester, at the desire of his patron Lord Berkeley, is said to have translated the Old and New Testaments into the English tongue. But as no part of this work appears ever to have been printed, the translation ascribed to him is supposed to have been confined to a few texts, which were painted on the walls of his patron's chapel at Berkeley Castle, or which are scattered in some parts of his works, several copies of which are known to exist in manuscript.

٧ چودھویں صدي کے انجام کے قریب کہتے ہیں کہ جان ڈي تریویسا صاحب نے جو مقام برکلي واقع صوبہ گیلاس ایسٹر کے پادري تہي ' اپنے مہربان لارڈ برکلي صاحب کي خواہش سے عہد عتیق اور عہد جدید کا ترجمہ انگریزي زبان میں کیا مگر اس ترجمہ کے کسي حصہ کا کبہي چہاپا جانا جو معلوم نہیں ہوتا ' اس سبب سے یہہ خیال کیا گیا ہے ' کہ جو ترجمہ اُس سے منسوب کیا جاتا ہے وہ چند ہي متنوں میں محدود رہا جو جان ڈي تریویسا صاحب کے مہربان کے گرجے واقع قلعہ برکلي کي دیواروں پر نقش کردیئے گئے تہے ' یا جو اُن کي کتابوں کے چند حصوں میں جنکے اب بہت سے قلمي نسخے موجود ہیں متفرق پہیلے ہوے ہیں *

8. Nearly contemporary with him was the celebrated John Wickliffe, who, about the year 1380, translated the entire Bible from the Latin Vulgate into the English language as then spoken, not being sufficiently acquainted with the Hebrew and Greek languages to translate from the Originals.

٨ مذکورہ بالا مصنف کے ہمزمانہ مشہور جان وکلایف صاحب نے قریب سنہ ١٣٨٠ ع کے تمام بیبل کا اُس زمانہ کي انگریزي زبان میں ترجمہ کیا ' کیونکہ عبري اور یونانی زبانوں سے وہ بخوبي واقف نہ تہے *

9. In England, as in other parts of Europe, the spread of the pure doctrines of the Reformation was accompanied with new translations into the vernacular language. For the first printed English translation of the Scriptures we are indebted to William Tindal, who having formed the design of translating the New Testament from the original Greek into English, removed to An-

٩ انگلستان میں بہي اسیطرح سے جیسا کہ یورپ کے اور حصوں میں واقع ہوا مذہب کي ترمیم کي پاک تعلیموں کے پہیلنے سے باشندوں کي خاص زبان میں نئے ترجمہ ہوے کتب مقدسہ کے اول چہپے ہوے انگریزي ترجمہ کے واسطے ہم ولیم ٹندال صاحب کے ممنون ہیں ' جنہوں نے عہد جدید کا اصلي یوناني سے انگریزي میں

twerp in Flanders, for this purpose. Here with the assistance of the learned John Fry or Fryth, who was burnt on a charge of heresy in Smithfield, in 1551, and a friar, called William Roye, who suffered death on the same account in Portugal, he finished it, and in the year 1526 it was printed either at Antwerp or Hamburg.

ترجمه کرنے کا قصد کیا ' اور اسي نظر سے مقام اینٹ‌ورپ واقع فلینڈرز کو گئے اس مقام میں بمدد عالم جان فراي یافرتهه صاحب کے جنکو مقام سمتهه فیلڈ میں مذهب کي بنیاد میں غلطي کرنے کے اتهام سے سنه ۱۵۵۱ ع میں زنده جلادیا گیا تها ' اور بمدد ایک مذهبي بهائي کے جسکا نام ولیم راے صاحب تها ' اور آنکو بهي بسبب اسي اتهام کے مقام پورچگل میں قتل کیا گیا ' ولیم تنڈال صاحب نے اپنے تــــرجمه کو پورا کیا ' اور خواه بمقام اینٹ ورپ یا بمقام هیم‌برگ کے سنه ۱۵۲۶ ع میں یهه ترجمه چهپا ' *

10. In 1535, the whole Bible translated into English, was printed in folio, dedicated to the King by Miles Coverdale, a man greatly esteemed for his piety, knowledge of the Scriptures, and diligent preaching; on account of which qualities King Edward VI. subsequently advanced him to the see of Exeter. This is the first translation of the whole Bible printed in our language. It was called a "special" translation, because it was different from the former English translations; as Lewis has shown by camparing it with Tindal's.

۱۰ میلس کورڈیل صاحب نے جوخدا پرستي اورعلم کتب مقدسه اوروعظ کي جفا کشي کے سبب سے بهت معزز تهے ' تمام بیبل کے انگریزي ترجمه کو سنه ۱۵۳۵ ع میں چهاپ کر اپنے بادشاه کے نام سے مخصوص کیا ' اور آن اوصاف کے سبب سے بادشاه اڈورڈ چوتهے نے آنکو ضلع ایکسیٹر کي بشپي پر ممتاز کیا ' یهه اول انگریزي ترجمه تمام بیبل کا هماري زبان میں چهپا هوا هے ' اسکو اس وجهه سے خاص ترجمه کهتے تهے که پهلے انگریزي ترجموں سے مختلف هے ' جیسا که لیوس صاحب نے اسکو تنڈال صاحب کے ترجمه سے مقابله کرکے ثابت کیا هے *

11. In 1537, another edition of the English Bible was printed by Grafton and Whitchurch, at Hamburg, as some think, or, as others suppose, at Malbarow, or Marburg in Hesse, or Marbeck in the duchy of Wittemberg. It bore the name of Thomas Matthewe.

۱۱ گریفٹن اور وٹ چرچ صاحب نے مقام هیم برگ میں بموجب قول چند شخصوں کے یا مقام مال بارو یا ماربرگ واقع هیسي یا بمقام ماربک واقع صوبه وٹنم برگ میں بموجب قول اوروں کے انگریزي بیبل کا ایک اور نسخه سنه ۱۵۳۷ ع

Mr. Wanley is of opinion, that to the end of the book of Chronicles, this edition is Tindal's translation; and from thence to the end of the Apocrypha, Coverdale's: Mr. Wanley also observed, that, the whole New Testament was Tindal's. Heylin says, it was no other than the translation of Tindal and Coverdale somewhat altered. The name of Matthewe is allowed for some reasons to have been fictitious, one of which is that the memory of Tindal had become odious to many. It is said that John Rogers, a learned academic, and the first who was condemned to the flames in the reign of Queen Mary, was employed by Cranmer to superintend this edition, and to furnish the few emendations and additions that were thought necessary.

میں چھاپا ، اس ترجمه پر طامس میتھیو صاحب کا نام تھا ، وینلي صاحب کي یهه راے هے ، که کتاب تاریخ کا اخر تک اس نسخه میں تندال صاحب کا ترجمه هے ، اور وهاں سے اگے کتاب خارج شده تک کورڈیل صاحب کا ترجمه هے وینلي صاحب نے یهه بهي معلوم کیا تها که تمام عهد جدید بهي تندال صاحب کي ترجمه کي هوے هے ، هیلن صاحب بیان کرتے هیں که یهه نسخه تندال صاحب اور کورڈیل صاحب کے نسخه میں سے کچهه تبدیل کرکے بناهے میتهیو صاحب کو اس ترجمه کا مترجم چند وجوه کے سبب سے نهیں قرار دیا گیا هے ، جن میں سے ایک وجهه یهه هے که یاد گاري تندال صاحب کي بهت سے لوگوں کو ناگوار هوگئي تهي ، اسلیئے میتهیو صاحب کا نام سپر لکهدیا گیا تها ، بیان کیا گیا هے که جان راجرز صاحب کو جو ایک عالم مدرس تهے ور سلطنت شاهزادي میرئي میں جو لوگ جلا دیئے گئے تهے آنمیں سے یهه اول تهے ، کرین مر صاحب نے اس نسخه کے چهپنے کا اهتمام کرنے اور چند اصلاحوں اور افزود گیوں کے کرنے کے واسطے جو ضروري سمجهي گئي تهیں مقرر کیا تها *

12. As soon as the papal power was abolished in England, and the King's supremacy settled by parliament in 1534, Cranmer was very assiduous in promoting the translation of the Holy Scriptures into the vulgar tongue; well knowing how much the progress of the Reformation depended upon this measure. In April 1593, Grafton and Whitchurch printed the Bible called the

۱۲ انگلستان میں سے جوں هیں پوپ کي قوت خارج هوئي ، اور پارلیمنت نے سنه ۱۵۳۴ ع میں بادشاه کي عظمت قرار دي ، تب کرینمر صاحب نے کتب مقدسه کے ترجمه کو عام زبان میں ترقي دینے کے واسطے بهت محنت کي ، کیونکه وه یهه خوب جانتے تهے که اس تجویز پر مذهب کي ترمیم کي ترقي بهت منحصر هے ،

"Great Bible;" in its text, those parts of the Latin version, which are not found in the Hebrew or Greek, are inserted in a smaller letter; such, for instance, as the three verses of the 14th Psalm, which are the 5th, 6th, and 7th, in the translation of the English Liturgy, and the controverted clause in I. John. V. 7, 8.; and a mark is used to denote a difference of reading between the Hebrew and Chaldee. In this edition Matthew's Bible was revised, and several alterations and corrections were made in the translation, especially in the book of Psalms. Johnson calls this third edition of the Scriptures the Bible in the large or great volume, and ascribes it to the year 1539; he says, that Miles Coverdales compared the translation with the Hebrew, mended it in many places, and was the chief director of the work.

شاہ ایزبل سنہ ۱۵۳۵ ع میں گریفتن اور وٹ چرچ صاحب نے وہ بیبل جسکو بیبل کلان کہتے ہیں چہاپی اسکے متن میں رومي ترجمہ کے اُن حصوں کو جو عبري یا یوناني متن میں نہیں پائے جاتے ہیں چھوٹے حرفونمیں چہاپا ہے مثلا ۳ آتیں چودھویں زبورکي جو انگریزي دعاکي کتاب کے ترجمہ میں پانچویں چھٹي اورساتویں آیتیں ہیں اور مقام متنازعہ اول یوحنا باب ۵ ــ ۷ و ۸ کا ' عبري اور کالدي متنوں کي عبارت کے اختلاف کو ظاہر کرنے کے واسطے ایک علامت مقرر کي گئي ہے ' یہہ نسخہ گویا نظرثاني کي ہوئي میتھیو کي بیبل ہے ' اس ترجمہمیں بہت سي تبدیلیاں اور اصلاحیں خصوصا کتاب زبور میں کي گئي ہیں ' جانسین صاحب کتب مقدسہ کے اس تیسري بار کے چہپے ہوے نسخہ کو ایسي بیبل کے نام سے تمیز کرتے ہیں جسکي بہت بڑي جلد ہے ' اور آسکو سنہ ۱۵۳۹ ع کا بتاتے ہیں ' وہ بیان کرتے ہیں کہ میلس کورڈیل صاحب نے اس ترجمہ کو عبري سے مقابلہ کیا ' اور بہت سے مقاموں مین اصلاح دي ' اس نسخہ کے مرتب کرنے میں وہ مقدم رهنما تہے ❋

13. In the course of the year 1539, another Bible was printed by John Byddel called "Tavernor's Bible" from the name of its conductor Richard Tavernor. This is neither a bare revisal of the English Bible just described, nor a new version; but a kind of intermediate work, being a correction of what is called "Matthew's Bible," many of whose

۱۳ جان بیڈل صاحب نے سنہ ۱۵۳۹ ع کے درمیان میں ' ایک اور بیبل جسکو تیورنر صاحب کي بیبل اس سبب سے کہتے ہیں کہ آسکے مرتب کرنے والے کا نام ریچرڈ تیورنر تہا چہاپي ' جس انگریزي بیبل کا هم ابھي اوپر بیان کرچکے ہیں نہ اُس بیبل کا نظرثاني کیا ہوا یہہ نسخہ ہے نہ نیا ترجمہ ہے ' مگر ایک اوسط درجہ

marginal notes are adopted, and many omitted, and others inserted by the editors.

کي کتاب ہے جس میں میتهیو صاحب کي بیبل کو صحیح کیا گیا هے، جسکے حاشیه کي شرح میں سے کسیقدر اس نسخه میں داخل کردیا گیا ہے، اور کسي قدر چهوڑ دیا گیا ہے، اور کتناهي اسکے مرتب کرنے والوں نے اپني طرف سے بهردیا هے *

14. The several additions from the vulgar Latin inserted in the Great Bible, are omitted in the Bishop's Bible, which is so called from a number of Bishops being employed in its execution; and the verse 7 of I. John V., which was before distinguished by its being printed in a different letter, is here printed without any distinction. This Bible was reprinted in 1572, with several corrections and amendments and several prolegomena. The second edition of this Bible is called "Matthew Parker's Bible."

۱۴ بیبل کلاں میں بہت سے افزودگئیں جو عـــام رومي ترجمه سے لیکر داخل کي گئي هیں آنکو بشپ کي بیبل میں نہیں داخل کیا گیا، جسکو بشپ کي بیبل اس وجهه سے کہتے هیں، که آسکو بشپوں نے تیار کیا تها، اور آیت ۷ اول یوحنا باب ٥ جسکو مختلف حرفوں میں چهاپنے سے امتیاز کیا گیا تها، اس بیبل میں بدون کسي امتیاز کے آسکو چهاپا گیا ہے، یهه بیبل سنه ۱۵۷۲ ع میں بہت سي اصلاحوں اور ترمیموں معه بہت سے دیباچه‌کي گفتگوں کے دوباره چهپي بیبل کا یهه دوسري مرتبه کا چهپا هوا نسخه میتهیو پارکر صاحب کي بیبل کہلاتا هے *

15. The last English version that remains to be noticed, is the authorised translation now in use, which is commonly called King Jame's Bible. He succeeded to the throne of England in 1603; and several objections having been made to the Bishop's Bible at the conference held at Hampton Court in the following year, the King commanded a new version to be undertaken; and fifty four learned men were appointed to this important labour. These learned were divided into six companies; and to each company certain parts of the Bible were given to translate; and the

۱۵ اخیر انگریزي ترجمه جسکا تذکره کرنا باقي ہے وه ترجمه ہے جو اب مروج هے، اِسکو بادشاه جیمس کي بیبل کہتے هیں، یهه بادشاه سنه ۱۶۰۳ میں انگلستانکا تخت نشین هوا، اور آسکے اگلے سال میں دربار هیمپٹن میں جو مجلس جمع هوئي تهي وهاں بشپ کي بیبل پر بہت سے اعتراض پیش کئے گئے تهے، پس بادشاه نے حکم دیا که ایک نیا ترجمه کیا جاوے، اور اِس امراهم کے سرانجام کے لیئے ۵۴ عالم مقرر هوے یهه علما چهه گروهوں میں منقسم هوے، اور هرگروه کو معین حصے

following are some of the instructions given to them by the King.

بیبل کے ترجمہ کرنے کے واسطے دیئے گئے ' اور جو کچھہ بادشاہ نے اُن عالموں کو اِسکے باب میں ھدایتیں کیں اُن میں سے چند ذیل میں درج ھیں *

The ordinary Bible read in the Church, commonly called the Bishop's Bible, to be followed, and as little altered as the original will permit.

معمولي بیبل جو گرجی میں پڑھي جاتي ھے اور جسکو عموما بشپ کي بیبل کھتے ھیں ' اس ترجمہ کرنے میں اُسیکي پیروي کیجاوے ' اور اُسمیں اسقدر تبدیلي کیجاے جسقدر اصل کا مقتضا ھو *

The names of the Prophets and the holy Writers, with the other names in the text, to be retained as near as may be, accordingly as they are vulgarly used.

پیغمبروں اور مقدس مورخوں کے نامونکو معہ اور اُن ناموں کے جو متن میں ھیں جہاں تک ممکن ھو اُسیطرح رھنے دیا جاوے جیسے کہ وہ عام استعمال میں ھیں *

When any word hath divers significations, that to be kept, which hath been most commonly used by the most eminent fathers, being agreeable to the propriety of the place and the analogy of faith.

جب کسي لفظ کے کئي معنے ھوں تو اُن میں سے وہ معنے لیئے جاویں جو مناسب موقع کے ھوں ' اور عقاید ایمانیہ کے برخلاف نھوں ' جنکو نہایت مشہور متقدمیں کثرت سے عام استعمال میں لاتے تھے *

Upwards of two centuries have elapsed, since the authorised English version of the Holy Scriptures, now in use, was given to the British nation. During that long interval, though many passages in particular books have been elucidated by learned men, with equal felicity and ability: yet its general fidelity, perspicuity, and excellence, have deservedly given our present translation a high and distinguished place in the judgment of the Christian world, wherever the English language is known or read. Of late years, however, this admirable version—the guide and solace of the sincere Christian—has been attacked with no common virulence, and arraigned as being deficient in fidelity, prespicuity,

دوصدیوں سے زیادہ گذریں ھیں ' کہ یہہ اجازت دیا گیا ترجمہ کتب مقدسہ کا جو اِب تک استعمال میں ہے ' انگریزوں کي قومکو حاصل ھوا ' اس مدت دراز کے اندر اگرچہ عالموں نے خاص کتابوں کے بہت سے مقامات کي تفسیر بہب خوبي اور قابلیت سے کي ھے ' تاھم اُسکي سلاست عبارت اور بالکل اصل سے مطابق ھونے اور عمدہ گي سے ' ھمارا یہہ ترجمہ عیسائیوں کي راے میں جہاں کہیں انگریزي پڑھي جاتي ھے نہایت اعلی اور برتر رتبہ رکھتا ہے ' مگر چند سال سے اس مشھور ترجمہ پر جو سچے عیسائي دل کے لیئے بڑي رھنمائي ھے عجب تیزي سے حملہ ھوا ہے اور اُسپر یہہ الزام لگایا گیا ھے کہ وہ اصل

and elegance; ambiguous and incorrect, even in matters of the highest importance.

سے مطابق ہونے اور خوبي اور عمدگي عبارتمیں ناقص اور مشکوک اور غلط یہانتک ہے ' کہ بڑے بڑے امر اہم کے امور میں بھي صحیح نہیں ہے *

The principal antagonists of this version, in the present day, (to omit the bold and unmeasured assertions of the late Dr. Geddes and others,) are Mr. John Bellamy, in the Prospectus, Preface, and Notes of his new translation of the Bible, and Sir James Bland Burges, in his "Reasons in favor of a New Translation of the Scriptures." The former of these writers in his Prospectus issued in 1818, affirmed that "no translation has been made from the original Hebrew since the 128th year of Christ," and that "in the fourth century Jerome made his Latin version from the Greek version; from which came the Latin Vulgate, and from the Latin Vulgate all the European translations have been made; thereby perpetuating all the errors of the first translators."

اس ترجمہ کے مقدم دشمن اس زمانہ میں (علاوہ ڈاکٹر گدس صاحب اور اوروں کے جنکي گستاخ اور بیہودہ تقریروں کو ہم ذکر نہیں کرتے ہیں) جان بیلمي صاحب ہیں جنھوں نے اپني بیبل کے نئے ترجمہ کي تجویز اور دیباچہ اور شرحوں میں اس ترجمہ پر اعتراضات کئے ہیں ' اور دوسرے سرجیمس بلینڈ برجس صاحب ہیں ' جنھوں نے اپني دلایل متعلقہ ضرورت نئے ترجمہ کتب مقدسہ میں اس ترجمہ میں عیب نکالے ہیں ' ان مورخوں میں سے پہلے نے اپني تجویز میں جسکو اُنہوں نے سنہ ۱۸۱۸ ع میں مشتہر کیا یہہ اقرار دیا ' کہ سنہ ۱۲۸ عیسوي سے اصل عبراني متن سے کوئي ترجمہ نہیں ہوا ہے ' اور یہہ کہ چوتھي صدي میں جیروم صاحب نے اپنا رومي ترجمہ یوناني ترجمہ سے کیا تھا ' اور اُن کے ترجمہ سے رومي ولگٹ ترجمہ ہوا ' اور رومي ولگٹ سے تمام یورپ کے ترجمہ ہوے ' اور اس تقریر سے اول مترجموں کي تمام غلطیوں کي ہمیشگي ثابت کرتے ہیں *

Of the Welsh Versions.

ملک ویلز کي زبان کے ترجمے

From an epistle of Dr. Richard Davis, Bishop of Saint David's, prefixed to the Welsh New Testament, printed in 1567, we learn there was a British or Welsh version of the Pentateuch extant about (if not before the year) 1527, though the translator's name is not

ڈاکٹر رچرڈڈیوز صاحب کے ایک نامہ سے جو سینٹ ڈیوڈ کے بشپ تھے ' اور یہہ نامہ اس زبان کے اُس عہد جدید کے نسخہ میں جو سنہ ۱۵٦۷ ع چھپا شامل تھا ' ہمکو دریافت ہوتا ہے کہ قریب سنہ ۱۵۲۷ ع کے ایک برطانیہ یا ویلز زبان

known. Some other small and detached passages of Scripture appear also to have been translated into this language in the reign of King Edward VI., which were printed, in all probability, for the use of his Liturgy. But it was not until the reign of Elizabeth, that efficient steps were taken to supply the inhabitants of the Principality of Wales with the Holy Scriptures in their vernacular dialect.—

کا ترجمہ نسخۂ توریت کا موجود تہا ، اگرچہ آسکے مترجم کا نام معلوم نہیں ہے ، چند دیگر قلیل اور متفرق مقاموں کتابہاے اقدس کا ترجمہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ اڈورڈ چہٹي کي سلطنت میں ہوا ، اور غالبا بادشاہ کے ہمراہي مذہبي گروہ کے استعمال کے واسطے چہپا ، مگر ملکہ الزبت کي سلطنت تک اسبات کي کافي تدبیریں نہیں کي گئي تہیں کہ صوبہ ویلز کے باشندوں کو آن کي خاص زبان میں کتاب اقدس کا ترجمہ بہم پہونچایا جاوے ٭

William Morgan D. D., Bishop of Llandaff *first* translated the entire Old Testament, together with the Apocrypha into Welsh, and also revised and corrected the former version of the New Testament, both of which were printed in 1588. During the reign of James I., the Welsh version underwent a further examination and correction from Dr. Parry, Morgan's successor in the see of Saint Asaph. This corrected version which is usually called Parry's Bible, is the basis of all subsequent editions.

ولیم مارگن صاحب بشپ مقام لینڈاف نے تمام عہد عتیق کو معہ خارج شدہ کتابوں کے زبان ویلز میں ترجمہ کیا ، اور عہد جدید کے پہلے ترجمہ کو بہي نظرثاني کیا ، اور اصلاح دي آنکے یہہ دونوں ترجمے سنہ ۱۵۸۸ میں چہپے ، اور ڈاکٹر پیري صاحب نے بہي جو ضلع سینٹ إساف کے بشپي میں مارگن صاحب کے جانشین ہوے ، بادشاہ جیمس اول کي سلطنت میں ویلز زبان کے ترجمہ کا امتحان کیا ، اور تصحیح کي ، یہہ صحیح کیا ہوا ترجمہ جو عموما پیري صاحب کي بیبل کہلاتا ہے ، آس زبان کے تمام اگلے نسخوں کي بنیاد ہے ٭

Of the Irish versions.

جزیرہ ایرلنڈ کي زبان کے ترجمے

The New Testament having been translated into Irish by Dr. William Daniel, Arch-Bishop of Tuam, Dr. Bedell (who was advanced to the see of Kilmore and Ardagh in 1629), procured the Old Testament to be translated by a Mr. King; who being ig-

جبکہ عہد جدید کا ترجمہ اس زبان میں ولیم ڈینیل صاحب توآم کے آرچ بشپ نے کیا ، تب ڈاکٹر بیڈل صاحب نے جو سنہ ۱۶۲۹ میں مقام کلمور اور ارڈاغ کي بشپي پر سربلند ہوے ، عہد جدید کا ترجمہ کرنے کے واسطے مسٹر کینگ صاحب کو بہم

norant of the original languages, executed it from the English version. Bedell, therefore, revised and compared it with the Hebrew, the Septuagint, and the Italian version of Diodati. He supported Mr. King, during his undertaking, to the utmost of his ability.

پهونچايا ' اِن صاحب نے بسبب اسکے که وه اصلي زبانوں سے واقفيت نرکهتے تهے اُسکا ترجمه انگريزي ترجمه سے کيا اسليئے بيڈل صاحب نے اس ترجمه کو عبري متن اور سپٹو اجنٹ اور ڈابوڈيٹي کے رومي ترجمه سے مقابله اور نظر ثاني کيا اور بيڈل صاحب نے کينگ صاحب کے اس کام کي نهايت مدد کي *

Of the Gaelic versions.

The New Testament into this tongue was translated by the late Revd. James Stuart; it bears a high character for its fidelity, and accuracy. Several books of the Old Testament were translated in detached portions at different times and published.

گيلک زبان کے ترجمے

اس زبان ميں عهد جديد کا ترجمه پادري جيمس ستوارٹ صاحب نے کيا هے ' اصل سے مطابق هونے اور درستي کے سبب سے يهه ترجمه بهت معزز هے ' عهد عتيق کے بهت سي کتابوں کا متفرق حصوں ميں مختلف ايام ميں ترجمه هوکر چهپا *

Of the French versions.

1. The earliest French translation of the Scripture was rendered by Guiars De-Moulin, a canon of St. Pierre d, Aire, in the diocese of Touraine, who was employed in this work from the Vulgate, from 1291 to 1294. In 1512, James Le Fevre, of Estaples, (better known by the name of Jacobus Faber, Stapulensis) published a translation of Saint Paul's Epistles, with critical notes and a commentary, in which he freely censures the Vulgate. The translation of Le Fevre is said to be the basis of all the subsequent French Bibles, whether executed by Roman Catholics or Protestants.

فرانسيسي زبان کے ترجمے

۱ نهايت شروع زمانه کا فرانسيسي ترجمه کتب مقدسه کا گايئرس ڈي مالن صاحب نے کيا تها ' يهه صاحب سينٹ پيرڈي ايئر واقع بشپي نورين کے کنن تهے ' استرجمه ميں جو ولگٹ سے هوا سنه ۱۲۹۱ ع سے سنه ۱۲۹۴ تک يهه مصروف رهے ' جيمس بي فيور صاحب ساکن اسٹيپلز نے جو جاقوبس فيبر سٹيپوليئنسس والے کے نام سے زياده تر مشهور هيں ' سينٹ پال کے نامونکا ترجمه معه نکته چين شرحوں اور ايک تفسير کے سنه ۱۵۱۲ ع چهاپا ' اس ترجمه ميں رومي ولگٹ ترجمه کو وه ازادي سے ملامت کرتے هيں ' بي فيور صاحب کا ترجمه کهتے هيں که تمام اگلے فرانسيسي بيبل

کے ترجموں کي بنياد ھے ' جنکو خواہ رومن
کیتھلکس نے کیا خواہ پروٹسٹنٹ نے کیا *

2. The first Protestant French Bible was first published by Robert Peter Olivetan, with the assistance of his relative, the illustrious reformer, John Calvin, who corrected the Antwerp edition, wherever it differed from the Hebrew. It was printed at Geneva in 1540, with additional corrections by Calvin.

۲ رابرت پیٹراولائوٹن صاحب نے بمدد
مشہور ترمیم کنندہ مذھب جان کیلون
صاحب کے ' جو اُنکے قرابتي ھیں جنھوں
نے آینٹ ورپ صاحب کے نسخہ کو اُن
اُن مقاموں میں صحیح کیا جہاں جہاں
عبري متن سے اختلاف رکھتا تھا ' اول
پروٹسٹینٹ فرانسیسي بیبل کو چھاپا '
یہہ بیبل معہ افزودگي کي اصلاحوں کیلون
صاحب کے بمقام جینوا سنہ ۱۵۴۶ میں
چھپا *

3. Another edition appeared at the same place in 1588, revised by the College of pastors and professors of the Reformed Church at Geneva, who so greatly improved Olivetan's Bible, both in correctness and diction, that it henceforth obtained the name of the Geneva Bible, by which it is now generally known. This is, confessedly, the most elegant French version extant; but many Protestants have wished that it were a little more *literal*.

۳ مقام جینوا میں ایک اور نسخہ
سنہ ۱۵۸۸ میں چھپا ' جسکو جینوا کے
ترمیم شدہ گرجے کے پرافسروں اور پاسٹروں
کے کالج نے نظر ثاني کیا ' اور اُنھوں نے
اولا ئوٹن صاحب کي بیبل کو طرز بیان
اور عبارت کي درستي میں اسقدر ترقي
دي ' کہ تب سے اُسکا نام جینوا کے بیبل
ھوگیا ' جیسا کہ وہ اب عموما مشہور ھے '
علانیہ یہہ نہایت عمدہ فرانسیسي ترجمہ
ھے جو اب موجود ھے ' مگر بہت سے
پروٹسٹینٹ فرقہ والوں کي یہہ خواھش
ھے کہ یہہ ترجمہ کچھہ تھورا اور لفظي ھوتا *

4. Another French Protestant version (made from the Italian translation of Diodati) was published in 1562, which was held in estimation by the Calvinists. The French translation of Sebastian Castalio, who was but indifferently skilled in that language, appeared at Basil in 1655; being accommodated to his Latin version above noticed, it

۴ ایک اور فرانسیسي پروٹسٹینٹ
ترجمہ جو ڈیواڈیٹي صاحب کے ترجمہ سے
ھوا سنہ ۱۵۶۲ ع میں چھپا ' اس ترجمہ کي
قوم کیلوینسٹس نے بہت قدر کي ھے '
اور فرانسیسي ترجمہ سیبٹسٹین کیسٹلیو
صاحب کا جو فرانسیسي زبان کا اچھي
طرح علم نرکھتے تھے بمقام بیسل سنہ ۱۶۵۵ ع
میں مشتہر ھوا ' یہہ ترجمہ اُنھي صاحب

was liable to the same objections, and was never held in any esteem.

کے رومي ترجمہ کے موافق ھوا تھا ' اس سبب سے جو اُس ترجمہ پر اعتراض تھے وہ اس پربھي تھے *

5. The translation of the entire Bible by Charles Le Cene was published at Amsterdam. The states of the Groningens prohibited the circulation of this version in their province, on account of its Socinian tendency.

۵ چارلس لي سین صاحب نے پوري بیبل کا ترجمہ مقام ایم سٹرڈیم میں چھاپا ' قوم گرانڈجن کے گورنمنٹ نے اپنے ملک میں اس ترجمہ کے پھیلنے کي اس سبب سے ممانعت کي ' کہ اُس میں عقاید سوشنین کے پرورش کي گئي تھي *

6. A French translation of the New Testament, by the celebrated cirtic Le Clerc appeared also at Amsterdam: it is said to be tainted with Socinian principles, and has never been much read.

۶ مشہور نکتہ چین لي کلرک صاحب نے بھي عہد جدید کا ایک فرانسیسي ترجمہ مقام ایمسٹرڈیم میں چھاپا ' بیان کیا جاتا ھے کہ یہہ ترجمہ عقاید ایماني سوشنین سے رنگین ھے ' اور یہہ پڑھنے میں کبھي نہیں آتا *

7. Father Amelotte's Translation of the New Testament from the Vulgate was published in 1666,67,68. It has been very justly and severely criticised for its blunders by Father Simon.

۷ ایم لوٹ صاحب کا ترجمہ عہد جدید کا ولگٹ ترجمہ سے ھوکر سنہ ۱۶۶۶ و سنہ ۱۶۶۷ و سنہ ۱۶۶۸ ع میں چھپا ' فادر سایمن صاحب نے اس ترجمہ کے عیبوں پر از روے انصاف کے سخت نکتہ چیني اور اعتراض کئے ھیں *

8. The French Version of the ingenius critic, Father Simon, published with notes in 1702, was translated into English by Mr. Webster. This version was condemned by an ordinance of the Cardinal de Noailles, Archbishop of Paris, and also by two "Instructions" issued by the celebrated Bossuet, Bishop of Meaux.

۸ عاقل نکتہ چین فادر سایمن صاحب کے فرانسیسي ترجمہ کو جو معہ شرحوں کے سنہ ۱۷۰۲ میں چھپا ' مسٹر ویبسٹر صاحب نے انگریزي میں ترجمہ کیا ' کارڈینل ڈي نوئیس صاحب آرچ بشپ پیرس کے حکم سے ' اور اُن دو ھدایتوں کے سبب سے بھي کہ جنکو بشپ میاکس مسمي باسوئت صاحب نے جاري کیا ' یہہ ترجمہ ناپسند ھوا اور خارج ٹھہرا *

Of the Belgian Versions.

ملک بلجیئن کي زبان کے ترجمہ

A Flemish translation of the Scriptures was made from the Vulgate in the

کتب مقدسہ کا ایک فلیمش زبان کا ترجمہ والگت سے سولویں صدي میں ھوا

sixteenth century. For a long time the Protestants in the low countries had only the Dutch translation, made from Luther's German version in 1560, which has already been noticed. But in 1618, in consequence of an order issued by the Synod of Dort, a new translation was undertaken from the Hebrew and Greek. It was submitted, when finished, to a careful examination as to its being faithfully executed.

تھا ' مدت تک سب ملکوں کے پروٹسٹینٹس کے پاس صرف ڈچ زبان کا ترجمہ تھا ' جو لیوتھر صاحب کے جرمني ترجمہ سے جسکي ہم اطلاع دیچکے ھیں سنہ ۱۵۶۰ میں ھوا تھا ' مگر بہ سبب ایک حکم کے جو مجلس واقع ڈورت سے جاري ھوا تھا ' ایک نیا ترجمہ عبري اور یوناني متنوں سے کیا گیا تھا ' جب یہہ ترجمہ پورا ھوچکا تب آسکا اس نظر سے خوب امتحان کیا گیا کہ وہ اصلي کے مطابق ھوا یا نہیں *

Of the Italian Versions.

Four versions of the Bible are extant in the Italian language. The earliest is that of Nicolao Malermi, who translated it from the Latin Vulgate. The second is that of Antonio Bruccioli; he professes to have made his version from the Hebrew, and Greek, but Walchius says that he chiefly followed the Latin translation of Sanctes Pagninus. An Italian version has been said to have been published under the auspices of Pope Sixtus V.; but its existence is very doubtful. A Protestant Italian version of the New Testament was published at Geneva in 1561, and of the entire Bible in 1562, which is usually considered as a revision of Bruccioli's: but Walchius asserts that it is altogether a new translation. It has, however, long been superseded by the elegant and faithful version of Giovanni Diodati, published in 1607. The latest Italian version is that executed, in conformity with the Vulgate, by Antonio Martini, Archbishop of Florence to-

رومي زبان کے ترجمے

رومي زبان میں بیبل کے چار ترجمے ھیں انمیں سے نہایت زمانہ ابتدا کا نکولیو مالرمي صاحب کا ترجمہ ھے ' آنہوں نے اس ترجمہ کو رومي ولگت سے کیا اور دویم درجہ کا ترجمہ آینٹونیو برکسي آلي صاحب کا ھے ' وہ بیان کرتے ھیں کہ ھمنے یہہ ترجمہ عبري اور یوناني سے کیا ھے ' مگر والچیس صاحب کہتے ھیں کہ آنہوں نے خاص کر سینکٹس پیگني نس صاحب کے رومي ترجمہ کے پیروي کي ھے ' بیان کیا جاتا ھے کہ پوپ سکسٹس صاحب پانچویں کي مد نظر سے ایک رومي ترجمہ چھپا ھے ' مگر آسکي موجود گي میں بہت شک ھے ' اور ایک پروٹسٹنٹ رومي ترجمہ عہد جدید کا بمقام جینوا سنہ ۱۵۶۱ میں چھپا ' اور پوري بیبل کا ترجمہ سنہ ۱۵۶۲ میں چھپا ' اس ترجمہ کو برکسي آلي صاحب کے نسخہ کا نظر ثاني کیا ھوا نسخہ سمجھا جاتا ھے ' مگر والچیس صاحب یہہ کہتے ھیں کہ وہ بالکل ایک نیا ترجمہ ھے ' جي اوینني ڈایوڈیٹي

wards the close of the eighteenth century, it received the sanction of Pope Pius VI.

صاحب کا ترجمہ جو عمدہ اور اصلي سے مطابق ہے اور جو سنہ ۱۶۰۷ میں چھپا، اس ترجمہ سے زیادہ قدر یافتہ ایکمدت سے رہا ھے نہایت زمانہ حال کا رومي ترجمہ وہ ترجمہ ھے جسکو بمطابقت رومي ولگٹ ترجمے کے این ٹونیو مارٹني صاحب آرچ بشپ مقام فلارنس نے اٹھارویں صدي کے آخیر پر تیار کیا اس ترجمہ کو پوپ پیس چھٹے نے پسند اور منظور کیا *

Of the Spanish versions.

سپین کي زبان کے ترجمے

The earliest edition of the Scriptures in the Spanish language, was executed from the Vulgate. In 1553, a Spanish version of the Old Testament was made for the Jews by Edward Pinel. A much earlier translation than this is said to have been made by some learned Jew, which has been too hastily attributed to Rabbi David Kimchi.

اس زبان میں کتب مقدسہ کا سب سے پہلا نسخہ رومي ولگٹ سے ترجمہ ھوا تھا، اڈورڈ پینل صاحب نے یہودیوں کے واسطے عہد عتیق کا ترجمہ زبان سپین میں سنہ ۱۵۵۳ع میں کیا اس ترجمہ سے ایک بہت پہلے کا ترجمہ بیان کیا جاتا ھے کہ چند یہودیوں نے کیا تھا جسکو بغیر فکر کئے ھوئے یہودي عالم دائود قمچي سے منسوب کرتے ھیں *

The edition of the Old Testament in Hebrew, and in Jewish-Spainsh, was printed at Vienna, in the years 1813, 14,15,16, for the use of the Jews of Constantinople, of most of the critics of Turkey, who are Spanish-Jews.

عبراني اور یہودیوں کي سپین زبان میں عہد عتیق کا ایک نسخہ، مقام وینا میں قسطنطینہ کے یہودیوں اور ترکستان کے اون نکتہ چینوں کے استعمال کے واسطے جو قوم یہود میں سے رھنے والے سپین کے ھیں سنہ ۱۸۱۳ وسنہ ۱۸۱۴ وسنہ ۱۸۱۵ و سنہ ۱۸۱۶ ع میں چھپا *

Among the Christians, Cassiodore de Reyna translated the Scriptures into Spanish, from the original languages, but availed himself of the assistance afforded by the Latin versions of Pagninus and Leo Juda.

عیسا ئیونمیں سے کیسیڈو ڈور ڈي رینا صاحب نے کتب مقدسہ کا ترجمہ زبان سپین میں اصلي زبانوں سے کیا، مگر اس ترجمہ کرنے میں پیگنینس اور لیو جوڈا صاحب کے رومي ترجموں سے بھي مدد لي *

Of the Russian versions.

The Sclavonic or old Russian version has been already noticed by us; but as this, though the established version of the Greek Church, is no longer intelligible to the common people, a translation of the Bible into the modern Russ was made by M. Gluck, a Livonian clergyman, and printed at Amsterdam in 1698. As the Russian language had undergone considerable changes since that time, the Emperor Alexander, by an edict in February 1816, directed the Holy Synod of Moscow to prepare a new translation.

روسي زبان کے ترجمے

سیکلیو انک یا قدیم روسي زبان کے ترجمہ کي هم ابهي اطلاع کرچکے هيں ' مگر يهہ ترجمہ اگرچہ يوناني گرجہ کا معين ترجمہ هے مگر عام لوگونکي سمجهہ ميں اب نهيں اتا اسلئے گلک صاحب نے جو لائي وونيا کے پادري هيں بيبل کا زمانہ حال کے روسي زبان ميں ايک ترجمہ کيا اور سنہ ١٦٩٨ع ميں مقام ايمسٹرڈيم ميں چهاپا چنانچہ روسي زبان ميں اتنے عرصہ ميں بهت سے تبديلياں واقع هو ئيں هيں اس سبب سے شهنشاه الکزنڈر نے ايک فرمان مورخہ فروري سنہ ١٨١٦ع سے ماسکو کي مقدس مجلس کو ايک نيا ترجمہ تيار کرنے کي هدايت کي *

Of the Croat versions.

The New Testament in the language of Croatia, was first published at Tubingen in 1551. It was translated by the pastor Truber, and was reprinted with some corrections by the translator, at the same place.

کروٹيا کي زبان کے ترجمے

کروٹيا کي زبان ميں عهد جديد اول مرتبہ بمقام ٹيوبنجن سنہ ١٥٥١ ع ميں چهپے ' اسکا ترجمہ پاسٹر ٹروبر صاحب نے کيا ' اور اسي مقام ميں پهر معہ چند صلاحوں کے مترجم نے اسکو دوبارہ چهاپا *

Of the Basquet versions.

The New Testament, in the Basquet dialect, was first printed at Rochelle, in 1571, with a dedication in French to Joan d' Albert, Queen of Navarre, by John de Licarrague de Briscous.

بيسکو ئٹ زبان کے ترجمے

اس زبان ميں عهد جديد کو معہ ايک فرانسيسي ديباچہ کے جس ميں جان ڈي ايلبرٹ ملکہ نوازي سے اس ترجمہ کو مخصوص کيا گيا تها ' جان ڈي ليکيراگيوڈي بريسکس صاحب نے بمقام روچل سنہ ١٥٧١ ع ميں اول دفعہ چهاپا *

Of the Hungarian versions.

The Hungarian Protestant version was executed by Caspar Caroli, who availed himself of the previous labours of Vatablus, Pagninus, Munster, Tremellius, and of the Vulgate. There is

هنگري زبان کے ترجمے

هنگري زبان کا پروٹسٹنٹ ترجمہ کيسپر کيرولي صاحب نے کيا ' آنهوں نے وي ٹيبلس اور پيگ نينس اور منسٹر اور ٹريميليس صاحب کے ترجموں اور ولگٹ

also a Popish version, made from the Latin Vulgate, by George Kaldi.

ترجمہ سے مدد لي ' اور اس زبان میں ایک کیتہلک ترجمہ بھي ھے ' جسکو جارج کیالدي صاحب نے رومي ولگت سے کیا ھے *

Of the Polish Versions.

Three versions of the Scriptures have been published in the Polish language. The first was undertaken for the use of the Roman Catholics. The second was made by the Socinians under the patronage and at the expense of Prince Nicholas Radzivil. The third Polish version was made by the Reformed or Calvinists, in 1596.

پولینڈ کي زبان کے ترجمے

اس زبان میں تین ترجمے چھپے ' اول ترجمہ رومن کیتہلکس کے استعمال کے واسطے ھوا تہا ' اور دوسرا قوم سوشینینز نے مدد اور خرچ شاھزادہ نیکولس ریڈزیبل صاحب نے کیا ' اور تیسرا ترجمہ پروٹسٹنٹس فرقہ کیلوینسٹس نے سنہ ۱۵۹۶ ع میں کیا *

A translation of the New Testament into the Judæo-Polish dialect (which is spoken by the Jews, who are very numerous in Poland) has been made by the Revd. N. Solomon, at the expense, and under the patronage of the London Society for promoting Christianity among the Jews; it was printed in 1821. A translation of the New Testament into the language of *Samogitia*, a province of Poland, was printed in 1820, at the expense of the Russian Bible Society.

عہد جدید کا ایک ترجمہ جو زبان جیوڈیو پولش میں ھے جس زبان کو پولینڈ والے یہودي جو کثرت سے ھیں بولتے ھیں ' پادري سالومن صاحب نے یہودیوں میں مذھب عیسائي کي ترقي دینے کے لئي لندن کے سوسائٹي کے مدد خرچ سے تیار کیا ' اور سنہ ۱۸۲۱ ع میں چہاپا ' اور عہد جدید کا ایک اور ترجمہ زبان سیموجیشیا جو پولینڈ کا ایک صوبہ ھے ' سنہ ۱۸۲۰ ع میں روس کي بیبل سوسائٹي کے خرچ سے چہپا تہا *

Of the Bohemian Versions.

The first Bohemian translation was made from the Latin Vulgate, and was published at Prague in 1488. The other for the use of the Protestants in Bohemia, was made from the sacred originals by Albert Nicolai, John Capito, Isaiah Cœpolla, and other learned reformers.

بوھمیا کي زبان کے ترجمے

اس زبان میں اول ترجمہ کتب مقدسہ کا رومي ولگت سے ھوکر بمقام پیریگیو سنہ ۱۴۸۸ ع میں چہپا ' ایک اور ترجمہ ایلبرٹ نیکولي اور جان کیپیٹو اور اسیہاکو پولا صاحب اور دیگر عالم مذھب کے ترمیم کرنے والوں نے بوھمیا کے استعمال کے واسطے اصلي متنوں سے کیا *

Of the Modern Greek or Romaic versions.

The Romaic is a corruption of the ancient Greek, so great indeed, that compared with the latter, it may be pronounced a new languag; it is at present in general use, both for writing and conversation, the ancient Greek being used solely for ecclesiastical affairs. Into this language the New Testament was translated by Maximus Calliergi, and was printed at Geneva in 1638, in one large quarto volume, in two columns, one containing the ancient, and the other the modern Greek. The Greeks, however, did not receive it with much favor. In the edition of this translation, printed in 1705, the objectionable passages in Seraphin's Preface were omitted. The same person with the assistance of two learned ecclesiastes, is also occupied in translating the Old Testament from the ancient into the modern Greek.

زمانه حال کي يوناني زبان کے ترجمے

روميک يعني زمانه حال کي يوناني زبان قديم يوناني زبان کے بگڑنے سے پيدا هوي ' اس ميں اور اُس ميں اب اِس قدر اختلاف هے ' که اُس کو ايک نئي زبـــان کها جاوے ' يهه زبان اب تحرير اور گفتگو ميں هے ' قديم يوناني زبان کا استعمال صرف مذهبي کاروبار کے لیئے هوتا هے ' عهد جديد کو اس زبان ميں ميکسيمس کيليرجي صاحب نے ترجمه کيا اور يهه ترجمه بمقام جيذوا سنه ۱۶۳۸ ع ميں ايک بڑي جلد اور دو کالم ميں چهپا جن ميں سے ايک کالم ميں قديم يوناني زبان ميں اور دوسرے ميں زمانهحال کي زبان ميں متن تها ' مگر يوناني اس ترجمه سے خوش نهوے ' اِس ترجمه کے اُس نسخے ميں جو سنه ۱۷۰۵ ع ميں چهپا ' سرفن صاحب کے ديباچه ميں جو کچهه قابل اعتراض کے مقام تهے اُنکو چهاپنے سے چهوڑ ديا گيا تها ' اور ميکسيمس کيليرجي صاحب بمدد دو عالموں کے قديم يوناني زبان سے زمانه حال کے يوناني زبان ميں عهد عتيق کا ترجمه بهي کررهے هيں *

Of the Wallachian and Bulgarian versions.

A translation of the New Testament in the Wallachian language was published in Belgrade, in 1648; and a version of the same has been undertaken in the Bulgarian language under the direction of the Petersburgh Bible Society.

ولَيشي اور بلگيرياکي زبان کے ترجمے

عهد جديد کا ايک ترجمه زبان وليشي ميں بمقام بلگرڈ سنه ۱۶۴۸ ع ميں چهپا تها ' اور بهدايت پيٹرزبرگ کي بيبل سوسايٹي کے ' بلگيرياکي زبان ميں بهي عهد جديد کا ترجمه هو رها هے *

Of the Romanese versions.

The Romanese language is divided into two dialects, the *Churwelsche*, and

رومينز زبان کے ترجمے

زبان رومينز دو زبانوں يعني چرويلشي اور ليدنچي ميں منقسم هے ان ميں سے

the *Ladiniche*. The former is spoken by the inhabitants of the Engadine (one of the loftiest vallies in Switzerland, bordering on the Tyrol); the latter, by the Ladins who reside on the confines of Italy. The Scriptures were translated into the Churwelsche dialect, and published in 1657, at Schuol, a town of the Lower Engadine, and into the Ladinche at Coire, in 1719. Editions of both these versions have lately been printed by the Bible Society at Basle, aided by the British and Foreign Bible Society in London.

پہلي زبانکو باشندے ان گڈاین کے جو ایک نہایت بلند وادي سوئیٹزرلینڈ میں تائیرال سے ملحق ہے بولتے ہیں ، اور دوسري زبان قوم لیڈنز جو اِٹلي کي سرحدوں پر رہتي ہے بولتي ہے کتب مقدسہ زبان چرویلشي میں ترجمہ ہوکر بمقام سیکو آل کے جو انگڈاین کے نیچے کے حصہ کا ایک شہر ہے سنہ ۱۶۵۷ ع میں چھپي ، اور زبان لیڈنچي میں بمقام کایر سنہ ۱۷۱۹ ع میں چھپے حال میں ان ترجموں کے بہت سے نسخے بذسل کي بیبل سوسایٹي نے بمدد برٹش فارن بیبل سوسایٹي لنڈن کے چھاپے ہیں *

Of the Turkish versions.

In 1666, the New Testament was printed in Turkish, at Oxford: it was translated by Dr. Lazarus Seaman, and was published at the joint expense of the Hon. Robert Boyle, and of the Levant or Turkey Company of London, for the benefit of the Christians in Turkey, by whom it was very gratefully received. In the same year a translation of the whole Bible into the Turkish language was completed by Albertus Baboosky, first dragoman or interpreter to the Porte. Some serious charges of inaccuracy, and obsoleteness of language having been brought against this version by the Revd. Dr. Henderson.

ترکي کي زبان کے ترجمے

عہد جدید اِس زبان میں بمقام اگسفرڈ سنہ ۱۶۶۶ ع میں چھپي اور لازارس سائمن صاحب نے بھي عہد جدیدکو اس زبان میں ترجمہ کیا ، اور معزز رابرٹ بائل صاحب اور لنڈن کي ترکے کمپني کے مشمولہ خرچ سے ترکي کے عیسا ئیوں کے فائدہ کے واسطے جنھوں نے اس ترجمہ کو بہت احسانمندي سے لیا چھپا تھا ، اسي سال میں تمام بیبل کا ترجمہ اس زبان میں البرٹس بابوسکي صاحب نے جو پورت کے اول مترجم ہیں پوراکیا ، اور پادري ڈاکٹر ہنڈرسن صاحب نے غلط ترجمہ کرنے اور ایسي لفظوں کے استعمال کرنے کے جو استعمال سے خارج ہوگئے ہیں چند سنجیدہ الزام اِس مترجم پر لگائي ہیں *

Of the Portuguese versions.

In 1681, the New Testament was printed in the Portuguese language at Amsterdam: and some portions were printed in the former parts of the last century by the missionaries at Tranque-

پورچگل کي زبان کے ترجمے

اس زبان میں عہد جدید بمقام ایمسٹرڈیم سنہ ۱۶۸۱ ع میں چھپي ، اور مقام ٹرینکوي بار کے مشنریز نے سترھویں صدي کے پہلے حصہ میں چند متفرق حصہ کتب مقدسہ

bar. A Portuguese version of the Old Testament, executed by Joao Ferreira d' Almeida and Jacob Oddeen Akker, was published at *Batavia*, in 1748-53. These were Protestant versions. In 1781, Antonio Pereira published a Portuguese version of the New Testament, at Lisbon; and in 1783, the entire Bible. This translation is made from the Vulgate Latin version, and in all doctrinal points is in unision with the Church of Rome.

کے اس زبان میں چہاپے ' عہد عتیق کا
اسي زبان کا ایک ترجمه جو اس فریرا ایل
ایلمیڈا اور یعقوب الدین اقر نے کیا تہا مقام
بٹیویا میں سنه ۱۷۴۸ اور سنه ۱۷۵۳ع میں
چہپا ' یہه ترجمے پروٹسٹنٹ کے کئے ہوے
هیں ' اورانٹونیو پیریرا صاحب نے مقام
لسبون میں سنه ۱۷۸۱ ع میں عہد جدید کا
اس زبان میں ترجمه چہاپا ' اور سنه ۱۷۸۳ ع
میں تمام بیبل بہي چہاپي ' یہه ترجمه
ولگٹ رومي ترجمه سے هوا هے ' تمام مسائل
مذهبي میں گرجه روم سے اتفاق رکہتا هے *

Of the Albanian versions.

The Albanians are a hardy people, inhabiting the countries anciently known by the name of Illyricum and Epirus: numerous tribes of them are also spread over Macedonia and the Morea or Peloponnesus. A translation of the New Testament in their language was finished in the year 1820 by Dr. Evangelos Mexicos, under the patronage and at the expense of the British and Foreign Bible Society; which it is intended to print in parallel columns, one containing the Greek text, other the Albanian version.

ایلبینین زبان کے ترجمے

ایلبینینس ایک سخت قوم اُن ملکوں
میں اباد هے جو زمانه قدیم میں ییلیریکم
اور ایپائرس کے نام سے مشہور تہے ' اُن
میں سے بہت سي قومیں میسیڈونیا اور
موریه یـــا پیلوپونیسس کے ملکوں میں
بہی پہیل گئي هیں ' ڈاکٹرا یونجی لاس
میکسي کاس صاحب نے بمدد اور خرچ
برٹش اور فارن بیبل سوسایٹي کے سنه
۱۸۲۰ ع میں عہد جدید کا ایک ترجمه تیار
کیا ' جسکو دو کالموں میں چہاپنے کا اراده
هے ' جن میں سے ایک میں یوناني متن
هوگا اور دوسرے میں ایلبینین زبان کا متن
هوگا *

On The Modern versions in the languages of Asia.

Of the Hebrew versions.

The New Testament was first translated into Hebrew by the learned Elias Hutter, who published it in his Polyglott edition of the New Testament in twelve languages, viz. Greek, Syriac, Hebrew, Latin, German, Bohemian, Italian, Spanish, French, English, Da-

ایشیا کي زبانوں کے زمانه حال کے ترجمے

عبراني ترجمے

عالم ایلیس هٹرصاحب نے عبري میں
عہد جدید کا اول ترجمه کیا ' اور اپنے عہد
جدید کے مجموعه میں جس میں ان بارہ
زبانوں کے متن هیں (یعني یوناني سریا
اور عبري اور رومي اور جرمني اور بوهمیا
اور اٹلي اور سپین اور فرانس اور انگلستان

nish, and Polish, at Nuremberg, in 1599, 1600. From Hutter's Polyglott the Hebrew text was detached, and printed separately, with some corrections, under the superintendence of William Robertson, 8vo. London, in 1661. The late Revd. Dr. Buchanan, during his researches in the interior of India, obtained a Hebrew manuscript of the New Testament in the country of Travancore, which is now deposited in the University Library at Cambridge. It is written in the small Rabbinical or Jerusalem character. The translator was a learned Rabbi; and the translation is in general faithful; his design was to make an accurate version of the New Testament, for the express purpose of confuting it, and of repelling the arguments of his neighbours, the Syrian or St. Thome Christians.

اور ڈنمارک اور پولینڈ کي زبانيں) اس ترجمہ کو بمقام نرنبرگ سنہ ۱۵۹۹ اور سنہ ۱۶۰۰ ع میں چھاپا ' اور ھٹر صاحب کے مجموعہ میں سے عبري متن معہ چند اصلاحوں کے ولیم رابرٹس صاحب کے اهتمام سے لنڈن میں سنہ ۱۶۶۱ ع میں علحدہ چھپا پادري ڈاکٹر بکانن صاحب نے هندوستان کے سفر میں ایک عبري نسخہ عہد جدید کا تراونکور کے ضلع میں سے حاصل کیا ' یہہ نسخہ بمقام کیم برج کتب خانہ یونیورسٹي میں اب موجود ھے ' اور چھوٹے عبراني حرفوں میں لکھا ھوا ھے ' اسکا مترجم کوي یہودي عالم ھوگا ' یہہ ترجمہ عموما اصل سے مطابق ھے ' اسکے مترجم نے عہد جدید کا بعینہ ترجمہ اس نظرسے کرنا چاھا تہا کہ عہد جدید کے بنیاد ڈھادي اور اپنے همسایہ سینٹ تہوم عیسا ئیوں کي دلایل کو رد کرے *

Of the Chaldee versions.

The New Testament has not hitherto been published in this language: but a copy in manuscript exists in the Vatican Library. The manuscript contains both the Old and New Testaments, written in Syriac characters, but the language is Chaldee.

کیلڈي زبان کے ترجمے

اس زبان میں عہد جدید اب تک نہیں چھپي ھے مگر ایک قلمي نسخہ کتب خانہ ویٹي کن میں موجود ھے ' اس قلمي نسخہ میں عہد عتیق اور عہد جدید دونوں ھیں ' اورسریا زبان کے حرفوں میں بزبان کیلڈي لکھا ھے *

Of the versions in the Oriental languages, either translated by the Baptist Missionaries at Serampoor, or printed at the Mission Press.

The Baptist Missionaries entered India in 1793, and ultimately fixed themselves at the Danish settlement of Serampoor, near Calcutta. To this Mission chiefly belongs the honor of reviving the

ترجمے مشرقي زبانوں کے جنکو بیپٹسٹ مشنریز سي رام پور نے کیایا هندوستان کے مشنریز نے چھاپا

بیپٹس مشنریز سنہ ۱۷۹۳ عیسوي میں هندوستان میں آئے ' اور سي رام پور میں جو ڈنمارک والونکا قریب کلکتہ کے ھے بود باش اختیار کي ' پادریوں کے اُسي گروہ سے

spirit of promoting Christian knowledge, by translations of the Bible.

The languages spoken in India form three classes, viz. (1.) The Arabic; (2.) the Sanscrit or Sungscrit; and (3.) the Chinese, with the languages respectively derived from or bearing an affinity to them.

Modern versions in the Arabic language and its cognate dialects.

A version of the entire Bible in Arabic has come down to us. Though highly valued by some Oriental Scholars for its general accuracy and fidelity, it has become antiquated in its dialect, and consequently unacceptable to the learned Arabians. On this account a new translation, in elegant modern Arabic was commenced by Sabat, an eminent Arabian Scholar, under the superintendence of the late Revd. Henry Martyn D. B., one of the Hon. East India Company's chaplains. An eminent edition of the Arabic New Testament, in Syriac characters, was printed in Paris, at the expense of the Bible Society in 1822.

Of the Persian versions.

The Persian version already noticed, having also become antiquated and obsolete, a new one was undertaken by Lieutt. Col. Colebrooke, who completed the Four Gospels. An entire version of the New Testament, in pure and elegant Persian, was executed by the late Revd. H. Martyn, who travelled from India to Shiraz, in Persia, for that purpose. A Persian translation of the Old Testament has been commenced

مذهب عيسائي كي ترقي بذريعه ترجموں بيبل كے خاص كر متعلق هے *

هندوستان ميں جو زبانيں بولي جاتي هيں وه تين هيں (اول عربي) دوسرے شينسكرت) اور (تيسرے چيني) اور اور زبانيں آن سے مشابهت ركهتي هيں يا آن سے نكلي هيں *

زمانه حال كے ترجمے عربي زبان اور آسكي متعلق زبانوں كے

تمام بيبل كا ايك عربي ترجمه همارے وقت تك پهونچا هے ' اگرچه اِس سبب سے كه وه اصل سے مطابق اور درست هے چند مشرقي علما آسكي بهت قدر كرتے هيں ' مگر آسكي زبان ايسي قديم هے كه اب استعمال ميں نهيں رهي ' اِس وجهه سے اب علماء عرب آسكو پسند نهيں كرتے ' اسليئے اب ايك نيا ترجمه زمانه حال كي زبان عربي ميں باهتمام پادري هنري مارٹن صاحب كے مشهور عربي عالم مسمى ثبات نے كرنا شروع كيا ' عهد جديد كا ايك عربي نسخه جو سريا زبان كے حرفوں ميں لكها هوا هے بيبل سوسايٹي كے خرچ سے بمقام پيرس سنه ۱۸۲۲ ع ميں چهپا *

فارسي. ترجمے

جس فارسي ترجمه كي همنے پهلے اطلاع دي هے ' اوسكي زبان بهي بسبب قدامت كے غير مستعمل هوگئي اسلئے لفٹنٹ كالبروك صاحب نے نيا ' ترجمه كرنا شروع كيا ' عهد جديد كا تمام ترجمه بهت عمده سليس فارسي ميں پادري ريورنڈ صاحب نے كيا ' انهوں نے اس غرض سے هندوستان سے شيراز كا سفر كيا ' اور عهد عتيق كا ايك فارسي ترجمه پونا كے پادري رابنسن صاحب

by the Revd. T. Robinson, chaplain at Poonah, with the sanction of the Rt. Rev. Reginald Heber, Bishop of Calcutta.

Of the Pushtoo or Affghan versions.

This language is spoken beyond the river Indus, by a people, who, there is every reason to conclude, are descended from the ten tribes of Israel. The eminent linguist, the late John Leydon M. D., commenced a translation of the New Testament; and on his death in 1812, the Baptist Missionaries at Serampoor procured men skilled in the language to complete his undertaking.

Of the Bulocha or Buloshe versions.

This language is spoken on the Western banks of the Indus, the country of Buloochistan extending westward to Persia. Considerable progress has been made by the Missionaries in translating the New Testament into this dialect, in which they have printed the Four Gospels.

On the Versions in the Sanscrit or Sungscrit language and its cognate dialects.

Of the Sanscrit versions.

This, though the parent of all the languages spoken in western and southern India, is at present, the current language of no country, though it is spoken by the learned nearly throughout India. The New Testament was published at Serampoor in 1808: the Pentateuch and Historical books in 1811; the Hagiographa in 1816; and the

نے باجازت پادري ريجينالڈ هيبر صاحب بشپ كلكته كے كرناشروع كيا هے *

پشتو يا افغاني زبان كے ترجمے

يهه زبان درياي اندس كے پار ايک قوم جسكو هر وجهه سے يهه مانا گيا هے كه اسرائيل كي دس قوموں ميں سے هے بولتي هے ، مشهور پادري جان ليڈن صاحب نے عهد جديد كا ايک ترجمه اس زبان ميں شروع كيا اور سنه ۱۸۱۲ ع ميں اونكي وفات كے بعد سيرام پور كے بيپٹس مشنريز نے اس ترجمه كے تمام كرنے كے واسطے ايسے شخص بهم پهونچاے جو اس زبان سے واقف تهے *

بلوچي زبان كے ترجمے

يهه زبان درياي اندس كے مغربي كناره پر بولي جاتي هے ، بلوچستان كا ملک ايران سے مغرب كيطرف پهيلا هوا هے ، اس زبان ميں عهد جديد كا ترجمه كرنے ميں مشنريز نے بهت سے ترقي كي هے ، چنانچه چاروں انجيلوں كو اس زبان ميں چهاپا هے *

شينسكرت اور اُن زبانوں كے ترجمه جو اُس سے مشابه هيں يا اُس سے نكلي هيں

ترجمے شينسكرت زبان كے

اگرچه اس زبان سے وه تمام زبانيں نكلي هيں ، جو مغربي اور جنوبي هندوستان ميں بولي جاتي هيں ، مگر في الحال كسي ملک ميں يهه زبان نهيں بولي جاتي البته هندوستان كے وسط كے حصه ميں علما بولتے هيں ، عهد جديد كا ترجمه اس زبان ميں بمقام سيرام پور سنه ۱۸۰۸ ع ميں چهپا ، اور توريت اور كتب تواريخ كا

translation of the Prophetic books was finished in 1818.

ترجمہ سنہ ١٨١١ ع میں 'اور اور مقدس
تحریروں کا ترجمہ سنہ ١٨١٦ ع میں اسي
مقام میں چھپا ' اور پیغمبروں کي کتابونکا
ترجمہ سنہ ١٨١٨ ع میں پورا ھوا *

In Western India, not fewer than *twentynine* languages are derived from Sanscrit, and into *seventeen* of these the sacred volume has been wholly or in part translated, viz :—

مغربي هندوستان میں شینسکرت زبان
آسے نتیس سے کم زبانیں نہیں نکلي ھیں
آن میں سے سترہ زبانوں میں کتب مقدسہ
کا ترجمہ کلي یا جزوي ھوا ھے جنکا ذیل
میں بیان کیا جاتا ھے *

The *Sikh, Sheek* or *Punjabee* which is spoken in the province of Punjab, or the country of the five rivers (from *Punj* five, and *ab* water,) : into this language the entire Bible has been translated.

سکھہ یا پنجابي زبان جو صوبہ پنجاب
میں یا پانچ دریاوں کے ملک میں بولي
جاتي ھے (یعني پنج کے معنے پانچ اور آب
کے معنے پاني) اس زبان میں کل بیبل کا
ترجمہ ھرا ھے *

The New Testament only has been translated in the following languages.

اگي انےوالي زبانوں میں صرف عہد
جدید کا ھي ترجمہ ھوا ھے

The *Assamese* or language of the kingdom of Assam.

اسام کے زبان میں عہد جدید کا ترجمہ
ھوا ھے *

The *Kashmeree* or *Kashmeer*, which is spoken in the extensive province of Kashmeer, in the north of India.

کشمیری زبان میں بہي عہد جدید
ترجمہ ھوکر چھپي ھے ' یہہ زبان کشمیر کے
بڑے صوبہ میں جو ھندوستان کے شمال پر
ھے بولي جاتي ھے *

The *Wutch* or *Mooltanee*, or dialect of Wuch, a country on the eastern bank of the Indus, which reaches from the Punjab to Auch.

زبان وچ یا ملتاني میں ' یہہ ملک
دریاي اندس کے مشرقي کنارہ پر واقع ہے '
اور پنجاب سے آک تک اسکي سرحد ہے *

The *Goojurat* or *Goojratee*, which is spoken in the Peninsula of *Goojurat*.

گجراتي زبان میں یہہ زبان گجرات میں
بولي جاتي ھے *

The *Bikaneer*, which is spoken to the south of the Punjab, and extends westward to the country where the Wucha begins.

زبان بیکانیر میں ' یہہ زبان پنجاب کے
جنوبمیں بولی جاتی ھے ' اور مغرب میں
اس ملک تک جہاں سے زبان وچ شروع
ہوتی ھے ' یہي زبان بولی جاتی ھے *

The *Kunkuna*, which language begins where the Gujuratee ceases to be vernacular, and is spoken at Bombay, and thence up the coast as far as Goa.

زبان کنکنا میں ، یہہ زبان وہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں سے گجراتی زبان موقوف ہوتی ہے' اور یہہ زبان بمبئی میں اور کنارۂ سمندر پر بمقام گوبانک بولی جاتي ہے *

The New Testament is more than half printed in the undermentioned languages, *and is expected to be finished* (so it must have now been finished) *in the course of the present year (1825).*

ادھي سے زیادہ عہد جدید کا اگے انے والي زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے اور امید ہے کہ اس سال (سنہ ۱۸۲۵ ع) میں اونکا باقي ترجمہ پورا ہوجاوے

The *Marwar*, which is spoken to the southwest of the Bikaneer country.

ماروازي زبان میں 'یہہ زبان بیکانیر کے مغرب جنوب میں بولي جاتي ہے *

The *Oojuvinee*, or language of the province Oujein.

اوجوني یعنے اوجین کے زبان میں *

The *Nepalese*, or language of the kingdom of Nepal.

نیپالي یعنے سلطنت نیپال کے زبان میں *

The *Hindee* or *Hindoostanee*, being spoken over an immense tract of country in India, varies much in its dialects; and not fewer than three different translations of the sacred volume have been printed.

ہندی یا ہندوستاني زبان سے جو زبانیں نکلي ہیں اونمیں بہت اختلاف ہیں اور یہہ زبان ہندوستان کے بہت سے حصہ میں بولے جاتي ہے' اور تین مختلف ترجمے کتب مقدسہ کے اس زبان میں چہپے ہیں *

In the *Bengalee* or language of the province of Bengal the whole of the Scriptures is published.

بنگالي یا صوبہ بنگالہ کي زبان میں تمام کتب مقدسہ چہپیں ہیں *

The *Ooriya* or *Orissia* language is Spoken in the province of that name; it has a very close affinity to the Bengalee, but with different terminations and a different character. In this language the entire Bible is translated by the Baptist Missionaries.

اوڑیا یا اوڑیسہ زبان اسي نام کے صوبہ میں بولي جاتي ہے 'یہہ زبان بنگالي زبان سے بہت مشابہت رکھتي ہے' مگر حرف اسکے مختلف ہیں اور لفظ بھي مختلف انجام ہیں اس زبان میں بیپٹس مشنریز نے تمام بیبل کا ترجمہ کیا *

The *Birjbhassa* language, which is spoken in the upper province of Hindoostan, contains a greater mixture of the Sanscrit than most of the other dia-

برج بہاشا زبان میں جو ہندوستان کے اوپر کے صوبہ میں بولي جاتي ہے' بہ نسبت کسي اور زبان کے سنسکرت کے زیادہ

lects of the Hindee. The Four Gospels have been translated in this tongue.

امیزش رکھتي ھے ' اس زبان میں چاروں
انجیلوں کا ترجمہ ھوا *

The *Kurnata* or *Canarese* language is spoken in the country extending northward from Tellicherry to Goa, and eastward from the coast of Malabar to the country where the Tamul is spoken, including the whole of Mysore. In this language the New Testament was printed in 1320, from the translation of the Revd. Mr. Hands.

کرناٹا یا کنیریز زبان اُس ملک میں
بولي جاتي ھے ' جو شمالي جانب پر
تلي چري سے تابہ گویا ' اور مشرقي جانب
میں ملیبار کے کنارہ سے لیکر اُس ملک
تک جہاں تامول زبان بولي جاتي ھے '
اور تمام میسور میں بھي اِسکا استعمال ھے
اِس زبان میں عہد جدید کو پادري ھینڈس
صاحب کے ترجمہ سے سنہ ۱۸۲۰ ع میں
چھاپا گیا تھا *

The *Tamul* language is spoken in the south-eastern part of India, from Madras to Cape Comorin. Different translations of both the New and Old Testaments have been made in this language. In 1814, an edition of the Tamul New Testament was completed at the Serampoor Press, at the expense of the Calcutta Auxiliary Bible Society; and as the lapse of years rendered further correction of it necessary, the Revd T. C. E. Rhenius, and the Revd. Dr. Rottler at Madras, were employed to revise Fabricius's version.

زبان تامول ھندوستان کے جنوبي مشرق
حصہ میں مندراس سے لیکر راس کماري
تک بولي جاتي ھے اس زبان میں عہد
عتیق اور عہد جدید کے مختلف ترجمے ھوے
ھیں ' زبان تامول کے عہد جدید کا نسخہ
کلکتہ کے مددگار بیبل سوسایٹي کي خرچ
سے سي رامپور کے چھاپہ خانہ میں سنہ
۱۸۱۴ ع میں چھپ کر تیار ھوا ' اور بسبب
گذرنے ایک زمانہ کے جو اس نسخہ میں
کچھہ اصلاحیں ضروري ھوئیں ' پادري رینس
صاحب اور پادري ڈاکٹر راٹلر صاحب
مندراس والے نے فبریسیس صاحب کے
نسخہ کي نظر ثاني کي *

The Telinga language, sometimes called the *Telogoo*, is spoken in the Northern Circars. In this language, which appears to be a dialect of the Tamul, the Missionary Schultz translated the Bible: but it was never printed. However both the New and Old Testaments were afterwards executed and printed in this language by other Missionaries.

زبان تلنگا جسکو کبھي تلوگو بھي کہتے
ھیں ' شمالي حصہ سرکار میں بولي جاتي
ھے ' اس زبان میں جو تامول زبان سے
نکلي معلوم ھوتي ھے ' مشنري سیکلٹز
صاحب نے بیبل کا ترجمہ کیا ' مگر یہہ
ترجمہ کبھي چھپا نہیں ' لیکن بعدہ ھر دو
عہد عتیق اور عہد جدید کا ترجمہ مشنریز
نے کیا اور چھپا یا *

In the *Cingalese* or the language of Ceylon, the Scriptures have been published both by the Dutch, the late possessors of the island, and by the English, its present masters.

زبان جزیرہ سیلون (یعنے سراندیب)میں ڈچ قوم کے لوگوں نے جو اس جزیرہ کے پہلے قابض تہے ' اور انگریزوں نے بھي جو اوسکے حال میں قابض هیں ' کتب مقدسه کا ترجمه چھاپا ❋

A translation of the New Testament into the *Maldivian* language, (which is spoken in the small but very numerous Maldivian islands, that lie to the south-west of Ceylon), has been published by the Missionaries at Serampoor.

زبان مالدوین میں' سیرام پور کے مشنریز نے عهد جدید کا ترجمه چھاپا ہے' یہه زبان مالدوین کے جزیرونمیں جو چہوٹے چھوٹے بهت کثرت سے هیں بولي جاتي ہے❋

In the *Malay* language, which is spoken not only in Malacca, but in Java and many other islands of the Indian Archipelago, there are several translations of the whole Bible; the first entire Malay Bible was published in 1731 and 1733, in Roman characters. Another edition of the whole Bible was printed in the Arabic character at Batavia, in 1758.

زبان ملیا میں جو صرف جزیرہ ملیکا هي میں نہیں بولي جاتي ہے ' بلکہ آرکي پلیگو هند کے بهت سے جزیروں میں بھي بولي جاتي ہے تمام بیبل کے بهت سے ترجمے هیں ' تمام میلي زبان کي بیبل رومے حرفونمیں اول مرتبه سنه ۱۷۳۱ ع اور سنه ۱۷۳۳ ع میں چهپي ' اور تمام بیبل کا ایک اور نسخه عربي حرفوں میں بمقام بٹویا سنه ۱۷۵۸ع میں چهپا ❋

The *Malayalim* or Malabar language is spoken on the coast of Malabar, in the country of Travancore. In this language the Catanars or clergy of the Syrian Church at Cotym, have translated the Scriptures.

زبان ملیبار مالابار کے کنارہ پر ملک تراونکورمیں بولي جاتي ہے اس زبان میں مقام کاٹم کے سریا کے گرجے کے پادریوں نے کتب مقدسه کا ترجمه کیا ❋

Versions in the Chinese, and the languages derived from or bearing affinity to it.

ترجمے چیني اور دیگرآن زبانونکے جوآس سے مشابهت رکهتي هیں یاآس سے نکلي هیں

The Chinese language, in the characters peculiar to it, is spoken not only throughout China, but also in Cochin-China and Japan, by a population of more than three hundred millions of persons. Two versions of the entire Bible are extant in this language, the translators of which have been aided in their arduous and expensive undertakings by the British Foreign Bible Society.

چیني زبان کو جسکے حرف آسي سے مخصوص هیں ' صرف چین میں هي نهیں بلکه کوچین اورجزایرجاپان میں بهي قریب تین کروڑ سے زیاده ادمیونکے بولتے هیں ' اس زبان میں تمام بیبل کے دو ترجمه موجود هیں ' ان ترجموں کے مترجموں کي مدد اس بڑي خرچ کے کام میں برٹش اور فارن بیبل سوسایٹي نے کي ہے ❋

From the Chinese language are derived seven others, which are spoken in Eastern India. Into three of these the New Testament has been translated, viz. the *Khassi* or *Kassai*, the *Munipoora*, and the *Burman*.

چيني زبان سے سات زبانيں اور نکلي
هيں ' جو مشرقي هندوستان ميں بولي
جاتي هيں ' اِن ميں سے تين زبانوں يعني
خاصي اور مني پورہ اور برهمہ ميں عهد
جديد کا ترجمہ هوا هے *

The *Khassi* or Kassai language is spoken by an independent nation of mountaineers, lying between the eastern border of Bengal, and the northern border of the Burman empire. In this language the Baptist Missionaries have translated and printed the first Four Gospels.

خاصي زبان ايک ازاد قوم پهاڑيوں کي
بولتي هے ' اور يهہ قوم بنگال کے مشرقي
سرحد اور برهمہ کے بادشاهت کي شمالي
سرحد کے درميان اباد هے ' اِس زبان ميں
بيپٹسٹ مشنريز نے چاروں انجيلوں کا
ترجمہ کرکے چهاپا هے *

The *Munipoora* is spoken in the small kingdom of that name, which lies between Assam and the Burman empire. The Gospel of Matthew has been printed in this language.

زبان مني پورہ اسي نام کي چهوٹي سي
بادشاهت ميں جو درميان برهما اور آسام
کے هے بولي جاتي هے ' اس زبان ميں
متي کي انجيل چهپي هے *

The *Burman* language, which is spoken in the empire of that name, has borrowed the Sanskrit Alphabet. Into this language the New Testament has been translated by Mr. Felix Carey, son of the Rev. Dr. Carey, of Serampoor.

زبان برهما ميں جو اسي نامکي بادشاهت
ميں بولي جاتي هے 'اور شينسکرت کے حرف
لے ليئے هيں ' اس زبان ميں عهد جديد کا
ترجمہ فيلکس کيري صاحب بيٹے ڈاکٹر
کيري صاحب سي رام پوري نے کيا هے *

Other Asiatic versions of the Holy Scriptures.

ديگر ايشيائي زبانوں کے ترجمے کتب مقدسہ کے

Formosan version.—For the use of the inhabitants of the island of Formosa the Gospels of Matthew and John were translated in their language at the time the Dutch possessed the island; but the Formosans have never received any benefit from them.

ترجمے زبان فارموسا جزيرہ فارموسا کے
باشندوں کے واسطے متي اور يوحنا کي
انجيلوں کا اُنکي زبان ميں اُسيوقت ميں
ترجمہ هوا ' جبکہ ڈچ اُس جزيرہ پر قابض
تهے ' مگر فارموسا والوں نے کچهہ فائدہ اُن
انجيلوں کے ترجمہ سے نہ اُٹهايا *

Tartar versions.—The Tartars compose a distinct nation, of Turkish origin, though now totally distinct from the Turks, and are subdivided into various tribes, each of which has its pecu-

ترجمے تاتاري زبان کے — تاتاري ترکوں
کي نسل ميں سے هيں ' اگرچہ وہ اب اُنسے
بالکل مختلف اور ايک علحدہ قوم هيں '
اور اُنميں پهر اور کئي قوميں هو گئي هيں '

liar language. Into fifteen of these languages, translations of the sacred volume are printed at the expense of the Russian Bible Society, viz. the Nogai-Tartar, Mongolian, Calmuck, Orenberg-Tartar, Tschuwaschian, Tscheremissian, Tartar-Hebrew (spoken in the interior of Asia), Mordwaschian or Mordvinian, Ostiakian, Wogulian, Samoiedian, Tschapoginian, Zirian, Ossatinian, and a dialect of the Tartar spoken in Siberia.

جنمیں سے هر ایک قوم اپنی زبان خاص رکھتی ہے ' ان قوموں کی زبانوں میں سے پندرہ زبانوں میں کتب مقدسہ کے ترجمے روسی بیبل سوسائٹی کے خرچ سے چھپے ہیں ' نام ان پندرہ زبانوں کے یہہ ہیں ' زبان نوگی تاتار ' اور مونگولین ' اور کالمک ' اور اورن برگ تاتار ' اور سکو وسچین ' اور سکو یہ مشین ' اور تاتاری عبری ' (یہہ زبان ایشیا کے درمیانی حصہ میں بولی جاتی ہے) اور موردو اسچین ' یا موردو ینین ' اور اسٹی ایکین ' اور واگولین ' اور سیمائی ڈین ' اور سیکیپو جنین ' اور زیرین ' اور آسی ٹنین اور تاتار کے ایک اور زبان جو سائبریا میں بولی جاتی ہے *

The Georgian version.—At the beginning of the eighteenth century, the whole of the New Testament, together with the Psalms and the Prophets, was printed in the Georgian language, at Teflies, in Georgia, by order of the prince of Vaktaugh. The entire Bible was printed at Moscow in 1743, at the expense of Elizabeth, Empress of Russia.

زبان جارجیہ کے ترجمے ' — اٹھارھویں صدی کے شروع میں شاھزادہ وکٹاغ کے حکم سے بمقام تفلیز واقع جارجیہ میں تمام عہد جدید اور زبور اور کتب پیغمبروں کا ترجمہ جارجیہ زبان میں چھپا ' اور ایلزبت شہنشاہ زادی روس کے خرچ سے بمقام ماسکو سنہ ۱۷۴۳ ع میں کل بیبل کا ترجمہ چھپا *

According to the tradition of the Greek Church, the Georgian version was originally made in the eighth century, by Euphemius the Georgian, the founder of the Ibirian or Georgian monastery at Mount Athos, where his original manuscript was discovered in the year 1817, and is preserved to this day.

بموجب یونانی گرجہ کی روایت کے زبان جارجیہ کا ترجمہ اصل میں یوفینس صاحب ساکن جارجیہ نے اٹھویں صدی میں کیا اور جنہوں نے جارجیہ کا عبادتخانہ جو کوہ ایتھاس پر سے تعمیر کیا تھا ' اور اسی عبادتخانہ میں انکا اصل نسخہ سنہ ۱۸۱۷ میں ملاتھا جو اجتک موجود ہے *

Modern Armenian version.—A translation of the Four Gospels into the modern Armenian language, from the ancient Armenian text, has been complet-

زمانہ حال کی زبان ارمینیہ کے ترجمے ایک ارمینیہ والے عالم نے جو پیرس کے رہنے والے ہیں ' قدیمی زبان ارمینیہ کے متن سے زمانہ حال کی ارمینیہ زبان میں چاروں

ed by a learned Armenian resident at Paris; who has undertaken a version of the entire New Testament.

انجیلوں کا ترجمہ کیا ہے ' اور اسي شخص نے تمام عہد جدید کا بھي ترجمہ کرنا شروع کیا *

Tahitan version.—The Missionaries sent to the island of Tahiti have been successful to preach the Scriptures here with effect, and likewise to translate detached portions of Scripture in the language of the inhabitants.

زبان تہیتي کے ترجمے — مشنریز جو جزیرہ تہیتي کو بھیجے گئے تھے ' وہ کتب مقدسہ کا وعظ کرنے میں کامیاب ہوے ' اور اسي طرح سے وہاں کے باشندوں کي زبان میں کتب مقدسہ کا ترجمہ کرنے میں بھي کامیاب ہوے *

On the Modern versions in the languages of Africa.

افریقہ کي زبانوں میں زمانہ حال کے ترجمے

1 *Version in the Amharic and Tigre or vernacular tongues of Abyssinia.*—The version in the ecclesiastical or ancient language of Ethiopia or Abyssinia already noticed being only confined to the Churches, and understood by few comparatively besides the clergy, M. Asselin de Cherville, French Consul at Cairo was induced to undertake a version of the entire Bible in the *Amharic*, the royal dialect spoken at the court of Gondar, which is the dialect prevalent in the eastern parts of Africa bordering on the Equator. —A translation of the Gospels into the *Tigre*, the vernacular dialect of the extensive province of Tigre, was executed by a Mr. Nathaniel Pearce.

۱ ترجمے زبان ایمہرک اور تائیگر کے جو ایبسنیا کي زبانیں ہیں — جو ترجمہ گرجہ کے یا اتھیوپیا یا ایبسنیا کي قدیم زبان میں ہے ' جسکا ہم ابھي ذکر کرچکے ہیں وہ ترجمہ صرف گرجوں ہي کے استعمال کے لیئے منحصر ہے ' اور سوا پادریوں کے چند شخص اسکو سمجھتے ہیں اس سبب سے ایسم اي سیلن ڈي چرول صاحب نے جو مقام کیرو میں کونسل ہیں ' ایم ہیرک زبان میں جو گواندر کے دربار میں بولي جاتي ہے ' اور شاہي زبان ہے ' اور افریقہ کے ان مشرقي حصوں کے بھي جو خط استوا کے قریب واقع ہیں یہي زبان ہے ' تمام بیبل کا ترجمہ کرنا چاہا ' اور تائیگر میں جو تائیگر کے بڑے صوبہ کي روزمرہ زبان ہے ' نے تھنیل پیر صاحب نے انجیلونکا ترجمہ کیا *

2. *Bullom Version.*—The Bulloms are a numerous people on the western coast of Africa, among whom the Missionaries sent out by the Church Missionary Society, laboured for several

۲ ترجمہ بلم زبان کا ' افریقہ کے مغربي کنارہ پر بلم ایک بہت بڑي قوم کثرت سے ہے ' جس میں گرجہ کے مشنري سوسائٹي نے مشنریز نے بہت سے برسوں تک وعظ

years. Into the language of this people, the Four Gospels and the Acts of the Apostles have been translated.

کیا ٬ ان لوگوں کي زبان میں چاروں انجیلوں اور اعمال حواریان کا ترجمه هوا ہے ٭

3. *Susoo Version.*—The Susoos are also a numerous tribe on the western coast of Africa, in the vicinity of Sierra Leone. The Missionaries sent by the above Society have translated into this language, the Four Gospels, Acts of the Apostles, and other parts of the New Testament, together with several books of the Old Testament.

۳ زبان سسو کا ترجمه قوم سسو بهي افریقه کے مغربي کنارہ پرقریب سیرا لیون کے کثرت سے اباد ہے مذکورہ بالا سوسایٹي کے مشنریز نے چاروں انجیلوں اور اعمال حواریان اور عهد جدید کے دیگر حصوں اور عهد عتیق کے کتني کتابوں کا اُن لوگونکي زبان میں ترجمه کیا ٭

On the Modern versions in the languages of America.

امریکه کي زبان میں زمانه حال کے ترجمے

Although the multiplicity of dialects spoken by the Indian tribes of North America seemed to interpose an insuperable bar to the labours of those benevolent individuals who were desirous of communicating the Scriptures to them; yet this obstacle has been diminished by the discovery, that so close an affinity subsists among them, that a young unlettered Indian of good capacity can (it is said) make himself master of them all. The following are the dialects into which the whole or part of the Bible has been translated.

اگرچه اُن زبانوں کي کثرت کے سبب سے جنکو شمالي امریکه کي بت پرست قومیں بولتي هیں ٬ یهه معلوم هوتا تها که جو جواں مرد شخص یهه خواهش رکهتے تهے ٬ که اُن لوگونکو کتاب اقدس کے علم سے آگاه کریں اُنکي تمنا برنه آوے ٬ لیکن اس بات کي تحقیق سے یهه هرج رفع هو گیا که وه زبانیں ایک دوسرے سے اسقدر قربت رکهتي هیں که ایک جوان جاهل باشنده امریکه اچهي سمجهه والا اِن سب سے اپنے اپکو ماهر کرسکتا ہے ٬ مفصله ذیل وه زبانیں هیں که جنمیں تمام بیبل یا کچهه حصه اُسکا ترجمه هوا ہے ٭

1. The *Virginian* Bible was translated by the Rev. John Eliat who has justly been denominated the Apostle to the Indians, from his unwearied labours to diffuse the blessings of Christianity among them.

۱ ورجنیا کي زبان میں بیبل کا ترجمه پادري جان ایلیٹ صاحب نے کیا ہے ٬ اِنکو بسبب اُنکي اُس مشقت کے جو اُنهوں نے امریکه والوں میں مذهب عیسائي کے پهیلانے میں کي ٬ امریکه والوں کا حواري خطاب دیا گیا ٭

2. The *Delaware* language is spoken through a very considerable portion of

۲ ڈلاویر کي زبان شمالي امریکه کے بہت سے حصه میں بولي جاتي ہے ٬ اس

North America. Into this language detached portions of the Scriptures have been translated.

زبان میں کتاب مقدسہ کے متفرق حصے ترجمے ہوئے ہیں

3. Into the Indian Mussachussett dialect a part of Scripture has likewise been translated by the Missionaries.

۳ مساکست کی زبان میں بھی مشنریز نے کچھہ حصہ کتب مقدسہ کا ترجمہ کرکے چھاپا *

4. The *Mohawk* language, besides the tribe from whom it takes its name, is intelligible to the Five Nations, to the Tuscaroras, and to the Wyandots or Hurons. Various portions of Scripture have also been translated and printed into this language.

۴ موھاک زبان کو علاوہ اُس قوم کے جس سے اِس زبان کا نام نکلتا ہے ' مشہور پانچ قومین امریکہ والوں کی اور قوم تسکیراز اوروی اندوٹس یا ھیرونس بھی سمجھتے ھیں اس زبان میں بھی کتب مقدسہ کے مختلف حصے چھپی ھیں *

5. The Missionaries have translated a part of the Bible into the *Mohegan* language, but it does not seem that they have as yet succeeded to print and publish it.

۵ مشنریز نے زبان موھیگن میں بھی کچھہ حصہ بیبل کا ترجمہ کیا ہے ' مگر یہہ نہیں معلوم ھوتا ہے کہ اوسکے چھاپنے اور مشتہر کرنے میں بھی وہ کامیاب ھوئی یا نہیں *

6. In the *Esquimaux* language some parts of the Bible have been translated and published, which were received with the deepest sentiments of gratitude by the people who speak this tongue.

۶ زبان اسکوئی ماکس میں بیبل کے چند بہت مفید حصے ترجمہ ھوکر مشتہر ھوئے ھیں ' جولوگ اس زبان کو بولتے ھیں اون لوگوں نے اِن حصون کے ترجموں کو بہت احسانمندی سے قبول کیا *

7. The whole New Testament has been translated in the language of Greenland and thankfully received by the inhabitants.

۷ گرین لینڈ کے زبان میں تمام عہدجدید کا ترجمہ ھوا ہے ' اوسکے باشندون نے اوسکو شکرگذاری سے لیا *

8. Lastly, the New Testament was translated into *Creolese* for the use of the Christian negroes in the Danish West Indian islands and was published at Copenhagen, 1781, at the expense of the King of Denmark.

۸ عہد جدید کا ترجمہ زبان کری آل میں عیسائی جبشیون کے واسطے جو امریکہ کے جزیرون مقبوضہ قوم دچ میں رھتے ھیں کیا گیا تھا ' اور مقام کوپن ھیگن میں دنمارک کے بادشاہ کے خرچ سے سنہ ۱۷۸۱ ع میں مشتہر ھوا *

From the foregoing observations concerning the various versions of Scripture, it is apparent that the difficulties

یہہ تمام حالات ترجموں کے جو میںنے اوپر بیان کیئے اِن سے بخوبی ظاہر ھوتا ہے ' کہ ترجموں کی جن مشکلات کا میں نے ذکر

and obstacles inseparable from the labour of translating writings out of one language into another, are not imaginary, but that they have really been experienced and admitted by those who have set about the task. I now proceed to give an account of a version, which will contribute further to illustrate the justice of these remarks.

کیا ہے وہ صرف خیالی ہی نہیں ہیں بلکہ وہ مشکلیں تمام ترجموں میں پیش آئی ہیں ' اور بڑے بڑے عالموں نے جو دونو زبانوں سے واقفیت رکھتے تھے ان مشکلاتکے واقع ہونے کا اقرار کیا ہے ' اب میں ایک اور ترجمہ کا ذکر کرتا ہوں جس سے ان مطالب کی زیادہ تر تصدیق ہوتی ہے *

The Roman Catholic Ecclesiastical congregation published, in 1625, an Arabic version of the Pentateuch, together with the Latin text; and this edition has a Preface in Arabic, in which an explanation is given of the impediments and difficulties, which translators have to encounter. To bring these difficulties to the notice of my readers I here give the substance of that Preface, as follows:

مذہبی رومی سوسایٹی نے سنہ ١٦٢٥ ع میں کتب خمسہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک عربی ترجمہ معہ لیٹن ترجمہ کے چھاپا ہے ' اسکی مترجم نے اپنے ترجمہ پر ایک دیباچہ لکھا ہے ' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ میں اسکو کیا کیا مشکلیں پیش آئیں ہیں ' چنانچہ وہ دیباچہ بعینہ اس مقام پر لکھتا ہوں *

"The subjects revealed by the Almighty were, at first, recorded by the prophets and apostles in the languages, which were spoken either by the people of the cities in which they abode or by those of their own tribes or nations. Those words of God were, afterwards, translated into several languages, in order that all men in the world might know what were the revelations from God for their salvation. The Latin version, from which this Arabic translation of the Pentateuch has been rendered, presents just so much difference from its original, as might be expected to arise from the variety of the meanings of words; but in regard to serious and important matters, and doctrines the translation agrees in all respects with the original, and contains nothing

فاما الكلام الذي انزله الله سبحانه فكتبه اولا الانبياء والرسل بلغاتهم كلواحد منهم بلغة بلدته اوقومه ثم من بعد هم نقل الى السنة مختلفة ليعرف جميع الامم ما اوحى به الله لخلاصهم اجمعين وانكان في نسخة المقبولة اختلاف الكلمات كاختلاف اللغات لكثرة المعاني التي لكلواحدة من الكلمات في اصلها لاكن لكلهن حكم واحد فيما يلي الحقيقة وليس فيه شي مضاد لها فخاصة في هذه النسخة العامة المعروفة التي يستعملها الكنيسة المقدسة الرسولية الجامعة الرومانية فانها لافي المعاني فقط بل وفي اكثر الالفاظ يوافق المتن الاصلي اي العبراني واليوناني ومع ذلك كله لعلك تجد شيئا ناقصا مفسودا في بعض نسخ الكتاب المذكورة اما عند الروم واما عند غيرهم من الطوايف من

جو کلام کہ خدا پاک نے بھیجا اسکو پہلے پہل نبیوں اور حواریوں نے اپنی زبان میں لکھا ہر ایک نے اونمیں سے اپنے شہر یا اپنی قوم کی بولی میں پھر اوسکے بعد مختلف زبانونمیں اوسکے ترجمے ہوی تاکہ تمام دنیا کے لوگ جان لیں کہ کیا وحی بھیجی الله نے ان سب کی نجات کو اور اگرچہ مقبول کیی ہوی نسخہ میں لفظوںکا اختلاف تھا جیسکہ ہر ایک لفظ کے اصل میں بہت سے معنے ہونے کے سبب سے لغت میں اختلاف

سهوالكا تبين اومن قلة اجتهاد المترجمين
وكذلك في اصل العبراني واليوناني ايضا
يكون نقص يسير اوغلط صغير ولايكاد يوجد
كتاب من الكتب وانكان ده صحيحا كاملا الا
وفيه غلط اونقص لاكن لايقول احد بالحق
لاجل ذلك انه مطلقا كتاب مفسود او
مرفوض اما نسخ الكتب المقدسة هي كثيرة
كحسب كثرة اللغات والشعوب فكانت قديما
النسخة العربية ايضا مشهورة تامة في الفاظ
صادقة في المعاني حين زهر في نواحي
الشرق دين المسيح ولم يكن بعد انقلبت الامور
من شدة الاحزاب والهراطقة في تلك البلدان
لاكن من بعد مانقص هناك العلم والايمان
خسرت ايضا النسخة المذكورة وبقيت منها
مصاحف قليلة فقط وفيها غلطات كثيرة
ونقصانات غزيزة ذلك من قلة النساخ والعلماء
ومن كثرة الغشومة والجهالة فهذا السبب
دعا الاب المكرم المشهور في التقى والجود
المعتبر في العلم والحكمة سركيس الهاروني
من بيت الرز مطران الشام ليحسن الى
طايفة ويقوم باحتياجها على حسب قدرته
بما قد كان رغبوا البعض المطارنة والاساقفة من
بلاد الشرق الى قدس سيدنا البابا اربانوس
الثامن مستاذنين له في امره باصلاح النسخة
العربية وبطبعها في رومية العظمى لمنفعة
كنايسهم ورعاياهم فاذن البابا المذكور طلبتهم
فولى هذا الامر للسادة المكرمين المتعالين
الكردينالية المتوكلين على المجمع المقدس
في انتشار الايمان المسيحي فاماهم فاوصوا
المطران سركيس المقدم ذكره بجمع في
داره كثيرا من العلماء اللاهوتين قسوسا ورهبانا
وعلمانيين ومعلمي اللسان العبراني
واليوناني والعربي وغيرها ليصلح معهم

that is contrary to fundamental truths.

The version received by the great Apostolical Church of Rome is especially close in its correspondence with the originals. Its conformity with the Hebrew and Greek originals consists not only in the meaning of words, but also in the similarity of words. But notwithstanding the agreement of this version with its originals in points of importance, some copies of it will be found, which are not free from certain defects, and these defects are to be ascribed to the negligence or mistakes of transcribers and to the indifference of translators. Even the copies of the Hebrew and Greek originals have not escaped the defects that so arise. No copies of the Hebrew or Greek original can be found, which howsoever examined and corrected, does not contain certain errors and faults. Yet no reasonable and unprejudiced man will conclude from this little superficial injury done to the originals, that they are no longer worthy of being followed. There are several languages into which copies of Scripture have been translated.—There was a very ancient copy of the Arabic version of Scripture, which was celebrated for the accuracy of its execution as regards the use of such words, as were identical and conveyed the same sense with its original.

This Arabic version existed at the time when Christianity had been propagated over the eastern countries, and when no revolution or disaster of any kind had ever visited those parts of the world. But after the learning and religion of those regions had decay-

هوتا هے ليكن اُن سب
اُس چيز ميں جو حقيقت
سے ملي هوئي هے ايک هي
حكم هے اور كوئي چيز اوسميں
حقيقت كي ضد نهيں ـ
خصوصا اس عام نسخه ميں
جو مروج هے اور جسكو بڑا پاک
كليسه رسوليه روم كا استعمال
كرتا هے اور يهه حال صرف
معنوں هي ميں نهيں هے بلكه
اكثر لفظوں ميں بهي وه اصلي
عبراني اور يوناني متن ـ
موافق هے باوجود ان سب
باتوں كے شايد تو پاوے كوئي
بات ناقص اور خراب كسي
نسخه ميں اوس كتاب كے
كيا روميوں كے پاس كے نسخه
ميں اور كيا اُن كے سوا او
لوگوں كے پاس كے نسخه
ميں كاتبوں كي بهول سے يا
مترجموں كي كم سمجهي
سے اور اسيطرح اصل عبراني
اور يوناني نسخوں ميں بهي
تهوڑا سا نقصان اور تهوڑي سي
غلطي هے اور بعيد نهيں كه
كتابوں ميں سے كوئي كتاب
گو وه صحيح اور كامل هي هو
نه پائي جاوے مگر يهه كه
اُسميں كچهه غلطي يا نقصان
هو مگر كوئي شخص حق
گو يهه نكهے گا كه اس سبب
سے وه كتاب كي كتاب هي
خراب اور نكمي هوگئي اور

ed, almost all the copies of this version gradually disappeared and perished, except a very few, which still survived, and which carried with them numerous errors that arose from the ignorance of the time and from the want of learned men and good copyists, who could bestow their attention to the matter, and certify to the correctness of the text. Having perceived the faults that abounded in the copies of this version, and being excited and influenced by his zeal for religion the very liberal and pious Father Sircais Harvney, a member of the family of Ruzmutran of Siam, felt anxious to do an important service and supply the wants of the people of those countries, by restoring this version to its original state of purity; and Pope Urban VIII., our great patron, was solicited on this subject by bishops, clergymen, and the people in general, who besought him to republish this version in Rome after it should be restored to its primary state. Pope Urban VIII. accordingly ordered that the version should be corrected, and entrusted the performance to the famous learned men of Kurdan, who belonged to the Roman Congregation for promoting Christian knowledge. These learned men requested the Father Sircais, the Mutran, to convene at his residence an assembly of bishops and divines of the age and all those scholars, who were well versed in Hebrew, Greek, Arabic, and other languages, in order that by their united assistance and consultations, the Arabic version in question might be thoroughly corrected and purified from all errors. Thus this remark-

النسخة العربية فبدروا يفعلون ذلک لغاية الاجتهاد في سنه ١٦٢٥ع الف وستمائة وخمسة وعشرين بميلاد المسيح بعون الله تعالى وتوفيقه فاختاروا من كلواحد في المصاحف العربية ماوجدوا فيه اصح واصلح وموافق المصدر العبراني واليوناني وجبروا الناقص واصلحوا الفاسد على مثل المصدر المذكور والنقل العام الذي عند الكنيسة الرومانية فكذلک زدوا علي قدر طاقتهم الكتب المقدسة الى الطايفة العربية المشهورة وغيرها من الطوايف المستعمل عندهم اللسان العربي كما كانت لهم في الزمان القديم اما في هذا الامر الكبير كل سعي الناس وهم خفيف قليل فلذلک امر المجمع المقدس ان يطبع في هذا النقل المتن اللاطيني العام قباله المتن العربي حتى يكون لكلواحد قانونا امينا يعرفه ويصلح كلما بقي من العربي من نقص اوغلط لم يدره المترجمون والمصلحون ثم اعلم ايها القاري الحبيب اننا في اصلاحنا هذا لم نلحق دايما المتن الاصلي كلمة بكلمة بل اقتدينا عادة التراجمة السابقين فمرات كثيرة حفظنا الحكم فقط وتغافلنا عن ترتيب الالفاظ وعددها وحيث كان اختلاف بين الحكم العربي واللاطيني بغير مضرة الحق لم نران نغيره بشي بل ابقينا تاويل الاولين كرامة لهم وقد صارت لاهل الشرق العادة فيه من زمان طويل فكان التغير يكون لهم مكروها ثم ان المتن الاصلي ايضا قبول في خط ذلک الحكم بالسواد وبين الحكمين اختلاف فقط بلا متضادة وفي كليهما تصديق الامور ثم معروض عليک اننا في اسماء التي تختص بها الناس اوالمواضع وقفنا على اثار الخط

نسخے کتب مقدسہ کے بہت ہیں موافق کثرت زبانوں اور حرفوں کے سواگلے زمانہ سے عربي نسخہ بھي مشہور ہے لفظوں کے پورے ہونے اور معنوں کے درست ہونے میں جب سے کہ مشرقي ملکونمیں دین مسیحي چمکا ہے اور اب تک انقلاب امور بسبب لڑائیوں اور بربادیوں کے اُن ملکونمیں نہیں ہواتھا لیکن جبکہ وہان علم اورایمان ناقص ہوگیا تواس نسخہ نے بھي نقصان اوٹھایا اور صرف تھوڑے نسخے اُسکے باقي رہگئے اور اُن میں غلطیان بہت ہیں اورنقصان بڑے ہیں یہہ بسبب قلت لکھنے والوں اورعالموں کے اور بسبب کثرت ناداني اور جہالت کےبھي سبب باعث ہوا پاپا بزرگ کو کہ تقوا اور جودت طبع میں مشہور اور علم وحکمت میں معتبر ہے یعنے سرکیس ہارونے خاندان زر مطران شام کو کہ احسان کرے اپنے لوگوں پر اور مستعد ہو اُنکي حاجت روائي پر موافق اپني طاقت کے اس سبب سے کہ رغبت کي تھي بعضے مطارنہ اور اساقفہ مشرقي ملکوں نے حضرت سیدنا پاپا اربانوس

براني وحروفه الان العادة في اللسان
ربي تارة منعتنا عن ذلك كقولك
اهيم عوض ابرهم وسليمان عوض سلومه
رشليم عوض يورشليم ومثل ذلك فاما
ماء الاحجار والاشجار وساير النباتات
حيوانات وما تشابه بذلك ان كان في
فظ شك اوريب في معناه والمترجمون
ي تاويلها مختلفون فتركتها بلا تغير في
متن العربي ثم انك في هذا النقل
د شيا من الكلام غير موافق قوانين اللغة
مضاد الها كالجنس المذكر بدل المونث
عدد المفرد بدل الجمع والجمع بدل
مثني والرفع مكان الجر والنصب في
سم والجزم في الفعل وزيادة الحروف
ض الحركات وماتشابه ذلك فكان سببا
ذا كله سذاجة كلام المسيحيين فصار لهم
ع تلك اللغة مخصوصا وليكن ليس في
لسان العربي فقط بل في اللاطيني
اليوناني والعبراني تغافلت الانبياء والرسل
الاباء الاولون عن قياس الكلام لانه لم يرد روح
قدس ان تقيد اتساع الكلمة الاهية
لحدود المضيقه التي حدتها الفرايض
لنحويه فقدم لنا الاسرار السماويه بغير فصاحة
لاغة بكلمات يسيرة مستسهلة لئلا تختص
وة البشر وحيلتهم بعمل خلاصهم العجيب
نظم وبدخول العالم في دين المسيح
نتهي *

able work was, by the grace of God, commenced in the year 1625 of the Christian æra. The assembly of these learned emendators have decided upon retaining whatever they found in this version correct and conformable to the similar passages in the Hebrew and Greek originals; and whatever they discovered in it to be wrong and not in agreement with the original texts, they accordingly corrected and amended so as to make such passages harmonize with the original, and also with the Latin version received by the Church of Rome; and thus to the utmost of their efforts they have restored this Arabic version of Scripture to its primary state, and prepared it for the use of those whose language is Arabic. Nevertheless, all the endeavours and abilities of men can have but partial success in attempting to translate matter from one language into another, with strict fidelity as to present precisely the same sense that is conveyed in the text of the original. It is therefore commanded by the congregation that this Arabic version should be published with the original Latin in parallel columns, in order that an Arabic scholar, being acquainted with Latin, and provided with a Latin text in his copy of the Arabic version, may at once consult the Latin text for the deficiencies of the Arabic text, which its emendators and translators could not supply. The reader must observe that this Arabic version has not been literally translated by us; we have, in retranslating it, imitated the example of ancient translators. We have been, in most places, led rather by the sense than by the exact words of the text.

انہوں سے وہ آس سے آسکا
چاہتے واسطے اصلاح آس عزیز
نسخے کے اور آسکے چہاپنے.
روم کبیر میں واسطے فایدہ
کے کنیسوں اور آنکي رعایا
پہر اجازت دی اوس پاپا۔
آن لوگونکو پہر اسکام کا حکم
کیا بزرگ پیشوائوں بلند مرتبہ
کر دینا لیہ کو جو متعین تھ
مقدس سوسائٹي پر واسط
پہلانے دین مسیحي کے پ
آنہوں نے سمجہایا مطرا
سرکیس کو جسکا اوپر ذکرہ
جمع کرنیکو اپنے شہر میں
بہت سے عالموں علم الهي
اور پادریوں اور عابدوں او
عالموں اور جاننے والوں عبراني
اور یوناني اور عربي وغیر
زبانوں کو کہ آن سب کے سا
اصلاح دیجاوے عربي نسخ
کو پہر آنہوں نے یہہ کام شرو
کیا نہایت کوشش سے سن
١٦٢٥ ع میں الله تعالے کی
مدد اور اوسکي توفیق سے
پہر پسند رکہا آنہوں نے ه
ایک عربي نسخہ مین سے
جس چیز کو کہ آنہوں نے
پایا صحیح اور درست او
موافق صیغوں عبراني او
یوناني کے اور درست کیا
ناقص کو اور اچہا کیا برے
کو مانند آن صیغوں کے او
پہنہ آس عام نقل کے جو

congruities and misapplication of terms are not only tolerated in this Arabic version, but also in the original Hebrew, Greek, and Latin likewise. It must be borne in mind that the prophets, the apostles and the fathers have not paid attention to the rules of Grammar, because the holy Spirit did not wish to restrict the sense of the words of God by adhesion to mere grammatical niceties. The Holy Spirit has opened out to us the mysteries of heaven in words, which are simple and plain without regard to elegancies of style: that so all men having set before them the words of God in a clear and intelligible form, may avail themselves of the great blessing bestowed upon them by the most merciful God, and may happily be led gradually to seek for and attain that blessed salvation, offered to them through the Lord Jesus Christ."

Wherever we have found the old version not materially differing, in matters of importance, from the original Latin, we have, in such places, retained it without alterations of any kind, out of respect to the former venerable translators, and also to secure to the people of the east as much of their old translation as possible, to which they have been so long attached and which they are not disposed to give up entirely. Besides, as the original Latin text has been given, it is therefore thought unnecessary to alter the text of the old Arabic version even when it differs somewhat from the Latin, provided it be not entirely at variance with it.—

The names of places and persons have been, for the most part, given by us according to the Hebrew form, but sometimes from the necessity of explaining them according to the Arabic idiom we have been obliged to depart from this rule; for example, instead of the Hebrew name Ibrahim, it is given *Ibraheem* in Arabic; instead of Soolooma,—*Soolaiman*; and instead of Urusalem,—*Orshalem*, and so on. Such names of animals and of vegetables and minerals as the translators have used in more senses than one, have not been altered by us from what they were in Hebrew. Besides, ungrammatical expressions will be found in this version, e. g., the masculine is used for the feminine; the singular for the plural; the objective case for the nominative; the consonant for the vowel; and so on. The cause of such irregularities is the simplicity of the Christian style of language, which is characterized by the use of such words. However, such in-

کنیسہ رومانیہ میں سے اور اسیطرح آنہوں نے پہیرا اپنے طاقت کے موافق کتب مقدسہ کو مشہور عربي گروہ کے پاس اور آن کے سوا جن لوگوں کے ہاں عربي زبان مستعمل تہي جیسا کہ پہلے زمانہ میں آن کے لیئے تہا اور اس بڑے کام میں کوشش ادمیونکي اور آن کي همت چہوٹي اور تہوڑي ہے اسلیئے آس مقدس سوسایٹي نے حکم دیا اِس نقل کے ساتہہ عام لاطیني متن کے چہپنے کا مقابل میں عربی متن کے تاکہ ہو ہرایک کے لیئے اچہا قاعدہ اور اس سے جان لیا جاوے اور اصلاح کیا جاوے جو کچہہ باقي رہ گیا ہو عربي مین نقصان اور غلطي جسکو چوک گئے ہو ترجمہ کرنے والوں اور اصلاح دینے والوں سے پس جان لی اے میرے پیارے پڑہنے والی ہم نے اپني اس اصلاح میں نہیں ملایا همیشہ اصلي متن کو لفظ بلفظ بلکہ همنے پیروي کی ہے اگلے مترجموں کی عادت کی پس بہت جگہ همنے نگاہ میں رکہا ہے صرف مطلب کو اور همنی دیہان نہیں کیا لفظون کی ترتیب اور آن کی گنتی کا اور جہان

اس دیباچہ پرغور کرنے سے معلوم ہوتا
ہے ' کہ اگلے اور پچہلے مترجموں کو ان
ترجموں میں کسقدر مشکلیں پیش آئي
ہیں ' اور یہي سبب ہے کہ ہم ترجمونمیں
اختلاف پاتے ہیں ' با این ہمہ جسقدر
اختلافات کہ ترجموں میں واقع ہوے ہیں
وہ ایک نہایت بیش قیمت چیز ہے '
آنپر غور کرنے سے ہرایک عالم کي راے
معلوم ہوتي ہے ' اورخیال کیا جاتا ہے
کہ اُس عالم مترجم نے کلام الہي کا کیا
مطلب سمجہا تہا ' پس جو لوگ کہ کتب
مقدسہ پر تحقیقات کرنے اوراصلي روشني
حاصل کرنے کا اُن سے ارادہ رکہتے ہیں آنکو
چاہئیے کہ اُن اختلافات تراجم کو بہت
عزیز رکہیں ' اور آنپر نہایت تامل اور وقار
سے غور کریں ' نہ یہہ کہ اُن اختلافات سے
یہہ سمجہیں کہ دراصل کلام الہی میں
اختلاف ہے *

On a perusal of the foregoing remarks prefixed to an Arabic version of the Pentateuch published by the Catholic ecclesiastical congregation at Rome, it will be observed what difficulties and obstacles the ancient and modern translators of the Bible have had to meet and contend against; and it is for this reason that we find several versions of Scripture so much differing from one another. Upon the whole it is to be admitted that the varieties of readings are most valuable, for they serve to show us the different opinions formed by the learned respecting them; and also in what light the several divine translators have taken the words of God, as affected by those various readings of the same passages. These varieties of subjects among versions should be much endeared to those, who wish, by a critical examination, to study the true purport of God from the Scriptures. These persons ought to proceed in their beloved study with great caution and patience, in order that from the want of agreement among different versions of Scripture they may not be rashly led to the false conclusion, that the same words of God are to be taken in different senses.

اب میں مناسب سمجہتا ہوں کہ چند
ترجموں کا جومیرے پاس بالفعل موجود
ہیں اور جنسے میں نے اپني تفسیر لکہنے
میں مددلي ہے آن کا ذکر اسمقام پر لکہوں

Now I consider it advisable to make mention, in this place, of those Scriptures, which are in my possession, and which I have used and consulted in composing my own Commentary on the Holy Bible.

١ انگریزي ترجمہ لیٹن ولگٹ بیبل کا
جسکو سواے عبري اوریوناني متنوں کے
مختلف زبانوں کے اور نسخوں سے مقابلہ

1. The Holy Bible, in English, translated from the Latin Vulgate; diligently compared with the Hebrew, Greek, and other editions in divers languages;

نہیں مطلب کا اختلا
تہا عربي ولاطیني میں ب
نقصان حق بات کي آ
کہ بہي بدلنا ہمنے
مناسب نہیں دیکہا با
آسکو رہنے دیا جسطرح بی
کیا تہا پہلوں نے . آنک
بزرگي کے لحاظ سے اور ہو
تہے مشرق کے رہنے و
آسیکي عادي بہت مد
سے سو آسکا بدلنا آنکو
معلوم ہوتا اور جبکہ اصل
متن بہي موجود ہے ا
خط میں تو پہر یہہ مطلب
برابر ہے اور دونوں مطلب
میں صرف اختلاف ہے نہ
تضاد کے اور آن دونوں می
جو بات ہے آسکي تصدی
ہے پہر تمسے یہہ بہي
جاتا ہے کہ ہمنے ایسے نامو
کو جو آدمیوں کے لیئے
مقاموں کے لیئے خا
ہیں موقوف رکہا . ت
آوپر نشان عبراني خط
اورحرفوں کے مگر زبان عرب
کے محاورہ نے کبہي بار ر
ہمکو اس سے جیسے کہ
کہے ابراہیم بدلے ابرہم
اور سلیمان بدلے سلومہ
اور اورشلیم بجائي یورشل
کے اور مانند اسکے مگر پتہرو
کے نام اور درختوں کے
نباتات کے اور جانوروں .
اورجو چیزیں کہ آنکي ماد

آسماني بغير نصاحت و بلا
کے لفظوں تهوڑي ميں
اسان نهي شهر کے ا
خاص هو قوت انسان ک
اور طينت أنکي اپنر
نجات کے کام ميں عجيب
نظم کي اور بسبب داخ
هونے عالم کے دين مسيح
ميں *

few verses that are identical with those in the present Bible, I copy here with their translation. Their English rendering is as follows:—

ترجمۂ عربي	ترجمۂ آردو	
طوبى لرجل لم يسلك طرق الخطائين ولم يجلس في مجالس المستهزئين ولم يعمل باعمال المذنبين	مبارک وہ آدمی جو نهيں چلا رستہ گناہ کارونکا اور نہ بيٹها مجلس ميں ٹهٹها کرنے والوں کی اور نہ کيئے کام گناہ کاروں کے *	"Happy is the man who has not stepped in the path of sinners, nor sat with the scornful; and whose deeds are not like those of sinners.
ولكنه في ناموس الرب يدرس الليل والنهار	بلکہ خداوند کي شريعت ميں رات دن سوچ کرتا هے *	But he meditateth day and night in the Law of God.
فمثله كمثل شجرة على شط المياه توتي اكلها وتقدس ربها ناضرة اوراقها وهي سامعة مطيعة لربها	سو آسکي مثال آس درخت کي مانند هے جو پانيوں کے کنارے پر هو اور اپنے وقت پر ميوے لاوے اور خدا نے آسکو ستهرا کيا اور سبز هيں پتے آسکے فرمان بردار اور اطاعت کرنے والا اپنے رب کا *	His situation is like the tree planted by the side of a fountian, and he brings forth his fruits. His Lord has sanctified him; his leaves are green. He listens to his Lord and obeys him.
ليس كذلك المنافقون لان اعمال المنافقين تسفيها الرياح	ليکن گناہ کار ايسے نهيں کيونکہ گناہ کاروں کے عمل آنکو هوا اڑا ديتي هے *	The hypocrite are not so; for the wind driveth away their shaking deeds.
من اجل ان الله يعلم سبيل المنافقين وسبيل المحسنين	اسليئے کہ الله جانتا هے رستہ گناہ کارونکا اور رستہ نيکوں کا *	For the Lord knoweth the way of the righteous, and that of the hypocrite."

هیں اگر لفظ میں شک ہے
یا اسکے معني میں تردد
ہے اور مترجموں میں اسکے
معني بیان کرنے میں
اختلاف ہے تو اسکو ھمنے
بغیربدلنے کي عربي متن
میں چھوڑ دیا ہے پھر تو اس
متن میں پاویگا بعض کلام
خلاف قاعدہ زبان کے بلکہ
اسکے برعکس جیسے مذکر
بدلے مونث کے اور مفرد بدلے
جمع کے اور جمع بدلے تثنیہ
کے اور پیش جگہہ زیر کے اور
زبر اسم میں اور جزم فعل
میں اور زیادتي حرف کي
بدلے حرکت کے اور مانند
اسکے اس سب کا سبب ہے
سادگي کلام عیسائیوں کي
بس ہوگئي ہے ایسي بولي
خاص انکي اور یہہ بات
عربي هي زبان میں نہیں
ہے بلکہ لاطیني اور یوناني
اور عبراني میں بھي ہے
دھیان نہیں کیا نبیوں اور
رسولوں اور متقدمین بزرگوں
نے کلام کے باقاعدہ بولنے میں
اسلیئے کہ روح القدس نے
یہہ بات نہیں چاهي کہ
کلام الهي کي وسعت کو
مقید کرے تنگ حدوں میں
جنکو نکالا ہے قواعد نحویہ نے
پھر پہونچے همارے پاس بہیئہ

کیا گیا ھے ' جو بمنظوري ربٹ ریورنڈ ڈاکٹر
ڈن ور صاحب کے بمقام لنڈن سنہ ۱۸۴۸ ع
میں چھپا *

۲ انگریزي ترجمہ بیبل کا جو اصلي
زبانوں سے ترجمہ ہوا اور جسکو بادشاہ جیمس
کے حکم سے پہلے ترجموں سے خوب مقابلہ
اور نظر ثاني کر لیا گیا *

۳ عربي ترجمہ بیبل کا جسکو سارا ھاگسن
صاحب نے بمقام نیوکسل سنہ ۱۸۱۱ ع
میں چھاپا *

۴ قلمي ترجمہ عربي زبور کا بطور تفسیر
کے جسپر مازني کا نام لکھا ھے *
کچھہ تحقیق نہیں ہوسکتا کہ یہہ مازني
کون ہے ایا وہ مشہور نحوي عالم جو سنہ
۲۰۴ هجري مطابق سنہ ۸۱۹ ع میں مرا یا اور
کوئي زمانہ تحریر بھي تحقیق نہیں ھے
طرز خط سے معلوم ہوتا ھے کہ سولھویں یا
سترھویں صدي کا لکھا ہے جس شخص نے
اول اسکو خریدا اوسنے سنہ ۱۰۹۸ هجري
مطابق سنہ ۱۶۸۶ ع اوسپر لکھے ہیں مگر
تعجب یہہ ہے کہ سواي چند ورسوں کے
اور کسي ورس کي مطابقت موجودہ زبور سے
نہیں ہوتي معلوم ہوتا ہے کہ مترجم نے
عربي محاورہ کي زیادہ تر پابندي کي ھے
اور ترجمہ اور تفسیر اسطرح پر ملا دیا ہے کہ
کچھہ تمیز نہیں ہوسکتي باایں همہ چند
ورس جنکي مطابقت پائي جاتي ھے
اسمقام پر نقل کرتا ہوں *

and published in London, in 1848, under the approbation of the Right. Revd. Dr. Denvir.

2. The Holy Bible, in English, translated from the original languages, and with the former translations diligently compared and revised by the command of His Excellent Majesty King James.

3. The Holy Bible, in Arabic, printed by Sarah Hodgson, in Newcastle, in 1811.

4. The Book of Psalms, in Arabic; a manuscript edition, translated in the form of a paraphrase by Mauznee. It is uncertain who this Mauznee was; whether he was the learned grammarian who died in the year 204 of the Hijree æra corresponding with the year 819 of the Christian æra, or some one else. It is likewise unknown when this manuscript was written. However judging from its style of composition it is supposed to have been written in the 16th or 17th century. The person who first got possession of it, has inscribed on it the year 1098 of the Hijree æra corresponding with the year 1686 of the Christian æra. It is surprising and worthy of note to find that all the Psalms in this manuscript, except a very few, are not like those in the present Bible. The translator has very strictly followed the Arabic idiom of expressions; and he has so mingled the translation with his comments on it, that no distinction can be made between the text and the commentary. The following

5. The New Testament, in Arabic, published at London, in 1841, by Richard Watts on the foundation of the edition which was published at Rome in 1671.

6. The Book of the Four Gospels, in Arabic; a manuscript edition. Among the rest the Gospel of St. John is imperfect. The paper and binding of this manuscript is very old, but it does not prove when and where and by whom this version was executed. It is most probable it was copied from the edition of the Four Gospels, published at Rome in 1671. The following four points in this manuscript are worthy of notice. (1.) It agrees much with the Arabic edition of the New Testament, published at London in 1841.— (2.) It has no division of verses.— (3.) It is divided into more chapters than what are to be found in the New Testament of the present Bible. Probably the arrangement is identical with that of the edition, published in 1671. The division of chapters is as follows:—The Gospel of Matthew is divided into 101 chapters; that of Mark, into 54 chapters; that of Luke, into 86 chapters; that of John, which is imperfect, has more than 61 chapters. It ends with the 60th. verse of the 6th. chapter of the present Gospel of St. John.—(4.) A verse has been annexed to the beginning of each of these Gospels, which is not to be found in the Gospels of the present Bible, and which I give as follows:—

٥ ترجمہ عہد جدید جسکو رچارڈ واٹس صاحب نے بمقام لنڈن سنہ ۱۸۴۱ ع میں اُس نسخہ کے مطابق چھاپا جو سنہ ۱۶۷۱ ع میں مقام روم میں چھپا تھا *

٦ ترجمہ عربي قلمي چاروں انجیلونکا جسمیں یوحنا کي انجیل ناقص ہے ' اگرچہ اس کتاب کا کاغذ بہت کہنہ اور جلد بہت پراني ہے ' مگر معلوم نہیں ہوتا کہ کس کا ترجمہ اور کب کا اور کہانکا ہے ' یہہ نہایت غالب ہے ' کہ یہہ نسخہ چاروں انجیلوں کے اُس نسخہ سے جو روم میں سنہ ۱۶۷۱ ع میں چھپا نقل ہوا ہو ' چار چیزیں اسکي قابل اطلاع ہیں (اول) یہہ کہ یہہ نسخہ عہد جدید کے اُس نسخہ سے جو لنڈن میں سنہ ۱۸۴۱ ع میں چھپا بہت مطابق ہے (دویم) اسمیں ورسونکا نشان نہیں ہے (سویم) اس نسخہ میں بہ نسبت موجودہ بیبل کے عہد جدید کے زیادہ باب ہیں ' غالبا اسکے بابوں کي تقسیم نسخہ مطبوعہ سنہ ۱۶۷۱ ع کي تقسیم سے مطابق ہے ' چنانچہ ہر انجیل کے بابونکا شمار اِس مقام پر لکھا جاتا ہے انجیل متي ۱۰۱ باب انجیل مارک ۵۴ باب انجیل لوک ۸۶ باب انجیل یوحنا تمام نہیں ہے سولہ باب سے زیادہ ہیں موجودہ انجیل یوحنا کے چھٹے باب کي ساٹھویں آیت تک ہے (چہارم) اِس ترجمہ میں ہر ایک انجیل کے سرے پر ایک عبارت لکھي ہوئي ہے ' کہ وہ عبارت کسي موجودہ بیبل کي انجیلوں میں نہیں پائي جاتي ہے ' اسلیئے اُن چاروں عبارتونکو بجنسہ نقل کرتا ہوں *

IN THE GOSPEL OF MATTHEW.

The Evangel of Jesus Christ. The Book of Saint Matthew, one of the Apostles of Jesus Christ.

انجيل مقدس متی

بشارة يسوع المسيح كتاب مار متی واحد من اثنی عشر من تلامذه *

IN THE GOSPEL OF MARK.

In the name of the Father, Son, and Holy Ghost—all one God. The Evangel of Father St. Mark, the holy Apostle and Evangelist.

انجيل مقدس مارک

بسم الاب والابن والروح القدس الاله الواحد بشارة الاب بطريرک الرسول القديس ماري مرقس الانجيلي *

IN THE GOSPEL OF LUKE.

In the name of the Father, Son, and Holy Ghost—all one God. The Evangel of Father Saint Luke, the learned evangelist.

انجيل مقدس لوک

بسم الاب والابن والروح القدس الاله الواحد بشارة الاب الفاضل لوقا الانجيلي *

IN THE GOSPEL OF JOHN.

In the name of the Father, Son, and Holy Ghost— all one God. The Evangel of the sacred great Disciple and Apostle John, the son of Zebidee, and friend of our Lord Jesus Christ.

انجيل مقدس يوحنا

بسم الاب والابن والروح القدس الاله الواحد بشارة القديس الجليل التلميذ الرسول يوحنا ابن زبدي حبيب ربنا يسوع المسيح *

It should be borne in mind that the edition of this version of the New Testament will always be quoted by me under the name "The Arabic edition of the New Testament of 1671."

ياد رکهنا چاهيئے که عهد جديد کے اِس ترجمه کے نسخه کو ميں اپني تفسير ميں عربي نسخه عهد جديد سنه ۱۶۷۱ع کے نام سے هميشه بيان کروں گا *

7. The Old Testament, in Persian, translated from the original Hebrew by the Rev. William Gillin D. D., by the command of the United Associate Synod of Scotland; and published at Edinburgh in 1845.

۷ فارسي ترجمه کتب عهد عتيق کا جسکو بحکم سکاٹلينڈ کي مذهبي مجلس کے وليم گلن صاحب نے اصل عبري متن سے ترجمه کيا اور بمقام ايڈن برا سنه ۱۸۴٥ع ميں چهاپا *

8. The Old Testament in Persian, translated by the Rev. Thomas Robinson, Archdeacon of Madras; and published at Calcutta in 1838.

۸ فارسي ترجمه کتب عهد عتيق کا جسکو ورنڈ طامس رابنسن صاحب آرچ ڈيکن مندراس نے ترجمه کيا اور سنه ۱۸۳۸ع ميں بمقام کلکته چهاپا *

9. The Pentateuch, in Persian, translated from the original Hebrew,

۹ ترجمه کتب خمسه موسی کا جسکو ورنڈ طامس رابنسن صاحب نے اصل

by the Rev. Thomas Robinson, and published at Calcutta in 1828.

عبري سے ترجمہ کیا بمقام کلکتہ سنہ ١٨٢٨ع میں چھاپا ٭

10. The Book of Psalms, in Persian, translated from the original Hebrew; and published by Richard Watts at London in 1835.

١٠ فارسي ترجمہ زبور کا جو اصلي عبري سے هوا اور جسکو رچرڈ واٹس صاحب نے بمقام لندن سنہ ١٨٣٥ع میں چھاپا ٭

11. The Book of Psalms, in Persian, translated by the Rev. Thomas Robinson, Archdeacon of Madras; and published at Calcutta in 1838.

١١ فارسي ترجمہ زبور کا جسکو رورنڈ طامس رابنسن صاحب نے ترجمہ کیا اور بمقام کلکتہ سنہ ١٨٣٨ع میں چھپا ٭

12. The New Testament, in Persian, translated by the Rev. Henry Martyn B. D.; and published at Calcutta in 1828.

١٢ فارسي ترجمہ عہد جدید کا جسکو هنري مارٹن صاحب نے ترجمہ کیا اور سنہ ١٨٢٨ع میں بمقام کلکتہ چھپا ٭

13. The New Testament, in Persian, ditto—ditto—ditto—ditto—in 1842.

١٣ فارسي ترجمہ هنري مارٹن صاحب کا جو بمقام کلکتہ سنہ ١٨٤٢ع میں چھپا ٭

14. The Bible, in Urdoo, in Roman characters; printed by William Clowes and Sons at London in 1862.

١٤ اردو ترجمہ بیبل کا جو رومن کیرکٹر میں ہے جسکو ولیم کیلاس صاحب وغیرہ نے بمقام لندن سنہ ١٨٦٢ع میں چھاپا ٭

15. The Bible, in Urdoo, in Roman characters; printed at Mirzapoor Orphan School Press by R. C. Mather, Superintendent, in 1845.

١٥ اردو ترجمہ بیبل کا جو رومن کیرکٹر میں بمقام مرزا پور سپرنٹنڈنٹ میتھر صاحب نے سنہ ١٨٤٥ع میں چھاپا ٭

16. The Old Testament, in Urdoo, published at Calcultta in 1842 or 1843.

١٦ اردو ترجمہ عہد عتیق کا جو بمقام کلکتہ سنہ ١٨٤٢ع و سنہ ١٨٤٣ع میں چھپا ٭

17. The New Testament, in Urdoo, translated by the Revd. H. Martyn B. D., and published at London in 1819.

١٧ اردو ترجمہ عہد جدید کا جسکو هنري مارٹن صاحب نے ترجمہ کیا اور بمقام لندن سنہ ١٨١٩ع میں چھپا ٭

18. The New Testament, in Urdoo, translated by the Calcutta Baptist Missionaries, and published at Calcutta in 1839.

١٨ اردو ترجمہ عہد جدید کا جو کلکتہ کے بیپٹس مشنریز نے ترجمہ کرکے بمقام کلکتہ سنہ ١٨٣٩ع میں چھاپا ٭

19. The New Testament, in Urdoo, ditto—ditto—ditto—in 1844.

١٩ اردو ترجمہ عہد جدید کا جو بمقام کلکتہ سنہ ١٨٤٤ع میں چھپا ٭

20. The New Testament, in Urdoo, published at London in 1860.

۲۰ اردو ترجمہ عہد جدید کا جو بمقام لندن سنہ ۱۸۶۰ع میں چھپا*

Lastly I may notice that Scriptures, have been translated into numerous languages; there is no other book in the world which has been translated into so many languages. There is given in the book entitled "the Bible of Every Land" a list of all the languages, in which the Sciptures have been translated. These are divided into eight classes, each of which shows a principal parent language with those others that have sprung from it. In order to submit the List to my readers' perusal I copy it here as follows.

کتب مقدسہ کے ترجمے بہت زبانوں میں ہوے ہیں اور حق یہہ ہے ' کہ دنیا میں اور کوئي کتاب ایسي نہیں ہے جسکے اسقدر مختلف زبانوں میں ترجمے ہوے ہوں ' چنانچہ اِس مقام پر ایک کتاب میں سے جسکا نام بیبل ہرزمین ہے ' اُن تمام زبانوں کي فہرست جنمیں کتب مقدسہ کا ترجمہ ہوا ہے ' درج کرتا ہوں اِس فہرست میں اُن زبانوں کو آٹھہ جماعتوں میں تقسیم کیا ہے ' جنمیں سے ہرجماعت میں وہ ایک مقدم زبان معہ اُن زبانوں کے ہے ' جو اُس سے نکلي ہیں *

NOTE.—THE NAMES OF LANGUAGES IN WHICH VERSIONS OF SCRIPTURE HAVE BEEN CONTEMPLATED OR PROJECTED, BUT NEVER COMPLETED OR CIRCULATED, ARE PRINTED IN ITALICS.

واضح ہو کہ جن زبانوں میں کتب مقدسہ کا ترجمہ کرنا تجویز کیا گیا تھا ' یا خیال میں تھا ' مگر پورا نہیں ہوا یا رایج نہیں ہوا ' اُن زبانوں کے ناموں کو باریک حرفوں میں چھاپا ہے *

CLASS I. — پہلي جماعت

MONOSYLLABIC. — مانو سیلیبک

Chinese	چیني
Burmese	برہمي
Arakanese or *Rukheng*	اراکاني یا رکھنگ
Siamese	سیامي
Laos or Law	لاوس یا لا
Cambojan	کیم بوجي
Anamite	اینے مائیت
Peguese, Talain, or Mon	پیگوئي یا تلین یا مان
Karen	کارن
Munipoora	مني پوري
Khassee	خاصي
Tibetan	تبتي
Lepcha.	لپکا

CLASS II.	دوسري جماعت
SHEMITIC.	شيميڻک
Hebrew of the Old Test.	پراني عبري
Hebrew of the New Test.	نئي عبري
Samaritan	سامري
Chaldee	کالڈي
Syriac	سريا
Syro-Chaldaic	سريا کي کالڈي
Modern Syriac	حال کي سريا
Carshun	کارشن
Arabic	عربي
Mogrebin or *African Arabic*	افريقي عربي
Ethiopic	اتهيو پيا
Tigre	ٹائيگر
Amharic.	ايمہرک
CLASS III.	تيسري جماعت
INDO-EUROPEAN.	انڈويور پين
A. MEDO-PERSIAN FAMILY.	(الف) خاندان ميڈو پرشين
Persic	فارسي
Pushtoo or Affghan	پشتو يا افغاني
Belochee or Bulochee	بلوچي
Ancient Armenian	پوراني آرميني
Modern Armenian	نئي آرميني
Ararat-Armenian	ارارت آرميني
Kurdish	کرڈش
Ossitinian.	آسي ٹنين
B. SANSCRIT FAMILY.	(ب) خاندان شينسکرت
Sanscrit	شينسکرت
Pali	پالي
Hindustani or Urdu	آردو
Hinduwee	هندوي
Bruj or Brij-bhasa	برج يا برج بهاشا
Canoj or Canyacubja	قنوجي
Kousulu or Koshala	کسولي
Bhojepoora	بهوج پوري
Hurriana	هرياني
Bundelcundee	بنديل کهنڈي

Bughelcundee	بگهيل‌كهندي
Oojein or Oujjuyunee	اوجيني
Harrotee	هراتي
Oodeypoora	اودےپوري
Marwar	مارواري
Juyapoora	جيپوري
Shekawutty	شيخاواتي
Bikaneera	بيكانيري
Buttaneer	بٹانيري
Bengalee	بنگالي
Magadha	مگادها
Tirhitiya or Mithili	ترهتی يا ميتهيلي
Assamese	اسامي
Uriya or Orissa	اوريا يا اوڑيسه
Cutchee	كچهي
Sindhee	سندهي
Moultan, Wuch, or Ooch	ملتاني
Punjabee or Sikh	پنجابي
Dogura or Jumboo	جنبو
Cashmerian	كاشميري
Nepalese or Khaspoora	نيپالي
Palpa	پلپا
Kumaon	كماوں
Gurwhal or Schreenagur	گڈهوالي يا سرے نگري
Gujerattee	گجراتي
Mahratta	مرهٹي
Kunkuna	كانكني
Rommany or Gipsy	روميني يا گپسي
Tamul or Tamil	تامول
Telinga or Teloogoo	تلنگا يا تلگو
Karnata or Canarese	كرناٹا
Tulu	تلو
Malayalim	ملايا
Cingalese	سنگالي
Maldivian.	مالديوي
C. CELTIC FAMILY.	(ت) خاندان سلٹک
Welsh	ويلش

Gaelic	گيالک
Irish	ائرش
Manks	مينکس
Breton or Armorican.	بريٹن يا ارموري‌کن
D. Teutonic Family.	(ث) خاندان ٹيو ٹانک
Gothic	گاتهک
Ancient Low Saxon	قديم سيکسن
Anglo-Saxon	اينگلو سيکسن
English	انگلش
Flemish	فيلمش
Dutch	ڈچ
Alemannic or Old High German	ايلمينک يا پراني جرمني
German	جرمني
Norse or Icelandic	آئيسلينڈک
Danish	ڈينش
Swedish	سوئيڈش
Faroese.	فاروايز
E. Greco-Latin Family.	(ج) خاندان گريکولیٹن
Ancient Greek	پراني يوناني
Modern Greek	نئي يوناني
Latin	رومي
French	فرانسيسي
Spanish	سپيني
Portuguese	پورچيگيز
Italian	اٹالين
Daco-Romana or Wallachian	ڈاکو روميڈا يا وبليکين
Provencal or Romant	پورا وينکل يا رومانت
Vaudois	واڈايس
Piedmontese	پيڈمانٹيز
Romanese or Upper and Lower Enghadine	روميديز
Catalan	کيٹيلن
Dialect of Toulouse.	زبان ٹالوس
F. Thraco-Illyrian Family.	(ح) خاندان تهريکو ايلرين
Albanian.	ايلبيڈين
G. Sclavonic Family.	(خ) خاندان سکليوانک
Sclavonic	سکليوانک

Russ	روسي
Lettish or Livonian	لیٹش یا لیورنین
Polish	پولش
Lithuanian	لتھیواینین
Samogitian	سیموجٹین
Wendish, Upper	اوپر کي وینڈش
Wendish, Lower	نیچے کي وینڈش
Wendish, Hungarian	ھنگري کي وینڈش
Bohemian	بوھیمین
Carniolan	کارنیولن
Croatian or Dalmatian-Servian	کروٹین یا ڈلمیشین سروین
Bulgarian	بلگیرین
Bosnian.	باسنین

CLASS IV. — چوتھي جماعت

Ugro-Tartarian. — اگروتاتار

A. Euskarian Family.	(الف) خاندان یوس کیرین
French Basque	فرنچ بیسکیو
Spanish Basque or Escuara.	سپینش بیسکیو یا اسکیوایرا
B. Finnish Family.	ب) خاندان فنش
Finnish Proper	فنش پراپر
Lapponese	لیپونیز
Quanian or Norwegian Laplandish	کواینین یا نارویجن لیپ لینڈش
Hungarian	ھنگیرین
Karelian	کاري لین
Dorpat Esthonian	ڈارپٹ استھانین
Reval Esthonian	ریول استھانین
Tscheremissian	سیکیرمسین
Mordvinian or Morduin	مارڈي وینین یا مارڈوین
Zirian or Sirenian	زرین یا سائرنین
Olonetzian	اولونٹزین
Wogulian	واگولین
Ostiacan or *Ostjakian*	استي ایکن یا آست جیکین
Wotagian or *Wotjakian*.	واٹیجین یا واٹ جیکین
C. Tungusian Family.	(ت) خاندان تنگوسین
Mantchou	مینٹ شو
Tungusian Proper.	ٹنگوسین پراپر

D. MONGOLIAN FAMILY.	(ث) خاندان مانگولین
Mongolian Proper	مانگولین پراپر
Calmuc	کالمک
Buriat.	بریت
E. TURKISH FAMILY.	(ج) خاندان ٹرکش
Turkish	ٹرکي
Karass or Turkish Tartar	کیراس یا ترکي تاتار
Orenburgh Tartar	اورن برگ تاتار
Crimean Tartar	کریمین تاتار
Trans-Caucasian Tartar	ٹرینس کاکیشین تاتار
Tschuwaschian.	سیکوریسچین
F. CAUCASIAN FAMILY.	(ح) خاندان کاکیشین
Georgian.	جارجین
G. SAMOIEDE FAMILY.	(خ) خاندان سیموئیدي
Samoiede.	سیموئیدي
H. DIALECTS OF THE ISLANDS OF EASTERN ASIA, AND OF COREA.	(د) خاندان اُن زبانوں کا جو مشرقي ایشیا اور کوریه کے جزیروں میں بولي جاتي هیں
Japanese	جاپاني
Loochooan	لوکوآن
Aleutian	ایلیوٹین
Corean.	کورین
CLASS V.	پانچویں جماعت
POLYNESIAN OR MALAYAN.	پولي نیسین یاملئین
Malay	ملایا
Low Malay	نیچے کي ملایا
Formosan	فارموسا
Javanese	جوانیس
Dajak	ڈجک
Batta	باٹا
Bima	بِما
Bugis	بیوجس
Macassar	میکیسر
Hawaiian	هوائي
Tahitian	تہتي
Rarotonga	راروٹونگا
Marquesan	مارکوئیس
Tonga	ٹونگا

New Zealand or Maori	نیوزیلینڈ یا ماوری
Malagasse	میلاگاسي
Samoan	ساموآن
Feejeean	فیجین
New South Wales, Aboriginal.	نیوسئوتهه ویلز کي ایباري جینل

CLASS VI. — چهٹي جماعت

AFRICAN. — افریقن

Coptic	کاپٹک
Sahidic	سہدک
Bashmuric	باشمورک
Berber	بربر
Ghadamsi	گهدمسي
Mandingo	مانڈنگو
Jalloof	جلوف
Susoo	سسو
Bullom	بلم
Sherbro	شربرو
Yarriba or Yoruba	یاریبا یا یاروبا
Haussa	هاسا
Timmanee	تیماني
Bassa	باسا
Grebo	گریبو
Accra	ایکرا
Fante	فانٹ
Ashantee or Odjii	اشانٹي یااوجي
Dewalla	دیوالا
Isubu	إسوبو
Fernandian	فرنین‌ڈین
Mpongwe	پونگ‌وي
Sechuana	سیکوآنا
Sisuta	سسوٹا
Caffre	کافر
Namacqua	نماکوا
Galla	گالا
Kisuaheli	کسواهیلي
Kikamba	کیکمبا
Kinika.	کنیکا

CLASS VII.	ساتویں جماعت
AMERICAN.	امریکن
Esquimaux	اسکوئماکس
Greenlandish	گرین لنڈش
Virginian	ویرگینین
Massachussett Indian	میسي کست انڈین
Mohegan	موھیگن
Delaware	ڈلاویر
Cree	کري
Chippeway or Ojibway	چپي وي یا اوجبوئي
Ottawa	آوٹاوا
Pottawattomie	پاٹاواٹومي
Micmac	مکمیک
Abenequi	ابیناکوئي
Shawanoe	شاانو
Mohawk	مہاک
Seneca	سنیکا
Cherokee	چروکي
Chocktaw	چوکٹا
Dacota or Sioux	ڈیکاٹا یا سي اوکس
Iowa	آئي اووا
Pawnee	پاني
Mexican	میکسي کن
Otomi	آٹومي
Terasco	ٹیراسکو
Misteco	مستي کو
Zapoteca	زیپاٹیکا
Mayan	مي آن
Mosquito	ماسکوئیٹو
Peruvian or Quichua	پرویں یا کوئچیوآ
Aimara	اي مارا
Guarani	گوارني
Brazilian	بریزیلن
Karif or Carib	کارف یا کارب
Arawack.	اروک
CLASS VIII.	آٹھویں جماعت
MIXED OR PATOIS LANGUAGES.	آمیزش یا پٹائیس زبانیں
Maltese	مال ٹیز
Judeo-Spanish	جوڈیوسپینش
Jewish-German	جویش جرمن
Judeo-Polish	جوڈیوپولش
Creolese	کریالیز
Negro Dialect of Surinam	نیگرو زبان سرینم
Negro Dialect of Curacoa	نیگرو یا کریکوا
Indo-Portuguese.	انڈو پارچوگیز

TENTH DISCOURSE.

مسلمانوں کے مذهب میں ناسخ ومنسوخ کیا ہے

WHAT is meant, according to the Mohomedan faith, by one commandment of God cancelling another, or being cancelled by another?

There is no religion in the world, which does not furnish us with instances of one command of God being cancelled by another. Although the Jews persist in asserting that the Laws of Moses were intended to be of permanent force, yet they cannot deny but that some of their laws given prior to those of Moses, although of no less divine origin, were annulled and superseded by the subsequent laws of Moses.

اول یهه بات جان لیني چاهئے ' که جس قدر مذهب دنیا میں هیں اُن سب میں ناسخ اور منسوخ احکام پاے جاتے هیں ' اگرچه یهودي حضرت موسیٰ علیه السلام کي شریعت کو ابدي بتاتے هیں ' لیکن اُنکو اِسبات کا اقرار کرنا ناگزیر ہے ' که اُس سے پہلے کي شریعت بهي خدا کي طرف سے تهي ' اور اُسکے بعض احکام حضرت موسیٰ کي شریعت سے منسوخ هوگئے *

Most Christians and certain sects among the Mohomedans agree in thinking that a new command from God does not abrogate a former one; for, they argue, that such an idea is opposed to the uniformity of God's truth and justice. But those (whether Jews, Christians, or Mohomedans) who believe in the Heavenly Books, must acknowledge, that the former or older commands of God are abolished or cancelled by the latter or newer ones, when we find different commands relating to the same point in different parts of the Scriptures. That this does actually happen will appear from the following examples:—

اکثر عیسائیوں نے اور مسلمانوں میں کے بعض فرقوں نے احکام الهي کے منسوخ هونے سے انکار کیا اور کہاکه خدا کے احکام میں ناسخ اورمنسوخ هونا خداے تعالی کے تقدس کے برخلاف ہے ' مگر جو لوگ که کتب سماویه پراعتقاد رکهتے هیں خواه یهودي خواه عیسائي خواه مسلمان اُنکو کچهه چاره نہیں ہے بجز اِسکے که وه اقرار کریں که بلاشبهه احکام الهي میں ناسخ اور منسوخ ہے ' چنانچه هم چند مثالیں بیان کرتے هیں جنسے ناسخ ومنسوخ کا احکام الهيٰ میں هونا ثابت هوتا ہے *

Deut. 24-1.

1. Moses permitted a man to put away his wife if he did not like her, directing him to give her a writing of

† استثنا ۲۴ — ۱

۱ † حضرت موسیٰ علیه السلام نے اجازت دي ' که بعد نکاح کے اگر کسي سبب سے جورو ناپسند هو تو اُسے طلاق دے

divorcement. This direction of Moses was afterwards cancelled by Jesus, when he said that it is not lawful to put away a wife for any other cause than adultery.

Matt. 5-31.

2. In the days of Adam it was lawful to make use of the allowed species of birds, and fourfooted beasts, with their blood and fat.

Gen. 1-30.

In the time of Noah the eating of blood was pronounced to be forbidden; and in the time of Moses both blood and fat, as well as swine and some other species of animals, were disallowed as articles of food.

Gen. 9-3.

Deut. 14-9.

Isaiah 11-4 to 8.

3. In Abraham's time it was allowable for a man to marry his stpe-sister, but by the laws of Moses such an union was prohibited.

Gen. 20-12.

Levit. 18-9. 20-17.

Deut. 27-22.

4. In the time of Jacob a man might marry two sisters, both being alive; in the ordinanees of Moses this was forbidden.

Gen. 29.

Levit 18-18

5. In the early ages it was lawful to marry a father's sister; but Moses forbade the provision.

Exo. 6-29.

Levit. 18- 12. 20-19.

In like manner

اورطلاقنامہ لکھدے حضرت عیسی علیہ السلا
نے آسکو منسوخ کیا اور فرمایا ‡ کہ بجز ‡ متی ۵—۳۱
زنا کے اور کسي سبب سے طلاق دینا درست
نہیں *

۲ حضرت آدم علیہ السلام کي ¶ ¶ پیدایش ۱—۳۰
شریعت میں حلال جانور چرند وپرند کا
خون وچربي بھي حلال تھي § حضرت § پیدایش ۹—۳
نوح علیہ السلام کي شریعت میں وہ حکم
منسوخ ہوا ' اور خون جانوروں کا حرام ہوا
‡ حضرت موسی کي شریعت میں وہ حکم ‡ استثنا ۱۴—۹
بھي منسوخ ہوا ' اور خون اور چربي اور احبار ۱۱—۴
سور اور بعض اقسام جانوروں کے حرام لغایت ۸
ہوے *

۳ حضرت ابراھیم کي ‡ شریعت میں ‡ پیداش ۲۰—۱۲
سوتیلي بہن سے نکاح درست تھا ' حضرت
موسی کي § شریعت میں یہہ حکم منسوخ § احبار ۱۸—۹
ہوا * ۲۰—۱۷
استثنا ۲۷—۲۲

۴ حضرت یعقوب کي شریعت میں
حقیقي دو بہنوں سے ایک کے جیتے جی
§ نکاح کرنا درست تھا ' حضرت موسی § پیدایش ۲۹—
کي شریعت میں منسوخ ہوا * احبار ۱۸—۱۸

۵ پہلي شریعتوں میں پھوپھي سے || || خروج ۶—۲۹
نکاح درست تھا ' حضرت موسی کي
شریعت میں منسوخ ہوا ‡ اور علی ھذ ‡ احبار ۱۸—۱۲
القیاس اور بہت سے احکام ہیں جو ۲۰—۱۹
منسوخ ہوگئے ' مگر ہمنے دو باتوں

there were various other practices and customs allowable in primitive times, which were forbidden by succeeding ordinances and commands.

میں ایک یہہ کہ نسخ کے معنی کیا ھیں ' دوسرے یہہ کہ نسخ کس چیز میں ھوتا ھے *

However we have now especially to decide, (first) what is the abrogating or cancelling of a command, and (2ndly) what are those commands which fall under the necessity of being thus cancelled.

The sense ordinarily attached to the word cancelling is apparently this:—that if any law or command of prior date be found, after trial and experience, to be objectionable, or open to improvement, it is superseded and nullified by a new law, designed so as to remedy any injury or inconvenience caused by the old one.—But we Mohomedans do not allow this to be the meaning of the word when we use it with reference to the commands of God. For, the cancelling of a previous command would, if thus understood, be irreconcilable with God's omniscience and immutability. To attribute anything of this kind to God we look upon with the greatest abhorence; and we should regard those who maintained such an opinion, to be little better than *Kafirs* or infidels.

جاننا چاھیئے کہ نسخ کے لفظ کے ظاھری معنی یہہ سمجھہ میں آتے ھیں ' کہ جو حکم پہلے دیا گیا تھا یا جو کام پہلے کیا گیا تھا ' اُس میں کچھہ نقصان معلوم ھوا یا اُس سے زیادہ اچھا حکم سمجھہ میں آیا اسلیئے اُس پہلے حکم کو منسوخ کرکر دوسرا حکم جاری کیا ؛ مگر یہہ معنی نسخ کے ھم مسلمانوں کے نزدیک ھرگز نہیں ھیں ' بلکہ اِسکو خدا کے تقدس کے برخلاف سمجھتے ھیں ' اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے اُسکو کافر جانتے ھیں *

By *cancelling* we understand simply expiration of the period; that is to say, it refers to the lapse of the limited time for which any particular law or command was given, whether the duration of that period be, or be not, specified from the beginning; e. g., if it be ordered that some special rule, or custom, be observed for the space of a year, then,

ھم مسلمانوں کے مذھب میں نسخ کے معنی صرف گذر جانے میعاد ایک حکم کے ھیں ' خواہ وہ میعاد پہلے سے معلوم ھو خواہ نہو ' مثلاً اگر حکم دیا جاوے کہ فلاں کام ایک برس تک کیا جاوے تو جب وہ میعاد گذر جاوے گی تو کہیں گے کہ وہ حکم منسوخ ھوگیا ' مگر درحقیقت وہ منسوخ نہیں ھوا ' بلکہ پورا ھوا صرف

when that year has expired, the order necessarily becomes obsolete, or annulled; but it does not, in reality, become void or null, but, on the contrary, perfect in itself insomuch as the period of its observance has ended.

اتني بات هوئي كه آسكے بجالانے كي ميعاد باقي نرهي *

Let us suppose the case of an able physician, of whose skill and judgment there can be no question; he prescribes a certain medicine for his patient, without telling him how long it is to be continued; yet he knows perfectly well that after the medicine had been used for a certain time, it will bring about such a change in the patient's system as to make him fit for some further remedies; so when the stated period has expired, and the desired result been attained, the medicine is changed as a matter of course; and the former medicine forbidden to be any longer used. Yet though, to outward seeming, the use of the former medicine has been given up or cancelled, still it is not in fact cancelled or corrupted; but the physician has now simply declared, the period to its use is limited, but which he did not mention at the first.

پر مثلاً ايک طبيب حاذق نے جسكي تشخيص اور تجويز اور تدبير ميں كسيطرح كي غلطي كا احتمال بهي نهيں ايک مريض كے ليئے پهلي دفعه ايک دوا تجويز كي ' اور آسكو يهه نه بتايا كه كب تک آسكو استعمال ميں لاوے ' مگر وه طبيب پهلے سے خوب جانتا تها كه اتني دنوں تک جب يهه مريض اس دوا كو استعمال كريگا تو آسكا مزاج دوسري دوا كے دينے كے لائق هوگا جب وه دن گذر گئے اور اُسكا مزاج دوسري دوا كے استعمال كے لائق هوا آس طبيب نے وه دوسري دوا آسكو بتادي اور پهلي دوا كے استعمال كو منع كرديا ' ظاهر ميں پهلي دوا كا استعمال منسوخ كيا مگر در حقيقت منسوخ نهيں هوا بلكه ' طبيب نے صرف پهلي دوا كے استعمال كي ميعاد بتادي *

Thus it is that no commands of God are, in truth, ever cancelled or corrupted. To call them cancelled is merely a way of expressing that they are no longer required; because the commands which are now cancelled, may be still readopted: suppose the wants of the present time assume the form of those of the past, when those commands were originally promulgated. In like manner, suppose the patient is again involved in the same kind of disease, from which he was re-

پس حقيقت ميں كوئي حكم خدا كا منسوخ نهيں هوتا آنكو منسوخ كهنا صرف ايک اصطلاح هے ' يهاں تک كه جو حكم اب منسوخ هوگئے هيں اگر فرض كيا جاوے كه اس زمانه كے آدميوں كا ايسا حال اور ايسي طبيعت هو جاوے جو آس زمانه كے آدميوں كي تهي جب وه حكم جاري تهے ' تو اب بهي سب كو آنهي حكموں پر چلنا پڑيگا ' جيسے كه فرض كرو كه آس بيمار كو پهر [illegible]

ed by the application of the former medicine, he will then necessarily be obliged to give up the new medicine, and to resume the former.

سکو وهي دوا استعمال کرني پڑيگي جسکا
نئے پہلي دفعه استعمال کيا تها *

This view with regard to the abrogation of a divine command is exactly the same with that of Jesus Christ on the subject, as when he said to the Pharisees that "Moses permitted you to abandon your wives, because of the hardness of your hearts; but it was not so from the beginning." It is obvious from the above passage that the command given to the Jews by Moses was considered suitable to the inclinations and wants of the men of that time, and that when on the advent of Christ the hearts of men became softer and were occupied with greater affections for one another, the other law adapted to the altered circumstances of the time was given; i. e. the law of divorce was abolished.

Matt. 19-8.
Mark 10-5.

† متی ١٩ — ٨
مرقس ١٠ — ٥

یہہ مذهب هم مسلمانوں کا جو نسخ کے
ب میں هے بالکل حضرت مسیح علیه السلام
ے ارشاد کے مطابق هے ' جبکه طلاق کے باب
یں آپ نے فروسیوں سے فرمایا که † موسی
نے تمهاري سخت دلي کے سبب تمکو
جازت دي که اپني جورو کو چهوڑدو ' پر
تدا میں ایسا نه تها " اس سے صاف پایا
جاتا هے که وه حکم خدا کا اس زمانه کے
وگوں کے مزاج کے مناسب تها ' جب
حضرت مسیح علیه السلام کے آنے سے دلوں
یں رحمت اور شفقت پیدا هوئي تو
اسوقت دوسري دوا کا استعمال کیا گیا '
یعني طلاق دینے کا حکم منسوخ هوگیا *

Now to attend to the other part of the question, or to explain the special commands which may be said to undergo cancelling or alteration, we may state, under the guidance of our religion, that there can be no change or rescission in what all the prophets have told us about the attributes of God; about the resurrection; about the past and the future. In like manner there can be no room for cancelling or alteration of any kind in the instructions of the messengers and apostles of God, about imploring blessings from above, and about the manner of worshipping and praising God. Likewise there can be no change or abrogation in the divine purposes in send-

باقي رهي دوسري بات اسکي نسبت
هم مسلمانوں کا یہہ مذهب هے که تمام
انبیاء نے جسقدر صفات خدا تعالی کي
بیان فرمائي هیں ' اور حالات قیامت کے
بتائے هیں یا جو گذشته واقعات کي خبریں
دي هیں ' یا جو آینده کے واقعات کي
پیشین گوئي کي هے اسمیں کبهي نسخ
نهیں هو سکتا ' اور اسیطرح جو دعائیں که
انبیا نے خود مانگیں یا انکے مانگنے کي
اجازت دي ' یا جو مناجاتیں خدا کے سامنے
انهوں نے کیں یا کرنے کي اجازت دي '
ان میں بهي کسیطرح پر نسخ نهیں هو
سکتا ' اور اسیطرح جو اصلي مقصد انبیاء
کے بهیجنے سے هے جسپر انسان کي نجات

ing down his prophets to teach mankind what it is to their eternal advantage to know: i. e. to believe in the unity of God, to worship him in truth and faith, to keep the soul untainted by sin, and to strive to lead a holy life according to his holy word and commandment. Now all that remains is the question in what way can we imitate the attributes of God, and how to worship Him. On this point there may certainly be room for abrogation or alteration (but only in the sense above specified): for man's intellect and knowledge daily acquire greater strength and expansion, and it is therefore necessary that until the manner of his imitating the attributes of God becomes perfect, it must always be undergoing some improvement.

These who imagine it to be part of the Mohomedan creed that one law has totally repealed another, are utterly mistaken, and we do not believe that the *Zuboor* (Book of Psalms) abrogated the *Toureit* (Pentateuch); that the Toureit in turn gave way to the *Injeel* (New Testament); and that the New Testament was suppressed by the Holy Koran. We hold no such doctrine, and if any ignorant Mohomedan should assert to the contrary, he simply knows nothing whatever about the doctrines and articles of his faith.

God be thanked and praised for his enabling me to finish the preliminary discourses to my Commentary on the Holy Bible. I shall now proceed to the body of my work after having added two important Appendices.

ابدي موقوف ہے ' یعني خدا کو واحد جاننا اور اسکي عبادت کرنا اور اپني روح کو ئری باتوں سے پاک کرنا ' اور جو صفتیں خدا کي نعتوں میں ھیں ان صفات کو بقدر طاقت بشري اپنے میں پیدا کرنا ' اسمیں بھي کسیطرح نسخ نہیں ھوسکتا ' صرف باقي رہ گئي یہہ بات کہ خدا کي عبادت کسطرح پرکي جاوے ' اور اپنے نفس میں کسطرح پر وہ صفات پیدا کي جاویں ' اس میں البتہ نسخ کا احتمال ہے مگر انہي معنوں میں جو اوپر مذکور ھوئے ' کیونکہ رفتہ رفتہ انسان کي عقل اور اسکا علم روز بروز ایک حد تک ترقي پاتا ہے ' پس ضرور ہے کہ جب تک طریقہ ان صفات کے حاصل کرنے کا غایت حد تک نہ پھونچ جاوے اسوقت تک اس طریقہ میں ترقي ھوتي رہے ٭

اب سمجھنا چاھیئے کہ جو لوگ یہہ بات سمجھتے ھیں کہ ھم مسلمانوں کے مذھب میں یہہ بات ھے ' کہ زبور کے آنے سے توریت اور انجیل کے آنے سے زبور اور قران کے آنے سے انجیل اس مراد سے منسوخ ھوگئي کہ انمیں کچھہ نقص تھا ' یہہ انکي سمجھہ محض غلط ھے نہ ھم مسلمانوں کے مذھب میں یہہ بات ھے نہ ھمارا یہہ اعتقاد ھے ٭ اور اگر کوئي جاھل مسلمان اسکے برخلاف کہے تو وہ اپنے مذھب اور اپنے مذھب کے احکام سے واقف نہیں ٭

الحمدلله کہ میري تفسیر کے مقدمات تمام ھوئے ' اب میں ان مقدمات کے دو تتمہ لکھکر تفسیر شروع کرتا ھوں ٭

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

پہلا تتمہ

APPENDIX No. I.

هولي بيبل کي تاريخانه واقعات کے بيان ميں

OF THE DATES OF THE PRINCIPAL EVENTS RECORDED IN THE HOLY BIBLE.

As those whose object is to study the Holy Bible with deep consideration will find it necessary to make themselves occasionally acquainted with the dates of the several events related in the Bible, I attempt to assist them, in this respect, by annexing to my Commentary a list of such events with their respective dates.

جو شخص هولي بيبل پر غور کرني چاهتا هے آسکو ضرور هے که وه اس سے واقف هو که جو واقعات بيبل ميں هيں وه کن کن برسوں ميں واقع هوئے تهے اس لیئے مجهکو ضرور هوا که ایک فہرست اپني تفسير ميں لگاؤں جس سے هر واقعات مندرجه بيبل کا زمانه معلوم هو *

The method of calculating dates is, to count so many years before the Christian æra, if the event mentioned had happened before it; and again, to count so many years after its commencement, if the event had happened after it. It is however to be remembered that the true date of the birth of Christ is four years before the common Christian æra.

عام قاعده يهه ٹهر گيا هے که جتنے واقعات قبل ولادت حضرت مسيح عليه السلام گذرے هيں آنکو اس طرح پر بيان کيا جاتا هے که اتنے سال پيشتر سنه عيسوي کے يهه واقعه هوا ' اور جو بعد هوے هيں آنکو بيان کيا جاتا هے که اتني مدت بعد هوے ' چنانچه ميں نے بهي اسي قاعده کي پيروي کي هے ' مگر يهه بات ياد رهے که ولادت حضرت مسيح کي چار سال پيشتر سنه مروج سے هوئي هے *

The great difficulty is the difference between the dates of the same events given in the original Hebrew, from those in the Samaritan and Septuagint texts. Hence, it may happen that we get three different dates of an event from those texts. But as the Jews and Protestant Christians admit the

واقعات کا زمانه جو بيان کيا جاتا هے آس ميں بڑي مشکل يهه پيش آئي هے که عبري زبان کي کتابهاے اقدس ميں جو مدت لکهی هے آس سے وه مدت جو سمارٹين اور سپٹو اجنٹ يعني يوناني ترجمه ميں هے مختلف هے ' اسليئے هر واقع کا زمانه آن نسخوں کے بموجب ا

dates of events given in the original Hebrew, as generally correct, and account for the dates of all events according to them, I have adopted, in this list, the system authorized by the original Hebrew. I have also supplied another compendious list which will show the difference found between those texts, in variously calculating the period of the same event, and enable the reader to ascertain the date of an event in conformity to the respective systems of calculation followed by those texts.

مختلف نکلتا ہے ' مگر بالفعل تمام یہودی اور پروٹسٹنٹ عیسائی اُس زمانہ کو جو عبری کتابہاے اقدس میں مندرج ہے صحیح مانتے ہیں ' اور تمام حساب اُسی پرکرتے ہیں ' اسلیئے میں نے بھی اس فہرست میں وہی حساب قایم رکھا ہے جو عبری کتاب ہاے اقدس کے بموجب ہے ' مگر اُس تاریخانہ فہرست سے پہلے ایک مختصر فہرست لگادی ہے ' جو اُن تینوں کتابوں کے اختلاف کو ظاہرکرتی ہے ' اوربذریعہ اُس فہرست کے ہرشخص ہرواقعہ کا اُن تینوں کتابوں کے بموجب حساب کرسکتا ہے *

This compendious list will also show how many years before the Hijree æra each event happened. This will be useful particularly to the Mohomedans.

اسی مختصر فہرست میں میں نے ایک خانہ ایسا رکھا ہے جس سے یہہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ ہرایک واقعہ کسقدر پیشترسال ہجری سے ہوا تھا ' کہ اس کے سبب ہم مسلمان بھی اس فہرست سے ایک عمدہ فایدہ حاصل کرسکتے ہیں *

فہرست تفاوت تاریخات عبری اور یونانی اور سامری نسخوں کی

Table showing the difference of the dates of events given in the Hebrew, Greek, and Samaritan texts respectively.

سال قبل ہجرت Year before the Hijree era.			سال قبل سنہ حضرت مسیح Year B. C.			سنہ پیدایش عالم Year of the world.			تفاوت ایام بین الواقعات Space of time in years between two Events.			واقعات Events
سامری Sam.	یونانی Sep.	عبرانی H.	سامری Sam.	یونانی Sep.	عبرانی H.	سامری Sam.	یونانی Sep.	عبرانی H.	سامری Samaritan.	یونانی Septuagint.	عبرانی Hebrew.	
۴۹۲۷ 4927	۶۰۱۲ 6012	۴۶۲۶ 4626	۴۳۰۵ 4305	۵۳۹۰ 5390	۴۰۰۴ 4004	* 0	* 0	* 0	* 0	* 0	* 0	خلقت آدم Birth of Adam.
۴۷۹۷ 4797	۵۷۸۲ 5782	۴۴۹۶ 4496	۴۱۷۵ 4175	۵۱۶۰ 5160	۳۸۷۴ 3874	۱۳۰ 130	۲۳۰ 230	۱۳۰ 130	۱۳۰ 130	۲۳۰ 230	۱۳۰ 130	ولادت شیث „ Seth.
۴۶۹۲ 4692	۵۵۷۷ 5577	۴۳۹۱ 4391	۴۰۷۰ 4070	۴۹۵۵ 4955	۳۷۶۹ 3769	۲۳۵ 235	۴۳۵ 435	۲۳۵ 235	۱۰۵ 105	۲۰۵ 205	۱۰۵ 105	انوش „ Enos.
۴۶۰۲ 4602	۵۳۸۷ 5387	۴۳۰۱ 4301	۳۹۸۰ 3980	۴۷۶۵ 4765	۳۶۷۹ 3679	۳۲۵ 325	۶۲۵ 625	۳۲۵ 325	۹۰ 90	۱۹۰ 190	۹۰ 90	قینان .. „ Cainan.
۴۵۳۲ 4532	۵۲۱۷ 5217	۴۲۳۱ 4231	۳۹۱۰ 3910	۴۵۹۵ 4595	۳۶۰۹ 3609	۳۹۵ 395	۷۹۵ 795	۳۹۵ 395	۷۰ 70	۱۷۰ 170	۷۰ 70	مہلائیل .. „ Mahalaleel.
۴۴۶۷ 4467	۵۱۵۲ 5152	۴۱۶۶ 4166	۳۸۴۵ 3845	۴۵۳۰ 4530	۳۵۴۴ 3544	۴۶۰ 460	۸۶۰ 860	۴۶۰ 460	۶۵ 65	۶۵ 65	۶۵ 65	یارد .. „ Jared.
۴۴۰۵ 4405	۴۸۹۰ 4890	۴۰۰۴ 4004	۳۷۸۳ 3783	۴۲۶۸ 4268	۳۳۸۲ 3382	۵۲۲ 522	۱۱۲۲ 1122	۶۲۲ 622	۶۲ 62	۲۶۲ 262	۱۶۲ 162	حنوک یا ادریس „ Enoch.
۴۳۴۰ 4340	۴۸۲۵ 4825	۳۹۳۹ 3939	۳۷۱۸ 3718	۴۲۰۳ 4203	۳۳۱۷ 3317	۵۸۷ 587	۱۱۸۷ 1187	۶۸۷ 687	۶۵ 65	۶۵ 65	۶۵ 65	متوسالح .. „ Methuselah.
۴۲۷۳ 4273	۴۵۳۸ 4538	۳۷۵۲ 3752	۳۶۵۱ 3651	۳۹۱۶ 3916	۳۱۳۰ 3130	۶۵۴ 654	۱۴۷۴ 1474	۸۷۴ 874	۶۷ 67	۲۸۷ 287	۱۸۷ 187	لامک .. „ Lamech.
۴۲۲۰ 4220	۴۳۵۰ 4350	۳۵۷۰ 3570	۳۵۹۸ 3598	۳۷۲۸ 3728	۲۹۴۸ 2948	۷۰۷ 707	۱۶۶۲ 1662	۱۰۵۶ 1056	۵۳ 53	۱۸۸ 188	۱۸۲ 182	نوح .. „ Noah.
۳۷۲۰ 3720	۳۸۵۰ 3850	۳۰۷۰ 3070	۳۰۹۸ 3098	۳۲۲۸ 3228	۲۴۴۸ 2448	۱۲۰۷ 1207	۲۱۶۲ 2162	۱۵۵۶ 1556	۵۰۰ 500	۵۰۰ 500	۵۰۰ 500	سام حام یافث „ Shem, Ham, Japheth.
۳۶۲۰ 3620	۳۷۵۰ 3750	۲۹۷۰ 2970	۲۹۹۸ 2998	۳۱۲۸ 3128	۲۳۴۸ 2348	۱۳۰۷ 1307	۲۲۶۲ 2262	۱۶۵۶ 1656	۱۰۰ 100	۱۰۰ 100	۱۰۰ 100	طوفان .. „ deluge.
۳۶۱۸ 3618	۳۷۴۸ 3748	۲۹۶۸ 2968	۲۹۹۶ 2996	۳۱۲۶ 3126	۲۳۴۶ 2346	۱۳۰۹ 1309	۲۲۶۴ 2264	۱۶۵۸ 1658	۲ 2	۲ 2	۲ 2	ارفکسد .. B. of Arphaxad
* 0	۳۶۱۸ 3618	* 0	* 0	۲۹۹۶ 2996	* 0	* 0	۲۳۹۴ 2394	* 0	* 0	۱۳۰ 130	* 0	قینان .. „ Cainan.
۳۴۸۳ 3483	۳۴۸۳ 3483	۲۹۳۳ 2933	۲۸۶۱ 2861	۲۸۶۱ 2861	۲۳۱۱ 2311	۱۴۴۴ 1444	۲۵۲۹ 2529	۱۶۹۳ 1693	۱۳۵ 135	۱۳۵ 135	۳۵ 35	صالح .. „ Salah.

received by the Christian divines. In authority of this I give the following Appendix from a Persian translation of the Pentateuch by the Revd. Thomas Robinson, published in 1828.

APPENDIX.

(Taken from a Persian translation of the Pentateuch by the Revd. Thomas Robinson, published in 1828.)

"It is to be observed that the dates of events, related in this my Persian translation of the Pentateuch, have been given in conformity with the original Hebrew text still possessed by the Jews. This existing Hebrew text differs, however, considerably, with regard to dates, from the Hebrew text from which was made the Greek translation by the seventy Jews of Alexandria, now known as the *Septuagint*, or version of the LXX., and followed by a great number of Christians. The chief difference is this, that, though the Septuagint agrees perfectly with the existing Hebrew text, in regard to the ages of the patriarchs from Adam to Abraham, yet it adds to each of their ages (taken at the time of their sons' births) 100 years more than what is allowed by the O. H. text, except in the cases of Jared, Methuselah, Noah, Shem, and Terah.

To the age of Lamech at the time of his son Noah's birth, it further adds six years, and to the age of Nahor at his son Terah's birth, fifty years over and above the usual additional hundred years, in excess of the ages given in the existing Hebrew text. Between Arphaxad and Salah, it mentions, contrary to the O. H. text, the existence of *Cainan;* and it says that Salah was born to Cainan at the 120th year of his age. This disputed Cainan is introduced by St. Luke in his genealogy of Christ. Thus then, the Greek text assigns 100 years more than

چنانچه اسکي سند کے واسطے اسمقام پر ایک تتمه کي نقل کرتا هوں جسکو توما رابنسن صاحب قسیس نے توریت کے اپنے فارسي ترجمه مطبوعه سنه ۱۸۲۸ع کے اخیر میں شامل کیا ہے *

تتمه

جو پادري طامس رابنسن صاحب کے
فارسي ترجمهٔ توریت
میں مندرج ہے

مخفي نماند که درین رساله تاریخهارا موافق آن نسخههاے اصل توریت نوشتیم که یهود في زماننا درمیان خود نگاه میدارند لیکن در نسخ همین توریت که یهود سکندریه که مشهور بسبعین اند (یعني هفتاد مترجم) بعبارت یوناني ترجمه نمودند که آنرا اکثر نصاری قبول کردند اینقدر اختلاف افتاد که با وجود آنکه عمر آبا واجداد از آدم تا بابراهام برابر تاریخهاے یهود باشد اما یونانیان عمر هریک را بوقت تولد آن پسر که در سلسلهٔ نسب نامه داخل مي شود یکصد سال زیاده کردند جز یارد و متوسلح و نوح و سیم و تارح که در عمر ایشان اختلافي نیست و جز لامک که عمرش بوقت تولد نوح شش سال زیاده کردند و ناحور که در عمرش بوقت تولد تارح پنجاه سال افزودند و دیگر آنکه درمیان ارفکشد و صالح کسي دیگر قینان نام داخل کردند که او یکصد و سي ساله شده پدر صالح گردید و همان قینان را لوقا در نسب نامهٔ حضرت یشوع مسیح مندرج کرده است پس معلوم مي شود که یونانیان چون هر یک ازان پنج

فهرست تفاوت تاریخات عبري اور یوناني اور سامري نسخوں کي

Table showing the difference of the dates of events given in the Hebrew, Greek, and Samaritan texts respectively.

سال قبل هجرت Year before the Hijree æra.			سال قبل سنه حضرت مسیح Year B. C.			سنه پیدایش عالم Year of the world.			تفاوت ایام بین الواقعات Space of time in years between two Events.			واقعات Events
سامري Sam.	یوناني Sep.	عبراني H.	سامري Sam.	یوناني Sep.	عبراني H.	سامري Sam.	یوناني Sep.	عبراني H.	سامري Samaritan.	یوناني Septuagint.	عبراني Hebrew.	
۳۳۵۳ 3353	۳۳۵۳ 3353	۲۹۰۳ 2903	۲۷۳۱ 2731	۲۷۳۱ 2731	۲۲۸۱ 2281	۱۵۷۴ 1574	۲۶۵۹ 2659	۱۷۲۳ 1723	۱۳۰ 130	۱۳۰ 130	۳۰ 30	عبر .. B. of Eber
۳۲۱۹ 3219	۳۲۱۹ 3219	۲۸۶۹ 2869	۲۵۹۷ 2597	۲۵۹۷ 2597	۲۲۴۷ 2247	۱۷۰۸ 1708	۲۷۹۳ 2793	۱۷۵۷ 1757	۱۳۴ 134	۱۳۴ 134	۳۴ 34	فلج ,, Peleg
۳۰۸۹ 3089	۳۰۸۹ 3089	۲۸۳۹ 2839	۲۴۶۷ 2467	۲۴۶۷ 2467	۲۲۱۷ 2217	۱۸۳۸ 1838	۲۹۲۳ 2923	۱۷۸۷ 1787	۱۳۰ 130	۱۳۰ 130	۳۰ 30	رعو ,, Reu
۲۹۵۷ 2957	۲۹۵۷ 2957	۲۸۰۷ 2807	۲۳۳۵ 2335	۲۳۳۵ 2335	۲۱۸۵ 2185	۱۹۷۰ 1970	۳۰۵۵ 3055	۱۸۱۹ 1819	۱۳۲ 132	۱۳۲ 132	۳۲ 32	سروج ,, Serug
۲۸۲۷ 2827	۲۸۲۷ 2827	۲۷۷۷ 2777	۲۲۰۵ 2205	۲۲۰۵ 2205	۲۱۵۵ 2155	۲۱۰۰ 2100	۳۱۸۵ 3185	۱۸۴۹ 1849	۱۳۰ 130	۱۳۰ 130	۳۰ 30	ناحور ,, Nahor
۲۷۴۸ 2748	۲۷۴۸ 2748	۲۷۴۸ 2748	۲۱۲۶ 2126	۲۱۲۶ 2126	۲۱۲۶ 2126	۲۱۷۹ 2179	۳۲۶۴ 3264	۱۸۷۸ 1878	۷۹ 79	۷۹ 79	۲۹ 29	تارح ,, Terah
۲۶۸۸ 2688	۲۶۸۸ 2688	۲۶۸۸ 2688	۲۰۶۶ 2066	۲۰۶۶ 2066	۲۰۶۶ 2066	۲۲۳۹ 2239	۳۳۲۴ 3324	۱۹۳۸ 1938	۶۰ 60	۶۰ 60	۶۰ 60	* U
۲۶۱۸ 2618	۲۶۱۸ 2618	۲۶۱۸ 2618	۱۹۹۶ 1996	۱۹۹۶ 1996	۱۹۹۶ 1996	۲۳۰۹ 2309	۳۳۹۴ 3394	۲۰۰۸ 2008	۷۰ 70	۷۰ 70	۷۰ 70	ابراهیم ناحور هارن ,, Abraham, Nahor, Haran.
۲۵۴۳ 2543	۲۵۴۳ 2543	۲۵۴۳ 2543	۱۹۲۱ 1921	۱۹۲۱ 1921	۱۹۲۱ 1921	۲۳۸۴ 2384	۳۴۶۹ 3469	۲۰۸۳ 2083	۷۵ 75	۷۵ 75	۷۵ 75	بعثت ابراهیم Prophecy of Abraham.
۶۲۲ 622	۶۲۲ 622	۶۲۲ 622	* 0	* 0	* 0	۴۳۰۵ 4305	۵۳۹۰ 5390	۴۰۰۴ 4004	۱۹۲۱ 1921	۱۹۲۱ 1921	۱۹۲۱ 1921	سنه مسیح Christian æra.
* 0	* 0	* 0	* 0	* 0	* 0	۴۹۲۷ 4927	۶۰۱۲ 6012	۴۶۲۶ 4626	۶۲۲ 622	۶۲۲ 622	۶۲۲ 622	هجرت Hijree æra.

It is to be known, that the Septuagint and Samaritan texts likewise differ from their counterparts in relation of the dates of events; of this defference I shall treat in proper passages in the body of my Commentary. However, the present List is given according to those texts which are

جاننا چاهیئے که سپتواجنت اور سمارتین
نسخے بهي آپس میں مختلف هیں
جنکا ذکر میري تفسیر میں آویگا مگر
تاریخیں واقعات کي جو اس فهرست میں
لکهي هیں وہ اس نسخے کي بموجب هیں
جسکو علماے عیسائی تسلیم کرتے هیں ،

the O. H. text, to the age of each of the five patriarchs between Adam and Jared, and again between Enoch and Methuselah; and one hundred and six years to the age of the patriarch between Lamech and Noah. Hence the Greek text makes the period between the creation of the world and Noah's deluge 2262 years instead of 1656: that is, it makes the interval to be 606 years longer than the present Hebrew text does.

Further, as the Greek text has, in opposition to the O. H. text, counted 130 years additional after the time of Arphaxad, the son of Shem; and has increased the age of each of the six ancestors who lived in the period between Arphaxad and Nahor, by 100 years; and the age of one of these six ancestors, who came between Nahor and Terah, by 50 years still more, the result is that the Greek text makes the period from the Deluge to the Call of Abraham, 780 years longer than the O. H. text does; that is, it makes it to have been 1207 years instead of 427 years. With regard to this point, the Greek text seems to be right, because thus an interval sufficiently long might be given to account for the earth being inhabited again after the deluge, and for learning and the arts to have flourished in Egypt as we find they had done. However, both texts, (viz. the Greek or Septuagint and the O. H. Hebrew) agree in fixing the date of the Prophecy of Abraham 1921 years before the birth of Christ: whence it follows, that the Greek text places the deluge 3128 years before Christ, and the O. H. text only 2348 years; and, likewise, the creation

طبقه از آدم تا یارد و آن طبقه را نیز از حنوک تا متوسلح یکصد سال زیاده کردند و در آن طبقه از لامک تا نوح شش سال افزودند تمامی مدت را از پیدایش زمین تا طوفان نوح ششصد و شش سال زیاده کردند از آنکه ما درین رساله نوشتیم یعنی ۲۲۶۲ بعوض ۱۶۵۶ و چون طبقهٔ دیگر مدت یکصد و سی سال بعد از ارفکسد پسر سیم درمیان انداختند وهم درهریک از آن شش طبقهٔ دیگر از ارفکسد تا ناحور یکصد سال زیاده کردند و یک طبقه از ناحور تا تارح پنجاه سال زیاده کردند ظاهر است که مدتی از طوفان تا بمبعوث شدن ابراهام هفصد و هشتاد سال زیاده کردند بر آنکه ما درین رساله نوشتیم یعنی ۱۲۰۸ بعوض ۴۲۷ و این مدت معقول مینماید تا تمامی روے زمین معمور شود و مملکت مصر در انواع علوم و فنون بحد کمال رسد پس چون همه متفق الکلام بر اینمعنی شدند که ابراهام یکهزار و نهصد بست و یک سال پیش از تولد حضرت مسیح مبعوث شد معلوم می شود که موافق تاریخهاے یونانی طوفان ۳۱۲۸ عوض ۲۳۴۸ پیش از مسیح و پیدایش زمین ۵۳۹۰ عوض ۴۰۰۴ و درآن نسخههاے توریت عبرانی که سامریان درمیان خود تا این زمان نگاه میدارند قدرے اختلاف افتاده است چه در طبقاتی که پیش از طوفان واقع شد اگرچه با نسخ یهود در هرجاے که یونانیان مختلف اند برابر آیند لیکن یکصد سال از عمر یارد و یکصد

و بست سال از عمر متوسلح و یکصد و بست و نه از عمر لامک کم کردند چنانچه مدتي که از پیدایش زمین تا طوفان واقع شد سه صد و چهل و نه سال کم کردند از آنکه ما نوشتیم یعني ۱۳۰۷ بعوض ۱۶۵۶ اما آن نسخه‌هاے سامریان بعد از طوفان بانسخ یهود متفق اند بر اینکه قینان ثاني را ذکر نکردند لیکن در عرصهٔ هر طبقهٔ دیگر که از ارفکسد تا تارح واقع شد با یونانیان موافق اند چنانچه از طوفان تا بمبعوث شدن ابراهام مدت شش صد و پنجاه سال زیاده کردند برآنکه ما نوشتیم یعني ۱۰۷۷ بعوض ۴۲۷ لهذا چون ابراهام ۱۹۲۱ سال پیش از مسیح مبعوث شد طوفان موافق سامریان ۲۹۹۸ پیش از مسیح خواهد بود بعوض ۲۳۴۸ و پیدایش زمین ۴۳۰۵ پیش از مسیح بعوض ۴۰۰۴ *

of the world is assigned by the former to the year 5390 B. C., and by the latter to 4004. B. C.

The Pentateuch posessed by the Samaritans also varies, in certain respects, from the O. H. text. It corresponds with the O. H. text with regard to the ages of the patriarchs who lived before the deluge, in which the Greek text differs; but in it the age of Jared is shortened by 100 years; that of Methuselah by 120 years; and that of Lamech by 129 years, from what they are in the O. H. text. Thus the Samaritan text makes the period from the Creation to the Deluge, less by 349 years than what it is stated to be in the O. H. text; that is, the former states it to have been 1307 years long instead of 1656.

In its account after the deluge it concurs, with the O. H. text in this point also, that it does not mention *Cainan;* but in its account of the ages of those patriarchs who lived in the period between Arphaxed and Terah, it agrees with the Greek text. Thus the Samaritan text makes the period from the Deluge to the Call of Abraham, 650 years longer than what is given in this version; that is, it maintains it to have been 1077 years long instead of 427 given by the O. H. text. And if it be admitted that the Call of Abraham took place 1921 years before Christ, the deluge will then, according to the Samaritan text, be assigned to the year 2998 before Christ instead of 2348 as given in the O. H. text; and the creation of the world to the year 4305 before Christ instead of 4004."

نقشہ تاریخ وقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

Anno Mundi, or Year of the World.	**Period I.** *From the Creation to the deluge, 1656 years.*	Year before Christ 4000, before A. D.	سنہ قبل مسیح	زمانہ اول ۱۶۵۶ برس کا پیدا یش خلق سے طوفان حضرت نوح علیہ السلام تک	سنہ دنیا
1	The creation.			پیدایش	
	Eve, tempted by the serpent, disobeys God, and persuades her husband Adam to disobedience also. God drives them out of paradise.	4004	۴۰۰۴	حوا نے بتحریک سانپ کے خدا کی نافرمانبرداری کی اور اپنے خاوند آدم کو بھی اِس نافرمانبرداری میں اپنا شریک کیا اور خدا نے اُنکو جنت میں سے نکالدیا	۱
2	Cain born, Adam's eldest son.	3999	۳۹۹۹	قاین آدم کے سب سے بڑے بیٹے کا پیدا ہونا	۲
3	Abel born, Adam's second son.	3998	۳۹۹۸	ھابیل آدم کے دوسرے بیٹے کا پیدا ہونا	۳
129	Cain kills his brother Abel.	3871	۳۸۷۱	قاین نے اپنے بھائی ھابیل کو قتل کیا	۱۲۹
130	Seth born, son of Adam and Eve.	3870	۳۸۷۰	شیث آدم کے بیٹے کا پیدا ہونا	۱۳۰
235	Enos born, son of Seth.	3765	۳۷۶۵	اِنوش بیٹے شیث کا پیدا ہونا	۲۳۵
325	Cainan born, son of Enos.	3675	۳۶۷۵	قینان بیٹے اِنوش کا پیدا ہونا	۳۲۵
395	Mahalaleel born, son of Cainan.	3605	۳۶۰۵	مہللئیل بیٹے قینان کا پیدا ہونا	۳۹۵
460	Jared born, son of Mahalaleel.	3540	۳۵۴۰	یرد بیٹے مہللئیل کا پیدا ہونا	۴۶۰
622	Enoch born, son of Jared.	3378	۳۳۷۸	اخنوخ بیٹے یرد کا پیدا ہونا	۶۲۲
687	Methuselah born, son of Enoch.	3313	۳۳۱۳	متوشلح بیٹے اخنوخ کا پیدا ہونا	۶۸۷
874	Lamech born, son of Methuselah.	3126	۳۱۲۶	لمک بیٹے متوشلح کا پیدا ہونا	۷۷۴
930	Adam dies, aged 930 years.	3070	۳۰۷۰	آدم کا ۹۳۰ برس زندگی کرکے وفات پانا	۹۳۰
987	Enoch translated: he had lived 365 years.	3013	۳۰۱۳	اخنوخ کا ۳۶۵ برس زندہ رھکر ناپدید ہونا	۹۸۷
1042	Seth dies, aged 912 years.	2958	۲۹۵۸	شیث کا ۹۱۲ برس زندہ رہ کر وفات پانا	۱۰۴۲
1056	Noah born, son of Lamech.	2944	۲۹۴۴	نوح بیٹے لمک کا پیدا ہونا	۱۰۵۶
1140	Enos dies, aged 905 years.	2860	۲۸۶۰	اِنوش کا ۹۰۵ برس زندہ رھکر وفات پانا	۱۱۴۰
1235	Cainan dies, aged 910 years.	2765	۲۷۶۵	قینان کا ۹۱۰ برس زندہ رھکر وفات پانا	۱۲۳۵
1290	Mahalaleel dies, aged 895 years.	2710	۲۷۱۰	مہللئیل کا ۸۹۵ برس زندہ رھکر وفات پانا	۱۲۹۰
1422	Jared dies, aged 962 years.	2578	۲۵۷۸	یرد کا ۹۶۲ برس زندہ رھکر وفات پانا	۱۴۲۲
1536	God informs Noah of the future deluge, and commissions him to preach repentance to mankind, 120 years before the deluge.	2464	۲۴۶۴	خداے تعالی نے طوفان نوح سے ۱۲۰ برس پیشتر نوح کو طوفان کی اطلاع دی اور اُنکو انسانوں سے توبہ کرانے کا کام سپرد کیا	۱۵۳۶
1556	Japhet born, the eldest son of Noah.	2444	۲۴۴۴	یافث سب سے بڑے بیٹے نوح کا پیدا ہونا	۱۵۵۶
1558	Shem born, the second son of Noah.	2442	۲۴۴۲	شام دوسرے بیٹے نوح کا پیدا ہونا	۱۵۵۸
1551	Lamech dies, the father of Noah, aged 777 years.	2353	۲۳۵۳	لمک نوح کے باپ کا ۷۷۷ برس کی عمر کے بعد وفات پانا	۱۵۵۱
1656	Methuselah dies, the oldest of men, aged 969 years, in the year of the deluge.	2349	۲۳۴۹	متوشلح جسکی سب انسانوں سے زیادہ عمر ہوئی ۹۶۹ برسکی عمر میں سنہ طوفان میں فوت ہوا	۱۶۵۶

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	The same year, Noah, being 600 years old, by divine command enters the ark.			اسی سال میں نوح کا ۶۰۰ برس کی عمر میں خداے تعالی کے حکم سے کشتی میں داخل ہونا *	
	PERIOD II. *From the Deluge to the First Call of Abraham, 420 years and six months.*			زمانہ دوسرا ۴۲۰ برس چھہ مہینے کا طوفان سے اسوقت تک کہ خداے تعالی نے ابراھیم کو اول مرتبہ طلب کیا	
1657	Noah, being now 601 years old, takes off the roof of the ark on the first day of the first month; and on the twenty-seventh day of the second month Noah quits the ark. He offers sacrifices of thanksgiving. God appoints the rainbow as a pledge that he would send no more an universal deluge.	2347	۲۳۴۷	نوح کا ۶۰۱ برس کی عمر میں سنہ ۱۶۵۷ دنیوی کے اول مہینے کی پہلی تاریخ کو کشتی کی چھت کو اوتار لینا اور دوسرے مہینے کی ۲۷ تاریخ کو نوح کا کشتی سے اُترکو شکریہ میں خدا کے قربانی دینا اور خدا کا قوس قزح کو اسبات کے اقرار کی علامت مقرر کرنا کہ آیندہ میں کوئی عام طوفان نہیں برپا کرونگا	۱۶۵۷
1658	Arphaxad born, the son of Shem.	2346	۲۳۴۶	ارفکشد بیٹی سام کا پیدا ہونا	۱۶۵۸
1693	Salah born, son of Arphaxad.	2311	۲۳۱۱	شلح بیٹی ارفکشد کا پیدا ہونا	۱۶۹۳
1723	Heber born, son of Salah.	2281	۲۲۸۱	عیبر بیٹی شلح کا پیدا ہونا	۱۷۲۳
1757	Phaleg born, son of Heber.	2247	۲۲۴۷	پلگ بیٹی عیبر کا پیدا ہونا	۱۷۵۷
1770	The building of the tower of Babel; the confusion of languages, and dispersion of the nations.	2230	۲۲۳۰	تعمیر بابل کے مینارہ کی اور زبانوں کا مختلف ہونا اور قوموںکا متفرق ہوجانا	۱۷۷۰
1771	The beginning of the Babylonian or Assyrian monarchy by Nimrod; and of the Egyptian empire by Ham, the father of Mizraim.	2234	۲۲۳۴	نمرود سے بابل یا سریا کی بادشاہت کا شروع ہونا اور حام پدر مصریم سے شہنشاہی مصرکا شروع ہونا	۱۷۷۱
1787	Reu born, the son of Phaleg.	2217	۲۲۱۷	رعو بیٹی پلگ کا پیدا ہونا	۱۷۸۷
1819	Serug born, son of Reu.	2185	۲۱۸۵	سروگ بیٹی رعو کا پیدا ہونا	۱۸۱۹
1824	The trial of Job.	2130	۲۱۳۰	ایوب کا اظہار	۱۸۲۴
1849	Nahor born, son of Serug.	2155	۲۱۵۵	ناحور بیٹی سروگ کا پیدا ہونا	۱۸۴۹
1878	Terah born, the son of Nahor.	2126	۲۱۲۶	ترح بیٹی ناحور کا پیدا ہونا	۱۸۷۸
1948	Haran born, the son of Terah.	2056	۲۰۵۶	ہاران بیٹی ترح کا پیدا ہونا	۱۹۴۸
2006	Noah dies, aged 950 years.	1998	۱۹۹۸	نوح کا ۹۵۰ برس کی عمر کے بعد وفات پانا	۲۰۰۶
2008	Abram born, the son of Terah.	1996	۱۹۹۶	ابرام بیٹی ترح کا پیدا ہونا	۲۰۰۸
2018	Sarai born, wife of Abram.	1986	۱۹۸۶	ساری زوجہ ابرام کا پیدا ہونا	۲۰۱۸
2083	The call of Abram from Ur of the Chaldees to Haran in Mesopotamia, where his father Terah died, aged 205 years.	1921	۱۹۲۱	ابرام کا اورکلد انیان سے حاران واقع میسوپُیمیا میں جہان اُسکے باپ ترح نے ۲۰۵ برس کی عمر میں وفات پای بلایا جانا	۲۰۸۳
	PERIOD III. *From the Second Call of Abraham to the Departure of the Israelites out of Egypt, 430 years.*			تیسرا زمانہ ۴۳۰ برس کا ابراھیم کے دوسری دفعہ طلب ہونے سے بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے تک	
2083	The second call of Abram from Haran.	1921	۱۹۲۱	ابرام کا حاران سے دوبارہ طلب کیا جانا	۲۰۸۳

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	He comes into Canaan with Sarai his wife, and Lot his nephew; and dwells at Sichem.			ابرام کا اپني زوجہ ساری اور بھتیجہ لوط کے ساتھہ کنعن میں آنا اور شکم میں سکونت کرنا	
2084	Abram goes into Egypt; Pharaoh takes his wife, but soon restores her again. Abram returns from Egypt; he and Lot separate.	1920	١٩٢٠	ابرام کا مصر میں جانا اور فرعون کا اُسکي بي بي کو چھین لینا اور پھر جلد واپس کردینا اور ابرام کا مصر سے واپس آنا اور اُسکا لوط سے جدا ھونا	٢٠٨٤
2092	Abram's victory over the five kings, and rescue of Lot.	1912	١٩١٢	ابرام کا پانچ باد شاھوں پرفتح پانا اور لوطکا چھوڑا لینا	٢٠٩٢
2093	Sarai gives her maid Hagar, for a wife, to her husband Abram.	1911	١٩١١	ساری کا اپني کنیز ھاجرکو ابرام کي زوجیت میں دینا	٢٠٩٣
2094	Ishmael born, the son of Abram and Hagar. Abram was 86 years old. Gen. xvi. 16.	1910	١٩١٠	ابرام اور ھاجر سي إسمعیل کا پیدا ھونا اُسوقت میں ابرامکي عمر ٨٦ برس کي تھي پیدایش باب ١٦—١٦	٢٠٩٤
2107	The new covenant of the Lord with Abram: God promises him a numerous posterity: his name changed to Abraham, and that of Sarai to Sarah. Gen. xvii. Circumcison instituted. Abraham entertains three angels, under the appearance of travellers; they promise him Isaac.	1897	١٨٩٧	خدا کا ابرام کے ساتھہ نیا عہد وپیمان ھونا اور اُس سے خداکا وعدہ کرنا کہ تیري اولاد بہت سي کثرت سے پھیلیگي اور اسکے بعد ابرا کا نام ابراھام [یعني ابراھیم] قرارپانا اور ساری کا نام ساراہ ھونا— پیدایش باب ١٧ اور ختنہ کا مقرر ھونااور ابراھیم کاتین فرشتوں کي جو مسافروں کي صورت مین آے مہمانداري کرنا اور اُن فرشتوں کا اُس سے إسحق کا وعدہ کرنا	٢١٠٧
	Sodom, Gomorrah, Admah, and Zeboim, burnt by fire from heaven. Lot is preserved; retires to Zoar.			سدوم اور عاموراہ اور ادما اور زبوئیم کا آسمان پر سے آگ نازل ھونے سے جلایا جانا اور لوط کا اُس سے بچکر صوعر کو چلا جانا	
2108	Abraham departs from the plains of Mamre to Beer-sheba. Isaac born.	1896	١٨٩٦	ابراھیم کا میمر کے میدانوں سے بئیر شبعکو جانا اور اسحق کا پیدا ھونا	٢١٠٨
2133	Abraham offers his son Isaac to God for a burnt-offering.	1871	١٨٧١	ابراھیم کا اپنے بیٹی اسحق کو خدا کے لیئے قرباني میں دینا	٢١٣٣
2145	Sarah dies, aged 127 years.	1859	١٨٥٩	ساراہ کا ایک سوستائیس برس کي عمر کے بعد وفات پانا	٢١٤٥
2148	Isaac marries Rebekah.	1856	١٨٥٦	اسحق کا ربقاہ سے شادي کرنا	٢١٤٨
2168	Jacob and Esau born, Isaac being 60 years old.	1836	١٨٣٦	یعقوب اور عیسو کا اسحق کي ٦٠ برس کي عمر میں پیدا ھونا	٢١٦٨
2184	Abraham dies, aged 175 years.	1821	١٨٢١	ابراھیم کا ایک سو پچھتر برس زندہ رھکر وفات پانا	٢١٨٤
2200	Isaac covenants with Abimelech king of Gerar.	1804	١٨٠٤	إسحق کا ابي ملک بادشاہ گرار سے عہدوپیمان ھونا	٢٢٠٠
2208	Esau marries Canaanitish wom[illegible]	[illegible]	[illegible]		

نقشہ تاریخ واقعات جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
2245	Isaac blesses Jacob, who withdraws into Mesopotamia, to his uncle Laban; and marries first Leah, and then Rachel.	1759	۱۷۵۹	اسحق کا یعقوب کو برکت دینا اور یعقوب کا میسو پوتیمیا میں اپنے خالو لابان کے پاس جانا اور پہلے لیاہ سے شادی کرنا پھر راحیل سے شادی کرنا	۲۲۴۵
2246	Reuben born, son of Jacob and Leah.	1758	۱۷۵۸	یعقوب اور لیاہ کے بیٹے رؤبن کا پیدا ہونا	۲۲۴۶
2247	Simeon born, son of Leah.	1757	۱۷۵۷	لیاہ کے بیٹے شمعون کا پیدا ہونا	۲۲۴۷
2248	Levi born, son of Leah.	1756	۱۷۵۶	لیاہ کے بیٹے لیوي کا پیدا ہونا	۲۲۴۸
2249	Judah born, son of Leah.	1755	۱۷۵۵	لیاہ کے بیٹے یہوداہ کا پیدا ہونا	۲۲۴۹
2259	Joseph born, son of Jacob and Rachel, Jacob being 90 years old.	1745	۱۷۴۵	یعقوب اور راحیل کے بیٹے یوسف کا پیدا ہونا جبکہ یعقوب کي عمر نوہ برسکي تھي	۲۲۵۹
2265	Jacob returns to Canaan. Esau comes to meet him, and receives him, with much affection. Jacob arrives at Shechem.	1739	۱۷۳۹	یعقوب کا کنعن کو جانا اور عیسو کا اُسکے استقبال اور ملاقات کو بہت محبت سے آنا اور اُسکا شکم میں پہونچنا	۲۲۶۵
2270	Benjamin born, son of Rachel.	1734	۱۷۳۴	بن یامین بیٹے راحیل کا پیدا ہونا	۲۲۷۰
2276	Joseph, being 17 years old, tells his father Jacob his brothers' faults; they hate him, and sell him to strangers, who take him into Egypt. Joseph sold again, as a slave, to Potiphar.	1728	۱۷۲۸	یوسف کا سترہ برس کي عمر میں اپنے بھائیوں کي خطا سے اپنے باپ کو خبردار کرنا اور اُنکا اُسکي حقارت کرنا اور بیگانوں کے ہاتھہ بیچنا جو اُسکو مصر میں لیگئے اور یوسف کا پھر دوبارہ غلام کي مانند پوطیفر کے ہاتھہ بیچا جانا	۲۲۷۶
2286	Joseph, tempted by the wife of Potiphar, refuses her, and is put in prison.	1718	۱۷۱۸	یوسف کا پوطیفر کي زوجہ کي خواہش سے انکار کرنا اور قید خانہ میں ڈالا جانا	۲۲۸۶
2287	Joseph explains the dreams of the two officers of Pharaoh.	1717	۱۷۱۷	یوسف کا فرعون کے دوعہدہ داروں کے خواب کي تعبیر کہنا	۲۲۸۷
2289	Pharaoh's dreams explained by Joseph, who is made governor of Egypt.—The beginning of the seven years of plenty foretold by Joseph,	1715	۱۷۱۵	یوسف کا فرعون کي خواب کي تعبیر کہنا اور فرعون کا یوسف کو مصر کا حاکم کردینا اور یوسف کا پیشین گوي کرنا سات برس تک غلہ افراط سے پیدا ہونے کے شروع کي	۲۲۸۹
2296	The beginning of the seven years of scarcity foretold by Joseph.	1708	۱۷۰۸	یوسف کا پیشین گوئي کرنا سات برسکے قحط کے شروع کي	۲۲۹۶
2297	Joseph's ten brethren come into Egypt to buy corn. Joseph imprisons Simeon.	1707	۱۷۰۷	یوسف کے دس بھائیوں کا مصر میں غلہ خرید نے کو آنا اور یوسف کا شمعون کو قید کرلینا	۲۲۹۷
2298	Joseph's brethren return into Egypt, with their brother Benjamin. Joseph discovers himself, and engages them to come into Egypt with their father Jacob, then 130 years, old.	1706	۱۷۰۶	یوسف کے بھائیوںکا معہ اپنے بھائي بن‌یامین کے مصر کو واپس جانا اور یوسف کا اپنے تئیں ظاہر کرنا اور اپنے بھائیوں سے اقرار اسبات کا لینا کہ وہ یعقوب اپنے باپ کو جو اُسوقت میں ایک سوتیس برس کي عمر کے تھے اپنے ساتھہ مصر میں لاویں	۲۲۹۸

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Pirincipal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B.* C.	قبل مسیح		پیدایش
2300	Joseph gets all the money of Egypt into the royal treasury.	1704	۱۷۰۴	یوسف کا تمام مصر کے روپیہ کو خزانہ شاہي میں داخل کرنا	۲۳۰۰
2301	Joseph gets all the cattle of Egypt for the king.	1703	۱۷۰۳	یوسف کا تمام مصر کي مویشي کو بادشاہ کے لیئے لینا	۲۳۰۱
2302	The Egyptians sell their lands and liberties to Pharaoh. The end of the seven years of scarcity. Joseph returns the Egyptians their cattle and their lands.	1702	۱۷۰۲	مصر کے باشندوں کا اپني اراضیات کو اور اپنے آپ کو فرعون کے هاتهه بیچنا سات برس کے قحط کا تما م هونا اور یوسف کا اهل مصر کو اُن کي مویشي اور اراضي واپس دینا	۲۳۰۲
2315	Jacob's last sickness: he adopts and blesses Ephraim and Manasseh; foretels the characters of all his sons; and dies, aged 147 years.	1689	۱۶۸۹	یعقوب کي اخیر بیماري اور إفریم اور منسه کو متبنی کرنا اور دعاي خیر دینا اور اپنے تمام بیٹوں کي خصلتوں کي پیشین گوئي کرني اور ایک سو سینتالیس برسکي عمر میں وفات پانا	۲۳۱۵
2369	Joseph dies, aged 110 years. He foretels the departure of the Israelites from Egypt, and desires that his bones may be taken with them into Canaan.	1635	۱۶۳۵	یوسف کا ایک سو دس برس کي عمر میں وفات پانا اور اُسکي یهه پیشیں گوئی کرنا که بني إسرائیل مصر میں سے چلی جائیں گے اور اُن سے یهه وصیت کرنا که میري هڈیاں اپنے ساتهه کنعان کو لیتے جاویں	۲۳۶۹
2385	Levi dies, aged 137 years.	1619	۱۶۱۹	لیوي کا ایک سو سینتیس برس کي عمر میں وفات پانا	۲۳۸۵
2427	A revolution in Egypt. Rameses Miamun, the king, who knew neither Joseph nor his services, persecutes the Israelites. About this time, according to Calmet, lived Job, famous for his wisdom, virtue, and patience.	1577	۱۵۷۷	مصر میں هنگامه کا هونا رعمسیس میامن بادشاہ کا جو یوسف اور یوسف کي کار گذاریوں سے بالکل ناواقف تها بني اسرائیل پر ظلم کرنا بموجب قول کالمٹ صاحب کے اسي زمانه کے قریب ایوب جو داناي اور نیکي اور صبر میں مشهور تها هوا	۲۴۲۷
2430	Aaron born, son of Amram and Jochebed.	1574	۱۵۷۴	هارون بیٹی عمرام اور جو کیبد کا پیدا هونا	۲۴۳۰
2433	Moses born; exposed on the banks of the Nile; and found by Pharaoh's daughter, who adopts him.	1571	۱۵۷۱	موسی کا پیدا هونا اور اُسکا دریاے نیل کے کنارہ پر پهینک دیا جانا اور فرعون کي بیٹي کا اسے پانا اور گود لینا	۲۴۳۳
2473	Moses kills an Egyptian: flees into Midian: marries Zipporah, the daughter of Jethro: has two sons by her, Gershon and Eliezer.	1531	۱۵۳۱	موسی کا ایک مصري کو قتل کرنا اور مدیان کو بهاگ جانا اور صپوراہ بیٹي یثرو کے ساتهه شادي کرنا اور اُس سے دو بیٹی گرشوم اور إلي عزر کا پیدا هونا	۲۴۷۳
2513	Moses, commissioned by God, returns into Egypt. Pharaoh refuses to set the Israelites at liberty. Moses inflicts ten plagues on Egypt; after which the Israelites are liberated.	1491	۱۴۹۱	خدا کا موسی کو اپني طرف سے مصر کو بهجنا اور فرعون کا بني اسرائیل کے آزاد کرنے سے انکار کرنا اور موسی کا مصر پر دس وبائیں نازل کرنا اور بعد اُسکے بني اسرائیل کا رها هونا	۲۵۱۳

٣

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	PERIOD IV. *From the Departure of the Israelites out of Egypt to their Entrance into the Land of Canaan, 40 years.*			چوتھا زمانہ ۴۰ برس کا بني اسرائیل کے مصرسے نکلنے سے کنعن کي زمین میں پہونچنے تک	
2513	Pharaoh pursues the Israelites with his army, and overtakes them at Pi-hashiroth. The waters divided. The Israel go through on dry ground. The Egyptians drowned; 21st of the first month.	1491	۱۴۹۱	فرعون کا تعاقب کرنا بني اسرائیل کا اور اُنپر حملہ کرنا مقام پیہا حیروت میں اور پانیوں کے تقسیم ہوجانے سے زمین کا خشک رہجانا اور اُسپر بني اسرائیل کا گذرجانا اور مصریوں کا غرق ہونا اول مہینے کي ۲۱ تاریخ میں	۲۵۱۳
2514	After the delivery of the law, with various circumstances of terror, the covenant of the Israelites with God, their gross idolatry, and many other events, the tabernacle is erected on the first day of the first month of the second year after the Exodus. The priesthood is established on the arrival of the Israelites at Kadesh-barnea; whence they send twelve chosen men, one out of each tribe, to examine the land of Canaan. After forty days these men return to Kadesh-barnea, and exasperate the people, saying that this country devoured its inhabitants, and that they were not able to conquer it. Caleb and Joshua withstand them; the people mutiny. God swears that none of the murmurers should enter the land, but be consumed in the desert. The people resolve on entering Canaan, but are repulsed by the Amalekites and the Canaanites.	1490	۱۴۹۰	قانون دیئے جانے کے بعد اور بہت سے واقعات خوفناک کے بعد اور بني اسرائیل سے خدا کے عہد وپیمان کے بعد اور بني اسرائیل کي بت پرستي اور بہت سي اور وارداتوں کے بعد اور خروج کے بعد دوسرے سال کے اول مہینے کے پہلے روز معبد کا تیار ہونا اور بني اسرائیل کے مقام قادیش برنیع میں پہونچنے کے بعد کاہنوں کا مقرر ہونا اور جہاں سے اُنہوں کا ہر ایک قوم میں سے ایک ایک آدمي منتخب کرکے بارہ آدمیوں کو زمین کنعن کے دیکہنے کے واسطے بہیجنا اور چالیس دن کے بعد اُن آدمیوں کا اسي مقام پر واپس آکر لوگوں کو بہڑکانا کہ یہہ ملک اپنے باشندوں کو نگل جاتا ہے ہمسے ہرگز فتح نہوگا اور کالیب اور یوشع کا اُنکے مخالف ہونا اور لوگوں کا سرکشي کرنا اور خدا کا قسم کہانا کہ واویلا کرنے والوںمیں سے کوئي زمین موعود میں نہیں داخل ہوگا اور وہ جنگل میں جلا دیا جاویگا لوگوں کا کنعن میں داخل ہونے کا مصمم قصد کرنا مگر قوموں عمالیقیان اور کنعنیان کا بني اسرائیل کو ہٹا دینا	۲۵۱۴
2515	The people continue a considerable time at Kadesh-barnea, whence they go toward the Red Sea.	1489	۱۴۸۹	بني اسرائیل کا بہت روزوں تک قادیش برنیع میں قیام کرنے کے بعد بحراحمر کي طرف جانا	۲۵۱۵
	The sedition of Korah, Dathan and Abiram, is supposed to have happened at the encampment of Kadesh-barnea.			خیال کیا جاتا ہے کہ فساد قورح اور داثان اور ابیرام کا مقام قادیش برنیع کے ہي لشکر میں واقع ہوا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے
A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
2552	After wandering in the deserts of Arabia Petræa and Idumæa thirtyseven years, they return to Mozeroth, near Kadesh-barnea, in the thirty ninth year after the Exodus.	1452	١٤٥٢	عرب پیٹریا اور اِدومیا کے بیابانوں میں ٣٧ برس پھرکر موسیروت میں جو قریب قادیش برنیع کے هي بنیاسرائیل کا خروج کے اُنتالیسویں سال میں واپس جانا	٢٥٥٢
	Moses sends ambassadors to the king of Edom, who refuses a passage through his territories.			موسی کا پادشاہ اِدوم کے پاس قاصدوں کا بھیجنا اور اُسکا اپنے ملک میں راستہ دینے سے انکار کرنا	
	The Israelites arrive at Kadesh. Miriam dies, aged 130 years.			بني اسرائیل کا قادیش برنیع میں پہونچنا اور مرْیام کا اُس مقام میں ایک سوتیس برس کي عمر میں وفات پانا.	
	The Israelites murmur for want of water. Moses brings it from the rock; but he, as well as Aaron, having shown some distrust, God forbids their entrance into the land of promise.			بني اسرائیل کا پاني کے واسطے فریاد کرنا اور موسی کا پہاڑ سے پاني کا لانا مگر موسی نے اور اسي طرح سے هارون نے بھي کچھہ نااعتمادي ظاهر کي اِسلیئے خدا کا حکم کرنا کہ وہ زمین اقرار کي هوئي میں نہیں داخل هونگے	
	From Kadesh they go to mount Hor, where Aaron dies, aged 123 years.			قادیش سے بني اسرائیل کا کوہ هور میں جانا جہاں کہ هارون نے ایک سوتیئیس برس کي عمر میں وفات پائي	
	The king of Arad attacks Israel, and takes several captives.			بادشاہ عراد کا بني اسرائیل پر حملہ کرنا اور بہت سونکو قید کرنا	
	From monut Hor they come to Zalmonah, where Moses raises the brazen serpent. Others think this happened at Punon.			کوہ هور سے اُنکا ضلموناہ میں جانا اور وهاں موسی کا پیتل کا سانپ بنانا اور بعض خیال کرتے هیں کہ یہہ بات پونو میں واقع هوئي	
2553	Sihon king of the Amorites refuses the Israelites a passage through his dominions. Moses attacks him and takes his country.	1451	١٤٥١	سیحون ملک اموریان کا بني اسرائیل کو اپنے ملک میں رستہ دینے سے انکار کرنا اورموسی کا اُسپر حملہ کرکے اُسکا ملک لے لینا.	٢٥٥٣
	Og king of Bashan attacks Israel, but is defeated.			عوگ بادشاہ باشان کا بني اسرائیل پر حملہ کرنا اور شکست پانا	
	Distribution of the countries of Sihon and Og to the tribes of Reuben and Gad, and to the half tribe of Manasseh.			سیحون اور عوگ کے ملکوں کا قوموں بنيروبن اور بني گاد اور نصف قوم منسہ میں تقسیم هونا.	
	Moses renews the covenant of Israel with the Lord.			موسی کا بني اسرائیل کے عهد وپیمان کو خداے تعالی سے ازسر نو کرنا.	
	The death of Moses, who is succeeded by Joshua.			موسی کا وفات پانا اور یوشع کا اُسکا جانشین هونا	
	Joshua sends spies to Jericho.			یوشع کا یریحو میں جاسوس بھیجنا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	PERIOD V. *From the Entrance of the Israelites into the Land of Canaan to the Building of Solomon's Temple, 447 years.*			پانچواں زمانہ ۴۴۷ برس کا بني اسرائیل کے زمین کنعان میں داخل ہونے سے سلیمان کے معبد بنانے تک	
2553	The people pass the river Jordan.	1451	۱۴۵۱	لوگوں کا دریاے اردن سے گذرنا	۲۵۵۳
	Joshua restores circumcision.			یوشع کا ختنہ کي رسم بحال کرنا	
	Manna ceases. The first passover after the passing over Jordan.			من وسلوا بند ہونا اور اردن سے پار ہونے کے بعد اول عید فصح کا ہونا	
	Jericho taken. The Gibeonites make a league with Joshua.			یریحو پر قبضہ کرنا اور ساکنان گبعون کا یوشع سے عہد و اقرار کرنا	
	War of the five kings against Gibeon, whom Joshua defeats; the sun and moon stand still.			اور پانچ بادشاہوں کا گبعون پر لڑنا اور یوشع سے شکست کہانا اور چاند اور سورج کا ساکن ہو جانا	
2554	War of Joshua against the kings of Canaan.	1450	۱۴۵۰	یوشع کا کنعان کے بادشاہوں سے لڑنا	۲۵۵۴
2559	Joshua divides the conquered country among Judah, Ephraim, and the half tribe of Manasseh.	1445	۱۴۴۵	یوشع کا ملک مفتوحہ کو یہودا اور افریم اور منسہ کي آدھي قوم میں تقسیم کرنا	۲۵۵۹
2560	The ark and the tabernacle fixed at Shiloh in the tribe of Ephraim.	1444	۱۴۴۴	مقام شیلوہ میں خیمہ عبادت اور تابوت کا قوم افریم میں قرار پانا	۲۵۶۰
	Joshua finishes the division of the country.			یوشع کا تقسیم ملک سے فارغ ہونا	
2561	Joshua renews the covenant between the Lord and the Israelites.	1443	۱۴۴۳	خداتعالی اور بني اسرائیل کے درمیان میں یوشع کا عہد و پیمان کے تجدید کرنا	۲۵۶۱
	Joshua dies, aged 110 years.			یوشع کا ایک سو ۱۰ برس کي عمر کے بعد وفات پانا	
	After his death the elders govern about eighteen or twenty years, during which time happen the wars of Judah with Adoni-bezek.			بعد وفات یوشع کے بني اسرائیل کے بزرگوں کا حکومت کرنا اور اس عرصہ میں یہودا اور ادونیبزق میں لڑائیوں کا ہونا	
	During the succeeding anarchy happened the idolatry of Micah, and the war of the twelve tribes against Benjamin, to revenge the outrage committed on the wife of a Levite.			آیندہ کي سلطنت نوعیہ میں میکاہ کا بت پرستي کرنا اور بارہ قوموں کا ایک لیوي کي بي بي پر جبر ہونے کا عوض لینے کے واسطے بنیا میں سے لڑنا	
	God sends his prophets in vain to reclaim the Hebrews. He permits, therefore, that they should fall into slavery under their enemies.			عبرانیوں کو بت پرستي سے باز رکھنے کے لیئے خداتعالی کا پیغمبروں کو بھیجنا اور اُنکا نہ ماننا اسلیئے خدا کا اُنکو اُنکے دشمنوں کي غلامي میں ڈالنا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
2591	I. Servitude of the eastern Israelites under Cushanrishathaim, king of Mesopotamia, eight years.	1413	١٤١٣	١ مشرقي بني اسرائيل کا کوشن رشعاثیم ملک ارم‌نہرین کی آٹھہ برس غلامي کرنا	٢٥٩١
2599	Othniel delivers them; conquers Cushanrishathaim: judges the people forty years.	1405	١٤٠٥	عتنیئیل کا بني اسرائیل کو چھوڑانا اور ملک کوشن رشعاثیم پر فتح پانا اور چالیس برس تک عدالت کرنا	٢٥٩٩
2661	II. Servitude of the eastern Israelites under Eglon, king of Moab, about sixty-two years after the peace of Othniel.	1343	١٣٤٣	٢ مشرقي بني‌اسرائیل کا عتنیئیل کے امن کے ٦٢ برس بعد عگلون ملک مواب کي غلامي میں رهنا	٢٦٦١
2679	Ehud delivers them, after about twenty years.	1323	١٣٢٣	قریب بیس برس کے بعد ایہود کا بني‌اسرائیل کو عگلون کي غلامي سے رهائي دینا	٢٦٧٩
2699	III. Servitude of the Israelites under the Philistines. Shamgar delivers them.	1305	١٣٠٥	٣ بني‌اسرائیل کا فلسطیان کي غلامي کرنا اور شمکر کا انکو رها کرانا	٢٦٩٩
2719	IV. Servitude of the northern Israelites under Jabin king of Hazor. Deborah and Barak deliver them after twenty years. From 2699 to 2719.	1285	١٢٨٥	٤ مشرقي بني‌اسرائیل کا یابین ملک حاصور کي غلامي میں هونا دبوراه اور باراق کا بیس برس بعد بني اسرائیل کو رها کرانا یعنی سنه ٢٦٩٩ دنیوي سے سنه ٢٧١٩ دنیوي تک غلام رهکر رها هونا	٢٧١٩
2752	V. Servitude of the eastern and northern Israelites under the Midianites.	1252	١٢٥٢	٥ مشرقي اور شمالي بني اسرائیل کا قوم مدیانیان کي غلامي میں هونا	٢٧٥٢
2759	Gideon delivers Israel. He governs them nine years.	1245	١٢٤٥	گدعون کا بني اسرائیل کو نجات دلاکر نو برس حکومت کرنا	٢٧٥٩
2768	Abimelech son of Gideon procures himself to be made king of Shechem.	1236	١٢٣٦	ابي ملک بیٹے گدعون کا شکم کي بادشاهت حاصل کرنا	٢٧٦٨
2771	Abimelech killed after three years.	1233	١٢٣٣	ابي ملک کا تیں برس کے بعد مارا جانا	٢٧٧١
2772	Tola judge of Israel after Abimelech; governs twenty-three years.	1232	١٢٣٢	تولاع کا ابي ملک کے بعد بني اسرائیل کا قاضي هونا اور تیئیس برس حکمراني کرنا	٢٧٧٢
2795	Jair judges Israel, chiefly beyond Jordan: governs twenty-two years.	1210	١٢١٠	یائیر کا بني‌اسرائیل میں بائیس برس عدالت کرنا خاصکر دریاے اردن کے پار	٢٧٩٥
2799	VI. Servitude under the Philistines and the Ammonites.	1206	١٢٠٦	٦ بني‌اسرائیل کا فلسطیان اور بني عمون کي غلامي میں هونا	٢٧٩٩
2817	Jephthah delivers the Israelites beyond Jordan.	1187	١١٨٧	یفتاح کا اردن کے پار والے بني اسرائیل کو رهائي دلوانا	٢٨١٧
2823	Jephtbah dies, and is succeeded by Ibzan.	1182	١١٨٢	یفتاح کا وفات پانا اور ابصان کا اُسکا جانشین هونا	٢٨٢٣
2830	Ibzan dies, and Elon succeeds him.	1175	١١٧٥	ابصان کا وفات پانا اور ایلون کا اُسکا جانشین هونا	٢٨٣٠

نقشۂ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
2840	Elon dies; Abdon succeeds him.	1165	۱۱۶۵	ایلون کا وفات پانا اور عبدون کا جانشین هونا	۲۸۴۰
2848	Abdon dies. The high priest Eli succeeds as judge of Israel.	1157	۱۱۵۷	عبدون کا وفات پانا اور عیلي بڑےکاهن کا بني اسرائیلکا قاضيهونا	۲۸۴۸
	VII. Servitude under the Philistines forty years. Judges xiii. 1.			۷ بني اسرائیل کا فلسطیوں کي غلامي میں چالیس برس رهنا .قضاۃ باب ۱۳ — ۱	
2840	Samuel born.	1155	۱۱۵۵	شموئل کا پیدا هونا	۲۸۴۹
	Under his judicature God raises Samson, born 2849.			خدائےتعالی کا شموئیل کے عهد عدالت میں شمشون کو جو سنه ۲۸۴۹ دنیوي میں پیدا هوا سربلند کرنا	
2867	Samson marries at Timnath.	1137	۱۱۳۷	شمشون کي مقام تمنات میں شادي هونا	۲۸۶۷
2868	Samson burns the ripe corn of the Philistines.	1136	۱۱۳۶	شمشون کا فلسطیان کي پکي هوئي کهتي کو جلانا	۲۸۶۸
2887	Samson delivered to the Philistines by Dalilah; kills himself under the ruins of the temple of Dagon, with a great multitude of Philistines. He defended Israel twenty years, from 2867 to 2387.	1117	۱۱۱۷	دلیلاه کا شمشون کو فلسطیوں کے حواله کردینا اور شمشون کا داگون بت کے تریب معه بهت سے فلسطیوں کے مرنا شمشون نے بني اسرائیل کي بیس برس حفاظت کي یعني سنه ۲۸۶۷ دنیوي سے سنه ۲۸۸۷ تک	۲۸۸۷
2888	War between the Philistines and the Israelites. The ark taken by the Philistines. Death of the high priest Eli: he governed Israel forty years.	1116	۱۱۱۶	فلسطیان اور بني اسرائیلمیں لڑائي کا هونا اور فلسطیوں کا تابوت کوچهین لینا اور بڑے کاهن عیلي کا مرنا عیلي بنياسرائیلکاچالیس برس حاکم رها	۲۸۸۸
	The Philistines send back the ark with presents. It is deposited at Kirjath-jearim.			فلسطیان کا تابوت کو معه کچهه تحفوں کےواپس کرنا اور اُس کا مقام قریت یعاریم میں رکها جانا	
	Samuel is acknowledged chief and judge of Israel thirty-nine or forty years. Victory of the Israelites over the Philistines.			شموئیل کا اُنتالیس یا چالیس برس سردار اور قاضي بني اسرائیل کا مانا جانا اور فلسطیوں پر بني اسرائیل کا فتح پانا	
2908	The Israelites ask a king of Samuel.	1096	۱۰۹۶	بني اسرائیل کا شموئیل سے ایک بادشاه مانگنا	۲۹۰۸
2909	Saul is appointed, and consecrated king.	1095	۱۰۹۵	شاؤل کا بادشاه مقرر هونا	۲۹۰۹
2911	War of the Philistines against Saul, who, having disobeyed Samuel's orders, is rejected by God.	1093	۱۰۹۳	فلسطیان کا شاؤل سے لڑنا اور شاؤلکو شموئیل کے احکام کي نافرماني کرنے سے خدا کا بادشاهت سے رد کرنا	۲۹۱۱
	Jonathan's victory over the Philistines.			یوناثان کا فلسطیان پر فتحیاب هونا	
2919	The birth of David, the son of Jesse.	1085	۱۰۸۵	داؤد بیٹے یشي کا پیدا هونا	۲۹۱۹

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
2941	Samuel sent by God to Bethlehem to anoint David.	1063	۱۰۶۳	شموئیل کو خدا کا مقام بیت لحمی میں داؤد کے روغن ملنے کے واسطے بھیجنا	۲۹۴۱
2942	War of the Philistines against the Israelites. David kills Goliah.	1062	۱۰۶۲	فلسطیان کا بنی اسرائیل سے لڑنا اور داؤد کا گلیات کو مارنا	۲۹۴۲
2943	Saul, urged by jealousy, endeavours to slay David.	1061	۱۰۶۱	شاؤل کا رشک سے برانگیختہ ہوکر داؤد کے قتل کرنے کی کوشش کرنا	۲۹۴۳
2944 to 2948	David flees to various places to avoid the jealousy of Saul.	1060 to 1056	۱۰۶۰ سےلغایت ۱۰۵۶	داؤد کا شاؤل کے رشک سے محفوظ رہنے کو مختلف مقاموں میں ہجرت کرنا	۲۹۴۴ سےلغایت ۲۹۴۸
2949	War of the Philistines against Saul. Saul causes the ghost of Samuel to be raised. He loses the battle, and kills himself.	1055	۱۰۵۵	فلسطیوں کا شاؤل سے لڑنا اور شاؤل کا شموئیل کی روح کو اُٹھانا اور شاؤل کا شکست کھانا اور آپکو قتل کرنا	۲۹۴۹
	Ishbosheth son of Saul acknowledged king; reigns at Mahanaim beyond Jordan.			ایش بوشت پسر شاؤل کا بادشاہ پکارا جانا اور اُسکا دریاے اردن کے پار محنیم میں سلطنت کرنا	
	David acknowledged king by Judah, and consecrated a second time. Reigns at Hebron.			یہوداہ کا داؤد کو بادشاہ پکارا جانا اور دوسری بار بادشاہت سے مخصوص ہونا اور اُسکا حبرون میں سلطنت کرنا	
2956	Abner quits Ishbosheth; resorts to David. Is treacherously slain by Joab.	1048	۱۰۴۸	ابنیر کا ایش بوشت سے کنارہ کرنا اور داؤد کے پاس چلا جانا اور اُسکو یواب کا فریب سے قتل کرنا	۲۹۵۶
	Ishbosheth being assassinated David is acknowledged king over all Israel, and consecrated the third time at Hebron.			ایش بوشت کا دغا سے مارا جانا اور داؤد کا تمام بنی اسرائیل پر بادشاہ مانا جانااور اُسکا تیسری دفعہ مقام حبروم میں بادشاہی سے مخصوص کیا جانا	
2957	Jerusalem taken from the Jebusites by David, who makes it the royal city.	1047	۱۰۴۷	داؤد کا یبوسیوں سے اورشلیم کو لینا اور اُسکو دارالسلطنت بنانا	۲۹۵۷
2959	David brings the ark from Kirjathjearim to Jerusalem.	1045	۱۰۴۵	داؤد کا تابوت کو قریت یعاریم سے اورشلیمؔ کو لے جانا	۲۹۵۹
2960	David designs to build a temple to the Lord; is diverted from it by the prophet Nathan. David's war against the Philistines, against Hadadezer, against Damascus, and against Idumæa continued about six years.	1044	۱۰۴۴	داؤد کا خداے تعالی کی عبادت کے لیئے ایک معبد تیار کرنے کا ارادہ کرنا اور ناتان نبی کا اُسکو اس ارادہ سے باز رکھنا داؤد کا فلسطیان اور ہدد عزر اور ملک دمشق اور ادومیان سے چھہ برس تک لڑتے رہنا	۲۹۶۰
2967	David's war against the king of the Ammonites, who had insulted his ambassadors.	1037	۱۰۳۷	داؤد کا بادشاہ بنی عمون سے جسنے اُسکے ایلچیوں پر طعنہ زنی کی تھی لڑنا	۲۹۶۷

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
2968	David's war against the Syrians, who had assisted the Ammonites.	1036	١٠٣٦	داؤد کا سریا والوں سے لڑنا جنھوں نے بني عمون کي مدد کي تھي	٢٩٦٨
2969	Joab besiegeth Rabbah, the capital of the Ammonites.	1034	١٠٣٤	یواب کا رباہ دارالسلطنت بني عمون کا محاصرہ کرنا اور رباہ کا فتح ہونا	٢٩٦٩
2971	Solomon born.	1033	١٠٣٣	سلیمان کا پیدا ہونا	٢٩٧١
2981	Absalom's rebellion against his father David.	1023	١٠٢٣	ابیشالوم کا داؤد سے فساد کرنا	٢٩٨١
	Absalom killed by Joab.			یواب کا ابیشالوم کو مار ڈالنا	
	Sedition of Sheba, the son of Bichri, appeased by Joab.			یواب کا شبع بیٹے بکري کے فتنہ کو فرو کرنا	
2983	The beginning of the famine sent by God, to avenge the death of the Gibeonites, unjustly slain by Saul; ended in 2986.	1021	١٠٢١	آغاز قحط کا ہونا جو خداے تعالی نے واسطے عوض لینے قتل گبعونیان کے جنکو شاؤل نے بے رحمي سے مارا تھا نازل کیا اور اس قحط کا سنہ ٢٩٨٦ دنیوي میں انجام ہونا	٢٩٨٣
2987	David numbers the people.	1017	١٠١٧	داؤد کا اپني قوم کو شمار کرنا	٢٩٨٧
2988	David prepares for the building of the temple on Mount Zion, in the threshing-floor of Araunah.	1016	١٠١٦	داؤد کا کوہ صیون اور خرمنگاہ اروناہ پرلوازمات تعمیر معبد کا جمع کرنا	٢٩٨٨
	Rehoboam son of Solomon born.			رحبعام بیٹے سلیمان کا پیدا ہونا	
2989	Abishag the Shunamite given to David.	1015	١٠١٥	ابیشگ شونمي کا داؤد کو دیا جانا	٢٩٨٩
	Adonijah aspires to the kingdom. David causes his son Solomon to be crowned, who is proclaimed king by all Israel.			ادونیاہ کا بادشاہ ہونے کي بلند نظري کرنا اور داؤد کا اپنے بیٹے سلیمان کے سرپر تاج رکھوانا اور تمام بني اسرائیل کا اُسکو بادشاہ پکارنا	
2990	The death of David, aged 70 years.	1014	١٠١٤	داؤد کا ستر برس کي عمر کے بعد وفات پانا	٢٩٩٠
	Solomon reigns alone, having reigned about six months in the lifetime of his father David. He reigned in all 40 years.			سلیمان کا اپنے باپ داؤد کي زندگي میں چھہ مہینے تنہا سلطنت کرنا اور سلیمان کا کل چالیس برس سلطنت کرنا	
	Adonijah slain, and Abiathar deprived of the office of high priest; Zadok in future enjoys it alone.			ادونیا کا مارا جانا اور ابیاثار کا بڑي عہدہ کاھني سے محروم کیا جانا اور صادوق کا اس عہدہ پر مقرر رھنا	
	Joab slain in the temple.			اور ایوب کا معبد میں مارا جانا	
2991	Solomon marries a daughter of the king of Egypt.	1013	١٠١٣	سلیمان کا مصر کے بادشا کي بیٹي سے شادي کرنا	٢٩٩١
2992	Hiram king of Tyre congratulates Solomon on his accession to the crown; Solomon requires of him timber and workmen to assist him in building the temple.	1012	١٠١٢	حیرام بادشاہ صور کا سلیمان کو بادشاہ ہونے کي مبارکباد دینا اور سلیمان کا اُس سے واسطے تعمیر معبد کے لکڑي اور کاریگرون کي مدد چاھنا	٢٩٩٢
	Solomon lays the foundation of the temple.			سلیمان کا معبد کي بنیاد ڈالنا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
3000	The temple of Solomon finished, being seven years and a half in building.	1005	۱۰۰۵	سلیمان کے معبد کا ساڑھے سات برس میں تمام ہونا	۳۰۰۰
	PERIOD VI. *From the Building of the Temple to the Babylonish Captivity, 400 years.*			چھٹا زمانہ ۴۰۰ برس کا معبد کی تعمیر سے بنی اسرائیل کے بیبلن میں قید ہونے تک	
3001	Dedication of the temple.	1004	۱۰۰۴	معبد کا عبادت کے لیئے مخصوص ہونا	۳۰۰۱
3012	Solomon finishes the building of his palace, and of that of his queen, the daughter of Pharaoh.	992	۹۹۲	سلیمان کا اپنے اور اپنی بی بی شاہ مصر کی بیٹی کے محل کو پورا کرنا	۳۰۱۲
3026	Jeroboam rebels against Solomon. He flies into Egypt to Shishak.	978	۹۷۸	یاربعام کا سلیمان سے سرکشی کرنا اور مصر کو شیشق کے پاس بھاگ جانا	۳۰۲۶
3029	The death of Solomon, succession of Rehoboam, and the revolt of the ten tribes. Jeroboam the son of Nebat acknowledged king of the ten tribes.	975	۹۷۵	سلیمان کا وفات پانا اور رحبعام کا اُسکے جانشین ہونا اور دس قوموں کا ہنگامہ برپا کرنا اور یاربعام بن نباط کا اُن دس قوموں کا بادشاہ قرار پانا	۳۰۲۹

نقشهٔ تاریخ واقعات عظیمه جنکا بیبل میں ذکر آیا هے

A Chronological Table of the principal Events Recorded in the Bible.

پیدایش	قبل مسیح	۳۸۸ برس تک بادشاهوں یهوداه کا زمانه	۲۶۳ برس تک بادشاهوں بني اسرائیل کا زمانه	پیدایش	قبل مسیح
۳۰۲۹	۹۷۵	رحبعام کو اِس ارادہ سے باز رهنے کا حکم هونا که دس قوموں کو اپنا مطیع کرے اور اسکا ستره برس سلطنت کرنا	یاربعام پسر نباط کا بني اسرائیل یا دس قوموں مفسد کا اول بادشاه هونا	۳۰۲۹	۹۷۵
۳۰۳۰	۹۷۴	بهت سے کاهنوں اور بني اسرائیل خداترس کا بني اسرائیل کي سلطنت میں سے نکلکر یهوداه کي سلطنت میں جانا	یاربعام پسر نباط بادشاه بني اسرائیل کا خدا کي پرستش موقوف کرکے سونے کے بچھڑوں کي پرستش قرار دینا	۳۰۳۰	۹۷۴
۳۰۳۲	۹۷۲	رحبعام کا ناخدا پرست هوجانا			
۳۰۳۳	۹۷۱	شیشق بادشاه مصر کا اورشلیم میں آنا اور معبد اور بادشاه کو تاراج کرنا			
۳۰۴۶	۹۵۸	رحبعام کا وفات پانا اور ابیام کا جانشین هوکر تین برس سلطنت کرنا			
۳۰۴۷	۹۵۷	ابیام کا یاربعام پر فتح پانا اور یاربعام کي بهت سي فوج کا ضایع هونا	یاربعام کا ابیام سے مغلوب هونا اور ابیام کا پانچ لاکھ آدمي قتل کرنا	۳۰۴۷	۹۵۷
۳۰۴۹	۹۵۵	ابیام کا فوت هونا اور اسا کا تخت نشین هونا	یاربعام کا مرنا اور اُسکے بیٹے ناداب کا جانشین هونا اور دو برس سلطنت کرنا	۳۰۵۰	۹۵۴
۳۰۵۳	۹۵۱	آسا کا یهوداه میں بت پرستي کو پست کرنا	ناداب کا مرنا اور بعشاه کا اُسکي جگهه بادشاه هونا اور بیس برس سلطنت کرنا	۳۰۵۴	۹۵۰
۳۰۵۵	۹۴۹	یهوشافاط پسر آسا کا پیدا هونا			
۳۰۶۳	۹۴۱	آسا کا فتح پانا زیرا بادشاه اتهیوپیا یاکش پر			
۳۰۶۴	۹۴۰	آسا کا بن هدد بادشاه سریا سے عهد لینا که وه بني اسرائیل کے ضلعوں میں بهت سي فوج لیکر چڑه جائي اور بعشاه کو جو راماه کے کام میں مصروف هے باز رکھے	بعشاه کا راماه کي بنا کرنا بني اسرائیل کو اورشلیم کے جانے سے باز رکھنے کے لیئے اور اُسکے ضلعوں پر بن هدد بادشاه مصر کا حمله کرنا	۳۰۶۴	۹۴۰
			بعشاه کا مرنا اور ایلاه کا تخت نشین هونا اور دو برس سلطنت کرنا	۳۰۷۴	۹۳۰
			زمري کا ایلاه کو قتل کرنا اور سات روز بادشاهت غصباً کرنا	۳۰۷۵	۹۲۹
			عمري کا محاصره کرنا زمري کو مقام ترصیاه میں اور زمري کا اپنے تئیں محل میں جلانا		
			عمري کا تبني پر غالب آنا اور اسا کے اکتیسویں سال میں تنها سلطنت کرنا	۳۰۷۹	۹۲۵
۳۰۸۰	۹۲۴	یهورام بیٹے یهوشافاط کا پیدا هونا	عمري کا شومرون تعمیر کرنا اور اُسے اپني دارالسلطنت ٹھهرانا	۳۰۸۰	۹۲۴
			پیغمبر ایلیاه کا بني اسرائیل میں هونا		
۳۰۸۷	۹۱۷	آسا کا لنگڑا هوکر خداتعالی سے زیاده طبیبوں پر اُسکي صحت کا بهروسا کرنا	ایلیاه کا اپنے تئیں احاب کے روبرو پیش کرنا اور بعل کے جهوٹے پیغمبروں کو قتل کرنا	۳۰۹۶	۹۰۸
۳۰۹۰	۹۱۴	اکتالیس برس سلطنت کرکے آسا کا مرنا			
		یهوشافاط کا بجاے آسا کے تخت نشین هونا	ایلیاه کا الیشاع سے پیشین گوئي کرنا		
۳۰۹۲	۹۱۲	یهوشافاط کا جهوٹي پرستش کو خارج کرنا			

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.	B. C.	*Kings of Judah, for 388 years.*	*Kings of Israel, for 254 years.*	A. M.	B. C.
3029	975	Rehoboam, intending to subdue the ten tribes, is commanded to forbear. Reigned 17 years.	Jeroboam, son of Nebat, the first king of Israel, or of the revolted ten tribes.	3029	975
3030	974	The priests and Israelites that fear the Lord, withdraw in great numbers from the kingdom of Israel into that of Judah.	Jeroboam, son of Nebat, king of Israel abolishes the worship of the Lord, and sets up the golden calves. Reigned 19 years.	3030	974
3032	972	Rehoboam gives himself up to impiety.			
3033	971	Shishak king of Egypt comes to Jerusalem; plunders the temple and the king.			
3046	958	Rehoboam dies. Abijam succeeds him; reigns three years.			
3047	957	Abijam's victory over Jeroboam; who loses many thousands of his troops.	Jeroboam overcome by Abijam, who kills 500,000 men.	3047	957
3049	955	Abijam dies. Asa succeeds him.	Jeroboam dies; Nadab his son succeeds: reigns two years.	3050	954
3053	951	Asa suppresses idolatry in Judah.			
3055	949	Jehoshaphat son of Asa born.	Nadab dies; Baasha succeeds him. Reigns 20 years.	3054	950
3063	941	Asa's victory over Zerah king of Ethiopia, or Cush.			
3064	940	Asa engages Ben-hadad king of Syria to make an irruption into territories of the kingdom of Israel, to force Baasha to quit his undertaking at Ramah.	Baasha builds Ramah, to hinder Israel from going to Jerusalem. His territories invaded by Ben-hadad king of Damascus.	3064	940
			Baasha dies; Elah his son succeeds him; reigns two years.	3074	930
			Elah killed by Zimri, who usurps the kingdom seven days.	3075	929
			Omri besieges Zimri in Tirzah; he burns himself in the palace.		
			Omri prevails over Tibni. Reigns alone in the 31st year of Asa.	3079	925
3080	924	Jehoram son of Jehoshaphat born.	Omri builds Samaria; makes it the seat of his kingdom.	3080	924
3087	917	Asa troubled with a lameness (probably the gout), places his confidence in physicians, rather than in God.	Omri dies.	3096	908
			Ahab his son succeeds: reigns 22 years.		
			The prophet Elijah in the kingdom of Israel.		
3090	914	Asa dies, having reigned 41 years. Jehoshaphat succeeds Asa.	He presents himself before Ahab, and slays the false prophets of Baal.		
912	3092	Expels superstitious worship.			

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

پیدایش	قبل مسیح			پیدایش	قبل مسیح
			بن هدد بادشاہ سریاکا شومرون کا محاصرہ کرنا اور محاصرہ اُٹھا لینے کو مجبور ہونا	٣١٠٣	١٠٦
٣٠٩٧	٩٠٧	احزیاہ بیٹی یہورام اور عثلیاہ پوتے یہوشافاط کا پیدا ہونا	بن هدد کا دوسرے بار واپس آنا اور مقام افیق میں شکست کہانا	٣١٠٤	٩٠٠
٣١٠٦	٨٩٨	یہوشافاط کا اپنے بیٹے یہورام کو ولیعهد قرار دینا اور اپنا نایب کرنا	اخاب کا اپنے بیٹے احزیاہ کو بادشاہی اختیار اور مرتبہ دینا	٣١٠٦	٨٩٨
٣١٠٧	٨٩٧	یہوشافاط کا اخاب کے ساتھہ اُس مہم میں جانا جو راموت گلعاد پر ہوئی اور وهاں اُسکا ایک خطرہ عظیم سے بڑی مشکل سے بچنا	اخاب کا راموت گلعاد پر لڑنا اور بهیس بدلے ہوے ہونیکی حالت میں مارا جانا	٣١٠٧	٨٩٧
٣١٠٨	٨٩٦	یہوشافاط کا جہازوں کا ایک بیڑہ اوفیر کی مہم کے واسطے تیار کرنا اور احزیاہ بنی اسرائیل کے بادشاہ کا اُسکے اِس قصد میں شریک ہونا اور بیڑہ کا طوفان سے تباہ ہونا	احزیاہ کا اپنے مکان کے دریچہ میں سے گرکر بہت زخمی ہونا اور مرجانا اور اُسکے بہائی یہورام کا تخت نشین ہونا اور مواب سے لڑنا	٣١٠٨	٨٩٦
		اس زمانہ کے قریب یہوشافاط پر بنی عمون اور موابیان کا حملہ کرنا اور یہوشافاط کا اُنپر ایک معجزہ کی برکت سے فتح پانا	الیشاع کا بنی اسرائیل کی فوج کو فتح کی پیشین گوئی کرنا اور افراط کے ساتھہ بہت سا پانی بہم پہونچانا	٣١٠٩	٨٩٥
		ایلیاہ کا ایک ایسے روشن رتھہ میں جسپر نظر نہ ٹہرے دنیا سے چلے جانا			
٣١١٢	٨٩٢	یہوشافاط کا اپنے بیٹے یہورام کو بادشاہی مرتبہ دینا			
٣١١٥	٨٨٩	یہوشافاط کا پچیس برس سلطنت کرکے فوت ہونا اور یہورام کا بجاے اُسکے تخت نشین ہونا			
٣١١٦	٨٨٨	یہورام کا اپنی بی بی عثلیاہ کی بڑی آرزو سے یہوداہ میں بعل کی پرستش کا رواج دینا			
٣١١٧	٨٨٧	خدا کا یہورام کو ایک لاعلاج بیماری سے مارنا			
٣١١٨	٨٨٦	یہورام کا اپنے بیٹے احزیاہ کو ولیعهد کرنا اور یہورام کا چالیس برس سلطنت کرکے مرنا			
٣١١٩	٨٨٥	احزیاہ کا ایک برس سلطنت کرنا	بن هدد بادشاہ آرم کا شومرون کو محاصرہ کرنا اور اُسکی فوج میں ایک هل چل پڑتی اور اُسکا رات میں بهاگ جانا	٣١١٩	٨٨٥
		یواش کا پیدا ہونا ۔			
		هومر یونانی شاعر کا فروغ پانا			
٣١٢٠	٨٨٤	احزیاہ اور یہورام بادشاہ بنی اسرائیل کا شامل ہوکر راموت گلعاد کے محاصرہ کو جانا	الیشاع کا دمشق میں پہونچکر بن هدد کی موت اور حزائیل کی بادشاہت کی پیشین گوئی کرنا	٣١٢٠	٨٨٤
		ییہو کا احزیاہ کو مار ڈالنا			
		عثلیاہ کا تمام شاہی خاندان کو قتل کرنا اور سلطنت کو غصب کرنا اور یواش کا معبد میں چهپے ہوئے چهہ برس محفوظ رهنا	یہورام کا احزیاہ کے ساتھہ راموت گلعاد کیطرف کوچ کرنا اور سخت زخمی ہونا اور یزرعیل کو بهیجا جانا		

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.	B. C.	*Kings of Judah.*	*Kings of Israel.*	A. M.	B. C.
3097	907	Ahaziah born, son of Jehoram and Athaliah, and grandson of Jehoshaphat.	Gives the prophetic unction to Elisha.		
			Ben-hadad king of Syria besieges Samaria; is forced to quit it.	3103	901
			Returns the year following; is defeated at Aphek.	3104	900
3106	898	Jehoshaphat nominates his son Jehoram king; makes him his viceroy.	Ahab invests his son Ahaziah with the royal power and dignity.	3106	898
3107	897	Jehoshaphat accompanies Ahab in his expedition against Ramoth-gilead; where he narrowly escapes a great danger.	Ahab wars against Ramoth-gilead is killed in disguise. Ahaziah succeeds; reigns 2 years.	3107	897
3108	896	Jehoshaphat equips a fleet for Ophir: Ahaziah king of Israel partaking of the design, the fleet is destroyed by tempest.	Ahaziah, falling from the lattice of his house, is dangerously wounded, and dies; Jehoram his brother succeeds him, and makes war against Moab.	3108	896
		About this time Jehoshaphat is invaded by the Ammonites and Moabites, over whom he obtains a miraculous victory.	Elisha foretels victory to the army of Israel, and procures water in abundance.	3109	895
		Elijah removed from this world in a fiery chariot.			
3112	892	Jehoshaphat invests his son Jehoram with the royal dignity.			
3115	889	Jehoshaphat dies; having reigned 25 years. Jehoram succeeds him.			
3116	888	Jehoram, at the importunity of his wife Athaliah, introduces into Judah the worship of Baal.			
3117	887	Jehoram smitten by God with an incurable distemper in his bowels			
3118	886	Jehoram makes his son Ahaziah viceroy, or associate in his kingdom. Jehoram dies; having reigned four years.			
3119	885	Ahaziah reigns but one year. Joash or Jehoash born. Homer the Greek poet flourishes.	Samaria besieged by Ben-hadad king of Syria.—Ben-hadad and his army, seized with a panic, flee during the night.	3119	885
3120	884	Ahaziah accompanies Jehoram king of Israel to the siege of Ramoth-gilead.	Elisha, going to Damascus foretels the death of Ben-hadad, and the reign of Hazael.	3120	884
		Ahaziah slain by Jehu.			
		Athaliah kills all the royal family: usurps the kingdom. Jeho-	Jehoram marches with Ahaziah against Ramoth-gilead; is dan-		

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

پیدایش	قبل مسیح			پیدا یش	قبل مسیح
۳۱۲۶	۸۷۸	یهویاداع بڑے کاهن کا یواش کو یهوداہ کے تخت پر بیٹھانا اور عتلیاہ کو قتل کرنا	یهو کا یهورام سے سرکشی کرنا اور اُسکو قتل کرنا اور یهو کا اٹھائیس برس سلطنت کرنا (سلاطین ۲ باب ۱۰ — ۳۶)		
		یواش کا چالیس برس سلطنت کرنا			
۳۱۴۰	۸۶۴	امصیاہ بیٹے یواش کا پیدا ہونا			
۳۱۴۷	۸۵۷	یواش کا معبد کی مرمت کرنا	یهو کا مرنا اور اُسکے بیٹے یهواحاز کا جانشین ہونا اور سترہ برس سلطنت کرنا	۳۱۴۸	۸۵۶
۳۱۶۴	۸۴۰	زکریاہ بیٹے یهویاداع کا یواش کے حکم سے معبد میں مارا جانا			
		حزائیل بادشاہ سریا کا یواش سے لڑنا			
۳۱۶۵	۸۳۹	حزائیل کا یواش پر پھر چڑھ آنا اور جبراً اُس سے بہت سا روپیہ لینا (تاریخ ۲ باب ۲۴ — ۲۳)	یهواحاز کا مرنا اور یواش کا جسکو یهواحاز نے سلطنت میں اپنا شریک رکھا سنہ ۳۱۶۲ دنیوی میں اُسکا جانشین ہونا	۳۱۶۵	۸۳۹
		یواش کا مرنا اور امصیاہ کا تخت نشین ہونا اور اُنتیس برس سلطنت کرنا	الیشاع کا وفات پانا		
			حزائیل بادشاہ سریا کا مرنا اور بن هدد کا اُسکا جانشین ہونا	۳۱۶۸	۸۳۶
۳۱۷۷	۸۲۷	امصیاہ کا ادومیان سے لڑنا	یواش کا بنهدد سے لڑنا		
۳۱۷۸	۸۲۶	امصیاہ کا یواش بادشاہ بنی اسرائیل سے لڑنا اور شکست پانا	یواش کا امصیا بادشاہ یهوداہ پر بڑی فتح حاصل کرنا	۳۱۷۸	۸۲۶
		عزریاہ بیٹے امصیاہ کا پیدا ہونا			
۳۱۹۴	۸۱۰	امصیاہ کا مرنا اور عزریاہ کا تخت نشین ہونا اور ۵۲ برس سلطنت کرنا	یواش بادشاہ بنی اسرائیل کا مرنا یاربعام دوم کا تخت نشین ہونا اور اکتالیس برس سلطنت کرنا یوناہ اور هوشیع اور عاموس کا اس سلطنت میں پیشین گوئی کرنا	۳۱۷۹	۸۲۵
		اس بادشاہ کی سلطنت میں اشعیاہ اور عاموس کا یهوداہ میں پیشین گوئی کرنا			
۳۲۲۱	۷۸۳	یوتام بیٹے عزریاہ کا پیدا ہونا	یاربعام دوم کا وفات پانا اور اُسکے بیٹے زکریاہ کا چھہ مهینے یا شاید دس برس سلطنت کرنا اِس سلطنت کی تاریخ بہت پریشان هے دوسرے سلاطین باب ۱۵ آیت ۸ اور ۱۲ میں زکریاہ کی وفاتکو عزریاہ کے اٹھتیسویں سال میں قرار دیا هے جس سے اُسکی سلطنت کے زمانہ کا عرصہ چھہ مهینے جائز رکھا مگر باوجود اِسکے یهہ شمار کرکے کہ بنی اسرائیل کی سلطنت کے انجام تک کسقدر زمانہ باقی رہا همکو خواہ تو یاربعام دوم اور زکریا کے زمانوں کے درمیان میں نو یا گیارہ برس کا ایسا زمانہ ماننا چاهئے کہ جسمیں تخت خالی رہا جیسا کہ آرچ بشپ عشر صاحب نے مانا هے یا همکو یهہ خیال کرنا چاهیئے کہ یاربعام دوم نے ۵۱ برس سلطنت کی یا یہ	۳۲۲۲	۷۸۲

نقشۂ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.	B. C.	*Kings of Judah.*	*Kings of Israel.*	A. M.	B. C.
		ash is preserved and kept secretly in the temple six years.	gerously wounded, and carried to Jezreel.		
3126	878	Jehoiada the high priest sets Jehoash on the throne of Judah, and slays Athaliah.	Jehu rebels against Jehoram; kills him. Jehu reigns 28 years. (2 Kings x. 36.)		
		Jehoash reigns 40 years.			
3140	864	Amaziah son of Joash born.			
3147	857	Jehoash repairs the temple.	Jehu dies, Jehoahaz his son succeeds him. Reigns 17 years.	3148	856
3164	840	Zechariah the high priest, son of Jehoiada, killed in the temple by order of Jehoash.			
		Hazael king of Syria wars against Jehoash.			
3165	839	Hazael returns against Jehoash; and forces large sums from him (2 Chron. xxiv.23.)	Jehoahaz dies. Joash or Jehoash whom he had associated with himself on the throne A. M. 3162, succeeds him.	3165	839
		Jehoash dies, and is succeeded by Amaziah, who reigns 29 years.	The death of Elisha.		
3177	827	Amaziah wars against Idumæa.	Hazael king of Syria dies; and Ben-hadad succeeds him.	3168	836
3178	826	Amaziah wars against Jehoash king of Israel; is defeated by him.	Jehoash wars against Ben-hadad.		
			Jehoash obtains a great victory over Amaziah king of Judah.	3178	826
		Uzziah or Azariah, son of Amaziah, born.			
3194	810	Amaziah dies; Uzziah or Azariah succeeds him; reigns 52 years.	Jehoash king of Israel dies; Jeroboam II. succeeds him; reigns 41 years.	3179	825
		Isaiah and Amos prophesy in Judah under this reign.	Jonah, Hosea, and Amos in Israel, prophesy during this reign.		
3221	783	Jotham son of Uzziah born.	Jeroboam II. dies; Zachariah his son succeeds him: reigns 6 months; perhaps 10 years.	3222	782
			The chronology of this reign is very perplexed. 2 Kings xv. 8. 12. places the death of Zachariah in the 38th year of Uzziah, allowing him a reign of but six months; yet, reckoning what time remains to the end of the kingdom of Israel, we must either admit an interregnum of 9 or 11 years between Jeroboam II. and Zachariah, as Archbishop Usher does; or we must suppose that Jeroboam II. reigned 5		

نقشه تاریخ واقعات عظیمه، جنکا بیبل میں ذکر آیا هے

A Chronological Table of the principal Events Recorded in the Bible.

پیدایش	قبل مسیح	
٣٢٤٦	٧٥٨	عزریاه کا مرنا اور یوثام اُسکے بیٹے کا تخت نشیں هونا اور ١٦ برس سلطنت کرنا
		اشعیاه کا حضرت عیسی کے جلوه کو دیکهنا (اشعیاه باب ٦) اور اشعیاه اور هوشیع کا پیشیں گوئیاں کرتے رهنا
٣٢٦١	٧٤٣	رصین بادشاه آرم اور پقح بادشاه اسرائیل کا یهوداه پر حمله کرنا
٣٢٦٢	٧٤٢	یوثام کا فوت هونا اور احاز کا تخت نشین هونا اور ١٦ برس سلطنت کرنا
		رصین بادشاه آرم اور پقح بادشاه اسرائیل کا یهوداه پر لڑائي جاري رکهنا
٣٢٦٣	٧٤١	اشعیاه کا احاز سے حضرت مسیح کي پیدایش اور اپنے اِن دونوں دشمن بادشاهوں سے احاز کے جلد نجات پانے کي پیشیں گوئي کرنا باوجود اِسکے دوسرے سال اُن دونوں کا پهر آنا اور اُسکے ملک کو تباه کرنا
٣٢٦٤	٧٤٠	ادومیان اور فلسطیان کا یهوداه پر حمله کرنا اور احاز کا تگلت پلنسر کو اپني مدد کے لیئے بلانا اور اسکو خراج دینا قبول کرنا

	پیدایش	قبل مسیح
که اُسکي سلطنت کا زمانه سنه ٣١٩١ دنیوي میں شروع هوا اور سنه ٣٢٣٢ دنیوي میں جو زکریاه کي وفات کي تاریخ هے ختم هوا		
شلوم نے زکریاه کو جبکه وه چهه مهینے سلطنت کرنے پایا تها قتل کیا	٣٢٣٢	٧٧٢
شلوم کا ایک مهینے سلطنت کرنا اور منحیم کا اُسکو قتل کرکے تخت نشین هونا اور دس برس سلطنت کرنا	٣٢٣٣	٧٧١
پول بادشاه سریا کا بني اسرائیل پر حمله کرنا منحیم کا اُسکے اطاعت کرنا اور خراج گذار هونا		
منحیم کا وفات پانا اور پقحیاه اُسکے بیٹے کا تخت نشین هونا	٣٢٤٣	٧٦١
پقحیاه کو پقح بیٹے رملیاه کا مارڈالنا اور اور ٢٨ برس سلطنت کرنا	٣٢٤٥	٧٥٩
آربیسز حاکم میدیا اور بلیسز حاکم بابل کا پول بادشاه اشور کو مقام نینویه میں محاصر کرنا	٣٢٥٤	٧٥٠
تین برس کے محاصره کے بعد پول کا معه اپنے خزانوں کے اپنے نُمُو اپنے محل میں جلانا اور آربیسز کا میدیا کا بادشاه قرار پانا اور بلیسز کا بابل کا بادشاه مانا جانا	٣٢٥٧	٧٤٧
بلیسز کا جسکو بلادان یا نبونصربیي کهتے هیں بیبلن کي شهنشاهي کي بنیاد ڈالنا نبونصر کا یهه مشهور زمانه سنه ٧٣٣ قبل مسیح اور ٧٤٧ برس قبل سنه مسیح کے هوتا هے اور تائي نس جسکو کتاب اقدس میں تگلت پلنسر کهتے هیں جو جانشین پول کا هوا شهنشاهي اشور کو قائم رکهنا مگر شهنشاهي کا حال بهت ابتر هوجانا اس بادشاه اشور کا اُنیس برس اور اوروں کے قول کے بموجب تیس برس سلطنت کرنا		
تگلت پیلنسر کا رصین بادشاه دمشق کو شکست دیکر قتل کرنا اور ملک میں بني اسرائیل کے داخل هونا اور بهت سے لوگوں کو خاص کر قوم روبن اور قوم گاد اور قوم منسّه میں سے قید کرنا یهه اول قید بني اسرائیل کي هے	٣٢٦٤	٧٤٠

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.	B. C.	*Kings of Judah.*	*Kings of Israel.*	A. M.	B. C.
			years; or that his reign did not begin till 3191, and ended in 3232, which is the year of the death of Zachariah.		
			Zachariah killed by Shallum, after reigning six months.	3232	772
			Shallum reigns 1 month; is killed by Menahem, who reigns 10 years.	3233	771
			Pul (or Sardanapalus) king of Assyria invades Israel; Menahem becomes tributary to him.		
			Menahem dies; Pekahiah his son succeeds.	3243	761
3246	758	Uzziah dies; Jotham his son succeeds; reigns 16 years.	Pekahiah assassinated by Pekah, son of Remaliah, who reigns 28 years.	3245	759
		Isaiah sees the glory of Christ. (Isa. vi.) Isaiah and Hosea continue to prophesy.	Arbaces, governor of Media, and Belesis, governor of Babylonia, besiege Sardanapalus king of Assyria in Nineveh.	3254	750
			After a siege of 3 years, Sardanapalus burns himself in his palace, with all his riches. Arbaces is acknowledged king of Media, and Belesis of Babylon.	3257	747
3261	743	Rezin king of Syria, and Pekah king of Israel, invade Judah.	Belesis, otherwise Baladan or Nabonassar, founds the Babylonian empire. This famous epoch of Nabonassar falls 743 years before Christ, 747 before A. D. Ninus junior, called in Scripture Tiglath-pileser, successor of Sardanapalus, continues the Assyrian empire, but reduced into very narrow limits. Reigned 19 years; according to others, 30 years.		
3262	742	Jotham dies; Ahaz succeeds him; reigns 16 years.			
		Rezin king of Syria, and Pekah king of Israel, continue their hostilities against Judah.			
3263	741	Isaiah foretells to Ahaz the birth of the Messiah, and a speedy deliverance from the two kings his enemies. Nevertheless, the year following they return again and spoil his country.			
3264	740	The Idumæans and Phillistines also invade Judæa.	Tiglath-pileser defeats and slays Rezin king of Damascus; enters the land of Israel, and takes many cities and captives, chiefly from Reuben, Gad, and the half	3264	740
		Ahaz invites to his assistance Tiglath-pileser king of Assyria, and submits to pay him tribute.			

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

پیدایش	قبل مسیح	
۳۲۷۷	۷۲۷	احاز کا اپنے بیٹے حزقیاہ کو اختیار بادشاهي دینا
۳۲۷۸	۷۲۶	احاز بادشاہ یہوداہ کا مرنا
		حزقیاہ کا خدائے تعالی کي عبادت کو بحال کرنا جسکو احاز نے تہ و بالا کردیا تہا
۳۲۷۹	۷۲۵	کاهنوں کي پرورش کے لیئے پهر لوگوں کا معبد میں اول پهلوں اور اپني پیداواري کا دسواں حصه جمع کرنا شروع هونا
۳۲۹۰	۷۱۴	حزقیاہ کا باشندوں اشور سے فساد کرنا اور ملک مصر اور کش سے بمخالفت سنحیریب اتفاق کرنا
۳۲۹۱	۷۱۳	سنحیریب کا حزقیاہ پر حمله کرنا اور یہوداہ کے بہت سے شہروں پر قابض هونا
		حزقیاہ کا بیمار هونا اور کرامات سے شفا پانا
		سنحیریب کا لاکیش کا محاصرہ کرنا
		حزقیاہ کا سنحریب کو روپیه دینا اور اُسکا اُس سے لڑے جانا اور حزقیاہ کا ربشاقیه کو اورشلیم کو بهیجنا اور بمقابله ترهاقاہ بادشاہ حبش کے خود کوچ کرنا اور اُسکے یہوداہ میں واپس آنے پر خدائے تعالی کے فرشتہ کا اُسکي فوج میں سے هزاروں کو هلاک کرنا اور اُسکا مقام نینویه کو چلا جانا٬ اور وهاں اپنے بیٹوں کے هاتهه سے مارا جانا

	پیدایش	قبل مسیح
هوشیع پسر ایلاہ کا فقح کو قتل کرنا اور سلطنت کو غصب کرنا	۳۲۶۵	۷۳۹
هوشیع کا امن کے ساتهه احاز کے بارهویں سنه میں سلطنت کرنا (سلاطین دوم باب ۱۸ — ۱) اور ۹ برس سلطنت کرنا	۳۲۷۴	۷۳۰
شلمنئسر کا تگلت پلنسر بادشاہ نینویه کا جانشین هونا	۳۲۷۶	۷۲۸
هوشیع کا سؤ بادشاہ مصر سے رفاقت پیدا کرنا اور شلمنئسر کي اطاعت سے باهر هوجانے کے لیئے کوشش کرنا	۳۲۷۹	۷۲۵
شلمنئسر کا شومرون کو محاصرہ کرنا اور تین	۳۲۸۰	۷۲۴
برس کے محاصرہ کے بعد اُسپر قابض هونا اور جن قوموں کو ابهي تگلت پلنسر نے قید نہیں کیا تہا دریاے فرات کے پار لیجانا	۳۲۸۳	۷۲۱
هوشیع کے نویں سال اور حزقیاہ کے چهٹے سال میں قیدیوں میں جو شلمنئسر لیگیا توبت قوم نفتالي نینویه والے کو بهي جانا		
بني اسرائیل کي بادشاهت کا دو سو چون برس قائم رهکر ختم هونا		

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.	B. C.	*Kings of Judah.*	*Kings of Israel.*	A. M.	B. C.
3277	727	Ahaz remits the royal authority to his son Hezekiah.	tribe of Manasseh. The first captivity of Israel.		
3278	726	Ahaz king of Judah dies.	Hoshea son of Elah slays Pekah, and usurps the kingdom.	3265	739
		Hezekiah restores the worship of the Lord in Judæa, which Ahaz had subverted.	Reigns peaceably the 12th year of Ahaz. (2 Kings xviii. 1.) Reigns nine years.	3274	730
3279	725	They begin again to gather into the temple first fruits and tithes, for the maintenance of the priests and ministers.	Shalmaneser succeeds Tiglath-pileser king of Nineveh.	3276	728
			Hoshea makes an alliance with So king of Egypt, and endeavours to shake off the yoke of Shalmaneser.	3279	725
			Shalmaneser besieges Samaria; takes it after three years siege, and carries beyond the Euphrates the tribes that Tiglath-pileser had not already carried into captivity in the ninth year of Hoshea; of Hezekiah the sixth.	3280 3283	724 721
3290	714	Hezekiah revolts from the Assyrians; makes a league with Egypt and Cush, against Sennacherib.	Among the captives carried away by Shalmaneser was Tobit, of the tribe of Naphthali, at Nineveh.		
3291	713	Sennacherib invades Hezekiah, and takes several cities of Judah. Hezekiah's sickness and miraculous cure. Sennacherib besieges Lachish. Hezekiah gives money to Sennacherib, who still continues his war against him. He sends Rabshakeh to Jerusalem, and marches himself against Tirhakah king of Cush or Arabia. Returning into Judæa, the angel of the Lord destroys many thousands of his army; he retires to Nineveh, where he is slain by his sons.	*End of the kingdom of Israel, after it had subsisted two hundred and fifty-four years.*		

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.	*Judah alone.*	B. C.	قبل مسیح	صرف یہوداہ کی سلطنت کا حال	پیدایش
3292	Esar-haddon succeeds Sennacherib.	712	۷۱۲	ایسر حدون کا سنحیریب کا جانشین ہونا	۳۲۹۲
	Probably about this time Baladan, or Merodach-Baladan, king of Babylon, sends to congratulate Hezekiah on the recovery of his health, and to inquire about the prodigy on that occasion.			غالباً اسی زمانہ کے قریب بلدان یا برودک بلدان بادشاہ بابل کا حزقیاہ کی بیماری سے صحت پانے کی مبارکباد دینے کو قاصد بھیجنا	
	Micah the Morasthite, and Nahum, prophesy.			میکاہ مورشتی اور ناحوم کی پیشین گوئی کرنا	
3293	Tartan sent by Esar-haddon against the Philistines, the Idumæans, and the Egyptians.	711	۷۱۱	ایسر حدون کا بمقابلہ فلسطیوں ادومیوں اور مصریوں کے ترتان کو بھیجنا	۳۲۹۳
3294.	Esar-haddon sends an Israelitish priest to the Cuthites settled at Shechem.	710	۷۱۰	ایسرحدون کا ایک بنی اسرائیل کے ایک کاہن کو کوشوالوں کے پاس جو شکم میں بستے تھے بھیجنا	۳۲۹۴
3306	Hezekiah dies; Manasseh succeeds him; reigns 55 years.	698	۶۹۸	حزقیاہ کا مرنا اور منسہ کا اُسکی جگہہ تخت نشین ہونا اور ۵۵ برس سلطنت کرنا	۳۳۰۶
3323	Esar-haddon becomes master of Babylon; reunites the empires of Assyria and Chaldæa.	681	۶۸۱	ایسرحدون کا بابل کا مالک ہوجانا اور اشور اور کلدانیاں کی سلطنت کا شامل کرلینا	۳۳۲۳
3328	Manasseh taken by the Chaldæans and carried to Babylon.	676	۶۷۶	منسہ کو کلدانیاں کا گرفتار کرکے بابل کو لیجانا	۳۳۲۸
3347	The war of Holofernes, who is slain in Judæa by Judith.	657	۶۵۷	ہولفرنس کی لڑائی اور یودت کا اُسکو یہوداہ میں قتل کرنا	۳۳۴۷
3361	Manasseh dies. He returned into Judæa a considerable time before, but the period is not exactly known.	643	۶۴۳	منسہ کا مرنا اور اپنے مرنے سے پیشتر یہوداہ میں اُسکا پھر واپس چلا جانا مگر اسبات کے زمانہ کی تحقیق نہیں	۳۳۶۱
	Amon succeeds him; reigns two years.			آمون کا تخت نشین ہونا اور دو برس سلطنت کرنا	
3363	Amon dies; Josiah succeeds him.	641	۶۴۱	آمون کا مرنا اور یوشیاہ کا اُسکی بجاے تخت نشین ہونا	۳۳۶۵
	Zephaniah prophesies at the beginning of his reign.			صفنیاہ کا اس بادشاہ کی سلطنت کے شروع میں پیشین گوئی کرنا	
3370	Josiah endeavours to reform abuses. He restores the worship of the Lord.	634	۶۳۴	یوشیاہ کا مذہبی خرابیوں کے دور کرنے میں کوشش کرنا اور خداے تعالی کی عبادت کا بحال کرنا	۳۳۷۰
3376	Jeremiah begins to prophesy, in the thirteenth year of Josiah.	628	۶۲۸	یوشیاہ کی سلطنت کے تیرھویں سال میں یرمیاہ کی پیشین گوئی کرنا	۳۳۷۶
3380	The high priest Hilkiah finds the Book of the Law in the treasury of the temple; in the 18th year of Josiah. 2 Kings xxii. 3. xxiii. 23.	624	۶۲۴	مقدم کاہن حلقیاہ کا یوشیاہ کی بادشاہت کے اٹھارھویں سال میں توریت کو معبد میں سے پانا	۳۳۸۰

نقشه تاریخ واقعات عظیمه جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے
A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.	*Judah alone.*	B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	2 Chron. xxxiv. 8. xxxv. 19. Money collected for repairing the temple.			سلاطین ۲ باب ۲۲ — ۳ اور باب ۲۳ — ۲۳ اور تاریخ ۲ باب ۳۴ — ۸ اور باب ۳۵ — ۱۹ معبد کی مرمت کے لیئے روپیه جمع کیا جانا	
	The prophetess Huldah foretells the calamities that threaten Judah.			حلداه نبیه کا یہوداه پر واقع ہونے والی مصیبتوں کی پیشین‌گوئی کرنا	
3381	A solemn passover by Josiah and all the people.	623	۶۲۳	یوشیاه اور تمام لوگوں کا ایک بڑی عید فصح کرنا	۳۳۸۱
	Joel prophesies under Josiah.			یوشیاه کی سلطنت میں پیغمبر یوئیل کا پیشین گوئی کرنا	
3394	Josiah opposes the expedition of Necho king of Egypt against Carchemish, is mortally wounded, and dies at Jerusalem. Jeremiah composes lamentations on his death.	610	۶۱۰	یوشیاه کا نکوه بادشاه مصر کی اُس مہم کا جو اُسنے کرکمیش پر کی مقابله کرنا اور بہت زخمی ہونا اور اورشلیم میں مرنا اور یرمیاه کا اُسکی موت پر مرثیه بنانا	۳۳۹۴
	Jehoahaz is placed on the throne by the people; but Necho, returning from Carchemish, deposes him, and installs Eliakims, or Jehoiakim, his brother, son of Josiah; who reigns 11 years.			لوگوں کا یہواحاز کو تخت پر بیٹھانا اور نکوه کا کرکمیش سے واپس آکر اُسکو تخت پر سے اُتار دینا اور الیاقیم اپنے بھائی پسر یوشیاه کو تخت پر بیٹھانا اور اُسکا گیارہ برس سلطنت کرنا	
3395	Habakkuk prophesies under his reign.	609	۶۰۹	حبقوق کا اِس بادشاه کے عہد میں پیشین گوئی کرنا	۳۳۹۵
3398	Nebuchadnezzar besieges and takes Carchemish; comes into Palestine; besieges and takes Jerusalem; leaves Jehoiakim there, on condition of paying him a large tribute. Daniel and his companions led captive to Babylon. 2 Kings xxiii. 36. 2 Chron. xxxv. 5, 6. Jerem. xxvi. 1. xlvi. 2.	606	۶۰۶	نبوکدنصر کا کرکمیش کو محاصره کرنا اور اُسپر فتح پانا اور فلسطین میں انا اور یورشلیم کا محاصره کرنا اور قابض ہونا اور یہویاقیم کو وہاں پر اِس شرط سے چھوڑنا که بہت سا خراج دیا کرے دانیال اور اُسکے دوستونکا گرفتار ہوکر بابل میں جانا سلاطین ۲ باب ۲۳ — ۳۶ تاریخ ۲ باب ۳۵ — ۵ و ۶ یرمیاه باب ۲۶ — ۱ و باب ۴۶ — ۲	۳۳۹۸
3399	Jeremiah begins to commit his prophecies to writing.	605	۶۰۵	یرمیاه کا اپنے پیشین گوئیوں کو قلمبند کرنا	۳۳۹۹
3402	Nebuchadnezzar's dream of a great statue explained by Daniel.	602	۶۰۲	نبوکد نصر کا ایک بڑے بُت کو خواب میں دیکھنا اور دانیال کا اُسکی تعبیر کہنا	۳۴۰۲
3404	The history of Susanna at Babylon.	600	۶۰۰	بابل سیناؔ کی تاریخ	۳۴۰۴
	Jehoiakim revolts against Nebuchadnezzar, who sends an army from Chaldæa, Syria, and Moab, which ravages Judæa, and brings away 3023 Jews to Babylon, in			یہویاقیم کا نبوکد نصر سے سرکشی کرنا اور نبوکد نصر کا کالدیا اور آرم سے ایک فوج جمع کرکے بھیجنا اور اُس فوج کا یہوداه کو غارت کرنا اور تین ہزار تیئیس یہودیوں کو ساتویں سال یہویاقیم کے قید کرکے بابل میں لانا (سلاطین	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the principal Events Recorded in the Bible.

A. M.	*Judah alone.*	B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	the seventh year of Jehoiakim. (2 Kings xxiv. 2. Jerem. lii. 28.)			۲ باب ۲۴ — ۲) (یرمیاہ باب ۵۲ — ۲۸)	
3405	Cyrus born, son of Cambyses and Mandane.	599	۵۹۹	کورش بیٹہ کیمبسس اور میندیں کا پیداهونا	۳۴۰۵
	Jehoiakim revolts a second time against Nebuchadnezzar; is taken, put to death, and cast to the fowls of air. Reigned 11 years.			یہویاقیم کا دوسري دفعہ نبوکد نصر سے سرکشي کرنا اور گرفتار هوکر مارا جانا اور اُسکا جسم چیل کوؤں کودیدینا اس بادشاہ نے گیارہ برس سلطنت کي	
3406	Jehoiachin or Coniah, or Jeconiah succeeds him.	598	۵۹۸	یہویاکیں کا اُسکا جانشین هونا	۳۴۰۶
	Nebuchadnezzar besieges him in Jerusalem, and takes him after he had reigned three months and ten days. He is carried to Babylon, with part of the people. Mordecai is among the captives.			نبوکد نصرکا یہویاکین کو اورشلیم میں محاصرہ کرنا اور ساڑے تین مہینی کي سلطنت کے بعد اُسکو گرفتار کرنا اور معہ کچھہ تہوڑے لوگوں کے بابل کو لیجانا اِن قیدیوں میں مارذیکے کا جانا	
	Zedekiah, his uncle, is left at Jerusalem in his place, and reigns 11 years.			صدقیاہ یہویاکین کے خالو کا اورشلیم میں چہوڑا جانا اور اُسکا وهاں گیارہ برس سلطنت کرنا	
	Zedekiah sends ambassadors to Babylon.			صدقیاہ کا بابل کو قاصد بہیجنا	
	Jeremiah writes to the captive Jews there. (Baruch vi.)			یرمیاہ کا بابل کے مقید یہودیوں کو نامہ لکہنا (باروق باب ۶)	
3409	Seraiah and Baruch sent by Zedekiah to Babylon.	595	۵۹۵	صدقیاہ کا سریاہ اور باروک کو بابل میں بہیجنا	۳۴۰۹
3410	Ezekiel begins to prophesy in Chaldæa.	594	۵۹۴	حزقیل کا کالدیا میں پیشیں گوئي کرنا	۳۴۱۰
3411	He foretells the taking of Jerusalem and the dispersion of the Jews. (Ezek. iv. v. viii. ix. x. xi. xii.)	593	۵۹۳	حزقیل کا اورشلیم کے قبضہ سے نکل جانے اور یہودیوں کے منتشر هوجانے کي پیشیں گوئي کرنا (حزقیل باب ۴ و۵ و۸ و۹ و۱۰ و۱۱ و۱۲)	۳۴۱۱
	Zedekiah takes secret measures with the king of Egypt to revolt against the Chaldæans.			صدقیاہ کا کالدیا والوں سے سرکش هونے میں مصر کےبادشاہ سے خفیہ سازش کرنا	
3414	Zedekiah revolts.	590	۵۹۰	صدقیاہ کا سرکشي کرنا	۳۴۱۴
	Nebuchadnezzar marches against Jerusalem; besieges it; quits the siege to repel the king of Egypt, who comes to assist Zedekiah; returns to the siege.			نبوکد نصر کا اورشلیم پر لشکر کشي کرنا اور اُسکا محاصرہ کرنا بادشاہ مصر کو شکست دینے کے لیئے جو صدقیاہ کي مدد کو آتا تہا محاصرہ اوٹہا لینا اور پہر محاصرہ کرلینا	
	Jeremiah continues prophesying during the whole of the siege, which continued almost three years.			یرمیاہ کا تمام محاصرہ کي مدت میں جو تین برس تک رها پیشیں گوئي کئے جانا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.	*Judah alone.*	B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	Ezekiel also describes the same siege in Chaldæa.			حزقیل کا کالدیا میں اسی محاصرہ کی خبر دینا	
3416	Jerusalem taken on the ninth day of the fourth month (July), the 11th year of Zedekiah.	588	۵۸۸	اورشلیم کا چوتھے مہینے (جولائی) کے نویں روز صدقیاہ کے گیارھویں سال میں مفتوح ہونا	۳۴۱۶
	Zedekiah endeavouring to flee by night, is taken, and brought to Riblah, to Nebuchadnezzar; his eyes are put out, and he is carried to Babylon.			صدقیاہ کا رات میں بھاگ جانے کی کوشش کرنے میں پکڑا جانا اور مقام ربلاہ میں نبوکدنصر کے پاس پہونچایا جانا اور اوسکے آنکھیں نکلواکر بابل کو بھیجا جانا	
	Jerusalem and the temple burnt; seventh day of the fourth month. The Jews of Jerusalem and Judæa carried captive beyond the Euphrates; the poorer classes only left in the land.			اورشلیم میں چوتھے مہینے کی ساتویں تاریخ معبد کا جلایا جانا اور اورشلیم اور یہوداہ کے یہودیوں کو دریاے فرات کے پار لیجانا اور صرف محتاج یہودیوں کا رھجانا	
	Thus ends the kingdom of Judæa, after it had subsisted four hundred and sixty-eight years, from the beginning of the reign of David: and three hundred and eighty-eight years from the separation of Judah and the ten tribes.			یہوداہ کے ملک کی سلطنت میں ۴۶۸ برس شروع بادشاہت داود سے اور تین سو اٹھاسی برس یہودا اور دس قوموں کے جدا ہو جانے سے بعد کو قائم رھکر زوال آنا	
	PERIOD VII. *From the Babylonish Captivity to the Birth of Christ, 588 years.*			ساتواں زمانہ ۵۸۸ برس کا بابل کی قید سے مسیح کی پیدایش تک	
3416	The beginning of the seventy years captivity foretold by Jeremiah.	588	۵۸۸	یرمیاہ کا سات برس کی قید کے شروع ہونے کی پیشین گوئی کرنا	۳۴۱۶
	Gedaliah made governor of the remains of the people. He is slain.			گدلیاہ کو باقی رھے ہوے لوگونکا کا حاکم کرنا اور اُسکا مارا جانا	
3417	Jeremiah carried into Egypt by the Jews, after the death of Gedaliah; prophesies in Egypt. (Jerem. xliv.)	587	۵۸۷	یہودیونکا یرمیاہ کو بعد مرنے گدلیاہ کے مصر میں لیجانا اور اُسکا پیشین گوئی کرنا (یرمیاہ باب ۴۴)	۳۴۱۷
	Ezekiel in Chaldæa prophesies against the captives of Judah. (Ezek. xxxiii.)			حزقیل کا کالدیا میں یہوداہ کے قیدیوں کے برعکس پیشین گوئی کرنا (حزقیل باب ۳۳)	
3419	The siege of Tyre by Nebuchadnezzar lasted thirteen years. During this interval Nebuchadnezzar wars against the Idumæans, the Ammonites, and Moabites.	585	۵۸۵	نبوکدنصر کا صور کو تیرہ برس محاصرہ کرنا اور اس عرصہ میں نبوکدنصر کا ادومیوں اور بنی عمون اور بنی موآب سے لڑتے رھنا	۳۴۱۹

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.	*Judah alone.*	B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	Obadiah prophesies against Idumæa.			عوبدیاہ کا ادومیا کے برعکس پیشین گوئی کرنا	
3432	Tyre taken by Nebuchadnezzar.	572	۵۷۲	نبوکدنصر کا صور کو فتح کرنا	۳۴۳۲
	Nebuchadnezzar wars against Egypt.			نبوکدنصر کا مصر سے لڑنا	
3433	He returns to Babylon.	571	۵۷۱	نبوکدنصر کا بابل کو واپس انا	۳۴۳۳
3434	Nebuchadnezzar's dream of a great tree.	570	۵۷۰	نبوکدنصر کا ایک بڑے درخت کو خواب میں دیکھنا	۳۴۳۴
3435	His metamorphosis into an ox.	569	۵۶۹	نبوکدنصر کا بیل کی صورت بنجانا	۳۴۳۵
3442	His return to his former condition.	562	۵۶۲	نبوکدنصر کا پھر اپنی صورت اصلی پر آجانا	۳۴۴۲
3444	He sets up a golden statue for worship.	560	۵۶۰	نبوکدنصر کا سونے کا بت پرستش کے لیئے قائم کرنا	۳۴۴۴
	Daniel's three companions cast into the fiery furnace.			دانیال کے تین دوستوں کا جلتی ہوئی بھٹی میں ڈال دیا جانا	
	Nebuchadnezzar's death, after reigning forty-three years from the death of Nabonassar his father, who died in 3399.			نبوکدنصر کا اپنے باپ نبونصر کے مرنے سے جس نے سنہ ۳۳۹۹ دنیوی میں وفات پائی تینتالیس برس سلطنت کرکے فوت ہونا	
	Evil-Merodach his son succeeds him; reigns but one year.			اویل مرودک اُسکے بیٹے کا تخت نشین ہونا اور ایک برس سلطنت کرنا	
3445	Belshazzar his son succeeds him.	559	۵۵۹	بلشصر اویل مرودک کے بیٹے کا تخت نشین ہونا	۳۴۴۵
	Daniel's visions of the four animals. (Dan. vii.)			دانیال کا چار جانوروں کو خواب میں دیکھنا (دانیال باب ۷)	
3446	Cyrus liberates the Persians, and takes the title of king.	558	۵۵۸	کورش کا ایرانیوں کو آزاد کرنا اور بادشاہ کا خطاب پانا	۳۴۴۶
3448	Belshazzar's impious feast; his death.	556	۵۵۶	بلشصر کا ناخدا پرستی سے دعوت کرنا اور فوت ہونا	۳۴۴۸
	Darius the Mede succeeds Belshazzar.			دارایوس مداینی کا تخت نشین ہونا	
3449	Daniel's prophecy of the seventy weeks. (Dan. ix. x.)	555	۵۵۵	دانیال کا ستر ہفتوں کی پیشین گوئی کرنا (دانیال باب ۹ و ۱۰)	۳۴۴۹
3450	Darius decrees that supplication should be made to no other God but himself.	554	۵۵۴	دارایوس کا حکم دینا کہ سواے میرے اور کسی کی پرستش نہ کی جاے	۳۴۵۰
3450	Daniel cast into the lion's den.	554	۵۵۴	دانیال کا شیرخانہ میں ڈالا جانا	۳۴۵۰
	Cyrus meditates the destruction of the empire of the Medes and Chaldæans; begins with the Medes; having overcome Astyges king of the Medes, his uncle by the mother's side, he gives him the government of Hyrcania.			کورش کا میدیان اور کلدانیان کے شہنشاہی کی بربادی کی فکر کرنا اور میدیان کی بربادی اول شروع کرنا اور ایستی ایجس بادشاہ میدیان کو جو اُسکا ماموں تھا مغلوب کرکے پھر کینان کی حکومت بخشنا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے
A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.	*Judah alone.*	B. C.	قبل مسیح		پیدایش
3455	Cyrus marches against Darius the Mede, his uncle; but first wars against the allies of his uncle Darius; particularly against Crœsus king of Lydia.	540	۵۴۹	کورش کا دارایوس مداینی اپنے چچا کے مقابلہ کے لیئے کوچ کرنا مگر اول اپنے چچا کے رفیقوں سے خاص کر کریسس بادشاہ لیدیا سے لڑنا	۳۴۵۵
3456	He attempts Babylon, and takes it.	518	۵۴۸	کورش کا بابل کے فتح کرنے کا قصد کرنا اور فتح کرلینا	۳۴۵۶
3457	He sets the Jews at liberty, and permits their return into Judæa. The first year of his reign over all the East.	517	۵۴۷	کورش کا یہودیوں کو آزاد کرنا اور یہوداہ کو واپس جانے کی اجازت دینا اور تمام مشرقی ملکوں پر اُسکی سلطنت کرنے کا اول سال	۳۴۵۷
3458	The Jews returning from captivity, renew the sacrifices in the temple.	516	۵۴۶	یہودیوں کا قید سے واپس آکر پھر قربانیاں کرنا	۳۴۵۸
3475	Cyrus dies, aged 70 years. Cambyses succeeds him. The Cuthites, or Samaritans, obtain a prohibition forbidding the Jews to continue the building of their temple.	520	۵۲۹	کورش کا ستر برس کی عمر میں مرنا کیمبیس کا اُسکی جگہہ تخت نشین ہونا اور کوتہ والوں یا سامریوں کا ایک حکم حاصل کرنا کہ یہودی اپنے معبد کی تعمیر نکریں	۳۴۷۵
3478	Cambyses wars in Egypt five years.	526	۵۲۶	کیمبیس کا مصر میں پانچ برس لڑنا	۳۴۷۸
3480	He kills his brother Smerdis.	524	۵۲۴	کیمبیس کا اپنے بھائی سمردس کو قتل کرنا	۳۴۸۰
3483	Cambyses dies.	521	۵۲۱	کیمبیس کا مرنا	۳۴۸۳
	The seven Magi usurp the empire. Artaxata (or Artaxerxes), one of them, forbids the building of the temple.			سات ساحروں کا بادشاہی کو غصب کرنا یعنی آرتحششتا بشلام کا جوان سات میں سے ایک تھا معبد کی تعمیر کی ممانعت کرنا	
	Seven chiefs of the Persians slay the Magi.			ایرانیوں کے سات سرداروں کا ساحروںکو قتل کرنا	
3483	Darius, son of Hystaspes, otherwise Ahasuerus, acknowledged king of the Persians; marries Atossa, the daughter of Cyrus.	521	۵۲۱	دارایوس بیٹے ہشتاسپس کا جسکو اھازورس یعنی اخشویروش بھی کہتے ہیں ایرانیوں کا بادشاہ مانا جانا اور ایتوسا بیٹی کورش سے شادی کرنا	۳۴۸۳
3484	Haggai begins to prophesy; reproaches the Jews for not building the house of the Lord.	520	۵۲۰	حگی کا پیشیں گوئی کرنا اور خداے تعالی کے مکان کی تعمیر نکرنے پر ملامت کرنا	۳۴۸۴
3485	The Jews re-commence building the temple.	519	۵۱۹	یہودیوں کا معبد کی تعمیر پھر شروع کرنا	۳۴۸۵
	About this time Zechariah begins to prophesy.			اِس زمانہ کے قریب زکریاہ کی پیشیں گوئی کرنا	
3486	Darius allows the Jews to rebuild their temple.	518	۵۱۸	دارایوس کا یہودیوں کو اپنے معبد بنانے کی پھر اجازت دینا	۳۴۸۶

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	Here, properly, end the seventy years of captivity foretold by Jeremiah, which began A. M. 3416.		—	اس موقع پر ستر برس کي قید کا جسکي پیشین گوئي یرمیاہ نے کي اور جو سنہ ۳۴۱۶ دنیوي میں شروع ہوي تهي انجام ہونا	
3487	The feast of Darius, or Ahasuerus; he divorces Vashti.	517	۵۱۷	دارایوس یا اخازیروس یعني اخشویروش کا دعوت کرنا اور وشتي کو طلاق دینا	۳۴۸۷
3488	He espouses Esther.	516	۵۱۶	دارایوس کا استیر سے شادي کرنا	۳۴۸۸
3489	The dedication of the temple of Jerusalem, rebuilt by Zerubbabel.	515	۵۱۵	اورشلیم کے معبد کا پرستش کے لیئے مخصوص کیا جانا جسکو زربابل نے تعمیر کیا	۳۴۸۹
3495	The beginning of the fortune of Haman.	509	۵۰۹	ہامان کے اقبال کا شروع ہونا	۳۴۹۵
	He vows the destruction of the Jews, and procures from Ahasuerus an order for their extermination.			ہامان کا یہودیوں کے تباہ کرنے کي قسم کہانا اور اخشویروش سے اُنکے قتال دینے کا حکم حاصل ہونا	
3496	Esther obtains a revocation of this decree.	508	۵۰۸	استیر کا اس حکم کو منسوخ کرانا	۳۴۹۶
	Haman hung on the gallows which he had prepared for Mordecai.			ہامان کا پہانسي دیا جانا جو اُسنے مردکي کے واسطے تجویز کي تهي	
	The Jews punish their enemies at Shushan, and throughout the Persian empire.			یہودیوں کا شوشن اور ایران میں اپنے دشمنوں کو سزا دینا	
3519	Darius, or Ahasuerus, dies; Xerxes succeeds him.	485	۴۸۵	دارایوس یا اخشویروش کا مرنا اور زرکسیز کا اُسکي جگہہ تخت نشین ہونا	۳۵۱۹
3531	Xerxes dies; Artaxerxes succeeds him.	473	۴۷۳	زرکسیز کا مرنا اور ارتحشتا بشلام کا تخت نشین ہونا	۳۵۳۱
3537	He sends Ezra to Jerusalem, with several priests and Levites, in the seventh year of Artaxerxes. (Ezra vii. 1, 7, 8.)	467	۴۶۷	ارتحشتا کا عزرا کو بہت سے کاہنوں اور خادموں کے ساتہہ اپنے سلطنت کے ساتویں سال اورشلیم میں بہیجنا (عزرا باب ۷—۱ و ۷ و ۸)	۳۵۳۷
3538	Ezra reforms abuses among the Jews, especially concerning their strange wives.	466	۴۶۶	عزرا کا یہودیوں میں خرابیوں کا نکالنا بالتخصیص اُنکي غیر قوم کي بي بیوں میں	۳۵۳۸
3550	Nehemiah obtains leave of Artaxerxes to visit Jerusalem, and to rebuild its gates and walls.	454	۴۵۴	نحمیاہ کا ارتحشتا سے اورشلیم میں جانے اور اُسکے دروازوں اور فصیل کي مرمت کرنے کي اجازت حاصل کرنا	۳۵۵۰
	Dedication of the walls of Jerusalem.			اورشلیم کي فصیل کا مخصوص ہونا	
	Nehemiah prevails with several families in the country to dwell in Jerusalem.			نحمیاہ کا معہ بہت سے خاندانوں کے اورشلیم میں رہنا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
3551	The Israelites put away their strange wives. Nehemiah renews the covenant of Israel with the Lord.	453	۴۵۳	بني اسرائيل کا اپني غير قوم کي بي بيوں کو علحدہ کرنا نحمياہ کا بني اسرائيل کے عہد و پيمان کو خداے تعالی سے نيا کرنا	۳۵۵۱
3563	Nehemiah returns to king Artaxerxes.	441	۴۴۱	نحمياہ کا بادشاہ ارتخششتا کے پاس پھر جانا	۳۵۶۳
3565	Nehemiah comes a second time into Judæa, and reforms abuses. Zechariah prophesies under his government; also Malachi, whom several have confounded with Ezra.	439	۴۳۹	نحمياہ کا يہوداہ ميں پھر آنا اور خرابيوں کو سنوارنا نحمياہ کے عہد ميں زکرياہ کا پيشين گوئي کرنا اور ملاکي کا بھي پيشين گوئي کرنا جسکو بعض لوگ عزرا سمجھتے ہيں	۳۵۶۵
3580	Nehemiah dies. Eliashib, the high priest who lived under Nehemiah, is succeeded by Joiada, who is succeeded by Jonathan, who is killed in the temple by Jesus his brother: the successor of Jonathan is Jaddus or Jaddua. The exact years of the deaths of these high priests are not known.	424	۴۲۴	نحمياہ کا وفات پانا بجاے الياشيب مقدم کاہن کے جو نحمياہ کے عہد ميں ہوا يوياداع کا جانشين ہونا اور بجاے يوياداع کے يوناتان کا جانشين ہونا اور اسکے بھائي جيسس کا اسکو قتل کرنا بجاے يوناتان کے يدوع کا ہونا ان مقدم کاہنوں کي وفات کے صحيح سنہ معلوم نہيں	۳۵۸۰
3654	Artaxerxes Ochus sends into Hyrcania several Jews whom he had taken captive in Egypt.	350	۳۵۰	آرٹازرکسيز اوکس يعني ارتخششتا کا بہت يہوديوں کو جنکو اسنے مصر ميں گرفتار کيا تھا ہرکينيا ميں بھيجنا	۳۶۵۴
3671	Alexander the Great enters Asia.	333	۳۳۳	سکندر اعظم کا ايشيا ميں داخل ہونا	۳۶۷۱
3672	Besieges Tyre; demands of the high priest Jaddus the succours usually sent to the king of Persia; Jaddus refuses. Alexander approaches Jerusalem; shews respect to the high priest; is favourable to the Jews; and grants them an exemption from tribute every Sabbatical year. The Samaritans obtain Alexander's permission to build a temple on Mount Gerizim.	332	۳۳۲	سکندر کا صور کو محاصرہ کرنا اور مقدم کاہن يدوع سے ان مددوں کي درخواست کرنا جو شاہ ايران کو ہميشہ بھيجي جاتي تھيں اور اسکا انکار کرنا سکندر کا اورشليم کے قريب پہونچنا اور اس مقدم کاہن کے ساتھہ ادب سے پيش آنا اور يہوديوں سے کچھہ بھلائي کرنا اور انکو ہرسبت کے سال ہر خراج ميں سے کچھہ معافي کرنا ساميريوں کا سکندر سے تعمير کرنے معبد کي پہاڑ گرزيم پر اجازت حاصل کرلينا	۳۶۷۲
3673	Alexander conquers Egypt; returns into Phœnicia; chastises the Samaritans, who had killed Andromachus the governor: gives the Jews part of their country.	331	۳۳۱	سکندر کا مصر کو فتح کرنا اور فنشيا ميں واپس آنا اور ساميريوں پر غصہ کرنا جنہوں نے اندروميکس حاکم کو قتل کرڈالا تھا اور ان کے ملک کا کچھہ حصہ يہوديوں کو بخشنا	۳۶۷۳

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
3674	Darius Codomannus, the last king of the Persians, dies.	330	۳۳۰	دارایوس کا قومینس ایرانیوں کے آخر بادشاہ کا مرنا	۳۶۷۴
3681	Alexander the great dies, first monarch of the Grecians in the East.	323	۳۲۳	سکندر اعظم کا جو یونانیوں کا اول بادشاہ مشرقي ملکوں کا هوا مرنا	۳۶۸۱
	Judæa in the division of the Kings of Syria.			یہوداہ کا آرم کے بادشاہوں کي قسمت میں آنا	
3684	Ptolemy son of Lagus conquers it: carries many Jews into Egypt.	320	۳۲۰	ٹولیمي بیٹی لائیکس کا یہوداہ کو فتح کرنا اور بہت سے یہودیوں کو مصر میں لانا	۳۶۸۴
3690	Antigonus retakes Judæa from Ptolemy.	314	۳۱۴	اینٹي گونس کا یہوداہ کو ٹولیمي سے پھر چھین لینا	۳۶۹۰
3692	Ptolemy son of Lagus conquers Demetrius son of Antigonus near Gaza: becomes again master of Judæa.	312	۳۱۲	ٹولیمي بیٹی لائیکس کا دیمیریاہ بیٹی اینٹي گونس کو غازا کے قریب فتح کرنا اور یہوداہ کا پھر مالک هوجانا	۳۶۹۲
	Judæa returns to the jurisdiction of the kings of Syria; the Jews pay them tribute some time. According to the Pseudo-Artisteas's narrative concerning the Septuagint, Judæa is in subjection to the kings of Egypt under the reign of Ptolemy Philadelphus.			یہوداہ کا سریا کے بادشاہوں کے انتظام میں پھر آنا اور یہودیوں کاکسي وقت اُنکو کچھہ خراج دینا بموجب بیان سیوتو کے جو اُسنے درباب سپٹوایجنٹ ترجمہ کے کیا ہے یہوداہ کا ٹولیمي فیلیڈلفس کي سلطنت کے عہد میں مصر کے بادشاہوں کي اطاعت میں هونا پایا جاتا ہے	
3727	The Septuagint version supposed to be really made about this time.	277	۲۷۷	سپٹوایجنٹ کا لکہا جانا حقیقت میں اِس زمانہ کے قریب پایا جاتا هے	۳۷۲۷
3743	Antiochus Theos king of Syria begins to reign, and grants to the Jews the privileges of free denizens throughout his dominions.	361	۲۶۱	اینٹي ارکس کا یہوداہ میں سلطنت کرنا اور یہودیوں کو اپني حکومت میں ازاد شہریوں کے حقوق بخشنا	۳۷۴۳
3758	Ptolemy Euergetes makes himself master of Syria and Judæa.	246	۲۴۶	ٹولیمي ارجیٹس کا اپنے تئیں ارم اور یہوداہ کا مالک کرنا	۳۷۵۸
	The high priest Jaddus dying in 3682, Onias I. succeeds him, whose successor is Simon the Just, in 3702. He dying in 3711, leaves his son Onias II. a child; his father's brother Eleazar discharges the office of high priest about thirty years. Under the priesthood of Eleazar, the version of the Septuagint *is said* to			مقدم کاهن یدوع کا سنہ ۳۶۸۲ دنیوي میں مرنا اور اونیس اول کا بجاے اُسکے قایم هونا اور سائمن عادل کا سنہ ۳۷۰۲ میں بجاے اونیس قایم هونا اور سنہ ۳۷۱۱ میں سائیمن کا اپنے بیٹی اونیس دوم کو صغیر سن چھوڑکر وفات پانا اور اُسکے چچا الیعزر کا مقدم کاهن کے عہدہ کا قریب تیس برس کے اهتمام کرنا بیان کیا جاتا هے کہ الیعزر کے عہد میں سپٹو ایجنٹ ترجمہ هوا اور الیعزر	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے
A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	be made. After the death of Eleazar in 3744, Manasseh, great uncle of Onias, and brother of Jaddus, is invested with the priesthood.			کي وفات کے بعد سنہ ۳۷۴۴ میں منسہ کا جو اونیس دوم کا چچا یدوع کا بھائي تھا مقدم کاھن کے عہدہ کو حاصل کرنا	
3771	Manasseh dying this year, Onias II. possesses the high-priesthood. Incurs the indignation of the king of Egypt, for not paying his tribute of twenty talents: his nephew Joseph gains the king's favour, and farms the tributes of Cœlo-Syria, Phœnicia, Samaria, and Judæa.	233	۲۳۳	منسہ کا اِس سال میں وفات پانا اور اونیس دوم کا مقدم کاھن کے عہدہ پر معین ھونا اور بیس ٹیلنٹ کا خراج نہ اداکرنے کے سبب سے بادشاہ مصر کو اپنے اوپر برھم کرنا اور اُسکے بھتیجی یوسف کا بادشاہ کي عنایت حاصل کرنا اور سیلو سریا اور فنشیا اور یھوداہ کے خراج کا ٹھیکہ لینا	۳۷۷۱
3783	Ptolemy Euergetes king of Egypt dies; Ptolemy Philopator succeeds him.	221	۲۲۱	ٹولیمي ارجیٹس بادشاہ مصر کا مرنا اور ٹولیمي فلوپیٹر کا بجاے اُسکے تخت نشین ھونا	۳۷۸۳
3785	Onias II., high priest, dies; Simon II. succeeds him.	219	۲۱۹	اونیس دوم مقدم کاھن کا وفات پانا اور سمعون دوم کا اُسکا جانشین ھونا	۳۷۸۵
3786	Antiochus the Great wars against Ptolemy Philopator.	218	۲۱۸	اینٹي اوکس اعظم کا ٹولیمي فلوپیٹر سے لڑنا	۳۷۸۶
3787	Ptolemy Philopator defeats Antiochus at Raphia in Syria. Ptolemy attempts to enter the temple of Jerusalem, but is prevented by the priests. He returns into Egypt; condemns the Jews in his dominions to be trodden to death by elephants. God delivers his people.	217	۲۱۷	ٹولیمي فلوپیٹر کا اینٹي اوکس کو مقام ریفیا واقع سریا میں شکست دینا ٹولیمي کا اورشلیم کے معبد کے اندر جانے کا قصد کرنا مگر کاھنوں کا اُسکو باز رکھنا اور اُسکا مصر میں واپس آنا اور اپني حکومت میں یہودیوں کو ھاتھیوں سے کھندلوانا اور خدا کا اپني قوم کو آزاد کرانا	۳۷۸۷
3788	The Egyptians rebel against Ptolemy Philopator; the Jews take his part.	216	۲۱۶	مصریوں کا ٹولیمي فلو پیٹر سے سرکشي کرنا اور یہودیوں کا اُسکي طرفداري کرنا	۳۷۸۸
3800	Ptolemy Philopator dies; Ptolemy Epiphanes, an infant, succeeds him.	204	۲۰۴	ٹولیمي فلوپیٹر کا مرنا اور ٹولیمي ایپي فینس صغیر سن کا جانشیں ھونا	۳۸۰۰
3802	Antiochus the Great conquers Phœnicia and Judæa.	202	۲۰۲	اینٹي اوکس اعظم کا فنشیا اور یہوداہ کو فتح کرنا	۳۸۰۲
3805	Simon II., high priest, dies; Onias III. succeeds him.	199	۱۹۹	سائیمن دوم مقدم کاھن کا وفات پانا اور اونیس سوم کا بجا اُسکے مقرر ھونا	۳۸۰۵
3806	Scopas, the general of Ptolemy Epiphanes, retakes Judæa from Antiochus.	198	۱۹۸	ٹولیمي ایپي فینس کے جنرل سکوپس کا یہوداہ کو اینٹي اوکس سے چھین لینا	۳۸۰۶

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
3807	Antiochus defeats Scopas; is received by the Jews into Jerusalem. (polyb. lib. xvi. Joseph lib. Antiq. xiii. c. 3.)	197	۱۹۷	اینٹي اوکس کا سکوپس کو شکست دینا اور یہودیوں کا اُسکو اورشلیم میں اِستقبال کرکے لیجانا	۳۸۰۷
3807	Arius king of Lacedemon writes to Onias III., and acknowledges the kindred of the Jews and Lacedemonians. The year uncertain. Perhaps it was rather Onias I.	197	۱۹۷	ایریس بادشاہ لیسیدیمن کا اونیس سوم کو نامہ لکھنا اور یہودیوں اور لیسیدیمن والوں سے قرابت کا دارومدار ہونا مگر اِسبات کي تاریخ تحقیق نہیں زیادہ تر اونیس اول پر گمان جاتا ھے	۳۸۰۷
3812	Antiochus the Great gives his daughter Cleopatra in marriage to Ptolemy Epiphanes king of Egypt; and as a dowry, Cœlo-Syria, Phœnicia, Judæa, and Samaria.	192	۱۹۲	اینٹي اوکس اعظم کا اپني بیٹي کلیوپیٹرا کي ٹولیمي ایپي فینس بادشاہ مصر کے ساتھہ شادي کرنا اور سیلو اور آرم اور یہودا اور شومرون کو جہیز میں دینا	۳۸۱۲
3815	Antiochus, declaring war against the Romans, is overcome, and loses great part of his dominions. He preserves Syria and Judæa.	189	۱۸۹	اینٹي اوکس کا رومیوں سے لڑنا اور مغلوب ہونا اور اپني حکومت کا بہت سا حصہ کہو دینا اور سریا اور یہوداہ کا اُسکے پاس باقي رہنا	۳۸۱۵
3817	Antiochus dies; leaving Seleucus Philopator his successor. Antiochus, his other son, surnamed afterwards Epiphanes, at Rome as an hostage.	187	۱۸۷	اینٹي اوکس کا مرنا اور سلوکس فلوپیٹر کو بجاے اپنے چھوڑنا اینٹي اوکس اُسکے دوسرے بیٹے کا جسکا خطاب بعد ازان ایپي فینس ہوا شرایط کے ادا کرنے کے لیئے بطور گرو کے روم میں رکھا جانا	۳۸۱۷
3828	Heliodorus, by order of Seleucus, attempts to rifle the treasure of the temple at Jerusalem. Is prevented by an angel. Onias III. goes to Antioch to vindicate himself against calumnies. Seleucus sends his son Demetrius to Rome to replace his brother Antiochus, who had been a hostage there fourteen years. Antiochus journeying to return into Syria, Seleucus is put to death by the machinations of Heliodorus, who intends to usurp the kingdom. Antiochus, at his arrival, is received by the Syrians, as a tutelar deity; and he receives the name of Epiphanes.	176	۱۷۶	ھلیو دورس کا سلوکس کے حکم سے اورشلیم کے معبد کے خزانہ کے لوٹنے کا قصد کرنا مگر ایک فرشتہ کا اُسکو باز رکھنا اونیس سوم کا انتاخیا کو بد گوئیوں سے اپنے تئیں بري کرنے کے لیئے جانا سلوکس کا اپنے بیٹے دیمیریاہ کو بجاے بھائي اینٹي اوکس کي روم کو بھیجنا جو وہاں پر چودہ برس گرو رہا اینٹي اوکس کے سریا کو واپس آنے کے زمانہ میں سلوکس کا ھلیو دورس کي سازشوں سے جسنے سلطنت کو غصب کرنا چاہا تھا قتل ہونا اینٹي اوکس کو سریا میں پہونچنے پر سریا والونکا بطور ایک معاون دیوتا کے سمجھنا اور اُسکا ایپي فینس خطاب ہونا	۳۸۲۸

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
3829	Jason, son of Simon II., high priest, and brother of Onias III., now high priest, buys the high priesthood of Antiochus Epiphanes.	175	۱۷۵	جیسن بیٹے سائمن دوم اور بھائی اونیس سوم موجودہ مقدم کاھن کا اینٹیاوکس ایپی فینس سے کاھنی کے عہدہ کو خریدنا	۳۸۲۹
	Several Jews renounce Judaism, for the religion and ceremonies of the Greeks.			بہت سے یہودیوں کا یونانیوں کے مذھب اور رسومات کو اختیار کرکے یہودیت سے برخلاف ھو جانا	
3831	Antiochus Epiphanes meditates war against Ptolemy Philometor king of Egypt. Is received with great honour in Jerusalem.	173	۱۷۳	اینٹیاوکس ایپی فینس کا ٹولیمی فلومیٹر بادشاد مصر سے لڑنے کا خیال کرنا اور اورشلیم میں اُسکا بہت عزت سے استقبال ھونا	۳۸۳۱
3834	Menelaus offers three hundred talents of silver for the high priesthood more than Jason had given for it; he obtains a grant of it from Antiochus.	170	۱۷۰	مینیلاس کا مقدم کاھن کے عہدہ کے واسطے تین سو ٹیلنٹ کا جیسن سے زیادہ پیش کرکے اینٹیاوکس سے اُس عہدہ کو حاصل کرنا	۳۸۳۴
	Menelaus, not paying his purchase-money, is deprived of the high priesthood; Lysimachus, his brother, is ordered to perform the functions of it.			منیلاس کا بہ سبب نہ اداکرنے اسکے نذرانہ کے مقدم کاھن کے عہد سے محروم کیا جانا اور اُسکے بھائی لیسی میکس کو اُس عہدہ کا کام انجام دینی کا حکم ھونا	
	Menelaus, gaining Andronicus governor of Antioch in the absence of Antiochus Epiphanes, causes Onias III., the high priest, to be killed.			مینیلاس کا اینٹیاوکس ایپی فینس کے موجود نہ ہونے میں انتاخیا کے حاکم اینڈرونیکس سے ملکر اونیس سوم مقدم کاھن کو قتل کرانا	
	Lysimachus, thinking to plunder the treasury of the temple of Jerusalem, is put to death in the temple.			لیسی میکس کا اورشلیم کے معبد کے خزانہ کے لوٹنے کے قصد میں معبد میں مارا جانا	
	Antiochus prepares to make war in Egypt. Prodigies are seen in the air over Jerusalem.			اینٹیاوکس کا مصر سے لڑنے کے لیئے لڑائی کا سامان کرنا اور اورشلیم میں ھوا پر ایک مہیب اژدھے کا دیکھا جانا	
	A report that Antiochus Epiphanes was dead in Egypt; Jason attempts Jerusalem, but is repulsed.			اینٹیاوکس ایپی فینس کے مصر میں مرنے کی افواہ اڑنا اور جیسن کا اورشلیم پر قبضہ کرلینے کا قصد کرنا مگر کامیاب نہونا	
	Antiochus, being informed that some Jews had rejoiced at the false news of his death, plunders Jerusalem, and slays 80,000 men.			اینٹیاوکس کا یہہ اطلاع پاکر کہ چند یہودی میرے مرنے کی خبر سنکر خوش ھوئے اورشلیم کو لوٹنا اور ۸۰ ھزار آدمیوں کو قتل کرنا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
3836	Apollonius sent into Judæa by Antiochus Epiphanes. He demolishes the walls of Jerusalem, and oppresses the people. He builds a citadel on the mountain near the temple, where the city of David formerly stood.	168	۱۶۸	اینٹی اوکس ایپی فینس کا اپالونیس کو یہوداہ میں بھیجنا اور اپپا لونیس کا اور شلیم کی فصیل کو ڈھا دینا اور لوگوں پر ظلم کرنا اور اُس پہاڑ پر جو اُس معبد کے قریب ہے اور جسپر داؤد کا شہر بستا تھا ایک معبد بنانا	۳۸۳۶
	Judas Maccabæus, with nine others, retires into the wilderness.			یہودا میکبیس کا معہ نو آدمیوں کے بیابان میں چلا جانا	
3837	Antiochus Epiphanes published an edict, to constrain all the people of his dominions to uniformity with the religion of the Grecians.	167	۱۶۷	اینٹی اوکس ایپی فینس کا اپنی حکومت کے تمام لوگوں پر جبراً مذھب یونانی اختیار کرکے یکساں ھو جانے کے لیئے فرمان جاری کرنا	۳۸۳۷
	The sacrifices of the temple interrupted; the statue of Jupiter Olympius set up on the altar of burnt sacrifices.			معبد کی قربانیوں میں خلل آنا اور قربانی سوختنی کی جگہہ میں جوپٹر اولیمپیس کے بت کو قایم کرنا	
	The martyrdom of Eleazar at Antioch; of the seven brethren Maccabees and their mother.			انتاخیا میں الیعزر اور سات بھائیوں مسمی میکبیس اور اُن کی ماں کا شہید ھونا	
	Mattathias and his seven sons retire into the mountains: the Assidæans join them.			میتھی آز اور اُسکے سات بیٹوں کا پہاڑوں میں چلا جانا اور ایسیڈینس کا اُنسے ملجانا	
	About this time flourishes Jesus, the son of Sirach, author of the book of Ecclesiasticus.			اِس زمانہ کے قریب جیسن بیٹے سرک مصنف کتاب وعظ کا ھوجانا	
3838	Mattathias dies; is succeeded by Judas Maccabæus. Judas defeats Apollonius, and afterwards Seron.	166	۱۶۶	میتھی آز کا مرنا اور یہودا میکبیس کا جانشین ھونا اور یہودا کا اپپا لونیس اور بعد ازاں سیرون کو شکست دینا	۳۸۳۸
3839	Antiochus Epiphanes, wanting money to pay the Romans, goes to Persia. Nicanor and Gorgias, and Ptolemy son of Dorymenes, enter Judæa, at the head of their armies.	165	۱۶۵	اینٹی اوکس ایپی فینس کا رومیوں کا روپیہ ادا کرنے کے لیئے روپیہ کا حاجتمند ھوکر ایران کو چلا جانا نکانور اور گارجیس اور ٹولیمی بیٹی ڈوریمینس کا اپنی فوج لیکر یہوداہ میں داخل ھونا	۳۸۳۹
	Judas Maccabæus defeats Nicanor. Gorgias declines a battle against Judas.			یہودا میکبیس کا نکانور کو شکست دینا اور گارجیس کا یہودا سے لڑنے سے انکار کرنا	
3840	Lysias, coming into Judæa with an army, is beaten and forced to return to Antioch.	164	۱۶۴	لیسیس کا فوج لیکر یہوداہ میں آنا اور پٹ کر بمجبوری انتاخیا کو واپس جانا	۳۸۴۰

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	Judas purifies the temple, after three years' defilement by the Gentiles. The anniversary of this purification is called Encœnia in John x. 22.			تین برس تک کنار کے ہاتوں معبد کے خراب رهنے کے بعد یهودا کا اُسکو پاک کرنا اس پاک کرنے کے سال کو یوحنا کے باب ۱۰ — ۲۲ میں انسینیا کے نام سے پکارا گیا	
	Timotheus and Bacchides, generals of the Syrian army, are beaten by Judas.			تمتهي اور بیکدس ارم کي فوج کے جنرلوں کو یهودا کا شکست دینا	
	Antiochus Epiphanes dies in Persia; his son Antiochus Eupator, aged nine years, succeeds him; under the regency of Lysias.			اینٹي اوکس ایپي فینس کا ایران میں مرنا اور ساتهه نیابت لیسیس کے نو برس کي عمر میں اُسکے بیٹے اینٹي اوکس یوپیٹرکا تخت نشین هونا	
	Judas wars against the enemies of his nation in Idumæa, and beyond Jordan.			یهودا کا اپني قوم کے ادومیا اور اردن کے پار والی دشمنوں سے لڑنا	
	Timotheus a second time overcome by Judas.			یهودا کا تمتهي کودوبارہ مغلوب کرنا	
3841	The people beyond Jordan and in Galilee conspire against the Jews: are suppressed by Judas and his brethren.	163	۱۶۳	آردن کے پار والے اور جلیل کے لوگوں کا یهودیوں کے برخلاف سازش کرنا اور یهودا اور اُسکے بهائیوں کا اُن کو مغلوب کرنا	۳۸۴۱
	Lysias, coming into Judæa, is forced to make peace with Judas; and returns to Antioch.			لیسیس کا یهوداہ میں آکر یهودا سے صلح کرنے کو مجبور هونا اور انتاکیا کو واپس جانا	
	A letter of king Antiochus Eupator in favour of the Jews.			بادشاہ اینٹي اوکس کا یهودیوں کے حق میں ایک فرمان جاري کرنا	
	The Roman legates write to the Jews, and promise to support their interests with the king of Syria.			سلطنت روم کے نائبونکا یهودیوں کو نامہ لکهنا اور بادشاہ آرم سے اُنکي اغراض کي پرورش کرنے کا اقرار کرنا	
	The treachery of Joppa and Samaria chastised by Judas.			یهودا کا یافو اورشومرون والوں کو دغابازي پر تنبیہ کرنا	
	Judas wars beyond Jordan; defeats a general of the Syrian troops, called Timotheus, different from the former Timotheus.			یهودا کا اردن کے پار لڑنا اور آرم والوں کے ایک جنرل مسمی تمتهي کو جو پہلے تمتهي سے غیر تها شکست دینا	
	Judas attacks Gorgias in Idumæa; having defeated him, finds Jews killed in the fight who had concealed gold under their clothes, which they had taken from an idol's temple at Jamnia.			یهودا کا ادوم میں گارجیس پر حملہ کرنا اور اُسکو شکست دیکر یہہ معلوم کرنا کہ جن یهودیوں نے ایک بت خانہ مقام جیمنیا میں سے سونا چراکر اپنے کپڑوں میں چهپایا تها وہ مارے گئے	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	Antiochus Eupator invades Judæa in person; besieges Bethshur, and takes it; besieges Jerusalem.			اینٹی اوکس یوپیٹر کا بذات خود یہوداہ پر حملہ کرنا اور بت شرکا محاصرہ کرکے فتح پانا اور اُسپر قبضہ کرنا اور اورشلیم کا محاصرہ کرنا	
	Philip, who had been appointed regent by Antiochus Epiphanes, coming to Antioch, Lysias prevails with the king to make peace with the Jews, and return to Antioch; but before he returns, he enters Jerusalem, and causes the wall to be demolished that Judas had built, to secure the temple from the insults of the citadel.			فلپ کا انتاخیامیں آنا جسکو اینٹی اوکس ایپےفینس نے نایب مقرر کیا تھا اور لیسیس کا یہودیوں کی امن کے واسطے اور انتاخیا کو واپس جانے کے لیئے بادشاہ سے کہتے رھنا مگر پیشتر واپس جانے کے بادشاہ کا اورشلیم میں داخل ھونا اور یہودا نے جو دیوار بتخانہ کے طعنوں سے معبد کے محفوظ رھنے کے لیئے بنائی تھی ڈھوادینا	
3842	Menelaus the high priest dies; is succeeded by Alcimus, an intruder.	162	۱۶۲	مینی لاس مقدم کاھن کا وفات پانا اور الیسیمس غیرشرعی قابض کا جانشین ھونا	۳۸۴۲
	Onias IV. son of Onias III., lawful heir to the dignity of high priest, retires into Egypt, where some time after he built the temple Onion. Vide *infra*, 3854.			اونیس چہارم بیٹی اونیس سوم کا جو مقدم کاھن کے مرتبہ کا شرعی وارث تھا مصر کو چلا جانا اور وھاں تھوڑے عرصہ کے بعد معبد ارنیس کا تعمیر کرنا	
	Demetrius son of Seleucus sent to Rome as an hostage; escapes from thence and comes into Syria, where he salys his nephew Eupator; also Lysias, regent of the Kingdom; and is acknowledged king of Syria.			ڈیمیریاہ بیٹی سلیوکس کا بطریق گرو کے روم کو بھیجا جانا اور وھاں سے بھاگ کرسوریا میں آنا اور اپنے بھتیجی یوپیٹر اور لیسیس نایب سلطنت کو قتل کرنا اور بادشاہ ھو جانا	
	Alcimus intercedes with Demetrius for the confirmation of the dignity of high priest which he had received from Eupator.			ایلسیمس کا عہدہ مقدم کاھن کے استحکام کے واسطے جو اُسنے یوپیٹر سے حاصل کیا تھا ڈیمیریاہ سے معاملہ کرنا	
3843	Alcimus returns into Judæa with Bacchides, and enters Jerusalem.	161	۱۶۱	ایلسیمس کا بیکیڈس کے ھمراہ یہوداہ کو واپس جانا۔ اور اورشلیم میں پھونچنا	۳۸۴۳
	Alcimus is drived thence, and returns to Demetrius, who appoints Nicanor, with troops, to take him back to Judæa. Nicanor makes an accommodation with Judas, and lives for some time in good intelligence with him.			ایلسیمس کا یہوداہ سے بھگادیا جاکر ڈیمیریاہ کے پاس واپس آنا اور ڈیمیریاہ کا نکانور کو معہ فوج کے ایلسیمس کے یہوداہ میں واپس لیجانے کے لیئے مقرر کرنا اور نکانور کا یہودا سے اتفاق کرنا اور کچھہ عرصہ تک اُسکے ساتھہ اچھی طرح بسر کرنا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	Alcimus accuses Nicanor of betraying the king's interest. Demetrius orders Nicanor to bring Judas to him.			ایلسیمس کا نکانور کو اِسبات کا الزام دینا کہ اُسنے بادشاہ کي حکم عدولي کي اور ڈیمیٹریاد کا نکانور کو حکم دینا کہ یہودا کو ہمارے پاس لی آو	
	Judas attacks Nicanor, and kills about 5000 men.			یہودا کا نکانور پر حملہ کرنا اور قریب پانچہزار آدمیوں کے قتل کرنا	
	Death of Rhazis, a famous old man who chooses rather to die by his own hand than to fall alive into the hands of Nicanor.			رازز کا جو ایک بوڑھا مشہور آدمي تھا اپنے اپ سے مرنا تاکہ نکانور کے ہاتھہ زندہ نلگے	
	Judas obtains a complete victory, in which Nicanor is killed.			یہوداہ کا کامل فتح حاصل کرنا اور نکانور کا اِس لڑائي میں قتل ہونا	
	Bacchides and Alcimus again sent to Judæa.			بیکیدیس اور ایلسیمس کا یہوداہ کو بھیجا جانا	
	Judas gives them battle, and dies like a hero, on a heap of enemies slain by him.			یہودا کا اُن سے لڑنا اور دشمنوں کي لاشوں کے انبار پر جواُسنے قتل کیئے تھے بہادرانہ مرنا	
	Jonathan Maccabæus chosen chief of his nation, and high priest, in the place of Judas.			بجائے یہودا کے یوناثان میکبیس کا مقدم کاہن اور اپني قوم کا سردار مقرر ہونے کے لیئے پسند کیا جانا	
	The envoys return, whom Judas had sent to Rome, to make an alliance with the Romans.			اُن ایلچیوں کا واپس آنا جنکو یہودا نے روم سے رفاقت حاصل کرنیکو بھیجا تھا	
	Bacchides pursues Jonathan; he, after a slight combat, swims over the Jordan in sight of the enemy.			بیکیدیس کا یوناثان کا تعاقب کرنا اور یوناثان کا تھوڑي لڑائي کے بعد اردن میں تیرکر دشمنوں کے روبرو پار ہوجانا	
3844	Alcimus dies.	160	۱۶۰	ایلسیمس کا مرنا	۳۸۴۴
3846	Jonathan and Simon Maccabæus are besieged in Bethbesson, or Bethagla. Jonathan goes out of the place, raises soldiers, and defeats several bodies of the enemy.	158	۱۵۸	یوناثان اور سائمن میکبیس کا بتھہ بسن یا بسیگلہ میں محصور ہونا اور یوناثان کا وہاں سے نکل جانا اور فوج بھرتي کرنا اور دشمن کے بہت سے گروہوں کو شکست دینا	۳۸۴۶
	Simon, his brother, makes several sallies, and opposes Bacchides.			سائمن یوناثان کے بھائي کا دشمن پر بہت سے تیز حملے کرنا اور بیکیدیس کا مقابلہ کرنا	
	Jonathan makes proposals of peace to Bacchides, which are accepted.			یوناثان کا بیکیدیس سے صلح کي درخواست کرنا اور اُسکا قبول کرنا	
	Jonathan fixes his abode at Mikmash, where he judges the people.			یوناثان کا اپني سکونت مکماش میں قرار دینا اور عدالت کرنا	
3851	Alexander Balas, natural son of Antiochus Epiphanes, comes into Syria to be acknowledged king.	153	۱۵۳	سکندر بلس حقیقي بھائي اینٹي اوکس ایپي فینس کا بادشاہ ہونے کے لیئے آرم میں آنا	۳۸۵۱

نقشۂ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
3852	Demetrius Soter king of Syria writes to Jonathan, to ask soldiers against Alexander Balas. Balas also writes to Jonathan with offers of friendship and the dignity of high priest.	152	۱۵۲	ڈیمیریاہ سوٹر بادشاہ آرم کا یوناثان کو سکندر بلس سے لڑنے کے واسطے فوج کی طلب میں نامہ لکھنا اور سکندربلس کا بھی یوناثان کو دوستی اور مقدم کاھن کا عہدہ پیشکش کرکے نامہ لکھنا	۳۸۵۲
	Jonathan assists Balas, puts on the purple, and performs the functions of high priest for the first time at Jerusalem, which he makes his ordinary residence, in the year of the Greeks 160.			یوناثان کا سکندربلس کو مدد دینا اور مقدم کاھن کا تاج سرپر رکھنا اور اُس عہدہ کے کام کو اول دفعہ سنہ ۱۶۰ یونانی میں اورشلیم میں جہاں اُسنے بودوباش اختیار کی انجام دینا	
	Demetrius's second letter to Jonathan.			ڈیمیریاہ کا یوناثان کو دوسرا نامہ لکھنا	
3854	Demetrius Soter dies. Alexander Balas is acknowledged king of Syria.	150	۱۵۰	ڈیمیریاہ سوٹر کا مرنا اور سکندر بلس کا آرم کا بادشاہ ہو جانا	۳۸۵۴
	Onias IV., son of Onias III., builds the temple Onion in Egypt.			اونیس چہارم بیٹی اونیس سوم کا مصر میں معبد اونین تعمیر کرنا	
	A dispute between the Jews and Samaritans of Alexandria concerning their temple. The Samaritans are condemned by the king of Egypt, and the temple of Jerusalem is preferred to that of Gerizim.			سکندریہ کے یہودیوں اور سامریوں میں جھگڑا ہونا اور مصر کے بادشاہ کا سامریوں کے دعوی کی تردید کرنا اور اورشلیم کے معبد کو گریزم کے معبد پر ترجیح دینا	
	Aristobulus, a Peripatetic Jew, flourishes in Egypt under Ptolemy Philopator.			ایرستابولس ایک یہودی ارسطو کے پیرو کا مصر میں تولیمی فلوپیٹر کے عہد میں فروغ پانا	
	Demetrius Nicanor, eldest son of Demetrius Soter, comes into Cilicia to recover the kingdom of his father.			ڈیمیریاہ نکانور سب سے بڑے بیٹی ڈیمیریاہ سوٹر کا اپنے باپ کی سلطنت کے حاصل کرنے کے واسطے سلسیا میں آنا	
	Apollonius, to whom Alexander Balas had trusted his affairs, revolts to Demetrius Nicanor.			اپیا لونیس کا جسکو سکندر نے اپنا مہتمم کار مقرر کیا تھا ڈیمیریاہ نکانور سے سرکشی کرنا	
	He marches against Jonathan Maccabæus, who continues in the interest of Alexander Balas. Apollonius he put to flight.			ڈیمیریاہ نکانور کا یوناثان میکبیس پر جو سکندر بلس کی اغراض میں آب بھی ساعی تھا چڑہ کے جانا اور اُسکا اپیا لونیس کو بھگا دینا	
3858	Ptolemy Philometor king of Egypt comes into Syria, pretending to assist Alexander Balas.	146	۱۴۶	تولیمی فلومیٹر بادشاہ مصر کا سکندربلس کی مدد کے بہانہ سے آرم میں آنا اور باطن میں اسکو تخت سے محروم کرنے کا ارادہ کرنا	۳۸۵۸

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	but he really designs to dethrone him.				
3859	Alexander Balas gives battle to Philometor and Demetrius Nicanor; he loses it, and flies to Zabdiel king of Arabia, who cuts off his head.	145	۱۴۵	سکندر بلس کا فلومیٹر اور دیمیریاہ نکانور سے مقابلہ کرنا اور شکست کھاکر زبدئیل بادشاہ عرب کے پاس بھاگ جانا اور اُس بادشاہ کا اُسکے سر کو قلم کرنا	۳۸۵۹
	Ptolemy Philometor dies in Syria. Cleopatra, his queen, gives the command of her army to Onias, a Jew, son of Onias III.			تولیمي فلومیٹر کا آرم میں مرنا اور کلیوپٹرا اُسکي بي‌بي کا ایک یہودي اونیس بیٹے اونیس سوم کو فوج کا اختیار دینا	
	Onias restrains Ptolemy Physcon son of Philometor.			اونیس کا تولیمي فسکن بیٹے تولیمي فلومیٹر کو بندش میں رکھنا	
	Jonathan besieges the fortress of the Syrians at Jerusalem.			یوناثان کا اورشلیم کے آرم‌والوں کے قلعہ کا محاصرہ کرنا	
	Demetrius comes into Palestine; Jonathan finds means to gain him by presents.			دیمریاہ کا فلسطاین میں آنا اور یوناثان کا نذریں دیکر اسکي رفاقت حاصل کرنا	
3860	Demetrius Nicanor attacked by the inhabitants of Antioch, who had revolted. Jonathan sends him soldiers, who deliver him.	144	۱۴۴	انتاکیا کے سرکش باشندوں کا دیمیریاہ نکانور پر حملہ کرنا اور یوناثان کا سپاہ بھیجکر اسکو بچانا	۳۸۶۰
	Tryphon brings young Antiochus son of Alexander Balas, out of Arabia, and has him acknowledged king of Syria. Jonathan espouses his interest against Demetrius Nicanor.			ٹرائي فن کا اینٹي اوکس بیٹے سکندر بلس کو عرب سے لانا اور آرم کے تخت پر بیٹھانا اور یوناثان کا برخلاف نکانور کے اُسکے حق میں کوشش کرنا	
	Jonathan renews the alliance with the Romans and Lacedemonians.			یوناثان کا رومیوں اور لیسیدیمن والوں سے موافقت تازہ کرنا	
	He is treacherously taken by Tryphon in Ptolemais, who some time afterwards puts him to death.			ٹرائي فن کا مقام ٹولمیس میں یوناثان کو فریب سے گرفتار کرکے تھوڑے دنوں بعد مارڈالنا	
3861	Simon Maccabaeus succeeds Jonathan.	143	۱۴۳	سائیمن میکیبیس کا یوناثان کا جانشین ہونا	۳۸۶۱
	Tryphon slays the young king Antiochus Theos, and usurps the kingdom of Syria.			ٹرائي فن کا صغیر سن بادشاہ اینٹي اوکس تھیُوس کو قتل کرکے آرم کي بادشاہت کو غصب کرلینا	
	Simon acknowledges Demetrius Nicanor, who had been dispossessed of the kingdom of Syria, and obtains from him the entire freedom of the Jews.			سائیمن کا دیمیریاہ نکانور کي جسکے ہاتھہ سے آرم کي سلطنت نکل گئي تھي اطاعت کرنا اور اُسسے یہودیوں کي کامل آزادي حاصل کرنا	

نقشه تاريخ واقعات عظيمه جنكا بيبل ميں ذكر آيا هے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
3862	The Syrian troops that held the citadel of Jerusalem capitulate.	142	۱۴۲	آرم كي فوج كا اورشليم كے بتخانه كے قابضوں سے عهد و پيمان كرنا	۳۸۶۲
	Demetrius Nicanor goes into Persia with an army; is taken by the king of Persia.			ڈيمي ٹيريس نكيٹر يا ديميرياه نكانور كا فوج ليكر ايران ميں جانا اور شاهِ ايران كا اُسكو گرفتار كرنا	
3862	Simon acknowledged high priest and chief of the Jews, in a great assembly at Jerusalem.	142	۱۴۲	سائمن كا ايك بڑي مجلس ميں جو اورشليم ميں جمع هوئي ايك مقدم كاهن اور سردار يهوديوں كا قرار پانا	۳۸۶۲
3864	Antiochus Sidetes, brother of Demetrius Nicanor, becomes king of Syria; allows Simon to coin money, and confirms all the privileges the Syrian kings had granted to the Jews.	140	۱۴۰	اينٹي اوكس سڈيٹس بهائي ديميرياه نكانور كا آرم كا بادشاه هونا اور سائمن كوسكه بنانے كي اجازت دينا اور آرم كے بادشاهوں نے جو كچهه حقوق يهوديوں كو بخشے تهے اُنكا مستحكم كرنا	۳۸۶۴
3865	The return of the ambassadors Simon had sent to Rome to renew his alliance with the Romans.	139	۱۳۹	جن ايلچيوں كو سائيمن نے روميوں سے موافقت تازه كرنے كو بهيجا تها اُنكا واپس آنا	۳۸۶۵
3866	Antiochus Sidetes quarrels with Simon, and sends Cendebeus into Palestine to ravage the country.	138	۲۳۸	اينٹي اوكس سڈيٹس كا سائيمن سے فساد كرنا اور سنڈيبيس كو ملك كے لوٹ نے كے واسطے فلسطائن كو بهيجنا	۳۸۶۶
	Cendebeus is beaten by John and Judas, Simon's sons.			يوحنا اور يهودا سائيمن كے بيٹونكا سڈيبيس كو شكست دينا	
3869	Simon killed by treachery, with two of his sons, by Ptolemy his son-in-law, in the castle of Docus.	135	۱۳۵	ٹولمي سائيمن كے داماد كا سائيمن اور اُس كے دوبيٹونكو فريب سے قتل كرنا	۳۸۶۹
3870	Hyrcanus, or John Hyrcanus, succeeds his father Simon.	134	۱۳۴	هركينس يا جان هركينس كا اپنے باپ سائيمن كا جانشين هونا	۳۸۷۰
	Antiochus Sidetes besieges Hyrcanus in Jerusalem.			اينٹي اوكس سڈيٹس كا هركينس كو اورشليم ميں گهيرنا	
	Hyrcanus obtains a truce of eight days to celebrate the feast of tabernacles; makes peace with Antiochus.			هركينس كا معبد كي دعوت پهونچانے كے لئيے اٹهه روز كا وقفه حاصل كرنا اور اينٹي اوكس سے صلح كرنا	
	Hyrcanus finds money in David's tomb, or rather the hidden treasures of the kings of Judah.			هركينس كا داؤد كي قبر ميں روپيه يا زياده تر يهوداه كے بادشاهوں كا مدفون خزانه پانا	
3873	Antiochus Sidetes goes to war against the Persians; Hyrcanus accompanies him.	133	۱۳۱	اينٹي اوكس سڈيٹس كا ايرانيوں سے لڑنے كو جانا اور هركينس كا اُسكے همراه جانا	۳۸۷۳
	Antiochus is conquered and slain.			اينٹي اوكس كا شكست كهانا اور قتل هونا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ھے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
3874	Hyrcanus shakes off the yoke of the kings of Syria, sets himself at perfect liberty, and takes several cities from Syria.	130	۱۳۰	هرکینس کا آرم کے بادشاهوں کي اطاعت چھوڑکے اپنے تئیں بالکل آزاد کرنا اور آرم کے علاقہ میں سے بہت سے شہروں پر قبضہ کرلینا	۳۸۷۴
3875	He attacks the Idumæans, and obliges them to receive circumcision.	129	۱۲۹	هرکینس کا ادومیوں پر حملہ کرکے اُن کو ختنہ کرنے کے لیئے مجبور کرنا	۳۸۷۵
3877	He sends ambassadors to Rome, to renew his alliance with the Roman power.	127	۱۲۷	هرکینس کا سلطنت روم سے رفاقت تازہ کرنے کے لیئے ایلچیوں کو بھیجنا	۳۸۷۷
	While the two kings of Syria, both of them called Antiochus, war against each other, Hyrcanus strengthens himself in his new monarchy.			اینٹي اوکس نامي آرم کے دوبادشاهوں کا آپس میں لڑنا اور هرکینس کا وقت پاکر اپني نئي سلطنت کو مستحکم کرنا	
3894	He besieges Samaria; takes it after a year's siege. (Joseph. Antiq. lib. xiii. c. 18.)	110	۱۱۰	هرکینس کا شومرون کا محاصرہ کرکے ایک برس میں فتح کرنا	۳۸۹۴
3895	Hyrcanus dies after a reign of twenty-nine years.	109	۱۰۹	هرکینس کا انتیس برس سلطنت کرکے مرنا	۳۸۹۵
3898	Under his government the three principal Jewish sects, the Pharisees, the Sadducees, and the Essenes, are supposed to have first appeared, but their exact epochas are not known.	106	۱۰۶	اسي کاهن کي سلطنت میں اِن تین مقدم یہودي فرقوں یعني فراسیز اور سادوسیز اور اسینز کا قایم هونا مگر اِن کا صحیح زمانہ معلوم نہیں	۳۸۹۸
	Judas, otherwise called Aristobulus, or Philellen, succeeds John Hyrcanus; associates his brother Antigonus with him in the government; leaves his other brethren and his mother in bonds; suffers his mother to starve in prison; takes the diadem and title of king; and reigns one year.			یہودا کا جسکو ایرسٹا بولس یا فیلي لن بھي کھتے هیں هرکینس کا جانشین هونا اور اپنے بھائي اینٹي گونس کو حکومت میں شریک کرنا اور اپنے بھائیوں اور اپني ماں کو قید میں رکھنا اور فاقہ مارنا اور بادشاہ خطاب پاکر ایک برس سلطنت کرنا	
	He declares war against the Ituræans. Antigonus his brother defeats them and obliges them to be circumcised. (Joseph. Antiq. lib. xiii. c. 19.)			یہودا کا ایتوریا والوں سے لڑائي مشتہر کرنا اور اینٹي گونس اُسکے بھائي کا اُن کو شکست دیکر جبراً ختنہ قبول کرانا	
	Antigonus slain at his return from this expedition, by order of his brother Aristobulus.			اینٹي گونس کا اپنے بھائي ایرستابولس کے حکم سے اِس مہم سے واپس آنے پر قتل کیا جانا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
3899	Aristobulus dies, after reigning one year. Alexander Jannæus his brother succeeds him; reigns 26 years. He attempts Ptolemais; but hearing that Ptolemy Lathurus is coming to relieve the city he raises the siege and ravages the country.	105	١٠٥	ایک برس سلطنت کرکے ایرستابولس کا وفات پانا اور بجاے اُسکے سکندر جانیس اُسکے بھائي کا قایم ہوکر چھبیس برس سلطنت کرنا اور ٹولیمیس کے فتح کرنے کا قصد کرنا مگر یہہ خبر پاکر کہ ٹولیمي لاتھورس اِس شہر کي مدد کو آتا ہے محاصرہ اُٹھا کر ملک کو تاراج کرنا	٣٨٩٩
3900	Ptolemy Lathurus obtains a great victory over Alexander king of the Jews.	104	١٠٤	ٹولیمي لاتھورس کا سکندر بادشاہ یہودیوں پر بڑي فتح حاصل کرنا	٣٩٠٠
3901	Cleopatra queen of Egypt, fearing that Lathurus would give her disturbance in Egypt, sends the Jews, Helcias and Ananias, against him with a powerful army. She takes Ptolemais.	103	١٠٣	کلیوپٹرا شاہزادي مصر کا اِس خوف سے کہ لاتھورس مصر میں آکر اُسکے ملک میں خلل ڈالیگا یہودیوں ہلسیس اور اینینیس کو بڑي فوج دیکر اُسکے مقابلہ کو بھیجنا	٣٩٠١
3902	Alexander Jannæus king of the Jews makes an alliance with Cleopatra, and takes some places in Palestine.	102	١٠٢	سکندر جانیس بادشاہ یہودیوں کا کلیوپٹرا سے موافقت پیدا کرنا اور فلسطان میں چند مقاموں پر قبضہ کرنا	٣٩٠٢
3906	Attacks Gaza, takes it and demolishes it.	98	٩٨	سکندر جانیس کا غازہ پر حملہ کرکے اُسکو فتح کرنا اور برباد کرنا	٣٩٠٦
3907	The Jews revolt against him, but he subdudes them. He wages several wars abroad with success.	97	٩٧	یہودیوں کا سکندر جانیس سے سرکشي کرنا لیکن مغلوب ہونا سکندر جانیس کا باہر بہت سي لڑائیوں میں کامیاب ہونا	٣٩٠٧
3907	His subjects war against him during six years, and invite to their assistance Demetrius Eucerus king of Syria. Alexander loses the battle; but the consideration of his misfortune reconciles his subjects to him. Demetrius Eucerus obliged to retire into Syria. The years of these events are not accurately known.	97	٩٧	اِسکي رعایا کا چھہ برس تک لڑتے رہنا اور ڈیمیریاہ یوسرس بادشاہ آرم کو اپني مدد کے لیئے بولانا سکندر جانیس کا شکست پانا مگر اُسکي مصیبت کے خیال سے اُسکي رعایا کا اُس سے مصالحت کرنا ڈیمیریاہ یوسرس کا مجبور ہوکر آرم کو چلا جانا اِن واقعات کي تاریخ صحت کے ساتھہ معلوم نہیں	٣٩٠٧
3919	Antiochus Dionysius king of Syria invades Judæa; attacks the Arabians, and beats them: but is defeated and slain. Aretas king of the Arabians attacks	85	٨٥	اینٹي اوکس ڈایونیس بادشاہ آرم کا یہوداہ پر اور اہل عرب پر حملہ کرنا اور پس پاکردینا مگر پھر خود شکست پانا اور قتل ہونا اور ارٹس بادشاہ عرب کا سکندر پر حملہ کرنا اور غالب آکر اُسکي تواضع کرنا اور چلا جانا	٣٩١٩

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	Alexander; having overcome him, treats with him, and retires.				
3920	Alexander Jannæus takes the cities of Dion, Gerasa, Gaulon, Seleucia, &c.	84	۸۴	سکندر جانیس کا داین اور گراسا اور گالون اور سلوسیا وغیرہ شہروں پر قابض ہونا	۳۹۲۰
3926	Alexander Jannæus dies, aged 49 years. (Joseph. Antiq. lib. xiii. c. 23.)	78	۷۸	سکندر جانیس کا ۴۹ برس زندہ رہ کر وفات پانا	۳۹۲۶
	Alexandra, otherwise Salome or Saline, his queen succeeds him: gains the Pharisees to her party by giving them great power. Reigns nine years.			سکندرہ اُسکی بیبی کا جسکو سالوم یا سیلائن بھی کہتے ہیں اسکا جانشین ہونا اور فراسیز کو بہت سا اختیار دیکر اپنی طرف کرلینا اور ۹ برس تک سلطنت کرنا	
3933	Aristobulus II., son of Alexander Jannæus, heads the old soldiers of his father; is discontented with the government of his mother and the Pharisees.	71	۷۱	ایرستا بولس دوم بیٹے سکندر جانیس کا اپنے باپ کی قدیم سپاہ کا سردار ہونا اور اپنی ماں اور فراسیز کی حکومت سے ناراض ہونا	۳۹۳۳
3934	Takes possession of the chief places of Judæa during his mother's sickness.	70	۷۰	ایرستا بولس دوم کا اپنی ماں کی بیماری میں یہوداہ کے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کرنا	۳۹۳۴
3935	Alexandra dies. Hyrcanus her eldest son, and brother of Aristobulus, is acknowledged king. Reigns peaceably two years.	69	۶۹	سکندرہ کا مرنا اور اُسکے سب سے بڑے بیٹے ہرکینس ایرستابولس کے بھائی کا بادشاہ ہونا اور دو برس امن سے سلطنت کرنا	۳۹۳۵
	Battle between Hyrcanus and Aristobulus; Hyrcanus is overcome at Jericho. Hyrcanus had been high priest under the reign of his mother nine years; then is king and pontiff two years; is afterwards only priest four years; after which he is ethnarch 19 years. At last he is Herod's captive and sport eight years. So that he survived his father Alexander Jannæus 48 years.			ہرکینس اور ایرستا بولس میں لڑائی ہونا اور مقام یریکو میں ہرکینس کا مغلوب ہونا اپنی ماں کی سلطنت میں ہرکینس کا ۹ برس مقدم کاہن رہنا اور بعد کو دو برس بادشاہ اور مقدم کاہن رہنا اور بعد ازاں چار برس صرف کاہن رہنا بعد اسکے اُنیس برس حاکم رہنا آخر کار اُسکا کئی برس تک ہیرود کا مشغلہ اور قیدی رہنا الغرض وہ اپنے باپ سکندر جانیس سے ۴۸ برس زیادہ زندہ رہا	
3938	Peace concluded between the brothers, on condition that Hyrcanus should live privately in the enjoyment of his estate, and Aristobulus be acknowledged high priest and king. Thus	66	۶۶	دونوں بھائیوں میں اِس شرط سے امن اور صلح ہونا کہ ہرکینس صرف اپنی جائداد کی آمدنی پر قانع رہے اور ایرستا بولس مقدم کاہن اور بادشاہ رہے پس ہرکینس کا تین برس تین مہینے سلطنت کرکے ایرستابولس	۳۹۳۸

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے .

A Chronological Table of the principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	Hyrcanus, having reigned three years and three months, resigns the kingdom to Aristobulus II. who reigns three years and three months.			کے حوالہ کرنا اور ایرسٹا برلس کا تین برس تین مہینی سلطنت کرنا	
3939	Hyrcanus, at the instigation of Antipater, seeks protection from the king of the Arabians.	65	۶۵	هرکینس کا اینٹي پیٹر کي تحریک سے بادشاہ عرب سے حمایت چاهنا	۳۹۳۹
	Aretas king of the Arabians undertakes to replace Hyrcanus on the throne.			ارٹس بادشاہ عرب کا هرکینس کو تخت پر دوبارہ بیٹھانے کا قصد کرنا	
	Aristobulus is worsted, and forced to shut himself up in the temple of Jerusalem.			ایرسٹا برلس کا تنگ حال هونا اور مجبور هوکر اپنے تئیں اورشلیم کے معبد میں بند کرنا	
	He sends deputations, first to Gabinius, and then to Scaurus, who were sent by Pompey into Syria; offers them great sums of money to engage on his side, and to oblige Aretas to raise the siege of the temple.			ایرسٹا برلس کا اول تو گیبنیس کے پاس اور بعد کو سیکیرس کے پاس جنکو پومپي نے آرم میں بھیجا تھا ایلچیوں کا بھیجنا اور اپني مدد اور ارٹس کے محاصرہ اُٹھانے کے لیئے اُنکو بہت سا روپیہ پیش کرنا	
	Scaurus writes to Aretas, and threatens to declare him an enemy to the Roman people if he does not retire.			سیکیرس کا ارٹس کو لکھنا اور یہہ دھمکي دینا کہ وہ اگر نہ چلا جاتگا تو اپنے تئیں رومیونکا دشمن جانے	
	Aretas withdraws his forces: Aristobulus pursues him, gives him battle, and obtains a victory over him.			ارٹس کا اپني فوج کو هٹا لینا اور ایرسٹا براس کا اُسکا تعاقب کرنا اور لڑنا اور شکست دینا	
3940	Pompey comes to Damascus, and orders Aristobulus and Hyrcanus to appear before him. Hears the cause of the two brothers and advises them to live in good understanding with each other.	64	۶۴	پومپي کا دمشق کو آنا اور ایرسٹا برلس اور هرکینس کو طلب کرنا اور اُن دونوں بھائیونکا مقدمہ سنکر اُنکو فهمایش کرنا کہ وہ باهم اتفاق سے رهیں	۳۹۴۰
3941	Aristobulus withdraws into Jerusalem, and maintains the city against Pompey, who besieges it. The city and temple taken. Aristobulus taken prisoner; Hyrcanus made high priest and king of the Jews, but not allowed to wear the diadem. Judæa reduced to its ancient limits, and ob-	63	۶۳	ایرسٹابرلس کا اورشلیم کو چلا جانا اور پومپي کا مقابلہ کرنا اورپومپي کا اُسکو محاصرہ کرنا شهر اور معبد کا فتح هونا اور ایرسٹابرلس کا گرفتار هونا اور هرکینس کا یهودیوں میں شهزادہ اور مقدم کاهن قرار پانا لیکن تاج سر پر رکھنے کي اجازت نهونا اور یهوداد کا زوال هونے سے اپني قدیمي حدود پر آجانا اور رومیوں کا خراج گذار هونا	۳۹۴۱

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		[illegible]
	liged to pay tribute to the Romans.				
	Alexander the son of Aristobulus having escaped from the custody of those who were carrying him to Rome, comes into Judæa, and raises soldiers.			سکندر بیٹے ایرسٹا بولس کا اُن لوگوں میں سے بھاگ کر جو اُسکو روم کو لئے جاتے تھے یہوداہ میں آنا اور فوج بھرتی کرنا	
3941	Augustus, afterwards emperor, is born.	63	۶۳	اگستس کا جو بعد ازاں شہنشاہ ہوا پیدا ہونا	۳۹۴۱
3947	Gabinius, a Roman commander, defeats Alexander and besieges him in the castle of Alexandrion. Alexander surrenders, with all his strong places.	57	۵۷	گیبنیس رومی حاکم کا سکندر کو شکست دیکر سکندرین کے قلعہ میں محاصرہ کرنا اور سکندر کا معہ اپنے اور قلعوں کے مطیع ہونا	۳۹۴۷
3948	Aristobulus, escaping from Rome, returns into Judæa and endeavours to repair the castle of Alexandrion. Is hindered by the Romans, who put his little army to flight. He flies to Machæron, with a design to fortify it; but he is presently besieged in it. After some resistance he is taken, and sent a second time prisoner to Rome.	56	۵۶	ایرسٹا بولس کا روم سے بھاگ کر یہوداہ میں آنا اور سکندرین قلعہ کی مرمت میں کوشش کرنا اور رومیوں کا اسکو اِس ارادہ سے باز رکھنا اور اُسکی قلیل فوج کو بھگادینا اور ایرسٹا بولس کا میکرس کو اِس ارادہ سے بھاگنا کہ اُسکو جاکر مستحکم کرے مگر وہاں محصور ہو جانا اور تھوڑے مقابلہ کے بعد گرفتار ہوکر دوبارہ روم کو بھیجا جانا	۳۹۴۸
3949	Ptolemy Auletes king of Egypt by money induces Gabinius to come into Egypt to restore him to the throne. John Hyrcanus furnishes Gabinius with provisions for his army; and writes to the Jews in Pelusium to favour the passage of the Romans.	55	۵۵	ٹولیمی الیٹس بادشاہ مصر کا گیبنیس کو روپیہ کی ترغیب دیکر مصر میں اسلئے بولانا کہ اُسکی مدد سے تخت پر بحال ہو اور جان ہرکینس کا گیبنیس کی فوج کے لیئے رسد کا سرانجام کرنا اور فلوشیم کے یہودیوں کو لکھنا کہ وہ رومیوں کی راہ میں خبر گیری کریں	۳۹۴۹
	While Gabinius is in Egypt, Alexander son of Aristobulus wastes Judæa. Gabinius defeats him at the foot of Mount Tabor.			گیبنیس کے مصر میں ہونے کے وقت میں سکندر بیٹے ایرسٹا بولس کا یہوداہ کو خراب کرنا اور گیبنیس کا کوہ تیبر کے قریب اُسکو شکست دینا	
3950	Crassus succeeds Gabinius in the government of Syria.	54	۵۴	آرم کی حکومت میں کیرسیس کا بجائے گیبنیس کے معین ہونا	۳۹۵۰
	Crassus, passing into Syria, and finding the province quiet, makes war against the Parthians.			کیرسیس کا آرم میں پہونچکر اور اُس صوبہکو امن میں پاکر پارتھیا والوں سے لڑنا	
3951	He comes to Jerusalem, and takes great riches out of the temple.	53	۵۳	کیرسیس کا اورشلیم میں آنا اور معبد میں سے خوب روپیہ لینا	۳۹۵۱

نغشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	He marches against the Parthians; is defeated, and killed by Orodes.			کیسیس کا پارتھیا والوں سے لڑنے کے لیئے کوچ کرنا اور شکست پانا اور اُرودس کے هاتهہ سے مارا جانا	
3952	Cassius brings the remains of the Roman army over the Euphrates; takes Tirhakah, and brings from thence above 30,000 Jewish captives.	52	٥٢	کیسیس کا باقي رومي فوج کو دریاے فرات پر لیجانا اور ترہکا کو فتح کرنا اور قریب تیس هزار یهودیوں کے گرفتار کرنا	٣٩٥٢
	He restrains Alexander, son of king Aristobulus.			کیسیس کا سکندر بیٹے ایرسٹا بولس کو بندش میں کرنا	
	Civil war between Cæsar and Pompey.			قیصر اور پومپي میں ملکي لڑائي هونا	
3955	Julius Cæsar making himself master of Rome, sets Aristobulus at liberty, and sends him with two legions into Syria.	49	٤٩	جولیس قیصر کا روم کے مالک هونے پر ایرسٹا بولس کو آزاد کرنا اور بهت سي فوج کي حفاظت میں اُسکو آرم میں بهیجنا	٣٩٥٥
	Those of Pompey's party poison Aristobulus.			پومپي کے گروہ کے لوگوں کا ایرسٹا بولس کو زهر دینا	
	Scipio slays young Alexander, son of Aristobulus.			سپیو کا سکندر جوان بیٹے ایرسٹا بولس کو قتل کرنا	
	The battle of Pharsalia. Antipater governor of Judæa.			فارسیلیاہ کي لڑائي کا هونا اور اینٹي پیٹر کا یهوداہ کا حاکم هونا	
	The library of Alexandria burnt.			سکندریہ کے کتب خانہ کا جلنا	
3957	Antipater, by order of Hyrcanus, joins Mithridates, who was going into Egypt with succours for Cæsar, and assists him in reducing the Egyptians.	47	٤٧	اینٹي پیٹر کا هرکینس کے حکم سے متهري ڈیٹس سے جو قیصر کي مدد کے لیئے مصر کو جاتا تها شامل هونا اور مصریوں کے مطیع کرنے میں مدد کرنا	٣٩٥٧
	Cæsar, having finished the war in Egypt, comes into Syria; confirms Hyrcanus in the high priesthood.			قیصر کا بعد ختم هونے مصر کي لڑائي کے آرم کو جانا اور هرکینس کو مقدم کاهن کے عهدہ پر مستقل کرنا	
	Antigonus son of Aristobulus remonstrates to Cæsar: but Cæsar is prejudiced against him by Antipater.			اینٹي گونس بیٹے ارسٹا بولس کا قیصر سے شکایت کرنا مگر اینٹي پیٹر کا اُسکي طرف سے بدگمان کرنا	
	Antipater takes advantage of the indolence of Hyrcanus; makes his eldest son Phazael governor of Jerusalem, and Herod, another of his sons, governor of Galilee.			اینٹي پیٹر کا هرکینس کي کاهلي سے اپنے فائدہ کا موقع پاکر اپنے سب سے بڑے بیٹے فازائیل کو اورشلیم کا حاکم اور اپنے دوسرے بیٹے ایراد کو گیللي کا حاکم کرنا	
	Herod is summoned to Jerusalem to give an account of his con-			ایراد کا اپنے چلن کي جوابدهي کے واسطے اورشلیم میں بلایا جانا مگر اُسکا اپنے تئیں ملزم	

نقشہ تاریخی واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	duct; but finding himself in danger of being condemned, retires to his government.			سمجھ کر اپني دارالحکومت کو چلا جانا	
	Hillel and Shammai, two famous Rabbins, live about this time. Shammai was master to Hillel. Jonathan son of Uzziel, author of the Chaldee paraphrase, was a disciple of Hillel. Josephus says that Pollio was master of Shammai. Jerome says that Akiba succeeded Shammai and Hillel in the school of the Hebrews.			هلل اور شامع کا جو مشهور عالم تهے اس زمانہ کے قریب هونا اِن میں شامع هلل کا اوستاد تها اور یوناثان بیٹا عزیل مصنف تفسیر زبان کالدي هلل کا شاگرد تها جوزیفس بیان کرتا هے کہ پولیو شامع کا اُستاد تها اور جیروم بیان کرتا هے کہ شامع اور هلل کے بعد یهودیوں کے مدرسہ میں ایکیبا معلم هوا	
	Cæsar passes into Africa. Cato kills himself at Utica.			قیصر کا افریقہ میں گذرنا اور کیٹو کا اپنے تئیں ایٹکا میں هلاک کرنا	
3959	Hyrcanus sends ambassadors to Julius Cæsar to renew alliance. The alliance renewed in a manner very advantageous to the Jews.	45	٤٥	هرکینس کا جولیس قیصر کے پاس موافقت تازہ کرنے کے لیئے ایلچیوں کو بهیجنا اور اِس موافقت کا اس طرح سے هونا جس سے یهودیونکو بہت فائدہ رها	٣٩٥٩
3960	After the death of Julius Cæsar the ambassadors of the Jews are introduced into the senate, and obtain their whole request.	44	٤٤	جولیس قیصر کے بعد یهودیوں کے ایلچي کا دربار میں رومي امراء کے پهونچنا اور تمام اپني درخواست کا حاصل کرنا	٣٩٦٠
	The Jews of Asia confirmed in their privilege of not being compelled to serve in the wars.			ایشیا کے یهودیوں کا یہہ حق مستحکم ٹهرنا کہ لڑائي میں اُنسے جبراً خدمت نہ لیجاوے	
3961	Cassius demands 700 talents from Judæa. Malchus causes Antipater to be poisoned.	43	٤٣	کیسیس کا یهوداہ سے سات سو ٹیلنٹ طلب کرنا اور مالکس کا اینٹي پیٹر کو زهر دلوانا	٣٩٦١
3961	Herod causes Malchus to be killed, to revenge the death of his father Antipater.	43	٤٣	هیرود کا اپنے باپ کے خون کا بدلا لینے کے لیئے مالکس کو قتل کروانا	٣٩٦١
3962	Felix, having attacked Phazael, is shut up by him in a tower, from whence Phazael would not release him but on composition.	42	٤٢	فیلکس کا فزاعیل پر حملہ کرنا اور فزاعیل کا اُسکو برج میں بند کردینا اور یہہ کہنا کہ میں تجهکو نچهوڑوں گا جب تک اگلی کو ایذا نہ پهونچانے کا عهد نکر لی	٣٩٦٢
	Herod and Phazael tetrarchs of Judæa.			هیرود اور فزاعیل کا اُسوقت میں یهوداہ کا حاکم هونا	
3963	Antigonus II., son of Aristobulus, gathers an army and enters Judæa.	41	٤١	اینٹي گونس دوم بیٹا ایرسٹا بولس کا فوج جمع کرکے یهوداہ میں داخل هونا	٣٩٦٣
	Herod gives him battle, and routs him.			هیرود کا اسکو شکست فاش دینا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے۔

A Chronological Table of the principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	Mark Antony coming into Bithynia, some Jews resort to him, and accuse Herod and Phazael before him; but Herod coming thither, wins the affections of Antony.			مارک اینٹانی کا بتھنیا میں آنا اور چندیہودیونکا اُسکے پاس جاکر هیرود اور فزاعیل پرالزام لگانا مگر هیرود کا اُسکے پاس جاکر اُسکی محبت حاصل کرنا	
	Mark Antony, being at Ephesus, grants the liberty of their nation to such Jews as had been taken captive by Cassius; and causes the lands to be restored that had been unjustly taken away from the Jews.			مارک اینٹانی کا جسوقت میں کہ وہ اِفیسس میں تھا اُن یہودیونکو جنکو کہ کیسیس نے گرفتار کیا تھا قومی‌ازادی بخشنا اور جو اراضیات کہ یہودیوں سے ظلماً چھین لی گئی تھیں اُنکا پھر بحال کرنا	
	Mark Antony coming to Antioch, some principal Jews accuse Herod and Phazael; but instead of hearing them, he established the two brothers tetrarchs of the Jews.			مارک اینٹانی کے انتاخیا میں پہونچنے پر چند مقدم یہودیونکا هیرود اور فزاعیل پر الزام لگانا مگر اُسکا بجاے سننے اُنکی شکایت کے دونوں بھائیوں نکوحاکم مقرر کرنا	
	The Jews afterwards send a deputation of a thousand of their most considerable men to Antony, then at Tyre, but in vain.			یہودیوں کا بعد ازاں اپنے بڑے بڑے عماید میں سے ایک هزار کو اینٹانی کے پاس جو اُس وقت صور میں تھا بھیجنا مگر اس سے کچھہ فائدہ حاصل نکرنا	
3964	Antigonus, son of Aristobulus, prevails with the Parthians to place him on the throne of Judæa. The Parthians seize Hyrcanus and Phazael, and deliver them up to Antigonus.	40	۴۰	اینٹی گونس بیٹی ایرسٹا بولس کا پارتھیا والونکو اپنے ساتھہ اس امر میں موافق کرلینا کہ وہ اُسکو یہوداہ کے تخت پر بٹھائیں اور پارتھیا والوں کا هرکینس اور فزاعیل کو گرفتار کرکے اینٹی گونس کے حوالہ کرنا	۳۹۶۴
	Phazael commits suicide; the Parthians carry Hyrcanus beyond the Euphrates, after Antigonus had cut off his ears.			فزاعیل کا خود کشی کرنا اور پارتھیا والوں کا هرکینس کو دریاے فرات کے پار بعد اِسکے لیجانا کہ اینٹی گونس نے اُسکے کان کٹواے	
	Herod forced to flee to Jerusalem, and thence to Rome, to implore assistance from Antony. He obtains the kingdom of Judæa from the senate, and returns with letters from Antony, who orders the governors of Syria to assist him in obtaining the kingdom. He reigned 37 years.			هیرود کا اورشلیم کو مجبور هوکر بھاگنا اور وهاں سے اینٹانی کی مدد چاهنے کے لیئے روم کو بھاگنا اور مجلس عماید میں سے یہوداہ کی سلطنت حاصل کرنا اور اینٹانی سے فرمان آرم کے حاکموں کے نام اِسمضمون کے لیکر واپس آنا کہ وہ اُسکو سلطنت دلانے میں مدد دیں اور ۳۷ برس سلطنت کرنا	
3965	He first takes Joppa, then goes to Massada, where his brother Jo-	39	۳۹	هیرود کا اول جاپا کو فتح کرنا اور بعدہ مساڈا کو جانا جہاں اُسکے بھائی یوسف کو اینٹی گونس	۳۹۶۵

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے
A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	seph was besieged by Antigonus.			نے گھیر رکھاتھا	
	He raises that siege, and marches against Jerusalem; but the season being too far advanced, he could not then besiege it.			ھیروق کا وھاں جاکر اِس محاصرہ کو اُٹھا نا اور اورشلیم پر چڑھکر جانا مگر موسم لڑائی کا گذرجانے کے سبب سے اُسکا محاصرہ نکرسکنا	
	He takes the robbers that hid themselves in the caves of Galilee, and slays them.			اُسکا غارتگروں کو گرفتار کرنا جنھوں نے گلیلی کے غاروںمیں اپنے تئیں چھپا رکھا تھا اور اُنکو قتل کرنا	
	Macherus, a Roman captain, and Joseph, Herod's brother, carry on the war against Antigonus, while Herod goes with troops to Antony, then besieging Samosata.			میکیرس ایک رومی کپتان اور یوسف بھائی ھیرود کا اینٹی گونس سے لڑائی جاری رکھنا اور ھیرودکا اینٹانی کے پاس جو اسوقت میں سیموسٹیا کا محاصرہ کیےھوئی تھا فوج لیکر جانا	
3966	After the taking of Samosata, Antony sends Sosius with Herod into Judæa to reduce it.	38	۳۸	سیموسیٹا کے فتح کرنے کے بعد اینٹانی کا سوسیس کو ھیروق کے ساتھہ یہودا کے فتح کرنے کو بھیجنا	۳۹۶۶
3967	After several battles Herod marches against Jerusalem; the city is taken; Antigonus surrenders himself to Sosius, who insults him.	37	۳۷	بہت سی لڑائیوں کے بعد ھیروق کا اورشلیم پر چڑھ کرجانا اوراوسکو فتح کرنا اور اینٹی گونس کا اپنے تئیں سوسیس کے حوالہ کردینا اور اوسکا اوسکو طعنہ زنی کرنا	۳۹۶۷
	Antigonus carried prisoner to Antony at Antioch, who orders him to be beheaded. End of the reign of the Asmonæans, after 126 years.			اینٹی گونس کا قید ھوکر اینٹانی کے پاس لیجایا جانا اوراوسکا اوسکے قتل کا حکم دینا اور ایسمو نینز کے سلطنت کا ایک سوچھبیس برس رہکر ختم ھونا	
	Ananel high priest the first time.			انانل کا اول دفعہ مقدم کاھن ھونا	
3968	Hyrcanus is treated kindly by the king of the Parthians. Obtains leave to return into Judæa.	36	۳۶	پار تھیا والوں کے بادشاہ کا ھرکینس کے ساتھہ مہربانی سے پیش آنا اور یہوداہ میں واپس جانے کے لئے اجازت دینا	۳۹۶۸
	Because Hyrcanus could no longer exercise the functions of the high priesthood, Herod bestows that dignity on Ananel.			ھیروق کا مقدم کاھن کے عہدہ کو بسبب ھرکینس کے ناقابل ھونے کے انانل کو بخشنا	
3969	Alexandra, mother of Mariamne and Aristobulus, obtains of Herod that Aristobulus might be made high priest.	35	۳۵	سکندرہ میریامن اور ایرسٹا بولس کی ماں کا ھیروق سے ایرسٹا بولس کو مقدم کاھن کے عہدہ پر معین کرانا	۳۹۶۹
3970	Herod causes Aristobulus to be drowned after he had been high priest one year.	34	۳۴	ھیرودکا ایرسٹا بولس کو ایک برس مقدم کاھن رھنے کے بعد غرق کرادینا	۳۹۷۰
	Ananel high priest the second time.			انانل کا دوسری بار مقدم کاھن ھونا اور اینٹانی کا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	Herod is sent for by Antony to justify himself concerning the murder of Aristobulus.			هیرود کو اسواسطے طلب کرنا کہ وہ ایرستا بولس کے قتل کی جوابدهی کرے	
	War between Augustus and Mark Antony. Herod sides with Antony.			اگستی اور مارک اینٹانی میں لڑائی هونا اور هیرود کا اینٹانی کی طرفداری اختیار کرنا	
3973	Herod's wars with the Arabians.	31	٣١	هیرود کا اهل عرب سے لڑنا	٣٩٧٣
	A great earthquake in Judæa.			یہوداه میں ایک زلزلہ عظیم کا واقع هونا	
	The battle of Actium; Augustus obtains the victory over Antony.			ایکشیم کی لڑائی هونا اور اگستی کا اینٹانی پر فتح پانا	
3973	Herod seizes Hyrcanus, who attempted to take shelter with the king of the Arabians; and puts him to death.	31	٣١	هیرود کا هرکینس کو جسنے بادشاه عرب کی پناه لینے کا قصد کیا تھا گرفتار کرکے قتل کرادینا	٣٩٧٣
3974	He goes to Rome to make his court to Augustus, obtains the confirmation of the kingdom of Judæa.	30	٣٠	هیرود کا اگستی کے حضور میں اداب اداکرنےکو جانا اور یہوداه کی بادشاهت کا استحکام حاصل کرنا	٣٩٧٤
	Antony and Cleopatra kill themselves.			اینٹانی اور کلیوپیٹرا کا خود کشی کرنا	
	The end of the kings of Alexandria, 294 years from the death of Alexander the Great.			سکندریہ کے بادشاهوں کی سلطنت کا سکندر اعظم کی وفات سے دوسو چورانوے برس تک رهکر انجام هونا	
3975	Augustus comes into Syria; passes through Palestine; is magnificently entertained by Herod.	29	٢٩	اگستی کا عرب میں آنا اور فلسطان میں گذرنا اور هیرود کا بڑی شان و شوکت سے اسکی مدارات کرنا	٣٩٧٥
3976	Herod puts to death his wife Mariamne, the daughter of Alexandra.	28	٢٨	هیرود کا اپنی زوجہ میری ایمن دختر سکندرہ کو قتل کرنا	٣٩٧٦
3978	Salome, Herod's sister, divorces herself from Costobarus.	26	٢٦	سیلوم هیرود کی بہن کا کاستوبارس اپنے شوهر سے علیحدہ هونا	٣٩٧٨
3979	Plague and famine rage in Judæa.	25	٢٥	سخت وبا اور قحط کا یہوداه میں هونا	٣٩٧٩
3982	Herod undertakes several buildings contrary to the religion of the Jews. Builds Cæsarea of Palestine.	22	٢٢	هیرود کا بہت سی عمارتیں برخلاف مذهب یہودیوں کے تعمیر کرنا اور فلسطان والے قلعہ سیساریا کا تعمیر کرنا	٣٩٨٢
3983	Agrippa, Augustus's favourite, comes into Asia; Herod visits him.	21	٢١	اگرپاه اگستی کے رفیق کا ایشیا میں انا اور هیرود کا اُس سے ملاقات کرنا	٣٩٨٣
3984	Augustus gives Trachonitis to Herod.	20	٢٠	اگستی کا تراخونیتی کو هیرود کو بخشنا	٣٩٨٤
3985	Herod undertakes to rebuild the temple of Jerusalem.	19	١٩	هیرود کا اورشلیم کے معبد کو دوبارہ تعمیر کرنیکا قصد کرنا	٣٩٨٥
3988	Herod makes a journey to Rome to recommend himself to Augustus.	16	١٦	هیرود کا اگستی کی نوازش حاصل کرنے کے لیئے روم کو سفر کرنا	٣٩٨٨

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے
A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		B. C.	قبل مسیح		پیدایش
3989	He marries his two sons Alexander and Aristobulus.	15	۱۵	هیرود کا اپنے دو بیٹوں سکندر اور ایرسٹا بولس کی شادی کرنا	۳۹۸۹
3990	Herod comes to meet Agrippa, and engages him to visit Jerusalem.	14	۱۴	هیرود کا اگرپاہ کی ملاقات کو آنا اور اورشلیم میں آنے کا اُس سے وعدہ لینا	۳۹۹۰
3991	Domestic divisions in Herod's family. Salome, Pherorns, and Antipater at variance with Alexander and Aristobulus.	13	۱۳	هیرود کے خاندان میں نا اتفاقی پڑنا یعنی سیلوم اور فیوراز اور اینتی پیٹر کا سکندر اور ایرسٹا بولس سے علیحدہ هو جانا	۳۹۹۱
3993	Herod goes to Rome, and accuses his two sons Alexander and Aristobulus to Augustus.	11	۱۱	هیرود کا روم کو جانا اور اپنے دو بیٹوں سکندر اور ایرسٹابولس کو اگستی کے روبرو ملامت کرنا	۳۹۹۳
3994	The Solemn dedication of the city of Cæsarea that Herod had built in honour of Augustus.	10	۱۰	شہر سیساریا کا جسکو هیرود نے اگستی کی عزت میں تعمیر کیا تھا بڑی دھوم دھام سے مخصوص هونا	۳۹۹۴
3995	Augustus continues the Jews of Alexandria in their ancient rights and privileges.	9	۹	اگستی کا سکندریہ کے یہودیوں کے قدیم حقوق خاص و عام کو برقرار رکھنا	۳۹۹۵
	Herod causes David's tomb to be opened, to take out treasure.			هیرود کا خزانہ نکالنے کے لیئے داؤد کی قبر کو کھدوانا	
	New disturbances in Herod's family.			هیرود کے خاندان میں نئے خلل واقع هونا	
3996	Archelaus, king of Cappadocia, reconciles his son-in-law Alexander to his father Herod.	8	۸	ارخلا بادشاہ کیپی دوشیا کا اپنے داماد سکندر کی اُسکے باپ هیرود سے صلح کرانا	۳۹۹۶
	Archelaus goes to Rome with Herod.			ارخلا کا هیرود کے همراہ روم کو جانا	
3997	Herod makes war in Arabia.	7	۷	هیرود کا عرب میں لڑنا	۳۹۹۷
3998	Herod is accused to Augustus of killing several Arabs.	6	۶	بہت سے اهل عرب کے قتل کرنے کے سبب سے اگستی کے روبرو هیرود کا ملامت کیا جانا	۳۹۹۸
	An angel appears to Zacharias. The conception of John the Baptist, September 24.			زکریا کے پاس ایک فرشتہ کا آنا یحیی اصطباغ کرانے والے کے قیاس کا ۲۴ ستمبر کو ظهور میں آنا	
3999	Annunciation of Jesus Christ son of the Virgin Mary, March 25.	5	۵	حضرت مسیح کے پیدا هونے کی بشارت حضرت مریم کو ۲۵ مارچ کو پهونچنا	۳۹۹۹
	Herod condemns and slays his two sons Alexander and Aristobulus.			هیرود کا اپنے دونو بیٹوں سکندر اور ایرسٹا بولس کو ملازم ٹھہرا کر قتل کرنا	
	Antipater son of Herod aims at the kingdom.			اینتی پیٹر بیٹی هیرود کا سلطنت کے لینے کا قصد کرنا	
	Herod sends Antipater to Rome.			هیرود کا اینتی پیٹر کو روم میں بهیج دینا	
	The artifices of Antipater are discovered.			اینتی پیٹر کی نظر ترکا ظاهر هونا	
	Birth of John the Baptist, six months before the birth of Jesus.			یحیی اصطباغ دلانے والے کا حضرت مسیح سے چھ مهینے بیشتر پیدا هونا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the principal Events Recorded in the Bible.

		Y. of J. C.	B. V. Æ.	قبل عام مسیح	پیدایش مسیح		
4000	The birth of Jesus Christ, the 4th year before A. D.	1	4	۴	۱	حضرت مسیح کا پیدا ہونا چار برس پیشتر عام سنہ عیسوی سے	۴۰۰۰
	Period VIII.					**زمانہ آٹھواں پیدایش مسیح سے**	
	From the Birth of Jesus Christ to the Completion of the Canon of the New Testament.					عہدجدید کي کتابوں کي ترتیب ہونے تک	
4001	The circumcision of Jesus Christ.		3	۳		عیسی مسیح کا ختنہ ہونا	۴۰۰۱
	Antipater returns from Rome; is accused and convicted of a design to poison Herod.					اینٹي پیٹر کا روم سے واپس آنا اور اُسپر ھیرود کو زھر دینے کا جرم قایم ھوکر ثابت ھونا	
	Wise men come to worship Jesus Christ.					دانا شخصونکا حضرت مسیح کي زیارت کوآنا	
	Purification of the Holy Virgin. Jesus presented in the temple forty days after his birth.					مقدس کنواري مریم کا طاھر ھونا اور مسیح کا چالیس روز بعد اپني پیدایش کے معبدمیں پیش کیا جانا	
4001	Flight into Egypt.		3	۲.۳		حضرت مریم کا مصر کو ھجرت کرنا	۴۰۰۱
	Massacre of the innocents at Bethlehem.					بیت لحم میں بیگناھوں کا قتل ھونا	
	Antipater put to death by order of Herod.					ھیرود کے حکم سے اینٹي پیٹر کا مارا جانا	
	Herod dies five days after Antipater.					ھیرود کا اینٹي پیٹر کے پانچ روز بعد مرنا	
	Archelaus appointed king of Judæa by the will of Herod.					ھیرود کي وصیت کے بموجب ارخلا کا یہوداہ میں بادشاہ مقرر ھونا	
	Return of Jesus Christ out of Egypt; he goes to dwell at Nazareth.					حضرت مسیح کا مصر سے واپس آنا اور ناصرت میں جاکر رھنا	
	Archelaus goes to Rome to procure of Augustus the confirmation of Herod's will in his favour.					ارخلا کا ھیرود کي وصیت کو جو اُسکے حق میں کي گئي تھي اِستحکام حاصل کرنے کے لیئے اگستي کے پاس روم میں جانا	
	The Jews revolt; Varus keeps them in their duty.					یہودیوں کا ھنگامہ کرنا اور ویرس کا ان کو اُن کے فرض پر قایم رکھنا	
	Archelaus obtains a part of his father's dominions, with the title of tetrarch, and returns to Judæa.					ارخلا کو اپنے باپ کے علاقہ میں سے ایک حصہ معہ خطاب حاکم کے ملنا اور اُسکا یہوداہ میں واپس آنا	
	An impostor assumes the character of Alexander son of Herod and Mariamne.					ایک فریبي کا سکندر بیٹے ھیرود اور میري‌ایمن کے چال چلن اختیار کرنا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		Y. of J. C.	B. V. Æ.	قبل عام مسیح	پیدایش مسیح		پیدایش
4002	Archelaus takes the high priesthood from Joazar, and gives it to Eleazar.	2	2	۲	۲	ارخلا کا جوزر سے مقدم کاهن کے عهدہ کو لیکر الیزر کو دینا	۴۰۰۲
4004	The Vulgar Æra, or Anno Domini; the 4th year of Jesus Christ, the first of which has but eight days.		V. Æ. or A. D.	عام سنہ مسیح		عام سنہ مسیح کا مسیح کي پیدایش کے چوتھے برس شروع هونا جنمیں سے پهلا سال صرف اٹهہ روز کا ہے	۴۰۰۴
4009	Archelaus banished to Vienne in Gaul.	9	6	۶	۹	ارخلا کا ویئنی واقع فرانس میں جلا وطن کرکے بهیجا جانا	۴۰۰۹
4010	The enrolment or taxation made by Cyrenius in Syria. This was his second enrolment.	10	7	۷	۱۰	سرینیس کا آرم میں دوبارہ محصول لگانا	۴۰۱۰
	Revolt of Judas the Gaulonite chief of the Herodians.					یہوداہ گال والے هیرود کے خاندان کے سردار کا هنگامہ کرنا	
4012	Jesus Christ, at twelve years of age, goes into the temple of Jerusalem: continues there three days unknown to his parents.	12	9	۹	۱۲	حضرت مسیح کا بارہ برس کي عمر میں اورشلیم کے معبد میں جانا اور وهاں اپنے مربیوں کي بیخبري میں تین روز رهنا	۴۰۱۲
4013	Marcus Ambivius governor of Judæa.	13	10	۱۰	۱۳	مارکس ایمبیویس کا یہوداہ کا حاکم هونا	۴۰۱۳
4017	Death of the emperor Augustus: reigned 57 years, 5 months, and 4 days.	17	14	۱۴	۱۷	شہنشاہ اگستي کا ستاون برس پانچ مهنے چار دن سلطنت کرکے مرنا	۴۰۱۷
	Tiberius succeeds him: reigns 22 years, 6 months, and 28 days.					تبریاد کا اُسکے جانشین هوکر بائیس برس چهہ مهنے اٹهہ دن سلطنت کرنا	
4023	Tiberius expels from Italy all who profess the Jewish religion, or Egyptian superstitions.	23	20	۲۰	۲۳	تبریاد کا اٹلي سے اُن سب شخصوں کو جو یہودي مذهب رکهتے تهے یا اور اُن لوگونکو جو جهوٹا مذهب مصریوں کا تسلیم کرتے تهے نکال دینا	۴۰۲۳
4031	Pilate sent governor into Judæa.	31	28	۲۸	۳۱	پلات کا یہوداہ میں حاکم هوکر بهیجا جانا	۴۰۳۱
	He attempts to bring the Roman colours and ensigns into Jerusalem, but is opposed by the Jews.					پلات کا رومي فوج کے نشانوں کا اورشلیم میں لانے کا ارادہ کرنا اور یہودیونکا اِس امر میں اسکے روکش هونا	
4032	John the Baptist begins to preach.	32	29	۲۹	۳۲	یحیی اصطباغ کرانے والیکا وعظ کرنا شروع کرنا	۴۰۳۲
4033	Jesus Christ baptised by John the Baptist.	33	30	۳۰	۳۳	یحیی اصطباغ کرانے والے کا حضرت مسیح کو اصطباغ کرانا	۴۰۳۳
	Jesus goes into the desert.					مسیح کا جنگل میں جانا	
	After forty days Jesus returns to John; he calls Andrew, Simon, Philip, and Nathanael.					چالیس روز بعد مسیح کا یحیی کے پاس واپس آنا اور اندریاد اور شمعون اور فلپ اور نتهنئیل کو طلب کرنا	
	The marriage of Cana, where Jesus changes water into wine.					قانائی جلیل میں کسي شادي کا هونا جسمیں حضرت مسیح نے پاني کو شراب کردیا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		Y. of J. C.	A. C.	عام سنہ مسیح	پیدایش مسیح		پیدایش
	Jesus comes to Capernaum; thence to Jerusalem, where he celebrates the first passover after his baptism, this year.					مسیح کا کفرنا حوم مقام میں آنا اور وہاں سے اورشلیم کو جاکر اپنی اصطباغ کے بعد اول عید فصیح کا کرنا	
	Nicodemus comes to Jesus by night.					نکدیمہ کا مسیح کے پاس رات میں آنا	
	Jesus goes to the banks of Jordan, where he baptises.					مسیح کا اردن کے کنارہ پر جاکر لوگوں کو اصطباغ کرانا	
	Herod Antipas marries Herodias his brother Philip's wife, he being yet alive.					ہیرود اینٹیپس کا ہیرودیا اپنے بھائی فلپ کی زوجہ سے اپنے بھائی کی حالت زندگی میں شادی کرنا	
	John the Baptist declares vehemently against this marriage; he is put in prison.					یحیی کا اس شادی کی نسبت بہت شورش کرنا اور اُن کا قید ہو جانا	
	Jesus withdraws into Galilee; converts the Samaritan woman, and several Samaritans.					مسیح کا جلیل میں چلا جانا اور وہاں ایک سامری عورت اور بہت سے سامریوں کو عیسائی کرنا اور ناصرت میں وعظ کرنا اور وہاں سے کفرنا حوم میں سکونت کرنے کے لیئے ہجرت کرنا	
	Preaches at Nazareth, and leaves this city to dwell in Capernaum.						
	Calling of Simon, Andrew, James and John.					شمعون اندریاہ اور یعقوب اور یوحنا کو طلب کرنا	
	Jesus works several miracles.					حضرت مسیح کا بہت معجزہ دیکھانا	
	Matthew called.					متی کو بولانا	
4034	The second passover of Jesus Christ's public ministry.	34	31	۳۱	۳۴	حضرت مسیح کے عام وعظ کرنے پر دوسری عید فصح کا ہونا	۴۰۳۴ع
	Jesus heals one sick of the palsy on the sabbath-day.					مسیح کا یکشنبہ کے روز ایک بیمار کو فالج سے شفا دینا	
	The Jews resolve to put Jesus to death.					یہودیوں کا مسیح کے مارنے کا قصد کرنا	
	Jesus Christ's sermon on the mount.					مسیح کا پہاڑ پر وعظ کرنا	
	John the Baptist, in prison, sends a deputation to Jesus Christ, to inquire if he was the Messiah.					یحیی جو قید میں تھا اُسکا لوگونکو عیسی کے پاس یہہ دریافت کرنے کو بھیجنا کہ ایا تو مسیح ہے	
4035	Missions of the apostles into several parts of Judæa.	35	32	۳۲	۳۵	حواریوں کا یہوداہ کے مختلف حصوں میں جانا	۴۰۳۵ع
	John the Baptist slain by order of Herod, at the instigation of Herodias in the 17th year of Tiberius.					یحیی کا ہیرود کے حکم سے بتحریک ہیرودیا کے تبریاہ کے سترھویں سال میں قتل ہونا	
	Jesus Christ feeds 5000 men with five loaves and two fishes.					حضرت مسیح کا پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے پانچ ہزار آدمیونکو شکم سیر کرنا	
	Jesus Christ's third passover after his baptism.					حضرت مسیح کا اپنے اصطباغ کے بعد تیسری عید فصح کرنا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے
A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		Y. of J. C.	A. D.	عام سنہ مسیح	پیدایش مسیح		پیدایس
	He passes through Judæa and Galilee, teaching and doing miracles.					حضرت مسیح کا یہوداہ اور جلیل میں جانا اور ان کو تعلیم کرنا اور معجزے دیکھانا	
	Transfiguration of Jesus Christ.					حضرت مسیح کی صورت کا تبدیل ہو جانا	
	Mission of the seventy two disciples.					بہتر شاگردوں کا وعظ کو جانا	
	Jesus goes to Jerusalem at the feast of Pentecost.					مسیح کا یروشلیم کو عید نصح کی دعوت میں جانا	
	His relations would have him go to the feast of tabernacles: He tells them his hour is not yet come; however he goes thither about the middle of the feast.					مسیح کے رشتہ داروں کا اوسے یہہ خواهش کرنا کہ خیمہ عبادت کی دعوت میں جاے اور اسکا یہہ فرمانا کہ میرا دعوت میں جانے کا وقت ابھی نہیں آیا مگر وسط دعوت میں اُنکا جانا	
4036	At the beginning of the 36th year of Jesus Christ, Lazarus falls sick and dies; Jesus comes beyond Jordan, and raises him to life again.	36	33	٣٣	٣٦	حضرت مسیح کی عمر کے چہتیسویں سال میں العازر کا بیمار ہوکر مرنا اور حضرت مسیح کا اردن کے پار سے آکر اُسکو پھر زندہ کرنا	۴٠٣٦
	Jesus retires to Ephraim on the Jordan, to avoid the snares and malice of the Jews of Jerusalem.					مسیح کا افرایم کو جو اردن کے پاس ہے اورشلیم کے یہودیوں کے کینہ اور بغضوں اور پھندوں سے بچنے کے لیئے جانا	
	He comes to Jerusalem to be present at his FOURTH and LAST passover.					حضرت مسیح کا چوتھی اور آخیر عید فصح میں موجود ہونے کے لیئے اورشلیم کو آنا	
	Institutes the Lord's supper; is betrayed and crucified. His resurrection and appearance to many. Ascension into Heaven, and the miraculous effusion of the Holy Spirit.					حضرت مسیح کا خدا کے ذکر کا کہانا مقرر کرنا اور فریب سے دیا جانا اور صلیب پر چڑھنا اور پھر زندہ ہونا اور بہت سے کو دیکھائی دینا اور آسمان پر چلے جانا اور حواریوں پر معجزہ سے روح القدس کو چہڑکنا	
4037	Seven deacons chosen.	37	34	٣۴	٣٧	سات خادموں کا منتخب ہونا	۴٠٣٧
	Stephen martyred.					استفان کا شہید ہونا	
	Saul presecutes the church.					ساؤل کا کلیسیہ پر تعدی کرنا	
	James the Less made Bishop of Jerusalem.					یعقوب صغیر کا اورشلیم کا بشپ ہونا	
	Philip the deacon baptises the eunuch of queen Candace.					فلپ خادم کا شاہزادی کاندنی کے خواجہ سراکو عیسائی کرنا	
	The dispersion of the apostles from Jerusalem.					حواریوں کا اورشلیم سے علیحدہ ہوکر متفرق ہو جانا	
4038	The conversion of Saul.	38	35	٣٥	٣٨	ساؤل کا عیسائی ہونا	۴٠٣٨
	Matthew writes his Gospel in this or the following year.					متی کا اس سال میں یا دوسرے سال میں اپنی انجیل لکھنا	

نقشه تاریخ واقعات عظیمه جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		Y. of J. C.	A. D.	عام سنه مسیح	پیدایش مسیح		پیدایش
4040	Pilate ordered into Italy.	40	37	۳۷	۴۰	پلات کو اٹلی میں حاضر ہونے کا حکم ہونا	۴۰۴۰
	Tiberius dies; Caius Caligula succeeds.					شہنشاہ تبریاہ کا مرنا کیئس کیلی گولا کا جانشین ہونا	
4041	Paul escapes from Damascus by being let down in a basket.	41	38	۳۸	۴۱	پال کا ایک ٹوکرہ میں بند ہوکر دمشق سے ہجرت کرنا	۴۰۴۱
	He comes to Jerusalem; is introduced to the apostles and disciples; and goes to Tarsus in Cilicia, his own country.					پال کا اورشلیم میں داخل ہوکر حواریوں اور شاگردوں مسیح کے پاس پہونچنا اور اپنے ملک تارسی واقع کیلیکیا میں جانا	
	Caligula gives Agrippa the tetrarchy of his uncle Philip.					شہنشاہ کیلی گولا کا اگریاہ کو اُسکے چچا فلب کی حکومت بخشنا	
	Pilate kills himself.					پلات کا خود کشی کرنا	
4042	Herod the tetrarch goes to Rome, in hopes of obtaining some favour from the emperor; but Caligula, being perpossessed by Agrippa, banishes him to Lyons.	42	39	۳۹	۴۲	هیرود حاکم کا شہنشاہ کی نوازش حاصل کرنے کی امید میں روم کو جانا مگر کیلی گولا کا پیشتر سے اگریاہ کا خیال ہونے کے سبب سے هیرود کو مقام لاینز میں جلا وطن کرکے بھیجنا	۴۰۴۲
4043	Caligula orders Petronius to place his statue in the temple of Jerusalem. The Jews obtain some delay from Petronius.	43	40	۴۰	۴۳	کیلی گولا کا پیٹرونیس کو اورشلیم کے معبد میں اپنا بت رکھنے کے لیئے حکم دینا اور یہودیوں کا پیٹرونیس سے تھوڑی مہلت حاصل کرنا	۴۰۴۳
	Agrippa endeavours to divert the emperor from this design, and at length obtains as a great favour, that this statue should not be set up.					اگریاہ کا شہنشاہ کو اس قصد سے باز رکھنے میں کوشش کرنا اور آخر کار یهه حکم بڑی عنایت سے حاصل کرنا که اورشلیم کے معبد میں بت نه قایم کیا جاوے	
4044	Philo the Jew goes with a deputation from the Jews at Alexandria to Caligula.	44	41	۴۱	۴۴	فلو یہودی کا سکندریه کے یہودیوں کے ایلچی لیکر کیلی گولا پاس جانا	۴۰۴۴
	Philo obtains an audience of the emperor, at the hazard of his life.					فلو کا اپنی جان کے خطرہ سے شہنشاہ کے دربار عام میں پہونچنا	
	The Jews quit Babylon, and retire to Seleucia.					یہودیوں کا بابل سے ہجرت کرکے سلوکیا میں جاکر رهنا	
	Caius Caligula dies; Claudius succeeds him. Agrippa persuades him to accept the empire offered by the army. Claudius adds Judæa and Samaria to Agrippa's dominions.					کیئس کیلی گولا کا مرنا اور کلودیاہ کا شہنشاہ ہونا اور اگریاہ کا کلودیاہ کو سمجھانا که شہنشاہی جو تجکو فوج پیش کرتی ہے قبول کرلے اور کلودیاہ کا یہوداہ اور شومرون کا اگریاہ کے علاقه پر زیادہ کرنا	
	Agrippa returns into Judæa; takes the high priesthood from Theophilus son of Ananus, and gives it to Simon Cantharus; soon					اگریاہ کا یہوداہ کو واپس آنا اور مقدم کاهن کے عہدہ کو تھیوفیلس بیٹے حننیاہ سے چھین کر کین تھارس کو دینا اور تھوڑے هی دنوں کے	

نقشه تاریخ واقعات عظیمه جنکا بیبل میں ذکر آیا هے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		Y. of J. C.	A. D.	عام سنه مسیح	پیدایش مسیح		پیدایش
	after he takes this dignity from Cantharus, and gives it to Matthias.					بعد کین تهارس سے چهین کر میتهي آز کو دینا	
4045	Saul preaches at Antioch.	45	42	۴۲	۴۵	سال کا انتاخیا میں وعظ کهنا	۴۰۴۵
4046	Agrippa deprives the high priest Matthias of the priesthood, and bestows it on Elioneus son of Citheus.	46	43	۴۳	۴۶	اگرپاه کا میتهي آز کو مقدم کاهن کے عهده سے محروم کرنا اور ایلونیس بیٹی سیتهیس کو بخشنا	۴۰۴۶
4047	Causes James the Great to be seized, and beheads him.	47	44	۴۴	۴۷	اگرپاه کا یعقوب اعظم کو گرفتار کراکے قتل کرانا	۴۰۴۷
	Imprisons Peter, who is liberated by an angel.					اگرپاه کا پیٹر کو قید کرنا جسکو ایک فرشته نے رها کیا	
	Some time afterwards Agrippa at Cæsarea receives a sudden stroke from heaven, and dies in great misery.					تهوڑے عرصه بعد اگرپاه پر دفعة آسمان سے مقام قیصریه میں صدمه پهونچنا اور بڑي بدبختي سے اُسکا مرنا	
	Paul and Barnabas go to Jerusalem with the contributions of the believers of Antioch.					پال اور برنباه کا انتاخیا کے ایمان والوں کي طرف سے اورشلیم کو نذریں لیجانا	
	At their return to Antioch, the church sends them forth to preach to the Gentiles.					پال اور برنباه کو انتاخیا میں واپس آنے پر گرجه کا کافروںکو وعظ کرنے کو روانه کرنا	
4048	Cuspius Fadus sent into Judæa as governor.	48	45	۴۵	۴۸	کسپیس فادس کا یهوداه میں حاکم هونا	۴۰۴۸
	A great famine in Judæa.					یهوداه میں ایک قحط عظیم کا هونا	
	Paul and Barnabas go to Cyprus: thence to Pamphylia, Pisidia, and Lycaonia.					پال اور برنباه کا کیپري میں جانا اور وهاں سے پامفلیا اور پسدیا اور لکاونیا میں جانا	
	At Lystra the people prepare sacrifices to them as gods.					مقام لوسترا میں لوگوں کا اُنکو دیوتا کي مانند سمجهه کر قربانیاں تیار کرنا	
4049	They return to Antioch.	49	46	۴۶	۴۹	پال اور برنباه کا انتاخیا کو واپس آنا	۴۰۴۹
	Cuspius Fadus recalled; the government of Judæa given to Tiberius Alexander.					کسپیس فادس کا بولا لیا جانا اور یهوداه کي حکومت کا تبریاه سکندر کو بخشا جانا	
4051	Herod king of Chalcis takes the pontificate from Joseph son of Camides; gives it to Ananias son of Nebedeus.	51	48	۴۸	۵۱	هیرود بادشاه کیلس کا یوسف بیٹی کیمسیس سے مقدم کاهن کے عهده کو لیکر حننیا بیٹی نبیدیس کو بخشنا	۴۰۵۱
	Herod king of Chalcis dies.					هیرود بادشاه کیلس کا مرنا	
	Ventidius Cumanus made governor of Judæa in place of Tiberius Alexander.					بجاے تبریاه سکندر کے وینتیدیس کیومینس کا یهوداه کا حاکم کیا جانا	
4052	Troubles in Judæa under the government of Cumanus.	52	49	۴۹	۵۲	کیو مینس کي حکومت میں یهوداه میں پریشانیوں کا هونا	۴۰۵۲

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		Y. of J. C.	A. D.	عام سنہ مسیح	پیدایش مسیح		پیدایش
	Judaising Christians enforce the law on the converted Gentiles.					یہودی عیسائیوں کا کفار پر قانون میں توجہہ کرنے کی تاکید کرنا	
	The council of Jerusalem determines that the converted Gentiles should not be obliged to observation of legal ceremonies.					اورشلیم کی کونسل کا یہہ بات مقرر کرنا کہ جو کافر عیسائی ہوگئے ہیں ان سے شرعی رسومات پر توجہہ جبر سے نچاہی جایاکرے	
	Peter comes to Antioch, and is reproved by Paul.					پیٹر کا انتاخیا میں آنا اور پال کا اُسکو ملامت کرنا	
4053	Paul and Barnabus part on account of John Mark.	53	50	۵۰	۵۳	پال اور برنباہ کا بسبب یوحنا مارک کے آپس سے جدا ہونا	۴۰۵۳
	Timothy adheres to Paul, and receives circumcision.					تمتھی کا پال سے رفاقت کرنا اور ختنہ کرانا	
	Luke at this time with Paul.					لوک کا اُسوقت میں پال کے ساتھہ ہونا	
	Paul passes out of Asia into Macedonia.					پال کا ایشیا میں سے مقدونیہ میں جانا	
	Paul comes to Athens.					پال کا آتھینی میں پہونچنا	
4054	From Athens goes to Corinth.	54	51	۵۱	۵۴	پال کا آتھینی سے کارنتھہ کو جانا	۴۰۵۴
	The Jews expelled from Rome under the reign of Claudius.					یہودیونکا کلودیاہ کے عہد سلطنت میں روم سے نکالا جانا	
	Felix sent governor into Judæa instead of Cumanus.					بجاے کیومینس کے فیلکس کو یہوداہ کا حاکم کرکے بھیجا جانا	
4055	First Epistle of Paul to the Thessalonians.	55	52	۵۲	۵۵	پال کا تھسلنیکیوں کو اول نامہ بھیجنا	۴۰۵۵
	His second Epistle to the Thessalonians, some months after the first.					چند مہینے کے بعد تھسلنیکیوں کو پال کا دوسرا نامہ بھیجنا	
	His Epistle to the Galatians, written at the end of this, or early in the following year.					پال کا گالاتیا والوں کے نام اس سال کے اخیر یا دوسرے سال کے شروع میں نامہ بھیجنا	
4056	Paul leaves Corinth, after a stay of eighteen months: takes ship to go to Jerusalem; visits Ephesus in his way.	56	53	۵۳	۵۶	پال کا اٹھارہ مہینے رہ کر کارنتھہ سے ہجرت کرنا اور اورشلیم کو جانے کے لیئے جہاز کرنا اور راہ میں مقام اِفسی میں گذرنا	۴۰۵۶
	Apollos arrives at Ephesus: preaches Jesus Christ.					اپلوہ کا اِفسی میں پہونچنا اور عیسی مسیح کے باب میں وعظ کرنا	
4057	St. Paul, having finished his devotion at Jerusalem, goes to Antioch.	57	54	۵۴	۵۷	سینٹ پال کا اورشلیم میں عبادت سے فارغ ہوکر انتاخیا کو جانا	۴۰۵۷
	Passes into Galatia and Phrygia, and returns to Ephesus, where he continues three years.					پال کا گالاتیا اور فروگیا میں گذرنا اور اِفسی کو واپس آنا اور وہاں تین برس رہنا	
	Claudius the emperor dies, being poisoned by Agrippina. Nero succeeds him.					ایگرپینا کا کلودیاہ کو زہر دیکر مارنا اور نیرو کا شہنشاہ ہونا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		Y. of J. C.	A. D.	عام سنہ مسیح	پیدایش مسیح		پیدایش
4059	The first Epistle of Paul to the Corinthians.	59	56	٥٦	٥٩	پال کا کارنتھہ والوں کے نام اول نامہ بھیجنا	۴۰٥٩
	Paul forced to leave Ephesus on account of the uproar raised against him by Demetrius the silversmith.					بسبب شورو فریاد دیمیریاہ زرگر کے پال کا افسس سے مجبور ہوکر ہجرت کرنا	
	He goes into Macedonia.					پال کا مقدونیہ میں جانا	
	Second Epistle to the Corinthians.					پال کا کارنتھہ والوں کے نام دوسرا نامہ بھیجنا	
4060	Epistle to the Romans.	60	57	٥٧	٦٠	پال کا رومیوں کو نامہ لکھنا	۴۰٦٠
4061	Paul goes into Judæa, to carry contributions.	61	58	٥٨	٦١	پال کا نذریں لیکر یہوداہ کو جانا	۴۰٦١
	Is seized in the temple of Jerusalem.					پال کا اورشلیم کے معبد میں پکڑا جانا	
	Is sent prisoner to Cæsarea.					پال کا قیصریہ کو گرفتار ہوکر بھیجا جانا	
4061	Ishmael son of Tabei made high priest instead of Ananias.	61	58	٥٨	٦١	اسمعیل بیٹی تبی کا بجاے حننیاہ کے مقدم کاہن ہونا	۴۰٦١
	Disturbances between the Jews of Cæsarea and other inhabitants.					قیصریہ کے یہودیوں اور باشندوں میں تنازع ہونا	
4063	Porcius Festus made governor of Judæa in the room of Felix.	63	60	٦٠	٦٣	بجاے فیلکس کے پرتیاہ فیستہ کا یہوداہ میں حاکم ہونا	۴۰٦٣
	Paul appeals to the emperor. He is put on shipboard, and sent to Rome.					پال کا شہنشاہ سے نالش کرنا اور اُسکو جہاز پر سوار کرکے روم کو بھیجا جانا	
	Paul shipwrecked at Malta.					پال کے جہاز کا مقام مالٹا میں پھٹ جانا	
4064	He arrives at Rome, and continues there a prisoner two years.	64	61	٦١	٦۴	پال کا روم میں پہونچنا اور وہاں پر دوبرس قید رہنا	۴۰٦۴
	The General Epistle of James written about this time.					اِس زمانہ کے قریب یعقوب کا عام نامہ لکھنا	
	The Jews build a wall, which hinders Agrippa from looking within the temple.					یہودیوںکا ایک ایسی دیوار تعمیر کرنا جسکے سبب سے اگرپا معبد میں نہ دیکھہ سکے	
	Ishmael the high priest deposed; Joseph, surnamed Cabei, is put in his place.					اسمعیل مقدم کاہن کا جلا وطن ہونا اور یوسف مخاطب بہ کابی کا بجاے اُسکے مقرر ہونا	
4065	Epistle of Paul to the Philippians.	65	62	٦٢	٦٥	پال کا فلپیوں کے نام نامہ لکھنا	۴۰٦٥
	Epistles to the Colossians, Ephesians, and Philemon.					کلسیوں اور افسس والوں اور فلیمن کے نام پال کا نامے لکھنا	
	Martyrdom of James the Less, bishop of Jerusalem.					یعقوب صغیر بشپ اورشلیم کا شہید ہونا	
4066	Epistle of Paul to the Hebrews, written from Italy soon after he was set at liberty.	66	63	٦٣	٦٦	پال کا عبریوں کے نام اُسوقت اٹالی سے نامہ لکھنا جبکہ اُسنے قید سے رہائی پائی	۴۰٦٦

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		Y. of J. C.	A. D.	عام سنہ مسیح	پیدایش مسیح		پیدایس
	Luke writes his Gospel and the Acts of the Apostles in this or the following year.					لوک کا اپني انجيل اور اعمال حواريان کا اِس يا دوسرے سال ميں لکھنا	
	Peter arrives at Rome.					پيٹر کا روم ميں پهونچنا	
	Albinus, successor of Felix, arrives in Judæa.					ايلبينس جانشين فيلکس کا يهوداه ميں پهونچنا	
	Epistle of Paul to Titus, and his first Epistle to Timothy.					پال کا تيتي کو نامه لکهنا اور تمتهي کو اول نامه لکهنا	
	Mark writes his Gospel about this time.					اِس زمانه کے قريب مارک کا اپني انجيل لکهنا	
4067	Paul comes out of Italy into Judæa: visits the churches in Crete, Ephesus, Macedonia, and Greece.	67	64	۶۴	۶۷	پال کا اٹلي سے يهوداه ميں آنا اور جزيره کريتي اور اِفسي ومقدونيه اور يونان ميں گذرنا	۰۶۷ع
	Agrippa takes the high priesthood from Jesus son of Gamaliel; gives it to Matthias son of Theophilus.					اگرپاه کا جيسس بيٹے گماليل سے مقدم کاهن کے عهده کو ليکر ميتهي آز بيٹے تهيوفيلس کو بخشنا	
	Gessius Florus made governor of Judæa in place of Albinus.					جسيس فلورس کا بجاے ايلبينس کے يهوداه کا حاکم هونا	
	Nero sets fire to the city of Rome; throws the blame on the Christians, several of whom are put to death.					نيرو کا شهر روم کو آگ لگادينا اور اُسکا عيسائيوں پر الزام رکهنا جنميں سے بهت مارے گئے	
	Peter writes his first Epistle, probably, from Rome.					پيٹر کا غالباً روم سے اول نامه لکهنا	
4068	Peter writes his second Epistle, probably, from Rome, about the beginning of this year.	68	65	۶۵	۶۸	اِس سال کے شروع کے قريب غالبا روم سے پيٹر کا دوسرا نامه لکهنا	۰۶۸ع
	Several prodigies at Jerusalem, this year, during the passover.					اِس سال کي عيد فصح ميں اورشليم ميں بهت سے واقعات عجيب کا پيش انا	
	Paul goes to Rome the last time; is there put into prison; also Peter.					پال کا اخير مرتبه روم کو جانا اور قيد هونا اور پيٹر کا بهي قيد هونا	
	Second Epistle of Paul to Timothy.					پال کا بنام تمتهي کے دوسرا نامه لکهنا	
	The Epistle of Jude written in this or the following year.					اِس يا دوسري سال ميں يهودا کا اپنا نامه لکهنا	
4069	The martyrdom of Paul and Peter at Rome.	69	66	۶۶	۶۹	پال اور پيٹر کا روم ميں شهيد هونا	۰۶۹ع
	Cestius Gallus governor of Syria comes to Jerusalem; enumerates the Jews at the passover.					سسٹيس گيلس حاکم ارم کا اورشليم ميں انا اور عيد فصح ميں يهوديونکو شمار کرنا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		Y. of J. C.	A. D.	عام سنہ مسیح	پیدایش مسیح		پیدایش
	Disturbances at Cæsarea, and at Jerusalem.					قیصریہ اور اورشلیم میں فسادوں کا ہونا	
	Florus puts several Jews to death.					فلورس کا بہت سے یہودیوں کو قتل کرنا	
	The Jews rise, and kill the Roman garrison at Jerusalem.					یہودیونکا برانگیختہ ہونا اور رومی فوج کو جو اورشلیم میں تھی قتل کرنا	
	A massacre of the Jews of Cæsarea and Palestine.					قیصریہ اور فلسطاین کے یہودیونکا قتل عام ہونا	
	All the Jews of Scythopolis slain in one night.					سائیتھوپاس کے یہودیونکا ایک رات میں بالکل قتل ہونا	
	Cestius governor of Syria comes into Judæa.					ارم کے حاکم سستیس کا یہوداہ میں آنا	
	He besieges the temple of Jerusalem; retires; is defeated by the Jews.					سستیس کا اورشلیم کے معبد کو محاصرہ کرنا اور محاصرہ اوٹھاکر چلا جانا اور یہودیوں سے شکست پانا	
	The Christians of Jerusalem, seeing a war about to break out, retire to Pella, in the kingdom of Agrippa, beyond Jordan.					اورشلیم کے عیسائیونکا یہہ معلوم کرکے کہ لڑائی واقع ہونے کو ہی پلہ واقع سلطنت اگرپاہ میں اردن کے پار چلا جانا	
	Vespasian appointed by Nero for the Jewish war.					نیرو کا یہودیوں سے لڑنے کے لئے ویسپیشین کو مقرر کرنا	
	Josephus made governor of Galilee.					جوزیفس کا جلیل کا حاکم ہونا	
	Vespasian sends his son Titus to Alexandria; comes himself to Antioch, and forms a numerous army.					ویسپیشین کا اپنے بیٹی کو سکندریہ میں بہیجنا اور خود انتاخیا میں جانا اور فوج تیار کرنا	
4070	Vespasian enters Judæa; subdues Galilee.	70	67	۶۷	۷۰	ویسپیشین کا یہوداہ میں آنا اور جلیل کو فتح کرنا	۴۰۷۰
	Josephus besieged in Jotapata.					جوزیفس کا جوتاپاتا میں محصور ہونا	
	Jotapata taken; Josephus surrenders to Vespasian.					جوتاپاتا کا فتح ہونا اور جوزیفس کا اپنے تئیں ویسپیشین کے حوالہ کرنا	
4070	Tiberias and Tarichea, which had revolted against Agrippa, reduced to obedience by Vespasian.	70	67	۶۷	۷۰	تبریاہ اور تیریچی والوں کا جنھوں نے اگرپاہ سے سرکشی کی تھی ویسپیشین کا مطیع ہونا	۴۰۷۰
	Division in Jerusalem.					اورشلیم کی تقسیم ہونا	
	The Zealots seize the temple, and commit violences in Jerusalem.					زیلاٹس کا معبد کا چھین لینا اور اورشلیم میں ظلم کرنا	
	They depose Theophilus from being high priest, and put Phannias in his place.					زیلاٹس کا تھیو فیلس کو مقدم کاہن کے عہدہ سے معزول کرنا اور فینیس کو اسکی جگہہ مقرر کرنا	
	The Zealots send for the Idumæans to succour Jerusalem.					زیلاٹس کا اورشلیم کی مدد کے لئے ادومیونکو بلانا	
	They slay Ananus, Jesus son of Gamala, Zacharias son of Baruch.					زیلاٹس اینینس اور جیسس بیٹی گیملا اور زکریا بیٹی باروق کو قتل کرنا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		Y. of J. C.	A. D.	عام سنہ مسیح	پیدایش مسیح		پیدایش
	The Idumæans retire from Jerusalem.					ادومیوں کا اورشلیم سے چلا جانا	
4071	Nero the emperor dies; Galba succeeds him.	71	68	۶۸	۷۱	نیرو شہنشاہ کا مرنا اور گیلبا کا اُس کا جانشیں ہونا	۴۰۷۱
	Vespasian takes all the places of strength in Judæa about Jerusalem.					ویسپیشین کا اورشلیم کے گرد نواح کے تمام مستحکم مقاموں یہوداہ پر قابض ہونا	
	Simon son of Gioras ravages Judæa and the south of Idumæa.					سائیمن بیٹی گیوراس کا یہوداہ اور جنوبی حصہ ادوم کو تاراج کرنا	
	In this or the following year John writes his three Epistles.					اِس سال یا دوسرے میں یوحنا کا اپنے تینوں نامی لکھنا	
4072	Galba dies; Otho declared emperor.	72	69	۶۹	۷۲	گیلبا کا مرنا اور ارتھو کا شہنشاہ قرار پانا	۴۰۷۲
	Otho dies; Vitellius proclaimed emperor.					ارتھو کا مرنا اور ویٹلیس کا شہنشاہ ہونا	
	Vespasian declared emperor by his army; is acknowledged all over the East.					ویسپیشین کو سپاہ کا شہنشاہ کرنا اور تمام مشرقی ملکوں میں شہنشاہ ماناجانا	
	Josephus set at liberty.					جوزیفس کا رهائی پانا	
	John of Giscala heads the Zealots.					یوحنا گسکلہ والے کا زیارلاٹس کا سردار ہونا	
	Eleazar, son of Simon, forms a third party; makes himself master of the inner temple, or the court of the priests.					الیعزر بیٹی سائیمن کا تیسرا گروہ بنانا اوراندر کے حصہ معبد یا کاهنوں کی عدالت پر قابض ہونا	
4073	Titus marches against Jerusalem to besiege it.	73	70	۷۰	۷۳	ٹائیٹس کا اورشلیم کے محاصرہ کرنے کو جانا	۴۰۷۳
	Comes down before Jerusalem some days before the passover.					ٹائیٹس کا عید فصح سے چند روز پیشتر اورشلیم کے روبرو آنا	
	The factions unite at first against the Romans, but afterwards divide again.					سازش کرنے والوں کا اول رومیوں سے مقابلہ کرنے کے لیئے متفق ہونا بعدہ جدا ہوجانا	
	The Romans take the first inclosure of Jerusalem; open the second; they make a wall all round the city, which is reduced to distress by famine.					رومیوں کا اورشلیم کی اول فصیل کو لینا اور بعدہ دوسرے حاطہ پر قبضہ کرنا اور اُن کا تمام شہر کے گرد ایک دیوار بنانا جسکے سبب قحط سے اہل شہر کا تباہ ہونا	
	July 17, the perpetual sacrifice ceases in the temple.					معبد میں سترھویں جولائی کو دایمی قربانی کا بند ہونا	
	The Romans become masters of the court of the Gentiles, and set fire to the galleries.					رومیوں کا کفار کی عدالت پر قابض ہونااور اُسکے برآمدوں میں آگ لگادینا	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.		Y. of J. C.	A. D.	عام سنہ مسیح	پیدایش مسیح		پیدایش
	A Roman soldier sets the temple on fire, notwithstanding Titus commands the contrary.					ایک رومی سپاہی کا باوجود ٹائیٹس کے برخلاف حکم کے معبد میں آگ لگادینا	
	The Romans, being now masters of the city and temple, offer sacrifices to their gods.					رومیوں کا شہر اور معبد کے مالک ہونے پر اپنے دیوتاؤں کو قربانیاں چڑھانا	
	The last inclosure of the city taken.					رومیوں کا شہر کی اخیر فصیل کو لینا	
	John of Giscala and Simon son of Gioras conceal themselves in the common sewers.					یوحنا گسکلی والے اور سائیمن بیٹے گیارس کا اپنے تئیں بدررو میں چھپانا	
4074	Titus demolishes the temple to its very foundation.	74	71	۷۱	۷۴	ٹائیٹس کا معبد کی بالکل بیخ کنی کرنا	۴۰۷۴
	He also demolishes the city, reserving the towers of Hippicos, Phazael, and Mariamne.					ٹائیٹس کا بجز ہپیکاس اور فزائیل اور میری ایمی کے برجوں کے شہر کو بھی مسمار کرنا	
	Titus returns to Rome with his father Vespasian; they triumph over Judæa.					ٹائیٹس کا اپنے باپ ویسپیشین کے ہمراہ روم کو جانا اور یہوداہ کی فتح پر خوشی کرنا	
4083	On the death of Vespasian, Domitian is declared emperor.	83	80	۸۰	۸۳	ویسپیشین کے مرنے کے بعد ڈومیشین کا شہنشاہ پکارا جانا	۴۰۸۳
4098	John banished to Patmos.	98	95	۹۵	۹۸	یوحنا کا پٹمس کو جلا وطن کیا جانا	۴۰۹۸
4099	Domitian dies; Nerva declared emperor.	99	96	۹۶	۹۹	ڈومیشین کا مرنا اور نروا کا شہنشاہ ہونا	۴۰۹۹
						یوحنا کا جلا وطنی سے خلاصی پانا	
4100	John liberated from exile.	100	97	۹۷	۱۰۰	یوحنا کا اِس زمانہ کے قریب اپنی انجیل اور مشاہدہ لکھنا	۴۱۰۰
	John writes his Gospel and Revelation about this time.						

APPENDIX No. 2.

هجري اور عيسوي سنوں كي مطابقت ميں

On the correspondence between the Hijree and Christian æras.

The readers of my Commentary will be anxious to know at what time before the beginning of the Hijree æra those historical events happened, which are spoken of in the Bible, as well as to compare the Hijree æra with the Christian æra, I therefore think it advisable to annex a table which will show the conformity of the one æra with the other.

This table will give the Christian dates of the beginning of every new year of the Hijree æra, and thus the reader will easily find out every Hijree æra corresponding with the Christian æra. When, for instance, it is seen that the 1st. of the month of *Moohurrum* of the 1st. year of the Hijree æra corresponds with the 17th July of the 622nd. year of the Christian æra, the reader will then infer that all those events which happened towards the close of the month *Jumadalsanee,* must belong to the year 622 A. D; and those which took place afterwards till the month *Zilhij,* must be comprehended under the year 623 A. D; and so on.—

The days of the beginning of every new year of the Hijree æra have also been stated in this table. For the sake of brevity the undermentioned signs are used:—

ميري تفسير كے پڑهنے والونكو، در باب واقعات تاريخانه مندرجه هولي بيبل كے، اسبات كے دريافت كرنيكي حاجت پڑے گي، كه وه واقعات كسقدر پيشتر سنه هجري كے واقع هوئے، اورنيز بعضي دفعه هجري سالوں كي مطابقت عيسوي سالوں سے ديكهني پڑے گي، اسواسطے مناسب هے، كه ايک مشهور جدول مطابقت هجري برسوں كي عيسوي برسوں سے لكهدوں، تا كه ايک سنه سے دوسرا سنه معلوم هوجاوے *

اِس جدول ميں يهه بات بيان كي گئي هے، كه هرسال هجري كي ابتدا انگريزي مهينه كي كونسي تاريخ سے تهي، اِس سے مطابقت هرسال هجري كي عيسوي سال سے معلوم هو سكتي هے، مثلا جب يهه معلوم هوا كه يكم محرم سنه ۱ هجري مطابق تها ۱۶ جولائي سنه ۶۲۲ عيسوي كے، تو پڑهنے والا جان سكتا هے، كه تمام واقعات جو قريب اختتام جمادالثاني تک هوئے هيں، وه سنه ۶۲۲ عيسوي كے مطابق هيں، اور اُسكي بعد جو واقعات ذوالحجه تک هوئے، وه سنه ۶۲۳ ع كے مطابق هيں، وعلى هذالقياس *

هرسال هجري كے شروع پر جو دن تها، وه بهي اِس جدول ميں لكها گيا هے، مگر واسطے اختصار كے هردن كے ليئے، حسب تفصيل ذيل حرفونكے نشان مقرر كيئے هيں *

Su.	for	Suuday.	ا	اتوار
M.	...	Monday.	ب	پیر یاسوموار
Tu.	...	Tuesday.	ج	منگل
W.	...	Wednesday.	د	بدھ
Th.	...	Thursday.	ھ	جمعرات
Fr.	...	Friday.	و	جمعه
S.	...	Saturday.	ز	هفته یا سنیچر

Our Hijree æra is according to the *Lunar year*, and the beginning of our months is conformed to the appearance of the *New* moon. No month exceeds 30 days; and no month contains less than 29 days. The Mohomedan lawful months cannot therefore be reduced to a certain system, by which to account for all their months. Hence astronomers have, for regulating them, appointed 30 days to one month, and 29 days to the next one following it, and so on respectively in the whole year. In 30 years they add 11 days to certain years for the purpose of making every Hijree year agree with the yearly motion of the moon, and it is by this method of calculation that all our regulated Hijree years are reckoned:—

هجري سال قمري هيں ' اور شرع ميں ابتدا مهينے کي رويت هلال سے معتبر هے ' مگر کوئي مهينه ٣٠ دن سے زياده ' اور ٢٩ دن سے کم نهيں هوتا ' بس شرعي مهينے حساب ميں نهيں اسکتے ' اسليئے اهل نجوم حساب بنا نيکو ايک مهينه ٣٠ دن کا ' اورايک مهينه ٢٩ دن کا شمار کرتے هيں ' اور چاند کے دوره کا حساب پورا کرنيکو ' تيس برس ميں گياره دن سالهاء معين ميں ايک ايک کرکر بڑها ليتے هيں ' اور اسي قاعده پر تمام حسابي سال لکھے جاتے هيں *

The Christian, Latin, and Coptic æras are according to the *Solar year*, and there is a fixed number of days in every month of the year of those æras. A table showing every month of the year in the four æras (Hijree, Christian, Latin, and Coptic) and the number of days contained in it, is subjoined.

انگريزي اور رومي اور قبطي سال شمسي هيں اور هرايک مهينه کے ليئے دن مقرر هيں چنانچه اس جدول سے جو هم لکهتے هيں هرايک مهينه اور اسکے دنونکي تعداد معلوم هو گي *

اِس جدول میں رومي اور قبطي مهینے جس انگریزي مهینه کے مطابق هوتے هیں آسکے مقابل لکهے گئے هیں ' مگر هجري مهینے اسطرح پر نهیں هیں ' کیونکه بسبب اِختلاف شمسي اورقمري کے وہ کبهي کسي مهینه کے مطابق هو جاتے هیں اور کبهي کسي مهینه کے *

The Latin and Coptic months, which correspond with each Christian month, are written opposite it. But the Hijree months are not so placed because of the inconsistency of the Solar year with the Lunar, whence a Hijree month sometimes corresponds with one Christian month and sometimes with another.

انگریزي اور رومي اور قبطي اور هجري مهينے اور اُن کے دنوں کي تعداد.

انگریزي مهينے	رومي مهينے	دنوں کے دنوں کي تعداد	قبطي مهينے انگریزي مهينوں کے اوسط سے شروع هوتي هیں	دنوں کي تعداد	هجري مهينے	دنوں کي تعداد
جنوري شروع سال	کانون الثاني	۳۱	شیر	۲۶	محرم شروع سال	۳۰
فبروري	شباط	۲۸ یا ۲۹	برمهات	۲۵	صفر	۲۹
مارچ	اذار	۳۱	برموده	۲۷	ربیع الاول	۳۰
اپریل	نیسان	۳۰	بشنس	۲۶	ربیع الثاني	۲۹
مئي	ابار	۳۱	یوونه	۲۶	جمادي الاولی	۳۰
جون	خیزران	۳۰	ابیب	۲۵	جمادي الثانیة	۲۹
جولائي	تاموز	۳۱	مسري النسی	۲۵ ۳۰	رجب	۳۰
اگست	آب	۳۱	توت شروع سال	۲۹	شعبان	۲۹
ستمبر	ایلول	۳۰	بابه	۲۸	رمضان	۳۰
اکتوبر	تسرین الاول شروع سال	۳۱	هاتور	۲۸	شوال	۲۹
نوامبر	تسرین الثاني	۳۰	کیهک	۲۷	ذوالقعده	۳۰
دسمبر	کانون الاول	۳۱	طوبه	۲۷	ذوالحجه	۲۹

جدول مطابقت هجري سنوں كي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

هجري سنه Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال كے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	عيسوي سنه Christian æra.
١ 1	و Fr.	١٦ 16	جولائي July.	٦٢٢ 622
٢ 2	ج Tu.	٥ 5	جولائي July.	٦٢٣ 623
٣ 3	ا Su.	٢٤ 24	جون June.	٦٢٤ 624
٤ 4	ه Th.	١٣ 13	جون June.	٦٢٥ 625
٥ 5	ب M.	٢ 2	جون June.	٦٢٦ 626
٦ 6	ز S.	٢٣ 23	مئي May.	٦٢٧ 627
٧ 7	د W.	١١ 11	مئي May.	٦٢٨ 628
٨ 8	ب M.	١٠ 10	مئي May.	٦٢٩ 629
٩ 9	و Fr.	٢٠ 20	اپريل April.	٦٣٠ 630
١٠ 10	ج Tu.	٩ 9	اپريل April.	٦٣١ 631
١١ 11	ا Su.	٢٩ 29	مارچ March.	٦٣٢ 632
١٢ 12	ه Th.	١٨ 18	مارچ March.	٦٣٣ 633
١٣ 13	ب M.	٧ 7	مارچ March.	٦٣٤ 634
١٤ 14	ز S.	٢٥ 25	فبروري February.	٦٣٥ 635
١٥ 15	د W.	١٤ 14	فبروري February.	٦٣٦ 636
١٦ 16	ا Su.	٢ 2	فبروري February.	٦٣٧ 637
١٧ 17	و Fr.	٢٣ 23	جنوري January.	٦٣٨ 638
١٨ 18	ج Tu.	١٢ 12	جنوري January.	٦٣٩ 639
١٩ 19	ا Su.	٢ 2	جنوري January.	٦٤٠ 640
٢٠ 20	ه Th.	٢١ 21	دسمبر December.	
٢١ 21	ب M.	١٠ 10	دسمبر December.	٦٤١ 641
٢٢ 22	ز S.	٣٠ 30	نوامبر November.	٦٤٢ 642
٢٣ 23	د W.	١٩ 19	نوامبر November.	٦٤٣ 643
٢٤ 24	ا Su.	٩ 9	نوامبر November.	٦٤٤ 644
٢٥ 25	و Fr.	٢٨ 28	اكتوبر October.	٦٤٥ 645
٢٦ 26	ج Tu.	١٧ 17	اكتوبر October.	٦٤٦ 646

جدول مطابقت ہجري سنوں کي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنة Christian æra.	انگريزي تاريخ جو ہجري ہرسال کے شروع ہوتي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. مہينہ Month	تاريخ Date	دن Day	ہجري سنة Hijree æra.	عيسوي سنة Christian æra.	انگريزي تاريخ جو ہجري ہرسال کے شروع ہوتي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. مہينہ Month.	تاريخ Date	دن Day	ہجري سنة Hijree æra.
٦٥٩ 659	مئي May.	١٧ 17	١ Su.	٤٠ 40	٦٤٧ 617	اکتوبر October.	٧ 7	١ Su.	٢٧ 27
٦٦٠ 660	مئي May.	٧ 7	و Fr.	٤١ 41	٦٤٨ 648	ستمبر September.	٢٥ 25	ه Th.	٢٨ 28
٦٦١ 661	اپريل April.	٢٦ 26	ج Tu.	٤٢ 42	٦٤٩ 649	ستمبر September.	١٤ 14	ب M.	٢٩ 29
٦٦٢ 662	اپريل April.	١٥ 15	ز S.	٤٣ 43	٦٥٠ 650	ستمبر September.	٤ 4	ز S.	٣٠ 30
٦٦٣ 663	اپريل April.	٤ 4	ه Th.	٤٤ 44	٦٥١ 651	اگست August.	٢٤ 24	د W.	٣١ 31
٦٦٤ 664	مارچ March.	٢٤ 24	ب M.	٤٥ 45	٦٥٢ 652	اگست August.	١٢ 12	١ Su.	٣٢ 32
٦٦٥ 665	مارچ March.	٢٣ 23	و Fr.	٤٦ 46		اگست August.	٢ 2	و Fr.	٣٣ 33
٦٦٦ 666	مارچ March.	٣ 3	د W.	٤٧ 47	٦٥٣ 653	جولائي July.	٢٢ 22	ج Tu.	٣٤ 34
٦٦٧ 667	فبروري February.	٢٠ 20	١ Su.	٤٨ 48	٦٥٤ 654	جولائي July.	١١ 11	ز S.	٣٥ 35
٦٦٨ 668	فبروري February.	٩ 9	و Fr.	٤٩ 49	٦٥٥ 655	جون June	٣٠ 30	ه Th.	٣٦ 36
٦٦٩ 669	جنوري January.	٢٩ 29	ج Tu.	٥٠ 50	٦٥٦ 656	جون June.	١٩ 19	ب M.	٣٧ 37
٦٧٠ 670	جنوري January.	١٨ 18	ز S.	٥١ 51	٦٥٧ 657	جون June	٩ 9	ز S.	٣٨ 38
٦٧١ 671	جنوري January.	٨ 8	ه Th.	٥٢ 52	٦٥٨ 658	مئي May.	٢٩ 29	د W.	٣٩ 39

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
۶۷۲ 672	دسمبر December.	۲۷ 27	ب M.	۵۳ 53
۶۷۳ 673	دسمبر December.	۱۶ 16	و Fr.	۵۴ 54
۶۷۴ 674	دسمبر December.	۶ 6	د W.	۵۵ 55
۶۷۵ 675	نوامبر November.	۲۵ 25	ا Su.	۵۶ 56
۶۷۶ 676	نوامبر November.	۱۴ 14	و Fr.	۵۷ 57
۶۷۷ 677	نوامبر November.	۳ 3	ج Tu	۵۸ 58
۶۷۸ 678	اکتوبر October.	۲۳ 23	ز S.	۵۹ 59
۶۷۹ 679	اکتوبر October.	۱۳ 13	ه Th.	۶۰ 60
۶۸۰ 680	اکتوبر October.	۱ 1	ب M.	۶۱ 61
۶۸۱ 681	ستمبر September.	۲۰ 20	و Fr.	۶۲ 62
۶۸۲ 682	ستمبر September.	۱۰ 10	د W.	۶۳ 63
۶۸۳ 683	اگست August.	۳۰ 30	ا Su.	۶۴ 64
۶۸۴ 684	اگست August.	۱۳ 13	ه Th.	۶۵ 65

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
۶۸۵ 685	اگست August.	۸ 8	ج Tu.	۶۶ 66
۶۸۶ 686	جولائي July.	۲۸ 28	ز S.	۶۷ 67
۶۸۷ 687	جولائي July.	۱۸ 18	ه Th.	۶۸ 68
۶۸۸ 688	جولائي July.	۶ 6	ب M.	۶۹ 69
۶۸۹ 689	جون June.	۲۵ 25	و Fr.	۷۰ 70
۶۹۰ 690	جون June.	۱۵ 15	د W.	۷۱ 71
۶۹۱ 691	جون June.	۴ 4	ا Su.	۷۲ 72
۶۹۲ 692	مئی May.	۲۳ 23	ه Th.	۷۳ 73
۶۹۳ 693	مئی May.	۱۳ 13	ج Tu.	۷۴ 74
۶۹۴ 694	مئی May.	۲ 2	ز S.	۷۵ 75
۶۹۵ 695	اپريل April.	۲۱ 21	د W.	۷۶ 76
۶۹۶ 696	اپريل April.	۱۰ 10	ب M.	۷۷ 77
۶۹۷ 697	مارچ March.	۳۰ 30	و Fr.	۷۸ 78

جدول مطابقت هجري سنوں کي عیسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عیسوي سنه Christian æra.	انگریزي تاریخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنه Hijree æra.
	مهینه Month	تاریخ Date	دن Day	
٦٩٨ 698	مارچ March.	٢٠ 20	د W.	٧٩ 79
٦٩٩ 699	مارچ March.	٩ 9	ا Su.	٨٠ 80
٧٠٠ 700	فبروري February.	٢٦ 26	ه Th.	٨١ 81
٧٠١ 701	فبروري February.	١٥ 15	ج Tu.	٨٢ 82
٧٠٢ 702	فبروري February.	۴ 4	ز S.	٨٣ 83
٧٠٣ 703	جنوري January.	٢۴ 24	د W.	٨۴ 84
٧٠۴ 704	جنوري January.	١۴ 14	ب M.	٨٥ 85
٧٠٥ 705	جنوري January.	٢ 2	و F.	٨٦ 86
	دسمبر December.	٢٣ 23	د W	٨٧ 87
٧٠٦ 706	دسمبر December.	١٢ 12	ا Su.	٨٨ 88
٧٠٧ 707	دسمبر December.	١ 1	ه Th.	٨٩ 89
٧٠٨ 708	نوامبر November.	٢٠ 20	ج Tu.	٩٠ 90
٧٠٩ 709	نوامبر November.	٩ 9	ز S.	٩١ 91

عیسوي سنه Christian æra.	انگریزي تاریخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنه Hijree æra.
	مهینه Month	تاریخ Date	دن Day	
٧١٠ 710	اکتوبر October.	٢٩ 29	د W.	٩٢ 92
٧١١ 711	اکتوبر October.	١٩ 19	ب M.	٩٣ 93
٧١٢ 712	اکتوبر October.	٧ 7	و Fr.	٩۴ 94
٧١٣ 713	ستمبر September.	٢٦ 26	ج Tu.	٩٥ 95
٧١۴ 714	ستمبر September.	١٦ 16	ا Su.	٩٦ 96
٧١٥ 715	ستمبر September.	٥ 5	ه Th.	٩٧ 97
٧١٦ 716	اگست August.	٢٥ 25	ج Tu.	٩٨ 98
٧١٧ 717	اگست August.	١۴ 14	ز S.	٩٩ 99
٧١٨ 718	اگست August.	٣ 3	د W.	١٠٠ 100
٧١٩ 719	جولائي July.	٢٣ 23	ب M.	١٠١ 101
٧٢٠ 720	جولائي July.	١٢ 12	و Fr.	١٠٢ 102
٧٢١ 721	جولائي July.	١ 1	ج Tu.	١٠٣ 103
٧٢٢ 722	جون June.	٢١ 21	ا Su.	١٠۴ 104

جدول مطابقت هجري سنوں كي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنه Hijree æra.
	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	
٧٢٣ 723	جون June.	١٠ 10	ه Th.	١٠٥ 105
٧٢٤ 724	مئي May.	٢٩ 29	ب M.	١٠٦ 106
٧٢٥ 725	مئي May.	١٩ I9	ز S.	١٠٧ 307
٧٢٦ 726	مئي May.	٨ 8	د W.	١٠٨ I08
٧٢٧ 727	اپريل April.	٢٨ 28	ب M.	١٠٩ 109
٧٢٨ 728	اپريل April.	١٦ 16	و Fr.	١١٠ 110
٧٢٩ 729	اپريل April.	٥ 5	ج Tu.	١١١ 111
٧٣٠ 730	مارچ March.	٢٦ 26	ا Su.	١١٢ 112
٧٣١ 731	مارچ March.	١٥ 15	ه Th.	١١٣ 113
٧٣٢ 732	مارچ March.	٣ 3	ب M.	١١٤ 114
٧٣٣ 733	فبروري February.	٢١ 21	ز S.	١١٥ 115
٧٣٤ 734	فبروري February.	١٠ 10	د W.	١١٦ 116
٧٣٥ 735	جنوري January.	٣١ 31	ب M.	١١٧ 117
٧٣٦ 736	جنوري January.	٢٠ 20	و Fr.	١١٨ 1I8
٧٣٧ 737	جنوري January.	٨ 8	ج Tu.	١١٩ 119
	دسمبر December.	٢٩ 29	ا Su.	١٢٠ 120
٧٣٨ 738	دسمبر December.	١٨ 18	ه Th.	١٢١ 121
٧٣٩ 739	دسمبر December.	٧ 7	ب M.	١٢٢ 122
٧٤٠ 740	نوامبر November.	٢٦ 26	ز S.	١٢٣ 123
٧٤١ 741	نوامبر November.	١٥ 15	د W.	١٢٤ 124
٧٤٢ 742	نوامبر November.	٤ 4	ا Su.	١٢٥ 125
٧٤٣ 743	اكتوبر October.	٢٥ 25	و Fr.	١٢٦ 126
٧٤٤ 744	اكتوبر October.	١٣ 13	ج Tu.	١٢٧ 127
٧٤٥ 745	اكتوبر October.	٣ 3	ا Su.	١٢٨ 128
٧٤٦ 746	ستمبر September.	١٢ 12	ه Th.	١٢٩ 129
٧٤٧ 747	ستمبر September.	١١ 11	ب M.	١٣٠ 130

جدول مطابقت ھجري سنوں کي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

ھجري سنہ Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو ھجري ھرسال کے شروع ہوتھي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — دن Day	تاريخ Date	مہينہ Month	عيسوي سنہ Christian æra.
۱۳۱ 131	ز S.	۳۱ 31	اگست August.	۷۴۸ 748
۱۳۲ 132	و Fr.	۲۰ 20	اگست August.	۷۴۹ 749
۱۳۳ 133	ا Su.	۹ 9	اگست August.	۷۵۰ 750
۱۳۴ 134	و Fr.	۳۰ 30	جولائي July.	۷۵۱ 751
۱۳۵ 135	ج Tu.	۱۸ 18	جولائي July.	۷۵۲ 752
۱۳۶ 336	ز S.	۷ 7	جولائي July.	۷۵۳ 753
۱۳۷ 137	ه Th.	۲۷ 27	جون June.	۷۵۴ 754
۱۳۸ 138	ب M.	۱۶ 16	جون June.	۷۵۵ 755
۱۳۹ 139	ز S.	۵ 5	جون June.	۷۵۶ 756
۱۴۰ 140	د W.	۲۵ 25	مئي May.	۷۵۷ 757
۱۴۱ 141	ا Su.	۱۴ 14	مئي May.	۷۵۸ 758
۱۴۲ 142	و Fr.	۴ 4	مئي May.	۷۵۹ 759
۱۴۳ 143	ج Tu.	۲۲ 22	اپريل April.	۷۶۰ 760

ھجري سنہ Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو ھجري ھرسال کے شروع ہوتھي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — دن Day	تاريخ Date	مہينہ Month	عيسوي سنہ Christian æra.
۱۴۴ 144	ز S.	۱۱ 11	اپريل April.	۷۶۱ 761
۱۴۵ 145	ه Th.	۱ 1	اپريل April.	۷۶۲ 762
۱۴۶ 146	ب M.	۲۱ 21	مارچ March.	۷۶۳ 763
۱۴۷ 147	ز S.	۱۰ 10	مارچ March.	۷۶۴ 764
۱۴۸ 148	د W.	۲۷ 27	فبروري February.	۷۶۵ 765
۱۴۹ 149	ا Su.	۱۶ 16	فبروري February.	۷۶۶ 766
۱۵۰ 150	و Fr.	۶ 6	فبروري February.	۷۶۷ 767
۱۵۱ 151	ج Tu.	۲۶ 26	جنوري January.	۷۶۸ 768
۱۵۲ 152	ز S.	۱۴ 14	جنوري January.	۷۶۹ 769
۱۵۳ 153	ه Th.	۴ 4	جنوري January.	۷۷۰ 770
۱۵۴ 154	ب M.	۲۴ 24	دسمبر December.	
۱۵۵ 155	ه Th.	۱۳ 13	دسمبر December.	۷۷۱ 771
۱۵۶ 156	د W.	۲ 2	دسمبر December.	۷۷۲ 772

جدول مطابقت ھجری سنوں کی عیسوی سے

Table ` showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

ھجری سنہ Hijree æra.	دن Day	تاریخ Date	مہینہ Month	عیسوی سنہ Christian æra.
	انگریزی تاریخ جو ھجری ھرسال کے شروع پر تھی The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			
۱۵۷ 157	ا Su.	۲۱ 21	نوامبر November.	۷۷۳ 773
۱۵۸ 158	و Fr.	۱۱ 11	نوامبر November.	۷۷۴ 774
۱۵۹ 159	ج Tu.	۲۱ 21	اکتوبر October.	۱۷۵ 775
۱۶۰ 160	ز S.	۱۹ 19	اکتوبر October.	۷۷۶ 776
۱۶۱ 161	ه Th.	۹ 9	اکتوبر October.	۷۷۷ 777
۱۶۲ 162	ب M.	۲۸ 28	ستمبر September.	۷۷۸ 778
۱۶۳ 163	و Fr.	۱۷ 17	ستمبر September.	۷۷۹ 779
۱۶۴ 164	د W.	۶ 6	ستمبر September.	۷۸۰ 780
۱۶۵ 165	ا Su.	۲۶ 26	اگست August.	۷۸۱ 781
۱۶۶ 166	ه Th.	۱۵ 15	اگست August.	۷۸۲ 782
۱۶۷ 167	ج Tu.	۵ 5	اگست August.	۷۸۳ 783
۱۶۸ 168	ز S.	۲۴ 24	جولائی July.	۷۸۴ 784
۱۶۹ 169	ه Th.	۱۴ 14	جولائی July.	۸۸۵ 785
۱۷۰ 170	ب M.	۱۳ 13	جولائی July.	۷۸۶ 786
۱۷۱ 171	و Fr.	۲۲ 22	جون June.	۷۸۷ 787
۱۷۲ 172	د W.	۱۱ 11	جون June.	۷۸۸ 788
۱۷۳ 173	ا Su.	۳۱ 31	مئی May.	۷۸۹ 789
۱۷۴ 174	ه Th.	۲۰ 20	مئی May.	۷۹۰ 790
۱۷۵ 175	ج Tu.	۱۰ 10	مئی May.	۷۹۱ 791
۱۷۶ 176	ز S.	۲۸ 28	اپریل April.	۷۹۲ 792
۱۷۷ 177	ه Th.	۱۸ 18	اپریل April.	۷۹۳ 793
۱۷۸ 178	ب M.	۷ 7	اپریل April.	۷۹۴ 794
۱۷۹ 179	و Fr.	۲۷ 27	مارچ March.	۷۹۵ 795
۱۸۰ 180	د W.	۱۶ 16	مارچ March.	۷۹۶ 796
۱۸۱ 181	ا Su.	۵ 5	مارچ March.	۷۹۷ 797
۱۸۲ 182	ه Th.	۲۲ 22	فبروری February.	۷۹۸ 798

جدول مطابقت هجري سنون کي عيسوي سنون سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

هجري سنه Hijree æra.	دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	عيسوي سنه Christian æra.
	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			
۱۸۳ 183	ج Tu.	۱۲ 12	فبروري February.	۷۹۹ 799
۱۸۴ 184	ز S.	۱ 1	فبروري February.	۸۰۰ 800
۱۸۵ 185	د W.	۲۰ 20	جنوري January.	۸۰۱ 801
۱۸۶ 186	ب M.	۱۰ 10	جنوري January.	۸۰۲ 202
۱۸۷ 187	و Fr.	۳۰ 30	دسمبر December.	
۱۸۸ 188	د W.	۲۰ 20	دسمبر December.	۸۰۳ 803
۱۸۹ 189	ا Su.	۸ 8	دسمبر December.	۸۰۴ 804
۱۹۰ 190	ه Th.	۲۷ 27	نوامبر November.	۸۰۵ 805
۱۹۱ 191	ج Tu.	۱۷ 17	نوامبر November.	۸۰۶ 806
۱۹۲ 192	ز S.	۹ 9	نوامبر November.	۸۰۷ 807
۱۹۳ 193	د W.	۲۵ 25	اکتوبر October.	۸۰۸ 808
۱۹۴ 194	ب M.	۱۵ 15	اکتوبر October.	۸۰۹ 809
۱۹۵ 195	و Fr.	۴ 4	اکتوبر October.	۸۱۰ 810
۱۹۶ 196	ج Tu.	۲۳ 23	ستمبر September.	۸۱۱ 811
۱۹۷ 197	ا Su.	۱۲ 12	ستمبر September.	۸۱۲ 812
۱۹۸ 198	ه Th.	۱ 1	ستمبر September.	۸۱۳ 813
۱۹۹ 199	ج Tu.	۲۲ 22	اگست August.	۸۱۴ 814
۲۰۰ 200	ز 'S	۱۱ 11	اگست August.	۸۱۵ 815
۲۰۱ 201	د W.	۳۰ 30	جولائي July.	۸۱۶ 816
۲۰۲ 202	ب M.	۲۰ 20	جولائي July.	۸۱۷ 817
۲۰۳ 203	و Fr.	۹ 9	جولائي July.	۸۱۸ 818
۲۰۴ 204	ج Tu.	۲۸ 28	جون June.	۸۱۹ 819
۲۰۵ 205	ا Su.	۱۷ 17	جون June.	۸۲۰ 820
۲۰۶ 206	ه Th.	۶ 6	جون June.	۸۲۱ 821
۲۰۷ 207	ج Tu.	۲۷ 27	مئي May.	۸۲۲ 822
۲۰۸ 208	ز S.	۱۶ 16	مئي May.	۸۲۳ 823

جدول مطابقت هجري سنون كي عيسوي سنون سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

هجري سنه Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال كے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			عيسوي سنه Christian æra.
	دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	
۲۰۹ 209	د W.	۴ 4	مئي May.	۸۲۴ 824
۲۱۰ 210	ب M.	۲۴ 24	اپريل April.	۸۲۵ 825
۲۱۱ 211	و Fr.	۱۳ 13	اپريل April.	۸۲۶ 826
۲۱۲ 212	ج Tu.	۲ 2	اپريل April.	۸۲۷ 827
۲۱۳ 213	ا Su.	۲۲ 22	مارچ March.	۸۲۸ 828
۲۱۴ 214	ه Th.	۱۱ 11	مارچ March.	۸۲۹ 829
۲۱۵ 215	ب M.	۲۸ 28	فبروري February.	۸۳۰ 830
۲۱۶ 216	ز S.	۱۸ 18	فبروري February.	۸۳۱ 831
۲۱۷ 217	د W.	۷ 7	فبروري February.	۸۳۲ 832
۲۱۸ 218	ب M.	۲۷ 27	جنوري January.	۸۳۳ 833
۲۱۹ 219	و Fr.	۱۶ 16	جنوري January.	۸۳۴ 834
۲۲۰ 220	ج Tu.	۵ 5	جنوري January.	۸۳۵ 835
۲۲۱ 221	ا Su.	۲۶ 26	دسمبر December.	
۲۲۲ 222	ه Th.	۱۴ 14	دسمبر December.	۸۳۶ 836
۲۲۳ 223	ب M.	۳ 3	دسمبر December.	۸۳۷ 837
۲۲۴ 224	ز S.	۲۳ 23	نوامبر November.	۸۳۸ 838
۲۲۵ 225	د W.	۱۲ 12	نوامبر November.	۸۳۹ 839
۲۲۶ 226	ا Su.	۲۲ 22	اكتوبر October.	۸۴۰ 840
۲۲۷ 227	و Fr.	۲۱ 21	اكتوبر October.	۸۴۱ 841
۲۲۸ 228	ج Tu.	۱۰ 10	اكتوبر October.	۸۴۲ 842
۲۲۹ 229	ا Su.	۳۰ 30	ستمبر September.	۸۴۳ 843
۲۳۰ 230	ه Th.	۱۸ 18	ستمبر September.	۸۴۴ 844
۲۳۱ 231	ب M.	۷ 7	ستمبر September.	۸۴۵ 845
۲۳۲ 232	ز S.	۲۸ 28	اگست August.	۸۴۶ 846
۲۳۳ 233	د W.	۱۷ 17	اگست August.	۸۴۷ 847
۲۳۴ 234	ا Su.	۵ 5	اگست August.	۸۴۸ 848

جدول مطابقت هجري سنوں كي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنة Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال كے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنة Hijree æra.
	مهينة Month	تاريخ Date	دن Day	
۸۴۹ 849	جولائي July.	۲۶ 26	و Fr.	۲۳۵ 235
۸۵۰ 850	جولائي July.	۱۵ 15	ج Tu.	۲۳۶ 236
۸۵۱ 851	جولائي July.	۵ 5	ا Su.	۲۳۷ 237
۸۵۲ 852	جون June.	۲۳ 23	ه Th.	۲۳۸ 238
۸۵۳ 853	جون June.	۱۲ 12	ب M.	۲۳۹ 239
۸۵۴ 854	جون June.	۲ 2	ز S.	۲۴۰ 240
۸۵۵ 855	مئي May.	۲۲ 22	د W.	۲۴۱ 241
۸۵۶ 856	مئي May.	۱۰ 10	ا Su.	۲۴۲ 242
۸۵۷ 857	اپريل April.	۳۰ 30	و Fr.	۲۴۳ 243
۸۵۸ 858	اپريل April.	۱۹ 19	ج Tu.	۲۴۴ 244
۸۵۹ 859	اپريل April.	۸ 8	ز S.	۲۴۵ 245
۸۶۰ 860	مارچ March.	۲۸ 28	ه Th.	۲۴۶ 246
۸۶۱ 861	مارچ March.	۱۷ 17	ب M.	۲۴۷ 247
۸۶۲ 862	مارچ March.	۷ 7	ز S.	۲۴۸ 248
۸۶۳ 863	فبروري February.	۲۴ 24	د W.	۲۴۹ 249
۸۶۴ 864	فبروري February.	۱۳ 13	ا Su.	۲۵۰ 250
۸۶۵ 865	فبروري February.	۲ 2	و Fr.	۲۵۱ 251
۸۶۶ 866	جنوري January.	۲۲ 22	ج Tu.	۲۵۲ 252
۸۶۷ 867	جنوري January.	۱۱ 11	ز S.	۲۵۳ 253
۸۶۸ 868	جنوري January.	۱ 1	ه Th.	۲۵۴ 254
	دسمبر December.	۲۰ 20	ب M.	۲۵۵ 255
۸۶۹ 869	دسمبر December.	۱۰ 10	ز S.	۲۵۶ 256
۸۷۰ 870	نوامبر November.	۲۹ 29	د W.	۲۵۷ 257
۸۷۱ 871	نوامبر November.	۱۸ 18	ا Su.	۲۵۸ 258
۸۷۲ 872	نوامبر November.	۷ 7	و Fr.	۲۵۹ 259
۸۷۳ 873	اكتوبر October.	۲۷ 27	ج Tu.	۲۶۰ 260

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنة Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنة Hijree æra.
	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	
٨٧٤ 874	اكتوبر October.	١٦ 16	ز S.	٢٦١ 261
٨٧٥ 875	اكتوبر October.	٦ 6	ه Th.	٢٦٢ 262
٨٧٦ 876	ستمبر September.	٢٤ 24	ب M.	٢٦٣ 263
٨٧٧ 877	ستمبر September.	١٣ 13	و Fr.	٢٦٤ 264
٨٧٨ 878	ستمبر September.	٣ 3	د W.	٢٦٥ 265
٨٧٩ 879	اگست August.	٢٣ 23	ا Su.	٢٦٦ 266
٨٨٠ 880	اگست August.	١٢ 12	و Fr.	٢٦٧ 267
٨٨١ 881	اگست August.	١ 1	ج Tu.	٢٦٨ 268
٨٨٢ 882	جولائي July.	٢١ 21	ز S.	٢٦٩ 269
٨٨٣ 883	جولائي July.	١١ 11	ه Th.	٢٧٠ 270
٨٨٤ 884	جون June.	٢٩ 29	ب M.	٢٧١ 271
٨٨٥ 885	جون June.	١٨ 18	و Fr.	٢٧٢ 272
٨٨٦ 886	جون June.	٨ 8	د W.	٢٧٣ 273

عيسوي سنة Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنة Hijree æra.
	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	
٨٨٧ 887	مئی May.	٢٨ 28	ا Su.	٢٧٤ 274
٨٨٨ 888	مئی May.	١٦ 16	ه Th.	٢٧٥ 275
٨٨٩ 889	مئی May.	٦ 6	ج Tu.	٢٧٦ 276
٨٩٠ 890	اپريل April.	٢٥ 25	ز S.	٢٧٧ 277
٨٩١ 891	اپريل April.	١٥ 15	ه Th.	٢٧٨ 278
٨٩٢ 892	اپريل April.	٣ 3	ب M.	٢٧٩ 279
٨٩٣ 893	مارچ March.	٢٣ 23	و Fr.	٢٨٠ 280
٨٩٤ 894	مارچ March.	١٣ 13	د W.	٢٨١ 281
٨٩٥ 895	مارچ March.	٢ 2	ا Su.	٢٨٢ 282
٨٩٦ 896	فبروري February.	١٩ 19	ه Th.	٢٨٣ 283
٨٩٧ 897	فبروري February.	٨ 8	ج Tu.	٢٨٤ 284
٨٩٨ 898	جنوري January.	٢٨ 28	ز S.	٢٨٥ 285
٨٩٩ 899	جنوري January.	١٧ 17	د W.	٢٨٦ 286

جدول مطابقت هجري سنوں كي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

سنه هجري Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال كے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			عيسوي سنه Christian æra.
	دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	
۲۸۷ 287	ب M.	۷ 7	جنوري January.	۹۰۰ 900
۲۸۸ 288	و Fr.	۲۶ 26	دسمبر December.	
۲۸۹ 289	د W.	۱۶ 16	دسمبر December.	۹۰۱ 901
۲۹۰ 290	ا Su.	۵ 5	دسمبر December.	۹۰۲ 902
۲۹۱ 291	ه Th.	۲۴ 24	نوامبر November.	۹۰۳ 903
۲۹۲ 292	ج Tu.	۱۳ 13	نوامبر November.	۹۰۴ 904
۲۹۳ 293	ز S.	۲ 2	نوامبر November.	۹۰۵ 905
۲۹۴ 294	د W.	۲۲ 22	اكتوبر October.	۹۰۶ 906
۲۹۵ 295	ب M.	۱۲ 12	اكتوبر October.	۹۰۷ 907
۲۹۶ 296	و Fr.	۳۰ 30	ستمبر September.	۹۰۸ 908
۲۹۷ 297	د W.	۲۰ 20	ستمبر September.	۹۰۹ 909
۲۹۸ 298	ا Su.	۹ 9	ستمبر September.	۹۱۰ 910
۲۹۹ 299	ه Th.	۲۹ 29	اگست August.	۹۱۱ 911
۳۰۰ 300	ج Tu.	۱۸ 18	اگست August.	۹۱۲ 912
۳۰۱ 301	ج Tu.	۷ 7	اگست August.	۹۱۳ 913
۳۰۲ 302	د W.	۲۷ 27	جولائي July.	۹۱۴ 914
۳۰۳ 303	ب M.	۱۷ 17	جولائي July.	۹۱۵ 915
۳۰۴ 304	و Fr.	۵ 5	جولائي July.	۹۱۶ 916
۳۰۵ 305	ج Tu.	۲۴ 24	جون June.	۹۱۷ 917
۳۰۶ 306	ا Su.	۱۳ 13	جون June.	۹۱۸ 918
۳۰۷ 307	ه Th.	۳ 3	جون June.	۹۱۹ 919
۳۰۸ 308	ج Tu.	۲۳ 23	مئي May.	۹۲۰ 920
۳۰۹ 309	ز S.	۱۲ 12	مئي May.	۹۲۱ 921
۳۱۰ 310	د W.	۱ 1	مئي May.	۹۲۲ 922
۳۱۱ 311	ب M.	۲۱ 21	اپريل April.	۹۲۳ 923
۳۱۲ 312	و Fr.	۹ 9	اپريل April.	۹۲۴ 924

جدول مطابقت هجري سنوں كي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

هجري سنه Hijree æra.	دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	عيسوي سنه Christian æra.
	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال كے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			
۳۱۳ 313	ج Tu.	۲۹ 29	مارچ March.	۹۲۵ 925
۳۱۴ 314	ا Su.	۱۹ 19	مارچ March.	۹۲۶ 926
۳۱۵ 315	ه Th.	۸ 8	مارچ March.	۹۲۷ 927
۳۱۶ 316	ب M.	۲۵ 25	فبروري February.	۹۲۸ 928
۳۱۷ 317	ز S.	۱۴ 14	فبروري February.	۹۲۹ 929
۳۱۸ 318	د W.	۳ 3	فبروري February.	۹۳۰ 930
۳۱۹ 319	ب M.	۲۴ 24	جنوري January.	۹۳۱ 931
۳۲۰ 320	و Fr.	۱۳ 13	جنوري January.	۹۳۲ 932
۳۲۱ 321	ج Tu.	۱ 1	جنوري January.	۹۳۳ 933
۳۲۲ 322	ا Su.	۲۲ 22	دسمبر December.	
۳۲۳ 323	ه Th.	۱۱ 11	دسمبر December.	۹۳۴ 934
۳۲۴ 324	ب M.	۳۰ 30	نوامبر November.	۹۳۵ 935
۳۲۵ 325	ز S.	۱۹ 19	نوامبر November.	۹۳۶ 936
۳۲۶ 326	د W.	۸ 8	نوامبر November.	۹۳۷ 937
۳۲۷ 327	ب M.	۲۹ 29	اكتوبر October.	۹۳۸ 938
۳۲۸ 328	و Fr.	۱۸ 18	اكتوبر October.	۹۳۹ 939
۳۲۹ 329	ج Tu.	۶ 6	اكتوبر October.	۹۴۰ 940
۳۳۰ 330	ا Su.	۲۶ 26	ستمبر September.	۹۴۱ 941
۳۳۱ 331	ه Th.	۱۵ 15	ستمبر September.	۹۴۲ 942
۳۳۲ 332	ب M.	۴ 4	ستمبر September.	۹۴۳ 943
۳۳۳ 333	ز S.	۲۳ 23	اگست August.	۹۴۴ 944
۳۳۴ 334	د W.	۱۳ 13	اگست August.	۹۴۵ 945
۳۳۵ 335	ا Su.	۲ 2	اگست August.	۹۴۶ 946
۳۳۶ 336	و Fr.	۲۲ 22	جولائي July.	۹۴۷ 947
۳۳۷ 337	ج Tu.	۱۱ 11	جولائي July.	۹۴۸ 948
۳۳۸ 338	ا Su.	۱ 1	جولائي July.	۹۴۹ 949

جدول مطابقت هجری سنوں کی عیسوی سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عیسوی سنہ Christian æra.	انگریزی تاریخ جو هجری هرسال کے شروع پرتهی The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجری سنہ Hijree æra.
	مهینہ Month	تاریخ Date	دن Day	
۹۵۰ 950	جون June.	۲۳ 23	ه Th.	۳۳۹ 339
۹۵۱ 951	جون June.	۹ 9	ب M.	۳۴۰ 340
۹۵۲ 952	مئی May.	۲۹ 29	ز S.	۳۴۱ 341
۹۵۳ 953	مئی May.	۱۸ 18	د W.	۳۴۲ 342
۹۵۴ 954	مئی May.	۷ 7	ا Su.	۳۴۳ 343
۹۵۵ 955	اپریل April.	۲۷ 27	و Fr.	۳۴۴ 344
۹۵۶ 956	اپریل April.	۱۵ 15	ج Tu.	۳۴۵ 345
۹۵۷ 957	اپریل April.	۴ 4	ز S.	۳۴۶ 346
۹۵۸ 958	مارچ March.	۲۵ 25	ه Th.	۳۴۷ 347
۹۵۹ 959	مارچ March.	۱۴ 14	ب M.	۳۴۸ 348
۹۶۰ 960	مارچ March.	۳ 3	ز S.	۳۴۹ 349
۹۶۱ 961	فبروری February.	۲۰ 20	د W.	۳۵۰ 350
۹۶۲ 962	فبروری February.	۹ 9	ا Su.	۳۵۱ 351

عیسوی سنہ Christian æra.	انگریزی تاریخ جو هجری هرسال کے شروع پرتهی The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجری سنہ Hijree æra.
	مهینہ Month	تاریخ Date	دن Day	
۹۶۳ 963	جنوری January.	۳۰ 30	و Fr.	۳۵۲ 352
۹۶۴ 964	جنوری January.	۱۹ 19	ج Tu.	۳۵۳ 353
۹۶۵ 965	جنوری January.	۷ 7	ز S.	۳۵۴ 354
	دسمبر December.	۲۸ 28	ه Th.	۳۵۵ 355
۹۶۶ 966	دسمبر December.	۱۷ 17	ب M.	۳۵۶ 356
۹۶۷ 967	دسمبر December.	۷ 7	ز S.	۳۵۷ 357
۹۶۸ 968	نوامبر November.	۲۵ 25	د W.	۳۵۸ 358
۹۶۹ 969	نوامبر November.	۱۴ 14	ا Su.	۳۵۹ 359
۹۷۰ 970	نوامبر November.	۴ 4	و Fr.	۳۶۰ 360
۹۷۱ 971	اکتوبر October.	۲۴ 24	ج Tu.	۳۶۱ 361
۹۷۲ 972	اکتوبر October.	۱۲ 12	ز S.	۳۶۲ 362
۹۷۳ 973	اکتوبر October.	۲ 2	ه Th.	۳۶۳ 363
۹۷۴ 974	ستمبر September.	۲۱ 21	ب M.	۳۶۴ 364

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

هجري سنه Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			عيسوي سنه Christian æra.
	دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	
۳۶۵ 365	و Fr.	۱۰ 10	ستمبر September.	۹۷۵ 975
۳۶۶ 366	د W.	۳۰ 30	اگست August.	۹۷۶ 976
۳۶۷ 367	ا Su.	۱۹ 19	اگست August.	۹۷۷ 977
۳۶۸ 368	و Fr.	۹ 9	اگست August.	۹۷۸ 978
۳۶۹ 369	ج Tu.	۲۹ 29	جولائي July.	۹۷۹ 979
۳۷۰ 370	ز S.	۱۷ 17	جولائي July.	۹۸۰ 980
۳۷۱ 371	ه Th.	۷ 7	جولائي July.	۹۸۱ 981
۳۷۲ 372	ب M.	۲۶ 26	جون June.	۹۸۲ 982
۳۷۳ 373	و Fr.	۱۵ 15	جون June.	۹۸۳ 983
۳۷۴ 374	د W.	۴ 4	جون June.	۹۸۴ 984
۳۷۵ 375	ا Su.	۲۴ 24	مئی May.	۹۸۵ 985
۳۷۶ 376	ه Th.	۱۳ 13	مئی May.	۹۸۶ 986
۳۷۷ 377	ج Tu.	۳ 3	مئی May.	۹۸۷ 987
۳۷۸ 378	ز S.	۲۱ 21	اپريل April.	۹۸۸ 988
۳۷۹ 379	ه Th.	۱۱ 11	اپريل April	۹۸۹ 989
۳۸۰ 380	ب M.	۳۱ 31	مارچ March.	۹۹۰ 990
۳۸۱ 381	و Fr.	۲۰ 20	مارچ March.	۹۹۱ 991
۳۸۲ 382	د W.	۹ 9	مارچ March.	۹۹۲ 992
۳۸۳ 383	ا Su.	۲۶ 26	فبروري February.	۹۹۳ 993
۳۸۴ 384	ه Th.	۱۵ 15	فبروري February.	۹۹۴ 994
۳۸۵ 385	ج Tu.	۵ 5	فبروري February.	۹۹۵ 995
۳۸۶ 386	ز S.	۲۵ 25	جنوري January.	۹۹۶ 996
۳۸۷ 387	ه Th.	۱۴ 14	جنوري January.	۹۹۷ 997
۳۸۸ 388	ب M.	۳ 3	جنوري January.	۹۹۸ 998
۳۸۹ 389	و Fr.	۲۳ 23	دسمبر December.	
۳۹۰ 390	د W.	۱۳ 13	دسمبر December.	۹۹۹ 999

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

هجري سنة Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			عيسوي سنة Christian æra.
	دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	
۳۹۱ 391	ا Su.	۱ 1	دسمبر December.	۱۰۰۰ 1000
۳۹۲ 392	ه Th.	۲۰ 20	نوامبر November.	۱۰۰۱ 1001
۳۹۳ 393	ج Tu.	۱۰ 10	نوامبر November.	۱۰۰۲ 1002
۳۹۴ 394	ز S.	۳۰ 30	اكتوبر October.	۱۰۰۳ 1003
۳۹۵ 395	د W.	۱۸ 18	اكتوبر October.	۱۰۰۴ 1004
۳۹۶ 396	ب M.	۸ 8	اكتوبر October.	۱۰۰۵ 1005
۳۹۷ 397	و Fr.	۲۷ 27	ستمبر September.	۱۰۰۶ 1006
۳۹۸ 398	د W.	۱۷ 17	ستمبر September.	۱۰۰۷ 1007
۳۹۹ 399	ا Su.	۵ 5	ستمبر September.	۱۰۰۸ 1008
۴۰۰ 400	ه Th.	۲۵ 25	اگست August.	۱۰۰۹ 1009
۴۰۱ 401	ج Tu.	۱۵ 15	اگست August.	۱۰۱۰ 1010
۴۰۲ 402	ز S.	۴ 4	اگست August.	۱۰۱۱ 1011
۴۰۳ 403	د W.	۲۳ 23	جولائي July.	۱۰۱۲ 1012
۴۰۴ 404	ب M.	۱۳ 13	جولائي July.	۱۰۱۳ 1013
۴۰۵ 405	و Fr.	۲ 2	جولائي July.	۱۰۱۴ 1014
۴۰۶ 406	ج Tu.	۲۱ 21	جون June.	۱۰۱۵ 1015
۴۰۷ 407	ا Su.	۱۰ 10	جون June.	۱۰۱۶ 1016
۴۰۸ 408	ه Th.	۳۰ 30	مئي May.	۱۰۱۷ 1017
۴۰۹ 409	ج Tu.	۲۰ 20	مئي May.	۱۰۱۸ 1018
۴۱۰ 410	ز S.	۹ 9	مئي May.	۱۰۱۹ 1019
۴۱۱ 411	د W.	۲۷ 27	اپريل April.	۱۰۲۰ 1020
۴۱۲ 412	ب M.	۱۷ 17	اپريل April.	۱۰۲۱ 1021
۴۱۳ 413	و Fr.	۶ 6	اپريل April.	۱۰۲۲ 1022
۴۱۴ 414	ج Tu.	۲۶ 26	مارچ March.	۱۰۲۳ 1023
۴۱۵ 415	ا Su.	۱۵ 15	مارچ March.	۱۰۲۴ 1024
۴۱۶ 416	ه Th.	۴ 4	مارچ March.	۱۰۲۵ 1025

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تھی The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنه Hijree æra.
	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	
۱۰۲۶ 1026	فبروري February.	۲۲ 22	ج Tu.	۴۱۷ 417
۱۰۲۷ 1027	فبروري February.	۱۱ 11	ز S.	۴۱۸ 418
۱۰۲۸ 1028	جنوري January.	۳۱ 31	د W.	۴۱۹ 419
۱۰۲۹ 1029	جنوري January.	۲۰ 20	ب M.	۴۲۰ 420
۱۰۳۰ 1030	جنوري January.	۹ 9	و Fr.	۴۲۱ 421
	دسمبر December.	۲۹ 29	ج Tu.	۴۲۲ 422
۱۰۳۱ 1031	دسمبر December.	۱۹ 19	۱ Su.	۴۲۳ 423
۱۰۳۲ 1032	دسمبر December.	۷ 7	ه Th.	۴۲۴ 424
۱۰۳۳ 1033	نوامبر November.	۲۶ 26	ب M.	۴۲۵ 425
۱۰۳۴ 1034	نوامبر November.	۱۶ 16	ز S.	۴۲۶ 426
۱۰۳۵ 1035	نوامبر November.	۵ 5	د W.	۴۲۷ 427
۱۰۳۶ 1036	اکتوبر October.	۲۵ 25	ب M.	۴۲۸ 428
۱۰۳۷ 1037	اکتوبر October.	۱۴ 14	و Fr.	۴۲۹ 429

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تھی The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنه Hijree æra.
	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	
۱۰۳۸ 1038	اکتوبر October.	۳ 3	ج Tu.	۴۳۰ 430
۱۰۳۹ 1039	ستمبر September.	۲۳ 23	۱ Su.	۴۳۱ 431
۱۰۴۰ 1040	ستمبر September.	۱۱ 11	ه Th.	۴۳۲ 432
۱۰۴۱ 1041	اگست August.	۳۱ 31	ب M.	۴۳۳ 433
۱۰۴۲ 1042	اگست August.	۲۱ 21	ز S.	۴۳۴ 434
۱۰۴۳ 0143	اگست August.	۱۰ 10	د W.	۴۳۵ 435
۱۰۴۴ 1044	جولائي July.	۲۹ 29	۱ Su.	۴۳۶ 436
۱۰۴۵ 1045	جولائي July.	۱۹ 19	و Fr.	۴۳۷ 437
۱۰۴۶ 1046	جولائي July.	۸ 8	ج Tu.	۴۳۸ 438
۱۰۴۷ 1047	جون June.	۲۸ 28	۱ Su.	۴۳۹ 439
۱۰۴۸ 1048	جون June.	۱۶ 16	ه Th.	۴۴۰ 440
۱۰۴۹ 1049	جون June.	۵ 5	ب M.	۴۴۱ 441
۱۰۵۰ 1050	مئي May.	۲۶ 26	ز S.	۴۴۲ 442

جدول مطابقت هجري سنوں كي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال كے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنه Hijree æra.
	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	
۱۰۵۱ 1051	مئي May.	۱۵ 15	د W.	۴۴۳ 443
۱۰۵۲ 1052	مئي May.	۳ 3	ا Su.	۴۴۴ 444
۱۰۵۳ 1053	اپريل April.	۲۳ 23	و Fr.	۴۴۵ 445
۱۰۵۴ 1054	اپريل April.	۱۲ 12	ج Tu.	۴۴۶ 446
۱۰۵۵ 1055	اپريل April.	۲ 2	ا Su.	۴۴۷ 447
۱۰۵۶ 1056	مارچ March.	۲۱ 21	ه Th.	۴۴۸ 448
۱۰۵۷ 1057	مارچ March.	۱۰ 10	ب M.	۴۴۹ 449
۱۰۵۸ 1058	فبروري February.	۲۸ 28	ز S.	۴۵۰ 450
۱۰۵۹ 1059	فبروري February.	۱۱ 11	د W.	۴۵۱ 451
۱۰۶۰ 1060	فبروري February.	۶ 6	ا Su.	۴۵۲ 452
۱۰۶۱ 1061	جنوري January.	۲۶ 26	و Fr.	۴۵۳ 453
۱۰۶۲ 1062	جنوري January.	۱۵ 15	ج Tu.	۴۵۴ 454
۱۰۶۳	جنوري January.	۴ 4	ز S.	۴۵۵ 455
1063	دسمبر December.	۲۵ 25	ه Th.	۴۵۶ 456
۱۰۶۴ 1064	دسمبر December.	۱۳ 13	ب M.	۴۵۷ 457
۱۰۶۵ 1065	دسمبر December.	۳ 3	ز S.	۴۵۸ 458
۱۰۶۶ 1066	نوامبر November.	۲۲ 22	د W.	۴۵۹ 459
۱۰۶۷ 1067	نوامبر November.	۱۱ 11	ا Su.	۴۶۰ 460
۱۰۶۸ 1068	اكتوبر October.	۳۱ 31	و Fr.	۴۶۱ 461
۱۰۶۹ 1069	اكتوبر October.	۲۰ 20	ج Tu.	۴۶۲ 462
۱۰۷۰ 1070	اكتوبر October.	۹ 9	ز S.	۴۶۳ 463
۱۰۷۱ 1071	ستمبر September.	۲۹ 29	ه Th.	۴۶۴ 464
۱۰۷۲ 1072	ستمبر September.	۱۷ 17	ب M.	۴۶۵ 465
۱۰۷۳ 1073	ستمبر September.	۶ 6	و Fr.	۴۶۶ 466
۱۰۷۴ 1074	اگست August.	۲۷ 27	د W.	۴۶۷ 467
۱۰۷۵ 1075	اگست August.	۱۹ 19	ا Su.	۴۶۸ 468

جدول مطابقت ہجری سنوں کی عیسوی سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

ہجری سنہ Hijree æra.	انگریزی تاریخ جو ہجری ہرسال کے شروع پر تھی The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			عیسوی سنہ Christian æra.
	دن Day	تاریخ Date	مہینہ Month	
۴۶۹ 469	و Fr.	۵ 5	اگست August.	۱۰۷۶ 1076
۴۷۰ 470	ج Tu.	۲۵ 25	جولائی July.	۱۰۷۷ 1077
۴۷۱ 471	ز S.	۱۴ 14	جولائی July.	۱۰۷۸ 1078
۴۷۲ 472	ه Th.	۴ 4	جولائی July.	۱۰۷۹ 1079
۴۷۳ 473	ب M.	۲۲ 22	جون June.	۱۰۸۰ 1080
۴۷۴ 474	و Fr.	۱۱ 11	جون June.	۱۰۸۱ 1081
۴۷۵ 475	د W.	۱۰ 10	جون June.	۱۰۸۲ 1082
۴۷۶ 476	ا Su.	۲۱ 21	مئی May.	۱۰۸۳ 1083
۴۷۷ 477	و Fr.	۱۰ 10	مئی May.	۱۰۸۴ 1084
۴۷۸ 478	ج Tu.	۲۹ 29	اپریل April.	۱۰۸۵ 1085
۴۷۹ 479	ز S.	۱۸ 18	اپریل April	۱۰۸۶ 1086
۴۸۰ 480	ه Th.	۸ 8	اپریل April.	۱۰۸۷ 1087
۴۸۱ 481	ب M.	۲۷ 27	مارچ March.	۱۰۸۸ 1088
۴۸۲ 482	و Fr.	۱۶ 16	مارچ March.	۱۰۸۹ 1089
۴۸۳ 483	د W	۶ 6	مارچ March.	۱۰۹۰ 1090
۴۸۴ 484	ا Su.	۲۳ 23	فبروری February.	۱۰۹۱ 1091
۴۸۵ 485	ه Th.	۱۲ 12	فبروری February.	۱۰۹۲ 1092
۴۸۶ 486	ج Tu.	۱ 1	فبروری February.	۱۰۹۳ 1093
۴۸۷ 487	ز S.	۲۱ 21	جنوری January.	۱۰۹۴ 1094
۴۸۸ 488	ه Th.	۱۱ 11	جنوری January.	۱۰۹۵ 1095
۴۸۹ 489	ب M.	۳۱ 31	دسمبر December.	
۴۹۰ 490	و Fr.	۱۹ 19	دسمبر December.	۱۰۹۶ 1096
۴۹۱ 491	د W.	۹ 9	دسمبر December.	۱۰۹۷ 1097
۴۹۲ 492	ا Su.	۲۸ 28	نوامبر November.	۱۰۹۸ 1098
۴۹۳ 493	ه Th.	۱۷ 17	نوامبر November.	۱۰۹۹ 1099
۴۹۴ 494	ج Tu.	۶ 6	نومبر November.	۱۱۰۰ 1100

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.	عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
۱۱۱۴ 1114	جون June.*	۷ 7	ا Su.	۵۰۸ 508	۱۱۰۱ 1101	اکتوبر October.	۲۶ 26	ز S.	۴۹۵ 495
۱۱۱۵ 1115	مئي May.	۲۷ 27	ه Th.	۵۰۹ 509	۱۱۰۲ 1102	اکتوبر October.	۱۵ 15	د W.	۴۹۶ 496
۱۱۱۶ 1116	مئي May.	۱۶ 16	ج Tu.	۵۱۰ 510	۱۱۰۳ 1103	اکتوبر October.	۵ 5	ب M.	۴۹۷ 497
۱۱۱۷ 1117	مئي May.	۵ 5	ز S.	۵۱۱ 511	۱۱۰۴ 1104	ستمبر September.	۲۳ 23	و Fr.	۴۹۸ 498
۱۱۱۸ 1118	اپريل April.	۲۴ 24	د W.	۵۱۲ 512	۱۱۰۵ 1105	ستمبر September.	۱۳ 13	د W.	۴۹۹ 499
۱۱۱۹ 1119	اپريل April.	۱۴ 14	ب M.	۵۱۳ 513	۱۱۰۶ 1106	ستمبر September.	۲ 2	ا Su.	۵۰۰ 500
۱۱۲۰ 1120	اپريل April.	۲ 2	و Fr.	۵۱۴ 514	۱۱۰۷ 1107	اگست August.	۲۲ 22	ه Th.	۵۰۱ 501
۱۱۲۱ 1121	مارچ March.	۲۲ 22	ج Tu.	۵۱۵ 515	۱۱۰۸ 1108	اگست August.	۱۱ 11	ج Tu.	۵۰۲ 502
۱۱۲۲ 1122	مارچ March.	۱۲ 12	ا Su.	۵۱۶ 516	۱۱۰۹ 1109	جولائي July.	۳۱ 31	ز S.	۵۰۳ 503
۱۱۲۳ 1123	مارچ March.	۱ 1	ه Th.	۵۱۷ 517	۱۱۱۰ 1110	جولائي July.	۲۰ 20	د W.	۵۰۴ 504
۱۱۲۴ 1124	فبروري February.	۱۹ 19	ج Tu.	۵۱۸ 518	۱۱۱۱ 1111	جولائي July.	۱۸ 18	ب M.	۵۰۵ 505
۱۱۲۵ 1125	فبروري February.	۷ 7	ز S.	۵۱۹ 519	۱۱۱۲ 1112	جون June.	۲۸ 28	و Fr.	۵۰۶ 506
۱۱۲۶ 1126	جنوري January.	۲۷ 27	و Fr.	۵۲۰ 520	۱۱۱۳ 1113	جون June.	۱۸ 18	د W.	۵۰۷ 507

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنه Hijree æra.	عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنه Hijree æra.
	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day			مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	
۱۱۳۹ 1139	اگست August.	۲۸ 28	ب M.	۵۳۴ 534	۱۱۲۷ 1127	جنوري January.	۱۷ 17	ب M.	۵۲۱ 521
۱۱۴۰ 1140	اگست August.	۱۷ 17	ز S.	۵۳۵ 535	۱۱۲۸ 1128	جنوري January.	۶ 6	و Fr.	۵۲۲ 522
۱۱۴۱ 1141	اگست August.	۶ 6	د W.	۵۳۶ 536		دسمبر December.	۲۳ 23	ج Tu.	۵۲۳ 523
۱۱۴۲ 1142	جولائي July.	۲۷ 27	ب M.	۵۳۷ 537	۱۱۲۹ 1129	دسمبر December.	۱۵ 15	ا Su.	۵۲۴ 524
۱۱۴۳ 1143	جولائي July.	۱۶ 16	و Fr.	۵۳۸ 538	۱۱۳۰ 1130	دسمبر December.	۴ 4	ه Th.	۵۲۵ 525
۱۱۴۴ 1144	جولائي July.	۴ 4	ج Tu.	۵۳۹ 539	۱۱۳۱ 1131	نوامبر November.	۲۳ 23	ب M.	۵۲۶ 526
۱۱۴۵ 1145	جون June.	۲۴ 24	ا Su.	۵۴۰ 540	۱۱۳۲ 1132	نوامبر November.	۱۲ 12	ز S.	۵۲۷ 527
۱۱۴۶ 1146	جون June.	۱۳ 13	ه Th.	۵۴۱ 541	۱۱۳۳ 1133	نوامبر November.	۱ 1	د W.	۵۲۸ 528
۱۱۴۷ 1147	جون June.	۲ 2	ب M.	۵۴۲ 542	۱۱۳۴ 1134	اکتوبر October.	۲۲ 22	ب M.	۵۲۹ 529
۱۱۴۸ 1148	مئي May.	۲۲ 22	ز S.	۵۴۳ 543	۱۱۳۵ 1135	اکتوبر October.	۱۱ 11	و Fr.	۵۳۰ 530
۱۱۴۹ 1149	مئي May.	۱۱ 11	د W.	۵۴۴ 544	۱۱۳۶ 1136	ستمبر September.	۲۹ 29	ج Tu.	۵۳۱ 531
۱۱۵۰ 1150	اپريل April	۳۰ 30	ا Su.	۵۴۵ 545	۱۱۳۷ 1137	ستمبر September.	۱۹ 19	ا Su.	۵۳۲ 532
۱۱۵۱ 1151	اپريل April.	۲۰ 20	و Fr.	۵۴۶ 546	۱۱۳۸ 1138	ستمبر September.	۸ 8	ه Th.	۵۳۳ 533

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
۱۱۵۲ 1152	اپريل April.	۸ 8	ج Tu.	۵۴۷ 547
۱۱۵۳ 1153	مارچ March.	۲۹ 29	ا Su.	۵۴۸ 548
۱۱۵۴ 1154	مارچ March.	۱۸ 18	ه Th.	۵۴۹ 549
۱۱۵۵ 1155	مارچ March.	۷ 7	ب M.	۵۵۰ 550
۱۱۵۶ 1156	فبروري February.	۲۵ 25	ز S.	۵۵۱ 551
۱۱۵۷ 1157	فبروري February.	۱۳ 13	د W.	۵۵۲ 552
۱۱۵۸ 1158	فبروري February.	۲ 2	ا Su.	۵۵۳ 553
۱۱۵۹ 1159	جنوري January.	۲۳ 23	و Fr.	۵۵۴ 554
۱۱۶۰ 1160	جنوري January.	۱۲ 12	ج Tu.	۵۵۵ 555
	دسمبر December.	۳۱ 31	ز S.	۵۵۶ 556
۱۱۶۱ 1161	دسمبر December.	۲۱ 21	ه Th.	۵۵۷ 557
۱۱۶۲ 1162	دسمبر December.	۱۰ 10	ب M.	۵۵۸ 558
۱۱۶۳ 1163	نوامبر November.	۳۰ 30	ز S.	۵۵۹ 559

عيسوي سنه Christian æra.	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
۱۱۶۴ 1164	نوامبر November.	۱۸ 18	د W.	۵۶۰ 560
۱۱۶۵ 1165	نوامبر November.	۷ 7	ا Su.	۵۶۱ 561
۱۱۶۶ 1166	اکتوبر October.	۲۸ 28	و Fr.	۵۶۲ 562
۱۱۶۷ 1167	اکتوبر October.	۱۷ 17	ج Tu.	۵۶۳ 563
۱۱۶۸ 1168	اکتوبر October.	۵ 5	ز S.	۵۶۴ 564
۱۱۶۹ 1169	ستمبر September.	۲۵ 25	ه Th.	۵۶۵ 565
۱۱۷۰ 1170	ستمبر September.	۱۳ 13	ب M.	۵۶۶ 566
۱۱۷۱ 1171	ستمبر September.	۴ 4	ز S.	۵۶۷ 567
۱۱۷۲ 1172	اگست August.	۲۳ 23	د W.	۵۶۸ 568
۱۱۷۳ 1173	اگست August.	۱۲ 12	ا Su.	۵۶۹ 569
۱۱۷۴ 1174	اگست August.	۲ 2	و Fr.	۵۷۰ 570
۱۱۷۵ 1175	جولائي July.	۲۲ 22	ج Tu.	۵۷۱ 571
۱۱۷۶ 1176	جولائي July.	۱۰ 10	ز S.	۵۷۲ 572

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنہ Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — مهينہ Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنہ Hijree æra.
۱۱۷۷ 1177	جون June.	۳۰ 30	ه Th.	۵۷۳ 573
۱۱۷۸ 1178	جون June.	۱۹ 19	ب M.	۵۷۴ 574
۱۱۷۹ 1179	جون June.	۸ 8	و Fr.	۵۷۵ 575
۱۱۸۰ 1180	مئی May.	۲۸ 28	د W.	۵۷۶ 576
۱۱۸۱ 1181	مئی May.	۱۷ 17	ا Su.	۵۷۷ 577
۱۱۸۲ 1182	مئی May.	۷ 7	و Fr.	۵۷۸ 578
۱۱۸۳ 1183	اپريل April.	۲۶ 26	ج Tu.	۵۷۹ 579
۱۱۸۴ 1184	اپريل April	۱۳ 13	ز S.	۵۸۰ 580
۱۱۸۵ 1185	اپريل April.	۳ 3	ه Th.	۵۸۱ 581
۱۱۸۶ 1186	مارچ March.	۲۴ 24	ب M.	۵۸۲ 582
۱۱۸۷ 1187	مارچ March.	۱۳ 13	و Fr.	۵۸۳ 583
۱۱۸۸ 1188	مارچ March.	۲ 2	د W.	۵۸۴ 584
۱۱۸۹ 1189	فبروري February.	۱۹ 19	ا Su.	۵۸۵ 585
۱۱۹۰ 1190	فبروري February.	۸ 8	ه Th.	۵۸۶ 586
۱۱۹۱ 1191	جنوري January.	۲۹ 29	ج Tu.	۵۸۷ 587
۱۱۹۲ 1192	جنوري January.	۱۸ 18	ز S.	۵۸۸ 588
۱۱۹۳ 1193	جنوري January.	۷ 7	ه Th.	۵۸۹ 589
	دسمبر December.	۲۷ 27	ب M.	۵۹۰ 590
۱۱۹۴ 1194	دسمبر December.	۱۶ 16	و Fr.	۵۹۱ 591
۱۱۹۵ 1195	دسمبر December.	۶ 6	د W.	۵۹۲ 592
۱۱۹۶ 1196	نوامبر November.	۲۳ 23	ا Su.	۵۹۳ 593
۱۱۹۷ 1197	نوامبر November.	۱۳ 13	ه Th.	۵۹۴ 594
۱۱۹۸ 1198	نوامبر November.	۳ 3	ج Tu.	۵۹۵ 595
۱۱۹۹ 1199	اکتوبر October.	۲۲ 22	ز S.	۵۹۶ 596
۱۲۰۰ 1200	اکتوبر October.	۱۲ 12	ه Th.	۵۹۷ 597
۱۲۰۱ 1201	اکتوبر October.	۱ 1	ب M.	۵۹۸ 598

جدول مطابقت هجري سنون کي، عيسوي سنون سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

هجري سنه Hijree æra.	دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	عيسوي سنه Christian æra.
٥٩٩ 599	و Fr.	٢٠ 20	ستمبر September.	١٢٠٢ 1202
٦٠٠ 600	د W.	١٠ 10	ستمبر September.	١٢٠٣ 1203
٦٠١ 601	ا Su.	٢٩ 29	اگست August.	١٢٠٤ 1204
٦٠٢ 602	ه Th.	١٨ 18	اگست August.	١٢٠٥ 1205
٦٠٣ 603	ج Tu.	٨ 8	اگست August.	١٢٠٦ 1206
٦٠٤ 604	ز S.	٢٨ 28	جولائي July.	١٢٠٧ 1207
٦٠٥ 605	د W.	١٦ 16	جولائي July.	١٢٠٨ 1208
٦٠٦ 606	ب M.	٦ 6	جولائي July.	١٢٠٩ 1209
٦٠٧ 607	و Fr.	٢٥ 25	جون June.	١٢١٠ 1210
٦٠٨ 608	د W.	١٥ 15	جون June.	١٢١١ 1211
٦٠٩ 609	ا Su.	٣ 3	جون June.	١٢١٢ 1212
٦١٠ 610	ه Th.	٢٣ 23	مئي May.	١٢١٣ 1213
٦١١ 611	ج Tu.	١٣ 13	مئي May.	١٢١٤ 1214
٦١٢ 612	ز S.	٢ 2	مئي May.	١٢١٥ 1215
٦١٣ 613	د W.	٢٠ 20	اپريل April.	١٢١٦ 1216
٦١٤ 614	ب M.	١٠ 10	اپريل April.	١٢١٧ 1217
٦١٥ 615	و Fr.	٣٠ 30	مارچ March.	١٢١٨ 1218
٦١٦ 616	ج Tu.	١٩ 19	مارچ March.	١٢١٩ 1219
٦١٧ 617	ا Su.	٨ 8	مارچ March.	١٢٢٠ 1220
٦١٨ 618	ه Th.	٢٥ 25	فبروري February.	١٢٢١ 1221
٦١٩ 619	ج Tu.	١٥ 15	فبروري February.	١٢٢٢ 1222
٦٢٠ 620	ز S.	٣ 3	فبروري February.	١٢٢٣ 1223
٦٢١ 621	د W.	٢٤ 24	جنوري January.	١٢٢٤ 1224
٦٢٢ 622	ب M.	١٣ 13	جنوري January.	١٢٢٥ 1225
٦٢٣ 623	و Fr.	٢ 2	جنوري January.	١٢٢٦ 1226
٦٢٤ 624	ج Tu.	٢٢ 22	دسمبر December.	١٢٢٦ 1226

Column heading over Month, Date and Day: انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي — The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.

جدول مطابقت هجري سنون كي عيسوي سنون سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
۱۲۲۷ 1227	دسمبر December.	۱۲ 12	ا Su.	۶۲۵ 625
۱۲۲۸ 1228	نوامبر November.	۳۰ 30	ه Th.	۶۲۶ 626
۱۲۲۹ 1229	نوامبر November.	۲۰ 20	ج Tu.	۶۲۷ 627
۱۲۳۰ 1230	نوامبر November.	۹ 9	ز S.	۶۲۸ 628
۱۲۳۱ 1231	اکتوبر October.	۲۹ 29	د W.	۶۲۹ 629
۱۲۳۲ 1232	اکتوبر October.	۱۸ 18	ب M.	۶۳۰ 630
۱۲۳۳ 1233	اکتوبر October.	۷ 7	ا Su.	۶۳۱ 631
۱۲۳۴ 1234	ستمبر September.	۲۶ 26	ج Tu.	۶۳۲ 632
۱۲۳۵ 1235	ستمبر September.	۱۶ 16	ا Su.	۶۳۳ 633
۱۲۳۶ 1236	ستمبر September.	۳ 3	ه Th.	۶۳۴ 634
۱۲۳۷ 1237	اگست August.	۲۴ 24	ب M.	۶۳۵ 635
۱۲۳۸ 1238	اگست August.	۱۴ 14	ز S.	۶۳۶ 636
۱۲۳۹ 1239	اگست August.	۳ 3	د W.	۶۳۷ 637
۱۲۴۰ 1240	جولائي July.	۲۳ 23	ب M.	۶۳۸ 638
۱۲۴۱ 1241	جولائي July.	۱۲ 12	و Fr.	۶۳۹ 639
۱۲۴۲ 1242	جولائي July.	۱ 1	ج Tu.	۶۴۰ 640
۱۲۴۳ 1243	جون June.	۲۱ 21	ا Su.	۶۴۱ 641
۱۲۴۴ 1244	جون June.	۹ 9	ه Th.	۶۴۲ 642
۱۲۴۵ 1245	مئي May.	۲۹ 29	ب M.	۶۴۳ 643
۱۲۴۶ 1246	مئي May.	۱۹ 19	ز S.	۶۴۴ 644
۱۲۴۷ 1247	مئي May.	۸ 8	د W.	۶۴۵ 645
۱۲۴۸ 1248	اپريل April	۲۶ 26	ا Su.	۶۴۶ 646
۱۲۴۹ 1249	اپريل April.	۱۶ 16	و Fr.	۶۴۷ 647
۱۲۵۰ 1250	اپريل April.	۵ 5	ج Tu.	۶۴۸ 648
۱۲۵۱ 1251	مارچ March.	۲۶ 26	ا Su.	۶۴۹ 649
۱۲۵۲ 1252	مارچ March.	۱۳ 13	ه Th.	۶۵۰ 650

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

هجري سنه Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	عيسوي سنه Christian æra.
۶۵۱ 651	ب M.	۳ 3	مارچ March.	۱۲۵۳ 1253
۶۵۲ 652	ز S.	۲۱ 21	فبروري February.	۱۲۵۴ 1254
۶۵۳ 653	د W.	۱۰ 10	فبروري February.	۱۲۵۵ 1255
۶۵۴ 654	ا Su.	۳۰ 30	جنوري January.	۱۲۵۶ 1256
۶۵۵ 655	و Fr.	۱۹ 19	جنوري January.	۱۲۵۷ 1257
۶۵۶ 656	ج Tu.	۸ 8	جنوري January.	۱۲۵۸ 1258
۶۵۷ 657	ا Su.	۲۹ 29	دسمبر December.	
۶۵۸ 658	ه Th.	۱۸ 18	دسمبر December.	۱۲۵۹ 1259
۶۵۹ 659	ب M.	۶ 6	دسمبر December.	۱۲۶۰ 1260
۶۶۰ 660	ز S.	۲۶ 26	نوامبر November.	۱۲۶۱ 1261
۶۶۱ 661	د W.	۱۵ 15	نوامبر November.	۱۲۶۲ 1262
۶۶۲ 662	ا Su.	۳ 3	نوامبر November.	۱۲۶۳ 1263
۶۶۳ 663	و Fr.	۲۴ 24	اکتوبر October.	۱۲۶۴ 1264
۶۶۴ 664	ج Tu.	۱۳ 13	اکتوبر October.	۱۲۶۵ 1265
۶۶۵ 665	ز S.	۲ 2	اکتوبر October.	۱۲۶۶ 1266
۶۶۶ 666	ه Th.	۲۲ 22	ستمبر September.	۱۲۶۷ 1267
۶۶۷ 667	ب M.	۱۰ 10	ستمبر September.	۱۲۶۸ 1268
۶۶۸ 668	ز S.	۳۱ 31	اگست August.	۱۲۶۹ 1269
۶۶۹ 669	د W.	۲۰ 20	اگست August.	۱۲۷۰ 1270
۶۷۰ 670	ا Su.	۹ 9	اگست August.	۱۲۷۱ 1271
۶۷۱ 671	و Fr.	۲۹ 29	جولائي July.	۱۲۷۲ 1272
۶۷۲ 672	ج Tu.	۱۸ 18	جولائي July.	۱۲۷۳ 1273
۶۷۳ 673	ز S.	۷ 7	جولائي July.	۱۲۷۴ 1274
۶۷۴ 674	ه Th.	۲۷ 27	جون June.	۱۲۷۵ 1275
۶۷۵ 675	ب M.	۱۵ 15	جون June.	۱۲۷۶ 1276
۶۷۶ 676	و Fr.	۴ 4	جون June.	۱۲۷۷ 1277

جدول مطابقت ھجري سنوں کي عيسوي سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنہ Christian æra.	انگريزي تاريخ جو ھجري ھرسال کے شروع پر تھي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. مہينہ Month	تاريخ Date	دن Day	ھجري سنہ Hijree æra.
١٢٧٨ 1278	مئی May.	٢٥ 25	د W.	٦٧٧ 677
١٢٧٩ 1279	مئی May.	١٣ 13	ا Su.	٦٧٨ 678
١٢٨٠ 1280	مئی May.	٣ 3	و Fr.	٦٧٩ 679
١٢٨١ 1281	اپريل April.	٢٢ 22	ج Tu.	٦٨٠ 680
١٢٨٢ 1282	اپريل April	١١ 11	ز S.	٦٨١ 681
١٢٨٣ 1283	اپريل April.	١ 1	ہ Th.	٦٨٢ 682
١٢٨٤ 1284	مارچ March.	٢٠ 20	ب M.	٦٨٣ 683
١٢٨٥ 1285	مارچ March.	١٩ 19	و Fr.	٦٨٤ 684
١٢٨٦ 1286	مارچ March.	٢٧ 27	د W.	٦٨٥ 685
١٢٨٧ 1287	فبروري February.	١٦ 16	ا Su.	٦٨٦ 686
١٢٨٨ 1288	فبروري February.	٦ 6	و Fr.	٦٨٧ 687
١٢٨٩ 1289	فبروري February	٢٧ 27	ج Tu.	٦٨٨ 688
١٢٩٠ 1290	جنوري January.	١٣ 13	ز S.	٦٨٩ 689

عيسوي سنہ Christian æra.	انگريزي تاريخ جو ھجري ھرسال کے شروع پر تھي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. مہينہ Month	تاريخ Date	دن Day	ھجري سنہ Hijree æra.
١٢٩١ 1291	جنوري January.	٤ 4	ہ Th.	٦٩٠ 690
	دسمبر December.	٢٤ 24	ب M.	٦٩١ 691
١٢٩٢ 1292	دسمبر December.	١٢ 12	و Fr.	٦٩٢ 692
١٢٩٣ 1293	دسمبر December.	٢ 2	د W.	٦٩٣ 693
١٢٩٤ 1294	نوامبر November.	٢١ 21	ا Su.	٦٩٤ 694
١٢٩٥ 1295	نوامبر November.	١٠ 10	ہ Th.	٦٩٥ 695
١٢٩٦ 1296	اکتوبر October.	٣٠ 30	ج Tu.	٦٩٦ 696
١٢٩٧ 1297	اکتوبر October.	١٩ 19	ز S.	٦٩٧ 697
١٢٩٨ 1298	اکتوبر October.	٩ 9	ہ Th.	٦٩٨ 698
١٢٩٩ 1299	ستمبر September.	٢٨ 28	ب M.	٦٩٩ 699
١٣٠٠ 1300	ستمبر September.	١٩ 19	و Fr.	٧٠٠ 700
١٣٠١ 1301	ستمبر September.	٦ 6	د W.	٧٠١ 701
١٣٠٢ 1302	اگست August.	٢٦ 26	ز S.	٧٠٢ 702

نقشۂ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the Principal Events Recorded in the Bible.

A. M.	*Judah alone.*	B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	2 Chron. xxxiv. 8. xxxv. 19. Money collected for repairing the temple.			سلاطین ۲ باب ۲۲—۳ اور باب ۲۳ —۲۳ اور تاریخ ۲ باب ۳۴ — ۸ اور باب ۳۵ — ۱۹ معبد کی مرمت کے لیئے روپیہ جمع کیا جانا	
	The prophetess Huldah foretells the calamities that threaten Judah.			حلداہ نبیہ کا یہوداہ پر واقع ہونے والی مصیبتوں کی پیشین گوئی کرنا	
3381	A solemn passover by Josiah and all the people.	623	۶۲۳	یوشیاہ اور تمام لوگوں کا ایک بڑی عید فصح کرنا	۳۳۸۱
	Joel prophesies under Josiah.			یوشیاہ کی سلطنت میں پیغمبر یوئیل کا پیشین گوئی کرنا	
3394	Josiah opposes the expedition of Necho king of Egypt against Carchemish, is mortally wounded, and dies at Jerusalem. Jeremiah composes lamentations on his death.	610	۶۱۰	یوشیاہ کا نکوہ بادشاہ مصر کی اُس مہم کا جو اُسنے کرکمیش پر کی مقابلہ کرنا اور بہت زخمی ہونا اور اورشلیم میں مرنا اور یرمیاہ کا اُسکی موت پر مرثیہ بنانا	۳۳۹۴
	Jehoahaz is placed on the throne by the people; but Necho, returning from Carchemish, deposes him, and installs Eliakims, or Jehoiakim, his brother, son of Josiah; who reigns 11 years.			لوگوں کا یہواحاز کو تخت پر بیٹھانا اور نکوہ کا کرکمیش سے واپس آکر اُسکو تخت پر سے اُتار دینا اور الیاقیم اپنے بھائی پسر یوشیاہ کو تخت پر بیٹھانا اور اُسکا گیارہ برس سلطنت کرنا	
3395	Habakkuk prophesies under his reign.	609	۶۰۹	حبقوق کا اس بادشاہ کے عہد میں پیشین گوئی کرنا	۳۳۹۵
3398	Nebuchadnezzar besieges and takes Carchemish; comes into Palestine; besieges and takes Jerusalem; leaves Jehoiakim there, on condition of paying him a large tribute. Daniel and his companions led captive to Babylon. 2 Kings xxiii. 36. 2 Chron. xxxv. 5, 6. Jerem. xxvi. 1. xlvi. 2.	606	۶۰۶	نبوکدنصر کا کرکمیش کو محاصرہ کرنا اور اُسپر فتح پانا اور فلسطین میں انا اور یروشلیم کا محاصرہ کرنا اور قابض ہونا اور یہویاقیم کو وہاں پر اِس شرط سے چھوڑنا کہ بہت سا خراج دیا کرے دانیال اور اُسکے دوستونکا گرفتار ہوکر بابل میں جانا سلاطین ۲ باب ۲۳ — ۳۶ تاریخ ۲ باب ۳۵ — ۵ و ۶ یرمیاہ باب ۲۶ — ۱ و باب ۴۶ — ۲	۳۳۹۸
3399	Jeremiah begins to commit his prophecies to writing.	605	۶۰۵	یرمیاہ کا اپنے پیشین گوئیوں کو قلمبند کرنا	۳۳۹۹
3402	Nebuchadnezzar's dream of a great statue explained by Daniel.	602	۶۰۲	نبوکدنصر کا ایک بڑے بت کو خواب میں دیکھنا اور دانیال کا اُسکی تعبیر کہنا	۳۴۰۲
3404	The history of Susanna at Babylon.	600	۶۰۰	بابل سسینا کی تاریخ	۳۴۰۴
	Jehoiakim revolts against Nebuchadnezzar, who sends an army from Chaldæa, Syria, and Moab, which ravages Judæa, and brings away 3023 Jews to Babylon, in			یہویاقیم کا نبوکدنصر سے سرکشی کرنا اور نبوکدنصر کا کالدیا اور آرم سے ایک فوج جمع کرکے بھیجنا اور اُس فوج کا یہوداہ کو غارت کرنا اور تین ہزار تیئیس یہودیوں کو ساتویں سال یہویاقیم کے قید کرکے بابل میں لانا (سلاطین	

نقشہ تاریخ واقعات عظیمہ جنکا بیبل میں ذکر آیا ہے

A Chronological Table of the principal Events Recorded in the Bible.

A. M.	*Judah alone.*	B. C.	قبل مسیح		پیدایش
	the seventh year of Jehoiakim. (2 Kings xxiv. 2. Jerem. lii. 28.)			۲ باب ۲۴ — ۲) (یرمیاہ باب۵۲ — ۲۸)	
3405	Cyrus born, son of Cambyses and Mandane.	599	۵۹۹	کورش بیٹے کیمبسس اور میندین کا پیدا ہونا	۳۴۰۵
	Jehoiakim revolts a second time against Nebuchadnezzar; is taken, put to death, and cast to the fowls of air. Reigned 11 years.			یہویاقیم کا دوسري دفعہ نبوکد نصر سے سرکشي کرنا اور گرفتار ہوکر مارا جانا اور اُسکا جسم چیل کوؤں کو دیدینا اس بادشاہ نے گیارہ برس سلطنت کي	
3406	Jehoiachin or Coniah, or Jeconiah succeeds him.	598	۵۹۸	یہویاکین کا اُسکا جانشین ہونا	۳۴۰۶
	Nebuchadnezzar besieges him in Jerusalem, and takes him after he had reigned three months and ten days. He is carried to Babylon, with part of the people. Mordecai is among the captives.			نبوکد نصر کا یہویاکین کو اورشلیم میں محاصرہ کرنا اور ساڑے تین مہینے کي سلطنت کے بعد اُسکو گرفتار کرنا اور معہ کچھہ تھوڑے لوگوں کے بابل کو لیجانا اِن قیدیوں میں مارد‌کی کا جانا	
	Zedekiah, his uncle, is left at Jerusalem in his place, and reigns 11 years.			صدقیاہ یہویاکین کے خالو کا اورشلیم میں چھوڑا جانا اور اُسکا وہاں گیارہ برس سلطنت کرنا	
	Zedekiah sends ambassadors to Babylon.			صدقیاہ کا بابل کو قاصد بھیجنا	
	Jeremiah writes to the captive Jews there. (Baruch vi.)			یرمیاہ کا بابل کے مقید یہودیوں کو نامہ لکھنا (باروق باب ٦)	
3409	Seraiah and Baruch sent by Zedekiah to Babylon.	595	۵۹۵	صدقیاہ کا سریاہ اور باروک کو بابل میں بھیجنا	۳۴۰۹
3410	Ezekiel begins to prophesy in Chaldæa.	594	۵۹۴	حزقیل کا کالدیا میں پیشیں گوئي کرنا	۳۴۱۰
3411	He foretells the taking of Jerusalem and the dispersion of the Jews. (Ezek. iv. v. viii. ix. x. xi. xii.)	593	۵۹۳	حزقیل کا اورشلیم کے قبضہ سے نکل جانے اور یہودیوں کے منتشر ہوجانے کي پیشیں گوئي کرنا (حزقیل باب ۴ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲)	۳۴۱۱
	Zedekiah takes secret measures with the king of Egypt to revolt against the Chaldæans.			صدقیاہ کا کالدیا والوں سے سرکش ہونے میں مصر کے بادشاہ سے خفیہ سازش کرنا	
3414	Zedekiah revolts.	590	۵۹۰	صدقیاہ کا سرکشي کرنا	۳۴۱۴
	Nebuchadnezzar marches against Jerusalem; besieges it; quits the siege to repel the king of Egypt, who comes to assist Zedekiah; returns to the siege.			نبوکد نصر کا اورشلیم پر لشکر کشي کرنا اور اُسکا محاصرہ کرنا بادشاہ مصر کو شکست دینے کے لیئے جو صدقیاہ کي مدد کو آتا تھا محاصرہ اوٹھا لینا اور پھر محاصرہ کرلینا	
	Jeremiah continues prophesying during the whole of the siege, which continued almost three years.			یرمیاہ کا تمام محاصرہ کي مدت میں جو تین برس تک رہا پیشیں گوئي کیئے جانا	

جدول مطابقت هجري سنون كي عيسوي سنون سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

هجري سنة Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال كے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	عيسوي سنة Christian æra.
۷۵۵ 755	ا Su.	۲۵ 25	جنوري January.	۱۳۵۴ 1354
۷۵۶ 756	و Fr.	۱۶ 16	جنوري January.	۱۳۵۵ 1355
۷۵۷ 757	ج Tu.	۵ 5	جنوري January.	۱۳۵۶ 1356
۷۵۸ 758	ا Su.	۲۵ 25	دسمبر December.	۱۳۵۶ 1356
۷۵۹ 759	ه Th.	۱۴ 14	دسمبر December.	۱۳۵۷ 1357
۷۶۰ 760	ب M.	۳ 3	دسمبر December.	۱۳۵۸ 1358
۷۶۱ 761	ز S.	۲۳ 23	نوامبر November.	۱۳۵۹ 1359
۷۶۲ 762	د W.	۱۱ 11	نوامبر November.	۱۳۶۰ 1360
۷۶۳ 763	ا Su.	۳۱ 31	اكتوبر October.	۱۳۶۱ 1361
۷۶۴ 764	و Fr.	۲۱ 21	اكتوبر October.	۱۳۶۲ 1362
۷۶۵ 765	ج Tu.	۱۰ 10	اكتوبر October.	۱۳۶۳ 1363
۷۶۶ 766	ز S.	۲۸ 28	ستمبر September.	۱۳۶۴ 1364
۷۶۷ 767	ه Th.	۱۸ 18	ستمبر September.	۱۳۶۵ 1365
۷۶۸ 768	ب M.	۷ 7	ستمبر September.	۱۳۶۶ 1366
۷۶۹ 769	ز S.	۲۸ 28	اگست August.	۱۳۶۷ 1367
۷۷۰ 770	د W.	۱۶ 16	اگست August.	۱۳۶۸ 1368
۷۷۱ 771	ا Su.	۵ 5	اگست August.	۱۳۶۹ 1369
۷۷۲ 772	و Fr.	۲۶ 26	جولائي July.	۱۳۷۰ 1370
۷۷۳ 773	ج Tu.	۱۵ 15	جولائي July.	۱۳۷۱ 1371
۷۷۴ 774	ز S.	۳ 3	جولائي July.	۱۳۷۲ 1372
۷۷۵ 775	ه Th.	۲۴ 24	جون June.	۱۳۷۳ 1373
۷۷۶ 776	ب M.	۱۲ 12	جون June.	۱۳۷۴ 1374
۷۷۷ 777	ز S.	۲ 2	جون June.	۱۳۷۵ 1375
۷۷۸ 778	د W.	۲۱ 21	مئي May.	۱۳۷۶ 1376
۷۷۹ 779	ا Su.	۱۰ 10	مئي May.	۱۳۷۷ 1377
۷۸۰ 780	و Fr.	۳۰ 30	اپريل April.	۱۳۷۸ 1378

جدول مطابقت ہجری سنوں کی عیسوی سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عیسوی سنہ Christian æra.	انگریزی تاریخ جو ہجری ہرسال کے شروع پر تھی The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			ہجری سنہ Hijree æra.
	مہینہ Month	تاریخ Date	دن Day	
۱۳۷۹ 1379	اپریل April	۱۹ 19	ج Tu.	۷۸۱ 781
۱۳۸۰ 1380	اپریل April.	۷ 7	ز S.	۷۸۲ 782
۱۳۸۱ 1381	مارچ March.	۲۸ 28	ہ Th.	۷۸۳ 783
۱۳۸۲ 1382	مارچ March.	۱۷ 17	ب M.	۷۸۴ 784
۱۳۸۳ 1383	مارچ March.	۶ 6	و Fr.	۷۸۵ 785
۱۳۸۴ 1384	فبروری February.	۲۴ 24	د W.	۷۸۶ 786
۱۳۸۵ 1385	فبروری February.	۱۲ 12	ا Su.	۷۸۷ 787
۱۳۸۶ 1386	فبروری February.	۲ 2	و Fr.	۷۸۸ 788
۱۳۸۷ 1387	جنوری January.	۲۲ 22	ج Tu.	۷۸۹ 789
۱۳۸۸ 1388	جنوری January.	۱۱ 11	ز S.	۷۹۰ 790
	دسمبر December.	۳۱ 31	ہ Th.	۷۹۱ 791
۱۳۸۹ 1389	دسمبر December.	۲۰ 20	ب M.	۷۹۲ 792
۱۳۹۰ 1390	دسمبر December.	۹ 9	و Fr.	۷۹۳ 793

عیسوی سنہ Christian æra.	انگریزی تاریخ جو ہجری ہرسال کے شروع پر تھی The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			ہجری سنہ Hijree æra.
	مہینہ Month	تاریخ Date	دن Day	
۱۳۹۱ 1391	نوامبر November.	۲۹ 29	د W.	۷۹۴ 794
۱۳۹۲ 1392	نوامبر November.	۱۷ 17	ا Su.	۷۹۵ 795
۱۳۹۳ 1393	نوامبر November.	۶ 6	ہ Th.	۷۹۶ 796
۱۳۹۴ 1394	اکتوبر October.	۲۷ 27	ج Tu.	۷۹۷ 797
۱۳۹۵ 1395	اکتوبر October.	۱۶ 16	ز S.	۷۹۸ 798
۱۳۹۶ 1396	اکتوبر October.	۵ 5	ہ Th.	۷۹۹ 799
۱۳۹۷ 1397	ستمبر September.	۲۴ 24	ب M.	۸۰۰ 800
۱۳۹۸ 1398	ستمبر September.	۱۳ 13	و Fr.	۸۰۱ 801
۱۳۹۹ 1399	ستمبر September.	۳ 3	د W.	۸۰۲ 802
۱۴۰۰ 1400	اگست August.	۲۲ 22	ا Su.	۸۰۳ 803
۱۴۰۱ 1401	اگست August.	۱۱ 11	ہ Th.	۸۰۴ 804
۱۴۰۲ 1402	اگست August.	۱ 1	ج Tu.	۸۰۵ 805
۱۴۰۳ 1403	جولائی July.	۲۱ 21	ز S.	۸۰۶ 806

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

هجري سنه Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	عيسوي سنه Christian æra.
۸۰۷ 807	ه Th.	۱۰ 10	جولائي July.	۱۴۰۴ 1404
۸۰۸ 808	ب M.	۲۹ 29	جون June.	۱۴۰۵ 1405
۸۰۹ 809	و Fr.	۱۸ 18	جون June.	۱۴۰۶ 1406
۸۱۰ 810	د W.	۸ 8	جون June.	۱۴۰۷ 1407
۸۱۱ 811	ا Su.	۲۷ 27	مئي May.	۱۴۰۸ 1408
۸۱۲ 812	ه Th.	۱۶ 16	مئي May.	۱۴۰۹ 1409
۸۱۳ 813	ج Tu.	۶ 6	مئي May.	۱۴۱۰ 1410
۸۱۴ 814	ز S.	۲۵ 25	اپريل April.	۱۴۱۱ 1411
۸۱۵ 815	د W.	۱۳ 13	اپريل April.	۱۴۱۲ 1412
۸۱۶ 816	ب M.	۳ 3	اپريل April.	۱۴۱۳ 1413
۸۱۷ 817	و Fr.	۲۳ 23	مارچ March.	۱۴۱۴ 1414
۸۱۸ 818	د W.	۱۳ 13	مارچ March.	۱۴۱۵ 1415
۸۱۹ 819	ا Su.	۱ 1	مارچ March.	۱۴۱۶ 1416

هجري سنه Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	عيسوي سنه Christian æra.
۸۲۰ 820	ه Th.	۱۸ 18	فبروري February.	۱۴۱۷ 1417
۸۲۱ 821	ج Tu.	۸ 8	فبروري February.	۱۴۱۸ 1418
۸۲۲ 822	ز S.	۲۸ 28	جنوري January.	۱۴۱۹ 1419
۸۲۳ 823	د W.	۱۷ 17	جنوري January.	۱۴۲۰ 1420
۸۲۴ 824	ب M.	۶ 6	جنوري January.	۱۴۲۱ 1421
۸۲۵ 825	و Fr.	۲۶ 26	دسمبر December.	
۸۲۶ 826	ج Tu.	۱۵ 20	دسمبر December.	۱۴۲۲ 1422
۸۲۷ 827	ا Su.	۵ 5	دسمبر December.	۱۴۲۳ 1423
۸۲۸ 828	ه Th.	۲۳ 23	نوامبر November.	۱۴۲۴ 1424
۸۲۹ 829	ج Tu.	۱۳ 13	نوامبر November.	۱۴۲۵ 1425
۸۳۰ 830	ز S.	۲ 2	نوامبر November.	۱۴۲۶ 1426
۸۳۱ 831	د W.	۲۲ 22	اکتوبر October.	۱۴۲۷ 1427
۸۳۲ 832	ب M.	۱۱ 11	اکتوبر October.	۱۴۲۸ 1428

جدول مطابقت هجري سنون كي عيسوي سنون سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال كے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنه Hijree æra.
	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	
۱۴۲۹ 1429	ستمبر September.	۳۰ 30	و Fr.	۸۳۳ 833
۱۴۳۰ 1430	ستمبر September.	۱۹ 19	ج Tu.	۸۳۴ 834
۱۴۳۱ 1431	ستمبر September.	۹ 9	ا Su.	۸۳۵ 835
۱۴۳۲ 1432	اگست August.	۲۸ 28	ه Th.	۸۳۶ 836
۱۴۳۳ 1433	اگست August.	۱۸ 18	ج Tu.	۸۳۷ 837
۱۴۳۴ 1434	اگست August.	۷ 7	ز S.	۸۳۸ 838
۱۴۳۵ 1435	جولائي July.	۲۷ 27	د W.	۸۳۹ 839
۱۴۳۶ 1436	جولائي July.	۱۶ 16	ب M.	۸۴۰ 840
۱۴۳۷ 1437	جولائي July.	۵ 5	و Fr.	۸۴۱ 841
۱۴۳۸ 1438	جون June.	۲۴ 24	ج Tu.	۸۴۲ 842
۱۴۳۹ 1439	جون June.	۱۴ 14	ا Su.	۸۴۳ 843
۱۴۴۰ 1440	جون June.	۲ 2	ه Th.	۸۴۴ 844
۱۴۴۱ 1441	مئي May.	۲۲ 22	ب M.	۸۴۵ 845

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال كے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنه Hijree æra.
	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	
۱۴۴۲ 1442	مئي May.	۱۲ 12	ز S.	۸۴۶ 846
۱۴۴۳ 1443	مئي May.	۱ 1	د W.	۸۴۷ 847
۱۴۴۴ 1444	اپريل April	۲۰ 20	ب M.	۸۴۸ 848
۱۴۴۵ 1445	اپريل April.	۹ 9	و Fr.	۸۴۹ 849
۱۴۴۶ 1446	مارچ March.	۲۹ 29	ج Tu.	۸۵۰ 850
۱۴۴۷ 1447	مارچ March.	۱۹ 19	ا Su.	۸۵۱ 851
۱۴۴۸ 1448	مارچ March.	۷ 7	ه Th.	۸۵۲ 852
۱۴۴۹ 1449	فبروري February.	۲۴ 24	ب M.	۸۵۳ 853
۱۴۵۰ 1450	فبروري February.	۱۴ 14	ز S.	۸۵۴ 854
۱۴۵۱ 1451	فبروري February.	۳ 3	د W.	۸۵۵ 855
۱۴۵۲ 1452	جنوري January.	۲۳ 23	ا Su.	۸۵۶ 856
۱۴۵۳ 1453	جنوري January.	۱۲ 12	و Fr.	۸۵۷ 857
۱۴۵۴	جنوري January.	۱ 1	ج Tu.	۸۵۸ 858

جدول مطابقت هجري سنوں كي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

هجري سنة Hijree æra.	دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	عيسوي سنة Christian æra.
		انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.		
۸۵۹ 859	ا Su.	۲۲ 22	دسمبر December.	1454
۸۶۰ 860	ه Th.	۱۱ 11	دسمبر December.	۱۴۵۵ 1455
۸۶۱ 861	ب M.	۲۹ 29	نوامبر November.	۱۴۵۶ 1456
۸۶۲ 862	ز S.	۱۹ 19	نوامبر November.	۱۴۵۷ 1457
۸۶۳ 863	د W.	۸ 8	نوامبر November.	۱۴۵۸ 1458
۸۶۴ 864	ا Su.	۲۸ 28	اکتوبر October.	۱۴۵۹ 1459
۸۶۵ 865	و Fr.	۱۷ 17	اکتوبر October.	۱۴۶۰ 1460
۸۶۶ 866	ج Tu.	۶ 6	اکتوبر October.	۱۴۶۱ 1461
۸۶۷ 867	ا Su.	۲۶ 26	ستمبر September.	۱۴۶۲ 1462
۸۶۸ 868	ه Th.	۱۵ 15	ستمبر September.	۱۴۶۳ 1463
۸۶۹ 869	ب M.	۲ 2	ستمبر September.	۱۴۶۴ 1464
۸۷۰ 870	ز S.	۲۴ 24	اگست August.	۱۴۶۵ 1465
۸۷۱ 871	د W.	۱۳ 13	اگست August.	۱۴۶۶ 1466

هجري سنة Hijree æra.	دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	عيسوي سنة Christian æra.
		انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.		
۸۷۲ 872	ا Su.	۲ 2	اگست August.	۱۴۶۷ 1467
۸۷۳ 873	و Fr.	۲۲ 22	جولائي July.	۱۴۶۸ 1468
۸۷۴ 874	ج Tu.	۱۱ 11	جولائي July.	۱۴۶۹ 1469
۸۷۵ 875	ز S.	۳۰ 30	جون June.	۱۴۷۰ 1470
۸۷۶ 876	ه Th.	۲۰ 20	جون June.	۱۴۷۱ 1471
۸۷۷ 877	ب M.	۸ 8	جون June.	۱۴۷۲ 1472
۸۷۸ 878	ز S.	۲۹ 29	مئی May.	۱۴۷۳ 1473
۸۷۹ 879	د W.	۱۸ 18	مئی May.	۱۴۷۴ 1474
۸۸۰ 880	ا Su.	۷ 7	مئی May.	۱۴۷۵ 1475
۸۸۱ 881	و Fr.	۲۶ 26	اپريل April.	۱۴۷۶ 1476
۸۸۲ 882	ج Tu.	۱۵ 15	اپريل April	۱۴۷۷ 1477
۸۸۳ 883	ز S.	۴ 4	اپريل April.	۱۴۷۸ 1478
۸۸۴ 884	ه Th.	۲۵ 25	مارچ March.	۱۴۷۹ 1479

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.			هجري سنه Hijree æra.
	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	
۱۴۸۰ 1480	مارچ March.	۱۳ 13	ب M.	۸۸۵ 885
۱۴۸۱ 1481	مارچ March.	۲ 2	و Fr.	۸۸۶ 886
۱۴۸۲ 1482	فبروري February.	۲۰ 20	د W.	۸۸۷ 887
۱۴۸۳ 1483	فبروري February.	۹ 9	ا Su.	۸۸۸ 888
۱۴۸۴ 1484	جنوري January.	۳۰ 30	و Fr.	۸۸۹ 889
۱۴۸۵ 1485	جنوري January.	۱۸ 18	ج Tu.	۸۹۰ 890
۱۴۸۶ 1486	جنوري January.	۷ 7	ز S.	۸۹۱ 891
	دسمبر December.	۲۸ 28	ه Th.	۸۹۲ 892
۱۴۸۷ 1487	دسمبر December.	۱۷ 17	ب M.	۸۹۳ 893
۱۴۸۸ 1488	دسمبر December.	۵ 5	و Fr.	۸۹۴ 894
۱۴۸۹ 1489	نوامبر November.	۲۵ 25	د W.	۸۹۵ 895
۱۴۹۰ 1490	نوامبر November.	۱۴ 14	ا Su.	۸۹۶ 896
۱۴۹۱ 1491	نوامبر November.	۴ 4	و Fr.	۸۹۷ 897
۱۴۹۲ 1492	اکتوبر October.	۲۳ 23	ج Tu.	۸۹۸ 898
۱۴۹۳ 1493	اکتوبر October.	۱۲ 12	ز S.	۸۹۹ 899
۱۴۹۴ 1494	اکتوبر October.	۲ 2	ه Th.	۹۰۰ 900
۱۴۹۵ 1495	ستمبر September.	۲۱ 21	ب M.	۹۰۱ 901
۱۴۹۶ 1496	ستمبر September.	۹ 9	و Fr.	۹۰۲ 902
۱۴۹۷ 1497	اگست August.	۳۰ 30	د W.	۹۰۳ 903
۱۴۹۸ 1498	اگست August.	۱۹ 19	ه Th.	۹۰۴ 904
۱۴۹۹ 1499	اگست August.	۸ 8	ب M.	۹۰۵ 005
۱۵۰۰ 1500	جولائي July.	۲۸ 28	ج Tu.	۹۰۶ 906
۱۵۰۱ 1501	جولائي July.	۱۷ 17	ز S.	۹۰۷ 907
۱۵۰۲ 1502	جولائي July.	۷ 7	ه Th.	۹۰۸ 908
۱۵۰۳ 1503	جون June.	۲۶ 26	ب M.	۹۰۹ 909
۱۵۰۴ 1504	جون June.	۱۴ 14	و Fr.	۹۱۰ 910

جدول مطابقت ہجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

ہجري سنۃ Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو ہجري ہرسال کے شروع پرتہي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. دن Day	تاريخ Date	مہينہ Month	عيسوي سنۃ Christian æra.
۹۱۱ 911	د W.	۴ 4	جون June.	۱۵۰۵ 1505
۹۱۲ 912	ا Su.	۲۴ 24	مئي May.	۱۵۰۶ 1506
۹۱۳ 913	ۃ Th.	۱۳ 13	مئي May.	۱۵۰۷ 1507
۹۱۴ 914	ج Tu.	۲ 2	مئي May.	۱۵۰۸ 1508
۹۱۵ 915	ز S.	۲۱ 21	اپريل April.	۱۵۰۹ 1509
۹۱۶ 916	د W.	۱۰ 10	اپريل April.	۱۵۱۰ 1510
۹۱۷ 917	ب M.	۳۱ 31	مارچ March.	۱۵۱۱ 1511
۹۱۸ 918	و Fr.	۱۹ 19	مارچ March.	۱۵۱۲ 1512
۹۱۹ 919	د W.	۹ 9	مارچ March.	۱۵۱۳ 1513
۹۲۰ 920	ا Su.	۲۶ 26	فبروري February.	۱۵۱۴ 1514
۹۲۱ 921	ۃ Th.	۱۵ 15	فبروري February.	۱۵۱۵ 1515
۹۲۲ 922	ج Tu.	۵ 5	فبروري February.	۱۵۱۶ 1516
۹۲۳ 923	ز S.	۲۴ 24	جنوري January.	۱۵۱۷ 1517

ہجري سنۃ Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو ہجري ہرسال کے شروع پرتہي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. دن Day	تاريخ Date	مہينہ Month	عيسوي سنۃ Christian æra.
۹۲۴ 924	د W.	۱۳ 13	جنوري January.	۱۵۱۸ 1518
۹۲۵ 925	ب M.	۳ 3	جنوري January.	۱۵۱۹ 1519
۹۲۶ 926	و Fr.	۲۳ 23	دسمبر December.	۱۵۱۹ 1519
۹۲۷ 927	د W.	۱۲ 12	دسمبر December.	۱۵۲۰ 1520
۹۲۸ 928	ا Su.	۱ 1	دسمبر December.	۱۵۲۱ 1521
۹۲۹ 929	ۃ Th.	۲۰ 20	نوامبر November.	۱۵۲۲ 1522
۹۳۰ 930	ج Tu.	۱۰ 10	نوامبر November.	۱۵۲۳ 1523
۹۳۱ 931	ز S.	۲۹ 29	اکتوبر October.	۱۵۲۴ 1524
۹۳۲ 932	د W.	۱۸ 18	اکتوبر October.	۱۵۲۵ 1525
۹۳۳ 933	ب M.	۸ 8	اکتوبر October.	۱۵۲۶ 1526
۹۳۴ 934	و Fr.	۲۷ 27	ستمبر September.	۱۵۲۷ 1527
۹۳۵ 935	ج Tu.	۱۵ 15	ستمبر September.	۱۵۲۸ 1528
۹۳۶ 936	ا Su.	۵ 5	ستمبر September.	۱۵۲۹ 1529

جدول مطابقت هجري سنون کي عيسوي سنون سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

هجري سنه Hijree æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — دن Day	تاريخ Date	مهينه Month	عيسوي سنه Christian æra.
۹۳۷ 937	ه Th.	۲۵ 25	اگست August.	۱۵۳۰ 1530
۹۳۸ 938	ج Tu.	۱۵ 15	اگست August.	۱۵۳۱ 1531
۹۳۹ 939	ز S.	۳ 3	اگست August.	۱۵۳۲ 1532
۹۴۰ 940	د W.	۲۳ 23	جولائي July.	۱۵۳۳ 1533
۹۴۱ 941	ب M.	۱۳ 13	جولائي July.	۱۵۳۴ 1534
۹۴۲ 942	و Fr.	۲ 2	جولائي July.	۱۵۳۵ 1535
۹۴۳ 943	ج Tu.	۲۰ 20	جون June.	۱۵۳۶ 1536
۹۴۴ 944	ا Su.	۱۰ 10	جون June.	۱۵۳۷ 1537
۹۴۵ 945	ه Th.	۳۰ 30	مئي May.	۱۵۳۸ 1538
۹۴۶ 946	ب M.	۱۹ 19	مئي May.	۱۵۳۹ 1539
۹۴۷ 947	ز S.	۸ 8	مئي May.	۱۵۴۰ 1540
۹۴۸ 948	د W.	۲۷ 27	اپريل April.	۱۵۴۱ 1541
۹۴۹ 949	ب M.	۱۷ 17	اپريل April.	۱۵۴۲ 1542
۹۵۰ 950	و Fr.	۶ 6	اپريل April	۱۵۴۳ 1543
۹۵۱ 951	ج Tu.	۲۵ 25	مارچ March.	۱۵۴۴ 1544
۹۵۲ 952	ا Su.	۱۵ 15	مارچ March.	۱۵۴۵ 1545
۹۵۳ 953	ه Th.	۴ 4	مارچ March.	۱۵۴۶ 1546
۹۵۴ 954	ب M.	۲۱ 21	فبروري February.	۱۵۴۷ 1547
۹۵۵ 955	ز S.	۱۱ 11	فبروري February.	۱۵۴۸ 1548
۹۵۶ 956	د W.	۳۰ 30	جنوري January.	۱۵۴۹ 1549
۹۵۷ 957	ب M.	۲۰ 20	جنوري January.	۱۵۵۰ 1550
۹۵۸ 958	و Fr.	۹ 9	جنوري January.	۱۵۵۱ 1551
۹۵۹ 959	ج Tu.	۲۹ 29	دسمبر December.	
۹۶۰ 960	ا Su.	۱۸ 18	دسمبر December.	۱۵۵۲ 1552
۹۶۱ 961	ه Th.	۷ 7	دسمبر December.	۱۵۵۳ 1553
۹۶۲ 962	ب M.	۲۶ 26	نوامبر November.	۱۵۵۴ 1554

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
۱۵۵۵ 1555	نوامبر November.	۱۶ 16	ز S.	۹۶۳ 963
۱۵۵۶ 1556	نوامبر November.	۴ 4	د W.	۹۶۴ 964
۱۵۵۷ 1557	اکتوبر October.	۲۴ 24	ا Su.	۹۶۵ 965
۱۵۵۸ 1558	اکتوبر October.	۱۴ 14	و Fr.	۹۶۶ 966
۱۵۵۹ 1559	اکتوبر October.	۳ 3	ج Tu.	۹۶۷ 967
۱۵۶۰ 1560	ستمبر September.	۲۲ 22	ا Su.	۹۶۸ 968
۱۵۶۱ 1561	ستمبر September.	۱۱ 11	ه Th.	۹۶۹ 969
۱۵۶۲ 1562	اگست August.	۳۱ 31	ب M.	۹۷۰ 970
۱۵۶۳ 1563	اگست August.	۲۱ 21	ز S.	۹۷۱ 971
۱۵۶۴ 1564	اگست August.	۹ 9	د W.	۹۷۲ 972
۱۵۶۵ 1565	جولائي July.	۲۹ 29	ا Su.	۹۷۳ 973
۱۵۶۶ 1566	جولائي July.	۱۹ 19	و Fr.	۹۷۴ 974
۱۵۶۷ 1567	جولائي July.	۸ 8	ج Tu.	۹۷۵ 975
۱۵۶۸ 1568	جون June.	۲۶ 26	ز S.	۹۷۶ 976
۱۵۶۹ 1569	جون June.	۱۶ 16	ه Th.	۹۷۷ 977
۱۵۷۰ 1570	جون June.	۵ 5	ب M.	۹۷۸ 978
۱۵۷۱ 1571	مئي May.	۲۶ 26	ز S.	۹۷۹ 979
۱۵۷۲ 1572	مئي May.	۱۴ 14	د W.	۹۸۰ 980
۱۵۷۳ 1573	مئي May.	۳ 3	ا Su.	۹۸۱ 981
۱۵۷۴ 1574	اپريل April.	۲۳ 23	و Fr.	۹۸۲ 982
۱۵۷۵ 1575	اپريل April.	۱۲ 12	ج Tu.	۹۸۳ 983
۱۵۷۶ 1576	مارچ March.	۳۱ 31	ز S.	۹۸۴ 984
۱۵۷۷ 1577	مارچ March.	۲۱ 21	ه Th.	۹۸۵ 985
۱۵۷۸ 1578	مارچ March.	۱۰ 10	ب M.	۹۸۶ 986
۱۵۷۹ 1579	فبروري February.	۲۸ 28	ز S.	۹۸۷ 987
۱۵۸۰ 1580	فبروري February.	۱۷ 17	د W.	۹۸۸ 988
۱۵۸۱ 1581	فبروري February.	۵ 5	ا Su.	۹۸۹ 989
۱۵۸۲ 1582	جنوري January.	۲۶ 26	و Fr.	۹۹۰ 990

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation.		بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation.			دن Day	هجري سنه Hijree æra.
	مهينه Month	تاريخ Date	سنهٔ عيسوي Æra.	مهينه Month	تاريخ Date		
۱۵۸۳ 1583	جنوري January.	۲۵ 25			۱۵ 15	ج Tu.	۹۹۱ 991
۱۵۸۴ 1584	جنوري January.	۱۴ 14			۴ 4	ز S.	۹۹۲ 992
۱۵۸۵ 1585	جنوري January.	۳ 3	سنه ۱۵۸۴ æra 1584	دسمبر December.	۲۴ 24	ه Th.	۹۹۳ 993
	دسمبر December.	۲۳ 23			۱۳ 13	ب M.	۹۹۴ 994
۱۵۸۶ 1586	دسمبر December.	۱۲ 12			۲ 2	و Fr.	۹۹۵ 995
۱۵۸۷ 1587	دسمبر December.	۲ 2		نوامبر November.	۲۲ 22	د W	۹۹۶ 996
۱۵۸۸ 1588	نوامبر November.	۲۰ 20			۱۰ 10	ا Su.	۹۹۷ 997
۱۵۸۹ 1589	نوامبر November.	۱۰ 10		اکتوبر October.	۳۱ 31	و Fr.	۹۹۸ 998
۱۵۹۰ 1590	اکتوبر October.	۳۰ 30			۲۰ 20	ج Tu.	۹۹۹ 999
۵۹۱ 1591	اکتوبر October.	۱۹ 19			۹ 9	ز S.	۱۰۰۰ 1000
۱۵۹۲ 1592	اکتوبر October.	۸ 8		ستمبر September	۲۸ 28	ه Th.	۱۰۰۱ 1001
۱۵۹۳ 1593	ستمبر September	۲۷ 27			۱۷ 17	ب M.	۱۰۰۲ 1002
۱۵ ۴ 1594	ستمبر September.	۱۶ 16			۶ 6	و Fr.	۱۰۰۳ 1003

جدول مطابقت هجري سنون كي عيسوي سنون سے
Table showing the correspondence between the Hjree and Christian Æras.

عیسوی سنہ Christian æra.	انگریزي تاریخ جو هجري هر سال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — بموجب قدیم حساب کے According to the ancient method of calculation.		بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation.			دن Day	هجري سنہ Hijree æra.
	مهینہ Month	تاریخ Date	سنہ عیسوي Æra	مهینہ Month	تاریخ Date		
۱۵۹۵ 1595	ستمبر September.	۶ 6		اگست August.	۲۷ 27	د W.	۱۰۰۴ 1004
۱۵۹۶ 1596	اگست August.	۲۵ 25			۱۵ 15	ا Su.	۱۰۰۵ 1005
۱۵۹۷ 1597	اگست August.	۱۴ 14			۳ 3	ه Th.	۱۰۰۶ 1006
۱۵۹۸ 1598	اگست August.	۴ 4		جولائي July.	۱۵ 15	ج Tu.	۱۰۰۷ 1007
۱۵۹۹ 1599	جولائي July.	۲۴ 24			۱۴ 14	ز S.	۱۰۰۸ 1008
۱۶۰۰ 1600	جولائي July.	۱۳ 13			۳ 3	ه Th.	۱۰۰۹ 1009
۱۶۰۱ 1601	جولائي July.	۲ 2		جون June.	۲۲ 22	ب M.	۱۰۱۰ 1010
۱۶۰۲ 1602	جون June.	۲ 2			۱۱ 11	و Fr.	۱۰۱۱ 1011
۱۶۰۳ 1603	جون June.	۱۱ 11			۱ 1	د W.	۱۰۱۲ 1012
۱۶۰۴ 1604	مئی May.	۳۰ 30			۲۰ 20	ا Su.	۱۰۱۳ 1013
۱۶۰۵ 1605	مئی May.	۱۹ 19			۹ 9	ه Th.	۱۰۱۴ 1014
۱۶۰۶ 1606	مئی May.	۹ 9		اپریل April.	۲۹ 29	ج Tu.	۱۰۱۵ 1015
۱۶۰۷ 1607	اپریل April.	۲۸ 28			۱۸ 18	ز S.	۱۰۱۶ 1016

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation. مهينه Month	تاريخ Date	بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation. سنه عيسوي Æra.	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
۱۶۰۸ 1608	اپريل April.	۱۷ 17			۷ 7	ه Th.	۱۰۱۷ 1017
۱۶۰۹ 1609	اپريل April.	۶ 6		مارچ March.	۲۷ 27	ب M.	۱۰۱۸ 1018
۱۶۱۰ 1610	مارچ March.	۲۶ 26			۱۶ 16	و Fr.	۱۰۱۹ 1019
۱۶۱۱ 1611	مارچ March.	۱۶ 16			۶ 6	د W.	۱۰۲۰ 1020
۱۶۱۲ 1612	مارچ March.	۴ 4		فبروري February.	۲۳ 23	ا Su.	۱۰۲۱ 1021
۱۶۱۳ 1613	فبروري February.	۲۱ 21			۱۱ 11	ه Th.	۱۰۲۲ 1022
۱۶۱۴ 1614	فبروري February.	۱۱ 11			۱ 1	ج Tu.	۱۰۲۳ 1023
۱۶۱۵ 1615	جنوري January.	۳۱ 31			۲۱ 21	ز S.	۱۰۲۴ 1024
۱۶۱۶ 1616	جنوري January.	۲۰ 20			۱۰ 10	د W.	۱۰۲۵ 1025
۱۶۱۷ 1617	جنوري January.	۹ 9	سنه ۱۶۱۶ æra 1616	دسمبر December.	۳۰ 30	ب M.	۱۰۲۶ 1026
	دسمبر December.	۲۹ 29			۱۹ 19	و Fr.	۱۰۲۷ 1027
۱۶۱۸ 1618	دسمبر December.	۱۹ 19			۹ 9	د W.	۱۰۲۸ 1028
۱۶۱۹ 1619	دسمبر December.	۸ 8		نوامبر November.	۲۸ 28	ا Su.	۱۰۲۹ 1029

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hjree and Christian Æras.

عيسوي سنہ Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هر سال ے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation. مهينہ Month	تاريخ Date	بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation. سنہ عيسوي Æra	مهينہ Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنہ Hijree æra.
۱۶۲۰ 1620	نوامبر November.	۲۶ 26			۱۶ 16	ه Th.	۱۰۳۰ 1030
۱۶۲۱ 1621	نوامبر November.	۱۶ 16			۶ 6	ج Tu.	۱۰۳۱ 1031
۱۶۲۲ 1622	نوامبر November.	۵ 5		اکتوبر October.	۲۶ 26	ز S.	۱۰۳۲ 1032
۱۶۲۳ 1623	اکتوبر October.	۲۵ 25			۱۵ 15	د W.	۱۰۳۳ 1033
۱۶۲۴ 1624	اکتوبر October.	۲۴ 24			۴ 4	ب M.	۱۰۳۴ 1034
۱۶۲۵ 1625	اکتوبر October.	۳ 3		ستمبر September.	۲۳ 23	و Fr.	۱۰۳۵ 1035
۱۶۲۶ 1626	ستمبر September	۲۲ 22			۱۲ 12	ج Tu.	۱۰۳۶ 1036
۱۶۲۷ 1627	ستمبر September.	۱۲ 12			۲ 2	ا Su.	۱۰۳۷ 1037
۱۶۲۸ 1628	اگست August.	۳۱ 31			۲۱ 21	ه Th.	۱۰۳۸ 1038
۱۶۲۹ 1629	اگست August.	۲۱ 21			۱۱ 11	ج Tu.	۱۰۳۹ 1039
۱۶۳۰ 1630	اگست August.	۱۰ 10		جولائي July.	۳۱ 31	ز S.	۱۰۴۰ 1040
۱۶۳۱ 1631	جولائي July.	۳۰ 30			۲۰ 20	د W.	۱۰۴۱ 1041
۱۶۳۲ 1632	جولائي July.	۱۹ 19			۹ 9	ب M.	۱۰۴۲ 1042

جدول مطابقت هجري سنوں كي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنة Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال كے شروع ہوہی The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — بموجب قديم حساب كے According to the ancient method of calculation. — مهينه Month	تاريخ Date	بموجب نئے حساب كے According to the modern method of calculation. — عيسوي سنة Æra	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنة Hijree æra.
۱۶۳۳ 1633	جولائي July.	۸ 8		جون June.	۲۸ 28	و Fr.	۱۰۴۳ 1043
۱۶۳۴ 1634	جون June.	۲۷ 27			۱۷ 17	ج Tu.	۱۰۴۴ 1044
۱۶۳۵ 1635	جون June.	۱۷ 17			۷ 7	ا Su.	۱۰۴۵ 1045
۱۶۳۶ 1636	جون June.	۵ 5		مئي May.	۲۶ 26	ہ Th.	۱۰۴۶ 1046
۱۶۳۷ 1637	مئي May.	۲۶ 26			۱۶ 16	ج Tu.	۱۰۴۷ 1047
۱۶۳۸ 1638	مئي May.	۱۵ 15			۵ 5	ز S.	۱۰۴۸ 1048
۱۶۳۹ 1639	مئي May.	۴ 4		اپريل April.	۲۴ 24	د W.	۱۰۴۹ 1049
۱۶۴۰ 1640	اپريل April.	۲۳ 23			۱۳ 13	ب M.	۱۰۵۰ 1050
۱۶۴۱ 1641	اپريل April.	۱۲ 12			۲ 2	و Fr.	۱۰۵۱ 1051
۱۶۴۲ 1642	اپريل April	۱ 1		مارچ March.	۲۲ 22	ج Tu.	۱۰۵۲ 1052
۱۶۴۳ 1643	مارچ March.	۲۲ 22			۱۲ 12	ا Su.	۱۰۵۳ 1053
۱۶۴۴ 1644	مارچ March.	۱۰ 10		فبروري February.	۲۹ 29	ہ Th.	۱۰۵۴ 1054
۱۶۴۵ 1645	فبروري February	۲۷ 27			۱۷ 17	ب M.	۱۰۵۵ 1055

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation. مهينه Month	تاريخ Date	بموجب نئے حساب کے According to the modern method of caculation. عيسوي سنه Æra.	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
۱۶۴۶ 1646	فبروري February.	۱۷ 17			۷ 7	ز S.	۱۰۵۶ 1056
۱۶۴۷ 1647	فبروري February.	۱۹ 19		جنوري January.	۲۷ 27	د W.	۱۰۵۷ 1057
۱۶۴۸ 1648	جنوري January.	۲۷ 27			۱۷ 17	ب M.	۱۰۵۸ 1058
۱۶۴۹ 1649	جنوري January.	۱۵ 15			۵ 5	و Fr.	۱۰۵۹ 1059
۱۶۵۰ 1650	جنوري January.	۴ 4	۱۶۴۹ 1649	دسمبر December.	۲۵ 25	ج Tu.	۱۰۶۰ 1060
	دسمبر December.	۲۵ 25			۱۵ 15	ا Su.	۱۰۶۱ 1061
۱۶۵۱ 1651	دسمبر December.	۱۴ 14			۴ 4	ه Th.	۱۰۶۲ 1062
۱۶۵۲ 1652	دسمبر December.	۲ 2		نوامبر November.	۲۲ 22	ب M.	۱۰۶۳ 1063
۱۶۵۳ 1653	نوامبر November.	۲۲ 22			۱۲ 12	ز S.	۱۰۶۴ 1064
۱۶۵۴ 1654	نوامبر November.	۱۱ 11			۱ 1	د W.	۱۰۶۵ 1065
۱۶۵۵ 1655	اکتوبر October.	۳۱ 31			۲۱ 21	ا Su.	۱۰۶۶ 1066
۱۶۵۶ 1656	اکتوبر October.	۲۰ 20			۱۰ 10	و Fr.	۱۰۶۷ 1067
۱۶۵۷ 1657	اکتوبر October.	۹ 9		ستمبر September.	۲۹ 29	ج Tu.	۱۰۶۸ 1068

جدول مطابقت هجري سنوں كي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال كے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. بموجب قديم حساب كے According to the ancient method of calculation. مهينه Month	تاريخ Date	بموجب نئے حساب كے According to the modern method of calculation. سنه عيسوي Æra.	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
۱۶۵۸ 1658	ستمبر S ptember	۲۹ 29			۱۹ 19	ا Su.	۱۰۶۹ 1069
۱۶۵۹ 1659	ستمبر September.	۱۸ 18			۸ 8	۵ Th.	۱۰۷۰ 1070
۱۶۶۰ 1660	ستمبر September.	۶ 6		اگست August.	۲۷ 27	ب M.	۱۰۷۱ 1071
۱۶۶۱ 1661	اگست August.	۲۷ 27			۱۷ 17	ز S.	۱۰۷۲ 1072
۱۶۶۲ 1662	اگست August.	۱۶ 16			۶ 6	د W.	۱۰۷۳ 1073
۱۶۶۳ 1663	اگست August.	۵ 5		جولائي July.	۲۶ 26	ا Su.	۱۰۷۴ 1074
۱۶۶۴ 1664	جولائي July.	۲۵ 25			۱۵ 15	و Fr.	۱۰۷۵ 1075
۱۶۶۵ 1665	جولائي July.	۱۴ 14			۴ 4	ج Tu.	۱۰۷۶ 1076
۱۶۶۶ 1666	جولائي July.	۴ 4		جون June.	۲۴ 24	ا Su.	۱۰۷۷ 1077
۱۶۶۷ 1667	جون June.	۲۳ 23			۱۳ 13	۵ Th.	۱۰۷۸ 1078
۱۶۶۸ 1668	جون June.	۱۱ 11			۱ 1	ب M.	۱۰۷۹ 1079
۱۶۶۹ 1669	جون June.	۱ 1		مئي May.	۲۲ 22	ز S.	۱۰۸۰ 1080
۱۶۷۰ 1670	مئي May.	۲۱ 21			۱۱ 11	د W.	۱۰۸۱ 1081

جدول مطابقت ہجري سنوں کي عيسوي سنوں سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو ہجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.						هجري سنه Hijree æra.
	بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation.		بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation.			دن Day	
	مهينه Month	تاريخ Date	سنه عيسوي Æra	مهينه Month	تاريخ Date		
۱۶۷۱ 1671	مئي May.	۱۰ 10		اپريل April.	۳۰ 30	ا Su.	۱۰۸۲ 1082
۱۶۷۲ 1672	اپريل April.	۲۹ 29			۱۹ 19	و Fr.	۱۰۸۳ 1083
۱۶۷۳ 1673	اپريل April.	۱۸ 18			۸ 8	ج Tu.	۱۰۸۴ 1084
۱۶۷۴ 1674	اپريل April	۷ 7		مارچ March.	۲۸ 28	ز S.	۱۰۸۵ 1085
۱۶۷۵ 1675	مارچ March.	۲۸ 28			۱۸ 18	ه Th.	۱۰۸۶ 1086
۱۶۷۶ 1676	مارچ March.	۱۶ 16			۶ 6	ب M.	۱۰۸۷ 1087
۱۶۷۷ 1677	مارچ March.	۶ 6		فبروري February.	۲۳ 23	ز S.	۱۰۸۸ 1088
۱۶۷۸ 1678	فبروري February.	۲۳ 23			۱۳ 13	د W.	۱۰۸۹ 1089
۱۶۷۹ 1679	فبروري February.	۱۲ 12			۲ 2	ا Su.	۱۰۹۰ 1090
۱۶۸۰ 1680	فبروري February.	۲ 2		جنوري January.	۲۳ 23	و Fr.	۱۰۹۱ 1091
۱۶۸۱ 1681	جنوري January.	۲۱ 21			۱۱ 11	ج Tu.	۱۰۹۲ 1092
۱۶۸۲ 1682	جنوري January.	۱۰ 10	سنه ۱۶۸۱ æra 1681	دسمبر December.	۳۱ 31	ز S.	۱۰۹۳ 1093
	دسمبر December.	۳۱ 31			۲۱ 21	ه Th.	۱۰۹۴ 1094

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هر سال کے شروع پر ہوي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation. مہينه Month	تاريخ Date	بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation. عيسوي سنه Æra	مہينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
۱۶۸۳ 1683	دسمبر December	۲۰ 20			۱۰ 10	ب M.	۱۰۹۵ 1095
۱۶۸۴ 1684	دسمبر December	۸ 8		نومبر November.	۲۸ 28	و Fr.	۱۰۹۶ 1096
۱۶۸۵ 1685	نوامبر November	۲۸ 28			۱۸ 18	د W.	۱۰۹۷ 1097
۱۶۸۶ 1686	نوامبر November	۱۷ 17			۷ 7	ا Sa.	۱۰۹۸ 1098
۱۶۸۷ 1687	نوامبر November	۷ 7		اکتوبر October.	۲۸ 28	و Fr.	۱۰۹۹ 1099
۱۶۸۸ 1688	اکتوبر October.	۲۶ 26			۱۶ 16	ج Tu.	۱۱۰۰ 1100
۱۶۸۹ 1689	اکتوبر October.	۱۵ 15			۵ 5	ز S.	۱۱۰۱ 1101
۱۶۹۰ 1690	اکتوبر October.	۵ 5		ستمبر September.	۲۵ 25	ه Th.	۱۱۰۲ 1102
۱۶۹۱ 1691	ستمبر September.	۲۴ 24			۱۴ 14	ب M.	۱۱۰۳ 1103
۱۶۹۲ 1692	ستمبر September.	۱۲ 12			۲ 2	و Fr.	۱۱۰۴ 1104
۱۶۹۳ 1693	ستمبر September.	۲ 2		اگست August.	۲۳ 23	د W.	۱۱۰۵ 1105
۱۶۹۴ 1694	اگست August.	۲۲ 22			۱۲ 12	ا Su.	۱۱۰۶ 1106
۱۶۹۵ 1695	اگست August.	۱۲ 12			۲ 2	و Fr.	۱۱۰۷ 1107

جدول مطابقت هجري سنين ني عيسوي سنين سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	الگرزی تاریخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation. مهينه Month	تاريخ Date	بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation. عيسوي سنه Æra.	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
١٦٩٦ 1696	جولائی July.	٣١ 31			٢١ 21	ج Tu.	١١٠٨ 1108
١٦٩٧ 1697	جولائی July.	٢٠ 20			١٠ 10	ز S.	١١٠٩ 1109
١٦٩٨ 1698	جولائی July.	١٠ 10		جون June.	٣٠ 30	ه Th.	١١١٠ 1110
١٦٩٩ 1699	جون June.	٢٩ 29			١٩ 19	ب M.	١١١١ 1111
١٧٠٠ 1700	جون June.	١٨ 18			٧ 7	و Fr.	١١١٢ 1112
١٧٠١ 1701	جون June.	٨ 8		مئی May.	٢٨ 28	د W.	١١١٣ 1113
١٧٠٢ 1702	مئی May.	٢٨ 28			١٧ 17	ا Su.	١١١٤ 1114
١٧٠٣ 1703	مئی May.	١٧ 17			٦ 6	ه Th.	١١١٥ 1115
١٧٠٤ 1704	مئی May.	٦ 6		اپریل April.	٢٥ 25	ج Tu.	١١١٦ 1116
١٧٠٥ 1705	اپریل April.	٢٥ 25			١٤ 14	ز S.	١١١٧ 1117
١٧٠٦ 1706	اپریل April.	١٥ 15			٤ 4	ه Th.	١١١٨ 1118
١٧٠٧ 1707	اپریل April.	٤ 4		مارچ March.	٢٤ 24	ب M.	١١١٩ 1119
١٧٠٨ 1708	مارچ March.	٢٣ 23			١٢ 12	و Fr.	١١٢٠ 1120

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنہ Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هر سال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation. — مهينہ Month	تاريخ Date	بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation. — سنہ عيسوي Æra.	مهينہ Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنہ Hijree æra.
۱۷۰۹ 1709	مارچ March.	۱۳ 13			۲ 2	د W.	۱۱۲۱ 1121
۱۷۱۰ 1710	مارچ March.	۲ 2		فبروري February.	۱۹ 19	ا Su.	۱۱۲۲ 1122
۱۷۱۱ 1711	فبروري February.	۱۹ 19			۸ 8	ه Th.	۱۱۲۳ 1123
۱۷۱۲ 1712	فبروري February.	۹ 9		جنوري January.	۲۹ 29	ج Tu.	۱۱۲۴ 1124
۱۷۱۳ 1713	جنوري January.	۲۸ 28			۱۷ 17	ز S.	۱۱۲۵ 1125
۱۷۱۴ 1714	جنوري January.	۱۷ 17			۶ 6	د W.	۱۱۲۶ 1126
۱۷۱۵ 1715	جنوري January.	۷ 7	سنہ ۱۷۱۴ æra 1714	دسمبر December.	۲۷ 27	ب M.	۱۱۲۷ 1127
	دسمبر December.	۲۷ 27			۱۶ 16	و Fr.	۱۱۲۸ 1128
۱۷۱۶ 1716	دسمبر December.	۱۶ 16			۵ 5	د W.	۱۱۲۹ 1129
۱۷۱۷ 1717	دسمبر December.	۵ 5		نومبر November.	۲۴ 24	ا Su.	۱۱۳۰ 1130
۱۷۱۸ 1718	نوامبر November.	۲۴ 25			۱۳ 13	ه Th.	۱۱۳۱ 1131
۱۷۱۹ 1719	نوامبر November.	۱۴ 14			۳ 3	ج Tu.	۱۱۳۲ 1132
۱۷۲۰ 1720	نوامبر November.	۲ 2		اکتوبر October.	۲۲ 22	ز S.	۱۱۳۳ 1133

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation.		بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation.			دن Day	هجري سنه Hijree æra.
	مهينه Month	تاريخ Date	سنه عيسوي Æra	مهينه Month	تاريخ Date		
۱۷۲۱. 1721	اکتوبر October.	۲۲ 22			۱۱ 11	د W.	۱۱۳۴ 1134
۱۷۲۲ 1722	اکتوبر October.	۱۲ 12			۱ 1	ب M.	۱۱۳۵ 1135
۱۷۲۳ 1723	اکتوبر October.	۱ 1		ستمبر September.	۲۰ 20	و Fr.	۱۱۳۶ 1136
۱۷۲۴ 1724	ستمبر September.	۲۰ 20			۹ 9	د W.	۱۱۳۷ 1137
۱۷۲۵ 1725	ستمبر September.	۹ 9		اگست August.	۲۹ 29	ا Su.	۱۱۳۸ 1138
۱۷۲۶ 1726	اگست August.	۲۹ 29			۱۸ 18	ه Th.	۱۱۳۹ 1139
۱۷۲۷ 1727	اگست August.	۱۹ 19			۸ 8	ج Tu.	۱۱۴۰ 1140
۱۷۲۸ 1728	اگست August.	۷ 7		جولائي July.	۲۷ 27	ز S.	۱۱۴۱ 1141
۱۷۲۹ 1729	جولائي July.	۲۷ 27			۱۶ 16	د W.	۱۱۴۲ 1142
۱۷۳۰ 1730	جولائي July.	۱۷ 17			۶ 6	ب M.	۱۱۴۳ 1143
۱۷۳۱ 1731	جولائي July.	۶ 6		جون June.	۲۵ 25	و Fr.	۱۱۴۴ 1144
۱۷۳۲ 1732	جون June.	۲۴ 24			۱۳ 13	ج Tu.	۱۱۴۵ 1145
۱۷۳۳ 1733	جون June.	۱۴ 14			۳ 3	ا Su.	۱۱۴۶ 1146

جدول مطابقت هجری سنوں کی عیسوی سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عیسوی سنہ Christian æra.	انگریزی تاریخ جو هجری هر سال کے شروع بر ہے The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.					دن Day	هجری سنہ Hijree æra.
	بموجب قدیم حساب کے According to the ancient method of calculation.		بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation.				
	مہینہ Month	تاریخ Date	عیسوی سنہ Æra	مہینہ Month	تاریخ Date		
۱۷۳۴ 1734	جون June.	۳ 3		مئی May.	۲۳ 23	ه Th.	۱۱۴۷ 1147
۱۷۳۵ 1735	مئی May.	۲۴ 24			۱۳ 13	ج Tu.	۱۱۴۸ 1148
۱۷۳۶ 1736	مئی May.	۱۲ 12			۱ 1	ز S.	۱۱۴۹ 1149
۱۷۳۷ 1737	مئی May.	۱ 1		اپریل April.	۲۰ 20	د W.	۱۱۵۰ 1150
۱۷۳۸ 1738	اپریل April.	۲۱ 21			۱۰ 10	ب M.	۱۱۵۱ 1151
۱۷۳۹ 1739	اپریل April.	۱۰ 10		مارچ March.	۳۰ 30	و Fr.	۱۱۵۲ 1152
۱۷۴۰ 1740	مارچ March.	۲۹ 29			۱۸ 18	ج Tu.	۱۱۵۳ 1153
۱۷۴۱ 1741	مارچ March.	۱۹ 19			۸ 8	ا Su.	۱۱۵۴ 1154
۱۷۴۲ 1742	مارچ March.	۸ 8		فبروري February.	۲۵ 25	ه Th.	۱۱۵۵ 1155
۱۷۴۳ 1743	فبروري February.	۲۵ 25			۱۳ 13	ب M.	۱۱۵۶ 1156
۱۷۴۴ 1744	فبروري February.	۱۵ 15			۴ 4	ز S.	۱۱۵۷ 1157
۱۷۴۵ 1745	فبروري February.	۳ 3		جنوري January.	۲۳ 23	د W.	۱۱۵۸ 1158
۱۷۴۶ 1746	جنوري January.	۲۴ 24			۱۳ 13	ب M.	۱۱۵۹ 1159

جدول مطابقت هجري سنون ني عيسوي سنون تے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزی تاريخ جو هجري شروعات ٿے شروع پرتيی The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation. مهينه Month	تاريخ Date	بموجب نئی حساب کے According to the modern method of calculation. عيسوي سنه Æra.	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
١٧٤٧ 1747	جنوري January.	١٣ 13			٢ 2	و Fr.	١١٦٠ 1160
١٧٤٨ 1748	جنوري January.	٢ 2	سنه ١٧٤٧ æra 1747	دسمبر December.	٢٢ 22	ج Tu.	١١٦١ 1161
	دسمبر December.	٢٢ 22			١١ 11	ا Su.	١١٦٢ 1162
١٧٤٩ 1749	دسمبر December.	١١ 11		نوامبر November.	٣٠ 30	ه Th.	١١٦٣ 1163
١٧٥٠ 1750	نوامبر November.	٣٠ 30			١٩ 19	ب M.	١١٦٤ 1164
١٧٥١ 1751	نوامبر November	٢٠ 20			٩ 9	ز S.	١١٦٥ 1165
١٧٥٢ 1752	نوامبر November.	٨ 8		اکتوبر October.	٢٨ 28	د W.	١١٦٦ 1166
١٧٥٣ 1753	اکتوبر October.	٢٩ 29			١٨ 18	ب M.	١١٦٧ 1167
١٧٥٤ 1754	اکتوبر October.	١٨ 18			٧ 7	و Fr.	١١٦٨ 1168
١٧٥٥ 1755	اکتوبر October.	٧ 7		ستمبر September.	٢٦ 26	ج Tu.	١١٦٩ 1169
١٧٥٦ 1756	ستمبر September	١٦ 16			١٥ 15	ا Su.	١١٧٠ 1170
١٧٥٧ 1757	ستمبر September.	١٥ 15			٤ 4	ه Th.	١١٧١ 1171
١٧٥٨ 1758	ستمبر September.	٤ 4		اگست August.	٢٤ 24	ب M.	١١٧٢ 1172

جدول مطابقت ہجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنہ Christian æra.	انگريزي تاريخ جو ہجري ہرسال کے شروع پرتھي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation. مہينہ Month	تاريخ Date	بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation. سنہ عيسوي Æra.	مہينہ Month	تاريخ Date	دن Day	ہجري سنہ Hijree æra.
۱۷٥۹ 1759	اگست August.	۲٥ 25			۱۴ 14	ز S.	۱۱۷۳ 1173
۱۷۶۰ 1760	اگست August.	۱۳ 13			۲ 2	د W.	۱۱۷۴ 1174
۱۷۶۱ 1761	اگست August.	۲ 2		جولائي July.	۲۲ 22	ا Su.	۱۱۷٥ 1175
۱۷۶۲ 1762	جولائي July.	۲۳ 23			۱۲ 12	و Fr.	۱۱۷۶ 1176
۱۷۶۳ 1763	جولائي July.	۱۲ 12			۱ 1	ج Tu.	۱۱۷۷ 1177
۱۷۶۴ 1764	جولائي July.	۱ 1		جون June.	۲۰ 20	ا Su.	۱۱۷۸ 1178
۱۷۶٥ 1765	جون June.	۲۰ 20			۹ 9	ہ Th.	۱۱۷۹ 1179
۱۷۶۶ 1766	جون June.	۹ 9		مئي May.	۲۹ 29	ب M.	۱۱۸۰ 1180
۱۷۶۷ 1767	مئي May.	۳۰ 30			۱۹ 19	ز S.	۱۱۸۱ 1181
۱۷۶۸ 1768	مئي May.	۱۸ 18			۷ 7	د W.	۱۱۸۲ 1182
۱۷۶۹ 1769	مئي May.	۷ 7		اپريل April.	۲۶ 26	ا Su.	۱۱۸۳ 1183
۱۷۷۰ 1770	اپريل April.	۲۷ 27			۱۶ 16	و Fr.	۱۱۸۴ 1184
۱۷۷۱ 1771	اپريل April.	۱۶ 16			٥ 5	ج Tu.	۱۱۸٥ 1185

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation. مهينه Month	تاريخ Date	بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation. سنه عيسوي Æra	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
۱۷۷۲ 1772	اپريل April.	۴ 4		مارچ March.	۲۴ 24	ز S.	۱۱۸۶ 1186
۱۷۷۳ 1773	مارچ March.	۲۵ 25			۱۴ 14	۵ Th.	۱۱۸۷ 1187
۱۷۷۴ 1774	مارچ March.	۱۴ 14			۳ 3	ب M.	۱۱۸۸ 1188
۱۷۷۵ 1775	مارچ March.	۴ 4		فبروري February.	۲۱ 21	ز S.	۱۱۸۹ 1189
۱۷۷۶ 1776	فبروري February.	۲۱ 21			۱۰ 10	د W.	۱۱۹۰ 1190
۱۷۷۷ 1777	فبروري February.	۹ 9		جنوري January.	۲۹ 29	ا Su.	۱۱۹۱ 1191
۱۷۷۸ 1778	جنوري January.	۳۰ 30			۱۹ 19	و Fr.	۱۱۹۲ 1192
۱۷۷۹ 1779	جنوري January.	۱۹ 19			۸ 8	ج Tu.	۱۱۹۳ 1193
۱۷۸۰ 1780	جنوري January.	۸ 8	سنه ۱۷۷۹ æra 1779	دسمبر December.	۲۸ 28	ز S.	۱۱۹۴ 1194
	دسمبر December.	۲۸ 28			۱۷ 17	۵ Th.	۱۱۹۵ 1195
۱۷۸۱ 1781	دسمبر December.	۱۷ 17			۶ 6	ب M.	۱۱۹۶ 1196
۱۷۸۲ 1782	دسمبر December.	۷ 7		نوامبر November.	۲۶ 26	ز S.	۱۱۹۷ 1197
۱۷۸۳ 1783	نوامبر November.	۲۶ 26			۱۵ 15	د W.	۱۱۹۸ 1198

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع هو نيکي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.					دن Day	هجري سنه Hijree æra.
	بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation.		بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation.				
	مهينه Month	تاريخ Date	عيسوي سنه Æra	مهينه Month	تاريخ Date		
١٧٨۴ 1784	نوامبر November	١۴ 14			٣ 3	ا Su.	١١٩٩ 1199
١٧٨٥ 1785	نوامبر November.	۴ 4		اکتوبر October.	٢۴ 24	و Fr.	١٢٠٠ 1200
١٧٨٦ 1786	اکتوبر October.	٢۴ 24			١٣ 13	ج Tu.	١٢٠١ 1201
١٧٨٧ 1787	اکتوبر October.	١٣ 13			٢ 2	ز S.	١٢٠٢ 1202
١٧٨٨ 1788	اکتوبر October.	٢ 2		ستمبر September.	٢١ 21	ه Th.	١٢٠٣ 1203
١٧٨٩ 1789	ستمبر September.	٢١ 21			١٠ 10	ب M.	١٢٠۴ 1204
١٧٩٠ 1790	ستمبر September.	١٠ 10		اگست August.	٢٠ 20	و Fr.	١٢٠٥ 1205
١٧٩١ 1791	اگست August.	٣١ 31			٢٠ 20	د W.	١٢٠٦ 1206
١٧٩٢ 1792	اگست August.	١٩ 19			٨ 8	ا Su.	١٢٠٧ 1207
١٧٩٣ 1793	اگست August.	٩ 9		جولائی July.	٢٩ 29	و Fr.	١٢٠٨ 1208
١٧٩۴ 1794	جولائی July.	٢٩ 29			١٨ 18	ج Tu.	١٢٠٩ 1209
١٧٩٥ 1795	جولائی July.	١٨ 18			٧ 7	ز S.	١٢١٠ 1210
١٧٩٦ 1796	جولائی July	٧ 7		جون June.	٢٦ 26	ه Th.	١٢١١ 1211

جدول مطابقت ہجری سنوں کی عیسوی سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عیسوی سنہ Christian æra.	انگریزی تاریخ جو ہجری برس کے شروع پر تھی The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. بموجب قدیم حساب کے According to the ancient method of calculation.		بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation.			دن Day	ہجری سنہ Hijree æra.
	مہینہ Month	تاریخ Date	عیسوی سنہ Æra.	مہینہ Month	تاریخ Date		
١٧٩٧ 1797	جون June.	٢٦ 26			١٥ 15	ب M.	١٢١٢ 1212
١٧٩٨ 1798	جون June.	١٥ 15			٤ 4	و Fr.	١٢١٣ 1213
١٧٩٩ 1799	جون June.	٥ 5		مئی May.	٢٥ 25	د W.	١٢١٤ 1214
١٨٠٠ 1800	مئی May.	٢٥ 25			١٣ 13	ا Su.	١٢١٥ 1215
١٨٠١ 1801	مئی May.	١٤ 14			٢ 2	ه Th.	١٢١٦ 1216
١٨٠٢ 1802	مئی May.	٤ 4		اپریل April.	٢٢ 22	ج Tu.	١٢١٧ 1217
١٨٠٣ 1803	اپریل April.	٢٣ 23			١١ 11	ز S.	١٢١٨ 1218
١٨٠٤ 1804	اپریل April.	١٢ 12			٣١ 31	ه Th.	١٢١٩ 1219
١٨٠٥ 1805	اپریل April.	١ 1		مارچ March.	٢٠ 20	ب M.	١٢٢٠ 1220
١٨٠٦ 1806	مارچ March.	٢١ 21			٩ 9	و Fr.	١٢٢١ 1221
١٨٠٧ 1807	مارچ March.	١١ 11		فبروری February.	٢٧ 27	د W.	١٢٢٢ 1222
١٨٠٨ 1808	فبروری February.	٢٨ 28			١٦ 16	ا Su.	١٢٢٣ 1223
١٨٠٩ 1809	فبروری February.	١٦ 16			٤ 4	ه Th.	١٢٢٤ 1224

جدول مطابقت هجری سنوں کی عیسوی سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عیسوی سنه Christian æra.	انگریزی تاریخ جو هجری هرسال کے شروع پرتھی The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — بموجب قدیم حساب کے According to the ancient method of calculation. — مهینه Month	تاریخ Date	بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation. — سنه عیسوی Æra.	مهینه Month	تاریخ Date	دن Day	هجری سنه Hijree æra.
۱۸۱۰ 1810	فبروری February.	۶ 6		جنوری January.	۲۵ 25	ج Tu.	۱۲۲۵ 1225
۱۸۱۱ 1811	جنوری January.	۲۶ 26			۱۴ 14	ز S.	۱۲۲۶ 1226
۱۸۱۲ 1812	جنوری January.	۱۶ 16			۴ 4	ه Th.	۱۲۲۷ 1227
۱۸۱۳ 1813	جنوری January.	۴ 4	سنه ۱۸۱۲ æra 1812	دسمبر December.	۲۳ 23	ب M.	۱۲۲۸ 1228
	دسمبر December.	۲۴ 24			۱۲ 12	و Fr.	۱۲۲۹ 1229
۱۸۱۴ 1814	دسمبر December.	۱۴ 14			۲ 2	د W.	۱۲۳۰ 1230
۱۸۱۵ 1815	دسمبر December.	۳ 3		نوامبر November.	۲۱ 21	ا Su.	۱۲۳۱ 1231
۱۸۱۶ 1816	نوامبر November.	۲۱ 21			۹ 9	ه Th.	۱۲۳۲ 1232
۱۸۱۷ 1817	نوامبر November.	۱۱ 11		اکتوبر October.	۳۰ 30	ج Tu.	۱۲۳۳ 1233
۱۸۱۸ 1818	اکتوبر October.	۳۱ 31			۱۹ 19	ز S.	۱۲۳۴ 1234
۱۸۱۹ 1819	اکتوبر October.	۲۰ 20			۸ 8	د W.	۱۲۳۵ 1235
۱۸۲۰ 1820	اکتوبر October.	۹ 9		ستمبر September.	۲۷ 27	ب M.	۱۲۳۶ 1236
۱۸۲۱ 1821	ستمبر September	۲۸ 28			۱۶ 16	و Fr.	۱۲۳۷ 1237

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسنه کے شروع هو تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. — بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation.		بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation.			دن Day	هجري سنه Hijree æra.
	مهينه Month	تاريخ Date	سنه عيسوي Æra	مهينه Month	تاريخ Date		
١٨٢٢ 1822	ستمبر September.	١٨ 18			٦ 6	د W.	١٢٣٨ 1238
١٨٢٣ 1823	ستمبر September.	٧ 7		اگست August.	٢٦ 26	١ Su.	١٢٣٩ 1239
١٨٢٤ 1824	اگست August.	٢٦ 26			١٤ 14	٥ Th.	١٢٤٠ 1240
١٨٢٥ 1825	اگست August.	١٦ 16			٤ 4	ج Tu.	١٢٤١ 1241
١٨٢٦ 1826	اگست August.	٥ 5		جولائي July.	٢٤ 24	ز S.	١٢٤٢ 1242
١٨٢٧ 1827	جولائي July.	٢٥ 25			١٣ 13	د W.	١٢٤٣ 1243
١٨٢٨ 1828	جولائي July.	١٤ 14			٢ 2	ب M.	١٢٤٤ 1244
١٨٢٩ 1829	جولائي July.	٣ 3		جون June.	٢١ 21	و Fr.	١٢٤٥ 1245
١٨٣٠ 1830	جون June.	٢٢ 22			١٠ 10	ج Tu.	١٢٤٦ 1246
١٨٣١ 1831	جون June.	١٢ 12		مئي May.	١٣ 13	١ Su.	١٢٤٧ 1247
١٨٣٢ 1832	مئي May.	٣١ 31			١٩ 19	٥ Th.	١٢٤٨ 1248
١٨٣٣ 1833	مئي May.	٢١ 21			٩ 9	ج Tu.	١٢٤٩ 1249
١٨٣٤ 1834	مئي May.	١٠ 10		اپريل April.	٢٨ 28	ز S.	١٢٥٠ 1250

جدول مطابقت هجري سنون کي عيسوي سنون سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هر سال کے شروع پر ديي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation. مهينه Month	تاريخ Date	بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation. عيسوي سنه Æra	مهينه Month	تاريخ Date	دن Day	هجري سنه Hijree æra.
١٨٣٥ 1835	اپريل April.	٢٩ 29			١٧ 17	د W.	١٢٥١ 1251
١٨٣٦ 1836	اپريل April.	١٨ 18			٦ 6	ب M.	١٢٥٢ 1252
١٨٣٧ 1837	اپريل April.	٧ 7		مارچ March.	٢٦ 26	و Fr.	١٢٥٣ 1253
١٨٣٨ 1838	مارچ March.	٢٧ 27			١٥ 15	ج Tu.	١٢٥٤ 1254
١٨٣٩ 1839	مارچ March.	١٧ 17			٥ 5	ا Su.	١٢٥٥ 1255
١٨٤٠ 1840	مارچ March.	٥ 5		فبروري February.	٢٢ 22	ه Th.	١٢٥٦ 1256
١٨٤١ 1841	فبروري February.	٢٣ 23			١٧ 17	ج Tu.	١٢٥٧ 1257
١٨٤٢ 1842	فبروري February.	١٢ 12			٣١ 31	ز S.	١٢٥٨ 1258
١٨٤٣ 1843	فبروري February.	١ 1		جنوري January.	٢٠ 20	د W.	١٢٥٩ 1259
١٨٤٤ 1844	جنوري January.	٢٢ 22			١٠ 10	ب M.	١٢٦٠ 1260
١٨٤٥ 1845	جنوري January.	١٠ 10	سنه ١٨٤٤ æra 1844	دسمبر Dec3mber	٢٩ 29	و Fr.	١٢٦١ 1261
	دسمبر December.	٣٠ 30			١٨ 18	ج Tu.	١٢٦٢ 1262
١٨٤٦ 1846	دسمبر December.	٢٠ 20			٨ 8	ا Su.	١٢٦٣ 1263

جدول مطابقت ہجری سنوں کی عیسوی سنوں سے Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.							
عیسوی سنہ Christian æra.	انگریزی تاریخ جو ہجری ہر سال کے شروع پر ہے The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra. بموجب قدیم حساب کے According to the ancient method of calculation.		بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation.			دن Day	ہجری سنہ Hijree æra.
	مہینہ Month	تاریخ Date	عیسوی سنہ Æra.	مہینہ Month	تاریخ Date		
۱۸۴۷ 1847	دسمبر December.	۹ 9		نوامبر November.	۲۷ 27	ہ Th.	۱۲۶۴ 1264
۱۸۴۸ 1848	نوامبر November.	۲۷ 27			۱۵ 15	ب M.	۱۲۶۵ 1265
۱۸۴۹ 1849	نوامبر November.	۱۷ 17			۵ 5	ز S.	۱۲۶۶ 1266
۱۸۵۰ 1850	نوامبر November.	۶ 6		اکتوبر October.	۲۵ 25	د W.	۱۲۶۷ 1267
۱۸۵۱ 1851	اکتوبر October.	۲۷ 27			۱۵ 15	ب M.	۱۲۶۸ 1268
۱۸۵۲ 1852	اکتوبر October.	۱۵ 15			۳ 3	و Fr.	۱۲۶۹ 1269
۱۸۵۳ 1853	اکتوبر October.	۴ 4		ستمبر September.	۲۲ 22	ج Tu.	۱۲۷۰ 1270
۱۸۵۴ 1854	ستمبر September.	۲۴ 24			۱۲ 12	ا Su.	۱۲۷۱ 1271
۱۸۵۵ 1855	ستمبر September.	۱۳ 13			۲ 2	ہ Th.	۱۲۷۲ 1272
۱۸۵۶ 1856	ستمبر September.	۱ 1		اگست August.	۲۰ 20	ب M.	۱۲۷۳ 1273
۱۸۵۷ 1857	اگست August.	۲۲ 22			۱۰ 10	ز S.	۱۲۷۴ 1274
۱۸۵۸ 1858	اگست August.	۱۱ 11		جولائی July.	۳۰ 30	د W.	۱۲۷۵ 1275
۱۸۵۹ 1859	جولائی July.	۲۱ 21			۱۹ 19	ا Su.	۱۲۷۶ 1276

جدول مطابقت هجري سنوں کي عيسوي سنوں سے
Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پر تهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.						هجري سنه Hijree æra.
	بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation.		بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation.			دن Day	
	مهينه Month	تاريخ Date	سنه عيسوي Æra.	مهينه Month	تاريخ Date		
١٨٦٠ 1860	جولائي July.	٢٠ 20			٨ 8	و Fr.	١٢٧٧ 1277
١٨٦١ 1861	جولائي July.	٩ 9		جون June.	٢٧ 27	ج Tu.	١٢٧٨ 1278
١٨٦٢ 1862	جون June.	٢٩ 29			١٧ 17	ا Su.	١٢٧٩ 1279
١٨٦٣ 1863	جون June.	١٨ 18			٦ 6	ه Th.	١٢٨٠ 1280
١٨٦٤ 1864	جون June.	١٦ 16		مئي May.	٢٥ 25	ب M.	١٢٨١ 1281
١٨٦٥ 1865	مئي May.	٢٧ 27			٢٥ 25	ز S.	١٢٨٢ 1282
١٨٦٦ 1866	مئي May.	١٦ 16			٤ 4	د W.	١٢٨٣ 1283
١٨٦٧ 1867	مئي May.	٥ 5		اپريل April.	٢٣ 23	ا Su.	١٢٨٤ 1284
١٨٦٨ 1868	اپريل April.	٢٤ 24			١٢ 12	و Fr.	١٢٨٥ 1285
١٨٦٩ 1869	اپريل April.	١٣ 13			١ 1	ج Tu.	١٢٨٦ 1286
١٨٧٠ 1870	اپريل April.	٣ 3		مارچ March.	٢٢ 22	ا Su.	١٢٨٧ 1287
١٨٧١ 1871	مارچ March.	٢٣ 23			١١ 11	ه Th.	١٢٨٨ 1288
١٨٧٢ 1872	مارچ March.	١١ 11			٢٨ 28	ب M.	١٢٨٩ 1289

جدول مطابقت هجري سنون کي عيسوي سنون سے

Table showing the correspondence between the Hijree and Christian Æras.

عيسوي سنه Christian æra.	انگريزي تاريخ جو هجري هرسال کے شروع پرتهي The Christian date of the beginning of every new year of the Hijree æra.						هجري سنه Hijree æra.
	بموجب قديم حساب کے According to the ancient method of calculation.		بموجب نئے حساب کے According to the modern method of calculation.			دن Day	
	مهينه Month	تاريخ Date	عيسوي سنه Æra.	مهينه Month	تاريخ Date		
۱۸۷۳ 1873	مارچ March.	۱ 1		فبروري February.	۱۷ 17	ز S.	۱۲۹۰ 1290
۱۸۷۴ 1874	فبروري February.	۱۸ 18			۶ 6	د W.	۱۲۹۱ 1291
۱۸۷۵ 1875	فبروري February.	۷ 7		جنوري January.	۲۶ 26	ا Su.	۱۲۹۲ 1292
۱۸۷۶ 1876	جنوري January.	۲۸ 28			۱۶ 16	و Fr.	۱۲۹۳ 1293
۱۸۷۷ 1877	جنوري January.	۱۶ 16			۴ 4	ج Tu.	۱۲۹۴ 1294
۱۸۷۸ 1878	جنوري January.	۵ 5	سنه ۱۸۷۷ æra 1877	دسمبر December.	۲۴ 24	ز S.	۱۲۹۵ 1295
	دسمبر December.	۲۶ 26			۱۴ 14	ه Th.	۱۲۹۶ 1296
۱۸۷۹ 1879	دسمبر December.	۱۵ 15			۳ 3	ب M.	۱۲۹۷ 1297
۱۸۸۰ 1880	دسمبر December.	۴ 4		نوامبر November.	۲۲ 22	ز S.	۱۲۹۸ 1298
۱۸۸۱ 1881	نوامبر November.	۲۳ 23			۱۱ 11	د W.	۱۲۹۹ 1299
۱۸۸۲ 1882	نوامبر November.	۱۲ 12		اکتوبر October.	۳۱ 31	ا Su.	۱۳۰۰ 1300

(پہلا حصہ تمام ہوا)

ونوريحكم بها النبيون الذين اسلموا للذين هادوا
وا من كتاب الله و كانوا عليه شهداء 5 تخشوا الناس
قليلً سورة مايدة آيت ٣٧

We have surely sent down the law, con
light: thereby did the prophets, who profess
judge those who Judaized; and the doctors an
by the book of God, which had been committed to
they were witnesses thereof. Therefore fear not
neither sell my signs for a small price.—HOLY K

THE

MAHOMEDAN COMMENT
ON THE
HOLY BIBLE

GENESIS I—XI.

PART II

Syr mad

تفسير لتور جيل- على ملة الاسلام

ش

شبشا سورة نوح
برن ميں سے پهلي كتاب
جسمیں به
ب ید نش
ت گیاره

المفتقر الى الصمد سيد ا

ALLYG'U H:
Printed and ... by the Au hor at his Private Press.
A. D. 281 H.

CONTENTS

فہرست

غلط نامه حصه اول تبئین الکلام

صحیح	غلط	سطر	صفحه
دایم الوجود	دایم الوجود	۱۱و۱۲	۳
اخلق مراد	مراد اخلق	۱۹	۱۹
بیان کي گئي هیں مگر ابن تیمیه نے أنسے اختلاف کیا هے	بیان کي هیں	۲۲	۷۰

ERRATA TO PART I.

PAGE	LINE	ERRORS	CORRECTIONS
11	30	charater	character
44	32	worder	wonder
57	8	Exihomo	Ecce Homo
176	29	Damascus	Damasus
180	16	Souvain	Louvain
70	17	Add the following after *opinion*: but that he himself was opposed to it.	

غلط نامه حصه دویم تبئین الکلام

صحیح	غلط	سطر	صفحه
یوناني	جرمني	۱	۲
رکها	کها	۸	۸۰
اب	خبردار	۱۲	۹۳
پیداکیا	هانکا	۱۰	۱۰۳

ERRATA TO PART II.

PAGE	LINE	ERRORS	CORRECTIONS
68	22	light	*night*
154	23	whiles	*wiles*
180	25	to expelled	to *be* expelled
245	4	in the ark &c	in the ark *and drowned those* &c.
341	39	Christian Mahomedan	Christian *or* Mahomedan
359	31	here	*hear*

THE

MOHOMEDAN COMMENTARY

ON THE

HOLY BIBLE.

—GENESIS—

BY

SYUD AHMUD.

تبيين الكلام في تفسير التوراة والانجيل على ملة الاسلام

توريت مقدس

حضرت موسى عليه السلام كي كتابوں ميں سے پهلي كتاب
مسمى به

كتاب پيدايش

الفه
المفتقر الى الله الصمد سيد احمد

GHAZEEPORE,

PRINTED AND PUBLISHED BY THE AUTHOR AT HIS PRIVATE PRESS.

1863 A. D. 1279 H.

بسم الله الرحمن الرحيم

ديباچۂ عهد عتيق

INTRODUCTION TO THE OLD TESTAMENT.

The word *Bible* is of Greek origin signifying a *book;* but the use of this word for any book is now obsolete; and it is wholly confined to the *book* in which revelations made from God to the prophets of the Israelites, to Jesus Christ, and to the Apostles, are written.

بيبل جرمني لفظ هے اور اُسکے معني کتاب کے هيں ' مگر اب يهه لفظ هرايک کتاب پرنهيں بولا جاتا ' بلکه خاص اُس کتاب پر بولا جاتا هے جس ميں خداکي بهيجي هوئي وه وحيان لکهي گئي هيں ' جو انبياء بني اسرائيل اور حضرت مسيح عليه السلام اور اُن کے حواريوں کو پهونچيں *

Scriptures, the plural of Scripture, signifying *writings*, is a word of Latin origin, derived from *Scriptura* which is from *scribo*, meaning to write. The word *Scriptures* is likewise now applied to no other writings but those only, which contain revelations made by God to his prophets. Thus both Bible and Scriptures imply the same thing.

سکرپچرز جمع هے سکرپچر کي اور اُسکے معني هيں تحريروں کے ' يهه لفظ ليٹن يعني رومي لفظ سے نکلا هے ' ليٹن ميں اسکو سکرپچرا کهتے هيں ' اور وه مشتق هوا هے سکريبو سے جسکے معني هيں تحرير کے ' مگر اب يهه لفظ بهي هر ايک تحرير پر نهيں بولا جاتا ' بلکه خاص اُنهيں پاک تحريروں کے ليئے کيا جاتا هے جنميں خدا کي بهيجي هوئي وه وحيان لکهي گئي هيں جو انبياء بني اسرائيل اور حضرت مسيح عليه السلام اور اُن کے حواريونکو پهونچيں ' پس بيبل اور سکرپچرز دونوں لفظوں سے ايک هي مراد هے *

The Christian divines have divided the Bible into two parts—the Old Testament or Old Covenant, and the New Testament or New Covenant.

علماء مسيحي نے بيبل يا سکرپچرز کو دو حصوں ميں تقسيم کيا هے ' ايک اولڈ ٹسٹمنٹ جسکے معنے هيں پرانے عهد نامه کے اور جسکو کها جاتا هے عهد عتيق دوسرا نيو ٹسٹمنٹ جسکے معنے هيں نيا عهد نامه اور جسکو کها جاتا هے عهد جديد *

The Old Testament is composed of those sacred books, the contents of which came from God to the prophets of the Israelites before the advent of Jesus Christ. The New Testament is formed of the Gospel given by God to Jesus Christ, and of the epistles and writings of the Apostles.

عہد عتیق میں وہ کتابیں داخل هیں جو قبل حضرت مسیح علیہ السلام کے انبیاء بنی اسرائیل کو ملیں ' اور عہد جدید میں وہ کتاب هے ' جو حضرت مسیح کو دی گئی معہ آن ناموں اور رسالوں کے جو آن کے حواریوں نے لئے *

The Christian doctors enumerate the books of the Old Testament as thirty nine in number, and class them one after another according to the respective eras in which they were separately given. But the Jewish doctors compute them as only twenty two according to the number of letters of the Hebrew alphabet, and they include several books in one dividing them all into the three following classes :—

علماء عیسائی عہد عتیق کی کتابونکو ۳۹ شمار کرتے هیں اور بہ ترتیب زمانہ تحریر کے آنکو بیبل میں شامل کرتے هیں ' مگر یہودی عالم آنکو بہ تعداد عبری زبان کی الف بے کے حرفوں کے بائیس شمار کرتے هیں ' اور کئی کئی کتابونکو ایک کتاب گنتے هیں اور آنکو تین سلسلوں میں منسلک کرتے هیں آنکا شمار اور آنکے سلسلے اسطرح پر هیں *

The first class consists of five books which they call the Law, and to each of which they give a distinct name, viz :—

پہلے سلسلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پانچ کتابیں ایک کتاب میں تهیں جسکو وہ قانون کہتے تهے

1. Genesis.
2. Exodus.
3. Leviticus.
4. Numbers.
5. Deuteronomy.

۱ کتاب پیدایش
۲ کتاب خروج
۳ کتاب احبار
۴ کتاب اعداد
۵ کتاب استثنا

The second class comprises thirteen books, called the Prophets, viz :—

دوسرے سلسلہ میں تیرہ کتابیں تهیں اور آنکو پرافتس یعنی کتب پیغمبران کہتے تهے *

1. Joshua. } in one book.
2. Judges and Ruth. } in one book.
3. 2 books of Samuel, in one book.
4. 2 books of Kings, in one book.
5. Ezra. } in one book.
6. Nehemiah. } in one book.

۱ کتاب یوشع } ایک کتاب میں
۲ کتاب قضات معہ روت } ایک کتاب میں
۳ دونو کتابیں شموئیل کی ایک کتاب میں
۴ دونو کتابیں سلاطین کی ایک کتاب میں
۵ کتاب عزرا } ایک کتاب میں
۶ کتاب نحمیا } ایک کتاب میں

7. Esther.

۷ کتاب استیر

8. Job.

۸ کتاب ایوب

9. Isaiah.

۹ کتاب اشعیاه

10. 2 Books of Jeremiah, in one dook.

۱۰ دونو کتابیں یرمیاه کي (ایک کتاب میں

11. Ezekiel.

۱۱ کتاب حزقیل

12. Daniel.

۱۲ کتاب دانیال

13. 12 Books of the Minor Prophets, in one book, which are the following :—

۱۳ باره کتابیں چهوٹے پیغمبروں کي ایک کتاب میں

Hosea, Joel, Amos, Obadiah, Jonah, Micah, Nahum, Habakkuk, Zephaniah, Haggai, Zechariah, and Malachi.

یعني * هوشع * یوئیل * عاموص * * عوبدیاه * یوناه * میکاه * ناحوم * حبقوق * صفنیاه * حگي * زکریاه * ملاکي *

The Minor Prophets were so called from the brevity of their works, and not from any supposed inferiority to the other Prophets.—

چهوٹی پیغمبروں سے یهه مراد هے که اُن کي کتابیں چهوٹي تهیں اور یهه مطلب نهیں هے که وه اور پیغمبروں سے کمتر تهے ۱۲ منه

The third class embraces four books, called *the Chetubim* by the Jews, and *Hagiographa* by the Greeks, namely :—

تیسرے سلسله میں چار کتابیں تهیں جسکو یهودي کتبیم کهتے هیں ' اور یونانی میں هجیو گریفا *

1. Psalms. 2. Proverbs of Solomon. 3. Ecclesiastes. 4. Song of Solomon.	in one book.

۱ زبور ۲ امثال سلیمان ۳ کتاب واعظ ۴ غزل الغزلات	ایک کتاب میں

The books in the last class were also denominated *the Psalms* by the Jews, from the name of the book placed first in their order.—

ان کتابوں کو یهودي بعضی صرف زبور بهي کهتے تهے ' اسلیئے که سب سے اول جو کتاب تهي آسکا نام زبور تها *

The Jews of modern times make the books of the Old Testament twenty four in number and divide them into the four following classes.

زمانه حال کے یهودي عهد عتیق کي کتابوں کي تعداد چوبیس گنتے هیں اور چار سلسلوں میں منسلک کرتے هیں

The first class contains the Law or the five books of Moses, viz :—

اول قانون جسمیں پانچ کتابیں حضرت موسی علیه السلام کي هیں *

1. Genesis.

۱ پیدایش

2. Exodus.

۲ خروج

3. Leviticus.
4. Numbers.
5. Deuteronomy.

The second class consists of the books of Former Prophets, which are as follow:—

6. Joshua.
7. Judges.
8. 2 Books of Samuel.
9. 2 Books of Kings.

The third class is made of the books of Latter Prophets, viz:—

10. Isaiah.
11. Jeremiah.
12. Ezekiel.
13. 12 Books of the Minor Prophets.

The fourth class includes the Chetubim or Hagiographa, which contains these books:—

14. Psalms.
15. Proverbs of Solomon; & Song of Solomon.
16. Job.
17. Ruth.
18. Lamentations of Jeremiah.
19. Ecclesiastes.
20. Esther.
21. Daniel.
22. Ezra.
23. Nahum.
24. 2 Books of Chronicles.

The Christian divines seem to have divided the sacred books also in three classes.

٣ احبار
٤ اعداد
٥ استثنا

دوسرے اگلی پیغمبروں کی کتابیں جن میں یہہ کتابیں شامل ہیں

٦ یوشع
٧ قضات
٨ دونوں شموئیل
٩ دونوں سلاطین

تیسرے پچھلی پیغمبروں کی کتابیں جنمیں یہہ کتابیں داخل ہیں اور یہہ دونوں قسم نبیئیم کہلاتی ہیں

١٠ اشعیاہ
١١ یرمیاہ
١٢ حزقیل
١٣ بارہ چہوٹی پیغمبر

چوتھے کتبیم یا ہیجو گریفا جن میں یہہ کتابیں شمار ہوتی ہیں

١٤ زبور
١٥ امثال سلیمان غزل الغزلات
١٦ ایوب
١٧ روث
١٨ نوحہ یرمیاہ
١٩ واعظ
٢٠ استیر
٢١ دانیال
٢٢ عزرا
٢٣ نحمیا
٢٤ دونوں کتابیں تاریخ کی

معلوم ہوتا ہے کہ علماء مسیحی بہی عہد عتیق کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں

The first class contains the Law or the five books of Moses, viz :—	اول قانون جس میں پانچ کتابیں حضرت موسی علیه السلام کی داخل هیں
1. Genesis.	۱ کتاب پیدایش
2. Exodus.	۲ کتاب خروج
3. Leviticus.	۳ کتاب احبار
4. Numbers.	۴ کتاب اعداد
5. Deuteronomy.	۵ کتاب استثنا
The second class comprises the twelve books of the sacred writers, viz :—	دویم باره کتابیں مورخونکی
1. Joshua.	۱ کتاب یوشع
2. Judges.	۲ کتاب قضات
3. Ruth.	۳ کتاب روت
4. 1 Samuel.	۴ اول شموئیل
5. 2 Samuel.	۵ دویم شموئیل
6. 1 Kings.	۶ اول سلاطین
7. 2 Kings.	۷ دویم سلاطین
8. 1 Chronicles.	۸ اول تواریخ ایام
9. 2 Chronicles.	۹ دویم تواریخ ایام
10. Ezra.	۱۰ کتاب عزرا
11. Nehemiah.	۱۱ کتاب نحمیا
12. Esther.	۱۲ کتاب استیر
The third class comprehends the twenty two books of the Prophets, in prose, and poetry, namely :—	سویم بائیس کتابیں نظم ونثر انبیاء کی
1. Job.	۱ کتاب ایوب
2. Psalms.	۲ زبور داؤد
3. Proverbs of Solomon.	۳ امثال سلیمان
4. Ecclesiastes.	۴ واعظ سلیمان
5. Song of Solomon.	۵ سرود سلیمان
6. Isaiah.	۶ کتاب اشعیاه
7. Jeremiah.	۷ کتاب یرمیاه
8. Lamentations of Jeremiah.	۸ نوحه یرمیاه
9. Ezekiel.	۹ کتاب حزقیل
10. Daniel.	۱۰ کتاب دانیال
11. Hosea.	۱۱ کتاب هوشیع

12. Joel.	۱۲ کتاب یوئیل
13. Amos.	۱۳ کتاب عاموص
14. Obadiah.	۱۴ کتاب عوبدیاہ
15. Jonah.	۱۵ کتاب یوناہ
16. Micah.	۱۶ کتاب میکاہ
17. Nahum.	۱۷ کتاب ناحوم
18. Habbakuk.	۱۸ کتاب حبقوق
19. Zephaniah.	۱۹ کتاب صفنیاہ
20. Haggai.	۲۰ کتاب حگي
21. Zechariah.	۲۱ کتاب زکریاہ
22. Malachi.	۲۲ کتاب ملاکي

The books of the three classes, as detailed above, amount to thirty nine altogether.

یہہ سب ملکر آنتالیس کتابیں ہوتي ہیں •

In our religious books, the Old Testament is differently styled: it is sometimes called by the name of *Alkitab*, which means to include both the Old and New Testaments. This word is identical with the word *Bible*, for God has said, in the Soorutool Bakr, ayat 113., that "the Jews say, that the Christians are grounded on nothing, and the Christians say, the Jews are grounded on nothing, yet they both read the *Alkitab* i. e. the Bible."

ہم مسلمانوں کي مذہبي کتابونمیں عہد عتیق کا نام کئي طرح پر آیا ہے کبھي صرف لفظ الکتاب کا عہد عتیق اور عہد جدید دونوں پر بولا گیا ہے جو بالکل مطابق ہے لفظ بئیبل کے اللہ تعالی سورہ بقرمیں فرماتا ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ عیسائي نہیں کچھہ راہ پر اور عیسائیوں نے کہا کہ یہودي نہیں کچھہ راہ پر اور وہ سب پڑھتے ہیں کتاب •

سورۃ البقر آیت ۱۱۳
وقالت الیہود لیست النصاری علی شي وقالت النصاري لیست الیہود علی شي وہم یتلون الکتاب

The word *Alkitab* is, at other times, employed to express only the Old Testament, since God has, in several passages in the Holy Koran, called the Jews only as *Ahlkitab* or the possessors of Scripture.

اور کبھي الکتاب کا لفظ صرف عہد عتیق کي کتاب کے لیئے استعمال کیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے قران مجید میں اکثر جگہہ صرف یہودیوں کو اہل کتاب کہہ کر پکارا ہے •

Further, the word *Toureit* is frequently used for the Old Testament, because the books in the Old Testament placed

اور اکثر عہد عتیق کي کل کتابوں پر صرف لفظ توریت کا استعمال کیا گیا ہے کیونکہ اِن میں سب سے اول جو کتا بیں

the first in order, were so named; and hence all the other books together with them assumed the name of Toureit. The name so assumed by a number of books or articles, is termed by us a denomination which the whole receives from its part. God has said in the Soorutool Maidah, ayat 49., "we also caused Jesus, the son of Mary, to follow the footsteps of the prophets, confirming what was sent before him and it was the Toureit." In this verse the phrase "we caused Jesus, the son of Mary, to follow the footsteps of the prophets," shows that Christ came after other prophets had come and with the same office and mission as they. Again, the phrase "confirming what was sent before him," serves to prove that all the revelations made by God to mankind before the advent of Christ, were thus confirmed and attested by Christ. Further, by the word *what* are to be understood all the revelations of a time before Christ, as just now illustrated, and those are expressed under the name of Toureit in the verse itself. It is therefore proved, that all the books of the prophets that preceded Christ are comprehended under the name of *Toureit*.

تهیں وہ توریت کہلا تی تهیں اور اسطرح پر نام لینے کو هماری هاں کي اصطلاح میں تسمیۃالکل باسم الجز کہتے هیں الله تعالی سورۃ المائدہ میں فرماتا هے کہ اور نبیونکے پیچهے همنے بهیجا عیسی مریم کے بیٹے کو سچ کرتا هوا اس چیز کو جو تهي آگے سے توریت

سورۃ المائدہ آیت ۴۹
وقفینا علی آثارهم بعیسی ابن مریم مصدقالما بین یدیه من التوریة

اس آیت میں بیان هوا کہ اور نبیونکے پیچهے همنے عیسی کو بهیجا پهر فرمایا کہ جو کچهہ اس سے آگی تها اسکو سچا کرتا هوا بهیجا پس جو کچهہ کے لفظ میں اگلے نبیونکي سب کتابیں داخل هیں پهر الله صاحب نے اس جو کچهہ کے لفظ کا بیان فرمایا توریت اس سے ثابت هوا کہ لفظ توریت کا کل نبیوں کي کتابوں پر جو حضرت مسیح علیه السلام سے پہلے تهے فرمایا گیا ہے *

Besides, the several parts of the Bible are, in our religious books, frequently mentioned under such names as *Suhoof*, *Zuboor*, and *Sifr*. God says, in the Soorutool Nujm, ayat 36, "what hath he not been informed of that which is contained in the Suhoof (books) of Moses." Thus it may be seen that the books of Moses have been styled *Suhoof* in our Scriptures. In the Soorutool

علاوہ اسکی هماري مذهبي کتابوں میں بئیبل کے هر ایک ٹکڑے پر صحف اور زبور اور سفر کے لفظ کا بهي اطلاق آیا هے الله تعالی سورۃالنجم میں فرماتا هے کیا خبر نهیں پهونچي جو هے موسی کے صحیفوں میں پس حضرت موسی کي کتاب کے ٹکڑوں پر

سورۃالنجم آیت ۳۶
ام لم ینبأ بما في صحف موسی

Shura, ayat 196, God says that "this book (viz the Holy Koran) is borne witness to in the *Zuboor* (Scriptures) of former ages." Thus the word *Zaboor* has been, in our Scriptures, used for *sacred writings*.—

صحف کا لفظ اِس آیت میں فرمایا گیا *
اور اللہ تعالی نے سورۂ شعراء میں فرمایا
ہے کہ یہہ لکھا ہے
سورۃ الشعراء آیت ١٩٦ وانه لفي زبر الاولین
پہلوں کي کتابوں میں یعني اگلے نبیون کي کتابوں میں پس
اِس آیت میں اگلے نبیون کي کتابوں پر زبر کا لفظ فرمایا گیا *

In the Soorutool Juma, ayat 5., God says, in reproach of the Jews, that "the likeness of those who were charged with the observance of the Law, and they observed it not, is as the likeness of an ass laden with *Usfar* (books)." In the Kamoos, it is stated that *Sifr*, the singular of *Usfar*, means a part of the Toureit.

اور اللہ صاحب نے سورۂ جمعہ میں یہودیوں پر الزام دیکر فرمایا مثال اُن لوگوں کي
سورۃ الجمعه آیت ٥ مثل الذین حملوا التوریة ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا
جن پر توریت رکہي گئي تھي پھر اُنھوں نے اُسکي حکموں کو نہ اُٹھایا گدھي کي سي مثال هي جسپر اسفار یعني کتابیں
لدي هوں " اور قاموس میں ہے کہ سفر کہتے هیں توریت کے ٹکڑے کو *

In short, it is now clearly shown that the books of the Toureit or Old Testament have been mentioned under various denominations in our religious books; but no division of them into classes is any where spoken of: however, the Toureit is invariably taken for the Law of Moses in particular.

غرضکه عهد عتیق کي کتابوں کے هماري مذهبي کتابوں میں متعدد نام هیں مگر کوئي سلسله تقسیم کا قایم نهیں هے البته حضرت موسی علیه السلام کي پانچوں کتابوں کو بالتخصیص توریت کے نام سے پکارتے هیں *

"The Pentateuch," says Mr. Horne, "by which title the five books of Moses are distinguished, is a word of Greek original, which literally signifies the five instruments or books; by the Jews it is termed Chometz, a word synonymous with Pentateuch; and also, more generally, the *Law* or the Law of Moses, because it contains the ecclesiastical and political ordinances issued by God to the

توریت یعنے حضرت موسی کي پانچوں کتابوں کو یوناني میں † پین ٹي ٹیک کہتے هیں جسکے معنی هیں پانچ اوزار یا پانچ کتابیں یهودي اِسکو کومتش کہتے هیں جو بالکل مشابه پین ٹي ٹیک کے ہے مگر اکثر اُسکو قانون یا قانون موسی کہتے هیں اسلیئے که اُس میں مذهبي اور ملکي احکام هیں جو خدا تعالی نے بني

† عبارت صاحب کا اثر جلد ٢ صفحه ١

Israelities. The Pentateuch forms, to this day, but one roll or volume in the Jewish manuscripts, being divided into larger and smaller sections. This collective designation of the books of Genesis, Exodus, Leviticus, Numbers, and Deuteronomy, is of very considerable antiquity, though we have no certain information when it was first introduced. As, however, the names of these books are evidently derived from the Greek, and as the five books of Moses are expressly mentioned by Josephus, who wrote only a few years after the ascension of our Saviour, we have every reason to believe that the appellation of Pentateuch was prefixed to the Septuagint version by the Alexandrian translators."

It is beyond doubt that Moses had himself written the Pentateuch and commanded it, a short time before his death, to be deposited in the ark of the covenant in the Tabernacle. Deut. XXXI-24-26. "And it came to pass, when Moses had made an end of writing the words of the Law in a book, until they were finished—That Moses commanded the Levities, which bare the ark of the covenant of the Lord, saying—Take this book of the Law, and put it in the side of the ark of the covenant of the Lord your God, that it may be there for a witness against thee." The Pentateuch remained in the Tabernacle from the time it was caused to be kept there by Moses; and afterwards when the Israelities were settled in Canaan, and the Temple had been built by Solomon, the Pentateuch was

اسرائیل پر پہنچی یہودی قلمی نسخوں میں آج تک پین ٹی ٹیک ایک جلدمیں اور بڑے چھوٹی حصوں میں تقسیم ہے اور کتاب پیدایش اور خروج اور احبار اور اعداد اور استثنا کا یہہ مرکب نام بہت قدیم ہے اگرچہ ہمکو اسبات کی اطلاع نہیں ہے کہ اِس نام نے اول کب رواج پایا مگر علانیہ ظاہر ہی کہ ان کتابوں کے نام یونانی سے لئے گئے ہیں اور جوزیفس نے جو چند برس بعد عروج حضرت مسیح علیہ السلام کے تہا اپنی تصنیف میں حضرت موسی کی ان پانچوں کتابوں کا بیان کیا ہے اسلیئے اسبات کے یقین کرنے پر ہرطرح سے ہمکو دلیل ہے کہ سکندریہ کے مترجموں نے پین ٹی ٹیک کا نام سپٹو اجنٹ ترجمہ پر رکہا تہا ❊

اس میں کچہہ شک معلوم نہیں ہوتا کہ توریت کو حضرت موسی علیہ السلام نے خود اپنے ہاتہہ سے لکہا تہا اور اپنے مرنیکے قریب قبۃ الضمان میں تابوت سکینہ کے ساتہہ رکہا تہا کتاب استثنا کے باب ۳۱ ورس ۲۴ لغایت ۲۶ میں ہے کہ " اور ایسا ہوا کہ جب موسی اس شریعت کی باتوں کو کتاب میں لکہہ چکا اور وہ تمام ہوئیں تو موسی نے لاویونکو جو خداوند کے عہدنامہ کے صندوق کو اٹہاتی تہی فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لیکے خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کے پہلو میں رکہو تا کہ وہ تمہاری برخلاف معاہد رہے " پس توریت اسی وقت سے قبۃ الضمان میں تہی اسکی بعد جب بنی اسرائیل بیابان سے نکل کر کنعان میں آباد ہوئی اور جب حضرت سلیمان علیہ السلام

brought thither, with the ark of the covenant and all other sacred things. Solomon commanded that all other books of the prophets should also be preserved in the Temple. It is, therefore, to be concluded that all the respective books of Jonah, Amos, Hosea, Joel, Micah, Nahum, Zephaniah, Jeremiah, Habakuk, and Obadiah, all of whom flourished before the Babylonish captivity, were regularly deposited in the Temple.

نے بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ تعمیر کی جسکو اورشلیم یا یروشلیم یا جروشلیم کہتے هیں تو وہ کتاب معہ اور تمام تبرکات اور تابوت سکینہ کے وهاں رکھی گئی اور حضرت سلیمان نے فرمایا کہ آسکے بعد جسقدر اور کتابیں نبیوں کی لکھی گئی هیں وہ بھی آسی مقدس جگہہ میں رکھی جاویں اس سے یہہ نتیجہ نکلتا هے کہ تمام کتابیں یوناہ اور عاموص اور هوشیع اور یوئیل اور میکاہ اور ناحوم اور صفنیاہ اور یرمیاہ اور حبقوق اور عوبدیاہ پیغمبروں کی جو بیبلن کی قید سے پیشتر لکھی گئی تھیں وہ سب بیت المقدس میں رکھی گئی تھیں *

In the year 588 B. C. Nebuchadnezzar set fire to the city of Jerusalem. It is not quite certain, whether in the conflagration these books were, with the Temple in which they were kept, consumed, or not. But Ch[illegible]stian divines have adduced strong reasons, for believing that either the originals or their copies were saved.

سنہ ۵۸۸ قبل مسیح میں بخت نصر نے بیت المقدس کو جلا دیا اب یہہ بات تحقیق نہیں هے کہ آس افت میں وہ قلمی نسخے بھی جلگئے یا نہیں مگر علماء عیسائی بہت سے معتمد دلیلوں سے ثابت کرتے هیں کہ وہ نسخے بالکل معدوم نہیں هوئی تھی بلکہ خواہ وہ اصلی نسخے یا آنکی نقلیں بچ گئی تھیں *

‡ تفسیر ڈائیلی جلد ۳ صفحہ ۳۰

The arguments brought forward are that the burning of the Temple is not lamented by any of the contemporary or succeeding prophets, and that as the other treasures of the Temple were preserved and set apart as sacred by Nebuchadnezzar, it is probable that these original manuscripts also were saved; more especially, as it does not appear that Nebuchadnezzar had any particular hostility to the religion of the Jews. If however the original books were destroyed with the Temple, it is

D'Oyly and Mant, Introduction; Vol. I. P. 29. 1856, London.

‡ وہ کہتے هیں کہ اول تو آس زمانہ کے لوگ یا وہ پیغمبر جو آسکے بعد هوے کتب مقدسہ کے جل جانے یا معدوم هوجانے کی کچھہ شکایت نہیں کرتے دوسرے یہہ کہ بخت نصر نے بیت المقدس کے خزانوں کو ادب کے لیئے مقدس سمجھہ کر بیت المقدس میں محفوظ رکھا تھا اسلیئے غالب ہے کہ یہہ اصلی نسخے بھی آس میں بچ گئی هوں بالتخصیص اس وجہہ ے کہ بخت نصر یہودی مذهب سے خاص دشمنی نرکہتا تھا باوجود ان سب باتوں کے اگر یہہ قبول کریں کہ وہ اصلی کتابیں

certain that there were at that time numerous copies; and we cannot doubt but some of these copies were carried by the Jews to Babylon, and others left in Judea. The Holy Scriptures were too much reverenced, and too widely dispersed, to make it possible that all the copies should be lost and destroyed. Besides we find Daniel, when in captivity, (chap. IX. 11, 13,) referring to the book of the Law as then existing; and soon after the captivity (Neh. VIII.) Ezra not only read and explained the Law to the people, but he restored the public worship and sacrifices according to the Mosaic ritual. There must have been therefore, at that time, at least a correct copy of the Law; for it is impossible to believe that he would have restored a service in which the most minute rites and ceremonies prescribed by Moses were considered absolutely necessary and the slightest deviation therefrom was considered as sacrilege or abomination, unless he had been in actual possession either of the original manuscript of the Law, or of a copy so well authenticated as to leave no doubt of its accuracy.

بیت‌المقدس کے ساتھہ برباد هوگئي تهیں تو بهي یهه بات یقیني هے که آس وقت میں آن کي بهت سي نقلیں تهیں اور إسبات میں کچهه شک نهیں هوسکتا هے که آن میں سے چند کتابوں کو یهودي بیبلن کو لیگئے هوں اور باقي یهودیه میں رہ گئي هوں کتب مقدسه کا بهت ادب کیا گیا تها آنکو بهت متفرق کردیا تها إسبات کا یقین دلانیکو که تمام نسخے کهوے گئے اور بلاشبهه‌کتاب‌دانیال باب ۹ — ۱۱ و۱۳ سے پایا جاتا هے که زمانه قید میں توریت کا نسخه موجود تها اور کتاب نحمیا کے باب آٹهویں سے پایا جاتا هے که قید کےتهوڑےدنوں بعد حضرت عزرا نے لوگونکو توریت صرف سنائي اور سمجهائي هي نهیں بلکه حضرت‌موسی کے قانون اور رسومات کے بموجب تمام الهیه پرستش اور تمام قربانیوں کو جاري کیا تها پس آسوقت میں توریت کا کم سے کم ایک صحیح نسخه ضرورهوگا کیونکه إسبات کا یقین نهیں هوسکتا که آنهوں نے ایسے معبد کی ازسرنو قایم کرنیکا قصد کیا هو جسمیں صرف نهایت کامل توجهه هي رسومات مقرره حضرت موسی پر واسطے مقبول الهي پرستش ادا هونے کے لیئے درکار نه تهي بلکه اگر آن سے ذرا بهي برخلاف هوتا تها تونهایت بے ادبي کلام الهي کي سمجهي جاتي تهي پس یهه سب باتیں کیونکر هوتیں اگر حضرت عزرا کے پاس خواہ اصلي نسخه توریت کا خواہ ایک ایسي نقل جسکي صحت پر لوگوں کے دلونمیں کچهه شک نه تها حقیقت میں نهوتا *

There is an uncontradicted tradition in the Jewish Church, that about fifty years after the Temple was rebuilt, Ezra,

یهودیونکے مذهب میں ایک ایسي حدیث هے جسپر کوئي اعتراض نهیں کرتا وہ یهه هے که بیت‌المقدس کے دوبارہ بنے

in conjunction with the great synagogue, made a collection of the sacred writings, which had been increased, since the Jews were carried into captivity, by the Lamentations of Jeremiah, and the Prophecies of Ezekiel, Daniel, Haggai, and Zechariah; and as Ezra was himself inspired, we may rest assured, that whatever received his sanction was authentic. To this genuine collection, which, according to former custom, was placed in the Temple, were afterwards annexed the sacred compositions of Ezra himself, as well as those of Nehemiah and Malachi, written after the death of Ezra. This addition, which was probably made by Simon the Just, the last of the great synagogue, completed the Canon of the Old Testament. After Malachi no prophet arose till the time of John the Baptist, who, as it were, connected the two covenants, and of whom Malachi foretold (ch. IV. 5), that he should precede "the great day of the Lord," that is, the coming of the Messiah. It cannot now be assertained, whether Ezra's copy of the Scriptures was destroyed by Antiochus Epiphanes, when he pillaged the Temple; nor is it material, since we know that Judas Maccabeus repaired the Temple, and replaced every thing requisite for the performance of Divine worship, which included a correct, if not Ezra's own, copy of the Scriptures. This copy, whether Ezra's or not, remained in the Temple till Jerusalem was taken by Titus, and it was then carried in triumph to Rome, and laid up with the purple veil in the royal palace of Vespasian.

کے تقریباً پچاس برس بعد حضرت عزرا نے معه بڑے معبد کی کتابهاے اقدس کا ایک مجموعه بنایا که جس میں یهودیوں کے قید میں جانے کے وقت سے بهه کتابیں بڑه گئی تهیں نوحه یرمیاه کتاب حزقیل کتاب دانیال کتاب حگی کتاب زکریا جو که حضرت عزرا کو خود الهام هوا تها اسلیئے یقین کرنا چاهیئے که جو کچهه آنکی هدایت سے کیا گیا تها وه سب صادق تها اس اصلی مجموعه میں جو بموجب قدیم رسم کے بیت المقدس میں رکها گیا تها بعد کو وه پاک کتابیں جنکو خود حضرت عزرا نے لکها تها شامل کی گئی تهیں اور کتابیں نحمیا اور ملاکی کی بهی جو بعد وفات حضرت عزرا کی لکهی گئیں تهیں شامل کی گئی تهیں ان کتابوں کا ملانا غالباً سائیمن عادل نے جو بڑے معبد میں سے اخیر تها عهد عتیق کی کتابوں کو پورا کرنے کے لیئے کیا تها کیونکه ملاکی کے بعد کوئی پیغمبر حضرت یحیی تک پیدا نهوا تها اور جسنے گویا دو عهدناموں کو شامل کیا اور جسکے حق میں ملاکی نے باب ۴ — ۵ میں پیشینگوئی کی که وه عیسی کے آنے سے پیشتر آویگا اب یهه بات تحقیق نهیں کی جاسکتی که آیا حضرت عزرا کے نسخه کتابهاے اقدس کو اینٹیوکس ابیفینس نے بروقت تاراج کرنے بیت المقدس کے برباد کیا یا نهیں اور نه اسکا تحقیق کرنا کچهه ضرور هے کیونکه یهه بات معلوم هے که جو ڈس میکبیس نے بیت المقدس کی مرمت کی اور خدا کی عبادت بجالانے کو هر ایک چیز اسنے مهیا کی جس میں ایک صحیح نسخه بهی

تھا گو وہ حضرت عزرا کا اصلي نسخہ نہو
یہہ نسخہ خواہ حضرت عزرا کا تھا یا نہ تھا
بیت المقدس میں اسوقت تک رہا جبکہ
ٹائیٹس نے اورشلیم کو فتح کیا اور اسکے
بعد روم کبیر میں لیجایا گیا اور سپیشین
کے شاهي محل میں رکھا گیا *

All the above arguments adduced by the Christian divines in support of the probability of the sacred Scriptures having escaped destruction, are no way opposed to the dictates of our religion, and are quite worthy of acceptation. Although it is not found stated in our religious books, that after the Temple was burnt by Nebuchadnezzar, there still remained in existence the original Pentateuch of Moses or any counterpart of the original, yet so much is stated that the Prophet Ezra had written a new edition of the Pentateuch for the Jews; and we believe it to be certain that the existing Pentateuch is the copy of the edition executed by Ezra.

یہہ تمام وجوهات اور تحقیقات جو علماء
مسیحي نے بیان کي هم مسلمانوں کے
مذهب سے کسي طرح مخالفت نہیں
رکھتي اور سب کي سب قابل تسلیم کے هے
اگرچه همارے هاں کي کتابوں سے یہہ بات
ثابت نہیں هوتي کہ بخت نصر کی
بیت المقدس کے برباد کرنے کے بعد کوئي
نسخہ توریت کا بموجب اُس نسخہ کے
جو حضرت موسی علیہ السلام نے خود لکھا
تھا باقي رها تھا مگر یہہ بات ثابت هے کہ
حضرت عزرا علیہ السلام نے توریت کو از
سرنو لکھا اور کچھہ شبہہ نہیں کہ یہہ نسخے
توریت کے جو اب پائے جاتے هیں اسیکي
نقل هیں جو حضرت عزرا علیہ السلام نے
لکھي تھي *

In his Commentary Imam Fukhroodeen writes on the authority of Ibn Abbas, that the Jews had lost the Pentateuch, and conducted themselves in a way that was at variance with the Divine ordinances contained therein, whereupon God in his anger, caused them to forget every thing of the Pentateuch; but when Ezra humbly solicited for its restoration, God was then pleased to put it again into the heart of Ezra: so that Ezra was enabled to direct the Israelities to the adoption of the right path, and to restore to them the Penta-

امام فخرالدین رازي صاحب اپني
تفسیر میں ابن عباس سے روایت لکھتے
هیں کہ یہودیوں نے
کھودیا تھا توریت کو
اور جو اصلي حکم
تھا اُسکے برخلاف کام
کرتے تھے پھر الله
نے توریت اُنسے بھلا
دي اور اُنکے دلونسے
بھي لے لي پھر
عزیر نے الله کے
سامنے عاجزي کي

تفسیر کبیر سورہ توبه
آیت ۳۰

عن ابن عباس ان
الیهود اضاعوا التوراة
وعملوا بغیر الحق
فانسا هم الله التوراة
ونسخها الله من صدور
هم فتضرع عزیر الی الله
وابتهل له فعاد حفظ

التورية الي قلبه فانذر قومه به فلما جربوه وجدوه صادقا فقالوا مابشر هذا العزير الا انه ابن الله وقال الكلبي قتل بخت نصر علماءهم فلم يبق فيهم احد يعرف التوراة وقال السدي العمالقة قتلوهم فلم يبق منهم يعرف التورية

اور اُسکے سامنے دہی انکسار کیا پہر اللہ نے اُنکے دلکو توریت یاد دلادی پہر اُس سے اُنہوں نے بنی اسرائیل کو ہدایت کی جب اُنہوں نے تجربہ کیا تو اُنہوں نے صحیح پایا پہر کہنے لگے کہ عزیر تو آدمی نہیں ہے مگر وہ تو خدا کا بیٹا ہے

اور کلبی نے یہہ بات کہی کہ بخت نصر نے یہودیوں کے عالموں کو قتل کرڈالا تہا اور اُنمیں کوئی نہیں رہا تہا جو توریت کو جانتا ہو پہر حضرت عزیر کو اللہ تعالی نے یاد دلائی اور سدی نے یہہ بات کہی ہے کہ عمالقہ نے یہودیوں کو قتل کرڈالا تہا اور اُن میں کوئی نہیں رہا تہا جو توریت کو جانتا ہو پہر حضرت عزیر کو اللہتعالی نے یاد دلائی *

teuch which, after being carefully examined, was acknowledged by the Israelities to be correct; and seeing this, they said (to extol him to the highest degree), that Ezra was, as it were, not the son of man, but the son of God. Again Kulbee has stated, that Nebuchadnezzar or the Amaleas, as stated by Suddee, had killed the Jewish Rabbins, and there remained no educated Jew who knew the Pentateuch, God was then pleased to imprint the contents of the Pentateuch on the heart of Ezra.

غرضکہ اِن روایتوں سے یہہ بات ثابت ہے کہ یہہ توریتیں جو اب موجود ہیں حضرت عزرا کی لکہی ہوئی ہیں اور ہم مسلمانوں کے مذہب کے بموجب جیسا اعتبار اور عظمت اُس توریت کی تہی جسکو خود حضرت موسی نے لکہا تہا ویساہی اعتبار اور عظمت اِس توریت کی ہے جسکو حضرت عزرا نے خدا کے الہام سے لکہا ہے کیونکہ حضرت موسی اور حضرت عزرا دونوں نبی تہے اور ہم مسلمان کسی نبی میں کچہہ فرق نہیں کرتے *

Upon the whole, it may be inferred that the Pentateuch of our time is the copy of the edition which Ezra himself wrote. Under the dictates of our religion we Mohomedans consider the existing Pentateuch, executed under Divine instruction by Ezra, to be identical with that of Moses, of equal authenticity, and entitled to equal reverence; for both of them were Prophets from God, and there is no distinction of any kind allowed by us Mohomedans between the Prophets, for they are all from the same source.

A very remarkable proof of the authenticity of the present Pentateuch is, that it is the same Pentateuch which existed in the time of our Prophet, for although the Jews are blamed for corrupting the Scriptures, yet they have never been accused of possessing a Pentateuch different from the original: because after the loss of the Pentateuch of Moses, Ezra had, under Divine inspiration, supplied the Jews with another in its stead, which was no way inferior in dignity and holiness to that of Moses.

علاوہ اسکی ہم مسلمانون کے مذہب
بموجب اس توریت کے اصلي ہونیکي
ایک بڑي دلیل یہہ ہے کہ یہي توریتین
ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے وقت میں مروج تہیں اور باوجودیکہ
یہودیون کو تحریف کا بڑا الزام دیا گیا
تہا مگر اسبات کا الزام کہ یہہ توریت اصلي
نہیں ہے کبہي نہیں دیا گیا اسکا سبب
یہي تہا کہ جو توریت حضرت موسی نے
خود لکہي تہي اور آسکی معدوم ہوجانے
کے بعد جو توریت حضرت عزرا نے الہام سے
لکہي تہي آن دونوں کا اعتبار اور عظمت
برابر تہي کچہہ فرق نہ تہا *

I may now turn my attention to refute those who have ventured to question the genuineness of the Pentateuch, though their objections are not founded on reasonable grounds.—

اب مناسب ہے کہ ہم اسمقام پر آن
لوگوں کي طرف متوجہ ہوں جو لوگ
توریت مقدس کي صحت پر شبہہ کرتي
ہیں گو آنکے اعتراضات کیسی ہي ناقابل
التفات ہوں *

The genuineness of the Pentateuch is questioned in two ways: 1st—Some allege that it is proved from several verses of the Pentateuch, some of which are noted in the margin, that it was not written by Moses himself, but by some other person who attempted to treat of the circumstances supposed to have occurred to Moses; because it is seen that Moses has very seldom been spoken of in the *first person*, but ferquently in *the third* throughout

Exo. 3-1.
Do. 3-3.
Do. 3-11.
Do. 3-14.
Do. 3-15.
Do. 4-1.
Do. 4-4.
Do. 4-10.
Do. 4-14.
Do. 4-19.
Do. 4-20.
Do. 4-21.
Do. 4-28.
Do. 4-29.
Do. 5-22.

وہ لوگ دوطرح سے ان کتابوں پر شبہہ
کرتے ہیں اول یہہ کہ ان کتابوں کے بہت
سے ورسون سے جنمیں سے کسیقدر کا حوالہ
حاشیہ پر ہے پایا جاتا ہے
کہ یہہ کتابیں حضرت
موسی علیہ السلام
کي لکہي ہوئي
نہیں ہیں بلکہ کسي
اور شخص نے حضرت
موسی کا حال لکہا
ہے کیونکہ ان کتابوں
میں حضرت موسی
کیطرف کوئي متکلم
کي ضمیر نہیں ہے
بلکہ اکثر غایب کي .

خروج باب ٣—١
" " ٣
" ١١
" ١۴
" ١٥
۴—١
" ۴
" ١٠
" ١۴
" ١٩
" ٢٠

Do. 6-1.
Do. 6-2.
Do. 6-9.
Do. 6-10.
Do. 6-12.
Do. 6-26.
Do. 6-28.
Do. 6-29.
Do. 7-1.
Do. 7-6.
Do. 7-7.
Do. 7-10.

the Pentateuch, which should not have been the case, had Moses been himself the author.

2ndly—Against the genuineness of the Pentateuch is brought the argument that it speaks of various incidents and events as though they had happened in the time of Moses, though they did not in fact happen till long after his death.

۲۱ ، ضمیر ہے اور اکثر جگہ
۲۸ ، لکھاگیا ہے کہ موسیٰ
۲۹ ، نے یون کہا خدانے
۵—۲۲ موسیٰ سے یہہ کہا
۶—۱ جس سے معلوم ہوتا
۲ ، ہے کہ حضرت موسیٰ
۹ ، اسکی لکھنے والے نہیں
۱۰ ، ہیں کوئی تیسرا
۱۲ ، شخص لکھتا ہے کیونکہ
۲۶ ، اگروہ ہوتی تو متکلم
۲۸ ، کی صیغہ سے لکھتی *
۲۹ ، دوسری یہہ کہ
۷—۱ بعض ایسے نام اور
۶ ، حالات ان کتابون میں
۷ ، آئے ہیں جو بہت دنو
۱۰ ، بعد حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے واقع
ہوئی ہیں *

For instance, it is stated, in the book of Genesis XIII. 18.; "Then Abraham removed his tent and came and dwelt in the plain of Mamres which is in Hebron, and built there an altar into the Lord." In like manner the word *Hebron* occurs in ch. XXXV. 27. and ch. XXXVII. 14. of the same book. Hebron was the name of a village which the Israelities so named, after they had conquered Palestine; but before that time its name was (Josh. XIV. 15.) Kirjath-arba; from which circumstance it follows that this book was written after the conquest of Palestine by the Israelities, an event that took place subsequently to the time of Moses.

پیدایش باب ۱۳—۱۸ میں ہے "اور ابرام نے اپنا ڈیرہ اُٹھایا اور ممری کے بلوطون میں جو حبرون میں ہے جارہا اور اسیطرح اسی کتاب کے باب ۳۵—۲۷ اور باب ۳۷—۱۴ میں حبرون کا نام آیا ہے اور حبرون ایک گانوں تھا بنی اسرائیل نے جب فلسطین کو فتح کیا تب اُس گانوں کا نام حبرون رکھا اگلے زمانہ میں اُسکا نام † قریہ اربع تھا اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کتاب بعد فتح ہونے فلسطین کے لکھی گئی ہے جو واقع ہوئی بعد زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے *

† دیکھو کتاب یوشع باب ۱۴ — ۱۵

Again it is stated in the book of Genesis XXXV. 21., that "Israel jour-

اور کتاب پیدایش باب ۳۵ — ۲۱ میں ہے " پھر اسرائیل نے کوچ کیا اور اپنا خیمہ

neyed and spread his tent beyond the tower of Edar." Edar was the name of a tower on one of the rampart-gates of Jerusalem. Whence it is inferred that this book was written after the foundation of Jerusalem, which took place not in the time of Moses but long after.

برج عیدر کے اُسطرف استادہ کیا" اور عیدر اُس منارہ کا نام هی جو اورشلیم کے دروازہ پر تھا اِس سے ظاهر هی که یهه کتاب بعد تعمیر اورشلیم کے لکهي گئي ہے اور تعمیر اورشلیم کي بعد زمانه حضرت موسی کے هوئي ہے *

Again it is stated in the book of Genesis XXXVI. 31., that "these are the kings that reigned in the Land o Edom, before there reigned any kings from the children of Israel." This verse shows that this book was written at a time when there had already been some kings of the children of Israel, which circumstance did not happen till long after Moses.

اور کتاب پیدایش باب ۳۶ — ۳۱ میں ہے " بادشاہ جو ملک ادوم پر مسلط هوئے بیشتر اُس سے که بني اسرائیل کا کوئي بادشاہ هو یهي هیں " اِس سے معلوم هوتا هی که یهه کتاب بني اسرائیل میں چند بادشاہ هوچکنے کے بعد لکهي گئي ہے جو حضرت موسی کے زمانه کے بعد هوے هیں *

In the book of Exodus XVI. 35, 36., it is related that "the children of Israel did eat manna forty years, until they came to a land inhabited; they did eat manna, until they came unto the borders of Canaan. Now an omeris the tenth part of an ephah." It is demonstrable from this verse, that this book was written at a time after the Israelities had been settled into Canaan, and the eating of manna discontinued, and the weight called Ephah introduced. All these things did not occur (Josh. V.) during the lifetime of Moses.

اور کتاب خروج باب ۱۶ — ۳۵ و ۳۶ میں ہے " اور بني اسرائیل چالیس برس تک جب تک که وہ بستي میں آے من کہاتے رهی جب تک که وہ زمین کنعان کي نواحي میں آئی من کہاتے رهی اور ایک اومر ایفا کا دسواں حصه هی " اِس سے معلوم هوتا ہے که یهه کتاب اُسوقت لکهي گئي جب بني اسرائیل کنعان میں پهونچهه چکے تهے اور من کہانا موقوف هوچکا تها اور وزن ایفا کا رایج هو گیا تها اور یهه باتیں ‡ حضرت موسی علیه السلام کي زندگي میں نهیں هوئیں *

‡ دیکهو کتاب یوشع باب ۵

In the book of Numbers XXI. 3., it is mentioned that "the Lord hearkened to the voice of Israel, and delivered up the Cananities, and they utterly destroyed them and their cities; and he called the name of the place Hormah." This verse speaks of the destruction of the Cananities and of the place i. e.

اور کتاب اعداد باب ۲۱ — ۳ میں ہے " یهواہ نے بني اسرائیل کي اواز سني اور کنعانیوں کو گرفتار کردیا اور اُنهوں نے اُنهیں اور اُنکي بستیوں کو حرم کردیا اور اُسنے اِس مکان کا نام حرم رکہا " اِس سے معلوم هوتا ہے که یهه کتاب اُسوقت تصنیف هوئي

Canaan being afterwards called Hormah, which events did not come to pass (Judges I. 17.) till long after the time of Moses. The inference is that this book could not have been written by Moses.

سے جب کنعاني قتل هوچکی تهے اور آن بستیوں کا نام حرمہ هولیا تها اور یہہ واقعات حضرت موسی علیہ السلام کے بہت § پیچھے هوئی هیں اِس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ اِس کتاب کو حضرت موسی نے نہیں لکھا بلکہ کسي اور شخص نے آنکے بہت دنوں بعد لکہا هے *

§ دیکھو کتاب قضات باب ۱—۱۷

In the book of Numb. XXXII. 41., it is stated that "Jair the son of Manessah went and took the small towns thereof, and called them Havoth-Jair." Likewise in Deuteronomy III. 14., it is mentioned that "Jair the son of Manessa took all the country of Argob unto the coasts of Jeshure and Maachathe, and called them after his own name, Bashan-havoth-Jair, unto this day."

کتاب اعداد باب ۳۲—۴۱ میں هے " کہ منسا کا بیٹا یایر نکلا اور اِسنے اِس نواحي کے گائوں کو لے لیا اور آنکا نام یایر کے گائوں رکہا " اور کتاب استثنا کے باب ۳ — ۱۴ میں هے کہ ' منسا کے بیٹے یایر نے ارجوب کي ساري مملکت جسوریوں اور معکاتیوں کي نواحي تک لے لي اور آسنے جالوث یایر باسان آسکا نام رکہا (جو آسکا نام تها وهي نام اج تک هے) *

These verses evidently refer to a time when Jair had possessed himself of the countries therein spoken of, which was long posterior to the time of Moses.

ان ورسوں سے معلوم هوتا هے کہ یہہ کتابیں آس زمانہ کے بعد لکهي گئي هیں کہ جب یایر نے آن ملکوں کو لے لیا تها اور یہہ واقعہ بہت مدت بعد حضرت موسی کے هوا هے *

Chapter XXXIV of the book of Deuteronomy treats of the particulars of the death and burial of Moses; from which it may justly be concluded that he certainly could not have been the author of this book.

کتاب استثنا باب ۳۴ میں حال وفات حضرت موسی علیہ السلام کا اور ذکر آنکي قبر کا مذکور هے جس سے معلوم هوتا هے کہ یہہ کتاب حضرت موسی علیہ السلام کي لکهي هوئي نہیں هے بلکہ کسي اور شخص کي لکهي هوئي هے *

To answer and refute all the above objections against the genuineness of the Pentateuch, has been felt difficult only by those persons, who have held the existing Pentateuch to be the original work of Moses; while we Mohomedans holding it to be written by

اِن اعتراضات کے رفع کرنے میں البتہ آن لوگوں کو مشکلیں پیش آئي هیں جو اِسبات کے قایل هوے هیں کہ توریت مقدس جو اب همارے هاتهہ میں موجود هے آسي نسخہ کي نقل هے جس کو حضرت موسی علیہ السلام نے خود لکہا تها

Ezra, have no difficulty in repelling and resisting all such objections: because, when Ezra is held by us to be the author of the present Pentateuch, it is then quite as we should expect it to find Moses throughout spoken of in the third person, and to find all those events which occurred up to the time of Ezra, related in the manner they are. If, therefore, the question be considered rationally and dispassionately, it will be obvious that all the foregoing arguments which have been advanced as militating against the genuineness of the Pentateuch as at present known by that name, so far from leading to that conclusion, should, on the contrary, be regarded as so many evidences in its favour.

مگر جبکه هم مسلمان اِسبات کے قایل هیں که یهه توریت مقدس حضرت عزرا علیه‌السلام کي لکهي هوئي هے تو کسیطرح کي مشکل باقي نهیں هے کیونکه اِس توریت مقدس کو حضرت عزرا علیه‌السلام نے لکها تو ضرور تها که حضرت موسیٰ کو تمام کتاب میں غایب کي ضمیر سے لکها جاتا اور جو حالات که حضرت عزرا کے وقت تک گذر چکے تهے وه اسیطرح لکهے جاتے جس طرح که توریت مقدس میں لکهے گئے هیں" پس اگر انصاف سے دیکها جاوے تو یهه سب باتیں قوي دلیل هیں اوپر صحت توریت مقدس کے نه کسیطرح کا اُسپر شبهه کرنیکي ●

Some of the ancient writers state that the five books of the Law had been originally divided into fifty four parts. Many of the Jews pretend that this division was prescribed by Moses himself; but others, with greater probability, ascribe it to Ezra. The purpose to be answered by dividing the Pentateuch into so many parts was, that one of them might be read in their Synagogues every sabbath. There were fifty four weeks and fifty four sabbaths in a Jewish regulated year. But in their usual years the number of the weeks being only fifty two, they combined the two smaller parts with the two larger and thus reduced the above mentioned fifty four parts of the Pentateuch to fifty two.—

قدیم مورخ بیان کرتے هیں که حضرت موسی علیه‌السلام کي پانچون کتابیں چون ٹکروں میں منقسم تهیں بهت سے یهودي اسبات کے قایل هیں که یهه تقسیم خود حضرت موسی علیه‌السلام نے کي تهي مگر غالباً یهه معلوم هوتا هے که حضرت عزرا علیه‌السلام نے یهه تقسیم کي تهي اس تقسیم کا منشاء یهه تها که ان ٹکروں میں سے ایک ٹکرا هر سبت کو یهودیوں کے معبد میں پڑها جاتا تها اُن کے حسابي سال میں چون سبت هوتے تهے مگر اُنکے معمولي سالوں میں سبتوں کي تعداد صرف باون تهي اسلیئے وه دو چهوٹے حصوں کو بڑے حصوں میں ملاکر اُن چون حصوں توریت مقدس کو باون حصے کر لیتے تهے ●

Till the reign of the tyrant Antiochus Epiphanes, the Jews used to read, in their synagogues, only the Law; but on being prohibited from reading the Law they divided the books of the Prophets into fifty four parts; and when the reading of the Law was restored by the order of Maccabees, the part which was read from the Law, served them for their first lesson, and the part from the Prophets for their second lesson.

These parts were subdivided into verses, which, if not to be ascribed to Ezra, were made not long after him. It seems that the subdivision of these parts into verses was intended for the convenience of translation into the Chaldee language; since, after the return of the Jews from the Babylonish captivity, as the Hebrew language ceased to be the common language of the people and was supplanted by the Chaldee language, it became customary with the Jews to read the Law first in the original Hebrew, and afterwards to explain it to the people in Chaldee; for which purpose the subdivision of the formerly-used parts into verses was very convenient.

The division of the Scriptures into chapters as we now have them, (excepting the Psalms which have been so divided from the first) is modern: some ascribe its execution to Stephen Langton, Arch-bishop of Canterbury in the reigns of John and Henry III; but others, with greater probability, believe that the author of this invention was Hugo De Sancto Caro, generally called Hugo Cardinalis, as after being at first a Dominican, he was

اين ٹيوکس اي پي فينس کے ظالم عهد تک يهودي اپنے معبدوں ميں صرف توريت کو پڑهتے تهے مگر جب اسکے پڑهنے کي ممانعت هوئي تو اُنهوں نے اُسکي بدلي پيغمبروں کي کتابوں کے چون ٹکري کرکر اُنکا پڑهنا مقرر کيا اور جب ميکي بيز نے پهر توريت کے پڑهے جانے کي اجازت دي تو هر سبت کو اول توريت مقدس ميں کا ٹکرا اور پهر پيغمبروں کي کتابوں ميں کا ايک ٹکرا پڑها جاتا تها *

يهه ٹکرے چهوٹے چهوٹے ٹکروں ميں منقسم تهے اور غالباً يهه تقسيم حضرت عزرا نے خود کي تهي يا اُنکے بعد بهت قريب زمانه مين کي گئي تهي اس تقسيم کے رواج کا غالباً يهه سبب تها که جب يهودي بيبلن کي قيد سے چهوٹکر واپس آئي تو عبري زبان کا استعمال بهت جاتا رها تها اور اُسکي بدلي کالدي زبان بولي جاتي تهي اسليئے يهه قاعده ٹههر گيا تها که اول توريت مقدس اصل عبري زبان ميں پڑهي جاتي تهي اور اُسکے بعد لوگوں کے سمجهانے کے ليئے کالدي زبان ميں ترجمه سنايا جاتا تها اور اسکام کے ليئے يهه تقسيم بهت هي مفيد تهي *

زبور کے سوا باقي کتب مقدسه کي تقسيم بابوں ميں جيسيکه اب همارے پاس موجود هے بهت حال کے زمانے کي هے بعضے لوگ کهتے هيں که ستفن نے يهه تقسيم کي هے مگر غالباً يهه هے که اس تقسيم کو هيو گوڈي سينک ٹوکيروني ايجاد کيا هے جو هيوگو کارڈي نيلس کے نام سے مشهور هے يهه شخص سنه ۱۲۴۰ع ميں نهايت مشهور عالم تها اُسنے کتب مقدسه

at once raised to the dignity of a Cardinal. This Hugo flourished about the year 1240. He wrote a Commentary on the Scriptures and also executed a Concordance to the Latin Vulgar Bible, enabling the reader to trace out any word or phrase of Scripture with greater ease and speed. For this purpose he considered it necessary to divide the Scriptures into parts which we call chapters, and again to subdivide each chapter into sections, which he did by placing the letters of the alphabet at certain distances in the margin. There was no division of the Scriptures into chapters prior to his time, and the parts so constructed by him, now form the chapters of the existing Bible. The subdivision of chapters into verses, as is preserved in our Bibles, was first made in 1445, by Mordecai Nathan, a learned Jewish Rabbi, who in imitation of Hugo Cardinalis executed a Concordance of the Hebrew Bible. He followed Hugo in his division of chapters, but he broke up Hugo's subdivisions of chapters into smaller sections; and this useful and commodious contrivance has been since followed in all the ordinary copies of the Bible. Thus the Jews received their division of chapters from the Christians, in like manner the Christians borrowed their division of verses from the Jews.

پر ایک شرح بھی لکھی اور کنکارڈنس کا طریقه ایجاد کیا اسکا مقصد یهه تها که کتب مقدسه کا جونسا لفظ یا مقام چاهیں اسانی سے مل جاوے اسلیئے ضرور هوا که کتب مقدسه چهوٹے چهوٹے حصوں میں تقسیم کی جاویں اور هریک حصه چهوٹے چهوٹے ٹکڑوں میں اور هر ٹکڑه فقروں میں تسوسطے نه اسوقت تک تمام بیبلوں میں مطلق تقسیم نه تهی بهه حصے جب سے تقسیم هوئے بیبل کے باب هیں مگر ان بابوں کی تقسیم ورسوں میں ایسی نه تهی جیسے اب هے هیوگو کی ترکیب انکی مکرر تقسیم کرنیکی بذریعه حروف ا ب ت کے تهی جو حاشیه پر ایک دوسرے سے برابر فاصله برقدر طوالت بابوں کے لکهی جاتے تهی ان بابوں کی مکرر تقسیم ورسوں میں جیسیکه اب همارے پاس موجود هے ایک مشهور یهودی عالم موردیکه نیتهن نے قریب سنه ۱۴۴۵ع کے کی هے اس عالم نے یهودیوں کے استعمال کے لیئے هیوگو کارڈینلس کی نقل سے عبری کتب مقدسه کے لیئے ایک کنکارڈنس لکها اگرچه اسنے هیوگو کی کتاب کے بابوں کی تقسیم میں پیروی کی مگر اسنے بابوں کو ورسوں کی تقسیم میں زیاده اراستگی دی اور هر باب کے لیئے ورس یعنی آیتیں ایجاد کیں یهه ترکیب نهایت مفید اور زیاده ارامده تهی اور جسوقت سے ایجاد هوئی سب اسکو تسلیم کرتے آئے بهرحال یهه تقسیم بابوں اور ورسوں کی جب سے نکلی همیشه مروج رهی اور جسطرح که یهودیوں نے کتب مقدسه کے بابوں کی تقسیم کو عیسائیوں سے لے لیا اسیطرح عیسائیوں نے بابوں کی تقسیم کو یهودیوں سے حاصل کیا ٭

Further, the Summaries of the contents of each chapter, and the marginal references inserted in most Bibles, do not owe their origin to the original authors, but are of a later invention. Among the marginal references, there are some, of which the authority is certified and attested by certain indications in the text: all such are to be held by us Mohomedans as inspired and free from all error. But all the other *references which* the learned have annexed on the authority of their own opinions, are not considered or admitted by us in the same light, i. e. as being inspired or infallible. The chronological references subjoined to the margin of the Bible are likewise of a recent date, as they were added by Dr. William Lloyd, Bishop of Worcester, who died in 1717.

علاوہ اِسکے بیبل میں جو هر باب کے سرے پر اُس باب کا خلاصه هوتا هے اور ورسوں کے حواله جو حاشیه پر لکهے جاتے هیں یهه اصلي بیبل میں نهیں تهے حال کے زمانه کے ایجاد هیں مگر، ان حوالوں میں بعض حوالے وه هیں جنکا نشان اصل متن میں پایا جاتا هے، اِس قسم کے حوالوں کو هم الهامي سمجهتے هیں اور اُن میں غلطي یا نقصان کا احتمال نهیں کرتے باقي حوالے جو عالموں نے اپني راے سے اضافه کیئے هیں اُنکو هم الهامي نهیں سمجهتے اور اُن میں خطا اور غلطي کا امکان جانتے هیں، تاریخیں جو بیبل کے حاشیه پر لکهي جاتي هیں یهه بهي اصلي بیبل میں نهیں تهیں حال کے زمانه میں ڈاکٹر ولیم لایڈ صاحب نے جو بشپ وارسسٹر کے تهے اور سنه ۱۷۱۷ع میں اُنهوں نے انتقال کیا اِسکو ایجاد کیا هے *

بسم الله الرحمن الرحيم

ديباچه كتاب پيدايش كا

INTRODUCTION TO THE BOOK OF GENESIS.

The Greek word *Genesis* means *Creation*; and hence it is applied to the first book of the Bible, which treats of the creation of the world and the origin of the human race.

This name was first given in the Septuagint version, for the Jews do not employ it. They were accustomed to call a book by the name of its author, or by its initial word. And the first word of this book being *Bereshith* (i. e. in the beginning), the Jews have accordingly known it by that name.

We Mohomedans hold the five books of Moses to have been written again by Ezra after they had been lost. We therefore accept this book as rewritten. Those persons who maintain it to have been written by Moses himself, have made various attempts to determine its probable chronology. Eusebius and other critical divines suppose it to have been written at the time Moses tended his father-in-law's sheep in the wilderness of Midian.

If this opinion be received as correct, the inference is inevitable, that Moses wrote this book at an epoch prior to his endowment with the gift of prophecy and the revelation to him of the Divine purpose and commands.

لفظ پيدايش ترجمه هے جينسس كا جو يوناني لفظ سے نكلا هے " اِس كتاب ميں دنياكي پيدايش اور انسان كي نسل كا بيان هے إسليئے إسكا كتاب پيدايش نام ركها هے يهه نام ترجمه سپٹو ايجنٹ ميں ركها گيا هے ' يهودي إسكا يهه نام نهيں ليتے يهوديوں كي عادت تهي كه يا تو وه كتابوں كا نام اُنكے مصنفوں كے نام پر ليتے تهے يا اُس كتاب كے شروع ميں جو لفظ هوتا تها وهي نام اُس كتاب كا ليتے تهے إس كتاب كے شروع ميں لفظ برشتهه هے جسكے معنے سرے كے هيں إسليئے يهودي اس كتاب كا يهي نام ليتے هيں *

جبكه هم مسلمان يهه تسليم كرتے هيں كه پانچوں كتابيں حضرت موسى عليه السلام كي دوباره حضرت عزرا عليه السلام نے لكهي هيں تو اس كتاب كو بهي هم مسلمان حضرت عزرا كي لكهي هوئي تسليم كرتي هيں مگر جو لوگ اسبات كے قايل هيں كه يهه كتاب حضرت موسى عليه السلام كي لكهي هوئي هے اُنكو اسبات پر گفتگو كرنے كي ضرورت پيش ائي هے كه يهه كتاب كب لكهي گئي تهي يوسي بيس اور اور علماي محققين عيسائي يهه بيان كرتي هيں كه حضرت موسى نے اس كتاب كو اُس زمانه ميں لكها جبكه وه اپني سسرال ميں مدين كے جنگل ميں بكرياں چراتے تهے إس راے پر بڑا اعتراض يهه

هوتا هے که اگر یهه صحیح هو تو لازم آتا هے
که یهه کتاب حضرت موسی نے نبي هونے
سے اور وحي آنے سے پیشتر لکهي هے *

The opinion advanced by Theodoret, and subsequently adopted by Moldenhawer, and other modern critics, is, "that Moses wrote this book after the departure of the Israelities from Egypt and the promulgation of the Law from Mount Sinai; for, previously to his receiving the divine call related in Exodus Cha. III., he was only a private individual, and was not endowed with the spirit of prophecy. Without the spirit he could not have recorded, with so much accuracy, the history of the creation and the subsequent transactions to his own time." The objection against this opinion is, that it is not founded on any authority and is merely conjectural.

تهیوڈورٹ صاحب کي راے جسکو
مولڈن هیور صاحب اور اور متاخرین علماء
محققین عیسائي بهي اختیار کرتے هیں
یهه هے که " حضرت موسی نے اِس کتاب
کو اُسوقت میں لکها هے جبکه وه مصر سے
بني اسرائیل کو نکال کر لائے تهے اور جبکه
کوه طور یا کوه سینا پر اُنکو توریت عنایت
هوئي تهي ' کیونکه قبل اِسکے که خدا نے
حضرت موسی کو پکارا جسکا ذکر کتاب خروج
کے تیسرے باب میں هے ' حضرت موسی
مثل اور آدمیوں کے ایک انسان تهے اور نبي
نهیں هوے تهے اور بدون نبي هونیکے ایسي
درستي سے تمام حالات پیدایش اور واقعات
جو اُنکے وقت تک گذرے نهیں لکهه سکتے
تهے " اِس راے پر بجز اِسکے که ایک قیاسي
بات هے اور اِسکي کوئي سند موجود نهیں
هے اور کچهه اعتراض نهیں هوسکتا *

Rabbi Moses ben Nachman and other Jewish writers suppose "that God dictated to Moses all the contents of this book, during the first forty days that he was permitted to hold a communication with the Almighty on Mount Sinai, and that on his descent he committed the whole to writing." They found this opinion on Exodus XXIV. 12., where Jehovah says to Moses "come up to me in the mount, and be thou there, and I will give thee the tables of stone, and the law, and the precepts, which I have written, to teach them:"— understanding by the table, the decalogue; by the precepts all the judicial

رب موسی بن نکمان اور اور عالم یهودیوں
کي یهه راے هے که جبکه حضرت موسی کو
کوه طور پر چالیس دن خدا کے سامنے حاضر
رهنیکي اجازت هوئي تهي ' اُن دنوں میں
خداتعالی نے حضرت موسی کو اِس کتاب
کا تمام مضمون ' بتادیا تها اور پهاڑ پر سے
اُترنے کے بعد اُنهوں نے اُسکو لکها اِس
راے کي سند میں وه لوگ کتاب خروج
باب ۲۴—۱۲ پیش کرتے هیں جو یهه هے "
اور خداوند نے موسی کو کها که پهاڑ پر مجهه
پاس آ اور وهاں ره اور میں تجهے پتهر کي
لوحیں اور شریعت اور احکام جو میں نے
لکهي هیں دونگا تاکه تو اُنهیں سکهلاوے

and ceremonial ordinances; and by the law, all the other writings of Moses, whether historical or doctrinal. There is nothing to be said against this opinion, for the book of Genesis must perforce have been written after the occurrence of the events related in it, since it was impossible that Moses could have written it *before* that time.

یہہ عالم کہتے ہیں کہ پتھر کی لوحونسے تو وہ دس احکام مراد ہیں جو حضرت موسی کو ملی تہے اور شریعت سے تمام وہ احکامات مراد ہین جو مذہبی رسومات اور شرعی باتوں سے متعلق ہیں اور اور احکام سے تمام باقی تحریریں حضرت موسی علیہ السلام کی مراد ہیں جو تعلیمانہ یا مورخانہ لکہی ہیں ' اس راے پر کوئی اعتراض واقع نہیں ہوسکتا کیونکہ جو کتاب حضرت موسی علیہ السلام نے لکہی تہی وہ بلاشبہہ اِن تمام واقعات کے بعد لکہی ہوگی کیونکہ اُس سے پہلے لکہا جانا ممکن نہ تہا *

Notwithstanding the existence of the foregoing opinions Divines unanimously affirm, that the chronology of this book, that is to say, the probable time at which it was written, is uncertain; nor is it possible to ascertain it. Mr. Horne thus quotes a passage from some pious writer: "It is, however, as impossible, as it is of little consequence, to determine which of these opinions (i. e. those which differ in assigning the date of this book) is best founded; and it is sufficient for us to know, that Moses was assisted by the spirit of infallible truth in the composition of this sacred work, which he deemed a proper introduction to the laws and judgments delivered in the subsequent books."

باوجود ان تمام باتوں کے علماء محققین کی یہہ راے ہے کہ درحقیقت زمانہ تحریر اُس کتاب کا جسکو حضرت موسی علیہ السلام نے لکہا تہا تحقیق نہیں اور نہ اُسکا تحقیق ہونا ممکن ہے ' چنانچہ † ہارن صاحب نے ایک بڑے مذہبی مورخکا قول نقل کیا ہے کہ " اس باتکو قرار دینا کہ اِن رایوں میں سے (یعنی جو رائیں دربارِ اختلاف زمانہ تحریر کتاب پیدایش کے ہیں) کون سی راے نہایت عمدہ اصلیت رکہتی ہے جیسا کہ نا ضروری ہے ویسا ہی غیر ممکن ہے ' اور ہماری لیئے یہہ جاننا کافی ہے کہ موسی اس مقدس کتاب کی تصنیف میں نا قابل قصور ہویت سے مدد کیا گیا تہا ' اور جس کتاب کو موسی نے قوانین اور اور احکام کا جو آیندہ کی کتابوں میں ہیں مناسب دیباچہ سمجہا ہے *

† ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۳ صفحہ ۳

According to the dictates of our religion, we unquestionably believe this

ہم مسلمانوں کے مذہب کے بموجب یہہ بات ناقابل شبہہ کے ہے کہ یہہ کتاب

book to have been written under divine inspiration, because there are particulars of the creation of the world related in it, which it was impossible to know without the aid of inspiration; and the several narratives which are contained in our Holy Koran, in which we have implicit belief, are also found embodied in it.

This book comprises the history of about 2,369 years according to the vulgar computation of time, or of 3,619 years according to the larger computation of Dr. Hales. It contains the history of the creation of the world and of man; the propagation of mankind; the deluge; the division of the earth among mankind; the diversity and confusion of languages; together with the particulars of the patriarchs, to the death of Joseph.

Some divines have much debated on the contents of the first, second, and third chapter of this book. The divines of Germany and the Unitarians of England, particularly Bauer, Rosenmüller, and Dr. Geddes assert, that the narrative of the creation and fall of man is not a recital of real events, but an ingenious philosophical fable, invented by Moses after the example of the ancient Greek writers, to give the greater weight to his legislative enactments; and designed to account for the origin of human evil, and also as an introduction to a history, great part of which they consider to have been a mere poetical fiction. This notion has been put

از روے الہام کے لکھي ھے کیونکہ اِس میں دنیا کے پیدا ھونے کے ایسے حالات لکھے گئے ھیں جنکا بغیر الہام کے لکھا جانا ممکن نہیں ہے ' اور بہت سے قصص اگلے زمانوں کے جو قرآن مجید میں خدا تعالے نے فرماے ھیں ' اور جن میں ھم مسلمان ذرا بھي شبهه نہیں رکھتے وہ اِس میں پاے جاتے ھیں *

اِس کتاب میں بموجب عام حساب کے دو ھزار تین سو اُنتہر برس کے حالات مندرج ھیں ' اور ڈاکٹر ھیلز صاحب نے جو اِس زمانه کو وسعت دي ہے اُن کے حساب بموجب تین ھزار چھه سو اُنیس برسکے حالات ھیں اور دنیا کي پیدایش اور انسان کي خلقت اور اُن کا پھیلنا اورطوفان کا آنا اور زمین کا انسانوں میں تقسیم ھونا اور زبانوں کا اختلاف اور نبیوں کے حالات حضرت یوسف علیه‌السلام کي وفات تک اِس کتاب میں مذکور ھیں *

اِس کتاب کے پہلے اور دوسرے اور تیسرے باب پر بعض عیسائي عالموں نے بہت گفتگو کي ھے علماء محققین جرمن اور علماء موحدین انگلستان جو یونی تیرین کہلاتے ھیں علی‌الخصوص بائیر صاحب اور روزن ملر صاحب اور ڈاکٹر گڈس صاحب کي یهه راے ھے که بیان پیدایش اور ذکر تنزل حضرت آدم علیه السلام واقعات اصلیه نہیں ھیں بلکه دانائي سے ایک بنایا ھوا قصه ھے جسکو حضرت موسی علیه‌السلام نے یوناني مورخوں کے طریق پر اپنے قوانین کے با وقار ھونے کے لیئے بنا لیا تھا اور اُسکے ذریعه سے گناہ کي اصلیت کا نشان بتایا تھا ' پس یهه باب

forth by Rosenmüller as an indisputable fact.

گویا بطور براعت استهلال یا تشبیب شاعرانه کے هیں ' اسلیئے وہ عالم ان میں سے بہت باتوں کو صرف شاعرانه جهوٹ سمجهتے هیں روزن ملر صاحب کهتے هیں که یهه ایک ایسی حقیقی بات هے جسپر اعتراض نهیں هوسکتا *

The Jews who lived previously to the time of Jesus Christ, believed that the accounts given in the first three chapters of this book, were real facts.

یهودی عالموں کی جو حضرت مسیح علیه السلام سے پیشتر تهے یهه راے هے که اس کتاب کے تینوں بابوں میں جو کچهه مذکور هے وہ اصلی اور حقیقی هے ' یعنی جس طرح مذکور هے اسی طرح پر هوا هی *

Some Christian commentators have solved the difficulty by taking some parts of them for literal, and other parts for allegorical accounts.

بعض علماء مفسرین عیسائی نے یهه طریقه اختیار کیا هے که ان بابوں کے بعض حصوں کو بطور تمثیل کے سمجهتے هیں اور بعض سے لفظی معنے مراد لیتے هیں *

In his Introduction to the Critical Study of the Scriptures, Mr. Horne has largely treated on this subject, and has, by producing several authoritative references from the Old and New Testaments, endeavoured to prove, that none of the accounts in the first three chapters is a narrative, but, on the contrary, a real fact. I quote the following as one of his remarkable arguments in defence of the views in question. "If it be granted that Moses was an inspired lawgiver, it becomes impossible to suppose that he wrote a fabulous account of the creation and fall of man, and delivered it as a divine revelation, because that would have been little, if at all, short of blasphemy."

† هارن صاحب نے اپنے انٹروڈکشن میں اسپر بہت سی گفتگو کی هے اور عهد عتیق اور عهد جدید کی کتابوں کی بہت سی سندوں سے ثابت کیا هے که ان بابوں میں کوئی بات بهی بطور قصه کے مذکور نهیں هے بلکه سب اصلی اور حقیقی هیں ایک نهایت عمده دلیل انهوں نے یهه لکهی هے که " جب یهه بات مانی جاوے که حضرت موسی علیه السلام نے وحی کے بموجب توریت لکهی هے تب یهه خیال کرنا نا ممکن هے که انهوں نے بید ... اور تنزل انسان کا بیان جهوٹ لکها اور بطور وحی کے لوگوں کو دیا کیونکه یهه بات خدا کی نسبت دشنام دهی سے کم نهوگی *

† هارن صاحب کا ...ٹروڈکشن جلد ۳ صفحه ... لغایت ۹

Mr. Horne does not admit any of the accounts in these chapters, to be allegorical; and he affirms that the Mosaic

هارن صاحب اسبات کی بهی اجازت نهیں دیتے که ان بابوں کے کوئی بات بهی تمثیلی سمجهی جاوے بلکه وہ لکهتے هیں

که " حضرت موسیٰ علیه السلام کي تاریخ بیان اصلي حقیقتوں کا هے اس تمام تاریخ کو تمثیلي سمجهنا اسپر نهایت پریشاني کا پردہ ڈالنا هے اور تمام توریت کو شک اور تاریکي میں مبتلا کرنا هي نهیں هے بلکه مذهب عیسائي کي بنیاد کو زلزله دینا هے جسکي ابتدا اس وعدہ سے هے که عورت کا تخم سانپ کے سر کو کچلیگا في الحقیقت اگر هم تنزل انسان کي تاریخ کو سواے ظاهري لفظي مراد کے اور کسي مراد میں سمجهیں تو هم بڑي پریشانیوں میں مبتلا هونگي بعضے مفسروں نے ان تمام مشکلات کے دفع کرنیکو اس طرح پر کوشش کي هے که حضرت موسیٰ کي تاریخ کے بعض حصوں کو تمثیلي مراد میں لیا هے اور بعض کو لفظي مراد میں مگر ایسا کرنا ایک ایسا طور هے نه جو اس تاریخ کے مضمون کي اصلیت اور منشاء سے اور ایک ایسے مورخ کي راؤں سے بالکل نامطابق هے جسکي کتاب کي مشهور علامتیں سادگي اور صفائي اور راستي هیں اس میں نه ملاوٹ هے اور نه بناوٹ هے کل تمثیلي هے یا کل لفظي هے — اگرچه چند اعتراض کتاب پیدایش کے زمانه هاے واقعات پر کیئے گئے هیں اس طور سے که اسکے روسے دنیا کي مدت کم ثابت هوتي هے به نسبت اسکے جیسا که بعض زمانه حال کے خود پسند حکماء کے خیالات سے ثابت هوتا هے ' مگر جسقدر زیادہ امتحان کیا جاوے اور جو فضول اور ناغالب بیانات کالیدیا والوں اور مصریوں اور چینیوں اور هندیوں کي تاریخ میں هیں ان سے جتنا زیادہ مقابله کیا جاوے اوتنا هي زیادہ

narrative is a relation of real facts, as he says "to consider the whole of that narrative as an allegory 'is not only to throw over it the veil of inexplicable confusion, and involve the whole Pentateuch in doubt and obscurity, but to shake to its very basis Christianity, which commences in the promise, that 'the seed of the woman should bruise the head of the serpent.' In reality, if we take the history of the fall in any other sense than the obvious literal sense, we plunge into greater perplexities than ever. Some well-meaning pious commentators have indeed endeavoured to reconcile difficulties by considering some parts of the Mosaic history in an allegorical, and other parts in a literal sense; but this is to act in a manner utterly inconsistent with the tenor and spirit of that history, and with the views of a writer, the distinguishing characteristics of whose production are simplicity, purity, and truth. There is no medium, nor palliation; the whole is allegorical, or the whole is literal.' In short, the book of Genesis, understood in its plain, obvious, and literal sense, furnishes a key to many difficulties in philosophy, which would otherwise be inexplicable. Thus it has been reckoned a great difficulty to account for the introduction of fossil shells into the bowls of the earth: but the scriptural account of the deluge explains the fact better than all the romantic theories of philosophers. It is impossible to account for the origin of such a variety of languages in a more satisfactory manner than is done in the narrative of

the confusion of tongues which took place at Babel, Genesis XI. 1-9. And although some futile objections have been made against the chronology of this book, because it makes the world less ancient than is necessary to support the theories of some modern self-styled philosophers, yet even here, as we have already shown by an induction of particulars, the more rigourously it is examined and compared with the extravagant and improbable accounts of the Chaldæan, Egyptian, Chinese, and Hindoo chronology, the more firmly are its veracity, and authenticity established. In fine, without this history, the world would be in comparative darkness, not knowing whence it came, nor whither it goeth. In the first page of this book, a child may learn more in an hour, than all the philosophers in the world learned without it in a thousand years."

استحکام سے اِس کتاب کے زمانوں کي تاریخ کي صداقت اور سچائي قایم هوتي هے حاصل کلام یهه هے که بدون اِس تاریخ کے دنیا میں جیسیکه اب روشني هے اسیقدر اُس میں تاریکي هوتي کیونکه یهه نهیں جانا جاتا که کهاں سے دنیا آئي اور کهاں کو جاتي هے اِس مقدس کتاب کے اول صفحه سے ایک بچه ایک گهنٹه میں اُس سے زیاده واقفیت حاصل کرسکتا هے جتنے میں تمام حکماء نے دنیا کي بغیر اِس کتاب کے هزار برس میں حاصل کي هے •

We Mohomedans accept and defend the arguments of Mr. Horne, with some exceptions, in what he says on the subject under consideration. Moreover according to the guide of our religion it is great infidelity or impiety to take the accounts in the three chapters for a narrative invented by Moses or Ezra, (whom we believe to have restored the Pentateuch to the Jews after it was destroyed.) The opinion of Mr. Horne that even none of these accounts must be considered in the allegorical sense, is the only point in which we differ from him. It is a standard principle with us Mohomedans to take a word in the strictest original and literal meaning

هم مسلمان اسباب میں هارن صاحب کے بالکل طرفدار هیں بلکه همارے مذهب بموجب یهه خیال کرنا که حضرت موسی علیه السلام یا حضرت عزرا علیه السلام نے یهه جهوٹا قصه اپني طرف سے بنادیا هے محض کفر والحاد هے ' مگر هارن صاحب نے جو اسقدر سختي کي هے که اِسمیں سے کسي مقام کو بهي تمثیلي مراد میں لینا جایز نهیں رکهتے اس میں هم اُن کے ساتهه نهیں هیں هم مسلمانونکے هاں قاعده هے که همیشه جهاں تک هوسکتا هے لفظ سے اُسکے اصلي اور حقیقي معنی مراد لیتے هیں ' مگر جهاں کهیں که سیاق کلام سے یا اور کسي دلیل سے معلوم هوتا هے

which can possibly be derived from it; but we are at liberty to deviate from it, when the mode of expression used in the subject or some other circumstance may reasonably suggest that the real literal meaning of a word is not to be followed, but, on the contrary, what suits the sense of the subject. Such a meaning of a word is termed metaphorical; and the authority on which we adopt it may be derived either from the same passage which contains the word, or from some other passage in the book. By this guiding principle we Mohomedans can accept in a figurative sense, any of the expressions in these three chapters, as well as in other parts of the Bible.

که یہاں حقیقي معنی مراد نہیں هیں بلکه تمثیلي معنی مراد هیں جسکو هم مجاز یا استعاره کہتے هیں وهاں آسکے تمثیلي معنی قرار دیتے هیں مگر دلیل سے خواه وه دلیل اسي مقام میں موجود هو یا دوسری مقام میں ' پس اسیطرح هم مسلمان ان بابوں میں اور نیز تمام بیبل کے اور مقامات میں اس طرح پر معنوں کا لینا جایز سمجہتے هیں *

For the purpose of understanding the real intent of Scripture language it is not only allowable to take a word in a part of the Divine writing in a metaphorical sense, but it is even absolutely necessary to do so. It is to be observed that God sent the Prophets to regulate our morals and to sanctify our souls, and made revelations to them, in order that we might improve our lives and attain eternal salvation. The doctrines which they taught, were so new and strange to us, that we had never dreamed of them before. Further those doctrines were of so mysterious and sublime a nature, that it was beyond the capacity of man to comprehend them and to reach to their real truth. Again they consisted of such numerous points that their right apprehension could not successfully be effected without a more lofty and elevated mental capacity than mankind

کلام الهي کي اصلي مراد سمجہنے کے لیئے بعض مقامات میں اسطرح پر معنونکا لینا جایز هي نہیں هے بلکه نہایت ضروري هے ' غور کرنے کي بات هے که الله تعالے نے هماری تہذیب اخلاق اور پاکیزگي روح کے لیئے انبیاء بہیجی اور آنکو وحي عنایت کي تاکه آس سے هم اپنے اخلاق بهي درست کریں اور نجات ابدي بهي حاصل کریں پهر وه تعلیمیں همارے خیال اور گمان میں بهي نه تهیں علاوه اسکے آن میں ایسے دقیق اور نازک مضامین بهي تهے جنکا سمجہه میں آنا اور آنکي اصلیت اور حقیقت کا دریافت کرنا انسان کي سمجہه اور فکر سے باهر تها اور ایسے مضامین تو بہت کثرت سے تهے جنکا بغیر ترقي علم کے سمجہه میں آنا غیر ممکن تها اور رحمت اور حکمت الهي مقتضي اسبات کي تهي که هماري تمام جماعت انساني بقدر

were ordinarily endowed with. The wisdom and goodness of God required that the revelations which He made, might be available to all mankind in proportion to their respective capacities, even in the time when society was in its infancy, and learning consequently in a very imperfect state. The wisdom of God therefore required, that the revelations of his will should be communicated in such a style, and clothed in such clear language that the blessings derivable therefrom might be brought within reach of every man in every age. Hence it was essentially requisite that those ideas and meanings which the finite understanding of man cannot comprehend, or which by reason of the infant state of our society we are incapable of understanding, should be conveyed to us in allegories; and though in some ages they might have nevertheless been regarded as though they were realities, yet this could not injure the moral or spiritual improvement of man because an allegorical expression whether taken as such, or as the simple reality, will have a uniform result in both cases. It was inevitably necessary that the words of God should be communicated to the people not only in plain language but also in allegories, in order that our week understanding might not be left destitute of the true illumination and knowledge of the spiritual efficacy of the words of God. To consider, therefore, the words of God pure from allegorical forms of expression, and not to regard the metaphors which are actually used in them, is

اپني اپني استعداد کے اُس سے فائده اُٹھاوے خصوصاً اُسوقت میں بھي جبکه هماري سوسئیٹي بچپن کي حالت میں تھي اور کسي طرح علم نے ترقي نهیں پائي تھي اسلیئے مقتضاے حکمت یه تھا که خدا کي وحي ایسي طرز وانداز بیان سے نازل هو که اُسکے اصلي نتیجه سے کسي زمانه میں اور کوئي شخص محروم نه رهي ' پس ضرور هوا که ایسے مضامین جو درحقیقت انسان کي سمجهه سے باهر هیں یا بچپن کي حالت هماري سوسئیٹي کي اُنکے سمجهنے کي لیاقت نرکھتي تھي وه بطور مثال اور تشبیهه کے بیان کیئے جاویں اور گو که وه مضامین مثالي اور تشبیهي کسي زمانه میں حقیقي سمجهے گئے هوں ' مگر اُس سے کچهه نقصان اور قباحت هماري خلقي اور روحاني تربیت کو نهیں تھا کیونکه اُسکے نتیجه میں خواه وه مضامین مثالي اور تشبیهي سمجهي جاویں جس طرح پر که بیان هوے تھے خواه اصلي اور حقیقي کسیطرح کا تفارت نه تھا ان باعثوں کے سبب ضرور تھا که کلام الهي صرف بطور حقیقت هي کے نه بیان کیا جاوے بلکه بطور مثال اور تشبیه کے بھي هو تاکه هماري ضعیف عقل اُسکے ذریعه سے اُس اصلي تعلیم اور اُسکے متحد نتیجه سے محروم نرهے ' پس کلام الهي کو بلکل تمثیل اور تشبیه سے خالي سمجهنا اور اُسکے سیاق اور اُسکے مقتضي سے درگذرنا ایساهي هے جیسیکه اُسکے تمام کلام کو تمثیلي اور تشبیهي اور خیالات شاعرانه سمجهنا *

somewhat the same as taking all of his words in a metaphorical or poetical sense.

As expressions of the kind of which I have been speaking, have puzzled and perplexed those who have faith in them; in the same manner some such words which seem to be opposite and contradictory in the sense conveyed by them when judged by the light of modern improvements in learning and discoveries in science, have much more led to their bewilderment and perplexity. But, on the other hand, the same light of advanced learning likewise shows us, that the fault lies in our own finite and imperfect capacities to comprehend the meaning of the words of God, and not that there is anything defective in those words intrinsically which prevents us from understanding them rightly. By the mission of the prophets to make revelations of the Divine will to mankind, it was intended to improve and enlarge our moral and spiritual knowledge; and it was no way concerned with those matters, the flourishing state of which depends on our experience and the progress of learning and science. It was therefore necessary that the words put into the mouths of the prophets for promulgation to the world, should be of such a nature as would allow of their being understood by mankind in every stage of the gradual progress of learning and science. It was likewise necessary that such words only should be employed as might not militate against the reality, so that the

جسطرح کہ اقسام مذکورہ بالا کے مضامین نے جو کلام الهي میں واقع هیں اُسپر اعتقاد رکھنے والوں کو کبھرا لیا هے اُسي طرح اُن الفاظ نے بهي جو کلام الهي میں واقع هیں اور حال کي ترقي علم نے اُنکے برخلاف ثابت کیا هے ' حد سے زیادہ اُنکو گھبرادیا هے مگر وهي ترقي علم همکو یهہ بهي دکھاتي هے کہ اُن الفاظ کے تعبیر معانے میں جسقدر قصور تھا همارے علم کا تہا نہ کلام الهي کا ' درحقیقت انبیاء کے بهیجنے اور وحي کے نازل کرنے سے اصلي مقصود انسان کي روحاني تربیت هے جو امور کہ تجربہ اور ترقي علم پر منحصر هیں جو روز بروز انسان کو هوتي جاتي هے اُن سے کچھہ بهي علاقہ نہیں هے اِسلیئے ضرور تھا کہ جو الفاظ انبیاء کے دل میں ڈالے جاویں وہ انسان کي هرحالت علم اور سمجھہ سے باهر نهوں مگر اُسکے ساتھہ یہہ بهي ضرور تھا کہ وہ الفاظ حقیقت کے بهي برخلاف نهوں تاکہ هر ایک زمانہ کے آدمي بقدر اپني علم کے جو اُس زمانہ میں رکھتے هیں اُس سے روحاني فائدہ اُٹھاویں اور جبکہ انسان کے علم کو زیادہ تر ترقي هو اور حقیقت اشیاء نسبت سابق کی زیادہ تر اُسپر منکشف هوں تو وہ جان لے کہ جو الفاظ انبیاء کے دلوں میں ڈالے گئے تهے وہ بهي اسي ترقي یافتہ علم کي طرف اشارہ کرتے تهے اُنکے معانے کي تعبیر میں جہانتک قصور تھا هماری هي علم کا تھا نہ اُن الفاظ کا ' اِس بیان سے

men of every age might, in proportion to the learning of the age, avail themselves of the blessings to be derived from them; and that when the knowledge of mankind might attain to the highest pitch of its progress, and the true signification of allegorical language be made better known they might see, that the words uttered by the prophets did also actually point to that light and progress; and it was owing to some thing that was defective in their own understanding that they did not at first comprehend the facts in their true nature, and not that there was anything ambiguous or mystical in the words themselves. It will be observed from these remarks how seriously important are the words uttered by the prophets, which, notwithstanding the progressive advancement of the thoughts of one age beyond those of another, have ever remained consonant with the real truth, and have, at the same time, been abundantly sufficient and suitable for our spiritual instruction and enlightenment.

معلوم هوسکتا هے که کلام انبیاء کا کسقدر عظمت اور منزلت رکھتا هے که باوجود هماری مختلف اور متباین خیالات کے مطابق حقیقت اور هر ایک وقت هماري روحاني تربیت کو مفید اور کافي تها *

The prophets were, beyond all doubt, fully conversant with the true sense of the allegories, as well as with the real meanings of the words in which their messages were announced by them to mankind; but the apprehension of them by mankind depended on their progress in learning, and it was therefore quite unnecessary for the prophets to interfere with the various meanings of words, in which the people of the age received and understood them according to the knowledge of the day.

انبیاء بلاشبهه خدا کي طرف سے حقیقت اشیاء اور اُن الفاظ کي حقیقي مراد سے واقف تهے ' مگر جو که وه الفاظ صرف ترقي علم سے علاقه رکهتے تهے اور هر ایک زمانه کے آدمي بقدر اپنے علم کے اُن الفاظ کے جو معنے تعبیر کرتے تهے اُس میں انبیاء کو مداخلت کرني هرگز ضرور نه تهي کیونکه وه لوگ روحاني تربیت اور ابدي نجات دینے کو آئے تهے نه اُن الفاظ اور اصطلاحات کي اصلاح کو اور اگر وه ایسا نکرتے تو جو اصلي کام اُنکا تها وه پیچهے پڑ جاتا اور

For, the prophets were not sent to correct the peculiarities of mankind in science and knowledge, but to impart to them that spiritual instruction wherby they might be led to eternal salvation. Had they so interfered, the real scope and design of their mission would have been neglected or lost sight of, and it would have given rise to a controversy, which it would be beyond the ability of the men of that age to undertake.

ایک نیا جھگڑا برپا ہوتا جو اُس زمانه کے علم اور اُس زمانه کے آدمیوں کي سمجھه سے بالکل باهر هوتا ✱

Some self-approving philosophers tauntingly say, that it would not be wise for us to ignore the formerly adopted meanings of the words of God in consequence of the late progress in science, by which they are proved to be repugnant to the real truth, lest it may happen that the future progress in science might hereafter prove something still more damaging, and thus force us again to change our currently received interpretation of the passages concerned. But this reproach injures us in nothing, for, though learning be raised to its highest pitch, it will still be fallible in comprehending the mysteries of the Word of God, while that word has, upon the whole, such a nature and comprehensiveness, that no matter what progress be made in our learning, yet whenever we will earnestly consider and reflect over its pages it will always be found in perfect harmony with the truth; and if we are unable to see clearly the existence of this harmony, it is the defect of our own understanding, for there is really nothing in the word

بعضے خود پسند فلاسفه همکو طعنه سے یهه بات کہتے هیں که کلام الهي کے الفاظ کے جو معنے قدیم سے لیتے چلے آئے هیں اُنکو اِس باعث سے که زمانه حال کي ترقي علم سے اصلي حقیقت اُنکی برخلاف ثابت هوئي هے چهوڑنا نه چاهیئے کیونکه ایسا نهو که آینده کي ترقي علم سے کوئي اور ایسي بات ثابت هوجاوے جو اِسکے بهي برخلاف هو اور پهر اُن معنونکے چهوڑنے کے بهي فکر پڑے ' مگر اُنکا یهه طعنه همکو کچهه رنج نهیں پهونچاتا کیونکه همارا علم کتنا هي هم اُسکو ترقي پر پهونچاویں کلام الهي کے دقایق کے سمجهنے میں قاصر هے مگر کلام الهي بلاشبهه ایسي چیز هے که جهاں تک علم کي ترقي هو جب هم اُسپر غور کریں گے اُسکو حقیقت کے مطابق پاوینگے اور جهاں تک قصور پاوینگے اپنے هي علم کا پاوینگے نه کلام الهي کا ✱

of God itself which tends to lead to such a result.

If I were not anxious to compress my observations on this subject within moderate limits, I should have adduced several illustrations from the Scriptures; but as all the points of controversy are to follow in their proper places in the body of my Commentary, to which I now proceed.

اگر مجھکو اندیشہ طوالت کا نہوتا تو میں اسمقام پر اپنی اس گفتگو کے اثبات پر بہت مثالیں کلام الہي سے لاتا مگرجو کہ میري تفسیر میں یہہ تمام بحثیں اپنے اپنے موقع پر آنے والي هیں اسلیئے مناسب ہے کہ اب میں اپني تفسیر پر متوجہہ هوں *

—oo—

قبل پيدايش مسيح عليه السلام	قبل پيدايش محمد رسول الله صعلم
٣٠٠٠	٣٥٧٥

ספר תורה

توريت مقدس

ספר בראשית

كتاب پيدايش

GENESIS.

پہلا باب

CHAPTER I.

١ اسمان اور زمين كي پيدايش ٣ روشني كي ٦ فضا كي ٩ خشكي كا تري
سے الگ كيا جانا ١١ اور سب نباتات و درختوں كا اوگنا ١٤ سورج اور چاند
اور ستاروں كي پيدايش ٢٠ دريائي جانوروں اور پرندوں كي ٢٤ جنگلي جانوروں
اور چارپايوں كي ٢٦ خدا كي صورت پر انسان كے پيدا هونے كا احوال ٢٩
اُنكي خوراک كا بندوبست

פרשת בראשית

سورة براشيث

توريت مقدس

(א) בְּרֵאשִׁית בָּרָא אֱלֹהִים אֵת הַשָּׁמַיִם וְאֵת הָאָרֶץ׃
١ § سری ميں پيدا كيا ‡ خدا نے آسمانوں كو
اور زميں كو

مطابقت قران مجيد اور حديث سے

١ † الحمد لله الذي خلق السموات والارض
سب تعريف الله كو جسنے پيدا كيا آسمانوں اور زمين كو
‡ الله خالق كل شي و هو على كل شي
الله پيدا كرنے والا هي هر چيز كا اور وه هرچيز كا سنوار
وكيل له مقاليد السموات والارض
نے والا هے اُسيكے پاس هيں كنجياں آسمانوں اور زمين كي

GENESIS.

I N the beginning God created the heaven and the earth.

HOLY KORAN.

1. Praise be unto God, who hath created the heavens and the earth—Soora Anam, v. 1.

God is the creator of all things, and He is the governor of all things. His are the keys of heaven and earth—Soora Zoomur, v. 62, 63.

§ يوحنا ١ — ١ و ٢
نامه عبرانيان ١ — ١٠
‡ زبور ٨ — ٣
٣٣ — ٦
٨٩ — ١١ و ١٢
١٠٢ — ٢٥
١٣٦ — ٥
١٣٦ — ٦
اشعياه ٣٣ — ٢٣
يرمياه ١٠ — ١٢
٥١ — ١٥
ذكرياه ١٢ — ١
اعمال ١٤ — ١٥
١٧ — ٢٤
نامه كلوشيان ١ — ١٦ و ١٧
نامه عبرانيان ١١ — ٣
مشاهدات ٤ — ١١
١٠ — ٦
† سورة انعام آيت ١
‡ سورة زمر آيت ٦٢ و ٦٣

تفسير

١ پہلي ورس سے دنيا كي پيدايش
كي ترتيب كا ذكر شروع نہيں هوا بلكه خدا
كي عظمت اور اُسكي شان جتانيكو پہلي

NOTES.

Chap. I. V. 1. This verse does not refer to the Divine method of procedure, in the creation of the universe, but is simply

designed to convey to us a right sense of the exalted majesty and omnipotence of God as the Great Architect and Governor of heaven and earth, and of all things visible and invisible, and that the same Almighty Being is the Author and Giver of the Law which all his creatures are bound to obey.

هي يهه بات بتائي كه تمام دنيا كا يعني آسمان اور زمين كا اور جو كچهه آسميں هے پيدا كرنے والا خدا هے اور وهي كتاب اور شريعت ديتا هے جسكي تابعداري آن سبكو جنكو آسنے پيدا كيا كرني چاهئيے *

Rabbi Shumoon ben Yuha says in his Commentary entitled "Rushee," that the first verse in the first chapter of Genesis should not be understood as giving any description of the process by which the universe was created, but merely as informing us that heaven and earth were created in the beginning; by which it is not meant that they were made before all other creatures: because, the Hebrew word *berisheeth* signifying the beginning, always denotes the priority of some one thing in regard to another.

ربي شمعون بن يوحا يهودي عالم نے تفسير رشي ميں لكها هے كه پهلي آيت سے يهه مت سمجهو كه يهه آيت مخلوقات كي ترتيب بتاتي هے بلكه يهه مطلب هے كه آسمان اور زمين پهلے پيدا كيئے گئے يهه مطلب نہيں هے كه سب سے پهلے پيدا كئي گئے كيونكه בראשית (براشيت) كے لفظ سے هميشه ابتداى اضافي مراد هوتي هے *

This chapter may be said to describe the creation of the universe thus: that before the vast multitudes and variety of creatures which inhabit the universe were called into being, there was nothing that existed but only God; that when it pleased Him to lay the foundations of the present world, He formed the water in the first instance; then darkness, light, heaven, earth, vegetables, planets, brutes, and lastly man. We Mohomedans also profess to believe the creation of the present world to have taken place in the manner related.

اس باب ميں جس طرح برافرينش عالم كا بيان هوا هے آس سے معلوم هوتا هے كه آفرينش عالم سے پهلے خداكي ذات كے سوا كچهه نه تها جب عالم شهادت آسنے پيدا كرنا چاها تو سب سے پهلے پاني پيدا كيا پهر اندهيرا پهر نور پهر هوا پهر آسمان پهر زمين پهر نباتات پهر سورج چاند ستارے پهر حيوانات پهر حضرت انسان اور يهي مذهب عالم شهادت كے پيدا هونے ميں هم مسلمانوں كا هے *

It must not be imagined that God felt any difficulty in executing his designs in creating this world, and that consequently he was obliged to frame

يهه مت خيال كرو كه يهه كام خدا پر كچهه مشكل تهے اسليئے آسنے رفته رفته آنكو بنايا يا نهيں درحقيقت يهه سب چيزيں

ایک آن میں آسکے کن † کے کہتے هي موجود هوگئي نهیں مگر آسنے اپني حکمت کامله سے عالم شهادت کي ایک تقدیر ‡ یعني اندازہ مقرر کیا هے اور آسکي حکمت کا مقتضي یهه هوا که آن سب چیزوں کا ظهور عالم شهادت میں ایک نهایت خوب صورت ترتیب سے اور مبني اسباب پرهو کیونکه آسنے اِس عالم کو عالم اسباب بنایا هے اِسلیئے ان سب چیزوں کا ظهور عالم شهادت میں به ترتیب اور بذریعه اسباب کے کیا هے *

אלהים (اِلوهیم) خدا کا اسم ذات نهیں هے بلکه اسماء صفات میں سے هے علماء یهود اِس مقام پر ایک نکته لکهتے هیں که خدا نے اپنے کلام کو کیوں نهیں شروع کیا اِسم ذات سے اور شروع کیا اِلوهیم کے نام سے جو اسماء صفات میں سے هے پهر اِسکا بیان یوں کرتے هیں که خدا جانتا تها که اگر دنیا اسم ذات سے بسائي جائیگي جسکا مقتضي جلال اور عدالت هے تو دنیا آباد نرهیگي اسلیئے آسنے اپني رحمت کو بڑها دیا یعني اپنے اسماء صفات میں سے آس نام کے ساتهه جسکا مقتضي رحمت هے آباد کیا اور پهر دونوں کو یعني عدالت اور رحم کو ملادیا جهاں کها יהוה אלהים † (یهوه الوهیم) تاکه انصاف اور رحم دونوں سے دنیا کا انتظام رهے ' همارے جناب رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے فرمایا که الله تعالی نے مخلوقات کے پیدا کرنے سے پہلے یهه بات لکهي هے که

في المشكواة
ان الله تعالے كتب كتاباً قبل ان يخلق الخلق ان رحمتي سبقت غضبي

things by degrees one after another: since, in truth, all things were created at the very moment when it pleased God to command their appearance. But by his perfect wisdom He has established a decree (i. e. limit) to all things in this world; and all the works of creation are in perfect harmony with an admirable system, and regulated and controlled by the unvarying law of cause and effect.

Psa. CXXXVIII. 5. Soora Nahil, v. 40.

Psa. CXLVIII. 6. Soora Foorkan, v. 2.

The Hebrew word *Elokim* meaning God used in this verse is not the *substantive name* of God, but only one of his names *attributive*. The Jewish doctors take note of a mysterious and remarkable fact in this place. They inquire into the reason why God commenced the speech here in his name *attributive*, and not in his name *substantive*. In the solution of the question they suggest, that had it, on the contrary, pleased God to speak of his name in the *substantive* form, it would have been essential thereto that He should deal in the strictest justice with his creatures; in which case it would have been impossible for the world to exist. Hence God was pleased to speak of himself in his name *attributive*, the nature of which makes it requisite that mercy and tenderness should be shown to his meak and erring creatures. God has, in a subsequent passage, spoken of himself by his names *substantive* and *attributive* jointly with the view of intimating to his creatures in this world, that

Gen. II. v. 4.

† زبور ۱۳۸ — ۵
سورۂ نحل آیت ۴۰

‡ زبور ۱۳۸ — ٦
سورۂ فرقان آیت ۲

میري رحمت میري غضب سے آگی بڑھي ہوئي ہے ٭

He will deal with them according to the requirements of justice, but that it shall be tempered by mercy. There is a tradition in the Mishkat which ascribes to our Prophet the saying, that God had determined before he created the world, that in the treatment of his creatures His mercy should surprss his justice or wrath.

علماء عیسائي اِس لفظ سے تثلیث ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ברא (برأ) فعل واحد ہے اور אלהים (الوهیم) آسکا فاعل صیغہ جمع کا ہے اس طرز کلام سے پایا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ کو خدا کے وجودوںکي تثلیث ظاهرکرنے کا ارادہ تہا چنانچہ یہہ جمع کا اسم وجودوں کي جمعیت ظاهر کرتا ہے اور فعل واحد کا آسکے ساتھہ لگانے سے خدا کي یگانگي ظاهر هوتي ہے ٭

The Christian divines deduce the doctrine of the trinity of God from the word *Elohim*, by arguing that, as the Hebrew word *Bara* used in this verse with *Elohim* (nominative to it,) is plural, the inspired Writer has designed to demonstrate the plurality of persons in the unity of the Godhead: namely, as the plural noun denotes the plurality of persons, so the singular verb joined to it denotes the unity of the Godhead.

اِس خیال کو تمام اگلے اورحال کے یہودي جو عبري زبان کے محاورہ سے بخوبي واقف ہیں اور ہم مسلمان بہي صحیح نہیں جانتے کیونکہ اس مقام سے نہ تثلیث پائي جاتي ہے اور نہ جمعیت وجودوں کي ثابت هوتي ہے ٭

The conclusion arrived at from this train of reasoning was not and is not accepted as correct by learned Jews, either in the ancient or modern times, and yet there can be no question that they were thoroughly versed in the Hebrew idiom. It is also disallowed by us Mohomedans: because, the expression from which Christians derive their opinion, can be made to prove neither the trinity of persons in the Godhead, nor any plurality in Him at all.

אלהים (الوهیم) کے لفظ کا مادہ אלה (إله) ہے بمعنے عبادت مگر یہہ لفظ یہودي زبان میں مستعمل نہیں ہے אלוה (الوه) کا لفظ جو اُس سے مشتق هوا ہے وہ مستعمل ہے اورمعبود برحق اورمعبود باطل دونوں معنوں میں اسکا استعمال آتا ہے ٭

The Hebrew word *Elohim* has its origin from *Elah* meaning worship, which is now obsolete in the Hebrew language; but the word Elawah derived from this root is still in use among the Jews, and is applied both to the true and false objects of worship.

The use of *Elowah* in reference to the true objects of worship.
Neh. IX. 17.

Elohim is, in a strict sense, derived from *Elowah*, and signifies more than one object of worship. It is likewise applicable both to the true and false objects of worship, and also to kings, judges, chiefs, and angels.

Its use in reference to the false objects of worship.
Dan. XI. 37,38.
2. Ch. XXXII. 15.
Hab. I. 11.
Job. XII. 6.

It is not an essential rule to be followed, that this word should always be used only in the sense of a noun plural, since it is often used as denoting only one person. In the passages to which I refer in the margin, God was pleased to address Moses, that He would make him an *Elohim* to Pharaoh, and that he should be to him (Pharaoh) in stead of *Elohim*, i. e. a judge. These passages clearly prove that the use here made of this word, conveys the sense only of one person, without any plurality whatever, but on the contrary, the unity of the individual addressed.

Exo. VII. 1.
—IV. 16.

The use of *Elohim* as a noun plural in reference to the false objects of worship.
Deu. XIII. 17.
—XXXII. 39.
Jud. V. 8.
—X. 14.
1. Kings IX. 2.
2.—XIX. 18.

Now, it remains to be considered, when or on what occasions according to the Hebrew usage, this word is employed as a noun singular, and when as a noun pluarl. We find by examining the con-

אלהים (الوهيم)

الوہ بمعنے معبود برحق
نحمیا ۹—۱۷
الوہ بمعنے معبود باطل
دانیال ۱۱—۳۷و۳۸
۲ تواریخ ۳۲—۱۵
حبقوق ۱—۱۱
ایوب ۱۲—۶

اسي لفظ سے بنا ہے اِسکے معنے معبودان کے هیں اِسکا استعمال بهي معبودان باطل اور معبود برحق دونوں پر آتا ہے علاوہ اِسکے یہہ لفظ بادشا هوں اور قاضیوں اورسرداروں اور فرشتوں کے معنی میں بهي آتا هے جمعیت کے معنے اس لفظ میں لازمي نہیں هیں بلکه اکثرجگه اوپر واحد حقیقي شخصي کے استعمال کیا جاتا ہے چنانچه جن ورسوں کا اشارہ حاشیه پر ہے اُس میں

خروج ۷—۱
خروج ۴—۱۶

خدا نے حضرت موسی کو کہا که میں نے تجہے فرعون کے لیئے אלהים (الوهیم) بنایا اور یہہ بهي کہا که تو هارون کے لیئے الوهیم هوگا اِن ورسوں سے بخوبي ظاهر هے که یہہ لفظ اکیلے حضرت موسی پر بولا گیا جنمیں کسیطرح نه تثلیث کے نه جمعیت کے معنے هیں بلکه واحد حقیقي کے معنے میں اِستعمال کیا گیا ہے ●

اب یہہ دیکهنا چاهئیے که عبري زبان کے محاورہ کے موافق اِس لفظ کا استعمال واحد اور جمع پر کیونکر آتا ہے سو هم کتاب مقدس پر غور کرنے سے پاتے هیں که اکثر اِس لفظ کا استعمال جمعیت کے معنے میں معبودان باطل پرهواهے اوربادشاهوں

(الوهیم) بمعنے جمع واسطی معبودان باطل کے
استثنا ۱۳—۱۷
۳۲—۳۹

tents of the Bible, that the use of this word as a noun plural is made very often when allusion is made to the false gods; and that, when speaking of angels or distinguished and exalted personages it is generally used in the plural sense, and very seldom as a noun singular; but when ever reference is intended to the true object of worship, it has always been used as a noun singular. In the verse under notice it is so applied, and hence it must have been used as a noun singular. It, therefore, denotes the singularity, and not the plurality, of the object to which it is applied.

If it be argued that although this word does not convey the idea of the plurality of persons in such instances as that above referred to, yet, from the capabi-

1 Chro. V. 25.
2.—XIII. 9.
——XXV. 14.
Psa. XCVII. 7.
—CXXXVI. 2.
Jer. XXV. 11.
—XI. 12.
—XVI. 20.

Its use as a noun plural in reference to kings, & chiefs.

Exo. XXII. 28. }
Deu. X. 17. }
——Ankelos.
Psa. LXXXII. 1.
—CXXXVIII. 1.
Ge. VI. 2 - Ankelos.
—VI. 4— Arabic 1811.
Exo. XXI. 6.
—XXII. 8.
—XXII. 9.

Its use as a noun plural in reference to angels.

1. Sam. IV. 8.
—XXVIII. 13.
2.—VII. 23.
Psa. LXXXII. 6.
—VIII. 5.

Its use as a noun singular in reference to the true object of worship.

Gen. I. 1.
1. Kings XVIII. 24.
&c. &c.

پاسرداروں اور قاضیوں یا فرشتوں پر اکثر بمعنے جمعیت اور کبھي بمعنے وحدت اور معبود برحق پر همیشه بمعنے واحد حقیقي استعمال هوا هے پس بموجب اِس استعمال کے ثابت هوا که اِس مقام پر جو אלהים الوهیم کا لفظ معبود برحق کے معنوں میں آیا هے صرف وحدت حقیقي اُس سے مراد هے اور کسي طرح معنے جمعیت کے اِسمیں نہیں هیں پس جمعیت وجودوں کي اِس لفظ سے ثابت نہیں هوتي اور اگر برتقدیر یهه بات کہي جاوے که گو جمعیت وجودوں کي اِس سے ثابت نهو مگر اِس لفظ کا بمعنی جمع بهي استعمال میں آنے سے ایک لطیفه اور اشـــارہ جمعیت وجودوں کا نکلتا هے گو یہاں بمعنے واحد حقیقي استعمال کیا

قضات ٥—٨
١٠—١٤
١ سلاطین ٩—٢
٢ سلاطین ١٩—١٨
١ تواریخ ٥—٢٥
٢ تواریخ ١٣—٩
٢٥—١٤
زبور ٩٧—٧
زبور ١٣٦—٢
یرمیاه ٢٥—١١
١١—١٢
١٦—٢٠

(الوهیم) بمعنی بادشاهان وسرداران وقاضیان

خروج ٢٢—٢٨
بموجب ترجمه اُنقلس
استثنا ١٠—١٧
بموجب ترجمه اُنقلس
زبور ٨٢—١
١٣٨—١
پیدایش ٦—٢
٤
بموجب ترجمه اُنقلس و ترجمه عربي سنه ١٨١١ع
خروج ٢١—٦
٢٢—٨
٢٢—٩

(الوهیم) بمعنی فرشته ها

١ سموئیل ٤—٨
٢٨—١٣
٢ سموئیل ٧—٢٣

lity of its being used as a plural noun also, it can, in a certain sense, be taken to represent that idea, though it may have been in reality used in this verse, as a noun singular. It might be replied that it is idle to insist upon this inferential argument, unless the trinity of persons in the Godhead has been first proved. We Mohomedans can arrive at no other conclusion but the sole and indivisible unity of God from the contents of all the Scriptures.

زبور ۸۲—۹ گيا هو مگر يهه تقرير
زبور ۸—۵ جب هوسكتي هے
(الوهيم) بمعنى جسب تثليث
خداء واحد حقيقي وجودوں كي پهلى
پيدايش ۱—۱ ثابت هو جاوے
۱ سلاطين ۱۸—۲۴ حالانكه هم مسلمانوں
وغيره ۳۹ كے نزديك تمام
سكريپچرزسے بجزوحدت
حقيقي كے اور كچهه ثابت نهيں هے *

The Hebrew word *shemayim* used in this verse, has been rendered heaven in the *singular* number by several† translators of the Bible; but in a Persian translation of the Old Testament pub: 1845, it is rendered in the *plural*: it seems, however, to be a noun plural from the evidence of some other parts of Scripture. Though heaven is, in reality, one thing in itself, yet from its stages and varieties it can be spoken of as an object that admits of plurality: hence, whether the expression in question is used in the singular or plural number, the result is the same.

Job. XXVIII. 24.
—XXXVII. 3.
—XLI. 3.
Psa. CXLVIII. 4.
Isa. I. 2.

† ديكهو كتاب ايوب ۲۸—۲۳
۳۷—۳
۴۱—۳
زبور ۱۴۸—۴
اشعياء ۱—۲

שמים (شميم) اِس لفظ كا ترجمه اكثر مترجموں نے آسمان واحد كے صيغه سے كيا هے مگر فارسي ترجمه سنه ۱۸۴۵ ع ميں جمع كے لفظ سے ترجمه هوا هے اور صيغه جمع هونا اِس لفظ كا كتاب مقدس كے اور † مقاموں ميں سے بهي پايا جاتا هے آسمان حقيقت ميں ايک شى هے اُسپر تعدد كا اطلاق باعتبار اُسكے انواع يا طبقات كے هوتا هے اسليئے اُنپر خواه مفرد كے صيغه كا استعمال كيا جاوے خواه جمع كے صيغه كا دونونكا نتيجه صحيح هوتا هے *

All the ancients imagined that the firmament was a vault-like body that surrounded the earth on all sides, & revolved round it; and that the sun, moon, and stars were all studded in that heaven, and moved with it. Josephus supposed that the Heaven or firmament stood pendulous, unsupported by anything, and resembled the form of a crystalline case.

تمام متقدمين كيا يهودي اور كيا عيسائي اور كيا مسلمان يهه خيال كرتے تهے كه آسمان مثل گنبد كے مجسم هے اور زمين كے چاروں طرف محيط هے اور زمين كے گرد پهرتا هے اور چاند سورج ستارے سب اُس ميں جڑے هوئے هيں اور اُسكے ساتهه پهرتے هيں جوزيفس صاحب نے كها

The ancients were in the habit of appealing to the authority of Scripture † in support of their notions; the Mohomedans likewise regulatad their own belief in accordance with the information found on this subject in their Holy † Koran. But in point of fact neither the Koran nor the Bible contain any account which can tend to favour any such conclusions on the subject as those above alluded to. They furnish us with only so much information, that the firmament was made by God; but do not relate anything as regards its form and substance. It is proved from some passages in the Holy Scriptures and the Koran, that by the firmament is meant only the canopy that we see aloft over our heads; since, it has been said in Genesis, that God commanded the rising out from the water, of that which He afterwards called * heaven. We are informed by the Holy Koran, that what is called firmament is only the mass ‡ of mists above, and also that God causes the rains to fall from within the firmament. Thus it is, that the heaven from which the rains fall, is the same with the firmament. Those whose minds were influenced by the systems of Aristotle,

† Isa. I. 22.
Exo. XXIV. 10.
Psa. CIV. 2.

† Soora Bukr V.22.
—Raad V. 2.
—Momin. V. 64.
—Moolk V. 3.
—Toor V. 5.

* Gen. I. 8.

‡ Soora H. M. Sijda, V. 11.
Soor Namul, V.60.

ھے کہ آسمان معلق قایم ھے اور بلوري خانہ کي مانند ھے *

وہ لوگ کتاب ھاے اقدس ‡ سے بھي اپنے اس خيال کي پختگي سمجھتے تھے اور مسلمان § قرآن مجید کے الفاظ سے اسيطرح کے معنے نکالتے تھے مگر درحقيقت سکرپچرز يا قرآن مجيد ان معنوں کي طرف اشارہ نہيں کرتا اُن سے صرف اسيقدر ثابت ھوتا ھے کہ اللہ تعالے نے آسمان کو پيدا کيا اور يہہ بات کہ وہ کيسا ھے اور کيونکر ھے اس سے بحث نہيں کي چند جا کتاب مقدس اور قرآن مجيد ميں ايسے لفظ آئے ھيں جنسے معلوم ھوتا ھے کہ آسمان صرف اُس جو کا نام ھے جو ھمکو بلند دکھائي ديتا ھے کيونکہ توريت مقدس ميں لکھا ھے کہ اللہ تعالے نے پاني ميں پہلا پيدا کيا اور اُسکا نام ‡ آسمان رکھا اور † قرآن مجيد سے پايا جاتا ھے کہ جسکا نام آسمان ھے وہ دخان يعني بخارات ھيں اور بہت جگہ فرمايا ھے کہ آسمان پر سے مينھہ برستا ھے جس سے پايا جاتا ھے کہ اسي جو کا جہاں سے مينھہ آتا ھے آسمان نام ھے اگلے لوگوں کے دلوں ميں جو ارسطو کي حکمت بس رھي تھي اور جسکے سبب وہ يقين کرتے تھے کہ آسمان بلوري گنبد کي مانند ھے اُنہوں نے کتاب ھاے اقدس ميں جہاں ذرا بھي سہارا پايا وھي معنے لگاليئے مگر کتابہاے اقدس ميں جو حقيقت تھي وہ بدستور قايم ھے اور ھميشہ قايم رھيگي گو ھمارا علم اور ھماري عقل کتني ھي بدلتي جاوے *

‡ حزقيل ۱—۲۲
خروج ۲۴—۱۰
زبور ۱۰۴—۲
§ سورة بقر ايت ۲۲
سورة رعد ايت ۲
سورة مومن ايت ۶۴
سورة ملک ايت ۳
سورة طور ايت ۵

‡ پيدايش ۱—۸
† سورة حم سجدة ايت ۱۱
سورة النمل ايت ۶۰

and who, consequently, believed that the firmament was constructed in the shape of a crystalline case, neglected no occasion to strengthen this opinion by referring to the Scriptures, whenever they found in them anything which was in the least degree in conformity with their own belief. But the Scriptures stand, nevertheless, unshaken and unchangeable in their truths, and shall ever remain so, although our own imperfect knowledge and weak and finite judgment may be ever vacillating & uncertain.

The Hebrew word *arris* (earth) is one thing in itself; but under the idea of its kinds it may nevertheless be expressed in a plural form. The Hebrew plural of it is * *arasous*; the Arabic has likewise some words significant of its plural sense. The earth being a generic noun, conveys the same sense both in the singular and plural number.

* 2. Chro. XIII. 9.
——XVII. 10.

All controversies touching the shape or form of the earth with reference to what is related about it in the Scriptures or the Koran, have long since ceased. All men now know that both Science and Scripture agree in this point that the earth is spherical; but the question whether it is in rest or in motion, is yet unsettled only with those who are unwilling to accept the results of modern scientific discoveries and researches, and to give up their old prepossessions.

The system and reasoning of Aristotle have so strongly got hold of their minds, that they think if they were not to believe the theory of the earth be-

ארץ (ارص) زمین حقیقت میں ایک ہے مگر بلحاظ اُسکي انواع کے کبھي جمع کے صیغہ سے بولي جاتي ہے † اور عبري زبان میں ארצות (اراصوث) اُسکي جمع آتي ہے جیسے عربي میں ارضون اور ارضات اور اروض اوراراض اور اراضي اُسکي جمع آتي ہے مگر یہہ اسم جنس ہے اور جمع اور واحد دونوں کا نتیجہ واحد ہے *

اِسباب میں کہ کتاب ہاے اقدس اور قران مجید سے زمین کي صورت کیسي ثابت هوتي ہے مدت سے کچھہ تنازع نہیں رہا اور سب لوگ سمجھتے هیں کہ زمین گول ہے اور کتب سماویہ اور تحقیقات علمي کو اِسبات میں متحد جانتے هیں مگر درباب حرکت اور سکون زمین کے اُن لوگوں کے درمیان میں جنکے دل اِن امورات پر پرغور فکر سے خالي هیں اور صرف اپني موروثي راے کي پیروي پر سرگرم هیں اب تک تنازع باقي ہے *

اِن لوگوں کے دلوں میں ارسطو کي حکمت نے اپنا ایسا مضبوط قدم گاڑا ہے کہ وہ یہہ سمجہتے هیں کہ اگر اسبات کا

† ۲ تواریخ ۱۳ — ۹
۱۷ — ۱۰

ing motionless, and of the firmament, sun, moon, and stars revolving round it, they would be acting contrary to what is stated in the ‡ sacred records, more especially when their own senses and judgments tend to lead them to conclusions which are identical with the language of the inspired Historian. But certainly they are to blame in this unreasonable attachment to antiquated ideas long since exploded : for it is to be observed, that if the Word of God is silent with respect to the *motion* of the earth, so, on the other hand, it says nothing to the contrary about its being fixed. Thus Holy Writ stands invariable in its truth in either case, whether the earth, or the firmament be proved by the labors of science, to be the body that is in motion: i. e. whether the sun be fixed or revolving round the earth, or whether the earth itself be rotatory. It remains now to discuss those arguments by which the followers of the system of Aristotle pretend to prove from various passages in Scripture their theory of the earth being at rest ; but I shall postpone this discussion until I come to write my commentary on passages in question. The subject will therefore be taken up again.

‡ Psa. XCIII. 1.
——CIV. 5.
——XIX. 4, 6.
Soora Yaseen. 28.
—— Tariq. 11.
——Kaif. 86, 90.
——Namul. 61.
——Momin. 64.
——Najum. 6.

What we are told in this verse that the heaven and earth were created by God, is designed only to intimate to us, that God is the creator of every thing great or small; that he holds the keys

اعتقاد نہ کیا جاوے کہ زمین ساکن ہے اور وہ کسي طرح سرکتي نہیں اور آسمان اور چاند اور سورج اور ستارے سب زمین کے گرد پھرتے ہیں تو تمام کتب سماویہ کي بنیاد دہ جاتي ہے کیونکہ وہ اپنے اعتقاد میں کتب سماویہ کے چند مقاموں میں ‡ سے بھي اسیطرح سمجھتے ہیں مگر یہہ اُن کي غلطي ہے کیونکہ کتب سماویہ اِسمعاملہ میں چپ ہیں اور جس طرح اُن میں زمین کا متحرک ہونا مذکور نہیں ہے اُسیطرح اُن سے زمین کا ساکن ہونا بھي ثابت نہیں ہے بس خواہ زمین ساکن ہو اور آسمان متحرک اور خواہ آسمان ساکن ہو اور زمین متحرک کتب سماویہ جیسکہ تبھیں اپني حقیقت پر قایم ہیں باقي رہي وہ مقامات جنسے ارسطو کي حکمت کي پیروي کرنے والي زمین کا ساکن ہونا اپنے خیالات کے موافق نکالتي ہیں اُنکے خیالات کي غلطي ہم اپني تفسیر میں مناسب مقامات پر ہر ایک ورس کي تفسیر کے نیچے بیان کریں گے انشاالله تعالے •

‡ زبور ۹۳ — ۱
۱۰۴ — ۵
۱۹ — ۴ و ۶
سورۃ یسین آیت ۳۸
سورۃ الطارق آیت ۱۱
سورۃ کہف آیت ۸۶
آیت ۹۰
سورۃ النمل آیت ۶۱
سورۃ مومن آیت ۶۴
سورۃ عم آیت ۶

غرضکہ اِس آیت میں آسمان اور زمین کي پیدایش کے بیان سے صرف اتني بات بتاني مقصود ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا خدا ہے اُسیکے ہاتھہ میں سب چیز

کي کنجیاں هیں اور وهي سب چیز پر
قادر ہے *

مگر جب انسان کو یہہ بات معلوم
هوئي که یہہ تمام عظیم الشان چیزیں اور
جو کچھہ آن میں ہے وہ سب پیدا کیا هوا
ہے تو آسوقت آسکے دل میں یہہ خیال
گذرتا ہے که اِس تمام مخلوقات سے پہلے
کیا تھا آسکا بیان دوسری ورس میں ہے
که خدا کے سوا کچھہ نہیں تھا اور عالم
شہادت میں صرف پاني تھا اور خدا کي
روح آسکو سے رهي تھي *

to all mysteries, and exercises unlimited authority and control over all things.

When it becomes known to man that all things in the universe had their beginning at one time, he is naturally inclined to think of a time prior to that creation. What he thus goes to inquire about, is stated in the next verse: viz, that at that time there existed nothing but God alone; and that in the present world there was then nothing except the waters with the spirit of God moving on the face of them.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

توریت مقدس

GENESIS.

ב הָאָרֶץ הָיְתָה תֹהוּ וָבֹהוּ וְחֹשֶׁךְ עַל־
۲ اور زمین تھي ویران اور خالي اور اندهیرا اُوپر
פְּנֵי תְהוֹם וְרוּחַ אֱלֹהִים מְרַחֶפֶת עַל־פְּנֵי
منهه پانیکی ‡ اور روح خدا کي سے نے والي اُوپر منهه
הַמָּיִם ׃
پانیونکی

2. And the earth was without form and void; and darkness *was* upon the face of the deep. And the Spirit of God moved upon the face of the waters.

ג וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים יְהִי אוֹר וַיְהִי־אוֹר ׃
۳ † اور کہا خدا نے هو ‡ نور اور هوا نور

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۲ § اين كان ربنا قبل ان يخلق
رسول خدا سے لوگوں نے پوچھا کہاں تھا همارا خدا پہلی
خلقه قال كان في عماء ماتحته
پیدا کرنے اپني خلقت کے فرمایا تھا بیچ عما کے نه نیچے
هواء وما فوقه هواء || وكان عرشه على الماء
اُسکے هوا اور نه اُوپر اُسکے هوا اور تھا عرش اُسکا پاني پر

2. The people inquired into the prophet, where their God was before he had created the world. The Prophet answered them, that He was covered under the clouds (veil); and there was no air to have occupied a place either above that veil, or under it— Mishkat Chap. on the Creation. His throne (glory,) rested on the waters—Soora Hood, v. 7.

۳ || الحمد لله الذي خلق السموات والارض
سب تعریف الله کو جسنے پیدا کیا آسمانوں اور زمین
و جعل الظلمات والنور
کو اور کیا اندهیرا اور اوجالا

§ مشکواة باب بدء الخلق

‡ زبور ۳۳ — ۶
اشعیاه ۴۰—۱۳ و ۱۴
|| سورة هود آیت ۷

|| سورة انعام آیت ۱
† زبور ۳۳—۹
‡ نامه کارنتهیان ۴—۶

3. Praise be unto God, who hath created the heavens, and the earth, and hath ordained the darkness and the light—Soora Anam, v. 1.

3. And God said, Let there be light: and there was light.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

۴ || فالق الاصباح
نکالنے والا صبح کے اُجالے کا
* تولج اللیل في النهار و تولج النهار
تو لاتا هے رات کو دن میں اور تو لاتا هے هکو
في اللیل
رات میں

ד וַיַּרְא אֱלֹהִים אֶת־הָאוֹר כִּי־טוֹב
۴ اور دیکھا خدا نے نور کو کہ اچھا هے اور § بدلا کردیا
וַיַּבְדֵּל אֱלֹהִים בֵּין הָאוֹר וּבֵין הַחֹשֶׁךְ׃
خدا نے درمیان نور کے اور درمیان اندھیری کے

|| سورة انعام آیت ۹۶
§ (نسخه) روشنی کو تاریکی سے تقسیم کیا
* سورة آل عمران آیت ۲۷

4. God causeth the morning to appear—Soora Anam. v. 96. He makest the night to succeed the day—Soora Al-amran, v. 27.

4. And God saw the * light, that *it was* good: and God divided the light from the darkness.

* Heb. *between the light and between the darkness.*

۵ * و جعلنا اللیل والنهار ایتین فمحونا
اور کیا همنے رات اور دن کو دو نشان پھر مٹایا
ایت اللیل و جعلنا آیت النهار مبصرة
همنے نشان رات کا اور کیا همنے نشان دنکا دیکھنے کو

ה וַיִּקְרָא אֱלֹהִים לָאוֹר יוֹם וְלַחֹשֶׁךְ
۵ اور کہا خدا نے نور کو دن || اور اندھیریکو
קָרָא לָיְלָה וַיְהִי־עֶרֶב וַיְהִי־בֹקֶר יוֹם
کہا رات اور ‡ تھی شام اور تھی صبح دن
אֶחָד׃

* سورة بنی اسرائیل آیت ۱۲
|| زبور ۷۴—۱۶
۱۰۴—۲۰
‡ (نسخه) شام اور صبح هوئی اول دن

5. We have ordained the night and day for two signs of our power; afterwards we blot the sign of the night, and we cause the sign of the day to shine forth—Soora-Bani Israel, v. 12.

5. And God called the light Day, and the darkness he called Night. † And the evening and the morning were the first day.

† Heb. *and the evening was, and the morning was.*

NOTES.

V. 2. It cannot be denied that what is stated in this verse, relates only to the beginning of this present material world; since, the existence of spirits and angels (spoken of in the other parts of Scripture,) is not alluded to in it.

تفسیر

۲ کوئی شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ اس دوسری ورس میں بھی جو کچھہ بیان هوا هے وہ عالم شہادت کی ابتدا کا بیان هے کیونکہ کتاب هاے اقدس سے ارواحوں کا اور فرشتوں کا بھی وجود پایا جاتا هے اور انکی پیدایش کا اس مقام پر کچھہ ذکر نہیں هے *

The inspired Writer considered it sufficient to instruct us in those things only, which are patent to our sense of seeing; and did not think it necessary to treat of by-gone worlds, or of the works of eternal Wisdom and Omnipotence which had a prior existence.

The belief that we Mohomedans hold as regards the creation of the world, is summed up in these words:—There existed from eternity only one Holy Being; when Moses enquired the name of that Being, the answer he received,
* Ex. III. 14. was * I AM THAT I AM; and it was required of him that he (Moses) should convey His message to the Israelities, and say that it came from I AM, which proves that it is God alone who has ever lived as the *only* holy Being. This ever-existing Being has likewise been possessed of perfect attributes from all eternity. The perfect attributes which He has ever possessed, have been borrowed by him from no one else, as they have existed only in Himself; nay, his essence itself has been his attributes and his attributes his essence. The knowledge and the will of God, two of his perfect attributes, required that whatever was to happen, or to be done by God, should be known to him from all eternity, so that the most insignificant and petty object with all the circumstances or accessories connected with or depending upon its existence, had been open to the knowledge of God from the very beginning. These attributes of God, viz, his knowledge and resolution, are called by us Mohomedans the *divine writing*

حضرت موسی علیہ السلام نے اُنہیں چیزون سے جو ہمکو دکہلائي دیتي ہیں انسانوں کو تربیت کرنا کافي سمجہا تہا اسلیئے اُنہیں کي پیدایش کا حال بتلا نا شروع کیا ورنہ اِس سے پہلے یہہ سب کچہہ اور اور بہت کچہہ ہو چکا تہا *

ہم مسلمان جسطرح کہ ابتدای افرینش عالم پر اعتقاد کرتے ہین وہ یہہ ہے کہ ازل سے صرف ایک مقدس اور پاک ہستي تہي جب حضرت موسی نے اُس مقدس اور پاک ہستي کا نام † پوچہا تو یہي جواب پایا کہ میں وہ ہوں جو ہوں اور تو
خروج ۳—۱۴
میرا پیغام اسیطرح پہونچا کہ وہ جو ہے اُسنے مجہی بہیجا ہے اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہستے مطلق وہي ایک پاک ہستي ہے یہہ ہستي مطلق جسطرح ازل سے موجود تہي اسیطرح تمام صفات کمال بهي اُس میں ازل سے تہیں اور وہ صفات کمال اور کہیں سے اُسکے پاس نہیں آئیں تہیں بلکہ خود اُسکي ذات میں تہیں نہ نہ بلکہ اُسکي ذات وہي اُسکي صفات تہیں اور اُسکي صفات وہي اُسکي ذات تہي اُنہی صفات میں سے ارادہ اور علم کي صفت بہي تہي اُن کا مقتضي یہہ تہا کہ جو کچہہ خدا کو کرنا تہا اور جو کچہہ ہونا تہا وہ سب اُسکے علم میں موجود ہو چنانچہ ہر ایک ذرہ ذرہ اور جو کچہہ اُسپر گذرنے والا تہا وہ سب کچہہ اُسکے علم میں محفوظ تہا اسي صفت باري کو ہم مسلمانوں کے ہاں لوح وقلم تعبیر کیا ہے مشکواۃ میں

مشکواۃ
ان اول ماخلق الله
القلم فقال له اكتب

حدیث ہے کہ سب
سے پہلے خدا نے قلم
کو پیدا کیا پہر اُسکو کہا

board and *pen*. There is a tradition in the Mishkat, that having created the *pen* in the beginning God commanded it to write; on which the *pen* asked what *it* was to write: God said *it* was to draw up an outline or sketch of the universe. The pen then recorded what existed at that time and all that was to follow. It should not be understood that the pen so used by God, was like what we have in daily use; the expression is rather to be taken in a figurative sense as referring to that attribute of Omnipotence, by which all things were created and accomplished by His own will.—The figure of the pen is employed in order to convey to our finite sense, by means of a common and well known implement, some idea of the greatness of the Divine will and power, and of its incomprehensible working in the creation of the world and all that is in it.

قال ماأكتب قال اكتب القدر فكتب ماكان وماهوكاين الي الابد

که لکهه آسني کها کيا لکهوں۔ الله تعالے نے فرمايا که لکهه اندازه۔ عالم کو پهر آسنے لکها جو تها اور جو ابدتک هونے والا هے "یهه مت سمجهو که يهه قلم همارا سا نيزه کا يا پر کا قلم تها بلکه آسکي صفت ارادة کو اِن الفاظ سے تعبير کيا هے تاکه لوگ محسوسات ميں آسکي مثال سمجهه کر خداکي عظمت اور آسکي بزرگي پر اقرار کريں *

There is another tradition in the Mishkat to this effect, that before creating the heaven and earth God had preconceived or determined all the details of what He should do, and it is stated in the Bookharee that he had traced on his celestial tablets, the entire scheme of the creation, and the number and variety of his creatures. Are we then to imagine that the tablets here spoken of may be likened to our own common writing board or slate? By no means; but this figure is used as in the former case, to assist our minds in some slight degree in the conception of the illimitable vastness of the Divine intelligence in the display of creative power in such amazing variety, and such transcendent grandeur.

مشکواة
کتب الله مقادير الخلايق قبل ان يخلق السموات والارض

بخاري
کتب في الذکر کل شي

اسيطرح مشکواة ميں حديث هے که الله تعالےٰ نے آسمان وزمين پيدا کرنے سے پهلے مخلوقاتکا اندازه لکهه لياتها اور بخاري ميں هے که هر چيز کو لوح محفوظ ميں لکهه ليا تها" کيا لوح محفوظ هماري سي کاٹ کي تختي يا پتهرکي سليٹ تهي نهيں آسکي صفت علم کو عام لوگونکے سمجها نيکو لوح محفوظ سے تعبير کيا هے *

Upon the whole, it is to be understood, that all that has hitherto occurred or is to happen, was not hidden from the knowledge of God. The attribute of Omnipotence afterwards required, that what was thus stored in the knowledge of God, should be developed; and so it happened. It is true, the development of all objects was effected in a moment; yet, it was necessary that this should take place so as to advance by degrees. The first degree of the development of objects consisted in their having been put forth by the knowledge of God, in which only they existed before; but this opening of them did not take place so as to show them distinctly the one from the other, or in other words, their individuality was not established. The second stage of development related to the distinction made between themselves (by which that individuality was secured) to their knowledge or recognition of each other; and to the state of their being pointed to one another by their proper and distinguishing names. This degree likewise extended to the love and attachment of the objects developed among one another, the effects of which we see so openly in this world. This degree of the development of objects is denominated in our religion the *world of spirits*. It is stated in the Bookharee and the Mishkat that our prophet said, the spirits were assembled in great masses like armies; whoever of them befriended and attached himself to another in that world, has to enjoy the acquaintance and love of the other whom

غرضکه جو کچهه هوا اور هوگا یهه سبْ چیزیں علم الهي میں موجود تهیں پهرآسکي صفت قدرت نے بمقتضی اپنے کمال کے یهه چاها که آنهي صور علمیه کا جو ذات باري میں تهیں ظهور هو چنانچه آنکا ظهور هوا اگرچه آنکا ظهور آني هو مگر نفس ظهور میں تدریج لازم تهي اسلیئے ایک مرتبه ظهور کا وه تها که آن صور علمیه کا ظهور علم باري سے تو هوا مگر آنهونے کچهه امتیاز ایک دوسری سے حاصل نکیا دوسرا مرتبه ظهور کا وه تها که آنهیں صور علمیه نے جو ایک طرح کا ظهور حاصل کیا تها آسکا ظهور اِس درجه تک هوا که آنهوں نے امتیاز بهي حاصل کیا اورا پسمیں بهي ایک دوسری کو پهچانا اور میں اور تم کا اطلاق هونے لگا یهانتک که وهیں ایک نے دوسری سے دوستي و محبت بهي حاصل کي جسکا اثرهم اس عالم میں بهي پاتے هیں اور اِسیکا نام هماری مذهب میں عالم ارواح هے مشکواة میں بخاري اور مسلم سے حدیث نقل کي هے که رسول خدا صلي الله علیه وسلم نے فرمایا که ارواحیں لشکر هیں جو اکهٹي تهے آنمیں سے وهاں جسنے جس کو جانا یهان بهي آپس میں الفت هوئي اور جسنے جسکو وهاں نجانا آن میں یهاں بهي نا واقفیت رهي مگر یهه مرتبه ظهور کا ایسا هے که اِس میں کوئي چیز قابل اشاره حسي کے نه تهي جب تیسری مرتبه کا ظهور هوا آس میں هر ایک چیز

بخاري ومسلم
قال رسوالله صلی الله علیه وسلم الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وماتناکر منها اختلف

he knew there, in this world also; and whoever had no occasion to introduce himself to another, does not know him or has any concerns with him likewise here. In other words, the attachment or friendship cemented in that world of spirits was perpetuated also in our own material world. But this degree of the development of objects contained nothing that could be distinguished by the power of sense. It was not until they had reached the third stage of development that they became apparent to human sense, and assumed an individuality which gave them distinctive appellations by which they were thereafter known. We call this degree of the development of objects the *world of fancy*. After these objects had attained a more sensible state, they were provided with bodies such as we now see them to possess. This degree of the more sensible development of objects is designated the *present world*. The inspired Writer has also said in the 2nd verse, that there was nothing apparently to be seen before the distinct appearance of the present world; that in the beginning all things were hidden, as it were, under a veil, and the spirit of God moved on the waters. Our prophet has likewise said that before God had created this world, He was in *uma*, i. e. in a state of being unobserved or concealed from, or not open to, observation. The waters had already been created, and the throne of God was placed on them. *Uma* literally signifies thin transparent clouds; but, in its secondary meaning it is used in the

اشیاءِ جسمی کے قابل ہوئی اور یہہ اور وہ کا اُسپر اطلاق ہونے لگا اور اسکا نام ہماری مذہب میں عالم مثال ہے اور جب اور زیادہ ظہور اُنہی صورۂ علمیہ کا ہوا تو ہر چیز نے ایک ظاہری وجود بھی حاصل کیا جسکو ہم تم دیکھتے ہیں اور اسکا نام ہماری مذہب میں عالم شہادت ہے اِس دوسری ورس میں حضرت موسیٰ علیہ لسلام نے بھی فرمایا کہ عالم شہادت سے پہلے کچھہ ظاہر میں نہ تھا اور سب چیز پردہ میں چھپی ہوئی تھی ابتداے عالم شہادت میں پانی تھا اور روح خدا کی اُسکو سی رہی تھی اور یہی بات ہماری جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ عالم شہادت کے پیدا کرنے سے پہلے خدا عما میں یعنی پردہ میں تھا پانی پیدا ہو چکا تبا اور اُسکا عرش پانی پر تھا عما کے معنے لغت میں باریک ابر کے ہیں اور اُس سے مراد حجاب کی لی جاتی ہے مگر اس لفظ سے اِسمقام میں نہ باریک ابر مراد تھا نہ پردہ جس سے اُوٹ ہو جاتی ہے بلکہ خود اپنے آپ میں پوشیدہ ہونا مراد تھا اِس مطلب کے واضح کرنے کے لیئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس عما کے نہ اوپر ہوا تھی نہ نیچے ہوا تھی یعنی اُس سے یہہ ظاہری بادل یا یہہ ظاہری پردہ مت سمجھو بلکہ ہویت ذات کی غیبت سمجھو *

sense of a veil. However, in the above expression, it is not used in either of these senses; but is meant here to intimate that God was hidden in himself. To attest this signification of the word our prophet has added that *uma* had no air either above or below it; for which reason it should not be taken as signifying what we understand by an ordinary cloud or veil.

The four degrees out of the five above related by me, have been in existence from eternity; for they have originated from God himself, as his perfect attributes or powers made their appearance inevitably necessary; and they therefore necessarily existed from eternity with those attributes of God which caused their development, and which have been for ever with God. When the universe reached the fourth degree of development or the *world of fancy*, there remained no attributes of God which had not then made their appearance, and thus all of them became perfect, and none was defective; since, in truth, there is no excess of anything shown in the fifth degree of the appearance of objects when compared to the *world of fancy;* hence, it was not necessary that the present world should be in existence from eternity. Moreover, God only caused the objects of the *world of fancy* to appear in this world in the manner and in the order that His wisdom proposed. Thus, at one time he made the water appear in this world, at another darkness, at another light, at another the firmament and the earth, at ano'this the beasts of the

یہہ پانچ درجے ظہور عالم کے جو بیان ہوے آن میں سے پہلے چار درجے قدیم ہیں کیونکہ خدا سے آنکا وجود اورآنکا ظہور بمقتضاے آن صفات کمال باري کے ہوا ھے جو ازل سے آس میں تہیں پس جب سے وہ تہیں جب ہي سے آنکا ظہور بہي تہا اور جب ظہور عالم کا عالم مثال تک ہو گیاتو کوئي ایسي بات جس سے نقصان یا تعطل صفات باري میں ہو باقی نہیں تہي کیونکہ عالم شہادت میں کوئي زیادتي معنوي عالم مثال پر نہیں ہوئي ھے اسلیئے عالم شہادت کا قدیم ہونا کچہہ ضروري نہ تہا بلکہ وہ تمام چیزیں جو عالم مثال میں موجود تہیں جس ترتیب اور تدریج سے کہ آس ہستي مطلق کي حکمت نے تقاضا کیا آسطرح آنکا ظہور عالم شہادت میں ہوتا گیا کسي وقت آسنے پانیکو ظاہر کیا اور کسي دن اندھیری اور نور کو کسي دن آسمان اور زمین کو اور کسی دن چرند و پرند کو اور کسي دن آدم کو اور کسي دن ہم تمکو اور معلوم نہیں کہ ابہي اور کیا کیا آسکو ظاہر کرتا ھے اور کب تک بیت

چوشبہا نشستم دریں دیر گم
کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم

مگر ان تمام حالات پر غور کرنے سے ظاہر

field and the birds of the air, at another man, and at another you and me. Who can tell what he may yet do or when he may do it. We may here embody the Poet's idea, that during long and anxious nights I mused upon this world and the mysteries of creation, which surpass man's comprehension, until at length I was overcome by stupor, and obliged to flee. On taking the foregoing observations into consideration, the lesson to be derived therefrom is, that all that of which we see this world composed, is nothing but as a line drawn on the water, or a castle built on the air; and that it is for that sole Being only to enjoy and exist for ever, who has designated himself I AM. What a noble idea has been embodied by some good man in this expression: "Every thing is false besides God."

Another remarkable and profitable inference drawn from those observations, is also worthy of consideration. It is this, that all created things have but one source of existence and owe their being to the same substance or essence. The stone, the tree, the animals all share equally with ourselves in this respect. The only difference between us and them is in the diffusion among us of the substance which we all have in common in a proportionately greater or less degree. Hence it has become an inevitable rule, that all things in the world must bear a certain relative proportion to one another. Thus minerals, such as stones &c. may be conceived as gradually, yet insensibly,

ہے کہ جو کچھہ ہم دیکھتے ہیں سب نقش برآب ہے اور حي قایم اور دایم صرف وهي ایک هستي هے جسنے کہا کہ میں هوں ولله درمن قال مصرعه

الا کل شي ماخلاالله باطل *

ایک بڑا نتیجہ جو اس گفتگو سے نکلتا هے قابل غور کے هے اور وہ یہہ هے کہ تمام عالم کا وجود ایک هي چیز سے هوا هے جس چیز سے کہ همارا وجود هوا ہے اوسي چیز سے پتھراور درخت اور حیوانات کا بھي وجود هواهے اورجو چیز هم میں ہے وهي چیز آن سب میں هے صرف ظهور کے طریقه کا فرق هے جسکے سبب همکو انسان اور باقیوں کو حیوان اور درخت پتھر کہا جاتا ہے ورنه اصلیت سب کي ایک ہے اور اسبات نے یہہ بات ضروري کردي ہے کہ تمام چیزیں جوعالم میں هوں وہ سب ایک نسبت کےساتھہ هوں مثلاً معدنیات چاهئے ایک قسم پتھرکي دوسري قسم بڑا سے نباتات کے قریب

verging into, and acquiring the nature and properties of the vegetable kingdom, and possibly some specimen of mineral may be found as partaking largely of the vegetable character; and so also the things of the vegetable kingdom may, in the process of ages, betray a resemblance to the animal kingdom, and some description of vegetable may possibly be found at last as possessing the peculiar characteristics of an animal to such a degree as to lose its own individuality as a vegetable. In like manner, the various species of animals may be said to bear, link by link, a progressive yet unmistakeable conformity and resemblance to man, and it may not be impossible to pitch upon some particular species as carrying that resemblance to such an extent as to be almost identical. It is evident that people will not, in the present state of our knowledge, believe in the successive connection and resemblance of creatures among themselves, of which I have treated; but I hope the gradual and anxiously expected progress in learning and science, will illustrate the fact, and teach us to beleive in it; and then the accuracy and truth of that which proceeded from the pen of the inspired writers will be abundantly made manifest. It is also to be observed that as there are creatures inferior to us in degree, in the possession of the divine essence which we all have in us, so there are also others that are superior to us in tha' respect. There can be no reason tce lig~t the opinion of those who denyBut all thisce of the latter creature erior to ourselves.

ھوتي جاویں یہاں تک کہ اخیر قسم معدنیات کي نباتات سے نہایت مشابہ اور قریب قریب ھو اسیطرح نباتات چاھیئے کہ ایک قسم نباتات کي دوسري قسم نباتات سے حیوانات کے قریب قریب ھوتي جاوی یہاں تک کہ اخیر قسم نباتات کي نہایت قریب ترھو حیوا نات کے اور اسیطرح حیوانات کي قسمیں قریب تر ھوتي جاویں انسان کے یہاں تک کہ اخیر قسم حیوان کي نہایت قریب قریب انسان کے ھو اِس ترتیب سے معدنیاب ونباتات اور حیوانات کے پیدا ہونے پراگرچہ ابھي لوگ یقین نکرینگے مگر ترقي علم کي جو روز بروز ھوتي جاتي ہے امید ہے کہ وہ ھمکو اِن سب باتوں پر یقین کرادے گي اور جان لیا جاویگا کہ جو بات ملہم شخصوں کے ھونٹوں سے لیکلي ھے وہ کیسي سچ تھي اسي جگہہ سے یہہ بات بھي سمجھہ لو کہ جسطرح ھم اپنے سے نیچي درجہ بدرجہ مخلوقات دیکھتے ھیں اسي طرح ھمسے اوپربھي درجہ بدرجہ بہت سي مخلوقات خدا کي ھے جس سے اگر انکار کیا جاوی تو انکار کے لیئے کوئي دلیل نہیں ہے *

Our best doctors are of opinion that no great debate should be undertaken or agitated in respect to the matters of the creation of the world; that it is sufficient for us strongly to abide with this belief only, that there existed nothing in the beginning or from eternity except God alone; and that all things sprung out of nothing and began to exist by the omnipotent command and will of God. These are the fundamental principles of faith believed in, and received by us Mohomedans, as well as by the Jews and the Christians.

مگر همارے مذهب کے اکثر علماء کي يهه راے هے که درباب آفرينش عالم کے زيادہ کاوش اور بحث کرني نهيں چاهيئے بلکه صرف اسقدر مضبوط اعتقاد رکهنا چاهيئے که ابتدا ميں صرف ذات باري تهي اور کچهه نه تها بمجرد آسکے حکم کے تمام چيزيں نيست سے هست هو گئيں اور آسنے اپنے کمال قدرت سے آنکو موجود کرديا چنانچه يهي اعتقاد هم مسلمانونکا هے اور يهودي اور عيسائي سب بهي اعتقاد رکهتے هيں *

—*Void and without form*— This verse expressly intimates, that the earth had not then assumed any regular shape or form, and that the matter of which it was afterwards composed, was dispersed and diffused in the waters.

(ويران اور خالي) يعنے زمين نے ابتک کوئي صورت نهيں پکڑي تهي اور آسکا مادہ جس سے زمين بني منتشر اور پاني ميں ملا هوا تها *

The Hebrew word *Hoshikh* used in this verse has been taken by all Commentators in the sense of *darkness,* i. e. the object which prevents us from seeing things for want of light. The meaning of the word so adopted is indeed right; but independently of it another notable meaning may be suggested, viz: the darkness here spoken of may not be taken to imply the usual want of light; for, nothing had hitherto been created, nor were there yet any creatures who might be said to have been capable of distinguishing between darkness and light. The darkness is intended here to express what is spoken of under the the name of *uma* in our religious books. The plain sense of the verse may be thus understood, viz: that all things had

חשך (اندهيرا) تمام مفسرين اس لفظ سے يهي تاريکي سمجهتے هيں جو بسبب نهونے روشني کے موجودات کے دکهائي دينے سے باز رکهتي هے يهه معنے جو مفسروں نے لئے صحيح هيں اور يهه بهي ممکن هے که اس اندهيری سے يهه ظاهري اندهيرا مراد نه ليا جاوے کيونکه ابهي تک نه کوئي چيز ظاهر هوئي تهي اور نه کوئي ديکهنے والا تها بلکه اس مقام پر اندهيری سے رهي حجاب مراد ليا جاوے جسکو هماری هاں کي مقدس کتابونميں عماء کہا هے اور مراد يهه هے که تمام چيزيں جو اسکے بعد ظاهر هوئيں سب پردہ عدم [illegible] اور آس بڑے تماشا کرنے واليکے قسم [illegible] تماشا پردہ ميں سے نهيں [illegible] هي آپ تها *

not hitherto been created or caused to make their appearances; and that the great and all powerful Designer and Maker of the universe had not then exerted his will to raise the curtain and call into being his myriads of creatures; but that He and He alone, was in the midst of chaos.

The H. word *toohoo* of this verse has been rendered by some translators, *water, waters, sea, deep*. It is translated *gumer or loojja*, i. e. a mass of water, in the Arabic Version pub. 1811, and in the Persian 1822, 38. The rendering in those versions is very exact to the Original Hebrew. It is evidently proved from this verse that water was created the first of all.

The Hebrew words *Rooah elohim* signifying the Spirit of God, are deserving of our earnest consideration and attention. The *rooah* signifies both *spirit* and *air*; and some translators* have rendered it *air*. The expression in this verse is thus explained by some learned Hebrew scholars: † "the throne of God's glory rested in the air or heaven by the breath of his mouth, i. e. by his command." This explanation of the expression is quite identical with what is stated in our Holy Koran, namely: "that the throne of G[illegible]d on the water;" but its exp[illegible]ferently made by our lear[illegible] But all this [illegible]e say, it is un-

e hence lig

* Chaldee-Ankelos. Arabic 1811.

† See Commentary by Rushee.

תהום (تہوم) کا ترجمہ سب مترجموں نے پاني یا پانیوں یا سمندر کیا ھے اور عربي اورفارسے مترجم نے غمر اور لجہ جسکو اردو میں پانیکی ڈھیر سے تعبیر کیا جاسکتا ھے اور درحقیقت اِس سے بہتر ترجمہ نہیں ھوسکتا اِس ورس سے علانیہ ظاھر ہے کہ سب سے پہلے پاني پیدا ھوچکا تھا *

عربي سنہ ١٨١١ع، فارسی سنہ ١٨٢٨ع، فارسی سنہ ١٨٣٨ع — غمر، لجہ

ורוח אלהים (اور روح خدا کي) یہہ ایک لفظ نہایت غور طلب ھے اِس کے معنے روح کے اور ریاح کے یعني ھوا کے دونوں آے ھیں کئي مترجموں نے اِس لفظ کا ھوا ترجمہ کیا ھے † علماے یہودي اِسکا مطلب یہہ لکھتے ھیں کہ " خدا کے جلال کا تخت قایم تھا بیچ جو کے خدا کے منہہ کي ھوا سے یعني اُسکے حکم سے " یہہ مطلب بالکل مطابق ھے اُس مضمون سے جو ھماری قران مجید میں آیا ھے کہ (خدا کا عرش پاني پر تھا) مگر اِس کے معنی بیان کرنے میں ھماری ھاں کے علماء میں اختلاف ھے بعضی کہتے ھیں

آنقلس کالدّي ترجمہ
عربي سنہ ١٨١١ع رِیاح الله

† دیکھو تفسیر رشي

necessary for us to make any great debate on the subject; that we are only explicitly to believe that there was a throne of God, and it was placed or seated on the water. The right signification of the expression is made evident, from the use of the Arabic word *arsh*, ‡ i. e. throne which represents the glory and greatness of God; it is therefore to be understood that the water had been created in the very commencement of the formation of the present world; and the Glory and Majesty of God specially shone and appeared on the water: since, He was to make all things spring out of it. The expression "the Spirit of God moved &c." conveys exactly the same sense with the foregoing.

‡ See Kamoos.

Christian divines, in opposition both to us Mohomedans as well as to the Jews, apply a different sense to the aforesaid expression. They affirm that the word *spirit* here represents the third person of the Trinity, viz the Holy Ghost. But we Mohomedans and the Jews likewise do not concur with them in this opinion: because, in the first place, it is to be observed that according to our views the doctrine of the Trinity cannot be deduced from all the Scriptures. Again, independently of this opinion, the word *spirit* as here used can, by no means, be made to represent one of the persons in the Trinity; for, it is here used as a *noun governed* by the *governing* or *possessive noun God*, which, standing for the Hebrew word *elohim* according to the sense adopted by the

که همکو اس پرزیادہ غور کرنی درکار نہیں هے اور اسي پر اعتقاد رکھنا چاهیئے که خدا کا ایک عرش هے اور وہ پاني پر رکھا هوا تھا مگر مطلب جو صریحاً اس سے پایا جاتا هے وہ یہه هے که عرش کے معني بزرگي اور جلال کے آتے هیں پس مراد آیت کي صاف هے

في القاموس العرش العز

که عالم شهادت کي آفرینش سے پہلے صرف پاني پیدا کیا گیا تھا اور خدا کي شان اور اُسکا جلال پاني پر تھا کیونکه وہ پاني هي سے تمام چیزونکو عالم شهادت میں پیدا کرنے والا تھا اور اسي واسطے اُسکے جلال کو پاني پر هونے سے مخصوص کیا گیا هے اور یهي مراد اسمقام میں روح کي پاني پر هونے سے هے ❋

مگر علماء مسیحي روح کے لفظ سے برخلاف یہودیوں کے اور برخلاف هم مسلمانوں کے مراد اپنے هیں وہ کہتے هیں که تثلیث میں کا تیسرا وجود جسکا نام روح القدس هے وہ اس مقام پر روح کے لفظ سے مراد هے مگر هم مسلمان اور نیز یہودي اسکو تسلیم نہیں کرتے هیں کیونکه اول تو تمام سکریپچرز سے تثلیث ثابت نہیں اور اگر بالفرض اُس سے قطع نظر بھي کیا جاوے تو روح کے لفظ سے تثلیث میں کا تیسرا وجود مراد نہیں هوسکتا کیونکه روح کا لفظ مضاف هے الوهیم کي طرف اور جب الوهیم کو جمع کا صیغه قرار دیا تو اُس میں تینوں وجود تثلیث کے یعني باپ اور بیٹا اور روح القدس داخل هیں اور مضافات مضاف الیه غیر هوتا هے مضاف الیه لئے قسم پر [illegible] بالضرور غیر هوني

هیں

چاهیئے باپ اور بیٹے اور روح القدسؔ
یعني اقانیمِ ثلثه تثلیث کے پھر کیونکر
اِس روح کے لفظ سے تثلیث میں کا تیسرا
وجود مراد هوسکتا هے ✱

Christian doctors, is a noun plural comprehending under it the three persons of the Trinity, viz, the Father, the Son, and the Holy Ghost. It is well known that the *noun governed* is a quite different thing from the *noun governing*: whence, it is of necessity proved that the word *spirit* under question should be a thing different from and independent of the Father, the Son, and the Holy Ghost. How then can the word *spirit* as here applied, be assumed as indicative of the third person of the Trinity?

מרחפת (مرحفث) سے نے والي عبري
میں یهه لفظ اُن معنوں میں بولا جاتا هے
جبکه کوئي جانور انڈی سینے کے وقت
پھول کر اور سب انڈوں کو اپنے تلے کرلیتا
هے اِسمقام پر اِس لفظ کا اِستعمال بهت
مناسب تها تاکه خدا کي وه شان جو
اُسوقت میں تهي خیال میں آجاوی
کیونکه خداتعالے پاني هي سے سب چیز
پیدا کرنیکو تها ✱

The Hebrew word *marahapheth* expresses that position of a bird which she assumes at the time she swells her body with a view to cover all her eggs. This word is here applied as a simile to convey to the human mind some idea of the state in which God is supposed to have stood, when he was about to create all things out of the water.

מים (میم) (پانیکے) بعض مترجموں
نے اس لفظ کا واحد کے صیغه سے ترجمه
کیا هے بعض نے جمع کے صیغه سے کتاب
اقدس میں اسپر جمع کا بهي اطلاق آیا هے
اسلیئے که کئي جگه اسکے لیئے ‡ جمع کا
فعل آیا هے مگر حقیقت میں یهه لفظ
اسم جنس هے اور اسپر باعتبار تعدد انواع
کے جمع کا اطلاق هوتا هے پس واحد اورجمع
دونونکا نتیجه واحد هے ✱

‡ پیدایش ۱—۹
۷—۲۴

The Hebrew word *máim* has been rendered by some translators *water* in the singular, and by others *waters* in the plural. From some passages * of Scripture it seems to have been used both in the plural, as well as in the singular number. Both ways may therefore be taken to be correct.

* Gen. I. 9.
—VII. 24.

۳ اِس آیت سے اس عالم کي پیدایش
کا ذکر شروع هوا ' اس کلام سے که خدا نے
کہا که نور هو معلوم هوتا هے که تاریکي پهلے
پیدا هوچکي تهي بعض علماء همارے

V. ³·· This verse describes the primary to see of creation and the very earli ee it was ~ighty's handiworks. Fro·⁶, hence light mu... "Let there be ligld. But all this seemea creation of,

darkness preceded that of light. Some of the doctors of our own religion assert, that darkness in itself is nothing, and it is only the want of light that is so named. This assertion is however not correct, for, if it be admitted to be so, it will then be concluded that before the light had no existence, the darkness prevailed over all space from eternity with God; and did not owe its creation like all other objects, to God, which would be too absurd an idea to be seriously accepted. God has so regulated and fixed the system of our world, that in it darkness and light are to follow each other by turns, and this constant and regular succession of one to the other has of necessity impressed on our minds the conviction, that darkness should not stand in the place of light, nor light in that of darkness. As we cannot realize the appearance, at the same time, of both darkness and light, so we cannot conceive the absence of both at the same time. But this want of power to grasp such an idea is due to the imperfect and frail nature of our own understanding: for, as we cannot know what had existed in space before anything was created, so in like manner we cannot know or find out what had been there when light and darkness were not in existence. We believe that there existed nothing except God from all eternity; darkness and light having been created by Him: it is therefore folly to think of *darkness* as an object that was not created by God.

مذهب کے یہہ کہتے ہیں کہ تاریکي امر وجودي نہیں ہے بلکہ عدم النور کا نام تاریکي ہے مگر یہہ قول صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اِس سے لازم آتا ہے کہ تاریکي قدیم اور غیر مخلوق ہو اور یہہ صریح باطل ہے ' خدا تعالے نے اس دنیا کا انتظام اِسطرح پر کردیا ہے کہ تاریکي جاتي ہے اور روشني آتي ہے اور تاریکي آتي ہے اور روشني جاتي ہے اور اس سبب سے ہمارے خیال میں جم رہا ہے کہ تاریکي ہوگي تو روشني نہوگي اور روشني ہوگي تو تاریکي نہوگي اور جیسے یہہ بات ہمارے خیال میں نہیں آتي کہ تاریکي اور روشني دونوں ایک ساتھہ موجود ہوں ویسے ہي ہماري خیال میں یہہ بات نہیں آتي کہ تاریکي اور روشني دونوں ایک ساتھہ نہوں مگر یہہ قصور ہماري عقل کا ہے جیسا کہ ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ جب کوئي چیز پیدا نہیں ہوئي تھي تو کیا تھا ویسے ہي ہم اِسکو نہیں سمجھہ سکتے کہ جب تاریکي اور نور دونو نہ تھے توکیا تھا ہم یقین کرتے ہیں کہ ابتدا میں صرف خدا کي ذات تھي اُسکے سوا کچھہ نہ تھا نہ اندھیرا نہ روشني پھر اُسنے سب کو پیدا کیا پس تاریکي امر عدمي نہیں ہے بلکہ مخلوق اور امر وجودي ہے *

† D'Oyly and Mant, Vol. I. Pa. 2. The Hebrew word *yomir* † literally

میں
اور رو
† ...میات ... غیر ... تھا) ‡ بشب
پتر کہنے قسم ... بالضرور جہاں کہیں

meaning commanded or ordered, has been rendered *said* in all the English versions of the Bible. "Wherever in the history of the Creation" says Bishop Patrick "we read these words *He said*, the meaning must be understood *He willed*." "With God," says Bishop Pearson, "to will is to effect, to determine is to perform." The word under consideration has been however translated *willed* in the Arabic Version pub. 1811., and we Mohomedans accept it as rightly applied in this sense. It is to be remembered that we and Christians are here shown quite to agree in explaining the meaning of this word.

پیدایش کے حال میں یہہ لفظ آیا ہے تو اسکے معنے یہہ سمجھنے چاهئیں که خدانے چاها" بشپ پیرسن صاحب اسکي دلیل میں کہتے هیں که " یہہ عجب قوت خدا کي سزاوار تعریف ہے که آسکا چاهنا کسي کام کا گویا کرلینا ہے اور اراده کرنا گویا پورا کرنا ہے " عربي ترجمه سنه ١٨١١ ع میں جہاں یہہ لفظ آیا ہے آسکا ترجمه شاء کیا ہے یعني چاها هم مسلمان بهي اس لفظ کے یهي معنے سمجهتے هیں اور اسبات کو یاد رکہنا چاهیئے که اس لفظ کے یہہ معنے لینے میں هم اور عیسائي دونوں متفق هیں *

—light) The light which is spoken of in this verse, denotes a natural object which seems to have been called into being before the creation of the Sun, Moon, and stars, which would appear to have derived their effulgence from that light.

אוֹר (آور) (نور) اس لفظ سے ایک قدرتي نور مراد ہے جو قبل پیدایش آفتاب اور ستاروں کے پیدا کیا گیا تها اور وهي نور آفتاب اور ستارونکے وجود کا ماده ہے *

The creation of light related in this verse has occasioned a great many difficulties to some Christian divines. Those who have made laborious investigations into the phenomena of the present world, have agreed that light had existed for ages previous even to the first day of Creation: for, the exhumed remains of animals belonging to ages long gone by and anterior to man's appearance upon earth, had eyes: from which it was not unreasonably argued and concluded that since eyes were given to see with, and that in order to see it was necessary to have light, hence light must have then existed. But all this seemed directly con-

نور کي پیدایش پر جو اس ورس میں بیان هوئي ہے بعض علماء عیسائي کو بہت مشکلیں پیش آئي هیں جن لوگوں نے دنیا کے حالات پر موجوده علامتوں سے زیاده تحقیقات کي ہے وه کہتے هیں که روشني اول دن کے کام سے بهي مدتوں پیشتر موجود تهي کیونکه حیوانات کي جو بقیه هڈیاں ایسي زمانوں کے هاتهه آئي هیں جو انسان کے ظہور سے مدتوں پیشتر گذر گئے تهے آن هڈیوں میں آنکهیں موجود هیں اور ظاهر ہے که آن حیوانات میں آنکهیں دیکهنے کو بنائي گئیں تهیں اسلیئے آس زمانه میں بهي روشني کا هونا ضرور پڑا اور یہہ سب باتیں کتاب اقدس کے برخلاف

trary to the Scriptures, which spoke thus of the first day, *and God siad, Let there be light and there was light;* (Gen. I. 3.) and that the work of the first day included the *creation* of *the Sun, Moon,* and *stars* (Gen. I. 16, 18.)

The difficulty here presented has been thus solved by some Christians: "in the first place, it is not said that light was *created* or *made* at all: it is *called forth*: it is commanded to shine out of darkness, which was upon the face of the deep. Nor, with reference to the second passage, it is said that the Sun, Moon, and stars were *created* on the *fourth day:* the word is *made*—God MADE *two great lights*—the original word for which is used in the sense of *did, appointed, constituted, set for a particular purpose or use;* and never once in the hundred and fifty places where it occurs in Genesis, it is used in the sense of *created.*" The language of this quotation is an attempt to prove that the objects spoken of in it, had already had a prior existence, and that at this time God only assigned to them their respective spheres or appointments.

This solution of the diffiuculty is not however so satisfactory as to be acceptable to the mind. The Jews, Christians, and Mohomedans all concur in saying, that by relating in the very beginning of his Cosmogony that God is the Creator of every great and small thing, the object of the sacred Historian was to illustrate the inconceivable and omnipotent supremacy of Jehovah; and so to impress upon the minds of men,

معلوم هوتي هيں جسميں اول روز كا بيان اسطرح † پر ہے كه خدانے كہا نور هو پہر نور هوگيا اور پہر چوتہے دن كے كام ميں سورج چاند ستاروں كي ‡ پيدايش كا بيان هوا ہے •

اِس مشكل كا حل بعض علماء عيسائي نے اِسطرح پر كيا ہے كه " اول مقام ميں يہه نہيں كہا گيا ہے كه روشني ازسرنو پيدا كي گئي يا بنائي گئي تهي بلكه اُسكو طلب كيا گيا تها اور اُسكو يهه حكم ديا گيا تها كه تاريكي ميں سے. جو پاني كے منہه پر تهي چمك نكلي اور دوسري مقام پر بهي يهه نہيں. كہا گيا ہے كه آفتاب اور چاند اور ستارے چوتہے روز پر پيدا كيئے گئے تہے بلكه جو عبري لفظ يہاں استعمال هوا ہے وه بمعنے كيا اور مقرر كيا اور بنايا اور خاص مطلب يا استعمال كے ليئے مقرر كيا كے معنوں ميں مستعمل هوا ہے ڈيڑھسو جگه كتاب پيدايش ميں يہه لفظ آيا ہے اور ايك جگه بهي پيدا كرنے كے معنوں ميں استعمال نہيں كيا گيا " حاصل يہه كه يہه سب چيزيں پہلے سے تهيں صرف اُن كو كاموں پر مقرر كيا گيا تها ✻

مگر يہه تقرير جو بيان هوئي دلچسپ نہيں ہے پہلے هي ورس سے تمام يهودي اور عيسائي اور مسلمان كتاب اقدس كا يہه منشاء سمجہتے هيں كه ان تمام چيزونكا بيان ابتداء هي ميں اسليئے هوا ہے تاكه اِسبات كے جان نے سے كه تمام چيزونكا پيدا كرنے والا خدا ہے لوگوں كے دل ميں خدا كي عظمت اور بزرگي پيدا هو اور اُسكي شريعت كي اطاعت پر سرگرم هوں اور

† پيدايش ١—٣

‡ پيدايش ١—١٦ لغايت ١٨

the exalted nature and boundless Power of this Divine Being, that they might the more willingly, and with becoming awe and reverence, receive and obey his laws and his commands. The attainment of this object would have been impossible, had it not been said, that there had existed nothing from eternity but God alone; He created the light, the sun, moon, and stars &c. On the other hand, if such a form of expression had been adopted that the light, sun &c, had long been in existence; that they were merely called forth or appointed by God to their respective functions, it might possibly have left room for cavil, and engendered the notion that there existed some other power more mighty than our God; and that He had only to arrange and reduce to order and system, the designs and creations of a still higher Power. We Mohomedans, therefore, do not admit the above solution of the difficulty as satisfactory and correct. What we understand to be the teaching of these verses is, that all things which we now see had then no existence, when it pleased God to begin to create them; of which He created light the first day, and the sun the fourth day. The objection offered against this explanation cannot, in truth, be raised, as will appear from the discussions which I shall shortly enter upon in connection with the subject.

یہہ بات جب هي حاصل هوتي ہے جب کہا جاوے کہ پہلے اِن چیزوں میں سے کوئي چیز نہ تہي خدا هي نے نور پیدا کیا خدا هي نے سورج چاند ستاری پیدا کیئے اور اگر برخلاف اِسکے ایسا طرز کلام اختیار کیا جاوے جسکا یہہ منشاء هو کہ نور اور سورج پہلے سے تہے صرف اُنکو خدا نے طلب کیا تہا یا ایک خاص کام پر مقرر کیا تہا تو وہ مطلب حاصل نہیں هوتا بلکہ یہہ شبہہ رهتا ہے کہ خدا سے بہي بڑا کوئي اور شخص ہے جسنے اُن کو پیدا کیا اور خدا صرف اُن کو کاموں پر مقرر کرنے والا اور صرف اُن کا منتظم ہے اسلیئے هم مسلمان اِس تقریر کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اِن ورسوں کے یہي معنے سمجہتے هیں کہ یہہ سب چیزیں معدوم تہیں درحقیقت خدا نے پہلے دن نور پیدا کیا اور چوتہے دن آفتاب پیدا کیا اور جو اعتراض کہ اسپر کیا جاتا ہے درحقیقت وہ اعتراض نہیں هوتا چنانچہ عنقریب اُسکی نسبت جو گفتگو هم بیان کریں گے اُس سے معلوم هو جاوے گا *

V. 4. *God saw &c.)* This does not imply that God possessed no knowledge of the beauty and magnificence of Light before he called it into being,

۴ ויירא אלהים (ویرا الوهیم) (اور دیکہا خدا نے نور کہ اچہا ہے) اِس سے یہہ مطلب نہیں ہے کہ خدا کو پہلے نور کي کیفیت معلوم نہ تہي جب اُسکو پیدا کرچکا تو یہہ بات

and that He acquired this knowledge only after its creation. By no means; on the contrary, this language is only to be understood as indicative of the surpassing elegance and ineffable grandeur of the works performed by the Almighty Power, and by the Divine *approbation*; it may be concluded, that it was a kind of assent or command that all his great works were to continue, to the end of time, to perform the functions severally appointed for them.

جاني كه اچها بنا بلكه اسطرح كا طرز كلام صرف اُس چيزكي خوبي اور اچهاپن کے ظاهر كرنے كو استعمال هوتا هے اور مراد اُس سے صرف اسقدر هے كه جو كچهه بناديا هے وه اسيطرح جاري رہے ●

—*divided)* That is separated the light from the darkness, so that where light prevailed, darkness should not intrude, and vice-versa. It is therefore shown that on the formation of light, darkness had not perished, but they both occupied their respective places.

ויבדל(ويبدل) (اوربدا كرديا) يعني نور كوجدا كرديا اور اندهيري كوجدا كرديا اس طرح پر كه جهاں نور هو وهاں اندهيرا نهو اور جهاں اندهيرا هو وهاں نور نهو اس سے معلوم هوا كه نور كے پيدا هونے سے اندهيرا بالكليه معدوم نهيں هوا تها بلكه نور اپني جگه پر موجود رها اور اندهيرا اپني جگه پر موجود رها ●

V. 5. The two Hebrew words *irib* and *bookir* occuring in this verse, signify the evening and the morning. The evening is the time when the day is over, and it begins to grow dark; the morning is the time when the night is over and it begins to grow light. However, these words are not taken here in the sense in which we now respectively understand them, but the evening is intended to represent the *darkness*, and the morning the *light*. Hence, the verse implies that the darkness was the night of the first day; and the light its day.

۵ (شام اور صبح) اس ورس ميں دو لفظ هيں ايک عرب جسكے معنے شام كے هيں اور دوسرا بكر جسكے معنے صبح كے هيں حقيقت ميں شام اُسوقت كو كهتے هيں جب دن ختم هوتا هے اور رات شروع هونے كو هوتي هے اور صبح اُسوقت كو كهتے هيں جب رات ختم هوتي هے اور دن شروع هونے كو هوتا هے مگر يهاں يهه مراد نهيں هے بلكه يهاں اندهيريكو شام اور نور كو صبح كها هے پس معنى اس ورس كے يهه هيں كه اندهيرا تو پهلے دن كي رات تهي اور نور پهلے دن كا دن تها ●

Christian divines seem to accept these words in the same sense as we do. "By the evening," says Dr. Wells, is denoted the whole course of darkness;

علماء عيسائي نے بهي ان دونوں لفظوں كے يهي معنے ليئے هيں ‡ ڈاكٹر ويلزصاحب كهتے هيں كه شام سے اسمقام پر تاريكي كا

‡ تفسير ڈايلي جلد ۱ صفحه ۲

and by the morning the whole following course of light. The evening is mentioned before the morning, probably because the darkness was before the light according to the history of the Creation."

تمام دور مراد ہے اور صبح سے آسکے آگی آنی روشنی کا تمام دور اور شام کو صبح سے پہلے غالباً اِسلیئے بیان کیا ہے کہ اندھیرا پیدایش کی تاریخ بموجب اوجالے سی پہلے وجود رکھتا تھا ●

"'Hence the natural day of the Jews," says Bishop Kidder, "began in the evening. Lev. XXIII.32." For the same reason the lawful day with us Mohomedans begins likewise with the night which precedes it, and ends with the evening of the following day. Never do we begin our day with the morning, and end it by the following night.

بشپ کڈر صاحب کہتے ہیں کہ "یہی سبب ہے کہ یہودیوں کا قدرتی دن شام سے شروع ہوتا † ہے" ہم مسلمانوں کے ہاں بہی اسی سبب سے جتنے شرعی دن ہیں اُنکا حساب رات سے جو اُس دن کے پہلے ہے شروع ہوتا ہے اور دن کے پورا ہونے پر ختم ہوتا ہے نہ یہہ کہ دن سے شروع ہو اور آسکے آگے آنے والی رات پر ختم ہو ●

† احبار ۲۳ — ۳۲

This verse shows that darkness existed for a certain period of time after it had been created; and that light likewise existed for a certain period after its formation. After the expiration of that period light changed its former place with some other body, and darkness was substituted: because what we call *day* could not be so said, unless there was a regular course of the return of darkness and light after one another. Two questions may be urged against the above reasoning:—

اِس ورس سے پایا جاتا ہے کہ جب اندھیرا پیدا ہوچکا تو وہ ایک زمانہ تک رہا اور جب نور پیدا ہوا تو وہ بہی ایک زمانہ تک رہا پہر وہ نور دوسری جگہ چلا گیا اور اندھیرا پہر آگیا کیونکہ اگر نور کا دورہ بہی پورا نہولے تو اندھیری اوجالے پر پہلے دن کا اطلاق نہیں ہوسکتا اِسلیئے اِس مقام پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں

1. Whether the successive courses of darkness and light were only twelve hours long, or what was the exception to this rule?

ایک یہہ کہ اُس اندھیری اور اوجالی کا زمانہ کسقدر تھا آیا یہی بارہ بارہ گہنٹہ کا یا کیا

2. In what manner the courses of the return of one and the other alternately followed each other?

دوسری یہہ کہ اِس اندھیری اور اوجالے نے کسطرح پر اپنا دورہ کیا ●

Our answer to the first question is, that we do not know anything of the extent of the interval in the courses of darkness and light, i. e. night and day; for, these nights and days were not the

پہلے سوال کا جواب ہم یہہ دیتے ہیں کہ اِس رات اور دن کی مقدار ہمکو معلوم نہیں ہے کیونکہ یہہ رات اور دن اُن سببوں سے نہیں ہوا تھا جنسے اب ہم اپنی

رات اور اپنا دن رکھتے ھیں بلکه بغیر ظاھري سبب کے خدا نے اندھیرا اور اُوجالا پیدا کیا تھا پس جب تک اندھیرا رھا رات تھي اور جب تک اوجالا رھا دن تھا اور اُنکي مقدار معلوم نہیں ممکن ھے که بارہ بارہ گھنٹه ھوں یا اُس سے کم یا اُس سے بہت زیادہ اور اسي سبب سے پہلے تین دنوں کي مقدار ھم کچھه معین نہیں کرتے کیونکه وہ تینوں دن بغیر ظاھري سبب کے محض قدرتي دن ھیں *

effects of such causes as produce those of our own time. They were effected by God Himself without any other apparent cause. Whence it may be suggested, that as long as darkness prevailed it was night; and as long as it continued to be light, it was day; but we cannot know what was the duration of either. It is possible for each of them to have been as long as 12 hours—more or less; and it is thus, that we do not assign any length of time to the first three days of Creation: since, they are days such as were caused by quite a miraculous power of God without the operation of any natural or visible causes such as those of our day.

اور دوسري سوال کا جواب ھم یہه دیتے ھیں که ابھي تک نظام شمسي مرتب نہیں ھوا تھا اسلیئے جس طرح اندھیري اور اوجالیکا پیدا کرنا محض قدرت سے تھا اسیطرح اُنکا دورہ بھي محض قدرت سے تھا *

Our answer to the second question is, that as the system of planets had not then been established, God brought about the successive courses of darkness and light in the same miraculous or supernatural manner, in which He had created them.

ھم اسبات کو تسلیم کرتے ھیں که نیچر خداکا کام ھے اور وحي اُسکا کلام ھے اور اُسکے کام اور اُسکے کلام میں کبھي اختلاف ھونا نہیں چاھیئے کیونکه وہ ایک مبدء سے نکلے ھیں ھم اُسکے نیچر کو دیکھتے ھیں که زمین کي حرکت سے اندھیرا اوجالا رات دن ھوتا ھے پھر کہا جاسکتا ھے که برخلاف اِس نیچر کے اندھیري اوجالے نے تین دن تک کیونکر اپنا دورہ کیا *

We acknowledge that Nature is the Work of God, and Revelation his Word; that no discrepancy should ever occur between them for asmuch as both proceed from the same Source. We find in the system of Nature that the motion of the earth occasions the alternate return of darkness and light—night and day. It may then be asked, how it happened, that contrary to the system or law of nature, the three first days performed their usual courses of darkness and light?

مگر سمجھنا چاھیئے که اگر ابتدا ھي سے ھر ایک چیز کو قوانین نیچر کا پابند مانا جاوے تو تمام عالم کے وجود سے جو

With respect to this objection, it is to be considered, that if we were to bind things from all beginning to the

law of nature, we shall of necessity be compelled to deny the existence of all the universe, which is so apparent to us, and which cannot be denied even by a child: because, when there existed nothing except God, then what law of nature was followed in the creation afterwards of all the universe? It is therefore obvious that down to the time of which I am speaking, no law of nature like the present one had been ever established, which might have been in operation in producing the three first days. We have it certainly as one of the the laws of nature, that the light produced by the sun, and the movement of the earth cause our day and night: but to go back to the Creation it may be reasonably asked what was that law of nature under which God created the sun and the earth? True it is, that we see the law of nature operating so that we reap the same corn which we sow; such as barley for barley, and wheat for wheat; but it is astonishing to see that no law of nature was had recourse to, when it was commanded by God, that the fruit-tree yielding fruit after its kind with its seeds in itself, should be produced out of the earth. Hence the law of nature is to be looked upon from the time, and not before it—when it pleased the Almighty and All-wise God to submit the operations and functions of the universe to a certain fixed system which we call the *law of nature*.—We are to distinguish between the terms used in the expressions of God; they have two forms of development. The one consists in his will to produce something out of nothing, and in such cases

هردم هماري انكهوں كے سامنے هے اور جس سے ايک بچه بهي انكار نهيں كرسكتا انكار كرنا پڑتا هے كيونكه جب كچهه نه تها اور خداهي خدا تها تو كونسے قوانين نيچركي پابندي سے آسنے عالم كو پيدا كيا ظاهر هے كه آسوقت تک كوئي قاعده نيچركا موجود نه تها جسكي پابندي كا هم خيال كريں بے شک اب هماري ليئے قاعده قدرت كا يهه هے كه آفتاب كي روشني اور زمين كي گردش سے هم اندهيرا اوجالا رات دن ركهتے هيں مگر افتاب اور زمين كي پيدايش كونسي قاعده قدرت پر تهي بلا شبهه هماري انكهوں كے سامنے قاعده قدرت يهه هى كه هم جو بوتے هيں اور جو كاٹتے هيں اور گيهوں بوتے هيں اور گيهوں كاٹتے هيں مگر جب كوئي درخت دنيا ميں نه تها تو كونسے قوانين قدرت كي پابندي سے همنے پهلدار درخت پائے تهے جنكا بيج آنهي ميں تها نيچر كي پابندي جب سے هوني چاهيئے جب سے كه آس قادر مطلق نے اپنے انتظام كو قدرتي قوانين كا پابنده كيا نه آس سے پهلے تميز كرو اِسمقام پر خدا كے طرز كلاموں كو كه وه دو طرح پر بولے گئے هيں ايک اسطرح پر كه ايک چيز دوسري چيز سے پيدا نهيں هوئي بلكه آسنے كها كه هو هوگئے يهه طرز كلام صرف آس قادر مطلق كي قدرت همكو بتاتا هے اور اپنے قدرتي كاموں كو نيچر كے قوانين كي پابندي سے آزادي جتاتا هے دوسري اسطرح پر كه ايک چيز كو دوسري چيز سے بناتا هے يهه طرز كلام قوانين قدرت كي پابندي همكو سمجهاتا هے پس نيچر كي پابندي همكو جب هي سے چاهيئے جب سے كه آس

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۳۵۷۵

قادر مطلق نے اپنے کاموں کو نیچر کا پابند کیا ٭

He adopts such a form of language as this—*Let it be so.* This form of expression imparts to us the Almighty power of God and his freedom from all laws, in doing anything that He wishes to do. The other is used when He wishes to create one thing out of another. This mode of expression shows to us his adherence to the law of nature in whatever He thought it proper to do in accordance thereto. Accordingly we are to regard the operation of the law of nature in things from that time only, when it pleased the all-independent God to leave to it the future continuation and regularity of his works.

اِس سے یہہ نتیجہ نکلتا هے کہ اگر بعد مرتب هوجانے نظام شمسي کے اور پابند هوجانے رات دن کے نیچر کے قوانین پر هم اندهیری اوجالے کے دورہ کو خلاف نیچر قرار دیں تو البتہ هم خلاف قاعدہ نیچر کے بات کهتے هیں مگر جب کہ هم آسوقت کي بات کهیں جو نیچر کے قوانیں کے مقرر هونے سے پہلے کي هے تو هم پر قوانین نیچر کے توڑنیکا الزام نہیں آسکتا ٭

The result of the above observations leads to the conclusion that if, on the establishment of the system of planets, and the dependence of the day and night on the law of nature, we were to assume the courses of day and light contrary to it, we should then be liable to blame; but, while we are speaking of a time which existed before the establishment of the law of nature, we are no way open to any censure whatever.

تورىت مقدس

GENESIS.

(٦) פ וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים יְהִי רָקִיעַ
٦ اور کہا خدا نے هو || پهلاؤ
בְּתוֹךְ הַמָּיִם וִיהִי מַבְדִּיל בֵּין מַיִם לָמָיִם׃
درمیان پاني کے اور § هو بدلنے والا درمیان پاني کے پاني کو

† سورۃ انبیاء آیه ۳۰
|| ایوب ۳۷ — ۱۸
زبور ۱۳۶ — ۵
یرمیاہ ۱۰ — ۱۲
۵۱ — ۱۵
§ (نسخه) انگریزي مترجم نے اسمان ترجمه کیا هے .

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

٦ † اولم یرالذین کفروا ان السموات والارض
کیا نہیں دیکها ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین
کانتا رتقا ففتقنهما وجعلنا من الماء کل
دونوں تهے گٹهري پهر همنے اُنکو کهولا اور کیا همنے پاني سے
شي حي افلا یومنون
هر چیز زندہ کو کیا پهر بهي یقین نہیں کرتے

قبل پیدایش مسیح علیہ السلم ۴۰۰۰ | قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۴۵۷۵

‡ ثم استوی الی السماء وھي دخان
پھر متوجہ ھوا طرف آسمان کے اور وہ دھواں ھے
فقال لہا وللارض ائتیا طوعا او کرھا قالتا
پھر کہا اُسکو اور زمین کو آؤ خوشي سے یا زور سے کہا
اتینا طائعین
دونونے ھم آئے خوشي سے

‡ حم سجدۃ آیۃ ۱۱

6 ¶ And God said, Let there be firmament in the midst of the waters, and let it divide the waters from the waters.

6. Do not the unbelievers know, that the heavens and the earth were solid, and We clave the same in sunder; and made every living thing of water? Will they not therefore believe?—Soora Umbiya, v. 30.

Then God set his mind to the creation of heaven, and it was smoke: and He said unto it, and the earth, Come either obediently, or against your will. They answered, We come, obedient to thy command.—Soora H. M. Sijda, v. 11.

تفسیر

۶ اِس ورس میں جو רקיע (رقیع) کا لفظ ھے اُسکا ترجمہ مختلف طرح سے مترجموں نے کیا ھے جنمیں عربي ترجمہ سب سے برا ھے کہ کسیطرح اُس سے عبري لفظ کي مراد حاصل نہیں ھوتي رقیع یہہ لفظ عبري کا بجنسہ عربي زبان میں بھي مستعمل ھے اور اِسکے معنی † آسمان یا پہلے آسمان کے ھیں انگریزي ترجمہ اِسکے بہت قریب قریب ھے ‡ بشپ ھارنصاحب کہتے ھیں

عربي سنہ ۱۸۱۱ ع جلد
اردو سنہ ۱۸۴۲ ، رومن کیرکٹر سنہ ۱۸۵۵ ع ، رومن کیرکٹر سنہ ۱۸۶۰ ع } فضا
فارسي سنہ ۱۸۲۸ ع جو
انگریزي ولگٹ سنہ ۱۸۴۸ ع ، انگریزي } [illegible]
فارسي سنہ ۱۸۴۵ ع رقیع

NOTES.

V. 6. The Hebrew word *ruqee* occuring in this verse has been * variously rendered by Translators, and the Arabic rendering is the worst of all, since it can by no means convey a just idea of its real meaning. This word is also used, without any alteration in its pronounciation, in the Arabic language; and it stands for the first of

* Arabic 1811,—skin.
Urdu 1842. } Heaven.
Rom. Cha. 1855. } Heaven.
Ditto—1860. } Heaven.
Persian 1828,—Atmosphere.
English Vulgate 1848. } Firmament.
English. } Firmament.
Persian 1845,—Ruqee (i. e. heaven.)

† رقیع کامیر السماء او السماء الاولی قاموس
‡ تفسیر ڈائلي جلد اول صفحہ ۲

heavens in the Koran. Its English translation is very near to the original. "It is derived from a verb" says Bishop Horne, "which signifies to *spread abroad, expand, enlarge* &c." Upon the whole, this word does not imply a hard metallic substance; moreover it seems to be used in Hebrew in the sense conveyed by our Arabic word *suma*, which is applicable to an object having the quality of height, expansion, and atmospheric substance. I have, upon these grounds, rendered the word in my Urdu Text by an expression of corresponding character signifying expansion.

کہ "یہہ لفظ ایسی مصدر سے نکلا ہے جسکے معنے ہیں چاروں طرف پھیلنا اور کشادہ ہوجانا اور بڑا کرنا" بہرحال اس لفظ سے خواہ نخواہ سخت مادہ کے معنے حاصل نہیں ہوتے بلکہ جس طرح عربی میں سماء کے لفظ کا اطلاق بلندي اور وسعت اور جو پر آتا ہے اسیطرح اس عبري لفظ سے بھي وسعت اور بھیلاو مراد ہے اوراسي لیئے میں نے اردو میں بھیلاو اس کا ترجمہ کیا ہے ٭

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۴۵۷۵

This verse points to the event of the creation of air, since the heat of light caused the production of mists in the waters which effected expansion between them, and thus separated waters from waters, in the same manner as a bubble is seen to be divided in its upper and lower waters by the air between them.

اس مقام سے ہوا کا بیدا ہونا ثابت ہوتا ہے کسلیئے کہ نور کي حرارت نے پاني میں بخارات پیدا کئے جسکے سبب وسعت پیدا ہوئي اور پاني پانیوں سے جدا ہوگئے جیسے بلبلہ میں ہوا بند ہوکر پاني سے پاني جدا ہوجاتا ہے اور بیچ میں وسعت پیدا ہوجاتي ہے ٭

GENESIS.

7. And God made the firmament, and divided the waters which *were* under the firmament from the waters which *were* above the firmament: and it was so.

توریت مقدس

(ז) וַיַּעַשׂ אֱלֹהִים אֶת־הָרָקִיעַ וַיַּבְדֵּל
۷ اور بنایا خدا نے پھیلاو کو اور † بدلا
בֵּין הַמַּיִם אֲשֶׁר מִתַּחַת לָרָקִיעַ וּבֵין
درمیان پانیکے جو تھا نیچے پھیلاو کے اور درمیان
הַמַּיִם אֲשֶׁר מֵעַל לָרָקִיעַ וַיְהִי־כֵן׃
پانیکی جو تھا اوپر ‡ پھیلاو کے اور ہوا ایساہي

† امثال ۸ — ۲۸

‡ زبور ۱۴۸ — ۴

8. And God called the firmament Heaven. And the evening and the morning were the second day.

(ח) וַיִּקְרָא אֱלֹהִים לָרָקִיעַ שָׁמָיִם
۸ اور کہا خدا نے پھیلاو کو آسمان
וַיְהִי־עֶרֶב וַיְהִי־בֹקֶר יוֹם שֵׁנִי׃
اور تھي شام اور تھي صبح دن دوسرا

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

NOTES.

V. 7. From the expression in the 7th verse—"that God made the firmament, and divided the waters under it from those above it," most of the Christian and Jewish doctors conclude the existence of waters above the heaven; and they have, to support this opinion, hazarded the speculation that the *clouds* are the waters above the firmament or heaven. It must be acknowledged that in some passages in the Scriptures the expression of the waters above the firmament is used to represent the clouds; but it is not necessary to take those words in this place as bearing such a meaning, for the existence of waters cannot be proved from this passage.

The expression "the waters were divided from the waters" has been used merely with a view to intimate the expansion which had now taken place; that is, when the mists were produced in the waters, they were then in a state, like a bubble, to exhibit an expansion between them: it does not however prove, that the waters above the expansion so caused remained in existence; and it is clearly seen from the ninth verse, that owing to the mists being produced these waters were absorbed or perished, for in it those waters are only spoken of which stood beneath the expansion and not those above it.

The Holy Koran informs us that in the beginning the earth and the heaven

تفسير

۷ ساتویں ورس میں جو یہہ کلام واقع ہوا ھے کہ خدا نے پھیلاو کو بنایا اور جو پانی پھیلاو کے اوپر تھی اور جو پانی پھیلاو کے نیچے تھے اُن میں فرق کیا اِس کلام سے اکثر علماء یہودي اور عیسائي یہہ نتیجہ سمجھتے ھیں کہ کتاب اقدس سے آسمان یا جو کے اوپر بھي پانی کا موجود ہونا ثابت ہوتا ھے اسلیئے اُنہوں نے آسمان پر کے پانیوں سے ابر مینہ کے پانی مراد لیئے ھیں یہہ بات تسلیم کرني چاھیئے کہ چند جا کتاب ھاے اقدس میں آسمان پر کے پانیوں سے ابر مینہ کے پانی مراد لیئے گئے ھیں مگر اس جگہ اسطرح پر مراد لینے کي کچھہ ضرورت نہیں ھے کیونکہ اس مقام سے آسمان کے اوپر پانیوں کا موجود رهنا پایا نہیں جاتا *

اِسمقام میں پانیونکا پانیوں سے جدا ہونا صرف پھیلاو کے پیدا ہونے کے لیئے بیان کیا گیا ھے یعني جب پانيؔ میں بسبب پیدا ہونے بخارات کے بلبلہ کي طرح وسعت پیدا هوئي تو پانیوں سے پاني جدا ہوگئے مگر یہہ بات کہ اُس پھیلاو کے اوپر کے پاني بدستور موجود رہے کسي طرح کتاب اقدس سے پایا نہیں جاتا بلکہ نویں ورس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ھے کہ اُنہیں بخارات کے سبب اوپر کے پاني معدوم ہوگئے کیونکہ اُس ورس میں نیچے کے پانیوں کا بیان ھے اگر اوپر کے پاني موجود رهتے تو ضرور اُن کا بھي کہیں ذکر آتا *

قرآن مجید سے پایا جاتا ھے کہ آسمان وزمین سب ایک گٹھڑي میں بندھے ہوئے

were placed together in a mass; that the heaven was afterwards separated therefrom; that the heavens are a misty, and not a hard, substance. This shows, that what has been so many ages after discovered by science, was implicitly told to us in revelation.

V. 8. The expansion above spoken of as produced between the waters, is explained in this verse to be the same with the firmament or heaven, which proves that the heaven is not tangible or bodily substance as it was imagined to be by the ancients; it is moreover the heaven which we understand by the word *atmosphere,* together with whatever is beyond its limits.

The works spoken of in this verse were finished on the second day. It was shown in the fifth verse wherein God spoke of the first-day works, that at the first it was dark; and light had subsequently followed; again, that after light had disappeared, darkness returned, which thus made up the first day. Now it is stated in this verse, that the evening and the morning were the second day, which leads to the conclusion that darkness and light performed their successive courses in the same manner on the second day as they did on the first day; that is, the darkness which had followed on the expiration of the first day, now disappeared, and was replaced by light which vanished likewise, and was again followed by darkness; thus it was that the second day ended.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۳۵۷۵

تھے یعنی سب اکھٹے تھے پھر آنکو کھول دیا آسمان صرف بخارات ہیں کوئی سخت مادہ نہیں ہے یہہ بیان زیادہ تر آسمان کی حقیقت کو وضاحت سے ظاہر کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ جو بات صدھا سال پیچھے تحقیقات علمی نے ہمکو بتائی وہ کسطرح پہلی ہی سے وحی کی زبان سے نکل چکی تھی *

۸ وہی پھیلاو جو پانی میں ہوا کے پیدا ہونے سے ہوا تھا اسیکو خدا تعالے نے آسمان کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کوئی چیز مجسم نہیں ہے جیسا کہ اگلوں نے خیال کیا تھا بلکہ صرف وسعت کا جسکو ہم جو کہتے ہیں آسمان نام ہے *

اس ورس میں جو کام بیان ہوے وہ دوسری دن ختم ہوے پانچویں ورس سے جہاں خدا نے پہلے دن کا ذکر کیا یہہ بات معلوم ہوئی تھی کہ پہلے اندھیرا تھا پھر اوجالا ہوا اور پھر اوجالا چلا گیا اور اندھیرا آیا کہ آسکے سبب پہلے دن کا رات دن ختم ہوا اس ورس میں جو پھر یہہ بات کہی کہ تھی شام اور تھی صبح دوسرا دن اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جسطرح پہلے دن اندھیرے اور اوجالیئے دورہ کیا تھا اسیطرح اس دوسری دن کے اندھیری اور اوجالے نے دورہ کیا پہلے دن کے ختم ہونے پر جو اندھیرا آیا تھا وہ چلا گیا اور پھر اوجالا آیا اور وہ بھی چلا گیا جسکے سبب دن پورا ہو گیا اور اسی اندھیری اوجالے کو خدا نے دوسرا دن کہا یعنی اندھیرا دوسری دن کی رات تھی اور اوجالا دوسری دن کا دن *

قبل پیدایش مسیح علیه السّلم	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۴۵۷۵

توریت مقدس

GENESIS.

(ט) פ וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים יִקָּווּ הַמַּיִם
۹ اور کہا خدا نے تہہ جاریں † پاني نیچے سے
מִתַּחַת הַשָּׁמַיִם אֶל־מָקוֹם אֶחָד וְתֵרָאֶה
آسمانوں کے بیچ جگہہ ایک کي اور دیکھائي دے
הַיַּבָּשָׁה וַיְהִי־כֵן :
خشکي اور ھوا ایساھي

9 And God said, Let the waters under the heaven be gathered together unto one place and let the dry *land* appear : and it was so.

† ایوب ۲۶—۱۰
۳۸—۸
زبور ۳۳—۷
۹۵—۵
۱۰۴—۹
۱۳۶—۶
امثال ۸—۲۹
یرمیاہ ۵—۲۲
۲ نامہ پترس ۳—۵

(י) וַיִּקְרָא אֱלֹהִים ׀ לַיַּבָּשָׁה אֶרֶץ
۱۰ اور کہا خدانے خشکي کو زمیں
וּלְמִקְוֵה הַמַּיִם קָרָא יַמִּים וַיַּרְא אֱלֹהִים
اور تھاو پاني کو کہا سمندر اور دیکھا خدا نے
כִּי־טוֹב :
کہ اچھا ھی

10 And God called the dry *land* Earth, and the gathering together of waters he called the Sea : and God saw that *it was* good.

(יא) וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים תַּדְשֵׁא הָאָרֶץ
۱۱ اور کہا خدا نے پھوٹاوے ‡ زمین
דֶּשֶׁא עֵשֶׂב מַזְרִיעַ זֶרַע עֵץ פְּרִי עֹשֶׂה פְּרִי
پھوٹا وگھانس کے دینےوالے بیج کے درخت پھل کے دینےوالے پھل اپني
לְמִינוֹ אֲשֶׁר זַרְעוֹ־בוֹ עַל־הָאָרֶץ וַיְהִי־כֵן :
§ قسم کے جنکا بیج اُن میں ھو اُوپرزمین کے اور ھوا ایساھي

11 And God said, Let the earth bring forth grass, the herb yielding seed, *and* the fruit-tree yielding fruit after his kind, whose seed *is* in itself, upon the earth : and it was so.

‡ نامہ عبریان ۶—۷

§ لوک ۶—۴۴

تفسیر

۹و۱۰ دوسری ورس سے یہہ بات معلوم ھوئي تھي کہ زمیں پاني میں تتربتر تھي اور کوئي صورت نہیں رکھتي تھي بسبب نور کي حرارت اورھوا کي پیدایش کے اجزاے ارضیہ جو پاني میں ملے ھوے تھے آن میں زیادہ تر سختي آگئي تھي اب خدانے حکم دیا کہ پاني ایک جگہ جمع ھو جاویں اور تمام اجزاے ارضیہ مجتمع ھوکر خشکي ظاھرھو چنانچہ ایساھي ھوا اور خدانے خشکي کا نام زمین اور پانیوں کے مجمع کا نام سمندر رکھا *

NOTES.

V. 9—10. It was said in the second verse, that the earth being without form and uninhabited, was scattered in detached and confused matter on the waters. Now it seems, that on account of the natural heat of light and the production of air, its confused particles became more congealed and united, and that by the command of God the waters now being collected together in one mass, the dry land appeared, which God called the *earth*, and the collection of water He called the *sea*.

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

§ سورة حجر آیت ۱۹ و ۲۰

توریت مقدس

GENESIS.

(יב) וַתּוֹצֵא הָאָרֶץ דֶּשֶׁא עֵשֶׂב מַזְרִיעַ

۱۲ اور نکالا زمین نے پھوٹار گھانس کے دینے والے

זֶרַע לְמִינֵהוּ וְעֵץ עֹשֶׂה־פְּרִי אֲשֶׁר

بیج اپني قسم کے اور درخت لانے والے پھل کے جنکا بیج

זַרְעוֹ־בוֹ לְמִינֵהוּ וַיַּרְא אֱלֹהִים כִּי־טוֹב :

اُنمیں ھی اپني قسم کا اور دیکھا خدانے که ھی اچھا

12 And the earth brought forth grass *and* herb yielding seed after his kind and the tree yielding fruit, whose seed *was* in itself, after his kind: and God saw that *it was* good.

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۲ § والارض مددناها والقينا فيها رواسي

اور زمین کو ھمنے پھیلایا اور ڈالا ھمنے اُسپر بوجھہ

وانبتنا فيها من كل شي موزون وجعلنا

اور اوگائي ھمنے اُسمیں ھر چیز اندازہ کي اور بنادي

لكم فيها معايش ومن لستم له برازقين

تمکو اُسمیں روزیاں اور جنکو تم نھیں روزي دیتے

12. We have also spread forth the earth, and thrown thereon stable mountains; and we have caused every kind of vegetable to spring forth in the same, according to a determinate weight: and we have provided therein necessaries of life for you, and for him whom ye do not sustain.—Soora Hujur, v. 19, 20.

NOTES.

V. 12. After God had formed the earth, He commanded it to bring forth out of itself, grass, herbs, and fruit-trees with their seeds in themselves, that thus in future all those vegetables and plants might come forth and grow up in conformity to the law of nature, and that mankind might use and enjoy their productions.

تفسیر

۱۲ زمین کے بنانے کے بعد خدا تعالے نے زمین کو حکم دیا که اپنے میں سے ھر قسم کي گھانس اور ساگ اور پھل دار درخت نکالے اور اُن کے بیج بھي اُنھیں میں ھوں جسکے سبب آیندہ کو وہ تمام روئیدگیاں دنیا میں نیچر کے قاعدہ کے موافق پھیلتي رھیں اور انسان کي نسل آسکي نسل سے فائدہ اُٹھاتي رھے *

GENESIS.

13 And the evening and the morning were the third day.

توریت مقدس

(יג) וַיְהִי־עֶרֶב וַיְהִי־בֹקֶר יוֹם שְׁלִישִׁי :

۱۳ اور تھي شام اور تھي صبح دن تیسرا

NOTES.

V. 13. The works spoken of in this verse and the foregoing ones were com-

تفسیر

۱۳ یہہ کام تیسری دن ختم ھوئی اور جسطرح پہلے اور دوسرے دن اندھیری

اور اوجالے نے اپنا قدرتي دورہ كيا تھا اسي طرح اِس دن بھي اُس نے اپنا دورہ پورا كيا ٭

pleted on the third day, which performed its course in the same manner as the two first days had done.

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ٤٠٠٠ | قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ٤٥٧٥

توريت مقدس
GENESIS.

(יד) ס וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים יְהִי מְאֹרֹת
١٤ اور كہا خدانے هوں چمكدار † بيچ پھيلاو
בִּרְקִיעַ הַשָּׁמַיִם לְהַבְדִּיל בֵּין הַיּוֹם וּבֵין
اسمانوں كے ‡ بدلنےكو درميان دن كے اور درميان رات
הַלָּיְלָה וְהָיוּ לְאֹתֹת וּלְמוֹעֲדִים וּלְיָמִים
كے اور هوں نشانيوں كو اور عيدونكو اور دنونكو اور
וְשָׁנִים׃
برسونكو

مطابقت قران مجيد اور حديث سے
HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

١٤ ‖ هوالذي جعل الشمس ضياءا والقمر
وهي هى جسنے بنايا سورج كو روشني اور چاندكو
نورا و قدرہ منازل لتعلموا عددالسنين
اوجالا اور ٹھرائيں اُسكو منزليں تاكہ پهچانو گنتي برسوں
والحساب
كي اور حساب
‡ وجعلنااليل والنهار ايتين فمحونا
اور كيا همنے رات اور دنكو دو نشان پهر مٹايا همنے
ايت الليل وجعلنا ايت النهار مبصرة
نشان رات كا اور كيا همنے نشان هن كا ديكهنے كو كہ
لتبتغوا فضلا من ربكم ولتعلمون عددالسنين
تلاش كرو فضل اپنے پروردگار كا اور جانو گنتي برسوں
والحساب
كي اور حساب
٭ ويسئلونك عن الاهلة قل هي
اور پوچهتے هيں تجهسي نئے چاند كے نكلنے كو كہ
مواقيت للناس
يهه وقت ٹهرے هيں واسطے آدميوں كے
⊥ وجعل الليل سكنا والشمس والقمرحسبانا
اور بنائي رات ارام اور سورج اور چاند حساب
ذالك تقدير العزيز العليم و هوالذي
يهه اندازہ ركها هے بڑے دانا نے اور اُسى نے
جعل لكم النجوم لتهتدوا بها في ظلمات البر
بناديئي تمكو تاري تاكہ راہ پاو اُنسے اندهيروں ميں جنگل اور
والبحر قد فصلنا الايات لقوم يعلمون
درياكے همنے كهول كر بتائيں نشانياں اُن لوگونكو جو جانتے هيں

‖ سورة يونس آيت ٥
† استثنا ٤—١٩
زبور ٧٤—١٦
١٣٦—٧
‡ (ترجمه انگريزي) تقسيم كرتيكو دن كو رات سے
‡ سورة بني اسرائيل آيت ١٢
٭ سورة بقر آيت ١٨٩
⊥ سورة انعام ٩٦ و ٩٧

14 And God said, Let there be lights in the firmament of the heaven to divide the day from the night; and let

14. It is God who hath ordained the sun to shine by day, and the moon for a light by night; and hath appoint-

ed her stations, that ye might know the number of years, and the computation of time.—Soora Yonoos, v. 5.

We have ordained the night and day for two signs of our power: afterwards we blot out the sign of the night, and we cause the sign of the day to shine forth, that ye may endeavour to obtain plenty from your Lord by doing your business therein, and that ye may know the number of years, and the computation of time.—Soora Bani Israel, v. 12.

They will ask thee concerning the phases of the moon. Answer, They are times appointed unto men.—Soora Bakr, v. 189.

He hath ordained the night for the rest, and the sun and the moon for the computing of time. This is the disposition of the mighty, the wise God. It is he who hath ordained the stars for you, that ye may be directed thereby in the darkness of the land and of the sea.—We have clearly shown forth our signs unto people, who understand. —Soora Anam, v. 96, 97.

them be for signs, and for seasons, and for days, and years:

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ٣٥٧٥

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ٤٠٠٠

NOTES.

V. 14. This verse, with the following ones, treats of the formation by God, of the sun, moon, and stars; of their appointment to their respective offices; and of the completion of the system of planets, which confined henceforth the succession of day and night to the law of nature.

تفسیر

١٤ اس ورس میں اور اسکے بعد کے ورسوں میں سورج اور چاند اور ستاری بنانے اور آنکو رات دن کی حکومت پر مقرر کرنیکا اور نظام شمسی کے آراستہ ہو جانیکا ذکر ہے جسکے سبب رات اور دن کا ہونا نیچر کے قوانین کاپابند ہو گیا *

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

GENESIS.

15 And let them be for lights in the firmament of the heaven to give light upon the earth: and it was so.

توريت مقدس

(טו) וְהָיוּ לִמְאוֹרֹת בִּרְקִיעַ הַשָּׁמַיִם
۱۵ اور هوں چمکدار بیچ پھیلاو اسمانوں کے اوجالا
לְהָאִיר עַל־הָאָרֶץ וַיְהִי־כֵן׃
پهونچانے کو اُوپر زمین کے اور هوا ایساهي

NOTES.

V. 15. There are likewise in these verses, some words worthy of debate as to their significations. One of them is the Hebrew word *mo-ooris* used for the sun, moon, and stars individually. Some Translators have rendered it *lights*, and hence there have been persons who have,

English.
Vulgate 1848. } lights.
Arabic 1811.

Urdu.
Persian. } stars.

on the ground of this erroneous translation of the word, raised the objection, that it is misnomer to call the moon a body full of light, when it is really in itself a dark body, and receives its light from the sun. Some have replied to this question by saying that, though the moon is, in point of fact, not a luminous body *per se*; yet, since it *seems so to us*, it was, on this account, so represented by God, in order to come within the scope of our imperfect understanding. But this suggestion is not correct, for even the original word does not imply a luminary or a body full of light, but, on the contrary, a *lighted* body. So the sun, moon, and all the planets, and stars may be called lighted bodies, and the effulgence shed by them may therefore be either their own natural property, or it may be a reflected light from other celestial bodies.

تفسير

۱۵ چند لفظ اِن ورسوں میں قابل بحث هیں اول لفظ מארת (مارث) کا یهه لفظ سورج اور ستاروں پربهي بولا گیا هے اور چاندپربهي بولا گیا هےبعض مترجموں نے اِسکاترجمه روشنیاں کیا هےاِس غلطي ترجمه کے سبب لوگوں نے

انگریزي ترجمه
انگریزي ولگٹ } روشنیاں
سنه۱۸۴۸ع

اردو وفارسي ترجمے نیر
عربي سنه۱۸۱۱ع انوار

یهه اعتراض پیش کیا هے که چاندبالذات روشن نهیں هے بلکه آفتاب کي روشني سے چمکتا هے پهر کیونکر خدا نے چاند کو بهي خلاف واقع کها که آسمان میں روشنیان بنائیں بعض لوگوں نے اِسکا یهه جواب دیا که گو چاند بالذات روشن نهیں هے مگر اِس سبب سے که همکو وه روشن دکهائي دیتا هے اُسپر روشني کا اطلاق کیا گیا هے مگریهه جواب ٹهیک نهیں کیونکه دراصل عبري لفظ کے ترجمه میں غلطي هے عبري کا لفظ نري روشني کے معنی نهیں دیتا بلکه نوراني جسم کے معنے دیتا هے جسکو عربي میں منور کهتے هیں بس تمام ستارے اور چاند سورج منور هیں خواه اُنکي نورانیت خود اُنکي ذات میں هو خواه دوسرے سبب سے وه منور هوئي هوں *

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۴۵۷۵

† زبور ۱۳۶—۷و۸و۹
۱۴۸—۳ و ۵
(انگریزي ترجمه) حکومت کرنیکو دن پر
‡ زبور ۸ — ۳
|| ایوب ۳۸ — ۷
† سورة فرقان آیت ۶۱
‡ سورة یونس آیت ۵
* سورة نوح آیت ۱۶
§ سورة نبأ آیت ۱۳
|| سورة ملک آیت ۵

توریت مقدس

GENESIS.

(۱۶) וַיַּעַשׂ אֱלֹהִים אֶת־שְׁנֵי הַמְּאֹרֹת
۱۶ اور بنایا † خدانے دو چمکداروں
הַגְּדֹלִים אֶת־הַמָּאוֹר הַגָּדֹל לְמֶמְשֶׁלֶת
بڑوں کو چمکدار بڑا واسطے سرداري
הַיּוֹם וְאֶת־הַמָּאוֹר הַקָּטֹן לְמֶמְשֶׁלֶת
دن کے اور چمکدار ‡ چھوٹا واسطے سرداري
הַלַּיְלָה וְאֵת הַכּוֹכָבִים׃
رات کے اور ستاروں کو ||

16 And God made two great lights; the greater light * to rule the day, and the lesser light to rule the night: *he made* stars also.

* Heb. *for the rule of the day.*

* مطابقت قران مجید اور حدیث کے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۶ † تبارک الذي جعل في السماء بروجا
بڑي برکت ہے اُسکي جسنے بنائے آسمان میں برج
و جعل فیها سراجا و قمرا منیرا
اور رکھا اُسمیں چراغ اور چاند اوجالا کرنے والا .
‡ هوالذي جعل الشمس ضیاء والقمر نورا
وهي ہے جسنے بنایا سورج کو چمک اور چاندکو اوجالا
* وجعل القمر فیهن نورا و جعل الشمس
اور کیا چاند اُنمیں اوجالا اور رکھا سورج چراغ
سراجا
روشن
§ و جعلنا سراجا و هاجا
اور بنایا ایک چراغ چمکتا
|| و لقد زینا السماء الدنیا بمصابیح
اور همنے رونق دي ورلی آسمان کو چراغوں سے .

16. Blessed be He who hath placed the signs in the heavens, and hath placed therein a lamp by day and the moon which shineth by night.—Soora Foorkan, v. 61.

It is He who hath ordained the sun to shine, and the moon for a light.—Soora Yonoos, v. 5.

He hath placed the moon in the heavens for a light, and hath appointed the sun for a taper.—Soora Noah, v.16.

We have placed in the heaven a burning lamp.—Soora Nubaa, v. 13.

We have adorned the lowest heaven with lamps.—Soora Mulk, v. 5.

NOTES.

V. 16. It is said in this verse, that God made two great lights, i. e. the

تفسیر

۱۶ اس ورس میں ہے کہ الله تعالے نے
دو بڑي منور چیزیں بنائیں یعني چاند

قبل پیدایش مسیح علیہ السلم ۴۰۰۰
قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

† تفسیر تایلي جلد ۱ صفحہ ۳

sun and the moon. Some persons have objected to the expression on the grourd that, as the moon is smaller than many other celestial bodies, it is a misapplication of words to call that luminary a *great* light.

With reference to this objection Dr. Wells, Bishops Patrick and Stackhouse say thus:—"The moon, though, certainly, an opaque or dark body and less than most of the planets, may be not improperly called a great body: since, on account of its nearness, it communicates more light, and is of more use and benefit to us than all the planets put together." It does not however appear from the language of the Scriptures in this passage, that God has designated the moon to be a large body, when especially in this very verse it is represented to be a *lesser* body.

Here God speaks only of those heavenly bodies, which He desired to make the rulers of our day and night; accordingly it is said that He made the greater of the two, the ruler of the day; and the lesser that of night. The fact of their being both called large bodies in the beginning of the verse, is due merely to the common usage observed in the original language, in which it was not uncommon to include two words however different from one another, in the same form of expression. Thus, for instance, the Hebrews speak of the east and west jointly—as *the easts* or *the wests*. Hence, on taking into consideration the peculiarity of expression in the original language, it can never be admitted that God has pro-

اور سورج اسپر لوگوں نے یہہ اعتراض کیا کہ چاند بہ نسبت اور ستاروں کے بڑا نہیں ہے بلکہ اور بہت سے ستاری اُس سے بڑی ہیں پھر خدا نے چاند پر بڑی ہونیکا کیونکر اطلاق کیا ٭

† ڈاکٹر ویلز صاحب اور بشپ پٹرک صاحب اور سینڈک ہوس صاحب نے یہہ جواب دیا ہے کہ " چاند کو اگرچہ وہ بلاشبہہ تاریک جسم اور بہ نسبت بہت سے سیاروں کے وہ ایک چھوٹا جسم ہے اگر بڑي روشني کہیں تو نا مناسب نہیں ہے کیونکہ زمیں کے قریب ہونے کے سبب چاند بہ نسبت دیگر سیاروں کے ہمکو زیادہ روشني پہونچاتا ہے اور زیادہ فیض رسان اور کار آمدني ہے ٭

مگر درحقیقت کتاب اقدس کے طرز کلام سے یہہ نہیں پایا جاتا کہ خدا نے چاند کو اور سیاروں سے بڑا بتایا ہے خصوصاً ایسي صورت میں جبکہ اسي ورس میں اُسپر چھوٹی ہونے کا بھي اطلاق کیا گیا ہے اصل مطلب یہہ ہے کہ یہاں سے خداتعالے کو اُن کواکب کا بیان منظور ہے جنکو رات دن پر اُسنے حکومت بخشي ہے اسلیئے اِسمقام پر فرمایا کہ دو منور چیزیں بنائیں اُن میں سے جو بڑی ہے اُسکو دن پر حکومت دي اور جو چھوٹي ہے اُسکو رات پر حکومت دي شروع ورس میں جو دونوں پر بڑی ہونے کا اطلاق ہوا ہے وہ ایک محاورہ زبان کي بات ہے کیونکہ اکثر یہہ ہوتا ہے کہ جب دو چیزوں کا ایک ساتھہ ذکر کرتے ہیں تو دونوں کو ایک ہي

nounced those planets to be the greatest lights.

حکم میں شامل کرلیتے ہیں گو وہ آپس
میں کیسے ہي مختلف ہوں جیسے مشرق
اور مغرب دونوں پر تغلیباً مشرقین یا مغربین
کا اطلاق ہوتا ہے پس اس طرز کلام سے
چاند کا اور سیاروں سے بڑا ہونا پایا نہیں
جاتا ●

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰
قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

GENESIS.

17 And God set them in the firmament of the heaven to give light upon the earth,

18 And to rule over the day and over the night, and to divide the light from the darkness: and God saw that *it was* good.

19 And the evening and the morning were the fourth day.

توریت مقدس

(یز) וַיִּתֵּן אֹתָם אֱלֹהִים בִּרְקִיעַ
۱۷ اور کیا اُنکو خدانے بیچ پھیلاو آسمانوںکے
הַשָּׁמָיִם לְהָאִיר עַל־הָאָרֶץ.
اوجالا پہنچانے کے لیئے اُوپر زمین کے
(یح) וְלִמְשֹׁל בַּיּוֹם וּבַלַּיְלָה וּלְהַבְדִּיל
۱۸ اور † سرداري کے لیئے دن میں اور رات میں
בֵּין הָאוֹר וּבֵין הַחֹשֶׁךְ וַיַּרְא אֱלֹהִים
اور بدلا کرنیکے لیئے درمیان نور کے اور درمیان اندھیری کے اور
כִּי־טוֹב:
دیکھا خدانے کہ ہی اچھا
(یط) וַיְהִי־עֶרֶב וַיְהִי־בֹקֶר יוֹם רְבִיעִי:
۱۹ اور تھي شام اور تھي صبح دن چوتھا

† یرمیاہ ۳۱ — ۳۵

NOTES.

V. 17-19. It is proved from the foregoing verse, that God was now pleased to confine the courses of light and darkness to the sun, moon, and stars after He had created them; that whatever functions He had hitherto been pleased to perform by his own supernatural power, those functions his wisdom now required to be restricted or regulated by a certain appointed process of working, i. e. what we call, the law of na-

تفسیر

۱۷—۱۹ اٹھارویں ورس سے ظاہر ہے
کہ الله تعالی نے چاند اور ستاری اور سورج
پیدا کرنے کے بعد اندھیری اور اوجالیکا
دورہ اُن سے متعلق کیا اور جو کام پہلے وہ
صرف اپني قدرت کاملہ سے کرتا تھا اب
اُسنے بمقتضاے اپني حکمت کاملہ کے
اُسکو نیچر کے قوانین کا پابند کیا اسلیئے
یہہ رات اور یہہ دن جسکا اِس ورس میں
ذکر ہے آسي نیچر کي پابندي سے ہوا

یعني زمین کي حرکت سے جو ابهي
پیدا هوچکي هے رات گئي اور دن آیا اور
یهہ رات دن بهي معمولي دن تها یعني
بارہ گهنٹہ کي رات اور بارہ گهنٹہ کا دن *

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

ture. Accordingly the day spoken of in this verse, originated under this law, i. e. it was brought about by the motion of the earth which had already been formed; the night rolled on, and the day followed it. These were the ordinary day and night, each twelve hours long.

ان ورسوں میں کئي دفعہ خدانے سورج
اور چاند اور ستاروں کا پیدا کرنا اور آنکا
آسمان میں روشني کے لیئے رکهنا بیان
فرمایا اِسکي نسبت بشپ پٹرک صاحب
‡ لکهتے هیں کہ اِس مضمون کو مکرر بیان
کرنے سے لوگوں کے دلوں میں اسبات کا
جما دینا مقصود هے کہ گو آسماني اجرام
کیسي هي شان دار هیں لیکن آنکو بهي
خدا هي نے بنایا هے جیسے اور مخلوق
کو اور اپني ترتیب اور انتظام سے همکو
روشني دینے کے واسطے آنکو مقرر کیا اسلیئے
آسیکي پرستش کرني چاهیئے نہ آن اجرام
نوراني کي *

In this verse God has been pleased repeatedly to speak of the creation of the sun, moon, and stars; of their appointment in the universe to give light. Bishop Patrick thus comments on the subject: "By repeating this subject so often, Moses intended to fix in the people's minds this notion: that though the heavenly bodies be very glorious, yet they are creatures made by God, and set or appointed by his order to give us light; and therefore He alone is to be worshipped, not they."

‡ تفسیر ناپلي جلد ۱ صفحہ ۳

(כ) וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים יִשְׁרְצוּ הַמַּיִם שֶׁרֶץ
۲۰ اور کہا خدا نے کلبلاوی پاني کلبلانے والی
נֶפֶשׁ חַיָּה וְעוֹף יְעוֹפֵף עַל־הָאָרֶץ
جان جیتي کے اور † اوڑنے والی اوڑیں زمین ‡ پر اوپر
עַל־פְּנֵי רְקִיעַ הַשָּׁמָיִם׃
منهہ پهیلاو آسمانوں کے

20 And God said, Let the waters bring forth abundantly the * moving creature that hath † life, and ‡ fowl *that* may fly above the earth in the * open firmament of heaven.

* or *creeping.*
† Heb. *Soul.*
‡ Heb. *let fowl fly.*
* *face of the firmament of heaven.*
† (ترجمہ انگریزي) پرند جو اوڑی
‡ (ترجمہ انگریزي) بیچ کهولي هوئي وسعت آسمان کے

(כא) וַיִּבְרָא אֱלֹהִים אֶת־הַתַּנִּינִם
۲۱ اور پیدا کیا || خدا نے مچهلیوں
הַגְּדֹלִים וְאֵת כָּל־נֶפֶשׁ הַחַיָּה ׀ הָרֹמֶשֶׂת
بڑي کو اور هر جیتي جان والی چلنے والی کو

21 And God created great whales, and every living creature that moveth, which the waters brought forth abundantly, after their kind, and every wing-

|| باب ۶ — ۲۰
۷ — ۱۴
۸ — ۱۹
زبور ۱۰۴ — ۲۶

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

ed fowl after his kind: and God saw that *it was* good.

אֲשֶׁר שָׁרְצוּ הַמַּיִם לְמִינֵהֶם וְאֵת כָּל־עוֹף
جنکو کلبلایا تھا پاني نے اُنکي قسموں کو اور ہر پرند
כָּנָף לְמִינֵהוּ וַיַּרְא אֱלֹהִים כִּי־טוֹב׃
بازو والی کي قسموں کو اور دیکھا خدا نے کہ ہوا اچھا

22 And God blessed them, saying, Be fruitful, and multiply, and fill the waters in the seas, and let fowl multiply in the earth.

(כב) וַיְבָרֶךְ אֹתָם אֱלֹהִים לֵאמֹר פְּרוּ
۲۲ اور برکت دي اُنکو خدانے کہکر || پھلو
וּרְבוּ וּמִלְאוּ אֶת־הַמַּיִם בַּיַּמִּים וְהָעוֹף
اور بڑھو اور بھرو پانیکو دریا میں اور پرند
יִרֶב בָּאָרֶץ׃
بڑھیں زمین پر

|| باب ۸ — ۱۷

23 And the evening and the morning were the fifth day.

(כג) וַיְהִי־עֶרֶב וַיְהִי־בֹקֶר יוֹם חֲמִישִׁי׃
۲۳ اور تھي شام اور تھي صبح دن پانچواں

NOTES.

V. 20—22. In these verses God is pleased to speak about birds of the air, and fish of the sea. The Hebrew word *tuneenum* in these verses has been the subject of much argument as to its proper signification; it also occurs in * Exo. VII. 9, 10, 12. other passages of Scripture in the sense of a *serpent*; but has been rendered as *dragon* or *alligator*, in this place, by all the Translators. "It signifies" says Dr. Wells, "all the largest kinds of fishes." Some have used it in the sense of *whale*, a very large animal of the sea; and they add, that it is applicable to all those sea-animals whose blood is warm, and who suckle their young ones. In fact it cannot be doubted, that this word implies a large species of sea-animals, as used in this passage.

تفسیر

۲۰ لغایت ۲۲ اِن ورسونمیں اللہ تعالے نے تمام دریائي اور پرند جانوروں کا پیدا ہونا بیان فرمایا ہے ان ورسوں میں תנינם (تنینم) کا لفظ آیا ہے جسکے معنوں پر بحث کي گئي ہے یہہ لفظ اور جگہ بھي کتاب اقدس میں آیا ہے وہاں اِسکے † معنے اژدھی کے ہیں مگر تمام مترجموں نے اِسمقام پر اِس لفظ کا ترجمہ دریائي بڑی جانور یا مگرمچھ کیا ہے ڈاکٹر ویلز صاحب کہتے ہیں کہ اِس سے تمام قسموں کي بڑي مچھلیاں مراد ہیں بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاید اِس لفظ سے وہیل مراد ہو جو سمندر کا بہت بڑا جانور ہے بلکہ یہہ اِصطلاح اُن تمام دریائي جانوروں کی لیئی لي جاسکتي ہے جنکا خون گرم ہوتا ہے اور جو اپنے بچوں کو دودھ پلاتے ہیں بہرحال اِس میں کچھہ شک

† خروج ۷ — ۹ و ۱۰ و ۱۲

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۴۵۷۵

نہیں ہوسکتا کہ یہاں اِس لفظ سے دریائی بڑی جانور مراد ہیں *

۲۳ یہہ پانچواں دن جو اِس ورس میں مذکور ہے یہہ بہی وہی دن ہے جو سورج کی روشنی اور زمین کی گردش سے قوانین نیچرکی پابندی سے ہوا تہا *

V. 23. This verse treats of the fourth day which took its course under the law of nature, viz through the motion of the earth and the light of the sun.

توریت مقدس

(כד) פ וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים תּוֹצֵא

۲۴ اور کہا خدانے تعالی زمین جیتی جان

הָאָרֶץ נֶפֶשׁ חַיָּה לְמִינָהּ בְּהֵמָה וָרֶמֶשׂ

والی اُنکی قسموں کو چوپائی اور رینگنے والی

וְחַיְתוֹ אֶרֶץ לְמִינָהּ וַיְהִי־כֵן׃

اور جانور زمین کے اُنکی قسموں کو پہر ہوا ایساہی

(כה) וַיַּעַשׂ אֱלֹהִים אֶת־חַיַּת הָאָרֶץ

۲۵ اور بنایا خدانے جانوروں زمین کو

לְמִינָהּ וְאֶת־הַבְּהֵמָה לְמִינָהּ וְאֵת

اُنکی قسموں کو چوپایوں کو اُنکی قسموں کو اور سب

כָּל־רֶמֶשׂ הָאֲדָמָה לְמִינֵהוּ וַיַּרְא אֱלֹהִים

زمین کے چلنی والوں کو اُنکی قسموں کو اور دیکھا خدانے

כִּי־טוֹב׃

کہ ہی اچہا

GENESIS.

24 And God said, Let the earth bring forth the living creature after his kind, cattle, and creeping thing, and beast of the earth after his kind: and it was so.

25 And God made the beast of the earth after his kind, and cattle after their kind, and every thing that creepeth upon the earth after his kind: and God saw that *it was* good.

تفسیر

۲۴ و ۲۵ اِن ورسوں میں تمام صحرائی حیوانات کے پیدا ہونیکا جو زمین پر چلتے ہیں بیان ہوا ہے اور کوئی لفظ اِن ورسوں میں ایسا نہیں ہے جس پر کچہہ بحث کی جاوے *

NOTES.

V. 24—25. These verses contain an account of the creation of beasts of the forest, and there is nothing in them besides, that needs to be explained.

مطابقت قران مجيد اور حديث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۲۶ ‡ و اذقال ربك للملئكة اني جاعل

اور جب كها تيرے پروردگار نے فرشتوں كو مجهے

في الارض خليفه

بنانا هے زمين ميں ايك نايب

26. When thy Lord said unto the angels, I am going to place a substitute on the earth.—Soora Bakr, v. 30.

توريت مقدس

GENESIS.

(כו) ויאמר אלהים נעשה אדם

۲۶ اور كها خدانے بناويں هم † آدم كو اپني پرچهائيں

בצלמנו כדמותנו וירדו בדגת הים

سے مانند اپنے شبيه كے اور ‡ غالب هو مچهليوں دريا پر اور

ובעוף השמים ובבהמה ובכל-הארץ

پرند آسمانوں پر اور چوپاوں پر اور ساري زمين پر

ובכל-הרמש הרמש על-הארץ :

اور سب رينگنے والوں پر جو رينگتے هيں زمين پر

26 And God said, Let us make man in our image, after our likeness: and let them have dominion over the fish of the sea, and over the fowl of the air, and and over the cattle, and over all the earth, and over every creeping thing that creepeth upon the earth.

قبل پيدايش مسيح عليه السلام	قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۳۵۷۵

‡ سورة بقر آيت ۳۰
† باب ۵ — ۱
۹ — ۶
زبور ۱۰۰ — ۳
واعظ ۷ — ۲۹
اعمال ۱۷ — ۲۰، ۲۸، ۲۹
۱ نامه كارنتهيان ۱۱ — ۷
افسين ۳ — ۲۳
كلسيان ۳ — ۱۰
يعقوب ۳ — ۹
‡ باب ۹ — ۲
زبور ۸ — ۶

NOTES.

V. 26. The original Hebrew words which compose this verse, and which are worthy of particular attention, may be rendered thus: God commanded or said we make man. It has already been shown, that Christians, Jews, and Mohomedans all agree in accepting this dogma, that wherever in the Scripture Cosmogony the expression "God commanded or said" is used, it is always to be interpreted "God wished." Hence the precise meaning of the verse is, that God *wished* to make man.

English Translators have thus rendered the expression above alluded to: God said, *Let us make man*. This mode of translating the expression conveys

تفسير

۲۶ נעשה אדם (نعسه آدم) اس ورس كے يهه الفاظ هيں كه خدانے كها يا حكم ديا كه هم بناويں آدم كو يهه بات اوپر بيان هوچكي كه علماء يهود اور علماء مسيحي اور هم مسلمان بالاتفاق اسبات كے قايل هيں كه كتاب پيدايش ميں جهاں كهيں يهه لفظ آيا هے كه خدا نے حكم ديا اس سے يهه مراد هے كه خدا نے چاها پس اِس جگه بهي اس لفظ سے يهي مراد هے كه خدا نے آدم كا بنانا چاها ٭

انگريزي مترجموں نے اِس ورس كے شروع كا ترجمه اسطرح پر كيا هے " اور خدا نے كها بنانے دو هميں آدمي " يهه طرز

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۴۵۷۵

ترجمه ایسي هے جیسکه کئي شخص هوں وہ سب ملکر ایک کام کرنا چاهیں اور آپس میں کهیں که هم کو یهه کام کرنے دو اِس طرزِ کلام کو بموجب اردو کے محاورہ کے اسطرح پر کهنا چاهیئے اور خدا نے کها آؤ هم بناویں آدمي کو جب انگریزي مترجموں نے اسطرح پر اسکا ترجمه کیا جس سے انسان کے پیدا کرنے پر خدا کا مشورہ کرنا اور ملکر کام کرنا نکلتا تها تب علماء عیسائي نے کها که اس طرز کلام سے الهیت میں جمعیت وجودونکي پائي جاتي هے *

an idea of conference or consultation among a number of individuals touching a certain matter settled and determined by mutual consent. Consequently, because the English Translators have rendered the expression in a manner calculated evidently to show that God took some other being besides Himself into consultation on the subject of the creation of man, Christian divines have been led to deduce therefrom the supposition of a plurality of persons in the Godhead, or in other words, the doctrine of the Trinity.

ایپي فینیس صاحب نے کها که خدا نے یهه کلام صرف اپنے پیدا کیئے هوے بیٹے سے کیا هے جیسکه تمام ایماندار یعني عیسائي یقین کرتے هیں اور پهر یهه بات کهي که آدم باپ اور بیٹے اور روح قدس کے هاتهه سے بنا *

"This is the language of God," says Epiphaneus, "to his Only begotten Son as all the faithful believe; and again he adds that "Adam was formed by the hands of the Father, the Son, and the Holy Ghost."

آرچ بشپ دیک صاحب کهتے هیں که سینٹ بارناباس کا کلام جو متقدمین حواریوں میں سے هے یهه هے که اسلیئے خداوند (یعني حضرت مسیح علیه السلام) هماري جانوں کے لیئے ایذا آٹهانے پر راضي هوئی اگرچه وہ تمام دنیا کے مالک تهے اور جنسے خدا نے اغاز دنیا کے پیشتر یهه کها که بنانے دو همیں آدمي *

"It is the language of Saint Barnabas, one of the Apostolical fathers," says Archbishop Wake, "and for this cause the Lord was content to suffer for our souls, although He be the Lord of the whole earth; to whom God said, before the foundation of the world, 'Let us make man &c.'"

بشپ ولسن صاحب کهتے هیں که سینٹ کریزا سستم صاحب نے اسي کلام پر آگے انے والي فصیح باتونمیں چند کیفیتیں بطور نتیجه کے لکهي هیں که — کون تها وہ جس سے خدا نے کها آؤ هم انسان کو بنائیں کون اور هوسکتا هے سواء آسکے جو بڑي کونسل کا فرشته بڑا صلاح کار — اور

"Saint Chrysostom" says Bishop Wilson, "concludes some observations in the following eloquent terms: Who was He, to whom God said, Let us make man? Who else but He, the Angel of the Great Council, the Counsellor, the Mighty one, the Prince of peace, the Father of future age, the Only begotten Son of God, the Equal to his Father in es-

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

بڑا قوي مطلق اور شاهزاده امن پدر زمانه آينده كا يعني پيدا كيا هوا بيٹا خدا كا هے اور جو اصليت ميں اپنے باپ كي برابر هے كه جسنے تمام چيزوں كو پيدا كيا آسي هي سے يهه كها گيا تها كه بنانے دو هميں آدمي *

sence, by whom all things were made? To Him it was said, let us make man."

مگر جب غور كيا جاوے تو يهه ترجمه جو انگريزي مترجموں نے اختيار كيا هے وه كسي طرح عبري لفظوں سے نهيں نكلتا اِس مقام پر عبري كے صرف چار لفظ هيں ايك ויאמר (ويو مر) جسكا ترجمه هے (اور حكم كيا) اور اگر بطور حاصل مطلب ترجمه كيا جاوے تو آسكا ترجمه يهه هے (اور كها) دوسرا لفظ هے אלהים (الوهيم) جس كے معني خدا كے هيں تيسرا لفظ هے נעשה (نعسه) جسكے معنے هيں بناويں يا بناويں هم چوتها لفظ אדם (آدم) كا هے پس تحت لفظي ترجمه اِسكا يهه هوا كه (اور حكم كيا خدا نے بناويں هم آدم كو) تمام كتاب پيدايش ميں جهان پهلا لفظ آيا هے آس سے يهه مراد لي گئي هے كه خدا نے چاها اِس تقدير پر ترجمه اِن الفاظ كا يهه هوتا هے كه (اور چاها خدا نے بناويں هم آدم كو) پس اِن عبري لفظوں سے كسي طرح يهه بات نهيں نكلتي كه آدم كے بنانے پر خدا نے كسي سے مشوره كيا هو يا خدا كے ساتهه كسينے ملكر آدم كو بنايا هو خصوصاً اِسصورت ميں كه آسنے بارها اِسكام كو اپنے هي اوپر موقوف ركها هے يهه كهتے هوي كه ميں نه دوں گا عزت آسكام كي كسيكو *

It is clear on consideration, that the translation of the expression in question as rendered by the Christian Translators, does not, by any means, coincide with the original Hebrew. The expression is made up of these four words in the original, viz—*Eumur* (commanded or said); *Elohim* (God); *Nasaih* (make or we make); the fourth corresponds with *man*. The united sense of these words would be: God commanded or said, we make man; and while it has been above illustrated that the word *commanded* or *said* wherever used with respect to God, is always to be understood to signify *wished*, the real sense of the expression would be thus elucidated: *God wished, we make man.* It is now to be observed that the words of the original Hebrew can no way be rendered to express the union or consultation of God in the expression under discussion, with any one else, in the creation or formation of man; especially when we see God claiming so often to himself the honor of this work, saying, that "He will give the honor of it to no other, but himself."

باقي رها لفظ נַעֲשֶׂה (نعسه) كا جو صيغه جمع متكلم كا هے آسكا اِستعمال هو

The original word *nasaih*, a plural verb, remains now to be taken into

بزا شخص اپنے لیئے کرتا ہے خدا تعالے نے
انسان کي عزت اور آسکي قدر اور آسکا
مرتبہ جتانیکو بہت سے مضامین یہان
فرمای ہیں جیسے آسکو اپني † صورت پر
بنانا اور تمام حیوانات پر آسکو سرداري
دینا اسیطرح اپنے آپ کو بھي ایسے لفظ
سے بنایا ہے جس لفظ کا استعمال آس
زمانہ کے محاورہ کے موافق جبکہ حضرت
موسیٰ کو وحي دي گئي ایک بڑی ذي
اقتدار اور عظیم الشان بادشاہ کو زیبا تہا
تاکہ اپنے تئیں انسان کا ایسا عظیم الشان
پیدا کنندہ ظاہر کرکر زیادہ تر انسان کي
عظمت اور شرافت اور دیگر مخلوقات پر
جنکا پیدا ہونا ابھي بیان ہو چکا ہے
ثابت کرے اسطرح کا استعمال بہت
دفعہ انسان بھي اپنے پر کیا کرتے ہیں
مگر کبھي کسیکو ایسي متکلم کے وجودون
کي جمعیت کا خیال بھي نہیں گذرتا
چہ جائیکہ آس واحد حقیقي کے اسطرح
پر کلام کرنے سے آسپر وجودونکي جمعیت کا
گمان گذری جسنے بارہا بتایا کہ میں اکیلا
اور نرالا ہوں میرا شریک دوسرا کوئي
نہیں *

consideration. According to the usage of almost every language, any one of exalted dignity speaks of himself as plural, and the verb which is used in describing his actions is likewise in the plural: called the pluralis majestaticus, or plural of majesty. God has here related several magnificient things, with a view to illustrate the superiority of man's honor and dignity over all other creatures. Thus, as He has said, that we have made man in our image; and have conferred on him authority and power over all the beasts of the field, and all other created things in the world. In like manner, God in speaking of himself, has made use of such expressions, to denote his Holy name and Divine attributes, as were, in the time of Moses, most suitable and becomming to the glorious dignity and exalted supremacy of a most mighty monarch; in order that by showing himself to be such an incomparably powerful and wonderful Creator of man He might add to the splendour of man's special esteem and veneration in his eyes. This practice of speaking of one's self in the plural number has ever been, and is daily, seen prevailing in all countries, and more especially in the East; and in such cases it is that the party alluded to is but one person, sole and individual, and not more than one. Hence the adoption of this mode of speech by the Divine Being ought not certainly to lead us to conclude or even to conceive the idea of a plurality of persons in the Godhead, more especially when we find him frequently declaring in his

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰	قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۴۵۷۵

† پیدایش باب ۱—۲۶

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

Holy Word, that He is one in himself, without any sharer in his person or his works.

—*Adam*) It is to be asked, whether the Adam spoken of in this verse is identical with the Adam alluded to in the 7th verse of the 2nd Chapter of Genesis. This is a question that may excite much surprise and bewilderment, and possibly some people may not hesitate a moment to convict me as guilty as Galileo was unjustly held to be, when he first suggested the idea of the Earth's motion. However, being a staunch follower of Scripture I am, under its guidance, obliged to confess that this Adam was distinct from that Adam, who is spoken of in the 7th verse of the 2nd Chapter of Genesis. Moreover, it is unknown how many more Adam may have existed between the two here alluded to; nor yet how many successive generations of animals and vegetables may have also had their existence within that interval. God has thus said to his Prophet in the Soora-Kaif, verse 109, advising him how to represent Himself to the people: "If the sea were ink to write the words of my Lord, verily the sea would fail before the words of my Lord would fail; although We added another sea like unto it as a farther supply." It has been a dogma of our religion that the words of God are to be understood as comprehending as well the creatures of God. In this view of the matter it will then be seen that, on the authority of the above quotation from the Holy Word of God, there is no limit either fixed by God himself or to be impudently assigned

אדם (آدم) یہان یہہ سوال ہے کہ یہہ آدم جسکو خدا نے پیدا کیا وهي آدم ہے جسکا ذکر دوسري باب کے ساتوین ورس مین ہے یا یہہ اور کوئي آدم تہا یہہ سوال ایسا ہے کہ لوگ اِس کے جواب کو دیکھہ کر تعجب کرینگے اور کچھہ دور نہین کہ اِسکو ایک نئي بات سمجھہ کر مجھکو بهي اسیطرح مجرم ٹہراوین جس طرح گلیلیو کو زمین کي حرکت پر مجرم ٹہرایا تہا مگر مین مجبور هون کیونکه کتاب اقدس جسپر مین مضبوط اعتقاد رکہتا هون یهي هدایت کرتے ہے کہ یہہ آدم اور تہا اور وہ آدم همارا باپ جسکا ذکر دوسری باب کے ساتوین ورس مین ہے اور تہا اور معلوم نہین کہ اُن کے درمیان مین اور کتنے آدم گذرگئے اور کتني پشتین حیوانات اور نباتات کي اِس درمیان مین هوگئین الله تعالی سورہ کہف مین اپنے پیغمبر کو فرماتا ہے کہ تو کہدے کہ اگر سمندر میری خدا کے کلمات لکہنے کو سیاهي هو تو سمندر نبڑ جاویگا اس سے پہلے کہ میری خدا کے کلمات نبڑین اور گو ویسا هي دوسرا سمندر اُسکي مدد کو بهي لے آوین اور همارےهان یہہ بات ٹہر چکي ہے کہ کلمات الله خدا کي مخلوقات کو کہتے هین پس اس آیت سے ثابت هوتا ہے کہ خدا کي مخلوقات بے حد و عد ہے *

سورہ کہف آیت ۹۰۱

قل لوكان البحر مدادا لكلمت ربي لنفد البحر قبل ان تنفد كلمت ربي ولوجئنا بمثله مددا

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۴۰۰۰
قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

by man to the times of Creation or to the varieties of His creatures.

It is to be observed that it is said in the present verse, that God intended to form this Adam; and, in the 27th verse, that He now did what He had before desired to do, i. e. created this Adam; and that He did not create him alone, but also provided him with a fellow creature of an opposite sex, i. e. made them male and female; again, He ordered them to inhabit and * replenish the earth, to rule over all the created things of the earth; and permitted them to eat of all kinds of † vegetables and fruits: and all that He wished was done; on which having seen ‡ every thing that He had formed, God approved of all * as well done. After all this was accomplished, the inspired Writer has afterwards said, as a concluding remark, that the heaven and the earth were formed with all the hosts of them. Thus it is decidedly shown, that all that God had resolved to do, was now done, and nothing remained to be done.

* Gen. I.28.
† Gen. I. 29.
‡ Gen. I. 31.
* Gen. II. 1.

† پیدایش ۱ — ۲۸
‡ پیدایش ۱ — ۲۹
§ پیدایش ۱ — ۳۱
‡ پیدایش ۲ — ۱

دیکھو اِس ورس میں خدا نے اس آدم کا بنانا چاہا اور ستائیسویں ورس سے ظاہر ہے کہ اُسکو پیدا کردیا اور اُسکو اکیلا نہیں بنایا بلکہ نرومادہ جوڑی کا جوڑا بنایا پھر اُنکو حکم دیدیا کہ زمین † کو معمور کرو اور پھلو اور بڑھو اور تمام حیوانات پر سرداری کرو اور جمیع اقسام کے ‡ نباتات کے پھل کھانیکي اُنکو اجازت دي اور پھر ایساهي هوگیا اور خدا نے § سب پر جو اُسنے بنایا تھا نظر کي اور دیکھا کہ بہت اچھا ہے اِس سب کچھہ هوچکنے کے بعد ‡ مقدس مورخ فرماتا ہے کہ آسمان اور زمین اور اُس کي ساري آبادي تیار هوگئي پس اِس سے صاف ثابت ہے کہ یہہ کارخانہ جو خدا نے بنایا تھا وہ سب پورا هو چکا تھا کوئي بات اُسمیں هوني باقي نہیں رهي تھي *

I now proceed to the consideration of the 7th verse of the 2nd Chap. of Genesis in which the creation by God of that Adam is spoken of, who is our common father and from whom all mankind have descended. It is here stated, that there had hitherto been no grass and herbs to be seen on the earth; while it is evident that before the appearance of the former Adam on the

|| باب ۲ — ۵
† پیدایش ۱ — ۱۱
* پیدایش ۱ — ۲۹

اب غور کرو کہ دوسری باب کے ساتویں ورس میں هماری باپ آدم کے بنانے کا ذکر ہے وهاں مذکور ہے کہ اب تک یعني هماری باپ آدم کے پیدا هونے تک || میداں کے سب نباتات زمین پر نہ تھے اور میداں کي سب گھاس نہ اوگي تھي اور اُس پہلے آدم کے پیدا هونے سے پہلے تمام † نباتات اوگ چکي تھي * پہلے آدم کو سب نباتات کے پھل کھانیکي اجازت دي تھي اور اِس

earth, vegetables of all kinds had † grown up. The former Adam had ‡ permission from his Divine Maker to eat of all kinds of vegetables and fruits; while the latter Adam, our parent, was not * permitted to eat indiscriminately of the fruits of all trees or vegetables.

† Gen. I. 11.
‡ Gen. I. 29.
* Gen. II. 17.

The former Adam was formed by God with a † fellow-creature to himself; while the latter Adam being formed alone was placed in the ‡ garden of Eden, and was afterwards united to be man and wife with Eve who was produced from his own rib.

† Gen. I. 27.
‡ Gen. II. 18, 22.

Again, the former Adam had permission to eat only * of the fruits of trees, and not the flesh of animals; whereas, on the contrary, the latter Adam seems to have been allowed the privilege of subsisting on †animal food, as well as on the products of the earth.

* Gen. I. 29.
† Gen. VII. 2, 3.

The birds and beasts of the time of the former Adam were all to feed wholly on the ‡ herbs of the field; while those of the time of the latter or our parent Adam are not all seen to live upon herbs only.

‡ Gen. I. 30.

Let it be considered, that it is obvious from the 3rd verse, of the 2nd Chap. of Genesis, that God had finished all those of his works which He was pleased to undertake for the time of the former Adam; and from the 5th verse of the same Chapter, that He afterwards set out with the works of the creation of the latter Adam, our father. It is,

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰
قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

هماری باپ آدم کو سبھ درختوں کے پھل کھانیکي † اجازت نه تهي *

† پیدایش ۲ — ۱۷

‡ پیدایش باب ۱—۲۷
‡ پیدایش ۲—۱۸,۲۲

اُس آدم کو خدا نے جوڑا بنایا ‡ اور اِس آدم کو اکیلا بغیر جوڑی کے بناکر باغ عدن ‡ میں رکھا اور پهر اُس کي پسلي سے اُسکا جوڑا پیدا کیا *

§ پیدایش ۱ — ۲۹
|| پیدایش ۷ — ۲,۳

پہلے آدم کو صرف درختوں کا § پھل کھانیکي اجازت تهي حیوانات کے کھانیکي اجازت نه تهي اور معلوم هوتا هے که دوسری آدم || کو جانور کھانیکي اجازت تهي *

پیدایش ۱ — ۳۰

آگلے زمانه کے ‡* پرندی اور چرندی سب درختوں کي پتي کھاتے تهے حالانکه هماری زمانه کے پرندی اوردرندی درختوں کي پتي نهیں کھاتے *

دیکھو خداتعالے اُس پہلے آدم کے بنانے کو اور جو کچھه سامان اُسکو دیا تھا اُسکے بیان کو دوسرے باب کے تیسرے ورس پر بالکل پورا کرتا هے اور پهر پانچویں ورس سے ازسرنو همارے باپ آدم کے پیدا کرنے کا ذکر کرتا هے پس صاف ظاهر هے که وه جدا مخلوقات اسي زمین پراوراسي آسمان کے تلے تهے اور یهه جدا مخلوقات اسي

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۴۵۷۵

زمین پر اور اسي اسمان کے تلے ھے اور نہیں
معلوم اور کتني پشتیں مخلوقات کي اسي
زمین پر اور اسي آسمان کے تلے گذر گئیں
اور گذرتي جاویں گي *

therefore, to be safely concluded that the creation of the time of the former Adam, was distinct and altogether different from that of the latter Adam, though it existed on the same earth and under the same heaven with the other, or the present one; and we do not know how many more creations may have taken their courses previously thereto, or how many more are likely to follow.

اب کہاں ھیں وہ خودپسند فلازفر اور کہاں
ھیں وہ جیالوجیں جو چند حیوانوں کي
پراني ھڈیاں پاکر کتاب مقدس پر حملہ
کرتے ھیں اور یہہ نہیں جانتے کہ خود کتاب
مقدس ھمکو ھدایت کرتي ھے کہ اِس
زمین پر ھمارے باپ آدم سے پیشتر بہت
سي پشتیں گذرچکي ھیں اُن لوگوں نے
تو ابھي اُنتیس ھي قسم کي حیواني
اور نباتي پیدایشیں پائیں ھیں جو ایک
دوسرے سے بسبب واقعات اخیر کے علاحدہ
ھوگئي ھیں اور اُتنے ھي پر کتاب اقدس
پر حملہ کرنیکو طیار ھو گئی ھیں اگر وہ
لوگ اُنتیس کي جگہہ اُنتیس ھزار اُنتیس
لاکھہ پاویں تب بھي کتاب مقدس اپني
جگہ صحیح اور سچي ہے گو اُسکے معنے
سمجھنے میں ھم نے اپني کم زور عقل کے
سبب کیسي ھي غلطي کي ھو *

Now where are those geologists and philosophers, who having discovered certain remains and bones of animals of the most distant time, have ventured to attack the veracity of Scripture in respect to its account of the creation. They sadly neglected to learn the lesson that Scripture itself informs us of the fact of the existence of many creations before the time of our parent Adam. Having discovered only twenty nine distinct creations of animals and vegetables, separated from one another by great catastrophes, they have thereby presumed to call in question the truth of Scripture. If they were to discover as many more thousands or millions of creations, the mighty word of God would still stand unshaken and firm in its position; though, from the weakness and imperfection of our understanding and reason, we may have been unable to comprehend it in its true light.

(اپني پرچھائیں سے مانند اپني شکل
کے) צלם (صلم) کا لفظ جو اس ورس میں
آیا ھے اُسکا ترجمہ سب مترجموں نے صورت
کیا ھے اِسکے معنے صورت کے بھي آئے ھیں
مگر اصلي معنے اِسکے سایہ کے ‡‡ ھیں

The Hebrew word *salim* occurring in this verse, has been translated *image* by all the Translators of the Bible. Its real meaning is *shadow*. The other original word *doomoos* used in the same verse signifies likeness: I therefore

‡‡ زبور ۳۹ — ۷

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۴۰۰۰

قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

جسكو پرچهائيں كهتے هيں اس ورس ميں دوسرا لفظ דמות دموث كا ايا هے جسكے معنے بهي شكل اور صورت كے هيں لسليئے پهلي لفظ كے وه معنے ليئے چاهيئيں جو اسكے اصلي معنے هيں *

دوسرا لفظ דמות دموث كا جو اس ورس ميں آيا هے آسپر كاف تشبيه كا بهي هے جسكا ترجمه سب مترجموں نے چهوڑديا هے حالانكه وه حرف ايک بڑے عمده مطلب كي طرف اشاره كرتا هے *

اب سمجهنا چاهيئے كه الله تعالے نے فرمايا كه هم بناويں آدم كو اپنے سايه سے مانند اپني شكل كے اس طرز كلام سے صاف جانا جاتا هے كه اس سے يهه مراد نهيں هے كه يهه قد و قامت هاتهه پاؤں آنكهه ناک كان جو انسان كے هيں ايسے هي خدا كي صورت هے بلكه انسان خدا كے سايه سے بنا هے اور آسكے مشابه بنا هے يعني جو صفتيں خدا ميں هيں آنهي كا پرچهانوا اس ميں هے اور آسكي مشابه صفتيں اس ميں بهي هيں جيسے علم اور رحيمي اور ردوبيدت اور ايجاد اور عدالت اور قدرت وغيره *

الله تعالے نے انسان كو دنيا كي تمام مخلوقات پر سرداري دي هے يهه منصب انسان كا انسان سے چهينا نهيں گيا جيساكه يهودي اعتقاد كرتے هيں بلكه هر انسان ميں موجود هے مگرخود هم اپني اصليت كو بهول گئے هيں اور جس چيز كے ليئے هم بنے هيں وه چيز همنے چهوڑ دي هے اگرهم

suggest the former of these expressions may be rendered in its primary sense.

The said word *Doomoot* has the syllable *ku* signifying *similar* prefixed to it in the original, and thus being joined with it, would make up *Kudoomoos.* This prefix of the word has been neglected by all the Translators, though its rendering with the rest would have led to an excellent meaning.

It is to be remarked that according to the meanings suggested by me for the word above alluded to, the sense of the passage under consideration would be rendered thus: God said or wished, we make man in our shadow similar to our own likeness. This form of expression clearly shows, that God is not to be regarded as an image consisting of eyes, face &c, like that of man; but that man being formed in the shadow of God, (and consequently of very little worth when compared to Him,) bears, in a very slight proportion, certain resemblance to Him in some of His attributes as mercy, knowledge, intellect, power of invention, justice &c.

God was pleased to give superiority to man over all other creatures. Of this honor man has not to this day been deprived by God, notwithstanding that the Jews maintain the contrary; nay, moreover, every man may be said to possess in himself this distinction: but, to our own great grief and woe, we have wandered far away from our true

خود اپنے منصب کے لایق بنیں تو ہم
رہی ہیں جو ہیں *

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

source of honor and happiness, and have perversely and wantonly neglected the rule which we were bound to follow. However, if we still were in this our sinful and misguided condition, to do things worthy of the dignity and essence of our lofty nature, we may again become entitled to the distinctive position in which we were primarily placed by God, and may thus once more raise ourselves to what we were in reality designed to be.

توریت مقدس

GENESIS.

(כז) ויברא אלהים׀ את־האדם
۲۷ اور پیدا کیا خدانے آدم کو اپنی
בצלמו בצלם אלהים ברא אתו זכר
پرچھائیں سے || خدا کے سایہ سے پیدا کیا اُسکو نر
ונקבה ברא אתם׃
اور مادہ § پیدا کیا اُنکو

27 So God created man in his *own* image, in the image of God created he him; male and female created he them.

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۲۷ † لقد خلقنا الانسن في احسن تقويم
ہمنے بنایا آدمی خوب سے خوب اندازہ پر
* و صورکم فاحسن صورکم
اور تمکو صورت بنائی پھر اچھی بنائی صورتیں تمہاری
‡ عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله
ابو ہریرہ نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی الله
عليه وسلم خلق الله آدم على صورته (و فی
علیہ وسلم نے پیدا کیا الله نے آدم کو اپنی صورت پر اور ایک
رواية على صورة الرحمن)
روایت میں ہے کہ اوپر صورت رحمن کے

27. Verily we created man of a most excellent fabric.—Soora Teen, v. 4.

It is God who hath formed you, and made your form beautiful.—Soora Momin, v. 64.

Abu Hoorara has related, the Prophet said that God had created Adam in his likeness, and according to another more distinct authority, after God's own image.—Mishkat.

† سورۂ تین آیت ۴
* سورۂ مومن آیت ۶۴
|| ۱ کارنتھیان ۱۱ — ۷
‡ مشکوٰۃ کتاب الاداب باب السلام
§ پیدایش ۵ — ۲
ملاکی ۲ — ۱۵
متی ۱۹ — ۴
مارک ۱۰ — ۶

تفسیر

۲۷ (پیدا کیا اُنکو نر و مادہ) یعنی
اس انسان کو جسکا ذکران ورسوں میں

NOTES.

V. 27. *Created them male and female,)* That is, the Adam spoken of in this

verse was created at the very beginning of his existence simultaneously with a female: hence, contrary in this respect to the next Adam to whom reference is made in the subsequent verses; since, the latter was created alone by himself, and *afterwards* provided with a companion of the opposite sex brought out of his own rib.

ہے ساتہہ کے ساتہہ جوڑیکا جوڑا بیدا کیا
برخلاف اُس انسان کے جسکا ذکر اگے اتا
ہے کیونکہ اُسکو اول صرف اکیلا پیدا گیا تہا
اُسکے بعد اُسکي پسلي سے اُسکا جوڑا بنایا
ہے *

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

GENESIS. — توریت مقدس

28 And God blessed them, and God said unto them, Be fruitful, and multiply, and replenish the earth, and subdue it: and have dominion over the fish of the sea, & over the fowl of the air, and over every living thing that * moveth upon the earth.

(כח) ויברך אתם אלהים ויאמר
۲۸ اور برکت دي اُنکو خدا نے اور کہا اُنکو
להם אלהים פרו ורבו ומלאו את־הארץ
خدا نے † پہلو اور بڑھو اور بہرو زمین کو اور لو اُسکو
וכבשה ורדו בדגת הים ובעוף השמים
اور غالب ہو مچہلیوں دریا پر اور پرند اسمانوں پر
ובכל־חיה הרמשת על־הארץ :
اور سب جانوروں پر جو چلنے والی ہیں زمین پر

* Heb. *creepeth.*

† پیدایش ۹ — ۱ , ۷
احبار ۲۶ — ۹
زبور ۱۲۷ — ۳
۱۲۸ — ۳ , ۴

29 And God said, Behold, I have given you every herb † bearing seed, which *is* upon the face of all the earth, and every tree, in which *is* the fruit of a tree yielding seed; to you it shall be for meat.

(כט) ויאמר אלהים הנה נתתי לכם
۲۹ اور کہا خدا نے خبردار میں نے دي تمکو تمہارے
את־כל־עשב זרע זרע אשר על־פני
لیئے سب گہانس دینی والي بیج کي جو اُوپر منہہ
כל־הארץ ואת־כל־העץ אשר־בו
تمام زمین کے ہیں اور سب درخت جنکی ساتھہ ہے پہل
פרי־עץ זרע זרע לכם יהיה לאכלה :
درخت دینی والي بیج کا ‡ تمہارے لیئے ہو کہانیکو

† Heb. *seeding seed.*

‡ پیدایش ۹ — ۳
ایوب ۳۶ — ۳۱
زبور ۱۰۴ — ۱۴ ۱۵
۱۳۶ — ۲۵
۱۳۶ — ۷
اعمال ۱۴ — ۱۷

30 And to every beast of the earth, and to every fowl of the air, and to every thing that creepeth upon the earth, wherein *there is* ‡ life, *I have given* every green herb for meat; and it was so.

(ל) ולכל־חית הארץ ולכל־עוף
۳۰ اور واسطے || سب جانوروں زمین کے اور واسطے
השמים ולכל רומש על־הארץ אשר־
سب § پرند آسمانوں کے اور واسطے تمام رینگنے والوں
בו נפש חיה את־כל־ירק עשב לאכלה
زمین پر کے جنکے ساتہہ جیتي جان ہی سب پتي
ויהי כן :
گہانس کي کہانیکو اور ہوا ایساہي

|| زبور ۱۴۵ — ۱۵,۱۶
۱۴۷ — ۹
§ ایوب ۳۸ — ۴۱

‡ Heb. *a living soul.*

توریت مقدس.

GENESIS.

(לא) וירא אלהים את־כל־אשר

۳۱ اور دیکھا † خدانے سب چیزوں کو جسنی

עשה והנה־טוב מאד ויהי־ערב ויהי

بنایا تھا اور جانا کہ وہ اچھي هیں بہت اور تھي شام

בקר יום הששי :

اور تھي صبح دن چھٹا

31 And God saw every thing that he had made, and, behold, *it was* very good. And the evening and the morning were the sixth day.

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۳۱ ‡ ان ربکم الله الذي خلق السموات

تمہارا پروردگار الله هے جسنی بنائی آسمان اور

والارض في ستة ايام

زمین چهه دن میں

§ الله الذي خلق السموت والارض وما

الله هے جسنی پیدا کیا آسمانوں اور زمیں کو اور

بينهما في ستة ايام

جو انکی بیچمیں هے چهه دن میں

|| الذي خلق سبع سموات طباقا ماترى

جسنی بنائی سات آسمان درجه بدرجه کیا دیکہتا

في خلق الرحمن من تفوت فارجع البصر

هے بنانے رحمن میں کچهه فرق پهر دوهراکر نگاه کو

هل ترى من فطور ثم ارجع البصر كرتين

کہیں دیکهتا هے کچهه خرابي پهر دوهراکر نگاه کر دو دوبار

ينقلب اليك البصر خاسئا و هو حسير

اولٹي اوے تیرے پاس تیري نگاه رد هوکر تهک کر

31. Verily your Lord is God who hath created the heaven and the earth in six days.—Soora Araf, v. 54.; Soora Yonoos, v. 2.; Soora Hood, v. 7.

It is God who hath ~~created the~~ heavens and the earth and whatever is between them, in six days.—Soora Sijda, v. 4.

It is God who hath created the seven heavens resting one above another; thou canst not see in a creature of the Most merciful any unfitness or disproportion. Lift up thine eyes again to heaven, and look whether thou seest any flaw: then take two other views; and thy sight shall return unto thee dull and fatigued.—Soora Mulk, v. 3, 4.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۴۵۷۵

‡ سورة اعراف آیت ۵۴
سورة یونس آیت ۲
سورة هود آیت ۷

† زبور ۱۰۴ — ۲۴
۱ تموتي ۴ — ۴

§ سورة سجدة آیت ۴

|| سورة ملک آیت ۳ و ۴

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

NOTES.

V. 28—31. God now blessed the couple whom He had so created, telling them to multiply on the earth, and provided them with all the necessaries of life; and having seen what He had already done, He gave his approval to it. The period here spoken of being the sixth day.

Learned Porfessors of Christianity have concluded upon the authority of the Hebrew Scriptures, that the Creation of the world took place only 4,004 years before the Christian era, which makes it now 5,866 years old. But they have had many difficulties to encounter in arriving at this result. For, recent discoveries and the progress of learning and science, have brought to our knowledge facts which prove the earth to have been more ancient than what the learned Divines decided it to be; that it has passed through various periods of animal and vegetable creations; and that light existed long before the Earth itself was called into being.

The zeal of the learned Professors has led them to the utmost of their power to defend the truth of the Scriptures from the attacks of science, and to this end various speculations have been put forward, in order to reconcile apparent discrepancies. Some have supposed the sun to have been formed on the very first day of creation, or even before it; and that on the fourth day it was only

تفسیر

۲۸ لغایت ۳۱ اور اللہ تعالے نے انسان کے اس جوڑیکو برکت دي که زمین پر پهلیں اور بڑهیں اور سب کچهه انکے کهانیکو بهي دیا اور جو کچهه اسنے بنایا تها اسکو دیکها که اچها هے اور یهه چهٹا دن تها *

علماء مسیحي نے یهه خیال کیا هے که عبري کتاب مقدس کے روسے دنیا کي پیدایش صرف چار هزار چار برس بیشتر سنه حضرت مسیح علیه السلام کے هوئي هے جسکے بموجب اج تک دنیا کي عمر صرف ۵۸۶۶ برسکي هوتي هے مگر اس خیال پر انکو سخت مشکلیں درپیش آئیں کیونکه زمانه حال میں جو تحقیقات حالات زمین اور تجربه اشیاء موجوده کے علم نے ترقي پکڑي اسکي بهت سي دلیلوں سے جنکو مشاهده کهنا چاهیئے ثابت هو گیا که زمین اس زمانه سے بهت پهلے کي بني هوئي هے اور اسپر متعدد بشتیں حیواني ونباتي گذر چکي هیں اوریهه که روشني بهت پهلے سے تهي به نسبت اسکے جب سے که اسکا پیدا هونا خیال کیا گیا هے *

ان مشکلوں کے حل کرنیکے لیئے اور کتاب اقدس کو ان اعتراضات سے محفوظ رکهنے کے لیئے علماء عیسائي نے بهت سي کوششیں کیں بعضوں نے کها که آفتاب پهلے هي دن بلکه اس سے بهي پهلے بنایا گیا تها اور چوتهے روز صرف اسکو دن کي حکومت پر مقرر کیا گیا تها بعضوں نے چهه دن کے کهونکو چهه زمانے قرار دیا هے اور ساتویں

قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۴۰۰۰

appointed to light the earth or to rule the day. Others have suggested that the six days of creation may have been six periods of long duration, and the seventh day to have been the ordinary Sabbath day. However an attentive and careful consideration of the peculiar style of expression used in the Scriptures, must inevitably demonstrate the fact, that if we attempt to indulge in speculations not warranted by its plain and direct teaching, we shall simply be straying from the true text, and laying ourselves open to the charge of endeavouring to foist the language of the sacred Records to our own will and purpose, in order to make it harmonize with our own finite and imperfect notion of fitness and propriety, as regarded by the light of modern science. But the sober and invincible truths of holy Writ need no fictitious support from the feeble judgment or crude opinions of zealous defenders, as the Poet has said:—

The surpassing beauty and perfection of the object of our tender veneration and regard doth not stand in need of our imperfect love to make it still more perfect: the face which is beautiful in itself, needs not the aid of trinkets and ornaments to make its beauty apparent.

دن سبت كو وهي معمولي دن، مگر جو طرز اور منشا، كتاب اقدس كا هے جب اسپر غور كي جاتي هے تو صاف پايا جاتا هے كه اسطرح كي باتيں بيان كرني خواه نخواه كتاب اقدس كو اپني مرضي كے موافق زبردستي سے كهينچنا هے حالانكه كتاب اقدس اپنے جگه سچي هے اور بالكليه تحقيقات علمي كے مطابق هے جيسا كه ميں نے اوپر بيان كيا هے اور كسيطرح كتاب اقدس ميں اس قسم كي تكلفات كي حاجت نهيں *

بيت

زعشق ناتمام ما جمال يار مستغني است

به آب ورنگ خال وخط چه حاجت روي زيبارا *

—OOO—

قبل پيدايش مسيح عليه السلم	قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۳۵۷۵

دوسرا باب
CHAPTER II.

۱ پهلا سبت هوا ۴ خلقت كي وضع كا بيان ۸ عدن ميں ايک باغ كا لگايا
جانا ۱۰ اُسكي نهروں كا بيان ۱۷ نيک و بد كے پهچان كے درخت سے كهانے
كا منع هونا ۱۹ و ۲۰ سب جانوروں كے نام ركهے جانے ۲۱ عورت كي پيدايش
اور شادي كے دستور كے جاري كرنے كا بيان

توريت مقدس

GENESIS.

(א) † ויכלו השמים והארץ וכל־
۱ بن چكي آسمان اور زمين اور سب
צבאם׃
‡ لشكر

(ב) ויכל אלהים ביום השביעי
۲ † || اورخالي هوا خدا دن ساتويں ميں
מלאכתו אשר עשה וישבת ביום השביעי
اپنےكام سے جسكو بنايا اورآرام كيا دن ساتويں ميں
מכל־מלאכתו אשר עשה׃
هر اپنےكام سے جسكو بنايا

(ג) ויברך אלהים את־יום השביעי
۳ اوربركت § دي خدانے دن ساتويں كو
ויקדש אתו כי בו שבת מכל־מלאכתו
اورستهراكيا اُسكو كيونكه اُسميں آرام كيا هر اپني كامسے
אשר־ברא אלהים לעשות׃
جسكو پيدا كيا خدانے بناكر

1 Thus the heavens and the earth were finished, and all the host of them.

2 * And on the seventh day God ended his work which he had made; and he rested on the seventh day from all his work which he had made.

مطابقت قران مجيد اور حديث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱ و ۲ ‡ ان ربكم الله الذي خلق السموات
بيشک تمهارا پروردگار خدا هى جسنے بنائے آسمان
والارض في ستة ايام ثم استوى على
اور زمين چهه دن ميں پهر ٹهرا عرش پر تدبير كرتا
العرش يدبر الامر مامن شفيع الا من بعد
كام كي نهين هى كوئي سفارش كرنے والا مگر اُسكي
اذنه ذالكم الله ربكم فاعبدوه افلا تذكرون
اجازت كے بعد وه هى الله پروردگار تمهارا پهر اُسيكو
پوجو كيا تم دهيان نهيں كرتے

۳ ‡ هذا يومهم الذي فرض عليهم
يهه دن هى اهل كتاب كا جو مقرر كيا الله نے اونپو
يعني يوم الجمعة فاختلفوا فيه فهدانا
يعني دن جمعه كا پهر اختلاف كيا اُنهوں نے اُسميں پهر
الله له والناس لنا فيه تبع اليهود غدا
بتاديا همكو الله نے وه دن اور ادمي يعني اهل كتاب اُسميں
والنصاري بعد غد
همارے پيچهے هيں يهود ايكدن پيچهے اور عيسائي دودن پيچهے

1—2. Verily your Lord is God, who hath created the heavens and the earth in six days; and then ascended his throne, to take on himself the government of all things. There is no intercessor, but by his permission. This is God your Lord; therefore serve him. Will ye not consider?——Soora Yonoos, v, 3.

‡ سورة يونس ايت ۳
† چهٹےروز خدانے ختم كيا اپنے كام كو جسكو وه كرچكا تها اور اُسنے آرام ليا ساتويں روز تمام اپنے كام سے جو اُسنے پورا كر ليا تها — سپٹوايجنٹ
‡ زبور ۳۳—۶
|| خروج باب ۲۰—۱۱
۳۱—۱۷
استثناباب ۵—۱۴
نامه عبريان باب ۴—۴

‡ مشكوة باب الجمعة
§ نحميا باب ۹—۱۴
اشعياه باب ۵۸—۱۳

* On the sixth day God ended his work which he had made. He rested on the seventh day from his work which he had made.——Septuagint.

3 And God blessed the seventh day, and sanctified it: because that in it he had rested from all his work which God * created and made.

3. The Friday is the day which God had ordained as the Sabbath of those who possess the Scriptures. But these, in time, differed as to its observance. Afterwards God was pleased to reveal it to us; and our observance of it is followed by that of the Jews and Christians respectively, the former keeping it holy a day after, and the latter two days after we do.——Mishkat.

قبل پیدایش قبل پیدایش
مسیح علیه محمد رسول
السلام الله صلعم
۴۰۰۰ ۴۵۷۵

* Heb. *Created to make.*

توریت مقدس

GENESIS.

(ד) פ אלה תולדות השמים
۴ یهه † هے جنم پترہ آسمانوں
הארץ בהבראם ביום עשות יהוה
اور زمین کا جبکہ پیدا هوے بیچ دن بنا نے خدا ے
אלהים ארץ ושמים :
معبود کے زمین اور آسمانونکو

4 These *are* the generations of the heavens and of the earth when they were created, in the day that the LORD God made the earth and the heavens,

† پیدایش ۱—۱
زبور ۹۰—۱،۲

(ה) וכל שיח השדה טרם יהיה
۵ اور سب درخت ‡ جنگل کے ابتک نہیں تھے
בארץ וכל־עשב השדה טרם יצמח
زمین میں اور سب گھانس جنگل کی ابتک نہیں اوگی تھی
כי לא המטיר יהוה אלהים על־הארץ
کیونکہ نہیں برسایا § تھا خداے معبود نے اوپر زمین
ואדם אין לעבד את־האדמה :
کے اور آدم نہیں تھا واسطے کمانے || زمین کے

5 And every plant of the field before it was in the earth, and every herb of the field before it grew: for the LORD God had not caused it to rain upon the earth, and *there was* not a man to till the ground.

‡ پیدایش ۱—۱۲
زبور ۱۰۴—۱۴

§ ایوب ۳۸—۲۶،۲۷
۲۸

|| پیدایش ۳—۲۳

(ו) ואד יעלה מן־הארץ והשקה את
۶ اور کہر چڑھتی تھی زمین سے اور تر کرتے تھے
כל־פני האדמה :
تمام مهنه زمین کو

6 But * there went up a mist from the earth, and watered the whole face of the ground.

* Or, *a mist which went up from &c.*

توریت مقدس

GENESIS.

(ז) וייצר יהוה אלהים את־האדם
۷ اور بنائی خداے معبود نے آدم کی ‡
עפר מן־האדמה ויפח באפיו נשמת
مٹی زمین سے اور پهونکی ‡ اُسکی ناک § میں دم

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۷ * ان الله خلق آدم من قبضة قبضها
الله نے پیدا کیا آدم کو خاک کی مٹھی سے جو لی
من جميع الارض
تهی تمام زمین سے

* مشکواة باب بدء الخلق
‡ پیدایش ۳—۱۹،۲۳
زبور ۱۰۳—۱۴
واعظ ۱۲—۷
اشعیاه ۶۴—۸
.۱ نامه کرنتهیاں ۱۵—۴۷
‡ ایوب ۳۳—۴
اعمال ۱۷—۲۵
§ پیدایش ۷—۲۲
اشعیاه ۲—۲۲

قبل پیدایش	قبل پیدایش	
مسیح علیه السلام	محمد رسول الله صلعم	
۴۰۰۰	۳۵۷۵	

חיים ויהי האדם לנפש חיה :

زندگی کے پھر هوگیا آدم † جیتی جان

(ח) ויטע יהוה אלהים גן בעדן

۸ اور لگایا § خداے معبود نے باغ عدن || میں

מקדם וישם שם את־האדם אשר יצר :

پہلے سے ‡ اور رکھا * وهاں آدم کو جسے بنایا تھا

* سورة ص آیت ۷۱ و ۷۲

† ۱ نامه کرنتهیان ۱۵ — ۴۳

‡ سورة حجرات ۲۸ و ۲۹

§ مشکواة باب بدء الخلق

‡ تفسیر کبیر سورة بقر آیت ۳۵

§ پیدایش ۱۳ — ۱۰
اشعیاه ۵۱ — ۳
حزقیل ۲۸ — ۱۳
یوئیل ۲ — ۳

|| پیدایش ۳ — ۲۴

‡ پیدایش ۳ — ۱۶
۲ سلاطین ۱۹ — ۱۲
حزقیل ۲۷ — ۲۳

* پیدایش ۲ — ۱۵

‡ بیضاوی سورة بقر آیت ۳۵

* اذقال ربك للملئكة انی خالق
جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں کو میں بناتا
بشرا من طین فاذا سویته و نفخت فیه
هوں ایک آدمی مٹی سے پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور
من روحی فقعوا له سجدین
پھونکوں اُسمیں اپنی روح پھر گرپڑو اُسکے لیئے سجده کرتے

‡ اذقال ربك للملئكة انی خالق بشرا
جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں کو میں بناونگا
من صلصال من حماء مسنون فاذا سویته
ایک آدمی مٹی گوندهی هوئی سے پھر جب ٹھیک بنا
و نفخت فیه من روحی فقعوا له سجدین
چکوں اُسکو اور پھونکوں اُسمیں اپنی روح گرپڑیو واسطے
اُسکے سجده کرتے

§ خلقته بیدی و نفخت فیه من
بنایا میں نے اُسکو اپنے هاتھه سے اور پھونکی میں
روحی
نے اُسمیں اپنی روح

۸ ‡ قال ابوالقاسم البلخی و ابومسلم
کہا ابوالقاسم بلخ کے رهنے والے نے اور ابومسلم اصفهان
الاصفهانی هذه الجنة فی الارض و حمل
کے رهنے والے نے که یهه باغ زمین میں هی اور الله تعالی
الاهباط علی الانتقال من بقعة الی بقعة
نے جو اتارنے کا لفظ کہا هی اُسکے معنی ایک جگهه سے
کما فی قوله تعالی اهبطوا مصرا
دوسری جگهه جانے کے هیں جیسا که دوسرے جگهه
الله تعالی نے فرمایا هی که اُترو شہر میں

‡ وقال المعتزلة (و هم من المسلمین)
اور کہا معتزلیوں نے جو ایک فرقه مسلمانوں میں کا هی
انها بستان کان بارض فلسطین اوبین فارس
که وه جنة ایک باغ تها فلسطین کے ملک میں یا درمیان
وکرمان خلقه الله تعالی امتحانا لادم
فارس اور کرمان کے اُسکو بنایا تها الله تعالی نے آدم کے ازمانیکو

(ט) ויצמח יהוה אלהים מן
۹ اور اوگایا خداے معبود نے زمین سے
האדמה כל־עץ נחמד למראה וטוב
هر † درخت اچها دیکهنے میں اور ستهرا کهانے میں
למאכל ועץ החיים בתוך הגן ועץ
اور درخت ‡ زندگي کا بیچ میں باغ کے اور درخت || پهچان
הדעת טוב ורע:
بهلائي اور برائي کا
(י) ונהר יצא מעדן להשקות את־
١٠ اور نهر نكلي عدن سے واسطے سینچنے
הגן ומשם יפרד והיה לארבעה
باغ کے اور وهیں سے اكیلي هوئي اور تهي چار
ראשים:
دهاریں

۹ § قال القاضي ان سدرة المنتهي
كہا قاضي عیاض نے كه سدرة المنتهي
(اي شجر علم الخير والشر) في الارض
یعني درخت پهچان بهلائي برائي كا زمین میں هی
سميت بها لان علم الملئكة ينتهي اليها
اُس درخت كا سدرة المنتهي اسلیئے نام هواهے كه فرشتوں كا
علم وهیں تک رہ جاتاهے

١٠ ⸸ ورفعت الي سدرة المنتهي
رسول خدا نے فرمایا كه مجهكو سدرة المنتهي دكهایا گیا
—في اصلها اربعة انهار نهران باطنان ونهران
اُسكي جڑمیں (یعني جهاں وہ هے) چار نهریں هیں دو نهریں
ظاهران فسئلت جبريل فقال اما الباطنان
چهوٹي هیں اور دو نهریں بڑي هیں پهر پوچها میں نے جبرائیل
ففي الجنة واما الظاهران فالفرات والنيل
سے پهر كہا اُنهوں نے كه چهوٹي نهریں باغ میں هیں اور بڑي
نهریں هیں فرات اور نیل

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ٣٠٠٠ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ٣٥٧٥

§ مرقاة
† حزقیل ٣١ — ٨
‡ پیدایش ٣ — ٢٢
امثال ٣ — ١٨
١١ — ٣٠
مشاهده ٢ — ٧
٢٢ — ٢ و ١٤
|| پیدایش ٢ — ١٧
⸸ بخاری فی حدیث المعراج

7 And the Lord God formed man * *of* the dust of the ground, and breathed into his nostrils the breath of life; and man became a living soul.

7. Verily God has formed Adam of a handful of dust taken out of the whole earth.——Mishkat.

When thy Lord said unto the angels, Verily I am about to create man of clay: when I shall have formed him, therefore, and shall have breathed my spirit into him, do ye fall down and worship him.—Soora Sooad, v. 71, 72.

And when thy Lord said unto the angels, Verily I am about to create man of dried clay, of black mud, wrought into shape; when, therefore, I shall have completely formed him, and shall have breathed of my spirit into him; do ye fall down and worship him.——Soora Hajur, v. 28, 29.

I formed Adam with my hands, and breathed my spirit into him.—Mishkat

* Heb. *dust of the ground.*

8 And the LORD God planted a garden eastward in Eden; and there he put the man whom he had formed.

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ٤٠٠٠ | قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ٤٥٧٥

8. Abu Kasim and Abu Mooslem have said, the Garden was situated on the earth; since "Get ye down" as said by God, implies, they say, a migration from a former place to another: corresponding with the other instance where God commanded saying, "go down".——Tufseer Kabeer, Soora Bakr, v. 35.

Moutizlee, a Mohomedan sect, represent the paradise to have been a garden lying in Palestine, or between Faris and Chirman; and that it was formed by God to be an instrument in the trial of Adam.——Beizawee: Soora Bakr, v. 35.

9 And out of the ground made the LORD God to grow every tree that is pleasant to the sight and good for food; the tree of life also in the midst of the garden, and the tree of knowledge of good and evil.

9. Kazee Ayaz has related, that the Suddur-ool-moontiha, a tree of the utmost knowledge (or tree of the knowledge of good and evil) lay on the earth: so called, because the knowledge of angels, he says, was confined to it.——Mishkat.

10 And a river went out of Eden to water the garden; and from thence it was parted, and became into four heads.

10. The Prophet said, the Sudur-ool-moontiha was shown to him; that under its root (i. e. where it lies) there ran four streams, two larger and two smaller; that on his asking Jibrael about them, he was told, the smaller ones belonged to the Garden, and the larger identified with the Euphrates, and the Nile.——Bookharee.

GENESIS.

11 The name of the first *is* Pison: that *is* it which compasseth the whole land of Havilah, where *there is* gold;

12 And the gold of that land *is* good: there *is* bdellium and the onyx stone.

توريت مقدس

(יא) שם האחד פישון הוא הסבב
١١ نام پہلے کا فيشون هے ‡ وہ پہونچتي هے
את כל־ארץ החוילה אשר־שם הזהב׃
تمام || زمين حويله كو جس جگهه هے سونا

(יב) וזהב הארץ ההוא טוב שם
١٢ اور سونا اُس زمين کا اچھا هے جہاں * هے
הבדלח ואבן השהם׃
† موتي اور پتهر جواهرات كے

‡ ني ترجمه سنه ١٨١١ع نيل

|| پيدايش ٢٥ — ١٨

* اعداد ١١ — ٧

† ني ترجمه سنه ١٨١١ع الماس

(יג) ושם־הנהר השני גיחון הוא
۱۳ اور نام نهر دوسري كا جيحون وه
הסובב את כל־ארץ כוש :
پهونچتي هے تمام زمين § كوش † كو

13 And the name of the second river *is* Gihon: the same *is* it that compasseth the whole land of * Ethiopia.

(יד) ושם־הנהר השלישי חדקל
۱۴ اور نام نهر تيسري كا دجله ‡ ||
הוא ההלך קדמת אשור והנהר הרביעי
وه جاتي هے آگے || اشور كے †† اور نهر چوتهي
הוא פרת :
وه فرات هے

14 And the name of the third river *is* Hiddekel: that *is* it which goeth † toward the east of Assyria. And the fourth river *is* Euphrates.

(טו) ויקח יהוה אלהים את־האדם
۱۵ اور ليا خداے معبود نے آدم كو
וינחהו בגן־עדן לעבדה ולשמרה :
اور ركها *اُسے باغ عدن ميں اُسكي سيوا كرا اور اُسكي باغبانيكو

15 And the LORD God took ‡ the man, and put him into the garden of Eden to dress it and to keep it.

توريت مقدس

GENESIS.

(טז) ויצו יהוה אלהים על־האדם
۱۶ اور سمجهايا خداے معبود نے آدم كو
לאמר מכל עץ־הגן אכל תאכל :
كهه كر كه هر درخت باغ سے كهانا † كيا

16 And the LORD God commanded the man, saying, Of every tree of the garden ** thou mayest freely eat.

مطابقت قران مجيد اور حديث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۶ ‡ وقلنا يا آدم اسكن انت وزوجك
اور همنے كها اى آدم وه تو اور تيري عورت
الجنة وكلا منها رغدا حيث شئتما
باغ ميں اور كهاو اُسميں محظوظ هوكر جس جگهه چاهو
ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظلمين
اور پاس مت پهٹكو اس درخت كے پهر هوگي تم اپني برزيادتي
كرنے والوں ميں سے

16. And We said, O Adam, dwell thou and thy wife in the garden, and eat of the fruit thereof wherever ye will; but approach not this tree, lest ye become unjust to yourselves ——Soora Bakr, v. 35.

توريت مقدس

GENESIS.

(יז) ומעץ הדעת טוב ורע לא
۱۷ اور ‡ درخت پهچان بهلائي اور برائي سے
תאכל ממנו כי ביום אכלך ממנו מות
مت || كها اُس سے كيونكه جس دن كهانے تيرى كے اُس
תמות :
سے مرنے سے ‡ مريگا تو

17 But of the tree of knowledge of good and evil, thou shalt not eat of it: for in the day that thou eatest thereof †,† thou shalt surely die.

تيلپيدايش مسيح عليه السلام	تيلپيدايش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۳۵۷۵

* Heb. *Cush.*
§ في ترجمة سنة ۱۸۱۱ع بلد الحبشة
† (انگريزي ترجمه) اتهيوپيا
† Or,, *eastward of Assyria.*
‡ دانيال ۱۰ — ۴
|| دجله
|| (انگريزي ترجمه) طرف مشرق
†† في ترجمة سنة ۱۸۱۱ع موصل
‡ Or, *Adam.*
* پيدايش ۲ — ۸
‡ سورة بقر آيت ۳۵
† (انگريزي ترجمه) آزادي سے كها
** Heb. *eating thou shalt eat.*
‡ پيدايش ۲ — ۹
|| پيدايش ۳ — ۱ , ۳ , ۱۱ , ۱۷
* پيدايش ۳ — ۳ , ۱۹
نامه روميان ۲ — ۲۳
۱ نامه كرنتهيان ۱۵ — ۵۶
يعقوب ۱ — ۱۵
۱ يوحنا ۵ — ۱۶
‡ (انگريزي ترجمه) بيشك
†† Heb. *dying thou shalt die.*

(יח) ויאמר יהוה אלהים לא־
۱۸ اور کہا خداے معبود نے نہیں ھے اچھا
טוב היות האדם לבדו אעשה־לו
ھونا آدم کا اکیلا بناؤں † اُسکے لیئے مددگار
עזר כנגדו :
اُسیکي مانند

18 And the LORD God said, *It is* not good that the man should be alone; I will make an help * meet for him.

قبل پیدایش مسیح علیہ السّلام ۴۰۰۴ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

* Heb. *as before him.*

† پیدایش ۳ — ۱۲
۱ نامہ کرنتهیان ۱۱ — ۹
۱ تموتي ۲ — ۱۳

توریت مقدس

GENESIS.

(יט) ויצר יהוה אלהים מן־
۱۹ ‡ اور بنایا § خداے معبود نے زمین سے
האדמה כל־חית השדה ואת כל
ھر جانور جنگل کو اور ھر پرند آسمانوں کو
עוף השמים ויבא אל האדם לראות
اور لایا * پاس آدم کے دیکھنے کو کیا کہتا ھے اُنکو
מה־יקרא־לו וכל אשר יקרא־לו האדם
اور جو کچھہ کہے اُنکو آدم جیتي جان والی کو
נפש חיה הוא שמו :
وہ ھو اُسکا نام

(כ) ויקרא האדם שמות לכל־
۲۰ اور کہا آدم نے نام ھر ایک چوپایہ کے لیئے
הבהמה ולעוף השמים ולכל חית
اور پرند آسمانوں کے لیئے اور ھر جانور جنگل کے لیئے
השדה ולאדם לא מצא עזר כנגדו :
اور آدم نے نہ پایا مدد گار اپني مانند

* سورۂ بقر آیت ۳۱ و ۳۲ و ۳۳

‡ پیدایش ۱ — ۲۰، ۲۳

§ (انگریزي ترجمہ) بنایا

* زبور ۸ — ۲
پیدایش ۲ — ۲۰

(כא) ויפל יהוה אלהים
۲۱ اور اوتاري خداے معبود نے نیند ‡
תרדמה על־האדם ויישן ויקח אחת
اوپر آدم کے پھر وہ سوگیا اور لي ایک اُسکي پسلیوں
מצלעתיו ויסגר בשר תחתנה :
میں سے اور جوڑ دیا گوشت اُسکے نیچے

(כב) ויבן יהוה אלהים את־הצלע
۲۲ اور بنایا خداے معبود نے پسلي کو
אשר־לקח מן־האדם לאשה ויבאה
جو لي تھي آدم سے عورت اور لایا ‡ اُسکو پاس
אל האדם :
آدم کے

‡ تفسیر کبیر سورۂ بقر آیت ۳۵

‡ پیدایش ۱۵ — ۱۲
۱ سموئیل ۲۶ — ۱۲

* امثال ۱۸ — ۲۲
نامہ عبریان ۱۳ — ۴

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۹ - ۲۰ * وعلم آدم الاسماء کلها ثم عرضهم
اور سکھائے آدم کو نام سارے پھر وہ دکھاے فرشتوںکو
علی الملئکة فقال انبئوني باسماء هؤلاء
کہا بتاؤ مجھکو نام انکے اگر ھو تم سچے بولے تو سب
ان کنتم صدقین قالوا سبحنک لاعلم لنا
سے نرالا ھے ھم جانتے نہیں مگر جو تونے ھمکوسکھایا
الا ماعلمتنا انك انت العلیم الحکیم قال یا
بےشک توھي ھے جاننے والا اور بانیکار کہا اے آدم
آدم انبئهم باسمائهم فلما انبئهم باسمائهم
بتادي انکو نام اُنکے پھر جب اُسنے بتادیئے نام اُنکی کہا
قال الم اقل لکم اني اعلم غیب السموات
میں نے نہ کہاتھا تمکو مجھکومعلوم ھیں پردے آسمان
والارض واعلم ماتبدون وماکنتم تکتمون
اور زمین کے اورمعلوم ھے جوتم ظاھر کرواورجوچھپاتےھو

۲۱، ۲۲، ۲۳ ‡ ذکرالسدي عن ابن مسعود
روایت کي سدي نے ابن مسعود اور ابن عباس اور
و ابن عباس و ناس من الصحابة ان الله
بہت سے صحابیوں سے کہ الله تعالی نے جب رکھا آدم
لما اسکن آدم الجنة فبقي فیها وحده وما
کو باغ میں تو رہ گیا وہ اُسمیں اکیلا اور نہیں تھا
کان معه من یستانس به فالقي الله تعالی
اُسکے ساتھہ کوئي جس سے دل لگے پھر ڈالي الله
علیه النوم ثم اخذ من اضلاعه من شقه الایسر
تعالی نے آدم پر نیند پھر لي اُسکي پسلیوں میں سے
و وضع مکانه لحما وخلق حوا منها فلما
بائیں طرف سے اور رکھا اُسکي جگہہ گوشت اور پیدا

(כג) ויאמר האדם זאת הפעם
٢٣ اور كها آدم نے يهه هے اب هڈي †
עצם מעצמי ובשר מבשרי לזאת
ميري هڈي ميں سے اور گوشت ميري گوشت ميں سے اسليئے
יקרא אשה כי מאיש לקחה־זאת׃
كهي جاوے ناري كيونكه نر سے لي گئي ‡ هى يهه

استيقظه وجد عندراسه امراة قاعدة فسالها
كيا حوا كو اُس سے پهر جب آدم جاگا پائي اپنے سرهانے
من انت قالت امراة قال ولم خلقت
عورت بيٹهي هوئي پهر پوچها اُس سے تو كون هى
قالت لتسكن الي فقالت الملئكة ما اسمها
اُسنے كها ميں عورت هوں آدم نے كها تو كيوں پيدا
قال حوا قالوا لم سميت حوا قال لانها
كي گئي هى بولي تاكه رهے تو ميرے ساتهه پهر فرشتوں
خلقت من شى حى
نے پوچها اسكا كيا نام هى آدم نے كها حوا اُنهوں نے
كها كس ليئے تونے نام ركها حوا كها اسليئے كه وه پيدا
هوئي هى جيتي چيز سے

‡ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
فرمايا رسول خدا صلى الله عليه وسلم نے وصيت
استوصوا بالنساء خيرا فان المراة خلقت
كرو تم عورتوں كو بهلائي كي كيونكه عورت پيدا هوئي
من ضلع
هى پسلي سے

قبل پيدايش مسيح عليه السلم ٣٠٠٠ — قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ٣٥٧٥

† پيدايش ٢٩ — ١٤
قضاة ٩ — ٢
٢ سموئيل ٥ — ١
١٩ — ١٣
نامه بنام افيسيان ٥ — ٣٠
‡ پهلا نامه كرنتهيان ١١ — ٨

† بخاري كتاب الانبياء باب خلق آدم

19—20. And God taught Adam the names of all things, and then proposed them to the angels, and said, Declare unto me the names of things if ye say truth. They answered, Praise be unto thee; we have no knowledge but what thou teacheth us, for thou art knowing and wise. God said, O Adam, tell them their names. And when he had told them their names, God said, Did I not tell you that I know the secrets of heaven and earth, and know that which ye discover, and that which ye conceal.—— Soora Bakr, v. 31, 32, 33.

21—23. Suddee quotes from Ibn Musood, Ibn Abbas, and other Apostles of the Prophet, that when God placed Adam in the Paradise, he was alone

19 And out of the ground the Lord God formed every beast of the field, and every fowl of the air; and brought *them* unto * Adam to see what he would call them: and whatsoever Adam called every living creature, that *was* the name thereof.

20 And Adam ‡ gave names to all cattle, and to the fowl of the air, and to every beast of the field; but for Adam there was not found an help meet for him.

21 And the Lord God caused a deep sleep to fall upon Adam, and he slept: and he took one of his ribs, and closed up the flesh instead thereof;

* Or, *the man.*

‡ Heb. *Called.*

there, having no associates, with himself to relieve him at his hours of uneasiness resulting from solitude. Afterwards God caused a deep sleep to fall upon Adam, took off his left rib, substituting flesh thereof, and formed Eve of it. When Adam awoke, he saw a woman sitting by his head side, and questioned her who she was. She replied, she was a woman. Adam then asked her, what for she was created. She said she was formed to live with him. Again, the angels asked Adam, what her name was, and he told them that it was Eve. They then returned why he called her by this name; and to which he replied, because she was formed out of a living creature.——Tufseer Kabeer.

The Prophet once said, we always ought to instruct the woman in good things, because she was created out of the crooked rib.——Bookharee.

GENESIS.

24 Therefore shall a man leave his father and his mother, and shall cleave unto his wife: and they shall be one flesh.

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۲۵ * ان لک الاتجوع فیها ولاتعری
مجکو یهه ملا هی که نه بهوکا هو تو اُسمیں نه ننگا
وانک لاتظمو فیها ولاتضحی
اور یهه که نه پیاس لگي تجکو اُسمیں نه دهوپ

25. Verily, We have made a provision for thee, that thou shalt not hunger therein, neither shalt thou be naked: and there is also a provision made for thee, that thou shalt not thirst therein, neither shalt thou be incommoded by heat.——Soora T. H., v. 118, 119.

22 And the rib, which the LORD God had taken from man, * made he a woman, and brought her unto the man.

23 And Adam said, This *is* now bone of my bones, and flesh of my flesh: she shall be called ‡ Woman, because she was taken out of † Man.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۳۰۰۰　　قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

* Heb. *builded.*

‡ Heb. *Isha.*

† Heb. *Ish.*

توریت مقدس

(כד) עַל־כֵּן יַעֲזָב־אִישׁ אֶת־אָבִיו
۲۴ اسي † سبب سے چهوڑیگا مرد اپنے باپ کو
וְאֶת אִמּוֹ וְדָבַק בְּאִשְׁתּוֹ וְהָיוּ לְבָשָׂר
اور اپني ما کو اور ملے گا اپني عورت سے اور هوگا گوشت
אֶחָד:
ایک

† پیدایش ۳۱ — ۱۵
زبور ۳۵ — ۱۰
متی ۱۹ — ۵
مارک ۱۰ — ۷
۱ نامه کرنتهیان ۶ — ۱۶
نامه افیسیان ۵ — ۳۱

توریت مقدس

GENESIS.

(כה) וַיִּהְיוּ שְׁנֵיהֶם עֲרוּמִּים הָאָדָם
۲۵ اور ‡ تهے وہ دونوں ننگے آدم
וְאִשְׁתּוֹ וְלֹא יִתְבֹּשָׁשׁוּ:
اور اُسکي عورت اور نه شرماتے § تهے

* سورۂ طه آیه ۱۱۸، ۱۱۹
‡ پیدایش ۳ — ۷، ۱۰، ۱۱
§ خروج ۳۲ — ۲۵
اشعیاه ۴۷ — ۳

25 And they were both naked, the man and his wife, and were not shamed.

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۳۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۳۵۷۵

تفسیر

۱ اِس آیت میں יכלו (یخلوا)
عبري لفظ ہے اور عربي لفظ خلو کا اسي
سے نکلا ہے جسکے معنے ہیں فارغ ہونیکے
اور کام چھوڑ دینے کے پس ورس کا مطلب
یہہ ہے کہ فارغ ہوے آسمان اور زمیں
اور تمام لشکر یعني سب بن چکے ٭

(لشکر) اِس لفظ سے وہ تمام چیزیں جو
آسمان و زمین میں ہیں مراد ہیں اور
بسبب کثرت اور نہایت عمدہ ترتیب کے
جو اُنمیں ہے اُنپر لشکر کا اطلاق ہوا ہے ٭

۲ (اور خالي رہا اور ارام کیا) پہلی
لفظ سے صرف یہہ مراد ہے کہ اللہ تعالی
اُن تمام چیزوں کو جنکا پیدا کرنا اُس کو
منظور تھا پیدا کرچکا اور دوسرے لفظ سے
یہہ مراد ہے کہ ساتویں دن اُسنے کچھہ پیدا
نہیں کیا ٭

انگریزي میں ترجمہ اِس فقرہ کا اِسطرح پر
کیا ہے " اور خدا نے ساتویں دن ختم کیا اپنے
کام کو اس سے پایا جاتا ہے کہ ساتویں دن
بھي کچھہ کام ہوا حالانکہ اُس دن کچھہ کام
نہیں ہوا اسلیئے † بشپ پٹرک صاحب نے
فرمایا کہ زیادہ تر یہہ کہنا چاہیئے کہ وہ پورا
کرچکا تھا کیونکہ خدا نے ساتویں روز کچھہ
کام نہیں کیا ٭

سپٹو ایجنٹ ترجمہ میں اِس شبہہ کے
رفع کرنیکو کہ ساتویں روز کچھہ کام ہوا تھا
زیادہ وضاحت کي ہے اور اُس میں ترجمہ
اِس ورس کا اس طرح پر کیا ہے " چھٹے
روز خدا نے ختم کیا اپنے کام کو جسکو وہ
کرچکا تھا اور اُسنے آرام لیا ساتویں دن تمام
اپنے کام سے جو اُسنے پورا کرلیا تھا ٭

NOTES.

Chap. II., V. 1.—From the Hebrew word *yakkulloo*, used in this verse, is derved the Arabic word *khuloo*, signifying the completion of a work undertaken, or cessation from it. The verse is understood to express, that the heavens and the earth were now completed.

—*host* or *army,)* Uuder this term are comprehended all the creatures or objects contained between the heavens and the earth; and, from their vast variety and admirable order, they are alluded to under the term host or army.

V. 2.—*finished and rested.)* The first of the two words conveys the information, that God had now done all that He wished to do; and the other, that He afterwards, i. e. on the 7th day of Creation, performed no work.

The clause above explained has been thus translated in the English Version—"and on the seventh day, God ended his work,"—plainly intimating that something had been executed by God also on the seventh day: for which reason Bishop Patrick reasonably recommends the clause to be rendered *had ended* rather than *ended*, because God did not work on that day.

The verse under comments is more explicitly translated in the Septuagint, "on the sixth day God ended his work which he had made; He rested on the seventh day from his work which he *had made*."

† تفسیر ڈاٹلي صفحہ ٦

تبل پیدایش مسیح علیه السلم	تبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۴۵۷۵

God's having rested on the seventh day as stated in this verse, is identical with the corresponding passage in the Holy Koran: viz—"God formed the heavens and the earth in six days, and then took his majestic seat on His magnificient throne, i. e., undertook no work afterwards."

اِس ورس میں جو یهه مضمون هے کہ ساتویں دن خدا نے آرام کیا بالکل مطابق هے اِس مضمون کے جو قران مجید میں آیا هے کہ (خدا نے چهه دن میں آسمان اور زمین پیدا کیا پهر ٹهرا عرش پر) یعني اُس دن کوئي چیز پیدا نہیں کي *

V. 3.—*blessed and sanctified.)* That is, the seventh day is to be observed as the day for worshipping and praising God.

۳ (برکت دي اور ستھرا کیا) یعني ساتویں دن کو ایسا خیال کرنا چاهیئے کہ خدا کي عبادت کرنے کا اور اُسکي برکت حاصل کرنے کا دن هے *

The seventh or Sabbath day is one that is held by the Jews, by the Christians, and by us Mohomedans likewise, to be a sacred and holy day. The Jews were strictly enjoined to observe the Sabbath day; and severe punishments were threatened in case of disobedience. The two following questions may be put as to the observance of the Sabbath.

ساتواں دن سبت کا وہ مبارک اور پاک دن هے جسکو یهودی اور عیسائي اور هم مسلمان سب مانتے هیں یهودیوں کو اِس دن کي تعظیم کرنیکي بهت تاکید تهي یهاں تک کہ اُسکے نہ ماننے پر اُنکو سخت سخت عذاب هوے مگر دو باتیں اِسمیں بحث طلب هیں *

I. Was the Sabbath observed from the very beginning of the world; or did its institution take place only at the time of the delivery of the Mosaic Law?

اول یهه کہ سبت کي تعظیم ابتداے پیدایش عالم سے تهي یا حضرت موسی علیه السلام کي شریعت میں مقرر هوئي تهي *

II. What day is to be received as the Sabbath?

دوسرے یهه کہ سبت کا دن کونسا هے

The solution of the first question is differently offered by the Jews and Christians. Some of them say, that the observance of the Sabbath was ordained from the very beginning; and others that it owes its origin to the Mosaic Law. We Mohomedans believe that as it was ordained to be holy from the beginning, it must have been so observed from that time; but it appears that its observance was required in

پهلے سوال کے جواب میں یهودی علماء میں اور نیز عیسائي علماء میں اختلاف هے بعضوں کي یهه راے هے کہ ابتداے افرینش عالم سے سبت کے مانیکا حکم تها بعضوں کي یهه راے هے کہ حضرت موسی علیه السلام کي شریعت میں اِسکے مانیکا حکم هوا هم مسلمانوں کا یهه مذهب هے کہ جسطرح وہ دن ابتداے افرینش عالم سے مبارک اور پاک بنایا گیا تها اُسیطرح

جب ھي سے اِسکے ماں نے کا حکم ھے
مگر احکام اِس دن کي تعظیم کے ھر زمانہ
کے نبي کي شریعت بموجب مختلف
ھوتے رھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کي
شریعت میں حکم تھا † کہ اُس دن کوئي
شخص کچھہ کام نکرے اور نہ وہ اور نہ اُسکا
بیٹا نہ اُسکي بیٹي اور نہ اُسکا خدمتکار
نہ اُسکي موبشي اور نہ اُسکا مہمان
‡ حضرت مسیح علیہ السلام کي شریعت
میں سبت کے دن ایسے کام کرنیکا جس
سے دوسرے کو نیکي پہونچے ثواب ٹھہرا
اور دنیا کے ضروري کام کرنیکي بھي اجازت
ھوئي ہم مسلمانوں کے ⊥ مذھب میں
سبت کے دن جو عبادت کا معین وقت
ھے اُس سے پہلے دنیا کے کام کرنیکو اچھا
نہیں ٹھہرایا اور عبادت کے معین وقت پر
دنیا کے کاموں کو منع فرمایا اور عبادت کے
بعد دنیا کے کاموں کي اجازت ھوئي مگر
دوسرے کو نیکي پہونچانا ھر وقت ثواب
رھا جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کي
شریعت میں تھا *

دوسرے سوال کے جواب میں بھي
اختلاف ھے اگرچہ کتاب مقدس سے صرف
ساتواں دن سبت کا معلوم ھوتا ھے اور اس
بات کي تفصیل نہیں ھے کہ وہ کونسا دن
تھا مگر اِس میں کچھہ شک نہیں کہ اگلے
زمانہ کے یہودي سبت کے اصلي دن کو
بخوبي جانتے تھي لیکن جب اُن میں
مہینوں اور ھفتوں کے گھٹانے بڑھانے اور
اولٹنے بدلنے کا رواج ھوگیا تھا تو خیال کیا
جاسکتا ھے کہ اُس سبب سے یا اِس
سبب سے کہ اُنہوں نے یہہ خیال کیا کہ ساتوں
دنوں میں سے ایک دن سبت کا ھونا

different ways by the several Prophets in their respective laws. The Mosaic Law thus commands; "In it thou shalt not do any work, thou nor thy son, nor thy daughter, thy man-servant, nor thy maid-servant, nor thy cattle, nor the stranger who is within thy gates." From the ordinances and practice of Christ we are taught, that whatever is virtuous and to the good of others, may be undertaken on the Sabbath; and that secular works of pressing necessity may be also attended to. The religion of us Mohomedans does not hold those works as good or praiseworthy, which may be performed before the time appointed for the observance of the Sabbath; and worldly concerns are forbidden to be attended to within this period of worship; and in no part of the day (as allowed by the Christian laws,) are we prohibited from engaging in acts tending to the advantage and good of others.

* Exo. XX. 10.

† Mat. XII. 1 —13.

Different suggestions have likewise been advanced in solving the second question. Although Scripture tells us to take the 7th day for the Sabbath, yet it does not fix on any particular day which may justly be so called. However, there is little doubt that the ancient Jews knew ~~the day~~ peculiar to the Sabbath; but in the course of time as they were accustomed to enlarge and diminish, for certain purposes, the proper number of their weeks in the month, and that of months in the year, and sometimes to exchange one month for

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۳۵۷۵

† خروج ۲۰ — ۱۰

‡ متی باب ۱۲ — ۱ لغایت ۱۳

⊥ سورة جمعہ آیت ۹ و ۱۰

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۴۰۰۰

قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

another, they seem to have confused the right account of time, and thus lost the proper Sabbath day. It may also reasonably be conjectured, that, under the consideration that one of the seven days must be the Sabbath, the Jews must have appropriated their Sabbath to the certain day, on which God might have blessed them with some great favor. Accordingly they determined their Sabbath to be the Saturday.

چاهيئے اور اسليئے جس دن كه آنپر خداكي بركت اور بخشش هوئی تهي آسكو آنهوں نے سبت كا دن قرار ديا اصلي سبت كے دن كو كهو بيٹهي اور اسي سبب سے آنهوں نے هفته يعني سنيچر كو سبت كا دن قرار ديا ❁

It is well known that Christ also inculcated the keeping of the Sabbath holy; but, nevertheless, he did not point to any particular day for it. From his preaching to the Pharisees regarding the Sabbath it can only be concluded, that the Sabbath is to be looked upon as a holy and blessed day, and not that it was the actual Sabbath day which the Jews of that time observed as the Sabbath. Hence, the Christians have been led to receive Sunday for their Sabbath; since, it is the day on which Christ rose from the dead; and no other day can therefore be more happy and hopeful. The assigning of the Sabbath to Sunday is attributed by the Christians to the Apostles; and they add to it, that after Christ had risen from the dead, there were two Sabbaths to pass even in his presence; but they all agree in acknowledging that Christ neither ordained a certain day for the Sabbath, nor commanded them to exchange the Sabbath day of the Jews with the Sunday.

حضرت مسيح عليه السلام نے بهي اگرچه سبت كے مقدس هونيكو موقوف نهيں كيا مگر يهه بات نهيں فرمائي كه وه كونسا دن هے فروسيوں سے جو گفتگو سبت كے دن كي بابت هوئي آس سے سبت كے دن كا مقدس هونا تو پايا جاتا هے مگر جس دن كو آس زمانے كے يهوديوں نے سبت كا دن ٹهرايا تها آسكي تسليم نهيں پائي جاتي پس عيسائيوں نے اتوار كے دن كو سبت كا دن ٹهرايا كيونكه آس دن حضرت مسيح عليه السلام زنده هوكر آٹهے تهے اور آس سے زياده اور كوئي دن مبارك نهيں هوسكتا اس تقرري كو عيسائي حضرت مسيح كی حواريوں پر سند كرتے هيں بلكه يهه بهي كهتے هيں كه حضرت مسيح عليه السلام كے زنده هونيكے بعد دو سبت آنكی سامنی بهي هوئے مگر اسميں كسيكو عذر نهيں هوسكتا كه نه حضرت مسيح عليه السلام نے سبت كا كوئي دن مقرر كيا اور نه يهوديوں كا جو سبت تها آسكي تبديلي كا اتوار سے حكم ديا ❁

We learn from our religious Records, that our Prophet informed us that the day appointed by God to be the Sabbath,

همارے مذهب ميں يهه بات هی كه رسول خدا صلی الله عليه وسلم نے فرماديا

قبل پيدايش مسيح عليه السلم ۴۰۰۰

قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

was *Friday;* that the Jews and Christians had differed among themselves in receiving it; that to us Mohomedans God had been pleased to point to *Friday* for the Sabbath; and that the Mohomedans were therefore to solemnize the Sabbath on Friday.

V. 4. It is apparent from this verse that the subject which has been treated of from the beginning of the Book, is here concluded; and the first Chapter may therefore be considered to end with this verse.

V. 5. It may be distinctly seen from the foregoing verses, that, before coming to the speech in the present verse, God had finished the work of Creation, and all that He wished to remark about them. With reference to God's repeatedly taking notice of the Creation in this passage, the Jews and Christians have explained, that ere this God had briefly and successively treated of the works of Creation in general; and now He therefore turns back his attention to some of the notable works to be related in detail, such as the formation of Adam and Eve.

However, the above explanation offered by them does not prove to be sound and satisfactory. It is stated in the verse in question, that hitherto there had been no plants on the earth; no herbs had grown up; God had not caused it to rain on the earth; and there was not a man to till it. It may easily be observed from the description in this verse, that God is here speaking of a time when the former Creation had

که سبت کا دن جسکو خدانے فرض کیا تها وه جمعه کا دن هی یهودي اور عیسائي اس دن کے معین کرنے میں مختلف هوگئے مگر همکو خدا نے بتادیا که وه جمعه کا دن هی اسلیئے هم مسلمان جمعه کے دن کو سبت کا دن مانتے هیں ❋

۴ اس آیت سے صاف ثابت هوتا هی که جس مطلب کا بیان ابتدا سے شروع هوا هی وه یهاں ختم هوتا هی بس پهلے باب کا اس جگهه ختم هونا چاهیئے ❋

۵ پهلے ورسوں سے علانیه ظاهر هے که خداتعالے تمام مخلوقات کي پیدایش کا بیان کرچکا اور جو جو کچهه اسکو پیدا کرنا تها وه پیدا کرچکا اب اسمقام پر جو پهر پیدایش کا ذکر شروع کیا هے اسکي نسبت یهودي اور عیسائي یهه بات کهتے هیں که پهلے تمام چیزوں کي پیدایش سلسه وار مختصراً بیان کي تهي اب اونهي میں سے بعض چیزوں کے خصوصاً حوا اور آدم کي پیدایش کا مفصل حال بیان هوتا هے

مگر یهه بات ٹهیک نهیں معلوم هوتي کیونکه اس ورس میں بیان هے که ابتک درخت نه تهے اور گهانس نه اوگي تهي اور خدا نے مینهه نه برسایا تها اور آدم نه تها که زمین کا کام کرے اس بیان سے صاف پایا جاتا هے که جو کچهه کارخانه اشجار اور حیوان کا پهلے پیدا هوچکا تها وه سب برباد هوگیا تها صرف آسمان اور زمین ره گئی تهي مگر اسپر کی اشجار اور حیوان معه

already been destroyed; and of that epoch neither men, animals, plants, nor inanimate things had survived except the earth and heavens; the earth was entirely unoccupied and solitary: God wished again to have it peopled, and therefore created another Adam or Man.

In my Comments on the Chapter I. I have furnished several instances, in which the former Adam has been proved, for various reasons, to be quite different from, and independent of, the latter or succeeding Adam. It cannot therefore be admitted that the description of the Creation in this Chapter, is a detailed explanation of the foregoing works of it: because had this been really the case, then the subject here treated of, would not have differed in any respect from the preceding account.

The Hebrew word *terim* which occurs in this verse, has been rendered *before* by all the Translators; and it is this rendering of the word, which has encouraged them to conceive, that the account here given is a more full and comprehensive account of the preceding subject. However, the translation of the word alluded to is not exactly identical or synonymous with the original. Rabbi Shumeon says in his Commentary Rushee, that the word *terim* implies *not hitherto*, and not *before*. Hence the verse may with propriety be taken to signify that hitherto there were no plants, no herbs &c. on the earth. It may now therefore be reasonably concluded, that the subject here discussed is not a repeated detailed statement of the foregoing history of the Cosmogony but one independent of it.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۳۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

انسان کے کچھہ باقي نہیں رہاتھا اور زمین خالي اور سنسان تھي پھر خدانے اسکو آباد کرنا چاہا اور ایک اور آدم کو پیدا کیا اور پھر زمین کوآباد کیا ✱

میں نے پہلے باب کي تفسیر میں بہت سے مثالیں بیان کي ھیں جنسے ثابت ھوتا ھے که پہلا آدم اس دوسری آدم سے بہت سي باتونمیں مختلف تھا پس ایسي حالت میں کسیطرح نہیں ھوسکتا که یہه بیان پہلے بیان کي تفصیل ھوکیونکه اگر ایساھوتا تو دونو بیان مختلف نہوتي ✱

اس ورس میں טרם (طرم) کا عبري لفظ ھے جسکا ترجمه سب مترجمون نے قبل کا کیا ھے اور اس ترجمه نے اونکو اسبات پر زیاده دلیر کیا ھے که جو بیان یہان ھوا ھے آسکو پہلے بیان کي تفصیل سمجہیں مگر درحقیقت ترجمه اس لفظ کا قبل نہیں ھی ربي شمعون جو معتبر علماء یہودي سے ھیں آنہوں نے اپني تفسیر رشي میں لکھاھی که طرم کے معنی قبل کے نہیں بلکه اسکے معنے ھیں اب تک نہیں جسکا نتیجه یہه ھے که کوئي درخت ابتک زمین پر نه تھا اور کوئي گھانس اب تک زمیں پر نه آگي تھي اس سے ثابت ھوتاھے که ان ورسونمیں جو بیان ھے وہ پہلي ابادي کي تفصیل نہیں ھے بلکه نئي پیدایش اور نئي ابادي کا ذکر ھے ✱

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

V. 6. This verse imparts to us an idea of that state of the world, in which it was placed after it had been once destroyed or demolished; i. e. the heavens and earth were already existing; the earth was desolated and solitary; the mists rose out of it, and watered its whole surface.

V. 7. The original word does not signify *dust* as translated in the English Version, but dust or clay absorbed with water together to become like plaster, such as the potter uses in making earthen toys &c. An excellent lesson is derived from this passage, that man whose essence or substance is owing to a mere handful of dust, must not forget it, and thus become haughty and proud of himself after he is raised to the possession of certain external and internal qualifications.

—*breath of life.)* That, is God infused life into the earthen image of man which He had made. It is to be observed that God's having formed man out of the dust—a thing also created, leads us to the inquiry that his body is not immortal. But the soul put into the man's body is an object that did not form the component part of any thing created, but proceeded from God himself: it may therefore be inferred that the soul having had its source from the only immortal Eternal Being, shall always exist. It is also to be considered that though both our body and soul have the same origin viz God, yet in this there is a difference of degrees as to their nearness to God. The body be-

۶ اس ورس سے بھي یہي پایا جاتا ہے کہ اِس میں بھي پہلي آبادي کے ویران ہونے کے بعد دنیا کي جو حالت تھي اُسکا بیان ہے یعني زمین اور آسمان سب کچھہ موجود تھے مگر زمین خالي اور ویران پڑي تھي اور شبنم زمین کے مہنہ کو تر کردیتي تھي *

۷ עָפָר (عفر) کا عبري لفظ جو اِس ورس میں ہے اِسکے معني نري مٹي کے نہیں ھیں بلکہ گوندھي ہوئي مٹي کے ھیں جسطرح کمہار برتن یا کھلونے بنانیکو مٹي کو گوندہ کر طیار کرتے ھیں " یہہ اشارہ ہے اِسبات کا کہ اِنسان ھمیشہ اپني اصلیت کو یاد رکھے اور جو جو ظاھري اور روحاني کمالات آیندہ اُسکو حاصل ہوتے جاویں اُسپر مغرور نہو کیونکہ اُسکے اصلیت صرف اِتني ہے کہ وہ کیچڑ سے بنا ہوا ہے *

(دم زندگي کا) یعني اُس مٹي کے پتلے میں الله تعالی نے جان ڈالي جسکے سبب وہ جاندار ہو گیا اب سمجھنا چاهیئے کہ الله تعالی نے انسان کے کالبد کو مٹي سے بنایا جو ایک پیدا کي ہوئي چیز تھي " یہہ اشارہ اِسبات کا ہے کہ اُسکے وجود کو ھمیشہ بقا اور قیام نہیں ہے مگر روح جو اُس میں ڈالي گئي ہے وہ کسي پیدا کي ہوئي چیز میں سے نہیں نکالي بلکہ وہ خود خدا سے نکلي ہے جسمیں اشارہ اِسبات کا ہے کہ انسان کي روح کو فنا ہونا نہیں ہے وہ ھمیشہ دایم وقایم وباقي ہے کیونکہ ایک نا فاني هستي سے نکلي ہے اور یہہ بھي سمجھنا چاهیئے کہ اگرچہ ہمارا جسم اور ہماري روح دونوں

fore it may be imputed to its original principal source God, has to pass through some intermediate state, as it was formed out of dust; while there is no degree of separation between our soul and God, since that was received by man from God himself: thus our soul bears a nearer relation to God than our body; and in regard to their respective relations to God we may distinguish them as things of different essences.

It has been related in the foregoing Chapter that every living creature was created together with man; and here it is said that the breath of life was breathed into the latter, which proceeded from God himself. Being then so blessed we have to enjoy not only the animal feelings and desires, such as those of sleeping, awaking, moving, eating, drinking &c; but are possessed also of a substance which has not been bestowed upon any other living creatures, and which enables us to reason, to think, to understand, and to love.

V. 8—14.—*Pison,*) Some identify this river with the Phasis now called Phaz, which runs down from the Moschic hills through the regions of Colchis, into the Black Sea; others prefer making the river Pison the same with the Cyrus, now called Kur which runs into the Araxes, though it is said to have formerly flowed into the Caspian Sea by a separate course. But the Jewish Rabbis think the Nile to have been called the Pison in former times; suggesting the name Pison to have been derived from the considerable quantity of cotton (as it literally signifies,) which

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۴٠٠٠ — قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ٣٥٧٥

خدا سے نکلے هیں مگر هماری جسم کے خدا سے نکلنے میں بہت سے درجہ بیچ میں هیں کیونکه وہ مٹي سے بنا ہے.مگر هماري روح کے خدا سے نکلنے میں کوئي درجه بیچ میں نہیں کیونکه وہ خود خدا هي سے نکلي ہے اسلیئے هماري روح هماری جسم سے ایسا برتر اور اعلی درجه رکھتي ہے جسکے سبب هم کہه سکتے هیں که وہ دونوں مختلف اصلیت رکھتے هیں ٭

پہلے باب میں کہا گیا تہا که هر ایک جاندار پیدا کیا گیا اسمقام پر انسان کي نسبت تہا گیا که اُس میں زندگي کا دم پہونکا جو خود خداهي سے نکلا تہا اسلیئے هم میں اس روح کے سبب صرف دم لینا اور چلنا پہرنا اور کہانا پینا اور سونا جاگنا هي نہیں ہے بلکه اُس میں ایک اور چیز بهي ہے جو اور حیوانوں میں نہیں اور جسکے سبب هم هر ایک چیز کو سونچتے هیں اور سمجہتے هیں اور گفتگو کرتے هیں ٭

٨ لغایت ١۴ (پیشون) دریا کا نام ہے بعضے کہتے وہ † دریا ہے جو فیسس کہلاتا تہا اور اب فاز کہلاتا ہے اور جو موسچک پہاڑونمیں ہوکر کالسس کے ملک میں هوکر بحر اسود میں گرتا ہے اور بعضے کہتے هیں که وہ دریاے سیرس ہے جو اس زمانه مین کر کہلاتا ہے اور جو دریای ارکسز میں شامل هو جاتا ہے اور بیان کرتے هیں که یہه دریا پہلے الگ بہتا تہا اور سمندر کیسپین میں گرتا تہا اور علماء یہود کي یہه تحقیق ہے که وہ دریاے نیل ہے اسلیئے که پیشون کپاس کے پشتوں کو کہتے هیں جو دریای

† بیبل کا جغرافیه

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

abounded on the banks of the Nile.—Further, the Pison is conjectured by some Christian divines to have been a westerly branch or arm of the Euphrates, which until the time of Alexander the Great fell by a separate direction into the Persian Gulf, but which is now dried up.

—*Havilah,*) The name of a country adjoining the Garden of Eden, which may have derived its name from Havilah, the second son of Cush. It was compassed by the R. Pison, and was rich in gold and onyx-stones. It is mentioned afterwards as the East border of the Ishmaelities; their west frontier being the land of Shur, which lay before Egypt; and it is again spoken of as forming the E. boundary of the Amalkites, whom Saul was sent to slay. This would make it correspond with the north eastern portion of Arabia, touching upon Chaldea. Others, however, place Havilah in Colchis, a country on the east side of the Euxine or Black Sea, noted for its abounding in gold, and for the fable of the *golden fleece.*

—*Gihon,)* One of the four rivers which flowed from the Garden of Eden; it is supposed to have been the same with the lower part of the Tigris, anciently called Pastigris, and to have run from Eden into the Persian Gulf. By some

نیل کے کناروں پر بہت کثرت سے هوتی تهی اور اسی سبب سے اسکا یهه نام هو گیا تها اور بعض عیسائی علماء کہتے هیں که دریای فرات کا ایک مغربی بازو تها جو علاحده دهار هوکر خلیج فارس میں گرتا تها اسکا یهه نام هے اور یهه بازو سکندر اعظم کے وقت تک بہتا تها مگراب خشک هوگیا هے ✱

(حویله) باغ عدن کے پاس جو ملک هے اسکا یهه نام هے اور حویله بن کوش کے نام سے نکلا هے اور اسمیں سونا اور جواهرات بہت هوتی تهی اور یهه ملک دریاے پیشون سے گهرا هوا تها اور جو ملک بعد کو مشرقی سرحد بنی اسمعیل کی بیان کیا گیا هے اسکو اسی حویله کے مطابق سمجہتے هیں اسکی مغربی حد زمین شر کی هے جو مصر کے محاذی واقع هے اور جسکا پهر بیان هوا هے پہلے سموئیل باب ۱۵—۱۷ میں که وه هے مشرقی سرحد عمالقه کی جنکے قتل کو سال بهیجا گیا تها اس بیان سے حویله مطابق هوتا هے شمالی شرقی حصه عرب سے جو قریب کیلدیا یعنی عراق عرب کے هے اور بعض لوگ حویله کو ملک کالسس میں قایم کرتے هیں جہاں دریای فازسے اور جو ملک بحر اسود کے مشرقی اختتام پر هے جو سونیکی لیئے مشهور هے اور سونیکی اون کی کهانی وهیں کی هے ✱

(جیحون) یهه بهی عدن کے چاروں دریاوں میں کا ایک دریا هے بعضی کہتے هیں که دریای تیگرس یعنی دجله کے نیچے کے حصه کا یهه نام هے اور جسکا نام قدیم زمانه میں پاس تیگرس یعنی شاخ دجله تها

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۵۷۵

it is, however, supposed to be the river Araxes or Aris which is said to be called Gihon to this day by the Persians, and which being united with the R. Cyrus, falls into the Caspian Sea.

اور عدن سے بہکر خلیج فارس میں گرتا تھا بعضے خیال کرتے هیں که دریای ارکسز یا ایرس هي دریای جیحون ہے جسکو اب بهي اهل فارس جیحون کهتے هیں اورجو سیرس سے شامل هوکر سمندر کیسپین میں گرتا ہے *

—*Cush,)* The countries peopled by the descendants of Cush, the son of Ham, and generally called Ethiopia in the English Bible. Owing to the many families of the Cushites and their various migrations, it is not easy to define the regions mentioned by this name. Indeed, it is thought by many that the Hebrews used the word as extensively and indefinitely as the Greeks did that of Ethiopia, and the English that of *the Indies*; and that they called every country of the Torrid Zone, and all their inhabitants who were black or tawny, Cush and Cushan. The difficulty of fixing the meaning and extent of Cush is increased owing to the almost exclusive application of the term Ethiopia by the Greek and Roman writers to the regions in Africa south of Egypt. At one time the whole country east of the rivers Tigris and the Nile, seems to have been called Cush; but in process of years, the name was used in a more confined and divided way, from the immigrations of other families separating the several bands of the Cushites one from the other. The only passages in which the English Version retains the original word Cush, are as noted in the margin. But as one word alone is employ-

Gen. II. 13.
Num. XII. 1.
Isa. XI. 11.
Jer. XLVI. 9.
Hab. III. 7.

. (کوش) وه ولائتیں جن میں کوش بن حام کي اولاد آباد تهي اور جسکا انگریزي میں عموماً ایتهیوپیا ترجمه هوا هے بسبب کثرت سے هونے اولاد کوش اور آنکے مختلف جگه جاکر بسنے کے آن ملکوں کو جنکو اس نام سے بیان کیا هے محدود اور معین کرنا آسان نهیں ہے البته بهت سے لوگ خیال کرتے هیں که یهودي اِس لفظ کا استعمال ایسي وسعت اور غیر محدود طور سے کرتے تهے جیسیکه یوناني ایتهیوپیا کے لفظ کا استعمال کرتے تهے اور جیسا که انگریز اندیز کے لفظ کا استعمال کرتے هیں اور یهه که وه لوگ هرگرم ملک کو اور وهاں کے باشندوں کو جنکا سیاه رنگ تها کش اور کش کے باشندے کهتے تهے کوش کے معنے اور اس کي وسعت کے قرار دینے میں دقت اس سبب سے بهي هوئي ہے که یوناني اور رومي مورخ ایتهیوپیا کے نام کو آنهیں ملکوں پر جو مصر کے جنوب کیطرف افریقه میں هیں بولتے تهے یهه معلوم هوتا ہے که کسي زمانه میں تمام ملک جو جانب شرق تیگرس اور نیل کے هے وه کوش کهلاتا تها ایک مدت بعد اس نام کا استعمال زیاده محدود اور منقسم طریق پر هونے لگا اس وجهه سے که جن لوگوں نے کوش کے خاندان سے علاحدگي کي وه اور ملکوں میں جابسے انگریزي ترجمه میں اصلي لفظ کوش کا

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۴۵۷۵

ed in the original, it may be convenient therefore to speak of the two names Cush and Ethiopia as one general term. It seems, then, agreed upon, that there are at least three great divisions, under which the name is used in the Bible, and under which likewise, it will be attempted to class the following references; viz, the Eastern, the Arabian, and the African Cush.

I. The Eastern Cush. In Gen. II. 13. the river Gihon, i. e. the Tigris is said to compass the whole land of Cush, which can, as it would appear, refer only to Assyria. In Isa. XI. 11., and Zeph. III. 10., the promised restoration of Israel from Cush is thought to refer to India; and so the word is rendered in the Syriac and Chaldee versions. In Zeph. II. 12., where destruction is threatened against the Ethiopians, they are connected with Assyria, and Nineveh. The same countries seem refered to in Ezek. XXXVIII. 5., where Ethiopia is spoken of as swelling the armies of Gog against Israel; and in Amos IX. 7., where the house of Israel are compared to the children of the Ethiopians.

پیدایش ۲—۱۳
اعداد ۱۲—۱
اشعیاه ۱۱—۱۱
یرمیا ۴۶—۹
حبقوق ۳—۷

مندرجہ حاشیہ مقاماتمیں استعمال ہوا ہی مگرجو کہ اصلي متن میں صرف ایک ہي لفظ کا ہرجا استعمال ہوا ہی اسلیئے کوش اور ایتھیوپیا دونوں لفظوں کا بیان ایک عام اصطلاح کے طریق پر استعمال کرنا بہتر ہی اسلیئے یہہ بات بالاتفاق معلوم ہوتي ہی کہ کم سے کم تین بڑي قسمتیں ہیں جو کوش کے نام سے بیبل میں بیان ہوئے ہیں جنکو اسطرح پر قرار دینا چاہیئے یعني مشرقي کوش عربي کوش افریقي کوش *

(مشرقي کوش) کتاب پیدایش باب ۲ — ۱۳ میں بیان ہوا ہی کہ دریاے جیحون یعني دریاے تیگرس کوش کي تمام زمین کو گھیرتا ہی جس سے صرف ایسریا کیطرف اشارہ ہو سکتا ہی اشعیاہ ۱۱ — ۱۱ اور صفنیاہ باب ۳—۱۰ سے موعودہ بحالي بني اسرائیل کي کوش سے انڈیا کیطرف اشارہ سمجھا جاتا ہی اور ہمریا کیلڈیا ترجموں میں اس لفظ کا اسي طرح ترجمہ ہوا ہی اور صفنیاہ باب ۲—۱۲ میں جہاں اتھیوپیا کے باشندوں کو ڈرایا ہے کہ تمکو تباہ کردیا جاویگا آنکو ایسریا اور نینوے سے متعلق کیا جاتا ہے حزقیل باب ۳۸ — ۵ میں بھي انہي ملکوں کیطرف اشارہ معلوم ہوتا ہی جس مقام میں ایتھیوپیا کا یہہ بیان ہوا ہے کہ بمقابلہ اسرائیل کے ایتھیوپیا والوں نے یاجوج کي فوجیں جمع کیں اور عاموس باب ۹ — ۷ میں بھي انہي ملکوں کیطرف اشارہ ہی جس

II. The Arabian Cush. In Num. XII. 1., the wife of Moses is called an Ethiopian, which, as she came from Midian, must refer to Arabia; and Hab. III. 7., uses the appellation in the same way, expressly joining Cushan and Midian in one sorrow. Job. XXVIII. 19., speaks of the topaz of Ethiopia, alluding, as it is thought, to precious stones which came from the mines in the S. parts of Arabia. In Ezek. XXIX. 10., God threatens to waste Egypt from the tower of Syene, i. e. its S. border, to the border of Ethiopia, its east limit, which would make it Arabia. In 2 Chro. XXI. 16., the Ethiopians are mentioned as near the Arabians, which can hardly be said of Cush in Egypt, from which the latter were separated by the Red Sea; nor of the Eastern Cush from which they were divided by an enormous desert. In 2 Kings XIX. 9., and Isa. XXXVII. 9., Tirhakah, king of Ethiopia, is mentioned as coming to battle against the Assyrians, then ravaging Judæa: and in 2 Chro. XIV. 9, 12, 13., XVI. 8., Zerah, the Ethiopian, is described as coming with a host of a million of men against Asa, king of Judeah, who conquered him and drove him back; in both which histories Arabia seems more suitable than any other land. In Psa. LXVIII. 31., LXXXVII. 4., the progress of the Gospel in Ethiopia seems to allude to Arabia, as do also the passages in Isa. XLIII. 3. XLV. 14., the first of which speaks of God's giving Ethio-

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۲۰۰۰	۲۵۷۵

مقام میں اسرائیل کے گھر کو ایتھیوپیا والوں
کی اولاد سے مقابل کیا گیا ہی ٭

۲ (عربی کوش) کتاب اعداد باب
۱۲ — ۱ میں حضرت موسیٰ کی بی بی
کو ایتھیوپیا کی رہنی والی بیان کیا ہی
جس سے بلحاظ اسکی کہ وہ میدان کے
رہنی والے تھے عرب کیطرف اشارہ لازم آتا ہی
اور حبقوق باب ۳ — ۷ سے عربی کوش کا
بیان اسطرح پایا جاتا ہی کہ جب اس
میں کوش یا کوشان اور میدیان کا ایک غم
میں شامل کرکر بیان ہوا ہے اور ایوب باب
۲۸ — ۱۹ میں ایتھیوپیا کے جواہرات کا
ذکر ہی جس سے خیال کیا جاتا ہی کہ
وہ اشارہ ہی اُن جواہرات کیطرف جو عرب
کے جنوبی حصوں کی کانوں سے آتے تھے
اور حزقیل باب ۲۹ — ۱۰ میں خداتعالی
مصر کو اسطرح خبر دیتا ہی کہ تجھکو سین کے
برج یعنی تیرے جنوبی حد سے تابکنارہ
ایتھیوپیا کے جو تیری مشرقی حد ہے تباہ
کرونگا ازروے جسکے ایتھیوپیا مقام عرب
میں قرار پاتا ہی اور دوسری کتاب تاریخ
باب ۲۱ — ۱۶ میں ایتھیوپیا کے رہنی والوں
کو عرب کے قریب بیان کیا ہی اور یہہ بات
مصر والی کوش کے نسبت نہیں ہوسکتی
کیونکہ اسی عرب کے رہنی والے بذریعہ
دریاے ریڈسی کے بالکل علاحدہ ہو جاتے
ہیں اور نہ یہہ بات مشرقی کوش کی
نسبت کہی جاسکتی ہی کیونکہ اُس سے
عرب کے باشندے ایک بڑے جنگل کے سبب
جو درمیان میں آتا ہی علاحدہ ہو جاتے
ہیں اور دوسرے کتاب سلاطین ۱۹ — ۹ اور
کتاب اشعیاہ ۳۷ — ۹ میں یہہ بیان ہی کہ
ترہاقہ بادشاہ ایتھیوپیا ایسریا کے رہنے والوں

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

سے لڑتا هی جو آن دنوں میں یهودیه کو
تباه کر رہے تھے اور دوسري کتاب تاریخ باب
۱۴ — ۹ و ۱۲ و ۱۳ و باب ۱۶ — ۸ میں
یهه بیان هوا هی که زبره باشنده ایتھیوپیا
اعضا باشنده یهودا کے مقابله میں هزاروں
آدمی لیکر لڑنے کو آتا ہے اور جس بادشاه
نے آسکو فتح کیا اور بھگا دیا ان دونوں
تاریخوں کي روسے عرب به نسبت اور کسي
مقام کے زیاده مناسب معلوم هوتا هی اور
زبور ۶۸ — ۳۱ و زبور ۸۷ — ۴ میں مقام
ایتھیوپیا میں کتاب اقدس کی ترقي کے
بیان سے عرب کیطرف اشاره معلوم هوتا ہے
اور اسیطرح سے کتاب اشعیا باب ۴۳ — ۳
اور باب ۴۵ — ۱۴ سے بھي یهي بات
ثابت هوتي ہے ان مقاموں میں سے اول
مقام میں خدا تعالی یهه فرماتا ہے که
همنی ایتھیوپیا کو اسمعیل کي غنیمت
میں دیا اور دوسرے مقام میں ایتھیوپیا
اور سیبیا کے لوگوں کي سوداگري کا ذکر
ہے *

۳ (افریقي کوش) یهه خیال کیا جاتا
هے که اولاد کوش عرب سے نکل کر اوربدسي
کو تنگ آبناء عرب کي راه سے جسکو اب
باب المندب کهتے هیں طی کرکر مصر کے
جنوب میں دریاے نیل کي اوپرکي
شاخوں کے پاس آباد هوئي † جسمقام پر
بعد ازاں نیوبیا اور سینار میں میرو کي
مشهور سلطنت هوئي آن ملکونکے باشندے
اب بھي اسي ملک کا نام ایتھیوپیا اور غز
جس پر کوش کا گمان هوتا هے کهتے هیں
اور اپنے تئیں اغازي اور ایتھیوپیاوان کهواتے
هیں بلحاظ اِس مقام کے غالبا هم اشاره
کرسکتے هیں استیر باب ۱ — ۱ اور باب ۸ — ۹

pia for the ransom of Israel, and the second of the merchandize of the Ethiopians and Sabeans.

III. The African Cush. It si conjectured that these crossed the Red Sea from Arabia at its narrow Strait now called *Babelman-deb*, and settled south of Egypt, on the upper branches of the Nile, Judith I. 10., where afterwards was the famous kingdom of Meröe, in *Nubia* and *Sennaar*. The inhabitants of these regions still distinguish their country by the name of *Ethiopia* and *Ghez* (Cush?), and call themselves *Aghazi* and *Itiopiawan*. To this locality we may probably refer Esth. I. 1., VIII. 9., which describe the Empire of Ahasuerus as extending from India to Ethiopia; also Isa. XVIII. 1., XX. 3, 4, 5., Ezek.

† جودت باب ۱ — ۱۰

XXX. 4., 5, 9., which denounce woe against Ethiopia, and the land "shadowing with wings beyond the rivers of Ethiopia; and 2 Chro. XII. 3., where the Ethiopians are described as following with the army of Shishak, king of Egypt, in his attack on Rehoboam, king of Judah. The following passages, likewise, connecting as they do Egypt and Libya with Ethiopia, appear to have more reference to the countries on the Nile than any other, Jer. XLVI. 9. Nah. III. 9., Dan. XI. 43. The Ethiopian nobleman whom Philip baptized, Acts VIII. 27., who was the treasurer of the queen of the Ethiopians, is also reputed to have come from these parts, and to have carried back the Gospel into Abyssinia.

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ٣٠٠٠ — قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ٣٥٧٥

پرجنميں يهه بيان هے كه اها سوبرس كي شهنشاهي انڈيا سے ايتهيوبيا تک تهي اور نيز اشعياه باب ١٨ وباب ٢٠—٣ و٤ و٥ اور حزقيل باب ٣٠—٤ و٥ و٩ پربهي اشاره كرسكتے هيں ان مقاموں ميں ايتهيوبيا اور اُس زميں كو جو ايتهيوبيا كے درياوں كي مقابل هے بد دعا دي گئي هے اور دوسري كتاب تاريخ باب ١٢—٣ سے بهي يهه معلوم هوتا هے نه ايتهيوبيا والي سيشک بادشاه مصركي فوج كے ساتهه جاتے هيں جبكه ربعام بادشاه نے يهودا پرحمله كيا اسيطرح سے اگے آنے والي مقاموں سے جنميں مصر اور لائي بيا كو ايتهيوبيا سے ملاديا هے اُن ملكوں كي طرف جو درياے نيل پرواقع تهے به نسبت كسي اور مقام كے زياده اشاره پايا جاتا هے اور وه مقام يهه هيں يرمياه باب ٤٦—٩ نحمياه باب ٣—٩ دانيال باب ١١—٤٣ جس امير ايتهيوبيا واليكو فلپ نے بپتِسْمَه ‡ كيا جو ايتهيوبيا والونكي شاهزاديكا خزانچي تها اُسكا انهي اطراف سے انا مشهور هے اوريهه بات بهي كه جب وه گيا تو گاسپيل كو ابهي سينا ميں اپنے ساتهه ليگيا ●

‡ اعمال باب ٨—٢٧

—*Tigris,)* One of the largest rivers in Western Asia, which rises among the mountains of Armenia, in Mount Niphates, and after forming the old boundary between Assyria and Mesopotamia, as well as between Babylon and Susiana, is joined by the Euphrates, and then enters the Persian Gulf. It is conjectured to be the same with the Hiddekel, mentioned by the prophet Daniel, X. 4., as the river by the side of which he had one of his wondrous visions, and

(دقل) يعني دجله جسكو تيگرس كهتے هيں مغربي ايشيا كے درياوں ميں سے بڑا دريا هے ارمينيا كے پهاڑوں ميں سے نيفيٹس پهاڑ ميں سے نكلا هے اور ايسريا اور ميسوپتوميا كي پراني سرحد كو بناتا هوا اور بابل اور سسيانا كي حدوں ميں هوكرفرات سے مل جاتا هے اور پهر خليج فارس ميں گرتا هے اورخيال كيا جاتا هے كه ٹيگرس وه دريا هے جسكو حضرت دانيال †† پيغمبرنے ايسا دريا بيان كيا هے جسكے كناره پر آنهوں

†† دانيال ١٠ — ٤

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

|| پیدایش ۱۱ — ۱۴

نے مشہور عجیب خواب دیکھا تھا اسلیئے وہ دریا اُس ھدقل سے مطابق ھو گیا جو عدن کے چار دریاوں میں سے ایک تھا || فرات اور تیگرس یعني دجلہ پہلے دو علیحدہ علیحدہ دھاروں میں بہہ کر خلیج فارس میں گرتے تہے مگر مدت سے وہ دونوں اُس مقام کے قریب مل گئے ھیں جو اب کارني کہلاتا ھے اور وھاں سے ایک بڑي دھارے سمندر میں گرتے ھیں اِس دھار کو متقدمین میں سے فرات یا تیگرس اور بعض اوقات پاس تیگرس کہتے تہے مگر اب عموماً شط العرب کہلاتا ھے *

therefore also is identified with that Hiddekel which was one of the four rivers of Eden, Gen. II. 14. The Euphrates and Tigris formerly entered the Persian Gulf by two distinct channels; but they have for many ages constituted one river, near a place now called *Corny*, whence to the sea they have one common channel. This was indifferently called Euphrates or Tigris, and sometimes Pastigris by the ancients, but now it is commonly denominated *Shatt-el-Aarb*.

† پیدایش ۱۰ — ۲۲
اول تاریخ ۱ — ۱۷

|| پیدایش ۲ — ۱۴
۲۵ — ۱۸

(اشور) یعني ایسریا یہہ بہت مشہور ملک ایشیا کي شہنشاھي کا تیگرس دریا کے کنارہ پر ھے اُسکا نام اشر بیٹے سام † سے نکلا ھے بسبب ترقي فتوحات کے اِسکي حدود مختلف ھوتي گئیں مگر اُسکي اصلي حد تہي شمال کي جانب ارمینیا اور مشرق کي جانب میدیا اور مغرب کي طرف سسیانا اور مغرب || پر دریاي تیگرس اور یہہ بہت مطابق تھا اُس سے جو اب کوردستان کہلاتا ھے مگر بموجب قول سترابو صاحب کے شہنشاھي ایسریا میں پہاڑ تارس کے جنوبي ایشیا کي ملک بجز آریانا اور عرب اور فلسطین کے شامل ھوتي تہي *

—*Assyria,)* A very famous country and empire of Asia, on the banks of the river Tigris, which derived its name from Asshur, a son of Shem, Gen. X. 22., 1. Chro. I. 17. Its limits varied in different times. Assyria, in the proper sense of the term, was bounded generally on the north by Armenia, on the east by Media, on the south by Susiana, and on the west by the river Tigris, Gen. II. 14., XXV. 18., and corresponded pretty well with what is now called *Kourdistan;* but the Assyrian Empire included, according to Strabo, all the Asiatic countries south of Mount Taurus, except Ariana, Arabia, and Palestine.

(فرات) مشہور دریا ھے دو علیحدہ منبعوں سے نکلا ھے شمالي منبع اس تارس کے پہاڑ کي قطار میں شمالي مغربي کونہ ارمینیا میں حدود پر کپي دوشیا اور پانٹس کالچس کے ھے اور یہہ دھار فرات کہلا تي ھے جنوبي منبع پہاڑ نفیتس کے اُس حصہ میں ھے جو پہاڑ ابیس یا ارارات سے

—*Euphrates,)* A welknown river having two distinct sources. Of these the northern one is in the range of the Anti-Taurus, in the north west corner of Armenia, on the borders of Cappadocia, Pontus, and Colchis, and is called *Frat;* and the southern source is in that part of Mount Niphates which joins Mount

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۳۵۷۵

Abus or Ararat, and is now known as the river *Murad*. Both these branches unite opposite the town of Sinerva in Asia Minor, and thence forward pass to the Persian Gulf.

—*Eden,)* It is interrogated what is meant by this name, whether a locality, a city, or a country? By Eden we Mohomedans understand a spacious region, and, according to the accounts given in our religious Records respecting it, its boundaries may be thus described: On the north, it was bounded by the Black Sea and Russia; on the west, by the Mediterranean, the Islands lying in it, the Libinean Desert, and by other western deserts in Africa; on the south, by the Galla Tribes, the Arabian Gulf, and the Arabian Ocean; on the east, by the Persian Gulf, Persia, and the Caspian Sea. The boundaries above specified would then comprehend the following countries under the region of Eden—Asiatic Turkey, Arabia, and the North Eastern part of Africa containing Egypt, Nubia, and Abyssinia.

With reference to the four streams that ran throughout Eden, we Mohomedans suggest, that it is not necessary so to interprete the original, that there flowed originally one single river into Eden to water the Garden, and that after it had irrigated the Garden, it was then divided into four streams or branches. On the contrary it may be well assumed that of the streams that flowed throughout Eden one of them took its direction to water the Garden, and that there ran four rivers in Eden

مل جاتا هے اور یهه دهار دریاے مراد کهلاتي هے یهه دونوں دهاریں مقابل شهر سینروا کي جو ایشیا مینر میں هے مل جاتي هیں اور پهر خلیج فارس میں جاکر گرتي هیں *

(عدن) یهه پوچها جاتا هے که عدن سے کیا مراد هے ایا کوئي خاص جگه یا کوئي شهر یا کوئي وسیع ملک هم لوگ عدن سے ایک وسیع ملک مراد لیتے هیں اور اگر بلحاظ اُن بیانات کے جو همارے یهاں کي مقدس تحریروں میں پائي جاتے هیں اُسکي حدیں معین کریں تو اسطرح پر هوسکتي هیں که شمال میں بحر اسود اور ملک روس اور مغرب میں بحر قلزم اور اُس کے جزیرے اور صحراے لبینیں اور اور جنگل جو افریقه میں هیں اور جنوب میں وه ٹکڑا جهاں گالا قومیں آباد هیں اور خلیج عرب اور بحر عرب اور شرق میں خلیج فارس اور فارس اور کیس پین سي که ان حدوں میں ایشیائي ترکستان اور تمام ملک عرب اور ایک حصه شرقي افریقه کا جس میں مصر اور نوبیا اور ابي سینا هیں داخل هوتا هے *

بلحاظ اُن چاروں نهروں کے جو عدن میں تهیں هم یهه کهتے هیں که کتاب اقدس کے یهه معنی لینے که عدن میں سے ایک نهر باغ کے سیراب کرنیکو نکلي تهي اور پهر اُسي نهر کي باغ کے پاس سے چار دهاریں هوگئي تهیں ضروري نهیں هیں بلکه اُس کے معنی یهه هیں که عدن میں جو نهریں تهیں اُن میں سے ایک نهر باغ کے سیراب کرنیکو نکلي تهي اور عدن میں چار نهریں تهیں جو فرداً فرداً یعني الگ الگ بهتي تهیں اسلیئے هم لوگ پیشون خیال کرتے

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۴۰۰۰   قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

by separate courses. Thus we identify the river Pison with the Nile, and Gihon with the stream formed by the junction of the river Araxes and Cyrus. The independent courses of these rivers are sometimes called respectively Gihon and Sihon. And we make the river Hiddekel identical with the Tigris, and the Parât with the Euphrates. These were four rivers that passed throughout the extensive region of Eden; and that when the offspring of man began to multiply and propagate themselves in it, its different parts derived their respective names from the fathers of the various families that settled there.

هیں رود نیل کو اور جیحون خیال کرتے هیں اس ٹکڑہ دریای سیرس اور ارکسز کو جہاں وہ دونوں مل کر بہتے هیں اور کبھي اُن دونوں دریاؤں کي جدا جدا دھاروںمیں سے ارکسز کو جیحون اور سیرس کو سیحون کہتے هیں اور هدقل دجلہ کو اور برات دریاے فرات کو کہتے هیں یہہ چاروں دریا ملک عدن میں بہتے تھے جب انسان کي نسل بڑھنے لگي اور هر ایک کي اولاد ملک عدن میں پھیلنے لگي تب هر ایک ٹکڑہ کا جدا جدا نام اُن لوگوں کے نام پر هو گیا جنکي اولاد وهاں جاکر بسي *

It may be well remarked, that the tradition prevalent among our countrymen that after Adam had been expelled from the Holy Garden, he settled himself in the island of Ceylon, is entirely groundless; not being supported either by the Pentateuch, nor by any of our sracred Writings.

یاد رهی کہ هماری هموطن عوام الناس میں جو یہہ بات مشہور هے کہ حضرت آدم علیہ السلام جزیرہ سراندیپ یعني لنکا میں رهی تهے یہہ محض غلط اور بے اصل بات هے جسکا پتا نہ توریت مقدس سے اور نہ هماری هاں کي مذهبي کتابوں سے پایا جاتا هے *

† تفسیر ڈاٹي جلد ۱ صفحہ ۷

—*the tree of life,)* "So called," says Bishop Wilson, "because he that ate of it, would have lived for ever, either by virtue of that tree, or by the appointment of God; as the sacraments are means of Grace."

The passage in question has been further commented upon by other Christian divines in this way, that this Garden being a type of heaven, perhaps God intended by this to represent that immortal life which He meant to bestow upon man with Himself. Rev. XXII. 2.

‡ مشاهدات ۲۲ — ۲

(درخت زندگي کا) † بشپ ولسن صاحب کہتي هیں کہ اس درخت کا یہہ نام اس سبب سے تها کہ اُسمیں سے پهل کو جوکوئي کهاوي وہ اُس درخت کي تاثیر سے خواہ خدا کے حکم سے همیشہ زندہ رهے کیونکہ شریعت خدا کا فضل حاصل کرنیکا وسیلہ هے بعض علماء عیسائي یہہ کہتي هیں کہ یہہ باغ بہشت کا ایک نمونہ تها اس درخت سے شاید خدا نے اُس غیرفاني زندگي کے بیان ‡ کا ارادہ کیا جو اُسنے انسان کو مانند اپني زندگي کے بخشني چاهي *

قبل‌پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰ — قبل‌پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

—*the tree of the knowledge of good and evil).* "A tree which" says Bishop Wilson, "would make those who should eat of it sensible of good and evil."

(درخت پہچان بھلائي و برائي کا) بشپ ولسن صاحب فرماتي کہ یہہ ایسا درخت تھا کا جس سے وہ شخص جوأسکے پھل کھاویں نیکي اوربدي سے اگاہوں *

"It was so called" says Dr. Hales, "as being the appointed test of the obedience or disobedience of our first parents; procuring good or happiness in the former case; and evil or misery in the latter."

ڈاکٹر هیلز صاحب کہتي هیں کہ اس درخت کا یہہ نام اسلیئی تھا کہ وہهماري اول مربیون کي اطاعت یا نافرماني کے ازمانے کے لیئي مقرر کي گئي کسوٹي تھي جس سے اول حالت میں بھلائي یعني خوش نصیبي حاصل هوتي اور دوسري حالت میں برائي یا بدبختي حاصل هوتي *

But it is to be asked whether those trees were like such as we see grown up out of the earth, with their branches, leaves, and flowers. Although most of our learned men have, in their Commentaries, expressed opinions identical with those of Christian Divines on the *trees* under discussion; and likewise do the Rabbis differ no way from them. Yet the case as explained by them is not really so. The subject of which Moses wishes to treat here, has been, (in order to assimilate the same to the narrative of the Garden) related by him in the *metaphor* of trees, from which we are not to conclude that real trees were meant.

مگریہان یہہ سوال ہے کہ کیا یہہ دونو درخت ایسے هي تھے جیسے هم درخت دیکھتے هیں جو زمیں سے اوگتی هیں اور پتے اور شاخیں رکھتے اور پھولتے پھلتے هیں اگرچہ هماری مذهب کے اکثر عالموں کي بھي راے ہے جو علماء عیسائي کہتے هیں اور اسي پر علماء یہود بھي اتفاق کرتے هیں مگرنہیں اصل میں یہہ نہیں هے حضرت موسی علیہ‌السلام نے اسمضمون کو باغ کي مناسبت سے درخت کے استعارہ میں بیان کیا ہے نہ یہہ کہ یہہ دونوں سچ مچ کے درخت تھے *

The spirit which God breathed into the human body, was superior in its essence to that of other living creatures. The nature of that spirit necessarily required, that man must surpass other beings in those functions which relate to the spirit or soul. The objects in the acquisition of which man was to excel other animals, were these two

خداتعالے نے انسان کی پتلی میں روح ڈالي جو بلاشبہہ اورتمام حیوانونکي روح سے زیادہ تربرتر تھي اس روح کا مقتضا یہہ تھا کہ انسان بہ‌نسبت دیگر حیوانات کے ان باتونمیں جو روح سے علاقہ رکھتي هیں فوقیت لیجاوي اور وہ صرف دوچیزیں تھیں ایک وجوب وجود یعني هستي مطلق جسکو خدانے کہا کہ میں

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

things only: one the eternal existence, of which God has informed us in his words "I AM"; the other a right knowledge of good and evil. The right knowledge of the nature of those blessings God was pleased to reveal to Adam, which He set forth to him by the *allegorical* expression of the trees of life and of good and evil, and not that these trees were like other trees in the garden of Eden.

"It must be remembered" says Bishop Patrick, "that the prohibition was given not to Adam only, but to Eve also." We Mohomedans have the same belief in the prohibition being given to them both, as in our Holy Koran the word which signifies prohibition, has been used in the plural form.

The words "do not approach the tree" that occur in the Holy Koran connected with the subject, have been used in a peculiar idiom of the Arabic language, and are not to be understood in their literal sense; but they are simply to imply that God wished Adam and Eve not to eat of the tree. For instance, in another passage of the Holy Koran a similar expression conveying the idea of prohibition, thus occurs: "Thou shalt not *go near* the worshipping place when thou art intoxicated," which implies simply a refraining from worship, when in such a state. There is another reference of a greater authority to support the above meaning of the phrase. It is stated in the Holy Koran, that when Adam and Eve ate of the tree, they became sensible of their nakedness; which plainly proves, the

هوں اور دوسرا بهلائي اور برائي کا جاننا پس ماهیت ان دونوں چیزونکي خدا نے ادم پر ظاهر کي اور ان دونو چیزونکي ماهیت کے ظهور اور انکشاف کو خدا نے زندگي کے درخت اور معرفت نیک وبد کے درخت سے تعبیر کیا نه یهه که وه مثل باغ کے اور درختوں کي درخت تهي ٭

۱۷ بشپ پٹرک صاحب لکهتے هیں که یهه ممانعت آدم هي کو نه تهي بلکه حوا کو بهي کي گئي تهي هم مسلمانونکا بهي یهي مذهب هے که دونونکو ممانعت تهي چنانچه قران مجید میں تثنیه کے صیغه سے ممانعت کا لفظ آیا هے ٭

قران مجید میں جو یهه لفظ ایا هے که آسکے نزدیک مت هو اس سے یهه مطلب نهیں هے که ادم وحوا کو آس درخت کے پاس جانے یا چهونے کي بهي ممانعت تهي بلکه اسطرح سے بولنا عربي زبان کا محاوره هے اور مطلب اس سے یهي هے که آسکو مت کهاو جیسیکه قران مجید میں ایا هے که نماز کے پاس مت جائو جب تم نشے میں هو اسکا مطلب یهي هے که ایسے حالت میں نماز مت پڑ هو علاوه اسکے اس مطلب کے ثبوت پر ایک بڑي دلیل یهه هے که قران مجید میں بیان هوا هے که جب ادم وحوا نے آس درخت میں سے کهایا تو آنکے برهنگي ظاهر هوئي اس سے ظاهر هے که کهانے هي سے منع کیا گیا کیونکه اگر پاس جانے سے بهي منع هوتا تو بمجرد پاس جانیکے کهانے سے پهلے آنکے

prohibition wholly consisted in their not eating of the tree: for had it, on the contrary, been in their approaching it, they would have immediately perceived their nakedness, even when they had merely gone near it, and not yet eaten of it.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰　قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵　برهنگی ظاهر هوجاتی *

"It was fit" says Bishop Patrick, "to lay this small restraint upon Adam, to make him sensible, that though he had dominion over all things, yet he was not their Lord, but a servant of the Most High who required this abstinence in token of his subjection, and to prove his obedience to Him."

† بشپ پٹرک صاحب فرماتی هیں که آدم پر یهه تهوڑي سي بندش اسلیئے رکهني مناسب تهي که وه جان لیوی که گو اُسکو تمام چیزوں پر حکومت دي هے تو بهي وه اُن چیزوں کا مالک نهیں هے بلکه نهایت عظمت والی خدا کا خادم هے جسنے اُس ممانعت سے بکنایه اپني اطاعت اور ثبوت اپني فرماں برداري کا چاها هے *

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۷

The opinion so advanced by the Bishop, is one that is worthy of our cordial acceptance. We Mohomedans, however, so interprete the passage in question, that it was for Adam's own welfare and happiness, that God was pleased to direct him not to eat of the tree, and not that the doing so was any transgression of the Holy Law: because, the remaining part of the passage "thou shalt die" is merely the result of Adam's neglect of the simple direction given to him; whereas, had the disregard of that injunction involved a violation of God's Holy Law, the consequences must have been more horrible and grievous, since he must have become obnoxious to the wrath of God. Most of our Divines receive the expression under discussion in the sense in which I have here construed it, though some differ therefrom.

یهه تقریر اُنکي نهایت پسندیده هے اور هم مسلمانوں کو بدل تسلیم هے مگر اِس مقام سے هم یهه مطلب سمجهتے هیں که خدا تعالی نے یهه ممانعت آدم کو صرف اُسکے فائده اور نفع کے لیئے کي تهي کوئي شرعي گناه نه تها کیونکه اسي آیت میں آگے کها گیا هے که اگر تو کهاویگا تو ایک قسم کے مرنے سے مرجاویگا جو نتیجه هے صرف اُس هدایت سے غفلت کرنیکا اور اگر اُسکا کهانا شرعي گناه هوتا تو زیاده سخت وعید آدم کو دي جاتي یعني کها جاتا که تو اُسکے کهانے سے خدا کے غصه اور غضب میں پڑیگا ‡ چنانچه همارے مذهب کے ایک گروه علماء کا یهي مذهب هے گوکه بهت سوں نے اس سے اختلاف بهي کیا هے *

‡ دیکهو تفسیر کبیر سورة بقر ایت ۳۵

قبل‌پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰ — قبل‌پیدایش محمدرسول الله صلعم ۳۵۷۵

§ تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۸

(مرنے سے مریگا تو) علماء عیسائي اِس سے مرجاناهي مراد لیتے هیں اور§ بیان کرتے هیں که اِس سے یهه غرض نهیں هے که وه فی‌الفور مرجائیگا بلکه یهه که وه فاني هوجا ویگا اور بقا جو اُسکو بخشي گئي تهي اُس سے محروم رهے گا *

—*Thou shalt die,)* Christian Theologists have assigned no other meaning to this phrase, but that of simple death so familiar to mankind. They add that this expression does not signify, that Adam should instantly die, but that he should become mortal, and lose the immortality with which he was invested.

بشپ پٹرک صاحب کهتے هیں که بیماریاں اور تکلیفیں اور بے چینیاں جو موت کے مقدمات هیں خدا کي اِس تنبیه میں آگئیں *

"Diseases, sickness, and pains, the fore-runners of death," says Bishop Patrick, "are included in this threatening."

بشپ بیورج صاحب کهتے هیں که اس تنبیه سے یهه وعده نکلتا هے که اگر وه پهل کو نه کها ویگا تو وه نه مریگا بلکه زنده رهیگا یهه اول وعده تها جو خدا نے انسان سے کیا *

"The threatening implies" says Bishop Beveridge," a promise that if he had not eaten of the fruit, he should not die, but live. This was the first covenant which God made with man."

مگر هم مسلمان اِسکے یهه معنی نهیں کهتے کیونکه اُسوقت تک آدم موت کو جانتا بهي نه تها که کیا چیز هے اسلیئے که اب تک موت دنیا میں آئي بهي نه تهي پهر آدم کو موت سے ڈرانا کیا معنی هیں بلکه یهاں موت کے لفظ سے مرنا مراد بهي نهیں هوسکتا کیونکه عبري جو لفظ هیں اُنکا مطلب یهه هے که ایک قسم کي موت سے مریگا اور نه اس سے روحاني موت مراد لي جاسکتي هے کیونکه ابتک نه‌گناه تها نه روحاني موت کي ماهیت معلوم تهي بس ان الفاظ سے صرف یهه مراد هے که تو اپنے حقمیں برا کریگا جیساکه قران مجید میں آیا هے که اگراِس درخت میں سے کهاؤ گی تو اپنے پر ظلم کرو گی یعني تمهاري جو یهه حالت هے اور جسکو تم بخوبي دیکهتے هو اور جانتے هو نرهیگي *

We Mohomedans, however, do not take the expression in the sense adopted by Christians: because Adam was at that time quite ignorant of the nature of death, which had not then appeared in the world, and we cannot therefore suppose that a threat would have been held out of a peril altogether unknown and inconceivable, nay the term cannot here be accepted as conveying with it the signification in which it is generally taken: since in the original Hebrew it is said that they shall perish through a kind of death. Nor can it be made to imply a spiritual death, because sin had not then existed, and the nature of death was unknown. The expression would, therefore, more simply and properly imply, that it should be perilous to himself, if Adam ate of the tree; as it is said in the Holy Koran that they would

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰۱	۳۵۷۵

bring evil on themselves, if they thought of eating of the fruit of the tree; i. e. to say, the favourable situation in which they were now placed, and of which they were very sensible and conscious, would be inevitably forfeited for ever.

V. 18. "God had said" says Bp. Patrick, "before the deliverance of the command, that it was not good to let Adam live alone." This he says to deduce therefrom the inference of the command being given to both Adam and Eve

The word signifying a *helper* in this verse, leads us to the idea, that wife has not been given to man merely to gratify his animal desires, but also to share in all his joys and cares, to sympathize with him in his sorrows through all the adverse circumstances of life, and to assist him in the performance of spiritual duties.

V. 20. The ancient and modern professors of Atheistical philosophy represent the faculty of articulate speech, or language, as the mere *instinctive* expression of the wants and desires of a herd of associated savages, gradually invented for mutual convenience of communication, and established by mutual consent. But our late Lexicographer justly remarks, that "language must have come by inspiration: a thousand, nay a million of children could not invent a language: while the organs are pliable, there is not understanding enough to form a language; and by the time that there is understanding enough, the organs are grown stiff. We know, that after a certain age, we can not learn a language." —*Boswell's Life of*

۱۸ بشپ بترک صاحب کہتے ہیں کہ درخت کا پھل کہانیکی ممانعت سے پہلے خدا نے کہا کہ آدم کا اکیلا رکھنا اچھا نہیں تاکہ یہہ نتیجہ نکلے کہ ممانعت کا حکم آدم وحوا دونوں کو ہوا تھا *

اس ورس میں ایک عبری لفظ ہے جسکے معنی مددگار کے ہیں پس آدمی کو خیال کرنا چاہیئے کہ جورو درحقیقت صرف واسطے نفسانی خواہش کے نہیں بنائی گئی ہے بلکہ اسلیئے بنی ہے کہ دین اور دنیا کے کاموں میں آسکی مددگار ہو *

۲۰ (اور کہا آدم نے نام) قدیم اور زمانہ حال کے عالم حکمت ایتھیسٹ کے یہہ بیان کرتے ہیں کہ (زبان) ایک عقل سے بنایا ہوا طریقہ کلام کرنے کا ہے جس کو وحشیوں کے متفق گروہ نے آپس میں آمدرفت کے آرام کے لیئے اور حاجتیں اور خواہشیں ظاہر کرنے کے واسطے بتدریج ایجاد کرلیا تھا یہہ طریقہ کلام کرنے کا آپس کے اتفاق سے قایم ہوا مگر ہمارا بڑا عالم یہہ ٹھیک بیان کرتا ہے کہ زبان ضرور ہے کہ الہام سے حاصل ہوئی ہو ہزاروں بلکہ لاکھوں لڑکے ایک زبان نہیں ایجاد کرسکتے کیونکہ جب اعضا کلام کرنے کے اس قابل ہوتے ہیں تو سمجھہ اس قابل نہیں ہوتی کہ ایک زبان بنائی جاوے اور جب سمجھہ کافی ہوتی ہے تب اعضا کلام کے عمر پاکر اس

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

Dr. Johnson. This is confirmed by experience. Alexander Selkirk, when cast away on the desert Island of Juan Fernandez, almost lost the use of his native tongue, after some years' residence. The young savage, called Peter, caught in the woods of Hanover, several years ago, though soon tamed and reconciled to society, never could be taught to speak. And lately, the young savage of Aveyron, in France, though put under the care of the celebrated Sicard, Master of the deaf and dumb school, has never yet been observed to utter an articulate sound, not even to express his most urgent wants.

قابل نہیں رہتے ہم خوب جانتے ہیں کہ ایک زمانہ مقررہ کے بعد ہم زبان نہیں سیکھہ سکتے — ڈاکٹر جانسن صاحب کا حیات نامہ مصنفہ ڈاکٹر باسویل صاحب — یہہ بات تجربہ سے بھی استحکام پاتی ہے مثلاً الکذنڈر سیلکرک کو جو جوان فرنانڈز کے جزیرہ کے جنگل میں ڈالدیا گیا تو اسکو وہاں چند برس رہنے کے بعد اپنی زبان کا استعمال بالکل نرہا جوان وحشی جسکا نام پیٹر تھا اور ہینوور کے جنگلوں میں سے پکڑا گیا تھا اگرچہ وہ ہل مل گیا مگر اسکو کلام کرنا ہرگزنہ سکھایا جاسکا اور زمانہ حال میں جوان وحشی ایورن کا جو فرانس میں ہے اگرچہ اسکو مشہور سیکرڈ صاحب کے سپرد کیا گیا جو بہری اور گونوں کے مدرسہ کے معلم ہیں مگر اب تک کبھی نہیں دیکھا گیا کہ اسنے انسان کی طرح کوئی ذراسا بھی جزوکلام منہہ سے نکالا ہو *

It is remarkable, that Adam was endued with the faculty of speech in his solitary state, and gave names to the animal tribes before the formation of Eve.

یہہ بات معلوم کرنے کے قابل ہے کہ آدم کو اسکی حالت تنہائی میں کلام کرنیکی قوت بخشی گئی تھی اور اسنے حوا کے پیدا ہونے سے پیشتر حیوانوں کی جنسوں کے نام رکھے *

V. 21—22. God did not form Eve out of the ground as He had done Adam, but created her out of Adam's own side, that thus He might create the greater love between them, as parts of the same whole.

۲۱ لغایت ۲۲ خداتعالی نے حوا کو مٹی سے پیدا نہیں کیا جسطرح کہ آدم کو پیدا کیا تھا بلکہ آدم کی پسلی میں سے پیدا کیا تاکہ ان دونوں میں زیادہ محبت ہو اور وہ سمجھیں کہ ہم ایک ہی کل میں کے جزو ہیں *

God made over the *woman* He had formed to Adam to be his wife, and thus recommended marriage to all mankind, as founded in nature; in order that by the union of man and woman, the body of man might again become

جس عورت کو خدا نے بنایا تھا اسکو آدم کے حوالہ کیا اسبات کے کرنے سے تمام انسانوں پر شادی کو جایز کیا کہ گویا قدرت ہی میں اسکی بنیاد ہوئی تاکہ مرد اور عورت کے ملجانے سے انسان کا

as full. Bishop Patrick has expressed an elegant and beautiful idea in commenting on the passage in question; he says: "God himself made the espousals (if I may so speak) between them, and joined them in marriage."

جسم پھر پورا ہو جاوے بشپ پٹرک صاحب ایک لطیفہ لکھتے ہیں کہ خود خدا نے اُنکي نسبت ٹھرائي (اگر میں ایسا کہہ سکوں) اور آنکي شادي کر کے ملادیا *

قبل‌پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰　قبل‌پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

"No mention" says Bishop Patrick, "is here made of God's breathing a soul into her as into him; for Moses only explains what is peculiar to Eve; the rest is supposed in the word, 'I will make an helper meet for him' which the Latin Vulgate rightly translates, 'like unto Him'; it was likewise said before that both man and woman were made in the likeness of God."

† بشپ پٹرک صاحب یہہ بھي کہتے ہیں کہ اِس مقام پر اِسبات کا کچھہ ذکر نہیں ہے کہ خدا تعالی نے جس طرح آدم میں روح ڈالي تھي اسیطرح سے حوا میں بھي ڈالي تھي کیونکہ حضرت موسی علیہ السلام صرف اُس شي کا بیان فرماتے ہیں جو حوا کي بابت خاص خاص باتیں تھیں اور باقي حال اُن الفاظ سے نکالا جاتا ہے کہ ' میں اُسکے لیئے مددگار دونگا ' جس کلام کا رومي ولگٹ میں درستي سے یہہ ترجمہ ہوا ہے یعني ایک مددگار مانند اُسکي اسیطرح یہہ پہلے بھي کہا گیا تہا کہ انسان اور عورت دونوں خدا کي مشابہت پر بنائي گئي ہیں *

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحہ ۸

The object aimed at by Bishop Patrick in the above exposition, seems apparently to be, that God breathed his soul into woman, in like manner as He had done into Adam. However, we Mohomedans do not agree with the Bishop in this view of the matter. We hold that Eve being formed out of a living creature, viz Adam, and therefore naturally born a living being, did not need the infusion of a soul into her.

اِس گفتگو کا جو بشپ پٹرک صاحب نے لکھي منشاء یہہ ہے کہ خداتعالی نے حوا میں بھي اپني روح پھونکي جس طرح آدم میں پھونکي تھي مگر ہم مسلمان حوا میں اسطرح پر روح کے پھونکے جانے کا جس طرح کہ آدم میں پھونکي گئي تھي قایل نہیں ہیں ہماری نزدیک یہہ بات ہے کہ حوا جاندار چیز سے بنائي گئي تھي اسلیئے جاندار ھي پیدا ہوئي اور اس سبب سے اُس میں روح پھونکنے کي حاجت نہ تھي *

V. 23. *This is now bone of my bones, &c.*) That is, of all the animals that had hitherto presented themselves to Adam's sight, he found none that re-

۲۳ (یہہ ہے اب ہڈي میري ہڈي میں سے) یعني پہلے جسقدر جانور آدم کے سامنے آئے تھے اُن میں سے کسي کو

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۴

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

آدم نے اپنا هم جنس نهیں پایا جب حوا پیدا هوئیں تو کها که هاں یهه میري هڈي میں کي هڈي اور میرے گوشت میں کا گوشت هے یعني میري هم جنس هے ●

sembled himself; and therefore when Eve was formed, he said she was a bone of his bones, and flesh of his flesh; that is to say, she was his fellow-creature.

۲۴ (چهوڑے گا) یعني اپني جورو سے سب سے زیاده محبت اور موانست کریگا یهه اشاره هے اسبات کي طرف که الله تعالی نے انسان میں ایک قدرتي اور جبلي رغبت عورت کي طرف رکهي هے جسکے سبب مرد عورت سے ایک طبعي رغبت اور محبت رکهتا هے ●

V. 24. *Therefore shall a man leave, &c.*) That is, man should be most attached to his wife. This leads us to the consideration that God has so constituted the nature of man that it inclines him to place his highest affections on the woman, and it is for this reason that we observe a natural inclination and attachment to each other between man and woman.

(عورت) بعضی لوگ اس سے یهه نتیجه نکالتی هیں که قانون قدرت کے بموجب ایک ادمي کو صرف ایک عورت کا حق هے کیونکه خدا جانتا تها اور خدا کے سوا کون اسبات کو جان سکتا تها که نا محدود امیزش کے کیا کیا بري نتیجه هو تے هیں اور یهه که نر و ماده شمار میں خوب برابر هونی چاهیئیں کیونکه اگر جیسا خدا نے حکم دیاهی اُسکے برخلاف عمل میں آوي تب بهت سے آنمیں کے شادي کے ارامونسی محروم رهیں گے ●

—*Wife.)* Some Commentators have been led from this expression to form the opinion, that, under the law of nature, one man has a right to have one woman only for his wife; for, they say, God knew, and none else could know, the evil consequences of unlimited mixture, and that the number of males and females should be so nearly equal, that many of them would be deprived of the comforts of life, if it were otherwise than as God ordained.

مگر جب غور سے دیکها جاري تو ایک اور نتیجه اس سے نکالاجاتا هے کیونکه یهاں اسبات سے که ادمي کو صرف ایک هي عورت کا حق هي کچهه بحث نهیں هے اور اگر ایسا هوتا تو آینده نبیونکو کئي عورتیں کرنے کي اجازت نهوتي اور نیز ضرور هوتا که دنیا میں همیشه مردوعورت شمار میں برابر پیدا هوتے اور آن دونونکا بقا بهي برابر زمانه تک هوتا یا ایک کے مرجانی کے

But on consideration, it will be observed, the passage under discussion leads to a different conclusion. Here it is not intimated that one man is entitled to possess one woman only for his wife; for, had this been intended, it would not have been possibly allowable for the prophets to have more women than one, as their wives, which appears to have been the case: and it should have been inevitably requiste that men and women

must be born in the world in equal proportions; so that one sex should not in numbers preponderate over the other, and also that every couple should have lived together, for an equal space of time, or that if one died before the other, it would have been necessary for the survivor to pass the remainder of his existence in widowhood without being married to another. The meaning to be actually derived from the passage in question, is therefore this, viz: that Adam being in a solitary and helpless state, God was pleased to provide him with a woman as an associate and helper for him; since a wife in reality is a companion and fellow-laborer to assist man in a right and efficient fulfilling of God's will and commands; and when these purposes designed by God in giving to man the right to have woman for a wife, have not been attained and studied by him, he has no right at all to have either one or more than one woman as his wife or wives. Another conclusion that may reasonably be arrived at is, that it is not lawful for a man to have a woman for his wife, and for a woman to have a man for her husband, unless they both have faithfully considered and solemnly acknowledged to be most particularly attached to each other, and to be, as it were, parts of the same body. It is further observed, that God had himself laid a foundation from the very beginning of the world to the union of man and woman as husband and wife, which was afterwards ordained and dictated as a law by the prophets. This is an ordinance so unshaken, and invariable that it has undergone no change

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۴۰۰۰ | قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

بعد نه مرد كو اور نه عورت كو دوسري شادي كرنيكا حق هوتا بلكه يهان سے يهه نتيجه نكلتا هے كه ادم كي پريشاني اور تنهايي رفع كرنيكو اور اسكي مددگار هونيكو الله تعالى نے اسكي ليئي جورو بنائي پس حقيقت ميں جورو ايک معاون اور مددگار هے خداكي عبادت اور نيک كامونكي بخوبي انجام هونيكي ليئي مگر جب يهه نتيجه حاصل نهو تو انسان كا نه ايک عورت كا حق هي اور نه زيادة كا دوسرا نتيجه يهه هے كه جب تک مرد عورت كو اور عورت مرد كو بالتخصيص اپنے نام كا نكرلے اور ايسا نه سمجهه لی كه گويا يهه ميري بدن كا جزو هے اسوقت تک كوئي عورت كسي مرد كو اور كوئي مرد كسي عورت كو مباح نهيں هے گويا خدا نے پهلے هي سے اس چيز كو جسكو پيغمبروں كي شريعت ميں نكاح بيان كيا هے مقرر كيا تها جو كسي شريعت ميں اور كسي پيغمبر كے وقت ميں بدلا نهيں گيا يهاں تک كه تمام نسليں انسان كي اس قدرتي تقرر كے اپنے اپنے قاعدہ كے بموجب پابند هيں اب همكو يهه بهي غور كرنا چاهيئے كه زنا كرنا جو اس مظبوط قدرتي قاعدہ كو توڑ نے والا هے كسقدر سخت اور كيسا بڑا گناه هے ●

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

among the laws of any prophet; nay, all the races of mankind have, according to their respective ceremonies, uniformly followed it. It must be considered how awful and vicious is the crime of adultery, which directly violates and destroys this noble unchangeble law of nature.

V. 25. *Were not ashamed,)* Some Christian divines plead as a reason for this, that they had not as yet done anything to be ashamed of, and were innocent.

۲۵ (نه شرماتي تهي) بعض علماء عیسائي اسکي وجهه یهه بیان کرتے هیں که وه بے گناه تهي اور اب تک آنهوں نے کوئي ایسي بات نهیں کي تهي جس سے آنکو شرم آتي *

We Mohomedans, however, hold this as a reason for the want of shame with them, that having not as yet been invested with the capacity to make a distinction between good and evil, they had no perception as to what was shameful and what the reverse. Hence it may be inferred, the nakedness of man has been, from the very beginning, regarded as disagreeable and improper, and consequently considered as sin in the Holy Law.

هم مسلمان اسکي وجهه یهه بیان کرتے هیں که اب تک آدم اور حوا کو نیک وبد کي پهچان نهیں آئي تهي اس سبب سے آنکو ننگي هونے سے کچهه شرم نه تهي اس جگهه سے معلوم هوتا هے که ایک کا دوسری کے سامنے ننگا هونا ایسا برا هے که ابتدا سے عیب گنا گیا هے اور اسیلیئے شرع میں گناه شمار هوا هے *

تیسرا باب

CHAPTER III.

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۴۰۰۰ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

۱ سانپ کا حوا کو فریب دینا ۶ انسان کا گناہ سے شکستہ حال ہوجانا ۹ خدا کا مرد عورت کو اپنے حضور میں بلانا ۱۴ سانپ پر لعنت کا بھیجا جانا ۱۵ عورت کی خاص نسل کا وعدہ ۱۶ انسان کی سزا کے احوال ۲۱ اُنکی پہلی پوشاک ۲۲ اُن دونوں کا باغ عدن سے نکالا جانا

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

فوسوس لهما الشيطن ليبدي لهما ما وري عنهما من سوآتهما

پھر بہکایا اُنکو شیطان نے تاکھولی اُن پر جو ڈھکی تھی اُنسے اُنکی عیب

1. Satan suggested to them both, that he would discover unto them their nakedness, which was hidden from them.—Soora Araf, v. 20.

توریت مقدس

GENESIS.

(א) והנחש היה ערום מכל

۱ اور سانپ تھا † مکّار ‡ سب

חית השדה אשר עשה יהוה

جاندار جنگل سے جسکو بنایا خدا

אלהים ויאמר אל-האשה אף כי-

معبود نے اور کہا عورت کو تحقیق کیا

אמר אלהים לא תאכלו מכל עץ הגן׃

کہا خدا نے تمہارا سب درخت جنت سے

1 Now the serpent was more subtle than any beast of the field which the LORD God had made. And he said unto the woman, Yea, hath God said, Ye shall not eat of every tree of the garden?

‡ سورۂ اعراف آیت ۲۰
† مشاهده ۱۲ — ۹
۲۰ — ۲
‡ متی ۱۰ — ۱۶
۲ نامه کرنتهیان ۱۱ — ۳

GENESIS.

2 And the woman said unto the serpent, We may eat of the fruit of the trees of the garden:

3 But of the fruit of the tree which *is* in the midst of the garden, God hath said, Ye shall not eat of it, neither shall ye touch it, lest ye die.

توریت مقدس

(ב) ותאמר האשה אל הנחש

۲ اور کہا عورت نے سانپ کو

מפרי עץ-הגן נאכל׃

پھل درخت جنت سے ہم کھاتے ہیں

(ג) ומפרי העץ אשר בתוך-הגן

۳ اور § پھل درخت سے جو بیچ میں جنت کے ہی

אמר אלהים לא תאכלו ממנו ולא

کہا خدانے مت کھاؤ اُس سے اور مت

תגעו בו פן-תמתון׃

چھوؤ اُسکو کیونکہ مروگی تم

§ باب ۲ — ۱۷

توریت مقدس

GENESIS.

(ד) ויאמר הנחש אל-האשה לא
۴ اور || کہا سانپ نے عورت کو نہ
מות תמתון׃
مرنا مروگے تم

4 And the serpent said unto the woman, Ye shall not surely die:

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۴ ‡ فوسوس اليه الشيطن قال يا آدم
پھر جیمیں ڈالا اُسکی شیطان نے کہا ای آدم میں
هل ادلك علي شجرة الخلد وملك لايبلى
بتاوں تجھکو درخت ھمیشگي کا اور بادشاهي § جو پرانی نہو

4. Satan whispered evil suggestions unto him, saying, O Adam, shall I guide thee to the tree of eternity, and a kingdom which falleth not?—Soora T. H., v. 120.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۴۵۷۵

‡ سورۂ طٰه آیت ۱۲۰

|| باب ۳ — ۱۳

§ جو بادشاهت پرانی نہیں هو سکتي وہ علم هی

(ה) כי ידע אלהים כי ביום
۵ کیونکہ جانتا هی خدا کہ بیچ دن
אכלכם ממנו ונפקחו עיניכם והייתם
کہانے تمہارے کے اُس سے جب کہل جائینگي آنکہیں
‡ تمہاري تب هو جاوگی تم
כאלהים ידעי טוב ורע׃
مانند فرشتوں کي جانتی بہلائي اور برائي کو

5 For God doth know that in the day ye eat thereof, then your eyes shall be opened, and ye shall be as gods, knowing good and evil.

۵ ‡ وقال مانهيكما ربكما عن هذه الشجرة
اور کہا تمکو جو منع کیا هی تمہارے رب نے اس
الا ان تكونا ملكين او تكونا من الخلدين
درخت سے مگر یہہ کہ کبہي هوجاو فرشتي یا هو همیشہ
وقاسمهما اني لكما لمن النصحين فدلهما
رہنے والے اور اُنسے قسم کہائي کہ میں تمہارا دوست
بغرور
هوں پهر دکہایا اُنکو فریب سے

5. Satan said, your Lord hath not forbidden you this tree, for any other reason but lest ye should become angels, or lest ye become immortal. Further, he sware unto them, saying, Verily I am one of those who counsel you aright. At last he caused them to fall through deceit.—Soora Araf, v. 20, 21.

‡ سورۂ اعراف آیت ۲۰ و ۲۱

‡ باب ۳ — ۷

اعمال ۲۶ — ۱۸

(ו) ותרא האשה כי טוב העץ
۶ اور دیکہا عورت نے کہ اچھا هی درخت
למאכל וכי תאוה-הוא לעינים
کہانے کو اور هی بہلا وہ واسطے آنکہوں کے اور
ונחמד העץ להשכיל ותקח מפריו
اچھا هی درخت دانشمندي کو اور لیا اُسکے پہل سے

۶ || ولولا حوا لم تخن انثى زوجها
اگر نہوتي حوا نہ خرابي میں ڈالواتي عورت اپنے خاوند کو
* فيه اشارة الى ما وقع من حوا في
اسمیں اشارہ هی اُسکي طرف جو هوا حوا سے
تزئينها لادم الاكل من الشجرة حتى وقع في
اچھا دکہانے میں آدم کو کہانے درخت سے یہاں تک کہ

|| بخاري کتاب الانبیاء

* فتح الباري

تبلپیدایش مسیح علیه السلم ۴۰۰۰   تبلپیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

† اول تموتي ۲ — ۱۴
‡ باب ۳ — ۱۲ , ۱۷

‡ سورهٔ احزاب آیت ۷۲

ותאכל ותתן גם-לאישה עמה ויאכל:
اور کھایا † اور دیا اپنے مرد کو بھی اپنے ساتھہ اور اُسنے کھایا ‡

ذلک فمعنی خیانتها انها قبلت مازین
پڑا اُسمیں پس معنی خرابی میں ڈالنی کے یہہ ھیں کہ
لها ابلیس حتی زینه لادم
اُسنی قبول کیا اُسکو جو اچھا دکھایا اُسکو شیطان نے
یہاں تک کہ اچھا دکھایا اُسي آدم کو

‡ انا عرضنا الامانة علی السموات والارض
ہمنے دکھائي امانت آسمان کو اور زمین کو اور
والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها
پہاڑوں کو پھر سب نے قبول نکیا کہ اُسکو اُٹھاویں
وحملها الانسان انه کان ظلوما جهولا
اور اُس سے ترگئی اور اُٹھا لیا اُسکو انسان نے یہہ
ھی بڑا بے ترس نادان

6 And when the woman saw that the tree *was* good for food, and that it *was* pleasant to the eyes, and a tree to be desired to make *one* wise, she took of the fruit thereof, and did eat, and gave also unto her husband with her; and he did eat.

6. Had it not been for Eve, her husband Adam should not have fallen into deceit.—Bookharee.

This quotation makes an allusion to the manner in which Eve acted in making Adam believe, that it was not an evil thing to eat of the tree, so much so that Adam being persuaded was likewise induced to eat the fruit thereof. The inference is, that what Satan proved good to do to Eve, she believing in it, again proved the same as so to Adam.—Futhool Bookharee.

We proposed our trust unto the heavens, and the earth, and the mountains, they refused to undertake the same, and were afraid thereof; but man undertook it: verily he was unjust to himself, and foolish.—Soora Ahzab, v. 72.

‡ سورهٔ اعراف آیت ۲۲
* باب ۳ — ۵
† باب ۲ — ۲۵

(ז) ותפקחנה עיני שניהם וידעו
۷ اور کھل گئیں آنکھیں * اُن دونوں کي اور جانا †
כי עירמם הם ויתפרו עלה תאנה
انہوں نے کہ ننگی ھیں ھم اور سیئے پتے انجیر کے

۷ ‡ فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوآتهما
پھر جب چکھا درخت کھل گئی اُنپر عیب اُنکی
وطفقا یخصفن علیهما من ورق الجنه
اور لگی جوڑنے اپنے اُوپر پتی جنت کے

ויעשו להם חגרת.
اور بنایا اپنے لیئی تہبند

قبل پیدایش	قبل پیدایش
مسیح علیه السلام	محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۳۵۷۵

* فاكلا منها فبدت لهما سوأتهما وطفقا
پھر دونوں کھا گئی اُسمیں سے پھر کھل گئیں اُنپر
يخصفن عليهما من ورق الجنه وعصى آدم
اُنکی بری چیزیں اور لگی جوڑنے اپنے اُوپر پتے باغ کے
ربه فغوے ثم اجتبه ربه فتاب عليه وهدى
اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر
نوازا اُسکو اُسکی رب نے پھر متوجہ ہوا اُسپر اور راہ پر لایا

* سورۂ طٰهٰ ایت ۱۲۱ و ۱۲۲

† يبني آدم قد انزلنا عليكم لباسا يواري
ای اولاد آدم کے همنی اوتاری تم پر پوشاک کہ
سوأتكم وريشا ولباس التقوى ذلك خير
ڈھانکے تمہارے عیب اور رونق اور لباس پرہیز
ذلك من ايات الله لعلهم يذكرون يبني آدم
گاری کا یہہ اچھا هی یہہ نشانیاں هیں الله کي شاید
لايفتننكم الشيطن كما اخرج ابويكم من الجنة
وہ لوگ دھیان کریں ای اولاد آدم کي نہ بہکارے تمکو
ينزع عنهما لباسهما ليريهما سواتهما انه
شیطان جیسا نکالا تمہارے ما باپ کو باغ سے اُتروائی
يريكم هو و قبيله من حيث لاترونهم انا
اُنکی کپڑے کہ دکھاوے اُنکو عیب اُنکی وہ دیکھتا هی
جعلنا الشيطين اولياء للذين لايومنون
تمکو اور اُسکي قوم جہاں سے تم اُنکو نہ دیکھو همنے
رکھے هیں شیطان رفیق اُنکی جو ایمان نہیں لاتی

† سورۂ اعراف آیت ۲۶ و ۲۷

7. When they had tasted of the tree, their nakedness appeared unto them, and they began to join together the leaves of paradise, to cover themselves.—Soora Araf, v. 22.

And they both ate thereof: and their nakedness appeared unto them; and they began to sew the leaves of paradise, to cover themselves. And thus Adam became disobedient unto his Lord, and was seduced. Afterwards his Lord accepted him, on his repentance, and was turned unto him and directed him.—Soora T. H., v. 121, 122.

7. And the eyes of them both were opened, and they knew that they *were* naked; and they sewed fig-leaves together, and made themselves aprons.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمدرسول الله صلعم
۴۰۰۰	۴۵۷۵

O Children of Adam, we have sent down unto you apparel, to conceal your nakedness, and fair garments; but the clothing of piety is better. This is one of the signs of God; that peradventure you may consider. O children of Adam, let not Satan seduce you, as he expelled your parents out of paradise by stripping them of their clothing, that he might show them their nakedness; Verily He seeth both him and his companions, whereas ye see them not. We have appointed the devils to be patrons of those who believe not.—Soora Araf, v. 26, 27.

GENESIS.

8 And they heard the voice of the Lord God walking in the garden in the cool of the day: and Adam and his wife hid themselves from the presence of the Lord God amongst the trees of the garden.

9 And the Lord God called unto Adam, and said unto him, Where *art* thou?

10 And he said, I heard thy voice in the garden; and I was afraid, because I *was* naked; and I hid myself.

توریت مقدس

(ח) וישמעו את־קול יהוה
۸ اور سني اُنهوں نے آواز § خداے
אלהים מתהלך בגן לרוח היום
معبودکي چلتے هوئی جنت میں وقت ٹھنڈي هوا دنکی
ויתחבא האדם ואשתו מפני יהוה
اور چهپ ‖ گیا آدم اور اُسکي عورت منهه سے خداے
אלהים בתוך עץ הגן:
معبود کے بیچ میں درخت جنت کے
(ט) ויקרא יהוה אלהים אל־
۹ اور پکارا خداے معبود نے
האדם ויאמר לו איכה:
آدم کو اور کہا اُسکو کہاں هی تو
(י) ויאמר את־קלך שמעתי בגן
۱۰ اور کہا تیري آواز کو سنا میں نے جنت میں
ואירא כי עירם אנכי ואחבא:
اور ڈرا میں ‡ که ننگا هوں میں اور چهپ گیا میں

§ ایوب ۳۸ — ۱
‖ ایوب ۳۱ — ۳۳
یرمیاه ۲۳ — ۲۴
عاموس ۹ — ۳
‡ باب ۲ — ۲۵
خروج ۳ — ۶
۱ یوحنا ۳ — ۲۰

مطابقت قران مجید اور حدیث سے
HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۱ ونادیهما ربهما الم انهکما عن تلکما
اور پکارا اُنکو اُنکے رب نے کیا منع نکیا تها میں نے

توریت مقدس
GENESIS.

(יא) ויאמר מי הגיד לך כי
۱۱ اور کہا کسنی خبر دي تجهکو که

† سورة اعراف آیت ۲۲

עירם אתה המן־העץ אשר צויתיך
تنگا هی تو کیا اُس درخت سے جس سے سمجھایا
לבלתי אכל־ממנו אכלת׃
میں نے تجکو هرگز نکھانا اُس سے کھایا تونے

11 And he said, Who told thee that thou *wast* naked? Hast thou eaten of the tree, whereof I commanded thee that thou shouldst not eat?

(יב) ויאמר האדם האשה אשר
۱۲ اور کہا آدم نے وہ عورت * جو
נתתה עמדי היא נתנה־לי מן
دی تونے میرے ساتھہ اُسنے دیا مجکو اُس
העץ ואכל׃
درخت سے اور کھایا میں نے

12 And the man said, The woman whom thou gavest *to be* with me, she gave me of the tree, and I did eat.

توریت مقدس

(יג) ויאמר יהוה אלהים לאשה
۱۳ اور کہا خداے معبود نے عورت کو
מה־זאת עשית ותאמר האשה
کیا یہہ کیاتونے اورکہا عورت نے
הנחש השיאני ואכל׃
سانپ نے † بھولایا مجکو اور کھایا میں نے

GENESIS.

13 And the LORD God said unto the woman, What *is* this *that* thou hast done? And the woman said, The serpent beguiled me, and I did eat.

الشجرة واقل لكما ان الشيطن لكما عدو مبين
تمکو اس درخت سے اور نہ کہا تھا تمکو کہ شیطان
تمہارے لیئی کھلا دشمن هی

11. And their Lord called to them, saying, Did I not forbid you this tree; and did I not say unto you, Verily, Satan is your declared enemy.—Soora Araf, v. 22.

۱۲ ‡ قالا ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر
کہا اُنہوں نے ای رب همارے همنی زیادتی کی اپنے
لنا و ترحمنا لنكونن من الخسرين
جان پر اور اگر تو نہ بخشی همکو اور هم پر رحم
نکرے تو هم هو جاویں نامرادوں سے

† فتلقى ادم من ربه كلمت فتاب عليه
پھر سیکھہ لی آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں پھر
انه هو التواب الرحيم
متوجہ هوا اُسپر بےشک وهی هی معاف کرنے والا مهربان

12. They answered, O Lord, we have dealt unjustly with our souls; and if thou forgive us not, and be not merciful unto us, we should surely be of those who perish.—Soora Araf, v. 23.

And Adam learned words of prayer from his Lord, and God turned unto him, for He is easy to be reconciled and merciful.—Soora Bakr, v. 37.

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۴۵۷۵

‡ سورهٔ اعراف آیت ۲۳
* باب ۲ — ۱۸
ایوب ۳۱ — ۳۳
امثال ۲۸ — ۱۳

† سورهٔ بقر آیت ۳۷

† ورس ۴
۲ نامہ کرنتیان ۱۱ — ۳
۱ تیموتی ۲ — ۱۴

توریت مقدس

GENESIS.

(יד) ויאמר יהוה אלהים אל-

۱۴ اور کہا خداے معبود نے

הנחש כי עשית זאת ארור אתה

سانپ ‡ کو اسلیئے کہ کیا تونے یہہ ملعون ھی تو

מכל-הבהמה ומכל חית השדה

تمام چوپایوں سے اور تمام جاندار جنگل سے

על-גחנך תלך ועפר תאכל כל-

اُوپر انتڑیوں کے چلیگا تو اور مٹي § کھاویگا تو تمام

ימי חייך :

دن اپني زندگي کے

14 And the LORD God said unto the serpent, Because thou hast done this, thou *art* cursed above all cattle, and above every beast of the field; upon thy belly shalt thou go, and dust shalt thou eat all the days of thy life:

(טו) ואיבה אשית בינך ובין

۱۵ اور دشمني رکھونگا درمیان تیرے اوردرمیان

האשה ובין זרעך ובין זרעה הוא

عورت کے اوردرمیان اولاد تیري || کے اور درمیان اولاد اُسکي ‡ کے

ישופך ראש ואתה תשופנו עקב :

وہ ‡‡ تاپیگا § تیرا سر اور تو تاپیگا اُسکي ایڑي

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۴ ‡ قال فاخرج منها فانک رجیم

کہا تو نکل یہاں سے کہ تو مردود ہوا اور تجھہ پر

وان علیک لعنتي الي یوم الدین

میرے پھٹکار ھی جزا کے دن تک

14. God said unto him, Get thee hence therefore; for thou shalt be driven away from mercy, and my curse shall be upon thee, until the day of judgment.—Soora Sooad, v. 77, 78; Soora Hajur, v. 35.

۱۵ * قال اهبطوا بعضکم لبعض عدو

کہا تم نکلو ایک دوسرے کے دشمن ہوئی

‡ قال اهبطا منها جمیعا بعضکم لبعض عدو

کہا نکلو یہاں سے سب ایک دوسرے کے دشمن

† قال رب بما اغویتني لازینن لهم

کہا ای رب جیسا تونے مجھکو راہ سے کھویا میں

في الارض ولاغوینهم اجمعین الا عبادک

انکو بہاریں دکھاونگا زمیں میں اور راہ سے کھوونگا

منهم المخلصین قال هذا صراط علي

ان سب کو مگر جو تیرے پیارے بندے هیں کہا یہہ

مستقیم ان عبادي لیس لک علیهم سلطان

راہ ھی مجھہ تک سیدھي جو میرے بندے هیں تجکو

الا من اتبعک من الغوین

اُنپر کچھہ زور نہیں مگر جو تیري راہ چلا خراب لوگوں میں

* قال فبعزتک لاغوینهم اجمعین الا

کہا تو قسم هے تیري عزت کي میں گمراہ کرونگا ان

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

‡ سورہ ص آیت ۷۷و۷۸
سورہ حجر آیت ۳۵
‡ خروج ۲۱—۲۹و۳۲

§ اشعیاہ ۶۵—۲۵
میکاہ ۷—۱۷

* سورہ اعراف آیت ۲۴
سورہ بقر آیت ۳۶
‡ سورہ طه آیت ۱۲۳
† سورہ حجر آیت ۳۸ لغایت ۴۳
|| متی ۳—۷
۱۳—۳۸
۲۳—۳۳
یوحنا ۸ — ۴۴
اعمال ۱۳ — ۱۰
۱ یوحنا ۳ — ۸
§ (بموجب لاطیني اور اکثر یوناني نسخوں کے تاپیگي)
‡ زبور ۱۳۲ — ۱۱
اشعیاہ ۷ — ۱۴
میکاہ ۵ — ۳
متی ۱ — ۲۳ و ۲۵
لوقہ ۱ — ۳۱و۳۳و۳۵
نامہ گلیسیان ۴ — ۴
‡‡ نامہ رومیان ۱۶ — ۲۰
نامہ کلیسیان ۲—۱۴
نامہ عبریان ۲ — ۱۴
۱ یوحنا ۵ — ۵
مشاهدہ ۱۲ — ۷و۱۷
* سورہ ص آیت ۸۲ و ۸۳ و ۸۴

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵	قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰	عبادك منهم المخلصين قال فالحق والحق سب کو مگر جو بندے ہیں اُنمیں تیرے پیارے فرمایا اقول لاملئن جهنم منك وممن تبعك تو ٹھیک بات یہہ ہی اور میں ٹھیک ہی کہتا ہوں منهم اجمعين مجھکو بھرنا دوزخ تجھسے اور جو انمیں تیری راہ چلے اُس سے سارے

15. God said, get ye down, the one of you an enemy unto the other.—Soora Araf, v. 24; Soora Bakr, v. 36.

And God said, get ye down hence, all of you, the one of you shall be an enemy unto the other.—Soora T. H., v. 123.

The devil replied, O Lord, because thou hast seduced me, I will surely tempt them to disobedience on the earth; and I will seduce such of them as shall be thy chosen servants. God said, this is the right way with me. Verily as to my servants, thou shalt have no power over them; but over those only who shall be seduced and shall follow thee.—Soora Al Hajur, v. 38—43.

Eblis said: by thy might do I swear, I will surely seduce them all, except thy servants who shall be peculiarly chosen from among them. God said, It is a just sentence; and I speak the truth: I will surely fill hell with thee, and with such of them as shall follow thee, altogether. —Soora Sooad, v. 82—84.

15 And I will put enmity between thee and the woman, and between thy seed and her seed; it shall bruise thy head, and thou shalt bruise his heel.

GENESIS.

16 Unto the woman He said, I will greatly multiply thy sorrow and thy conception; in sorrow thou shalt bring forth children; and thy desire *shall be* to * thy husband and he shall rule over thee.

توریت مقدس

(טז) ס אל-האשה אמר
۱۶ عورت کو کہا
הרבה ארבה עצבונך והרנך בעצב
بہت بڑھیگا رنج تیرا اور حمل تیرا ساتھہ سختی† کے

† زبور ۳۸ — ۶
اشعیاء ۱۳ — ۸
۲۱ — ۳
یوحنا ۱۶ — ۲۱
۱ تمردي ۲ — ۱۵

* Or *subject to thy husband.*

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۴۵۷۵

תלדי בנים ואל־אישך תשוקתך
جنے گي تو لڑکوں کو اور طرف اپنے مرد کے شوق † تیرا
והוא ימשל־בך :
اور وہ مسلط ‡ رهیگا تجهپر

17 And unto Adam he said, Because thou hast hearkened unto the voice of thy wife, and hast eaten of the tree, of which I commanded thee, saying, Thou shalt not eat of it; cursed *is* the ground for thy sake; in sorrow thou shalt eat *of* it all the days of thy life;

(יז) ס ולאדם אמר כי
۱۷ اور آدم کو کہا کہ
שמעת לקול אשתך ותאכל מן
سنا ‖ تونے کہنا عورت اپني کا اور تونے کہا لیا § اُس
העץ אשר צויתיך לאמר לא
درخت سے جس سے ⟂ سمجهایا میں نے تجهکو کهکر نہ
תאכל ממנו ארורה האדמה
کهایو تو اُس سے هوئي ملعون * زمین
בעבורך בעצבון תאכלנה כל ימי
واسطے تیرے ساتهه محنت † کے کهاویگا تو تمام دن
חייך :
اپني زندگي کے

18 Thorns also and thistles shall it bring forth to thee; and thou shalt eat the herb of the field;

(יח) וקוץ ודרדר תצמיח לך
۱۸ اور کانٹا ‡ اور کوڑا اوگاویگي واسطے تیرے
ואכלת את־עשב השדה :
اور کهاویگا تو § گهاس کو میدان کي

† باب ۳ — ۷
اور ترجموں میں تابع
‡ ۱ نامه کرنتهیان ۱۱ — ۳
۱۴ — ۳۳
نامه انیسیان ۵ — ۲۲
و ۲۳ و ۲۴
۱ تموتي ۲ — ۱۱، ۱۲
توتے ۲ — ۵
۱ پطرس ۳ — ۱، ۵، ۶
‖ ۱ سموئیل ۱۵ — ۲۳
§ ورس ۶
⟂ باب ۲ — ۱۷
* واعظ ۱ — ۲ و ۳
اشعیاہ ۲۴ — ۵ و ۶
نامه رومیان ۸ — ۲۰
† ایوب ۵ — ۷
واعظ ۲ — ۲۳
‡ ایوب ۳۱ — ۴۰
§ زبور ۱۰۴ — ۱۴

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۹ † ولکم في الارض مستقر و متاع
اور تمکو زمین پر ٹهرنا هی اور برتنا هی ایک
الي حین قال فیها تحیون وفیها تموتون
وقت تک کها اُسمیں تم جیئوگی اور اُسیمیں مروگی
و منها تخرجون
اور اُسي سے نکالی جاوگی

‡ منها خلقنا کم وفیها نعید کم ومنها
اسي زمین سے همنے تمکو بنایا اور اسیمیں تمکو
نخرجکم تارة اخری
پهر ڈالتی هیں اور اسي سے نکالینگی تمکو دوسري بار

توریت مقدس

GENESIS.

(יט) בזעת אפיך תאכל לחם
۱۹ پسینے * سے اپنے منهه کے کهاویگا تو طعام
עד שובך אל־האדמה כי ממנה
تاعود تیري طرف زمین کے که اُس سے
לקחת כי־עפר אתה ואל־עפר
لیا گیا هی تو کیونکه مٹي ‖ هی تو اور طرف † مٹي کے
תשוב :
عود کریگا تو

† سورة اعراف آیت ۲۴، ۲۵
سورة بقر آیت ۳۶
* واعظ ۱ — ۱۳
۲ نامه تهسلیان ۳ — ۱۰
‖ باب ۲ — ۷
† ایوب ۲۱ — ۲۶
۳۴ — ۱۵
زبور ۱۰۴ — ۲۹
واعظ ۳ — ۲۰
۱۲ — ۷
نامه رومیان ۵ — ۱۲
نامه عبریان ۹ — ۲۷
‡ سورة طه آیت ۵۵

19 In the sweat of thy face shalt thou eat bread, till thou return unto the ground; for out of it wast thou taken; for dust thou *art*, and unto dust shalt thou return.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

19. And ye shall have a dwelling place upon the earth, and provision for a season. He said, Therein shall ye live, and therein shall ye die, and from thence shall you be taken forth at the resurrection.—Soora Araf, v. 24, 25; Soora Bakr, v. 36.

Out of the ground have We created you; and to the same will we cause you to return, and we will bring you forth from thence another time.—Soora T. H., v. 55.

توریت مقدس

GENESIS.

(כ) ויקרא האדם שם אשתו
۲۰ اور پکارا آدم نے نام اپنی عورت کا
חוה כי היא היתה אם כל־חי׃
حوا کہ وہ تھی ماں تمام زندونکی

20 And Adam called his wife's name Eve; because she was the mother of all living.

(כא) ויעש יהוה אלהים לאדם
۲۱ اور بنایا خداے معبود نے واسطے آدم
ולאשתו כתנות עור וילבשם׃
اورواسطے اُسکی عورت کے لباس چمڑہ کا اور پہنایا اُنکو

21 Unto Adam also and to his wife did the Lord God make coats of skins, and clothed them.

(כב) פ ויאמר יהוה אלהים
۲۲ اور کہا خداے معبود نے
הן האדם היה כאחד ממנו
† اب آدم ہوگیامانند ایک کے اُس میں سے
לדעת טוב ורע ועתה פן־ישלח
بسبب جاننے بھلائی اور برائی کے اور اب شاید بڑھاوے اپنا
ידו ולקח גם מעץ החיים ואכל
ہاتھ اور لیوے ‡ بھی درخت زندگی سے اور کھا لیوے
וחי לעלם׃
اور جیتا رہی ہمیشہ

22 And the Lord God said, Behold, the man is become as one of us, to know good and evil: and now, lest he put forth his hand, and take also of the tree of life and eat, and live for ever:

† ورس ۵ مشابه اشعیاه ۱۹ ۱۲—۱۴ ۴۷—۱۲, ۱۳ یرمیاه ۲۲—۲۳

‡ باب ۲—۹

توریت مقدس

GENESIS

(כג) וישלחהו יהוה אלהים
۲۳ اور نکالا اُسکو خداے معبود نے

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

‡ ۳۲ قلنا اهبطوا منها جميعا فاما ياتينكم — ‡ سورهٔ بقر آیت ۳۸
همنے کہا نکلو یہاں سے سارے پھر کبھی پہونچے

قبل پیدایش	قبل پیدایش	قبل پیدایش
مسیح علیه السلام	بمحمد رسول الله صلعم	
۴۰۰۰	۴۵۷۵	

מִגַּן־עֵדֶן לַעֲבֹד אֶת־הָאֲדָמָה אֲשֶׁר
جنت عدن سے واسطے § کمانے زمین کے جو
לֻקַּח מִשָּׁם׃
لیاگیا تھا وہاں سے

منی هدی فمن تبع هدای فلا خوف علیهم
تمکو راه کی خبر تو جو کوئی چلا میرے بتائی پر پھر
ولاهم یحزنون
نه ڈر هوگا اُنکو اور نه غم

* فاخرجهما مما کانا فیه
پھر نکالا اُنکو اُسمیں سے جسمیں وه دونوں تھی

* سورة بقر آیت ۳۶
§ باب ۳—۲
۱—۲۰

23 Therefore the LORD God sent him forth from the garden of Eden, to till the ground from whence he was taken.

23. We said, Get ye all down from hence; hereafter shall there come unto you a direction from me, and whoever shall follow my direction, on them shall no fear come, neither shall they be grieved.—Soora Bakr, v. 38.

Satan turned them out of the state of happiness, wherein they had been.—Soora Bakr, v. 36.

توریت مقدس

(כד) וַיְגָרֶשׁ אֶת־הָאָדָם וַיַּשְׁכֵּן
۲۴ اور نکالدیا آدم کو اورمقرر کیا
מִקֶּדֶם לְגַן־עֵדֶן אֶת הַכְּרֻבִים וְאֵת
* سامنی جنت عدن کے || فرشتوں کو اور
לַהַט הַחֶרֶב הַמִּתְהַפֶּכֶת לִשְׁמֹר אֶת
چمک تلوار گھومتی کو واسطے حفاظت
דֶּרֶךְ עֵץ הַחַיִּים׃
رستہ درخت زندگی کے

* باب ۲—۸
|| زبور ۱۰۴—۴
نامه عبریان ۱—۷

GENESIS.

24 So He drove out the man; and he placed at the east of the garden of Eden, Cherubims, and a flaming sword which turned every way, to keep the way of the tree of life.

تفسیر

(سانپ) تمام علماء یہودی اور عیسائی اور مسلمان اسپر اتفاق رکھتے هیں که سانپ سے اس مقام پر شیطان مراد هے کتاب وزدم کا مصنف جو یہودی مذهب کے مسائل سے خوب واقف تھا اُسی کتاب کے باب ۲—۲۴ میں لکھتا هے که شیطان کے حسد سے دنیا میں موت کا ظہور هوا مقدس یوحنا کی انجیل باب ۸—۴۴ میں لکھا هے که شیطان شروع پیدایش سے قاتل هے اور مشاهدات باب ۱۲—۹ باب ۲۰—۲ و ۱۰ میں شیطان کو

NOTES.

CHAP. III. V. 1.—*Serpent,)* Jewish, Christian, and Mohomedan doctors singly and wholly all admit or hold, that the term *Serpent* has been here used to represent the *devil*. The author of the Book of Wisdom (Ch. II. 24.) who was well acquainted with the doctrines of the Jewish Church, tells us, "through envy of the devil came death into the world. In John VIII. 44., "the devil was" says the Apostle, "a murderer from the beginning." In Rev. XII. 9., and XX. 2, 10., the devil is again called by the Apostle "the

قبل پيدايش مسيح عليه السلّم ٤٠٠٠ — قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ٤٥٧٥

great dragon, that old serpent that deceiveth the whole world." The devil has not been, in our Holy Koran, alluded to by the word *serpent*, but by the word *Satan* itself. It will be seen from the quotations made, that the followers of all the three religions mentioned all concur in the same idea, and agree in taking the serpent for the Devil or Satan.

ايک بڑا اژدها پرانا سانپ کها ہے جس نے تمام دنيا کو دغادي " قران مجيد ميں سانپ کا لفظ نهيں ہے بلکه اُس كي جگه شيطان هي کا لفظ آيا ہے اِس سے معلوم هوتا ہے که سانپ سے شيطان مراد لينے پر تينوں مذهبوں کا اتفاق ہے ٭

The points to be particularly considered here, relate to our illustration of the manner in which Satan deceived man. Jewish and Christian divines are of opinion, that it was in order to deceive man that Satan assumed the form of a serpent. "Adam and Eve, perhaps, had noticed," says Rev. Scott, "with pleasure and partiality, that the serpent possessed an instinctive sagacity, which more resembled the effects of reason, than that of any other creatures did; and this might suggest to Satan the device of using that animal as his instrument in temptation. For the *Serpent* appeared to speak, but in reality Satan spake by the serpent; as in the days of Christ, the unclean spirits employed the tongues of possessed persons. Common sense, and the whole Scripture lead us to conclude, that the Serpent was only the instrument; Satan the real agent, who is therefore called the Serpent, the old dragon, a liar and a murderer from the beginning."

مگر بحث اسپر ہے که شيطان نے کيونکر فريب ديا علماء يهودي اور عيسائي کهتے هيں که شيطان نے سانپ کي صورت بن کر يهه کام کيا تفسير † هنري واسکات ميں لکها ہے که " شايد آدم اور حوا نے اپني صاف دلي اور بے سمجهي کے رغبت کرنے سے يهه سمجها تها که سانپ ميں ايسي حيواني دانائي ہے جو به نسبت حيواني دانائي کسي جانور کے انساني عقل کے اثروں سے زياده مشابه ہے اسليئے شيطان کو اُنکي يهه راے دريافت هوکر اُنکے بهکانے ميں اُسي جانور کي صورت بننا خيال ميں آيا کيونکه سانپ گفتگو کرتا هوا معلوم هوا مگر حقيقت ميں سانپ کے ظهور ميں شيطان نے گفتگو کي جيسا که حضرت مسيح عليه السلام کے زمانه ميں ناپاک روحيں آسيب زده شخصوں کي زبانوں سے بولا کرتي تهيں عام راے اور تمام کتاب اقدس اس نتيجه کي طرف ليجاتي هے که سانپ صرف آله تها اور شيطان اصلي کام کرنے والا جسکو اسيلئے شروع زمانے سے سانپ اور قديم اژدها اور جهوٹا اور قاتل کها جاتا هے" ٭

† تفسير هنري واسکات مطبوعه سنه ١٨٥٢ع جلد ١ صفحه ٥

Some Christian divines conjecture that Eve was misled from the delicacy and activity of the Serpent, to consider

بعض عيسائي عالم يهه خيال کرتے هيں که يهه سانپ بسبب دغابازي کے حوا کو فرشته معلوم هوا اور اُسکي سند ميں

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۴۰۰۰ | قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

him an angel; and they support this notion by referring to II Corinthians XI. 3, 14., where it is stated that "Satan is transformed into an angel of light," and that "the Serpent beguiled Eve by his subtlety."

مقدس يوحنا حواريكا قول جو گرنتهيوں كے دوسري نامه كے باب ۱۱—۳و۱۴ ميں هے لاتے هيں اور وه قول يهه هے كه "شيطان بهي اپني صورت كو روشن فرشته سے بدل ڈالتا هے" اور اسي باب ميں يهه بهي هے كه "سانپ نے اپني دغابازي سے حوا كو فريب ديا" ❋

But it is for me to notice the sentiments of the Mohomedans on the subject. Such of our Mohomedan doctors as are indisposed and unwilling to seek to penetrate into the truth, form similar notions of the fact. But when we undertake to lay bare the real state of the fact, it is our essential business first to define and explain what Satan is.

مگر مجكو يهه بتانا چاهئي كه مسلمان كيا كهتي هيں هم مسلمانونكي عالم جو درجه تحقيق تك اپنا قدم بڑهانا نهيں چاهتي اسي قسم كي باتيں بناتے هيں مگر اسمقام كي تحقيق اسبات پر موقوف هے كه اول بيان كيا جاوے كه شيطان كيا چيز هے ❋

On a consideration of what is stated in our sacred Books on the subject, we Mohomedans may rightly conclude that Satan has no separate or distinct existence from that of man. As we find there existing several species of creatures inferior to us, there is certainly no reason to deny the existence of any that may be superior; nay, we find the existence of such creatures even witnessed to by both the Christian and Mohomedan Scriptures. But Satan is nevertheless nowhere alluded to as belonging to any of those species of creatures.

جبكه هم مسلمان اپنے مذهب كي مقدس كتابوں پر غور كرتے هيں تو يهه پاتے هيں كه شيطان كوئي علاوه وجود انسان سے نهيں ركهتا بلاشبهه جيسا كه هم ديكهتے هيں كه هم سے نيچے بهت سے درجے مخلوقات كے هيں اسيطرح همكو اسبات سے انكار كي كوئي وجهه نهيں هے كه هم سے اوپر بهي بهت سے درجے مخلوقات كے هوں بلكه انكے هونے كي بهت سي سنديں هولي بيبل ميں اور اپني مذهب كي مقدس كتابونميں بهي پاتے هيں مگر شيطان ان سلسلوں ميں سے كسي سلسله ميں داخل نهيں هے ❋

The real fact being this, that God has, in his perfect wisdom, so constituted man that in his nature there exist two dominant principles: one being the principle of good, and the other the principle of evil—one being as it were a spiritual nature, and the other a sensuous nature.

حقيقت يهه هے كه الله تعالى نے اپني حكمت كامله سے انسان كا خمير اور اسكي بناوٹ ايسي قوتونسے مركب كي هے جس ميں خير و شر دونوں هيں اور جو قواے ملكوتي اور قواى بهيمي كهيجاتے هيں ان ميں سے قواے بهيمي جو انسان

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

It is this latter that incites man to sin, and is hence known as *Satan*, *i. e.* the embodiment of our idea of *evil*, and not that there is really a creature, independent of man's existence, to whom the appellation belongs of right. I shall now proceed to quote various authorities in support of this opinion from our most revered Scripture the *Mishkat*.

Annus has related that our Prophet once said, that Satan moved in that part of man's body, where the blood circulated.—Bookharee, and Moslem. Will it, then, be understood from this quotation, that Satan is a being independent of man, and operates in him in the manner related?

Abu Hoorara describes the Prophet to have once said, that Satan moved one of us several times, and would question who had created this object, and who that; so much so that he would impudently presume even to inquire who was the creator of God; that when his perfidiousness was so great, we should call upon God for defence, and stop there.—Bookharee and Moslem. Hence it may now be observed, that all such sinful thoughts have their source within man himself, and that when they are stirred up in his mind, there is to be perceived no other being independent of himself either standing before him or operating on his faculty of thinking,

کو برائی اور شرارت کیطرف ترغیب دیتی ہیں اُنکا نام شرع میں شیطان رکھا گیا ہے نہ یہہ کہ وہ انسان سے علاحدہ کوئی مخلوق ہے اب میں اِسکے ثبوت بر چند سندیں پیش کرتاہوں ●

مشکواۃ باب الوسوسۃ

من انس قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم ان الشیطان یجري من الانسان مجري الدم متفق علیہ

مشکواۃ شریف میں بخاري ومسلم سے حدیث نقل کي ہے کہ حضرت انس سے روایت ہے کہ " رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک شیطان پھرتا ہے انسان میں جگہ پھرنے خون کے پس اِس حدیث کے روسے کیا تم یہہ خیال کرسکتے ہو کہ شیطان کا ایک علاحدہ وجود ہے جو انسان میں دوڑا پھرتا ہے ●

مشکواۃ

من ابي هریرۃ قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم یاتي الشیطان احد کم فیقول من خلق کذا من خلق کذا حتی یقول من خلق ربك فاذا بلغہ فلیستعذ بالله ولینتہ متفق علیہ

اور اُسي کتاب میں اُنہیں کتابوں سے حدیث نقل کي ہے کہ حضرت ابوھریرۃ سے روایت ہے کہ " رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آتا ہے شیطان تم میں سے ایک کے پاس اور کہتا ہے کسنے پیدا کیا اِسکو اور کسنے پیدا کیا اُسکو یہاں تک کہ کہتا ہے کہ کسنے پیدا کیا تیری خدا کو پھر جب وہ یہاں تک پہونچي تو چاهئے کہ پناہ • مانگي

to move them. Therefore it is quite evident that it is the internal principle of evil that is meant by the name of Satan as inciting to unholy thoughts and sinful ideas.

Oosman, son of Ahilas, says that on his once stating to the Prophet, that Satan intruded between him and his prayer to God, and restrained him from performing it well, the Prophet replied, yes, it was Satan named *Khinzib* that so attacked him; and advised that when he chanced next time to meet with such a case, he should invoke God to his protection from the invader, and should spit out on his left with contempt—a term to withdraw the mind from the thing engaged in. He adds that on a subsequent occasion he acted upon the Prophet's advice, and found to his happiness that God hastened to his deliverance and drove Satan off. It is now to be observed that in the position here spoken of a man being engaged in prayer, there was evidently nothing outwardly to disturb him or estrange his mind from its holy occupation, save his own unrighteous thoughts, that must needs intrude at such a time. Hence nothing else but the *animal powers* in man are to signify what we call Satan.

خدا سے اوربس کرے "دیکھو اِس قسم کے وسوسہ انسان کے دل‌میں آٹھتے ھیں مگر کوئي دوسرا وجودانسان کے سامنے یا آسکے خیال میں نہیں ھوتا اِس سے ثابت ھوتا ہے کہ آنھي خیالات کو جو شریرقوتوں سے خود انسان میں آٹھتي ھیں شیطان کہا گیا ہے •

آسي کتاب میں مسلم سے حدیث نقل کي ہے که حضرت عثمان ابن ابي العاص سے روایت ھے که "آنھوں نے رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے عرض کیا که شیطان میري اور میري نماز کے اور میري پڑھنے کے درمیان میں آگیا متشابه کرتا آسکو مجھپر پربھر فرمایا رسول خدا صلي الله علیه وسلم نے وہ شیطان ھے جسکو خنزب کہتي ھیں پس جسوقت که تو آسکو معلوم کرے تو آسکي برائي سے خدا سے پناہ مانگ اور بائیں طرف تین بار تھوتھو کردے (یہه ایک فعل وسوسه مٹانیکا ہے) راوي نے کہا که میں نے اسیطرح کیا پھردور کیا آسکوخدا نے مجھسے " پس غورکرو که جو حالت اس حدیث میں مذکور ہے ایسي حالت میں کوئي دوسرا وجود انسان میں اور آسکي نماز میں حایل نہیں ھوتا مگرخود

مشکوۃ

عن عثمان بن ابي العاص قال قلت یا رسول الله ان الشیطان قد حال بیني وبین صلوتي وبین قراتي یلبسھا علي فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ذالك شیطان یقال له خنزب فاذا احسسة فتعوذبالله منه واتفل علی یسارك ثلثا ففعلت ذلك فاذھبه الله عني رواہ مسلم

قبل‌پیدایش مسیح علیه السلام	قبل‌پیدایش محمدرسول الله صلعم
۴۰۰۰	۳۵۷۵

‡ سورہ ص آیت ۷۷و۷۸ سورہ حجر آیت ۳۵

‡ خروج ۲۱—۲۹و۳۲

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام	قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم
۴۰۰۰	۴۵۷۵

خیالات اسی انسان کے جو صاف دلیل ہے اسبات کی کہ انہی وسوسوں کانام شیطان رکھا گیا ہے *

Ibn Musood relates, that the Prophet said there was in man a portion of Satan, and a portion of the angel; forasmuch as the former developed itself in his love for sin and estrangement from God; while the presence of the latter was evidenced by his desire to follow after, and to be guided by, truth, and in his inclination towards what is pure and good; that any one who had the good luck to be governed by his better angel, must consider it as a special favor from God, and be grateful to Him for it; and that whoever had the misfortune to be a sharer to Satan, i. e. to his evil thoughts and evil passions, should humbly seek for the protection of God, to deliver him from the dominion of the devil or Satan. The Prophet, afterwards, in the course of this discourse, repeated the following verse from the Holy Koran.—"The devil threateneth you with poverty, and commandeth your filthy covetousness"—Tirmizi. The authority above quoted distinctly shows, that Satan is nothing more than an ideal embodiment of the animal instincts, or sensuous powers, which constitute a component part of man.

اسی کتاب میں ترمذی سے حدیث نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول خداصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم یعنی انسان میں ایک حصہ شیطان کا ہے اور ایک حصہ فرشتے کا شیطان کا حصہ ڈالنا ہے آدمی کا برائی میں اور سچ کے جھٹلانے میں اور فرشتے کا ڈالنا ہے آدمی کا بھلائی میں اور سچ کو قبول کرنے میں پھر جو کوئی اسکو پاوے تو جانے کہ بے شک خدا کی عنایت سے ہے اور خدا کا شکر کرے اور جو شخص اوس دوسرے کو پاوے تو چاھیئے کہ خدا سے پناہ مانگے شیطان مردود سے پھر حضرت نے قران مجید کی ایت پڑھی کہ شیطان وعدہ دیتا ہے تمکو تنگی کا اور حکم کرتا ہے بے حیائی کا " اس حدیث سے نہایت صفائی سے ظاہر ہے کہ یہی قوای ملکوتی وبہیمی جو ہم میں ہیں انہی میں سے ایک کا نام شیطان ہے *

مشکواۃ

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للشیطان لمۃ بابن آدم وللملک لمۃ فاما لمۃ الشیطان فایعاد بالشر وتکذیب بالحق واما لمۃ الملک فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلک فلیعلم انہ من اللہ فلیحمد اللہ ومن وجد الاخری فلیتعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ثم قرا الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء رواہ الترمذي

قبل‌پيدايش مسيح عليه السلم ۴۰۰۰

قبل‌پيدايش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

آسي كتاب ميں مسلم سے حديث نقل كي هے كه ابن مسعود سے روايت هے كه رسول خدا صلى الله عليه وسلم نے فرمايا كه تم ميں سے (يعني بني نوع انسان ميں سے) كوئي نهيں هے جسكے ساتهه ايک آسكا ساتهي جن يعني شيطان سے اور ايک ساتهي فرشتونميں سے نهو لوگوں نے عرض كياكه يا رسول الله آپكے بهي آپنے فرمايا كه ميري بهي ليكن الله تعالى نے ميري مدد كي هى آسپر پهر وه مطيع هوگيا هے مجهكو كچهه نهيں كهتا مگر بهلائي كا " اس حديث سے معلوم هوتا هے كه شيطان وهي قواے بهيمه هيں جنسے انسان كي تركيب هوئي هے نه اور كچهه *

مشكواة

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مامنكم من احد الا وقد وكل به قرينه من الجن وقرينه من الملايكة قالوا واياك يا رسول الله قال واياي ولكن الله اعانني عليه فاسلم فلا يامرني الا بخير رواه مسلم

Ibn Musood states that the Prophet said, there was none of you, that was not attended with both Satan and the angel of virtue, or the spirit of Darkness and the spirit of Light.—Whereupon the people questioned the Prophet, whether this was likewise the case with him; to which he replied in the affirmative, but added that, through the gracious favor of Heaven, as he had already subdued Satan to his sway, he (the Satan) directed his (the Prophet's) attention to nothing else but what was good.—Moslem. This quotation likewise leads to the conclusion, that Satan implies nothing more than the *animal powers* in man, as being the elementary part of his constitution and frame.

آسي كتاب ميں بخاري ومسلم سے حديث نقل كي هے كه رسول خدا صلى الله عليه وسلم نے فرمايا كه كوئي بچه بني ادم كا نهيں هے جسكي پيدايش كے وقت شيطان نے آسكو نچهوا هو پهر وه چلاتا هے شيطان كے چهونے سے سواے حضرت مريم اور آنكي بيٹی حضرت مسيح كے " پس غور كرو كه رونا بچه كا بروقت

مشكواة

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم مامن بني آدم مولود الا يمسه الشيطان حين يولد فيستهل صارخا من مس الشيطان غير مريم وابنها متفق عليه

∴ Aboo Hoorara says, the Prophet said there lived no man in the world, who was not influenced by Satan at his birth, except Mary and Jesus; that the infant cried out when thus touched.—Bookharee and Moslem. It is the motion of the animal powers in the infant that makes the infant cry out just after the birth. The reason for which Mary and Jesus have been in the quotation excluded from the general rule there referred to, being to prove that they were exempt and free from the most predominant of *animal powers*, which overcomes the chasteness of mankind in general.

قبل پیدایش مسیح علیہ السّلم	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۴۵۷۵

پیدا هونیکی هوتا هے به سبب تحریک قوای بهیمه کے جسکو اس جگه شیطان کے چهونے سے تعبیر کیا گیا هے حضرت مریم اور حضرت مسیح علیه‌السلام کو اس بات سے اسلیئی مستثنی کیا هے که قواےبهیمه غالب تر قوت جو انسان میں هے اور جو آسکی عفت وعصمت میں خلل ڈالتی هے آس سے آنکا پاک هونا هرطرح پر ثابت کیا جاوی *

شیخ محب الله الهآبادي در شرح فصوص میفرماید چیزیکه بازدارد ترا ازحق ویاد حق پس آن شیطان تست شیطان دشمن ترین دشمنان تست که دمی از تو جدا نشود وشب و روز در تو با دم سیر کند وجز هلاکت ترا دوست ندارد

شیطنت گردن کشي بد در لغت
مستحق لعنت آمد این صفت
اسپ سرکش را عرب شیطانش خواند
نے ستوری را که در مرعي بماند

In his Commentary Phoosoos, Shaikh Moohiboollah of Allahabad says, that whatever prevents us from being devoted to our Creator, and makes us neglectful of his commands, is our Satan or devil;—That Satan is our most formidable enemy, as he never ceases from pursuing us at all times day and night; that he acts within us with the blood that circulates in our body;—That it is always his desire and office to lead us to sin alone;—That devilishness means disobedience in Arabic; it is this quality in man that deserves censure. The Arabs call an unruly horse the *devil*; but they do not apply this term to the domestic bullock which calmly grazes in the field.

کچهه عجب نهیں که بعض مسلمان اور بعض علماء عیسائي میري اس گفتگو سے موافقت نکریں مگر حقیقت یهي هے جو میں نے بیان کي اور انجیل مقدس سے بهي پایا جاتا هے جو میں کهتا هوں *

It would not be surprising to find some Christians and Mohomedans expressing their dissent from the explanation thus made by me respecting the nature of Satan; but I may venture to say that whatever has been advanced on the subject, is certainly matter of fact. The same inference is deducible from the language of the Gospels.

مارک باب ۴—۱۵ میں هے که " شیطان في‌الفور آکے آس کلام کے بیج کو جو آنکے

Mark IV. 15. "Satan cometh immediately, and taketh away the word

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۵۷۵

that was sown in their hearts." Is it conceivable that Satan has a self existence, and passes through our bodies like air? Suppose, if it is so, can it be possible that a word whose origin is in the reason, and whose existence or non-existence is confined only to it, should be forced there from by a *being* which may be even Satan itself?

دلوں میں بویا گیا تھا لیجاتا ہے " کیا تم خیال کرسکتے ہو کہ یہہ شیطان کوئي علاحدہ وجود انسان سے رکھتا ہے اور ہوا کي مانند انسان کے بدن میں گھس جاتا ہے اگر فرض کرو کہ ایسا ہو تو تم خیال کرسکتے ہو کہ کلام جو ایک عقلي چیز ہے اور عقل هي میں اسکا وجود یا عدم وجود ہوتا ہے اسکوکوئي دوسرا خارجي وجود وہ شیطان هي کیوں نہو لیجا سکتا ہے ٭

John XIII. 27. "And after the sop Satan enterred into him." Shall it be then imagined that Satan like air enterred into Judas Iscariat, or penetrated through all his faculties and senses?

یوحنا باب ۱۳ — ۲۷ میں ہے کہ " بعد اُس نوالہ کے شیطان اُسمیں بیٹھا " کیا تم یہہ جان سکتے ہو کہ شیطان ہوا کي مانند یہوداہ اِیش کریوتي کے پیٹ میں بلکہ اُسکے تمام قوا میں گھس گیا ٭

Paul's I Epistle to Thess. II. 18. "Wherefore we would have come to you, even I Paul, once and again; but Satan hindered us." Are we by this to understand that, as we can obstruct one another from doing a certain thing, so Satan likewise appeared, and with his presence or action (whatever it might have been) succeeded in preventing the Apostle and his associates from carrying out their intention?

مقدس پال کا تھسلنیوں کو پہلا خط باب ۲—۱۸ میں یہہ فقرہ ہے کہ " ایک یا دو بار چاہا کہ تمہاری پاس آؤں پر شیطان نے ہمیں روکا " کیا یہہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ جیسی ہم یا تم ایک آدمیکو ان کرجانے سے روک دیتے ہیں اسیطرح شیطان اپنی وجود سے جیسا اُسکا وجود ہو آیا اور جانے سے روک دیا ٭

In summing up the whole argument I may conclude, that if we deeply reflect over the Divine Records, we will be sure to observe, that those *animal powers* alone, and nothing else, which are the component part of man's nature, are referred to under the name of Satan. There are however some passages in the Holy Scriptures, as well as in the Koran tending to give a real existence to Satan; and these passages it now remains for me to take into consideration; but I

غرضکہ جب تدقیق نظر کلام الهي پر کي جاوے تو بجز اُسکے اور کوئي متفق نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ ہماری قوا جو ہم هي میں موجود ہیں اور جو بری اور بدکام کرنیکے باعث ہوتے ہیں اُنهي کو شیطان کہا گیا ہے نہ اور کسي وجود کو کتابہاے مقدس کے بعضی ایسے ورس یا قران مجید کي بعضي ایسي آئتیں جنسے ظاهر میں شیطان کا ایک اصلي وجود پایا جاتا ہے قابل بحث کے باقي رہیں مگر

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

shall not do so here: since they will receive due attention in their proper place.

However, it may be borne in mind that the *animal powers*, though so essential to the preservation of our life (as being a material part of it,) are but tainted with a determined animosity and hostility and malice to our spirit or soul. This treacherous old serpent has a venom of so fatal a power, that it is impossible for man (unless shielded by Divine mercy) to escape its pernicious effects. It is indeed this deceitful and dangerous Serpent that always allures and tempts us to evil; and woe to us, that we so little care, nay altogether disregard the mischief he is doing to us? Very friendly in appearance, he is such a bitter and hurtful enemy to man, that it became necessary for Prophets to warn us thoroughly about him; and, therefore, as it was a matter of great importance, he is frequently alluded to in the language of revelation, as though he had a real existence, in order to produce upon man a greater impression of his distinctive and malignant character, as an insidious foe that contends with man's better genius so armly and so persistently as even to make it seem that he made his appearance bodily armed for mortal combat.—Hence with this view likewise, the dialogues which are the productions of our own minds, have been so related as though we were engaged in hot dispute with a visible opponent. And sometimes the several effects of the Animal Powers have been

اُن سے اِس مقام پر بحث کرنی ضرور نہیں کیونکہ اُن میں جو گفتگو ہے وہ اپنے اپنے مناسب مقام پر آویگی ❊

مگر اتنی بات یاد رکھنی چاہیئے کہ باوجودیکہ یہہ قوا ہم ہی میں سے ہیں اور ہماری زندگی کے لیئے ایک جزو ہیں پر ہماری روح سے ایک ایسی دشمنی رکھتے ہیں جو کبھی جانے والی نہیں اِس زہریلی پرانے سانپ کا ایسا اثر ہے کہ اُس سے انسان کو (بجز اُنکے جن پر خدا رحم کرے) نجات نہیں حقیقت میں یہی اژدہا جھوٹا دغا دینے والا ہمسے باتیں کرتا ہے ہمکو بہکاتا ہے اور ہم اُسکے فریب سے غافل رہتے ہیں یہہ ایسا دشمن دوست نما ہے کہ انبیاء کو ضرور تہا کہ اُسکے حال سے اور اسکے کاموں سے بخوبی سب کو خبردار کردیں اسواسطے الہام کی زبان میں اکثر اِس کو اِسطرح بیان کیا جاتا ہے جیسے ایک وجود مقابل میں انسان کے تاکہ انسانکی طبیعت پر اُسکی برائی اور بد خصلتی کا ایسا اثر پیدا ہو جیسیکہ مقابل کے دشمن کی برائی کا اثر ہوتا ہے اور اسیواسطے جو سوال وجواب کہ ہم خود اپنے آپ سے (یعنی اُس شیطانی حصہ سے جو خود ہم میں ہے) کرتے ہیں اُنکو اسطرح تعبیر کیا جاتا ہے جیسیکہ ایک مقابل کے وجود سے سوال وجواب کرتے ہیں اور اسیواسطے کبھی اسکے اثرات کو بطور وجودوں کے تعبیر کیا جاتا ہے اور جو انتظام کہ اُن اثرات میں ہیں اُنکو بطور ایک لشکر کے بیان کیا جاتا ہے تاکہ انسان اس بغلی دشمن سے نہایت خبردار ہو جاوے ورنہ حقیقت میں کوئی علیحدہ وجود نہیں ہے ہم خود ہی شیطان ہیں اور

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

mentioned as so many bodies, and the connection that those effects bear to each other, compared, as it were, to the troops of an army; in order that man being fully apprised and forewarned of the gigantic power of Satan, may always be on his alert and quite prepared to meet such a formidable enemy. Otherwise there is no independent existence to Satan, nay it is within ourselves that the *Animal power*—the source of vice, or the *Spiritual power*—the source of virtue, lies. It is therefore to be observed that it was this animal power that centred in Adam and Eve, and having a horrible venomous nature so awfully dangerous to the spirit of man, that God represented it under the name of Serpent, forasmuch as that a similar fatal venom is found in that reptile, and man might thereby be warned against it, and further be enabled by that sign to detect its whiles and to root out from within us the terrible monster who is so deadly an enemy to our peace of mind.—This seems to be the true meaning of the allegory, and not that there was really a devil having an independent existence from Adam and Eve, and clothed in the form of a serpent, or presenting himself before them by entering into the body of one.

هم خود هي رحمن هيں بس آنهي قواے بهيميه كو جنسے آدم وحوا بنائی گئے تهے اور جو نهايت زهريلا اثر اور نهايت دشمني انسان كي روح سے ركهتے تهے خدا نے سانپ تعبير كركر بيان فرمايا تاكه ظاهري سانپ كي دشمني اور اُسكے زهريلے اثر سے هم اُس برائے سانپ كي جو هم ميں هے دشمني اور زهريلی بن پر بهي لے جاويں نه يهه كه وهاں كوئي ايسا شيطان تها جو آدم و حوا سے جدا وجود ركهتا تها اور وه سانپ كي صورت بن گيا تها يا اصلي سانپ ميں گهس گيا تها *

—*And he said &c.,)* Now Adam and Eve had known that the forbidden tree, Gen. II. 17., was capable of teaching the distinction between good and evil. This knowledge afterwards induced a desire in Eve to taste of the tree; and this desire moved the devilishness in her, which is an elementary part of human

(اور كها) آدم وحوا جو يهه بات جان چكے تهے كه جس درخت كے كهانے سے خدا نے منع كيا هے وه درخت بهلائي † اور برائي كي پهچان كا هے اِسبات نے حوا كو اُس درخت كے كهانے كي طرف رغبت دلائي اور وه حصه شرارت اور شيطنت كا جو انسان ميں هے حركت ميں آيا اور حوا

† پيدايش ۲ — ۱۷

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۴۵۷۵

nature; and she began to consult with herself on the step she was going to take. In the course of this self-debate this question was raised in her mind, or, as it is said, it was suggested by Satan or the Devil, "Yea, hath God said, ye shall not eat of every tree of the garden?"

خود بخود اُس سے سوال و جواب کرنے لگی اُسی حالت رغبت میں حوا کے دل میں آیا یعني اُس شیطان نے حوا سے کہا کہ کیا خدا نے اس باغ کے سب درختوں کے کہانے سے منع کیا ہے *

V. 2—3.) While thus contending between her good and evil inclinations, Eve recollected the prohibition made to her by God; and making the commands of God rather harsh and severe in that respect by misrepresenting them, she said to herself, or rather the evil spirit within her prompted the words—"We may eat of the fruit of the trees of the garden—But of the fruit of the tree which is in the midst of the garden, God hath said, ye shall not touch it, lest ye die."

۲و۳ اِس وسوسہ کے دل میں آنے پر حوا کو خدا کا منع کرنا یاد آیا اور جسقدر کہ خدا نے حکم دیا تہا اُسمیں زیادہ سختي کي اور خود اُس وسوسہ کا یعني شیطان کا جواب دیا کہ باغ کے سب درختوں میں سے ہم کہاتے ہیں خدا نے صرف اُس درخت کے کہانے بلکہ اُسکے چہونے سے منع کیا ہے جو باغ کے بیچوں بیچ میں ہے تاکہ ہم ایک قسم کے مرنے سے نہ مرجاویں *

V. 4.) By ascribing the phrase "neither shall ye touch it" to God, Eve rendered the meaning of the prohibition stronger and more harsh, for God had commanded them only to refrain from eating of the tree, and not from touching it also; and by this misconstruction of the words of God she was led to err to such extent, that the Devil or the *animal power* in herself, seized the favorable opportunity to seduce her from her allegiance and fidelity to God, by deluding her with the belief that she should never die.

۴ حوا نے جو یہہ بات کہي کہ اُس درخت کے چہونے سے بہي منع کیا ہے خدا کے حکم میں زیادہ سختي کي کیونکہ خدا نے صرف کہانے سے منع کیا تہا اور اُسکی چہونے کي ممانعت نہیں کي تہي اسي سختي نے جو حوا نے خدا کے حکم میں کي حوا کو دہوکے میں ڈالا اور شیطان کو یہہ کہنے کا قابو ملا کہ نہیں تم نمروگی *

V. 5.) Eve who knew that the tree was a tree of the knowledge of good and evil, was at a loss to understand what was meant by dying as a consequence of eating of its fruit: since she

۵ حوا اسبات کو جانتي تہي کہ یہہ درخت بہلائي اور برائي کي پہچان کا ہے پہر اُسکی کہانے سے مرجانا کیا چیز ہے اور جس قسم کي موت کو خدا نے بتایا

could not then have had the remotest conception of that doom which was pronounced as the inevitable result of disobedience of the Divine command; for be it remembered, this fatal knowledge was only to be acquired *after* the transgression had been committed, and fruit eaten. Therefore it now enterred her mind, or the thought was suggested by the devil, that "their eyes should be opened and they should be as gods knowing good and evil."

This devilish thought appeared like an angel of light in the eyes of Eve: for she flattered herself that the tasting of the tree would occasion a great improvement in their condition and circumstances; and that thus by the acquisition of the knowledge of good and evil they would be like angels, and so would render themselves more agreeable and acceptable to God.

V. 6.) From some such notions which Eve may be supposed to have conceived respecting the advantages to be expected by the act she meditated, she was at last encouraged to eat of the fruit, and gave out of it to her husband Adam to eat likewise. Rev. Scott writes:—"Perceiving his advantage, the tempter grew bolder, and gave a direct contradiction to the divine denunciation; and to gain the more credit to his daring assertions, he proceeded to confirm them by an oath, blasphemously calling upon God to attest his horrid falsehoods."

We have also in our Holy Koran, an account given of Satan swearing to Eve on the subject. The object of which is

تھا آسکي اصلي ماهيت اب تک کھلي نہ تھي کيونکہ آس درخت کے کھانے کے بدون آس کي ماهيت کا کھلنا غير ممکن تھا — قدرابن بادہ نداني بخدا تانہ چشي — ابليي حوا کے دلميں وسوسہ آيا يعني شيطان نے کہا کہ اس درخت کے کھانے سے تمہاري انکھيں کھل جاويں گي اور تم فرشتوں کيطرح بھلائي اور برائي کے جان نے والي ھوجاؤ گي ✱

يہہ شيطاني وسوسہ حوا کي انکھہ ميں روشني کي فرشتہ کي مانند دکھائي ديا کيونکہ وہ يہہ سمجھي کہ اس درخت کے کھانے سے هماري موجودہ حالت کو زيادہ ترقي ھوگي اور هم فرشتوں کي مانند بھلائي اور برائي کے پہچان نے والے ھوکر بڑے درجہ خدا کي بارگاہ ميں حاصل کريں گے ✱

۶ اس خيال سے حوا نے آس درخت کا پھل ليا اور کھايا اور آدم کو بھي ديا اور آسنے بھي کھايا ‡ تفسير هنري واسکات ميں لکھا ہے کہ " ترغيب دينے والا اپنا مطلب پاکر زيادہ دلير ھوگيا اور حکم الهي کے برخلاف حوا کو سيدھي رهنمائي کي اور اپنے دلير کلاموں پر زيادہ اعتماد حاصل کرنيکے ليئے اور آنهيں مستحکم کرنے کے ليئے آسنے قسم کھائي اور بے ايماني سے اپنے بڑے جھوٹوں کو سچ کرنے کے ليئے خدا کا نام ليا ✱

شيطان کے قسم کھانے کا ذکر قرآن مجيد ميں بھي آيا ہے جسکي مراد صرف اسقدر ہے کہ وہ شيطاني وسوسہ جو حوا

قبل پيدايش مسيح عليہ السلام ۴۰۰۰

قبل پيدايش محمد رسول اللہ صلعم ۴۵۷۵

‡ تفسير هنري واسکات مطبوعہ سنہ ۱۸۵۴ع جلد ۱ صفحہ ۶

کے دلمیں آیا تھا اُسنے خدا کی درگاہ میں
زیادہ مقرب ہو جانے کی غلط نمائی سے
نہایت استحکام پیدا کیا اور درجہ یقین کو
پہونچ گیا اور وہ بغیر کسی شک کے یہہ
بات سمجھی کہ بلاشبہہ اِس درخت کا
کھانا نہایت اعلیٰ درجہ کا پھل دیگا *

کیا تم یہہ سمجھتے ہو کہ یہہ سچ مچ کا
ایک درخت تھا اور اُسکا پھل توڑ کر حوا
نے کھا لیا اور آدم کو بھی کھلا دیا نہیں
اِس درخت کی ماھیت میں پہلے بیان
کرچکا ہوں کہ حقیقت میں یہہ درخت
مثل باغ کے اور درختوں کی نہ تھا بلکہ
بھلائی اور برائی کی پہچان کی ماھیت
کے ظہور اور انکشاف کو جو انسان پر ہوئی
تھی خدا نے بھلائی اور برائی کی پہچان
کے درخت سے تعبیر کیا تھا پھر اُس
درخت کا پھل کھانا صرف اُس ماھیت
کا قبول کرلینا ہے انسان نے اپنی نادانی
اور بے وقوفی سے خواهش کی کہ وہ صفت
پہچان نیک و بد کی اُسمیں ڈالی جاوے
اور اِس بھاری بوجھہ کے اُٹھانے پر (جسے
آسمان و زمین نہ اُٹھا سکے تھے) راضی ہوگیا
اور اپنے سرپر دھرلیا جیساکہ قران مجید میں
آیا ہے کہ "همنے دیکھائی امانت آسمانونکو

† انا عرضنا الامانة
علے السموات والارض
والجبال فابین ان
یحملنها واشفقن منها
وحملها الانسان انه
کان ظلوما جهولا

اور زمین کو اور پہاڑوں
کو پھر سب نے قبول
نکیا کہ اُسکو اُٹھاویں
اور اُس سے ڈرگئی
اور اُٹھالیا اُسکو انسان
نے وہ ہے بہت زیادتی
کرنے والا اپنے پر
اور نادان * آسمان بار امانت نتوانست
کشید * قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند *

merely to show that Eve's devilishness led her to call falsely upon God, in order to persuade herself into the belief that what she was going to do was as favorably regarded in the eyes of God as in her own. And she did not doubt in the least, that on her eating of the tree, she should have more honor and favor with God than before.

Will it be imagined that this was a real tree, of which Eve plucked the fruit and ate it with her husband Adam? No, it is not so. I have already shown somewhere in the Second Chapter, that it was not a substantial tree like that we so commonly see meeting our eye, but that God figuratively employed the word in the exposition He was pleased to make to man, of the distinction between good and evil. The eating of the fruit of the tree would then imply the gratification that man felt in possessing himself of such a distinction; that is to say, man desired from his folly and wantonness to have in himself the faculty of distinguishing between right and wrong, which was a thing of so heavy a responsibility that no other creature could be able to undertake, but man was foolish enough to do it; which is testified also by the following words in the Holy Koran. "We proposed the trust (distinction of good and evil) unto the heavens, and the earth, and the mountains; and they refused to undertake the same, and were afraid thereof; but man undertook it."

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

سورة احزاب ایت ۷۲

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۶۷۵

حاصل اس تمام کلام کا جو الہام کي زبان سے نکلا صرف اسقدر ہے کہ جب خداتعالی نے انسان کو پیدا کیا اور اُس میں جان ڈالي تو انسان مثل اور جانوروں کے محض بے عقل تھا اسمیں خود کسي بات کي بھلائي برائي جان نے کا مادہ نہ تھا جسقدر کہ خدا اسکو بتاتا تھا اسیقدر جانتا تھا اور اسي سبب سے غیر مکلف اور محض بے گناہ تھا اور کسي قسم کي موت کا اسکو اندیشہ نہ تھا کیونکہ جو کام اسکی تھے وہ اپني سمجھہ سے نہ تھے خدا نے ماھیت پہچان بھلائي اور برائي کي اسکے سامنے ظاھر کي اور یہہ بات جتادي کہ اسکو مت لو اگر لوگی تو ایک قسم کي موت سے مرجاؤگے یعني ایک سخت مصیبت میں پڑوگی اور اپنے کام کے خود ذمہ دار ھوگی ھر ایک بات بھلي یا بري خود تمکو سمجھہ کر کرني ھوگي اور بھلے کام کا بھلا پھل اور برے کام کا برا پھل پاؤگے انسان نے خدا کي اس نصیحت کو نمانا اور علم خیر و شر کو حاصل کیا جسکے سبب ھمنے تمام حیوانات پر برتري حاصل کي ھی اور جسکی سبب ھم اب اپنے کاموں کے جوابدہ ھوئی ھیں اور بري کاموںمیں پکڑے جاتے ھیں اور بھلی کاموں کا بدلہ پاتے ھیں گویا انسان پر گناہ آنیکي یہہ ھی اصلي بنیاد ھی * من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود * آدم آورد دریں دیر خراب آبادم *

The sole intent of this part of revelation that I have been commenting upon, may briefly be thus described. That man at his creation was like other creatures devoid of all understanding and reason, and possessed in himself no faculty of discriminating good from evil. He could know only what he was taught by God, and had no capability of acting in any way that was evil; hence he was quite innocent, as well as free from all kinds of death; because whatever he did till that time, did not proceed from his own control or understanding. God was afterwards pleased to reveal to him the nature of good and evil; and before teaching him such a distinction or mystery He warned him not to be desirous of the attainment of that knowledge, and gave him to understand that he would die by a certain kind of death, if he did not follow His counsel. The dying of a kind of death denoted that he would suffer a severe calamity, and should be liable to a responsibility for all his actions, and receiving good treatment or reward for those which were good, and the reverse for those which were bad. Man however neglected to abide by the Divine command, and, as the consequence, acquired the knowledge of good and evil, which made him superior in intellect and exalted him above all other creatures, making himself personally responsible for all his actions, and liable to reap good and evil fruit respectively for his good and evil or bad actions. The acquisition of this knowledge of good and evil was the origin of the coming of sin to man.

*بعد پیدایش مسیح علیه السلام ٤٠٠٠ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ٣٥٧٥

V. 7. *And their eyes, &c.)* That is, Adam and Eve now came to know what was good and what the reverse; and the first evil they were sensible of, was the fact of their nakedness. Christian Commentators thus treat of the point under explanation. "Her sin was great and various; being guilty of ambition and inordinate desire, open rebellion against God, and drawing aside of her husband, and the involving of him in sin and their posterity in misery also."—Bishop Kidder.

٧ (اور کھل گئیں آنکھیں اُن دونوں کي) یعني آدم اور حوا کو علم خیر وشر حاصل هوگیا اور اُنہوں نے پہلی برائي ننگی هونے کي جو اُنمیں تهي اُسکو جانا ✱

علماء عیسائي † اسمقام پر لکھتی هیں که عورت کا گناه بڑا اور کئي قسم کا تها یعنی وه مجرم هوئي بلند نظري کي اور نا اعتمادي اور ناشکري کي اور خواهش تلاش علم کي اور ممنوعه چیز کي خواهش کي اور علانیه خدا سے سرکشي کرنے کي اور اپنے خاوند کو بهي خدا کے حکم سے پهرجانے کي ترغیب کرنے کي اور اُسکو اور اُسکي اولاد کو گناه میں اور بدبختي میں مبتلا کرنے کي یهه قول هی بشپ کیڈر صاحب کا ✱

† تائیلي جلد ١ صفحه ١٠

They assert respecting Adam that he was not deceived in the same degree as the woman, supporting this opinion by referring to I Tim. II. 14.; and they further say that "considering this offence in all its circumstances, and aggravations they may term it the prolific parent and grand exemplar of all the transgressions committed ever since." It is therefore obvious that Christian Divines of eminent learning believe that Adam and Eve both sinned on account of this transgression, and that it was this cause that tainted with sin all their posterity.

اور نسبت آدم کي وه یهه کهتی ‡ هیں که جسطرح حوا فریب میں آئي تهي اُسطرح آدم فریب میں نهیں آیا تها کیونکه تمتهي کے نامه اول کے باب ١—١٤ میں هی که آدم نے فریب نهیں کهایا پر عورت فریب کهاکر گنهگار هوئي " مگر باایں همه وه کهتی هیں که اگر اس واقعه کی تمام حالات پر غور کریں تو اُسکو خدا کي اُن تمام نافرمانیوں کا مربي اور نمونه کهه سکتی هیں جو اُسوقت سے واقع هوئیں غرضکه علماء عیسائي کے نزدیك آدم وحوا دونوں اس نافرماني کے سبب گنهگار هوئی اور اسي سبب سے انسان کي نسل میں گناه آیا ✱

‡ هنري واسکاٹ جلد ١ صفحه ٦

But this opinion is open to one grave objection, forasmuch as it would seem to imply a reproach upon the perfect

اس گفتگو پر یهه سوال هوتا هی که خداتعالی کے انصاف سے نهایت بعید هی که باپ کے گناه کی سبب اُسکي

justice of God, that He should have visited all the succeeding generations of Adam with the fatal consequences of this transgression of their first parents;—since according to our own finite and imperfect notions of what is just and what is unjust, we do not hold the son responsible for the guilt of the father. Besides, allowing this to be the true reason why man's posterity became victim to sin, it may reasonably be asked what it was that brought sin upon Adam: since before this instance of transgression, neither he himself nor his parent had been guilty of any offence.

However, this objection cannot be raised against us Mohomedans: for, we under authority of our best divines do not consider this prohibition to Adam, as such an ordinance of God as it was strictly incumbent and obligatory upon him to observe; nor do we allow or hold this act of Eve and Adam as one that was committed against law: because we are of opinion that this prohibition from God was rather a caution prompted by a regard for man's well being, and not as a peremptory command which must necessarily be implicitly obeyed; and as a reason in support of this opinion we refer to the result that followed this disobedience of our parents, when God merely pointed out to them the harm they had brought upon themselves, without expressing Divine indignation or visiting them on the spot with any mark of displeasure—We would not therefore hold Adam and Eve guilty of a transgression of law in this instance of their disobedience to God.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

تمام نسل کو جو اُسوقت وجود میں بھی نہ تھی گنہگار ٹھہرادے کوئی وجهه نہیں معلوم هوتي که باپ کے گناہ میں بیٹا پکڑا جاوے معهذا اگر انسان کي نسل پر گناه انے کي یهه وجهه هو تو کیا وجهه هی خود آدم پر پہلی پہل گناه انے کي کیونکه اُس سے پہلی نه وه کسي گناه کا مجرم تها اور نه اُسکی کسي مربي نے گناه کیا تها ٭

مگر یهه اعتراض هم مسلمانوں پر وارد نہیں هوتا کیونکه هم مسلمان بموجب قول علماء محققین کے اِس ممانعت کو جو خدا کیطرف سے تهي شرعي ممانعت نہیں سمجهتے اور نه حوا اور آدم کے اس فعل کو شرعي گناه جانتے هیں کیونکه همارے نزدیک یهه ممانعت صرف انسان کي بهلائي کے لیئے تهي نه کوئي شرعي ممانعت اسي لیئے جو وعید اُسکے خلاف کرنے پر وارد هے اُس میں خدا کي ناراضي یا قهر کا ذکر نہیں هے بلکه جو مضرت که انسان کو اُس نافرماني سے هونے والي تهي اُسیکا ذکر هے اسلیئے آدم وحوا باوجود اِس نافرماني کے شرعي گناه سے پاک اور صاف تهي مگر جبکه اُنکو علم خیر وشر حاصل هوگیا اب وه مکلف اور بهلے اور بری کام کرنے کے مختار هوئی اِسکے بعد وه یا اُنکي نسل اگر کوئي برا کام کرے گي تو البته خود اپنے کیئے هوے کام میں ماخوذ هوگي حاصل هونا علم خیر وشر کا

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

البته آدم اور آسكي نسل كے ليئے جنميں علم خير وشر برابر چلا آتا هے گناه آنے كي بنياد هے مگروه فعل جو آدم سے هوا آدم يا آسكي نسل پر گناه آنے كي وجهه نهيں ٭

Having possessed the knowledge of good and evil, they had now become capable of conducting themselves in a good or evil way, and therefore if after rising to such a state of light, Adam and Eve or their posterity were to sin, they would indeed be said to be guilty, and justly responsible for their acts. The concluding inference to be then invariably drawn is, that although the acquisition of this knowledge by man was the origin of the sin that has fallen upon Adam and his posterity (among whom that knowledge is perpetuated), yet this act of disobedience of Adam and Eve could not be a reason either for theirs or their descendents' being held to be guilty or culpable.

مگر اس گفتگو پر بلكه مسلمانوں كے مذهب كے ايک بڑی اصول بر خود آنهي كے مذهب سے ايک اعتراض پيدا هوتا هے اور وه يهه هے كه حضرت آدم عليه السلام بموجب قول صحيح كے روز پيدايش سے نبي تهے اور مسلمانوں كے مذهب بموجب تمام انبياء معصوم اور گناهوں سے پاک هيں اور خود قران مجيد ميں آيا هے كه آدم نے گناه كيا پهر كيونكر يهه گفتگو كه يهه فعل جو آدم سے هوا گناه نه تها اور يهه اصول مذهب كه انبياء گناه سے پاک هوتے هيں صحيح هوسكتا هے ٭

The manner in which I have treated this subject in the foregoing remarks, makes the Mohomedan faith itself, under our own Scriptures, liable to a weighty objection against its tenets, as raised in the following way: It is held, on the authority of a creditable tradition, by us Mohomedans that Adam had been from the very day of his creation a prophet, and as, according to the teaching of our faith (and which is also dictated by the Holy Koran itself), we are to consider all the prophets to be infallible and not liable to err, how then could it be admitted consistently with this belief, that Adam's disobedience was an act not tainted with sin?

اس شبهه كے رفع كرنيكو ضرور هے كه نسبت عصمت انبياء كے كچهه گفتگو كي جاوے اگرچه هماری مذهب كے عالموں نے اس ميں بهت گفتگو كي هے اور

Before suggesting a reply to the objection here presented, I will first endeavour to explain what this admission of our faith, viz, that all prophets are faultless, implies. I shall take no notice

of various loose and unsound opinions advanced by several of our Divines in discussing the meaning of that doctrine, but I will simply and distinctly quote only those that are reasonably to be accepted as trustworthy.

It is to be observed, that it is certainly sinful for a servant not to obey his master's orders, or not to attend to them sufficiently well, or not to serve the master so well as it is his right to be served. But if such acts of a servant be regarded as lawful sins, it would be manifestly unjust in God to bind us with duties which it is not in our power to perform: since it is beyond our ability to serve God so well as He is worthy of being served. It has therefore become necessary to divide sin into two classes: one being sins of commission or sins against the law, and the other being sins of omission or sins arising from an absence of a proper and right minded feeling of veneration for God, or a deep-rooted sense of his Divine majesty and super-excellent nature. By the former we understand sin that would be occasioned by our wilfully violating some Commandment lawfully prescribed by God. By the latter is meant a sin that we are guilty of in acting impudently, and in not being sufficiently imbued with proper respect for God, after we have in a greater degree than others, approached to a participation in the Divine favor, and have been blessed with the knowledge of the majestic grace and glory of God. Therefore the latter sin is in different proportions with different men according as they have happened

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

نہایت مختلف رائیں بیان کی ہیں مگر مجھکو اُس جھمیلی میں پڑنا اور ہرایک کی دلیل کو لانا اور ردوقدح کرنا ضرور نہیں ہے بلکہ جو میری نزدیک تحقیق اور قول فیصل ہے اُسیکا بیان کردینا کافی ہے ●

جاننا چاهیئے که غلام کو اپنے اقا کا حکم نہ بجا لانا یا پورا نکرنا یا جیسی خدمت که اُس اقائی چاهیئے ویسی خدمت ادا کرنے میں قاصر رهنا درحقیقت گناه میں شمار هوتا ہے لیکن اگر یہہ سب باتیں اسی طرح کی گناه شمار هوں جیسیکه ایک شرعی گناه تو خدا کی انصاف سے بعید ہے که اُس کام کے کرنے کی تکلیف دی جو طاقت سے زیاده ہے کیونکه یہہ بات طاقت سے باهر ہے که جس خدمت بجا لانے کے لایق خدا کی ذات ہے ویسی هی اُسکی خدمت ادا هوسکے اسلیئے ضرور ہے که مطلق گناه دو قسم کا گنا جاوے ایک گناه شرعی دوسرا گناه عرفانی گناه شرعی سے هم یہہ مراد لیتے هیں که خدا نے شریعت کی روسے کسی کام کے کرنے کو منع کیا هو اس حکم کے برخلاف جو کوئی شخص کوئی کام کریگا وه شریعت کے بموجب گنہگار هوگا اور گناه عرفانی سے هم یہہ مراد لیتے هیں که جس شخص کو جسقدر خدا کی ذات سے زیاده تقرب هوتا جاتا ہے اور جسقدر معرفت الہی بڑهتی جاتی ہے اور جو خدمت اور اداب اُس عرفان کے سبب لازم آتی هیں اُس میں کسی قسم کا قصور هونے سے گناه لازم آتا ہے پس گناه عرفانی هر ایک شخص کے حال اور اُسکے درجه تقرب سے جو خدا کے ساتھه ہے متفاوت

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

to have a greater or less appreciation of the glory of God. There are very many acts proceeding from man that are to be classed under the latter, and not the former of the two kinds of sin here defined. There are acts which if done as ordinary people in general do them, they would not be regarded as sins, but if committed by those who have the honor of a nearer approach to God's presence in their knowledge of His glory, then they are justly considered as such. Do not we see in the world there are things, which if practised by the common or vulgar people, are not marked as defects, or faults, but which, on the contrary, would not be excusable in those who are better informed and of high station and estimable worth. None in the world, nay not even the prophets, are free from falling into the latter kind of sin, and it was in reference to this case that Jesus Christ was pleased to say, (in reply to a man who put to him this * question, O good master, what good things should I do, that I may have an eternal life?) that "he should not call him good, as there is none good but one, that is God." In short there could be no human being so perfect and holy as to be able to render good and acceptable service to God in the extent due and becoming to His exalted majesty and infinite Goodness; for this reason all men are guilty before God; and on this consideration it is that all the prophets have acknowledged them faulty and sinful towards God, and humbly implored his mercy and forgiveness in their behalf. It will therefore not be allowed that they were guilty of any violation of law.

* Matt: XIX. 16-17.

درجه سے علاقه رکھتا ہے بہت سي باتیں ایسي هیں جو گناہ شرعي نہیں مگر گناہ عرفاني هیں اور بہت سي باتیں ایسي هیں جو هم تم کریں تو گناہ نہیں مگر جنکو عرفان الٰهي حاصل ہے اگر وہ کریں تو گناہ ہے کیا تم اِس دنیا میں نہیں دیکھتے که بہت سے کام ایسے هیں که جو عام آدمي کریں تو عیب میں نہیں گنے جاتے برخلاف اُسکے وهي کام اگر کوئي اعلیٰ شخص کري تو عیب میں داخل هوتا ہے اس پچھلے قسم کے گناہ سے کوئي خالي نہیں یہاں تک که انبیاء بهي اِس قسم کے گناہ کے گنہگار هیں اسي بات کي طرف حضرت مسیح علیه السلام نے † اشارہ کیا جب ایک شخص نے آکر اُن سے پوچھا که " اي نیک مرشد میں کون سي نیکي کروں تاکه همیشه کي زندگي پاؤں اُسنے اُس سے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے که نیک نہیں مگر ایک یعني خدا " غرضکه کوئي شخص ایسا نہیں ہے که جو ایسي بندگي اور ایسي خدمت جو خدا کے لایق ہے بجا لاسکے اور اسیواسطے سب آدمي خدا کے سامنے گنہکار هیں انهي باتوں کے سبب انبیاء اپنے تئیں گنہگار جانتے تھے اور اسي قسم کے گناهوں کي معافي خدا سے چاهتے تھے نه یهه که وہ کسی شرعي گناہ کے گنہگار تھے *

† متی ۱۹ — ۱۶ و ۱۷

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

It remains now to say something of the other kind of sin, viz, a wilful sin, or a sin against law, from which we admit all prophets to be free. We Mohomedans believe, that sins that are unnatural, and exhibit a depraved nature and meanness of spirit in the men from whom they proceed, can never be perpetrated by Prophets, whether after their appearance in the world as such, or before it: because the spirits that dwell in them are naturally pure from all unworthy deeds, and are not liable, whether voluntarily or involuntarily, to any crime involving moral turpitude, or even offences of a trifling nature, both before the time of their prophecy, and after it. The only thing allowed by us in which it is possible for the prophets after they become such, to be misled, is a relaxation or want of fervency in their cares and efforts for growing day by day more and more into the favor of God. It is quite evident that an act or thing undertaken with a pure and virtuous motive, can never be allowed to be a sin of any kind; but even this may be regarded as such in the case of prophets; for, they are not to deal with God in the manner that we have to do. It is required of them that they should not meddle with anything either good or evil, but only do whatever they may be instructed in by God. Therefore they are considered to be guilty, even if they attempt to do a good thing of their own accord. It was for this motive and presumption of intention, that Adam fell under Divine displeasure, and was consequently said to be offensive or guilty against his Creator. But this must not

باقي رها شرعي گناه اُس سے تمام انبیا پاک هیں هم مسلمانوں کا یهه اعتقاد هے که جو گناه نطرت انساني کے برخلاف هیں اور جنکی ارتکاب سے رزالت نفس کي پاي جاتي هے وه کبهي انبیاء سے صادر نهیں هوتے نه زمان نبوت میں اور نه اُس سے پہلے کیونکه اُنکی نفس اس قسم کي رزایل سے باعتبار اپني خلقت کے پاک و صاف هیں اور نیز کسي حالت میں کوئي شرعي گناه کبیره دانسته یا نادانسته اور کوئي گناه صغیره دیده ودانسته اُنسے سرزد نهیں هوتا نه حالت نبوت میں اور نه اُس سے پہلے البته نبوت کے بعد اُنسے نیک اراده اور زیاده نیکي حاصل کرنیکي نیت سے خطاے اجتهادي کا هونا ممکن هے اور ظاهر هے که جو کام نیک اراده سے کیا گیا هو وه کسیطرح شرعي گناه بلکه درحقیقت گناه نهیں هوسکتا مگر انبیاء کي نسبت وه بهي گناه هے انبیاء کا معامله خدا کے ساتهه ایسا نهیں هے جیسا که همارا تمهارا هے وهاں اورهي راز ونیاز کي باتیں هیں انبیاء سے یهه چاها گیا هی که وه بهلائي اور برائي سے کچهه غرض نرکهیں جو حکم پاویں وه بجالاویں پهر اُنکو خود کسي بهلائي یا نیکي کا قصد کرنا بهي اُنکی حق میں گناه هی یهي بات تهي جسنے آدم پر خفگي کروائي اور اسي سبب سے کہا گیا که آدم نے اپنے پروردگار کا گناه کیا مگر یهه وه گناه نهیں هی جس میں هم تم گرفتار هیں ٭ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ٭ گرچه ماند در نوشتن شیر شیر ٭

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

be regarded or held a sin such as we are laboring under.

V. 8. *And they heard the voice of God,)* Christian Commentators explain this verse as follows: "That God here spoken of denotes God the Father, but as of God the Father it is expressly said 'No man hath ever seen Him at any time (John I. 18.; VI. 46;) neither heard his voice at any time, nor seen his shape' (John V. 37;) this voice was therefore represented by Christ, the word or Son of God, the messenger and representative of the Father, the brightness of his glory, and the express image of his person, who appeared in and spread from the Shechinah, or cloud of glory; the same clould of light, with its Heavenly host of angels, from whence He communed unto Adam, unto Noah, unto Abraham, and the patriarchs, and communicated his will and conducted the Israelities."

This argument is in keeping with the Christian's belief, that there is a trinity of persons in the Godhead; otherwise it will be observed that no such thing can be inferred from the words of Scripture in the passage in question.

We Mohomedans believe that all the Scriptures lead us to discover the real unity in God, and no plurality of persons whatever. We consequently thus explain the verse, that this voice was from

۸ (اور سنی آنہوں نے آواز خدائے معبود کی) علماء عیسائی اس ورس کی یوں تفسیر کرتے ہیں † کہ اس جگہہ خدا سے باپ خدا سمجہا جاتا ہی مگر مقدس یوحنا کی انجیل باب ۱ — ۱۸ و باب ۶ — ۴۶ سے ثابت ہی کہ باپ خدا کو نہ کسی آدمی نے کبہی دیکہا اور آسی کتاب کے باب ۵ — ۳۷ سے ظاہر ہی کہ نہ کسی نے آسکی آواز کو کبہی سنا ہی اور نہ صورت کو دیکہا ہی اسلیئے یہہ آواز معرفت عیسی مسیح کی تہی جو خدا کا کلام یا بیٹا اور باپ کا قاصد یا وکیل ہی اور آسکے جلوہ کی روشنی اور آسکے وجود کی ظاہری صورت ہی اور یہی جلال کے بادل میں معہ اپنی بہشت کے فرشتوں کے گروہ کے جو آس جلال کے بادل کے ساتہہ ہوتی تہی ظاہر ہوتا تہا اور ہمکلام ہوتا تہا یہہ وہی بادل روشنی کا ہی جس میں خدا تعالی آدم اور نوح اور اور متقدمین بزرگوں کے ساتہہ گفتگو کرتا تہا اور بنی اسرائیل کو اپنی مرضی سے اطلاع دیتا تہا ❋

مگر یہہ تمام گفتگو آس عقیدہ پر مبنی ہی جو علماء عیسائی نے تسلیم کر رکہا ہی یعنی الہیت میں تین وجودوں کا ہونا ورنہ کتاب اقدس کا کوئی لفظ ان معنوں کی طرف جو عیسائی علما نے بیان کیئے ہیں اشارہ نہیں کرتا ❋

ہم مسلمان یقین کرتے ہیں کہ تمام ہولی بیبل خدا کی وحدانیت حقیقی ہمکو ہدایت کرتی ہی اور الہیت میں کسی وجود کا شریک ہونا نہیں بتاتے اسلیئے

† تائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۰

God Himself who in his essence and attributes is without an equal or partner, and that it was He alone who without any agency at all made his voice heard on the occasion referred to in the text, as Scripture plainly tells us.

In John V. 37., it is not stated that no man hath heard his voice at any time, but on the contrary, Jesus Christ spoke thus to those Jews who in their blind pursuit were striving to kill him, that "ye have neither heard His voice at any time, nor seen his shape;" which does not prove that God's own voice has not been heard by any man at any time.

However, there is, in our opinion, another point worthy of notice in the passage under consideration. It is this, what is meant here by hearing the voice of God? God is from everlasting, and eternal in his divine nature, and all his attributes, but whatever is communicated by words, and made audible by a voice, cannot be everlasting.

We Mohomedans believe that all the attributes of God as those of hearing, knowing, speaking, and calling are not like our faculties of hearing, knowing speaking, and calling. Besides the resemblance only in the names, they have no other correspondence of any kind. God has a knowledge of every thing visible or invisible, but not with the means of

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۶۷۵

ہم مسلمان اس ورس کی یوں تفسیر کرتے ہیں کہ یہہ آواز خود اسی خدا کی تھی جو اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں سب طرح پر واحد حقیقی ہی اور جیسا کہ کتاب مقدس کی لفظوں سے پایا جاتا ہی خود وہی بغیر کسی کی معرفت کے ہم کلام ہوا اور وہ آواز خود اسیکی آواز تھی نہ کسی دوسرے کی *

مقدس یوحنا کی انجیل باب ۵—۳۷ میں یہہ نہیں لکھا کہ کسی نے اسکی آواز کو کبھی نہیں سنا بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اُن یہودیوں کو جو حضرت کے قتل پر آمادہ ہوئی تھے فرمایا کہ (تمنے کبھی اسکی آواز نہیں سنی اور اسکی صورت نہیں دیکھی) اِس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ کسی نے اسکی آواز کو کبھی نہیں سنا *

مگر مسلمانوں کے مذہب بموجب ایک اور بات قابل بحث کے ہے کہ خدا کی آواز سننے کے کیا معنی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ اپنی ذات اور اپنی صفات میں قدیم اور ازلی ہے اور کوئی کلام جو لفظوں کے ذریعہ سے ادا کیا جاوے اور جو بذریعہ آواز کے سنا جاوی قدیم اور ازلی نہیں ہوسکتا *

مگر ہم مسلمان یہہ اعتقاد کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات جیسے سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا ہمارا سا سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا نہیں ہے بلکہ بجز مناسبت اسمی کے اور کسی طرح ا‌نکی مشارکت نہیں وہ جانتا ہے نہ بذریعہ کسی جاننے والی چیز کے وہ بولتا ہے مگر نہ بذریعہ کسی بولنے والی چیز کے وہ پکارتا ہے

قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۴۰۰۰

نه بذريعه كسي پكارنے والي چيز كے ✱

any knowledge-acquiring faculty. He speaks but not through any articulating organ. He calls but not through any sound or voice-producing medium.

خيال كرو كه تم سوتے ميں خواب ديكهنے كي حالت ميں باتيں كرتے هو اور دوسرے كا كلام سنتے هو اور بخوبي تمهارے كان ميں آواز آتي هے حالانكه وهاں كوئي آواز نهيں اور بغير آواز كے ذريعه تم آواز سنتے هو پهر اگر خداے قادر مطلق كي بهي آواز بغير ذريعه آواز كے سني جاوے تو كيوں تعجب كرتے هو وه تمام قدرت اور تمام نور هے وه كسي كام كرنے ميں كسي ذريعه كا محتاج نهيں وه آپ هي آواز هے اور آپ هي اپني آواز سناتا هے مگر بغير ذريعه آواز كے وه آپ هي پكار هے اور آپ هي پكارتا هے مگر بغير ذريعه كسي پكارنے والي چيز كے اور بے شك وه ان سب باتوں پر قادر هے ✱

Let it be considered that while in sleep we are dreaming, it often happens that we talk with and listen to another, and we are fully sensible, as it were, of a voice, when in reality there is no such voice. It is merely our own fancy. If therefore the voice of God who is almighty, were heard without any seeming vibration of sound, it should not be a matter to excite our wonder. He is omnipotent, the perfect Light, and He feels himself in need of nothing to help him to do whatever He wishes to do. He Himself is his voice, and He himself makes that voice heard by us, though without the interposition of any outward sound. He himself is his call, and it is He himself that calls but without the aid of any organ of calling. He is beyond all doubt, the possessor and governor of all things.

(چلتي هوئي جنت ميں) يعني انهوں نے خدا كي آواز اسطرح پر سني كه باغ ميں آرهي هے ‡ بشپ پٹرك صاحب بهي كهتے هيں كه چلنے كو آواز كي طرف منسوب كيا جاتا هے نه خدا كي طرف ✱

—walking in the garden,) That is, they heard or thought the voice as if it were coming from within the garden. "The 'walking'" says Bishop Patrick "is to be referred to the voice, and not to God."

‡ ڈائيلي جلد ۱ صفحه ۱۰

(بيچميں درخت جنت كے) يعني باغ كے درخت كے پتوں ميں اپنے تئيں چهپا ليا خدا كے سامنے ننگے آنے سے شرما كر اس سے پايا جاتا هے كه كه ننگا هونا ابيدا سے معيوب اور حيا كرنے كي چيز هے اور اسيواسطے شريعت كے بموجب همارے هاں گناه ميں داخل هے ✱

—amongst the trees of the garden,) That is, ashamed of their nakedness they hid themselves amongst the trees, which shows that such a state of man is one that has been denounced as a thing, inconsistent with humanity; and it is for this reason that it is regarded a crime in our faith.

V. 9. *Where art thou?)* Bishop Patrick has commented upon this passage with such elegance and judgment, that I am induced to quote his words as follows: "Such questions do not argue ignorance in him who asks them, but are intended to awake the guilty to a confession of his crime, as appears from Cha. IV. 9. 'Where is Abel thy brother,' of whom when Cain stubbornly refused to give an account, the Lord said immediately (to show that He needed not be informed,) the voice of thy brother's blood calleth unto me from the ground."

V. 11. *Who told thee?)* Before Adam had eaten of the fruit of the tree, he was not conscious of what good and evil was; and as God had not hitherto imparted to him the harm and inconsistency of nakedness, He therefore now asked Adam who it was that gave him such information, and immediately suggested the cause of it, when he said, "Hast thou eaten of the tree"?

V. 13. *God said unto the woman, &c.)* The exposition of this verse by Joseph Mede being worthy of perusal, I take the opportunity to insert it as follows: "He from whom no secrets are hidden, He that formed the hearts of men and knows all their works, He that searcheth and trieth the heart and reins, even He will first examine the fact, will hear what miserable man can say for himself, before his sentence shall pass on him; not out of ignorance of what was done; for how should the omniscient God be

۹ (کہاں ہے تو) بشپ پترک صاحب || نے اس مقام پر نہایت عمدہ تقریر لکھی ہے وہ کہتے ہیں کہ "ایسے سوالوں سے جو شخص اُنکو پکارتا ہے اُسکی ناواقفیت نہیں نکلتی بلکہ اُس سے یہہ مقصود ہے کہ مجرم اپنے گناہ پر اقرار کرے جیساکہ باب ۴—۹ سے معلوم ہوتا ہے جہاں پر یہہ بیان ہے کہ تیرا بھائی ہابل کہاں ہے اور جبکہ قاین نے خیرگی سے اُسکا حال بیان کرنے سے انکار کیا تب خدا نے اِس نظر سے کہ یہہ معلوم ہو کہ اُسکو اطلاع کی حاجت نہ تھی فی‌الفور یہہ کہا کہ تیری بھائی کے خون کی آواز زمین میں سے مجھسے فریاد کرتی ہے *

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰　　قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

|| تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحه ۱۱

۱۱ (کسنے خبر دی تجھکو) یعنی اُس درخت کا پھل کھانے سے پہلے انسان خیروشر سے واقف نہ تھا اور خدا نے ننگے ہونے کی برائی اُسکو بتائی نہ تھی اسلیئے خداتعالی نے پوچھا کہ کسنے تجھکو خبر دی کہ تو ننگا ہے کیا اِس درخت علم خیروشر میں سے تونے کھا لیا *

۱۳ (اور کہا خداے معبود نے عورت کو) † جوزف میڈ صاحب نے اِس مقام پر نہایت عمدہ تقریر کی ہے وہ کہتے ہیں کہ " وہ جس سے کوئی راز چھپا نہیں ہے جسنے انسان کے دل کو بنایا ہے اور جو کچھہ ہم کرتے ہیں سب جانتا ہے اور دل کو اور اُسکے رجوعات کو ڈھونڈھتا ہے اور آزماتا ہے وہ بھی اول حقیقت کا امتحان کریگا اور جو کچھہ کہ بد بخت انسان اپنے لیئے کہہ سکے اُسکو سنے گا پہلے اِس سے کہ اُسپر حکم جاری کرے اور وہ

† ڈائیلی جلد ۱ صفحه ۱۱

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰
قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۴۵۷۵

ignorant? but out of his wonderful clemency and unspeakable moderation towards *man:* I say, towards man; for as for the serpent we see He vouchsafes not to ask him one question, not to wait for what he could say for himself, but presently without examination proceeds to judgment against himself."

V. 14. *Thou art cursed,)* God cursed the serpent, and awarded a double punishment against him—one that he should move upon his belly—the other that he should eat nothing but the dust. With reference to this subject the Jews and Christians say, that the serpent formerly had no such shape as it now presents, and stood erect. Others say that it had four legs, and resembled the form of a horse or camel; but that being cursed it lost its legs and began since to creep on its belly.

I must say, such suggestions originate merely from the apparent meaning of Scripture words, but contain no truth whatever, as even Scripture allows no such interpretation. The phrase "thou shalt creep on thy belly or eat the dust," implies simply the hatred which the serpent was doomed to meet; since the animal powers in man which are re-

یہہ بات سرگذشت سے ناواقف ہونے کے سبب سے نہیں کریگا کیونکہ ہرشی کا علم رکھنے والا خدا کیونکر ناواقف ہوسکتا ہے بلکہ اپنے عجیب رحم اور اعتدال ناقابل بیان سے جو وہ انسان کي طرف رکہتا ہے اُسکا رحم انسان کي نسبت جو میں کہتا ہوں اُسکي وجہہ یہہ ہے کہ انسان ھي پر وہ یہہ عنایت کرتا ہے کیونکہ سانپ کو ہم دیکھتے ہیں کہ خداے تعالی اُس سے کچھہ بھی نہیں پوچھتا ھے (ھمکو یہہ کہنا چاھیئے کہ بطور عذر سنے کے کچھہ نہیں پوچھتا) اور نہ منتظر اِسبات کا رہتا ھے کہ وہ اپنے حق میں کچھہ عذر کرے بلکہ فی الفور بلا استفسار اُسپر اپنا حکم جاري کرتا ہے *

۱۴ (ملعون ہے تو) خدا تعالی نے سانپ کو ملعون کیا اور تین باتیں اُسکي نسبت فرمائیں ایک یہہ کہ تو پیٹ کے بل چلیگا دوسری یہہ کہ تو خاک کہاوی گا اِسکي نسبت علماء یہودي اور مسیحي یہہ خیال کرتے ہیں کہ پہلے سانپ کي صورت ایسي نہ تھي بلکہ اُسکا سیدھا قد تھا بعضے کہتے ہیں کہ اُسکے چار پاؤں تھے اور گھوڑے یا اونٹ کي مانند تھا لعنت کے سبب اُسکے پاؤں گرپڑے اور پیٹ کے بل چلنے لگا *

مگر یہہ سب باتیں کتاب اقدس کے ظاھري الفاظ کي مناسبت سے بنا لي گئی ہیں ورنہ حقیقت میں کتاب اقدس کي یہہ مراد نہیں ہے اِن الفاظ سے کہ تو پیٹ کے بل چلیگا یا خاک کہاوی گا صرف یہہ مراد ھے کہ تو ذلیل رھیگا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قواے بہیمیہ جو انسان

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

presented under the term Satan or serpent, are treated by us all as very worthless. So abominable and pernicious are their effects, that even men who are immoderately liable to their influence, and in whom they appear in unchecked licentiousness, are despised and held in contempt by all well-conducted and reputable people.

میں هیں اور جنکو شیطان کہا گیا ہے همیشه سبکے نزدیک ذلیل اور خوار هیں یہاں تک که جو لوگ اُن قوا کے مطیع هوتے هیں اور اُسکے جذبات اور اثرات اُن میں ظاهر هوتے هیں وہ بهي عموماً انسان کي تمام نسل کي انکهوں میں ذلیل اور بیقدر هیں *

V. 15. *I will put enmity, &c.*) This is the punishment that God decreed against Satan. Enmity as here spoken of, is not confined only to the woman, but as the woman was the first to fall into temptation, the declaration of it is commenced in her name, although in reality it is extended to all mankind.

۱۵ (دشمني رکهوں گا) یهه تیسري بات ہے جو سانپ یعني شیطان کي نسبت خدا نے فرمائي مگر اس مقام پر جو شیطان کو یهه بات کهي گئي ہے که تجهه میں اور عورت میں دشمني ڈالونگا تو اُس سے کچهه عورت کي خصوصیت دشمني میں مراد نهیں هے بلکه اِس سبب سے که شیطاني وسوسه اول عورت کے دل میں آیا تها دشمني میں بهي عورت کا نام لیا گیا اور حقیقت میں مراد یهه ہے که شیطان اور انسان میں دشمني ڈالونگا *

It must not be thought from the passage in question, that there had hitherto been no malice or jealousy of any kind between man and Satan, and that it only commenced now. No, it existed between them from the very creation of man, otherwise Satan should have had no reason te take it upon himself to deceive man. It is certain and evident enough, that there existed from the very beginning a feeling of hostility and bitter enmity between the spirit of man—the characteristic of humanity—and the animal powers within him represented under the word *Satan*.

اِس مقام سے یهه نه سمجهنا چاهیئے که اب تک شیطان اور انسان میں دشمني نه تهي اِس واقع کے بعد رکهي گئي بلکه انسان کي پیدایش کے وقت سے اُن میں دشمني تهي کیونکه پهلے سے اگر یهه دشمني نهوتي تو شیطان کبهي فریب ندیتا اور یهه بات ظاهر ہے که انسان کي روح میں جسکے سبب انسان انسان کهلاتا ہے اور اُسکے قواے بهیمیه میں جو شیطان کهلاتے هیں ابتدا هي سے عداوت اور مخالفت هے *

—*Bruise,)* Christian Doctors explain this part of the verse with great interest

(وہ تاڑیگا) جس عبري لفظ کا میں نے تاڑیگا ترجمه کیا هے انگریزي مترجموں نے

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۴۵۷۵

آسکا ترجمہ زخمي کریگا یا کچلیگا کیا ھی اگرچہ دونوں ترجموں کا نتیجہ واحد ھی مگر علماے عیسائي اس مقام پر بہت زیادہ غرض سے توجہ کرتے ھیں اور یہاں سے حضرت مسیح علیہ السلام کے ھونے کي بشارت نکالتے ھیں *

to themselves, and assert it to be susceptible of a prophecy in favor of Jesus Christ.

اسمقام پر ایک عبري لفظ ضمیر کا ہے کہ وہ ھو اور ھي دونوں پڑھا جاسکتا ہے پروتسٹنٹ علماء عیسائي آسکو ھو پڑھتے ھیں اور آسکا ترجمہ اسطرح پر کرتے ھیں کہ جس سے وہ ضمیر راجع ھوتي ھی عورت کے تخم کیطرف اور وہ یہہ مراد لیتی ھیں کہ عورت کا تخم شیطان کا سر کچلیگا اور جو کہ حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے صرف عورت سے پیدا ھوئی ھیں اسلیئی آنکو عورت کا تخم قرار دیتی ھیں *

There is a Hebrew word, a pronoun, in the verse, pronouncable either *hoo* or *hiv*. The Protestant commentators adopt the former pronounciation, and interpret it as having reference and being applicable to a woman's seed. Hence they proceed to conclude that the woman's seed will bruise the serpent's head, and seeing Christ to have been born of a woman without a husband, they hold him to be the seed of the woman.

مگر لیٹن† ولگٹ میں اسکا ترجمہ اسکی برخلاف کیا ھے آسمیں اس لفظ کا اسطرح پر ترجمہ کیا ھے جس سے وہ ضمیر راجع ھوتي ھی خود عورت کیطرف یعني وہ عورت تیرا سر کچلیگي اور تمام رومي گرجي اس کام کو یعني گناہ اور شیطان پر فتحیاب ھونیکو حضرت مریم علیہا السلام کیطرف نسبت کرتي ھیں یہاں تک کہ آنہوں نے اپني نماز میں بھی یہہ مضمون داخل کیا ہے اور وہ حضرت مریم کیطرف خطاب کرکر نماز میں یوں کہتي کہ " میں تیرے نہایت پاک قدم کو پوجتا ھوں اور برکت دیتا ھوں جس سے تونے پرانے سانپ کے سر کو زخمي کیا *

However, the Latin Vulgate does not so render the word as the P. Christians do, but does it as follows: "She shalt bruise thy head: as if a woman should do it; and the Papist interpretation of the words therefore ascribes to the Virgin Mary, this great victory and triumph over sin and Satan, and the people of that persuasion are taught to say in their addresses to her: 'I adore and bless thy most holy feet, whereby thou hast bruised the head of the old serpent.'"

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحہ ۱۲

اسبات کا تصفیہ کہ ان دونوں ترجموں میں سے کونسا ترجمہ صحیح ہے نہایت

It is not an easy task to decide which of the above two renderings is right: for

if the pronoun in question be allowed to be in the masculine or neuter gender, the English translation would be correct; and if in the feminine then the Latin would be correct. The forms of masculine and feminine in Hebrew are almost alike in their construction, being distinguished only by certain signs peculiar to each. Therefore if this pronoun be read *hoo*, it would be a masculine pronoun, and if *hiv* a feminine. There is no authority extant in a connected chain, of any verbal or written tradition descending from Moses or Ezra to this effect, whether its correct pronounciation is *hoo* or *hiv*. As the Latin Vulgate is a very ancient translation, it becomes necessary to produce very strong and cogent reasons indeed for setting aside the rendering it gives of terms and expressions which are supposed to be open to doubt.

Christian divines have made it a basis of their faith, that it was the disobedience of Adam and Eve that brought sin upon all mankind; that, therefore, all are guilty; that if their guilt were remitted without an atonement made for it, it would be an act of injustice in God; that if, on the other hand, every man were punished for his sins, it would show a want of mercy in God; that therefore God was pleased as a resource, to promise a saviour, i. e. the sending of Christ; who himself is God, but who was incarnate in the man Jesus (or Christ); and that that saviour is the seed of the woman and not of man. It has been therefore necessary for the Christian doctors to make this pronoun applicable to the seed of the woman:

مشکل کام ہے کیونکہ وہ عبري لفظ اگرضمیر مذکرکي ہو تو انگریزي ترجمہ صحیح ہے اور اگر ضمیر مونث کي ہو تو ولگٹ ترجمہ صحیح ہے عبري زبان میں مذکر اور مونث کي ضمیرکي صورت † ایک سي هی صرف اعراب کا فرق هی اگر یہہ لفظ ہو پڑھاجاوي تو مذکرکي ضمیر هی اور هي پڑھا جاوي تو مونث کي ضمیر ہے اور اب کوئي سند متصل حضرت موسی یا حضرت عزرا تک موجود نہیں هی جس سے متعین کیا جاوي کہ وہ ان دونوں میں سے کونسي ضمیر هی مگر جوکہ ولگٹ ترجمہ نہایت قدیم ترجمہ هی اسلیی اُس ترجمہ کو غلط ٹہرانی کے لیی بہت قوي اور روشن وجہ چاهیئی *

علماء عیسائي نے اس مسئلہ کو ایک اصل اصول اپنے مذهب کا ٹہرا رکھا ہے کہ آدم و حوا کي نافرماني سے تمام انسانوں پر گناہ آیا اسلئی سب آدمي گنہگار هیں پھر اگر آنکی گناہ بغیر کسي بدلے کے معاف هوں تو انصاف کے خلاف ہے اور اگر هر ایک کو آسکي گناہ کي سزا دي جاوے تو رحم کے خلاف ہے اسلیئی آسنی ایک نجات دینے والے کا یعني عیسی مسیح علیہ السلام کے هونیکا وعدہ کیا جو حقیقت میں خود خدا هی اور عیسی مسیح علیہ السلام کي صورت میں ظاهر هوا هی اور وہ نجات دینی والا عورت کا تخم هي نہ مرد کا جو سانپ کے سرکو کچلیگا اسلیئی آنکو ضرور پڑا ہے کہ اس ضمیر کو عورت کے تخم کیطرف

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰
قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

† הוא ضمیر مذکر
הוא ضمیر مونث

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

because if they did not do so, a fundamental doctrine of their faith would be affected.

But according to our belief there arises no inconvenience or misconstruction of any kind, whether the pronoun under consideration be made applicable to the woman herself or to her seed: since, we Mohomedans do not allow this disobedience of Adam to have been a transgression of any holy law, nor do we look upon it as the cause of bringing sin upon the human race. We consider or hold this event as a means only, through which man came to the knowledge of good and evil, and which as a consequence, laid upon him a responsibility as to all his actions, a responsibility which is not found among any other of God's creatures. We maintain, therefore, that whoever leads a virtuous life and piously seeks to obtain the favor of God, shall be rewarded; and whoever goes astray, or does not follow the truth, shall be punished.

The woman or her seed is said in the present verse to bruise the serpent's head merely, because she was the first to have been tempted, and not because any particular individual was meant to do it: since every righteous man devoted to the cause of God, is, in the degree of his piety and grace, to bruise the serpent's head or to beat down and triumph over Satan. Abraham also bruised the Satan's head when his fidelity was tested by the proposed sacrifice of his only and Gen. XXII. 2. beloved son, as a burnt offering. Job was another re-

راجع کریں کیونکہ اگر اسطرف راجع نہو تو یہہ اصول مذہب کا درست نہیں رہتا *

مگر ہم مسلمانوں کے مذہب کي بموجب یہہ ضمیر خواہ عورت کیطرف راجع هو خواہ عورت کے تخم کیطرف دونوں حالت میں کچھہ نقصان نہیں کیونکہ ہم مسلمان آدم وحوا کي اس نافرماني کو شرعي گناہ نہیں سمجھتي اور نہ اس واقعہ کے سبب انسان کي نسل پر گناہ کا آنا ٹھہراتے ھیں بلکہ اس واقعہ کو باعث علم خیر و شر کا انسان کي نسل کے لیئے قرار دیتي ھیں جسکي سبب انسان کي نسل مثل اور حیوانوں کے غیر مکلف نہیں رهي پھر انسان کي نسل میں سے جو کوئي خداتعالی کي هدایت پر چلیگا نجات پاوے گا اور جو کوئي اسکے برخلاف کریگا سزا پاوي گا *

اسمقام پر جو یہہ کہا گیا کہ عورت خواہ عورت کا تخم سانپ کا سر کچلیگا یہہ صرف اسواسطے کہا گیا کہ وہ شیطاني وسوسہ اول عورت هي کے دل میں آیا تھا سانپ کا سر کچلنے کے لیئے کوئي خاص شخص مراد نہیں رکھا گیا ھے بلکہ هرنیک بندہ جو خدا کي هدایتوں پر چلتا ھے بقدر اپني نیکي کے شیطان کا سر کچلتا ھے ابراھیم نے بھي شیطان کا سر کچلا جبکہ اُن سے کہا † گیا کہ اپنے چاھیتے بیٹے کو قرباني کرایوب نے بھي شیطان کا سر کچلا جبکہ وہ امتحان ‡ میں ڈالاگیا اور شیطان نے اُن کے تمام مال اور

† پیدایش ۲۲—۲

‡ ایوب ۲—۱۰

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰ | قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۴۵۷۵

markable instance of a triumphing over Job. II. 10. Satan, or, in other words, bruising the serpent's head, when his faith in God was put to so severe a trial that although he was visited with such grievous calamities as the loss of his children, the loss of his property, and was himself so plagued in his own person that his very existence became a burden and a torment to him; yet in the midst of his stupendous afflictions his faith swerved not, and we are told that he did never sin with his lips. Jesus Christ was also one who subdued Satan, as he resisted, Matt. IV., a temptation that lasted forty days and nights. In like manner, all good and pious men have been from the beginning, and will continue to the end, in proportion to the degree of their excellence, to bruise the serpent's head in fulfilment of the declaration of God.

اولاد اور بدن پر تساط کیا اور آسنے اپنے لبوں سے خطا نکی حضرت مسیح علیہ السلام نے بہی شیطان کا سر کچلا جبکہ وہ § چالیس دن اور رات امتحان میں ڈالی گئے اسیطرح تمام نیک بندی بقدر اپنی نیکی کے شیطان کے سر کو زخمی کرتے آئی ہیں اور آیندہ بہی خدا کے اس وعدہ کے بموجب زخمی کرتے رہیں گے *

§ متی باب ۴

—*Thou shalt bite his heel,)* "That is, thou (Satan) shalt," says Bishop Kidder, "persecute the woman's seed, but thou shalt not be able to destroy."

(اور تو کاٹیگا اسکی ایڑی کو) بشپ کیڈر صاحب ‡‡ اسکے یہہ معنی بیان کرتے ہیں کہ تو (یعنی شیطان) عورت کے تخم کا تعاقب کریگا مگر تو اسکو برباد نکر سکیگا *

‡‡ ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۲

The two parts of this verse, viz, "shalt bruise the head," and "shalt bite the heel" are thus explained by Jewish rabbis: that he (i. e. man) shall put thee (i. e. Satan) in mind of what the latter has done towards the former in the beginning, and the latter shall persevere in his pursuit to the last.

یہودی †† عالم ان دونوں ٹکڑوں کی یعنی سر کچلنے اور ایڑی کاٹنے کی تفسیر صرف اسقدر کرتے ہیں کہ وہ (یعنی انسان) یاد دلاویگا تجہکو (یعنی شیطان کو) جو تونے اسکے ساتہہ بہلی کیا اور تو (یعنی شیطان) ہو کا اسکا نگہبان واسطے اخیر کے *

†† دیکھو تفسیر رشی

And we Mohomedans illustrate the meaning of the aforesaid parts as follows: that Satan will be unshaken to the end in his endeavours to overreach and inveigle man and tempt him to all evil

ہم مسلمان اس ورس کی یوں تفسیر کرتے ہیں کہ شیطان اخیر دنیا تک انسان کے بہکانے اور نافرمانی کرنے میں سعی کرتا رہیگا مگر جو نیک بندہ ہیں وہ اسکا

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۴۰۰۴

قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

and disobedience to God; and that the godly and virtuous will always continue wounding his head, i. e. will not suffer themselves to be overcome by his evil designs. See Soora Hujur, v. 38—43. Holy Koran.

V. 16. *Unto the woman he said,*) That is, God now informed the woman, that by her acquiring a knowledge of good and evil which is not possessed by other animals, she had brought upon herself all the hardships and afflictions that are spoken of in this verse. Consequently we find that other creatures not having a share in such discrimination and sagacity as are enjoyed by mankind, do not undergo so much pain and risk in conception or in bringing forth their young as is the lot of woman.

V. 17—19. *And unto Adam He said,*) God likewise told Adam that his attainment of the knowledge of right and wrong had reduced him to a condition in which he would now be obliged to do all things himself which are necessary to provide for his sustenance in the world; and we see as decreed by God, that man has to eat his bread in "the sweat of his brow" or with much labour and physical toil. God further ordered that he should dwell upon the earth, and in the end return to it again.

V. 21. *did make coats of skin,*) Christian Divines following the literal sense of the words say, that God had himself furnished such dresses to Adam and Eve, and they thence endeavour to trace out the source whence those skins came from. "It is probable" says Bishop Patrick, "that they were the

سر کچلتے رهیں گے اور آسکا غلبه اور آس کا تسلط آنپر نهو گا (دیکھو قران مجید میں سے سورهٔ حجرا آیت ۳۸ لغایت ۴۳ *

۱۶ (عورت کو کها) یعني آس کو جتایا که تو نے جو اِس درخت کا پهل کهایا جس سے تجهکو تمیز اور علم خیر و شر حاصل هوا جو اور حیوانوں کو نهیں هے تو تو آن مصیبتوں میں گرفتار هوئي جو اِس ورس میں مذکور هیں کیونکه هم دیکھتے هیں که اور حیوان جو انسان کي سي عقل وتمیز نهیں رکھتے آن کے اوپر بچه جننے میں وه سختي جو عورت پر هوتي هے نهیں هوتي *

۱۷ لغایت ۱۹ (اور آدم کو کها) یعني آدم کو جتایا که تو نے جو اِس درخت کا پهل کها کر خود اپنے تئیں عالم خیر و شر کا کیا اب تجهکو تمام کام اپني زندگي بسر کرنے کے خود کرنے هونگے زمین پر رهوگے اور اپني محنت سے کهاؤگے اور آسي میں پهر جاؤگے *

۲۱ (اور بنایا خدا نے) علماء عیسائي یهه خیال کرتے هیں که یهه پوشاک آدم وحوا کي خود خدا نے بنائي تهي جیساکه کتاب اقدس کے ظاهري الفاظ سے پایا جاتا هے اور اس پر بحث کرتے هیں که یهه کهالیں کهاں سے آئي تهیں ||بشپ پٹرک صاحب کهتے هیں که " یهه غالب هے که

|| ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۱۳

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

skins of beasts slain in sacrifices which were first instituted in ratification of the gracious covenant just made by God with our first parents; and which was intended the better to represent to them their guilt, and that the promised seed should vanquish the devil, and redeem them by shedding his blood."

وہ آن حیوانوں کي کھالیں تھیں جو آس قرباني میں مارے گئے تھے جو آسوقت میں آس فیاض عہد و پیمان کي مظبوطي کے لیئے قرار پاي تي جو خدا نے ہمارے اول مربیوں سے ابھي کیا اور جس قرباني سے آنہر آن کے جرم کاخیال رکھنے کي غرض تھي اور یہہ ظاہر کرنے کي کہ وعدہ کیا گیا تخم (یعني حضرت مسیح علیہ السلام) اپنا خون بہانے سے شیطان کو مغلوب کرے گا اور آن کو نجات دیگا ●

However we Mohomedans say, that as all the works and actions of man are, whenever they take place, not excluded from the knowledge of God, and that whatever he attempts connot be accomplished save by God's sanction alone, therefore all his acts may indeed, in this sense, be rightly said to be performed on the part of God. Adam was himself to have made the coats for his use, though it is written they were furnished by God: because Adam had now become capable of judging what it was expedient and useful to do, or otherwise; as is proved from the 7th verse where Adam and Eve perceiving themselves naked "sewed fig-leaves together, and made themselves aprons."

مگر ہم مسلمان یہہ کہتے ہیں کہ انسان کا ہر فعل اِس وجہہ سے کہ وہ خدا کے علم سے خارج نہیں ہے اور نیز انسان کے ارادہ پر خود خدا آس فعل کا سرانجام کرنے والا ہے خدا کیطرف منسوب ہوسکتا ہے اسلیئے یہہ پوشاک خود آدم نے اپنی لیئے بنائي تھي گو اسطرح پر تہا گیا ہے کہ خدا نے بنائي اسلیئے کہ اب آدم خود خیروشر کا جاننے والا یعني صاحب عقل ہوچکا تھا جیسا کہ ساتویں ورس میں ہے کہ آنہوں نے اپنے تئیں ننگا جانکر انجیر کے درخت کے پتوں سے اپنے لیئے تہبند بنایا تھا ●

The institution of the offering of sacrifices at that time is not proved from any part of Scripture, and it may therefore be said as a general opinion, that those skins were taken from the beasts, which either perished by death after this event, or which were killed by Adam and Eve to sevre them for food.

آسوقت قرباني کا حکم ہونا کتاب اقدس کے کسي لفظ سے پایا نہیں جاتا اسواسطے ایک عام طور پر خیال ہوسکتا ہے کہ یہہ کھالیں آن جانوروں کي تھیں جو اپني معمولي حالت میں اس واقعہ کے بعد مرے تھے یا خود آدم نے اپني خوراک حاصل کرنے کے لیئے آنکا استعمال کیا تھا ●

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

V. 22. *become as one of us,*—*as one of them*) There occurs in this verse the Hebrew word *mimmanoo,* which is an object of warm debate among the learned Christian doctors. They affirm it to be a pronoun of the first person plural, and accordingly render the verse thus: "and the Lord God said, Behold, the man is become as one of us, to know good and evil." Thus interpreting the original, they openly assert a plurality of persons in God, and argue in support of this conclusion as follows: "That there is certainly no figure of speech that will allow any single person to say *'one of us'*, when he speaks only of himself. It is a phrase that can have no meaning, unless there be more persons than one concerned."

۲۲ (مانند ایک کي آسمیں سے) اِس ورس میں جو عبري یہه لفظ هیں (כְּאַחַד מִמֶּנּוּ) کاحد ممنو اِسپر علماء مسیحي نے بہت بحث کي هے وه کہتے هیں که • منو جمع متکلم مع الغیر کا صیغه هے اور اِس لیئے وه اِس ورس کا ترجمه اِسطرح پر کرتے هیں " اور خداوند خدا نے کہا دیکھو که آدم نیک اور بد کي پہچان میں هم میں سے ایک کي مانند هوگیا " اور جبکه اُنہوں نے اِس ورس کا اسطرح پر ترجمه کیا تو اب وه اِس ورس سے علانیه الهیت میں وجودوں کي تثلیث ثابت کرتے هیں اور کہتے هیں که " † بلاشبهه کوئي ایسا طرز کلام نهیں هے که جس میں کوئي تنها شخص یہه کہه سکے (هم میں سے ایک) یہه ایسا طرز کلام هے جسکے کچهه معني نهیں هوسکتے جب تک که اُس میں ایک شخص سے زیاده شامل نهوں *

We Mohomedans however do not agree with the opinion above advanced by Christians, and we hold that *mimmanoo* is not a pronoun of the first person plural, but, on the contrary, a pronoun of the third person. Its meaning is *out of that or those,* and originally, it was *minhoo,* composed of the two simple words *min* and *hoo.* A *noon* or *n* being added to join them, and *hai* or *h* altered or substituted with a *noon* or *n*; and hence it becomes *minnanoo.* Now, the Letter *noon* or *n* being found thrice repeated in it, the first of them is changed to a *meem* or *m,* according to the rules of the Hebrew Grammar. This *meem* or *m* is so intermixed with the two component parts of the word as to act

مگر هم مسلمان اِسکو تسلیم نهیں کرتے اور یہه بات کہتے هیں که ممنو صیغه جمع متکلم مع الغیر کا نهیں هے بلکه غایب کا صیغه هے اور اُسکے معنی هیں (اُسمیں سے) اصل میں یہه لفظ (مِنْ نهو) تها اور یہه دو لفظ تهے ایک (من) دوسرا (هو) اِن دونوں لفظوں کے بیچمیں ایک اور نون دونوں کے ملانے کو آیا هے جیسیکه عربي زبان میں اسي عبري کے قاعده کے مطابق نون وقایه کا آتا هے بعد اُسکے (هے) نون سے بدلي گئي اور (من ننو) هوگیا اور تین نون ایک کلمه میں جمع هوگئے اسلئے پہلا نون میم سے بدلا گیا اور دوسرا نون تیسرے نون میں ادغام هوگیا اور عبري زبان کے قاعده کے مطابق اُسپر داغش یعني تشدید دي

† ثائیلي جلد ۱ صفحه ۳

as a reciprocal agent or power between them; and the other two *noon* or *n* marked with a *dagish* (or a sign to connect two letters into one body,) become as one. The word so formed is then read *mimmanoo*.

I will now proceed to prove authoritatively, why we hold the word in question to be a pronoun of the third person singular or plural. I must say that *mimmanoo* when written with a *dagish*—a sign above specified—has nowhere been used throughout the whole of the Old Testament, as a pronoun of the first person plural, but, on the contrary, a pronoun of the third person. The references noted in the margin, * where it is used in the sense I affirm, are almost all the instances where it occurs thorughout the Old Testament; and these examples are of such a nature that no person can deny, that the word in question is used all along in these passages as a pronoun of the third person; and although three of them only are such as may leave a scope for dispute, yet by several arguments it could be proved that the propriety of sense in them also requires the use of a pronoun of the third person. It is worthy of consideration, that what is it that entitles us to the privilege of rendering the word under debate in this instance, a pronoun of the first person plural, while we find that in all other instances both prior and subsequent to this, it has almost invariably been used or explained as a pronoun of the third person? We have therefore no doubt in arriving at the conclusion, that the word must represent a pronoun of the third person in this place also.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۳۵۷۵

گئي جو علامت ہے حذف یا ادغام کي اور اسطرح پر یہہ لفظ ممنو ہوگیا *

اب همکو اسبات کي سند بیان کرني چاهیئے که کس وجهه سے هم اس لفظ کو غایب کا صیغه کهتے هیں آسکي سندمیں هم یهه بات کهتے هیں که تمام اربع عسریم میں ممنو کا لفظ جسمیں داغش هو جمع متکلم مع الغیر کے معنونمیں نہیں آیا بلکه غایب کے معنونمیں آیا هی چنانچه غالباً تمام مقامات کتاب هاے اقدس کا حواله جنمیں لفظ ممنو کا معه داغش آیا ہے حاشیه† پر دیئے هیں انمیں سے تمام مقامات ایسی هیں جنمیں کوئي شخص انکار نہیں کرتا که یهه لفظ غایب کا صیغه نہیں ہے صرف تین مقام ایسی هیں جنمیں تکرار هوسکتي ہے مگر بهت سے دلیلیں ایسي هیں جنسے ثابت هوسکتا ہے که آن مقامونمیں بهي وه لفظ غایب کا صیغه ہے غور کرنیکا مقام ہے که ابهي اس مقام سے پیشتر بهي لفظ متعدد جگهه آیا ہے اور سب نے بلااختلاف آسکی معنی غایب کے لیئے هیں پهر کیا وجهه ہے که اسمقام میں آسکی وه معنے چهوڑکر دوسري معنی جمع متکلم مع الغیر کے جو کسي مقام پر نہیں لیئے گئے لیئے جاویں بس کچهه شبهه نہیں ہے که یهه لفظ غایب کا صیغه ہے اور اسکے معنے (آس میں سے) کے هیں *

* Gen.	† پیدایش
II. 17.	۲—۱۷
III. 3.	۳—۳
—11.	—۱۱
—17.	—۱۷
—22.	—۲۲
XXIII. 6.	۲۳—۶
XXVI. 16.	۲۶—۱۶
XLVIII. 19.	۴۸—۱۹
Lev.	احبار
II. 11.	۲—۱۱
III. 14.	۳—۱۴
IV. 19.	۴—۱۹
V. 2.	۵—۲
—3.	—۳
—4.	—۴
VI. 8.	۶—۸
VII. 3.	۷—۳
—14.	—۱۴
—15.	—۱۵
—16.	—۱۶
—18.	—۱۸
VIII. 11.	۸—۱۱
XV. 16.	۱۵—۱۶
Exo.	خروج
I. 9.	۱—۹
IV. 26.	۴—۲۶
V. 8.	۵—۸
X. 26.	۱۰—۲۶
XII. 9.	۱۲—۹
—10.	—۱۰
XIV. 12.	۱۴—۱۲

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵	قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰

† تفسیر رشی

XVI. 16.	۱۶—۱۶
—19.	—۱۹
—20.	—۲۰
—32.	—۳۲
XVII. 6.	۱۷—۶
XIX. 21.	۱۹—۲۱
XXV. 15.	۲۵—۱۵
XXVII. 2.	۲۷—۲
XXX. 2.	۳۰—۲
—19.	—۱۹
—33	—۳۳
XXXVII. 25.	۳۷—۲۵
Exo.	خروج
XXXVIII. 2.	۳۸—۲
XXXIX. 5.	۳۹—۵
Num.	اعداد
XIV. 12.	۱۴—۱۲
XVIII. 26.	۱۸—۲۶
—28.	—۲۸
—29.	—۲۹
—30.	—۳۰
—32.	—۳۲
XXXI. 49.	۳۱—۴۹
Deu.	استثناء
I. 28.	۱—۲۸
II. 36.	۲—۳۶
IV. 2.	۴—۲
IX. 14.	۹—۱۴
XIII. 1.	۱۳—۱
XVIII. 22.	۱۸—۲۲
XX. 19.	۲۰—۱۹
XXII. 3.	۲۲—۳
—8.	—۸
XXVI. 14.	۲۶—۱۴
XXVIII. 31.	۲۸—۳۱
Jer.	یرمیاہ
XX. 10.	۲۰—۱۰
XXX. 21.	۳۰—۲۱
XXXI. 11.	۳۱—۱۱
XXXVIII. 27.	۳۸—۲۷
XLII. 11.	۴۲—۱۱
—16.	—۱۶
Eze.	حزقیل
XV. 3.	۱۵—۳
XXXV. 7.	۳۵—۷
XLVIII. 14.	۴۸—۱۴

Another Hebrew word *kahood* in this verse also deserves our notice. Christians have in their Translations rendered it *one*, while it ought to be translated *single, unique*, or *without a rival*. Its equivalent being *vaheed* in Arabic. The learned Jewish Commentator Onkelos has rendered it *yaheedee*. It has occurred in several passages in Scripture in the meaning ascribed to it by me; two of which I note on the margin. The exact rendering of the verse may then be made thus: "The worshipped God said, behold, the man is become unique, or without an equal among them (i. e. his creatures,) by his possessing a knowledge of good and evil."

Job. XXIII. 13.
Song of Solo. VII. 9.

ایک دوسرا عبری لفظ (کاحد) کا جو اسی ورس میں ہے اسکا بھی ذکر کرنا مناسب ہے اسکا ترجمہ علماء عیسائی نے ایک کیا ہے حالانکہ اسکا ترجمہ یکہ ہونا چاہیئے جسکو عربی میں وحید کہتے ہیں † چنانچہ انقلس نے جو ایک بہت بڑا عالم یہودی زبان کا ہے اسکا ترجمہ یحیدی کیا ہے جو بمعنے وحید کے ہے علاوہ اسکے کتاب اقدس کے چند مقاموں میں اس لفظ کے یہی معنے آئی ہیں جنمیں سے دو مقاموں کا حوالہ حاشیہ پر لکھتے ہیں پس اس تمام گفتگو کے بعد اس ورس کا صحیح ترجمہ جو بالکل عبری لفظوں کے مطابق ہے اسطرح پر پڑھنا چاہیئے (اور کہا خداے معبود نے اب آدم ہوگیا یکہ اُن میں سے (یعنی حیوانوں میں سے) بسبب جاننے بھلائی اور برائی کے ٭

ایوب ۲۳—۱۳
غزل الغزلات ۷—۹

It is to be seen now, that the revealed words in this verse lead us in no way to the inference, that there is a plurality of persons in the Godhead. That He is beyond all doubt single and without an equal in his nature, having no partner, no kind of plurality or division in himself, is what all Scriptures lead us to understand, and also what Abraham, Moses, Jesus, and all other prophets always professed.

اب غور کرو کہ اِن الفاظ سے جو اِس ورس میں الہام کی زبان سے نکلی ہیں کسیطرح الہیت میں وجودوں کی جمعیت پائی نہیں جاتی وہ حقیقت میں ایک ہے کسیطرح اُس میں جمعیت نہیں تمام مقدس کتابیں ہمکو یہی ہدایت کرتی ہیں اور یہی بات ہمکو ابراہیم اور موسی اور عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء بتاتے چلے آئی ہیں ٭

In his Commentary, Rabbi Shumeon thus explains the passage in question, that "God said, behold, man is become without a compeer amongst the lower or creatures, as I am so amongst the higher or heavenly; and the secret of man's being unsurpassed among the

ربی شمعون یہودی عالم نے اسمقام کی تفسیر تفسیر رشی میں یوں لکھی ہے " کہ خدا نے کہا دیکھو وہ یکتا ہے نیچی والوں میں جیساکہ میں یکتا ہوں اوپر والوں میں اور کیا ہے اُسکی یکتائی جاننا نیک و بد کا ٭

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۴۰۰۰	۴۵۷۵

(اور اب شاید بڑھاوے اپنا هاتهه) یهه
بات ظاهر هے که الله تعالی نے آدم کو
زندگي کے درخت کے کهانے سے منع نهیں
کیا تها بلکه صرف نیک وبدکي پهچان کے
درخت کے کهانے ‡ سے منع کیا تها پهر
اس جگهه زندگي کے درخت میں سے
کهالینے کا اندیشه کرنے سے کیا مراد هے *

مگر جان لینا چاهیئے که اِس طرز کلام سے
یهه مراد نهیں هے که درحقیقت خدا کو
اسبات کا کچهه خوف هوا تها کیونکه آسکي
ذات پاک ان خوفوں سے پاک هے بلکه
یهه کلام صرف مطابق محاورہ هماري بول
چال کے وارد هوا هے آدم نے برخلاف
نصیحت خدا تعالی کی ایک درخت
کے پهل کو حاصل کرلیا تها اسلیئے بطور طعنه
کے کها گیا ایسا نهو که دوسري درخت کا پهل
بهي کهالے آسکی یهاں سے نکال دو
حالانکه دوسرے درخت کا پهل کهانا انسان
کي طاقت اور آسکي قدرت سے باهر تها
اور اسیلیئے آسکی کهانے سے ممانعت
کرنے کي حاجت نه تهي *

۲۴ (سامنے جنت عدن کے) علماء
عیسائي اِس مقام کي تفسیر اسطرح پر
لکهتے هیں که " اِس شعله دار تلوار کو یا
جیساکه آسکا ترجمه هوسکے مثلاً تلوار کي
مانندیا نوک دار شعله کو خدا کي موجودگيکا
عموماً نمایاں نشان سمجها جاتا هے شاید
یهه شعله آس شعله سے مشابهه تها جو
حضرت موسی کو جهاڑي میں دکهائي دیا

‡ پیدایش ۲—۱۷

Hos.	هوشیع
X. 5.	۱۰—۵
XIV. 5.	۱۴—۵
Amo.	عاموس
V. 11.	۵—۱۱
Nah.	ناحوم
I. 5.	۱—۵
—6.	—۶
Hab.	حبقوق
I. 7.	۱—۷
—13.	—۱۳
Zec.	ذکریاه
X. 4.	۱۰—۴
Psa.	زبور
II. 3.	۲—۳
XVIII. 9.	۱۸—۹
XXII. 24.	۲۲—۲۴
XXXIII. 8.	۳۳—۸
XXXV. 10.	۳۵—۱۰
LV. 13.	۵۵—۱۳
LXII. 2.	۶۲—۲
—6.	—۶
CIII. 12.	۱۰۳—۱۲
CIX. 17.	۱۰۹—۱۷
Pro.	امثال
XIX. 7.	۱۹—۷
XXII. 15.	۲۲—۱۵
XXVI. 12.	۲۶—۱۲
XXIX. 20.	۲۹—۲۰
Job.	ایوب
XXI. 14.	۲۱—۱۴
XXII. 17.	۲۲—۱۷
XXIII. 15.	۲۳—۱۵
XXXII. 4.	۳۲—۴
Ecc.	واعظ
VI. 2.	۶—۲
—3.	—۳
—10.	—۱۰
Est.	استیر
V. 9.	۵—۹
Dan.	دانیال
VIII. 11.	۸—۱۱
XI. 31.	۱۱—۳۱
Ezr.	عزرا
VIII. 21.	۸—۲۱
X. 14.	۱۰—۱۴

earthly creatures, lies in his knowledge of good and evil which is not possessed by any other species of the latter."

—*And now, lest he put forth, &c.)* It is well known that God had not prohibited Adam from eating of the tree of life, but that what He said had reference to the tree of the knowledge of good and evil. What are we then to understand from the anxiety apparently felt by God as to Adam's possibly attempting to eat also of the tree of life?

But from the words used in the verse it must not be concluded, that God really had any fear whatever in the matter; for He is pure and free from liability to any such feeling. The expression here used therefore proceeded from God in regard to a strict accordance with the idiom and phraseology that we use on similar occasions; and it merely denotes that as Adam had already by violating God's commands eaten of one of the trees, God, with a view to make his contempt, said, he ought to expelled, lest he might not touch the other also. Adam had no power to eat of the tree of life, and it was on this account that God took no heed of even forbidding him to do so.

V. 24. *placed at the east of the garden of Eden, &c.)* The illustration of this passage by Christian Commentators is as follows:—"This flaming sword" says Dr. Hales, "or as it may be rendered by an usual figure of speech, *sword-like or pointed flame,* is generally considered as a sensible symbol of divine Presence, resembling perhaps the flames that appeared to Moses in the

(خروج باب ۳—۲) یا جو بعد ازاں حوار یوں کے سرپر عید نصح کے روز آتشي شعلوں کي مانند ظاهر هوا (اعمال باب ۲—۳) اور قدیم یهودي ترجمه میں اسطرح برهی که وه یهاں پر درمیان دو شان دار فرشتوں کے رکها گیا تها جس سے غالباً سکینه کي مقدم نشاني مقصود تهي اول یهه شعله جنگل میں خیمه عبادت میں اوربعد ازاں سلیمان کے معبد میں تها — ڈاکٹر هیلز *

مگر جو تفسیرکه زیاده تر اسقام سے مناسبت رکهتي هے وه یهه هے که زندگي کے درخت کا رسته بند کرنے سے یهه مقصود هے که اس درخت تک جو حقیقت میں ظهور تها وجوب وجود کا جسکا ذکر هم پهلی کرئی انسان کا پهونچنا ممکن نه تها کیونکه وه ایسي چیز تهي که جو خدا کي ذات کے سوا اور کسي میں هوهي نهیں سکتي اسي بات کو حضرت موسیٰ نے اس تمثیلي طور میں بتایا که هستی مطلق اور وجوب وجود جو خاصه صرف خدا کا هي اسکا رسته شعله دار تلواروں سے بند هے وه کسیطرح انسان کو حاصل نهیں هوسکتا تا که هم اپنے ان خوبیوں پر جو همکو خدا کے فضل سے حاصل هوویں اور نیز اس صفت سے جو معرفت نیک وبد کي همکو حاصل هوئي هے مغرور نهوں اور یهه جانتی رهیں که هم سب فنا هونی والی اور خدا کے سامنی حاضر هونے والی هیں بقاے دایم اور وجوب وجود اسي ذات واحد کو هے جسنی همیں پیدا کیا اور هستي مطلق وهي ایک هی جسنی کها میں هوں اسکی سوا کوئي دوسري

Bush, Exodus III. 2., or that afterwards rested on the heads of the Apostles at the day of the Pentecoost, in the form of "fiery tongues" or "tongue-like flames," Acts II. 3. And it was here placed or stationed between two *cherubims* or glorious angels, according to the ancient Jewish interpretation, furnishing probably the archetype of the Shechinah first in the tabernacle in the wilderness, and afterwards in the Soloman's Temple."

More appropriate to this passage, as I observe, is the explanation that follows: the obstruction made to man in respect of the tree of life, implies that it was inaccessible to man, being in fact an appearance of an eternal existence which was to be possessed by none else but God alone. And it was indeed this fact that Moses designed to impart to us by the allegorical expression he has used, which simply signified, that guarded by flaming swords and consequently beyond the reach of man, an existence such as was everlasting, and perfect, was to be attained by ·iod alone. And by this he meant to inform us that we should not be haughty and proud of any virtue and accomplishments we might acquire through God's blessings, and of the distinguished qualification we already possessed in being able to discriminate between good and evil: since we were all one day to perish and to appear before God to undergo judgment; and that lasting and perfect existence or felicity was limited to Him alone who was our most beneficent Creator, and who is without an

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵	قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۴۰۰۰
I Chro.	۱ تاریخ
XVIII. 4.	۱۸—۴
II Chro.	۲ تاریخ
XII. 12.	۱۲—۱۲
XIII. 19.	۱۳—۱۹
XVIII. 31.	۱۸—۳۱
XXIV. 25.	۲۴—۲۵
XXVIII. 5.	۲۸—۵
XXXV. 22.	۳۵—۲۲
Jud.	قضاة
III. 9.	۳—۹
XI. 24.	۱۱—۲۴
XV. 19.	۱۵—۱۹
XX. 45.	۲۰—۴۵
XXI. 1.	۲۱—۱
I Sam.	۱ سموئیل
III. 18.	۳—۱۸
VII. 8.	۷—۸
IX. 2.	۹—۲
II Sam.	۲ سموئیل
VII. 15.	۷—۱۵
VIII. 4.	۸—۴
XIV. 14.	۱۴—۱۴
XXII. 9.	۲۲—۹
I Kings.	۱ سلاطین
II. 32.	۲—۳۲
XX. 7.	۲۰—۷
—23.	۲۳—
—33.	۳۳—
XXI. 3.	۲۱—۳
II Kings.	۲ سلاطین
III. 26.	۳—۲۶
IV. 39.	۴—۳۹
VI. 1.	۶—۱
Jos.	یوشع
I. 7.	۱—۷
XXII. 17.	۲۲—۱۷
—29.	۲۹—
XXIII. 6.	۲۳—۶
—14.	۱۴—
Isa.	اشعیاء
LIII. 3.	۵۳—۳
LIX. 9.	۵۹—۹
—11.	۱۱—
LXIV. 6.	۶۴—۶

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۵

ہستي نہیں ہے ●

بعض علماء نے زندگي کے درخت سے وہ ہمیشہ کي زندگي مراد لي ہے جو گناہوں سے نجات ہو جانے کے بعد حاصل ہوتي ہے مگر میں جو اسمقام پر یہہ مراد نہیں لیتا اسکا سبب یہہ ہے کہ اسمقام پر اُس رستہ کے کہلنے کي کچہہ توقع نہیں دي گئي ہے پس اگر ہم اس درخت سے وہ مراد لیویں تو ہمکو حیات ابدي کے رستہ کہلنے سے ناامیدي ہوتي ہے حالانکہ یہہ بات صریح غلط ہے کیونکہ خدا کا فضل اسکا مقتضي نہیں ہے کہ اپنے فضل میں داخل ہونے کے رستہ کو کسي وقت میں بند رکہے اُسکے فضل کا رستہ ہروقت کہلا ہوا ہے جسوقت کہ ہم اُسکے فضل سے اُس رستہ کو چلنا چاہیں ●

equal.

Some Christian doctors have understood this tree of life to have been the store of such a life as we might attain after the forgivance of our sins. The reasons for which I differ from them in this opinion are, that I see nothing said here in the form of any hopes left to us as to the opening of the passage of life so obstructed to man. Therefore if we were to admit the tree to have been such a one as is supposed by others, we should as a consequence become quite hopeless and despairing of the opening to us of the path to eternal life. But this can never be so admitted, because God's grace mercy does not require that the doors of eternal life be at any time closed against us; for it is always open to us, provided we humbly seek to penetrate unto it through God's help and assistance, and with due submission to his will and commands.

سطحِ پیدایش　قبل پیدایش
مسیح علیہ　محمد رسول
السلام　الله صلعم
۳۹۹۹　۲۵۷۳

چوتھا باب

CHAPTER IV.

۱ قاین اور هابل کے پیدایش اور اُنکي گذران کے طور اور چلن کا بیان ۸ هابل
کا قتل ۱۱ قاین پر لعنت کیا جانا ۱۷ پہلی شہر کا حنوک کے نام پر تعمیر هونا
۱۹ لامک اور اُسکي جوروُں کا احوال ۱۵ شیث کي پیدایش ۲۶ انوش کي پیدایش

توریت مقدس

GENESIS.

(א) והאדם ידע את־חוה
۱ اور آدم واقف هوا حوا
אשתו ותהר ותלד את־קין ותאמר
اپني عورت سے اور حاملہ هوئي اور جني قاین کو اور بولي
קניתי איש את־יהוה :
لیا میں نے مرد الله سے
(ב) ותסף ללדת את־אחיו את
۲ اور پھر واسطے جننے اُسکی بھائي
הבל ויהי־הבל רעה צאן וקין היה
هابل کے اور تھا هابل چرواها بھیڑوں کا اور قاین تھا
עבד אדמה :
*کمانے † والا زمین کا
(ג) ויהי מקץ ימים ויבא קין
۳ اور هوا گذرنے پر دنوں کے کہ لایا قاین
מפרי האדמה מנחה ליהוה:
پھلوں ‡ سے زمین کے نذر واسطے الله کے
(ד) והבל הביא גם־הוא מבכרות
۴ اور هابل لایا وہ بھي پھلوٹھوں §
צאנו ומחלבהן וישע יהוה אל־הבל
بھیڑوں سے اور اُنکی چربیلوں سے اور متوجهہ || هوا الله طرف هابل
ואל־מנחתו :
اور اسکي نذر کے
(ה) ואל־קין ואל־מנחתו לא שעה
۵ اور طرف قاین کے اور طرف اُسکي نذر کے نہ متوجهہ هوا
ויחר לקין מאד ויפלו פניו :
اور غصہ آیا قاین کو بہت اور * بگاڑا اُسنی اپنا منہہ

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱ لغایت ۵ † واتل علیهم نبأ ابني　† سورۂ مائدۂ آیت ۳۰
اور سنا اُنکو احوال تحقیق آدم کے دو
آدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احد
بیٹوں کا جب نیاز کي دونوں نے کچھہ پھر
هما ولم یتقبل من الاخر
قبول هوئي ایک سے اور نہ قبول هوئي دوسرے سے
‡ وهما اي ابني آدم قابیل وهابیل وان　۳۹۹۸　۲۵۷۳
اور دونوں بیٹی آدم کے قابیل اور هابیل هیں اور　‡ تفسیر کبیر
هابیل کان صاحب الغنم وقابیل کان صاحب
هابیل تھا رکھنے والا بکریوں کا اور قابیل تھا کرنے والا
الزرع فقرب کلو احد منهما قربانا فطلب　† باب ۳ — ۲۳
کھیتي کا پھر لایا هر ایک اُن میں سے قرباني پھر لایا　۹ — ۲۰
هابیل احسن شاة معه وجعلها قربانا وطلب
هابیل اچھي بکري اپنے ساتھہ اور کیا اسکو قرباني اور
قابیل حنطة کانت معه فجعلها قربانا ثم تقرب　‡ احبار ۱۸ — ۱۲
لایا قابیل گیہوں جو تھے اُسکے ساتھہ پھر کیا اُنکو نذر
کلواحد بقربانه الی الله فنزلت نار من السماء　§ اعداد ۱۸ — ۱۷
پھر قبول هونا چاها هر ایک نے اپني قرباني کا　امثال ۳ — ۹
فاحتملت قربان هابیل ولم یحتمل قربان　|| نامہ عبرانیاں ۱۱ — ۴
خدا سے پھر اوترې آگ آسمان سے پھر اوٹھا لیگئی●
قابیل فعلم قابیل ان الله قبل قربان اخیه
قرباني هابیل کي اور نہ اوٹھائي نذر قابیل کي پس
ولم یتقبل قربانه فحسده و قصد قتله
جانا قابیل نے بیشک الله نے قبول کي قرباني
میرے بھائي کي اور نہ قبول کي نذر اُسکي پھر
حسد کي اسنی اور ارادہ کیا اسکی قتل کا　* باب ۳۱ — ۲

1—5. Relate unto them also the history of the two sons of Adam, with truth. When they offered their offering, and it was accepted from one of them, and was not accepted from the other.—Soora Maidah, v. 30.

The sons of Adam were Cain and Abel, the latter was a shepherd, and the former a farmer. Each of them presented their respective offerings. Abel provided for his offering the best goat he could find in his herd: and Cain did a quantity of wheat that his farms produced; and each of them afterwards prayed to God for his acceptance of their offerings. A fire then descended from heaven and carried up the offering of Abel, but not that of Cain. By which Cain concluded, God had certainly accepted the offering of his brother, but not his own. This further led him to be envious of his brother Abel and subsequently to slay him.—Tufseer Kabeer.

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ٣٩٩٨　　قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ٣٥٧٣

1 And Adam knew Eve his wife; and she conceived, and bare Cain, and said, I have gotten a man from the Lord.

2 And she again bare his brother * Abel. And Abel was † a keeper of sheep, but Cain was a tiller of the ground.

* Heb. *Hebel.*
† Heb. *a feeder.*

3 And ‡ in process of time it came to pass, that Cain brought of the fruit of the ground an offering unto the Lord.

‡ Heb. *at the end of days.*

4 And Abel, he also brought of the firstlings of his * flock and of the fat thereof. And the Lord had respect unto Abel and to his offering:

* Heb. *Sheep, or goats.*

5 But unto Cain and to his offering he had not respect. And Cain was very wroth, and his countenance fell.

GENESIS.

6 And the Lord said unto Cain, Why art thou wroth? and why is thy countenance fallen?

7 If thou doest well, shalt thou not ⸸ be accepted? and if thou doest not well, sin lieth at the door. And ‡ unto thee *shall be* his desire, and thou shalt rule over him.

⸸ or, *have the excellency?*
‡ or, *subject unto thee.*

توریت مقدس

(ו) ויאמר יהוה אל-קין למה
٦ اور کہا الله نے قاین کو کسلیئی
חרה לך ולמה נפלו פניך:
غصه آیا تجھکو اور کسلیئی بگڑا تیرا منهه
(ז) הלוא אם-תיטיב שאת ואם
٧ کیا نہیں اگر اچھا کرتا اُوتھا † تا ‡ اور اگر
לא תיטיב לפתח חטאת רבץ
نه اچھا کرے تو دروازه پر گناه بیٹھا هی
ואליך תשוקתו ואתה תמשל-בו:
اور § طرف ‖ تیری، شوق اُسکا اور تو مسلط اُسپر

† انگریزی ترجمه کیا تجکو نظر نہوتا
‡ نامه عبریان ١١ — ۴
§ انگریزی ترجمه تابع تیرے
‖ باب ٣ — ١٦
⸸ (نسخه سامري وسريا و سپٹوایجنٹ وولگٹ) قاین نے کہا اپنے بھائي هابل سے آؤ چلیں میدان میں
عربي سنه ١٨٣١ع وقال قاين لها بيل اخيه لنخرج الى الحقل ولماصار في الحقل
† سورة مائده آیت ٣٠ لغایت ٣٣

توریت مقدس
GENESIS.

(ח) ויאמר קין אל-הבל אחיו
٨ اور کہا ⸸ قاین نے عابل اپنے بھائي کو

مطابقت قران مجید اور حدیث سے
HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

٨ † قال لاقتلنك قال انما يتقبل الله
کہا میں تجکو مارڈالوں گا وه بولا که الله قبول

٣٨٧١　　٣٣٣٦

ויהי בהיותם בשדה ויקם קין אל
اور تهی ساتهه دونوں جنگل میں اور اوٹها قاين طرف
הבל אחיו ויהרגהו׃
هابل اپنے بهائي کے اور مارڈالا اسکو

8 And Cain talked with Abel his brother: and it came to pass, when they were in the field, that Cain rose up against Abel his brother and slew him.

من المتقين لئن بسطت الي يدك لتقتلني
کرتا هے ادب والوں سے اگر تو لهاتهه چلاویگا مجهه پر
ما انا بباسط يدي اليك لاقتلك اني
مارنے کو میں نه هاتهه چلاونگا تجهه پر
اخاف الله رب العلمين اني اريد ان تبوأ
مارنے کو میں ڈرتا هوں الله سے جو صاحب هے
باثمي واثمك فتكون من اصحب النار
سب جهان کا میں چاهتا هوں که تو حاصل کرے میرا
وذلك جزاو الظلمين فطوعت له نفسه
گناه اور اپنا گناه پهر هو دوزخ والوں میں اور
قتل اخيه فقتله فاصبح من الخسرين
یهی هے سزا بے انصافوں کي پهر اسکو راضی کیا
اسکي نفس نے خون پر اپنے بهائي کی پهر اسکو
مارڈالا تو هوگیا زیان والوں میں

8. Cain said to his brother, I will certainly kill thee. Abel answered, God only accepteth the offering of the pious; if thou stretchest forth thy hand against me, to slay me, I will not stretch forth my hand against thee, to slay thee; for I fear God, the Lord of all creatures. I choose that thou shouldst bear my iniquity and thine own iniquity; and that thou become a companion of hell fire: for that is the reward of the unjust. But his soul suffered him to slay his brother, and he slew; wherefore he became of the number of those who perish.—Soora Maidah, v. 30—33.

قبل پيدايش ، قبل پيدايش
مسيح عليه محمد رسول
السلام الله صلعم
۳۸۷۱ ۳۳۳۶

† متى ۲۳ — ۳۵
۱ یوحنا ۳ — ۱۲

تورية مقدس

(ט) ויאמר יהוה אל־קין אי הבל
۹ اور کها الله نے قاين کو کهاں ‡ هی هابل
אחיך ויאמר לא ידעתי השמר
بهائي تیرا اور کها نهیں جانتا § میں کیا نگهبان
אחי אנכי׃
اپنے بهائي کا میں هوں

GENESIS.

9 And the Lord said unto Cain, Where *is* Abel thy brother? And he said I know not: *Am* I my brother's keeper?

‡ زبور ۹ — ۱۲

§ یوحنا ۸ — ۴۴

قبل پيدايش مسيح عليه السلام	قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم
٣٨٧١	٣٣٣٦

10 And he said, What hast thou done? the voice of thy brother's * blood crieth unto me from the ground.

(י) ויאמר מה עשית קול דמי
١٠ اور کہا کیا تونے اواز خون
אחיך צעקים אלי מן האדמה׃
بهائي تيري‌کي چلاتي ‖ هی طرف ميري زمين سے

‖ نامهٔ عبريان ١٢ — ٢٣
مشاعدهٔ ٦ — ١٠
* Heb bloods.

11 And now art thou cursed from the earth, which hath opened her mouth to receive thy brother's blood from thy hand;

(יא) ועתה ארור אתה מן
١١ اور اب , ملعون هی تو
האדמה אשר פצתה את־פיה
زمين سے جسنے کهولا اپنے منهه کو
לקחת את דמי אחיך מידך׃
واسطی لینی خون بهائي تيری کے هاتهه تيرے سے

12 When thou tillest the ground, it shall not henceforth yield unto thee her strength; a fugitive and a vagabond shalt thou be in the earth.

(יב) כי תעבד את האדמה לא
١٢ که تو خدمت کریگا زمين کي پهر نه
תסף תת־כחה לך נע ונד תהיה
ديگي اپني قوت تجکو ڏانوانڏول هوگا تو
בארץ׃
زمين پر

13 And Cain said unto the Lord † My punishment *is* greater than I can bear.

(יג) ויאמר קין אל יהוה גדול
١٣ اور کہا قاين نے الله کو بڑا هی
עוני מנשא׃
گناه ‡ ميرا برداشت سے

† Or, *mine iniquity is greater than that it may be forgiven.*

‡ ترجمه انگريزي ميرے سزا زيادة هے ميري برداشت سے نسخهٔ ترجمه انگريزي ظلم ميرا زيادة هے اُس سے جتنا که معاف هوسکتا هے

14 Behold, thou hast driven me out this day from the face of the earth; and from thy face shall I be hid; and I shall be a fugitive and a vagabond in the earth; and it shall come to pass, *that* every one that findeth me shall slay me.

(יד) הן גרשת אתי היום מעל
١٤ اب * نکالا تونے مجکو آج کے دن اُوپر
פני האדמה ומפניך אסתר והייתי
منهه اس زمين سے اور منهه تيرے † سے چهپونگا ميں اور هونگا
נע ונד בארץ והיה כל מצאי
ميں ڏانواںڏول زمين پر اور هوگا جو ‡ پاويگا مجکو
יהרגני׃
مارڏاليگا مجکو

* ايوب ١٥ — ٢٠ لغايت ٢٣
† زبور ٥١ — ١١
‡ باب ٩ — ٦
اعداد ٣٥ — ١٩، ٢١، ٢٧

15 And the Lord said unto him, Therefore whosoever slayeth Cain, vengeance shall be taken on him sevenfold. And the Lord set a mark upon Cain, lest any finding him should kill him.

(טו) ויאמר לו יהוה לכן כל הרג
١٥ اور کہا اُسکو الله نے ليکن جو مارے
קין שבעתים יקם וישם יהוה לקין
قاين کو سات † گنا بدلا پاوے اور رکها ‡ الله نے واسطے قاين کے
אות לבלתי הכות אתו כל מצאו׃
ايک نشان واسطی نه مارنے کے اُسکو جو پاوے اُسے

† زبور ٧٩ — ١٢
‡ حزقيل ٩ — ٣، ٦

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ٣٨٧١ — قبل پیدایش حضرت رسول الله صلعم ٣٣٣٩

16 And Cain went out from the presence of the LORD, and dwelt in the land of Nod,* on the east of Eden.

(טז) ויצא קין מלפני יהוה וישב
١٦ اور نکلا || قاین سواجهه سے الله کے اور تهرا
בארץ נוד קדמת־עדן׃
بیچ زمین نود کے آگے عدن کے

|| ٢ سلاطین ١٣—٢٣
٢٣ — ٢٠
یرمیاه ٢٣ — ٣٩
٤٢ — ٣

17 And Cain knew his wife; and she conceived, and bare † Enoch: and he builded a city, and called the name of the city, after the name of his son, Enoch.

(יז) וידע קין את אשתו ותהר
١٧ اور واقف هوا قاین اپنی عورت سے اور حامله هوئی
ותלד את־חנוך ויהי בנה עיר
اور جنی حنوک کو اور تها بانی شهر کا
ויקרא שם העיר כשם בנו חנוך׃
اور § پکارا نام اُس شهر کا نام پر اپنے بیٹے حنوک کے

† Heb. *chanoch.*

§ زبور ٣٩ — ١١

18 And unto Enoch was born Irad; and Irad begat Mehujael: and Mehujael begat Methusael: and Methusael begat ‡ Lamech.

(יח) ויולד לחנוך את־עירד ועירד
١٨ اور پیدا هوا حنوک کے ایراد اور ایراد کے
ילד את מחויאל ומחייאל ילד את
پیدا هوا محویائیل اور محویائیل کے پیدا هوا
מתושאל ומתושאל ילד את למך׃
متوشائیل اور متوشائیل کے پیدا هوا لامک

‡ Heb. *Lemech.*

19 And Lamech took unto him two wives: the name of the one was Adah, and the name of the other Zillah.

(יט) ויקח לו למך שתי נשים שם
١٩ اور لیں اپنے لیئی لامک نے دو عورتیں نام
האחת עדה ושם השנית צלה׃
ایک کا عاده اور نام دوسري کا صله

20 And Adah bare Jabal: he was the father of such as dwelt in tents, and *of such as have* cattle.

(כ) ותלד עדה את יבל הוא היה
٢٠ اور جنی عاده یابل کو وه تها
אבי ישב אהל ומקנה׃
باپ رهنی والی خیمه کا اور ریوز کا

21 And his brother's name *was* Jubal: he was the father of all such as handle the harp and organ.

(כא) ושם אחיו יובל הוא היה
٢١ اور نام اُسکی بهائي کا یوبل وه تها
אבי כל תפש כנור ועוגב׃
باپ || تمام بجانے والوں طنبوره اور بانسلي کا

|| نامه رومیان ٣—١١، ١٢

22 And Zillah, she also bare Tubal-cain, an instructor of every artificer in brass and iron: and the sister of Tubal-cain *was* Naamah.

(כב) וצלה גם היא ילדה את
٢٢ اور صله وه بهي جني
תובל קין לטש כל חרש נחשת
تو بل قاین کو اُستاد تمام کاریگر تانبی اور
וברזל ואחות תובל קין נעמה׃
لوهے کا اور بهن توبل‌قاین کي نعمه

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام	قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم
٢٨٧٩	٣٢٢١

23 And Lamech said unto his wives, Adah and Zillah, hear my voice; ye wives of Lamech, hearken unto my speech; for * I have slain a man to my wounding, and a young man to my hurt:

(כג) ויאמר למך לנשיו עדה וצלה
٢٣ اور کہا لمک نے اپنی عورتوں عادہ اور ضلہ کو
שמען קולי נשי למך האזנה אמרתי
سنو بات میری عورتوں لمک کی کان رکھو میری بات پر
כי איש הרגתי לפצעי וילד לחברתי:
کہ مرد‡ مار ڈالا میں نے اپنے زخم سے اور لڑکے کو اپنی ضرب سے

* Or, *would slay a man in my wound, &c.*

‡ ترجمہ انگریزی میں مار ڈالتا

24 If Cain shall be avenged sevenfold, truly Lamech seventy and sevenfold.

(כד) כי שבעתים יקם קין ולמך
٢٤ پس سات گنا بدلا قاین* کا اور لمک کا
שבעים ושבעה:
ستر اور سات

* ورس ١٥

٣٢٢٥	٣٨٧٠

25 And Adam knew his wife again; and she bare a son, and called his name † Seth: For God, *said she*, hath appointed me another seed instead of Abel, whom Cain slew.

(כה) וידע אדם עוד את אשתו
٢٥ اور واقف ہوا آدم پھر اپنی عورت سے
ותלד בן ותקרא את שמו שת כי
اور جنی بیٹا اور پکارا † نام اُسکا شیث کہ
שת לי אלהים זרע אחר תחת
بخشی مجھکو خدا نے نسل دوسری جگہہ
הבל כי הרגו קין:
ہابل کے جسکو مار ڈالا قاین نے

† Heb. *Sheth.*

† باب ٥ — ٣

٣٢٣٠	٣٧١٥

26 And to Seth, to him also there was born a son; and he called his name Enos: then began men ‡ to call upon the name of the Lord.

(כו) ולשת גם הוא ילד בן ויקרא
٢٦ اور شیث اُس کے بھی پیدا ہوا بیٹا اور پکارا
את שמו אנוש אז הוחל לקרא
اُسکا نام انوش اب شروع ہوا لینا
בשם יהוה:
|| نام * اللہ کا

§ باب ٥ — ٦

‡ Or, *to call themselves by the name of the* Lord.

|| ترجمہ انگریزی اب اپنے تئیں خدا پرست پکارنے لگی

NOTES.

V. 1. *and said, I have gotten, &c.)* The comments upon this passage by Christian doctors are as follow: "As the man by the first sentence he uttered after God's promise of a Redeemer, expressed his faith in the promise, and his expectation of life and redemption by the 'Seed of the woman' (Chap. III. 20;) so likewise did the woman herself, in the first speech which is re-

تفسیر

١ (بولی لیا میں نے) علماء عیسائی † اسمقام کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "خدا کے ایک نجات دینے والے کے وعدہ پر جسطرح کہ آدم نے اول ہی کلام سے جو اُسکے منہہ سے نکلا اُس ‡ وعدہ پر اپنا اعتقاد اور بذریعہ تخم عورت کے زندگی اور نجات کی امید ظاہر کی تہی اسیطرح حوا نے بہی اول کلام میں جو اُسکی

* ١ سلاطین ١٨ — ٢٣
زبور ١١٦ — ١٧
یوئیل ٢ — ٣٢
صفنیاہ ٣ — ٩
١ نامہ کرنتھیان ١ — ٢

٣٥٧٣	٣٩٩٩

† ڈایلی جلد ١ صفحہ ١٣
‡ باب ٣ — ٢٠

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۳۹۹۹

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۵۷۳

corded of her, when, upon the birth of Cain, she expressed herself in this manner, "I have gotten a man from the Lord."

The inference aimed at by thus explaining the passage, is to assume that, on the birth of Cain, Eve took him for that Seed of the woman, viz Christ, through which salvation was promised. However, it may justly be said that no words of Scripture tend to lead us to any such meaning or conclusion

We Mohomedans uphold that Christ is, no doubt, a saviour of mankind; as God thus says in the Holy Koran in reference to the subject. "When the angels said, O Mary, verily God sendeth thee good tidings, that thou shalt bear the word proceeding from Himself; his name shall be Christ Jesus, the son of Mary, honorable in this world, and in the world to come, and one of those who approach near to the presence of God"—Soora Al Amran, v. 45. All our Commentators argue from the phrase in this verse of the Koran, viz, "honorable in this world and in the world to come," that Christ's being said to be honorable in this world has reference to his Prophetic mission for which he was delegated upon earth, and his being honorable in the other world signifies the office of saviour which God appointed him to hold in Heaven. Thus, we Mohomedans, beyond all doubt, hold Christ to be a Saviour of mankind, and that those who have followed him, will of course obtain salvation. We likewise consider ourselves also to belong to those parties that have, in true faith,

نسبت لکها ہے ایساهي کیا جبکه قاین کے پیدا هونے پر آسنے یهه کها که میں نے خدا سے ایک آدمي پایا ●

حاصل اِس تقریر کا یهه ہے که جب قاین پیدا هوا تو حوا یهه سمجهي که یهه وهي وعده کیا گیا عورت کا تخم (یعني مسیح) ہے جس کے ذریعه سے خدا نے نجات دینی کا وعده کیا تها مگر یهه بات ظاهر ہے که کتاب اقدس کا کوئي لفظ اس مطلب پر جانیکو همیں اشاره نهیں کرتا ●

هم مسلمان یقین کرتے هیں که بلا شبهه حضرت مسیح علیه السلام شفیع هیں الله تعالے سوره ال عمران میں فرماتا ہے که جب کها فرشتوں نے اي مریم الله تجهکو بشارت دیتا ہے ایک اپنی کلمه کي جسکا نام ہے مسیح عیسے بیٹا مریم کا رویت والا دنیا میں اور اخرت میں اور مقربوں سے " اس ایت میں جو لفظ وجیهاً کا یعني رویت والا ایا ہے آسکي تفسیر میں تمام مفسر لکهتی هیں که رویت والا دنیا میں بسبب نبوت کے اور رویت والا اخرت میں بسبب شفاعت کے پس هم مسلمان حضرت مسیح علیه السلام کے شفیع هونے میں کچهه بهي شبهه نهیں رکهتی اور یقین جانتی هیں که جو لوگ اونپر ایمان لائی وه نجات پاویں گی اور هم مسلمان آنهي لوگونمیں هیں جو سچی

سورة ال عمران ایت ۴۵

اذ قالت الملئكة یمریم ان الله یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسي ابن مریم وجیهاً في الدنیا والاخرة ومن المقربین

بیضاوي

الوجاهة في الدنیا النبوة وفي الاخرة الشفاعة

believed in Christ.‡ But the point here, to be determined is to observe, that whatever inference Christian divines may choose to draw in their illustration of this verse, yet such conclusions cannot possibly be derived from any passage in Scripture.

V. 4. *and the Lord had a respect unto Abel,*) It may be inquired why had Almighty God respect to Abel's offering, and not to that of Cain? This question is thus answered by Bishop Beveridge, who says; "To me the reason seems plainly this, that Cain offered only of the fruit of the ground, which had no respect to Christ, but only to God as the Creator of the world; whereas Abel offered the firstlings of his flock, and the fat thereof; which was a bloody sacrifice, tipifying the death of Christ, 'the Lamb slain from the beginning of the world'; and so exercised his faith in the promised Messiah. And therefore the apostle saith, 'By faith Abel offered unto God a more excellent sacrifice than Cain.' Heb. XI. 4. *By faith;* that is by believing the promise, which God made to mankind in Christ: and manifested his faith by offering such a sacrifice, as represented the death of Christ; by whom therefore his sacrifice was well pleasing and acceptable to God".

قبل پيدايش مسيح عليه السلام	قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم
٣٩٩٩	٣٥٧٣

دل سے حضرت مسيح عليه السلام پر ايمان
لائی هيں مگر صرف يهه گفتگو هے كه
اسمقام ميں جو مطلب علماء مسيحي بيان
كرتے هيں اُس مطلب پر كتاب اقدس كا
كوئي لفظ اشارہ نهيں كرتا •

٣٨٧١	٣٣٣٦

٤ (اور متوجهه هوا الله طرف هابل
كے) اس بات پر گفتگو هے كه خدا هابل
كي نذر پر كيوں متوجهه هوا اور قاين كي
نذر پر كيوں نه متوجهه هوا بشپ بيورج
صاحب ‡ بيان كرتے هيں كه مجهكو صاف
يهه وجهه معلوم هوتي هے كه قاين نے صرف
زمين كي پيداوار نذر كي تهي جس سے
حضرت مسيح عليه السلام كيطرف كچهه بهي
اشارہ نهيں پايا جاتا تها بلكه صرف خدا
هي كي طرف اسطرح اشارہ تها كه وہ
پيدا كنندہ دنيا كا هے اور هابل نے اپنے
ريوڑ كے پهلونٹوں كو اور اُنميں سے چربيلوں
كو نذر كيا تها جو ايك خونريز قرباني تهي
جس سے حضرت مسيح عليه السلام كي
قرباني هونيكي علامت نكلتي تهي "
جنكو شروع دنيا سے قرباني كي بهيڑ كها
گيا هے " اور اسطرح كي نذر كرنے سے هابل
نے مسيح موعود كي طرف اپنا اعتقاد
ازروی عمل كے دكهايا اسليئے § حواري نے
كها كه اعتقاد سے هابل نے به نسبت قاين
كے بهت زيادہ عمدہ قرباني پيش كي
يعني اُس وعدہ كا جو خدا نے مسيح
عليه السلام كي نسبت انسان سے كيا تها
يقين كيا اور ايسي قرباني كرنے سے اپنا
اعتقاد ظاهر كيا جس ميں حضرت مسيح
عليه السلام كي قرباني كي نشاني ظاهر
تهي جنكے سبب سے اُسكي قرباني خدا
كے نزديك زيادہ پسنديدہ اور مقبول هوئي •

‡ تفسير ڈائيلي جلد ١

§ نامه عبرانيان ١١ — ٤

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ٣٨٧١ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ٣٣٣٦

It is further so said on the subject by D'Oyly and Mant in their Commentary on the Holy Bible, that "it is not improbable (and it seems to be suggested in the history itself) that there was a main difference in this; namely, that Cain offered the vile and refuse, and Abel the most precious part of his treasures. Thus it is said of the one that he, 'brought (barley) out of the fruit of the ground;' and of the other, that he 'brought *the firstlings* of his flock, and *of the fat* thereof.' If this were truly the case, the sacrifice of Abel was therefore more acceptable than Cain's, because it expressed a more grateful sense of the Divine goodness."

تفسیر ڈائیلی میں لکھا ہے کہ " یہہ بات غالب ہے اور اُسکی گواہی خود کتاب مقدس سے بھی ہوتی ہے کہ ان نذروں میں بڑا فرق تھا یعنی قاین نے اپنے مال میں سے خراب اور نکمی اور ہابل نے نہایت عمدہ چیز نذر کی اسلیئے اُن میں سے ایک کے حقمیں بغیر کسی تعریف کے کہا گیا ہے کہ اُسنے زمین کی پیداوار نذر کی اور دوسرے کی نسبت کہا گیا کہ اپنے ریوڑ میں کے پہلونٹوں کو اور اُن میں سے چربیلوں کو نذر لایا اگر یہہ بات اسی طرح ہوتی تو اسلیئے قربانی ہابل کی بہ نسبت قربانی قاین کی زیادہ پسندیدہ اور مقبول ہوئی کیونکہ اُس میں خدا تعالیٰ کی عنایت کی زیادہ گرم احسانمندی پائی جاتی تھی *

The same Commentators in their comment on the subject, also quote the following passage from Bishop Conybeare, that "probably the general course of Cain's life was vicious and immoral, and the very offering up of his sacrifice was not attended with that devotion which was necessary. The conjecture proposed may receive some confirmation from observing what the Apostle to the Hebrews tells us, (Heb. XI. 4.) 'By faith Abel offered unto God a more excellent sacrifice than Cain; by which he obtained witness that he was righteous, God testifying of his gifts.' And St. John more fully declares, (I John III. 12.) that Cain 'was of that wicked one and slew his brother. And wherefore slew he him? Because his own works were evil, and his brother's righteous.'"

اِس تقریر پر بشپ کانی بیر صاحب کا قول زیادہ کیا ہے کہ " غالباً قاین کی زندگی کا عام طریقہ برا اور بدخلق تھا اور اُسکی قربانی نذر کرنے میں جسقدر کہ جان نثاری اور انکسار ہونا چاہیئے تھا اُسقدر اُسمیں نہ تھا یہہ رای جو ہمنے دی اُسکو حواری کے اُس کلام سے جو اُسنے نامہ عبرانیاں میں کہا † ہے کسیقدر استحکام ہوتا ہے کہ " ایمان سے ہابل نے قاین سے بہتر قربانی خدا کو گذرانی جس سے گواہی پائی کہ وہ نیک ہے کہ خدانے اُسکی قربانیوں پر گواہی دی " اور سینٹ یوحنا نے زیادہ خوبی سے کہا ‡ ہے کہ " قاین کی مانند نہ ہووین جو اُس خبیث سے ہوا اور اپنے بھائی کو قتل کیا اور اُسنے اُسی کیوں قتل کیا اسواسطی کہ اسکے کام بری تھی اور اُسکے بھائی کے کام نیک تھے *

† نامہ عبرانیان ١١ — ٤

‡ ١ یوحنا ٣ — ١٢

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۳۸۷۱
قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۴۴۳۶

We Mohomedans concur in the opinion advanced by Bishop Conybeare; for, the reason to which we assign the acceptance of Abel's offering by God, lay in the spiritual virtue that he possessed. It is stated in the Tufseer Kabeer that the reason for which only one of these offerings was acceptable to God, is that the approbation of our virtuous acts by God depends on the purity of our heart. Further it is thus stated about Abel's offering in the Holy Koran, "that God only accepteth the offering of the pious," and in another place in the Koran God says, that "the flesh of sacrifices is not accepted of God, nor their blood; but your piety is accepted of Him." These authorities quoted by me from our own books as well as from the works of Christian Divines are sufficient to prove that it was due to Abel's piety and purity of heart, that his offering was accepted.

هم مسلمان بشپ کانی بیئر صاحب کے قول سے متفق هیں کیونکہ همارا یہہ مذهب هے کہ هابل کی قربانی صرف بسبب اسکے روحانی نیکی کے مقبول هوئی تهی تفسیر کبیر میں لکها هے" کہ دونوں قربانیوں میں سے جو ایک مقبول هوئی اور دوسری نامقبول هوئی اسکا سبب یہہ هے کہ روحانی نیکی اعمال کے قبول هونے میں شرط هے' اور قرآن مجید میں هابل کی قربانی کی نسبت صاف آیا هے "کہ † الله انهیں کی قربانی قبول کرتا هے جو روحانی نیکی رکهتی هیں" اور دوسری جگہہ قرآن مجید میں قربانی کی حق میں اللهتعالی نے صاف صاف فرمایا هے "کہ نهیں پهونچتے الله کو انکے گوشت نہ انکے خون اور پهونچتی هے اسکو تمهاری دلکی نیکی پس ان دلیلوں سے ثابت هے کہ صرف روحانی نیکی کے سبب خدا نے هابل کی قربانی کو قبول فرمایا تها ٭

تفسیر کبیر
انما صار احد القربانین مقبولاً والاخر مردوداً لان حصول التقوی شرط فی قبول الاعمال

سورة الحج ایت ۳۷
لن ینال الله لحومها ولا دماؤها ولکن ینالہ التقوے منکم

† سورۃ مائدہ آیت ۳۰

"It is probable" says Bishop Patrick, "that God testified his acceptance of Abel's sacrifice by fire coming from heaven; traces of which we meet with in Gen. XV. 17., and very many examples of it in aftertimes: when Moses offered the first great burnt offerings

بشپ پیٹرک صاحب فرماتے هیں کہ' خداتعالی نے هابل کی قربانی بذریعہ آگ کے قبول کی تهی جو اسمان پر سے ائی تهی جس آگ کے اثار هم کتاب پیدایش ‡ میں پاتے هیں اور بهت سی اور مثالیں اسکی ایام آیندہ میں ملتی

‡ پیدایش ۱۵ — ۱۷

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۳۸۷۱
قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۴۴۶

‡ احبار ۹ — ۲۴
§ قضات ۶ — ۱
|| ۱ تاریخ ۲۱ — ۲۶
† ۲ تاریخ ۷ — ۱
‡ ۱ سلطین ۱۸ — ۳۸

§ زبور ۲۰ — ۳

|| دیکھو تفسیر رشي

according to the Law, Lev. IX. 24; when Gideon offered upon the rock, Judg. VI. 1.; when David stayed the plague, I Chron. XXI. 26.; and Solomon consecrated the Temple, II Chron. VII. 1; and when Elijah contended with the worshippers of Baal, I Kings XVIII. 38. &c. Whence the Israelities wishing all prosperity to their king, pray that God would "accept" (in the Hebrew, *turn in ashes*). "his burnt sacrifice." Psalm XX. 3.

جیں مثلاً جبکہ اولاً حضرت ‡ موسی نے بموجب شریعت کے بڑي قربانیاں سوختنی نذر کیں اور جبکہ گدعون § نے پہاڑ پر نذر دي اور جبکہ || حضرت داؤد نے وبا کو دور کیا اور جبکہ † حضرت سلیمان نے معبد کو خدا کے نام سے مخصوص کیا اور جبکہ ‡ ایلیاہ نے بعل کے پوجنی والوں کو سرزنش کي اس سبب سے بني اسرائیل اپنے بادشاہ کي ہر طرح کي اقبال مندي کي خواہش مند ہوکر یہہ دعا مانگا کرتے ہیں۔ کہ خداتعالی قبول کرے عبري § میں ہے کہ خاک کردے آسکي قربانيِ سوختني کو۔

It is likewise believed by the Jews that a fire from heaven descended to convey up the sacrifice; and we Mohomedans also hold the case to have been so, that is, the accepted offering was indeed taken up by some heavenly fire that appeared on the earth for the purpose. It is written in the Tufseer Kabeer, that several Commentators have affirmed as their opinion and belief, that the sacrifice or offering's being swallowed by a celestial fire was characteristic of or indicated, its acceptance by God. According to the same Commentary, some have been of opinion that, as there were at that time none who were poor or needy to whom the offering made in the name of God could have been given, it was consequently devoured by a fire from heaven.

علماء || یہود بھي اسي بات کے قایل ہیں کہ آگ اسمان پر سے آتري تھي اور قرباني کو لیجاتے تھی ہم مسلمان بھي اسي بات کے قایل ہیں کہ اُس زمانہ میں جسکي قرباني قبول ہوتي اُس قربانیکو اسمان پرسے آگ ان کر جلا دیتے تھے تفسیر کبیر میں ہے کہ اکثر مسفرونکا یہہ قول ہے کہ آگ کا کہا لینا قرباني قبول ہونے کي نشاني تھي اور یہہ بھي کہا گیا ہے کہ اُس زمانہ میں کوئي محتاج نہ تھا کہ جو چیز خدا کي نذر کي ہے وہ اُسکو دي جاوے اسلیئے آگ آسمان پر سے آترتي تھي اور قرباني کو کہا لیتے تھے۔

تفسیرکبیر
قیل کانت علامة القبول ان تاکله النار وهوقول اکثر المفسرین وقیل ماکان في تلك الوقت فقیر یدفع الله ماتقرب به الي الله فکانت النار ینزل من السماء فتاکله

V. 8. *and Cain talked &c.)* Nothing is said of the nature of the con-

۸ (اور کہا قاین نے) اِس ورس میں یہہ بات نہیں بیان ہوئي کہ قاین نے ہابل

versation in this verse, which is barely stated to have taken place between Cain and Abel on this occasion. This omission suggests to the mind that it was left to the reader's own judgment to find it out, when he reads the subsequent events that happened. But in our Holy Koran God has been pleased to reveal the subject of this conversation, which is as follows: "Cain said to his brother, I will certainly kill thee. Abel answered, God only accepteth the offering of the pious. If thou stretchest forth thy hand against me, to slay me, I will not stretch forth my hand against thee, to slay thee; for I fear God, the Lord of all creatures. I choose that thou shouldst bear my iniquity, and thine own iniquity; and that thou become a companion of hell-fire; for that is the reward of the unjust."

A various reading of which this verse admits, is thus stated by Mr. Horne in his Introduction, &c:—*and Cain said unto Abel his brother, let us go down into the plain.* "It may be," he further remarks, "satisfactory to the reader to know, that this disputed verse is to be found in the Samaritan, Syriac, Septuagint, and Vulgate versions, printed in Bishop Walton's Polyglott. Dr. Buchanan found the very first emendation of the Hebrew text proposed by Dr. Kennicott, which doubtless is the true reading."

V. 11. "I (God) pass a sentence" says Bishop Patrick, "upon thee of perpetual banishment from this country,

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۳۸۷۱

قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۴۴۴۶

کو کیا کہا ظاهراً قرینۂ مقام پر چھوڑا گیا
مگر خدا تعالی نے قرآن مجید میں بتادیا
کہ قاین نے یہہ کہا کہ میں تجھے مارڈالونگا
هابل نے کہا اللہ تو انهي کي قرباني قبول
کرتا ہے جو روحاني نیکي رکهتے هیں اگر
تو هاتهہ چلاوے گا مجهہ پر مارنے کو میں
نہ هاتهہ چلاؤں گا تجهہ پر مارنے تو میں
ڈرتا هوں اللہ سے جو صاحب ہے سب
جہان کا میں چاهتا هوں کہ تو حاصل کرے
میرا گناہ اور اپنا گناہ پهر هو دوزخ والونمیں
اور یہي ہے سزا بے انصافوں کي *

اس ورس میں جو اختلاف عبارت ہے
آسکو هارن صاحب نے اپنے † انٹروڈکشن میں
اسطرح پر لکہا ہے کہ " قاین نے کہا اپنے
بهائي هابل سے آؤ چلیں میداں میں
اسکے بعد وہ لکہتے هیں کہ یہہ بات جاننے
پڑهنے والے کو اچهي هوگي کہ یہہ اختلاف
عبارت آن سامري اور سریا اور سپٹواجنٹ
اور ولگٹ ترجموں میں پایا جاتا ہے جو
بشپ والٹن صاحب کے پالي گلاٹ میں
چهپي هیں ڈاکٹر بکنن صاحب کہتے هیں
کہ ڈاکٹر کنی کٹ صاحب نے تجویز کي
کہ عبري متن کي اصلاح کي جاوے
کیونکہ بلاشبہہ یہہ صحیح عبارت ہے *

† هارن صاحب کا انٹرو ڈکشن جلد ۲ صفحہ ۱۹۰

۱۱ (ملعوں ہے تو زمیں سے) بشپ
پٹرک صاحب اسکي تفسیر میں لکہتے هیں
کہ " خدا یوں کہتا ہے کہ میں تجهہ پر

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۳۸۷۱

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۴۴۶

اِس ملک سے ہمیشہ کي جلاوطني کا فتوی دیتا ہوں جسنے تیری بھائي کا خون پیا ہے ۰ اُسوقت تک آدم اور اُسکي اولاد باہم رہتے تہے مگر اب قاین ایک ایسي ولایت میں جلاوطن کیا گیا جو اُسکے باپ کي ریاست واقع ہمسایہ جنت سے بہت دور تہي *

which hath drunk in the blood of thy brother. Hitherto Ádam and his children had lived together: but now Cain was banished into a region, far off from his father, who dwelt in the neighbourhood of paradise.

۱۵ (سات گنا) بشپ پٹرک صاحب فرماتے ہیں کہ سات کا عدد ایک غیرمقرر مگر بڑي شمار کي نشاني ہے جس سے یہہ مراد نکلتي ہے کہ اُس پر بہت سزائیں عاید ہونگي ؛ خدا نے ارادہ کیا کہ قاین کي زندگي کو بطور مثال اُس کے انتقام کے ایک بدبخت حالت میں طول دی تاکہ اور لوگ اسطرح کے گناہ سے باز رہیں *

V. 15. *Sevenfold,*) "The number seven" says Bishop Patrick, "is an indication of an indeterminate, but great number."

ہم مسلمانوں کے نزدیک بھي یہي بات ہے کہ ایسے مقام پر جو عدد بیان کیا جاتا ہے اُس سے حقیقي شمار مراد نہیں ہوتي بلکہ کثرت کے معنے لیئے جاتے ہیں اور ہم مسلمان اتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ اس کام کے لیئے سات ہي کے عدد کي کچھہ خصوصیت نہیں سمجھتے بلکہ ساٹھہ کا اور ستر کا اور اور عدد بھي اِس کام کے لیئے مستعمل ہوتے ہیں صرف قرینہ مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حقیقت میں شمار مراد ہے یا کثرت اور یہہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اِس قسم کے اعداد سے ایسي مراد لینے میں ہم مسلمان اور عیسائي دونوں متفق ہیں *

Holding a similar opinion, we Mohomedans may observe, that of course on such occasions as these the statement made of the quantity in number, implies a multiplicity or a great proportion; and that the number used for this purpose is not confined to seven only, but that also the number sixty or seventy, or any other number, is likewise adopted to express the greatest quantity or number of a thing. That a number has been used to represent a large quantity or multitude in one instance, and the same number in another, may be learned from the circumstances alluded to in an expression or speech. It must be remembered that here it is shown that we and Christians agree in the adoption of the sense of the numbers used on such occasions.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۳۸۷۱
قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۳۳۶

—*and the Lord set a mark, &c.*) Christian Divines are not unanimous in their speculations as to what this mark was. "Probably Cain's countenance" says Bishop Conybeare, "became horrible as the effect of his inwardly horror." And the Seventy say: God revealed this his will by a miracle, that whoever met should not kill Cain.

(نشان لگایا) عیسائي مفسر اسبات میں متفق نہیں ہیں کہ وہ نشان جو قاین کو دیا گیا تھا وہ کیا نشان تھا بشپ کانی بیئر صاحب کہتے ہیں کہ غالباً بسبب اندرونی خوف کے اسکي صورت ڈراونی ہوگئي تھي اور بلحاظ ترجمہ سپٹواجنٹ کے یہہ کہنا چاهیئے کہ یہہ بات بطور ایک معجزہ کے تھي کہ جو کوئي قاین سے ملے اسکو قتل نکرے ●

We find it stated in some of our Books that after killing Abel, Cain became black. But this is not founded on any reasonable grounds or authority whatever.

هم مسلمانوں کي کتابوں میں بلحاظ اس نشان کے یہہ لکھا ہے کہ قاین هابل کے قتل کے بعد سیاہ پڑگیا تھا مگر کوئي معتبر سند اس بیان کے لیئے نہیں ہے ●

تفسیر کبیر
روي انه لماقتله اسود جسده وکان ابیض

The Rabbis say that God had imprinted one of the letters which occur in Cain's name, on his forehead. This opinion seems most to accord with the words of Scripture, and if it be admitted as correct it may be well inferred, that it was an ancient custom to prick or tattoo some prominent and distinguishing mark upon the forehead of criminals.

علماء † یہود کہتے ہیں کہ خدا تعالی نے قاین کي پیشاني میں اسکي نام کے حرفوں میں سے ایک حرف کا نشان کردیا تھا یہہ راے کتاب اقدس کے الفاظ سے نہایت مطابقت رکھتي ہے اور اگر صحیح مانی جاوی تو کہا جاسکتا ہے کہ مجرم کي پیشانی گودني بہت پراني رسم سزا دینے کي ہے ●

† دیکھو تفسیر رشي

V. 16. *from the presence of the Lord,*) "It is the opinion," says Bishop Patrick, "of many Commentators that there was a Divine Glory called by the Jews the *Schechinah*, which appeared from the beginning: the sight of which Cain never after this time enjoyed, but was banished from it. And God withdrawing his gracious presence from him, he was also forsaken by God, and put out of his special protection."

۱۶ (خدا کے حضور سے) بشپ پٹرک صاحب کہتے ہیں کہ ,, بہت سے مفسروں کي یہہ راے ہے کہ ایک جلوہ الهي تھا جسکو یہودي (שכינה) سکینہ کہتے تھے اور یہہ شروع سے ظہور کرتا تھا اس جلوہ الهي کو اسوقت کے بعد قاین کبھي نديکھہ سکا بلکہ اس سے خارج ہوگیا اور جو کہ خدا تعالی نے اپنے فیاض حضور کو اس سے هٹا لیا اسیطرح اسنے اس سے کنارہ کیا اور اپني خاص حفاظت

قبل پیدایش مسیح علیه السلم	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۳۸۷۱	۴۳۳۶

ے آسی محروم کیا •

(زمیں نود) جسکے معنے هیں زمیں جلا وطني کے ڈاکٹر هیلز صاحب کهتی هیں که زمیں نود کو شرقي اهل جغرافیه بمت ولایت سسیانه یا کوسستان عموماً شمار کرتي هیں اور بعض اهل جغرافیه کهتی هیں که یهه زمیں پارتهیا کي تهي جو ایران کے شمال پر ایک ملک هے مگر جبکه عدن سے ایک ملک مراد لیا جاوے جو آدم کو رهنی کو دیا گیا تها جسکي تفصیل باب اول میں بیان هوئي هے تو زمیں نود کي بموجب اشارہ کتاب اقدس کے زمیں فارس کي قرار باتي هے اور اسکے صحت پر هماری هاں کي کتابوں کے بموجب ایک یهه دلیل بهي لائي جاسکتي هے که قاین نے بعد اس واقعه کے آگ کي پرستش اختیار کي جو ایک قدیم پرستش اهل فارس کي هے اسلیئے میں زمیں نود کو زمیں فارس کي کهتاهوں تفسیر کبیر میں لکها هے که "جب قابیل نے اپنے بهائي کو مارڈالا تو وہ بهاگ گیا عدن کیطرف زمین یمن سے پهر آیا آسکي پاس شیطان اور کها که هابیل کي قربانی جو آگ کها گئي اسکا سبب یهه تها که وہ آگ کي خدمت اور پرستش کرتا تها پهر اگر توبهي آگ کي پرستش کری تو مطلب حاصل

تفسیر کبیر

قیل انه قابیل لما قتل اخاه هرب الی العدن من ارض الیمن فاتاه ابلیس وقال لما اکلت النار قربان هابیل لانه کان یخدم النار ویعبدها فان عبدت النار ایضاً حصل المقصود فبنی بیت نار وهو اول من عبد النار

—*the Land of Nod,*) That is, the land of exile. "It is generally reckoned" says Dr. Hales, "by the oriental Geographers to have been the low country of Susiana or Chusistan." Some Geographers assert it to have been the land of Parthia, a country to the north of Persia. But if Eden be admitted to have comprised a large region appointed for Adam to dwell in, of which I have treated in detail in the First Chapter, the land of Nod would then, under the warranty of Scripture, lie in Persia; and in support of this notion an authority could also be brought forward from our Books, wherein it is said that after murdering Abel, Cain had abandoned himself to the worship of fire, which was anciently an object of adoration among the Persians. Whence I am perhaps not unreasonably induced to hold the land of Nod, to which Cain was banished, to have been situated in Persia. It is written in the Tufseer Kabeer that after Cain had killed his brother Abel, he fled away from the land of Yamun to Eden, (which seems to be an error, perhaps occasioned by the transcriber of the manuscript in my possession;) and there he was afterwards visited and told by Satan that the cause of his brother Abel's offering or sacrifice being swallowed up by fire, was that his brother worshipped the fire; and that if he (Caiṇ) were in like manner to worship it, he would have the same success as his brother. Cain then built a temple and dedicated it to the adoration of fire; and thus he was

the first who introduced that system of worship.

V. 17. *Enoch,)* It is the name of the first city mentioned in Holy Writ. Those who suppose the land of Nod to have been situated in Susiana, have noticed the traces of the name of this city of Enoch in that of Anuchtha, a city which Ptolemy places hereabouts, in Susiana.

V. 20. *he was the father,)* "The Hebrews" says Bishop Patrick, "call him the father of anything, who was the first inventor of it, or a most excellent master of that art."

V. 22. *Naamah,)* This was the sister of Tubul-Cain. No particular reason can evidently, under the guidance of Holy Writ, be determined upon, for which her name has been here mentioned. However, the Rabbis represent that she was subsequently married to Noah. If this assertion be received as right, it will be the only reason that can be assigned for her name being recorded in Scripture.

V. 23. *Lamech said,)* What the Christian doctors say in the illustration of this verse, is as follows:—"The occasion of this speech of Lamech's not being revealed, it can not be reasonably expected any man should positively determine the full sense of it." However, some have still ventured to observe, that the words used in this verse, were uttered by Lamech to convey to men an idea of the pride and ostentatious boasting which he was addicted to. Others say that some one of Lamech's sons having

ھوبھرقابیل نے ایک آتشکدہ بنایا اوروہ پہلا شخص ہے جسنے آگ پوجا ٭

١٧ (حنوک) اول اسي شہر کا نام کتاب مقدس میں آیا ہے جو لوگ زمین نود کو مسیدانه خیال کرتے ھیں وہ کہتے ھیں کہ نشاني اس شہر کي انختا شہر کے نام میں پائي جاتي ہے جسکو توملي سسیانه کے قرب وجوار میں قرار دیتا ہے ٭

(٢٠) (وہ تہا باپ) بشپ پٹرک صاحب کہتي ھیں کہ یہودي اس شخص کو جو کسي شی کا موجد ھوتا ہے اس شی کا باپ یا نہایت عمدہ استاد اس فن کا پکارتی ھیں ٭

٢٢ (نعمه) یہہ بہن ہے توبل قاین کي اسکا خاص نام لینے کي کوئي وجہہ کتاب اقدس سے نہیں پائي جاتي مگر علماء † یہودیان کرتی ھیں کہ یہي نعمه بعد کو حضرت نوح علیه‌السلام کي جورو ھوئي ہے اگر اسکو تسلیم کیا جاوے تو البتہ اسکا خاص نام لینے کي بھي وجہہ معلوم ھوتي ہے ٭

٢٣ (لامک نے) اس ورس کي تفسیر میں علماء عیسائي لکھتے ھیں کہ ‡ لامک کے اس کلام کي وجہہ یا موقع الہام کے روسے کسي جگہہ بیان نہیں ھوا ہے اسلیئے معقول طور سے یہہ توقع نہیں ھو سکتي کہ کوئي آدمي اس کلام کي مراد کو بخوبي قرار دی سکے اسپربھي بعضے عالم خیال کرتے ھیں کہ لامک نے یہہ الفاظ فخریہ طور پر کہی ھیں اوربعضوں نے یہہ خیال کیا ہے کہ لامک کے بیٹوں میں سے ایک نے ھتیار بنانے ایجاد کرلیئے تہے

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ٣٨٧٤

تا پیدایش محمد رسول الله صلعم ٣٣٣١

† دیکھو تفسیر رشي

‡ تفسیر ڈائیلي جلد ١ صفحه ١٧

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۳۸۷۱ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۴۴۶

invented the use of weapons, his wives feared that some one might kill him with them; and he consoled them saying they should not have any such fear: since he had not murdered any man, and therefore did not apprehend foul treatment at the hands of others.

The Rabbis' remark that Lamech had killed Cain and his own son Tubal-Cain, if accepted as true, would make the sense of the expression clear: since it must then be supposed that it was this murder which occasioned the anxiety of Lamech's wives for his life; and to soothe and put whom in ease he said that whoever would kill him, should
۳۸۷۰ — ۴۴۴۵ be punished with seventy times more severity than the punishment awarded by God in behalf of Cain.

V. 25. *Seth*,) The meaning of this word expounded in our Books is *given by God*. But the signification as adopted by Christian doctors is *appointed* or *substituted*. "Eve gave this son" says Dr. Allix, "the name of Seth, because she looked on him as appointed by God to be what Cain, she thought, should have been, till God rejected his sacrifice, and he slew Abel; in whose room she believed God had substituted this son to be the seed from whom the redeemer of the world should come." However, it is distinctly testified by Scripture that Eve did not take this son as a substitute for Cain, but for Abel.

‡ تاثیلي جلد ۱ صفحه ۱۸

اسليئے اسكي جوروں كو انديشه هوا كه كوئي اسكو مار نه ڈالي اسليئے لامک نے انكي تسلي كي كه جب مين نے كسي كو نهيں مارا تو كوئي مجهكو كيوں ماريگا ٭

علماء يهود يهه بات كهتے هيں كه لامک نے قاين اور اپنے بيٹے توبل قاين كو مارڈالا تها اگر يهه بات تسليم كي جاوے تو ورس كے معني بهت صاف هو جاتے هيں كيونكه اِس مرد اور لڑكے كے مارڈالنے كے سبب لامک كي جوروں كو انديشه تها كه كوئي اسكو بهي مارڈاليگا انكي تسلي كو لامک نے كها كه جو كوئي مجهكو مارڈاليگا وه ستتهر گني سزا پاوے گا ٭

۲۵ (شيث) همارے هاں كي كتابوں ميں لكها هے كه اِس لفظ كے معني هيں هبةالله يعني خدا بخش اور علماء عيسائي لكهتے هيں كه اِسكے معنے هيں مقرر كيا گيا يا دوسرے كي جگهه قايم كياگيا

نصوص الحكم
سمي شيث لان معناه هبةالله
قيصري
ومعنى شيث في اللغة العبرانية هبة الله

بشپ ‡ الكز صاحب لكهتے هيں كه "حوا نے اس بيٹے كا نام شيث اس وجهه سے ركها كه وه اِسكو ايسا سمجهتي تهي كه خدا نے اسكو اس جگهه پر مقرر كيا هے جسپر اسنے قاين كو اسوقت تک سمجهاتها كه خدا نے اسكي قرباني كورد كيا اور اسنے هابل كوقتل كيا پس حوا نے يقين كيا كه قاين كي جگهه خدا نے اس بيٹے كو وه تخم مقرر كيا هے جس سے دنيا كا نجات دينے والا پيدا هو" مگر كتاب اقدس سے صاف پايا جاتا هے كه حوا نے شيث كو قاين كي جگهه كبهي

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۸۷۰ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۴۳۵

خیال نہیں کیا تھا بلکہ هابل کي جگهہ
سمجھا تھا ٭
مورخین بیبل کے قاین کا بیدا ہونا
دوسرے سال پیدایش میں اور هابل کا
بیدا ہونا تیسرے سال پیدایش میں اور
شیث کا بیدا ہونا ایکسو تیسویں سال
پیدایش میں قرار دیتی هیں اور کتاب
مقدس میں شیث اور هابل کے درمیان
میں آدم کے کسي اور اولاد کے ہونے کا ذکر
نہیں هے اور یہہ بات خیال کرني که
دو برس کے عرصہ میں تو دو بیٹے پیدا
هوئے اور ایک سو ستائیس برس کے
درمیان میں کوئي لڑکا پیدا نہیں ہوا
نہایت مشکل بلکہ ناممکن معلوم هوتي
هے اسلیئے قاین اور هابل کے سنہ پیدایش
غور طلب هیں ٭

The date assigned by the Biblical Chronologists to the birth of Cain, is the second year of the world, and to that of Abel the third year, and to that of Seth the hundred and thirtieth year. No mention is made in Scripture of any other descendents of Adam that might have born or appeared during the period between Abel and Seth. The fact that within a space of two years there were born to Adam two sons one after another, and that during the succeeding period of a hundred and twenty seven years none at all, is indeed surprising and almost impossible. Hence the chronology of Abel and Cain as given by Biblical Chronologists, requires some deep consideration before our reception of it as correct.

۳۷۶۵ — ۴۳۳۴

۲۶ (خدا کا نام لینے لگي) بشپ
پٹرک ‡ صاحب لکھتی هیں که یہہ بات
مشکل سے یقین هوسکتي هے که اس زمانه
سے پیشتر ادمي خدا کا نام لینے کو جمع
نه هوتے تھے اسلیئے بڑی مشہور آدمیوں نے
اس عبارت کي جو انگریزي بیبل کے
حاشیه پر لکھي جاتي هے پیروي کي هے
جسکا ترجمه یہہ هے که اس وقت آدمي
یعني اولاد شیث کي اپنے تئیں خدا کے
نام سے پکارنے لگي یعني بامتیاز اولاد قاین
کي اور بامتیاز اور کافر شخصوں کی جنہوں
نے خدا سے انحراف کیا تھا اپنے تئیں
خدا کا خادم اور خدا کا پوجنے والا پکارا ٭
بشپ ولسن صاحب لکھتی هیں که
اس مختصر بیان ان حالات میں جو
طوفان سے پیشتر گذری حضرت موسی نے

‡ قالڈانی جلد ۱ صفحه ۱۸

V. 26. *then began men to call upon the name of the Lord.)* "It being scarce credible" says Bishop Patrick, "that public assemblies were not held long before this, some men of note follow our marginal translation, 'then began men (that is the children of Seth) to call themselves by the name of the Lord'; that is, the servants or worshippers of the Lord, in distinction from Cainites, and such profane persons as had forsaken him."

"Moses in this short account" says Bishop Wilson, "of what had passed before the flood, takes no notice of the

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۸۷۱

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۳۳۶

institution of sacrifices, of the observation of the Sabbath, of prayer, of the rules of virtue and morality, no doubt given to Adam, these being received duties, and known and practised by all good men from the beginning."

The opinion advanced by Bishop Wilson is such as should be received without hesitation; and so much may be added to it that the Divine Commandments relating to sacraments and laws of that time, were of a nature that did not involve any greater interest to be recorded in this history than what has been shown to them by the inspired Writer.

A still more excellent inference derivable from Bishop Wilson's observation is worthy of our serious consideration. It is this that it proves from the foregoing passages of Scripture that it was not the intention of Moses to take notice of all the past events that had hitherto occurred; but, on the contrary, to give an account only of those which it was necessary to mention, or which he considered it proper to treat of; for there are many such events which in reality took place, but which have not been described by Scripture. Hence, if any subsequent inspired historian were to impart or reveal to us, by inspiration, any other events of the first ages or period of the creation of the world, we should not refuse to receive and accept the same as true, merely on the ground that such things had not been stated in Scripture.

قربانيوں كے تقرر كا اور سبت كے ماننے كا اور تقرر كا اور اُن احكام كا جو نيكي اور اخلاق سے متعلق هيں اور يهه سب احكام بلاشبهه حضرت آدم كو ديئے گئے تهے كچهه اطلاع نهيں كي كيونكه يهه سب باتيں فرض سمجهي جاتي تهيں اور سب نيك آدمي شروع سے آنكے علم اور استعمال سے مستفيد تهے *

يهه راے بشپ ولسن صاحب كي نهايت درست هے جسكو بلاعذر ماننا چاهيئے اور اتني بات زيادہ كهني چاهيئے كه اُس زمانه كي شريعت كے جو احكام تهے اُنكے بيان كرنے سے كچهه غرض زيادہ تر متعلق نه تهي اسليئے حضرت موسى عليه السلام نے اُنكا ذكر نهيں كيا *

مگر اِس تقرير بشپ ولسن صاحب سے جو ايك عمدہ نتيجه نكلتا هے اُس پر غور كرنا چاهيئے اور وہ يهه هے كه اُن تمام حالات سے جو مذكور هوے ظاهر هوتا هے كه حضرت موسى عليه السلام نے يهه قصد نهيں كيا كه تمام واقعات كو اپني كتاب ميں لكهيں بلكه صرف اُنهيں واقعات كا لكهنا چاها تها جو ضروري تهے يا جنكا لكهنا مناسب سمجها تها اور بهت سے واقعات ايسے هيں جو حقيقت ميں واقع هوے تهے مگر اُن كا بيان كتاب مقدس ميں نهيں هوا پس اگر كوئي ملهم شخص الهام كے روسے كوئي ايسا واقعه پهلے زمانه كا بيان كرے جسكا ذكر كتاب مقدس ميں نهيں هوا تو اُس واقعه پر اِس وجهه سے كه اُسكا ذكر كتاب مقدس ميں نهيں هے كچهه اعتراض يا انكار نهيں هوسكتا كيونكه بهت سي دليلوں سے ظاهر هے كه بهت سے

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
٣٧٦٥	٣٣٣٠

واقعات ایسے هیں جو بلاشبهه واقع هوی مگر اُنکا ذکر کتاب هاے مقدس میں نهیں هوا دیکهو مقدس متی کی انجیل باب ٢—٢٣ •

It has been shown by several reasons and instances that various events did actually happen, which have not been related in the Scriptures; for example, read St. Matthew's Gospel II. 23.

پانچواں باب

CHAPTER V.

١ آدم سے لیکر نوح تک سب باپ دادوں کا تولدنامه اور اُنکی عمر کی بهوڑتوی اور اُنکی وفات کا بیان ٢٣ حنوخ کی دینداری اور اُسکی جیتی‌جی خدا کے حضور آسمان پر چلے جانے کی خبر

٣٠٠٠	٣٥٧٥

GENESIS.

توریت مقدس

1 This *is* the book of the generations of Adam. In the day that God created man, in the likeness of God made he him:

(א) זה ספר תולדת אדם ביום
١ یهه هی کتاب † پیدایش آدم کی جس دن
ברא אלהים אדם בדמות אלהים
پیدا کیا خدا نے آدم کو صورت ‡ پر خدا کی
עשה אתו:
بنایا اُسکو

† اول تاریخ ١—١
لوک ٣—٣٨
‡ پیدایش ١—٢٦
نامه افیسیان ٣—٢٣
نامه کلیسیان ٣—١٠

2 Male and female created he them; and blessed them, and called their name Adam, in the day when they were created.

(ב) זכר ונקבה בראם ויברך אתם
٢ نر § اور ماده پیدا کیا اُنکو اور برکت دی اُنکو
ויקרא את שמם אדם ביום הבראם:
اور پکارا اُنکا نام آدم دن اُنکی پیدایش کے

§ پیدایش ١—٢٧

٢٨٧٠ ٣٢٣٥

3 And Adam lived an hundred and thirty years, and begat *a son* in his own likeness, after his image; and called his name Seth:

(ג) ויחי אדם שלשים ומאת שנה
٣ اور عمر آدم کی تیس † اور سو برس کی تهی که
ויולד בדמותו כצלמו ויקרא את
اُسکے پیدا هوا اُسکی صورت پر اور مانند اُسکے پرچهائیں کے اور پکارا
שמו שת:
‡ اُسکا نام شیث

† (سپتوایجنٹ) میں دو سو تیس برس کی تهی
‡ پیدایش ٣—٢٥

4 And the days of Adam after he had begotten Seth were eight hundred years: and he begat sons and daughters:

(ד) ויהיו ימי אדם אחרי הולידו
٤ اور ‖ تهی دن آدم کے بعد پیدایش
את שת שמנה מאות שנה ויולד
شیث کے آٹهه سو ‡ برس اور * پیدا هوئی اُسکی
בנים ובנות:
بیٹی اور بیٹیاں

‖ اول تاریخ ١—١ وغیره
‡ (سپتوایجنٹ) سات سو برس
* پیدایش ١—٢٨

(ה) וַיִּהְיוּ כָּל יְמֵי אָדָם אֲשֶׁר חַי
۵ اور تھی کل دن آدم کے جنمیں جیتا رہا
תְּשַׁע מֵאוֹת שָׁנָה וּשְׁלֹשִׁים שָׁנָה
نو سو برس اور تیس برس
וַיָּמֹת׃
پھر مر † گیا

5 And all the days that Adam lived were nine hundred and thirty years: and he died.

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۳۸۷۰ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۳۲۵

† پیدایش ۳ — ۱۹
نامہ عبریان ۹ — ۲۷
۳۷۶۵ | ۳۳۳۰

ס (ו) וַיְחִי שֵׁת חָמֵשׁ שָׁנִים
۶ اور عمر شیث کي پانچ برس §
וּמְאַת שָׁנָה וַיּוֹלֶד אֶת אֱנוֹשׁ׃
اور سو برس کي تھي کہ پیدا ‡ ہوا اُسکی انوش

6 And Seth lived an hundred and five years, and begat Enos:

§ (سپٹوایجنٹ) دو سو پانچ برس ٭
‡ پیدایش ۴ — ۲۶

(ז) וַיְחִי־שֵׁת אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת
۷ اور جیتا رہا شیث بعد پیدا ہونے
אֱנוֹשׁ שֶׁבַע שָׁנִים וּשְׁמֹנֶה מֵאוֹת
انوش کے سات || برس اور آٹھ سو
שָׁנָה וַיּוֹלֶד בָּנִים וּבָנוֹת׃
برس اور پیداھوئی اُسکی بیٹی اور بیٹیاں

7 And Seth lived after he begat Enos eight hundred and seven years, and begat sons and daughters:

|| (سپٹوایجنٹ) سات سو سات برس

(ח) וַיִּהְיוּ כָּל־יְמֵי שֵׁת שְׁתֵּים
۸ اور تھے کل دن شیث کے بارہ
עֶשְׂרֵה שָׁנָה וּתְשַׁע מֵאוֹת שָׁנָה וַיָּמֹת׃
برس اور نو سو برس پھر مر گیا

8 And all the days of Seth were nine hundred and twelve years: and he died.

ס (ט) וַיְחִי אֱנוֹשׁ תִּשְׁעִים שָׁנָה
۹ اور عمر انوش کي نوۃ † برس کي تھي
וַיּוֹלֶד אֶת־קֵינָן׃
کہ پیدا ھوا اُسکی قینان

9 And Enos lived ninety years, and begat † Cainan;

۳۶۷۵ | ۳۲۵۰
† Heb. *Kenán.*
† (سپٹوایجنٹ). ایکسو نوۃ برس کي

(י) וַיְחִי אֱנוֹשׁ אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת
۱۰ اور جیتا رھا انوش بعد پیدا ہونے
קֵינָן חֲמֵשׁ עֶשְׂרֵה שָׁנָה וּשְׁמֹנֶה
قینان کے پندرہ برس اور آٹھ
מֵאוֹת שָׁנָה וַיּוֹלֶד בָּנִים וּבָנוֹת׃
سو ‡ برس اور پیدا ھوئی اُسکی بیٹی اور بیٹیاں

10 And Enos lived after he begat Cainan eight hundred and fifteen years, and begat sons and daughters:

‡ (سپٹوایجنٹ) سات سو پندرہ برس

(יא) וַיִּהְיוּ כָּל־יְמֵי אֱנוֹשׁ חָמֵשׁ
۱۱ اور تھے کل دن انوش کے پانچ
שָׁנִים וּתְשַׁע מֵאוֹת שָׁנָה וַיָּמֹת׃
برس اور نو سو برس پھر مرگیا

11 And all the days of Enos were nine hundred and five years: and he died.

قبل پیدایش مسیح علیه السلم	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
٣٦٠٥	٣١٨٠

12 And Cainan lived seventy years, and begat * Mahalaleel.

(יב) וַיְחִי קֵינָן שִׁבְעִים שָׁנָה וַיּוֹלֶד אֶת־מַהֲלַלְאֵל׃

۱۲ اور عمر قینان کی ستر برسؔ † کی تھی که پیدا هوا اُسکی * مهللایل

* Gr. *Maleleel.*

† (سپٹوایجنٹ) ایک سو ستر برس

* ملیلیل ترجمه یونانی

13 And Cainan lived after he begat Mahalaleel eight hundred and forty years, and begat sons and daughters:

(יג) וַיְחִי קֵינָן אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת־מַהֲלַלְאֵל אַרְבָּעִים שָׁנָה וּשְׁמֹנֶה מֵאוֹת שָׁנָה וַיּוֹלֶד בָּנִים וּבָנוֹת׃

۱۳ اور جیتا رها قینان بعد پیدا هونے مهللایل کے چالیس برس اور آٹھه ‡ سو برس اور پیدا هوئی اُسکی بیٹی اور بیٹیاں

‡ (سپٹو ایجنٹ) سات سو چالیس برس

14 And all the days of Cainan were nine hundred and ten years: and he died.

(יד) וַיִּהְיוּ כָּל־יְמֵי קֵינָן עֶשֶׂר שָׁנִים וּתְשַׁע מֵאוֹת שָׁנָה וַיָּמֹת׃

۱۴ اور تھی کل دن قینان کے دس برس اور نو سو برس پھر مرگیا

٣٥٣٠	٣١١٥

15 And Mahalaleel lived sixty and five years, and begat † Jared:

ס (טו) וַיְחִי מַהֲלַלְאֵל חָמֵשׁ שָׁנִים וְשִׁשִּׁים שָׁנָה וַיּוֹלֶד אֶת־יָרֶד׃

۱۵ اور عمر مهللایل کی پانچ § برس اور ساٹھه برس کی تھی که پیدا هوا اُسکی یارد

† Heb. *Jered.*

§ (سپٹوایجنٹ) ایک سو پینسٹھه برس کی (بموجب دوسری نسخه کے) پینسٹھه برس کی

16 And Mahalaleel lived after he begat Jared eight hundred and thirty years, and begat sons and daughters:

(טז) וַיְחִי מַהֲלַלְאֵל אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת־יֶרֶד שְׁלֹשִׁים שָׁנָה וּשְׁמֹנֶה מֵאוֹת שָׁנָה וַיּוֹלֶד בָּנִים וּבָנוֹת׃

۱۶ اور جیتا رها مهللایل بعد پیدا هونے یارد کے تیس برس اور آٹھه ‖ سو برس اور پیدا هوئی اُسکے بیٹی اور بیٹیاں

‖ (سپٹوایجنٹ) سات سو تیس برس (بموجب دوسرے نسخه کے) آٹھه سو تیس برس

17 And all the days of Mahalaleel were eight hundred ninety and five years: and he died.

(יז) וַיִּהְיוּ כָּל־יְמֵי מַהֲלַלְאֵל חָמֵשׁ וְתִשְׁעִים שָׁנָה וּשְׁמֹנֶה מֵאוֹת שָׁנָה וַיָּמֹת׃

۱۷ اور تھی کل دن مهللایل کے پچانوے برس اور آٹھه سو برس پھر مرگیا

٣٣٧٨	٣٩٥٣

تورىت مقدس
GENESIS.

(יח) וַיְחִי־יֶרֶד שְׁתַּיִם וְשִׁשִּׁים שָׁנָה וּמְאַת שָׁנָה וַיּוֹלֶד אֶת־חֲנוֹךְ׃

۱۸ اور عمر یارد کی باسٹھه * برس اور سو برس کی تھی که پیدا هوا اُسکی حنوخ ‡

* (سپٹوایجنٹ) ایک سو باسٹھه برس (بموجب دوسری نسخه کے) دو سو باسٹھه برس (سامری) باسٹھه برس

‡ نامه یهوداه ۱۴ و ۱۵

مطابقت قران مجید اور حدیث سے
HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۸ † و اذکر في الکتب ادريس انه کان صديقا نبيا

اور ذکر کر کتاب میں ادریس کا وہ تھا سچا نبي

† سورة مريم آيت ٥٦

18 And Jared lived an hundred sixty and two years, and he begat Enoch:

‡ اعلم ان ادريس عليه السلام هو جد
جاننا چاهيئے كه حضرت ادريس عليه‌السلام وه
ابي نوح عليه‌السلام و هو نوح ابن لامك
دادا هيں باپ نوح عليه‌السلام كے اور وه نوح بيٹے هيں
ابن متوسلخ ابن حنوخ و هو ادريس قيل
لامك بيٹے متوسلخ بيٹے حنوخ كے اور انهي كا نام
سمي ادريسا لكثرة درسته و اسمه حنوخ
ادريس هى كهتے هيں كه اُنكا نام ادريس ركها تها
بسبب اُنكى زيادة دراسه كى اور اُنكا نام حنوخ هى

قبل پيدائيش مسيح عليه السلام ٣٣٧٨ — قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ٣٩٥٣ -

‡ تفسير كبير -

18. Remember Edris in the Book, for he was a just person and a prophet.—Soora Mirium, v. 56.

Know that Edris was the grand-father of Noah's father. Noah being the son of Lamech, son of Methuselah, son of Enoch who was called by the name of Edris. Edris signifies wisdom; and Enoch being a very wise person, he was therefore so entitled, but his real name was Enoch.—Tufseer Kabeer.

توريت مقدس

(יט) וַיְחִי יֶרֶד אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת
١٩ اور جيتا رها يارد بعد پيدا هونے
חֲנוֹךְ שְׁמֹנֶה מֵאוֹת שָׁנָה וַיּוֹלֶד בָּנִים
حنوخ كے آٹهه سو † برس اور هوئے اُسكى بيٹے
וּבָנוֹת׃
اور بيٹياں

GENESIS.

19 And Jared lived after he begat Enoch eight hundred years, and begat sons and daughters:

† (سپٹوايجنٹ) آٹهه سو برس
(بموجب دوسرے نسخه كے) سات سو برس
(سامري) نو سو برس

(כ) וַיִּהְיוּ כָּל־יְמֵי־יֶרֶד שְׁתַּיִם
٢٠ اور تهے كل دن يارد كے باسٹهه
וְשִׁשִּׁים שָׁנָה וּתְשַׁע מֵאוֹת שָׁנָה
برس اور نو سو برس
וַיָּמֹת׃
پهر مرگيا

20 And all the days of Jared were nine hundred sixty and two years: and he died.

ס (כא) וַיְחִי חֲנוֹךְ חָמֵשׁ וְשִׁשִּׁים
٢١ اور عمر حنوخ كي || پينسٹهه
שָׁנָה וַיּוֹלֶד אֶת־מְתוּשָׁלַח׃
برس كي تهي اور پيدا هوا اُسكى متوشلخ †

21 And Enoch lived sixty and five years, and begat * Methuselah:

* Gr. *mathusala*.

٣٣١٣　٣٨٨٨

|| (سپٹوايجنٹ) ايك سو پينسٹهه برس
(بموجب دوسرے نسخه كے) پينسٹهه برس
† يوناني ترجمه ساتهوسلخ

* 22 And Enoch **walked** with God after he begat Methuselah three hundred years, and begat sons and daughters:

23 And all the days of Enoch were three hundred sixty and five years:

مطابقت قران مجید اور حدیث سے
HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۲۴ † ورفعنہ مکانا علیا
اور اُٹھا لیا ہمنی اُسکو ایک اُونچے مکان پر

24. We exalted Edris to a high place.—Soora Mirium, v. 57.

GENESIS.

25 And Methuselah lived an hundred eighty and seven years, and begat * Lamech;

26 And Methuselah lived after he begat Lamech seven hundred eighty and two years, and begat sons and daughters:

27 And all the days of Methuselah were nine hundred sixty and nine years: and he died.

(כב) ויתהלך חנוך את־האלהים
۲۲ اور چلتا رہا حنوخ § خدا میں
אחרי הולידו את־מתושלח שלש
بعد پیدا ہونے متوشلح کے تین ‡
מאות שנה ויולד בנים ובנות:
سو برس اور پیداہوئی اُسکی بیٹی اور بیٹیاں
(כג) ויהי כל־ימי חנוך חמש
۲۳ اور تہی کل دن حنوخ کے پینسٹھہ
וששים שנה ושלש מאות שנה:
برس اور تین سو برس

توریت مقدس

GENESIS.

(כד) ויתהלך חנוך את־האלהים
۲۴ اور چلتا تھا حنوخ ‡ خدا میں
ואיננו כי־לקח אתו אלהים:
اور غایب ہوگیا کیونکہ اُٹھالیا اُسکو خدا نے

24 And Enoch walked with God: and he *was* not; for God took him.

توریت مقدس

ס (כה) ויחי מתושלח שבע
۲۵ اور عمر متوشلح کي ستاسي
ושמנים שנה ומאת שנה ויולד את
|| برس کي اور سو برس کي تهي اور پيدا هوا
למך:
اُسکی لامخ

(כו) ויחי מתושלח אחרי הולידו
۲۶ اور جیتا رہا متوشلح بعد پیدا ہونے
את־למך שתים ושמונים שנה ושבע
لامخ کے بیاسي برس اور سات
מאות שנה ויולד בנים ובנות:
سو § برس اور پیدا ہوئے اُسکی بیٹی اور بیٹیاں

(כז) ויהיו כל־ימי מתושלח
۲۷ اور تہی کل دن متوشلح کے
תשע וששים שנה ותשע מאות שנה
اُنہتر برس اور نو سو برس
וימת:
پہر مرگیا

تبل پیدایش | تبل پیدایش
مسیح علیہ السلام | محمد رسول الله صلعم
۳۳۱۳ | ۳۱۸۸

‡ (سپٹوایجنٹ) دو سو برس
(بموجب دوسری نسخہ کے) تین سو برس

§ باب ٦ — ۹
۱ — ۱۷
۲۴ — ۴۰
۲ سلاطین ۲۰ — ۳
زبور ۱٦ — ۸
۱۱٦ — ۹
۱۲۸ — ۱.
میکاہ ٦ — ۸
ملاکي ۲ — ٦
‡ ۲ سلاطین ۲ — ۱۱
نامہ عبریاں ۱۱ — ۵
† سورہ مریم آیت ۵۷

* Heb. *Lemech.*
۳۱۲٦ | ۳۷۰۱

|| (سپٹوایجنٹ) ایک سو ستاسي برس
(بموجب دوسرے نسخہ کے) دو سو ستاسي برس
(سامري) سرسٹھہ برس

§ بموجب دوسرے نسخہ سپٹوایجنٹ کے } ٦ ۵۳
(سامري) نو سو دو برس

قبل پیدایش مسیح علیه السلم	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۲۹۴۳	۳۵۱۹

ס (כח) ויחי למך שתים
۲۸ اور عمر لمکؔ کی بیاسی
ושמנים שנה ומאת שנה ויולד בן:
‡ برس اور سو برس کی تھی اور پیدا ہوا اُسکی بیٹا

28 ¶ And Lamech lived an hundred eighty and two years, and begat a son:

(כט) ויקרא את־שמו נח לאמר
۲۹ اور پکارا اُسکا نام † نوح ‡ کہتی ہوئی
זה ינחמנו ממעשנו ומעצבון ידינו
کہ یہہ پھیریگا ھمکو ھمارے کاموں سے اور مشقتوں ھماری ھاتوں
מן־האדמה אשר אררה יהוה:
کی سے زمین سے جسی § لعنت کی الله نے

29 And he called his name Noah, saying, This *same* shall comfort us concerning our work and toil of our hands, because of the ground which the LORD hath cursed.

‡ (سپٹو ایجنٹ) ایک سو اٹھاسی برس (سامری) ترپن برس
† یونانی ترجمہ نو - یعنی آرام یا تسلی
‡ لوک ۳ — ۳۶ نامہ عبریان ۱۱ — ۷ ۱ پطرس ۳ — ۲۰
§ باب ۳ — ۱۷ ۴ — ۱۱

(ל) ויחי־למך אחרי הולידו את
۳۰ اور جیتا رھا لامخ بعد پیدا ہونے
נח חמש ותשעים שנה וחמש מאת
نوح کے پچانوے برس ‡ اور پانچ سو
שנה ויולד בנים ובנות:
برس اور پیدا ہوئی اُسکی بیٹی اور بیٹیاں

30 And Lamech lived after he begat Noah five hundred ninety and five years, and begat sons and daughters:

‡ (سپٹوایجنٹ) پانسو نواسی برس (سامری) سات سو چوبیس برس

۲۳۴۹ ۲۹۲۴

(לא) ויהי כל־ימי־למך שבע
۳۱ اور تھی کل دن لامخ کے ستتر
ושבעים שנה ושבע מאות שנה וימת:
برس اور سات سو برس پھر مر گیا

31 And all the days of Lamech were seven hundred seventy and seven years: and he died.

۲۴۴۴ ۳۰۱۹

(לב) ויהי־נח בן־חמש מאות
۳۲ اور تھا نوح پیدا ہوا پانچ سو
שנה ויולד נח את־שם את־חם־
برس کا اور پیدا ہوئی نوح کے شم * حام
ואת־יפת:
یافث ‡

32 And Noah was five hundred years old: and Noah begat Shem, Ham, and Japheth.

* باب ۶ — ۱۰
‡ باب ۱۰ — ۲۱

تفسیر

۱ (آدم) یہہ باپ ھیں تمام انسانوں کے جو اِس دور میں ھیں ھم مسلمان اِنکو نبی جانتے ھیں اور اسلیئے کہتے ھیں کہ سب سے اول نبی حضرت آدم علیہ السلام ھیں خدا نے اِن سے کلام کیا اور تمام چیزیں

NOTES.

۳۰۰۰ ۳۵۷۵

V. 1. *Adam,)* This is the Father of all mankind in the present course of creation. We Mohomedans distinguish him as a prophet, and consequently assign to him the first place in the order of Prophets. He had the honor of com-

munion with God, and was taught by God Himself all the things that were necessary for him to know. There is a tradition in the Mishkat to the effect, that when Abuzar asked the Prophet, who had been the *first* of prophets, he was told that it was Adam. On which Abuzar enquired whether Adam was truly a prophet,? and our Prophet positively repeated the assertion, saying, of course, he was a prophet, and had the great distinction of holding conversation with God. Some doctors make these occasions of conversation between Adam and God to imply the descent of some treatises to Adam.

V. 2. *called their name Adam,)* Bishop Patrick takes Adam here to signify man, in order to include in this term both the sexes: like *Homo* in Latin. Scott supposes the name to have been derived from the red colour of the earth, from which the body of Adam, he says, was formed.

V. 3. *Adam lived, &c.)* The different statements of the ages of the Patriarchs in this chapter at the birth of their sons, and of those ascribed to them in the course of their after-lives, have been respectively given by me on the margin opposite the Text. Here they are, however, laid down collectively in the following manner.

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۳۰۰۰ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۵۷۵

خود خدا نے آنکو سکھائیں۔ مشکوۃ میں حدیث ہے کہ ابوذر نے رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے پوچھا کہ کون نبیوں میں پہلا تھا آپنے فرمایا آدم ابوذر نے کہا کہ کیا وہ نبی تھے آپنے فرمایا کہ ہاں نبی تھے اور خدا سے باتیں ہوئی تھیں اور بعض عالموں نے باتیں ہونے سے یہہ مراد لی ہے کا ذکر صحیفہ اتری تھے *

مشکوۃ باب بدء الخلق
عن ابی ذر قال قلت یارسول الله ای الانبیاء کان اول قال ادم قلت ونبی کان قال نعم نبی مکلم

۲ (بنایا انکا نام آدم) بشپ پٹرک † صاحب اسمقام پر آدم سے آدمی مراد لیتے ہیں تاکہ دونوں جنسوں یعنی مذکر و مونث کو شامل ہو جیسیکہ (ہومون) رومی زبان میں تفسیر اسکات میں لکھا ہے کہ یہہ نام زمین کے سرخ رنگ سے جس سے آنکا جسم بنایا گیا تھا لیا گیا ہے *

† ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۱۸

۳۸۷۰ ۳۳۳۵

۳ (عمر آدم کی) اس باب میں جو اختلاف ہر ایک بزرگ کی عمر میں بوقت پیدا ہونے آنکی بیٹوں کے اور آنکے زندہ رہنے میں بعد پیدا ہونے بیٹوں کے ہے وہ سب حاشیہ پر بمقابلہ متن لکھا گیا ہے اسمقام پر آسکا حساب لکھا جاتا ہے *

Events.					Heb.	Sep.	Sam.
Age of Adam at the birth of Seth					130	230	130
”	Seth	”	”	Enos	105	205	105
”	Enos	”	”	Cainan	90	190	90
”	Cainan	”	”	Mahalaleel	70	170	70
”	Mahalaleel		”	Jared	65	65	65

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۳۸۷۰

قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۳۳۳۵

Age of Jared at the birth of		Enoch	162	262	62
,, Enoch ,, ,,		Methuselah	65	65	65
,, Methuselah ,,		Lamech	187	287	67
,, Lamech ,, ,,		Noah	182	188	53
,, Noah ,, ,, Ham, and Japheth		Shem, }	500	500	500
Beginning of the Deluge		... ...	100	100	100
		Total	1,656	2,262	1,307
Addition against the Hebrew		...	"	606	"
Reduction ,, ,, ,,		...	"	"	349

Events.			Heb.	Sep.	Sam.
Time of the Life of Adam after the Birth of Seth			800	700	800
,, ,,	Seth ,,	Enos	807	707	807
,, ,,	Enos ,,	Cainan	815	715	815
,, ,,	Cainan ,,	Mahalaleel	840	740	840
,, ,,	Mahalaleel ,,	Jared	830	730	830
,, ,,	Jared ,,	Enoch	800	700	900
,, ,,	Enoch ,,	Methuselah	300	300	300
,, ,,	Methuselah ,,	Lamech	782	682	902
,, ,,	Lamech ,,	Noah	595	589	724
Age of Noah at the Deluge		... ...	600	600	600
,, ,,	after ,,	... ...	350	350	350
		Total	7,519	6,813	7,868
Addition against the Hebrew		... ...	"	"	349
Reduction	,, ,,	... ...	"	706	"

واقعات	عبری	سپٹواجنٹ	سامری
عمر آدم کی وقت پیدا ہونے شیث کے	۱۳۰	۲۳۰	۱۳۰
عمر شیث کی بروقت پیدا ہونے انوش کے	۱۰۵	۲۰۵	۱۰۵
عمر انوش کی وقت پیدا ہونے قینان کے	۹۰	۱۹۰	۹۰
عمر قینان کی وقت پیدا ہونے مہلل ایل کے	۷۰	۱۷۰	۷۰

عمر مهلل ايل كي وقت پيدا هونے يارد كے	۶۵	۶۵	۶۵
عمر يارد كي وقت پيدا هونے حنوخ كے	۱۶۲	۲۶۲	۶۲
عمر حنوخ كي وقت پيدا هونے متوشلح كے	۶۵	۶۵	۶۵
عمر متوشلح كي وقت پيدا هونے لامک كے	۱۸۷	۲۸۷	۶۷
عمر لامک كي وقت پيدا هونے نوح كے	۱۸۲	۱۸۸	۵۳
عمر نوح كي وقت پيدا هونے شم حام يافث كے	۵۰۰	۵۰۰	۵۰۰
وقت طوفان	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
ميزان	۱۶۵۶	۲۲۶۲	۱۳۰۷
بيشي به نسبت عبري كے	*	۶۰۶	*
كمي به نسبت عبري كے	*	*	۳۴۹

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۳۸۷۰

قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۴۴۳۵

واقعات	عبري	سپٹواجنٹ	سامري
زندگي آدم كي بعد پيدا هونے شيث كے	۸۰۰	۷۰۰	۸۰۰
زندگي شيث كي بعد پيدا هونے انوش كے	۸۰۷	۷۰۷	۸۰۷
زندگي انوش كي بعد پيدا هونے قينان كے	۸۱۵	۷۱۵	۸۱۵
زندگي قينان كي بعد پيدا هونے مهلل ايل كے	۸۴۰	۷۴۰	۸۴۰
زندگي مهلل ايل كي بعد پيدا هونے يارد كے	۸۳۰	۷۳۰	۸۳۰
زندگي يارد كي بعد پيدا هونے حنوخ كے	۸۰۰	۷۰۰	۹۰۰
زندگي حنوخ كي بعد پيدا هونے متوشلح كے	۳۰۰	۳۰۰	۳۰۰
زندگي متوشلح كي بعد پيدا هونے لامک كے	۷۸۲	۶۸۲	۹۰۲
زندگي لامک كي بعد پيدا هونے نوح كے	۵۹۵	۵۸۹	۷۲۴
عمر نوح كي بوقت طوفان كے	۶۰۰	۶۰۰	۶۰۰
زندگي نوح كي بعد طوفان كے	۳۵۰	۳۵۰	۳۵۰
ميزان	۷۵۱۹	۶۸۱۳	۷۸۶۸
بيشي به نسبت عبري كے	*	*	۳۴۹
كمي به نسبت عبري كے	*	۷۰۶	*

تفسير اسكات ‡ ميں نسبت اختلاف سپٹو اجنٹ كے لكها هے كه " يوناني ترجمه بيبل كا جسكا نام سپٹو اجنٹ هے انگريزي ترجمه سے جو عبري سے هوا هے اِس نسب نامه ميں اختلاف ركهتا هے

‡ تفسير اسكات جلد ۱ صفحه ۷

Scott thus treats of the difference of the Septuagint from the original Hebrew in respect to the assignment of these ages. He says, "the Greek Translation of the Bible called the Septuagint, varies from our Version (which was

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۳۸۷۰ — قبل پیدایش آنحضرت رسول الله صلعم ۴۴۴۵

made from the Hebrew) in this genealogy. In particular, by the addition of a hundred years to the age of Adam, and six of these Patriarchs, before their sons here mentioned were born, and deducting them from the subsequent part of their lives, making the sum total the same. Thus the space between the creation and the deluge is made seven hundred years more than our account; and by a similar addition with other variations the space between the deluge and the birth of Abraham, is made almost nine hundred years more. But the original Hebrew is best entitled to our confidence," I think it also desirable to write something about such a difference. But as these variations continue to exist so far as the birth of Abraham, I shall attempt, first, to point to them at the respective periods of their occurrence, and after they have separately been treated in all such places, to speak of them jointly and collectively in a certain part of this work.

یہه اختلاف خاص کر زیادہ کرنے سے سو برس عمر آدم میں اور چھہ آگلوں کی عمر میں پیشتر ولادت آنکے بیٹوں سے جنکا یہاں ذکر ہے اور آنکے عمروں کے پچھلے حصہ میں سے آنہیں سو برس کو وضع کرنے سے علاقہ رکھتا ہے جس سے کل تعداد عمر کی یکساں ہوجاتی ہے پس اس زمانہ میں جو درمیان پیدایش اور طوفان کے ہے سات سو برس زیادہ کیئے ہیں بہ نسبت ہمارے حساب کے مگر اصل عبری نسخہ ہمارے اعتماد کرنیکا زیادہ مستحق ہے " پس مجھکو بھی نسبت اس اختلاف کے کچھہ لکھنا چاهیئے مگر جو کہ یہه اختلاف حضرت ابراهیم علیه السلام کے پیدا ہونے تک برابر چلا جاتا ہے اسواسطے اسمقام پر ان اختلافات کی نسبت بحث کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا بالفعل یہی بات کافی ہے کہ ان تمام اختلافات کو حاشیہ پر لکھتا جاؤں اور جب یہہ سب ختم ہولیں اسوقت انکی نسبت جو لکھنا ہے سو لکھوں *

† تفسیر ذاتیلی جلد ۱ صفحہ ۱۸

—*in his own likeness after his image,*) In reference to this passage Christian divines† say; that Adam was formed after God's own image, but that after his having eaten the forbidden tree, this image of his, though not quite lost, was still impaired in some respects;—that the son spoken of in this verse was born to him in the debased image;—consequently the son is said to have been born in the likeness of Adam, not of God.

(آسکی صورت پر) علماء † عیسائی اس مقام پر لکھتے ہیں کہ آدم بنایا گیا تھا خدا کی صورت پر اور جب آدم نے ممنوعہ پھل کھایا تو وہ آسکی پہلی صورت اگرچہ بالکل جاتی نہیں رہی تاهم اس میں نقصان آگیا تھا آسی نقصان شدہ شبیہہ پر یہہ بیٹا پیدا ہوا تھا اسلیئے یہاں کہا گیا کہ آدم کی صورت پر پیدا ہوا *

We Mohomedans do not, on the contrary, so explain the passage, and

ہم مسلمان اسکے یہہ معنی نہیں لیتے بلکہ ہم یہہ مطلب نکالتے ہیں کہ یہہ

we suggest that the words used in it are meant to imply a distinction between this son and the subsequent sons of Adam: for, such an observation regarding physical appearance is not applied towards any other of the sons of Adam but this one, although those others were also born in Adam's own image. The intention, therefore, conveyed by this remark in respect to this particular son, does not apply to the outward appearance, but to the peculiarity of character of this son as being like his father Adam's; and this furnishes us with a reason to hold that Seth was a prophet as well as Adam. We accordingly uphold Seth to have been a prophet, and some seven treatises have been ascribed to him as their author.

قبل پيدايش سيدنا مسيح عليه السلام	بعد پيدايش محمد رسول الله صلعم
۳۸۷۰	۳۳۳۵

الفاظ تميز دكہاتے هيں شيث ميں اور آدم كے اور بيٹوں ميں كيونكه اوركسي بيٹے كے ليئے يهه لفظ نهيں كهي گئے حالانكه سب بيٹے آدم هي كي صورت پر بيدا هوے تهے پس ان الفاظ سے ظاهري صورت كي مشابهت مراد نهيں هے بلكه سيرت كي مشابهت مراد هے اور يهه دليل اسبات كي هے كه جسطرح حضرت آدم نبي تهے اسيطرح حضرت شيث بهي نبي تهے چنانچه هم مسلمان حضرت شيث عليه السلام كو نبي مانتي هيں اور انكے نام كے سات صحيفے بهي مشهور هيں ●

V. 18. *Enoch*,) This name is pronounced *Honook* or *Honookh* by the Hebrews, and by us *Idrees*; and under this appellation alone is he spoken of in our Holy Koran.

We Mohomedans believe also in Enoch as a prophet, and some books descended to him from God, which are accordingly found ascribed to him, but Christian doctors number them among the Apocrypha. John Eadie in his Cyclopaedia thus says of one of the books of Enoch:—"There is extant a treatise, named the 'Book of Enoch'. It has been translated from the Ethiopic into English and German. This Ethiopic version seems to have been translated from a Hebrew original."

۳۳۷۸	۳۹۵۳

۱۸ (حنوخ) جنكو حنوك بهي كهتے هيں انگريزي ميں اينك انكا نام هے هم مسلمان انكا نام ادريس ليتے هيں اور قرآن مجيد ميں بهي انكا يهي نام آيا هے ●

هم مسلمانوں كے اعتقاد ميں حضرت حنوك عليه السلام بهي نبي هيں اور ان پر صحيفے بهي خدا كيطرف سے آتري تهے چند صحيفي انكے اب تك مشهور هيں علماء عيسائي انكو بنائي هوئي كتابيں بتاتے هيں جان ايڈي صاحب نے اپني كتاب سيكلوپيڈيا ميں لكها هي كه "ايك رساله مسمي به كتاب اينك اب بهي موجود هي اور اس كتاب كا ترجمه زبان اتهيوبيا سے انگريزي اور جرمني ميں كيا گيا هي يهه ترجمه اتهيوبيا كا معلوم هوتا هي كه ايك يوناني ترجمه سے هوا اور وه يوناني ترجمه اصل عبري سے ترجمه هوا هي ●

۲۴ (چلتا تها خدا میں) یعني خدا
کے حکموں پر قایم تها اور نہایت سچا
اعتقاد خدا میں رکہتا تها *

(آٹها لیا) علماء یہود اور علماء † عیسائي
اور هم مسلمان اسبات پر متفق هیں که
که الله تعالیٰ نے حضرت ادریس علیه‌السلام
کو زندہ آٹها لیا تفسیر کبیر میں لکها هی
که آٹها لیا کی لفظ
سے ایک خالي مکان
میں آٹها لینا مراد
هی کیونکه جب کہا
جاتا هی که همنی
ایک مکان میں آٹها
لیا تو آس سے یہي
مراد هوتي هی که
دوسري جگهه آٹها لیا صرف مرتبه کي بلندي
مراد نہیں هوتي " پس حضرت ادریس
علیه‌السلام آسمان میں یا بہشت میں هیں اور
بموجب صحیح قول کے زندہ هیں مرے نہیں *

تفسیر کبیر
ان المراد الرفعة في
المکان الي موضع
عالي وهذا اولی لان
الرفعة المقرو نته
بالمکان تکون رفعة في
المکان لا في الدرجة

V. 24. *Enoch walked with God,)* That is, he obeyed the commands of God, and very sincerely believed in them.

—*God took him,)* Jews, * Christians, and Mohomedans do all agree in admitting the event of Enoch having been taken up above by God. It is said in the Tufseer Kabeer, that the *taking up* here denotes the state of one's being raised up to a lofty place; arguing that when we speak of a thing being lifted up to a high building, we mean thereby a real and personal elevation involving a change in the actual position of the thing, and we never in such a case refer to a change in its character or dignity. Hence concluding that Enoch should be exalted in heaven, and that he is, according to creditable authorities, yet living and not dead.

* Heb. XI. 56.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۳۳۱۳ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۸۸۸

† عبرانیاں ۱۱ — ۵,۶

۲۹ (نوح) اسکی معني هیں ارام
کے یا ترو تازگي کے خدا تعالیٰ نے حضرت
آدم سے کہا تها که زمین تیرے ‡ لیئے ملعون
هوئي محنت کے ساتهه تو اپني عمر بهر
آس سے کهاریگا اسلیئے حضرت آدم کي
زندگي میں جسقدر اولاد پیدا هوئي تهي
آن سے آس محنت اور مشقت کے دور
هونیکي فال نہیں لی جا سکتی تهی بعد
وفات حضرت آدم علیه السلام کے جب
حضرت نوح پیدا هوئی تو لامخ نے آس
محنت کے دور هونیکي توقع کي چنانچه
عموماً یهه بات خیال کي گئي هی که
حضرت نوح علیه‌السلام نے کشتکاري کو
بہت ترقي دي ǂ اور جسقدر محنت

V. 29.—*Noah,)* This word means *rest* or *refreshment*. God has said to Adam in verse 17, Chapter III., that "cursed was the ground for thy sake; in sorrow shouldst thou eat of it all the days of thy life." By which it could not have been expected that the descendents of man that came into existence during Adam's life, might be considered as exempt from the hardship and toil to which man became subject when cursed. After the death of Adam, Lamech on the birth of Noah was to hope for relief from their sufferings; as it is generally thought that Noah greatly improved the art of husbandry, and so lessened the labour before required in

۲۹۳۴ — ۳۰۱۹

‡ پیدایش ۳ — ۱۷

ǂ دیکهو پیدایش ۹ — ۲۰

cultivating the earth. (IX. 20.)

V. 32.—*Shem, Ham, Japheth,*) Of these three sons, the eldest was Japheth, as appears from Chapter X. 21.; the second was Shem, from X. 21.; and the youngest Ham, from IX. 24. Nevertheless both here, and a little lower, Shem is named first, for which Stackhouse assigns this reason: that whether it was that the rights of primogeniture were transferred to him, though the sacred Historian says nothing of it; or that God was minded thus early to show that He would not be confined to the order of nature in the disposal of His favours, which He frequently bestowed upon the younger children; or, which he thinks the most likely, because the nations of the Jews were to descend from him; and he and his posterity were to be the principal object of this whole history.

زمین کے جوتنی بونے میں بہلی ہوتے
تہے وہسی محنت نہیں رہی تہی ●

۳۲ (شم حام یافت) معلوم ہوتا ہی
کہ یافت سب سے بڑے بیٹی ‡ حضرت
نوح کے تہے اورشم منجہلی § بیٹی تہے اور
حام ان تینوں میں چہوٹی * بیٹے تہے مگر
باوجود اسکے اس مقام میں بہی اور اس
سے تہوڑی دور آگے شم کو اول بیٹا بیان کیا
گیا ہی اسکی وجہہ ‖ سیتگ ہوز صاحب
یہہ بیان کرتے ہیں کہ یا تو حقوق نسل کے
آسکے حقمیں تبدیل کئی گئی ہونگی (اگرچہ
مقدس مورخ نے اسکی نسبت کچہہ
نہیں کہا) یا یہہ کہ خدا تعالی نے اسبات
کے ظاہر کرنے پر جلد توجہہ کی کہ اپنی
عنایتوں کی ترتیب میں جو وہ اکثر چہوٹے
بچوں پر کیا کرتا ہے قدرت کی ترتیب کا
وہ پابند نرہیگا یا یہہ وجہہ ہو جسکو وہ
نہایت غالب سمجہتے ہیں کہ یہودیوں
کی قوم انہی سے پیدا ہونے والی تہی
اور وہ اور آسکی اولاد اس تمام تاریخ کا
مقدم مضمون ہونے کو تہی ●

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۳۳ | قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۳۰۱۹

‡ دیکہو پیدایش ۱۰—۲۱
§ دیکہو پیدایش ۱۰—۲۱
* دیکہو پیدایش ۹—۲۴
‖ ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۰

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
٢٣٤٣	٣٠١٩

چهٹا باب

CHAPTER VI.

١ دنیا کے لوگوں کي شرارت اور خدا کے قهر کا نازل هونا اور طوفان کا بهیجا جانا ٨ نوح کا مهرباني پانا ١٣ کشتي بنانیکا حکم اور اُسکي ترتیب اور طول اور اُس مراد کا بیان جس سے اُسکی بنانے کا حکم هوا

توریت مقدس

(א) ויהי כי־החל האדם לרב
١ اور هوا که† شروع هوا آدمي بڑهنے کو
על פני האדמה ובנות ילדו להם׃
اوپر منهه زمین کے اور بیٹیاں پیدا هوئیں اُنکی

† باب ١ — ٢٨

GENESIS.

And it came to pass, when men began to multiply on the face of the earth, and daughters were born unto them,

(ב) ויראו בני־האלהים את־בנות
٢ جب دیکها بیٹوں § خدا نے بیٹیوں
האדם כי טבת הנה ויקחו
آدمي کو که اچهي هیں وہ تب لیں ‡
להם נשים מכל אשר בחרו׃
اپنے لیئے عورتیں سب میں سے جسکو پسند کیا

§ (حاصل ترجمه) خدا کے پرستش کرنے والوں نے
‡ استثنا ٧ — ٣ و ٤

2 That the sons of God saw the daughters of men that they *were* fair; and they took them wives of all which they chose.

(ג) ויאמר יהוה לא ידון רוחי
٣ اور کہا الله نے نه ٹهریگي روح میري §
באדם לעלם בשגם הוא בשר והיו
ساتهه آدمي کی همیشه کو کیونکه ‖ وہ بشر هے تو هوں
ימיו מאה ועשרים שנה׃
دن اُسکی سو اور بیس برس

§ نامه گلاتهیان ٥ — ١٦ و ١٧
١ پترس ٣ — ١٩ و ٢٠
‖ زبور ٧٨ — ٣٩

3 And the LORD said, My spirit shall not always strive with man, for that he also *is* flesh: yet his days shall be an hundred and twenty years.

توریت مقدس

GENESIS.

(ד) הנפלים היו בארץ בימים
٤ ناخداپرست تهے زمین پر اُن دنوں
ההם וגם אחרי־כן אשר יבאו בני
اور بهي بعد اُسکی ایسی هي جب آئی بیٹی *
האלהים אל־בנות האדם וילדו
خدا کے پاس بیٹیوں آدمي کے اور پیدا هوئی
להם המה הגברים אשר מעולם
اُنسے وہ جبارین جو همیشه سے
אנשי השם׃
انسان نامی هیں

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

٢٣٤٥	٣٠٣٠

٤ † و قال نوح رب لاتذر علی الارض
کہا نوح نے ای رب نچهوڑ زمین پر کافروں کا
من الکفرین دیارا انك ان تذرهم یضلوا
ایک گهربسنیوالا بے شک اگر تو چهوڑے اُنکو گمراہ کریں
عبادك ولایلدوا الا فاجرا کفارا
تیرے بندونکو اور نه پیدا هونگی اُنسے مگر بدکار اور حق بات کے منکر

† سورۃ نوح آیت ٢٦ و ٢٧

* (حاصل ترجمه) خدا کي پرستش کرنے والی

4. Noah said, Lord, leave not any families of the unbelievers on the earth: for if thou leave them, they will seduce thy servants, and will beget none but a wicked unbelieving offspring.—Soora Noah, v. 26—27.

۵ † و نوحا اذنادی من قبل فاستجبنا له
اور نوح کو جب اُسنی پکارا اُس سے پہلے پہر مان
فنجینه و اهله من الکرب العظیم ونصرنه
لي همنی اُسکی پکار پہر بچایا همنی اُسکو اور اُسکی
من القوم الذین کذبوا با یتنا انهم کانوا
گہر والوں کو بڑي گہبراهٹ سے اور مدد کي همنے اُسکي
قوم سوء فاغرقنهم اجمعین
اُن لوگوں پر جو جهٹلاتے تهے هماري نشانیاں وہ تهي برے
لوگ پهر ڈوبایا همنے اُن سب کو

5. And remember Noah, when he called for the destruction of his people, before the prophets above mentioned: and We heard him, and delivered him and his family from a great strait: and We protected him from the people who accused our signs of falsehood; for they were a wicked people, wherefore we drowned them all.—Soora Umbiya, v. 76—77.

GENESIS.

6 And it repented the LORD that he had made man on the earth, and it grieved him at his heart.

7 And the LORD said, I will destroy man whom I have created from the face of the earth; † both man, and beast, and the creeping thing, and the fowls of the air; for it repenteth me that I have made them.

4 There were giants in the earth in those days; and also after that when the sons of God came unto the daughters of men, and they bare *children* to them, the same *became* mighty men, which *were* of old, men of renown.

(ה) וירא יהוה כי רבה רעת
۵ اور دیکھا الله نے که بہت ہوئي بدي
האדם בארץ וכל יצר מחשבת לבו
آدمي کي زمین پر اور کل تصور ‡ وسوسوں اُسکے دل کا تهی
רק רע כל היום׃
صرف بدي تمام دنوں

5 And GOD saw that the wickedness of man *was* great in the earth, and *that* * every imagination of the thoughts of his heart *was* only evil ‡ continually.

توریت مقدس

(ו) וינחם יהוה כי־עשה את־
۶ تب تاسف || کیا الله نے که بنایا
האדם בארץ ויתעצב אל־לבו׃
آدمي کو زمین پر اور قصه § کیا اپنے دل میں
(ז) ויאמר יהוה אמחה את־
۷ اور کہا الله نے مٹادی
האדם אשר־בראתי מעל פני
آدمي کو جسی بنایا میني اوپر سے منہه
האדמה מאדם עד־בהמה עד־רמש
زمین کے آدمي سے چرپایوں تک اور رینگنی والی تک

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۱۵
قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۳۰

† سورہ انبیاء آیت ۷۶, ۷۷
۲۳۴۴ ۳۰۱۹

‡ باب ۸ — ۲۱
استثناء ۳۱ — ۱۹
امثال ۶ — ۱۸
متی ۱۵ — ۱۹

* Or, *the whole imagination*: The Hebrew word signifieth not only *the imagination*, but also *the purposes, and desires*.

|| دیکھو اعداد ۲۳ — ۱۹
۱ سموئیل ۱۵ — ۱۱, ۲۹
۲ سموئیل ۲۴ — ۱۶
ملاکي ۳ — ۶
یعقوب ۱ — ۱۷
§ اشعیاہ ۶۳ — ۱۰
نامه افسیان ۴ — ۳۰

‡ Heb. *every day*.
† Heb. *from man unto beast*.

עַד עוֹף הַשָּׁמָיִם כִּי נִחַמְתִּי כִּי
اور پرند آسمان تک کیونکہ مقدر کیا || میں نے جب
עֲשִׂיתִם׃
بنایا میں نے اُنکو

قبل پیدایش سیح علیه السلام ۲۳۴۳ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۱۹

توریت مقدس

GENESIS.

(ח) וְנֹחַ מָצָא חֵן בְּעֵינֵי יְהוָה׃
۸ اور نوح نے پائي ‡ رحمت نظروں میں الله کے

8 But Noah found grace in the eyes of the LORD.

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۸ † و لقد ارسلنا نوحا الی قومه فقال
اور همنے بهیجا نوح کو اُسکي قوم کے پاس پهر
یقوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره افلا
اُسنے کہا ای قوم بندگي کرو الله کي نہیں ہے تمہارے
تتقون
لیئے کوئي معبود بجز اُسکے کیا تمکو ڈر نہیں

8. We sent Noah heretofore unto his people, and he said, O my people, serve God: ye have no God besides him; will ye therefore not fear the consequence of your worshipping other gods?—Soora Momanoon, v. 23.

|| اِس لفظ کا ترجمه جو (مقدر کیا) گیا ہے اسکي سند کے لیئے دیکھو ایوب ۷—۱۳ اسموئیل ۱۵—۱۱

† سورۂ مومنون آیت ۲۳

‡ باب ۱۹ — ۱۹ خروج ۳۳—۱۲و۱۳و۱۶ و ۱۷ لوقا ۱ — ۳۰ اعمال ۷ — ۴۶

سورۂ نوح

פרשת נח

פ פ פ

توریت مقدس

(ט) אֵלֶּה תּוֹלְדֹת נֹחַ נֹחַ אִישׁ
۹ یهه هی جنم پترہ نوح کا نوح ‡ مرد
צַדִּיק תָּמִים הָיָה בְּדֹרֹתָיו אֶת־
صدیق کامل تها اُن زمانوں میں
הָאֱלֹהִים הִתְהַלֶּךְ־נֹחַ׃
خدا کے ساتهه چلتاتها § نوح

GENESIS.

9. These *are* the generations of Noah; Noah was a just man *and* perfect in his generations *and* Noah walked with God.

‡ باب ۷ — ۱ حزقیل ۱۴—۱۴ و ۲۰ نامه رومیان ۱ — ۱۷ نامه عبریان ۱۱ — ۷ ۲ پطرس ۲ — ۵

§ باب ۵ — ۲۲

توریت مقدس

GENESIS.

(י) וַיּוֹלֶד נֹחַ שְׁלֹשָׁה בָנִים אֶת־
۱۰ اورپیدا کیا نوح نے تین بیٹے
שֵׁם אֶת־חָם וְאֶת־יָפֶת׃
شیم کو || حام کو اور یافث کو

مطابق قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۰ ‡ قال سعد ابن المسیب کان ولد نوح
کہا سعد ابن مسیب نے که تهي اولاد نوح کي تین
ثلثة سام و حام و یافث
سام اور حام اور یافث

‡ ترمذي و تفسیر معالم التنزیل

|| باب ۵ — ۳۲

10. Saad, son of Moosaiyb, said, there were three sons to Noah, Shem, Ham, and Japheth.—Tirmizi, and Maaloomooltunzeel.

10 And Noah begat three sons, Shem, Ham, and Japheth.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۴ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۱۹

۱۱ ‡ و قوم نوح من قبل انهم كانوا قوما فسقين
اور نوح کي قوم کو اس سے پہلے بےشک وہ تھے لوگ نا فرماں بردار

11. And the people of Noah did we destroy before these: for they were a people who enormously transgressed.—Soora Vuzzareat, v. 46.

(יא) וַתִּשָּׁחֵת הָאָרֶץ לִפְנֵי הָאֱלֹהִים וַתִּמָּלֵא הָאָרֶץ חָמָס׃
۱۱ اور خراب هوگئي زمين سامنے † خدا کے اور بهرگئي ‡ زمین بدکاري سے

11 The earth also was corrupt before God, and the earth was filled with violence.

‡ سورۂ ولذاریات آیت ۴۶
† باب ۷ — ۱
۱۰ — ۹
۱۳ — ۱۳
۲ تواریخ ۳۳ — ۲۷
لوقه ۱ — ٦
نامه رومیان ۲ — ۱۳
باب ۳ — ۱۹
‡ حزقیل ۸ — ۱۷
۲۸ — ۱٦
حبقوق ۲ — ۸ و ۱۷

۱۲ * وقوم نوح من قبل انهم كانوا هم اظلم واطغي
اور قوم نوح کي اس سے پہلے بےشک وہ تھی بڑے ظالم اور سرکش

12. We also destroyed the people of Noah, before them; for they were most unjust and wicked.—Soora Nujm, v. 52.

(יב) וַיַּרְא אֱלֹהִים אֶת־הָאָרֶץ וְהִנֵּה נִשְׁחָתָה כִּי־הִשְׁחִית כָּל־בָּשָׂר אֶת־דַּרְכּוֹ עַל־הָאָרֶץ׃
۱۲ اور دیکھا § خدانے زمین کو که اب خراب هو گئي کیونکه مٹادیا سب بشر نے رسته اپنے کو اوپر زمین کے

12 And God looked upon the earth, and, behold, it was corrupt; for all flesh had corrupted his way upon the earth.

* سورۂ نجم آیت ۵۲
§ باب ۱۸ — ۲۱
زبور ۱۴ — ۲
۳۳ — ۱۳, ۱۴
۵۳ — ۲, ۳

۱۳ و ۱۴ || واوحي الى نوح انه لن يومن من قومك الامن قد آمن فلاتبتئس بما كانوا يفعلون واصنع الفلك باعيننا و وحينا ولاتخطبني فى الذين ظلموا انهم مغرقون
اور وحي هوئي نوح کو که اب ایمان نه لاویگا تیري قوم سے بجز اسکی جو ایمان لاچکا پهر کڑه مت اُن کاموں پر جو کرتے هیں اور بنا کشتي همارے سامنے اور همارے حکم سے اور مت بول مجهسے ظالموں کے واسطے بےشک وہ ڈوبینگے

(יג) וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים לְנֹחַ קֵץ כָּל־בָּשָׂר בָּא לְפָנַי כִּי־מָלְאָה הָאָרֶץ חָמָס מִפְּנֵיהֶם וְהִנְנִי מַשְׁחִיתָם אֶת־הָאָרֶץ׃ ס
۱۳ اور کہا خدا نے نوح کو * وقت هر بشر کا آیا میرے سامنے کیونکه بهر گئي زمین بدکاري میرے سامنے کي سے اُنکي اور † اب میں مٹاونگا اُنکو زمین سے ‡

|| سورۂ هود آیت ۳۶, ۳۷
* یرمیاه ۵۱ — ۱۳
حزقیل ۷ — ۲, ۳, ٦
اموس ۸ — ۲
پهلا پطرس ۴ — ۷
† آیت ۱۷
‡ انگریزي ترجمه معه زمین کے

§ وحملنه على ذات الواح و دسر تجري
اور اُٹھایا همنی اُسکو اوپر تختوں والی اور کیلوں

(יד) עֲשֵׂה לְךָ תֵּבַת עֲצֵי־גֹפֶר קִנִּים תַּעֲשֶׂה אֶת־הַתֵּבָה וְכָפַרְתָּ
۱۴ بنا اپنے واسطے کشتي لکڑي شمشاد کي خاندار بنا تو کشتي کو اور روغن کر اُسکو

§ سورۂ قمر آیت ۱۳, ۱۴

אֹתָהּ מִבַּיִת וּמִחוּץ בַּכֹּפֶר׃
اندر اور باہر ساتھہ تیر کے

باعیننا جزاء لمن کان کفر
والي پر بہتی تھی ہماري انکھوں کے سامنے بدلا لینے
کو اُس شخص کا جسپر یقین نہ لائی تھی

‡ قوله واوحینا اشارةالی انه تعالی یوحی
یہہ جو خدا نے کہا کہ ہمنی وحي بھیجي اشارہ
الیه انه کیف ینبغي جعل السفینة لکي
اسبابِ کا ہے کہ الله نے وحي سے بتایا نوح کو کہ.
یحصل منه المطلوب.
کسطرح بنانا چاهیئی کشتي کو تاکہ اس سے مطلب
حاصل ہو

قبلپیدایش　　قبلپیدایش
مسیح علیه　　محمدرسول
السلام　　الله صلعم
۲۳۴۳　　۳۰۱۹

‡ تفسیر کبیر

13 And God said unto Noah, The end of all flesh is come before me; for the earth is filled with violence through them; and, behold, I will destroy them † with the earth.

14 Make thee an ark of gopher wood; * rooms shalt thou make in the ark, and shall pitch it within and without with pitch.

† Or, *from the earth.*

* Heb. *nests.*

13—14. And it was revealed unto Noah, saying, Verily none of thy people shall believe, except he who hath already believed: be not therefore grieved, for that which they are doing. But make an ark in our presence, according to what we have revealed unto thee: and speak not unto me in behalf of those who have acted unjustly, for they are doomed to be drowned.—Sroora Hood, v. 36,37.

And We bore him on a vessel composed of planks and nails, which moved forward under our eyes: as a recompense unto him who had been ungratefully rejected.—Soora Kamur, v. 13—14.

The phrase "according to what we have revealed" occuring in the former of the two passages, may be understood to mean the particular form and dimensions after which God requested Noah to build his ark, that he might thus be successful in what he undertook.—Tufseer Kabeer.

(טו) וזה אשר תעשה אתה
۱۵ اور يهه هي جو بناوے تو اُسكو
שלש מאות אמה ארך התבה
تين سو هاتهه طول كشتي كا
חמשים אמה רחבה ושלשים אמה
پچاس هاتهه عرض اُسكا اور تيس هاتهه
קומתה׃
ارتفاع اُسكا

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۲۳۳۳ — قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۳۰۱۹

† تفسير كبير

۱۵ † قيل كان طولها اي طول السفينة
كها گيا هے كه تها طول كشتي كا تين سو هاتهه اور
ثلثمائة ذراع وعرضها خمسون ذراعا وطولها في
اُسكا عرض پچاس هاتهه اور اُسكي اونچائي تيس
السماء ثلثون ذراعا وكان من خشب الساج
هاتهه اور تهي سال كي لكڑي كي

15. It is said that the ark was 300 cubits in length, 50 in breadtb, and 30 in height. It was formed of the Saaj wood.——Tufser Kabeer.

15 And this *is the fashion* which thou shalt make it *of*; The length of the ark *shall be* three hundred cubits, the breadth of it fifty cubits, and the height of it thirty cubits.

(טז) צהר תעשה לתבה ואל־
۱۶ روشندان بنا تو واسطے كشتي كے
אמה תכלנה מלמעלה ופתח
اور قريب هاتهه كے چهوڑ دے اُسكو اُوپر سے اور دروازه
התבה בצדה תשים תחתים שנים
كشتي كا اُسكي پهلو ميں ركهه نيچيكا دوسرا اور
ושלשים תעשה׃
تيسرا بنا تو اُسكا

‡ تفسير كبير

۱۶ ‡ وجعل لها ثلثة بطون فحمل في
اور بنائی اُسکی ليئی تين طبقه پهر ركها نيچي كے
البطن الاسفل الوحوش والسباع و الهوام
طبقه ميں صحرائي جانوروں اور درندوں اور كيڑى
و في البطن الا وسطه الدواب والانعام و في
مكوڑوں كو اور بيچ كے طبقه ميں چوپاؤں اور مويشي
البطن الا على جلس هو و من كان معه
كو اور اوپر كے طبقه ميں بيٹها وه اور جو تها ساتهه
معها احتاجو اليه من الزاد
اُسكی اُن چيزوں سميت جنكي احتياج تهي كها نے
كے ليئی

16. Noah is said to have built his ark three-storied; the last of the stories he allowed to be occupied by the beasts of the forest, and reptiles; the middle one by the cattle and other domestic quadrupeds; and the uppermost he applied to the use of himself, and those who were with him; their stores laid they up in this story also.—Tufseer Kabeer.

16 A window shalt thou make to the ark, and in a cubit shalt thou finish it above; and the door of the ark shalt thou set in the side thereof; *with* lower, second, and third *stories* shalt thou make it.

توریت مقدس

(יז) ואני הנני מביא את־המבול
۱۷ اور † میں اب لانے والا هوں طوفان
מים על הארץ לשחת כל־בשר
پاني كا اُوپر اس زمين كے واسطے مٹادينے تمام بشر كے
אשר בו רוח חיים מתחת השמים
جسكی ساتهه هی روح زندگي كی نيچے سے آسمانوں كے
כל אשר־בארץ יגוע :
سب جو زمين پر هی مر جائيگا

GENESIS.

17 And, behold, I, even I, do bring a flood of waters upon the earth, to destroy all flesh, wherein *is* the breath of life, from under heaven; *and* every thing that *is* in the earth shall die.

قبل پيدايش مسيح عليه السلم ۲۳۴۳ | قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۳۰۱۹

† آيت ۱۳
باب ۷—۴ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳
۲ پطرس ۲ — ۵

توریت مقدس

GENESIS.

(יח) והקמתי את־בריתי אתך
۱۸ اور قايم كرونگا ميں اپنے عهد كو ساتهه تيرے
ובאת אל־התבה אתה ובניך
اور آوے طرف كشتي كے تو ‡ اور بيٹے تيرے
ואשתך ונשי־בניך אתך :
اور عورت تيري اور عورتيں بيٹوں تيريكی ساتهه تيرے
(יט) ומכל־החי מכל־בשר שנים
۱۹ اور سب جاندار سے سب جسم سے دو §
מכל תביא אל־התבה להחיות
سب سے لا تو طرف كشتي كے تا كه زنده رهيں
אתך זכר ונקבה יהיו :
ساتهه تيرے نر اور ماده هوويں وه

(כ) מהעוף למינהו ומן־הבהמה
۲۰ پرند سے واسطی اُسكي قسم كے اور چوپايوں سے
למינה מכל רמש האדמה למינהו
واسطے اُسكي قسم كے سب رينگنے والوں اس زمين سے واسطی
שנים מכל יבאו אליך להחיות :
اُسكي قسم كے دو سب سے آويں || پاس تيرے تاكه زنده رهيں

مطابقت قران مجيد اور حديث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

* ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ فاوحينا اليه ان اصنع
پهر همنی وحي بهيجی اُسكو كه بنا كشتي هماري انكهوں
الفلک باعيننا و وحينا فاذاجاء امرنا وفار
كے سامنی اور هماری بتائی سے پهر جب پهونچی
التنور فاسلک فيها من كل زوجين اثنين
همارا حكم اور اُبلی تنور (يعني زمين) تو تو ڈال
واهلک الامن سبق عليه القول منهم
اُس ميں هر جوڑی كا جوڑا اور اپنے گهر والی مگر
ولاتخطبني في الذين ظلموا انهم مغرقون
جسپر آگی هوچكي بات ان ميں سے اور نه بول مجهه
فاذا استويت انت ومن معک علی
سے اِن ظالموں كے واسطے بيشک انكو ڈوبنا هی پهر جب
الفلک فقل الحمد لله الذي نجينا من
چڑه لی تو اور جو تيري ساتهه هی كشتي پر پهر كهه
القوم الظلمين
شكر الله كا جسنے چهوڑايا همكو گنهگار لوگوں سے

ﻠ (اعلم) ان المراد من التنور ليس
جاننا چاهيئی كه تنور سے روٹي پكانے كا تنور مراد
تنور الخبز وعلی هذا التقدير انفجر الماء من
نهيں هے اور جب يهه مراد نه لي جاوے تو معنی
وجه الارض والعرب يسمي وجه الارض تنور
يهه هونگی كه بهوٹ نكلا پاني زمين كے منهه سے اور
عرب والی روی زمين كو تنور كهتی هيں

* سورة مومنون آيت ۲۷

‡ باب ۷ — ۱ و ۷ و ۱۳
۱ پطرس ۳ — ۲۰
۲ پطرس ۲ — ۵

§ باب ۷ — ۸ و ۹ و ۱۵ و ۱۶

ﻠ تفسير كبير
|| باب ۷ — ۹ و ۱۵
ديكهو باب ۲ — ۱۹

18—20. **And We revealed our orders unto Noah, saying, Make the ark in our sight; and according to our revelation. And when our decree cometh to be executed, and the oven (i. e. earth) shall boil, and put forth water, carry into it of every species of animals one pair; also thy family, except such of them on whom a previous sentence of destruction hath passed: and speak not unto me in behalf of those who have been unjust; for they shall be drowned. And when thou and they who shall be with thee shall go up into the ark, say, Praise be unto God, who hath delivered us from the ungodly people!**—Soora Momanoon, v. 27.

* The word *oven* occuring in the foregoing passage, is not to be taken for a real one used in cooking bread. On the contrary, it signifies the Earth, out of which broke open the fountains of water: since the Arabs make use of the term oven for the earth.—Tufseer Kabeer.

18 **But with thee will I establish my covenant; and thou shalt come into the ark, thou, and thy sons, and thy wife, and thy sons' wives, with thee.**

19 And of every living thing, of all flesh, two of every *sort* shalt thou bring into the ark, to keep *them* alive with thee; they shall be male and female.

20 Of fowls after their kind, and of cattle after their kind, of every creeping thing of the earth after his kind, two of every *sort* shall come unto thee, to keep *them* alive.

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۱۹

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۳

GENESIS.

21 And take thou unto thee of all food that is eaten, and thou shalt gather *it* to thee: and it shall be for food for thee, and for them.

22 Thus did Noah; according to all that God commanded him, so did he.

توریت مقدس

(כא) ואתה קח־לך מכל מאכל
۲۱ اور تو لی اپنے لیئی هر کهانے سے
אשר יאכל ואספת אליך והיה
جو کهائے جاتے هیں اور اکهٹا کرے تو پاس اپنے که هو
לך ולהם לאכלה׃
واسطی تیرے اور اُنکی واسطی کهانے کے
(כב) ויעש נח ככל אשר צוה
۲۲ اور کیا † نوح نے مانند ‡ سب کے جو سمجهایا
אתו אלהים כן עשה׃
اُسکو خدا نے ویساهی کیا

† نامه عبریان ۱۱ — ۷
دیکهو خروج ۴ — ۱۶
‡ باب ۷ — ۵ و ۹ و ۱۶

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۳ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۱۹

تفسیر

۲ (بیٹوں خدا نے) جس لفظ کا ترجمه خدا کیا گیا هے وہ لفظ אלהים الوهیم هے اور اِس کي مراد بیان کرنے میں اختلاف هے متقدمین یهودي خدا کے بیٹوں سے فرشتے مراد لیتے هیں جو دنیا میں امتحاناً بهیجی گئے تهے اور بعض کهتے هیں که خدا کے بیٹوں سے بڑی آدمي اور سردار اور امرا اور حاکم اور قاضي مراد هیں جنهوں نے آدمیوں کي یعني عوام الناس کي خوب صورت بیٹیوں پر فریفته هوکر جتنی چاهیں جبراً چهین لي تهیں اور بعض قدیم اور زمانه حال کے مفسر خدا کی بیٹوں سے اولاد حضرت شیث کي مراد لیتے هیں جو سچي خدا کي پرستش کرنے والي † تهي اور جنهونے انسان کي بیٹیوں سے یعني قاین کي ناخدا پرست نسل کي دختروں سے راہ و رسم شروع کي تهي ❋

اُن اخیر معنوں سے میں بالکل اتفاق رکهتا هوں مگر اُسکي تقریر یوں بیان کرتا هوں که خدا کی بیٹوں سے سچي ایمان والے اور خدا پرست آدمي مراد هیں اور آدمیکي بیٹیونسے عوام الناس ناخدا پرست آدمیوں کي بیٹیاں مراد هیں جن میں باهم شادي هونے کے سبب ناخداپرست اور شریر اولاد پیدا هوئي ❋

یهه واقعه همکو نصیحت دیتا هے شادي کرنے کے ایک بڑے اصول پر که جب هم شادي کرني چاهیں تو همکو فریفته نهونا چاهیئے عورتوں کے حسن و جمال اور کرشمه و ناز پر بلکه فریفته هونا

† باب ۴ — ۲۶

NOTES.

V. 1.—*sons of God*,) The word in the original Hebrew translated *God* is *Elohim*. The significations applied to this phrase are various. The ancient Jews understood by it certain angels who might have been sent down to the earth on some trial. Some take it to imply the great men, nobles, rulers, and judges, who being captivated with the beauty of "the daughters of men," that is, of the meaner sort, took by force and violence as many as they pleased. There are also other ancient interpreters, and most of the later, who by "the sons of God" understand the posterity of Seth, who were worshippers of the true God, Chap. IV. 26, and who now "saw" or conversed with, "the daughters of men," that is, the daughters of the ungodly race of Cain.

Of the several meanings suggested to the phrase as above shown, I quite agree with the last, but I would explain it thus: That "the sons of God" signified, as a general rule, righteous and pious men, and "the daughters of men" female children of those who were without virtue and ungodly. The latter being married with the former gave birth, as a necessary consequence, to men who led a wicked, unholy, and profligate life.

This Biblical fact conveys to us a valuable lesson in respect to the principles by which marriage ought in general to be regulated—which lesson may be thus stated: that when about to enter into the holy state of matrimony

we should not let our attention be taken up by the beauty, fascination and charms of women, but on the contrary, we should pay due regard to good characters and high principles. So that through the effects of an ill assorted union our posterity might not like that of the unhappy ancients, be led astray from the path of truth and virtue, and consequently fall under the wrathful displeasure of the great Lover of Truth. It is in reference to this subject that God has been pleased so to direct us in the Holy Koran, viz: Marry not women who are idolators, until they are converted; Verily a maid-servant who believeth, is better than an idolatress, although the latter please you more. And give not women who believe, in marriage to the idolators, until they believe: for verily a servant who believeth is better than an idolator, though the latter please you more. They invite unto hell fire, but God inviteth unto paradise end pardon through his will, and declareth his signs unto men, that they may remember.——Soora Bakr, V. 221.

چاهیئے اُن کي اچهي خصلت اور سچی ایمان پر تاکه هماري اولاد بهي اگلوں کي اولاد کیطرح گمراهي اور خدا کے غضب میں مبتلا نہو اسیواسطے خدا تعالی نے قراں مجید میں همکو نصیحت کي هے که " نکاح میں نه لاؤ مشرک عورتوں کو جب تک که ایمان نه لاویں اور بے شک ایک مسلمان لونڈي بهتر هے مشرک عورت سے اور اگرچه وہ تم کو اچهي لگے اور نه نکاح کرو مشرک مردوں سے جب تک که ایمان نه لاویں بے شک ایک مسلمان غلام اچها هے مشرک سے اور اگرچه تمکو اچها لگے وہ لوگ بلاتے هیں دوزخ کي طرف اور الله بلاتا هے جنت کیطرف اور بخشش کیطرف اپنے حکم سے اور بتاتا هے اپنے حکم لوگوں کو شاید وہ چوکس هوجاویں *

سورہ بقر آیت ۲۲۱
ولاتنکحوا المشرکت حتی یومن ولامة مؤمنة خیر من مشرکة ولواعجبتکم ولاتنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولواعجبکم اولئك یدعون الی النار والله یدعوا الی الجنة و المغفرة باذنه ویبین آیته للناس لعلهم یتذکرون

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۳ . قبل پیدایش محمد رسول الله صعلم ۳۰۱۹

V. 2.—*my spirit.)* "By this" says Bishop Patrick, "is meant either speaking by his prophets, such as Enoch had been and Noah was; or working inwardly in all men's hearts." But I understand by the spirit of God, those passions of men which move him to God's obedience and love, and to an endea-

۳ (روح میري) بشپ پٹرک صاحب † لکهتے هیں که خدا کي روح سے یا تو بذریعه اپنے پیغمبروں کے (جیسیکه ادریس اور نوح) بات کرنا مراد هے یا تمام انسانوں کے دلوں میں بات کا ڈالنا مراد هے میری نزدیک خدا کي روح سے انسان کی وہ جذبات مراد هیں جنسے خدا کي اطاعت

† تفسیر ڈانیلي جلد ۱ صفحه ۲۰

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۲۳۳۳	۳۰۱۹

اور آسکي محبت اور خواهش نفساني کے مٹانے پر انسان کو تحریک هوتي هے پس خدا نے کہا کہ یہہ حالت انسان کي همیشہ نہیں رهتي بلکہ وہ اپني نفساني خواهشوں کا مطیع هو جاتا هے اسلیئے آسکو ایک مہلت دیني چاهیئے کہ آسمیں اپني شرارتوں سے باز آوے اور خدا کي طرف رجوع کرے *

vour to extinguish those intemperate desires of his which lead him astray from God's will. So God has here said, that it is impossible for man to continue for ever in this state of allegiance to Him, but that, on the contrary, he becomes subject to his evil passions; that he therefore ought to be allowed a certain fixed portion of time, within which he may have opportunity to reform himself, and return to the true source of his eternal happiness, viz God, from whom he has strayed.

(هوں دن آسکے سو اور بیس برس) ظاهرا معلوم هوتا هے کہ طوفان لانے اور انسان کے هلاک هونیکي یہہ مدت هے یعنے اگر اس عرصہ میں انسان خدا پرستي اختیار نکرینگے تو آنپر طوفان کے ذریعہ سے خدا کا قہر نازل هوگا چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام آنکو نصیحت کرتے رهے مگر آنمیں سے کوئي ایمان نہ لایا جیسا کہ قران مجید سے پایا جاتا هے *

—one hundred and twenty years,) This space of time seems to have been expressly vouchsafed by God in order to afford the sinful race of men the opportunity of reclaiming themselves; and in the event of their failing in this, the deluge was to destroy them. Accordingly Noah continued exhorting them to repentence, and pointing out to them the safe and right path, but they would not be prevailed upon, and would give no heed to his admonitions; which is also testified in our Holy Koran.

علماء یہود کہتے هیں کہ اس مقام میں اشارہ هے کہ انسان کي خدا پرستي درست هوگي حضرت موسی علیہ السلام کے آنے پر کیونکہ ایک سو بیس برس سے اشارہ هے حضرت موسی کي عمر پر اور בשגם (بشجم) کے لفظ سے اشارہ هے حضرت موسی کے نام پر اسطرح سے کہ جو عدد בשגם (بشجم) لفظ کے هیں وهي عدد משה موسی کے نام کے هیں جیسا کہ حاشیہ † پر بیان هوا هے *

The Rabbis maintain that this verse contains a latent reference to the time of the future reformation and purer faith of mankind when Moses shall have come; identifying the interval of 120 years herein spoken of with the age of Moses, and pointing to the word *Beshijjum* in the verse as covering under, or comprehending in, itself, the name of Moses, by its having certain signs, or more properly, figures peculiar to itself just the same as those occurring in the name of Moses.

†		
ב	ب	۲
ש	ش	۳۰۰
ג	ج	۳
ם	م	۴۰
		۳۴۵

מ	م	۴۰
ש	ش	۳۰۰
ה	ه	۵
		۳۴۵

V. 4.—This verse contains the Hebrew word *Niphleem* rendered *giants* by all Translators. Though this meaning is applicable to the word where it occurs in other passages of Scripture, yet here it is not applicable to the subject. The word is a derivative from *Niphul* meaning to *fall*.

In a former passage where God did not accept Cain's offering, it is said "his countenance fell;" and therefore the word *Niphleem* may be well thought to refer to such men as fall from God's favor and protection. The word in question may therefore be translated *impious*, *criminal* or *hateful*. This now makes the sense of the verse more clear and appropriate," There were *impious* or *hateful men* (as suggested by me for *giants*) in the earth; and also after that, when *pious* or *virtuous men* (as also already suggested by me for the *sons of God*), went in unto the daughters of men, and they bore children unto them, the same became mighty (i. e. cruel and irreligious) men which were of old, men of renown." The subject in this verse is more explicitly revealed in our Holy Koran, in which it is thus written, "None but the vicious and infidel will be born of them, i. e. daughters of men."

This passage of Scripture ought to be a valuable help in teaching us to reflect how pernicious and baneful are the consequences to their offspring of the vicious character and bad training of women. Therefore if we wish for a virtuous and happy progeny we should make our choice only from among wo-

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۶۵ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۳۰

۴ اس ورس میں נפלים (نفیلیم)
عبری لفظ ہے تمام مترجموں نے جبارین
آسکا ترجمہ کیا ہے اس لفظ کے یہہ معنی
بھی کتاب اقدس میں ائے ہیں مگر
اس مقام پر یہہ معنی مراد نہیں ہیں
بلکہ یہاں یہہ بیان کرنا چاهیئے کہ یہہ لفظ
نکالا گیا ہے (نفل) נפל سے جسکے معنے
گرنے کے ہیں جبکہ خدا تعالی نے قاین
کی قربانی قبول نہیں کی تو وهاں کہا
گیا کہ گرایا یعنی بگاڑا آسنے اپنا منهہ اس
سبب سے نفیلیم کے لفظ سے وہ لوگ مراد
لیئے جاسکتے ہیں جو خدا کی نظر سے
گرے هوئے ہیں بس اسمقام پر اسکا ترجمہ
نا خدا پرست یا گنهگار لوگ یا اشقیا یا
خدا کی نظر سے گرے هوئے لوگ کرنا
چاهیئے اب معنی ورس کے بہت صاف
هوگئی " کہ آن دنوں میں اور آسکی بعد
بھی زمین پر ناخدا پرست لوگ تھے جب
خدا پرست لوگوں نے آنکی بیٹیوں سے
شادی کی تو آنسی جبارین یعنی شریر
اور بےرحم اور ناخدا ترس اولاد پیدا هوئی
اس مضمون کو همارے قرآن مجید نے
بہت صفائی سے بیان کیا ہے جہاں کہا
ہے کہ " نہیں پیدا هونگی آنسی مگر
کافر بدکار *

اس مقام سے همکو نصیحت پکڑنی
چاهیئے کہ ما کی برائی اور آسکی بدتربیت
اولاد کے حق میں کسقدر بداثر رکھتی هی
پس اگر هم اپنی اولاد کا برخوردار اور نیک
هونا چاهتے ہیں تو همیشہ همکو نیک
خصلت اور صاحب ایمان اور تربیت یافتہ
عورتوں کی طرف رغبت کرنی چاهیئے

قبل پیدایش سیدنا علیه السلم ۲۳۶۵ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۳۰

men who have been reared in the principles of the strictest morality with a true and abiding faith in religion, and the practice of virtue, and godliness, and whose bright example may be worthy of being copied by her children. But we should not keep in view as the principal motive of our union the beauty and fascinating accomplishments of women which will soon disappear and fade away like the summer on the appearance of autumn.

اور کسیکے حسن و جمال پر جو مثل موسم بہار کے جلد خزاں میں انے والا ہے ہرگز فریفتہ ہونا نچاہیئے ٭

۲۳۳۳ — ۳۰۱۲

V. 6. —*repented)* We find Scripture telling us in several places, that the devotion of man to good works is pleasing and acceptable to God; while indulgence in sin causes His displeasure. Now that mankind took delight in wickedness, it is here said God regretted it or grieved on account of it, *i.e.* He was highly offended at their backslidings and evil deeds.

۶ (تاسف کیا) جو که کتابہاے اقدس کے اکثر مقاموں سے پایا جاتا ہے که انسان کا نیک کاموں میں مشغول رہنا باعث رضامندي اور خوشنودي خدا تعالے کا ہوتا ہے اور بدکاموں میں مبتلا ہونے سے خدا تعالے ناراض ہوتا ہے اب که انسان نے بدکاریاں اختیار کي تہیں اسلیئے اس مقام پر کہا گیا که خدا نے تاسف کیا اور اپنے دلمیں غصه کیا یعنی آسکي بدکاریوں سے ناراض ہوا ٭

† تفسیر ثالیثي جلد ۱ صفحه ۲۱

With reference to subjects where there are likewise applied or attributed to God such actions or things as appertain to mankind, Dr. Stackhouse has given a very elaborate and able opinion which perfectly agrees with the notions of us Mohomedans on the subject and which I quote as follows: "When the Holy Scriptures speak of God, they ascribe hands, and eyes and feet to Him; not that He has any of these members, according to the literal signification; but the meaning is that He has a power to execute all those acts, to the effecting of which these parts in us are instrumental: that is, He can converse

† سٹیک ہوس صاحب نے ایسے مقاموں پر جہاں خدا تعالی کي نسبت ایسي باتیں کہي گئیں ہیں جیسے انسانوں کي نسبت کہي جاتي ہیں نہایت عمده گفتگو کي ہے اور وه گفتگو ہم مسلمانوں کے مذہب کے بالکل مطابق ہے اسلیئے اس مقام پر آسکو لکہتا ہوں وه کہتے ہیں که " جبکه مقدس کتابوں میں خدا کا ذکر ہوتا ہے تو آس سے آنکہیں ہاتہه پاؤں منسوب کیئے جاتے ہیں نه اس غرض سے که ان اعضا میں سے کوئي عضو بموجب لفظي مراد آس لفظ کي خدا میں ہے بلکه معنی یہه ہیں که آن تمام کاموں کے

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۴۰۰۴

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۴۶۷۴

کرنے پر جنگی کرنے کے لیئے همکو یهه
اعضا بطور الات کے دیئے گئے هیں وه قادر
هے یعنی انسانوں سے وه گفتگو کرسکتا هے
ایسی خوبی سے که گویا اُسکی زبان یا
منهه هے اور جو کچهه هم کرتے هیں یا
کهتے هیں اُس سب کو جان اور پهچان سکتا
هے ایسی هي کاملیت سے که گویا اُسکي
آنکهیں اور کان هیں اور هم تک رسائي
کرسکتا هے ایسي خوبي سے که گویا
اُسکے هاتهه اور پاؤں هیں علی هذالقیاس
مقدس کتاب میں خدا کي نسبت
اکثر ایسا بیان هوا هے که ایسي قسم
کے جذبات جو هم اپنے اپ میں دیکهتے
هیں گویا اُس میں بهي هیں مثلاً خفا
اور خوش هونا محبت اور نفرت کرنا
افسوس اور رنج کرنا وغیره مگر غور کرنے پر
هم یهه نهیں خیال کرسکتے هیں که ان
جذبوں میں سے کوئي جذبه لفظي مراد
سے الهیه حقیقت پر اثر کرسکتا هے اسلیئے
مراد یهه هے که شریر لوگوں کو وه اسطرح
سے سزا دیگا که گویا اُسکي طرف جذبه
غصه کا هوا اور نیک تو اسطرح پر بیشک
انعام دیگا جیسے که هم اُن لوگوں کو دیتے
هیں جنسے همکو ایک خاص محبت هے
اور یهه که جب وه اپني مخلوقات میں
کبهي تبدیلی کا هونا خواه واسطے اُنکي
بهتري یا بدتري کے مناسب سمجهے تو
اُنکے ساتهه جو اُسکے عهد و پیمان هیں اُن
میں ایسي طرح سے تبدیلي کریگا که گویا
اُسنے حقیقت میں افسوس کیا یعنے اپنے
دلکو تبدیل کیا بس یهه بات بطور تمثیل
اور مشابهت کے استعمال کي جاتي هے
اور انسانوں کي خاصیت اور جذبوں کو

with men, as well as if He had a tongue or mouth; can discern all that we do or say, as perfectly as if He had eyes, and ears; and can reach us, as well as if He had hands or feet, &c. In like manner, the Scripture frequently represents God as affected with such passions as we perceive in ourselves; namely, as angry and pleased, loving and hating, repenting and grieving, &c. and yet upon reflection we cannot suppose, that any of these passions can literally affect the Divine Nature: and therefore the meaning is, that He will certainly punish the wicked, as if He were inflamed with the passion of anger against them; as infallibly reward the good, as we will those for whom we have a particular affection; and that, when He finds any alteration in His creatures, either for the better or worse, He will as surely change His dispensation towards them, as if He really repented or changed His mind. It is by way of analogy and comparison, that the nature and passions of men are ascribed to God; so that when He is said to *repent* or *grieve* the meaning must be, not that He perceived any thing that He was ignorant of before, to give him any uneasiness; (for "known unto God are all His works from the beginning;") but only that He altered His conduct with regard to men, as they varied in their behaviour towards Him, just as we are wont to do, when we are moved by any of these passions and changes of affection."

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۴　　قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۱۹

خدا سے منصوب کیا جاتا ہے پس جبکہ آسکو افسوس کرنے والا یا رنجیدہ بیان کیا جاتا ہے تب آس سے مراد یہہ نہیں ہوتي کہ آسنے کوئي شی کہ جس سے آسکو پہلے واقفیت نہ تھي اپني پریشاني پیدا کرنے کے لیئے اب معلوم کي کیونکہ شروع هي سے خدا پر آسکی تمام کام ظاهر هیں بلکہ صرف یہہ مراد هوتي ہے کہ آسنے اپنے چلن کو بلحاظ انسانوں کے تبدیل کیا جبکہ انسانوں کي طرف سے آنکے چلن جانب خدا میں تبدیل آئي ٹھیک اسي طرح سے خدا کي طرف سے عمل میں آتا ہے جیسے کہ هم کیا کرتے هیں جبکہ ایسے ایسے جذبوں اور محبت کي تبدیلیوں سے همارے دلپر حرکت هوتي ہے " ●

۷ (مٹاؤں آدمي کو) اسمقام پریہہ بحث ہے کہ انسان نے خدا کا گناہ کیا تھا اس لئي طوفان کا اوسپر غضب نازل هوا مگر حیوانات کسي گناہ کے مجرم نہ تھے آنکي پیدایش سے جو غرض تھي وہ سب پوري هوتي تھي پھروہ حیوانات کیوں اس غضب میں شامل هوئی ●

V. *7.—I will destroy man &c.)* This passage involves this question, that man having displeased and offended God, was, as a necessary consequence of the principles of justice, punished by God who caused a deluge upon the earth to destroy him; but why were then the animals which could have had no part in the sin that brought down the Divine displeasure, and which were consequently innocent as they duly answered the purposes for which they were created, punished likewise with man?

‡ تفسیر ثائیلي جلد ۱ صفحه ۲۳

‡ سٹیک هوس صاحب اِسمقام پربہت چستي سے یہہ لکھتے هیں کہ " جو کہ یہہ عام طوفان تھا اور آن حیوانات کا زندہ بچا لینا بغیر ایک معجزہ کے ناممکن تھا بس اگرچہ وہ بیگناہ تھی تو بھي کسیقدر

Dr Stackhouse thus comments upon this passage: "It was impossible in an universal deluge to preserve the animals alive without a miracle: so having in some measure been made instrumental to man's wickedness, innocent though

they were, they were all to be destroyed, in order to evince the malignity of sin, and God's abhorence of it. For, the great end of His Providence in sending the deluge was not so much to ease Himself of his adversaries as to have a perpetual monument of his unrelenting severity; that thereby He might deter the future ages from the like provocations. For, this is the inference which the apostle draws from all his judgments of old: If God spared not the angels that sinned, but cast them down to hell; if He spared not the old world, but brought in a flood upon the ungodly; if He turned the cities of Sodom and Gomorrah into ashes, and condemned them with an overthrow; these are an example unto those, that afterwards shall live ungodly, that, however they may escape in this life, He hath reserved the unjust unto the day of judgment to be punished." 2 Peter II. 4, &c.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۳ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۱۹

بسبب اِسکے که انسان کے استعمال میں آتے تهی انسان کي بدذاتي کے پیدا هونیکے جزو تهی اُن سب کو اِس منشاء سے که گناه کي بدخاصیت اور خدا کي اُس سے نفرت ظاهر هو برباد کرنا منظور تها کیونکه طوفان کے بهیجنے میں خداتعالی کي بڑي حکمت گنهگاروں کو سزا دینے سے اسقدر نه تهي جسقدر که اپنے قهرکي دایمي یادگاري چهوڑنے سے تهي تاکه جس سے آینده زمانه کے لوگونکو اس قسم کي خرابیوں سے بازرکهے کیونکه حواري بهي تمام اپنے قولوں متعلقه زمانه قدیم سے یهي نتیجه نکالتے هیں چنانچه وه یهه کهتے هیں که "خدانے † گنهگار فرشتوں پر رحم نه کیا بلکه جهنم میں ڈالا اور قدیم ‡ دنیا پربهي رحم نکیا بلکه ناخدا پرستوں پرطوفان لایا اور § شهروں سدوم اور عمورا کو خاکسترکرکے بربادي کي سزادي یهه باتیں اُن لوگوں کي بهي نمونه هیں جو بعده ناخدا پرست رهے یعني گو وه اِس زندگي میں بچ جاویں لیکن خدا نے ظالم کي بهي روز قیامت پر سزا منحصر رکهي هے *

† ۲ پطرس ۲ — ۴
‡ ۲ پطرس ۲ — ۵
§ ۲ پطرس ۲ — ٦

The Jewish doctors affirm the animals of that age to have been likewise culpable by supposing them addicted to the unnatural practice of copulating with dissimilar species; and thus holding them well deserving of the Divine punishment inflicted on them. However, this suggestion is open to the express objection, that how could the animals which, in this sense, could not be considered as guilty (since they knew no distinction between good and evil) be said to have committed any offence at all?

† علماء یهود یهه بات کهتے هیں که اُس زمانه کے حیوانات بهي بدکارتهے یعني اپنے غیرجنس کے ساتهه نروماده کیطرح رهتے تهے اسلیئے خدانے اُنپر بهي عذاب کیا مگر اسپر یهه سوال هوتا هے که اگر یهه بات صحیح بهي هوتوبهي حیوانات جوگناهگار هونیکے لایق نهیں اس فعل سے بهي (جو قیاس سے باهر هے) کیونکر مجرم هوسکتے تهی *

† دیکهو تفسیر رشي

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۴

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۱۹

Accordingly both of the opinions above quoted, are such as do not set forth the right meaning of Scripture in its full light. I will then explain it thus: that God resolved to destroy mankind for their sins by the pouring upon them of the phials of his wrath, intending at the same time that this wrath should come into operation in conformity to the Law of nature only. He accordingly ordained to destroy them by making the waters to rise up, which are capable, as is welknown, of destroying, (without disturbing or transgressing the Law of Nature,) every living creature upon the earth ; and so He caused the waters to increase, which, in accordance with the Law of nature, destroyed all those objects which were capable of destruction by water. What charge can then be made against God for destroying the animals and vegetables as well as man, though they really had been blameless and inoffensive? Can we call this act as unjust in that supreme Judge, while we do not comprehend the least of the mysteries of His works? Injustice means the depriving a person of one of his rights. But all the creatures that were formed by the almighty God derive no right or title from Him, save what He has promised to them through his Prophets. When, therefore, the omniscient God destroyed the animals with a due regard to the Law of Nature, what right or title belonging to any individual did he violate or subvert which could expose Him to any charge of injustice whatever. ? The whole world is the property of God, and He alone is enti-

غرضیکه یهه دونوں گفتگوئیں ایسي هیں که کتاب اقدس کے مطلب کو بخوبي روشني میں نهیں لاتیں میں یهه کهتا هوں که الله تعالی نے انسان کو بسبب اسکے گناهوں کے ایک قهر سے برباد کرنا چاها تها اور یهه بات بهي اسنے چاهي تهي که وہ شان قهر کي بطور نیچر کے یعني قدرت کے قاعدہ پر ظاهر هو که پاني کي طغیاني سے جو نیچر کے قاعدہ پر هلاک کرنے والا تمام زمیں کے رهنے والوں ذي روح کا هي انسان هلاک کیاجاوے بس پانے کي طغیاني هوئي ور اسنے تمام ان چیزونکو جو نیچر کے قاعدہ پر پاني سے هلاک هونے والي تهیں هلاک کیا حیوانات اور اسیطرح نباتات کے برباد هونے سے جو در حقیقت گنهگار هونے کے قابل نه تهے خدا پر کیا الزام آسکتا هی کیا اس عادل مطلق پر اسبات سے ظلم کي نسبت کي جاسکتي ؟ (جبکه هم ایک ذرہ بهي اسکي حکمت کے کاموں پر پہنچ نهیں لیجا سکتے هیں) ظلم کے معنی هیں دوسرے کے حق کو تلف کرنا تمام مخلوقات کا جو خدا نے پیدا کي خدا پر کچهه حق نهیں هی بجز اسکے جسکا خود اسنے اپنے نبیوں کي معرفت وعدہ کرلیا هی بس اسنے جو تمام حیوانات کو ایک نیچر کے قاعدہ پر هلاک کردیا کس دوسرے کے حق کو اسنے تلف کردیا جس سے اسکي طرف ظلم کي نسبت کي جاوے تمام دنیا اسیکا مال اور اسیکا حق هی اگر وہ سب کو برباد کردے تو اور اگر سب کو نهال کردے تو وہ اپنے مال کا مالک هي جو چاهے سو کرے اور جو کرے وہ اسکو سزاوار اور

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۴۴ | قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۰۱۹

tled to claim every thing in it. Hence if He were pleased to destroy the whole of it, or, on the contrary, raise it up in greater glory and perfection, it would be quite a just and right act of his will so to do; as being the sole proprietor of it He has an indisputable right and power to dispose of it as He likes; and as He is the essence of Justice, we may rest assured that whatever He undertakes is always attended with blessings and is strictly fair and reasonable. It is impossible for us, and quite beyond our imperfect and finite reason, to point to any of his acts as having ever been founded upon injustice or wrong, or as ever carrying with itself any suspicion of it at all: because in any thing He does, He has no occasion to ruin or usurp any one's right or possess; since there is no one, as before said, who could be entitled to any honor or privilege independently of God. The feeble nature of our understanding is incapable of grasping at the exact purpose which God designed in the destruction of the animals and vegetables simultaneously with the destruction of mankind; but so far as we *can* reflect upon the subject, it may perhaps be received in this light, viz, that the omnipotent and avenging God whose perfect attribute it is to feel the highest indignation possible, destroyed the animals with man, in order to exhibit the perfection of that attribute, and to make it known to future generations that when this Divine avenging power is exercised by Him, there can be no possibility for any one (except those specially fovored,) of the creatures, from the worms on the

اسکا عین انصاف هی اسکے کسي فعل سے ظلم کا هونا ممکن هي نهيں کيونکه وهاں کسي دوسرے کے حق کا وجود هي نهيں هی جسميں تصرف کرنے سے ظلم کا اطلاق هوسکے تمام حيوانات اور نباتات کے برباد کرنے ميں جو اصلي حکمت اس حکيم مطلق نے رکهي هو وه هماري ناچيز عقل ميں نهيں آسکتي مگر ظاهرا جو معلوم هوتي هی وه بهي هی که اس قهارنی اپنے شان قهاري ديکهانيکو حيوانات بهي انسان کے ساتهه برباد کرديئے تاکه لوگ جان ليں که جب اس قهار کي شان قهاري کا ظهور هوتا هی تو اس سے بجز ان لوگوں کے جن پروه خاص رحم کرے اور کوئي زمين کے رينگنے والوں سے هوا کے اوڑنے والوں تک بچ نهيں سکتا *

به تهديد گر بر کشد تيغ حکم
بمـــاندد کروبيان صم و بکم

وگر در دهد يک صلائی کرم
عزازيل گويد نصيبی برم

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۳ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۱۹

earth to the birds of the air, to escape or elude its operation. The thoughtful Poet has well said: if God were to enjoin or enforce chastisement or punishment, even the angels would be seized with terror and confusion; but that on the other hand, if He be inclined to deal according to his unimitable and boundless goodness and mercy, even Satan would venture to form hopes of enjoying a share of his favor.

V. 8.—*But Noah found grace, &c.*) This verse mentions nothing of the Divine commands and instructions which were conveyed through Noah to the people of that time. But nevertheless we find it stated in the 2 Epistle of St. Peter Chap. II. 5., that Noah preached righteousness to the world. "Had not the same Spirit" says Bishop Wilson, "by St. Peter told us, that he was a preacher of righteousness, we should not have known it. This shows that a great many things in this short account which Moses gives, are omitted." It is therefore to be remembered, that Christian divines also confess to the brevity of the Mosaic account and acknowledge that it does not treat at all upon several of the earlier events of the first ages after the creation. Hence, as a necessary consequence of the incompleteness of that history, when we chance to meet elsewhere with a statement refering to some of those events, we should not refuse to accept the same as true simply because it is not found stated in the Mosaic Cosmogony.

۸ (نوح نے پائی رحمت) اِس ورس میں حضرت نوح نے جو احکام الٰہي اپنے زمانہ کے لوگونکو سنائی آنکا کچھہ بیان نہیں هی حالانکہ سینٹ پیٹر کے نامہ ۲ باب ۲ ورس ۵ سے هم پاتے هیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نیکي کے وعظ کرنے والے تھے اِسلیئے †بشپ ولسن صاحب لکھتے هیں کہ " اگر بذریعہ سینٹ پیٹر کي آسي روح نے جسنے موسیٰ کو خبردي همکو اِطلاع ندي هوتي کہ نوح نیکي کا واعظ تھا تو همکو اِسبات کي اِطلاع نهوتي اِس سے ثابت هوتا هی کہ موسیٰ کی اِس مختصر بیان میں بہت سي باتیں بیان نہیں کي گئي هیں " غرضکہ اِسبات کو یاد رکھنا چاهیئے کہ علماء مسیحي بھي اِس بات کے قایل هیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کي کتاب میں گذشتہ واقعات کا مختصر بیان هوا هی اسکا نتیجہ یہہ هی کہ اگر وحي کي زبان سے آس زمانہ کا همکو اور کوئي ایسا حال معلوم هو جو توریت مقدس میں مذکور نہو تو آسپر اِس وجہہ سے کہ وہ توریت مقدس میں نہیں هی کچھہ اعتراض نہیں هو سکتا ❋

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحہ ۲۳

V. 15.—*Cubit,*) Shuckford informs us that the Jews made use of three cubits: The common cubit, which was about one foot and a half of our measure. 2. The sacred cubit, which was a hand's breadth more than the common cubit. 3. the geometrical cubit, which was about nine feet. The ark is to be measured by the common cubit. The standard of the common cubit was that part of a man's arm which reaches from the bends of the elbow to the tip of the middle finger. If we assume the stature of mankind in Mose's time to have been larger than it is now, we may suppose the common cubit something larger than we should now compute it: if not, the strict measure of the ark would be, length 450 feet, breadth 75, height 45; and the best writers generally agree, that the common stature of mankind has always been much the same as it now is.

Christian doctors have likewise determined that the dimensions of the ark, reckoning the cubit at 18 inches, must have been of 4 2,413 tons burden. A first rate man-of-war is about 2,200 and 2,300 tons burden; and consequently the ark had the capacity or stowage of 18 such ships, the largest in present use, and might carry 20,000 men with provision for six months, besides the weight of 1800 guns and military stores. It was, therefore, by much the largest ship ever built. Can we doubt

۱۵ (هاتهه) † شکفورڈ صاحب لکھتے هیں که یهودي اُس پیمانه کو جسے یہاں هاتهه کر کو تعبیر کیا هی تین قسم کا اِستعمال کرتے تھے اول عام پیمانه جو قریب ڈیرفٹ کي ناپ میں تها دویم مقدس پیمانه جو عام پیمانه سے دوگنا تها تیسرے ریاضي کا پیمانه جو قریب نو فٹ کے تها کشتي کو عام پیمانه سے ناپنا چاهیئے عام پیمانه اِتنا بڑا هوتا تها جسقدر ایک آدمي کا هاتهه کہونے سے بیچ کي اُنگلي کے سرے تک اگر هم موسیٰ کے عهد کے اِنسانوں کے قد و قامت کو اب کے آدمیوں کي به نسبت زیاده بڑا سمجهیں تو هم عام پیمانه کو جیسا که اب هم اُسکو شمار کرتے هیں اُس سے کچهه زیاده بڑا سمجهیں اور اگر ایسا نکریں تو کشتي کا ٹهیک ناپ طول میں چارسو پچاس فیٹ اور عرض میں پچهتر فیٹ اور بلندي میں پینتالیس فیٹ هوگا اور نهایت عمده مورخ عموماً اِسبات پر اِتفاق کرتے هیں که سب اِنسانونکا عام قامت همیشه ایساهي هوا هی جیسا که وه اب هی ٭

وزن کشتي کا علماے عیسائي نے اس طرحپر قرار دیا هے " که عام هاتهه کو اٹهاره انچهه شمار کرنے سے کشتي بیالیس هزار چارسو تیره ٹن بوجهه اُٹهانیکی قابل تهي (ایک ٹن اٹهائیس من کا هوتا هے) اول قسم کا جهاز دو هزار دو سو اور دو هزار تین سو ٹن کے درمیان میں بوجهه اُٹهاتا هے اس سبب سے وه کشتي زمانه حال کے بڑے بڑے جهازونمیں سے اٹهاره جهاز کے برابر تهي اور اُسمیں بیس هزار ادمي معه ذخیره چهه مهینے کے علاوه اٹهاره سو توپوں

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۳ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۱۹

† تفسیر ٹائیلي جلد ۱ صفحه ۲۳

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۴۴ — قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۳۰۱۹

کے اور تمام لوازمات جنگ کے آسکتے تہے
پس نوح کي کشتي نہایت بڑا جہاز تہا
جیسا کبھي دنیا میں نہیں بنا ھم آسکے آٹہہ
شخصوں اور قریب دوسو یا دوسو پچاس
چار پاؤں کے جوڑوں کے (یہہ تعداد بموجب
بفون صاحب کے تمام مختلف قسموں
جانوروں کي ھے) اور تمام خوراک وغیرہ
بارہ مہینے کے خرچ کے لایق آٹھانیکے قابل
ہونے میں کیا کچھہ شک کرسکتے ھیں ؟ *

of its being sufficient to contain eight persons, and about 200 or 250 pairs of four-footed animals; (a number to which according to Buffoon, all the various distinct species may be reduced;) together with food necessary for a twelve-month.

۱۸ (اپنے عہد کو) یہہ پہلا مقام ھے
جہاں عہدوپیماں کا ذکر کتاب مقدس میں
آیا ھے مگر جو الفاظ یہاں استعمال ہوئے
ھیں آنسی معلوم ھوتا ھے کہ یہہ نیا عہد
نہیں ھے بلکہ جو عہدوپیمان پہلے سے
ھوچکا تہا وھي عہدوپیمان نوح سے قایم
ھوا ھے کیونکہ یہاں کہا ھے کہ میں اپنا
عہد قایم کرونگا جس سے وجود عہد کا پہلی
سے پایا جاتا ھے اب غور کرنا چاھیئے کہ وہ
پہلا عہدوپیمان کیا تہا کتاب مقدس سے
پہلا عہدوپیماں وھي پایا جاتا ھے جہاں
کہا ھے کہ اولاد † آسکی شیطان کے سر کے
تاک میں رھے گي ' حضرت نوح کي قریباً
تمام امت بدکار اور نا خدا پرست ھوگئي
تہي جب اللہ تعالی نے آنکا برباد کرنا
چاہا تو حضرت نوح کو اپنا وہ عہد یاد
دلایا کہ میں اپنا عہد تیرے ساتھہ قایم
کرونگا یعني تیري اولاد میں سے ایسے لوگ
پیدا ھوں گی جو آس پرانے اژدھے قدیم
دشمن بر فتح مند ھونگی *

V. 18.—*My covenant,)* Although this is the first place in which a covenant is expressly mentiond in Scripture, yet it appears, from the form of words here used, not to have been a new one, but the same that existed before this time, and was now renewed with Noah: for "will I establish my covenant with thee" as said in this verse, shows the covenant alluded to to have been one that must have been familiar and already extant. Let us now consider what this former covenant was. Scripture leads us to take the subject of which it is said "it will bruise thy head" Gen. III. 15., as the first covenant which God made with man. The people for whose instruction Noah came down had almost all become impious and profligate. When God being offended at their crimes, resolved to be avenged on them by a common destruction of the whole people, He told Noah that He would continue his covenant with him; this implied that the Noah's subsequent posterity should continue to enjoy the covenant already made, by perpetuating their contest with the old Dragon, i. e., they should bruise and destroy that old and bitter enemy of man.

† پیدایش ۳ — ۱۵

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۳ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۱۹

V. 19. —*And of every living thing, two of every sort,*) Bishop Kidder says that *at least* two of every sort, viz. a male and a female, were very necessary. Mohomedan divines hold the same opinion as Christians, by believing that the two of a sort or species were male and female as is illustrated in the Tufseer Kabeer.

۱۹ (سب جاندارے سب قسم سے دو) بشپ کڈر صاحب کہتے ہیں کہ یہاں یہہ مراد ہے کہ کم سے کم دو یعنی ہر قسم کے نر و مادہ ضرور ہوں ہمارے ہاں کے علماء بھی یہی مراد لیتے ہیں کہ دو سے ایک نر اور ایک مادہ مراد ہے اور یہہ مراد نہیں ہے کہ ہر قسم کے دو دو بلا لحاظ نر و مادہ کے لی لیئے جاویں چنانچہ تفسیر کبیر میں اس مطلب کو وضاحت سے لکھا ہے *

تفسیر کبیر

اسلکه من کل زوجین من الحیوان الذي یحضره فی الوقت لکی لاینقطع نسل ذلک الحیوان و کل واحد منهما زوج لاکما یقوله العامة ان الزوج هو الاثنان روی انه لم یحمل الاما یلد و یبیض و قری من کل بالتنوین ای من کل امة زوجین واثنین تاکید و زیادة بیان

V. 20. —*two of every sort shall come unto thee,*) Bishop Patrick says: that God in the foregoing verse had said "two of every sort shall thou bring unto the ark." Which Noah might think impossible; for how should he get them together. Therefore it is here explained in these words, "they shall come unto thee" by the care of God who made them and would guide them to it.

۲۰ (دو سب سے آویں پاس تیرے) بشپ پیٹرک صاحب کہتے ہیں کہ " پہلے ورس میں خدا تعالے نے کہا تھا کہ تو کشتی میں ہر قسم کے دو کو داخل کیجیو جس بات کو نوح نے ناممکن سمجھا ہو کیونکہ وہ اُن سب کو کیونکر جمع کر سکتا تھا اسلیئے اس مقام پر ان الفاظ سے کہ وہ تیرے پاس ائینگی یہہ منشاء ہے کہ گویا خدا کی حفاظت یا تدبیر سے جسنے اُنہیں بنایا اور کشتی کیطرف لی گیا *

V. 22. —*Thus did Noah &c.*) It is thus said in the Holy Koran on the subject: Noah built the ark as commanded by God; as often as a company of his people passed by him, they derided him; but he said, Though ye scoff at us, ye shall surely know on whom the punish-

۲۲ (ویساہی کیا) قران مجید سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت نوح نے کشتی بنانی شروع کی تو جو لوگ اُنپر گذرتی

سورہ ہود آیت ۳۸و۳۹

و یصنع الفلک و کلما مر علیه ملا من قومه سخروا منه قال ان تسخروا منا فانا نسخر

منکم کما تسخرون فسوف تعلمون من یاتیه عذاب یخزیه و یحل علیه عذاب مقیم

تھے آنسے ٹھٹھا کرتے تھے حضرت نوح فرماتے تھے کہ اگر تم همسے ٹھٹھا کرتے ہو تو هم تمسے ٹھٹھا کرتے ہیں جیسی تم ٹھٹھا کرتے ہو اب اگی جان لوگی کہ کثیر اتا ہے عذاب کہ رسوا کرے آسکو اور اوترتا ہے آسپر عذاب همیشہ کا ‡ سٹیک هوس صاحب لکھتی ہیں کہ یہہ کام جو حضرت نوح نے کیا صرف بڑی لاگت کا اور محنت طلب هي نہ تھا بلکہ سب لوگ آسکام کو حمق اور لغو سمجھتے تھے خاص کر ایسي حالت میں جبکہ لوگوں نے بہت سے برسوں تک تمام دنیا کے کارخانوں کو سابق دستور اور پر امن پایا تھا ✱

ment shall be inflicted, which shall cover him with shame, and on whom a lasting punishment shall fall. Soora Hood, V. 38, 39. Stackhouse says the building of the ark by Noah was not only costly and laborious, but esteemed by the generality of the people very foolish and ridiculous; especially when they saw all things continue in the same state and in safety, for so many scores of years together.

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۴۴

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۳۰۱۹

‡ تفسیر دائیلي جلد ۱ صفحہ ۲۳

تبل‌پیدایش مسیح علیه السلام	تبل‌پیدایش محمدرسول الله صلعم
۲۳۳۷	۲۹۲۲

ساتواں باب

CHAPTER VII.

۱ نوح کا معه اپنے گھرانے اور جانداروںکی جوڑے کے کشتی میں داخل ہونا
۱۷ طوفان کا آنا اور پانی کا بڑھنا اور دیر تک ٹھہرنا

GENESIS.

1 And the Lord said unto Noah, Come thou and all thy house into the ark; for thee have I seen righteous before me in this generation.

2 Of every clean beast thou shalt take to thee by † sevens, the male and his female: and of beast that *are* not clean by two, the male and his female.

3 Of fowls also of the air by sevens, the male and the female; to keep seed alive upon the face of the earth

توریت مقدس

(א) וַיֹּאמֶר יְהוָה לְנֹחַ בֹּא אַתָּה
۱ اور کہا الله نے نوح کو آ † تو
וְכָל־בֵּיתְךָ אֶל־הַתֵּבָה כִּי־אֹתְךָ רָאִיתִי
اور سب گھر تیرا کشتی میں که ‡ تجھکو دیکھا میںنے
צַדִּיק לְפָנַי בַּדּוֹר הַזֶּה׃
صدیق اپنے سامھنے اس زمانه میں
(ב) מִכֹּל הַבְּהֵמָה הַטְּהוֹרָה תִּקַּח
۲ سب § چوپائے پاک سے لے تو
לְךָ שִׁבְעָה שִׁבְעָה אִישׁ וְאִשְׁתּוֹ וּמִן
اپنے واسطے سات سات نر اور اُسکی مادہ اور اُس
הַבְּהֵמָה אֲשֶׁר לֹא טְהֹרָה הִוא שְׁנַיִם
چوپائے سے ‖ جو نہیں پاک هی وہ دو
אִישׁ וְאִשְׁתּוֹ׃
نر اور اُسکی مادہ
(ג) גַּם־מֵעוֹף הַשָּׁמַיִם שִׁבְעָה שִׁבְעָה
۳ لیکن اُڑنے والے آسمانوں سے سات سات
זָכָר וּנְקֵבָה לְחַיּוֹת זֶרַע עַל־פְּנֵי כָל
نر و مادہ واسطے زندہ رکھنے تخم کے اوپر منھه تمام
הָאָרֶץ׃
اِس زمین کے

† ۷ — ۷ , ۱۳
متی ۱۳ — ۳۸
لوک ۱۷ — ۲۶
عبرانیاں ۱۱ — ۷
۱ پیٹر ۳ — ۲۰
۲ پیٹر ۲ — ۵
‡ باب ۶ — ۹
زبور ۳۳ — ۱۸ , ۱۹
امثال ۱۰ — ۹
۲ پیٹر ۲ — ۹
§ باب ۷ — ۸
احبار ۱۱ —
† Heb. *Seven seven*
‖ احبار ۱۰ — ۱۰
حزقیل ۴۴ — ۲۳

مطابقت قران مجید اور حدیث سے
HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۴ † ویصنع الفلک وکلما مرعلیه ملاء من
اور نوح کشتی بنا رہی تھی اور جب وهاں سے
قومه سخروا منه قال ان تسخروا منا فانا
نوح کی قوم کے سردار جاتے تو اُنسے هنسی کرتے نوح
نسخر منکم کما تسخرون فسوف تعلمون
نے کہا که اگر تم همسے هنستے هو تو هم تمسے هنستے

توریت مقدس
GENESIS.

(ד) כִּי לְיָמִים עוֹד שִׁבְעָה אָנֹכִי
۴ کیونکه دنوں بعد سات کے میں مینھه
מַמְטִיר עַל־הָאָרֶץ אַרְבָּעִים יוֹם
برسانیوالاهوں اوپر اس زمین کے چالیس * دن
וְאַרְבָּעִים לָיְלָה וּמָחִיתִי אֶת כָּל
اورچالیس رات اور مٹا دونگا میں تمام

† سورۂ هود آیت ۳۷ لغایت ۳۹
* باب ۷ — ۱۲ , ۱۷

הַיְקוּם אֲשֶׁר עָשִׂיתִי מֵעַל פְּנֵי הָאֲדָמָה׃
اس موجودكو جو بنايامين نے اوپرسے منهه اس زمين كے

من ياتيه عذاب يخزيه و يحل عليه عذاب مقيم
هين جيسيكه تم هنستےهو اب جان لوگے كس پر اتا هے عذاب جو رسوا كرے أسكو اور اوترتا هے أسپر عذاب هميشه كا

قبلپيدايش مسيح عليه السلام ۲۳۳۷
قبلپيدايش محمدرسول الله صلعم ۲۹۲۲

4 For yet seven days, and I will cause it to rain upon the earth forty days and forty nights; and every living substance that I have made will I destroy ‡ from off the face of the earth.

4. And he built the ark; and so often as a company of his people passed by him, they derided him: but he said, Though you scoff at us now, we will scoff at you hereafter, as you scoff at us; and ye shall surely know on whom a punishment shall be inflicted, which shall cover him with shame and on whom a lasting punishment shall fall. Soora Hood, V. 37—39.

‡ Heb. *blot out*.

توريت مقدس

GENESIS.

(ה) וַיַּעַשׂ נֹחַ כְּכֹל אֲשֶׁר־צִוָּהוּ יְהוָה׃
٥ اور كيانوح نے مانند سب كي جوسمجهايا أسكو الله نے

5 And Noah did according unto all that the LORD commanded him.

(ו) וְנֹחַ בֶּן־שֵׁשׁ מֵאוֹת שָׁנָה וְהַמַּבּוּל הָיָה מַיִם עַל־הָאָרֶץ׃
٦ † اور نوح تها پيدا هوا چهه سو برس كا كه طوفان هوا پاني كا اوپر أس زمين كے

6 And Noah *was* six hundred years old when the flood of waters was upon the earth.

† باب ٦ — ۲۲

توريت مقدس

GENESIS.

(ז) וַיָּבֹא נֹחַ וּבָנָיו וְאִשְׁתּוֹ וּנְשֵׁי־בָנָיו אִתּוֹ אֶל־הַתֵּבָה מִפְּנֵי מֵי הַמַּבּוּל׃
٧ ‡ اورآيا نوح اوربيٹے أسكے و عورت أسكي و عورتيں بيٹوں أسكے كي ساتهه أسكے كشتي ميں برجهه پاني طوفان كے

7 ¶ And Noah went in, and his sons, and his wife, and his sons' wives with him, into the ark, because of the waters of the flood.

مطابقت قران مجيد اور حديث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

٧ § قال ابن عباس رضي الله عنه كان في السفينة نوح و امرته و ثلث بنين سام و حام و يافث و ثلثة نسوة لهم
حضرت ابن عباس نے كہا كه كشتي مين نوح اور أنكي بيوي اور تين بيٹے سام اور حام اور يافث اور تين أنكي عورتيں تهيں

§ تفسير كبير
‡ باب ٧ — ١

7. Ibn Abbas said the ark contained Noah, his wife, his three sons, Shem, Ham, and Japheth, and their three wives. Tufseer Kabeer.

GENESIS.

8 Of clean beasts, and of beasts that *are* not clean, and of fowls, and of every thing that creepeth upon the earth.

9 There went in two and two unto Noah into the ark, the male and the female, as God had commanded Noah.

10 And it came to pass || after seven days, that the waters of the flood were upon the earth.

توریت مقدس

(ח) מִן־הַבְּהֵמָה הַטְּהוֹרָה וּמִן־
۸ چوپائے پاک سے اور
הַבְּהֵמָה אֲשֶׁר אֵינֶנָּה טְהֹרָה וּמִן־
چوپائے سے جو نہیں ہیں پاک اور
הָעוֹף וְכֹל אֲשֶׁר־רֹמֵשׂ עַל־הָאֲדָמָה׃
اوڑنے والے سے اور سب سے جو رینگتے ہیں اوپر زمین کے
(ט) שְׁנַיִם שְׁנַיִם בָּאוּ אֶל־נֹחַ אֶל
۹ دو دو آئے پاس نوح کے
הַתֵּבָה זָכָר וּנְקֵבָה כַּאֲשֶׁר צִוָּה אֱלֹהִים
کشتي تک نر و مادہ جیسا سمجھایا خدا نے
אֶת־נֹחַ׃
نوح کو
(י) וַיְהִי לְשִׁבְעַת הַיָּמִים וּמֵי
۱۰ † جب ہوئی سات دن تو پاني
הַמַּבּוּל הָיוּ עַל־הָאָרֶץ׃
طوفان کا ہوا اوپر اُس زمین کے

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۴۷ — قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۲

|| Or, *on the Seventh day.*

† (ترجمہ انگریزي) بعد سات دن کے (اور ترجمی) ساتویں دن پر

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۱ § ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر
پھر کھول دیئی ہمنی دروازے اسمان کے پاني کي
و فجرنا الارض عیونا فالتقى الماء على امر
ریل سے اور بہادیئے ہمنے زمین کے چشمے پھر مل گیا
قد قدر ❋
پاني ایک کام پر جو ٹہر چکا تھا

11. So We opened the gates of heaven, with water pouring down and we caused the earth to break forth into springs, so that the water of heaven and earth met according to the decree which hath been established. Soora Kamer, V. 11—12.

توریت مقدس

GENESIS.

(יא) בִּשְׁנַת שֵׁשׁ־מֵאוֹת שָׁנָה לְחַיֵּי
۱۱ بیچ سنہ چھہ سو برس زندگي
נֹחַ בַּחֹדֶשׁ הַשֵּׁנִי בְּשִׁבְעָה־עָשָׂר יוֹם
نوح میں مہینے دوسرے میں سترھویں دن میں
לַחֹדֶשׁ בַּיּוֹם הַזֶּה נִבְקְעוּ כָּל־מַעְיְנֹת
مہینے کو بیچ اِس دن کے ‡ پھٹ گئے سب چشمے
תְּהוֹם רַבָּה וַאֲרֻבֹּת הַשָּׁמַיִם נִפְתָּחוּ׃
لجہ عظیم کے اور § کھڑکیاں آسمانوں کي کھل گئیں

11 ¶ In the six hundredth year of Noah's life, in the second month, the seventeenth day of the month, the same day were all ‡ the fountains of the great deep broken up, and the § windows of heaven were opened.

§ سورۂ قمر ایت ۱۱و۱۲

‡ باب ۸ — ۲
امثال ۸ — ۲۸
حزقیل ۲۶ — ۱۹

§ (اور ترجمی) طوفان کے دروازے
باب ۱ — ۷
۸ — ۲
زبور ۷۸ — ۲۳

§ Or, *flood gates.*

تورِیت مقدس

(יב) וַיְהִי הַגֶּשֶׁם עַל־הָאָרֶץ אַרְבָּעִים
۱۲ † اور تھا مینھ اوپر اُس زمین کے چالیس
יוֹם וְאַרְבָּעִים לָיְלָה׃
دن اور چالیس رات

GENESIS.

12 And the rain was upon the earth forty days and forty nights.

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام	قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم
۲۳۳۷	۲۹۲۲

† باب ۷ — ۳ و ۱۷

تورِیت مقدس

GENESIS.

(יג) בְּעֶצֶם הַיּוֹם הַזֶּה בָּא נֹחַ וְשֵׁם־
۱۳ بیچ اُسی دن کے ‡ آیا نوح اور شیم
וְחָם וָיֶפֶת בְּנֵי־נֹחַ וְאֵשֶׁת נֹחַ וּשְׁלֹשֶׁת
اور حام اور یافت بیٹے نوح کے اور عورت نوح کی اور تین
נְשֵׁי־בָנָיו אִתָּם אֶל־הַתֵּבָה׃
عورتیں بیٹوں اُسکے کی ساتھ اُنکے ساتھ کشتی میں

13 In the selfsame day entered Noah, and Shem, and Ham, and Japheth, the sons of Noah, and Noah's wife, and the three wives of his sons with them, into the ark;

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۳ ‖ قال ابن عباس رضي الله عنه
حضرت ابن عباس نے کہا کہ کشتي میں نوح اور
كان في السفينة نوح و امرته و ثلث بنين
اُنکی بیوي اور تین بیٹے سام اور حام اور یافث
سام و حام و یافث و ثلثة نسوة لهم
اور تین اُنکي عورتیں تهیں

13. Ibn Abbas said the ark contained Noah, his wife, his three sons, Shem, Ham and Japheth, and their three wives. Tufseer Kabeer.

‖ تفسیر کبیر
‡ باب ۷ — ۱ و ۷
۶ — ۱۸
عبرانیاں ۱۱ — ۷
۱ پیٹر ۳ — ۲۰
۲ پیٹر ۲ — ۵

(יד) הֵמָּה וְכָל־הַחַיָּה לְמִינָהּ וְכָל־
۱۴ ‖ وے اور سب جاندار اپني قسم اور سب
הַבְּהֵמָה לְמִינָהּ וְכָל־הָרֶמֶשׂ הָרֹמֵשׂ
چارپائے اپني قسم کے اور سب رینگنے والا جو رینگتا هی
עַל־הָאָרֶץ לְמִינֵהוּ וְכָל־הָעוֹף לְמִינֵהוּ
اوپر زمین کے اپنے جنس کے اور سب اوڑنے والا اپنے جنس
כֹּל צִפּוֹר כָּל־כָּנָף׃
کے سب چڑیا ‡ سب ذي جناح

14 They, and every beast after his kind, and all the cattle after their kind, and every creeping thing that creepeth upon the earth after his kind, and every fowl after his kind, every bird of every † sort.

۱۴ و ۱۵ و ۱۶ † اسلكه من كل زوجين
بٹھا لی اُسکو هر جوڑي حیوان میں سے
من الحيوان الذي يحضره في الوقت اثنين
جو حاضر هو اُسکی پاس اُسوقت میں دو ایک نر
الذكر والانثى لكى لاينقطع نسل ذالک
ایک مادہ تاکہ نہ جاتي رهے نسل اُس حیوان کي
الحيوان روى انه لم يحمل الا مايلد و يبيض
اور کہا گیا هے کہ اُنہوں نے نہیں بٹھایا مگر اُنکو جو
و قرئ من كل بالتنوين اى من كل امة
بچہ دیتی تهی اور انڈہ دیتے تهی اور یوں بهي آیا
زوجين
هی کہ هر قسم میں سے جوڑا بٹھا لیا تها

14, 15, 16. Noah was commanded to provide shelter in the ark for every pair of the animals, a male and female, that might come to him at the time appointed; in order their species might not become extinct. Tradition tells us

† تفسیر کبیر
‖ باب ۷ — ۲ و ۳ و ۸ و ۹

‡ (ترجمہ انگریزي) هر قسم

† Heb. *Wing.*

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۲۳۳۷	۲۹۲۲

that Noah did not let any other animals come in the ark but those that brought forth young ones or gave eggs. While some have said he received every kind of animals. Tufseer Kabeer.

GENESIS.

توریت مقدس

15 And they went in unto Noah into the ark, two and two of all flesh, wherein *is* the breath of life.

(טו) וַיָּבֹאוּ אֶל־נֹחַ אֶל־הַתֵּבָה
۱۵ اور † آئے پاس نوح کے کشتي میں
שְׁנַיִם שְׁנַיִם מִכָּל־הַבָּשָׂר אֲשֶׁר־בּוֹ רוּחַ
دو دو سب اجسام جو رکھتے تھے روح
חַיִּים׃
زندگي کي

† باب ٦ — ۲۰

16 And they that went in, went in male and female of all flesh, as God had commanded him: and the LORD shut him in.

(טז) וְהַבָּאִים זָכָר וּנְקֵבָה מִכָּל־
۱٦ اور آنے والے نر و مادہ هر جسم
בָּשָׂר בָּאוּ כַּאֲשֶׁר צִוָּה אֹתוֹ אֱלֹהִים
سے آئی ‡ جیسا که سمجھایا اُسکو خدا نے
וַיִּסְגֹּר יְהוָה בַּעֲדוֹ׃
اور بند کیا الله نے بعد اُسکی

‡ باب ۷ — ۲ و ۳

17 And the flood was forty days upon the earth; and the waters increased, and bare up the ark, and it was lift up above the earth.

(יז) וַיְהִי הַמַּבּוּל אַרְבָּעִים יוֹם עַל־
۱۷ § اور تھا طوفان چالیس دن اوپر
הָאָרֶץ וַיִּרְבּוּ הַמַּיִם וַיִּשְׂאוּ אֶת־
اُس زمین کے اور بڑھا پاني اور اُٹھایا کشتي
הַתֵּבָה וַתָּרָם מֵעַל הָאָרֶץ׃
کو اور بلند هوا اوپر سے زمین کے

§ باب ۷ — ۳ و ۱۲

18 And the waters prevailed, and were increased greatly upon the earth; and the ark went upon the face of the waters.

(יח) וַיִּגְבְּרוּ הַמַּיִם וַיִּרְבּוּ מְאֹד
۱۸ اور زور شور کا هوا پاني اور بڑھا بہت اوپر
עַל־הָאָרֶץ וַתֵּלֶךְ הַתֵּבָה עַל־פְּנֵי הַמָּיִם׃
اُس زمین کے ‖ اور چلي کشتي اوپر منھہ پاني کے

‖ زبور ۱۰۴ — ۲٦

19 And the waters prevailed exceedingly upon the earth; and all the high hills, that *were* under the whole heaven, were covered.

(יט) וְהַמַּיִם גָּבְרוּ מְאֹד מְאֹד
۱۹ اور پاني کا زور هوا بہت بہت
עַל־הָאָרֶץ וַיְכֻסּוּ כָּל־הֶהָרִים הַגְּבֹהִים
اوپر اُس زمین کے * اور چھپادیا سب پہاڑوں اونچوں کو
אֲשֶׁר תַּחַת כָּל־הַשָּׁמָיִם׃
جو تھے نیچے آسمانوں کے

* زبور ۱۰۴ — ٦
یرمیاه ۳ — ۲۳

(כ) חֲמֵשׁ עֶשְׂרֵה אַמָּה מִלְמַעְלָה

۲۰ پندرہ هاتهه اوپر بڑه

גָּבְרוּ הַמָּיִם וַיְכֻסּוּ הֶהָרִים׃

گیا پاني اور چهپا دیا پهاڑوں کو

(כא) וַיִּגְוַע כָּל־בָּשָׂר הָרֹמֵשׂ עַל

۲۱ † اور مرگیا سب جسم جو چلتا اوپر اُس

הָאָרֶץ בָּעוֹף וּבַבְּהֵמָה וּבַחַיָּה וּבְכָל־

زمین کے مع اڑنے والے اور مع چوپائے اور مع جانور اور مع سب

הַשֶּׁרֶץ הַשֹּׁרֵץ עַל־הָאָרֶץ וְכֹל הָאָדָם׃

رینگنے والے کے جو رینگتا اوپر اُس زمین کے اور سب وہ آدمي

כב כֹּל אֲשֶׁר נִשְׁמַת־רוּחַ חַיִּים בְּאַפָּיו

۲۲ § سب جو کہ سانس روح زندگي کي اُسکي ناک

מִכֹּל אֲשֶׁר בֶּחָרָבָה מֵתוּ׃

میں تهي هر ایک سے جو تها خشکي میں مر گیا

20 Fifteen cubits upward did the waters prevail; and the mountains were covered.

21 And all flesh died that moved upon the earth, both of fowl, and of cattle, and of beast, and of every creeping thing that creepeth upon the earth, and every man:

22 All in those nostrils *was* ‡ the breath of life, of all that *was* in the dry *land*, died.

تبلپیدایش	تبلپیدایش
مسیح علیه السلام	محمدرسول الله صلعم
۲۳۳۷	۲۹۲۲

† باب ۶ — ۱۳, ۱۷
باب ۷ — ۴
ایوب ۲۲ — ۱۶
متی ۲۴ — ۳۹
لوک ۱۷ — ۲۷
۲ پیٹر ۳ — ۶

‡ Heb. *The breath of the spirit of life.*

§ باب ۲ — ۷
(توجمهٔ انگریزي) دم زندگي کا

توریت مقدس

GENESIS.

(כג) וַיִּמַח אֶת־כָּל־הַיְקוּם אֲשֶׁר

۲۳ اور مٹا دیا تمام اُس موجود کو جو تها

עַל־פְּנֵי הָאֲדָמָה מֵאָדָם עַד־בְּהֵמָה

اوپر منهه اُس زمین کے آدمي سے چوپایوں تک

עַד־רֶמֶשׂ וְעַד־עוֹף הַשָּׁמַיִם וַיִּמָּחוּ מִן־

رینگنے والے تک اور اُڑنے والے آسمانوں تک اور مٹ گئے

הָאָרֶץ וַיִּשָּׁאֶר אַךְ־נֹחַ וַאֲשֶׁר אִתּוֹ

اُس زمین سے اور بچ گیا * فقط نوح اور جو تها اُسکے ساتهه

בַּתֵּבָה׃

کشتي میں

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۲۳ * فانجیناه و من معه في الفلک

پهر بچا دیا همنے اُسکو اور جو اُسکے ساتهه تهی

المشحون ثم اغرقنا بعد الباقین

اُس بهري کشتي میں پهر ڈبوا دیا همنے بعد کو اُن

رهے هوؤں کو

‡ فانجیناه و اصحب السفینة و جعلناها

پهر بچا دیا همنے اُسکو اور کشتي والوں کو اور کیا

اٰیة للعالمین

همنے اُسکو نشاني واسطے جهان والوں کے

* و لقدنا دینا نوح فلنعم المجیبون و

اور همکو پکارا تها نوح نے سو کیا اچهے پونهچنی

نجیناه واهله من الکرب العظیم و جعلناه

والی پکار پر هیں اور بچا دیا همنے اُسکو اور اُسکے گهر

ذریته هم الباقین و ترکنا علیه في الاخرین

کو اُس بڑي گهبراهٹ سے اور رکهي همنے اُسکي اولاد

سلام علی نوح في العالمین انا کذلک

هي رہ جانے والي اور چهوڑا همنے اُسپر پچهلے لوگوں

† سورهٔ شعري آیت ۱۱۸ و ۱۱۹

‡ سورهٔ عنکبوت آیت ۱۵

* ۱ پیٹر ۳ — ۲
۲ پیٹر ۲ — ۵
۳ — ۶

§ سورهٔ صافات آیت ۱۵ لغایت ۸۳

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۷　　قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲

نجزي المحسنين انه من عبادنا المومنين
میں که سلام هي نوح پر سارے جهان والوں میں هم
ثم اغرقنا الاخرين
اسیطرح بدلا دیتے هیں نیکي والوں کو وہ هی همارے
بندوں ایمان والوں میں سے پهر ڈوبا دیا همنے دوسرونکو
† فانجيناه والذين معه في الفلك و اغرقنا
پهر همنے بچالیا اُسکو اور جو اُسکے ساتهه تهے کشتي
الذين كذبوا بايتنا انهم كانو قوما عمين
میں اور غرق کیئے جو جهوٹهلاتے تهے هماري آئتیں
وہ لوگ تهے اندهے

|| سورة اعراف ۷ آیت ۶۴

‡ فنجيناه ومن معه في الفلك و
پهر همنے بچا دیا اُسکو اور جو اُسکے ساتهه تهے
جعلنا هم خلايف و اغرقنا الذين كذبوا
کشتي میں اور اُنکو قایم کیا جگهه پر اور ڈوبادیئے جو
بايتنا فانظر كيف كان عاقبة المنذرين
جهوٹهلاتے تهے هماري باتیں سو دیکهه آخر کیا هوا
جنکو ڈرایا تها

سورة یونس ۱۰ آیت ۷۳

23. We delivered him, and those who were with him, in the ark filled with men and animals; and afterwards we drowned the rest. Soora Shoara, V. 118—119.

We delivered him and those who were in the ark, and we made the same a sign unto all creatures. Soora Ankaboot, V. 15.

Noah called on us in former days: and we heard him graciously: and we delivered him and his family out of the great distress; and we caused his offspring to be those who survived to people the earth: and we left the following salutation to be bestowed on him by the latest posterity, namely, Peace be on Noah among all creatures! Thus do we reward the righteous; for he was one of our servants, the true believers.

23 And every living substance was destroyed which was upon the face of the ground, both man, and cattle, and the creeping things, and the fowl of the heaven; and they were destroyed from the earth: and Noah only remained *alive*, and they that *were* with him in the ark.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۷ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲

Afterwards we drowned the others. Soora Saffat, V. 75—83.

We delivered him and those who were with him in the ark who charged our signs with falsehood; for they were a blind people. Soora Araf, V. 64.

We delivered him, and those who were with him in the ark, and we caused him to survive the flood, but we drowned those who charged our signs with falsehood. Soora Yoonoos, V. 73.

GENESIS.

24 And the waters prevailed upon the earth an hundred and fifty days.

توریت مقدس

כד וַיִּגְבְּרוּ הַמַּיִם עַל־הָאָרֶץ חֲמִשִּׁים וּמְאַת יוֹם׃

۲۴ † اور بڑھا رھا پاني اوپر اُس زمین کے پچاس اور سو دن

† باب ۸ — ۳ , ۴ کو مطابق کرو اسي باب کے ورس ۱۱ سے

NOTES

Chap. VII. V. 2.—*by sevens,)* All the commentators are of opinion that this phrase denotes seven couples of every sort. The command given in the foregoing verses to keep a single pair of each kind was intended to perpetuate and maintain the species; and the seven pairs here spoken of has reference to the purpose of God to provide for Noah's family a sufficient supply of animal food and also for the purpose of the sacrifices which were to follow after the Deluge.

V. 16.—*And the Lord shut him in,)* Bishop Kidder says: God probably by the ministry of an angel, fastened and secured the door of the ark, into which Noah had entered, from the dangers of the waters, as well as against the attempts of those, that might have broken

‡ تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۲۶

تفسیر

۲ (سات سات) سب مفسروں کي یهه راے هی که سات سات سے سات سات جوڑے مراد هیں پهلی ورسوں میں اور اگلی ورسوں میں جو ایک ایک جوڑه یعني ایک نرو ایک ماده کے لینے کا بیان هی وه صرف بقائی نسل کے لیئے کهی گئی تهی اور یهاں جو اُس سے زیاده لینے کا ذکر هی یهه واسطے قرباني کي جو بعد طوفان کي جاویگي اور نیز واسطے خوراک کے جب آسکي حاجت هو لیئے کیئے هیں *

۱۶ (بند کیا الله نے بعد اِسکے) بشپ ‡ کڈر صاحب فرماتے هیں که غالباً خدا نے کسي فرشته کے ذریعه سے کشتي کے دروازه کو جسمیں حضرت نوح داخل هوئے تهے پانیوں کے خطره سے اور اور لوگوں کے قصدوں کے برخلاف جو آسمیں گهس

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۷
قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲

in upon him. But the simple and plain meaning of the passage may be thus explained: when a man does a thing under the command or will of God, his doing it is applied to God, as though it was done by God himself. Accordingly after all that were to go in had entered the ark, God directed Noah to shut its doors, which in the sense aforesaid is tantamount to this that *God shut the door.*

آئے بند کیا تھا " مگر سادگي سے جو مطلب ورس کا معلوم هوتا هی وه اِسیقدر هی که جب بندہ خدا کے حکم بموجب کوئي کام کرتا هی تو وہ کام خدا هي کیطرف اِسطرح پر منسوب هوتا هی که گویا خداهي اُسکا کرنے والا تھا بس جب سب چیزیں اور جانیں جو کشتي میں داخل کرني منظور تھیں سب آ گئیں تو خدا نے دروازہ بند کرنیکا حکم دیا اور حضرت نوح نے دروازہ بند کر لیا اور اِسیلیئے کہا گیا که بند کیا الله نے بعد اِسکی *

V. 17. —*And the flood was &c.)* Pyle says: at the end of forty days the waters were come just high enough to lift the ark from the ground; and afterwards increased so far as to carry it freely hither and thither as the waves drove it.

۱۷ (اور تھا طوفان) پائیل صاحب فرماتے هیں که انجام میں چالیس روز کے پاني اِسقدر چڑہ گئی که جس سے کشتي زمین سے اونچي هو جاوے اور بعد آزان اِسقدر بڑہ گئی جس سے کشتي آزادي سے ادھر اُدھر پھرتي تھي جسطرح پر که اُسي موجیں لگتي تھیں *

— *Forty days,)* The flood is said in the 12th verse of this chapter to have prevailed forty days and forty nights, while here we have only forty days. It may with probability be suggested that this seeming discrepancy is due to carelessness on the part of those by whom the translations were collated with the original scriptures: since the phrase " forty days and forty nights " is found inserted in this passage as well in the Greek as in several Latin Bibles. And sensible of the reasonableness and propriety of his suggestion Mr Horne in his " Introduction to the Study of Scriptures" recommends the omission in question to be supplied in the original Hebrew Text.

(چالیس دن) بارھویں ورس میں بیان هوا هی که چالیس دن اور چالیس رات اور اِس ورس میں صرف چالیس دن ہے اس اختلاف کا سبب غالباً غلطي مقابله کي هی چنانچه ترجمه یوناني اور بہت سے نسخوں لاطیني میں لفظ چالیس دن اور چالیس رات کا موجود هی اور اِسیلیئی هارن صاحب اپنے انٹروڈکشن میں لکھتے هیں که عبري میں بھي یہه الفاظ بڑھاني چاهیئیں *

٢٠ (پندرہ هاتهه) بموجب قول
سینک هوس صاحب کے تمام دنیا
میں جو اونچے سے اونچے پہاڑ هیں آنپر
پندرہ هاتهه یعنی ساڑے بائیس فیٹ
پاني چڑہ گیا تها امتحان سے معلوم هوا
هی که دنیا میں کوئي پہاڑ چار میل سے
زیادہ سیدها بلند نہیں هی بس سینک
هوس صاحب کے قول بموجب زمین سے
چار میل اور ساڑے بائیس فیٹ پاني
بلند هو گیا تها اور نیز پاني زمیں کے
ایکطرف نه تها بلکه چاروں طرف اسي
مقدار سے چڑها هوا تها میں اِس قول
میں اِتفاق نہیں کرتا جیسا که عنقریب
معلوم هونے والا هی *

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۷ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲

V. 20. —*Fifteen cubits, &c.)* According to Dr Stackhouse the highest mountains in the world were covered over by fifteen cubits, i. e. 22½ feet, of water. It has been discovered by observation that no mountain on the earth is higher than four miles. Hence, according to the explanation given by Dr Stackhouse, the waters of the Flood must have covered the whole earth to a depth of 4 miles and 22 feet and thus spread over all sides of it. I do not however concur in this observation, as I shall shortly proceed to show in my comments on the subject under notice

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۲۳۴۷	۲۹۲۲

آٹھواں باب

CHAPTER VIII.

۱ طوفان کے پاني کا گھٹ جانا ۴ کشتي کا کوہ ارارات پر ٹک جانا ۷ کوے اور کبوتر کو چھوڑنا ۱۵ نوح کا حکم پانا ۱۸ کہ کشتي سے نکلی ۲۰ نوح کا قربان‌گاہ بنانا اور قرباني گذراننا ۲۱ خدا کا اُس قرباني کو منظور کرنا اور وعدہ کرنا کہ زمین پر لعنت پھر نہ بھیجي جائیگي *

توریت مقدس

(א) וַיִּזְכֹּר אֱלֹהִים אֶת־נֹחַ וְאֵת כָּל־
۱ اور † یاد کیا خدا نے نوح کو اور سب
הַחַיָּה וְאֶת־כָּל־הַבְּהֵמָה אֲשֶׁר אִתּוֹ
جاندار کو اور هر چوپائے کو جو ساتھ اُسکے تھا
בַּתֵּבָה וַיַּעֲבֵר אֱלֹהִים רוּחַ עַל־הָאָרֶץ
کشتي میں اور ‡ چلائی خدا نے هوا اُوپر اُس زمین کے
וַיָּשֹׁכּוּ הַמָּיִם׃
اور سوکھہ گئے پاني

† باب ۹ — ۲۹
خروج ۲ — ۲۴
اسموئیل ۱ — ۱۹

‡ خروج ۱۴ — ۲۱

GENESIS.

AND God remembered Noah, and every living thing, and all the cattle that *was* with him in the ark: and God made a wind to pass over the earth, and the waters assuaged.

توریت مقدس

GENESIS.

(ב) וַיִּסָּכְרוּ מַעְיְנֹת תְּהוֹם וַאֲרֻבֹּת
۲ اور بند هوگئي § سوت پاني کي اور کھڑکیاں
הַשָּׁמָיִם וַיִּכָּלֵא הַגֶּשֶׁם מִן־הַשָּׁמָיִם׃
اسمانون کي اور منقطع هوگیا || مینهہ اسمان سے
(ג) וַיָּשֻׁבוּ הַמַּיִם מֵעַל הָאָרֶץ הָלוֹךְ
۳ اور گھٹ نے لگاپاني اُوپر سے اُس زمین کے*لوٹ
וָשׁוֹב וַיַּחְסְרוּ הַמַּיִם מִקְצֵה חֲמִשִּׁים
پوٹ کے اور کم هوا پاني مدت † پچاس
וּמְאַת יוֹם׃
اور سو دن میں
(ד) וַתָּנַח הַתֵּבָה בַּחֹדֶשׁ הַשְּׁבִיעִי
۴ اور ٹهري کشتي مهینے ساتویں میں
בְּשִׁבְעָה־עָשָׂר יוֹם לַחֹדֶשׁ עַל הָרֵי
سترهویں دن میں مهینے کے اوپر پهاڑ
אֲרָרָט׃
ارارات کے *

‡ سورہ هود آیت ۴۴
§ باب ۷ — ۱۱
|| ایوب ۳۸ — ۳۷
* (ترجمہ انگریزي) پي در پي
† باب ۷ — ۲۴
* (کالدي) قردو (عربي) جودي

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۲و۳و۴ ‡ و قیل یا ارض ابلعي ماءك و
اور حکم ایا اے زمین نگل جا اپنا پاني اور اے
یاسماء اقلعي وغیض الماء وقضي الامر واستوت
اسمان تھم جا اور سکھا دیا پاني اور هوچکا کام اور
علی الجودي وقیل بعدا للقوم الظالمین
کشتي ٹهري جودي پهاڑ پر اور حکم هوا کہ دور هوں
قوم بے انصاف

2. The fountains also of the deep and the windows of heaven were stopped, and the rain from heaven was restrained;

3 And the waters returned from off the earth † continually: and after the end of the hundred and fifty days the waters were abated.

4 And the ark rested in the seventh month, on the seventeenth day of the month, upon the mountains of Ararat.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۲۳۳۷	۲۹۲۴

2. 3. 4. And it was said, O earth, swallow up thy waters, and thou, O heaven, withhold thy rain. And immediately the water abated, and the decree was fulfilled, and the ark rested on the mountain Al Judi; and it was said, Away with the ungodly people! Soora Hood, V. 44.

† Heb. *in going and returning.*

توریت مقدس

(ה) וְהַמַּיִם הָיוּ הָלוֹךְ וְחָסוֹר עַד
۵ اور پاني تها † چلتا اور کم هوتا
הַחֹדֶשׁ הָעֲשִׂירִי בָּעֲשִׂירִי בְּאֶחָד לַחֹדֶשׁ
ماه دهم تک دسویں میں پهلي کو مهینے کي
נִרְאוּ רָאשֵׁי הֶהָרִים׃
نظر آئیں چوٹیاں اُن پہاڑوں کي

GENESIS.

5 And the waters ‡ decreased continually until the tenth month: in the tenth *month*, on the first *day* of the month: were the tops of the mountains seen.

‡ Heb. *were in going and decreasing.*
† (ترجمه انگریزي) دم بدم

(ו) וַיְהִי מִקֵּץ אַרְבָּעִים יוֹם וַיִּפְתַּח
۶ اور هوا بعد چالیس دن کے که کهول دیا
נֹחַ אֶת־חַלּוֹן הַתֵּבָה אֲשֶׁר עָשָׂה׃
نوح نے ‡ کهڑکي کو کشتي کي جسکو بنایا تها

6 ¶ And it came to pass at the end of forty days, that Noah opened the window of the ark which he had made:

‡ باب ۶ — ۱۶
* (ترجمه انگریزي) ادهر اودهر

(ז) וַיְשַׁלַּח אֶת־הָעֹרֵב וַיֵּצֵא יָצוֹא
۷ اور چهوڑ دیا کوے کو اور نکلا * جاتا
וָשׁוֹב עַד־יְבֹשֶׁת הַמַּיִם מֵעַל הָאָרֶץ׃
اور لوٹ آتا سوکهنے تک پاني کے اوپر سے اُس زمین کے

7 And he sent forth a raven, which went forth § to and fro, until the waters were dried up from off the earth.

§ Heb. *in going forth and returning.*

(ח) וַיְשַׁלַּח אֶת הַיּוֹנָה מֵאִתּוֹ
۸ پهر چهوڑ دیا ' کبوتري کو اپنے پاس سے
לִרְאוֹת הֲקַלּוּ הַמַּיִם מֵעַל פְּנֵי
دیکهنے کو کیا گهٹا پاني اُوپر سے منهه
הָאֲדָמָה׃
اس زمین کے

8 Also he sent forth a dove from him, to see if the waters were abated from off the face of the ground;

(ט) וְלֹא מָצְאָה הַיּוֹנָה מָנוֹחַ לְכַף
۹ اور نه پائي کبوتري نے جگهه واسطے کف
רַגְלָהּ וַתָּשָׁב אֵלָיו אֶל הַתֵּבָה כִּי
پا کے اور پهر آئي پاس اُسکے کشتي میں که

9 But the dove found no rest for the sole of her foot, and she returned unto him into the ark, for the waters *were* on the face of the whole earth: then he put forth his hand, and took her, and ‖

‖ Heb. *caused her to come.*

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
٢٣٢٧	٢٩٢٢

מַיִם עַל פְּנֵי כָל הָאָרֶץ וַיִּשְׁלַח יָדוֹ
پانی تھااوپرمنھہ تمام اُس زمین کے اوربڑھایا اپناھاتھہ
וַיִּקָּחֶהָ וַיָּבֵא אֹתָהּ אֵלָיו אֶל־הַתֵּבָה:
اور لیلیا اُسکو اور لے آیا اُسکو پاس اپنے کشتی میں

pulled her in unto him into the ark.

(י) וַיָּחֶל עוֹד שִׁבְעַת יָמִים
١٠ اور ٹھہرا پھر سات دنوں
אֲחֵרִים וַיֹּסֶף שַׁלַּח אֶת הַיּוֹנָה מִן
بعد کو اور پھر چھوڑا کبوتری کو
הַתֵּבָה:
کشتی سے

10 And he stayed yet other seven days: and again he sent forth the dove out of the ark:

(יא) וַתָּבֹא אֵלָיו הַיּוֹנָה לְעֵת עֶרֶב
١١ اور آئی پاس اسکے کبوتری وقت شام کے
וְהִנֵּה עֲלֵה זַיִת טָרָף בְּפִיהָ
اور تھی پتی زیتون کی ٹوٹی ھوئی اُسکے منھہ میں
וַיֵּדַע נֹחַ כִּי קַלּוּ הַמַּיִם מֵעַל הָאָרֶץ:
تبھی جانا نوح نے که گھٹ گیا پانی اوپرسے اس زمین کے

11 And the dove came in to him in the evening: and, lo, in her mouth *was* an olive leaf pluckt off: so Noah knew that the waters were abated from off the earth.

(יב) וַיִּיָּחֶל עוֹד שִׁבְעַת יָמִים אֲחֵרִים
١٢ اور ٹھہرا پھر سات دنوں بعد کو
וַיְשַׁלַּח אֶת הַיּוֹנָה וְלֹא יָסְפָה שׁוּב
اور چھوڑا کبوتری کو اور نه پھر آئی
אֵלָיו עוֹד:
پاس اُسکے بعد اسکی

12 And he stayed yet other seven days; and sent forth the dove; which returned not again unto him any more.

(יג) וַיְהִי בְּאַחַת וְשֵׁשׁ מֵאוֹת שָׁנָה
١٣ اور ھوا ایک اور چھه سو برس میں ٢٣٢٦ ٢٩٢١
בָּרִאשׁוֹן בְּאֶחָד לַחֹדֶשׁ חָרְבוּ הַמַּיִם
پہلے میں پہلی کو مہینه کی سوکھه گئے پانی
מֵעַל הָאָרֶץ וַיָּסַר נֹחַ אֶת מִכְסֵה
اُوپر سے اُس زمین کے اور اُٹھایا نوح نے پردہ کو
הַתֵּבָה וַיַּרְא וְהִנֵּה חָרְבוּ פְּנֵי
کشتی کے اور دیکھا که سوکھه گیا منھه
הָאֲדָמָה:
اُس زمین کا

13 ¶ And it came to pass in the six hundredth and first year, in the first *month*, the first *day* of the month, the waters were dried up from off the earth: and Noah removed the covering of the ark, and looked, and, behold, the face of the ground was dry.

(יד) וּבַחֹדֶשׁ הַשֵּׁנִי בְּשִׁבְעָה וְעֶשְׂרִים
١٤ اور مہینے دوسرے میں ستائیسویں

14 And in the second month, on the seven and twentieth day of the month,

יוֹם לַחֹדֶשׁ יָבְשָׁה הָאָרֶץ׃
دن مہینے کے سوکھہ گئي وہ زمین

was the earth dried.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۶ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۴

توریت مقدس

GENESIS.

(טו) וַיְדַבֵּר אֱלֹהִים אֶל נֹחַ לֵאמֹר׃
۱۵ اور کہا خدا نے نوح سے کہنا
(טז) צֵא מִן הַתֵּבָה אַתָּה וְאִשְׁתְּךָ
۱۶ نکل کشتي سے † تو اور عورت تیري
וּבָנֶיךָ וּנְשֵׁי בָנֶיךָ אִתָּךְ׃
اور بیٹے تیرے اور عورتیں بیٹوں تیرے کي ساتھہ تیرے

15 ¶ And God spake unto Noah, saying,

16 Go forth of the ark, thou, and thy wife, and thy sons, and thy sons' wives with thee.

مطابقت قران مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۵ و ۱۶ ‡ قیل یانوح اهبط بسلام منا　　‡ سورۂ هود آیت ۴۸
حکم هوا اے نوح اُتر سلامتي کے ساتھہ هماري
وبرکت علیك وعلی امم ممن معك وامم
طرف سے اور برکتوں کے ساتھہ تجھہ پر اور کتنی فرقوں　　† باب ۷ — ۱۳
سنمتعهم ثم یمسهم منا عذاب الیم
پر تیرے ساتھہ والونمیں اور کتنی فرقوں کو فائدہ
دینگی پھر پہونچي کي اُنکو هماري طرف سے دکھہ
کي مار

15. 16. It was said unto him, O Noah, come down from the ark, with peace from us, and blessings upon thee and upon a part of those who are with thee; but as for a part of them, we will suffer them to enjoy the provision of this world; and afterwards shall a grievous punishment from us be inflicted on them, in the life to come, Soora Hood, V. 48.

توریت مقدس

(יז) כָּל הַחַיָּה אֲשֶׁר אִתְּךָ מִכָּל
۱۷ سب ‡ جاندار جو ساتھہ تیرے سب
בָּשָׂר בָּעוֹף וּבַבְּהֵמָה וּבְכָל הָרֶמֶשׂ
جسم سے معہ پرند اور معہ بہیمہ کے اور معہ سب رینگنے والوں کے
הָרֹמֵשׂ עַל הָאָרֶץ הַיְצֵא אִתָּךְ
جو رینگتے هیں اوپر اس زمین کے نکال ساتھہ اپنے
וְשָׁרְצוּ בָאָרֶץ וּפָרוּ וְרָבוּ עַל־הָאָרֶץ׃
کہ کلبلائیں زمین پر اور || پھیلیں اور بڑھیں اُوپر اُس زمین کے

GENESIS.

17 Bring forth with thee every living thing that *is* with thee, of all flesh, *both* of fowl, and of cattle and of every creeping thing that creepeth upon the earth; that they may breed abundantly in the earth, and be fruitful, and multiply upon the earth.　　‡ باب ۷ — ۱۵

|| باب ۱ — ۲۲

(יח) וַיֵּצֵא נֹחַ וּבָנָיו וְאִשְׁתּוֹ וּנְשֵׁי־
۱۸ اور نکلا نوح اور بیٹے اُسکے اور عورت اُسکي اور عورتیں
בָנָיו אִתּוֹ׃
بیٹوں اُسکی کي ساتھہ اُسکے

18 And Noah went forth, and his sons, and his wife, and his sons' wives with him:

(יט) כָּל הַחַיָּה כָּל־הָרֶמֶשׂ וְכָל
۱۹ سب جاندار سب رینگنے والا اور سب

19 Every beast, every creeping thing, and every fowl, *and* whatsoever

creepeth upon the earth, after their * kinds, went forth out of the ark.

הָעוֹף כֹּל רוֹמֵשׂ עַל הָאָרֶץ
پرند سب رینگنے والے اوپر زمین کے
לְמִשְׁפְּחֹתֵיהֶם יָצְאוּ מִן הַתֵּבָה׃
اپنی ذات کے نکلیں کشتی سے

20 ¶ And Noah built an altar unto the LORD; and took of every clean beast, and of every clean fowl, and offered burnt offerings on the altar.

(כ) וַיִּבֶן נֹחַ מִזְבֵּחַ לַיהוָה וַיִּקַּח
۲۰ اور بنایا نوح نے مذبح واسطے الله کے اور لیا
מִכֹּל הַבְּהֵמָה הַטְּהוֹרָה וּמִכֹּל הָעוֹף
† سب چوپاؤں پاک سے اور سب پرندوں
הַטָּהוֹר וַיַּעַל עֹלֹת בַּמִּזְבֵּחַ׃
پاک سے اور چڑھایا چڑھاوا مذبح پر

21 And the LORD smelled a ‡ sweet savour; and the LORD said in his heart, I will not again curse the ground any more for man's sake; § for the imagination of man's heart *is* evil from his youth; neither will I again smite any more every thing living, as I have done.

(כא) וַיָּרַח יְהוָה אֶת רֵיחַ הַנִּיחֹחַ
۲۱ اور سونگھی الله نے بو ‡ رضامندی کی
וַיֹּאמֶר יְהוָה אֶל לִבּוֹ לֹא אֹסִף
اور کہا الله نے اپنے دلمیں نہ پھر
לְקַלֵּל עוֹד אֶת הָאֲדָמָה בַּעֲבוּר
§ لعنت کرونگا بعد اسکے اس زمین کو واسطے
הָאָדָם כִּי יֵצֶר לֵב הָאָדָם רַע
ادمی کے کیونکہ || خیال دل ادمی کا بد ہے
מִנְּעֻרָיו וְלֹא אֹסִף לְהַכּוֹת אֶת כָּל
لڑکپن اُسکی سے اور * نہ پھر مارونگا سب
חַי כַּאֲשֶׁר עָשִׂיתִי׃
زندہ کو جیسا کیا میں نے

22 ‡ While the earth remaineth seedtime and harvest, and cold and heat, and summer and winter, and day and night shall not cease.

(כב) עֹד כָּל יְמֵי הָאָרֶץ זֶרַע
۲۲ ‡ بعد اسکے سب دنوں اس زمین کے بونا
וְקָצִיר וְקֹר וָחֹם וְקַיִץ וָחֹרֶף וְיוֹם
اور کاٹنا اور سردی اور گرمی اور ربیع اور خریف اور ‡ دن
וָלַיְלָה לֹא יִשְׁבֹּתוּ׃
اور رات موقوف نہ ہونگے

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۲۳۳۶
قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۱

* Heb. *families.*
† احبار ۱۱ —
‡ Heb. *a savour of rest.*
§ Or, *though.*
‡ احبار ۱ — ۹
حزقیل ۲۰ — ۴۱
۲ کارنتهیان ۲ — ۱۵
افیسیان ۵ — ۲
§ باب ۳ — ۱۷
۶ — ۱۱
|| باب ۶ — ۵
ایوب ۱۴ — ۴
۱۵ — ۱۴
زبور ۵۱ — ۵
یرمیاه ۱۷ — ۹
متی ۱۵ — ۱۹
رومیان ۱ — ۲۱
۳ — ۲۳
* باب ۹ — ۱۱,۱۵
‡ Heb. *As yet all the days of the earth.*
‡ اشعیاه ۵۴ — ۸
‡ یرمیاه ۳۳ — ۲۰,۲۵

۲۹۲۲ ۲۳۳۷

NOTES

V. 4.—*Ararat,)* It is called *Choorood* in the Chaldee language, and that part of the mountains of Ararat where the ark rested, is called *Judee* in Arabic Ararat was also the name of the district

تفسیر

۴ (پہاڑ ارارات) کالدی میں اُسکو قردو کہتے هیں اور عربی میں اُس مقام کا نام جسپر کشتی ٹہری تھی جودی هی ارارات اُس ملک کا ضلع هی جو

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۷

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۴

or country lying near the centre of the kingdom of Armenia. It contained several cities where the successive kings and governors of Armenia resided and hence the word Ararat is often applied to the whole kingdom. The expression which is translated the *land of Armenia*, (2 Kings XIX. 37.; Isa. XXXVII. 38) is in the original *Ararat*. The range of Mountains in that district is also named Ararat.

سلطنت ارمینیا کے مرکز کے پاس واقع هی آس میں بہت سے شہر تہے اور وہ شہر ارمینیا کے مسلسل بادشاهوں اور اور حاکموں کي ریاستیں تهیں اور اِس سبب سے لفظ ارارات کا تمام بادشاهت پر اِستعمال کیا جاتا هی جس لفظ کا ترجمه زمین ارارات ۲ سلاطین باب ۱۹ — ۳۷ و اشعیاہ باب ۳۷ — ۳۸ میں هوا هے وہ اصل میں ارارات هی آس ملک میں جو سلسله پہاڑوں کا واقع هی آنکا نام بهي ارارات کے پہاڑ هیں *

The mountain of Ararat, according to Major Rennel's excellent map of the ancient Persian Empire, lies in 39 deg., 30mi. north Latitude, and 40 deg., 30mi. east Longitude nearly in the middle of the vast ridge of Taurus. It is called by the Persians *Asis* or the *happy mountain*, on account of the choice which God made of it, to serve as a part for Noah's ark.

میجر رینل صاحب کے عمدہ نقشه قدیم ایراني شہنشاهي کے بموجب پہاڑ ارارات کے خط عرض شمالي کے ۳۹ درجه ۳۰ دقیقه اور خط طول شرقي کے ۴۰ درجه ۳۰ دقیقه پر کوہ طارس کے پشته کے بیچوں بیچ میں واقع هی اور ایراني پہاڑ ارارات کو ایسس یعني خوش پہاڑ کہتے هیں اِس وجهه سے که خدا تعالی نے نوح کي کشتي کے واسطے آسکو بندرگاہ پسند کیا تها *

In the modern maps the site of this mountain is laid down 40 north Latitude, and 44 deg., 30 mi, east Longitude. In the north east part of Armenia is a range of mountains, on the summit of which the ark is supposed to have rested. It is called *Agridah* by the Turks. There are two peaks about seven miles apart, the highest of which is 15,000 feet (a late French traveller says 16,000 feet) above the level of the sea, and is perpetually covered with snow. Here was erected the first altar by Noah after the deluge. The immediate vicinity of the mountain is inhabited by Koords, a savage tribe of

حال کے نقشجات جغرافیه میں پہاڑ ارارات کا ۴۰ درجه عرض شمالي اور ۴۴ درجه ۳۰ دقیقه طول شرقي میں بنایا هی اِسي سلسله پہاڑوں کي چوٹي پر جو ارمینیا کے شمالي مشرقي حصه میں واقع هی خیال کیا جاتا هی که کشتي نوح کي ٹهري تهي ترکي آسکو ایگریڈا کہتے هیں اِس پہاڑ کي دو چوٹیوں کے اندر فاصله سات میل کا هی آس میں سے زیادہ بلند پندرہ هزار فیت اونچي هی اور زمانه حال کا ایک فرانسیسي سیاح ۱۶ هزار فیت سمندر کي سطحه سے بیان کرتا

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۷

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲

Mohomedans. It now belongs to the territories of Russia; and the boundaries of Russia, Persia, and Turkey now meet at that mountain.

هی اور یهه پهاڑ همیشه برف سے ڈهکا رهتا هی اسي مقام پر بعد طوفان کے حضرت نوح نے اول مذبح بنایا تها اسکے قریب ایک جنگلي قوم کرد جو مسلمان هیں آباد هی اور اب یهه پهاڑ روسیوں کي حدود میں شامل هی اور ایراني اور ترک اور روسي باهم تجارت کرتے هیں ●

There has been much controversy as to the fact whether the ark rested on this mountain, as the language of Genesis is quite indefinite, and speaks only of the mountains of Ararat. The mountain to which local tradition points (which has been very recently, and apparently for the first time, ascended by a gentleman belonging to a Russian Scientific expedition) is so very high and its sides so very steep, rugged, and dangerous, that we cannot conceive it to be the spot where the ark rested. The safe descent of all the inhabitants of the ark from its summits would seem to be a miracle almost as great as their preservation from the waters of the Deluge; and the idea of such a miracle we are not warranted to entertain.

اس بات کي تحقیق پر بهت تنازع هی که آیا کشتي اس پهاڑ پر ٹهري کیونکه کتاب پیدایش میں کسي خاص معین جگهه کا بیان نهیں هی بلکه اس میں صرف ارارات کے پهاڑ پر ٹهرنے کا ذکر هی ان پهاڑوں میں سے جس پهاڑ کو وهاں کے باشندے جگهه ٹهرنے کشتي حضرت نوح کي قرار دیتے هیں (اور جسپر زمانه حال میں اور ظاهرا پهلي هي دفعه ایک شریف آدمي جو روسي سوسئیٹي تحقیقات علمي کا تها چڑها هی) اسقدر بلند هی اور اسکے اطراف ایسے ناهموار اور خطرناک هیں که جس سے اسکو هم وه جگهه نهیں خیال کرسکتے که جسپر کشتي ٹهري اسکي چوٹي پر سے تمام کشتي کے لوگوں کا سلامت اترنا ایسا هي بڑا معجزه معلوم هوتا هی جیسا که طوفان کے پانیوں سے انکے بچانے میں هوا هوگا مگر ایسے معجزه کا دلمیں خیال لانے کي همکو اجازت نهیں ●

The Scripture narrative leaves the spot undetermined, and only says that the huge vessel grounded at length on one of the Armenian mountains. Some have found difficulty even in this statement, chiefly in consequence of the phraseology of Gen. XI. 2. which has been sup-

کتاب مقدس کا بیان کوئي خاص جگهه قرار نهیں دیتا صرف اسمیں یهه هی که ارارات کے پهاڑوں میں سے کسي ایک پر کشتي ٹهري اس بیان میں بهي بعضوں کو مشکل پیش آئي هی خاص کر کتاب پیدایش باب ۱۱ — ۲ کے اس طرز کلام

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۷

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲

کے سبب جس سے یہہ خیال کیا جاتا هی که وہ مقام جهاں پر کشتي ٹھہري میدان شنار کے مشرق میں تها حالانکه ارمینیا کا ارارات آسکے مغرب میں هی مگر یہہ مشکل بالکل خیالي هے اسلیئے که اُس رستہ کي همکو اطلاع نہیں دي گئي هے جسکو نوح اور آسکے خاندان نے اختیار کیا تها کیونکه آسکي نسبت یہہ کها گیا هے که آنهوں نے مشرق سے مغرب کو سفر کیا اور ایک میدان میں آئے جس لفظ کا مشرق ترجمه کیا هے اُس لفظ کے معنے اصل عبري میں پیشتر کے بلحاظ زمانه اور مقام کے هیں پس کلام کے یہہ معنے ٹھہرینگے که اپنے اول عام نقل مکان میں شروع ارارات سے وہ ایک میدان میں پهونچے اور یهودي مورخ اِس راے کو اِستحکام دیتے هیں اور پیغمبر یرمیاہ نے باب ۲—۲۷ میں ارارات کو شمالے ملکوں میں سے وہ ملک بیان کیا هے که جسمیں سے بابل کي طرفسے ایک حمله کرنیوالي فوج آئي اور یہہ سند ارارات کے موقع کو آرمینیا میں صحیح بیان کرتي هے بابل سے ارارات قریباً ٹهیک شمال میں هے ●

posed to denote, that the place where the ark rested was *east* of the plain of Shinar, whereas the Ararat of Armenia is *west* of it. But this difficulty is altogether imaginary, for we are not told the direction of the route which Noah and his family took, as if it had been said, "they journeyed from East to West" and came to a plain &c. The phrase from the east signifies in the original *before* in respect both to time and place; so that the expression only means that in their first general migration from Ararat, they come to a plain &c. This view of the case is confirmed by Jewish historians; and the prophet Jeremiah (Jer. II. 27.) speaks of Ararat as one of the countries of the north, from which an invading force should come from Babylon; and this correctly describes the situation of Ararat in Armenia; it is almost due north of Babylon.

قران مجید میں اُس ٹکرہ پهاڑ کا نام جسپر کشتي ٹهري جودي آیا هے مگر آسکا تعین نہیں هے که وہ کونسا ٹکرہ تها الا جاے قرار کشتي حضرت نوح کو اونچے سے اونچي چوٹي ارارتکي قرار دینا هرگز صحیح نہیں هے میں عنقریب اِسکي تفصیل لکهنے والا هوں که پاني کسقدر زمیں پر چڑها تها اور کن پهاڑونکو آسنے چهپایا تها اُس سے معلوم هوگا که اونچے پهارونکو پاني نے هرگز غرق نہیں کیا تها پس اُس پهاڑ کو جسپر

The mountain of the ranges of Ararat on which the ark stood, is called Judee in the Holy Koran, but nothing is said of it in a definite and decided manner. The reasoning which assigns the resting place of Noah's ark to the highest summit of this mountain, can not be accepted as conclusive. I shall shortly consider the question as to the height to which the volume of waters had risen above the earth, and which of the mountains were covered thereby. In that place

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۴۷ — قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۲

I shall attempt to prove the fact that the high mountains of the earth were not submerged by the waters of the deluge. The mountain on which the ark rested, must be considered as not having been of great height. This view of the case is also supported by several creditable Mohomedan authorities. It is stated in the Tufseer Kabeer that the ark-sheltering part of the mountain was a low eminence, which assumption is indeed reasonable: since thus all the kinds of creatures in the ark could have descended to the earth with ease.

حضرت نوح کي کشتي ٹھہري ایک چھوٹا اور بست پہاڑ تصور کرنا چاھیئے چنانچہ ھمارے ھانکي کتابوں مین اِسکي سند بھي موجود ہے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ وہ پہاڑ جسپر حضرت نوح کي کشتي ٹھہري ایک پست پہاڑ تھا " اور اسیطرحپر ھونا بھي چاھیئے تھا تاکہ انسان اور تمام ھرقسم کے حیوانات جو اُس کشتي میں تھے وہ آساني سے اوترکر زمین میں منتشر ھو سکتے ✱

V. 5.—*The tops of the mountains seen,)* The phraseology of Scripture intimates to us, that the ark had, on account of its weight or great bulk, grounded on some part of the mountain Ararat, before its peaks became visible, which did not happen until afterwards, when the waters began to subside.

۵ (نظر آئیں چوٹیاں اُن پہاڑوں کي) طرز کلام سے صاف پایا جاتا ہے کہ پہاڑوں کي چوٹیاں نظر آنے سے بیشتر کشتي اراراٹ پر بسبب اپني بوجھ کے ٹھہر گئي تھي اور اُسکے بعد اُن پہاڑونکي جو پاني میں چھپ گئے تھے چوٹیاں نظر آئیں ✱

V. 11.—*In her mouth was an olive leaf,)* Some versions read *leaves*, others a *branch*. Christian divines say, that perhaps it was a sprig of the olive tree that the dove really brought to Noah. Hence the olive branch has always been among the forerunners of peace and chief of those emblems, by which a happy state of renovation or restoration to prosperity has been signified among mankind.

۱۱ (پتي زیتون کي توڑي ھوئي اُسکي منھہ میں) بعض † مترجموں نے پتي ترجمہ کیا ہے اور بعضوں نے ٹہني علماء عیسائي کہتے ھیں کہ شاید زیتون کے پتوں کي ایک ٹہني ھوگي جو کبوتري في الحقیقت حضرت نوح کے پاس لائي اس سبب سے شاخ زیتون کو امن کے پیشواؤں میں سے اور اُن نشانوں میں سے جنسے اقبال زوال یافتہ بحال ھونے کي نیک فال انسانوں میں سمجھي جاتي ہے مقدم نشان سمجھا گیا ہے ✱

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحہ ۲۷

The above notion is however open to the objection, that by the duration of the Deluge for a whole year, the leaves of trees which had been submerged must

مگر اس بیان پر یہہ سوال ھوتا ہے کہ جب ایک برس بھر طوفان رھا اور تمام درخت پاني میں ڈوبے رہے تو یقناً سب درختوں کے پتي گل گئی اور برباد

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۴۷

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲

assuredly have all perished. Where then did the dove procure this leaf or leaves which she brought to Noah? But the difficulty here presented will be insurmountable only to those who hold the deluge to have overspread the surface of the entire earth, and to have ascended to such a height as to cover the highest mountains by fifteen cubits of water. Not being an advocate of this opinion, I have no arguments whatever to offer in reply to this cavil.

There is nothing in the language of Scripture relative to this subject, that can be found, or made to imply, that the dove brought a *fresh green* branch of olive to Noah. I think the waters of the flood did not rise up very high above the earth; which makes it possible to suppose that the trees which stood on the highest place, and which when the waters were at their highest, may have sunk under, but, again on their subsiding, have made their immediate appearance, should have been in a state to show or keep their leaves withered, but still not quite destroyed. Such might then be the leaves that the dove brought to Noah, who seeing them to have been such as had once been sunk but had again been left dry, naturally supposed that the waters were abating.

V. 21.—*In his heart,)* That is, in Noah's heart. "It means" says Bishop Kidder, "that God spoke comfortably to Noah. To speak to the heart of a man, is, in the Scripture phrase, to comfort and speak kindly to him, Gen. XXXIV. 3.; Isa. XL. 2." So the meaning of the verse is very plain, viz,

هو گئي هونگي پهر کبوتري زيتون کي
پتي کہانسے لائي مگر اس سوال کے جواب
ميں اُن لوگوں کو مشکل پيش آئے گي
جو لوگ تمام دنيا کو پاني ميں ڈوب جانا
اور اونچے سے اونچي پہاڑوں کي چوٹي پر
پانيوں کا پندرہ هاتهه اونچا هو جانا خيال
کرتے هيں مگر ميري يهه راے نهيں
هے اور اِس سبب سے مجهکو اِس سوال
کے جواب دينے ميں کچهه مشکل نهيں *

کتاب اقدس سے يهه نهيں پايا جاتا که
کبوتري هري پتي زيتون کي لائي تهي
ميرے نزديک پاني طوفان کا بهت زياده
زمين پر بلند نهيں هوا تها پس ممکن
هي که جو درخت اونچے مقاموں پر تهے
اور جو قريب زمانه انتهائي طغياني اب
کي ڈوبي تهي اور پهر بسبب شروع هونے
کمي پاني کے جلد نکل آئي تهي ايسي
حالت ميں موجود هوں که انکي پتي
صدمه آب سے مرجها تو گئي هوں مگر بالکل
ضائع نهوئي هوں انهيں پتوں کو کبوتري
حضرت نوح پاس لائي اور حضرت نوح نے
ان پتوں کو ديکها که پاني ميں سے
ڈوب کر نکلے هيں اور اِس سبب
حضرت نوح نے جانا که پاني زمين پر سے
گهٹ گيا *

۲۱ (اپنے دلميں) يعني حضرت
نوح کے دلميں بشپ † کڈر صاحب لکهتے
هيں که اِس سے مراد يهه هي که خداتعالی
نوح سے اچهي طرح بولا کسي آدمي کے
دل سے بولنا کتب مقدسه کے طرز کلام
ميں اسکو تسلي دينا اور مهرباني سے
پيش آنا مراد هوتا هي جيسا که کتاب

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۲۹

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۷　قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۴

پیدایش باب ۳۴ — ۳ اور اشعیاه باب ۴۰ — ۲ سے پایا جاتا هی پس معنی ورس کي بهت صاف هیں که بسبب اُس عنایت اور مهربانی کی جو الله تعالی نے حضرت نوح پر کي حضرت نوح نے جانا که آدمي تو همیشه گنهگار هی مگر اب الله تعالی اُسکے گناهوں کے سبب پهر ایسا طوفان نهیں لانے کا ●

that Noah now knew that man is always liable to error and sin, yet that God whose mercy is unbounded, will not again send such a deluge.

(لڑکپن اُسکے سے) ‡ بشپ پیٹرک صاحب کهتے هیں که اِن الفاظ سے اُسکي جواني سے متجذبي جڑ پکڑي هوئي خرابي مراد هی جیسا که اشعیاه باب ۴۷ — ۱۲ و ۱۵ و یرمیاه باب ۳ — ۲۵ و حزقیل باب ۲۳ — ۸ وغیره سے معلوم هوتا هی اور وه کهتے هیں که شاید اِن الفاظ کے مضمون کو اِس قدر وسعت دي جاسکے که اُن سے مراد هو که اپني ماںکے پیٹ سے ●

‡ تفسیر ٹائیلي جلد ۱ صفحه ۲۹

—*From his youth,)* "These words" says Bishop Patrick, "signify a deep long-rooted corruption, as appears from many places, Isa. XLVII. 12, 15.; Jer. III. 25.; Eze. XXIII. 8. &c. Perhaps they may be extended so far as to signify *from his mother's womb.*"

۲۲ — (بعد اِسکے سب دنوں) اِس لفظ پر همارى حفاظت حصر رکهتي هی خدا هي پر همارا توکل هی اِسلیئے همکو اُسي سے دعا مانگني اور خدا کي تعریف کرني چاهیئے ●

V. 22.—*While the earth remaineth, seed time &c.)* These words are our only security. Our only dependance is upon God. To Him therefore we ought to pray and give praise.

نواں باب

CHAPTER IX.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
٢٣٤٧	٢٩٢٢

١ خدا کا نوح کو برکت دینا ٤ خونخواری اور خونریزی منع کیگئی ٨ خدا کا عهد ١٣ جسکا نشان دهنک مقرر هوئی ١٨ نوح کی اولاد سے دنیا پهر آباد هونے لگی ٢٠ نوح کا انگورستان بنانا ٢١ اور نشے میں اُسکے بیٹےکا بے ادبی کرنا ٢٥ کنعان پر لعنت بهیجنی ٢٦ سام کو برکت دینی ٢٧ یافث کے لیئے دعا مانگنی ٢٩ بعد اسکی وفات پاتی

توریت مقدس | GENESIS.

(א) וַיְבָרֶךְ אֱלֹהִים אֶת־נֹחַ וְאֶת־
١ اور برکت دی خدانے نوح کو اور
בָּנָיו וַיֹּאמֶר לָהֶם פְּרוּ וּרְבוּ וּמִלְאוּ
بیٹوں اُسکی کو اور کها اُنکو پهلو † اور بڑهو اور بهرو
אֶת־הָאָרֶץ׃
زمین کو

And God blessed Noah and his sons, and said unto them, Be fruitful, and multiply, and replenish the earth.

† باب ١ — ٢٨
باب ٩ — ٧ و ١٩
باب ١٠ — ٣٢

(ב) וּמוֹרַאֲכֶם וְחִתְּכֶם יִהְיֶה עַל
٢ ‡ اور خوف تمهارا اور ڈر تمهارا هووے اوپر
כָּל־חַיַּת הָאָרֶץ וְעַל כָּל־עוֹף הַשָּׁמָיִם
کل جاندار زمین کے اور اوپر کل پرند اسمانوں کے
בְּכֹל אֲשֶׁר תִּרְמֹשׂ הָאֲדָמָה וּבְכָל־דְּגֵי
مع سب کے جو رینگتی هیں زمین کو اور مع کل مچهلیوں
הַיָּם בְּיֶדְכֶם נִתָּנוּ׃
دریا کی تمهارے هاتوں میں دی گئیں

2 And the fear of you and the dread of you shall be upon every beast of the earth, and upon every fowl of the air, upon all that moveth *upon* the earth, and upon all the fishes of the sea; into your hand are they delivered.

‡ باب ١ — ٢٨
یوشع باب ٢ — ١٨
استثنا باب ١٢ و ١٥
١٣ — ٣ و ٩ و ١١

(ג) כָּל־רֶמֶשׂ אֲשֶׁר הוּא־חַי לָכֶם
٣ § سب رینگنےوالے جو وہ جیتےهیں واسطے تمهارے
יִהְיֶה לְאָכְלָה כְּיֶרֶק עֵשֶׂב נָתַתִּי
هو کهانے کو مانند پتی ‖ گهانس کی دیا میں نے
לָכֶם אֶת־כֹּל׃
تمکو ⊥ سب کو

3 Every moving thing that liveth shall be meat for you; even as the green herb have I given you all things.

§ اعمال باب ١٠ — ١٢ و ١٣
‖ باب ١ — ٢٩
⊥ رومیاں باب ١٤ — ١٤ و ٢٠
١ کرنتهیان باب ١٠ — ٢٣ و ٢٦
کلسیان ٢ — ١٦
اول تموتی ٤ — ٣ و ٤
* احبار ١٧ — ١٠ و ١١ و ١٤
باب ١٩ — ٢٦
استثنا باب ١٢ — ٢٣
١ سموئیل باب ١٤ — ٣٤
اعمال باب ١٥ — ٢٠ و ٢٩

(ד) אַךְ בָּשָׂר בְּנַפְשׁוֹ דָמוֹ לֹא
٤ * لیکن گوشت ساته اُسکی جان کے که خون هے
תֹאכֵלוּ׃
مت کهاو

4 But flesh with the life thereof, *which is* the blood thereof, shall ye not eat.

5 And surely your blood of your lives will I require; at the hand of every beast will I require it, and at the hand of man; at the hand of every man's brother will I require the life of man.

(ה) וְאַךְ אֶת דִּמְכֶם לְנַפְשֹׁתֵיכֶם
۵ اور صرف خون تمھاریکو واسطی جان تمھاریکے
אֶדְרֹשׁ מִיַּד כָּל חַיָּה אֶדְרְשֶׁנּוּ וּמִיַּד
طلب کرونگا ھاتھہ† ھر جاندار سے طلب کرونگا اُسکو اور ھاتھہ*
הָאָדָם מִיַּד אִישׁ אָחִיו אֶדְרֹשׁ אֶת
آدمي سے ھاتھہ مرد اُسکی بھاے ‡ طلب کرونگا
נֶפֶשׁ הָאָדָם׃
جان کو آدمي کی

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۷ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲

† خروج باب ۲۱ — ۲۸
باب ۳ — ۹ ۱۰
* زبور ۹ — ۱۲
‡ اعمال ۱۷ — ۲۶
§ خروج باب ۲۱ — ۱۲ و ۱۴
احبار باب ۲۴ — ۱۷
متی باب ۲۶ — ۵۲
مشاهدہ باب ۱۳ — ۱۰

6 Whoso sheddeth man's blood, by man shall his blood be shed: for in the image of God made he man.

(ו) שֹׁפֵךְ דַּם הָאָדָם בָּאָדָם דָּמוֹ
۶ § بھانے والا خون ادمي کا بدلی ادمي کے خون اُسکا
יִשָּׁפֵךְ כִּי בְּצֶלֶם אֱלֹהִים עָשָׂה אֶת
بھایا جاویگا کیونکہ || پرچھائیں خدا سے بنا یا
הָאָדָם׃
ادمي کو

|| باب ۱ — ۲۷

7 And you, be ye fruitful, and multiply; bring forth abundantly in the earth and multiply therein.

(ז) וְאַתֶּם פְּרוּ וּרְבוּ שִׁרְצוּ בָאָרֶץ
۷ اور تم ‡ پھلو اور بڑھو اور کچھ بچ کرو زمین پر
וּרְבוּ בָהּ׃
اور بڑھو اُسمیں

‡ آیت ۱ و ۱۹
باب ۱ — ۲۸

8 ¶ And God spake unto Noah, and to his sons with him, saying,

ס (ח) וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים אֶל־
۸ اور کھا خدانے
נֹחַ וְאֶל בָּנָיו אִתּוֹ לֵאמֹר׃
نوح کو اور بیٹوں اُسکی کو ساتھہ اُسکی کھنا

9 And I, behold, I establish my covenant with you, and with your seed after you;

(ט) וַאֲנִי הִנְנִי מֵקִים אֶת בְּרִיתִי
۹ اور میں دیکھو * قایم کرتا ھوں † عهد کو
אִתְּכֶם וְאֶת זַרְעֲכֶם אַחֲרֵיכֶם׃
تمسی اور تمھاري اولاد سے بعد تمھارے

* باب ۶ — ۱۸
† اشعیاه باب ۵۴ — ۹

10 And with every living creature that *is* with you, of the fowl, of the cattle, and of every beast of the earth with you; from all that go out of the ark, to every beast of the earth.

(י) וְאֵת כָּל נֶפֶשׁ הַחַיָּה אֲשֶׁר
۱۰ ‡ اور ھر جان جیتي سے جو
אִתְּכֶם בָּעוֹף בַּבְּהֵמָה וּבְכָל חַיַּת
ساتھہ تمھارے ھے مع پرند مع چرند اور مع سب جاندار
הָאָרֶץ אִתְּכֶם מִכֹּל יֹצְאֵי הַתֵּבָה
زمین کے ساتھہ تمھارے سب نکلنی والی کشتي سے
לְכֹל חַיַּת הָאָרֶץ׃
واسطے تمام جاندار زمین کے

‡ زبور ۱۴۵ — ۹

توریت مقدس

GENESIS.

قبل‌پیدایش مسیح علیه السّلم	قبل‌پیدایش معمدرسول الله صلعم
۲۳۳۷	۲۹۲۲:

(יא) וַהֲקִמֹתִי אֶת בְּרִיתִי אִתְּכֶם
۱۱ اور قایم کیا †میںنی اپنی عہد کو ساتھہ تمہارے
וְלֹא יִכָּרֵת כָּל בָּשָׂר עוֹד מִמֵּי
کہ نہ منقطع کیا جائیگا سب جسم پہر پانی سے
הַמַּבּוּל וְלֹא יִהְיֶה עוֹד מַבּוּל לְשַׁחֵת
طوفان کے اور نہ ہوگا پہر طوفان واسطی مٹانے
הָאָרֶץ׃
اس زمین کے

11 And I will establish my covenant with you; neither shall all flesh be cut off any more by the waters of a flood; neither shall there any more be a flood to destroy the earth.

† اشعیاہ باب ۵۴—۹

(יב) וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים זֹאת אוֹת
۱۲ اور کہا خدا نے یہہ ‡ نشان
הַבְּרִית אֲשֶׁר אֲנִי נֹתֵן בֵּינִי וּבֵינֵיכֶם
عہدکا جو میں دیتا ہوں درمیان اپنے اوردرمیان تمہارے
וּבֵין כָּל נֶפֶשׁ חַיָּה אֲשֶׁר אִתְּכֶם
اور درمیان ہر جان جیتی کے جو ساتھہ تمہارے ہے
לְדֹרֹת עוֹלָם׃
گردش عالم تک

12 And God said, This *is* the token of the covenant which I make between me and you and every living creature that *is* with you, for perpetual generations:

‡ باب ۱۷ — ۱۱

(יג) אֶת קַשְׁתִּי נָתַתִּי בֶּעָנָן וְהָיְתָה
۱۳ § قوس اپني کو دیا میں نے بادل میں کہ ہوگي
לְאוֹת בְּרִית בֵּינִי וּבֵין הָאָרֶץ׃
واسطی نشان عہد کے درمیان میرے اور درمیان زمین کے

13 I do set my bow in the cloud, and it shall be for a token of a covenant between me and the earth.

§ مشاهدہ باب ۴—۳

(יד) וְהָיָה בְּעַנְנִי עָנָן עַל הָאָרֶץ
۱۴ اورہوگا وقت جمع کرنے میرےکے بادل کواوپرزمین کے
וְנִרְאֲתָה הַקֶּשֶׁת בֶּעָנָן׃
اور نظر آویگي قوس بادل میں

14 And it shall come to pass, when I bring a cloud over the earth, that the bow shall be seen in the cloud:

(טו) וְזָכַרְתִּי אֶת בְּרִיתִי אֲשֶׁר בֵּינִי
۱۵ ‖ اوریاد کرونگا میں عہد اپنے کو جوہے درمیان میرے
וּבֵינֵיכֶם וּבֵין כָּל נֶפֶשׁ חַיָּה בְּכָל
اور درمیان تمہارے اور درمیان سب جان جیتی کے مع ہر
בָּשָׂר וְלֹא יִהְיֶה עוֹד הַמַּיִם לְמַבּוּל
جسم کے ہے اور نہوگا پہر پانی واسطے طوفان کے
לְשַׁחֵת כָּל־בָּשָׂר׃
واسطے مٹانے سب جسم کے

15 And I will remember my covenant, which *is* between me and you and every living creature of all flesh; and the waters shall no more become a flood to destroy all flesh.

‖ خروج باب ۲۸—۱۱
احبار بلب ۲۶ — ۴۲
و ۴۵
حزقیل باب ۱۶ — ۶۰

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۲۷
قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲

16 And the bow shall be in the cloud; and I will look upon it, that I may remember the everlasting covenant between God and every living creature of all flesh that *is* upon the earth.

(טז) וְהָיְתָה הַקֶּשֶׁת בֶּעָנָן וּרְאִיתִיהָ
۱۶ اور هوگي قوس بادل میں اور دیکھونگا میں اُسکو
לִזְכֹּר בְּרִית עוֹלָם בֵּין אֱלֹהִים וּבֵין
واسطے *یاد کرنے عهد دایمي کے درمیان خداکے اور درمیان
כָּל־נֶפֶשׁ חַיָּה בְּכָל בָּשָׂר אֲשֶׁר
هرجان جیتي کے معه هر جسم کے جو هے
עַל־הָאָרֶץ׃
اوپر اس زمین کے

* باب ۱۷ — ۱۳، ۱۹

17 And God said unto Noah, This *is* the token of the covenant, which I have established between me and all flesh that *is* upon the earth.

(יז) וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים אֶל נֹחַ זֹאת
۱۷ اور کہا خدا نے نوح کو یهه هے
אוֹת הַבְּרִית אֲשֶׁר הֲקִמֹתִי בֵּינִי וּבֵין
نشان عهدکا جو قایم کیا میں نے درمیان اپنے اور درمیان
כָּל בָּשָׂר אֲשֶׁר עַל־הָאָרֶץ׃
هر جسم کے جو هے اوپر اس زمین کے

18 ¶ And the sons of Noah, that went forth of the ark, were Shem, and Ham, and Japheth: and Ham *is* the father of * Canaan.

(יח) וַיִּהְיוּ בְנֵי נֹחַ הַיֹּצְאִים מִן
۱۸ اور تھے بیٹے نوح کے جو نکلے
הַתֵּבָה שֵׁם וְחָם וָיָפֶת וְחָם הוּא
کشتي سے شیم اور حام اور یافث || اور حام وه هے
אֲבִי כְנָעַן׃
باپ کنعان کا

* Heb. *Chenaan.*

|| باب ۱۰ — ٦

19 These *are* the three sons of Noah: and of them was the whole earth overspread.

(יט) שְׁלֹשָׁה אֵלֶּה בְּנֵי נֹחַ וּמֵאֵלֶּה
۱۹ † تین یهه هیں بیٹے نوح کے اور ‡ انسے
נָפְצָה כָל־הָאָרֶץ׃
بھر گئي تمام وه زمین

† باب ۵ — ۳۲
‡ باب ۱۰ — ۳۲
۱ تاریخ باب ۱ — ۴ وغیره

20 And Noah began *to be* an husbandman, and he planted a vineyard:

(כ) וַיָּחֶל נֹחַ אִישׁ הָאֲדָמָה
۲۰ اور شروع هوا نوح مرد * زمین کا
וַיִּטַּע כָּרֶם׃
اور بویا انگور

* باب ۳ — ۱۹، ۲۳
باب ۴ — ۲
امثال باب ۱۲ — ۱۱

21 And he drank of the wine, and was drunken; and he was uncovered within his tent.

(כא) וַיֵּשְׁתְּ מִן הַיַּיִן וַיִּשְׁכָּר וַיִּתְגַּל
۲۱ اور پي شراب سے اور † نشه هوا اور کھولا
בְּתוֹךְ אָהֳלֹה׃
درمیان اپنے خیمه کے

† امثال ۲۰ — ۱
۱ کرنتھیان باب ۱۰ — ۱۲

22 And Ham, the father of Canaan, saw the nakedness of his father, and told

(כב) וַיַּרְא חָם אֲבִי כְנַעַן אֵת
۲۲ اور دیکھا حام باپ کنعان نے

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۲۳۳۷	۲۹۲۲

† خروج باب ۲۰ — ۱۲
گلسیان باب ٦ — ۱

עֶרְוַת אָבִיו וַיַּגֵּד לִשְׁנֵי אֶחָיו בַּחוּץ׃
ستر اپنے باپ کو اور خبردی دونوں بھائی اپنی کو باھر

his two brethren without.

(כג) וַיִּקַּח שֵׁם וָיֶפֶת אֶת הַשִּׂמְלָה
۲۳ † اور لیا سام اور یافث نے چادر کو
וַיָּשִׂימוּ עַל־שְׁכֶם שְׁנֵיהֶם וַיֵּלְכוּ
اور رکھا اُنھوں نے اوپر کندھی کے دونوں نے اور چلی وہ
אֲחֹרַנִּית וַיְכַסּוּ אֵת עֶרְוַת אֲבִיהֶם
اولٹی اور چھپا دیا ستر باپ اپنی کو
וּפְנֵיהֶם אֲחֹרַנִּית וְעֶרְוַת אֲבִיהֶם
اور مونھہ اُنکا پیچھے تھا اور ستر باپ اپنے کا
לֹא רָאוּ׃
نديکھا اُنھوں نے

23 And Shem and Japheth took a garment, and laid *it* upon both their shoulders, and went backward, and covered the nakedness of their father; and their faces *were* backward, and they saw not their father's nakedness.

(כד) וַיִּיקֶץ נֹחַ מִיֵּינוֹ וַיֵּדַע אֵת
۲۴ اور ھوش میں ھوانوح شراب اپنی سے اور جانا
אֲשֶׁר עָשָׂה לוֹ בְּנוֹ הַקָּטָן׃
جو کچھہ کیا واسطے اُسکی بیٹی اُسکی چھوٹی نے

24 And Noah awoke from his wine, and knew what his younger son had done unto him.

‡ استثنا باب ۲۷ — ۱٦
یوشع باب ۹ — ۲۳
۱ سلاطین باب ۹ — ۲۰ و ۲۱
§ زبور ۱۴۴ — ۱۵
عبریان باب ۱۱ — ۱٦

(כה) וַיֹּאמֶר אָרוּר כְּנָעַן עֶבֶד
۲۵ اور کہا ‡ ملعون ھو کنعان § غلام
עֲבָדִים יִהְיֶה לְאֶחָיו׃
غلاموںکا ھوویگا اپنی بھائیوںکا

25 And he said, Cursed *be* Canaan; a servant of servants shall he be unto his brethren.

‡ Or, *servant to them.*

(כו) וַיֹּאמֶר בָּרוּךְ יְהוָה אֱלֹהֵי שֵׁם
۲٦ اور کہا مبارک ‖ الله معبود شیم کا
וִיהִי כְנַעַן עֶבֶד לָמוֹ׃
اور ھو کنعان غلام اُسکا

26 And he said, Blessed *be* the LORD God of Shem; and Canaan shall be ‡ his servant.

† Or, *persuade.*

‖ افسیان باب ۲ — ۱۳ و ۱۴
باب ۳ — ٦

(כז) יַפְתְּ אֱלֹהִים לְיֶפֶת וְיִשְׁכֹּן
۲۷ بڑھاویگا خدا یافث کو اور رھیگا
בְּאָהֳלֵי שֵׁם וִיהִי כְנַעַן עֶבֶד לָמוֹ׃
خیمہ میں شم کے اور ھوگا کنعان غلام اُسکا

27 God shall † enlarge Japheth, and he shall dwell in the tents of Shem; and Canaan shall be his servant.

(כח) וַיְחִי נֹחַ אַחַר הַמַּבּוּל שְׁלֹשׁ
۲۸ اور زندہ رھا نوح بعد طوفان کے تین
מֵאוֹת שָׁנָה וַחֲמִשִּׁים שָׁנָה׃
سو برس اور پچاس برس

28 ¶ And Noah lived after the flood three hundred and fifty years.

(כט) וַיְהִי כָּל יְמֵי־נֹחַ תְּשַׁע מֵאוֹת
۲۹ اور تھے کل ایام نوح کے نو سو

29 And all the days of Noah were nine hundred and fifty years: and he

died.

שָׁנָה וַחֲמִשִּׁים שָׁנָה וַיָּמֹת :
برس اور پچاس برس پھر مرگیا

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۳۷ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲

NOTES

V. 1.—*Shall be meat for you,*) It ought not to be understood from this passage, that prior to the Deluge, man having had no permission to use animal flesh for his food, was now allowed the liberty of so doing: since we have already read in the foregoing chapters, that when Noah entered the ark, he was commanded to take with himself *clean* and *unclean* animals; and according to Scripture, *clean* animals are understood to be those that are allowable for food, and unclean animals to be those that are not so allowable. This tends to show, that animal food was permitted even in the earliest times.

V. 5.—*At the hands of every beast,*) "Any beast" says Bisohp Patrick "that kills a man, shall itself be killed: not as if beasts were to blame if they killed a man; for they are capable of neither vice nor virtue: but this was ordained with respect to men, for whose use beasts were created. For 1st, such owners as were not careful to prevent such mischief were hereby punished. 2ndly, Others were admonished by this example to be cautious. 3rdly, God hereby instructed them that murder was a most grievous crime, the punishment of which extended even to beasts and 4thly, the lives of men were hereby much secured by killing such beasts as might otherwise have done the like mischief again."

تفسیر

۳ (واسطے تمہارے ہو کھانیکو) اِس مقام سے یہہ نہ سمجھنا چاھیئے کہ طوفان سے پہلے اِنسان کو گوشت کھانیکي اِجازت نہ تھي اب اِجازت ہوئي کیونکہ ہم اوپرکے بابونمیں پڑہ آئے ھیں کہ جب حضرت نوح کشتي میں گئے تو انکو حکم ہوا کہ پاک اور ناپاک جانوروں کو بھي کشتي میں رکھہ لو اور کتاب اقدس کے محاورہ میں پاک جانوروں کا اِطلاق حلال جانوروں پر اور ناپاک کا اِطلاق حرام جانوروں پر ھوتا ھی اِس سے ثابت ھوتا ھے کہ پہلے سے حلال جانوروں کا گوشت کھانیکي اِجازت تھي *

۵ (ھاتھہ ھر جاندار سے) بشپ پیٹرک † صاحب فرماتے ھیں کہ اِس سے یہہ مراد ھی کہ " کوئي حیوان جو اِنسان کو قتل کرے وہ بھي قتل کیا جاوے نہ اس وجہہ سے کہ گویا حیوان ملزم ٹھہرے اِسبات کي کہ اُنہوں نے اِنسان کو قتل کیا کیونکہ بھلائي برائي کرنیکي اُنکو قابلیت نہیں ھی بلکہ ایسا حکم بلحاظ اِنسانونکے ھوا جنکے اِستعمال کے لیئے حیوان پیدا کیئے گئے تھے چنانچہ اول ایسے مالک جو ایسے نقصان کے باز رکھنے میں ھوشیار نہ تھے اُنکو اِس حکم کي رو سے سزا دي جاتي تھي دوسرے سزا پانے والوں کے نمونہ سے دوسرونکو ھوشیار رھنے کي عبرت ھوتي تھي تیسرے یہہ کہ خدا نے اِس حکم سے اِنسانونکو یہہ فہمایش

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحہ ۲۹

قبل پیدایش مسیح علیه السلم	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
٢٣٣٧	٢٩٢٢

کیا که قتل بہت بڑا گناہ ہے جسکي سزا سے حیوان بھي بري نہیں ہیں چونکہ یہه که اسکے سبب سے انسانوں کي جانیں ایسے حیوانوں کے قتل سے بہت محفوظ ہوئیں جو نہیں تو ویسے ھي نقصان پھر پہونچاتے *

١٦ (اورھوگي قوس بادل میں) اِس
ورس پر اور اُن ورسوں پر جو اوپر گذري اور جنمیں قوس قزح کو ایک نشان عہد کا کہا ہے بعضے لوگ یہه شبہه کرتے ہیں که قوس قزح پیدا ہوتي ہے آفتاب کي شعاع سے جو پڑتي ہے مرطوب اجزاء ہوائي یا مہین مہین مہنه کي بوندیوں پر چنانچه ہم اُسکو ہروقت ایسي حالت پیدا کرکر دیکھه سکتي ہیں پھر اُسکو یہه کہنا که میں نے جو عہد کیا ہے که پھر ایسا طوفان نه لاؤنگا اُسکا یہه نشان ہے تاکه اُسکو دیکھه کر میں اپنا عہد یاد کروں کیا معني رکھتا ھی *

مگر یہه ایک بیہودہ گفتگو ہے ان ورسوں میں طرز کلام کتاب اقدس کا انسان کي تسلي اور دل جوئي کے طور پر واقع ہوا ہے جو انسان که طوفان کے صدمه سے بچے تھے اور جو ابھي دہشت ناک طوفان کي موجیں دیکھه چکے تھے اور جن کي آنکھوں کے سامنے بے انتہا مخلوق چرند و پرند اور انسان که پاني میں غوطه کھا کھا کر اور وائي ویلا مچاکر ڈوب چکے تھے کسیطرح اُنکے دل سے دفعةً اُس واقع کي جسکو قیامت کہنا چاهیئے دہشت نہیں جا سکتي تھي اور اُسکے اثر نے کسي طرح اُنکو اس قابل نہیں رکھا تھا

V. 16.—*And the bow shall be in the clouds,*) The present verse with others that treat of the bow, which is declared to have been assigned by God as a pledge for his covenant with man, is objected to by some persons, who argue that the bow owes its appearance to a reflection of the sun-rays projecting upon the moist particles of air, or upon the finest drops of rain; that they could cause the bow to appear at any time when they had produced all of its attendant causes. Whence, say they, what means it to see the bow spoken of as a sign of the everlasting covenant of God with every living creature as to his immunity from a return of the Deluge.?

However such an argument is not worth refuting. The phraseology used by Scripture in these verses, is adapted to the subject of consolation and peace which God was now pleased to impart to mankind. It was impossible to efface at once the remembrance of the awful amount of destruction from the hearts of those who had survived the great calamity of the deluge and who had been eye-witnesses of the agony of thousands of creatures, both men and animals, perishing in agony amid the overwhelming mass of waters. The survivors were then not in a condition to engage at once in business or easily

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۴۷ | قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۲

divert their thoughts from dwelling upon the melancholy and harrowing scenes of distress which were so fresh in their memory. It was therefore, that the gracious God willing to console them by the assurance of immediate tranquility made use of the expression that He would never bring on a deluge again. On the cessation of a fall of rain, the tricolored and luminous spectacle which is by natural laws produced in the skies, and which is apparent to the human sense of vision, is here declared by God to be the sign of Divine covenant. It was in accordance with the style of our speech and the capacity of our understanding that God said He would remember his covenant by looking at the bow; in order that when rain commenced to fall as usual and the rain bow ordinarily appeared, we might be consoled by their sight and feel it to be a consolatory evidence of the merciful will of God not again to send down a deluge. Hence the Rainbow is an illustrious symbol of the Divine mercy and goodness, calculated to confirm our belief and confidence in God. Therefore when we look upon it we should do well to praise "Him who made it; very beautiful it is in the brightness thereof. It compasseth the heavens about with a circle, and the hands of the most High have bended it."

V. 19. *was the whole earth overspread.)* It is beyond doubt, and we may, without any breach of the law of Nature, be assured of the fact, that all mankind sprung originally from one stock and belong to one race; and we find that all animals, which are natives

کہ اُسکو بھلا کر کسي قسم کے کاربار میں مصروف ھوں اِسلیئے خدا نے اُن سے گفتگو کرنے میں اور اُنکو تسلي دینے کے لیئے یہہ طرز کلام اختیار کیا کہ میں تمسے عہد کرتا ھوں کہ پھر میں ایسا طوفان نہیں لانے کا مینہ کے کھلنے کے وقت جو ایک ظہور قوانین قدرت کے بموجب ھوتا ھے اور جسکو اِنسان بھي دیکھہ سکتے ھیں اُسکو اُس عہد کا نشان بتایا اور موافق طرز کلام انسانونکے گفتگو کي کہ میں اُسکو دیکھکر اپنا عہد یاد کرونگا تاکہ جب معمولي طور پر مینہ برسنے شروع ھوں تو قوس کو دیکھہ کر اِنسان تسلي پاویں اور جان لیں کہ خدا کے عہد کي کمان نکلي جو طوفان نہ لانیکا عہد ھے پس یہہ قوس خدا کے رحم اور فضل کي مشہور علامت اور ھمارے عقیدہ کي مضبوطي اور خدا پر مستحکم توکل کرنیکي نشاني ھے اِسلیئے ھمکو چاھیئے کہ جب ھم اُسکو دیکھیں خدا کي تعریف کریں کہ کیا اچھي روشن ھے اور کیا خوبصورت بنائي ھے کیا شان دار دایرہ سے آسمان کو گھیرتي ھے نہایت بڑے اور زبردست ھاتھوں نے اسکو جکھایا ھے ٭

۱۹ (پھر گئي تمام وہ زمین) اِس میں کچھہ شک نہیں کہ ھم قوانین قدرت سے اِس بات کا یقین کرسکتے ھیں کہ دنیا میں تمام اِنسان ایک ھي نسل سے نکلے ھیں کیونکہ ھم دیکھتے ھیں کہ تمام حیوانات جو خاص ملکوں گرم و سرد کے رھنیوالے

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۲۳۳۷

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۴

of particular part of the earth, are provided respectively with such natural dresses as are well suited to the places of their abode, and which protect them against the heat in warm, and against the cold in frigid, climates, and so enable them to live comfortably. We see man however born without any kind of covering at all, and with nothing naturally given him to serve as a protection against the rigours of climate. However, he has been supplied with the means to provide himself according to his wants, and to adapt himself to both heat and cold. This proves that man is not intended to occupy a particular part of the earth. On the contrary it is evident, the omnipotent God designd to create a creature whose nature should be such that his offspring might easily accommodate themselves to any clime and dwell in any country whether hot or cold, and who could of themselves provide the materials suited to their protection against inclemency of season in every region. Hence it is unquestionably right to hold that all mankind are descended from one race originating in one common father.

هیں وہ سب اپنے ساتھہ ایک ایسي قدرتي پوشاک رکھتے هیں جو اُس ملک کے مناسب هے اور جس سے وہ سرد ملکوں کي سردي کو دور کر سکتے هیں اور گرم ملکوں کي گرمي سے بچ سکتے هیں اور ان وسیلوں سے اپني باسایش بسر کرتے هیں مگر برخلاف اِسکے هم اِنسان کو دیکھتے هیں که ننگا پیدا هوا هے اور کوئي خلقي سامان گرمي سردي سے بچنے کا اپنے پاس نهیں رکھتا مگر البته اُسکے لیئے ایسے وسیلے پیدا کیئے هیں جنکے سبب بقدر حاجت کے گرمي سردي حاصل کر سکتا هے پس یهه دلیل اِس بات کي هے که کوئي اِنسان کسي خاص ملک کے لیئے پیدا نهیں هوا بلکه اُس قادر مطلق کا یهه منشاء تها که ایک حیوان ایسا پیدا کیا جاوے جسکي نسل تمام گرم سرد ملکوں میں آباد هو اور بلحاظ هر ملک کے وہ خود سامان گرمي و سردي کا بهم پونهچا لیا کرے پس کچهه شک نهیں که وہ عام اِنسان ایک هي نسل سے اور ایک هي دادا کے پوتے هیں ●

† تفسیر کاٹیلي جلد ۱ صفحه ۳۱

Dr. Hales has, on Geographical grounds, thus drawn for us a picture of the propagation of mankind throughout the the entire globe :— "The two continents of Asia and America, so widely separated from each other by the vast Pacific or Eastern Ocean at their southern extremities, are now found to approach each other towards the northern within thirteen leagues, instead of eight hundred, as was supposed. And in this

ڈاکٹر † هلیز صاحب اِنسان کي ایک هي نسل کي تمام دنیا میں آباد هونیکي تصویر جغرافیه کے بموجب همکو اِسطرح پر دکھاتے هیں که " ایشیا اور امریکه کے دو براعظم اگرچه بسبب پاسفک یا مشرقي بحر کی جنوبي سروں پر ایک دوسرے سے بهت فاصله رکھتے هیں مگر اب شمال کي طرف سے وہ ایک دوسرے سے صرف اُنتالیس میل کے فاصله پر بجاے دو هزار

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۷ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲

narrow strait, there are several intervening islands, as Bering's, &c. Among other good purposes, therefore, the voyages of Captain Cook have rendered essential services to religion, by robbing infidelity of a favourite objection to the Mosaic account of the peopling of the earth. North America might have been easily furnished with inhabitants from the opposite coasts of Asia: and South America, by means of the great chain of newly-discovered tropical isles, scattered between the two great continents, and successively colonized from Asia; and also, on its eastern side, by vessels driven by storms, or trade winds and currents, from the shores of Europe and Africa. And indeed the similarity of languages, religion, manners, and customs, in several leading points, furnishes decisive evidence of the descent of all mankind from the same parent stock."

چار سو میل کے جیسا که پہلے خیال کیا جاتا تھا اب قریب دریافت ہوئے . اور اِس تنگ آبنائی میں بہت سے جزیرے بھي مثل راس بیرنگ وغیرہ کے واقع ہیں کپتان کوک صاحب کی زمین کے گرد سفر کرنے میں جو بہت سے فائدے حاصل ہوئے اُن میں سے مذہب کو یہہ ایک مقدم فائدہ ہوا که کافروں کا یہہ بڑا عزیز اِعتراض که ایک آدمي سے تمام دنیا کیونکر آباد ہوئي ٹوٹ گیا شمالي امریکه میں ایشیا کے مقابل کے کناروں سے باشندے باساني پہونچ گئے ہونگے اور جنوبي امریکه میں بوسیله اُس بڑے سلسله حال کے دریافت کیئے ہوئے گرم جزیروں کے جو درمیان ان دو بڑے براعظم کے پھیلے ہوئے ہیں ایشیا کے لوگوں سے سلسله وار آباد ہوئے ہونگے اور امریکه کا مشرقي جانب سے آباد ہونا بوسیله اُن کشتیوں کے خیال کیا جاوے جنکو طوفانوں اور ریلوں اور مخالف ہواؤں نے یورپ اور افریقه کے کناروں سے کھینچ لیجا کر وہاں پہونچا دیا ہو زبانوں اور مذہب اور اطوار اور رسومات کے بہت سي مقدم باتوں میں مشابہت کا ہونا بلا شبہه اِس بات کي گواهي دیتا ہے که تمام اِنسان ایک ہي مربي سے نکلے ہیں *

"The derivation of the human species, all from one stock, has proved a great stumbling stock to minute philosophers: who cannot reconcile the fact to the varieties of the species in different countries, as to colour, size, shape, disposition, &c. However inadequate we may be fully to unfold the mysteries of nature, and the ways of Providence, yet

† نکته چین حکما مختلف ملکوں میں اِنسان کي جنسوں کے اختلافات سے جو بلحاظ رنگ قد صورت اور مزاج وغیرہ کے ہیں اس حقیقت کو که تمام جنسیں اِنسان کي ایک ذخیرہ سے نکلي ہیں ثابت کرنے میں بڑے پریشان ہوتے ہیں باوجود اِسکے که ہم قدرت کے بھیدوں اور

† تفسیر ثائیلي جلد ۱ صفحه ۳۲

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲ — قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۷

much of these alleged varieties may be satisfactorily accounted for, from the influence of climate, local circumstances of air, water, food, customs, &c. which may, in process of time, make a material change in the constitutions and complexions of the inhabitants. If dogs taken to the frigid Zone, grow shaggy; and if sheep, transported to the torrid Zone, exchange their wool for hair; why may not the human species gradually partake of the influence of climate?"

خدا تعالی کے طریقوں کے دریافت کرنے میں کیسے هي ناقابل هوں تب بهي از روی آب و هوا اور مخصوص حالتوں هوا پانی اور خوراک اور رسومات وغیرہ کی جنکے سبب سے باشندوں کي بناوٹ اور رنگون میں زمانه کے گذرنے پر بهت سي تبدیلي هو جاتي هے ان ظاهري اختلافات کا حسب دلخواہ جواب دیسکتے هیں مثلاً اگر کتوں کو سرد طبقه میں لیجاویں تو وهاں پروہ جهبري هو جاویں اور اگر بهیڑوں کو گرم طبقه میں لیجاویں تب آنکي اون بال هو جاوینگي تو انسان کي جنسیں رفته رفته آب و هوا کے اثر سے کیونکر محفوظ رہ سکتي هیں *

"Man, though white in Europe, black in Africa, yellow in Asia, and red in America, is still the same animal, tinged only with the colour of the climate. Where the heat is excessive, as in Guinea and Senegal, the people are perfectly black: where less excessive, as in Abyssinia, the people are less black; where it is more temperate, as in Barbary and in Arabia, they are brown: and where mild, as in Europe and in Lesser Asia, they are fair."

انسان اگرچه یورپ میں سفید اور افریقه میں سیاہ اور ایشیا میں زرد اور امریکه میں سرخ هیں لیکن حیوان واحد هیں صرف آب وهوا کے سبب سے آن میں یهه ظاهري تبدیلیاں هیں جهاں کهیں گرمي سخت هوتي هے جیسے که گني اور سینگل میں تو وهاں کے بالکل سیاہ هوتے هیں اور جهاں کهیں که آسکے شدت کم هے جیسے که ابیسینیه میں تو وهاں کے آدمي کم کالے هوتے هیں اور جهاں کهیں وہ معتدل هے جیسے باروری اور عرب میں وهاں پر لوگ بهورے هوتے هیں اور جهاں کهیں وہ بهت کم هے جیسے که یورپ اور نیچی کے حصه ایشیا میں وهاں پر سفید هوتے هیں *

"Shaw, in his travels through Barbary, found a tribe in the mountains of Auress, south of Algiers, who appeared to be of a different race from the Moors: far from swarthy, their complexion is fair and ruddy, and their hair a deep

ڈاکٹر شا صاحب نے اپنے باروري کے سفروں میں آرس کے پهاڑوں پر جو ایلجایرز کے جنوب میں هیں ایک ایسي قوم دیکهي جو افریقه کے مسلمانوں سے نسل میں مختلف هیں آنکا رنگ خاکي تو

قبل پیدایش	قبل پیدایش
مسیح علیه السلام	محمد رسول الله صلعم
۲۳۳۷	۲۹۲۲ ۰

هر گز نهیں لیکن سفیدي اور سرخي مائل ھے اور آنکے بال بجاے ایسي سیا ھونے کے جیسے که افریقه مسلمانوں کے ھیں بهت زرد ھیں ڈاکٹر شا صاحب خیال کرتے ھیں که یهه واندل قوم کا ایک بقیه ھے اور غالباً آنکا رنگ آنکي بلند پهاڑي مقام کے سبب سے ویساهي رها جیسا که ارمینیا کے باشندوں کا مغربي ایشیا میں اور کشمیر کے باشندوں کا مشرقي ایشیا میں صاف ھے بسبب اِس بات کے که ان دونوں مقاموں میں زمین بهت بلند هی جسکے باعث سے آب و هوا کا مزاج معتدل ھے *

yellow, instead of being dark, as among the neighbouring Moors. He conjectures they are a remnant of the Vandals. And they probably retained their complexion from their high mountainous situation; as the natives of Armenia, in Western Asia, and Cashmire, in Eastern, are fair; owing to the great elevation of the soil in both places, and the temperature of the climate occasioned thereby."

برخلاف اِسکے بستي یهودیوں کي جو مقام کوچین میں کنارہ ملبار پر بهت مدت هوئي که جسکي آنکو یاد داشت جاتي رهي آکر بسے اگرچه وہ اصل میں فلسطین کے خوبصورت لوگ تھے اور آنهوں نے اپني رسومات کو اب تک خالص رکها ھے لیکن ایسے کالے هو گئے هیں جیسکه ملبار والے هیں جو گني کے حبشیون سے سیاهي میں ایک ذرہ بهي کم نهیں هیں اور لنکا میں پورچگل والے جو صرف چند صدیئیں گذریں که رهاں آکر بسے اپني حالت اصلي سے زوال پذیر هو کر وهاں کے باشندوں سے بهي زیادہ کالے هوگئے شمار میں یهه لوگ قریب پانچهزار کے هیں اور اب بهي زبان پورچگل بولتے هیں اور یورپ کي پوشاک پهنتے هیں اور رومي گرجه کے مذهب کا اقرار کرتے هیں *

"On the other hand, a colony of Jews, settled at Cochin, on the Malabar coast from a very remote epoch, of which they have lost the memory, though originaliy a fair poeple in Palestine, and from their customs preserving themselves unmixed, are grown as black as the other Malabarians, who are hardly a shade lighter than the negroes of Guinea. And at Ceylon, the Portuguese, who settled there only a few centuries ago, are degenerated, and grown blacker than the original natives. They are in number about 5,000, still speak Portuguese, wear the European dress, and profess the Romish religion."

با این همه ڈاکٹر هیلز صاحب یهه بهي کهتے هیں که اِنسانوں میں آب و هوا اور رسومات کے اثر کے عام نتیجوں کے علاوہ

"Still there are anomalies, or exceptions, to the general conclusions of the influence of climate and customs, that

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۲۳۳۷

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲

اور بهي اختلافات موجود هيں جنكو شايد نا معلوم سببوں سے منسوب كرنا چاهيئے جنكادريافت كرنا إنسان كي دانائي كے فخر كو عاجز كرتا هے اور بهرحال جنكو خدا كے علم اور رضا پر چهوڑنا چاهيئے اور جنكو أسكي أس دانائي اور قدرت كے ناقابل تلاش خزانوں ميں جو أسكے كاموں ميں مختلف بهي ايسے هيں جيسے كه ترتيب ميں جمع كرنا چاهيئے *

must be ascribed to other, and perhaps undiscovered causes, which baffle the pride of human sagacity to develop: and which, after all, must be resolved into the will and pleasure of the creator, and deposited among the unsearchable riches of his wisdom and providence, in the variety, no less than the regularity, of his works."

بهرحال همكو إس بات پر يقين كرنے كي كه تمام إنسان ايک شخص كي اولاد هيں بهت سي وجوهات هيں گو بعضے ايسے اختلاف هوں جنكي وجهه هم نه دريافت كرسكيں مگر جس بات پر كه ميں بحث كرتا هوں وه يهه هے كه وه شخص جسكي اولاد تمام إنسان هيں كون هے آدم يا نوح تمام يهودي عالم اور تمام عيسائي عالم اور اكثر مسلمان عالم إسبات كے قايل هيں كه تمام إنسان حضرت نوح كي اولاد هيں مگر جبكه ميں إسبات كا قايل هوں كه طوفان تمام دنيا ميں نهيں آيا تو مجهكو ضرور إسبات سے إنكار كرنا پڑيگا اور يهه كهنا هوگا كه تمام إنسان حضرت آدم كي اولاد هيں اور اگر اور لوگ بهي تمام إنسانوں كو حضرت آدم كي اولاد مان ليں تو كسيقدر آسان هو جاتي هيں وه مشكليں جو بسبب بعض ايسے اختلافوں كے جنكي وجهه همكو بخوبي دريافت نهيں هے إنسان كو ايک هي شخص كے اولاد قرار دينے ميں پڑ رهي هيں *

Upon the whole, we have a good many reasons for believing that all mankind are descended from one parent, though it is confessed, that there are certainly found among different races, varieties, of which we are not at present in a position to explain the probable cause; or trace the sources from which they proceed. However, what I wish particularly to discuss, is the question *who was the individual from whom all mankind took their origin;* whether it was *Adam* or *Noah?* All the Jewish, Christian, and most of the Mohomedan divines hold this person to have been Noah. But while I do not admit of the deluge having been universal, it is certainly necessary for me to deny this assumption, and to hold all to have descended from Adam. If what I propose be accepted as right by others also, it would, to some extent, lessen the difficulties which are felt by the theory which assigns one common origin to all the human race, now so much the more felt on account of certain variety found among mankind, the causes of which it has hitherto been confessedly impossible to discover.

V. 22.—*Ham, the father of Canaan,)* Ham had also other children besides Canaan, as is proved from Cha. X. 6. But Canaan is here spoken of, because he was the founder and the head of a wicked and impious race.

V. 25.—*He said, cursed be Canaan,)* Those who construe this verse as speaking of a curse, will find it difficult so to explain it. For it was Ham himself who had been guilty of impiety or insolence towards Noah, and his children therefore could not reasonably be cursed or punished for the fault of their father. Suppose however it was justifiable to curse his children, it would then be asked why was it that Canaan only, and none other of his remaining children, was cursed?

It is better to remain in ignorance of the reasons suggested by the Rabbis for the curse being imposed on Canaan, than to know them. I am not aware of any reasons advanced by Christian doctors on the subject. However, I do not allow that this verse should be fairly regarded as conveying anathema, as is well shown on comparing it with the Hebrew Text. On the contrary, I assume it to be a prediction of an event that was to happen to the children of Canaan.

We see it takes place under the law of Nature, that virtuous men have begotten vicious children, and that vicious men have had virtuous children; also that the vicious character of the father is sometimes found operating in his whole progeny, and at other times in some of them only, and not in the rest.

۲۲ (حام باپ کنعان نے) حام کي اولاد کنعان کے سوا اور بهي تهي جيسا کہ باب ۱۰ — ۶ سے پايا جاتا هے مگر اس مقام پر کنعان کا خاص ذکر اسواسطے کيا گيا کہ وہ ايک بد بخت نسل کا سردار تها *

۲۵ (اور کہا ملعون هو کنعان) جو لوگ کہ اس ورس کو ايک جملہ بددعائيہ سمجهتے هيں آنکو اس ورس کي تفسير بيان کرنے ميں سخت مشکل پيش آويگي کيونکہ بے ادبي حضرت نوح سے حام نے کي تهي پهر باپ کي بے ادبي کے سبب اولاد کو ملعون کرنے کي کيا وجهہ اور اگر اولاد ملعون بهي کيجاوے تو سواے کنعان کے حام کے اور بهي بيٹے تهے پهر خاص کنعان کو ملعون کرنے کي کيا وجهہ *

علماء يهود نے جو اِسکي وجهہ لکهي هے آس سے نا واقف رهنا آسکے واقف هونے سے بہتر هے اور ميں واقف نهيں هوا کہ عيسائي عالم اِسکي کيا وجهہ بيان کرينگے مگر ميں اِس ورس کو جملہ بد دعائيہ قرار نهيں ديتا جيسا کہ متن کے ترجمہ سے ظاهر هے بلکہ يهہ ايک پيشين گوئي هے ايک واقعہ کي جو هونے والا تها کنعان کي اولاد پر *

هم بطور ايک نيچر کے يهہ بات ديکهتے هيں کہ اچهوں کي اولاد بري بهي هوتي هے اور بروں کي اولاد اچهي بهي هوتي هے اور اِسيطرح هم يهہ بهي ديکهتے هيں کہ باپ کي بد خصلت کبهي آسکي تمام اولاد ميں اثر رکهتي هے اور کبهي ايسا هوتا هے کہ وہ اثر آسکے کسي اولاد

قبل پيدايش مسيح عليہ السلام ۲۳۳۷

قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۲

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۳۵

قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۰

The impropriety of Ham's behaviour towards his father was characteristic of his evil nature, and it was feared that possibly this nature of his might influence all his posterity who might, in consequence, be under a blight as it were and fail in the exercise or possession of virtuous qualities. Under this impression it was imparted to Noah by inspiration that this evil nature of Ham would appear in none of his Children save Canaan, which ended in his servitude and inferiority to his brethren as appears from the verse: a servant of servants shall he be unto his brethren. While on the other hand the virtue and piety of Shem and Japheth were productive of appropriate, and becoming results, as is found related accordingly. Hence, it must not now be understood that Noah cursed Canaan because of his misconduct against his father Ham.

میں پایا جاتا ہے اور کسی اولاد میں نہیں پایا جاتا ہے حام سے جو یہہ ایک بے ادبی اپنے باپ کی نسبت ہوئی وہ صاف دلیل تھی بدبختی اور بدطینتی کی جسکے سبب اندیشہ تھا کہ آسکی تمام اولاد ایسی ہی بد طینت اور بد خصلت ہوگی جو کبھی بارور اور برخوردار نہیں ہوسکتی حضرت نوح نے خدا کے الہام سے بتا دیا کہ بد طینتی اور بد بختی حام کی کسی اولاد میں نہیں ہے مگر کنعان میں جسکا نتیجہ ہے غلام اور تابعدار ہونا اپنے بھائیونکا اسلیئے کنعان کی نسبت کہا کہ وہ غلام کا غلام ہوگا اپنے بھائیونکا اور نیک خصلت جو سام اور یافث سے ظاهر ہوئی تھی آسکا جو نیک نتیجہ آنکو ہونے والا تھا وہ آنکے حق میں بیان کیا پس یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ حام کی بے ادبی کے سبب حضرت نوح نے کنعان کو بد دعا دی ٭

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۳۱

V. 26-27. The prediction which is spoken of in these verses, is thus treated by Bishop Newton:— "The word *brethren* in Hebrew, comprehends more distant relations. The descendents therefore of Canaan were to be subject to the descendents of both Shem and Japheth: and the natural consequence of vice in communities, as well as in individuals, is slavery."

۲۶ و ۲۷ — اِن دونوں ورسوں میں جو پیشین گوئی ہے آسکے واقعہ ہونے کی تفصیل † بشپ نیوٹن صاحب اِسطرح پر بیان کرتے ہیں کہ وہ لفظ جسکا بھائیوں ترجمہ کیا گیا ہے عبری میں آسکے معنے زیادہ دور کے رشتہ داروں کے ہیں کنعان کی اولاد سام اور یافث دونوں کی اولاد کے تابع ہونے والی تھی سوا اِسکے قدرتی نتیجہ گروہوں کی برائی کا اِسیطرح سے ہے جیسیکہ تنہا شخص کی برائی کا غلامی ہے ٭

‡ ۲ تواریخ ۸ — ۷ لغایت ۹

"Several centuries, 800 years, after the delivery of this prophecy, the Israelities who were descendents of Shem,

بہت سی ‡ صدیوں یعنے آٹھہ سو برس بعد اِس پیشین گوئی کے بنی اِسرائیل نے جو سام کی اولاد تھے زیر حکومت یوشع

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۲۳۲۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

under the command of Joshua, invaded the Canaanites, smote about thirty of their kings, took possession of their land, slew several of the inhabitants, made the Gibeonites and others servants and tributaries; and Solomon afterwards subdued the rest, 2 Chro. VIII. 7—9."

کے کنعان والوں پر حمله کیا اور بہت سے باشندوں کو قتل کیا اور بني گبعون اور اوزونکو غلام اور خراج گذار کیا اور سلیمان نے بعد ازان باقیوں کو مطیع کیا *

"The Greeks and Romans too, who were descendents of Japheth, not only subdued Syria and Palestine, but also pursued and conquered such of the Canaanites as were any where remaining; as for instance, the Tyrians and Carthaginians, the former of whom were ruined by Alexander and the Grecians, and the latter by Scipio and the Romans. And ever since, the miserable remainder of their people have been slaves to a foreign yoke; first to the Saracens who descended from Shem; and afterwards to the Turks, who descended from Japheth; and they groan under their dominion at this day."

یونانیوں اور رومیوں نے بهي جو اولاد یافث کي تهي نه صرف سریا اور فلسطین کو مغلوب کیا بلکه کنعان والون میں سے ایسے ایسونکا تعاقب کرکے آنکو فتح کیا جو کہیں کہیں باقي رہ گئے تھے مثلاً ٹائیروالے اور کارتھج والے جنمیں سے پہلون کو سکندر اور یونانیوں نے اور پچھلوں کو سپیو اور رومیوں نے تباہ کیا اور اُس وقت سے همیشه بدبخت بقیه اِس قوم کا غیروں کا غلام رہا ہے اول مسلمانوں کا جو سام سے نکلے هیں اور بعد ازان ترکستان والوں کا جو یافث سے نکلے هیں اور آنکے زیر حکم آجتک وہ تباهي بهرتے هیں *

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام	قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم
۲۳۴۵	۲۹۲۰

دسواں باب

CHAPTER X.

۱ نوح کا نسب نامہ ۲ یافث کے بیٹے ۶ حام کے بیٹے ۸ نمرود کا پہلا بادشاہ ہونا ۲۱ سام کے بیٹے

توریت مقدس	GENESIS.

(א) וְאֵלֶּה תּוֹלְדֹת בְּנֵי נֹחַ שֵׁם
۱ یہہ ہیں جنم پترہ اولاد نوح کا شیم
חָם וָיָפֶת וַיִּוָּלְדוּ לָהֶם בָּנִים אַחַר
حام اور یافث اور پیدا ہوئے انکے † لڑکے بعد
הַמַּבּוּל׃
طوفان کے

1 Now these *are* the generations of the sons of Noah, Shem, Ham, and Japheth: and unto them were sons born after the flood.

† باب ۹ — ۱،۷،۱۹

(ב) בְּנֵי יֶפֶת גֹּמֶר וּמָגוֹג וּמָדַי
۲ بیٹے ‡ یافث کے گومر اور ماجوج اور مادائی
וְיָוָן וְתֻבָל וּמֶשֶׁךְ וְתִירָס׃
اور یاوان اور توبال اور میشخ اور تیراس

2 The sons of Japheth; Gomer, and Magog, and Madai, and Javan, and Tubal, and Meshech, and Tiras.

‡ ۱ تاریخ باب ۱ — ۵ وغیرہ

(ג) וּבְנֵי גֹּמֶר אַשְׁכְּנַז וְרִיפַת וְתֹגַרְמָה׃
۳ اور بیٹے گومر کے اشکنز اور ریفث اور توغرما

3 And the sons of Gomer; Ashkenaz, and Riphath, and Togarmah.

(ד) וּבְנֵי יָוָן אֱלִישָׁה וְתַרְשִׁישׁ
۴ اور بیٹے یاوان کے † الیشا اور ترشیش
כִּתִּים וְדֹדָנִים׃
کتیم اور دودانیم §

4 And the sons of Javan; Elishah, and Tarshish, Kittim, and * Dodanim.

* Or, as some read it, *Rodinim.*

§ رودانیم مطابق بعض ترجموں کے

(ה) מֵאֵלֶּה נִפְרְדוּ אִיֵּי הַגּוֹיִם
۵ اِن سے جدا ہوئے ‖ جزیرے قوموں کے ملکوں
בְּאַרְצֹתָם אִישׁ לִלְשֹׁנוֹ לְמִשְׁפְּחֹתָם
میں انکے ہر شخص موافق زبان اُسکی کے موافق قبایل اُنکے
בְּגוֹיֵהֶם׃
بیچ قوموں اُنکے کے

5 By these were the isles of the Gentiles divided in their lands; every one after his tongue, after their families, in their nations.

‖ زبور ۷۲ — ۱۰
یرمیاہ باب ۲ — ۱۰
باب ۲۵ — ۲۲
صفنیاہ باب ۲ — ۱۱

(ו) וּבְנֵי חָם כּוּשׁ וּמִצְרַיִם וּפוּט
۶ * اور بیٹے حام کے کوش اور مصریم اور فوط
וּכְנָעַן׃
اور کنعان

6 ¶ And the sons of Ham; Cush, and Mizraim, and Phut, and Canaan.

* ۱ تاریخ باب ۱ — ۸ وغیرہ

تبل پیدایش: تبل پیدایش
سیح علیه　مصطفی رسول
السلام　الله صلعم
۲۳۳۵　۲۹۱۰

7 And the sons of Cush; Seba, and Havilah, and Sabtah, and Raamah, and Sabtechah: and the sons of Raamah; Sheba, and Dedan.

(ז) וּבְנֵי כוּשׁ סְבָא וַחֲוִילָה וְסַבְתָּה וְרַעְמָה וְסַבְתְּכָא וּבְנֵי רַעְמָה שְׁבָא וּדְדָן׃

۷ اور بیٹے کوش کے سبا اور حویلہ اور سبتاہ اور رعماہ اور سبتکا اور بیٹے رعماہ کے شبا اور ددان

8 And Cush begat Nimrod: he began to be a mighty one in the earth.

(ח) וְכוּשׁ יָלַד אֶת נִמְרֹד הוּא הֵחֵל לִהְיוֹת גִּבֹּר בָּאָרֶץ׃

۸ اور کوش کے پیدا ہوا نمرود اُسنے شروع کیا ہونا جبار کو ملک میں

9 He was a mighty hunter before the LORD: wherefore it is said, Even as Nimrod the mighty hunter before the LORD.

(ט) הוּא־הָיָה גִבֹּר צַיִד לִפְנֵי יְהוָה עַל־כֵּן יֵאָמַר כְּנִמְרֹד גִּבּוֹר צַיִד לִפְנֵי יְהוָה׃

۹ وہ تھا جبار † شکاری روبرو ‡ الله کے اسلیئے کہا جاتا ہی مثل نمرود کے جبار شکاری روبرو الله کے

† یرمیاہ باب ۱۶ — ۱۶
میکاہ باب ۷ — ۲
‡ باب ۲ — ۱۱

10 And the beginning of his kingdom was † Babel, and Erech, and Accad, and Calneh, in the land of Shinar.

(י) וַתְּהִי רֵאשִׁית מַמְלַכְתּוֹ בָּבֶל וְאֶרֶךְ וְאַכַּד וְכַלְנֵה בְּאֶרֶץ שִׁנְעָר׃

۱۰ § اور تھی ابتداء مملکت اُسکی || بابل اور ارخ اور اکد اور کلنه بیچ ملک شنعار کے

§ میکاہ باب ۵ — ۶
|| بابلن بموجب ترجمہ یونانی
† Gr. *Babylon.*
‡ Or, *he went out into Assyria.*

11 Out of that land ‡ went forth Asshur, and builded Nineveh, and § the city of Rehoboth, and Calah,

(יא) מִן הָאָרֶץ הַהִוא יָצָא אַשּׁוּר וַיִּבֶן אֶת־נִינְוֵה וְאֶת־רְחֹבֹת עִיר וְאֶת־כָּלַח׃

۱۱ اِس زمین سے نکلا * اشور کو اور بنایا نینوہ کو اور رحوبت کے † شہر کو اور کالح کو

§ Or, *the streets of the city.*
* بموجب دیگر ترجموں کے ایسریا کو گیا
† بموجب دیگر ترجموں کے شہر کے بازاروں کو

12 And Resen between Nineveh and Calah: the same *is* a great city.

(יב) וְאֶת־רֶסֶן בֵּין נִינְוֵה וּבֵין כָּלַח הִוא הָעִיר הַגְּדֹלָה׃

۱۲ اور رسن کو درمیان نینوہ اور درمیان کالح کے وہ شہر بڑا ہی

13 And Mizraim begat Ludim, and Anamim, and Lehabim, and Naphtuhim,

(יג) וּמִצְרַיִם יָלַד אֶת־לוּדִים וְאֶת עֲנָמִים וְאֶת־לְהָבִים וְאֶת־נַפְתֻּחִים׃

۱۳ اور مصریم نے پیدا کیا لودیم کو اور عنمیم کو اور لہابیم کو اور نفتوحیم کو

(יד) וְאֶת פַּתְרֻסִים וְאֶת־כַּסְלֻחִים
١٤ اور پتروسيم کو اور کسلوحيم کو
אֲשֶׁר יָצְאוּ מִשָּׁם פְּלִשְׁתִּים וְאֶת
وه جگهه نکلي † جهانسے فلسطيم اور
כַּפְתֹּרִים׃
کفتوريم کو

14 And Pathrusim, and Casluhim, (out of whom came Philistim,) and Caphtorim.

قبل پيدايش مسيح عليه السلم ٢٣٢٥　　قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ٢٩٢٠

† ١ تاريخ باب ١—١٢

ס (טו) וּכְנַעַן יָלַד אֶת־צִידֹן
١٥ اور کنعان نے پيدا کيا صيدون
בְּכֹרוֹ וְאֶת־חֵת׃
پهلوٹهے اپنے کو اور حيث کو

15 ¶ And Canaan begat * Sidon his firstborn, and Heth.

* Heb. Tzidon.

(טז) וְאֶת־הַיְבוּסִי וְאֶת־הָאֱמֹרִי וְאֵת
١٦ اور يبوسي کو اور اموري کو اور
הַגִּרְגָּשִׁי׃
گرگاشي کو

16 And the Jebusite, and the Amorite, and the Girgasite,

(יז) וְאֶת־הַחִוִּי וְאֶת־הַעַרְקִי וְאֶת
١٧ اور حوي کو اور عرقي کو اور
הַסִּינִי׃
سيني کو

17 And the Hivite, and the Arkite, and the Sinite,

(יח) וְאֶת־הָאַרְוָדִי וְאֶת־הַצְּמָרִי
١٨ اور اروادي کو اور صماري کو
וְאֶת־הַחֲמָתִי וְאַחַר נָפֹצוּ מִשְׁפְּחוֹת
اور حماتي کو اور پيچهے پهيل گئے قبائل
הַכְּנַעֲנִי׃
کنعاني

18 And the Arvadite, and the Zemarite, and the Hamathite: and afterward were the families of the Canaanites spread abroad.

(יט) וַיְהִי גְּבוּל הַכְּנַעֲנִי מִצִּידֹן
١٩ ‡ اور تهي حد کنعاني کي صيدون سے
בֹּאֲכָה גְרָרָה עַד־עַזָּה בֹּאֲכָה סְדֹמָה
پهونچتي هوئي گرارا5 عزاه تک پهونچتي هوئي سدومه
וַעֲמֹרָה וְאַדְמָה וּצְבֹיִם עַד־לָשַׁע׃
اور عموراه اور ادماه اور صوبيم لاشع تک

19 And the border of the Canaanites was from Sidon, as thou comest to Gerar, unto † Gaza; as thou goest, unto Sodom, and Gomorrah, and Admah, and Zeboim, even unto Lasha.

† Heb. Azzah.

‡ باب ١٣—١٢ و ١٣ و ١٥ و ١٧
باب ١٥—١٨ لغايت ٢١
اعداد باب ٣٤—٢ لغايت ١٢
يوشع باب ١٢—٧ و ٨

(כ) אֵלֶּה בְנֵי חָם לְמִשְׁפְּחֹתָם
٢٠ يهه هيں بيٹے حام کے موافق قبايل اُنکے کے
לִלְשֹׁנֹתָם בְּאַרְצֹתָם בְּגוֹיֵהֶם׃
اور موافق زبانوں اُنکي کے ملکوں ميں اُنکي قوموں ميں

20 These *are* the sons of Ham, after their families, after their tongues, in their countries, *and* in their nations.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۲۲۲۵	۲۹۲۰

21 ¶ Unto Shem also, the father of all the children of Eber, the brother of Japheth the elder, even to him were *children* born.

ס (כא) וּלְשֵׁם יֻלַּד גַּם־הוּא
۲۱ اور شیم کے پیدا هوئے وہ بهي
אֲבִי כָּל בְּנֵי־עֵבֶר אֲחִי יֶפֶת הַגָּדוֹל׃
باپ سب بني عيبر کا بهائي يافث بڑى کا

22 The children of Shem; Elam, and Asshur, and ‡ Arphaxad, and Lud, and Aram.

(כב) בְּנֵי שֵׁם עֵילָם וְאַשּׁוּר
۲۲ بیٹے * شیم کے عیلام اور اشور
וְאַרְפַּכְשַׁד וְלוּד וַאֲרָם׃
اور ارفکشد اور لود اور آرام

* ۱ تاریخ باب ۱—۱۷ وغیره

‡ Heb. *Arpachshad.*

23 And the children of Aram; Uz, and Hul, and Gether, and Mash.

(כג) וּבְנֵי אֲרָם עוּץ וְחוּל וְגֶתֶר
۲۳ اور بیٹے آرام کے عوض اور حول اور غثر
וָמַשׁ׃
اور مش

24 And Arphaxad begat § Salah; and Salah begat Eber.

(כד) וְאַרְפַּכְשַׁד יָלַד אֶת שָׁלַח
۲۴ اور ارفکشد نے پیدا کیا † شلح کو
וְשֶׁלַח יָלַד אֶת־עֵבֶר׃
اور شلح نے پیدا کیا عیبر کو

§ Heb. *Shelah.*

† باب ۱۱ — ۱۲

۲۲۳۷	۲۸۲۲

25 And unto Eber were born two sons; the name of one *was* † Peleg; for in his days was the earth divided; and his brother's name *was* Joktan.

(כה) וּלְעֵבֶר יֻלַּד שְׁנֵי בָנִים שֵׁם
۲۵ ‡ اور عیبر کے پیدا هوئے دو بیٹے نام
הָאֶחָד פֶּלֶג כִּי בְיָמָיו נִפְלְגָה
ایک کا § فلغ کیونکه ایام میں اُسکے بٹ گئي
הָאָרֶץ וְשֵׁם אָחִיו יָקְטָן׃
زمین اور نام اُسکے بهائي کا یقطان

† That is, *division.*

‡ ۱ تاریخ باب ۱—۱۹

§ (یعني تسمی)

26 And Joktan begat Almodad, and Sheleph, and Hazarmaveth, and Jerah,

(כו) וְיָקְטָן יָלַד אֶת־אַלְמוֹדָד וְאֶת
۲۶ اور یقطان نے پیدا کیا الموذد کو اور
שָׁלֶף וְאֶת־חֲצַרְמָוֶת וְאֶת־יָרַח׃
شالف کو اور حصر ماوت کو اور یرح کو

27 And Hadoram, and Uzal, and Diklah,

(כז) וְאֶת־הֲדוֹרָם וְאֶת־אוּזָל וְאֶת
۲۷ اور هدورام کو اور اوزال کو اور
דִּקְלָה׃
دقلاہ کو

28 And Obal, and Abimael, and Sheba,

(כח) וְאֶת־עוֹבָל וְאֶת־אֲבִימָאֵל וְאֶת
۲۸ اور عوبال کو اور ابیمائل کو اور
שְׁבָא׃
شبا کو

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۲۳۷ — قبل ہجرہ محمد رسول الله صلعم ۲۸۲۲

29 And Ophir, and Havilah, and Jobab : all these *were* the sons of Joktan.

(כט) וְאֶת־אוֹפִר וְאֶת־חֲוִילָה וְאֶת־
۲۹ اور اوفیر کو اور حویلہ کو اور
יוֹבָב כָּל־אֵלֶּה בְּנֵי יָקְטָן׃
یوباب کو سب یہہ ہیں بیٹے یقطان کے

30 And their dwelling was from Mesha, as thou goest, unto Sephar, a mount of the east.

(ל) וַיְהִי מוֹשָׁבָם מִמֵּשָׁא בֹּאֲכָה
۳۰ اور تھا اُنکا مقام میشاہ سے پہونچتے ہوئے
סְפָרָה הַר הַקֶּדֶם׃
سفارہ کوہ شرقي کو

31 These *are* the sons of Shem, after their families, after their tongues, in their lands, after their nations.

(לא) אֵלֶּה בְנֵי־שֵׁם לְמִשְׁפְּחֹתָם
۳۱ یہہ ہیں بیٹے شیم کے موافق قبایل اُنکے
לִלְשֹׁנֹתָם בְּאַרְצֹתָם לְגוֹיֵהֶם׃
موافق زبانوں اُنکي کے ملکوں اُنکے میں موافق قوموں اُنکي کے

32 These *are* the families of the sons of Noah, after their generations, in their nations : and by these were the nations divided in the earth after the flood.

† آیت ۱
‡ باب ۹ — ۱۹

(לב) אֵלֶּה מִשְׁפְּחֹת בְּנֵי־נֹחַ
۳۲ † یہہ ہیں قبائل بني نوح کے
לְתוֹלְדֹתָם בְּגוֹיֵהֶם וּמֵאֵלֶּה נִפְרְדוּ
موافق جنم پترہ اُنکے کے قوموں اُنکے میں اور ‡ اُن سے بندي جدي
הַגּוֹיִם בָּאָרֶץ אַחַר הַמַּבּוּל׃
ہوئیں قومیں ملک میں بعد طوفان کے

NOTES

۲۳۳۵ — ۲۹۲۰

Chap. X. V. 1. *these are the generations,)* Those who maintain that the earth is peopled by the children of Noah only, allot to the share of the sons of Shem, the middle of the earth ; namely, Palestine, Syria, Assyria, Samaria, (a town of Babylonian or Chaldean Irac) Babel, Persia, and Hegiaz or Arabia Petrea. To the sons of Ham, Teman or Idumea (Jere. XLIX. 7.), Africa, Nigritia, Egypt, Nubia, Ethiopia Scindia, and India (or western and Eastern India,) on both sides of the Indus. To the sons of Japheth also, Garbia (the North) Spain, France, the countries of the Greeks, Sclavonians, Bulgarians, Turks, and Armenians.

† یرمیاه ۴۹ — ۷

تفسیر

۱ (یہہ ہے جنم پترہ) جو لوگ تمام دنیا کو صرف اولاد نوح سے بسا ہوا سمجھتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ سام کي اولاد کے حصہ میں درمیان کا حصہ زمین کا آیا یعنے فلسطین سریا اور ایسریا اور سیمریا (جو بیبلن کے ایک قصبہ کا نام ہے اور جسکو کالدي والونکا عراق کہتے ہیں) اور بابل اور ایران . اور حجاز یا عرب اور اولاد حام کو تیمان ادومیا † اور افریقہ اور نائي گرشیا اور مصر اور نیوبیا اور ایتھوپیا اور سندھیا اور ہندوستان واقع کنارہاے سند (یا مغربي اور مشرقي ہندوستان) اور اولاد یافث کو گاربیہ اور اسپین اور فرانس اور یونان اور سکلیونیا یعنے روس اور بلگریا

قبل‌پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵ — قبل‌پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

اور ترکستان اور آرمینه ●

V. 5.—*Isles,)* The Hebrews (as Mr Mede observes) use the word *isles* to signify all those countries divided from them by the sea, Isai. XI. 10,11; LX. 15; Jere. II. 10: or the word may be used generally for a region, country or province, Job. XXII. 30; Isai. XX. 6.

۵ (جزیرے) † مصنّر میڈ صاحب کہتے ہیں کہ یہودی جزیرہ کے لفظ کا ‡ اپنے اُن تمام ملکوں پر استعمال کرتے ہیں جو بسبب سمندر کے آنکے ملک سے علیحدہ ہو گئے ہیں یا عموماً اِس لفظ جزیرہ کا ایک || مقام ولایت یا صوبه کے واسطے استعمال ہو سکتا ہے ●

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحه ۳۳
‡ اشعیاء ۱۱ — ۱۰، ۱۱ / ۶۰ — ۱۵
یرمیاہ ۲ — ۱۰
|| ایوب ۲۲ — ۳۰
اشعیاء ۲۰ — ۶

V. 8. *Nimrod,)* In former times, it appears, the elder of a family exercised a parental Government over it. But this person putting down such parental government, founded that of a king.

۸ (نمرود) معلوم ہوتا ہے کہ اگلے زمانه میں یہه دستور تھا که جو خاندان میں بڑا ہوتا تھا وہي اپنے خاندان پر مربیانه حکومت رکھتا تھا مگر اِس شخص نے مربیانه حکومت کو توڑ ڈالا اور بادشاہانه حکومت کي بنیاد ڈالي ●

V. 11. *Out of that land went forth,)* That is, Nim[illegible] out out to war against Assyria whic[illegible]ged to the children of Shem, but was usurped by this son of Cush.

۱۱ — (اِس زمین سے نکلا) یعنے نمرود اِن ملکوں سے نکلا اور اشور سے لڑنے کو گیا جسکو ایسریا کہتے ہیں جو سام کي اولاد سے علاقه رکھتا تھا مگر آسپر کش کے اِس بیٹے نے قبضه کر لیا تھا ●

Nineveh.) Bishop Patrick says, it was so called by Nimrod after the name of his son Ninius.

(نینوہ) بشپ پیٹرک صاحب کہتے ہیں که نمرود نے اِس شہر کا نام اپنے بیٹے نینوس کے نام پر رکھا تھا ●

V. 21. *The father of all the children of Eber,)* "And so consequently" says Bishop Kidder, "the father of the Hebrews, who had their name from him. From him Abram, was called an Hebrew, Cha. XIV. 13, and his posterity Hebrews, Gen. XXIX. 14; Exo. I. 15, 16. Some however have thought that *Eber* in this place is not a proper name; and that Abraham is called a Hebrew, not from Eber, as the proper name of a man, but as this word imports one who comes from *beyond* the river Euphrates.

۲۱ — (باپ سب بني عیبر کا) † بشپ کڈر صاحب لکھتے ہیں که اِس سبب سے عبرانیوںکا باپ ہوا جنکا نام آس سے نکلا آس سے عبرام کا نام * عبري ہوا اور آسکي اولاد کا نام § عبرانیاں ہوا باوجود اِسکے بعضوں نے یہه خیال کیا ہے که اِس مقام میں عیبر کوئي خاص نام نہیں ہے اور یہه که عبرام کو ایک عبري بسبب عیبر کے جو کسي شخص کا خاص نام ہو کہتے ہیں بلکہ اِس وجہه سے کہتے ہیں که اِس لفظ کے معنے ہیں وہ شخص جو

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۳۴
* باب ۱۴ — ۱۳
§ باب ۲۹ — ۱۴
خروج ۱ — ۱۵، ۱۶

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۳۵ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

And then, what we render "the children of Eber" imports the inhabitants beyond the river Euphrates."

دریاے فرات کے پار سے آوے اور تب جس لفظ کا هم اولاد عیبر ترجمہ کرتے هین آسکے معنے هوئے دریاے فرات کے پار کے باشندے ٭

V. 24. *Eber,*) We Mohamedans call him *Hood*, and believe that he was a prophet; sent to instruct the people Aad, who worshipped three kinds of idols. The Jews also admit him to have been a prophet, and it is proved from the 25th. verse that the prophecy, in accordance with which he had named his son Peleg, was fulfilled in the manner foretold by him.

۲۴ — (عیبر) هم مسلمانوں کے هاں اِنکا نام هود هے هم انکو نبي مانتے هیں اور اعتقاد کرتے هیں کہ قوم عاد کي هدایت کو جو تین بتوں کي پرستش کرتے تھے بھیجے گئے تھے یہودي بھي حضرت عیبرؑ کو نبي مانتے هیں اور ورس ۲۵ میں آنکي یہہ پیشین گوئي لکھي هوئي هے کہ فلج کا نام جس پیشین گوئي سے آنھوں نے رکھا تھا در حقیقت آسطرح واقع هوئي ٭

گفتگو نسبت طوفان کی

On the Deluge.

There are two points regarding the deluge as described in the Scripture which admit of controversy and these I shall now proceed to. These are :—

طوفان کا حال جو کتاب اقدس میں بیان هوا آسکي نسبت تین امر قابل بحث هیں جنکو هم یہاں بیان کرتے هیں ٭

I How could the number of days given in the Bible for the continuance and subsequent gradual abatement or subsidence of the waters, be made equal to, or consistent with, the sum total declared in it.?

اول یہہ کہ حساب چڑھنے اور آترنے باني طوفان کا جو ان بابوں میں لکھا هے وہ کیونکر برابر آتا هے ٭

II. The inconsistency of maintaining that the deluge was a universal one, and the proof of its having been, on the contrary, a partial one.

دویم طوفان کے عام هونے کي تردید اور اِسبات کا ثبوت کہ جس طوفان کا ذکر کتاب اقدس میں هے در حقیقت وہ طوفان خاص ملک میں تھا ٭

III. I would here remark that the fact of this deluge having only been a

سیوم قرآن مجید سے بھي خاص ملک میں طوفان کا هونا ثابت هوتا هے معہ

partial one is fully borne out by the Holy Koran and I shall presently make a few remarks on passages from the Holy Koran which will bear me out in this assertion.

Firstly as regards the duration of the deluge.

It is stated by some that Scripture assigns a period of one year and ten days for the continuance and final receding of the waters, reckoning from the commencement of the flood, viz, from the 17th of the 2nd. month of the 600th. year of Noah's age, Gen. VIII. 11. to the coming out of Noah from the ark, viz, on the 27th of the 2nd month of the 601st year of his age, VIII. 13—15. But, if we examine the matter closely the duration of the flood amounts to one year, three months and eight days as shown below. This makes the duration given of the deluge, as well as the dates of the events which then occurred appear to be erroneous or contrary to what they should be according to the wording of Holy Writ.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

ذکر بعض واقعات طوفان کے جو قرآن مجید سے پائے جاتے ہیں ●

اول گفتگو نسبت حساب طوفان کے

بعض لوگ یہہ گفتگو کرتے ہیں کہ کتاب اقدس سے پایا جاتا ہے کہ ابتدا اور انتہا طوفان کي ایک برس دس دن تھي کیونکہ † سنه ۶۰۰ پیدایش نوح کے دوسرے مہینے کي سترھویں تاریخ کو طوفان شروع ہوا اور سنه ‡ ۶۰۱ پیدایش نوح کي دوسرے مہینے کي ستائیسویں تاریخ کو حضرت نوح کشتي میں سے نکل آئے مگر ہر ایک واقعه کے دن جو بیان ہوئے ہیں آنکے جمع کرنے سے کل مدت طوفان کي ایک برس تین مہینے آٹھہ دن معلوم ہوتي ہے جیسا که حساب مندرجه ذیل سے ثابت ہوتا ہے اور بس نه یہه حساب درست آتا ہے اور نه تاریخیں ہر ایک واقعه کي جو کتاب میں لکھي ہیں وہ صحیح ہوتي ہیں ●

† باب ۷ — ۱۱

‡ باب ۸ — ۱۳ و ۱۴ و ۱۵

Gen. VII.	12, 17.	Duration of the fall of rain	40	days
———	24.	" of the prevalence of waters	150	"
——VIII.	3.	Gradual subsiding of the flood.	150	"
———	6, 7.	Opening of the window and sending forth of the raven	40	"
———	8.	The least duration between the return of the raven and the time when the dove was sent out	7	"
———	10.	The second sending forth of the dove.	7	"
———	12.	The third " " " " "	7	"
———	13, 14.	The time between the third sending of the dove and the disembarking of Noah.	57	"

† مدت مہینہ برسنے کي	۴۰	قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۴۸ — قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۰
‡ مدت بڑے رهنے پاني کي	۱۵۰	
‖ مدت کم هونے پاني کي	۱۵۰	
† کهولنا کهڑکي کا اورچهوڑنا کوی کا	۴۰	† باب ۷ — ۱۲ و ۱۷
‡ زمانہ چهوڑنے کبوتر کا پہلي دفعہ کم سے کم	۷	‡ باب ۷ — ۲۴
‖ زمانہ چهوڑنے کبوتري کا دوسري دفعہ	۷	‖ باب ۸ — ۳
† زمانہ چهوڑنے کبوتري تیسري دفعہ	۷	‡ باب ۸ — ۶ و ۷
‡ زمانہ اوترنے کا کشتي پرسے	۵۷	† باب ۸ — ۸
	۳۵۸	‡ باب ۸ — ۱۰
		‖ باب ۸ — ۱۲
		‡ باب ۸ — ۱۳ و ۱۴

Doctor Basuage has thus summed up his account of the duration and the connected events, of the deluge : —

II	October, Noah and his family entered the ark	31	days
III	November, 17th, The fountains of the great deep were broken up	39	"
IV	December 26th, The rain began and continued	40	"
VII	March 27th. The waters remained in their elevation till the 27th., when they began to abate	52	"
VIII	April 17th The ark rested on mount Ararat in Armenia	21	"
X	June 1st The tops of the mountains appeared	44	"
XI	July 11th. Noah let go a raven	41	"
	——18th. He let go a dove which returned	7	"
	——25th. He let go the dove again	7	"
XII	August 2nd. The dove went a third time and returned no more.	7	"
I	September 1st. The dry land appeared	29	"
II	October 27th. Noah went out of the ark	56	"
		374	

‡ ڈاکٹر باسئیج صاحب اِس حساب کو اسطرح بریباں کرتے هیں

مہینے		دن
۲	اکتوبر میں نوح اور اُسکا کنبہ کشتي میں داخل هوا	۳۱
۳	۱۷ نوامبر کو چشمے پاني کے کهل گئے	۳۹
۴	۲۶ دسمبر کو بارش شروع هوئي	۴۰
۷	۲۷ مارچ تک پاني نہیں گهٹا	۵۲
۸	۱۷ اپریل کو کشتي ارارات پر ٹهري	۲۱
۱۰	یکم جون کو پہاڑوں کي چوٹیاں نمود هوئیں	۴۴

‡ دیکهو تفسیر ڈائیلي جلد ۲ صفحہ ۲۸

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم			
۲۳۳۵	۲۹۲۰	۱۱	۱۱ جولائي کو کوا چھوڑا	۴۱
			۱۸ جولائي کو کبوتر چھوڑا	۷
			۲۵ جولائي کو دوبارہ کبوتر چھوڑا	۷
		۱۲	۲ اگست کو تیسري دفعه کبوتر چھوڑا	۷
		۱	پہلي ستمبر کو خشک زمین ظاهر هوئي	۲۹
		۲	۲۷ اکتوبر کو نوح کشتي سے نکلے	۵۶
				۳۷۴

This system of calculation is evidently very inaccurate, or at least the reverse of what Scripture tells us.

اِس حساب میں بہت سي غلطیاں هیں اور اُسپر بهي کتاب اقدس کے بیان کے مطابق نہیں هے ٭

Firstly, According to this calculation, the entering of Noah and his family into the ark, is said to have taken place one month before the breaking up of the fountains of the great deep, while we find it recorded in the Scriptures that their entrance into the ark and the eruption of the sea took place simultaneously on the same day, Chap. VII. 11,12, 13.

اول یہہ که حضرت نوح اور اُنکے کنبه کا کشتي میں بیٹھنا ایک مہینے پیشتر پاني کے چشموں کے پھٹنے سے لکھا هے حالانکه کتاب † اقدس سے ثابت هے که اُسي دن جس دن چشمے پھٹے حضرت نوح اور اُنکا کنبه کشتي میں داخل هوا ٭

† باب ۷ — ۱۱ و ۱۲ و ۱۳

Secondly, Scripture tells us that the ark rested on mount Ararat just five months after its first putting to sea, Chap. VII. 11, VIII. 4; and that the waters were dried up after 10 months and 14 days from the commencement of the flood, VII. 11., VIII. 13. Whereas if we were according to this system, to take the circumstance of the entering of Noah into the ark for the commencement of the deluge, the ark would in that case have rested on mount Ararat 6 months, instead of five months after its first setting out; though the time of the subsidence of the waters and the appearing of the tops of the mountains would remain in conformity to the Scripture

دوسرے یہہ که کتاب اقدس سے معلوم هوتا هے که پورے ‡ پانچ مہینه میں کشتي اراراط پر ٹهہري اور دس ٭ مہینے چودہ دن میں ابتداے طوفان سے پاني سوکهه گئے اور اِس حساب کے بموجب اگر حضرت نوح کے کشتي میں داخل هونے سے طوفان کي ابتدا گني جاوے تو کشتي اراراط پر چهه مہینے میں ٹهہرتي هے اور ٹهہرني چاهیئے تهي پانچ مہینے میں اور پانیوں کے سوکهنے کا اور پہاڑوں کي چوٹیاں دکهائي دینے کا زمانه صحیح آتا هے اور اگر حضرت نوح کے کشتي میں داخل هونے سے ابتداے طوفان نه گني جاوے بلکه چشموں کے پهٹنے سے شمار کي جاوے

‡ باب ۷ — ۱۱
۸ — ۴

٭ باب ۷ — ۱۱
۸ — ۱۳

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

account. If, on the other hand, we do not accept the embarkation of Noah in the ark as the commencement of the deluge, but assign it to the breaking up of the fountains, then the time for the resting of the ark on mount Ararat would prove correct, although that for the drying up of the waters and the appearing of the tops of mountains would still not agree. Again by this method of computation the time when the summits of mountains became visible, would be 6 months and 14 days after the commencement of the deluge, instead of 7 months and 14 days as given in Scripture; and the drying up of the waters would be after 9 months and 14 days instead of 10 months and 14 days.

تو کشتي کا ارارات پر ٹھہرنا ٹھیک آتا ہے مگر پہاڑوں کي چوٹیونکا دکھائي دینا اور پانیوں کا خشک ہونا کتاب اقدس کے بیان سے مختلف ہو جاتا ہے کیونکہ پہاڑوں کي چوٹیاں دکھائي دیتي ہیں چھہ مہینے چودہ دنمیں اور دکھائي دینی چاہیئیں سات مہینے چودہ دنمیں اور پانیوں کا سوکھنا نو مہینے چودہ دن میں ہو جاتا ہے حالانکہ بموجب کتاب اقدس کے دس مہینے چودہ دن میں چاہیئے ❋

Anything in Scripture which may seem to us to be erroneous can only be so by reason of our own finite understanding: since, in point of fact, no errors whatever can possibly be found in the sacred volumes, as I will try to show in this particular instance of the duration of the deluge.

مگر یہہ غلطیاں جو دکھائي دیتي ہیں صرف قصور ہے ہماري کم زور عقل کا ورنہ حساب جو کتاب اقدس میں ہے وہ ناقابل غلطي کی ہے چنانچہ میں آسکو بیان کرتا ہوں ❋

It is nowhere stated in the Pentateuch that some of the months in the primitive times contained more or less than 30 days, nor any of the years 13 months, though the Jews of the present age have a custom of adding a month to every fourth year of their calendar, independent of the usual number of 12 months in the year. We are therefore to assume that the ancient month consisted of 30 days only, and the year of 12 months.

جاننا چاہیئے کہ کتاب اقدس کے کسي مقام سے نہیں پایا جاتا کہ اُس زمانہ میں مہینہ کی دنوں کي تعداد تیس دن سے زیادہ یا کسي سال کو لوند کا مہینہ بڑھاکر تیرہ مہینہ کا شمار کرتے ہوں جیسیکہ حال کے زمانہ کے یہودي اپنے حسابي سالوں میں چوتھے برس کو تیرہ مہینہ کا گنتے ہیں اسلیئے اِس حساب میں بھي ہر مہینہ تیس دنکا اور بارہ مہینہ کا ایک برس شمار کرنا چاہیئے ❋

I will hereafter detail the Hebrew months and assign the commencement

مہینے عبري کی ذیل میں لکھي گئي ہیں ہم شروع کرتے ہیں ابتداء طوفان کي

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۲۳۳۵	۲۹۲۰

(یعنی پہٹنے چشموں اور شروع ہونے مینہہ اور حضرت نوح کی کشتي میں داخل ہونے کی) دوسرے مہینه کي سترھویں تاریخ سے جیسیکه † کتاب اقدس ہمکو ہدایت کرتي ہے ●

† باب ۷ — ۱۱, ۱۲, ۱۳

of the deluge (i. e. the breaking up of the fountains, commencing of rains, and entering of Noah into the ark) to the 17th of the 2nd month in accordance with Gen. VII. 11—13.

جو مدت که باب ۷ — ۲۴ و باب ۸ — ۳ میں مندرج ہے وہ دو مدتیں نہیں ہیں بلکه وہ ایک ہي مدت ہے کیونکه پہلے مقام میں زمانه بڑھے رہنے پاني کا زمین پر ہے اور جب که کشتي ارارات پر ٹہرے اُس وقت تک بہي زمین پر پاني بڑھا ہوا تھا اور دوسرے مقام میں زمانه گہٹنے پاني کا تا ٹہرنے کشتي کے ارارات پر مذکور ہی اور باوجودیکه پاني گہٹنے لگا تھا اور کشتي ارارات پر ٹہرگئي تھي مگر اُس وقت تک بہي زمین پر پاني بڑھا ہوا تھا پس یہه دونو مدتیں ایک ہیں نه دو اور اسي مدت میں وہ چالیس دن بہي داخل ہیں جنمیں چشمے بہٹے اور مینہہ برسا کیونکه وہ دن بہي بڑھے رہنے پاني کے زمین پر ہیں اور اِسیطرح کوا نکالنے اور پردہ اُٹھانے کي جو مدت ہے اُسي میں وہ دن بہي داخل ہیں جنمیں تین دفعه کبوتر کو نکالا ہے چنانچه یہه بات ثابت ہوتي ہے باب ۸ — ۷ کو اُسي باب کي ورس ۱۳ سے مقابله کرنے پر ●

The periods given respectively in VII. 24, and VIII. 3, are not different but the same: since in the former there is the durationof the prevailing of waters on the earth's surface, which continued till the ark touched on mount Ararat; and in the latter the interval of the subsiding of the waters till the ark was made to rest on the mount. Notwithstanding that the waters had been subsiding and the ark had rested on the mount, the earth was still submerged in the deluge. Hence the periods as given in the respective instances above mentioned are identical as referring to the same events, and are not contradictory in any point whatever. This period includes also the forty days for the breaking up of the fountains and the falling of rains: since they are portions of the period during which the waters prevailed on the earth. The interval between the sending forth of the raven and the subsequent removal of the roof of the ark by Noah, comprises also the time which the dove took in going out thrice; as may be proved bv comparing VIII. 7, with the 13th verse of the same chapter. Now that the truth of the account of Scripture is fully demonstrated, let me illustrate it summarily as follows:—

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۲۲۳۵ | قبل هجرة محمد رسول الله صلعم ۲۸۲۰

The breaking of fountains and the falling of rains.	Hashwan 17th to Cuslio 26th 40 days
The beginning of the abatement of waters and resting of the ark.	Cuslio 27th to Naisan 17th 111
The appearing of the tops of mountains.	Naisan 18th to Tamooz 1st 74
From the appearing of the mountains to the opening of the window in the ark	Tamooz 2nd to Aub 11th 40
From the letting go of the raven to the removing of the covering of the ark	Aub 12th to Tushree 1st 49

(This also contains the 21 days for the three flights of the Dove.)

From the removing of the roof to the disembarking of Noah from the ark.	Tushree 2nd to Hashwan 27th 56

370

اب كه يهه بات حل هوگئي تو اب ديكهو كه حساب جو كتاب مقدس
ميں مندرج هے كسطرح بردرست هے

چشموں كا پهٹنا اور برسنا مينهه كا ابتداے ۱۷ حشوان سے لغايت ۲۶ كسليو	۴۰
شروع كمي آب اور ٹهرنا كشتي كا ارارات پر ۲۷ كسليو سے لغايت ۱۷ نيسان	۱۱۱
ديكهائي دينا پهاڑ كي چوٹيونكا ۱۸ نيسان سے لغايت يكم تموز	۷۴
نمايش چوٹيوں پهاڑ سے كهڑكي كهولنے تك ۲ تموز سے لغايت ۱۱ آب	۴۰
چهوڑنے كوے سے پردهٔ كهولنے تك ۱۲ آب سے لغايت يكم تشري	۴۹
انهي دنوں ميں اكيس دن كبوتر كے تين بار چهوڑنے كے شامل هيں	
پردهٔ كهولنے سے اوترنے تك ابتداے دويم تشري لغايت ۲۷ حشوان	۵۶

۳۷۰

I repeat the above computation to place it in the right arrangement of the Hebrew months; making them correspond also with the Arabic and English months; in order thus the correspondence of the system of months given in Scripture with the Hebrew months may be made quite distinct.

No.	Heb. months.	Ara. months.	Eng. months.	Events
II	Hashwan 17th, 600	Shaban	October	The breaking up of fountains, the falling of rains, and the entering of Noah in the ark.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

No.	Heb. months.	Ara. months.	Eng. months.	Events
III.	Ouslio 26th	Rumzan	Nove.	The cessation of rains.
———	27th	„	„	The beginning of the decrease of waters.
IV.	Tebut	Shawal	December	* *
V.	Shubat	Zekaad	January	* *
VI.	Adar	Zilhijj.	February	* *
VII.	Naisan 17th	Mohurrum 10th	March	The resting ot the ark on Ararat, though the waters still continued on the earth.
VIII.	Abaar	Safur	April	
IX.	Sewan	Rabeool awul	May	
X.	Tamoz 1st	Rabeeoossanee	June	The appearing of the tops of omuntains.
XI.	Aub 11th	Jamadoolawal	July	* *
XII.	Ailool	Jamadoossanee	August	The opening of window and the letting go of the raven. The raven and the dove repeatedly go out and return to the ark.

I.	Tushree 1st, 601	Rujub	Sept.	The roof of the ark removed.
II.	Hashwan 27th	Shaban	October	They come out or disembark from the ark.

میں مکرر بیان کرتا ہوں اس حساب کو بہ ترتیب عبري مهينوں كي بمطابقت
انگريزي و عربي مهينوں کے جس سے مطابقت شمار مهينوں كي جو
كتاب اقدس میں بیان ہوئي ظاهر هوگي

نمبر	عبري مهينے	عربي مهينے	انگريزي مهينے	واقعات
۲	۱۷ حشوان سنه ۶۰۰	شعبان	اكتوبر	چشمونكا بهنّنا مينهه كا برسنا نوح كا كشتي میں داخل هونا
۳	۲۶ كسليو	رمضان	نوامبر	مينهه كا برس چكنا
	۲۷ كسليو	رمضان	نوامبر	باني كي كمي كا شروع هونا
۴	طيبت	شوال	دسمبر	*
۵	شباط	ذيقعده	جنوري	*
۶	ادار	ذي الحجه	فبروري	*
۷	۱۷ نيسان	۱۰ محرم	مارچ	كشتي كا ارارات پر ٹهرنا باوجوديكه اب تک باني زمين پر بڑها هوا تها

۸	ایار	صفر	اپریل	*		
۹	سیوان	ربیع الاول	مئي	*		
۱۰	یکم تموز	ربیع الثاني	جون	پہاڑونکي چوٹیونکا دکھائي دینا	قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰
۱۱	۱۱ آب	جمادي الاول	جولائي	کھڑکي کھولنا اور کوا چھوڑنا		
۱۲	ایلول	جمادي الثاني*	اگست	کوے و کبوتري کا آناجانا		

۱	یکم تشري سنه ۶۰۱	رجب	ستمبر	پردہ کھولنا
۲	۲۷ حشوان	شعبان	اکتوبر	نوح کا معه سب کے کشتي پرے اوترنا

دوسري گفتگو طوفان کے عام ہونیکي تردید اور طوفان خاص کے ثبوت میں

II. The inconsistency of the deluge having been a universal one, and the proof of its having, on the contrary, been a partial one.

طوفان عام کي تردید

The inconsistency of the deluge as universal.

تمام علماء یہود اِس بات کے قایل ہیں که طوفان تمام روے زمین پر تھا اور میں پاتا ہوں که علماے عیسائي اور علماے اِسلام نے بھي اُنھي کي پیروي کي ھے اور سب سواے چند کے اِس بات کے قایل ہوئے ہیں که طوفان عام تھا اور تمام دنیا کو اُسنے غرق کردیا تھا ✻

All the Rabbis assert the deluge to have visited the whole earth, and I find Christian and Mohamedan divines have likewise followed them in this notion. All of them except a few hold the deluge to have been universal.

بشپ ‡ پیٹرک صاحب اور سیٹک ہوس صاحب کہتے ہیں † که اِن الفاظ سے که (چھپا دیا سب پہاڑوں اونچوں کو جو تھے نیچے آسمان کے) اور نیز اور مقاموں سے جہاں یہه ذکر ھے که تمام ✻ ذي حیات مرگئي ثابت ہوتا ھے که طوفان عام ہوا اور وہ یہه بھي کہتے ہیں که حقیقت میں یہه بات ہر طرح سے خیال کرسکتے ہیں که دنیا اُس وقت میں بخوبي آباد تھي جیسیکه وہ اب ھے اور شاید اِس سے بھي زیادہ اُسکے باشندوں کے برباد کرنے کے واسطے طوفان چاروں طرف ہوا ہو اور

Bishops Patrick and Stackhouse say on the subject as follows: The words "all the high hills that were under the whole heaven, were covered," and other passages which say that "all flesh died," VII. 21. prove the deluge to have been universal. The truth is, there is every reason to suppose the world was, at the best, fully as well peopled as it is now; perhaps much more so; and to destroy its inhabitants the inundation must have fallen upon every quarter, and encompassed the whole Globe.

‡ تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۲۶
† باب ۷ — ۱۹
* باب ۷ — ۲۱

In order to obviate the difficulty of accounting for the prodigious bulk of water as would be sufficient to drown the whole earth Bishop Watson suggests that were all the moisture in the atmosphere precipitated it might probably be sufficient to cover the surface of the whole earth to the depth of thirty feet.

Doctor Stackhouse says: If we take the circuit of the whole Globe, and enquire of the inhabitants of every climate, we shall find that the fame of the deluge has gone through the whole earth; and that in every part of the known world there are certain records and traditions of it: that the Americans acknowledge and speak of it in their continent; that the Chinese who are the most distant people in Asia, have the tradition of it; that the several nations of Africa tell various stories concerning it; and that in the European parts the flood of Deucalion is the same with that of Noah, only related with some disguise. So that we may trace the deluge quite round the globe; and what is more remarkable still, every one of these people has a tale to tell, some one way, some another, concerning the restoration of mankind; which is a full proof, that they thought all mankind was once destroyed in the deluge.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ٢٣٣٥ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ٢٩٢٠

تمام کرہ کو اُسنے گھیرا ہو •

بشپ † واٹسن صاحب اِس شبہہ کے مٹانے کو کہ اِسقدر پانی طوفان کے لیئے کہاں سے آیا بطور ایک امداد دلیل کے لکھتے ہیں کہ " جو کچھہ ہوا میں ملا ہوا ہے اگر وہ سب نیچے اوتر آوے تو تمام زمین کی سطح کو تیس فیٹ سے زیادہ ڈھانپ دینے کو کافی ہووے •

سیتک ‡ ہوس صاحب لکھتے ہیں کہ " اگر ہم تمام کرہ کا دورہ کریں اور ہر ولایت کے باشندوں سے دریافت کریں تو ہمکو معلوم ہوگا کہ اِس طوفان کی شہرت تمام زمین پر پہونچی ہے اور دنیائی معلوم کے ہر حصہ میں اُسکی کچھہ تاریخیں اور روایتیں موجود ہیں چنانچہ امریکہ والے اپنی ولایت میں طوفان کے ہونیکا اقرار اور بیان کرتے ہیں اور چینیوں میں جو ایشیا میں نہایت دور رہنے والی قوم ہے اُسکی روایت موجود ہے (معلوم نہیں کہ یہہ کہاں سے لکھا کیونکہ چینی طوفان ہونے کا اقرار نہیں کرتے) اور افریقہ کی بہت سی قومیں اُسکے قصہ مختلف بیان کرتی ہیں اور خطہ یورپ میں جو طوفان ڈیکالین کا مشہور ہے اُسمیں اور طوفان نوح میں کچھہ فرق نہیں ہے اُسمیں صرف کچھہ بیان کا فرق ہے بس ہم تمام کرہ کے گرد طوفان کا کھوج لگا سکتے ہیں اور جو بات اِس سے بھی زیادہ قابل اِطلاع ہے کہ اِن قوموں میں سے ہر ایک کوئی کسیطرح اِنسان کے بحال ہونے کی تاریخ رکھتے ہیں یہہ بات اُسکی ایک کامل دلیل ہے کہ لوگوں نے سمجھا کہ تمام اِنسان اُس طوفان میں ایکبار برباد ہوگئے "

† تفسیر ڈائیلی جلد ١ صفحه ٢٥

‡ تفسیر ڈائیلی جلد ١ صفحه ٢٣

قبل پیدایش مسیح علیہ السلم ۲۳۴۵　　قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۰

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۶

† ڈاکٹر سیٹک ہوس صاحب فرماتے ہیں کہ " حضرت موسیٰ ہمکو یقین دلاتے ہیں کہ نہایت بلند پہاڑوں سے پندرہ ہات پانی بلند چڑہ گیا تھا آؤ اِس کلام کی حقیقت کے ثبوت کے لیئے ہم خود پہاڑوں کی طرف رجوع کریں زمین کے نہایت بلند مقاموں کا اِمتحان کرو اور سب سے بالاتفاق سمندر کی چیزیں جو اُس موقع پر اُن بلندیوں پر جمع ہوئیں ہیں پائی جائینگی سیپیئیں اور سمندر کے مچھلئیں اور تمام قسموں کے بڑے جانوروں کے ڈھانچے پہاڑ ایلپس اور ایپی ڈنڈس اور پریِنیز اور ندیز اور اٹلاس اور ارارات ہر ایک پہاڑ ہر ولایت کا جو آسمان کے تلے ہے جاپان سے لیکر میکسیکو تک سب اس یکساں ثبوت میں اِتفاق کرتے ہیں کہ اُن سب کی نہایت بلند چوٹیوں پر سمندر گذر گیا اور زمین میں تلاش کرو تو تم پاؤگے ایک قسم کے ہرن پیدایش امریکہ کو آیرلینڈ میں دبا ہوا اور ہاتیوں کو جو پیدایش افریقہ اور ایشیا کے ہیں اِنگلستان میں دبے ہوے اور گھڑیالوں دریاے نیل کو جرمنی میں اور کھپری دار مچھلیوں کو جو سواے امریکہ کے سمندروں کے اور کہیں نہیں ہوتیں اور پورے پورے ڈھانچے وہلوں کے بہت سے اور ملکوں میں اور سواے اِسکے مختلف اقسام کے ایسے درخت اور پودے جو کسی ولایت میں آسمان کے تلے اُگے ہوئے نہیں پائے جاتے یہہ سب باتیں اِس بات کا کامل ثبوت ہیں کہ حضرت موسیٰ کا بیان بلا اعتراض صحیح ہے ***

مگر یہہ تمام دلیلیں عام طوفان ہونیکی جو مذکور ہوئیں مبنی ہیں اوپر علم

Doctor Stackhouse, again says: Whereas Moses assures us, that the waters prevailed fifteen cubits above the highest mountains, let the mountains themselves be appealed to for the truth of this assertion. Examine the highest eminences of the earth, and they all with one accord produce the spoils of the ocean, deposited upon them on that occasion; the shells and skeletons of seafish and seamonsters of all kinds. The Alps, the Apennines, the Pyrenees, the Andes, the Atlas, and Ararat, every mountain of every region under heaven, from Japan to Mexico, all conspire in uniform universal proof, that they all had the sea spread over their highest summits. Search the earth and you will find the moose-deer, natives of America, buried in Ireland; elephants natives of Asia and Africa, buried in the midst of England; crocodiles natives of the Nile, buried in the heart of Germany, shell fish never known in any but the American seas, together with entire skeletons of whales, in divers other countries; and what is more, trees and plants of various kinds, which are not known to grow in any region under heaven. All which are a perfect demonstration, that Mose's account of the deluge is incontestably true.

All the arguments already stated tending to show that the deluge must have

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

جیالوجي کے ابتداے تحقیقات میں جیالوجین کي یهه راے تهي مگر جب اِس علم نے زیادہ ترقي پکڑي اور زیادہ تر تحقیقات حالات زمین اور اشیاء موجودہ روے زمین کي هوئي تو خود جیالوجین نے طوفان کے عام هونے سے انکار کیا † چنانچه ڈاکٹر کلنزو صاحب بشپ نیٹال کے لکهتے هیں که "جب که میں طوفان کے بیان کا ترجمه کرتا تها ایک عاقل باشندہ اِس ملک کا میري طرف تعجب سے دیکهتا تها اور یهه پوچهتا تها که یهه سب سچ هے کیا تمکو حقیقت میں یهه یقین هے که یهه سب حال اِسیطرح واقع هوا که تمام حیوان اور پرند اور رینگنے والي چیزیں بڑي اور چهوٹي سب گرم اور سرد ولایتوں سے جوڑا جوڑا آئیں اور نوح کے ساتهه کشتي میں داخل هوئیں (اِس بات پر اعتراض کرنا بیجا هے کیونکه کتاب اقدس سے پایا جاتا هے که یهه کام بطور‡ معجزہ کے هوا تها) اور کیا نوح نے اُن سب کي بهي حیوان اور شکاري پرندوں کي بهي اِسیطرح جیسی که باقي مخلوقات کے واسطے خوراک جمع کرلي بعد اِسکے وہ لکهتے هیں که میرا علم علوم کي چند شاخوں خصوصاً جیالوجي کا بعد علیحدگي کے اِنگلستان سے بهت ترقي پا گیا تها اور اب میں نے بوجوهات جیالوجي کے ایک حقیقت کو تحقیق سمجها جسکو میں نے پہلے غلط سمجها تها وہ یهه که عام طوفان جیسا که بیبل میں اُسکا علانیه ذکر هے اُس طریقه میں جیسا که کتاب پیدایش میں بیان هوا هے واقع هونا ممکن نه تها سوا اور مشکلات

been universal, are evidently founded on Geology. In the infancy of this science, its professors maintained that the deluge had been universal; but now that further research has been made, and additional light thrown upon the Science, they deny it to have been a universal one, or such as had overspread the whole of the earth. Doctor Colenso, Bishop of Natal, says: While translating the story of the Flood, I have had a simple-minded but intelligent native look up at me and ask, Is all that true? Do you really believe that all this happened thus; that all the beasts, birds, and creeping things, upon the earth, large and small, from hot countries and cold, came thus by pairs, and entered into the ark with Noah. (Any objections raised against this circumstance are unallowable, as Scripture tells us, VI. 25., that this was effected miraculously.) And did Noah gather food for them all, for the beasts and birds of prey, as well as the rest? My own knowledge of some branches of the science of Geology in particular, had been much increased since I left England, and I now knew for certain, on Geological grounds, a fact, of which I had only had misgivings before, viz, that a universal Deluge, such as the Bible manifestly speaks of, could not possibly have taken place in the way described in the Book of Genesis, not to mention other difficulties which the story involves. I refer especially to the circumstance, well known to all Geologists (See Lyell's Elementary Geology, p. 197, 198.,) that volcanic hills of immense extent

† دیباچه حصه اول صفحه ۷

‡ باب ٦ — ۲۵

قبلپیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵

قبلپیدایش محمدرسول الله صلعم ۲۹۲۰

in Auvergne and Longuedoc which must have been formed ages before the Noahchian deluge, and which are covered with light and loose substances, pumice stones &c, that must have been swept away by a flood, but do not exhibit the slightest sign of having ever been so disturbed."

کے جو بیان میں شامل هیں آنهی قطع نظر کرکر بالتخصیص اِس حقیقت کیطرف جس سے تمام جیالوجسٹ بخوبي واقف هیں (دیکهو لیئل صاحب کے جیالوجي صفحه ۱۹۷ و ۱۹۸) اشاره کرتا هوں که آتشیں پهاڑ بڑے طول و طویل مقام آورن اور لانگ ڈاک میں موجود هیں جو طوفان نوح سے زمانوں پیشتر کے بنے هونگے اور جو هلکے اور متخلخل اجزا کے جزوں سے جیسے پومیس سٹون وغیره سے ڈهکے هوے هیں ان اجزا کو طوفان ضرور معدوم کردیتا لیکن کچهه بهي علامت آنمین خلل هونے کي پائي نهیں جاتي *

† بشپ کلنزو صاحب کي کتاب چوتهي صفحه ۲۰۴

Again Doctor Colenso writes, Part IV. p. 204 "The difficulties which are presented by Geological consideration to the belief in the Scripture story (Dr. Colenso should rather have said, as to our own misconceptions of the truth) of the deluge, are summed up concisely in the following words, by one who labours to maintain the literal historical truth of the Bible narrative, by making this assumption of a partial deluge, the Rev. Alfred Barry M, A., Intro. to the Study of the O. T., page 144 &c:—

علاوه اِسکے † انهي صاحب نے عام طوفان کي تردید میں یهه گفتگو لکهي هے که " جو مشکلیں طوفان کے بیان پر جو کتاب اقدس میں هے (میں کهتا هوں که بشپ کلنزو صاحب کو اِسمقام پر بجاے کتب اقدس کے یهه کهنا چاهیئے که جو غلطي سے همارے خیال میں هے) جیالوجي کے امتحانوں سے پیدا هوتي هیں آنکو ریورنڈ الفرڈ بیري صاحب نے جو طوفان کو خاص مان کر کتاب اقدس کي لفظي تاریخانه حقیقت کے قایم رکهنے میں کوشش کرتے هیں حسب تفصیل ذیل ‡ اختصار کے ساتهه جمع کیا هے *

‡ انٹرو ڈکشن ٹو دي سٹڈي آف دي اولڈ ٹسٹمنٹ یعني دیباچه متضمن تصنیفات عهد عتیق

"The real difficulties of Geology, stated in their strongest form amount to this—

جیالوجي کي اصلي مشکلات جبکه آنکو نهایت مضبوطي سے بیان کیاجاے یهه هوتي هیں *

(I.) "There is no existing evidence of a general simultaneous deluge, the present diluvial deposits having clearly been formed by degrees, and at long

اول ایسي عام طوفان کي جو ایک ساتهه هوا هو کوے شهادت موجود نهیں هے کیونکه طوفان کے موجوده ذخیرے صاف

intervals of time. There is, indeed, abundant evidence of gigantic diluvial deposits at the higher levels: but they are in all cases local, and to be referred to a pre-Adamite antiquity. This conclusion is the more undoubted, because so many leading Geologists, Buckland, Sedgwick, &c, who once referred the 'diluvium' to the one period of the historic deluge, have publicly withdrawn that opinion.

(II.) "There is positive evidence to the contrary, inasmuch as, in some volcanic regions, especially, the remarkable one, forty miles by twenty, in Auvergne and Languedoc, there are deposits of scoriae and lava, extending over many miles, and in some places fifty or a hundred feet deep, which must have taken many thousand years to accumulate, and which yet have certainly not been submerged.

(III.) "In all the diluvian deposits, no trace of human remains has ever been found.

"To the first and third of the above objections Mr. Barry replies, that it may have pleased God that, as the deluge was miraculous, it should pass away, without leaving its footprints amidst the traces of natural formation.

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۲۳۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

رفتہ رفتہ اور مدتوں دراز میں جمع ہوئی ہیں بلاشبہ بہت بلند بلند ہموار مقامونمیں طوفان کے بڑے بڑے ذخیرونکی کثرت سے شہادت موجود ہے لیکن بہرحال وہ خاص مقامونمیں ہیں اور آنکو ادم کی پیدایش کے زمانہ سے بہی پہلی کا بتانا چاہیئے اور اسبات پرزیادہ تریقین اسلیئے ہوتا ہے کہ بہت بڑے بڑے کامل جیالوجسٹ نے جیسیکہ بکلینڈ اور سگ وک صاحب وغیرہ ہیں اور جو ایک زمانہ میں طوفان کے ذخیرونکو تاریخانہ طوفان کے کسی زمانہ سے متعلق کرتے تہے اب آنہوں نے آس راے سے علانیہ انحراف کیا ہے *

دوسرے برخلاف عام ہونے طوفان کے آسبات سے جسکو ہم بیان کرتے ہیں اسقدر مضبوط گواہی جیسیکہ آس سے ہوسکتی ہے موجود ہے کہ بعض آتشیں پہاڑوں کے مقاموں میں خصوصاً آس مشہور مقام واقع آورن اور لانگ ڈاک میں جو چالیس میل مضروبہ بیس میل ہے سکوری اور لاوہ کے ڈھیر بہت سے میلوں تک پہیلے ہوی ہیں اور بعض مقام میں پچاس یا سو فیٹ عمیق ہیں جنکے جمع ہونیکو ہزاروں برس صرف ہوی ہونگے اور بلاشبہہ ابہی تک آن پر پانی نہیں پہرا ہے *

تیسرے طوفان کے تمام ذخیروں میں انسان کے بقیہ یعنی ہڈیوں کا کوئی نشان نہیں پایا گیا ہے *

بیری صاحب نے اون اعتراضوں مین سے پہلی اور تیسرے اعتراض کا یہہ جواب دیا ہے کہ جسطرح طوفان معجزہ سے ہوا اسیطرح خدا نے یہہ بہی چاہا ہو کہ وہ طوفان طوفان کی قدرتی نشانیوں کے چہوڑنے کے بغیر چلا جاوے *

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۲۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

بشپ کالنزو صاحب اسپر یهه لکهتی هیں که " اس تقریر سے البته یهه نکلتا هے که طوفان ایسا ایک معجزه تها جسکا کتاب اقدس میں ذکر هے اور اُسکو یقین کرنا همکو ضرور هے اگرهم توریت کي تاریخ کو ایسا صحیح مانتی هوں جسمیں غلطي کا امکان نهیں یعنی لفظي اور تاریخانه حقیقي معامله لیکن هم یهه معلوم کرچکے هیں (میں کهتا هوں که ڈاکٹر کلنزو صاحب کو یوں کهنا چاهیئے تها که بسبب اُنهي پرانے نا تحقیق خیالات کے هم معلوم کرچکے هیں) که ایسا یقین کرنا اب زیاده ممکن نهیں اور پس یهه جواب زمیں پر منهه کے بل گرتا هے ●

" This of course assumes, says Dr. Colenso in reply, that the deluge was such a miracle as the Bible represents it, which we are only obliged to believe, if we believe the history in the Pentateuch to be infallibly true, as literal, historical matter-of-fact. But we have seen (Dr. Colenso should rather have said, uuder our old misconceptions of the truth only) that it is no longer possible to believe this. And if so, this answer falls at once to the ground.

تیسرے اعتراض کي نسبت بشپ کلنزو صاحب یوں لکهتے هیں که اُس اعتراض کا نیک دلي سے یهه جواب کوئي دے سکتا هے که جن مقامونمیں انسان کي نسل کا اول آباد هونا یقین کیا جاتا هے اونمیں ابهي تک طوفان کے بقیوں یا ذخیروں کو اچهي طرح امتحان نهیں کیا گیا هے جس سے یهه کها جاسکے . که انسان کا کوئي بقیه اوسمیں دبا هوا نهیں هے ●

"The third objection, however, might be fairly met by saying that in the regions where the human race is believed to have been first planted, the diluvium has not yet been sufficiently examined, to enable us to say that no human remains are buried up in it.

‡ اگر بیري صاحب ایسا جواب دیں اور وه صحیح بهي مانا جاوے تو وه جواب دوسرے اعتراض کا اور اور اعتراضوں کا بهي ایساهي اچها جواب هوگا جیسا که اس اعتراض کا ہے مگر بیري صاحب اِس دوسرے اعتراض کو ایسا مضبوط اور عام طوفانکي راے کے ایسا سخت مخالف پاتے هیں که اِس جواب سے بهي کناره کرتے هیں ●

‡ واضح هو که یهه قول بوي بشب کلنزو صاحب کا هے

" The answer above given by Mr. Barry, would, indeed, if valid, apply just as much to the second objection as to the others. The writer, however, feels this second objection to be so strong and so stubbornly opposed to the notion of an universal deluge, that he also gives up this point."

Again Dr. Colenso quotes, Part IV. p. 208. " And to the proof which long ago Tertullion, according to the measure of the limited scientific knowledge of his time, adduces in these ingenious words,—'still the mussels and shells of the sea are found as strange travellers among the mountains, desiring to prove to Plato that even high places have been once under water'—some have added facts, which, if they stood in connection with the deluge, would strikingly prove its absolute universality.— Alex. V. Humboldt found layers of coal-buried remains of old forests, and former water-and-land plants in Huanoco in South America, at a height of 13,800 feet, near the modern limit of perpetual snow. Bones of the mastodan have been found on the Cordilleras at a height of 8000 feet. Avalanches have brought down bone-breccia from the snow region of the Himalayas, from a height of 16,000 feet. Generally, in the highest mountains of the three quarters of the Globe, mont Blanc, Himalaya and the Cordilleras, bones of antediluvian animals are inbedded."

بعد اسکے † ڈاکٹر کلنزو صاحب یہہ لکھتے هیں کہ مدت هوئي کہ ترتلین صاحب نے اپنے زمانہ کي تهوڑي سي علمي تحقیقات کے بموجب ذهانت سے یہہ لفظ کہي تهي کہ اب بهي سمندر کي سیپیان اور کهپریدار مچهلیان پہاڑوں کے درمیان میں بطور اجنبي سیاحونکی پائي جاتي هیں ان لفظوں سے آنکي خواهش افلاطون پر اسبات کی ظاهر کرنے کي تهي کہ بلند مقام بهي ایک بار پانیکے نیچے آچکے هیں اور بعض لوگوں نے اس سے بهي زیادہ اور واقعات کو زیادہ کیا هی کہ اگر آنکو طوفان سے تعلق تها تو آن سے آسکا قطعي عام هونا ثابت هوتا هی مثلاً الگذنڈر هم بولٹ صاحب نے جنوبي امریکہ میں هناکو پہاڑ پر تیرہ هزار آٹهہ سو فیٹ کي بلندي پر جہاں همشیہ برف گرتي هی پرانی جنگلوں اور سابق کي تري اور خشکي کي پودوں کے جلي هوئي سالم بقیات پائي هیں اور ماسٹوڈن کي هڈیاں جو هاتي کي مانند اگلے زمانہ میں ایک جانور تها کارڈلي راز پہاڑ پر آٹهہ هزار فیٹ کي بلندي پر پائي گئي هیں اور همالیہ پہاڑ کے اس مقام سے جہاں برف پڑتي هی اور جسکي بلندي سولہہ هزار فیٹ هی جو برف کے ڈهیر ٹوٹ کر گرے هیں اور جنمیں ایک کاني مادہ کے زاویہ نما ٹکرے هوتی هیں اور جنمیں مختلف رنگ دکهائي دیتے هیں آنمیں اور اسیطرح کرہ زمین کے تین حصوں کی نہایت بلند پہاڑوں یعني کوہ بلینک اور کوہ همالیہ اور کوہ کارڈلي راز میں ایسی حیوانوں کي هڈیاں جو طوفان سے پہلے تهی پاے جاتي هیں*

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۴۵ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

† ڈاکٹر کلنزو صاحب کي چوتهي کتاب صفحہ ۲۰۸

† بشپ کالنزو صاحب اسکے جواب میں لکھتے ہیں کہ " اس سے کیا ہم یہہ نتیجہ نکالیں گے کہ طوفان کا پانی ایکبار ان پہاڑوں پر گذر گیا علم جیآگناسی کی ترقی یافتہ حالت اسکو ناجایز کرتی ہے اسکی آنکھہ میں پہاڑوں کی چیزیں کوئی دلیل نہیں ہیں کیونکہ وہ ایسے زمانہ سے علاقہ رکھتی ہیں جو انسان کے پیدا ہونے سے پہلے کا ہے اس قسم کی قطعی دلیل کا وجود تاریخانہ طوفان کے حق میں اسکے نزدیک عموماً ایسا ہی مشتبہہ ہے جیسے اوپر بیان ہوا بلحاظ اس حقیقت کے کہ تاریخانہ زمانوں میں (جسکے مقابلہ میں ہم وہ زمانہ پیش کرتے ہیں جو انسان کی پیدایش سے پیشتر تھا) زمین کا کوئی بڑا طوفان واقع ہوا ہے جیالوجی نہ انکار کرسکتی ہے نہ اقرار لیکن اسکے اقرار کی ہمکو حاجت نہیں ہے ہمارے ایمان کا مدار روایت کی گواہی پر ہے اور قطع نظر سبکی کتاب اقدس کی تاریخانہ شہادت پر ہے تاریخانہ طوفان کے صرف عام ہونے پر جیالوجی کی رو سے شک ہوتا ہے مثلاً انگریزی جیالوجسٹ لایل صاحب نے ایک عجایبات کیطرف لوگوں کی توجہہ کو کھینچا ہے جس سے ٹرٹیئری زمانہ سے کوئی عام طوفان ہونیکے برخلاف شہادت ہوتی ہے یعنی ایسے عام طوفان کے برخلاف جسنے تمام زمین کے سطح کو چھپا لیا ہو مثلاً آورن کے معدوم آتشی پہاڑوں پر جنکا ٹرٹیئری زمانہ میں یعنے انسانکی پیدایش سے پہلے جاری ہونا اُن ہڈیوں سے ثابت ہے جو اُس مادہ کے سیلان میں ادھر اُدھر دبی ہوئی ہیں بہت سا انبار

"But are we to conclude" says Dr. Colenso in reply, "from this, that once the waters of the flood went over these mountains? The advanced state of Geognosy forbids it. The contents of the mountains are no proof in her eyes, since they belong to a pre-historic time. The existence of convincing proof of such a kind for the historical deluge she must regard generally as doubtful, as has been noticed above. As to the fact, that, in historical times (to which we oppose the time before the creation of man as prehistorical) a great flooding of the earth has occurred Geology can neither deny nor confirm it. We do not need, however, its confirmation: our faith rests upon the testimony of tradition and above all on the historical testimony of Scripture. Only the mere generality of the historical deluge is subject to Geological doubt. Thus, for instance, the English Geologist, Lyell, has drawn attention to a phenomenon, which seems to testify against a general flood since the Tertiary age,—i. e. one covering the whole of the earth's surface. There are found, for instance, upon the extinct volcanoes of Auvergne, which, as appear from the bones enclosed here and there in their lava-streams, were (last) active in the Tertiary period, and so before the creation of man, a great number of quite loose cones of cinders, which could not possibly have withstood the pressure of a flood, though they are not injurred by rain, as they very easily imbibe it. It seems, therefore, as if this locality has not been affected by the Flood."

قبل پیدایش مسیح علیہ السلم	قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم
۲۳۴۵	۲۹۲۰

†کتاب چہارم صفحہ ۲۰۸ ۲۰۹

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ٢٣٣٥ — قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ٢٩٢٠

گاڑدم متخلخل سوختہونكا پايا گيا هے جنكا طوفان كے زور سے سالم رهنا ممكن نه تها اگرچه مينهه سے آنكو ضرر نهين پهونچا هے كيونكه بهت آساني سے مينهه كو وه جذب كرليتے هيں پس اس سے معلوم هوتا هے كه طوفان نے اسمقام كو چهوا بهي نهيں ●

غرضكه طوفان كے عام هونيكے برخلاف علم جيالوجي كے روسے بهت سي ايسي ايسي دليليں موجود هيں جنكا جواب نهيں هوسكتا ●

In short, Geology is capable of raising irresistable arguments against the universality of the deluge.

علاوه اسكے اگر طوفان عام مانا جاوے تو اسپر ايك بهت بڑا سخت اعتراض مذهبي وارد هوتا هے اور وه يهه هے كه بموجب حساب عبري كتاب اقدس كے طوفان آيا ١٦٥٦ برس بعد پيدا هونے حضرت آدم كے اور بموجب سپٹوايجنٹ كے (جسپر تمام ايشيا كے مورخ اور اكثر يورپ كے قديم مورخ اعتقاد كرتے هين) طوفان آيا ٢٢٦٢ برس بعد پيدا هونے حضرت آدم كے اور اس عرصه ميں بلاشبه نسل انسان كي پهيل گئي تهي اور تمام دنياي معلوم يا قريب قريب تمام كے آباد هوگئي تهي ‡ جيسيكه علماء عيسائي نے بهي اسكو قبول كيا هے اور قرآن مجيد سے بوضاحت پايا جاتا هے كه حضرت نوح عليه السلام نبي تهے اور وه لوگونكو خدا كي وحدانيت اور اسكي اطاعت كي هدايت كرتے تهے مگر ان لوگون نے نه مانا اور بت پرستي اور بدكاري ميں مشغول رهے جسكے سبب خدانے طوفان بهيجا توريت مقدس † كے ان ورسوں سے بهي جنكا حواله حاشيه پر هے بهي

‡ ديكهو اسي كتاب كا صفحه ٢٨٩

† پيدايش ٥ — ٢٩، ٦ — ٨، ٩، ١٢، ١٣، ١٨

If a universal deluge be, however, allowed to have happened, the theory would be opposed by strong difficulty presented by the tenets of our religion, as set forth below. The deluge appeared, according to the original Hebrew Pentateuch, in 1656. A. M.; and according to the Septuagint (which has been believed in by all the Asiatic historians and in Europe by the ancients) in the year 2262, A. M. This interval of time after the creation would have been sufficient for mankind to have peopled the whole earth, which is admitted by Christian divines as well. The Holy Koran informs us that Noah was a prophet sent by God to direct mankind to the path of truth, and that when they did not obey the precepts he gave them, it was then that God thought it just to destroy them by a deluge. The Pentateuch also says the same, Gen. V. 29; VI. 8,9,12,13,18, &c. But as there is only brief mention made in that place on the subject, St. Peter was inspired to explain it more thoroughly thus: "and he spared not the old world,

مضمون پایا جاتا ہے جو قرآن مجید میں
ہے اور جو کسیقدر آسمیں اجمال تہا
آسکی تفصیل الہام ہے ‡ سینٹ پیٹر نے
فرمادي جہاں فرمایا کہ " خدا نے
پرانی دنیا پر بہي رحم نکیا لیکن نیکي
کے وعظ کرنیوالي آٹھویں آدمي نوح کو
بچا کے دنیا کے تمام بدکاروں پر طوفان لایا "
پس دونوں مذہبي کتابوں سے ثابت
ہوتا ہے کہ بسبب نہ ماننے نوح کے وعظ
یعني احکام الہي کے جو نوح کي معرفت
لوگوں کو پہونچی تہی طوفان آیا تہا*

but saved Noah the eighth person, a preacher of righteousness, bringing the flood upon the world of the ungodly." II. 5. Thus both the leading religions concur in proving that the calamity of the deluge was the direct consequence of the utter disregard shown by the people of that age towards the preaching of Noah.

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۳۵

قبل پیدایش حضرت رسول اللہ صلعم ۲۹۲۰

‡ ۲ پیٹر ۲—۵

اب یہہ سوال ہے کہ کتاب اقدس سے
یہہ بات ثابت نہیں ہے اور نہ اِسکا امکان
معلوم ہوتا ہے کہ تمام دنیا میں جو اُسوقت
تک آباد ہوچکي تہي حضرت نوح نے
وعظ کیا ہو اور تمام دنیا کے لوگوں نے آنکا
وعظ سنکر آسکے ماننے سے اِنکار کیا ہو بلکہ
بہت سے وسیع ملک ایسے ہونگے جہانکے
باشندوں نے حضرت نوح کے نبي ہونے
اور آنکے وعظ کرنے اور خدا کي راہ کي
ہدایت کرنے کي خبر بہي نہ سني
ہوگي پہر کیونکر ہوسکتا ہے کہ تمام دنیا
اُس گناہ میں جسکي وہ مجرم نہ تہي
غرق کي جاتي خصوصاً جبکہ ہم دیکہتے
ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام کے وقت
میں آنہي پر عذاب آیا جو نافرمان تہے *
غرضکہ اگر طوفان کو عام کہا جاوے تو بلاشبہہ
اُسپر مذہبي اور علمي ایسے ایسے سخت
اعتراض ہوتے ہیں جنکا جواب سرانجام
ہونا ایک امر محال معلوم ہوتا ہے مگر
ہمکو اسبات پر غور کرني چاہیئے کہ آیا
درحقیقت کتاب اقدس ہمکو ایک عام
طوفان ماننے کیطرف لیجاتي ہے یا نہیں

It is not capable of proof, nor admitted by the Scriptures, nor is it conceivable, that Noah could have preached to the whole world that existed in his time, and that all mankind had in that world heard him, but did not follow his advice. On the contrary, there might have been several countries which had not even received intelligence of Noah's appearance in the world as a prophet, or of his mission in preaching the will of God. How does it then follow, that the inhabitants of the whole world, who could have had no complicity in the sin of disobedience that brought down the deluge should have been made to suffer from its effects, especially when we find that the punishments from God for the crimes of the people at the time of Lot were inflicted upon those only who had disobeyed the divine commands? In short, were we to allow of the deluge having been universal, we should then have to encounter such powerful objections originating both with religion and science, that would be most difficult to refute. However, let us first consider, whether Scripture real-

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۴۵

قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۰

میری نزدیک طوفان عام کا ہونا کتاب اقدس سے نہیں پایا جاتا پس اب ہم کتاب ہاے اقدس پر غور کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ میری یہہ راے صحیح ہے یا نہیں *

ثبوت اسبات کا کہ کتاب اقدس میں خاص طوفان کا بیان ہے نہ عام کا

اسمیں کچھہ شک نہیں کہ کتاب اقدس کے الفاظ ایسے ہیں کہ اُنسے دونوں مطلب بمساوی درجہ سے نکل سکتے ہیں بلکہ اگر ہم زیادہ سادگی سے اور بلحاظ اُن اگلی لوگوں کی عقل اور معلومات کے جنسے خطاب کیا گیا تھا اُسکو دیکھیں تو بجز اِسکے کہ کتاب اقدس میں ایک خاص طوفان کا بیان ہے اور کوئی مطلب نہیں نکال سکتے اور اگر اُسمیں ایک متوسط ترقی علم کی نکتہ چینی کریں جیسا کہ علم جیالوجی کے ترقی پانیکی زمانے سے پیشتر تہا تو بلاشبہہ کتاب اقدس سے بہی مطلب پاوینگے کہ طوفان عام اور تمام روے زمین پر تہا ہمارے متقدمین علم کی ایسی ہی حالت تک پہونچی تہی جسکے سبب اُنہوں نے اُس ناکامل علم کی نکتہ چینی سے یہہ قرار دیا کہ کتاب اقدس سے طوفان کا عام ہونا پایا جاتا ہے اور اگر ہم کتاب اقدس کو نہایت دقیق نکتہ چینی سے اور ایک ترقی یافتہ علم کی مدد سے جیسا کہ وہ آج کے زمانہ میں کسی ایک درجہ تک پہونچ گیا ہے امتحان کریں تو بالیقین بہی پاوینگے کہ کتاب اقدس میں خاص طوفان کا ذکر ہے نہ عام طوفان کا جیسا کہ میں بیان کرتا ہوں *

ly does declare the deluge to have been an universal one or the contrary. In my opinion the fact of an universal deluge is not set forth in Scripture. Let us examine the sacred writings, and then say whether this opinion is right or wrong.

According to Scripture the Deluge was partial and not universal.

Indeed it may be admitted that the expressions used in the description of the Flood in Scripture are ambiguous, and allow of our understanding it to have been both universal and partial. But if taking into consideration the limit of the knowledge and discoveries of the ancients we simply interprete those expressions, they would lead us to no other conclusion but to hold it to have been partial. Again if we examine the matter, and bring to bear upon it the learning of the middle ages as it was before the flourishing time of Geology, we could come to no other conclusion than this, viz, that it was an universal deluge. The learning of the ancients had reached only this mediocrity and thus it was only by an imperfect criticism that they concluded the deluge to have been universal according to Scripture. If, however, we examine the subject as laid down in Scripture by the most elevated criticism of so enlightened an age as ours is, we shall find the flood was merely partial and not universal, as I hope now to show.

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۲۳۳۵ — قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۲۹۳۰

كتاب اقدس كے جن مقامون ميں طوفان كا ذكر هے وهان چند الفاظ آئے هيں جنسے متقدمين نے براه غلطي عام طوفان هونيكي مراد سمجهي هے جيسيكه הארץ هاآرص يعني الارض האדמה هاادمه يعني الاديم השמים هشمايم يعني السموات اور نيز بعضي مضمون ايسے هيں جنسے انهون نے طوفان كا عام هونا سمجها هے جيسيكه تمام † جاندار چيزيں مرگئيں جو زمين پر چلتي تهيں وه سب جنكے نتهنوں ميں حيات كا دم تها وه سب جو خشك زمين پر تهے هرجاندار چيزيں جو روے زمين پر تهيں " يا جيسيكه يهه مضمون هے كه تمام اونچے پهاڑ جو آسمان كے نيچے تهے چهپ گئے • پندره هاتهه پاني بلند هوگيا ٭

In my opinion the ancients were misled into believing that the deluge was universal from putting a wrong construction on certain words used in Scripture when describing it; as, for instance, the Hebrew word *ha-aris* (the land,) *ha-adama* (the land,) *ha-shammaim* (the heavens.) While sentences also probably conduced to this idea: such as "all flesh died that moved upon the earth; all in whose nostrils was the breath of life, of all that was in the dry land;" "every living substance which was upon the face of the ground." Bishop Colenso, Part IV. p. 205. Again "all the high mountains that were under the heaven were covered;" "fifteen cubits of water prevailed."

† بشپ كالنزو صاحب كي كتاب چوتهي صفحه ۲۰۵

ان لفظوں اور مقاموں كے معني همنے كچهه هي سمجهي هوں مگر جب هم انپر زياده دقيقه رس نظر كرتے هيں تو انكي مراد ايسي نهيں پاتے جيسيكه پهلے سمجهي تهے ‡ آرچ ڈيكن پريٹ صاحب نے اپني كتاب سكرپچرز اينڈ سينزكي صفحه ۵۵ ميں بهت درست كها هے كه " اگر حقيقتيں (علم) جنكو همنے بيان كيا هے همارے معني كے بدلدينے كو موجود نهوتيں تو اكثر (تمام) شخص كتاب اقدس كے كلام سے يهه سمجهتے كه اس سے كره زمين كي تمام وسعت پر پاني كا عام طوفان نكلتا هے تب اسبات پر اعتراض كرنيكا كوئي سبب نهوتا اوراسليئے شك كي كوئي وجهه نهوتي اس مضمون پر بشپ كالنزو صاحب لكهتے هيں كه (بلاشبهه ايسي حالت ميں كتاب اقدس كے كلام كو آسكے

Whatever may have been the interpretation put upon these sentences by the ancients, the 19th century with the knowledge at its disposal completely exposes the fallacy of their views. Archdeacon Pratt as quoted by Dr. Colenso, Part IV. p. 202, has observed, *Scripture and Science*, p. 255., that "the words of Scripture, were there no facts like those I have mentioned, to modify our interpretation, would, by most persons, be understood as describing an universal flood of waters over the whole extent of the Globe. There would be no cause for questioning this, and therefore no ground of doubt. ('The words of Scripture, consequently, would be' says Dr. Colenso, 'taken in their plain, obvious meaning, as any simple-minded reader

‡ بشپ كالنزو صاحب كي چوتهي كتاب صفحه ۲۰۲

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

would understand them.') But when the new facts became known as they are at present, then the question is started, 'Does the Scripture language present any insuperable obstacle to this more limited interpretation?" Referring to the words 'when new facts became known' Dr. Colenso here says that "the words of Scripture must then be twisted to meet them as Aarchd. Pratt so twists them.' But he is not right in so thinking: since on the new facts being known we donot wish to twist the words of Scripture, but what we desire is to examine them more narrowly according to the peculiar idioms and expressions of the Hebrew language, as is done in the following manner.

صاف اور علانیه معنے میں لیویں گی جیسیکه کوئي سیدھي سادي عقل والا آسکو سمجھے) لیکن جب نئي تحقیقاتیں ظاهر هوئیں جیسیکه اِس زمانه میں مشهور هیں تب یهه سوال کیا جاتا هے که کیا کتاب اقدس کي زبان زیاده محدود معنے لینے پر کوئي ایسا هرج پیش کرتي هے جو رفع نهین هوسکتا " اسمقام پر ڈاکٹر کالنزو صاحب لکهتے هیں که " جب نئي تحقیقاتیں ظاهر هوئیں تب کتاب اقدس کے لفظونکو آنکا جواب دینے کے لیئے مروڑنا چاهیئے جیسا که آرچ ڈیکن پریت صاحب مروڑ تے هین " میں کهتا هوں که بشمب کالنزو صاحب کا یهه خیال صحیح نهیں هے نئي تحقیقاتوں کے ظاهر هونے سے هم کتاب اقدس کے لفظونکو مروڑنا نهیں چاهتے بلکه ایک زیاده دقیقه رس، غور سے اور بموجب عام محاوره کتاب اقدس اور عبري زبان کے قواعد کے آسپر نظر کرنا چاهتے هیں جیساکه آینده بیان سے معلوم هوگا ●

The words *ha-aris*, *ha-adama*, and *ha-shammaim* above noted were wrongly assumed to denote the whole of the Globe and heavens: as they also imply a particular part of the same.

لفظ הארץ هاآرض و האדמה هاآدمه و השמים هشمایم سے جو هم یهه سمجھے تھے که آس سے تمام کره زمین اور تمام آسمان مراد هیں یهه هماري غلطي تهي کیونکه آن لفظوں سے جسطرح تمام کره زمین اور تمام آسمانوں کے معنی لیئی جاسکتی هیں اسیطرح آنسے خاص زمین اورخاص آسمان کے معنےبهي لیئے جاسکتے هیں ●

Gesenius in his Hebrew Lexicon states that *hay*, a letter of the Hebrew alphabet, is prefixed to nouns and pronouns, rarely to verbs; abbreviated from the fuller *hal*, arab. *al*; it stands for *this* in English.

جیسینیس صاحب اپني عبري لکسیکن میں لکهتی هین که ה های هوز ایک حرف هے جو اسموں اور ضمیروں کے پیشتر آتا هے اور کم قبل مصدروں کے

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

Hence it is a word in Hebrew which when prefixed to an indefinite noun makes it definite, and to signify, firstly, the whole of its class; thus, the word *ha-aris* in Gen. I. 1. means the whole Globe, since that verse cannot be assumed to imply that God created a particular part of the earth, not the whole of it; and, secondly, an already known and particular object, and not the whole of its class, though the object in question be either implied or expressed. The verses noted in the margin are those in which *ha-aris* and *ha-adama* signify, according to universal acceptation, not the whole of the earth but only a particular part of it already known. Hence we are at liberty to assume that a noun having the above noted Hebrew article prefixed may denote either a particular portion of its class or the whole of it. In such assumption we must, of course, be giuded either by the obvious tenor or purport of the subject, or by the evidence of confirmed and certain facts.

Exo. X. 5.
Gen. XLVII. 19,23
Exo X. 6.
Num. XXII. 11.
Deu. IV. 4.
———V. 16.

حقیقت میں یہہ هل הל تها جیسیکه
عربي میں ال اسکو مخفف کرکے هوئے
هوز ה رکهي هے یهه کام دیتا هے
ضمیر اشاره کا جیسیکه انگریزي میں دس اور
اردو میں اِس. یا اُس یا یهه یا وه "
غرضکه یهه حرف اسم نکره کو معرفه کردیتا
هے اور جب معنی معرفه اسمیں شامل
هوتے هیں تو یهه حرف دو معنی دیتا
هے ایک یهه که اُس تمام چیز کو شامل
هوتا هے جسپر وه آتا هے جیسیکه کتاب
پیدایش کے پهلی باب کے پهلی ورس
میں هاآرص הארץ کا جو لفظ هے وه تمام
کره زمین کو شامل هے کیونکه یهه نهیں
هوسکتا که خدا صرف کسي خاص ٹکڑه
زمین کا بنانے والا هو دوسرے خاص معنے
اس لفظ کے لگانے سے حاصل هوتے هیں
یعنے جسپر یهه حرف آتا هے اُس کل
چیز کو شامل نهیں هوتا بلکه اسمیں
سے کسي خاص چیز پر جو پهلے
سے معین اور معلوم هو دلالت کرتا هے
خواه وه خارج میں موجود هو خواه صرف
ذهن میں موجود جیسیکه ورسوں مندرجه
† حاشیه میں لفظ הארץ هارص اور
האדמה ها آدمه کا آیا هے که وهاں تمام
کره زمین مراد نهیں هے بلکه خاص زمین
جو معین اور معلوم تهي مراد هے بس
جن اسموں پر یهه لفظ داخل هو همکو
اختیار هے که چاهیں اسمیں اُس تمام
چیز کو شامل سمجهیں اور چاهیں اُسکی
کسي خاص معین اور معلوم حصه کو اور
اُنمیں سے کوئي سے معنی لیدنی صرف
قرینه مقام یا اُس حقیقت پر جو بطور
اصلي اور واقعي کے تحقیق هو منحصر هیں*

† خروج ۱۰ — ۵
پیدایش ۴۷ — ۱۹، ۲۳
خروج ۱۰ — ۶
اعداد ۲۲ — ۱۱
استثنا ۴ — ۴
۵ — ۱۶

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۲۵ — قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۰

The *ha-shammaim* also is used to signify a particular thing: for a proof of which Archdeacon Pratt, referring to Deut II. 25., says, that "the expression under the whole heaven may mean not the whole Globe, but only Palestine and the country in its neighbourhood."

لفظ شمایم שמים کا بھي خاص معنوں میں مستعمل ہوتا ہے جیسیکہ ارچ ڈیکن پریت صاحب نے کتاب استثنا باب ۲—۲۵ پر بطور سند کے حوالہ کیا ہے کہ اس کلام سے (کہ تمام آسمان کے نیچے) تمام کرہ مراد نہو بلکہ صرف فلسطین اور آسکی قریب کے ملک مراد ہوں*

In refutation of which Dr. Colenso says: "But first this is not the only expression which is employed here to denote the universality of the catastrophe; and secondly in the very passage quoted the expression is plainly used to express all nations on the face of the whole earth."

† بشپ کالنزو صاحب اسپر یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ " اسي مقام میں واقعات کا عام ہونا ظاہر کرنیکی لیئی صرف یہہ ہي کلام نہیں دیا ہے بلکہ آسي مقام محولہ میں کلام کو صاف اس نظر سے استعمال کیا ہے کہ آس سے تمام روے زمین کي قومیں مراد ہوں*

† حصہ چہارم صفحہ ۲۰۳

But this objection is not valid, because the above word being used both with and without the prefix *ha* (Deut. XXXII: 40.) can of course signify some definite object when preceded by it. My theory is not in the least affected by its, in this instance, implying either a definite or indefinite object.

مگر یہہ اعتراض آنکا صحیح نہیں ہے کیونکہ شمایم שמים کے لفظ کا استعمال ہاء معرفہ اور بغیر ہاے معرفہ دونوں طرح پر آتا ہے اور جس جگہ کہ آسکے ساتھہ ہاے معرفہ موجود ہو وہاں ہم آسکے خاص معنے لے سکتی ہیں پہر اگر اس ورس میں بالفرض خاص معنی نہوں تو بھي کچھہ نقصان نہیں ہے*

It appears then to be impossible to doubt (provided the expressions of the Holy Bible be looked at with a respectful and not unallowable freedom) that the Scripture speaks distinctly of the partial and not universal deluge.

اب میں کہتاہوں کہ اسپر شک لانا نا ممکن معلوم ہوتا ہے (بشرطیکہ بیبل کے کلاموں پر صرف ایک مودب آزادي سے اور نہ نا جایز ازادي نا سے لحاظ رکہا جاوے) کہ کتاب اقدس میں صاف طوفان خاص کا ذکر ہے نہ طوفان عام کا*

Hugh Miller and Hitchcock were involved in the same error with us in the recent less brightened age of our knowledge. But by their thinking the Scripture to speak of a universal deluge

ہیوملر صاحب اور ہیچ کاک صاحب آسي غلطي میں تہی جسمیں ہم سب اگلی زمانہ میں پڑ گئے تہے مگر آنکی اس خیال کرنے سے کہ کتاب اقدس میں

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۵

قبل پیدا[یش] محمد صلعم اللہ ۲۹۲۰

no injury can be done to the fact contained in the Holy Writ, which I have now been putting to light merely by following its own words, and not the affirmation or supposition of any ancient.

طوفان عام کا ذکر ہے کتاب اقدس کي حقیقت پر جسکو هم علانیه صرف کتاب اقدس کے لفظوں کي پیروي سے ثابت کررہے هیں اور نه کسي شخص کے قول کي پیروي سے کچهه الزام نہیں آسکتا ❋

If then we assume the meaning of the aforesaid words as denoting a particular part of the earth, we shall find ourselves in no passages perplexed or have any difficulty in interpreting them; and we shall then see that the deluge covered only a particular part of the earth, and that animals destroyed thereby were confined to that part alone. Scripture does not tell us that the waters attained to such a height as to have covered the highest mountains of the earth, and submerged them to a depth of 15 cubits; nor that the whole, the half, or even the quarter of Ararat was under water. This I shall presently prove.

پس جبکه هم ان لفظوں سے خاص زمین یا خاص ملک مراد لیں تو اب همکو کسي مقام میں مشکل نہیں رهتي کیونکه ایسي حالت میں اور مقاموں کے یهه معنی بالضرور لینی پڑیں گی که اسي زمین کے اور اسي روے زمین کے تمام جاندار چیزیں جنکے نتهنوں مین زندگي کا دم تها مرگئیں طوفان کے پانیکا اتنا بلند هونا جس سے تمام اونچی پہاڑ جو آسمان کے نیچی هیں غرق هوگئے هوں یا اونچی پہاڑوں کي چوٹیوں پر پندره هات پاني چڑه گیا هو کتاب اقدس سے ثابت نہیں هوتا بلکه پہاڑ ارارات کي بلندچوٹي بهي نہین ڈوبي تهي بلکه اسکا نصف بلکه چوتهائي بهي نہین ڈوبا تها جیسا که هم آینده بیان کریں گی پس کتاب اقدس سے طوفان کا عام خیال کرنا ایک هماري پراني غلطي تهي جس سے اب هم متنبه هوے هیں ❋

The above notions advanced by me can only be confirmed by a strict investigation of the meaning of Scripture. I have now by me the original Hebrew version ef the Bible, as well as an Oordoo and English translation, the latter the authorized version, and I shall now compare these translations with the original; in order that what I have above

یهه تمام مطالب جو مین نے بیان کئي صرف کتاب اقدس کے لفظوں کے پابند رهنی سے ثابت هوتي هین چنانچه میرے اردو ترجمه سے مطالب مذکوره بخوبي پاے جاتے هیں مگر میري تفسیر میں انگریزي ترجمه وهي هے جو بالفعل منظورشده ترجمه کہلاتا هے مگر اس انگریزي ترجمه میں ان مطالب کي رعایت نہیں

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

affirmed may be plainly illustrated. According to my reading, the reading of the following verses will be as follows :

سے جن پر میں بحث کررہا ہوں اسلیئے مجکو ضرور ہوا کہ میں اسمقام پران بابوں کے ضروري ضروري ورسونکا انگریزي ترجمه به پابندي عبري مراد کے لکھه دوں تا که اینده جو بحث آنے والي سے آسکي حقیقت اس ترجمه سے واضح هو ●

Gen. Ch. VI.

باب چھٹا

V. 11. And *that* land was corrupt before God, and filled with mischief.

باب ۶—۱۱ اور خراب هوگئي وه زمین سامنے خدا کے اور بهرگئي وه زمین بدکاري سے ●

V. 12. And God saw that *that* land was now corrupt, for all flesh had misled his way on it.

باب ۶—۱۲ اور دیکھا خدا نے اُس زمین کو که اب خراب هوگئي کیونکه مٹا دیا سب بسر (جسم) (بشر) نے رستہ اپنے کو اوپر اُس زمین کے ●

V. 13 And God said to Noah the end of all flesh drew before me, for *that* land was filled with violence committed before me, and that I would now destroy them with *that* land.

باب ۶—۱۳ اور کہا خدا نے نوح کو هر بسر (جسم) (بشر) کا آیا میرے سامنے کیونکه بهرگئي وه زمین بدکاري میرے سامنے کي ہے اُنکي اور اب میں مٹا دونگا اُنکو معه اُس زمین کے ●

V. 17. And I am now about to bring over a deluge on *this* land for destroying all under the heaven that is with spirit in it; all that is on *this* land shall die.

باب ۶—۱۷ اور میں اب لانے والا هوں طوفان پانیکا اوپر اُس زمین کے واسطے مٹادینے تمام بسر (جسم) (بشر) جسکے ساتھه هے روح زندگي کي نیچے سے اُن آسمانوں کے سب جو زمین پر هے مرجاویگا ●

Gen Ch. VII.

باب ساتواں

V. 4. For after seven days I shall cause the rain to fall on this land for forty days and forty nights and all that exists shall be no more on the face of *this* land.

باب ۷—۴ کیونکه دنوں بعد سات کے میں مینھه برسانیوالا هوں اوپر اس زمین کے چالیس دن اورچالیس رات اور مٹادونگا میں تمام اس موجود کو جو بنایا مینے اوپر سے منھه اِس زمین کے ●

V. 6. And Noah was 600 years old when the flood burst out over *that* land.

باب ۷—۶ اور نوح تھا پیدا هوا چھه سو برسکا که طوفان هوا پاني کا اوپر اُس

زمین کے ٭

قبل پیدایش مسیح علیه السّلم ۲۳۴۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۳۰

باب ۷—۱۰　جب هوے سات دن تو
پاني طوفان کا هوا اوپر اُس زمین کے ٭

V. 10 After seven days the waters of the flood visited *that* land.

باب ۷—۱۲　اور تها مینهه اوپر اُس
کے زمین چالیس دن اور چالیس رات ٭

V. 12. Aand the rains fell over *that* land for 40 days and 40 nights.

باب ۷—۱۷　اور تها طوفان چالیس دن
اوپر اُس زمین کے اور بڑها پاني اور اُٹها
لیا کشتي کو اور بلند هوا اوپر سے اُس
زمین کے ٭

V. 17. And the flood prevailed on *that* land for 40 days, and became deep and lifted up the ark and rose higher and higher on that land.

باب ۷—۱۸　اور زور شور کا هوا پاني
اور بڑها بهت اوپر اُس زمین کے اور چلي
کشتي اوپر منهه پاني کے ٭

V. 18. And the waters grew violent and impetuous, and rose to a great height over *that* land and the ark moved over their surface.

باب ۷—۱۹　اور پاني کا زور هوا بهت
بهت اوپر اُس زمین کے اور چهپادیا سب
پهاڑوں اونچوں کو جو تهی نیچے تمام اُن
آسمانوں کے ٭

V. 19. And the waters attained their greatest height and impetuosity on *that* land, and covered all the high mountains that stood under *those* heavens.

باب ۷—۲۰　پندرہ هاتهہ اوپر بڑہ گیا
پاني اور چهپادیا اُن پهاڑوں کو ٭

V. 20. The waters rose up fifteen cubits and covered *those* mountains.

باب ۷—۲۱　اور مرگیا سب جسم جو
چلتا اوپر اُس زمین کے مع اُڑنے والی اور
مع چوپاے اور مع جانور اور مع سب
رینگنی والے کے جو رینگتا اوپر اُس زمین
کے اور سب وہ آدمي ٭

V. 21. And all flesh died that moved on *that* land, including fowls, cattle, beasts, and every creeping thing that creepeth on *that* land, and all *those* men.

باب ۷ — ۲۳　اور مٹا دیا تمام اُس
موجود کو جو تها اوپر منهہ اُس زمین
کے آدمي سے چوپایوں تک رینگنے والے
تک اور اوڑنے والے آسمانوں تک اور مٹگئی
اُس زمین سے اور بچ گیا فقط نوح اور جو
تها اُسکے ساتهہ کشتي میں ٭

V. 23. And all that existed upon the face of *that* land was destroyed; men, quadrupeds, creeping things and birds of the air no more existed on *that* land, and Noah and whatever was with him in the ark were the only objects saved.

باب ۷ — ۲۴　اور بڑها رها پاني اوپر
اُس زمین کے پچاس اور سو دن ٭

V. 24. And the waters prevailed on *that* land for 150 days.

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۲۳۴۵ — قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

Gen. Ch. VIII.

باب آٹهواں

V. 1. God remembered Noah and every living thing and the cattle that were with him in the ark; and God made a wind to pass over *that* land, and the waters assuaged.

باب ۸—۱ اور ياد كيا خدا نے نوح كو اور سب جاندار كو اور هر چوپاے كو جو ساتهه آسكے تها كشتي ميں اور چلائي خدا نے هوا اوپر آس زمين كے اور سوكهه گئے پاني ●

V. 3 And the waters began to diminish on *that* land by moving to and fro; and after the end of an hundred and fifty days the waters were abated.

باب ۸—۳ اور گهٹنے لگا پاني اوپر سے آس زمين كے لوٹ پوٹ كے اور كم هوا پاني مدت پچاس اور سو دن ميں ●

V. 7. And he sent forth a raven which went forth to and fro, until the waters were dried off on *that* land.

باب ۸—۷ اور چهوڑ ديا كوے كو اور نكلا جاتا اور لوٹ آتا سوكهنے تك پاني كے اوپر سے آس زمين كے ●

V. 8. And he sent forth a dove from him, to see if the waters were abated from off the face of *that* land.

باب ۸—۸ پهر چهوڑ ديا كبوتري كو اپنے پاس سے ديكهنے كو كيا گهٹا پاني اوپر سے منهه آس زمين كے ●

V. 9. But the dove found no rest for the sole of her foot and she returned unto him into the ark, for the waters were on the face of the whole of *that* land; then he put forth his hand and took her and pulled her in unto him in the ark.

باب ۸—۹ اور نه پائي كبوتري نے جگهه واسطے كف پا كے اور پهر آئي پاس آسكي كشتي ميں كه پاني تها اوپر منهه تمام آس زمين كے اور بڑهايا اپنا هاتهه اور لے ليا آسكو اور لے آيا آسكو پاس اپنے كشتي ميں ●

V. 11. And the dove came in to him in the evening; and in her mouth was an olive leaf pluckt off: so Noah knew that the waters were abated from off *that* land.

باب ۸—۱۱ اور آئي پاس آسكے كبوتري وقت شام كے اور تهي پتي زيتون كي ٹوٹي هوئي آسكے منهه ميں تبهي جانا نوح نے كه گهٹ گيا پاني اوپر سے آس زمين كے ●

V. 13. And it came to pass in the six hundred and first year, in the first month, the first day of the month the waters were dried off *that* land, and Noah removed the covering of the ark, and saw the face of *that* ground was dry.

باب ۸—۱۳ اور هوا ايك اور چهه سو برس ميں پهلے ميں پهلي كو مهينے كي سوكهه گئے پاني اوپر سے آس زمين كے اور آٹهايا نوح نے پرده كو كشتي كے اور ديكها كه سوكهه گيا منهه آس زمين كا ●

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

V. 14. And in the second month, on the seven and twentieth day of the month, was *that* ground dried.

باب ۸—۱۴ اور مہینے دوسرے میں ستائیسویں دن مہینے کے سوکھہ گئي وہ زمین *

V. 17. Bring forth thee every living thing that is with thee, of all flesh, both of fowl and cattle, of every creeping thing that creepeth upon the land, that they may breed abundantly in *that* land, and be fruitful and multiply upon *that* land.

باب ۸—۱۷ سب جاندار جو ساتهہ تیرے سب جسم سے معہ پرند اور معہ بہیمہ کے اور معہ سب رینگنی والوں کے جو رینگتی هیں اوپر زمین کے نکال ساتهہ اپني کہ کلبلائیں زمین پر اور پهلیں اور بڑهیں اوپر اس زمین کے *

V. 21 And the Lord smelled a savour of satisfaction, and the Lord said in his heart, I will not curse *this* land any more for man's sake: for the imagination of his heart is evil from his youth; neither will I again smite any more every living thing, as I have done.

باب ۸—۲۱ اور سونگهي الله نے بو رضامندي کي اور کہا الله نے اپنے دلمیں نہ پهر لعنت کرونگا بعد اسکے اس زمین کو واسطے آدمي کے کیونکہ خیال دل آدمي کا بد هي لڑکپن آسکے سے نہ پهر مارونگا سب زندہ کو جیسا کیا میںنے *

V. 22. For all the remaining days of *this* land seed time and harvest, and cold and heat, and summer and winter, and day and night shall not cease.

باب ۸—۲۲ بعد اِسکے سب دنو اس زمین کے بونا اور کاٹنا اور سردي اور گرمي اور ربیع اور خریف اور دن اور رات موقوف نہ هونگي *

Gen. Cha. IX.

باب نواں

V. 1. And God blessed Noah and his sons, and said unto them, be fruitful and multiply, and replenish *this* land.

باب ۹—۱ اور برکت دي خدا نے نوح کو اور بیٹوں آسکے کو اور کہا آنکو بڑهو اور بهرو اِس زمین کو *

III. Remarks from the Holy Koran in proof of the Deluge having been partial.

تیسري گفتگو طوفان کے خاص هونیکا ثبوت قران مجید سے

No passage in the Holy Koran leads us to conclude that the deluge was universal, or that it was such as should have drowned everything on the Globe. On the contrary it simply tells us, that it was only partial, and destroyed only those inhabitants of the world that did

جانا چاهیئی کہ قران مجید کي کسي آیت سے طوفان کا عام هونا اور تمام کرہ زمین کا پاني میں ڈوب جانا پایا نهین جاتا اور نہ آسکي کسي آیت میں تمام دنیا میں طوفان کا آنا مذکور هے اور نہ تمام دنیا کے انسانوں کا ڈوب کر مرجانا

not give heed to the preaching of Noah. It is only in imitation of the Jews, and from the careless acceptance of the notions of the vulgar, and from not consulting the Holy Koran on the subject that our Mahomedan divines have been led generally to profess that the flood was universal. I now proceed to attest what I have just said, and believe that Dr. Colenso will now allow, that, centuries before the bright age of our modern knowledge, the later inspiration of God (viz the Koran) had explained to us the meaning of the former (viz the Bible) with regard to the flood.

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۳۵ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

آسمیں بیان ہوا ہے بلکہ قرآن مجید میں علانیہ خاص طوفان کاذکر ہے اور صرف نوح کی قوم کا ڈوبنا بیان ہوا ہے ہمارےیہاں کے عالموں نے صرف علماے یہود کی پیروی کرکر اور جو کہانی طوفان کی آنکے هاں چلی آتی تہی آسکو صحیح سمجہہ کر بلالحاظ اسبات کے کہ قرآن مجید میں جو حقیقت بیان ہوئی ہے وہ آسکی برخلاف ہے طوفان کا عام ہونا تسلیم کیا ہے چنانچہ اس مطلب کو ہم قرآن مجید کی آیتوں سے ثابت کرتے ہیں اب ہمکو یقین ہے کہ بشپ کالنزو صاحب اسبات کو قبول فرماویں گی کہ حال کی ترقی یافتہ علم کی تحقیقات سے بہت پیشتر نئی الہامی زبان نے پرانی الہامی کتاب کی مراد کو بخوبی بتادیا تہا کہ نوح کا طوفان خاص تہا نہ عام ●

God has said in the Holy Koran—"We sent Noah heretofore unto his people and he said, O my people, serve God; ye have no God besides him."— Soora Momanoon, v. 23. This serves to show that the deluge was caused to fall upon that people alone who were headed by Noah. God has again said— "We protected Noah from the people who accused our signs of falsehood; for they were a wicked people: wherefore we drowned them all." Soora Umbiya, v. 77. This decidedly proves that that people were only destroyed, who were disobedient and refractory, and had no fear of God. God again says— "Speak not unto me in behalf of those who have acted unjustly: for they are to be drowned." Soora Hood, v. 37. Soora Momanoon,

† سورہ مومنون آیت ۲۳

قرآن مجید میں خداتعالی نے † فرمایا کہ " ہم نے نوح کوبہیجا آسکی قوم کی طرف نوح نے کہا کہ ای قوم بندگی کرو اللهکی نہیں ہے تمہارے لیئے کوئی معبود سواء خدا کے " اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عذاب بہی آسی قوم کے لیئے آیا تہا جسکے لیئے حضرت نوح بہیجی گئے تہے اور

‡ سورہ انبیا آیت ۷۷

بہر خداتعالی نے ‡ فرمایا کہ " ہمنے مدد کی نوح کی آس قوم پر جنہوں نے جہٹلایا ہماری نشانیونکو بیشک، وہ قوم تہی بری پس ڈبا دیا ہمنے آن سب کو اکہٹا " اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہی قوم ڈبوئی گئی جنہوں نے حضرت نوح کا انکار کیا تہا

* سورہ هود آیت ۳۷
سورہ مومنون آیت ۲۳

اور بہر الله تعالی نے * حضرت نوح کو فرمایا کہ " تو مت کہہ مجہسے آن لوگوں کے لیئے جنہوں نے نا فرمانی کی کیونکہ وہ ڈوبنے

قبل پيدايش ۲۳۲۵ — قبل پيدايش مسيح عليه السلام — قبل از تحمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

v. 23.—This also clearly brings to view the fact that those only were destroyed who were so very offensive to God. God again says—"Verily we sent Noah unto his people, saying, warn thy people before a grievous punishment overtake them."—Soora Noah, v. 1. It is obvious from this passage likewise, that when Noah's people did not yield obedience to the divine will which had been made known unto them, they alone, and not the whole world, were, as a just consequence, subjected to the punishment and afflictions designed for them.

Those who attempt to support the assertion of the flood having been universal, by referring to the holy Koran, allude to two verses in it: one of which being that where Noah thus prayed to God: "Leave not any families of the unbelievers on the earth."—Soora Noah, v. 26. But this verse cannot prove that the deluge was universal: since the words "earth and unbelievers" here used have the prefix *al,* which being the definite article in Arabic shows that they denote *that land* occupied by the people of Noah, and *those* unbelievers only who had disobeyed God when they knew his will. This signification is well supported and enforced by the several quotations I have given above. And the other verse one where God said—"And we caused his offspring to be those who survived." Soora Saffat, v. 77. I can not understand by what course of reasoning this verse is appealed to to prove the fact of the deluge having been universal: since it

والي هين" پس اس آيت سے بهي صرف انهي لوگون کا ڈوبنا معلوم هوتا هے جنهوں نے حضرت نوح کي هدايت کو نهيں مانا اور پهر خدا نے † فرمايا که " همنے بهيجا نوح کو اسکي قوم کيطرف که ڈرا اپني قوم کو پهلے اس سے که آوے انپر عذاب دکهه دينا " اور جب که حضرت نوح کي نصيحت اونهوں نے نماني تو حضرت نوح نے دعا مانگي که انپر طوفان کا عذاب آوے اس سے بهي اسيقدر معلوم هوتا هے که صرف قوم نوح پر عذاب آيا تها نه تمام دنيا پر *

جو لوگ که قران مجيد سے طوفان کا تمام دنيا ميں آنا بيان، کرتے هيں وه صرف دو آيتوں پر استدلال کرتے هيں اول وه آيت هے که جب حضرت نوح نے خداتعلی سے دعا کي که " ‡ اے پروردگار مت چهوڑ زمين پر کافروں کا ايک گهر بهي بسا هوا " حالانکه اس آيت سے کسيطرح عام هونا طوفان کا ثابت نهيں هوتا کيونکه اس آيت ميں جو ارض کا لفظ هے اسپر بهي الف لام هے اور کافرين کا جو لفظ هے اسپر بهي الف لام هے پس اس سے صاف ثابت هے که زمين سے وهي زمين مراد هے جهاں نوح کي قوم رهتي تهي اور کافروں سے وهي مراد هيں جنهوں نے حضرت نوح کا انکار کيا چنانچه اسي امر کي تائيد ان تمام آيتوں سے پائي جاتي هے جو اوپر مذکور هوئيں دوسري آيت وه هے جهاں خدا نے || فرمايا " اور کيا هم نے نوح هي کي ذريت کو بچي هوئي " ميں نهيں سمجها که اس آيت سے کسطرح

† سورة نوح آيت ۱

‡ سورة نوح آيت ۲۶

|| سورة صافات آيت ۷۷

only says, that of the people overtaken by that judgment none survived except the children of Noah. Hence how can it be alleged that it proves the whole of the earth to have been inundated? The fact is simply this, that like the Jews the Mahomedan doctors have sought to derive from the pages of the holy Koran, proof as to the universality of the deluge; while in reality there is no passage which fairly interpreted can be said to lead to such a conclusion.

On some events connected with the deluge as recorded in the holy Koran.

The events connected with the deluge related in our Koran which are not to be found in the Bible, are only two in number, viz. firstly, that Noah's wife and his son were drowned in the flood. I may here quote the few verses in which it is so stated. "Noah called unto his son who was separated from him, saying, embark with us, my son, and stay not with the unbelievers. He answered, I will get on a mountain, which will secure me from the waters. Noah replied, there is no security this day, from the decree of God, except for him on whom he shall have mercy. And a wave passed between them, and he became one of those who were drowned."— Soora Hood, v. 42—43.

قبل‌پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵　قبل‌پیدایش محمدرسول الله صلعم ۲۹۲۰

تمام دنیا میں طوفان آنے کا استدلال کیا جاتا ھے کیونکہ اِس آیت کا مطلب صرف اسقدر ھے کہ جن لوگوں پرطوفان آیا تھا اُنمیں سے بجز نوح کی ذریت کے اور کوئی نہیں بچا پھر اِس سے تمام دنیا پر طوفان آنا کیونکر ثابت ھو سکتا ھے حقیقت یہہ ھے کہ ھماری ھاں کے علماء نے صرف یہودیوں کی پیروی کرکر طوفان کا عام ھونا قران مجید سے نکالنا چاھا تھا ورنہ ھمارے قران مجید سے عام ھونا طوفان کا نہیں پایا جاتا فتدبر ✻

بعض واقعات طوفان کا ذکر جو قران مجید میں مندرج ھیں

وہ واقعات طوفان کے جو قران مجید میں مندرج ھیں اور ظاھرا ایسی معلوم ھوتی ھیں کہ اُنکا ذکر توریت مقدس میں نہیں ھے وہ صرف دو واقعہ ھیں یعنی حضرت نوح کے بیٹے کا اور اُنکی بیویکا بھی طوفان میں غرق ھونا چنانچہ اول ھم اُن آیتونکو یہاں لکھتے ھیں جنمیں وہ بیان ھے ✻

سورہ ھود آیت ۴۲ و ۴۳	سورہ ھود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ھے کہ"
ونادی نوح ابنہ و کان فی معزل یبنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین قال سآوی الی جبل یعصمنی من الماء قال لاعاصم الیوم من امرالله الا من رحم . و حال بینهما الموج فکان من المغرقین	اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ھورھا تھا کنارہ اے بیٹے سوار ھو ساتھہ ھمارے اور مت ھو ساتھہ کافروں کے کہا اُسنے میں چڑہ جاؤنگا پہاڑ پر بچادی کا مجھکو پانی سے

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۲۳۴۵	۲۹۲۰

نوح نے کہا کہ کوئی بچانے والا نہیں ہے آج کے دن الله کے حکم سے مگر جسپر وہ رحم کرے اور آگئی اُن دونوں میں موج پھر وہ گیا ڈوبنے والوں میں ●

اور اسی سورۃمیں اللہ‌تعالی فرماتا ہے

سورہ ھود آیت ۴۵ لغایت ۴۷

و نادیا نوح ربه فقال رب ان ابنی من اهلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین قال یٰنوح انه لیس من اهلک انه عمل غیر صالح فلا تسئلن مالیس لک به علم انی اعظک ان تکون من الجاهلین قال رب انی اعوذبک ان اسئلک مالیس لی به علم والا تغفرلی و ترحمنی اکن من الخسرین ●

اور پکارا نوح نے اپنے رب کو پھر کہا اے رب میرا بیٹا ھی میری گھروالونمیں سے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور توحاکمونکا حاکم ہے فرمایا اے نوح وہ نہیں تیری گھر والونمیں سے اُسکی کام ھیں ناکارہ تومت پوچھہ مجھسے جو تجھکو معلوم نہیں میں بچاتاھوں تجھکو جاھلوں میں ھونے سے کہا اے رب میری میں پناہ مانگتاھوں تجھسے یہہ کہ پوچھوں میں تجھسے جو معلوم نہو مجھکو اور اگرتو نہ بخشیگا مجھکو اور نہ رحم کرے گا تو ھون گا میں ٹوٹے والوں میں سے ●

"Noah called upon his Lord and said, O Lord, verily my son is of my family, and thy promise is true: for thou art the most just of those who exercise judgment. God answered. O Noah verily he is not of thy family: this intercession of thine for him is not a righteous work. Ask not of me, therefore, that whereof thou hast no knowledge. I admonish thee that thou mayst not become one of the ignorant. Noah said, O my Lord, I have recourse unto thee for the assistance of thy grace, that I may ask not of thee that whereof I have no knowledge; and unless thou forgive me and be merciful unto me, I shall be one of those who perish." Soora Hood, v. 45-47.

اِن آیتوں سے بعض لوگ خیال کرتے ھیں کہ سواے اُن تین بیٹوں کے جنکا ذکر توریت مقدس میں ہے حضرت نوح کے ایک اور بیٹا تھا جو کافروں کے ساتھہ ڈوب گیا ●

مگریہہ خیال غلط ہے حضرت نوح کے دُوسرا اور بیٹا سواے اُن تین بیٹونکے نہ تھا

It has been supposed that besides those sons of Noah spoken of in the Pentateuch, there was another son who was drowned. But this opinion cannot be received as true. Noah had no more sons than those three, and the son referred to in the Koran as having been drowned was not his own seed, being his son

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

only by the former husband of his wife Nama, Gen. IV. 22, who was from the race of Cain.—

This view is not my own alone but has the sanction and support of our learned commentators. It is stated in the Tufseer Kabeer, that the person whom Noah called his son was not so in truth. This is founded on the authority of Mahomed, son of Bukir, and Hussun Busree. And there is a tradition that Ally and Mahomud, son of Bakir, and Oorwa, son of Zoobair, read the feminine pronoun instead of the masculine pronoun used in the above verse for Noah, so as to make it applicable to his wife. And Katada said that on his having asked Hussun Busree about the son of Noah he got this answer: By God there was none drowned of the sons of Noah. On which Katada said that, while it was stated in the Koran that "Noah said, he was the son of his family," how was it then that the person alluded to was not the son of Noah? To this Hussun Bussree thus replied: Noah did not declare that he was one of his seed, but of his family, which leads to the suggestion already expressed.

The good authorities above quoted are sufficient to prove that the son of Noah who perished in the flood, was not of his own seed; and it is for this reason that nothing has been said of him in the Pentateuch.

اور یہہ بیٹا جسکا یہاں ذکر ہے حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا بلکہ حضرت نوح کی بیویکا بیٹا پہلے خاوند سے تھا اور قاین کی نسل سے تھا اور غالباً یہہ بیٹا نعمہ کا تھا جسکا نام کتاب پیدایش باب ۴ ورس ۲۲ میں آیا ہے *

یہہ جو میں نے بیان کیا یہہ میری رای نہیں ہے بلکہ ہمارے ہاں کے مفسر بھی یہی لکھتے ہیں تفسیر کبیر میں ہے کہ وہ جسکو حضرت نوح نے بیٹا کہا حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا بلکہ حضرت نوح کی بیوی کا بیٹا تھا اور یہہ قول بھی جناب محمد تقی باقر علیہ السلام کا اور حسن بصری کا اور یہہ روایت ہے کہ حضرت علی مرتضے رضی الله تعلی عنه اور حضرت محمد بن علی الباقر اور عروہ ابن زبیر اس آیت میں جو مذکر کی ضمیر ہے اور جو حضرت نوح کیطرف پھرتی ہے مونث کی ضمیر پرھتے تھے تاکہ حضرت نوح کی بیوی کیطرف پھرے اور قتادہ نے کہا کہ میںنے حسن بصری سے حضرت نوح کے بیٹے کا حال پوچھا

تفسیر کبیر

انه کان ابن امرئته وهو قول محمد بن الباقر علیه السلام و قول الحسن البصری ویروی ان علیا رضی الله عنه قراء ونادی نوح ابنه ابنها والضمیر لامرئته و قراء محمد بن علی الباقر و عروه ابن زبیر ابنه بفتح الهاء یرید انه ابنها الا انهما اکتفیا بالفتح عن الالف وقال قتاده سالت الحسن عن ابنه فقال والله ما کان ابنه فقال قلت له ان الله حکی عنه انه قال ان ابنی من اهلی وانت تقول ما کان ابنه فقال انه لم یقل انه ابنی ولکنه

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۴۰

قال من اهلی وَهذا لیدل علی قولی " انھون نے کہا قسم بخدا کہ حضرت نوح کے کوئی بیٹا جو ڈوبن میں ڈوبا نہ تھا قتادہ نے کہا کہ خدا نے تو قول نوح کا یون بیان کیا ہے کہ نوح نے اُس بیٹے کو جو ڈوب گیا کہا کہ میرا بیٹا میری خاندان میں سے ہے اور تم کہتے ہو کہ اُسکے کوئی بیٹا جو ڈوبا نہ تھا حسن بصری نے کہا کہ حضرت نوح نے یہہ نہیں کہا کہ میرا سگا بیٹا بلکہ یہہ کہا کہ میری خاندان کا بیٹا اور یہہ اُنکا کہنا اُس بات پر دلالت کرتا ہے جو میں کہتا ہوں ❋

بس اِن روایتوں سے ثابت ہوا کہ یہہ شخص حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا اور اسی سبب سے توریت مقدس مین حضرت نوح کے بیٹوں کے ساتھہ اِسکا ذکر نہیں ہی جس آیت سے حضرت نوح کی بیوی کا طوفان مین ڈوبنا خیال کیا جاتا ہے وہ یہہ ہے

سورہ تحریم آیت ۱۰

ضرب الله مثلا للذین کفروا امرءة نوح و امرءة لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاھما فلم یغنیا عنھما من الله شیئا وقیل ادخلا النار مع الدخلین

الله نے بتائی ایک کہاوت منکروں کی واسطے عورت نوح کے اور عورت لوط کے گھر میں تھیں دونوں ایک دو نیک بندوں کے ہمارے بندوں میں سے پھر فاقہ بہانی کی اُنہوں نے اُنکی پھر نہ دفع کیا اُنھوں نے اُن سے تھوڑا سا بھی عذاب الله کا اور حکم ہوا کہ جاؤ دوزخ میں ساتھہ جانے والونکے ❋

اس آیت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی بھی

The passage supposed to have reference to the perishing of the wife of Noah is the following:— "God setteth forth as an example unto the unbelievers, the wife of Noah and the wife of Lot: they were two of our righteous servants, and their wives deceived them both: wherefore their husbands were of no avail to them at all, in the sight of God; and it shall be said unto them at the last day, Enter ye into hell fire with those who enter therein."— Soora Tuhreem; v. 10.

It is argued by some from the language of this verse that the wife of Noah

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

کافروں میں تھی اور وہ بھی غرق ہوئی اور توریت مقدس سے پایا جاتا ہے کہ حضرت نوح کی بی بی کشتی میں حضرت نوح کے ساتھہ تھی اور انہوں نے ڈوبنے سے نجات پائی ●

مگر سمجھنا چاہیئے کہ باجودیکہ اِس آیت میں حضرت نوح کی بیوی کا ڈوبنا صاف صاف بیان نہیں ہوا لیکن اگر اسپر بھی اُنکا ڈوبنا ہی سمجھیں تو اُسکے ساتھہ ہی ہمکو یہہ بات بھی نہنی چاہیئے کہ ہمارے ہاں کتابوں سے پایا جاتاہے کہ حضرت نوح کی دو بیویاں تھیں اُنمیں سے ایک بی بی ڈوبی اور ایک حضرت نوح کے ساتھہ کشتی میں گئی چنانچہ تفسیر کبیر میں ابن عباس سے روایت لکھی ہی کہ کشتی میں نوح اور اُنکی بیوی بھی تھی سواے اُس بی بی کے جو ڈوب گئی بعض علماء یہود کہتے ہیں کہ حضرت نوح کی ایک بی بی نعمہ نسل قاین سے تھی اور ایک بی بی اولاد حضرت ادریس سے بس کچھہ عجب نہیں کہ نعمہ کافر ہو اور وہ ڈوب گئی ہو اور اِسی سبب سے توریت مقدس میں اُسکا ذکر نکیا ہو مگر جب یہہ بات ثابت ہے کہ حضرت نوح کی ایک بی بی بلاشبہ کشتی میں تھی تو اگر اس آیت سے ایک بی بی کا غرق ہونا ہی مراد لیا جاوے تو بھی کچھہ اِختلاف نہیں رہتا ●

s one of the unbelievers, and therefore rished with them; whereas on the ner hand, she is said in the Mosaic count to have taken shelter in the k, and thus to have been saved.

Notwithstanding that the destruc- on of Noah's wife is here not expressly entioned, but allowing it to have been ally the case, we may consider that cording to our books Noah had two ives, one of whom, as tradition relates, as drowned; while the other escaped ith Noah in the ark. It is quoted in he Tufseer Kabeer from Ibn Abbas, hat there were in the ark Noah and is wife independent of the one that erished in the inundation. Rabbis say hat Noah had two wives one being amed Nama from the race of Cain, and he other from the children of Enoch; and that it is not unreasonable to con- clude that Nama may have been infidel, and consequently drowned: for which reason she was not regarded worthy of being mentioned in the Pentateuch. In short under all circumstances, when it is proved that there certainly was a wife of his in the ark with Noah, there can not be said to exist any discrepancy between the Mosaic History and the Koran, even allowing that one of his wives had been drowned.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ٢٣٣٥ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ٢٩٢٠

A REFUTATION OF THE OBJECTIONS OF DOCTOR COLENSO TO A PARTIAL DELUGE.

In his Part IV. p. 202 Dr. Colenso says that "the difficulties already noticed besides others yet to be named, will not be really removed by this supposition. For it is just as inconceivable that the worms and snails and grasshoppers should have crawled into the ark from different parts of some large basin in Western Asia (as Hugh Miller imagines) as from different parts of the world. One small brook alone would have been a barrier to their future progress."

But if we carefully consider the subject in Scripture, this objection will be found of very little worth. God has said, that, whatever existed upon the earth would perish and die on the earth being flooded by waters, VI. 17 : consequently those creatures that *inhabit the water* would not have needed to take shelter within the ark. Again as it was God's purpose in directing Noah to secure a pair of every description of animals to preserve and perpetuate their species with Noah's for futurity, VI. 19, 20, VII. 3, we should rationally infer that those creatures such as insects &c which come into existence spontaneously or without having reference to the ordinary process of nature, had no need also for seeking refuge in the ark : since it is found plainly stated in the religious books of us Mahomedans that Noah had given asylum in his ark to those animals only which possess within themselves the power of reproduction. Consquently those inferior orders of the animated

بشپ کالنزو صاحب کے اعتراضوں کا جواب جو خاص طوفان کي نسبت هيں

† قوله " اگر طوفان کو ایک خاص ملک میں مانا جارے توبهي مشکلات رفع نهیں هونیں کیونکه یهه بات که رینگنے والے کیڑے اور گهونگے مغربي ایشیا کے کسي بڑے دایره کے مختلف حصوں سے کشتي میں رینگ آئي هوں جیسا هو ملر صاحب خیال کرتے هیں ایساهي نا قابل قیاس هے جیسا که دنیا کے مختلف حصونمیں سے ائے هوتے ایک هي چهوٹي ندي آنکے آگے بڑهنے دینے کے لیئے روکاوٹ هوتي " *

مگر جب هم کتاب اقدس پر غور کرتے هیں تو اس اعتراض کي کچهه بهي بنیاد نهیں پاتي خدانے فرمایا تها که طوفان کے آنے سے ‡ جو زمین پر هے مرجائیگا بس جتنے جانور دریائي یا پاني کي پیدایش تهی اُنکا کشتي میں آنا کچهه ضرور نه تها اور جو که خداتعالی نے اُن جانوروں کے کشتي میں بیٹهانیکا اسلیئے حکم دیا تها که || وه بهي حضرت نوح کے ساتهه زنده رهیں جسکا مطلب یهه تها که اُنکي نسل آینده کو منقطع نهو اس سے ثابت هوتا هے که اُن حیوانات کا جو از خود بغیر توالد و تناسل کے پیدا هو جاتے هیں آنکے لیئے کشتي میں بیٹهانیکا حکم نه تها چنانچه همارے مذهبي کتابوں میں بهي صاف لکها هے که حضرت نوح نے صرف اُنهي جانوروں کو جو بچه دیتے هیں یا انڈا دیتے هیں کشتي میں بٹهایا تها بس ایسے جانوروںکا جنکا کشتي تک آنا بشپ

† حصه چهارم صفحه ٢٠٢

‡ باب ٦ — ١٧

|| باب ٦ — ١٩ و ٢٠ و ٧ — ٣

creation, whose access to the ark according to Dr. Colenso would have been most difficult or rather impossible, should not have been obliged to go in at all.

Dr. Colenso again says, that " nor Noah could have also provided for the wild carnivorous animals of those parts which included the lion and leopard, the eagle and vulture."

But I think he should not have claimed to himself the right of putting forward this objection unless he could have proved first that such ferocious beasts were really admitted. Noah himself had not the care of gathering around him all the beasts of the forest and the birds of the air; but it was God who was pleased to cause them to assemble there miraculously, VI. 20, and VII. 9., either for preserving their species for future or for some other contingency that might have arisen from the flood. Consequently by all the animals in pairs spoken of in Scripture only those are to be understood that God had caused to resort to the ark by His own supernatural power. Hence Dr. Colenso's aforesaid objection would be worth anything at all, when he could first prove that animals like tiger, leopard, eagle and vulture, did receive shelter in the ark with Noah.

He again says, that " besides in such a case what need would there have been to crowd the ark with the fowls of the air by sevens? Gen. VIII. 3.—since birds surely might have made their escape easily beyond the boundaries of

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۲۵ | قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۰

کانزو صاحب دشوار خیال فرماتے ہیں کچھہ ضرور نہ تھا ٭

قولہ " نہ نوح اُن حصونکی جنگلی خونخوار حیوانوں کی غذا وغیرہ کا سرانجام کرسکا ہوگا جنمیں شیر چیتا اور عقاب اور گد تہے "

اِس اعتراض سے پہلے بشپ کانزو صاحب کو یہہ بات ثابت کرنی چاہیئے تھی کہ بیشک یہہ جانور جنکا وہ ذکر کرتے ہیں نوح کی کشتی میں تھے حضرت نوح نے خود تمام جانوروں کو کشتی میں جمع نہیں کیا تھا بلکہ خود خدا نے تمام چرند و پرند کو جنکا کشتی میں بیٹھنا خواہ واسطے بقاے نسل کے خواہ واسطے اور کسی کام کے جسکی طوفان میں ضرورت تھی مصلحت سمجھا تھا حضرت نوح کے پاس بطور ایک معجزہ کے جمع کردیا تھا چنانچہ اس معجزہ کا اِشارہ ہم خود کتاب اقدس سے † پاتے ہیں پس جہاں جہاں کتاب اقدس میں سب جانوروں اور اُنکی جوڑوں کے داخل کرنیکا حکم ہے اُنسے وہی جانور اور جوڑے مراد ہیں جنکو خدا نے نوح کے پاس حاضر کردیا تھا پس اگر بشپ صاحب پہلے یہہ بات ثابت کردیں کہ اُن جانوروں میں شیر اور چیتے اور عقاب اور گد بھی تہے تو شاید اِس اعتراض کرنے کی جگہہ ہو ٭

قولہ " علاوہ اسکے ایسی حالت میں کشتی کو پرندونکے ‡ سات سات جوڑوں سے بھر دینے کی کیا ضرورت ہوئی ہوگی کیونکہ پرندے طوفان کی حدود سے آگے باسانی چلی گئی ہونگی " ٭

† باب ۶ — ۲۰
۷ — ۹

‡ باب ۸ — ۳

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۴۵ — قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۱۹۲۰

the inundation."

Archdeacon Pratt writes, page 55 :— "A better acquaintance with the habits of many of the migrating birds will convince an objector, that even in a local deluge of the extent which we suppose the deluge may have attained, many species would have become extinct but for their preservation in the ark, as the surrounding regions could not have supplied them."

آرچ ڈیکن پریٹ صاحب نے اپني کتاب کے صفحہ ٥٥ میں اس مشکل کو اسطرح پر حل کیا ھے کہ جو جانور نقل مکان نہیں کرتے اُنمیں سے بہت سوں کي عادتوں سے واقف ھونے پر ایک معترض کو اسکا بہي یقین ھوگا کہ اِسیقدر کے ایک خاص طوفان میں جسقدر کہ وہ ھوا ھو بہت سي قسمیں اُنکي معدوم ھوجاتیں لیکن کشتي میں حفاظت پانے سے فہوئیں کیونکہ گردنواح کي ولایتوں میں سے وہ بہم نہ پہونچتیں *

Dr. Colenso thus objects to the above that "why on this account should all the birds &c within this limited district have been preserved in the ark, since most of them also existed beyond its boundary."

اس جواب کو بشپ صاحب اسطرح پر رد کرتے ھیں کہ اس وجہہ سے اُس ضلع محدود کے تمام پرندوں کو کشتي میں کیوں محفوظ کیا ھو کیونکہ اُنمیں سے بہت سي اُسکي سرحد کے باھر موجود تھی *

Nor has Dr Colenso proved in this instance that the animals which lived beyond the boundary of that limited region were received by Noah in the ark before starting the above objection. For God may have caused only those animals to repair to Noah, the species of which being peculiar to the inundated district had not yet spread over other countries, and which would have otherwise become extinct for ever. Or even suppose they did exist in other countries likewise, yet they might have been such as could not afterwards possibly migrate to the deluged tracts for reasons like those that Dr. Colenso brings forward in regard to the impossibility of their access to the ark; or they may have

مگر بشپ صاحب نے ابہي یہہ بات ثابت نہیں کي کہ حضرت نوح نے اُن جانوروں کو بہي کشتي میں محفوظ کیا تھا جو اُس ملک کي جہاں طوفان آیاتھا سرحد کے باھر رھتي تھے کیونکہ ھم یہہ کہتے ھیں کہ خدا نے ھر قسم کے اُنہي تمام جانوروں کو حضرت نوح کے پاس معجزہ سے حاضر کیا ھوگا جنکي نسل ابہي اُس ملک سے جسمیں طوفان آیا تھا اور ملکوں میں نہیں پہیلي تہي اور اس سبب سے اُنکے معدوم ھو جانیکا اندیشہ تھا یا گو اُنکي نسل دوسرے ملک میں تہي مگر وہ ایسي چہوٹي یا ایسي قسم کي تہي جنکا دور و دراز ملکوں میں سے سفر کرکر اُس ملک میں انا اُنہي وجوھات سے

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

مشکل تھا جن وجوھات سے بشپ صاحب
آنکا حضرت نوح کي کشتي تک انا
مشکل تصور فرماتے ھیں یا اُن کے بٹھانے
سے کوئي اور غرض مثلاً قرباني کي یا
خوراک کي یا زمین کي خشکي دریافت
کرنے کي یا اور کوئي متعلق تھي ❊

قوله " لیکن بلاشبه زیاده صاف لفظ به
نسبت اُنکي جو کتاب اقدس میں یهه
بات ظاهر کرنیکي لیئے مستعمل هوئي
هیں که طوفان عام هوا بمشکل مستعمل
هوسکتي هیں †

ان ورسوں میں کوئي لفظ ایسا مستعمل
نهین هوا جسکے معني خواه نخواه ایسي
هي هوں که طوفان عام هوا همارا یهه
مطلب نهیں هی که هم خواه نخواه کتاب
اقدس کے لفظوں کو مروڑیں اور آسکے
علانیه معني جیسے کوئي متوسط عقل والا
آنکو سمجهے نه لیں بلکه صاف همارا مطلب
یهه هے که علانیه کتاب اقدس کے دوسرے
معني اور اسیطرح پر جیسا که کتاب
اقدس کا محاوره اور استعمال کا طریقه هے
اور جیسا که ایک متوسط عقل کا آدمي
سمجهه سکتا تها بلکه بهت زیاده
سادگي اور بے تکلفي سے لیئي جاسکتي
تهي اور جو هماري عقل کے قصور اور
هماري غفلت سے همسے چهوٹ گئے تهے
انکو هم اختیار کریں همکو اسبات میں که
همارے علم الهي کے کسي عالم نے قبل
پیش آنے ان مشکلات کے ان معنوں کي
طرف رجوع کي تهي شیخي کرنا اور یهه
بات کهني که بشپ سٹیک صاحب اور
پول صاحب نے اس رائے کي تائید
مدت پیشتر اس سے که قدرت کے عام

† باب ۶ — ۱۷
۶ — ۱۹
۷ — ۴
۱۵
۱۹
۲۱
لغایت
۲۳
۸ — ۲۱
۹ — ۱۱
۱۵

been such as were secured for special purposes, such as those of sacrifice and food; or for the purpose of ascertaining by their help the drying up of the land after the subsidence of the flood. He again says that "surely plainer words could hardly be used than those Scripture employs to show that the deluge was universal, VI. 17, 19; VII. 4,15, 19, 21—23; VIII. 21; IX 11, 15."

The verses here referred to do not contain any such words as would necessarily signify a universal deluge. By this I do not mean to say that I am to twist and distort the words of Scripture and reject the plain and obvious sense in which a man of average capacity would take them. On the contrary, it is my intention fairly to adopt a secondary but which shall be an equally obvious meaning, in a manner conformable to the common phraseology and the idiomitic style of the Scriptures, which meaning a man of ordinary information would not hesitate to accept, and which may indeed be permitted by common usage; but which has hitherto remained unnoticed in consequence of our own imperfect understanding and carelessness. We need not boast that ere the occurrence of the present difficulties any of our divines had recourse to the meaning in question; nor need we say that Bishops Stack and Pool had maintained this opinion long before the researches into the science of nature demanded it. Moreover we should honestly feel grateful to

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۲۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

the Geologist through whose means we have now come to know and become sensible of our long established error. But what we may fairly boast of is the triumphant fact of the irreversible and accurate truth of the words of God which we believe and reverence; and we are also led to see that the greater the progress of our knowledge, the more bright and true they prove to be. Though our feeble and finite understanding may have, during a certain period, led us to mistake the true sense of the word of God, and though we may still be liable to err, yet it is very surprising to see that notwithstanding the possibility of falling into any serious errors and being in fact still surrounded by them, the Scriptures have been in both cases equally and alike the instrumental means of our spiritual knowledge and edification.

If we study the Scripture-phraseology with candour and impartiality, we shall be convinced that the words used on the occasion were never intended to signify the whole world, or to convey a sense of that universality which the critics of modern times assume and maintain. It is to be considered that after the creation of Adam when men began to increase and multiply, to such an extent that the surplus population emigrated and spread themselves over different parts of the earth where they founded cities and countries very distant from each other; and when the roads were unsafe and impassible; when from the want of geographical knowledge a ge-

کي تحقيقات نے آسکو جاها کي تهي کچهه ضرور نهيں بلکه همکو نهايت نيک دلي سے علماء علم جيالوجي کا احسان ماننا چاهيئے که اُن کي بدولت هم اپني اِس غلطي سے متنبه هوئے مگر بيشک اِسبات پر هم فخر کرسکتے هيں که کلام الهي جسکے هم ماننے هيں کيسا ابدي اصليت ميں صحيح اور سچا هے که جوں جوں علم کي زياده ترقي هوتي جاتي هے ووں ووں هم اُسکو اصلي اور صحيح پاتے جاتے هيں گو کسي وقت ميں هماري کم زور عقل نے اُسکے سمجهنے ميں غلطي کي هو اور گو هماري يهه موجوده حالت بهي کسي غلطي ميں هو اور اُسپر بهي زياده تر عجيب بات يهه هے که باوجوديکه هم کيسي غلطي ميں پڑگئے تهے يا اب پڑے هوئے هوں دونو حالت ميں کتاب اقدس هماري روحاني تربيت کو يکساں فائده پهونچاتي هے ٭

اگر سادگي اور نيک دلي سے هم کتاب اقدس کے محاوره پر غور کريں تو هم يقين کرسکتے هيں که جو الفاظ کتاب اقدس ميں بولےگئے هيں اُنسے تمام دنيا اور ايسے عام معنی جيسيکه همارے اِس زمانه کے نکته چيں عالم ليتے هيں مراد نهيں هيں غور کرو که بعد پيدا هونے حضرت آدم کے جب انسان زمين پر بڑهنے لگا اور اُسکي کثرت هوگئي اور وه هر طرف دوردست ملکوں ميں منتشر هوگئے اور به سبب درست نهونے راهوں کے اور نه واقف رهنے کے سمتوں ملکوں سے اور نه کافي هونے وسيله سفروں کے اور کثرت سے هونے جنگلوں کے وه لوگ آپس سے ايسے جدا

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۳۵　　قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

neral ignorance prevailed respecting the situation and direction of countries; when the means of travelling were wanting and forests were in great abundance, it is not at all surprising that amid all these difficulties and disadvantages, mankind should, in that age, have been so far apart and the different nations and tongues so hopelessly separated from each other, that one people were not in a position to know anything of the other; and the nation that settled the farthest, was probably quite unknown to the one that had its location nearest to their common-starting point. Admitting these premises it follows that the acquaintance and intercourse of Noah and his people was confined only to the inhabitants of the countries which surrounded them, and to those countries only could they possibly resort. Consequently their knowledge of the geography of the antediluvian world was limited to those of their neighbouring nations of whose existence they were aware. What! can we conceive for a moment that the ancient inhabitants of Eden knew anything about the lofty peaks of the Himalayas or of the Andes? This being the state of things at that period can it be a matter of surprise to us to find that a people whose ideas of the then known world were restricted to the few countries of which alone they had personal knowledge, should be addressed in the style adopted in Scripture? This form of speech alone ought to convince us, that it was impossible for the writer in the absence of a revelation to have made

ہوگئے ہونگے کہ ایک کو دوسرے گروہ کی کچھہ خبر نہ ملتی ہوگی اور جو گروہ کسی دوردست ملک میں آباد ہوا ہوگا اُس ملک کی اطلاع پہلی گروہ کو مطلق نہو گی پس حضرت نوح اور اُنکی امت صرف اُنہیں ملکوں سے واقف ہونگے جو اُن کے مسکن کے قریب قریب ہونگے اور جہاں سے آمدورفت آسانی سے ممکن تھی اور حضرت نوح اور اُنکی امت اُسی قدر ملکونمیں جو اُنکو معلوم تھے پرانی دنیا کو محدود سمجھتے ہوں گے کیا تم خیال کرسکتے ہو کہ اُس زمانہ میں عدن قدیم کے رہنے والے ہندوستان کے همالیہ پہاڑ کی بلند چوٹی کو اور امریکہ کے بڑے پہاڑ کی بلند چوٹی کو جانتے تھے ؟ پس کون تعجب کا مقام ہے کہ اُن لوگوں سے جو تمام دنیا کو صرف چند ملکونمیں محدود سمجھتے تھے ایسے طرز کلام سے گفتگو کیجاوی جسطرح کہ کتاب اقدس میں کی گئی ہے ہم صرف اس طرز گفتگو ہی سے یقین کرسکتے ہیں کہ ایسا عمدہ طرزکلام جو کہ کتاب اقدس نے اختیار کیا ہے ممکن نہیں کہ بغیر رویلیشن کے اختیار کیا جاتا جس زمانہ میں کہ ہمکو امریکہ سے کچھہ واقفیت نہ تھی اور تمام دنیا کو صرف دنیاے قدیم میں محدود سمجھتے تھے اگر کوئی شخص ہمکو اُس واقعہ کی خبر جو صرف دنیاے قدیم میں ہونیوالا تھا ان الفاظ سے دیتا کہ تمام ملک جو آسمان کے تلے ہیں اُنمیں یہہ ہوگا اور تمام پہاڑوں پر جو آسمان کے تلے ہیں یہہ واقعہ گذریگا اور تمام جانداروں پر جو دنیا میں بستے ہیں یہہ مصیبت پڑیگی تو

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

use of a form of address better suited to the subject of which he treats than that used in Scripture. If at the time we knew nothing of America, and believed that the three quarters of the Globe comprehended whole world, a man were to predict an event that should happen only to the old world, in these words, viz—that throughout all the countries that were under the heavens such a phenomenon will occur, that all the mountains under heaven shall be affected by it, and that all the animals living in the world shall suffer from it—would that man be held to be guilty, I ask, of an improper form of speech when using such language to his auditors and readers? So rigidly correct and exact is then the style of Scripture that notwithstanding the progressive advancement of knowledge compared with that of preceding generations, yet the people through every succeeding age have been enabled to enjoy the consolation and blessing of the Scriptures to the extent which their means of information from time to time permitted. When we knew the world to have been a small tract, we were as much benefitted by the spiritual precepts of Scripture as at the present time, and now when our knowledge has greatly advanced and we have discovered the world to be vast and extensive under the heaven, still the Scriptures bestow upon us the same degree of celestial illumination and spiritual benefits as they did then when our knowledge was so crude and so limited. And if in a future age mankind should discover other ter-

وہ شخص بلحاظ ہمارے علم کے جنسے وہ مخاطب ہے کسي نا واجب طرز کلام سے گفتگو کرتا ہے؟ دیکھو کیا عمدہ طرز کلام ہے کتاب اقدس کا کہ باوجود مختلف ہونے ہمارے علم کے ہر شخص اور ہر زمانہ میں بقدر اپنے علم کے آسکے فائدہ سے محروم نہیں رہا جبکہ ہم دنیا کو صرف ایک ہتیلي بھر کے عرض و طول میں محدود سمجھتے تھے جب بھي ہم کتاب اقدس سے یکسان روحاني تربیت پاتے تھے اور جبکہ ہمارے علم کو ترقي ہوئي اور ہمنے دنیا کو ایک بہت بڑا وسیع میدان آسمان کے تلے پایا تب بھي اُس سے یکسان روحاني تربیت پاتے ہیں اور آیندہ کو اگر ہم اِس سے اور بھي زیادہ بڑي وسیع دنیا سے واقف ہونگے تب بھي ویسي ہي یکسان روحاني تربیت پاوینگے پس اِن وجوہات سے اگر ایک سیدھے اور سادے طور سے کتاب اقدس کے اُن الفاظ سے جو تمام دنیا پر دلالت کرتے ہیں صرف محدود ملک اور آسکے اِنسان اور آسکے حیوان مراد لیئے جاویں تو ہمنے طرز کلام کتاب اقدس کے برخلاف کچھہ بھي نکیا ہوگا مگر ہم جانتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے نکتہ چین عالم کب ہمکو ایسا سیدھا و صاف صاف رستہ چلنے دینگے اِسلیئے ہمکو ضرور پڑا کہ ہم علمي گفتگو سے آنکا مقابلہ کریں اور کتاب اقدس میں آنسے بھي زیادہ نکتہ چیني کر کر آسکا خوب امتحان کریں ✱

تبل پیدایش مسیح علیہ السلام	تبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم
۲۳۳۵	۲۹۲۰

restrial regions yet unknown, they will nevertheless continue to realize the same blessed privileges from the inspired pages of holy Writ. Now if on due consideration of these arguments those words of Scripture which are received as having reference to the *whole world*, be allowed to mean only a *limited portion* of it, inclusive of the created things which were peculiar to that part, it will be seen that no fair objection can be taken to the text; and that by this mode of explanation we do no violence to the literal wording of the Scripture history. But as I feel that the critics of our day would hardly allow me so simple and easy a solution of the difficulty under notice, I consider myself bound to treat them with a more elaborate solution of it, and shall proceed to examine and criticize the scriptures for this purpose more thoroughly than they have done.

Now I turn to those passages which Dr Colenso has referred to as strongly supporting the theory of an universal deluge. With respect to some of these passages I will think it sufficient only to interpret and construe them literally, with reference to the corresponding passages found in the Hebrew Text: since such a literal rendering will alone avoid all uncertainty and dispute. While as regards the others, their subject-matter shall be discussed according to the apparent exigency in each case.

اب هم آن ورسوں پر متوجه هوتے هیں جنکو بشپ کالنزو صاحب نے واسطے ثبوت عام هونے طوفان کے پیش کیا هے اور بعضوں کے تو صرف عبري الفاظ کے مطابق ترجمه کرنے هي پر اکتفا کرتے هیں کیونکه آس ترجمه هي سے شبهه رفع هوجاتا هے اور بعض کي نسبت بقدر حاجت بحث بهي کي جاتي هے •

"And behold. I, even I, do bring a flood of waters upon *this* land to destroy all flesh wherein is the breath of life, from under heaven; and everything that is in this land shall die." Gen.

اور میں اب لانیوالا هوں طوفان پانی کا اوپر آس زمین کے واسطے مٹادینے تمام بسر (جسم) (بشر) جسکے ساتهه هے روح زندگي کي نیچے سے آن آسمانوں کے سب جو زمین پرهے

قبل پیدایش مسیح علیہ السلم ۲۳۳۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۳۰

VI. 17.

The words "this land" contained in the above verse point out to the particular country or tract which was to be visited by the deluge; to the destruction of all flesh that inhabited that particular region; and to the extinction of all that was in it; and those words do not refer to the whole Globe.

"And of every living thing, of all flesh, two of every sort, shall thou bring into the ark, to keep them alive with thee; they shall be male and female." Gen. VI. 19.

When it is established that the deluge was a calamity to fall upon a fixed area according to God's purpose, it naturally follows that those living creatures whose species it was designed to perpetuate by admitting them into the ark, must have necessarily belonged to, and had their haunts and habitation within, that special area which the Divine will had marked out for destruction; and the deduction to be drawn from this is clear, that those species were natives of that surface, and had not spread over other countries or parts of the earth; or even if they had, it may be inferred that their reappearance and propagation within the area of the flooded tracts, might, for certain physical reasons, have been difficult or impossible.

"For yet seven days, and I will cause it to rain upon *this* land forty days and forty nights; and *all this* which I have made will I destroy from off the face of *this* land." Gen. VII. 4.

مرجاویگا ٭ باب ۶ — ۱۷

اِس ورس میں جو لفظ اُس زمین کا ہے اُس سے اشارہ ہے اُس خاص ملک کا جسپر طوفان آنیکو تھا اور اُسی خاص ملک کے تمام جسم کے مٹانیکا اور اُسی زمین پرجو تھے اُنھی کے مرجانے کا بیان ہوا ہے نہ تمام کرۂ زمین کا ٭

اورسب جاندار سے سب جسم سے دو سب سے لاتو طرف کشتی کے تا کہ زندہ رہیں ساتھہ تیرے نرومادہ ہوویں وہ باب ۶ — ۱۹ ٭

جبکہ یہہ بات معلوم ہوئی کہ طوفان ایک خاص ملک میں جسکی طرف خدانے اشارہ کیا تھا آنے والا تھا تو جن جانداروں کے کشتی میں رکھنے کا حکم دیا وہ اُسی ملک کے جانور تھے اور نرومادہ رکھنے سے صاف پایا جاتا ہی کہ اُنکی نسل کا برقرار رکھنا منظور تھا پس کشتی میں وہی جانور لائے گئے ہونگے جنکی نسل اُس ملک کے سوا دوسرے ملکونمیں نہ پہلی تھی یا کسی اورسببوں سے بعد کو اُنکا اس ملک میں آنا اور اُنکی نسل کا پہیلنا دشوار تھا ٭

کیونکہ دنو بعد سات کے میں مینہہ برسانے والاہوں اوپر اِس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات اور مٹادونگا میں تمام اِس موجود کو جو بنایا میں نے اوپر سے منہہ اِس زمین کے باب ۷ — ۴ ٭

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۳۵ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

Everywhere in the preceding verse there is a particular region pointed at; and particular objects; consequently an exact translation of the passage is in itself sufficient to prove that the deluge was not universal.

اس تمام ورس میں ہرجگہہ خاص ملک اور خاص چیز کي طرف اشارہ ھی پس صرف اسکا صحیح ترجمہ ھي اسبات کے ثبوت کو کافي ھی کہ طوفان عام نہ تہا *

"And they went in unto Noah into the ark, two and two of all flesh, wherein is the breath of life." Gen. VII. 15.

اور ائی پاس نوح کے تابوت (یعني کشتي) میں دو دو سب اجسام جو رکہتی تہے روح زندگي کي باب ۷—۱۵

It is of course true that all the animals peculiar to the deluged region came up to Noah miraculously as Scripture tells us; but this does not tend to prove the deluge to have been universal.

سچ ھی کہ جس ملک میں طوفان آنیکو تہا اُس ملک کے سب حیوان اُن ھي شرطون اور اُنھي قیدون سے جو اوپر مذکور ہوئیں بطور ایک معجزہ کے جیسا کہ کتاب اقدس ھمکو ھدایت کرتي ھی حضرت نوح کے پاس آئے مگر اس سے طوفان کا عام ھونا ثابت نہیں ھوتا *

"And the waters prevailed exceedingly upon *this* land, and all the high hills that were under the whole heaven were covered." G. VII. 19.

اور پاني کا زور ھوا بہت بہت اوپر اُس زمین کے اور چہپادیا سب پہاڑون اونچونکو جو تہے نیچی آسمانوں کے باب ۷—۱۹ *

In this verse also the particular tract visited by the deluge is spoken of. The only point open to question in it is the Hebrew word *yekkhassoo* signifying covered which requires some explanation. It is a misrepresentation of the real meaning to say or to infer, that the waters rose to such a height as to cover even the high hills. The obvious and only possible sense which the expression in my opinion conveys, is, that the downpour was so quick, so heavy and violent, as to have *put out of sight* even the high hills under heaven.

اس میں بھي اشارہ اُس خاص ملک کیطرف ھے جس میں طوفان ایا تہا صرف ایک لفظ (یخسو) יכסו کا جسکے معنے ھیں چہپادیا اُسپر بحث کرني باقي ھے مگر اسکے یہہ معنے سمجھنے کہ زمین کے اوپر اسقدر پاني اونچا ھوا کہ اونچی پہاڑ بھي اُسمیں غرق ھوگئی ایک غلطي ھی بلکہ اسکے معنی صاف یہہ ھیں کہ مینہہ ایسا زور شور سے موسلادھار برستا تہا کہ اُسنی اونچی پہاڑون کو بھي جو آسمان کے تلی تہے چہپالیا تہا یعني بلند پہاڑ بھي کثرت مینہہ سے نظر نہ آتے تہے *

The word in question has in Scripture been frequently applied to an object

اکثر جگہہ کتاب اقدس میں اس لفظ کا چہپادینی کے معنونمیں ایسي ھي چیز

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵
قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

پر استعمال هوا هی جو اوپر سے آتر کر
کسي شی کو نظر سے چهپاوے کتاب
خروج باب ۲۴—۱۵ میں لفظ یخس יכס
کا هی اور آبر نے جو پهاڑ کو چهپادیا تها
آسپر بولا گیا هے اور اسي باب کے سولهویں ورس
میں لفظ یخصهو יכסהו کا هے اور وهاں خدا
کے جلال کا پهاڑ سینی پر اوترنے اور آسکے
آبر سے چهپ جانے پر بولا گیا هے اور اسي
کتاب کے باب ۱۰—۵ میں خسه כסה کا
لفظ هے اور ٹڈیوں نے اوتر کر جو زمین کو آنکهه
سے چهپا دیا تها آسپر بولا گیا هے اور آسي باب
کے ورس ۱۵ میں یخس יכס کا لفظ آنهي
معنوں میں اور کتاب اعداد باب ۲۲—۵ و ۱۱
میں لفظ خسه כסה اور یخس יכס کا آدمیوں
کي کثرت سے زمین کي چهپ جانے پر بولا
گیا هے پس اس مقام میں بهي جسمیں
هم بحث کر رهے هیں اس لفظ سے یهه
مراد سمجهني که زمین کے پاني نے پهاڑونکو
غرق کر دیا تها ضروري نهیں هے ●

which descending from above obstructs our view of some other object. For example the word *yekkhus* occurs in Exo. XXIV. 15. where it is used to express the fact of a mountain being obscured by the clouds surrounding it. Again the word *yekkhussahoo* occurs in verse 16 of the same chapter, where the glory of God is spoken of as descending on the mount Sinai, and disappearing by the interposition of the clouds. Again the word *khussa* is used in Exo. X. 5. where it speaks of the earth being put out of sight by the descending of the locusts upon it, whereby it was completely covered. Again there is in verse 15 of the same chapter the word *yekkhus* which conveys the same meaning. Further, in the Book of Numbers XXII. 5. and 11. the words *khussa* and *yekkhus* are used to indicate the circumstance of the earth being concealed by a mob of men. The expression in fact may be accepted as partly figurative, and therefore it is not requsite that in the instance under notice it should be taken to imply that the waters of the earth had literally and really submerged the hills.

:: اور مر گیا سب جسم جو چلتا اوپر آس
زمین کے مع آوڑنے والي اور مع چوپائے
اور مع جانور اور مع سب رینگنیوالے کے
جو رینگتا اوپر آس زمین کے اور سب وہ
آدمي باب ۷ — ۲۱ ●

" And all flesh died that moved upon *this* land, both of fowl and of cattle and of beast and of every creeping thing that creepeth upon *this* land and every man." G. VII. 21.

سب جو که سانس روح زندگي کي
آسکي ناک میں تهي هر ایک سے جو تها
خشکي میں مر گیا باب ۷ — ۲۲

" All in whose nostrils was the breath of life, of all that was in the dry land, died." VII. 22.

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ٢٣٤٥

قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ٢٩٢٠

" And all that existed upon the face of *this* land was destroyed, both man and cattle and creeping things and the fowls of the heaven; and thay were destroyed from this land; and Noah only remained alive and they that were with him in the ark." VII. 23.

اور مٹا ديا تمام اُس موجود كو جو تها اوپر منهه اُس زمين كے آدمي سے چوپايوں تک رينگنے والے تک اور اُڑنيوالے آسمانوں تک اور مٹ گئے اُس زمين سے اور بچ گيا فقط نوح اور جو تها اُسكے ساتهه تابوت يعني كشتي ميں باب ٧ — ٢٣ *

All that is contained in the three preceding verses has special reference to the particular region which was visited by the deluge. So they can not be taken as supporting the assertion that the deluge was universal.

ان تينوں ورسونميں جو كچهه بيان هوا هے خاص اُس ملک كيطرف اِشارہ هوكر بيان هوا هے جسميں طوفان آيا تها پس ان ورسوں سے بهي عام هونا طوفان كا ثابت نهيں هوتا *

" And the Lord smelled a sweet savour, and the Lord said in his heart, I will not curse this ground any more for man's sake; for the imagination of man's heart is evil from his youth; neither will I again smite any more every living thing, as I have done." G. VIII. 21.

اور سونگهي الله نے بو رضامندي كي اور كها الله نے اپنے دلميں پهر نه لعنت كرونگا ميں بعد اِسكے اس زمين كو واسطے آدمي كے كيونكه خيال دل آدمي كا بد هے لڑكپن اُسكي سے اور نه پهر ميں بعد اِسكے مارونگا سب زندہ كو جيسا كيا ميں نے باب ٨ — ٢١ *

The foregoing verse also speaks of that portion of the earth only which was submerged under the waters, and can not therefore be used as an argument in favor of the universality of the deluge.

اس ورس سے بهي اُس خاص ملک كي طرف اِشارہ هے جسميں طوفان آيا تها اِسليئے يهه ورس بهي عام طوفان هونے كي دليل نهيں هو سكتا *

" And I will establish my covenant with you; neither shall all flesh be cut off any more by the waters of the flood; neither shall there any more be a flood to destroy the earth." G. IX. 11.

اور قائم كيا ميں نے اپنے عهد كو ساتهه تمهارے كه نه منقطع كيا جائيگا سب جسم پهر پاني سے طوفان كے اور نه هوگا پهر طوفان واسطے مٹانے اِس زمين كے باب ٩ — ١١ *

The Hebrew word *aris*, i. e. land, in the above verse is not accompanied in the original with the letter *ha*; and in this case, keeping in view the propriety of the subject treated of, it would be as correct or admissible to infer from it a

اس ورس ميں لفظ ارص ארץ كے ساتهه هاے هوز ה نهيں هے اور ايسي حالت ميں بلحاظ قرينه مقام كے كسي خاص ملک كا بهي مراد لينا ايسا هي صحيح هے جيسيكه كل كرہ زمين كا مراد

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

particular portion of the earth as the whole of it. Now while in several passages a particular region has been pointed to as covered by the waters, the original word under notice in this verse is to be also maintained as referring to some particular district; and the verse will then signify that another deluge like that which overwhelmed some particular countries in the time of Noah shall not again visit those countries or that quarter of the world.

لینا درست ہے اور جب کہ متعدد مقاموںمیں ایک خاص ملک میں طوفان ہونے کا اشارہ ہوچکا ہے تو اِس ورس میں بھي لفظ ارض ארץ سے وهي خاص ملک مراد لیئے جاوینگے اور حاصل اس ورس کا اِسقدر ہوگا کہ جن ملکونمیں حضرت نوح کے وقت میں طوفان آیا تھا پھر اُن ملکوں میں ایسا طوفان نہیں آئیگا *

"And I will remember my covenant which is between me and every living creature of all flesh; and the waters shall no more become a flood to destroy all flesh." G. IX. 15.

اور یاد کرونگا میں اپنے عہد کو جو ہے درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور درمیان سب جان جیتي کے مع ہر جسم کے اور نہوگا پھر پانے واسطے مٹانے سب جسم کے باب ۹ — ۱۵ *

I have explained the real particulars of this covenant in my comment on the 16th verse of this chapter, where I have shown that this verse can be brought to bear neither in support of a universal nor of a partial deluge. Hence it is not allowable to make use of it in proof of either.

اس عہد کي اصلي حقیقت جسکا ذکر اس ورس میں ہے اسي باب کے سولہویں ورس کي تفسیر میں میںنے بیان کي ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس ورس کو نہ عام ہونے طوفان سے کچھہ علاقہ ہے اور نہ خاص ہونے طوفان سے پس اس ورس کو ان دونوں میں سے کسیکے ثبوت میں لانا درست نہیں ہے *

‡ جلد چار صفحہ ۲۰۴

Dr Colenso says in his Part IV.p.204. "It appears then impossible to doubt, if only the expressions of the Bible are to be regarded, and not the incredibility which in that case will attach to the story, as is freely confessed by such well-informed geologists as Hugh Miller and Hitchcock, that the Scripture speaks distinctly of an universal and not partial deluge."

قوله ‡ اسپر شک لانا ناممکن معلوم ہوتا ہے (بشرطیکہ بیئبل کے صرف کلاموں پر اور نہ نااعتمادي پر لحاظ رکھاجاے جو اُس حالت میں بیانات پر آئے گي جیسا کہ هیومِلر صاحب اور هیچکوکہ صاحب سے اطلاع یافتہ جیالوجسٹ نے اقرارکیا ہے) کہ کتاب اقدس میں صاف صاف طوفان عام کا ذکر ہے نہ خاص کا *

This is quite untrue. Whether we examine Scripture simply or critically,

یہہ بات بالکل نا درست هی اگرهم نہایت سادگي سے کتاب اقدس کو دیکہیں

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

in neither case the deluge can be said according to it to have been universal, as I have already shown. It is undoubtedly true that the story of the universality of the catastrophe has been always prevalent under considerable exaggerations; and certainly the descriptive language of Scripture may admit of both significations. The divines of former times without giving the matter a critical examination applied a forced construction to the text by a preconceived and erroneous idea of their own in such a way as to make it reconcilable to the commonly received opinion, and thereafter that construction of the sacred history was affirmed and maintained as the true one. It is to the scientific and laborious researches and investigations of the geologist that we are indebted for opening our eyes to the erroneous nature of the old theory; and thus it will be found that as we throw off our own apathy and supineness, and as the mists which have clouded our view are rolled away, we are led to see that the Scripture history is perfectly consistent with the discoveries, and our own faith ought thereby to be the more strongly grounded upon the abiding and unalterable words of God. Is then the Scripture to be charged with a blemish which is merely the consequence of our own feeble understanding and imperfect investigation of its great truths?

اور خواه نکته چین نظر کریں دونو حالت میں طوفان کا عام هونا کتاب اقدس سے پایا نہیں جاتا جیسا که میں نے بیان کیا اس میں کچهه شک نہیں که عام هونے طوفان کی کہانی بغیر کسی تحقیق کے مبالغه سے مشهور چلی آتی تهی کتاب اقدس کے بلاشبهه الفاظ ایسے تهے که دونوں مراد میں لیئے جاسکتے تهے اگلے عالموں نے کتاب اقدس کے الفاظ کو بغیر کسی نکته چین نظر کے اس مشهور داستان کی طرف مرور لیا اور پهر غلطی سے اسیکو سچ جانا مگر هم احسان مند هیں علم جیالوجی کے عالموں کے جنکی سعی اور کوشش سے هم اس غلطی سے خبردار هوئی مگر جب همنے آنکهه کهولکر دیکها تو کتاب اقدس کو بهی تحقیقات علمی کے مطابق پایا اور اس سبب سے همارے ایمان نے کلام الهی میں زیاده استحکام پایا پهر کیا جو غلطی هماری سمجهه یا هماری تحقیقات کی تهی وه کتاب اقدس پر رکهی جاویگی●

My readers will be still more surprised when they know that it is distinctly seen from the holy Koran that the deluge was confined to the people of Noah alone. But despite the clearness

میری کتاب کے پڑهنے والے زیاده تر تعجب اسوقت کرینگے جب یهه دیکهیں گے که همارے قران مجید سے صاف صاف پایا جاتا هے که طوفان خاص قوم حضرت

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۲۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

نوح پر تها مگر همارے هاں کے عالموں نے طوفان کی بےسند مشہور کہانیوں پر دهوکا کهاکر کس کس مشکل سے طوفان کے عام هونیکا اثبات چاها هی اور کیسی بیفائده کوشش کی هے پهر کیا اُن لوگوں کی غلطی میں پڑنے سے جبکه همنے اُنکا غلطی میں پڑنا دریافت کرلیا اُس غلطی کاالزام قرآن مجید پر رکهه سکتے هیں •

of the statement our Mahomedan divines being influenced and deceived by the prevailing groundless stories of the deluge have striven, in the face of a variety of difficulties, to prove that calamity to have spread over the whole world. Is the Koran, however, blameable for the defective understanding of its expounders and commentators?

بیری صاحب نے بهی جیسا که اوروں نے غلطی سے یهه کہا که کتاب پیدایش باب ۷—۱۹ اور ۲۰ میں بالتحقیق عام طوفان کا ذکر هے کیونکه ابهی میں بیان کرچکا هوں که ورس ۱۹ سے عام طوفان کا هونا ثابت نہیں هی اسیطرح ورس ۲۰ سے بهی عام هونا طوفان کا نہیں پایا جاتا کیونکه اُس ورس سے یهه خیال کرنا که اونچے پهاڑوں سے بهی پندره هاتهه پانی اونچا هوگیا تها ایک غلطی میں پڑنا هی پہلے ورس میں بہت زورشور سے مینهه کے برسنے کا بیان تها اور اُسمیں صرف یهه نتیجه بیان هوا تها که ایسے زور شور سے موسلادهار مینهه برسا که اونچے پهاڑ بهی دکهائی دینی سے رہ گئے مگر درحقیقت ایسے زور کے مینهه برسنے سے دو نتیجے هوئے تهے ایک بلند هوجانا پانی کا زمین پر جس سے تمام جاندار اُس زمین کے ڈوب گئے دوسرے نه دکهائی دینا پهاڑوںکا بسبب کثرت مینهه کے اسلیئے بیسویں ورس میں اِن دونوں نتیجوں کو ایک ساتهه بیان کیا هی پس اس ورس کو اسیطرح پرپڑهنا چاهیئے که ایسا زور سے مینهه برسا که پندره هاتهه پانی زمین پر

The Rev. Mr. Barry like others is also in error when he confesses that G. VII. 19, 20. speak certainly of universality: for I have already shown that the former of those verses does not conduce to prove the universality of the deluge; nor is the latter verse susceptible of this construction: since it is to fall into a great error to understand by it that the waters rose up 15 cubits higher than even the highest hills. The former of the two verses as I have formerly shown above simply means to say, that the waters descended from the heavens with such velocity and in so great volume as to obscure from view the peaks of the loftiest mountains. But as in reality two results were produced by such a stupendous downpour of water, viz—one the overflowing of the earth whereby all the living creatures of that region were drowned and destroyed,-2ndly, the disappearance of the hills owing to the density of the destructive element in the progress of its descent—therefore these two results have been collectively described in the 20th verse; which consequently be read thus—"Rain fell so heavily that water 15

cubits deep flowed upon the land, and that the rain drops were so rapid & close as to have screened even the high hills from the eye."

The Scripture of course speaks of the ark as having rested on Ararat, but not of its having rested on the *top* of that mountain. Moreover in the holy Koran the hill on which the ark had rested, is alluded to under the name of *judee*; and our Mahomedan doctors have ascertained this Judee to be the lowest range of Ararat which we may simply call an eminence. The ark which was floating about on the waters should have been, no doubt, by attraction or gravitation, drawing nearer to the mount Ararat which was yet much higher than the depth of the flood, so much so that it should have at last touched the mountain on some such peak of it as might have been under waters and on which it stopped. As it is only so much that Scripture says on the subject, the verse 20 under consideration should not be understood to imply that 15 cubits deep waters flowed over the mountains; but on the contrary, that 15 cubits deep water flowed on the land.

The word in the original which is rendered cubit into English, is *amma*, a measure of various length among the Jews. As the subject treated of in this instance is that of the abundance of water, it may be said the masure here spoken of was the longest of its kind which was more than nine feet long. Now supposing the measure employed to have been even 9 feet long, it will

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۲۳۳۵
قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

چڑه گيا اور ايسا موسلادهار مينهه برسا كه آسكي متصل دهارون كے سبب پهاڑ بهي نهين دكهائي ديتے تهے *

كتاب اقدس مين ارارات كے پهاڑ پر كشتي كے ٹهہرنيكا ذكر هے مگر يهه مذكور نهين هے كه آسكي چوٹي پر كشتي ٹهہري تهي بلكه قرآن مجيد مين ارارات آس پهاڑكا جسپر كشتي ٹهہري تهي جودي نام آيا هے اور همارے هان كے عالمون نے تحقيق كيا هے كه جودي ارارات كے سلسله مين سب سے چهوٹا پهاڑ هے جسكو هم ٹيله يا ٹيكري كهه سكتے هين كچهه شبهه نهين كه كشتي پاني پر تيرتي پهرتي تهي اور پهاڑ ارارات كي كشش سے جو طوفان كے پاني سے بهت اونچا نكلا هوا تها آسكي طرف كهنچتي جاتي تهي يهان تك كه آسكے قريب كسي ايسے مقام پر پهونچي جهان كوئي چهوٹا سا پهاڑ پاني كے اندر آگيا تها اسليئے ارارت كي آس پهاڑي پر كشتي ٹهر گئي صرف اتني هي بات كتاب اقدس سے ثابت هوتي هے اسليئے ورس بيس كے يهه معنی لينے نچاهيئين كه پهاڑ كے اوپر پندره هاتهه پاني چڑه گيا تها بلكه يهه معنے لينے چاهيئين كه صرف زمين پر پندره هاتهه پاني چڑه گيا تها *

جس لفظ كا ترجمه هاتهه كيا گيا هے وه عبري لفظ امه אמה هے جو كوبت كهلاتا هے اس پيمانه كي مقدار مختلف تهي مگر اس مقام پر جو مينهه كي كثرت اور پاني كي بهتايت كا ذكر هے اس سے معلوم هوتا هے كه يهان وهي پيمانه مراد هے جو سب سے بڑا تها اور جسكي مقدار نو فيٹ سے زياده تهي پس اگر هم آسكو

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

نوهي فيت كا قرار ديں تو معلوم هوتا هے
كه اُس ملک ميں صرف ۱۳۵ فيت پاني
بلند هوگيا تها مگر ميري رائے ميں وه پيمانه
كسيطرح باره فيت سے كم كا قرار نهيں ديا
جاسكتا اور اسليئے ميں بلندي پاني طوفان
كي ۱۸۰ فيت قرار ديتا هوں پس اسقدر
پاني كے بلند هوجانے سے جسقدر ملک
ڈوب سكتے تهے اور جسقدر پهاڑ اُس ملک
كے غرق هوسكتے تهے اوتنے هي ڈوبے نه
نه اُس سے زياده *

then follow that the inundation in that region had risen up to a height of 135 feet only. But in my opinion the measure in question can, by no means, be said to have been less than 12 feet in length, and so I will assume the height of the flood to have been 180 feet. Hence only those countries and the hills of that region could be expected to be covered as were liable to diluviate from water of that depth or length.

يهه مت كهو كه اگر سب پهاڑ پاني
ميں نهيں ڈوبے تهے تو حيوانات اور انسان
نے اونچے پهاڑوں پر پناه ليكر كيوں نه اپنے
تئيں محفوظ كيا كيونكه جس زور شور سے
موسلا دهار چاليس دن اور چاليس رات
تک برابر مينهه برستا رها ممكن نه تها كه
كوئي جاندار آسمان كے تلے كسي مقام پر
اپني زندگي بچا سكے علاوه اِسكے جس زور
شور سے پاني كي طغياني دفعةً زمين سے
اور آسمان سے هوئي كسي جاندار كو كسي
مامن تک پهونچنے كي فرصت نهيں مل
سكتي اور يهه بات هم ادنے ادنے سي
طغياني آب ميں ديكهتے هيں *

This question cannot be put, viz, why human beings and animals could not and did not save themselves by ascending the higher hills that were beyond the reach of the flood? For while the heavy and continuous downpour continued unceasingly for forty days and forty nights, it was utterly impossible for any living creature anywhere under the heavens to survive so dreadful a calamity. Moreover the waters at once broke out from the earth and heavens with so great a rush and violence and appeared at such a height that nothing having life could possibly have found time to escape to any place of safety whatever. Such cases we ourselves witness at the present day caused by sudden inundations which are yet of insignificant proportions in comparison with the great Deluge.

بيري صاحب كا يهه كهنا بهي كه همكو
اطلاع دي گئي هے كه زمين پر پاني پهيلا
مگر يهه بات كه آيا وه تمام كره پر پهيلا يا
اُسكے صرف اُس حصه پر جسپر انسان آباد
تهے همكو معلوم نهيں صحيح نهيں هے
كيونكه همكو كتاب اقدس اشاره كركر بتاتي

The explanation of Mr. Barry that "we are told the waters prevailed upon the earth, but whether over the whole Globe or over only that portion of it which was occupied by human life, we know not," is not admissible or valid: for Scripture points out to us that the

deluge prevailed over a certain known surface, i. e. over the countries inhabited by Noah and his people.

Dr Colenso points to the following expressions in Scripture as containing grave objections to a partial deluge,—"all flesh died that moved upon the earth," "all in whose nostrils was the breath of life;" "of all that was in the dry land;" "every living substance which was upon the face of the earth."

Scripture does not say so, but rather says—"All flesh died that moved upon *this* land," VII. 21.; "all that crept upon the face of *this* land; all in whose nostrils was the breath of life; of all that was in *this* dry land died." VII. 22.; "all that existed was destroyed which was upon the face of *this* land." VII. 23.

Mr Barry has doubtless been misled to think that "the human race and the animals given them for service, may as yet have extended only over a limited portion of the earth round the garden of Eden." But is his misconception to falsify the truths of Scripture?

Dr Colenso again says—"However let us suppose that the deluge was partial and that instead of the eight thousand species of beasts and birds, leaving out of consideration the reptiles &c, only eight hundred, nay only eighty needed to be received into the ark, and that of them twenty were species of clean animals, and sixty of unclean. Then the whole

هے که خاص اُس ملک میں یعني جہاں که نوح اور اُسکے لوگ آباد تھے طوفان آیا تہا *

قوله " کتاب اقدس میں مندرج هے که تمام جاندار چیزیں مرگئیں جو زمین پر چلتي تہیں وہ سب جنکے نتھنوں میں حیات کا دم تھا وہ سب جو خشک زمین پر تھے هر جاندار چیزیں جو روے زمین پر تہیں *

کتاب اقدس میں یہہ نہیں هے جو مذکور هوا بلکه یہہ هے که " مرگیا سب † جسم جو چلتا اوپر اُس زمین کے اور جو رینگتا اوپر اُس زمین کے سب جو ‡ که سانس روح زندگي اُسکي ناک میں تهي هر ایک سے جو تہا خشکي میں || مٹادیا تمام اُس موجود کو جو تہا اوپر منہه اُس زمین کے *

بلاشبہه بیري صاحب نے غلطي کي جو یہه سمجہا که نسل انسان کي اور جو حیوان اُنکي خدمت کے لیئے دیئے گئے تھے وہ ابھي تک باغ عدن کے گرد کي زمین کے ایک محدود حصه هي میں پہیلے هونگے مگر کیا اُنکي اس غلط خیال سے کتاب اقدس میں جو سچي حقیقت هے وہ غلط هوجاوے گي *

قوله " — همنے فرض کیا که طوفان خاص هوا اور بجاے آٹھه هزار قسموں پرندوں اور حیوانوں کے سواے کیڑے مکوڑوں کے صرف آٹھه سو بلکه آٹھه دهائي یعني اسي قسموں کي حاجت کشتي میں رکھنے کي هوئي اور که اُنمیں بیس قسمیں پاک تہیں اور ساٹھه ناپاک اس حساب سے بھي کل تعداد جانوروں کي جو کشتي میں

قبل پیدایش مسیح ۲۳۴۸ | قبل پیدایش مسیح ۲۳۴۸ | سنه ۱۶۵۶ | سنه ۱۶۵۶ | مطابق انه صفر | ۲۱۲۰

† باب ۷—۲۱

‡ باب ۷—۲۲

|| باب ۷—۲۳

تبلیدایش مسیح علیه السّلام ۲۳۳۲

تبلیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۱۲۰

number of animals taken into the ark would have been four hundreds. And now let any person of common sense picture to himself what would be the condition of a menagerie, consisting of four hundred animals of all kinds, confined in a narrow space, under these circumstances, for more than twelve-months! We must first suppose, of course, that Noah and his wife and children were occupied every day and all day long incessantly in taking to these four hundred creatures, two or three times a day, their necessary supplies of dry food and water, bringing fresh litter and clearing away the old. But shut up together closely in this way, with scarcely any light and air, is it not plain, that, in a very short time, every part of the ship would have been full of filth, corrupting matter, fever and pestilence?

"But the ship may have been kept clean, and the air pure, and the animals healthy, though shut up without light and air, by a miracle. Yes, certainly: by multiplying miracles *ad infinitum* of which the Bible gives not the slightest intimation,— which, rather, the whole tenor of the story as plainly as possible excludes,— if this is thought to be a reverent mode of dealing with Scripture or at all more reverent than a course of criticism of the kind which I am now pursuing while thus endeavouring to set forth the plain facts of the case, in a clear strong light before the eyes of the reader. I feel it to be my duty to do this, to the best of my power, nor ought I to be deterred by being told that I am

رکھے گئے چار سو ہوتی ہے اب ہرکوئی عام سمجھہ کا آدمی خیال کرسکتا ہے کہ ایسے مکان کی کیا حالت ہوگی جسمیں تمام قسموں کے چارسو جانور تنگ مقام میں بند ہوکر آسی حالت میں بارہ مہینے سے زیادہ عرصہ تک رہے ہوں اول ہم خیال کریں کہ نوح اور آسکی بیوی اور آسکے بیٹے ان چارسو جانورونکو جنکو دو یا تین دفعہ کہلانا اور پلانا ضرور پڑتا ہوگا کہلاتے پلاتے رہے اور ہرروز نیا دانا کہانا دیتے اور باسی بچے ہوئے کو برابر صاف کرتے رہے ہونگے علاوہ اسکے اسطرح سے ایک جگہہ بند رہنے سے جہاں بمشکل آن تک روشنی اور ہوا پہونچتی تہی تہوڑے ہی عرصہ میں کشتی کا ہر حصہ خبیث مادہ اور غلاظت اور بخارات کے سبب وبا سے آلودہ نہوگیا ہوگا ●

لیکن کہوکہ ایک معجزہ سے جہاز صاف رہا ہوگا اور ہوا خالص اور جانور باوجود بند ہونے اور روشنی اور ہوا نہ پانیکی تندرست رہے ہونگے ہاں بلاشبہہ بے حد معجزوں کو زیادہ کرنے سے جنکا کتاب اقدس میں ذرا بھی اشارہ نہیں ہے اور جو بیان ہوا ہے آسکی تمام طرز تحریر سے خارج از قیاس ہے اور اسطرح ماننیکو کتاب اقدس کے ساتہہ مودب طریقہ سے پیش آنا سمجھا جاوے یا نکتہ چینی کے طریقہ سے جسکی میں پیروی کررہا ہوں زیادہ مودب تصور ہو باوجودیکہ اس معاملہ کی صاف صاف حقیقتوں کواور ایک مضبوط اور اوجلی روشنی یامعنی کو پڑھنے والے کی آنکھوں کے روبرو رکھنے میں

treating the Bible with unwarrantable freedom, that I am using a vulgar and coarse kind of criticism, and delighting like a successful fiend in dwelling upon the details of the sacred narrative."

This method of reasoning does not tend to support Dr Colenso's views. The number of animals that took refuge in the ark is not recorded in Scripture; nor are we yet in a position to determine whether the ark contained 8000, 800, or 80 different species; nor can we tell that there were in it 20 species of clean animals and 60 of unclean. The animals were doubtless brought to Noah in the ark by a miracle, as is expressly mentioned in Scripture, G. VII. 15. They were doubtless so miraculously preserved in order to perpetuate their species for futurity. Hence in all probability only those animals were admitted whose species were peculiar to the inundated region, and not found elsewhere; or they were of a kind which if destroyed in the flood in that region could not possibly be replaced there, nor could migrate thither in the ordinary way of nature from remote countries; or they were such as had been saved for some special purposes. Hence let Dr Colenso first determine the number of the species of animals which being peculiar to the flooded tracts were not to be found in other countries at the time when the deluge appeared; and he

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۵ | قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

کوشش کررہا ہوں اور جہاں تک مجھسے ہوسکے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور مجھکو اسبات کےبھی کبھی جانے سے باز رہنا نہ چاہیئے کہ میں کتاب اقدس سے نا جایز آزادی سے پیش آ رہا ہوں کہ میں ایک عام اور نا لطیف قسم کی نکتہچینی عمل میں لارہاہوں اور مثل ایک کامیاب کمینہ دشمن کے کتاب اقدس کی تفصیلوں پر مدار گفتگو کا رکھکر خوش ہورہاہوں"

یہہ تقریر جو بشپ کالنزو صاحب نے کی آنکے مطلب کو ثابت نہیں کرتی جانور جو کشتی میں بنہاے گئےتھے آنکی تعداد کتاب اقدس میں مذکور نہیں ہے نہ ہم ابھی اسبات کے قرار دینے کے قابل ہوئی ہیں کہ کشتی میں آٹھہ ہزارقسموں کے جانور تھےیا آٹھہ سو کے یا آٹھہ دھاے اسی کے نہ اسبات کے قرار دینے کے اب تک قابل ہوئیہیں کہ آنمیں بیس قسمیں پاک اور ساٹھہ ناپاک تھیں جانور جو کشتی میں بنہاے گئے بلاشبہہ معجزہ سے حضرت نوح کی کشتی میں اے تھے کیونکہ اِس معجزہ † کا اشارہ ہم خود کتاب اقدس میں پاتے ہیں اور بلاشبہہ اونکی نسل باقی رہنے کو وہ زندہ رکھی گئے تھے پس کچھہ شک نہیں کہ صرف وہی جانور کشتی میں تھے جنکی نسل ہنوز صرف اونہی ملکوں میں تھے جہاں طوفان آیاتھا یا آس قسم کے جانور تھے جو آس ملک سے فنا ہوجانے کے بعد بطور نیچر کے آنکا دور دست ملکوں سے وہاں آنا غیر ممکن تھا یاجنسے کوئی خاص مطلب تھا پس اولاً بشپ کالنزو صاحب کو آن قسموں کی تعداد کا ثابت کرنا چاہیئے

† باب ۷—۱۵

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۴۵ قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۳

ought next to fix the number of the animals which received protection in the ark. But he does not seem to have done so, and has only called into question the Scripture history of this event on his own groundless suppositions. The clean or unclean animals spoken of in Scripture appear to be those which were allowable or not allowable for food; and consequently in determining their number it ought to be first ascertained what particular class of animals those were which were lawful to be eaten in the days of Adam and Noah: but he has neglected even to settle this point.

جنکي نسل زمانه طوفان میں آن ملکوں سے جہان طوفان آیا تھا دوسرے ملکونمیں موجود نه تھي اور پھر کشتي میں جسقدر جانور تھے آنکي تعداد قرار دیني چاهیئے مگر اونھوں نے ایسا نهیں کیا اور صرف اپنے بے بنیاد خیال پر کتاب اقدس پر اعتراض کیا پاک اور نا پاک جانور جنکا ذکر کتاب اقدس میں هے معلوم هوتا هے که اُس سے حلال و حرام مراد هیں بس آنکي تعداد قرار دینے میں بهي اولاً ثابت کرنا چاهیئے که آدم و نوح کے وقت میں کون کون سے جانور حلال تھے مگر بشپ کالنزو صاحب اسکا بهي ثابت کرنا بهول گئے هیں ✱

I would by no means defend that mode of argument which would endeavour to remove all difficulties by indiscriminately declaring them to be miracles, and thereby withhold the use of the reasoning faculties God has given us from a careful and dispassionate consideration of the matter. On the contrary I would wish fairly to refer to miraculous agency only those events which Scripture expressly tells us *were* accomplished by such means, or in which the use of such an agency is susceptible of being established upon strong and convincing grounds; and I would not ascribe to a direct supernatural power even those phenomena which God desired to produce by the ordinary action of the laws of nature. This style of treating the question may perhaps enable me generally both to maintain a reverent respect for Scripture and at the same time listen to the

میں هرگز اسبات کي حمایت نهین کرتا که هر مشکل جگهه پر کهدیا جاوے که یهه کام معجزے سے هوا تها اور عقل اور سمجهه کو جو خدا نے دي هے بالکل معطل کردیا جاوے بلکه میں اونهي مقاموں پر معجزه کا ذکر کرنا چاهتا هوں جهاں خود کتاب اقدس میں اسکا معجزه سے هونا بیان هے یا کسي قوي دلیل سے اسکا معجزه سے هونا پایا جاتا هے اور جهاں که خود خداتعالے نے کسي کامکو بذریعه اسباب نیچرکے کرنا چاها هے وهاں بهي معجزه کا کهنا نهیں چاهتا اور شاید میرا یهه طریقه ایسا هو که کتاب اقدس کا ادب اور عقل کا کام دونوں اسمیں اعتدال سے پورے هوتے هوں لیکن اسمقام پر مجهکو یهه بات کهني ضرور هے که کشتي کا اور کشتي کے سوارونکا بچنا گو آنکي کتني هي تعداد هو بلاشبهه معجزه سے هواتها کیونکه خود کتاب اقدس سے ایسا هونا معجزه سے ‡ ثابت هوتا هے ✱

‡ باب ۶—۱۸

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۳۵ · قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۰

dictates of reason. However I feel bound here to state that the preservation of the ark and those in it, whatever may have been their number, was certainly the work of a miracle, for this is stated by Scripture itself, G. VI. 18.

I can by no means rest content with the superstitious notions, that Scripture and all Scriptures in general, even the holy Koran, must not be subjected to critical examination. Would any one imagine for a moment that the most exalted of blessings bestowed upon man viz. the faculty of reason, is given to us to remain idle? Can we conscientiously and faithfully profess to be Christians or Mahomedans without being able to give a reason for our belief, or without exercising our intellect to the utmost of our ability in the thoughtful and reverent consideration and examination of the precious volume which is given us as the guide of our faith? Or, in order to attain to our hopes of salvation as therein promised, will it be sufficient to plead before the Divine Judge that we are Christians or Mahomedans, simply because our fathers were Christians or Mahomedans? Can we rest content with this, when we have the opportunity offered us of confirming and strengthening our faith by earnest and prayerful investigation of the word of God, and by a candid and critical examination of the grounds upon which we profess to accept it in truth and hope for what it professes to be. On the contrary I would earnestly desire that those sacred writings be examined with fairness and discussed with respectful

میں کسیطرح اسبات پر رضامند نہیں هوسکتا که کتاب اقدس اور تمام هولي سکرپچرز کو یہانتک که قران مجید کو بهي نکته چین نظر سے ندیکها جاوے کیا کوئي یهه کهه سکتا هے که وہ شریف چیز یعني عقل جو خدانے همکو دي هے معطل رکهنے کے لیئے دي هے کیا هم (جو ایسا کرسکتے هوں) بغیر اسکے که هولي سکرپچرز کو ایک نہایت عمیق اور نکته چین نظر سے امتحان نکرلیں اور اپنا دلي یقین آسپر نه بٹهالیں کرشچن یا مسلمان هوسکتے هیں یا همارے لیئے خدا کے سامنے (اگر هم خود غوروفکر کرکر اپنا ایمان مضبوط کرنے کے لایق هیں) صرف اتني بات که همارا باپ دادا کرشچن یا مسلمان تها اسلیئے هم بهي کرشچن یا مسلمان هوئے آن نتیجونکی حاصل کرنیکو جبکه هم خود (درصورت لایق هونیکے) اپنے ایمان کو مضبوط کرسکتے تهے کافي هوگي ؟ مگر بے شک میں یهه بات چاهتا هوں که آن مقدس تحریروں پر نیک دلي اور مودب آزادي سے نظر کي جاوے نه ناجایز ازادي سے کتاب اقدس پر اگر اسطرح سے نظر کي جاوے تو بے شک اتني بات پائي جاتي هے که اگرچه بلاشبهه وہ کلام الهي هے مگر آسکو انسان نے گو وہ نبي اور صاحب الهام هي هو لکها هے اور نیز آسمیں اور حالات بهي جو واسطے پورا

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ٢٣٣٥ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ٢٩٢٠

کرنے اُس سلسله کے جو اصلي کلام الهي
سے علاقه رکہتا تها یا جو اصلي کلام الهي
کي مراد ظاهر کرنے کے لیئے معاون تها
داخل هیں خواه وه حالات بهي بذریعه
الهام کے لکہے گئے هوں خواه اگلي
مقدس تحریروں سے نقل کیئے گئے هوں
یا اور کسي طرح بر شامل هیں جنکو هم
نهایت ادب سے متن اور روایت † کرکر
تعبیر کرتے هیں اور یقین جانتے هیں که
پہلے قسم میں غلطي کا احتمال نہیں اور
پہر یہه بهي خیال کرتے هیں که وه مقدس
تحریریں نهایت قدیم زمانه کے لوگونکي
تعلیم کو جبکه علم نے کچهه بهي روشني
نہیں پائي تهي لکهي گئي هیں اور یہه
که ایسے الفاظ اور محاوره میں جو لوگوں
کے استعمال میں تهے اور جنسے لوگوں کے
دل پر اثر هوتا تها اور جس سے وه خدا
کي طرف رجوع کرسکتے تهے مگر نه کوئي
جهوٹا قصه اور بنائي هوئي کهاني اُس
میں داخل تهي البته بعض بعض دقیق
باتونکو جنکو اب تک ترقي یافته علم کا
زمانه نہیں سمجهه سکتا اور نه آگے کو
سمجهے گا گو کیسے هي ترقي همارے علم
کي هوجاوے بطور مثال اور تشبیهه اور
استعاره کے بیان کیا گیا هے اور پهر متواتر
نقلیں هونے سے اور ویریس ریڈنگ کے
داخل هوجانے سے اصلي الفاظ کے
دریافت کرنے کي جدا مشکل میں
جاپڑے هیں پس هماري نیک دلي کا
مقتضے یهه هے که هم اُن تمام حالات کو پیش
نظر رکهه کر هولي سکرپچرز پر نکته چیني
کي نظر کریں اور ایسا کرنے میں بجز
نیک دلي کے جسکا هر شخص کو پابند

but not impertinent freedom. And when they are regarded in this spirit it is of course seen that, although verily the words of God, they have nevertheless been written by man, though he was prophet who wrote under the Divine inspiration; also, that various particulars independent of the pure dictates of God have been inserted in those sacred books, either to complete the connection of events related in them, or to aid in explaining those events; and further that those additions may have been made under the influence of God's own spirit, or may have been quoted from other and more ancient records partaking of a sacred character, or possibly from some other source, about which we have no information. These insertions we call the *narrative*, in contradistinction to the pure word of God which is distinguished as the *text*. We believe the latter to be infallible; and that those Scriptures were written for the instruction of people of the most ancient ages when no light at all was thrown over knowledge; and that they were expressly written in the peculiar style and phraseology which were in use among those people, and therefore best calculated to produce a lively and lasting impression on their minds and to lead them up fervently to God; but that they originally contained no tales or fabrications. Certain facts have been of course related in the form of smiles, metaphors and parables which cannot be comprehended even in the present advanced age of enlightenment nor will they be understood in the future, whatever light

† دیکهو میري تفسیر کے پہلے حصه کا صفحه ١٦ لغایت ١٩

may be thrown upon them. Besides from the multiplicity of copies and the consequent various readings, the original expressions have been so lost and obscured as to make it a matter of very great difficulty indeed to ascertain and determine the sense in which those terms and expressions were originally received and accepted. Hence fairness of dealing requires that when we criticize the Scriptures we should bear in mind all the various circumstances through which they have passed; and by so doing we shall simply be acting with candour and impartiality; and it is in this spirit alone that the subject should be approached: for when we examine and criticize the ordinary writings of our day with an honest and due regard to the circumstances connected with them there is no reason why we should wholly disregard this rule in the case of the holy Scriptures, much less should we handle them with a prejudiced mind or unwarrantable freedom by divesting ourselves of that feeling of reverence and respect to which their sacred character entitles them. I am not sorry to see Dr Colenso attempting (if he really can) to detect historical flaws in Scripture; but what I most regret is the manner in which he deals with the subject, seeing that he has permitted himself to overstep decorum by a style of disrespectful freedom. I do not say what follows in the expectation that all Christians will concur with me in this, but I can openly assert upon the principles I have laid down with respect to Scripture and which I believe are valid according to the Mahomedan

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۱۳۳۵	۲۹۲۰

رهنا چاهیئے کچهه اور زیاده هم هولي سکرپچرز کے ساتهه نهیں کرتے کیونکه هم اپني روز مره کي تحریروں کو بهي ایسے هي نیک دلي سے دیکهتے هیں پهر کوئي وجهه نهیں هے که هم هولي سکرپچرز پر نکته چین نظر کرنے کے وقت آن تمام حالات کو جنهوں نے هولي سکرپچرز کو گهیر رکها تها بالکل مٿادیں اور مودب آزادي کو چهوڑ کر ناجایز آزادي سے پیش آویں هم اسبات سے کچهه رنجیده نهیں هیں که بشپ کالنزو صاحب نے کوئي تاریخانه غلطي هولي سکرپچرز میں نکالي هے (اگر وه نکال سکیں) بلکه هم اسبات پر افسوس کرتے هیں که وه آس مودب آزادي سے اگر بالکل نهیں تو قریب قریب تمام کے الگ هوگئے هیں میں عموماً عیسائیوں کي نسبت نهیں کهتا بلکه بلحاظ آن اصول کے جو میں نے هولي سکرپچرز کي نسبت قایم کیئے هیں اور جنکي نسبت میں سمجهتا هوں که بے شک وه مسلمانوں کے مذهب کي روے درست هیں اور نیز اکثر علماے عیسایي کا بهي ایسا هي عقیده پاتا هوں میں علانیه کهه سکتا هوں که اگر کوئي تاریخانه غلطي هولي سکرپچرز میں نکلے (اگر کوئي ایسي هو) وه کسیطرح هولي سکرپچرز کو نا معتبر نهیں ٹهراسکتي جب تک که متن پر کوئي ایسي غلطي ثابت نهو جسکا ثابت هونا یقیني غیر ممکن هے پس مجهکو کیا ضرورت تهي که اگر بشپ کالنزو صاحب نے کوئي تاریخانه غلطي کتاب اقدس میں نکالي تو میں آسکے جواب پر متوجهه هوں مگر میں یهه کهتا هوں که

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ٢٣٣٥

قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ٢٩٢٠

بیبل کو بت بناکر نہیں بلکہ اُسي نیک دلي اور مودب آزادي سے اگر بیبل پر نکتہ چین نظر کي جاوے تو وہ تاریخانہ غلطیاں بھي جنکو بشپ کالنزو صاحب غلطیاں کہتے ھیں غلطیاں نہیں ھیں بلکہ ھمنے خود اپني غلطي سے آنکو غلط سمجھاتھا اور صحیح جاناتھا اور اب ھمارے آزادي اور نیک دلي یہہ ھے کہ جن غلطیوں مین ھم پھنسے ھوئے تھے بلالحاظ اسکے کہ ھمارے بزرگ یوں ھي کہتے چلے آے ھیں آنسے ھم نکلیں .اور موافق حال کي ترقي یافتہ علوم کے ازسرنو آسي نیک دلي اور مودب آزادي سے کتاب اقدس پر نکتہ چین نظر کریں اور یہي باعث ھے جو میري تفسیر کا پڑھنے والا جابجا میري تفسیر میں پاویگا کہ میں کچھہ پابند نہیں رھاھو آن قولونکا جنکو یہودي عالم یا عیسائي عالم یا مسلمان عالم بلا تحقیقات بطور باپ دادا کے تبرک کے مانتے چلے آے ھیں بلکہ میں پابند رھا ھوں صرف ھولي سکریپچرز کا اور سچ کا اور سچے خدا کا جسنے ھمکو صرف سچ پر چلنے کے لیئے نبي بھیجے اور اپني سچي کتابیں اوتاریں *

faith, (and I find many Christian divines cherishing the same belief,)—that if any historical inaccuracies (even supposing there be any such) are discovered in the Scriptures, these are but small blemishes, which can not possibly detract anything from the real character of the sacred writings, or render them unworthy of our trust and respect unless indeed anything like error is found in the *pure text,* which is clearly impossible. Hence what need have I to disprove any historical errors which Dr Colenso may have detected in the Scriptures? But I would observe that if without making an idol of the Bible we carefully examine its contents with a becoming spirit of candour and reverence, those errors or untruths as Dr Colenso calls them would not be found to exist; but it should on the contrary be shown that we ourselves had misunderstood them, and had accepted our own misrepresentations to be right. Common honesty now requires that we should manfully disabuse our minds of our preconceived and erroneous notions without yielding to the weak idea that because certain things had been maintained and believed in by our forefathers we should believe them likewise. Let the Scriptures be fearlessly subjected to honest criticism according to the light of the present advanced age of our knowledge; and there can be no doubt that they will endure the test. It is for these reasons my readers will find that I have not at all followed the ideas which the Hebrew or Christian Mahomedan divines have hitherto received and maintained, without enquiry

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵ قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

and proof, simply on the authority of their forefathers having believed in them. I have, on the contrary, always followed the holy Scripture statements, the Truth, and the all true God alone, who sent down his true prophets and true books to guide us in the path that leads to the sole Truth.

Dr Colenso says— "It is absolutely necessary that thoughtful persons should be called to look at these things from a practical every-day point of view; that they should be induced to think for themselves about the details, involved in the Scripture accounts, and see for themselves that the notion of such a flood as that described in the chapters of Genesis, whether it be regarded as a *universal* or *partial* deluge, is equally incredible and impossible. If it be so, then it will also follow plainly, that by believing ourselves, or teaching others to believe, in this statement of Noah's flood, as a statement of real historical matter-of-fact, merely because the Bible records it as such, we shall be sinning against God and the Truth, and simply making an idol of the Bible."

قوله ''— یهه امر بهت ضرور هے کهمتامل شخصوں کي ترجهه کو روزمره کے استعمالي نظر سے ان باتوں کيطرف کهینچا جاے اور که آنکو اپنے واسطے کتاب اقدس کے حالات پر خیال کرنیکي اور اپنے واسطے یهه دیکهنے کي رغبت دلائي جاوے که ایسے طوفان کا خیال جیسا پیدایش کے ان بابوں میں مذکور هوا هے خواه آسکو عام لحاظ کیا جاوے یا خاص یکسان ناقابل یقین اور نا ممکن هے پس اگر ایسا هو تب بهي صاف لازم آویگا که نوح کے طوفان پر صرف اس وجهه سے که آسکو بیبل میں ایسا لکها هے خود ایسا یقین لانا یا اورونکو یقین کرانا که وه اصلي تاریخانه حقیقت هے خدا کے خلاف اور حقیقت کے خلاف میں گناه کرنا هے اور بیبل کو صرف ایک بت بنانا هے •

Dr. Colenso will now however see that the Bible does not speak of a universal deluge; and that a partial deluge in the manner it describes is beyond question possible and conceivable. Hence to believe in it and teach others to believe in it as an indisputable historical fact, is to follow and adhere to God and the Truth, and to regard the Bible with a respectfully critical eye.

مگر اب بشپ کالنزو صاحب جان لین گے که عام طوفان کا کتاب اقدس میں بیان نهیں هے اور جس طرح کے خاص طوفان کا ذکر هے وه یقیني ممکن اور قابل قیاس هے پس آسپر یقین لانا یا اورونکو یقین کرانا که وه اصلي تاریخانه حقیقت هے خدا کي اور حقیقت کي پیروي کرنا اور بیبل کو ایک مودب نکته چین نظر سے دیکهنا هے •

Dr. Colenso again says,— "But indeed the waters of a deluge that could cover the high hills, that were under the whole heaven, and the mountains in Armenia, must have found their level on the surface of the whole earth, unless the law of gravitation was suspended, by another stupendous miracle, for the space of twelve months."

But now it is all clear as shown by me, that the flood had covered neither the summits of high hills nor all the mountains of Armenia nor was it necessary to suspend the law of gravitation by any stupendous miracle, but it was of course just in obedience to the law of nature.

Dr Colenso thus quotes from Mr. Delitzch, p. 260.— "The absolute generality of the flood, if it was to be expressed at all, could not be expressed more clearly. It seems as if we must imagine the flood to have covered the highest peaks of the Himalayas and Cordilleras, reaching to a height of 26,843 feet (28,178 ft.) But verse 20 makes that impossible: 'Fifteen cubits upward the waters were mighty, and the mountains were covered,'. That can only be a concise datum from a particular stand-point and that stand-point is in that case the great Ararat, by far the highest mountain-summit of the neighbourhood, upon which the ark grounded immediately after the highest state of the waters. The Ark went 15 cubits deep: and so at the moment when it grounded the waters also reached the height of 15 cubits deep over the top of the Ararat. If this be so, then the state-

قولہ ۔ لیکن البتہ طوفان کا پانی جس نے بلند پہاڑیاں جو تمام آسمان کے نیچی تہیں اور آرمینیا کے پہاڑ غرق ہوے تمام زمین کے سطح پر ضرور تہا کہ ہموار پہیلا ہو اگر قانون میلان کو ایک اور بڑے معجزہ نے بارہ مہینہ تک نہ روک رکہا ہوگا ❋

مگر اب یہہ بات واضح ہوگئی کہ پانی نے نہ بلند پہاڑوں کی چوٹیونکو چہپادیا تہا نہ ارمینیا کے سب پہاڑوں کو غرق کیا تہا اور نہ قانون میلان کو کسی بڑے معجزہ نے روکا تہا بلکہ وہ خود نیچر کے قاعدہ پر روکا ہوا تہا ❋

قولہ ڈیلٹزک صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۶۰ میں یہہ لکہا ہے کہ " طوفان کا عام ہونا اگر ظاہر کرنا منظور تہا تو اس سے زیادہ صاف نہیں ظاہر ہوسکتا تہا آسکے بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمکو خیال کرنا چاہیئے کہ طوفان ہمالیہ اور کورڈیلی راز پہاڑوں کی نہایت بلند چوٹی پر پہونچا یعنی ۲۶۸۴۳ فیٹ (۲۸۱۷۸ فیٹ) لیکن ورس ۲۰ سے جسکا مضمون یہہ ہے کہ پندرہ کیوبت اوپر کیطرف پانی بلند ہوا اور پہاڑ چہپ گئے اسبات کو نا ممکن کرتا ہے مگر یہہ حقیقت صرف کسی خاص مقام سے ہوسکتی ہے اور اس حالت میں یہہ مقام بڑا پہاز ارارات کا ہو جو قریب کے پہاڑوں سے بہت بلند چوٹی رکہتا ہے جسپر کشتی پانی کی نہایت بلندی پر پہونچنے سے ٹہری کشتی پندرہ کیوبت گہری پانی میں چڑہی پس جسوقت

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۳۵

قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۳۰

ment in verse 19 that 'all the high hills that were under the whole heaven' were covered by the waters, must not be understood literally in the sense of universal."

قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۲۳۳۵ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

وہ تھی آسوقت پانی بھی پہاڑ ارارات کی چوٹی پر بندرہ کیوبٹ بلند پہونچا اگر یہہ امر ایسا ہو تو ورس ۱۹ کے اِس بیان کو کہ تمام آسمان کے نیچے کے تمام بلند پہاڑ پانی سے غرق ہوگئے بمعنے عام طوفان کے لفظی مراد سے نہیں سمجھنا چاهیئے ●

Mr Delitzch however troubled himself in vain to argue as he has done: for the waters did not even cover the lofty peaks of Ararat, much less those of the Himalayas and Cordilleras. The flood only rose to a height of 135 or 180 feet above the earth.

مگر ڈیلٹزک صاحب نے یہہ تکلیف ناحق آٹھائی ہے کیونکہ پانی نے نہ پہاڑ ارارات کی بلند چوٹی کو غرق کیا تھا اور نہ همالیه اور نہ کورڈیلیراز کی چوٹی کو بلکہ صرف ۱۳۵ یا ۱۸۰ فیٹ زمین سے بلند ہوا تھا ●

Dr Colenso quotes the following—"Granting that Geology might raise such and other proofs against the mere universality of the flood, to the power of producing irresistible conviction. Yet we are not bound under any necessity of maintaining the contrary as an article of faith. Not as if we were against the universality of the flood, because we might not be able how to account for it naturally: even the present matter-of-fact, upon which Geology lays stress does not move us. But the Scripture requires the generality of the flood only for the earth as *inhabited*, (nay, for that portion of the earth only inhabited by the people whose spiritual instruction was committed to Noah) not for the earth as such; and it has no interest in the universality of the deluge *for itself*, but only in the universality of the judgment fulfilled through it upon the old world (or more properly, upon that portion of the earth inhabited

قولہ " تسلیم کیا کہ علم جیالوجی صرف طوفان کے عام ہونے پر ایسی اور بڑی مضبوط دلیلیں جنکا جواب نہیں ہوسکتا لاسکتا ہے لیکن همکو کسی ضرورت سے اِس امر کے خلاف کو ایمان کا مسئلہ ماننے میں پابندی نہیں ہے اور اِسکی وجہہ یہہ نہیں ہے کہ هم طوفان کے عام ہونیکے گویا اسلیئے برخلاف ہیں کہ همکو یہہ جاننا مشکل ہوا کہ آسکا جواب قدرت کے طور سے کیونکر دیں اسبات پر موجودہ حقیقت بھی جس پر جیالوجی زور دیتی ہے همکو تحریک نہیں کرتی لیکن وجہہ یہہ ہے کہ کتاب اقدس طوفان کا عام ہونا صرف بلحاظ آس زمین کے جو آباد تھی (نہیں بلکہ صرف بلحاظ آس زمین کے جہاں حضرت نوح اور آنکی قوم یعنی وہ لوگ جنکی هدایت کو وہ نبی ہوے تھے) اور نہ بلحاظ تمام زمین کے چاهتی ہے اور طوفان کے عام ہونے سے آسکو کچھہ غرض نہیں ہے بلکہ آس راے کے عام

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۲۵ — قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۰

ہونے سے غرض ہے جو طوفان کے ذریعہ سے پرانی دنیا پر (بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اُس ملک پر جہاں حضرت نوح اور اُنکی قوم رہتی تھی) پوری † ہوئی کہ بجز ایک خاندان کے اُسوقت کے (یعنی اُس زمین کے) تمام انسان کی نسل معہ حیوانات کے جو اُنکے ہمسایہ میں تھے زمین کے ایک بڑے دایرہ کے درمیان میں برباد ہوگئے ' یہی بیان صرف کتاب اقدس کا ہے اُسوقت انسان کی نسل زمین کے تمام سطح پر نہیں پھیلی تھی کیونکہ اُسکے بھرنے کے واسطے اُنکی تعداد ابھی کافی نہیں تھی (مگر یہہ بات صحیح نہیں کیونکہ اُس وقت بہت سے سطح زمین کے اور بہت سی دنیا آباد ہوچکی تھی) *

by the people of Noah) 2 Peter II. 5. That with the exception of one single family, the whole then existing human race, together with the animal world in their neighbourhood, within a great circle of the earth, was destroyed, that, and that only, is the Scripture statement. The human race, however, was then not yet spread over the whole surface of the earth, since they were not yet enough in their number (no, this is not so, for by that time the greatest part of the earth was inhabited,) to fill it."

† ۲ پیٹر باب ۲—۵

اِس تقریر کا جواب بشپ کالنزو صاحب اسطرح پر دیتے ہیں کہ " علانیہ طوفان کا بیان یہہ ہے کہ تمام ‡ گوشت یعنی حیوان اور انسان نے زمین پر اپنا طریقہ خراب کیا تھا اور اسلیئے اُنکا برباد ہونا چاہیئے تھا پیدایش باب ۹—۵ جہاں گناہ کا ذکر بحالت حیوانوں اور انسانوں دونوں کے ہے یعنی تمہارا خون میں چاہوں گا ہاتھہ سے ہر حیوان کے میں اُسے چاہونگا اور ہاتھہ سے آدمی کے *

In answer to the above Dr Colenso says—" Manifestly the idea of the flood is that all flesh—that is animals as well as men,— had ' corrupted its way upon the earth' and must be destroyed; see G. IX. 5, where guilt is spoken of in the case of animals as well as men,— ' Your blood will I require, at the hand of every animal will I require it, and at the hand of man."

‡ باب ۶—۱۲

مگر یہہ اعتراض اُنکا صحیح نہیں ہے ورس ۱۲ باب ۶ کتاب پیدایش میں لفظ בשר (بسر) کا ہے جسکے معنے جسم کے ہیں اور زیادہ تر جسم انسان کے اگر ہم صرف جسم مطلق ہی کے معنے لیں تو بھی گناہ میں خواہ نخواہ حیوانونکا بھی شامل کرنا ضرور نہیں ہے کیونکہ اُس سے صرف جسم انسان ہی کے معنے لینے کو کوئی امر حارج نہیں ہے

But the above objection advanced by Dr Colenso is not right. Gen. VI. 12. contains the original word *basur* signifying flesh or rather human flesh. If we allow it to mean merely flesh, it is not even then necessary to join animals with men in the commission of sin: for there is nothing to prevent us from assuming it to signify human flesh.

And I have formerly stated that the destruction of animals by the inundation was owing to the operation of the law of nature under which it took place, and not owing to any guilt committed on their part, see page 231; also G. VIII 12. And Gen. IX. 5. has no connection with this event, for the ordinance given in it is a restriction put upon man against the ill-treatment of animals, as Bishop Patrich has said, see page 264. Hence both these verses cannot support the universality of the deluge.

Mr Barry says, page 148— "The case therefore stands simply thus. It is impossible to conceive any interpretation, except the literal one, which is as consistent with the veracity of the Mosaic narrative. And therefore if the Scripture be in any sense inspired, we must accept this portion of it as simple and literal history."

In reference to the above Dr Colenso says— "Mr Barry should have written, 'If the Scripture be inspired in the popular, traditional, sense of the word.' For that the spirit of Goodness, Truth and Holiness, does breathe in the words of the Bible, so that the sacred book will to the end of time be 'profitable for teaching, reproof, correction, and instruction in righteousness, in spite of the legends and myths which it contains and the passages of a contrary nature, by which it is in some parts disfigured, cannot be doubted by any devout mind.

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۳۵　　قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

اور هم بیان کرچکے هیں کہ جانوروں کا ‡ طوفان سے مرنا ایک نیچر کے قاعدہ پر تها نہ بسبب کسي گناہ کے || اور ورس ۵ باب ۹ کتاب پیدایش کا اِسمعاملہ سے کچهہ علاقہ نہیں رکهتا کیونکہ آس ورس میں جو حکم هے وہ ایک بندش هے واسطے انسان کي بے احتیاطي کے جو جانوروں کے رکهنی کي نسبت هو جیسا کہ † بیٹرک صاحب نے لکها هے پس یهہ دونوں ورس عام هونیکي دلیل نہیں هوسکتے *

‡ دیکهو هماري تفسیر کا صفحہ ۲۳۱

|| دیکهو باب ۸—۱۲

† دیکهو هماري تفسیر صفحہ ۱۶۳

مسٹر بیري صاحب نے اپني کتاب کے صفحہ ۱۴۸ میں یهہ لکها هے " اسلیئے یهہ معاملہ سادگي سے اسطرح قایم هوتا هے کہ بجز لفظي معنی کے جو موسی کے بیان کي صداقت سے بالکل موافق هے اور کوئي معني قیاس کرنا نامُمکن هے پس اگر کتاب اقدس کسي مراد سے ملهم هو همکو آسکے اس حصہ کو سادي اور لفظي تاریخ قبول کرنا چاهیئے *

اسکا جواب ڈاکٹر کالنزو صاحب نے اسطرح پر دیا هے کہ " مسٹر بیري کو لکهنا چاهیئے تها کہ اگر کتاب اقدس لفظ کے عام اور روایتي معنے سے ملهم هو کیونکہ کوئي جاں نثار اور خدا پرست شخص اسبات میں شک نہیں کرسکتا کہ بهلائي اور سچ اور مقدس هونیکي روح بیبل کے لفظونمیں دم بهرتے هے اور پس کتاب اقدس زمانہ کے آخر تک تعلیم کرنے اور ملامت کرنے اور اِصلاح اور نیک نصیحت کرنے میں مفید هوگي برخلاف آن افسانوں اور قصونکي جو آسمیں هیں اور برخلاف ایسے مقاموں کے جنسے بعض بعض جای

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰
قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵

وہ معیوب ہوگئی ہے *

بلکہ بیبل میں انسان کی ضعیف عقل اور جہالت کا اُس الہیہ سچ کے ساتھہ آمیز ہونا ہے جو خدا کا کلام ابدی ہے اُسکی اس خاص قیمت کا سبب ہے کہ وہ ایک سچی اور قدرتی تاریخ ہے لیکن بلاشبہہ وہ تاریخ اُن خالص حقیقتوں کی جنکا اُسمیں بیان ہی نہیں ہے بلکہ انسان کی زندگی اور مذہب کی ترقی کی تاریخ ہے جسکا نقشہ متامل طبیعت کے واسطے ہر صفحہ میں بخوبی کھینچا گیا ہے وہ ایسی نہوتی اگر ابتدا کے زمانوں کے جاہلانہ خیالات اُسمیں صحیح صحیح مندرج نہوتے *

" Nay it is this very mixtbre in the Bible of human frailty, ignorance and mistake, with the divine Truth which is the eternal word of God, that makes its special value as a true, natural, history,— not certainly of the mere facts, which it details, but of the progress of human life and religion, which is illustrated for the thoughtful mind in every page. It would not be thus, if the rude conceptions of the earlier periods were not truly recorded."

اس تقریر سے جو بشپ کالنزو صاحب نے کی کون شخص ہوگا جو افسوس نکرتا ہوگا اسبات کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اور اکثر علماء عیسائی بھی مانتے ہیں کہ بیبل میں سواے اُس کلام کے جو خدا نے کیا اور کچھہ بھی مندرج ہے جو مقدس مورخ نے خواہ وہ حضرت موسیٰ ہوں یا حضرت عزیر علیہما السلام بطور روایت کے شامل کیا ہے اور ابتدا میں کلام الہی کے لکھنے کا ایسا ہے دستور تھا اور اسی سبب سے ہم مسلمان بیبل کے ہر ہر فقرہ کو بلکہ فقرہ کے ٹکڑے کو روایت اور متن کے نام سے تمیز کرتے ہیں جیسا کہ عنقریب میں ایک بیبل مشتہر کرنے کو ہوں جس میں الفاظ متن کے سرخ اور الفاظ روایت کے سیاہ چھاپے جاوینگے مگر جو کچھہ کہ بیبل میں بطور روایت کے لکھا ہے اُسکو ایک افسانہ اور قصہ سمجھنا یا انسان کی ضعیف عقل اور جہالت کی آمیزش

Who could not but be excited with a feeling of great pity and sorrow at what Dr Colenso says in respect to the Bible in the above quotations. Of course we Mahomedans, as well as many of the Christians admit, that independent of the mere ordinances and words of God, there are contained in the Bible additions which were made to serve as narratives by the sacred writer, who might have been either Moses or Ezra; and this was in the earlier ages, the mode of recording the divine utterance; and it is for this reason that we Mahomedans distinguish the verses and even parts of verses, in the Bible by the twe different titles of *text* and *narrative*, as will be illustrated in an edition of the Bible I am to publish, wherein the text shall be printed in red, and the narratives in black. But it is a great blunder and absurdity to take this narrative-matter in the Bible

for mere tales and legends, or for a 'mixture of human frailty and ignorance', or to withhold belief therefrom as a statement of mere fact, as Dr Colenso has maintained. To make this assertion and still to acknowledge the Bible to contain divine and eternal truths, are two things so opposed to each other that they can never be reconciled. How can we assert this sentence of a verse of Scripture— 'and all the high hills that were under the whole heaven were covered,' G. VII. 19,— to be a fabrication, or lie; and this one— 'Unto thee it was shewed, that thou mightst know that the Lord he is God; there is none else besides him''— to be a divine and eternal truth: for might we not argue that the writer who wrote the former an untruth, may have likewise written the latter as such? Shall we then let the Bible be so treated by men, at least by such as Dr Colenso, that they may fix and determine the character of any passage in it according to their own caprice and pleasure by calling it either a legend, or a divine truth? No, this can never be. To make a distinction between the Ellohist and Jehovist writers would not do, even if it be allowable. What is needful to be done, is first to lay down a certain rule by which legends may be distinguished from divine truths: so that we may be enabled to receive as such, what are legends; and, on the other hand, give obedience and reverence to what is the pure and unalloyed truth. If all Dr Colenso's conclusions in regard to the Bible are to be accepted as right, we should then find not a single word

جاننا یا آسکو خالص حقیقتوں کی تاریخ
نہ سمجھنا جیسا کہ بشپ کالنزو صاحب
نے تصور کیا ہے محض ایک غلط خیال
ہے ایسا جاننا اور پھر بیبل میں الہیہ سچ
کے موجود ہونیکابھی اقرار کرنا یہہ دونوں
چیزیں آپس میں ایسی ضد ہیں جو
ایک ساتھہ جمع نہیں ہوسکتیں کیا وجھہ
ہوگی کہ ہم کتاب اقدس کے اِس فقرہ
کو کہ " چھپا دیا † سب پہاڑوں اونچوں
کو جو تھے نیچی تمام آن آسمانونکے " ایک
جھوٹی کہانی سمجھیں اور اِس فقرہ کو
کہ " تجھکو ‡ دکھائی دیا میں تا کہ پہچان
لے تو کہ اللہ وہی معبود ہے نہیں کوئی
(معبود) سوائے آسکے " (یعنی لاالہ الااللہ)
الہیہ سچ اور خدا کا کلام ابدی جانیں
کیوں نہ ہم کہیں گے کہ جس مورخ نے
پہلا فقرہ (نعوذ باللہ) جھوٹ لکھا ہے
اسیطرح دوسرا فقرہ بھی آسنے جھوٹ لکھا
ہے پھر کیا ہم بیبل کو لوگوں کے ہاتھہ
میں اور کم سے کم بشپ کالنزو صاحب
کے ہاتھہ میں اسطرح پر چھوڑ دینگے کہ
جس ورس کو وہ چاھیں گے جھوٹا قصہ
قرار دینگے اور جس ورس کو چاھیں گے
الہیہ سچ بتاوینگے یہہ نہیں ہوسکتا
الوھوسٹ اور جھوروسٹ کی تمیز کرنے سے
(اگر وہ درست بھی ہو) کچھہ کام نہیں
چلتا اول اسبات کے لیئے ایک قاعدہ بتانا
چاھیئے جس سے ہم افسانوں اور قصونکی
الہیہ سچ سے تمیز کرلیں اور ایک کو جھوٹا
افسانہ اور دوسرے کو الیہہ سچ اعتقاد کریں
اگر آس سب کو جو بشپ کالنزو صاحب
نے کہا ہے درست مانا جاوے تو ایک
لفظ بیبل کا ایسے اعتماد کے لایق نہیں

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۳۵
قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۰

† کتاب پیدایش باب ۷—۱۹

‡ کتاب استثنا باب ۴—۳۵

قبل پیدایش سیہح علیہ السلام ۴۳۳۵

قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۰

رهتا جبهر کوئي شخص بطور الهیه سچ کے اعتقاد کرسکے اگرهم مقدس مورخ کو کم سے کم ایک دیانت دار مورخ هي سمجهیں تو آس حالت میں بهي هم کتاب اقدس پر ایسا گمان نہیں کرسکتے جیسا که بشپ کالنزو صاحب کهتے هیں ٭

بلاشبهه بیبل میں دوقسم کي تحریرونکا اعتقاد کرتے هیں ایک خالص وه مضمون جو خدا نے کہا اور آسیکو هم متن کهتے هیں اور ایک وه مضمون جسکو مقدس مورخ نے کسي ضرورت سے آسکے ساتهه شامل کیا اور اسیکو هم روایت کهتے هیں اور پهر روایت میں بهي دوقسم کا مضمون سمجهتے هیں ایک ایسا جسکو غالباً یقین کیا جاتا ہے که الهام سے لکها گیا اور دوسرا وه جسکے الهام سے لکهے جانیکي کچهه ضرورت نه تهي صرف یهي ایک پچهلي قسم ایسي ہے که جسمیں ایسي لغزش کا جیسیکه انسان سے بسبب آسکے انسان هونیکے هوسکے ممکن ہے مگر نه اورقسموں میں اور پهر وه لغزش بهي ایسي لغزش جسکو لغزش کهه سکیں نه ایک جهوٹ اور سرتاپا بے بنیاد قصه جیساکه بشپ کالنزو صاحب یقین کرانا چاهتے هیں ٭

یهه همارا کهنا صرف اس وجهه سے نہیں ہے که هم بیبل پر بغیر ایک مودب نکته چین نظر کے یقین رکهتے هیں یالوگوں سے آسپر یقین چاهتے هیں بلکه هم کهتے هیں که جو کچهه همنے کہا آسکو هم معاندانه بحث سے ثابت بهي کرتے هیں جیسیکه هماري تفسیر کے پڑهنے والینے ان دونوں حصوں میں پایا هوگا اور امید ہے که آینده اگلے حصوں میں بهي پاوے گا انشاالله تعالی ٭

in it worthy of credit, in which we could fearlessly place our faith, in the conviction that it had its origin in a divine source. If we were to regard the inspired or sacred historian in no higher character than a merely faithful writer, we could not even then think of Scripture so lightly as Dr Colenso has done.

Indeed we believe Scripture to contain two kinds of matter—viz: one which was dictated by God himself, which we distinguish as the *text*; the other which the sacred writer mixed up with it, from some cause which necessitated his doing so; and this inserted matter we call *narrative*, which is again subdivided into two classes of subject; i. e. first, that portion of it which may be held to be susceptible of error such as human infirmity is liable to, but even in that case the apparent inaccuracies can exist only to partial extent, and we are not to condemn all the narratives related as mere legends or fabrications as Dr Colenso would fain make us believe them to be.

The observations I have here offered in defence of the Bible do not proceed from the circumstance that I believe, or that I would lead others to believe in it, without a critical examination of its contents: but, on the contrary, what I say, I prove and establish by free discussion and argument, as the reader of the two Parts of my work will have perceived, and I hope he will find me doing the same as successfully in the succeeding Parts. G. D.

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۲۳۵ : قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۰

گیارھواں باب

CHAPTER XI.

۱ دنیا میں ایک ھي زبان بولي جاتي تھي ۳ بابل کي تعمیر ۵ اصلي
بولي میں اختلاف ڈالا جانا ۱۰ شیم کا نسب‌نامہ ۲۷ ابراھیم کے باپ ترح
کا نسب‌نامہ ۳۱ ترح کا عور سے روانہ ھوکر حاران کو جانا *

GENESIS. — توریت مقدس

And the whole earth was of one language, and of one speech.

(א) וַיְהִי כָל הָאָרֶץ שָׂפָה אֶחָת
۱ اور تھا تمام ملک ھونٹ ایک
וּדְבָרִים אֲחָדִים :
اور باتیں ایکساں

2 And it came to pass, as they journeyed from the east, that they found a plain in the land of Shinar; and they dwelt there.

(ב) וַיְהִי בְּנָסְעָם מִקֶּדֶם וַיִּמְצְאוּ
۲ اور ھوا کوچ کرتے اُنکے میں مشرق سے کہ پائي اُنھوں نے
בִקְעָה בְּאֶרֶץ שִׁנְעָר וַיֵּשְׁבוּ שָׁם :
جگھہ زمین میں شنعار کے اور رھے وھاں

3 And they said one to another, Go to, let us make brick, and burn them thoroughly. And they had brick for stone, and slime had they for morter.

(ג) וַיֹּאמְרוּ אִישׁ אֶל רֵעֵהוּ הָבָה
۳ اور کھنے لگی مرد اپنے ساتھي سے کہ لو
נִלְבְּנָה לְבֵנִים וְנִשְׂרְפָה לִשְׂרֵפָה וַתְּהִי
بنائیں اینٹیں اور جلائیں جلانا اور ھو
לָהֶם הַלְּבֵנָה לְאָבֶן וְהַחֵמָר הָיָה
واسطے اُنکے اینٹ بجائے پتھر کے اور نفتیلي مٹي ھو
לָהֶם לַחֹמֶר :
واسطے اُنکے گارہ کے لیئے

4 And they said, Go to, let us build us a city and a tower, whose top *may reach* unto heaven; and let us make us a name, lest we be scattered abroad upon the face of the whole earth.

(ד) וַיֹּאמְרוּ הָבָה ׀ נִבְנֶה לָּנוּ עִיר
۴ اور کہا اُنھوں نے کہ لو بناویں واسطے اپنے شھر
וּמִגְדָּל וְרֹאשׁוֹ בַשָּׁמַיִם וְנַעֲשֶׂה־לָּנוּ שֵׁם
اور منارہ کہ سر‡ اُسکا آسمان میں اور بناویں ھم واسطے اپنے نام
פֶּן נָפוּץ עַל פְּנֵי כָל הָאָרֶץ :
شاید پریشان ھوویں اُوپر مونھہ تمام زمین کے

‡ استثنا باب ۱—۲۸

توریت مقدس	GENESIS.	قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۲۳۵	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

(ה) וַיֵּרֶד יְהוָה לִרְאֹת אֶת־הָעִיר
۵ ‡ اور اوترا الله واسطے دیکھنے کے شہرکو
וְאֶת־הַמִּגְדָּל אֲשֶׁר בָּנוּ בְּנֵי הָאָדָם׃
اور منارہ کو جسکو بنایا بني آدم نے

5 And the LORD came down to see the city and the tower, which the children of men builded.

‡ باب ۱۸—۲۱

(ו) וַיֹּאמֶר יְהוָה הֵן עַם אֶחָד
۶ اور کہا الله نے یہہ هی † قوم ایک
וְשָׂפָה אַחַת לְכֻלָּם וְזֶה הַחִלָּם לַעֲשׂוֹת
اور هونٹ ایک ‡ واسطے سبکے اور یہہ هے شروع اُنکا واسطے کرنیکے ||
וְעַתָּה לֹא־יִבָּצֵר מֵהֶם כֹּל אֲשֶׁר יָזְמוּ
اور اب نرهجائیگا اُنسے سب جو چیز ارادہ کرینگے
לַעֲשׂוֹת׃
کرنیکا

6 And the LORD said, †Behold, the people *is* one, and they have all one language; ‡and this they begin to do: and now nothing will be restrained from them, which they have ||imagined to do.

† باب ۹—۱۹
اعمال باب ۱۷—۲۶
‡ باب ۱۱—۱
|| زبور ۲—۱

(ז) הָבָה נֵרְדָה וְנָבְלָה שָׁם שְׂפָתָם
۷ * لونیچے اُتریں هم اور مختلف کردیں وهاں هونٹ اُنکي
אֲשֶׁר לֹא יִשְׁמְעוּ אִישׁ שְׂפַת רֵעֵהוּ׃
ایسی که نه سنیں § مرد بولي ساتهي اپنے کي

7 Go to, let us go down, and there confound their language, that they may not understand one another's speech.

* باب ۱—۲۶
زبور ۲—۴
اعمال ۲—۴، ۵، ۶
§ باب ۴۲—۲۳
استثنا ۲۸—۴۹
یرمیاه ۵—۱۵
۱ کارنتهان ۱۴—۲، ۱۱

(ח) וַיָּפֶץ יְהוָה אֹתָם מִשָּׁם עַל־
۸ * اور پریشان کردیا الله نے اُنکو وهاں سے اُوپر
פְּנֵי כָל־הָאָרֶץ וַיַּחְדְּלוּ לִבְנֹת הָעִיר׃
مونهه سب زمین کے † اور نه سکی بنانا شهر

8 So the LORD scattered them abroad from thence upon the face of all the earth: and they left off to build the city.

* لوک باب ۱—۵۱
† باب ۱۰—۲۵، ۳۲
‡ ۱ کارنتهیاں باب ۱۴—۲۳

(ט) עַל־כֵּן קָרָא שְׁמָהּ בָּבֶל כִּי־
۹ اسلیئے پکارا اُسکا نام بابل ‡ کیونکه
שָׁם בָּלַל יְהוָה שְׂפַת כָּל־הָאָרֶץ וּמִשָּׁם
اس جگه مختلف کردي الله نے هونٹ سب ملک کي اور وهاں سے
הֱפִיצָם יְהוָה עַל־פְּנֵי כָּל־הָאָרֶץ׃
متفرق کردیا اُنکو الله نے اُوپر مونهه سب زمین کے

9 Therefore is the name of it called Bable; because the LORD did there confound the language of all the earth: and from thence did the LORD scatter them abroad upon the face of all the earth.

פ (י) אֵלֶּה תּוֹלְדֹת שֵׁם שֵׁם
۱۰ || یہه هی نسب‌نامه شیم کا شیم تها
בֶּן־מְאַת שָׁנָה וַיּוֹלֶד אֶת־אַרְפַּכְשָׁד
پیدا هوا سو برس کا که پیدا کیا ارفکشد کو
שְׁנָתַיִם אַחַר הַמַּבּוּל׃
دو برس بعد طوفان کے

10 ¶ These *are* the generations ||of Shem: Shem was an hundred years old, and begat Arphaxad two years after the flood:

|| باب ۱۰—۲۲
۱ تاریخ باب ۱—۱۷

GENESIS.	توریت مقدس	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم	قبل پیدایش مسیح علیه السلام
11 And Shem lived after he begat Arphaxad five hundred years, and begat sons and daughters.	(יא) וַיְחִי שֵׁם אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת ۱۱ اور جیا شیم بعد پیدا کرنے اُسکے אַרְפַּכְשָׁד חֲמֵשׁ מֵאוֹת שָׁנָה וַיּוֹלֶד ارفکشد کو پانچ سو برس اور پیدا کیئی בָּנִים וּבָנוֹת : لڑکے اور لڑکیاں	۲۹۲۰	۲۳۲۶
12 And Arphaxad lived five and thirty years, and begat Salah :	(יב) וְאַרְפַּכְשַׁד חַי חָמֵשׁ וּשְׁלֹשִׁים ۱۲ اور ارفکشد جیا پانچ اور تیس שָׁנָה וַיּוֹלֶד אֶת־שָׁלַח : برس اور پیدا کیا شلح کو †	۲۸۸۶	۲۳۱۱
13 And Arphaxad lived after he begat Salah four hundred and three years, and begat sons and daughters.	(יג) וַיְחִי אַרְפַּכְשַׁד אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ ۱۳ اور جیتا رہا ارفکشد بعد پیدا کرنے اُسکے אֶת־שֶׁלַח שָׁלֹשׁ שָׁנִים וְאַרְבַּע מֵאוֹת شلح کو تین برس اور چار سو שָׁנָה וַיּוֹלֶד בָּנִים וּבָנוֹת : ס برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں	† دیکھو انجیل لوقا باب ۳—۳۶	
14 And Salah lived thirty years, and begat Eber :	(יד) וְשֶׁלַח חַי שְׁלֹשִׁים שָׁנָה וַיּוֹלֶד ۱۴ اور شلح جیا تیس برس اور پیدا کیا אֶת־עֵבֶר: عیبر کو	۲۸۵۶	۲۳۸۱
15 And Salah lived after he begat Eber four hundred and three years, and begat sons and daughters.	(טו) וַיְחִי־שֶׁלַח אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת־ ۱۵ اورجیتا رہا شلح بعد پیدا کرنے اُسکی עֵבֶר שָׁלֹשׁ שָׁנִים וְאַרְבַּע מֵאוֹת שָׁנָה عیبر کو تین برس اور چار سو برس וַיּוֹלֶד בָּנִים וּבָנוֹת : اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں		
16 And Eber lived four and thirty years, and begat Peleg :	(טז) וַיְחִי־עֵבֶר אַרְבַּע וּשְׁלֹשִׁים ۱۶ اور جیا عیبر ‡ چار اور تیس שָׁנָה וַיּוֹלֶד אֶת־פָּלֶג: برس اور پیدا کیا پلغ کو	۲۸۲۲ ‡ ۱ تاریخ باب ۱—۱۹	۲۳۳۷
17 And Eber lived after he begat Peleg four hundred and thirty years,	(יז) וַיְחִי־עֵבֶר אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת־ ۱۷ اورجیتا رہا عیبر بعد پیدا کرنے اُسکے		

		قبل پیدایش مسیح علیه السلم	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
פֶּלֶג שְׁלֹשִׁים שָׁנָה וְאַרְבַּע מֵאוֹת پلغ کو تیس برس اور چار سو שָׁנָה וַיּוֹלֶד בָּנִים וּבָנוֹת׃ برس اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں	and begat sons and daughters.	۲۲۳۷	۲۸۲۲
ס (יח) וַיְחִי פֶלֶג שְׁלֹשִׁים ۱۸ اور جیا پلغ تیس שָׁנָה וַיּוֹלֶד אֶת־רְעוּ׃ برس اور پیدا کیا رعو کو	18 And Peleg lived thirty years, and begat Reu:	۲۲۱۷	۲۷۹۲
(יט) וַיְחִי־פֶלֶג אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת־ ۱۹ اور جیتا رہا پلغ بعد پیدا کرنے اُسکے רְעוּ תֵּשַׁע שָׁנִים וּמָאתַיִם שָׁנָה וַיּוֹלֶד رعو کو نو برس اور دو سو برس اور پیدا کیئے בָּנִים וּבָנוֹת׃ ס لڑکے اور لڑکیاں	19 And Peleg lived after he begat Reu two hundred and nine years, and begat sons and daughters.		
(כ) וַיְחִי רְעוּ שְׁתַּיִם וּשְׁלֹשִׁים ۲۰ اور جیا رعو دو اور تیس שָׁנָה וַיּוֹלֶד אֶת־שְׂרוּג׃ برس اور پیدا کیا سروغ کو	20 And Reu lived two and thirty years, and begat Serug:	۲۱۸۵	۲۷۶۰
(כא) וַיְחִי רְעוּ אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת־ ۲۱ اور جیتا رہا رعو بعد پیدا کرنے اُسکے שְׂרוּג שֶׁבַע שָׁנִים וּמָאתַיִם שָׁנָה سروغ کو سات برس اور دو سو برس וַיּוֹלֶד בָּנִים וּבָנוֹת׃ ס اور پیدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں	21 And Reu lived after he begat Serug two hundred and seven years, and begat sons and daughters.		
(כב) וַיְחִי שְׂרוּג שְׁלֹשִׁים שָׁנָה וַיּוֹלֶד ۲۲ اور جیا سروغ تیس برس اور پیدا کیا אֶת־נָחוֹר׃ ناحور کو	22 And Serug lived thirty years, and begat Nahor:	۲۱۵۵	۲۷۳۰
(כג) וַיְחִי שְׂרוּג אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת ۲۳ اور جیتا رہا سروغ بعد پیدا کرنے اُسکے נָחוֹר מָאתַיִם שָׁנָה וַיּוֹלֶד בָּנִים ناحور کو دو سو برس اور پیدا کیئے لڑکے וּבָנוֹת׃ ס اور لڑکیاں	23 And Serug lived after he begat Nahor two hundred years, and begat sons and daughters.		

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۲۱۲۶	۲۷۰۱

24 And Nahor lived nine and twenty years, and begat Terah:

(כד) וַיְחִי נָחוֹר תֵּשַׁע וְעֶשְׂרִים שָׁנָה
۲۴ اور جیا ناحور نو اور بیس برس
וַיּוֹלֶד אֶת־תָּרַח׃
اور پیدا کیا تارح کو

25 And Nahor lived after he begat Terah an hundred and nineteen years, and begat sons and daughters.

(כה) וַיְחִי נָחוֹר אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת
۲۵ اورجیتا رھا ناحور بعد پیدا کرنے اُسکے
תֶּרַח תְּשַׁע־עֶשְׂרֵה שָׁנָה וּמְאַת שָׁנָה
تارح کو نو اور دس برس اور سو برس
וַיּוֹלֶד בָּנִים וּבָנוֹת׃ ס
اور پیدا کیئے اُسنے لڑکے اور لڑکیاں

۲۰۵۶	۲۶۳۱

26 And Terah lived seventy years, and begat Abram, Nahor, and Haran.

(כו) וַיְחִי תֶרַח שִׁבְעִים שָׁנָה וַיּוֹלֶד
۲۶ اورجیا تارح ستر برس اورپیدا کیا
אֶת־אַבְרָם אֶת־נָחוֹר וְאֶת־הָרָן׃
† ابرام کو ناحور کو اور هاران کو

† یشوع باب ۲۴ — ۲
۱ تاریخ باب ۱ — ۲۶

۱۹۹۶	۲۵۷۱

27 ¶ Now these *are* the generations of Terah: Terah begat Abram, Nahor, and Haran; and Haran begat Lot.

(כז) וְאֵלֶּה תּוֹלְדֹת תֶּרַח תֶּרַח
۲۷ اور یهه هی جنم پتره تارح کا تارح نے
הוֹלִיד אֶת־אַבְרָם אֶת־נָחוֹר וְאֶת־
پیدا کیا ابرام کو ناحور کو اور
הָרָן וְהָרָן הוֹלִיד אֶת־לוֹט׃
هاران کو اور هاران نے پیدا کیا لوط کو

28 And Haran died before his father Terah in the land of his nativity, in Ur of the Chaldees.

(כח) וַיָּמָת הָרָן עַל־פְּנֵי תֶּרַח אָבִיו
۲۸ اور مرگیا هاران سامنے تارح باپ اپنے کے
בְּאֶרֶץ מוֹלַדְתּוֹ בְּאוּר כַּשְׂדִּים׃
زمین پیدایش اپني میں بیچ اورکسدیم کے

29 And Abram and Nahor took them wives: the name of Abram's wife *was* Sarai; and the name of Nahor's wife, Milcah, the daughter of Haran, the father of Milcah, and the father of Iscah.

(כט) וַיִּקַּח אַבְרָם וְנָחוֹר לָהֶם
۲۹ اور لیا ابرام نے اور ناحور نے اپنے واسطے
נָשִׁים שֵׁם אֵשֶׁת־אַבְרָם שָׂרָי וְשֵׁם
عورتیں نام عورت ابرام کا ‡ سارائي اور نام
אֵשֶׁת־נָחוֹר מִלְכָּה בַּת־הָרָן אֲבִי־
عورت ناحور کا || ملکاه بیٹي هاران باپ
מִלְכָּה וַאֲבִי יִסְכָּה׃
ملکاه اور باپ یسکاه کے

‡ باب ۱۷ — ۱۵
۲۰ — ۱۲
|| باب ۲۲ — ۲۰

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۱۹۲۱ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۳۹۶

(ל) וַתְּהִי שָׂרַי עֲקָרָה אֵין לָהּ וָלָד׃
۳۰ اور تهي † ساراني بانجہ نه تها واسطے اُسکے لڑکا

30 But Sarai was barren; she *had* no child.

(לא) וַיִּקַּח תֶּרַח אֶת־אַבְרָם בְּנוֹ
۳۱ اور ليا ‡ تارح نے ابرام بیٹی اپنے کو
וְאֶת־לוֹט בֶּן־הָרָן בֶּן־בְּנוֹ וְאֵת שָׂרַי
اور لوط بیٹی هاران اپنے بیٹی کے بیٹی کو اور سارائي
כַּלָּתוֹ אֵשֶׁת אַבְרָם בְּנוֹ וַיֵּצְאוּ אִתָּם
اپني بهو عورت ابرام بیٹی اپنے کو اور نکلے وہ
מֵאוּר כַּשְׂדִּים לָלֶכֶת אַרְצָה כְּנַעַן
|| اورکسدیم سے جانیکو زمین § کنعن کو
וַיָּבֹאוּ עַד־חָרָן וַיֵּשְׁבוּ שָׁם׃
اورآئی وہ حاران تک اور رهے وهاں

31 And Terah took Abram his son, and Lot the son of Haran his son's son, and Sarai his daughter-in-law, his son Abram's wife; and they went forth with them from Ur of the Chaldees, to go into the land of Canaan; and they came unto Haran, and dwelt there.

† باب ۱٦ — ۱ و ۲
۱۸ — ۱۱ و ۱۲
‡ باب ۱۲ — ۱
|| نحميا باب ۹ — ۷
اعمال ۷ — ۳
§ باب ۱۰ — ۱۹

(לב) וַיִּהְיוּ יְמֵי־תֶרַח חָמֵשׁ שָׁנִים
۳۲ اور تهے ايام تارح كے پانچ برس
וּמָאתַיִם שָׁנָה וַיָּמָת תֶּרַח בְּחָרָן׃
اور دو سو برس اور مرگیا تارح حاران میں

32 And the days of Terah were two hundred and five years: and Terah died in Haran.

تفسير

۱ — (هونت ايک) يعني تمام ملک والے ایک قصد اور ایک ارادہ کے تهے اُنمیں جو شخص کوئي بات کرني چاهتا تها سب وهي کهتے تهے اور وهي کرتے تهے جیسا که دوسرے ورس سے سب کے ایک ساتهہ سفر کرنے سے ثابت هوتا هے ❋

۴ — (که اُسکا سر هو آسمان میں) ان الفاظ سے صرف يهه مراد هے که اُسکو نهایت اونچا بناویں جیسا که † شهر کنعان کي دیواروں کي نسبت بهي اسیطرح کہا گیا هے ❋

† استثنا ۲ — ۲۸
۹ — ۱

NOTES.

V. 1. *of one languge,)* That is, all the people of the country had one mind, one purpose, and one will. Whoever of them wished to do or to say a certain thing, all were to follow him in it; as is proved from verse 2 where they are seen to have all set out at once.

V. 4. *whose top may reach unto heaven,)* That is, an exceeding high tower. The same is said of the walls of the cities of Canaan, Deu. I. 28; IX. 1.

let us make us a name,) Bishop Hall having commented in excellent style upon this verse I proceed to quote his words in this place—viz : " God hath a special indignation at pride, and will cross our endeavours, not because they are evil, (what hurt there could be in laying one brick over the other?) but because they are proudly undertaken."

—(هم واسطے اپنے نام) بشپ ‡ هال صاحب نے اسمقام پر نهایت عمدہ گفتگو لکهي هے " که خداتعالی غرور پر تمام گناهون سے زیادہ غضبناک هوتا هے اور تمام کوششوں کو خراب کرتا هے نه اس وجهه سے که اصل میں بري هیں (کیونکه کیا ضرر هوسکتا تها ایک اینٹ کو دوسري اینٹ پر رکهنے سے) بلکه اس وجهه سے که انکو هم غرور سے اختیار کرتے هیں *

قبل‌پیدایش سیح علیه السلام ۴۲۳۵ | قبل‌پیدایش محمدرسول الله صلعم ۲۹۲۰

‡ تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۳۶

V. 5. *the Lord came down,)* " This is," says Bishop Patrick. " an accommodation to our conceptions. It means that by the effects He made it appear, that He observed their motions, and knew their intentions."

۵—(اور اوترا الله) ‖ بشپ پٹرک صاحب لکهتے هیں که " اسطرح پر بیان کرنا همارے خیالات کے لیئے آساني کرنا هے اس سے یهه مراد هے که بسبب اثروں کے خداتعالی نے یهه ظاهرکیا که گویا اسنے انکي حرکتوں کو دیکها اور انکے ارادوں کو جانا " *

‖ تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۳۶

the childern of men,) " Children of men in Scripture," says Bishop Patrick, " are opposed to children of God; as bad men and infidels are to good and faithful. So that the people engaged in this work were not Noah, Shem, and other good men, but some of the worst men who had degenerated from the piety of their ancestors."

—(بني آدم) § بشپ پٹرک صاحب لکهتے هیں که " کتاب اقدس میں اولاد آدمیوں کي خدا کي اولاد کے مقابل کي گئي هے جیسے که خراب اور بد دیانت آدمي نیک اور ایماندار کے مقابل هوتے هیں پس جولوگ اس کام میں مصروف تهے وہ نوح اور سام اور اور نیک آدمي نه تهے بلکه نهایت برے آدمیوں میں سے تهے جو اپنے بزرگوں کي خدا پرستي سے گمراہ هو گئی تهے *

§ تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۳۶

V. 7. This verse, with the preceding one, contains the Hebrew word *Habaa,* rendered *go to, let us go down,* by the English Translators, and similarly rendered both in the Persian and Urdu Versions; but it signifies that the work here spoken of was performed by more than one person; and since it was no

۷— اس ورس میں اور نیز ان ورسون میں جو اس سے اوپر گذرے هابا הבה ایک عبري لفظ هے جسکا ترجمه انگریزي مترجم نے اسطرح پر کیا هے که چلو وهاں اوهم چلیں اور فارسي مترجم نے اسکا ترجمه بیا کے لفظ سے کیا هے اور اردو مترجموں نے اسکا ترجمه آؤ کیا هے جسکا

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۳۳۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

other than God himself that executed it, it is therefore inferred by Christians that there exists a plurality of persons in God.

منشاء یهه هے که اس ورس میں جس کام کے کرنیکا ذکر هے وه متعدد شخصوں نے کیا هے اور جبکه وه کام بجز خدا کے کسي نے نهیں کیا تها تو اس سے علماء عیسائي یهه نتیجه نکالتی هیں که خدا کي وجود میں جمعیت هے ●

† تفسیر پٹرک اور لوتهه وغیرہ مطبوعہ لندن جلد ۱ صفحه ۵۹

"The Rabbis" say Bishops Patrick, Lowth, &c, in their joint Critical Commentary, "fancy this is spoken to the angels. But it is beyond the angelical power to alter mens' minds so in an instant that they shall not be able to understand what they did before. Therefore God spoke to Himself: and this phrase suggests to us more persons than one in the Godhead. In short, none but He who taught men at first to speak, could in an instant make that variety of speech, which is described in the next words.—Novatianus therefore anciently took it, that this was spoken by God to his Son."

پٹرک صاحب † اور لوتهه صاحب وغیرہ اپني تفسیر میں لکهتے هیں که یهودي عالم یهه خیال کرتے هیں که یهه کلام فرشتوں سے کیا گیا اور پهر اسپر اعتراض کرتے هیں که یهه بات فرشتوں کي قوت سے زیاده هے که انسانوں کي طبیعتوں کو ایک لحظه میں ایسا تبدیل کردیں که جس سے وه نه سمجهه سکیں اس شے کو جو انهوں نے پهلے سے کي هو اسلیئے خداتعالی اپنے آپ سے هم کلام هوا هے اور یهه طرز کلام همکو سوجهاتا هے که الهیت میں ایک وجود سے زیاده هیں غرض که نه کوئي اور مگر وه جسنے اول بولنا انسانوں کو سکهایا ایک لحظه میں انکے کلام کو اسطرح سے بدل سکا جیسا که آگے کے لفظوں میں بیان هے پس نووے تئینس نے مدت هوئي یهه تجویز کیا که یهه کلام اپنے بیٹے (یعني عیسی مسیح علیه السلام) سے کیا ●

"However, we ought first to inquire into the true signification of the Hebrew word in question. Gesenius in his Hebrew Lexicon says: *Habaa* is derived from *yihib*, signifying to *give*, *place*, *put* and set; corresponding to which in Arabic are *ataa*, *nawala*, or *vahaba*. It occurs in Psalm 55, verse 23., and its derivatives are thus declined: feminine *habaa*, first person *habi*, and plural *habu*.

مگر همکو چاهیئے که اول هم اس عبري لفظ کي تحقیق کریں که یهه کیا لفظ هے جیسینیس صاحب اپني کتاب عبري لکسن میں لکهتے که هابه הבה عبري لفظ (یهب) יהב سے نکلا هے جسکے معني دینے اور رکهنے کے هیں جیسے عربي میں اعطے اور ناول اور وهب چنانچه ایک جگه زبور میں ‡ یهب کا لفظ ایا هے اس لفظ سے

‡ زبور ۵۵ — ۲۲

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۲۲۴۵	۲۹۲۰

‡ پیدایش ۲۹—۲۱
† روتھه ۳ — ۲۲
ایوب ۶ — ۲۲
۲ سموئیل ۱۶—۲۰
‡ ۲ سموئیل ۱۱—۱۵

اسطرح بر صیغی بنائے جاتے ھیں (ھابه) ‡ הבה مونث (ھابي) הבי متکلم (ھابو) הבו جمع اس لفظ کے معنی ھوتے ھین † دینی کے اور مقرر کرنے ‡ اور رکھنے کے *

کبھي یه لفظ متعلق فعل کے ھوتا ھے یعني جس کام کا کرنا منظور ھوتا ھے اسپر آماده اور برانگیخته کرنے کے لیئے یه لفظ بولا جاتا ھے اور جو که ھر ایک زبان میں کسي فعل پر برانگیخته کرنیکے لیئے مناسب اس فعل کے الفاظ مقرر ھین جیسے اردو میں بولتے ھیں که لاؤ میں لکھه ڈالوں آؤ ھم یه کام کرلیں لو میں نے دیکھه لیا چلو اب کرلو اسلیئے ھر زبان کا مترجم مطابق محاورہ اپني زبان کے اس لفظ کا ترجمه کرلیتا ھے مگر وہ اصلي ترجمه اس لفظ کا نہیں ھوتا پس اس لفظ کا اپني زبان کے محاورہ کے موافق ترجمه کرنا اور اس ترجمه میں جو مفہوم جمعیت کا اس زبان کے محاورہ کے موافق پایا جاوے اس سے اِس عبري لفظ میں بھي جمعیت کا اشارہ قرار دینا محض ایک غلطي ھے کیونکه اصل عبري لفظ میں کوئي مراد جمعیت کے نہیں ھے بلکه وھاں صرف اس فعل پر فاعل کي آمادگي ظاھر کرنے کے لیئے وہ لفظ بولا گیا ھے نه کسي قسم کے معنے جمعیت کے ظاھر کرنیکے لیئے پھر اس لفظ سے فاعل کے وجودونکي جمعیت پر کیونکر استدلال ھوسکتا ھے اس تحقیق سے ثابت ھوتا ھے که اِس لفظ کی اصل میں کوئي ایسے معنی نہیں ھیں جو وجودوں کي جمعیت پر دلالت کرتے ھوں *

It is sometimes used as an adverb; joins to the action to encourage or move to its being performed with readiness. Its equivalents denoting the like sense with it, are various in various languages. Every Translator therefore renders it with words that are idiomitical in his language. So the word being thus rendered idiomitically in one's language, may refer to a plurality of persons in the actor, while it may answer as well the sense given to it in the original, and be then taken likewise to imply that plurality in the original language also; it is this assumption that leads to error: since this word in the original implies no plurality at all, but merely conveys the sense of an encouragement, or impulse given, to the performance of an act. Hence it may be maintained, the word has no such signification as might lead us to the conclusion of a plurality of persons in the actor.

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۲۴۵

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

اردو زبان میں ایک لفظ (لو) کا مستعمل ہے جو متعلق فعل ہوتا ہے اور واسطے بر انگیختہ کرنے فاعل کے یا واسطے اظہار امادہ ہونے فاعل کے کسی فعل پر بولا جاتا ہے جیسے بولتے ہیں لومارڈالو لو دیکھہ لو وغیرہ اور اس لفظ سے جو امر ہے لینی کا ایسی مقاموں پر کبھی آسکی اصلی معنے مراد نہیں ہوتے یہہ اردو لفظ (هابه) הבה کے لفظ کے مادہ کے جو معنے ہیں آسکے بہت قریب قریب ہے اس لیئے اس عبری لفظ کا اردو میں لو ترجمہ کرنا کسیقدر اصل عبری لفظ کے معنونکو قریباً صحت سے ظاہر کرتا ہے اور اسی سبب سے میں نے اردو ترجمہ متن میں یہی لفظ اختیار کیا ہے

(مختلف کردیں) اکثر عالم اس ورس سے یہہ مطلب سمجھتے ہیں کہ پہلے سب آدمیوں کی ایک بولی تھی بابل میں خداتعالےنے بطور ایک کرشمہ کے سب کی زبانیں بدل دیں اور اسی بات کو انسان کی زبانونکی اختلاف کا باعث سمجھتے ہیں مگر میری نزدیک اس ورس کا یہہ مطلب نہیں ہے اور نہ انسان کی اختلاف زبانونکا یہہ باعث ہے یہاں صرف یہہ مراد ہے کہ وہ سب لوگ جو شہر اور منارہ بنانے پر ایک زبان یعنی ایک ارادہ ہورہے تھے خدا نے آس ارادہ میں آنکو مختلف کردیا کیونکہ اسی ورس میں ہے کہ " نہ سنیں ہر ایک زبان اپنے دوست کی " اگر اسمقام پر اختلاف زبان مراد ہوتی تو نہ سنیں کا لفظ ہرگز نہ بولا جاتا بلکہ یوں کہاجاتا کہ نہ سمجھیں ہر ایک زبان اپنے دوست کی بس نہ سننے سے یہی مراد ہے کہ ایک شخص

The adverb *lo* in Urdoo means to excite to the ready performance of an action, and notwithstanding the word is the *Imperative* from the verb *lena* (*to take*,) yet when it is used in the sense above indicated, it is never understood to be an Imperative. This Urdoo word nearly conveys the sense expressed by the Hebrew word *habaa* ; for this reason I have used this expression in rendering the original in my text.

—*Confound their language*,) Most divines understand by this verse that formerly all the people of the country spoke one language, but that afterwards God, by a miracle, introduced a variety of languages among them. And the variety that we find existing among our languages, is ascribed by them to this very cause. However, I do not find that the term of this verse suggests any such conclusion nor do I hold this occasion to be the source from which diversity of language took its rise among us. On the other hand, it seems to denote, that God confounded, i. e. interfered with their language, or their resolution of raising the tower, to which resolution they had all unanimously consented: since it is here said, none may here the other, i. e. disagree with one another, which could not have been the case, had there occurred the variety of

speech supposed to be intended; for then it should rather have been said, *none may understand the other*. The meaning of the word rendered *understand* in this verse, in the English Translation, does not correspond with that of the original, which signifies to *hear*.

V. 24. *Terah,)* This was the father of Abraham, called by us Mohamedans, Azur.

V. 26.—*begat Abraham,)* The apparent discrepancies in the epochs assigned to various events related in Scripture from the creation of the world to the deluge, having already been discussed I now proceed to consider those from the deluge to the birth of Abraham.

Scott says: the space between the deluge and the birth of Abram is made in the Greek version almost nine hundred years more than what is given in the Hebrew.

Again, in another place, he says: Arphaxad lived one hundred and thirty five years, and begat Cainaan. And Cainaan lived one hundred and thirty years, and begat Salah. And St. Luke refers to the genealogy, with this additional link in it. (Luke III. 36.)—According to the Hebrew text followed by our Version, we may by computation find, that the original revelation made to Adam, might be transmitted to Abraham, at above two thousand years distance, through only two intermediate persons. Adam lived till Methuselah was two hundred and forty three years old, and Methuselah died when Shem

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۲۲۳۵ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۹۲۰

دوسرے کی صلاح کو نہ مانے اور سب کی رائے اور ارادہ مختلف ہو جاوے انگریزی مترجم نے جو لفظ ישמעו (یشمعو) کا ترجمہ نہ سمجھیں کیا ہے یہہ ترجمہ عبری کے مطابق نہیں ہے *

۲۴ (ترح) یہہ باپ ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور ہم مسلمان انکا نام آذر کہتے ہیں *

۲۶ — (پیدا کیا ابرام کو) جو اختلاف ہر ایک واقعات میں ابتداے پیدایش سے لغایت طوفان تہا وہ ہم اوپر بیان کرچکے اب اُن اختلافات کو بیان کرتے ہیں کہ جو بعد طوفان سے ولادت ابرہیم تک ہیں *

تفسیر † اسکات میں ہے " کہ عبری نسخہ سے یونانی نسخوں میں درمیان اُن واقعات کے جو گذرے ہیں طوفان سے ابراہیم کی پیدایش تک قریب ۹۰۰ برس کے زیادتی ہے *

اور اُسی تفسیر ‡ کے ایک اور مقام میں لکہا ہے کہ سپتواجنٹ میں یہہ بیان ہے کہ ارفکسد ۱۳۵ برس کا تہا کہ اُس سے قینان پیدا ہوا اور قینان ۱۳۰ برس کا تہا کہ اُس سے سالح پیدا ہوا اور یہہ زیادتی جو ایک پشت کی ہے اسکو †سینٹ لوقا نے حضرت مسیح کے نسبنامہ میں داخل کیا ہے بعد اُسکے وہ بیان کرتے ہیں کہ بموجب عبری متن کے جسکا پیرو ہمارا ترجمہ ہے از روی شمار کے ہم یہہ پاریں کہ اصلی مشاہدہ جو آدم کو ہوا ابرام کے پاس دو ہزار برس سے زیادہ عرصہ پر اگرچہ اس درمیان میں صرف

† تفسیر ہنری اسکات جلد ۱ باب ۵—۳ و ۱۰

‡ تفسیر ہنری اسکات جلد ۱ باب ۱۱—۱۰ و ۲۵

† لوقہ باب ۳—۳۶

قبل پيدايش مسيح عليه السلام ۱۹۲۱ — قبل پيدايش محمد رسول الله صلعم ۲۳۹۶

دو شخص اور گذرے پهونچا هو آدم آس وقت تک زنده رها جبکه متوسلح دو سو پينتاليس برس کا تها اور متوسلح مرا جبکه سام جسکے عمر قريب آسيقدر کے هوے جسقدر که ابرام کے قريب ايک سو برس کا تها البته سپٹواجنٹ ميں سب پر ايک سو برس زياده کئے گئے هيں اور اس زيادتي کا شروع ارفکشد سے هوتا هے اور انميں سے بعض کي آخر زندگي کے زمانه ميں سے سوبرس کو منها کرليا هے*

was about one hundred, who lived almost as long as Abraham. The Septuagint indeed adds one hundred years to all, beginning at Arphaxad, and takes three hundred years away from the subsequent life of one of them.

اب اس مقام پر ميں ايک فهرست لکهتا هوں جس سے معلوم هوگا که آن تينوں متنوں ميں درباب واقعات بعد طوفان کے کيا کيا اختلاف هے*

The following list will show, according to the several texts, the difference in the dates of events that happened after the deluge.

واقعات	عبري	سپٹواجنٹ	سامري
پيدايش ارفکشد بعد طوفان کے	۲	۲	۲
عمر ارفکشد کي بروقت پيدا هونے قينان کے	..	۱۳۰	..
عمر ارفکشد يا قينان کي بروقت پيدا هونے شلح کے	۳۵	۱۳۵	۱۳۵
عمر شلح کي بروقت پيدا هونے عيبر کے	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
عمر عيبر کي بروقت پيدا هونے پلغ کے	۳۴	۱۳۴	۱۳۴
عمر پلغ کے بروقت پيدا هونے رعو کے	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
عمر رعو کي بروقت پيدا هونے سروغ کے	۳۲	۱۳۲	۱۳۲
عمر سروغ کي بروقت پيدا هونے ناحور کے	۳۰	۱۳۰	۱۳۰
عمر ناحور کي بروقت پيدا هونے تارح کے	۳۹	۷۹	۷۹
عمر تارح کي بروقت پيدا هونے ابرام و ناحور و هاران کے	۷۰	۷۰	۷۰
	۳۰۲	۱۰۷۲	۹۴۲

Events			Heb.	Sep.	Sam.
Birth of Arphaxad after the Deluge.			2	2	2
Age	ditto	at the birth of Cainaan ...	”	130	”
Do.	do.	or Cainaan at the birth of Salah	35	135	135

				قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۷۰۱	قبل پیدایش مسیح علیه السلم ۲۱۲۲
Age of Salah at the birth of Eber	30	130	130		
Do. Eber ditto ditto Peleg	34	134	134		
Do. Peleg do. do. Reu	30	130	130		
Do. Reu do. do. Serug	32	132	132		
Do. Serug do. do. Nahor ...	30	130	130		
Do. Nahor do. do. Terah ...	39	79	79		
Do. Terah do. do. Abram, Nahor and Haran.	70	70	70		
Total	302	1072	942		

The above space of 1072 is given according to the Greek Version and is accepted by most Christion divines. But according to another Greek Version this period amounts to 1172.

جو زمانه ایکهزار بهتر برس کا اِس فهرست میں بموجب سپٹو ایجنٹ کے میں نے قایم کیا هے وه بموجب اُن یونانی نسخوں کے هے جنکا ذکر اکثر علماء عیسائی نے کیا هے مگر بموجب ایک نسخه یونانی کے تعداد اُس زمانه دي بقدر ۱۱۷۲ برس کے هوتي هے *

The ancient Christians always considered and admitted the Greek Version as credible. It is nevertheless not quite so implicitly relied upon at the present time, and the Hebrew edition is generally held to be the most accurate. The difficulty lies in this point, viz, that the ages given in the Hebrew text and Samaritan version do not seem to be historically trustworthy. According to the Hebrew text Abraham seems to have been born 292 years after the deluge, and that Noah lived 350 years after the same: from which it follows that Noah had intercourse with Abram for a period of 58 years, which is not allowed by any of the historians.

متقدمین علماے عیسائي همیشه یونانی نسخه کو معتبر سمجهتے رهے مگر زمانه حال میں وه نسخه معتبر نهیں سمجهاجاتا اور عبري نسخه قابل اعتبار کے سمجها جاتا هے مگر مشکل یهه هے که جو زمانه واقعات کا عبري اور سامري میں لکها هے اُسمیں تاریخانه صحت نهیں پائي جاتي جو حساب که عبري مین مندرج هے اُس سے معلوم هوتا هے که طوفان کے ۲۹۲ برس بعد حضرت ابراهیم پیدا هوئے اور بعد طوفان کے ۳۵۰ برس حضرت نوح زنده رهے اس سے لازم آتا هے که حضرت نوح نے ۵۸ برس تک حضرت ابراهیم سے ملاقات کي هو اور یهه ایک ایسي بات هے که کوئي مورخ اسکا اقرار نهیں کرسکتا *

This difficulty was felt by Christian divines and they have, in order to re-

علماے عیسائي بهي اس نقصان پر مطلع هوئي اور اونهوں نے اس نقصان کے

قبل پیدایش مسیح علیه السلام	قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم
۲۲۴۷	۲۸۲۲

رفع کرنیکو درمیان اُس زمانه کے جو طوفان
اور حضرت ابراهیم میں هے ۶۰ برس زیادہ
کردیئے هیں § چنانچه بشپ کیڈرصاحب
کہتے هیں که کل زمانه طوفان سے ولادت
حضرت ابراهیم تک ۳۵۲ برس کا هے مگر
کوئي وجهه نهیں معلوم هوتي که یهه ۶۰
برس جنکا کتاب اقدس میں کچهه ذکر
نهیں هی کیوں بڑهاے گئے هیں اگراسي
نقصان کے رفع کرنیکو بڑهاے گئے هیں تو
گویا عبري متن میں اس نقصان کا تسلیم
کرلینا هے ٭

move it, added an interval of 60 years between the flood and Abraham; as Bishop Kidder says: "The whole time from the flood to the birth of Abraham is but 352 years." There seems however to be no argument on the authority of which the addition of 60 years (nowhere referred to in Scripture,) has been thus effected. If it is made to supply the deficiency in the Hebrew Text, the inference is irresistible that that text is defective.

§ تفسیر ثانکي جلد ۱ صفحه ۳۶

سامري توریت میں جو حساب مندرج
هے اُسمیں یهه نقصان هی که اُس سے
معلوم هوتا هے که حضرت آدم کے پیدا
هونے کے ۷۰۷ برس بعد حضرت نوح
پیدا هوئے اور حضرت آدم کي عمر ۹۳۰
برس کي تهي اِس سے لازم آتا هے که
حضرت نوح نے حضرت آدم سے ۲۲۳
برس تک ملاقات کي هوگي اور نیز اپنے
تمام آباؤ اجداد کو بهي دیکها هوگا اور یهه
بهي ایک ایسي بات هے که کوئي مورخ
اُسکا اقرار نهیں کرسکتا ٭

The difficulty met with in the Samaritan text is in the fact related by it, that Noah was born 707 years after the birth of Adam; and as Adam lived 930 years, it is clear that Noah must have conversed with Adam for 230 years, and that he had opportunities of meeting all his other ancestors, —a supposition not admitted by any historian.

تفسیر اسکات † میں لکها هے که اِن
اختلافات کو شمار کے حرفوں کي غلطیوں
سے منسوب کیا جاویگا یا مترجموں کي
اِیسے خود بیني سے منسوب کیا جاویگا
جسکا رواج بهت سي قوموں میں هے
یعني اپني تاریخ کے شروع کو بهت قدیم
زمانه سے منسوب کرتے هیں اور جن
شخصونکا اس مقام میں ذکر هے ممکن هے که
وہ پهلونٹے نهوں کیونکه شیث آدم کا سب
سے بڑا بیٹا نه تها مگر نسب نامه اُس هي

"This difference," says Scott, "may be ascribed to some mistakes in the letters used in the Hebrew Text; or rather, perhaps, to a vanity in the translators, which has been common in many nations, of ascribing a very remote antiquity to the commencement of their history. The individuals here mentioned might not be the first-born, as Seth was not the eldest son of Adam; but the genealogy was continued through them, not only from Adam to Noah,

† تفسیر اسکات جلد ۱ باب ۵ ورس ۳—۲۰

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۲۴۵ | قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم ۲۸۲۰

but afterwards even to Christ, the Second Adam, the Lord from heaven."

سے جاری رکھا گیا تھا نہ صرف آدم سے نوح تک بلکہ بعد ازاں بھی مسیح تک جو تھے دوسرے آدم خدا آسمانسے ✱

St Augustine is of opinion that the ages of the men who lived prior to the deluge, as well as of those who were born subsequently to that event, up to the time of Moses, have been altered by the Jews, with the design of thereby causing the Greek Version to be made inaccurate and incredible; being influenced in this conduct by gross prejudice and bitter hatred against the Christian religion. It appears to be certain that the ancients maintained such an opinion respecting the difference between the two texts under notice; and they supposed that those alterations were made by the Jews about the year 130 A. D.

سینٹ اگستائین خیال فرماتے ہیں کہ جو بزرگ قبل اور بعد طوفان کے حضرت موسیٰ تک گذرے ہیں آنکی تاریخونکو یہودیوں نے تبدیل کردیا ہی آنہوں نے واسطے غیر معتبر ٹھہرانے یونانی ترجمہ کے اور دین مسیحی سے دشمنی رکھنے کے سبب یہہ کام کیا تھا اور معلوم ہوتا ہی کہ اکثر قدیم علماء مسیحی کی بہی راے تھی اور وہ خیال کرتے تھے کہ قبل سنہ ۱۳۰ ع کے یہہ تبدیلی واقع ہوئی ہے ✱

But I may however remark that the cause of this difference is too manifest to admit of any doubt. We should unquestionably hold the Septuagint to have been translated from the original Hebrew. It is an essential point, therefore, to regard the Septuagint and Samaritan versions as two Hebrew texts. The third Hebrew text is in our hands, which too especially follows the Codex of Aron ben Asher, mention of which has been already made in Part I of my Commentary, p. 100.

مگر میرے راے میں اس اختلاف کی وجہہ بہت صاف اور ظاہر ہے ہمکو تسلیم کرنا چاہیئے کہ سپٹواجنٹ یعنی یونانی ترجمہ بلاشبہہ اصل عبری متن سے ہوا تہا بس ضرور ہے کہ یونانی اور سامری کو بجاے دو عبری متن کے تصور کریں تیسرا عبری متن ہمارے ہاتہہ میں موجود ہے جو بہت کر ارن بن اشر کے نسخہ کا پیرو ہے جسکا ذکر پہلے حصہ کے صفحہ ۱۰۰ میں مندرج ہے ✱

I ascribe this difference between the texts to errors and mistakes occasioned by the negligence of the transcribers: since even the most learned of doctors have admitted the existence of errors in the Scriptures arising from the multiplicity of copies, whereby mistakes and

ان تینوں نسخوں کے اختلافات کو میں منسوب کرتا ہوں غلطی اور سہو نقل کرنے والوں کیطرف کیونکہ یہہ بات تمام عالم تسلیم کرتے آئے ہیں کہ بسبب کثرت سے نقل ہونے کے اس قسم کے اختلافات جو نقل کرنے میں ضرورتاً ہوجاتے ہیں

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۱۹۲۱ — قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۳۹۶

faults on the part of the copyists are unavoidable. The instances which betray this difference (viz the inaccuracy in the ages given) of the texts, are such as might naturally lead to error at the time of copying; especially when we see the Jews using *letters* for numerals; and that the Hebrew letters bear such a similarity to one another, particularly when they are in manuscript, that mistakes would almost be certain to occur; and there is scope for great uncertainty when we fix the relative values of the figures peculiar to each of those letters. For there is no letter in the Hebrew Alphabet which will stand for a higher figure than 400. Consequently when having to mention a number above that figure, a number of letters are joined together to represent the figure required. Hence when a certain number of manuscript letters are placed together, they are open to doubt, and it is difficult to understand which of them is to stand in the relation of hundreds and which in that of thousands, and so forth. Therefore it would be most difficult, indeed almost impossible, for the transcriber rightly to copy, or represent with certainty, the age or period of a father given in a manuscript copy. Such are the sources from which have arisen the various chronological discrepancies in the several Hebrew copies of the text. The Greek Translation will show the same ages or chronologies that must have existed in the manuscript of the Hebrew text which it must have closely followed and trusted to in translation. We may also assume this to have been the case with the

ان کتابوں میں بھی واقع ہوگئی تھی اور یہہ مقامات جنمیں اختلاف ہے (یعنی تعداد سالوں کی) ایسے مقامات ہیں جنمیں نقل کے وقت واقع ہونا غلطی کا اکثر ہوتا ہے علی الخصوص ایسی صورت میں کہ یہودیوں میں شمار کا حرفونمیں لکھنے کا اکثر رواج ہے اور عبری حرف آپس میں ایسے مشابہ ہیں کہ اُنمیں غلطی پڑنا ایک ضروری بات ہے خصوصاً جبکہ وہ حرف ہاتھہ کے لکھی ہوئی ہوں اور نیز اُن حرفوں کے مرتبہ شمار معین کرنے میں بڑا اشتباہ پڑتا ہے کیونکہ عبری الف بے میں کوئی مفرد ایسا حرف نہیں ہے جو چارسو سے زیادہ عدد بتاسکی اسلیئے جب اُس سے زیادہ شمار بتانا ہوتا ہے تو لاچار چند حرف ملانے پڑتے ہیں اور پھر اُنمیں یہہ تمیز کرنا کہ وہ حرف جو ملایا گیا ہے مآت کی تعداد بتاتاھے یا اُلوف کی خالی دقت سے نہیں ہوتا بالتخصیص اُسوقت جبکہ وہ ہاتھہ کے لکھی ہوئی ہوں پس جن قلمی نسخوں میں تعداد عمروں ہر ایک بزرگ کی حرفوں میں لکھی ہوگی تو ناقل کو اُسکی صحیح نقل کرنا ایک امر نہایت دشوار بلکہ قریب ناممکن کے ہوگا پس ان باعثوں سے درمیان اصل عبری متن کے اختلافات تعداد برسونمیں واقع ہوئی یونانی مترجموں کے ہاتھہ جو نسخہ آیا جسکی صحت پر اُنہوں نے اعتماد کیا ہوگا اُنمیں تعداد برسوں کی وہ مندرج ہوگی جو اُس ترجمہ میں مندرج ہے اور سامری نسخے والونکو جو نسخہ ہات آیا اور جسپر اُنہوں نے اعتماد کیا اُسمیں وہ تعداد برسوں کی مندرج

Samaritan.. Accordingly the imputation that the text was wilfully corrupted by the Jews or some others, is not justifiable. On the other hand, we should try to find out which of the different ages in question is most reliable. It is possible some of the ages in the Hebrew text might be right, as well as some in the Septuagint, and others in the Samaritan. In short, whatever be the various statements of ages found in Scripture, and whatsoever be the causes which produced them, yet nevertheless they cannot be said in any way to affect the general authenticity of Holy Writ, nor could they call in question the fact, that the genuine original text from which all subsequent copies were taken, was the production of Inspired writers.

V. 28. *Ur of the Chaldees,)* This was the birth place of Abraham. It was so called from Abraham's having been thrown into a burning fire by the infidels. It signifies light or heat in Hebrew, which may be understood strictly to mean a fire flame. It has been rendered *atoon*, denoting a furnace, by Arabic Translators, and has occurred in Daniell III. 6, 11. The circumstance of Abraham's being thrown into fire, as it was adopted to imply, is not regarded as true by Christians, who take it merely for a fabulous unfounded story: yet there can be no doubt in its being a matter of fact: because all the Jews have always attested it as a faithful tradition, and because our holy Koran bears testimony to it. While the Pen-

هوگي جو آسمیں هے بس کسي کي نسبت یهه کهنا نه آسنے دانسته تعداد برسونمیں تغیر و تبدیل کردی هے درست نهیں هے بلکه همکو اسبات کي تلاش کرني چاهیئے که آسمیں سے کونسي تعداد صحیح هے بلکه ممکن هے که کسي واقعه کي تعداد عبري میں صحیح هو اور کسي واقعه کي یونادي میں اور کسي واقعه کي سامري میں بهرحال مدت اِن واقعات کے کیسے هي مختلف هو اور کسي سبب سے آسمیں اختلاف واقع هواهو مگر اس سے کتاب اقدس کي صحت پر کچهه اعتراض نهیں واقع هوتا اور نه اسبات میں که وه اصل متن جسکو الهامي لکهنے والوں نے لکها تها اور جس سے یهه نقلیں هوئیں الهام سے لکها گیا تها کچهه شک پیدا هوسکتا هے *

۲۸ (اورکلدانیان) یهه جگهه ولادت حضرت ابراهیم علیه السلام کي هے אור (اور) کا لفظ اسکی ساتهه جب هوا هے جبکه حضرت ابراهیم علیه السلام کو کافروں نے آگ میں ڈالا تها אור (اور) کے معنے عبري زبان میں روشني یا گرمي کے هیں جسکو هم آگ کي لو کهه سکتے هیں عربي مترجموں نے اسکا ترجمه † اتون אתון کیا هے معلوم هوتا هے که اتون کالدي لفظ هے اور حضرت دانیال کي ‡ کتاب میں آیا هے اور اسکے معنے بهٹي کے هیں اور حضرت ابراهیم علیه السلام کے آگ میں ڈالنے کے سبب یهه شهر اورکسدیم אור כשדים کے نام سے مشهور هوگیا حال کے عیسائي اسپر چنداں لحاظ نهیں کرتے اور کهتے هیں یهه تمام خیالات کهاني اور بے بنیاد معلوم

قبل پیدایش مسیح علیه السلام ۱۹۲۱

قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۳۹۶

† دیکهو عربي ترجمه سنه ۱۸۱۱ع

‡ دانیال باب ۳—۶و۱۱

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۱۹۲۱
قبل پیدایش محمد رسول الله صلعم ۲۴۹۶

ہوتي هيں مگر اسکے سچ هونے میں کچهه شبهه نهیں تمام یهودي حضرت ابراهیم علیه السلام کے آگ میں ڈالي جانیکي قائل هیں اور همارا قرآن مجید اسکي تصدیق کرتا هی اور خود توریت مقدس میں اسکے هونے پر اشاره هے چنانچه عنقریب اسکا بیان هوگا *

tateuch itself speaks of it, as I hope elsewhere to show.

بهرحال اب اسپر غور چاهیئے که یهه شهر کہاں تها اهل جغرافیه نے اسمیں بهت گفتگو کي هے زمانه حال کے جغرافیه دان میسوپوٹیمیاں کا شمالي مغربي حصه قرار دیتی هیں جو || زمین کالڈیوں کي تهي اور زمانه حال کے مشنري صاحب کہتے هیں که هاران سے ۲۰ یا ۳۰ میل کے فاصله پر هے جهاں اب مقام عرفه هے جسکو پہلے مقام ادسه کہتے تهے مشرقي یهودي اس جگہه کو مقام ولادت حضرت ابراهیم علیه السلام خیال کرکر اب بهي زیارت کو جاتے هیں *

It is now to be considered, where did this place situate. Modern Geographers have discussed the question at large, and determine the north eastern portion of Messopatamia which was inhabited by the Chaldees, to have been its site. While Missionaries assert it to have lain 20 or 30 miles beyond Haran, in a spot where Arfa formerly called *Makam-i-adeb* or holy place, now lies. The eastern Jews still go to visit it, under the impression of its having been the birth place of their ancester Abraham.

|| حزقیل ۱ — ۳

۲۹ (یسکاه) § بشپ پٹرک صاحب لکھتے هیں که خیال کیا جاتا هے که سارا کا یهه دوسرا نام تها جس سے ابرام نے شادي کي ابرام کے سب سے بڑے بهائي کي یهه بیٹي اور لوط کي بهن تهي هاران کے تین بچے تهے لوط ملکاه جس سے ناحور نے شادي کي اور ساره جس سے ابرام نے شادي کي یعنے هاران کے مرنیکے بعد اسکي دو زنده رهے هوئے بهائیوں نے اسکي دو بیٹیوں سے شادي کرلي شاید ساره کا ایک نام تها بیشتر که وه کالڈیا سے نکلي اور دوسرا نام بعد کو هوا *

V. 29. *Iscah,*) "This is supposed" says Bishop Patrick, "to be another name of Sarai, whom Abram married: his eldest brother's daughter, and sister to Lot. Haran had three children: Lot, Milcah whom Nahor married, and Sarai whom Abram married. That is, on the death of Haran, his two surviving brothers married his two daughters. Sarai perhaps had one name before they came out of Chaldea, and the other after."

§ تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۳۷

۳۱ (اور نکلي آنکے ساتهه) † بشپ پٹرک صاحب اور بشپ کیڈر صاحب

V. 31. *they went forth)* "Terah removed" say Bishops Kidder and

† تفسیر ڈائیلي جلد ۱ صفحه ۳۷

قبل پیدایش مسیح علیہ السلام	قبل پیدایش محمد رسول اللہ صلعم
۱۹۲۱	۲۳۹٦

فرماتے ھیں کہ " ترح اپنے ملک سے ابراھیم کے ھمراہ جسنے خدا کي طرف سے اُس ملک سے نکلنے کا حکم پایا تہا § گیا پس ترح کي الہیہ ھدایت کي پیروي کرنے سے یہہ نتیجہ نکالا جاسکتا ھے کہ ترح جسکو ایک کافر خیال کیا جاتا ھی (یا شاید ایک کافر کاھن خیال کیا جاتا ھے) اصلي خدا کي پرستش کرنے والا ھوگیا ●

§ پیدایش ۱۲—۱
۱۵—۷
اعمال ۱۷—۳

Patrick " from his own country with Abram, who had received a command from God to come out of it, Gen. XII. 1; XV. 7; Acts XVII. 3. It may be concluded from his obedience to the Divine direction, that Terah, who is supposed to have been an idolator, purhaps an idolatrous priest, was become a worshipper of the true God."

دوسرا حصہ تمام ھوا

تبئین الکلم

فی

تفسیر التوراة و انجیل علی ملة الاسلام

حصہ سوم

انجیل مقدس متی

از باب اول تا باب پنجم

بسم الله الرحمن الرحيم

مولفه سنه ۱۲۷۸ هجري مطابق سنه۱۸۶۲ ع

مختصر تاريخ عيسائي مذهب كي مسلمانون كے مذهب كے نكلنے تك

قريب زمانه حضرت مسيح عليه‌السلام كے يهوديوں كے تين فرقے بهت كثرت سے تھے فروسي- صدوقي - اسيني - فروسي توريت كے ظاهري اور باطني دو معني كها كرتے تھے اور توريت كے سوا كچھه روايتيں بطور حديث كے بهي بتاتے تھے اور صدوقي اور اسيني توريت كے سوا اور روايتوں كو نهيں مانتے تھے اور صرف ظاهري معنوں پر عمل كرتے تھے؛ فروسي معاد كے هونے پر يقين كرتے تھے اور قيامت كے عذاب و ثواب كو بهي مانتے تھے اور اُس كو جسم اور جان دونوں سے متعلق سمجهتے تھے صدوقي معاد كے قايل نه تھے اسيني قيامت كے عذاب و ثواب كے قايل تھے مگر كهتے تھے كه صرف روح سے متعلق هى نه جسم سے علاوه اس كے اُن سب كے افعال اور اعتقادات نهايت درجه پر بگڑ گئے تھے اُن كي ايسي مثل † هوگئي تهي جيسے اندهوں كو اندها رهنما هو حضرت موسى كي شريعت ميں بهي بهت سي بدعتيں داخل كردي تهيں شومرونيوں كا مذهب بهي بهت خراب تها اور بت ‡ پرستوں كي رسميں اُس ميں داخل تهيں غرضكه ايك ايسا زمانه آگيا تها كه روحاني تقدس كسي ميں نهيں رها تها اس ليئے ضرور تها كه كوئي ايسا شخص پيدا هو جو روحاني تقدس اور روحاني روشني لوگوں كو سكهاوے پهر وه كوئي نهيں هوسكتا تها مگر وه جو صرف روح سے پيدا هوا هو نه كسي ظاهري سبب سے چنانچه اس روحاني روشني كے چمكانے كو حضرت مسيح عليه‌السلام صرف روح خدا سے پيدا هوئے جيسا كه فص عيسوي ميں امام محي الدين ابن عربي رحمة الله عليه فرماتے هيں *

كيا مريم كے پاني اور جبرئيل كي پهونك سے
جو آدم خاكي كي صورت ميں هوكر آئے تهے
ٹهر گئي روح ايسي ذات ميں جو پاك تهي
طبيعت كي باتوں سے جسكو قيد خانه كهتے هيں
يعني حضرت عيسى ميں ؟ —

عن ماء مريم اوعن نفخ جبرين —
في صورة البشرالموجود من طين —
تكون الروح في ذات مطهرة —
من الطبيعة تدعو ها بسجين —

---

† متي ۱۵ — ۱۴ —

‡ يوحنا ۴ — ۲۲ —

نہیں بلکہ روح تھی اللہ کی نہ اور کسیکی اسلیئے زندہ کیا مردونکو اور پیدا کیا چڑیا کو مٹی سے تاکہ صحیح ہو اُس کا نسب اُس کے اللہ سے اسی سبب سے اثر ہوتا تھا اعلی چیز یعنی انسان اور ادنی چیز یعنی مٹی میں —

روح من اللہ لامن غیرہ فلذا –
احیی الموات و انشاء الطیرمن طین –
حتی یصح لہ من ربہ نسب –
بہ یوثر فی العالی و فی الدون –

اللہ نے پاک بنایا عیسی کے جسم کو اور پاکیزہ کیا عیسی کی روح کو اور کہا عیسی کو ایک مثال پیدا کرنے میں —

اللہ طہرہ جسماً و نزھہ –
روحا و صیرہ مثلاً بتکوین –

حضرت مسیح علیہ السلام کی چھبیس برس کی عمر تھی جب حضرت یحیی سے دریاے یردن میں اصطباغ پایا اور اکتیس برس کی عمر تھی جب حضرت یحیی کو ہیرود بادشاہ نے قید کیا اور حضرت مسیح علیہ السلام نے وعظ فرمانا شروع کیا *

یہودیوں کی بارہ قومیں تھیں اس لیئے حضرت مسیح † نے بارہ حواری مقرر ‡ کیئے مگر اُن میں سے یہودا خارج ہوا اور بعد رفع ہونے حضرت مسیح کے مقدس متی بارھویں § حواری ہوئے *

یہودیوں میں ستر امیروں کی ایک مجلس تھی اور سین هدرم کہلاتی تھی اُسی تعداد کے مطابق حضرت مسیح نے ستر شاگرد اپنے منتخب کیئے تاکہ وہ لوگوں کو وعظ اور نصیحت کریں *

حضرت || عیسی مسیح نے صرف یہودیوں کو نصیحت کی اور یہودیوں کے سوا اور کسیکو نصیحت نہیں کی اور اپنے شاگردوں کو بھی اپنی زندگی میں یہودیوں کے سوا اور کسیکو نصیحت کرنے کو نہیں فرمایا مگر بعد کو بہت سی قومیں حضرت پر ایمان لائیں اور خدا کی بادشاہت میں داخل ہوئیں *

---

† لوک ۲۲ — ۳۰ —
‡ نام بارہ حواریوں کے –
۱ شمعون عرف پیٹر —
۲ اندریاہ —
۳ یعقوب بن زبدی —
۴ یوحنا بن زبدی —
۵ فلپ —
۶ برتہلمی —
۷ توماہ —
۸ متی باجدار —
۹ یعقوب بن الفی —
۱۰ ابی عرف تہدی —
۱۱ شمعون ننعانی —
۱۲ متی —
§ اعمال ۱ — ۲۶ —
|| متی ۱۰ — ۵ و ۶ ۱۵ — ۲۴ —

تینتیسواں سال حضرت کی عمر کا تہا کہ یہودا اسکریوتی نے یہودیوں کے ہاتھہ حضرت کو گرفتار کروایا اور اُنہوں نے اپنی دانست میں صلیب پر کہینچکر ہمیشہ کے لئے مار ڈالا مگر وہ مردوں میں سے اٹہے اور آسمان پر گئے *

حواری حضرت مسیح علیہ السلام کی روح قدس † سے معمور ہوکر اپنے کام میں مشغول ہوئے سب کی نصیحت ایک سی تہی اور کسی میں کچہہ اختلاف نہ تہا اگرچہ عیسائی مورخ اسبات کو قبول نہیں کرتے مگر ہم مسلمان یقین کرتے ہیں کہ سب کی تعلیم یہی تہی کہ ایک خدا کی پرستش کرو اور عیسی مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا یعنی روح اللہ اور کلمۃ اللہ اور رسول اللہ جانو اور اُس پر ایمان لاؤ ہم مسلمانوں کے نزدیک اُن میں سے کسی کی یہہ تعلیم نہ تہی کہ باپ اور بیٹا اور روح القدس تینوں غیر مخلوق ہیں اور باپ اور بیٹا اور روح القدس تینوں خدا ہیں مگر عیسائی اُس کے برخلاف ہیں اور تعجب یہہ ہی کہ اُسی انجیل سے عیسائی وہ دیکہتے ہیں اور اُسی انجیل سے ہم یہہ پاتے ہیں *

اس میں کچہہ شک نہیں ہوسکتا کہ پہلی ہی صدی میں حضرت مسیح علیہ السلام کے باب میں اختلاف شروع ہوا اور یہہ اختلاف ہونا ضروری تہا پیدایش اور بناوٹ حضرت عیسی علیہ السلام کی ایسی تہی کہ وہ خود اس اختلاف کا ہونا چاہتے تہے جو شخص اُن کی ظاہری صورت کو دیکہتا تہا وہ یقین جانتا تہا کہ وہ انسان و ابن مریم ہیں اور جب یہہ خیال کرتا تہا کہ وہ کسی ظاہری سبب سے پیدا نہیں ہوئے تو یقین کرتا تہا کہ وہ روح ہیں اور یہہ ظاہری انسانی صورت صرف اس سبب سے حاصل ہوئی ہی کہ جبرئیل فرشتہ خدا کا انسان کی صورت میں خدا کا پیغام مریم پاس لیکر آیا اگر وہ اور کسی صورت میں لیکر آتا تو بلاشبہہ حضرت عیسی اُسی صورت میں پیدا ہوتے اور جب کوئی شخص اُنکے اُس مقتدرانہ معجزہ کو دیکہتا تہا کہ مردونکو زندہ کرتے ہیں جو خدا کا کام ہی تو اُنکو خدا اور خدا کا حقیقی بیٹا کہتا تہا پس جس شخص نے اُن کی ظاہری صورت پر نظر کیا اُس نے اُن کو نرا انسان جانا اور جس نے انسانی صورت بنے کی وجہہ پر خیال کیا اُس نے اُنکو صرف روح جانا اور جس نے اُن کے معجزہ پر نظر کی اُسنے اللہ اور ابن اللہ جانا اور جس نے سب پر نظر کی اُس نے رسول اللہ اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ مانا اور ان سب چیزوں کو خداے واحد سے جانا اور پہر سب کو ایک مانا جیساکہ حضرت محی الدین فرماتے ہیں *

فلولاہ و لولا نا لماکان الذی کان —

یعنی اگر نہ خدا ہوتا اور نہ ہم اللہ کے علم میں ہوتے تو یہہ جو کچہہ کہ ہی یہہ نہیں ہوتا —

---

† اعمال ۲ — ۱ — ۴ —

پس هم بے شک بندے هیں اور بے شک الله همارا مالک هی —	فانا اعبدٌ حقا و ان الله مولانا —
اور هم وهي تو هیں جو همارا مالک هی پهر جبٗ تو انسان کا نام لے تو جان لے که اُسکي اصلیت کهاں هی —	و انا عینه فاعلم اذا ماقلت انسانا —
پهر جب تجهکو انسان کهیں تو تو شرمنده نهو کیونکه تجهکو تو دلیل دي گئي هی که تو اور تیرا مالک ایک هیں —	فلاتحتجب بانسان فقد اعطاک برهانا —
پس جبکه تو بنظر اصل حقیقت کے خدا هی اور صرف بسبب اُس چیز کے جس کے سبب تجهکو تو کهتے هیں پیدا کیا هوا بنده هی تو تجهکو واسطے خدا کے رحمان هي هونا چاهیئے	فکن حقا وکن خلقا تکن بالله رحمانا —
اور خدا کي مخلوقات کا بقا خدا هي سے جان اور تو روح یعني پاک اور تمام راحت هو —	و غذ خلقه منه تکن روحا و ریحانا —
پس دي همنے خدا کو وه چیز جس سے ظاهر هوتا هی خدا هم میں اور خدا نے وهي چیز همکو دي —	فاعطیناه مایبدو به فینا و اعطانا —
پس وه بات جسکو وجود کهتے هیں خدا میں اور هم میں بٹ گیا —	فصار الامر مقسوما بایاه و ایانا —
پس جو چیز که میرے دل میں جان والي هی اُس کو زنده کیا هی جبکه همکو زنده کیا —	فاحیاه الذي یدري بقلبي حین احیانا —
اور هم هي تهے الله کے علم میں اور هم هي تهے هونے والے اور هم هي هوئے هیں —	وکنا فیه اکوانا و اعیانا و ازمانا —
اور هم میں وه چیز همیشه نهیں هی مگر اُسي نے همکو زنده کیا هی —	و لیس بدایم فینا ولکن ذاک احیانا —

اسیواسطے همارے مذهب کے بعضے اماموں نے حضرت عیسی علیه السلم کے حق میں فرمایا هی هولا هو یعني وه انسان هی اور انسان نهیں اگرچه عیسائي بهي ابن الله کے لفظ سے اُس کے لغوي حقیقي معني مراد نهیں لیتے جو عموماً اس لفظ سے سمجهے جاتے هیں بلکه حاصل اُن کے عقاید کا یهه هی که — خدا ایک هی اور وه باپ هی اور اُس کے سوا اور

کوئي خدا نہيں مگر جبکہ خدا تعالیٰ ازلي يعني ہميشہ سے ہی تو چاہيئے کہ اُسکي صفات بھي ذاتي ازلي ہوں اور پيدايش بھي صفات ذاتي ازلي خدا تعالے ميں سے ايک صفت ہی اُس صفت کے سبب باپ سے بيٹا يعني حضرت مسيح عليہ السلام ازل سے صادر ہوا مگر باپ کي ذات ميں يا بيٹے کي ذات ميں کچھہ تقسيم نہيں ہوئي بلکہ بيٹے کي ذات وہي باپ کي ذات ہی مگر اس سبب سے کہ باپ نے اپني الہيہ ذات کسي اور سے حاصل نہيں کي ہی بلکہ بيٹے نے اپني الہيہ ذات باپ سے حاصل کي ہی باپ کو علت ازلي اور بيٹے کو معلول ازلي کہتے ہيں اور باپ پر جدا کام اور بيٹے پر جدا کام قرار پاتے ہيں اور باپ اور بيٹے ميں بھي امتياز حقيقي ہی اور اسي سبب سے بيٹے کو باپ سے رتبہ ميں کم سمجھتے ہيں ليکن بسبب اس کے کہ دونوں کي ذات ايک ہی بيٹا وہي خدا ہی اور خدا وہي بيٹا ہی (اسي کيطرف اشارہ ہی قرآن مجيد ميں جہاں فرمايا کہ لقد کفرالذين قالو ان الله هو المسيح ابن مريم) اور اسي سبب باپ اور بيٹے کي مرضي ميں فرق نہيں بلکہ ايک ہی صرف اتني بات ہی کہ باپ کي مرضي اصلي ہی اور کسي کے پاس سے آئي ہوئي نہيں اور بيٹے کي مرضي بسبب ايک ہونے ذات کے باپ کے پاس سے آئي باپ کي بھيجي ہوئي ہی اسيطرح خدا تعالے کي ازلي صفات ميں سے ايجاد بھي ايک صفت ہی اُس ازلي صفت کے سبب باپ اور بيٹے سے کہ اُن کي ايک ہي ذات تھي روح القدس صادر ہوا مگر باپ اور بيٹے يا روح القدس کي ذات ميں کچھہ تقسيم نہيں ہوئي بلکہ روح القدس کي ذات وہي باپ اور بيٹے کي ذات ہی مگر اس سبب سے کہ باپ نے ذات الہيہ کسي سے حاصل نہيں کي اور بيٹے نے باپ سے اور روح القدس نے باپ اور بيٹے دونوں سے ذات الہيہ حاصل کي تھي باپ اور بيٹا علت ازلي اور روح القدس معلول ازلي ہوا اور اسي صفت ايجاد کے سبب روح القدس کا جدا کام ہوا اور تينوں ميں بھي حقيقي امتياز ہی اور اسي سبب سے روح القدس باپ اور بيٹے سے رتبہ ميں کم ہی ليکن بسبب متحد ہونے ذات کے روح القدس وہي خدا ہی اور اسي سبب سے باپ اور بيٹے اور روح القدس کي مرضي ميں کچھہ فرق نہيں البتہ اتني بات ہی کہ باپ کي مرضي اصلي ہی اور روح القدس کي مرضي بسبب ايک ہونے ذات کے حاصل کي ہوئي ہی — عيسائي ان تينوں کو علاحدہ علاحدہ اور غير معلول خدا نہيں مانتے بلکہ اُس کو شرک سمجھتے ہيں صرف ان تينوں ميں ايسا امتياز سمجھتے ہيں جس سے الفاظ متکلم اور مخاطب کا اطلاق ہوسکے مثلاً بيٹا کہے کہ ميں باپ پاس جاتا ہوں يا باپ نے بيٹے کو دنيا ميں بھيجا ہی مگر ايسے طرز کلم کا استعمال جائز نہيں سمجھتے جس سے وہ تميز جاتي رہے اور باپ اور بيٹے کا متحد ہونا بلا تميز کے پايا جاوے مثلاً

یوں کہنا اُن کے نزدیک صحیح ہی کہ بیٹا باپ سے ہی اور یہہ کہنا صحیح نہیں کہ بیٹا باپ ہی *

اس تقریر سے ظاہر ہوتا ہی کہ در باب حقیقت عیسویہ کے ہم میں اور عیسائیوں میں کچھہ اختلاف نہیں ہی خواہ اُس کو ابن اللہ کرکر تعبیر کریں خواہ اُسکو روح اللہ کہکر بیان کریں اختلاف صرف اسقدر ہی کہ اُن میں باوجود تمیز قایم رکھنے کے اُنکو خدا مانتے ہیں اور تمیز کی حالت میں بھی خدا کہتے ہیں اور باوصف قایم رکھنے اُس تمیز کے اُنکی پرستش بجالاتے ہیں کیونکہ اُس ذات واحد مطلق کا جب کسی † چیز کے ساتھہ کسی طرح پر تعلق ہو تو اُس تعلق کی حیثیت سے اُسکی پرستش کرنا جائز نہیں بلکہ اُس ذات واحد مطلق کی بحیثیت اُس کے اطلاق یعنی ہر طرح پر بے تعلق ہونے کے پرستش کرنی چاہیئے جیسا کہ مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ " تو اُسکو ‡ جو تیرا خدا ہی سجدہ کر اور فقط اُسکی بندگی کر " پس ہم مسلمانوں کا مذہب عیسائیوں کے برخلاف یہہ ٹہرا کہ حضرت عیسی مسیح علیہ السلام کو جسطرح چاہو اُسطرح مانو مگر الٰہیۂ پرستش کا مستحق نجانو *

عیسائی مذہب میں جسقدر اختلافات ابتدا ابتدا میں ہوئے اُس کی تاریخ ہمارے پاس نہایت تاریک ہی پھر اُس اختلاف کے منشا کو اگر ہم اپنی راے کے بموجب قرار دیں تو بلاشبہہ ہم غلطی میں ہیں کیونکہ جسطرح ہم اُس اختلاف کو ایک برے منشا پر قایم کرتے ہیں اُسیطرح ممکن ہی کہ ہم اُس کو ایک اچھے منشا پر قایم کریں پس جبتک کہ ہمکو خود اُنہی لوگوں کے کلام سے نہ ثابت ہو کہ اُن کا منشا اُس اختلاف میں کیا تھا اُسوقت تک ہمکو اپنے خیالات سے اُن کے اختلافات کا منشا قرار دینا ایک نا انصافی ہی نہیں ہی بلکہ ایک خیالی بات کو واقعی مان لینا ہی ۔ اِسواسطے ہر ایک فرقہ کے اختلاف کے منشا نہ بیان کرنے میں عیسائی مورخوں کی پیروی چھوڑنے کی مجھکو ضرورت پڑی پس میں ہرایک مختلف فرقہ کو اور جو اُن میں اختلاف تہا اُس کو بیان کرتا ہوں مگر اسبات کے بیان کرنے سے کہ وہ اختلاف کس منشا سے واقع ہوا چپ رہتا ہوں *

عیسائی مورخ اسبات کے قایل ہیں کہ ابتدا سے اصلی عیسائی § تثلیث کے قایل چلے آئے ہیں اور باپ اور بیٹے اور روح القدس تینوں کو خدا مانتے رہے ہیں اس فرقہ کو کیتہلک نام دیا گیا ہی یعنی عام مذہب جو اصلی اور قدیم عیسائیت پر مضبوط اور مستحکم تہا ۔ مگر مسلمان مورخ اس کے برخلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ متقدمین عیسائی خداے یکتا کے ذیل

† استثنا ۶ — ۱۵ لغایت ۱۹ =

‡ متی ۴ — ۱۰ —

§ فرقہ کاتہلک =

تھے اور ٹنڈیبٹ نے صرف تیسری یا چوتھی صدی میں رواج پایا ہی بہر حال متفق گواہی سے ثابت ہی کہ ابتدا ہی سے عیسائیوں میں ایسے فرقے بھی تھے جو یسوعانی خدا کے قایل تھے جیساکہ اگے آنے والے بیانوں سے ثابت ہوتا ہی *

عیسائی مورخ اسبات کے قایل ہیں کہ پہلی صدی میں ایک فرقہ تھا † جو حضرت مسیح علیہ السلام کو نہ حقیقتاً خدا مانتا تھا اور نہ حقیقتاً انسان کہتا تھا بلکہ خدا کا بیٹا (یعنی روح اللہ) اور پیغمبر (یعنی رسول اللہ) مانتا تھا *

اسمعیل ابوالفدا اپنی تاریخ میں اس فرقہ کا عاناتیہ نام بتاتا ہی اور وہ لکھتا ہی کہ "اس فرقہ کا مذہب یہہ ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ کی تمام نصیحتیں اور اشارات مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپنے خلاف توریت کے کبھی کوئی حکم نہیں دیا بلکہ اسکے احکام کو مضبوط کیا اور لوگوں کو توریت ہی کی ترغیب فرمائی اور حضرت مسیح علیہ السلام مثل اور نبیوں کے نبی تھے جو توریت کو مانتے چلے آئے ہیں مگر یہہ فرقہ حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں کہتا ‡ " *

عیسائی مورخوں کے بیان کے بموجب اسی صدی میں ایک فرقہ تہا جو ایبیونیز کلہتی کل نکولی تنز کہلاتا تہا اور ایک اور فرقہ اسی صدی میں تہا جو نکولی تیغز پکارا جاتا تھا اور وہ اُس شخص کے پیرو تھے جس کا نام نکولس تہا بعض مورخوں نے ان دونوں فرقوں کو ایک سمجھا ہی بہر حال یہہ لوگ توریت کے احکام کو مانتے تھے اور اپنے تئیں § تیمو دس کا جو سینٹ پال کے شاگرد تھے اور مقدس متی کا جو حواری تھے پیرو بیان کرتے تھے *

ان فرقوںکا مقدس کتابوں میں ذکر ہی اور اُن کی بعض غلطیاں بھی مذکور ہوئی ہیں مگر اُن میں سے کوئی بھی غلطی اعتقادات سے متعلق نہیں ہی صرف زنا کاری ‖ اور بتوں کے چڑھاوے کے گوشت کہانیکا اعتراض ہی پھر میں نہیں سمجھتا کہ پچھلے مورخوں نے کسطرح اُن کے اعتقادات پر برخلاف مقدس کتابوں کے الزام لگایا ہی *

عیسائی مورخ بیان کرتے ہیں کہ یہہ لوگ حشر اجساد ¶ کے قایل نہ تھے اور اکثر انمیں کے کہتے تھے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا جسم مادی نہ تھا اور اسی سبب سے اُنہوں نے کہا کہ حضرت عیسی ہمارے لیئے صلیب پر نہیں کھینچے گئے *

---

† موشیم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۳۶ دفعہ ۹ —

‡ موشیم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۳۹ دفعہ ۱۵ —

§ موشیم مطبوعہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۲۷ دفعہ ۸ —

‖ مکاشفات ۲ — ۶ و ۱۴ اعمال ۱۵ — ۱۹ —

¶ موشیم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۳۹ دفعہ ۵ و ۹

عیسائی مورخوں کی گواہی سے ثابت ہی کہ یہہ فرقے پہلی صدی میں بلکہ دوسری صدی کے شروع تک کبھی گرجا سے جدا نہیں ہوئے مگر بعد کو جدائی ہوئی موشم † صاحب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ " جن لوگوں نے یہودی احکام شریعت کو نجات ابدی قایم رکھنے کے لیئے ضرور جانا وہ پہلی صدی میں اسقدر دور نہ نکل گئے تھے جس سے ایسے لوگوں سے جو مختلف طور سے خیال رکھتے تھے مذہبی ملاپ ترک کیا ہو البتہ وہ بہائی گنے جاتے تھے مگر کمزور تر بھائی " *

اسی صدی میں ‡ ایک فرقہ تھا جو سرنتھس کی پیروی کرتا تھا اُن کا اعتقاد یہہ تھا کہ حضرت عیسی علیہ السلام بہت نیک اور پاک آدمی تھے جو یوسف اور مریم سے معمولی طور پر پیدا ہوئے تھے خدا تعالے نے ایک پاک روح کو جسکا نام مسیح تھا فاختہ کی شکل میں اُن میں ڈالدیا جب صلیب پر کھینچنے کے لیئے یہودیوں نے گرفتار کیا تب مسیح نکل کر آسمان پر چڑھ گیا اور یہودیوں نے اُس آدمی کو جسکا نام عیسی تھا مار ڈالا اس فرقہ کو بھی عیسائی مورخوں نے عیسائی فرقوں میں شمار کیا ہی مگر درحقیقت یہہ بڑی غلطی کی ہی کیونکہ اس فرقہ کو کافروں میں داخل کرنا چاہیئے نہ عیسائیوں میں *

اسمعیل ابوالفدا ایک اور فرقہ کا ذکر کرتا ہی جو حضرت مسیح علیہ السلام کو نہ روح اللہ اور نہ کلمۃ اللہ مانتے تھے اور نہ نبی جانتے تھے بلکہ ایک بزرگ اور نیک بخت آدمی خیال کرتے تھے جو معمولی طریقہ سے پیدا ہوا تھا اور انجیل کا بطور وحی کے حضرت مسیح پر اُترنا تسلیم نہیں کرتے تھے میں کبھی رضامند نہیں ہوسکتا کہ یہہ فرقہ عیسائیوں میں شمار کیا جاوے بلکہ ضرور ہی کہ کافروں میں داخل رہے *

اسی صدی میں یا دوسری صدی کے شروع میں § ای بی او نیٹس ایک فرقہ تھا جو حضرت مسیح علیہ السلام کو پیغمبر خدا اور روح القدس سے موید یقین کرتے تھے مگر عیسائی مورخ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عیسی کو یوسف اور مریم کا بیٹا معمولی طور سے جانتے تھے اگر یہہ بات سچ ہو تو کسی طرح وہ عیسائی فرقوں میں داخل نہیں ہوسکتے بلکہ کافروں میں شمار ہونگے مگر میں اس میں نہایت شک رکھتا ہوں کہ اس فرقہ کے پاس اور اُس فرقہ کے پاس جو نظارین یعنی ناصری یا نصرانی کہلاتا تھا ایک سی انجیل نہ تھی اور یہہ خیال کرنا کہ وہ انجیل ہماری موجودہ انجیل سے مختلف تھی ہرگز صحیح نہیں ہو کچہہ شبہہ نہیں ہی کہ اُنکے پاس مقدس متی کی اصل عبرانی انجیل تھی نہایت صحیح پر

---

† موشم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ ع صفحہ ۵۰ — ۱۷ —
‡ موشم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ ع صفحہ ۳۹ حاشیہ ۱۶ —
§ موشم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ ع صفحہ ۷۵ — ۲ —

یہہ بات ہی کہ اُس میں یہہ باب نہ تھا مگر جبکہ نظارین اُسی انجیل سے یقین کرتے تھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ایک کنواری سے پیدا ہوئے ہمیں تو کوئی وجہہ نہیں معلوم ہوتی کہ ابی بی اونیٹس کیوں اُن سے مختلف تھے بہر حال اگر اُن کا اعتقاد ایسا ہو جیساکہ نظارین کا تھا تو میں اُن کو عیسائی فرقوں میں داخل رکھنے سے رضامند ہوں *

نظارین بھی اسی زمانہ کا ایک فرقہ تھا حقیقت میں یہہ نام † کسی خاص فرقہ کا نہ تھا بلکہ عیسائی اور نظارین کے ایک معنی تھے جن لوگوں کو یونانی لوگ عیسائی کہتے تھے اُنہی لوگوں کو یہودی حقارت سے نظارین یعنی ناصری یا نصرانی کہتے تھے یہہ فرقہ حضرت مسیح علیہ السلام کو روح اللہ اور کنواری کے پیٹ سے ہونے کا یقین کرتے تھے اور یہودی شریعت کے احکام کو ایک معتدل طور پر استعمال میں لاتے تھے ان لوگوں نے نظارین ہی اپنا نام رکھ لیا کیونکہ حضرت عیسی علیہ السلام کے حواریوں پر بھی یہی نام رکھا گیا تھا *

ایک اور فرقہ تھا جو نوئی ٹس سمرنا والہ کا پیرو تھا ‡ وہ یہہ اعتقاد کرتے تھے کہ خود خدا نے جو در حقیقت یکتا اور قیاس سے باہر ہی اور جو باپ کہلاتا ہی ایک آدمی میں جو عیسی ہی اور بیٹا پکارا جاتا ہی حلول کیا تھا اُن لوگوں کا نام پیٹری پیشینز رکھا گیا تھا یعنی وہ لوگ جو یہہ مانتے تھے کہ خود خداے یکتا نے جسم انسانی میں حلول کیا ہی نہ الوہیت کی تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز نے *

ایک اور فرقہ تھا جو سبیلیس کا پیرو تھا § وہ یہہ اعتقاد رکھتے تھے کہ خدا کی الوہیت کا ایک حصہ نکل کر انسان یعنی خدا یعنی حضرت عیسی میں آملا تھا اور روح القدس الوہیت کا ایک ویسا ہی جز ہی *

سنہ ۲۲۳ ع میں ایک اور فرقہ تھا جو بلس کی پیروی کرتا تھا || وہ یہہ اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرت عیسی کا اپنے پیدا ہونے سے پہلے خدا کے سوا کچھہ وجود نہ تھا جب حضرت عیسی پیدا ہوئے تو ایک روح خود خدا سے نکلکر اُن میں آملی کہ وہ ایک جز الوہیت تھی اور اسی واسطے حضرت عیسی کی روح اور آدمیوں کی روح سے اعلی تھی *

سنہ ۲۶۹ ع میں ایک اور فرقہ تھا جو پال سیموسٹا والے کی پیروی کرتا تھا ¶ اُن کا یہہ اعتقاد تھا کہ بیٹا اور روح القدس خدا میں اسطرح پر تھے جیسے انسان میں عقل اور قوت متحرکہ اور عیسی صرف آدمی پیدا ہوئے تھے مگر باپ کی دانائی اُن میں آئی اور اسی

---

† موشم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۷۵ — ۲ —

‡ موشم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۱۱۰ — ۱۲ —

§ موشم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۱۱۱ — ۱۳ —

|| موشم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۱۱۱ — ۱۳ —

¶ موشم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۱۱۲ — ۱۵ —

سبب سے ممکن ھی کہ عیسی کو خدا کہہ سکیں گو ٹہیک مناسبت نہو حاصل یہہ کہ ان لوگوں نے خدا کو یکتا ھی مانا اور بیٹے کا، اور روح کا ھونا بہی مانا یہہ فرقہ پالی نیز کہلاتا ھی *

جو لوگ تثلیث کے قائل تھے اُن میں ایک اور فرقہ تہا جو نوویی شین کہلاتا تہا † اُنکے اصول اور کاتہلک کے اصول مذھب میں کچھہ فرق نہ تہا صرف اتنا تفاوت تہا کہ یہہ فرقہ اُن لوگوں کو جو بعد عیسائی ھوجانے کے اُن اعتقادات میں مبتلا ہوتے تھے جنکو ان لوگوں نے غلط ٹہہرا رکھا تھا تو پھر اُنکواپنے گرجامیں داخل نکرتے تھے مگر نجات سے نا اُمید بھی نرکھتے تھے یہہ لوگ کیتہری یعنی پاک لوگ کہلاتے تھے ان کا یہہ قاعدہ تہا کہ کیتہلک والے جو ان کے فرقہ میں آتے تھے اُنکو دو بارہ عیسائی کرتے تھے اور اصطباغ دیتے تھے *

عیسائی مورخوں کا قاعدہ ھی کہ جولوگ الوھیت حضرت مسیح علیہ السلام سے انکار کرتے ھوں اُن سب کو ناستک کا لقب دیتے ھیں اور جو لوگ خدا میں تین چیزوں کے ھونے کا انکار کرتے ھیں اُنکو یونی ٹیرین کہتے ھیں یعنی یکتائی خدا کے ماننے والے اور جو لوگ تثلیث کے قایل ھیں اُنکو ٹرینی ٹیرین کہتے ھیں اور کرشچن یعنی عیسائی ان ھی لوگوں کو جانتے ھیں *

ان تینوں صدیوں میں تثلیث کی سب باتوں کی نسبت کوئی کافی تصفیہ نہوا تہا ‡ اسلیئے چوتہی صدی میں یعنی سنہ ۳۱۷ ع میں تثلیث کے باب میں ایک بہت بڑا جھگڑا اوٹہا اب تک صرف اتنی بات مانی گئی تھی کہ باپ اور بیٹے میں ایک اصلی تفاوت ھی اور اُن دونوں میں اور روح قدس میں بہی ایک اصلی تفاوت ھی یعنی الوھیت میں تین جدی جدی چیزیں ھیں مگر ان تینوں چیزوں میں جو آپس میں علاقہ ھی اور جو اصلی تمیز ھی اُس پر کچھہ بحث نہوئی تھی مصر کے اور اُس کے قرب و جوار کے عیسائی اوریجن کے قول کی پیروی کرتے تھے اُس کا قول یہہ تھا کہ بیٹا خدا میں ایسا تہا جیسیکہ انسان میں عقل اور روح قدس بجز الہیہ قوت کے جس سے معجزے ہوتے تھے اور کچھہ نہ تہی اگر اس قول میں کچھہ تاویل نہ کیجاوے تو یہی ظاھر ھوتا ھی کہ الوھیت میں جو تین چیزیں ھیں اُن میں کچھہ تمیز یا علحدگی نہیں ھی جیسیکہ سبلیز کا مذھب ھی *

الگذنڈر بشپ سکندریہ نے اس سے اختلاف کیا § اور یہہ ٹہرایا کہ بیٹا نہ صرف ویسا ھی درجہ رکھتا ھی جیسا کہ باپ رکھتا ھی بلکہ اصلیت میں بھی اُس کی برابر ھی *

---

† موشیم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۱۱۲ — ۱۷ و ۱۸ -

‡ موشیم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۱۶۰ — ۹ -

§ موشیم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۱۶۰ — ۱۰ -

مگر ایریس نے جو اُسي گرجے کا ایک عہدہ دار تہا الگذنڈر کے قول کو نہ مانا اور یہہ کہا کہ بیٹا باپ سے بالکیہ اصلیت میں جدا هی بلکہ وہ خدا کي مخلوقات میں جنکو خدا نے بغیر کسي چیز کے پیدا کیا تہا نہایت عمدہ اور سب سے اول مخلوق هی اور اُس کے ذریعہ سے تمام دنیا کو پیدا کیا اسلیئے باپ سے اصلیت میں اور درجہ میں دونوں میں کم تر هی اور نسبت روح قدس کے جو اُسکي رائے تہي وہ اچہي طرح معلوم نہیں *

یہہ اختلاف بہت بڑہ گیا اور یوسیبیس بشپ نکو میڈیا کا اور آؤر بہت مشہور اور ذي استعداد عالم ایریس کي رائے کے شریک هوگئے اسلیئے سنہ ۳۲۵ع میں شہنشاہ کانسٹین ٹین یعني قیصر قسطنطین نے مقام نئیس واقع بتنہیا میں گرجے کي کونسل مقرر هونے کا حکم دیا اس کونسل میں ایریس کي رائے رد کي گئي اور یہہ مانا گیا کہ عیسیٰ باپ کي اصلیت کے برابر هی اور سب کو حکم هوا کہ جو اس کونسل نے اعتقاد تہرایا هی اُسي کو قبول کریں مگر سنہ ۳۳۰ع میں پہر ایریس اور اُس کے اعتقادات کا نشو و نما شروع هوا یہاں تک کہ سنہ ۳۵۷ع میں بعہد بادشاهت کانسٹین ٹین کے لیئے بیریس رومي پوپ کو جبراً اسي عقیدہ پر لایا گیا مگر سنہ ۳۶۳ع میں نئیس کي کونسل والا عقیدہ شہنشاهوں کي مدد سے پہر چمک گیا *

کونسل نئیس کے بعد ایریس والے فرقہ میں بہي باهم اختلاف هوگیا تہا † اور یہہ سبب زیادہ تر اُن کي مغلوبي کا هوا بعضوں نے اُن میں سے صاف صاف بیان کیا کہ بیٹا باپ سے پیدا نہیں هوا اور نہ کسي چیز میں سے بنایا گیا بعضوں نے یہہ قرار دیا کہ بیٹا خدا باپ سے اصلیت میں مشابہت رکہتا هی خاصیت میں مشابہت نہیں رکہتا مگر صرف جلال میں بعضوں نے کہا کہ عیسی نہ اصلیت میں نہ اور باتوں میں مشابہ هی یعني کسي بات میں باپ سے مشابہت نہیں رکہتا هی *

ان فرقوں کے مقابلہ کو ایک اور نیا فرقہ پیدا هوا ‡ جو بشپ اپالؔ لي نیرس کا تابع تہا اُنہوں نے یہہ عقیدہ تہرایا کہ عیسی نے صرف ایک ایسا انساني جسم اختیار کیا تہا کہ جسمیں ظاهري جان یعني روح حیواني تو تہي مگر فہم نہ تہي یعني نفس ناطقہ نہ تہا الهي خاصیت بطور نفس ناطقہ اُس میں ملگئي اس قول کا نتیجہ یہہ هوا کہ الهي خاصیت نے جسم انساني میں حلول کیا تہا *

سنہ ۳۴۳ میں ایک اور فرقہ پیدا هوا جو فوتي نُس بشپ سرمي ام کے پیرو تہے § اُسنے

† موشیم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۱۶۶ — ۱۶ —

‡ موشیم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۱۶۷ — ۱۷ —

§ موشیم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۱۶۸ — ۱۹ —

یهه اعتقاد کیا که عیسی مسیح کنواري مریم سے روح قدس کے ذریعه سے پیدا هوا اور ایک الهیه نور جسکو وه لفظ پکارتا هی اُس میں شامل هوگیا اور اس سبب سے که وه لفظ عیسی انسان سے مل گیا تها عیسی کو خدا اور بیٹا خدا کا کها جاتا هی اور روح قدس صرف ایک قوت هی جو خدا سے نکلي هی نه کسي جسم سے مگر یهه فرقه بهت زیاده پهیلنے نهیں پایا اور سنه ۳۷۲ع میں فوتي نس جلاوطني کي حالت میں مرگیا *

سنه ۳۶۰ ع میں میسي ڈونیس نے ایک اور فرقه کي بنیاد ڈالي † جو نیومي ٹومیشي کهلاتا هی اُسنے بیان کیا که روح قدس ایک الهیه قوت هی جو دنیا میں پهیلائي گئي هی اور روح قدس باپ اور بیٹے سے کوئي جدا چیز نهیں هی *

چوتهي صدي کے اخیر میں ایک فرقه پیدا هوا ‡ جو کولي ري ڈیئنس پکارا جاتا هی ان لوگوں نے باپ اور بیٹے کے سوا حضرت مریم کو بهي خدا مانا تها *

ان جهگڑوں کے سوا پانچویں صدي میں ایک اور نیا جهگڑا برپا هوا § اور یهه خیال کیا گیا که پچهلي بحثوں سے یهه بات تو طے هوگئي که عیسی حقیقت میں خدا تها اور حقیقت میں انسان بهي تها مگر اسباب میں که یهه دونوں خاصیتیں کسطرح شامل هوئیں اور انکا نتیجه کیا هی کچهه بحث نهیں هوئي اور نه کوئي فیصله کونسلوں کا اسباب میں هی اس لیئے بعض عیسائي اسطرح پر گفتگو کرتے تهے جس سے پایا جاتا تها که ابن الله اور ابن آدم میں بهت فرق هی اور عیسی میں دو جسم هیں اور بعضی عیسائي ابن الله اور ابن آدم کو ملاتے تهے اور حضرت عیسی علیه السلام میں دونوں خاصیتوں کو شامل کرکر ایک مرکب خاصیت بناتے تهے نسطوریس نے پهلي راے کي طرفداري کي اور جو لوگ اُسکے متبع هوئے اُنکا نام نسطوریئنز هوگیا اس تنازع سے پهلے بعضے عیسائي حضرت مریم علیه السلام کو خدا کي ماں کها کرتے تهے مگر اس فرقه نے حضرت مریم کو خدا کي ماں کهنا چهوڑ دیا اور حضرت مریم کو عیسی کي ماں کها کیونکه نه خدا پیدا هوسکتا هی نه مر سکتا هی بس صرف بیٹا انسان مریم سے پیدا هوا تها *

پهر اس فرقه میں بهي باهم اختلاف تها || بعضے کهتے تهے که جس طور سے عیسی کي دونوں خاصیتیں ملي هیں بالکل نامعلوم هی بعضے کهتے تهے که بجز اس کے که خدا کي مرضي اور اُس کي شان اور کام مل گئے هیں اور کچهه نهیں ملا هی مگر یهه تو اتفاقي چاند رو

---

† موشم مطبوعه سنه ۱۸۶۰ع صفحه ۱۶۸ — ۲۰ —
‡ موشم مطبوعه سنه ۱۸۶۰ع صفحه ۱۷۰ — ۲۵ —
§ موشم مطبوعه سنه ۱۸۶۰ع صفحه ۱۹۹ — ۵ —
|| موشم مطبوعه سنه ۱۸۶۰ع صفحه ۲۰۳ — ۱۲ —

میں جاتی رہی اور یہہ قرار پایا کہ حضرت عیسی میں دو جسم ہیں ایک الٰہی جو خدا ہی اور دوسرا انسانی جو جسم عیسی ہی ان دونوں سے ایک شکل بنی ہی اور یہہ شمول حمل کے لحظہ سے ہوا اور یہہ کبھی ختم نہوگا کیونکہ یہہ شمول جسموں کا سا شمول نہ تہا بلکہ صرف مرضی اور محبت کا شمول تہا اس لیئے عیسی کو خدا سے جو عیسی میں اس طرح پر تہا جیسیکہ اپنے معابد میں خبر داری سے تمیز کرنا چاہیئے اور مریم کو خدا کی ماں نہ کہنا چاہیئے بلکہ عیسی کی ما کہنا چاہیئے *

سنہ ۴۴۸ ع میں یوتائی چس † نے گویا حضرت مسیح کی انسانیت سے انکار کیا اور یہہ کہا کہ عیسی میں صرف ایک خاصیت ہی یعنی خاصیت خدا جو اُس میں اوتار ہوا ہی یعنی خدا نے اُس میں حلول کیا ہی اور سنہ ۴۴۹ ع کی کونسل میں جس کو شہنشاہ تہیوڈوسیس نے جمع کیا تہا یہہ مذہب ایک حکمت سے فتحمند ہوگیا مگر سنہ ۴۵۱ ع کی کونسل میں جس کو شہنشاہ مارسین نے بنام کیسلی ڈن جمع کیا تہا پہر مغلوب ہوا اور یہہ بات تصفیہ پا گئی کہ عیسی مسیح میں ایک جسم ہی تاہم دو علحدہ علحدہ خاصیتیں ہیں جو نہ کسی طرح سے مرکب یا باہم آمیز ہیں *

چہٹی صدی میں درباب جسم حضرت عیسی علیہ السلام کے سکندریہ میں ایک اور جہگڑا برپا ہوا ‡ جو بین جیلی کار نیسس والے نے سنہ ۵۱۹ ع میں یہہ راے قایم کی کہ الٰہیہ خاصیت نے عیسی کے جسم میں حمل کے لحظہ سے اپنے تئیں اسطرح شامل کیا تہا کہ اس جسم نے اپنی خاصیت کو تبدیل کیا اور انسانی خرابیوں سے وہ جسم آزاد ہوگیا جو لوگ اس راے کے پیرو تہے کی اپی نستس کہلاتے تہے *

مگر ان میں بہی تین فرقے ہوگئے تہے دو فرقے اس سوال پر کہ آیا عیسی کا جسم پیدا ہوا تہا یا پیدا نہوا تہا متفق نہ تہے اور تیسرا فریق یہہ کہتا تہا کہ عیسی کا جسم خرابی اور زوال انسانی سے البتہ آزاد نہ تہا مگر بہ سبب الٰہیہ خاصیت کے اثر کے حقیقت میں اُسکو زوال یا خرابی نہ آئی جو لوگ جو اون کی راے سے متفق تہے ایف تہارتوڈوسیٹی اور ڈوسیٹی اور میں تی سی السٹی اور میٹی شیز پکارے جاتے تہے کسواسطے کہ اُن کی راے سے یہہ نتیجہ نکلتا تہا کہ عیسی نے حقیقت میں نہ اذیت اُٹہائی اور نہ بہوک کی خواہش معلوم کی اور نہ سویا اور نہ انسان کی دیگر خواہشوں کو عمل میں لایا مگر یہہ کہ عیسی صرف ظاہر میں ایسا معلوم ہوا کہ گویا اُسنے اذیت اُٹہائی اور سویا اور بہوک اور پیاس وغیرہ معلوم کی *

---

† مرشد مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۲۰۳ — ۱۲ —

‡ مرشد مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۲۳۷ — ۸ —

بعضوں نے ان دونوں راؤں کے سوا تیسری راے اختیار کی اور کہا کہ حضرت عیسی نے انسان کی تمام معمولی باتوں کو درحقیقت سہا مگر یہہ اس سبب سے نہ تہا کہ اُس میں الہیہ خاصیت کا اثر نہ تہا بلکہ اُسنے اپنی مرضی سے ان سب باتوں کو اختیار کیا تہا *

فرقہ کرب ٹیکولی نے † یہہ بہی راے دی کہ عیسی الہیہ کی خاصیت جسطرح تمام چیزوں پر آگاہ ہی اسیطرح اُسکی انسانی خاصیت بہت سی چیزوں سے ناواقف ہی اُن پر الزام دیا گیا کہ وہ لوگ الہیہ خاصیت کو جہالت میں شریک کرتے ہیں *

فرقہ تری تہی اسٹس ‡ نے یہہ کہا کہ خدا میں تعداد کی روسے تین چیزیں علحدہ علحدہ ہیں اور سب کاملیت میں برابر ہیں اور کوئی عام علامت اصلیت کی ملی ہوئی نہیں ہی *

فرقہ ڈیمی ای نستس الہیہ خاصیت میں اور باپ اور بیٹے اور روح قدس کے تین جسموں میں تمیز کرتے تہے یعنی وہ ہر ایک جسم کے خدا اور خاصیت میں خدا ہونے سے منکر تہے بلکہ یہہ کہتے تہے کہ ایک نامنقسم شرکت کی روسے جس میں ہر ایک خدا تہا یہہ تین جسم ایک عام الہیت رکہتے تہے اور باپ اور بیٹے اور روح قدس پر جسموں کا اطلاق کرتے تہے اور جو کچہہ کہ اُن جسموں میں عام شی تہی اُسکو خدا اور اصلیت اور خاصیت کہتے تہے *

یہہ اختلافات جن کا اثر اُس چیز پر پہونچتا تہا جس سے نجات ابدی حاصل ہوتی ہی ایسے بڑہ گئے تہے کہ اُن کا اصلی اور سچی بات پر ختم ہونا بغیر اس کے کہ خدا کی طرف سے رکچہہ ہدایت ہو ممکن نہ تہا اسلیئے ضرور ہوا کہ وہ نبی جسکا ذکر موسی نے کیا اور جس کی خبر عیسی نے دی ظاہر ہو اور ان تمام جہگڑوں کا فیصلہ کرے اور سب کو راہ راسب بتاوے چنانچہ سنہ ۶۱۲ع میں وہ آخری نبی ظاہر ہوا جس نے تمام اندہیروں کو اوجالا کیا اور جسطرح پر سچائی سے خدا اور حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لانا چاہیئے اُسکو بتایا اور جو ہدایت اور روشنی کہ وہ نبی لایا اُس کا بیان اُس کلام الہی کی تفسیر میں جو جامع عہد عتیق و عہد جدید ہی کیا جاویگا مگر اب ہم انجیلوں کی تفسیر شروع کرتے ہیں *

اللہم صل و سلم دایما ابدا علی نبیک خیر الخلق کلہم

† موشم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۲۳۷ — ۹ —

‡ موشم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ع صفحہ ۲۳۸ — ۱۰ —

متھی کی انجیل

انجیل کا لفظ اوین جل یونانی لفظ کا معرب هی یهه لفظ بهی اصل میں این جل لاطینی زبان کا تها اور اس کے معنی پیغامبر کے تهے یونانیوں نے اس کے اول میں ای یو کا لفظ اور بڑهایا جو مقابل دس انگریزی لفظ کے هی اور جس کے معنی هیں اچها یا خوش پرانے انگریزی دستور میں حرف یو اور حرف وی ایک هی گنا جاتا تها اس سبب سے یهه تمام لفظ اوین جل پڑها جانے لگا اور اُس کے معنی هوئے خوشخبری اور انجیل اُس کا معرب هی *

اور جو که حضرت مسیح نے ملکوت السموات کی خوشخبری سنائی اور تمام گنهگاروں کو راه نجات دکهائی اسلیئے اس کتاب کا انجیل یعنی خوشخبری نام هوا قرآن میں جهاں یهه لفظ آیا هی اُس سے کتاب حضرت عیسی علیه السلام مراد هی *

حضرت عیسی علیه السلام کے حواری اور نیز چاروں انجیل لکهنے والے اور انجیل کا وعظ کرنے والے اوین جلست کہلاتے هیں اور یهه لفظ اعمال حواریین اور نامه هاے حواریین میں تین جگه آیا هی جن کے † نشان حاشیه پر ثبت هیں اور اُن سب جگه انجیل کا وعظ کرنے والے مراد هیں *

اوین جل کا لفظ فارسی استعمال میں بهت هی خراب هوگیا هی اور انگلیوں کے لفظ سے استعمال هوا هی جیسیکه مولوی روم صاحب فرماتے هیں *

اوستادان میکرد بالیشان براز * سرانگلیون و زنار و نماز

مقدس متی اس انجیل کے لکهنے والے هیں اور جناب مسیح علیه السلام کے حواری انگریزی میں میتهیو آپ کا نام لکها جاتا هی اور هماری زبان میں متی ‡ یا میتهی آپ کا عرف § لیوی هی اور الفی آپکے باپ کا نام هی اور جلیل کے رهنے والے هیں جو صوبۂ کنعان کے شمال میں واقع هی حضرت مسیح علیه السلام پر ایمان لانے سے پہلے یہودیه کے ملک میں خراج تحصیل کرنے کی خدمت پر مامور تهے حضرت مسیح نے اُنکو باج گاه پر بیٹهے دیکها اور فرمایا که میرے پیچهے هولے وه اُٹهه کر حضرت کے پیچهے هولیئے اور باره حواریوں میں داخل هوئے اور جناب حضرت مسیح علیه السلام کے آسمان پر جانیکے بعد || انجیل کے پهیلانے میں مصروف هوئے اور یهه بات که آپکا انتقال کهاں هوا اور کب هوا اور کیونکر هوا کچهه تحقیق نهیں هی *

---

† اعمال ۲۱ — ۸ — افسیوں ۴ — ۱۱ تمطاؤس دوم ۴ — ۵ —
‡ متی ۹ — ۹ —
§ مارقس ۲ — ۱۴ —
|| اعمال ۱ — ۱۳ —

اس انجیل کا کوئي نسخہ جو اصل کہا جاوے سواے یوناني نسخہ کے اب موجود نہیں هي معلوم هوتا هی که اکثر متقدمین علماے مسیحي کا یہہ قول تہا کہ یہہ انجیل در اصل عبراني زبان میں لکہي گئي جو اب موجود نہیں اور یوناني میں اُسکا ترجمہ هوا هی مگر بعد کو اس میں اختلاف پڑ گیا اب هارنصاحب اور اور علماء متاخرین † مسیحي کا مختار قول یہہ هی کہ یہہ انجیل عبراني اور یوناني دونوں میں لکہي گئي اور یہہ یوناني انجیل وهي اصل نسخہ هی مگر هم لوگ یقین کرتے هیں کہ یہہ انجیل در اصل عبراني میں لکہي گئي اور یہہ یوناني انجیل اصل نہیں هی بلکہ عبري کا ترجمہ هی اور اُس کي دلیلیں یہہ هیں *

عن عایشہ رضي الله عنہا و هذه قطعة من الحديث الطويل و كان (لي ورقة ابن نوفل) امراً تنصر في الجاهلية و كان يكتب الكتاب العبراني فيكتب من الانجيل بالعبرانية ماشاءالله ان يكتب رواه البخاري ــــ

پہلي دلیل بخاري میں حضرت عایشہ رضي الله عنہا سے ایک بہت بڑي حدیث منقول هی اُس میں کا ٹکڑا یہہ هی کہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزي زمانہ اسلام سے پہلے عیسائي هوگئے تہے اور وہ عبراني لکہنا جانتے تہے اور لکہتے تہے انجیل کو عبراني میں جسقدر کہ خدا لکہواتا تہا *

اور جبکہ یہہ بات ثابت هی کہ مقدس متی کے سوا اَور کوئي انجیل عبراني میں نہ تہي تو اس حدیث سے ثابت هوا کہ متی کي انجیل در اصل عبراني میں تہي *

دوسري دلیل مقدس متي نے جس انداز پر اپني انجیل لکہي هی خود اُسي سے ثابت هوتا هی کہ یہودي ایمانداروں کے لیئے لکہي گئي کیونکہ مقدس متي نے تمام انجیل کو اگلے پیغمبروں کي اُن پیشین گوئیوں سے مقابلہ کیا هی جوکہ یہودیوں کے پاس موجود تہیں تاکہ یہودي اسبات کو جانیں کہ یہہ وهي مسیح هیں جن کي خبر اگلے پیغمبر دیتے آئے هیں چنانچہ چند مقام بطور تمثیل کے اس جگہہ نقل هوتے هیں *

پہلي مثال ـ مقدس متي نے اپني انجیل میں سب سے اول حضرت عیسی علیہ السلام کا نسب نامہ لکہا تاکہ معلوم هو کہ یہہ وهي داؤد کي شاخ هی جس کي خبر ارمیا نبي نے دي تہي *

دوسري مثال مقدس متي نے حضرت مسیح کے پیدا هونے کا بالتخصیص ‡ ذکر کیا جس سے اگلے نبیوں کي یہہ پیشین گوئي پوري هوئي کہ دیکہو ایک کنواري حاملہ هوگي اور ایک بیٹا جنے گي *

تیسري مثال اسیطرح حضرت مسیح کي بیت § لحم میں پیدا هونے کا ذکر کیا تاکہ

---

† دیکہو تفسیر هنري واسکات مطبوعہ سنہ ۱۸۵۲ ع جلد ۵ صفحہ ۱ ـــ

‡ متی ۱ ـــ ۲۳ ـ

§ متی ۲ ـــ ٦ ـ

وہ پیشین گوئی پوری ہو جو اگلے نبیوں کی معرفت کہی گئی تھی کہ اے یہودیا کی زمین بیت لحم تو یہودیا کے بڑے شہروں میں ہرگز چھوٹا نہیں ہی کیونکہ تجھہ میں سے ایک بادشاہ نکلیگا جو میرے اسرائیل لوگوں کی پرورش کریگا *

چوتھی مثال اسیطرح اسبات کا اشارہ کیا † کہ مسیح وہی ہی جسکی پیشین گوئی یشعیاہ نبی نے کی کہ بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہی کہ تم خدا کے رستہ کو بناؤ اور اُس کی شاہ راہوں کو درست کرو *

پانچویں مثال اور اسیطرح یہہ بھی فرمایا ‡ کہ جب یسوع نے سنا کہ یحیی گرفتار ہوا تو جلیل کو چلا گیا اور ناصرت کو چھوڑکر کفر ناحوم میں زبولون اور نفتالی کی سرحدوں میں جو دریا کے کنارہ پر ہی آکر رہا اسیطرح جو یشعیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہوا کہ زبولون اور نفتالی کی زمین یعنی جلیل عوام جو دریا کے کنارہ پر یردن پار ہی اُسی زمین کے لوگوں نے جو اندھیرے میں بیٹھے تھے روشنی دیکھی اور اُن پر جو موت کے ملک اور سایہ میں بیٹھے تھے روشنی ظاہر ہوئی *

چھٹی مثال اور اسیطرح بیان فرمایا § کہ جب شام ہوئی اُسکے پاس بہتیرے دیوانوں کو لائے اور اُس نے بات سے دیوؤں کو دور کیا اور بیماروں کو چنگا کیا پس اس سے وہ جو یشعیاہ نبی کی معرفت سے کہا گیا کہ اُس نے تو ہماری کم زوریاں لے لیں اور تمام بیماریاں اُٹھا لیں پورا ہوا *

ساتویں مثال اور اسیطرح یہہ || بیان فرمایا کہ یہہ سب باتیں یسوع نے اُن جماعتوں سے تمثیلوں میں کہیں اور بن تمثیل کے وہ اُن سے بولتا نہ تھا اُس سے وہ بات جو نبی کی معرفت کہی گئی کہ میں تمثیلوں میں بات کہونگا اور وہی چیزیں جو دنیا کی بنیاد سے پوشیدہ ہیں ظاہر کرونگا پوری ہوئی *

آٹھویں مثال اسیطرح حضرت مسیح کے گدھے پر ¶ چڑھنے کا ذکر کیا تاکہ اِس ماجرے سے جو نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہو کہ صیہون کی بیٹی سے کہہ دیکھہ تیرا بادشاہ فروتنی سے گدھے پر بلکہ گدھے کے بچہ پر سوار ہوکر تیرے پاس آتا ہی *

علاوہ ان مثالوں کے جو کچھہ حال حضرت مسیح کی زندگی اور موت کا مقدس متی نے لکھا ہی سبکو اگلے پیغمبروں کی پیشین گوئیوں اور یہودیوں کی کتاب سے مطابقت تھی ہی

---

† متی ۳ — ۳ –
‡ متی ۴ — ۱۲ لغایت ۱۶ –
§ متی ۸ — ۱۶ و ۱۷ –
|| متی ۱۳ — ۳۴ و ۳۵ –
¶ متی ۲۱ — ۴ و ۵ –

اور اس طرح سے هر ایک بات مطابقت دیکر لکھا دلیل اس بات کي هی که یهه انجیل اُنهي لوگوں کے لیئے لکھي گئي جو عهد عتیق کي کتابوں پر ایمان رکھتے تھے اور اُن پیشین گوئیوں کو مانتے تھے اور اُن کي کتاب میں وُہ پیشین گوئیاں موجود تہیں اور وہ لوگ بجز یہودیوں کے اور کوئي نه تھے اور وہ لوگ عموماً وهي زبان جانتے تھے جو یہودیوں میں مروج تهي اور مقدس متی خود بهي جلیلي تھے اور وهي زبان رکھتے تھے پہر کسیطرح نهیں هوسکتا که مقدس متی نے یهودیي زبان چهوڑکر یوناني زبان میں انجیل لکھي هو کچهه شک نهیں که یهه یوناني انجیل جو اب موجود هی عبراني انجیل کا ترجمه هی *

تیسري دلیل . بہت سے علماء متقدمین عیسائي کا قول هی که متی کي انجیل دراصل عبراني میں لکھي گئي تهي چنانچه اُن اقوال کو جهاں تک مجهے دستیاب هوئے هیں اس مقام پر نقل کرتا هوں *

قول اول اریناس † کا قول هی که متی نے یہودیوں کے لیئے اپني انجیل عبري میں لکھي جن دنوں پولس اور پطرس روم میں وعظ کرتے تھے *

قول دوم پي پیس ‡ کا قول هی که متی نے انجیل عبراني میں لکھي اور هر کسي نے اپني لیاقت کے موافق اُس کا ترجمه کیا *

قول سوم یوسي بیس § کا قول هی که متی نے عبرانیوں میں وعظ کرکر جب اور قوموں میں جانے کا اراده کیا تو اُن کي زبان میں اُنکو انجیل لکھکر دے گیا اور پین تی نس || جب انڈیا یعني حبش میں آیا اُس نے وهاں عبراني ایک نسخه انجیل متی کا پایا جو وهاں کے لوگوں کو برتو لما حواري سے پهونچا تها اور اُس وقت سے اُن کے پاس محفوظ تها اور بموجب قول سینٹ جیروم کے پین تی نس اُس نسخه کو وهاں سے اسکندریه میں لایا مگر لارڈنر یوسي بیس کے اس قول کو تسلیم نهیں کرتے *

اریجن ¶ نے جو قول یوسي بیس کے نقل کیئے هیں وہ تین هیں اول یهه که متی نے یهودي ایمانداروں کو عبري میں انجیل دي دوسرے یهه که متی نے اول انجیل لکھي اور عبرانیوں کو دي تیسرے یهه که متی نے عبرانیوں کے لیئے انجیل لکھي جو منتظر اُس کے تھے جو هونے والا تها ابراهیم اور داؤد کي نسل سے *

---

† تفسیر لارڈنر مطبوعه سنه ۱۸۲۹ ع جلد ۲ صفحه ۱۷۰ —

‡ دیکھو لارڈنر کي تفسیر مطبوعه سنه ۱۸۲۹ع جلد ۲ صفحه ۱۱۹ —

§ دیکھو تفسیر لارڈنر مطبوعه سنه ۱۸۲۹ع جلد ۳ صفحه ۹۵ —

|| دیکھو تفسیر لارڈنر مطبوعه سنه ۱۸۲۹ع جلد ۲ صفحه ۲۱۷ —

¶ دیکھو تفسیر لارڈنر مطبوعه سنه ۱۸۲۹ع جلد ۲ صفحه ۵۷۴ —

قول چہارم ایپہ نی سیش † کا قول ہی کہ متی نے اپنی انجیل یرو شالم میں لکہی تہی اور متوت خداوند کے بعدتی نے اُس کا ترجمہ کیا (یعنی یونانی میں) *

قول پنجم سرول ‡ کا قول ہی کہ متی نے انجیل عبری میں لکہی تہی *

قول ششم ایپی فانوس § کا قول ہی کہ متی نے وعظ کیا اور اپنی انجیل عبرانی میں لکہی اور وہی صرف لکہنے والا عہد جدید کا ہی جس نے اُس زبان کا استعمال کیا *

قول ہفتم سینٹ جیروم || کا قول ہی کہ متی نے یہودیہ میں یہودی ایمانداروں کے لیئے انجیل عبرانی میں لکہی اور شاید اُنہیں کا ساتہہ انجیل کے نہیں ملایا اور اُنہی سینٹ نے اپنی فہرست مورخین میں لکہا ہی کہ متی نے اپنی انجیل یہودیہ میں یہودی ایمانداروں کے لیئے عبری زبان میں اور عبری حرفوں میں لکہی اور یہہ بات کہ اُس کا ترجمہ یونانی میں ہی اور یہہ بات کہ کسنے اُس کا ترجمہ یونانی میں کیا تحقیق نہیں علاوہ اس کے کتب خانہ سیزریا میں جس کو پیمفلس شہید نے بڑی جانفشانی سے جمع کیا تہا وہ نسخہ عبری موجود ہی اور میں نے باجازت ناصریوں کے جو بریا ضلع سریا میں رہتے تہے اور اُس نسخہ عبری کا استعمال کرتے تہے ایک نقل لی *

قول ہشتم آسٹائن ¶ کا قول ہی کہ ان چاروں میں سے متی ہی صرف کہا گیا ہی کہ اُس نے عبری میں انجیل لکہی اور باقیوں نے یونانی میں *

قول نہم کریزاسٹم ** نے لکہا ہی کہ متی نے بدرخواست یہودی ایمانداروں کے اپنی انجیل عبری میں لکہی *

قول دہم اسی دور ‡‡ کا قول ہی کہ ان چاروں میں سے متی نے صرف عبرانی میں انجیل لکہی اور باقیوں نے یونانی میں *

ہارن صاحب †† نے اُن لوگوں کے نام جو اس انجیل کے عبرانی الاصل ہونے کے قایل ہوئیں اس طرح پر لکہے ہیں *

---

† دیکہو تفسیر لارڈنر مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ع جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ —

‡ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۱۷۳ —

§ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۱۸۷ —

|| ایضاً جلد ۳ صفحہ ۳۳۹ و صفحہ ۳۳۱ —

¶ دیکہو تفسیر لارڈنر مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ع جلد ۳ صفحہ ۵۳۸ —

** ایضاً جلد ۳ صفحہ ۵۳۸ —

‡‡ تفسیر لارڈنر مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ع جلد ۵ صفحہ ۱۳۷ —

†† ہارن صاحب کی کتاب مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ع جلد ۳ —

١ بلرمائن
٢ گروٹیس
٣ کاسبجن
٤ بشپ ڈالتن
٥ بشپ ٹاملائن
٦ ڈاکٹر کیو
٧ هیمنڈ
٨ ڈاکٹر مل
٩ هارون
١٠ اوتن
١١ ڈاکٹر کین بل
١١ ابي کھرک
١٣ سائمن
١٤ تلي منت
١٥ پوري تیس
١٦ دیوپن
١٧ کلمت
١٨ میکائلتس
١٩ ارنوبیس
٢٠ اوریجن
٢١ سرل
٢٢ اپي فانیس

کریزاستم اور سینٹ جیروم اور اور علماء کے نزدیک مختار قول پي پوس کا هی که یهه انجیل عبراني میں لکھي گئي *

تفسیر ڈائلي اور رچرڈ † میں لکھا هی. که پچھلے زمانه میں بڑا اختلاف تھا که کس زبان میں یهه انجیل لکھي گئي اور بہت قدماء صراحة کہتے هیں که متی نے انجیل اپني عبراني زبان میں جو اُس کے زمانه میں ملک فلسطین میں بولي جاتي تھي لکھي هی اور اس قسم میں قول متفق علیه قدما کا (یعني یهه که انجیل عبري زبان میں تھي) قول فیصل گنا جاوے *

جو لوگ که اس انجیل کا عبراني الاصل هونا نہیں مانتے وه کئي دلیلیں اس کي بیان کرتے هیں *

اول یهه که اگرچه متی کي انجیل در حقیقت فلسطین کے رهنے والوں کے لیئے لکھي گئي مگر اُس زمانه میں یوناني زبان فلسطین میں جاري تھي اور مانند ملکي زبان یهودي کے عام استعمال میں تھي پھر کچھه ضرورت نہوئي که فلسطین زبان میں یعني عبراني یا ارمیئیا زبان میں لکھي جاتي *

مگر یهه دلیل نہایت ضعیف هی اول تو یهه که جب مقدس متي کي خود عبري زبان تھي اور اُنہوں نے یهه انجیل یهودي ایمانداروں کے لیئے لکھي اور جن پیشین گوئیوں پر وه ایمان و اعتقاد رکھتے تھے هر جگهه اُن کا موازنه کیا اور وه پیشین گوئیاں بھي عبراني میں اُن کے پاس تھیں تو کچھه ضرورت نہیں معلوم هوتي که مقدس متي نے اپني زبان کو اور جن لوگوں کے لیئے یهه انجیل لکھي تھي اُن کي زبان کو اور اُس پیشین گوئیوں کي زبان کو جسکي بنیاد پر یهه انجیل لکھي ان سب کو چھوڑکر نئي زبان یعني یوناني زبان میں انجیل لکھتے *

---

† دیکھو تفسیر ڈائلي و رچرڈ مطبوعه سنه ١٨٥٦ع جلد ٣ صفحه ١ —

دوسرے یہہ کہ جس زمانہ میں یہہ انجیل لکھی گئی اُس زمانہ میں فلسطین ایک صوبہ روم کی سلطنت کا تھا اُس وقت کے حاکموں کی اتالین یعنی رومی زبان تھی اگرچہ اُس زمانہ میں بہت سے لوگ یونان کے اطراف فلسطین میں آ رہے تھے مگر یہہ بات کسی طرح ثابت نہیں ہی کہ اُس زمانہ میں یونانی زبان مثل ملکی زبانِ فلسطین کے عام استعمال میں آ گئی تھی اور ایسی مروج ہوگئی تھی کہ مقدس متی کو خاص یہودیوں کے لیئے انجیل لکھنے میں بھی ضرورت ملکی زبان کے استعمال کی نرھی ہو پس یہہ دلیل محض ناکافی ہی اور اُن علماء متقدمین اور متاخرین کے قولوں کا اور اُن بڑی بڑی دلیلوںکا جو اس انجیل کے عبری ہوئے پر ہیں کبھی مقابلہ نہیں کرسکتے *

تیسری دلیل اس انجیل کے عبرانی نہ ہونے پر یہہ بیان ہوتی ہی کہ یونانی انجیل میں کوئی ایسا نشان نہیں پایا جاتا جس سے اُس کا عبرانی ترجمہ ہونا پایا جاوے *

مگر یہہ دلیل اُس پہلی دلیل سے بھی کمزور ہی کیونکہ یونانی انجیل میں چند جا عبرانی لفظ آئے ہیں اور پھر اُن کا ترجمہ یونانی میں کیا ہی *

مثلاً باب ۱ ورس ۲۳ میں لفظ عما نوئیل آیا ہی اور پھر اُس کا ترجمہ یونانی میں لکیا ہی کہ ہمارے ساتھہ خدا *

یا مثلاً باب ۲۷ ورس ۴۶ میں یہہ فقرہ آیا ہی الوھی الوھی لما صافختانی اور پھر اُسکا ترجمہ یونانی میں لکیا ہی کہ اے میرے خدا اے میرے خدا کیوں تونے مجھے چھوڑدیا ہی *

علاوہ اس کے اور کئی جگہہ اسیطرح پر عبرانی لفظ آیا ہی اور اُس کا یونانی میں ترجمہ کیا ہی اور یہہ دلیل ہوسکتی ہی کہ اصل کتاب عبرانی تھی *

اگرچہ ممکن ہی کہ کوئی کتاب در اصل یونانی میں لکھی جاوے اور اُس میں دوسری زبان کے نام یا جملے لائے جاویں اور پھر اُن کا ترجمہ بھی یونانی میں لکھا جاوے مگر یہہ امکان اُسوقت تسلیم کیا جاتا ہی جب یہہ ثابت ہو جاوے کہ وہ کتاب در اصل یونانی ہی میں لکھی گئی تھی نہ عبرانی میں مگر جبکہ برخلاف اسکے ثابت ہوگیاھو کہ وہ کتاب دراصل عبرانی میں لکھی گئی تھی اور پھر اُس کا ترجمہ یونانی میں ہوا ہی تو پھر اسطرح پر عبرانی الفاظ اور جملوں کا بجنسہ نقل کرکو اور اُن کا ترجمہ کرنا دلیل اسبات پر ہی کہ وہ عبرانی کا ترجمہ ہی *

اگرچہ متی کے سوا اور انجیلوں میں بھی عبرانی لفظ اور اُن کا یونانی ترجمہ آیا ہی مگر یہہ بات ہماری دلیل کے برخلاف نہیں ہوسکتی کیونکہ اُن انجیلوں کا عبری الاصل ہونا ثابت نہیں ہوا ہی پھر اُن میں ابتداءً عبرانی لفظ کا آنا اور پھر اُن کا ترجمہ کرنا کچھہ بعید نہیں ہی علاوہ اس کے مقدس متی کی انجیل سب سے پہلی انجیل ہی اور اُسکا یونانی

ترجمہ بھي بہت جلد ہوا يعني اور انجيلوں کے مرتب ہونے سے پيشتر اسليئے اور انجيل نويسوں نے جب يوناني ميں انجيل لکھي تو اُنہوں نے بہ پيروي اُسي يوناني ترجمہ کے اپني يوناني انجيلوں ميں بھي عبراني لفظ اور اُنکا يوناني ترجمہ داخل کيا *

چوتھي دليل بعض † علماء مسيحي نے اس انجيل کے عبراني الاصل ہونے کے انکار کرنے سے پہلے اسبات کو قبول کيا ھی کہ اگلے زمانہ کي گفتگو سے يہہ بات تو ہر طرح ثابت ھی کہ بہت ابتدا زمانہ ميں ايک کتاب متي کي انجيل کے نام سے يا يہوديوں کي انجيل کے نام سے عبراني يا ارمينيا زبان ميں موجود تھي مگر يہہ بات کہ يہہ انجيل جو اب موجود ھی وھي متي کي انجيل ھی جسکا اگلے زمانہ ميں تذکرہ رہا ھی ثابت نہيں ھی جن متقدمين نے اُس کي طرف اشارہ کيا ھی اُن سب نے اُس کو نہيں ديکھا اور اگر اُنہوں نے ديکھا بھي ہو تو بڑے بڑے علماء مسيحي ميں سے اکثر اُس کي صحت نہ ٹھہرا سکے ہونگے کيونکہ وہ عبراني سے نا واقف تھے *

اور اسيطرح وہ علماء مسيحي اسبات کا اقرار کرتے ہيں کہ بہت سے متفق حالات سے ثابت ھی کہ يہہ متي کي انجيل بالتخصيص ابي اونيٹز يا متقدمين يونٹي ٹيرينز (يعني منکران تثليث) کے استعمال ميں تھي اور اس انجيل کے حوالے جو بعض پرانے مصنفوں کي کتابوں ميں پائے جاتے ہيں وہ اس خيال کو مضبوط کرتے ہيں کہ وہ ايک ايسي تاليف تھي جو بے غور يعني جلد اور جھوٹي بنائي گئي تھي اور مختلف فرقوں ميں سے اُس فرقہ کي رائے کي تقويت دينے کو بنائي تھي جو اصول مذھب سے مخالفت رکھتے تھے (يعني انکار تثليث کرتے تھے) اور اُسکا رواج دينے کو اور اعتماد بڑھانيکو متي کي انجيل کے نام سے مشہور کرديا تھا *

اگرچہ اس دليل سے ھمارا مطلب يعني عبراني ميں متي کي انجيل کا ہونا بخوبي ثابت ہوتا ھی مگر جو شبہے کہ متي کي عبراني انجيل پر اس ميں مذکور ہيں وہ نہايت بودے اور بہت ھي ضعيف ھيں *

اگر علماء کبار مسيحي بسبب نا واقفيت عبراني زبان کے اُسکي صحت ٹھہرانے سے معذور رہے ھيں تو اُسکي صحت پر کوئي شبہہ نہيں پڑسکتا اسليئے کہ اگلے زمانہ ميں تمام علماء مسيحي صرف يوناني ترجمہ کے پابند تھے يہاں تک کہ کتب عہد عتيق باوجوديکہ عبراني ميں موجود تھيں مگر اگلے علماء مسيحي صرف يوناني ترجمہ کو کام ميں لاتے تھے اور تمام مسيحي چرچ ميں وھي يوناني ترجمہ مستعمل تھا اور اصل عبري نسخہ پر کسيکو توجہہ ھي نہ تھي چنانچہ ہارن صاحب ‡ کي کتاب ميں يہہ مطالب بہت شرح و بسط سے مندرج

---

† ديکھو بيبل پر اي ڈي صاحب کا ميکار پيڈيا مطبوعہ سنہ ۱۸۵۵ ع صفحہ ۲۹۳ جلد ۳ —

‡ ديکھو ہارن صاحب کي کتاب مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع جلد ۲ —

هی پس یهی وجهه هی که علماء مسیحي نے اول اول صرف یوناني ترجمه کو استعمال میں رکھا اور اصل عبري نسخه پر متوجهه نهیں هوئے یہاں تک که وہ عبراني نسخه کم یاب هوگیا اور آخر کو جاتا رها پس علماء مسیحي کا اسپر متوجهه نهونا اسکي صحت پر شبهه نهیں ڈال سکتا *

یهه سچ هی که وه عبراني نسخه ابي اونیٹز یا متقدمین یعني ٹهریںز میں مستعمل تها جو تثلیث کے منکر تهے اور اس نسخه سے انکي راے کي تقویت نکلتي هوگي مگر اس یوناني انجیل سے بهي تثلیث ثابت نهیں هوتي شاید اس نسخه اور اس یوناني موجوده نسخه میں اتنا فرق هو که بسبب اختلاف زبان و محاوره کے اس موجوده نسخه میں جو ایهام هی وه اس میں نهوگا (اگرچه اس یوناني ترجمه سے بهي وحدانیت خدا تعالی کي بخوبي روشن هی) پهر ابي اونیٹز یا متقدمین یعني ٹهریںز کي راے کا اس نسخه سے تقویت نکلنا کوئي دلیل اس نسخه کے مشتبه هونے کي نهیں هی *

اگرچه اس بات پر کوئي صاف اور صریح شهادت نهیں هی که یهه انجیل جو اب موجود هی وهي متی کي انجیل هی جو عبراني میں لکهي گئي تهي اور جسکا اگلے زمانه میں تذکره رها هی مگر اسپر بهي کوئي دلیل نهیں هی که یهه موجوده انجیل اس عبراني انجیل کا ترجمه نهیں هی اور دونوں کي تعلیمات میں اختلاف تها نسبت تثلیث کے هم ابهي بیان کرچکے که اس یوناني انجیل سے بهي تثلیث ثابت نهیں هوتي پس جیسي اس کے لیئے کوئي شهادت نهیں هی ویسي هي اس کے لیئے بهي کوئي شهادت نهیں هی که یهه موجوده انجیل اس عبراني انجیل کا ترجمه نهیں هی *

اس بات کي تقویت کے لیئے که مقدس متی نے اپني انجیل صرف عبراني میں لکهي نه یوناني میں بعض علماء مسیحي کے اقوال بهي موجود هیں *

ابي فینیس کا قول هی که متی نے انجیل کو عبراني میں لکها تها نه یوناني میں جیسیکه بعض قایل هیں که متی نے دونوں زبان میں انجیل کو لکها هی *

ریو صاحب اپني تاریخ انجیل میں لکهتے هیں که یهه بات غلط هی که جو لوگ کهتے هیں که متی نے انجیل یوناني میں لکهي تهي اسلیئے یوسی بیس نے اپني تاریخ میں اور اسیٹلوم بهت مرشدوں عیسائي نے لکها هی که متی نے انجیل عبراني میں لکهي نه یوناني میں *

اسبات کا تحقیق کرنا که وه اصل عبراني نسخه کب جاتا رها نهایت مشکل هی مگر همارے مذهب کي کتابوں سے اسقدر پایا جاتا هی که چهٹي صدي تک بعد حضرت مسیح کے وه نسخه موجود تها اور بموجب قول یوني تي نس کے جسے جیروم نے نقل کیا سیریا

کے کتب خانہ میں موجود تھا اور بعض علماء مسیحی کے نزدیک بعد تباہی یروشلیم کے وہ نسخہ جاتا رہا *

وقت تالیف اس انجیل میں بھی بڑا اختلاف ہی ہارنصاحب † لکھتے ہیں کہ تالیف انجیل کا وقت ایسا غیر معین ہی کہ ایک وقت معین قرار نہیں پاسکتا بہر حال زمانہ تالیف اس انجیل کے جو مذکور ہیں وہ یہہ ہیں کہ یہہ انجیل سنہ ۳۷ یا سنہ ۳۸ یا سنہ ۴۱ یا سنہ ۴۳ یا سنہ ۴۸ یا سنہ ۶۱ یا سنہ ۶۲ یا سنہ ۶۳ یا سنہ ۶۴ عیسوی میں تالیف ہوئی ہی *

اس انجیل کے زمانہ تالیف کے اختلاف کا ایک یہہ بھی سبب ہی کہ یہہ انجیل پہلی دفعہ عبرانی میں لکھی گئی پھر یونانی اُس کا ترجمہ ہوا اور اس دو دفعہ کی تحریر نے زیادہ تر وقت تحریر انجیل کو اختلاف میں ڈالدیا مگر میرے نزدیک صحیح یہہ بات ہی کہ یہہ عبرانی انجیل پانچ برس بعد رفع ہونے حضرت عیسی علیہ السلام کے آسمان پر یعنی سنہ ۳۷ یا سنہ ۳۸ عیسوی میں لکھی گئی اور اسی قول کو اس باب میں قول فیصل قرار دینا چاہیئے *

اسباب میں بھی کہ ترجمہ اُس کا یونانی میں کس نے کیا کوئی تحقیق بات نہیں ہی ہمارے بھائی کی مذہبی کتابیں اس امر میں چپ ہیں بعضے علماء مسیحی کا بھی یہہ قول ہی کہ معلوم نہیں کہ کس نے ترجمہ کیا مگر خود مقدس متی کا ترجمہ کرنا یا لکھنا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے صحیح نہیں ہی اتہنی سیش کا یہہ قول ہم اوپر لکھہ آئے ہیں کہ متی نے عبری میں انجیل لکھی اور یعقوب متی کے بہائی نے اُس کا ترجمہ یونانی میں کیا اس قول سے انکار کرنے کے لیئے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہی اس لیئے یہی قول ہم تسلیم کرتے ہیں *

بعض لوگوں نے جن کا دل روح القدس کی روشنی سے محروم تھا اس انجیل سے انکار کیا ہی فاسٹس جو اخیر چوتھی صدی میں تھا کہتا ہی کہ یہہ انجیل جو متی کی طرف منسوب ہی اُن کی تصنیف نہیں ہی اور پروفسر باٹر جرمنی ایک بہت بے ادبی کا کلمہ اس انجیل کی نسبت کہتا ہی جسکو بلحاظ ادب میں نہیں لکھہ سکتا شیرز اور شلتش بھی یکا اعتقاد اس انجیل کی نسبت نہیں رکھتے تھے مگر یہہ تمام اقوال ہمارے نزدیک ملحدانہ ہیں یہہ انجیل اول الاناجیل ہی اور بہت ابتدا زمانہ سے مشہور چلی آتی ہی تمام کلیسی اور تمام چرچ اور تمام علما برابر مانتے چلے آئے ہیں متعدد شرحیں اسکی لکھی گئیں اور اکناف عالم میں مشہور ہوئیں اسلیئے یہہ انجیل صحاح اناجیل میں داخل ہی اور ہم لوگ اس پر ذرا بھی شک نہیں رکھتے *

---

† دیکھو ہارنصاحب کی کتاب مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ ع جلد ۴ حصہ ۲ باب ۲ سے

ڈاکٹر وارمس اور چھاپنے والے انجیل فرقہ یونی ٹیرین کہتے ہیں کہ پہلا باب اور دوسرا باب اس انجیل کا الحاقی ہے اور ابی اونیٹز کی انجیل میں یہہ دونوں باب نہ تھے مگر یہہ خیال اُن کا محض غلط ہے تمام انجیل کے پڑھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ مقدس متی نے اس انجیل کو اس انداز پر لکھا ہے کہ یہودیوں پاس جو اگلے پیغمبروں کی پیشین گوئیاں تھیں اُنکو حضرت مسیح علیہ السلام کے تمام حالات پیدایش اور زندگی سے مقابلہ کردیا جاوے اسواسطے ضرور تھا کہ مقدس متی اسبات کو بھی ثابت کرتے کہ عیسی مسیح داؤد و ابراہیم کی نسل سے پیدا ہوئے اور کنواری لڑکی نے اُن کو جنا پھر کسطرح پہلا اور دوسرا باب اس انجیل کا الحاقی ہوسکتا ہے غالباً فرقہ ابی اونیٹز کی انجیل میں یہہ دونوں باب نقل ہونے سے رہ گئے ہونگے *

بعض نسخوں ترجمہ لاطینی میں جو ایک معتبر نسخہ ہے نسب نامہ کو انجیل سے علاحدہ کردیا ہے مگر اُس سے یہہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ نسب نامہ الحاقی ہے بلکہ ترجمہ کرنے والے نے نسب نامہ کو ایک جدا بات سمجھی ہے اور جہاں سے مطلب شروع ہوا وہاں سے انجیل قرار دی ہے *

پہلا باب

۱ — یسوع مسیح کا نسب نامہ ۱۸ اُس کی پیدایش کی بات *

۱ — یسوع مسیح ابن داؤد † ابن ابراہیم ‡ کا نسب نامہ § *

تفسیر

مقدس متی نے مسیح کو داؤد کا بیٹا اور داؤد کو ابراہیم کا بیٹا لکھا حالانکہ داؤد مسیح کے اجداد میں اور ابراہیم داؤد کے اجداد میں ہوسکتے ہیں مگر جوکہ مقدس متی کو اس انجیل کا یہودیوں کے لیئے لکھنا منظور تھا اور انپر ثابت کرنا تھا کہ اشعیاہ ‖ نبی اور یرمیاہ ¶ نبی نے جو خبر داؤد کی سلطنت اور داؤد کی شاخ اُٹھنے کی دی تھی وہ یہی مسیح ہیں اسلیئے نسب نامہ کے شروع ہی پر داؤد کی شاخ ہونا جتلایا اور * ابراہیم کے خاندان سے جو برکت دینے کا وعدہ تھا اُسکا نمونہ بتلایا اور پوتے کو دادا کے نام سے بتانا رواج کے بھی خلاف نہ تھا پس مسیح کو داؤد کا بیٹا اور داؤد کو ابراہیم کا بیٹا کہنا صحیح ہوا *

ہماری مذہبی کتابوں سے حضرت مسیح کا ابراہیم کی اولاد اور بنی اسرائیل سے ہونا پایا جاتا ہی اور یہہ بات اسطرح نکلتی ہی کہ اللہ تعالی نے سورۂ انعام میں فرمایا ہی کہ ابراہیم

سورۂ الانعام آیت ۸۴ و ۸۵ ومن ذریۃ داؤد و سلیمن وایوب ویوسف وموسی وھارون وکذلک نجزی المحسنین وزکریا ویحیی وعیسی و الیاس کل من الصالحین —

کی اولاد میں ہیں داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسی اور ھارون اور زکریا اور یحی اور عیسی اور الیاس — اور سورۂ مریم میں حضرت مریم کو اولاد ھارون کی بہن فرمایا اُس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے اور بنی اسرائیل ہیں *

یہہ نسب نامہ جو مقدس متی نے لکھا وہ حضرت مریم کا نسب نامہ نہیں ہی بلکہ یوسف کا نسب نامہ ہی جن کے ساتھہ حضرت مریم کا منسوب ہونا لکھا ہی اور تمام ⊥ علماء مسیحی بھی اسبات کے قایل ہیں کہ یہہ نسب نامہ یوسف کا ہی نہ مریم کا اور جبکہ

† متی ۲۲ — ۴۵ —

‡ پیدایش ۲۲ — ۱۸ —

§ لوقا ۳ — ۲۳ — —

‖ اشعیاہ ۹ — ۶ و ۷ —

¶ یرمیاہ ۲۳ — ۵ —

* پیدایش ۱۲ — ۳ ۲۶ — ۳ و ۵ ۲۸ — ۱۳ و ۱۴ —

⊥ تفسیر اسکات مطبوعہ سنہ ۱۸۱۴ ع جلد ۵ متی ۱ — ۲ لغایت ۱۷ —

حضرت مسیح یوسف سے پیدا نہیں ہوئے تو یہہ سوال ہوتا ہی کہ اس نسب نامہ کے لکھنے سے اگلے پیغمبروں کی وہ پیشین گوئیاں کہ عیسی مسیح داؤد کی نسل سے ہوگا کیونکر صادق آتی ہیں ؟ *

مگر اسکا جواب یوں ہوسکتا ہی کہ مقدس متی نے یہہ انجیل یہودیوں کے لیئے لکھی تھی اور یہودی حضرت مسیح کو یوسف کا بیٹا (جو اُن کے اصلی باپ نہ تھے بلکہ نسبتی باپ خیال کیئے گئے تھے) سمجھتے تھے اور حضرت مسیح کا نسب نامہ خواہ یوسف سے گنو خواہ حضرت مریم سے جیساکہ مقدس لوقا نے لکھا ہی دونوں طرح میں حضرت داؤد آپ کے اجداد میں آتے ہیں پس اگلے پیغمبروں کی پیشین گوئیاں ہر طرح پر ثابت ہوتی ہیں اس لیئے مقدس متی نے یوسف سے نسب نامہ لکھا تاکہ یہود اسبات پر یقین کریں کہ جس طرح وہ سمجھتے ہیں اگر اُسیطرح حضرت مسیح کا نسب نامہ خیال کیا جاوے تو بھی اگلی پیشین گوئیاں حضرت مسیح علیہ السلام ہی پر صادق آتی ہیں *

۲ ابراہیم کا بیٹا اسحاق † اور اسحاق کا بیٹا یعقوب ‡ اور یعقوب کے بیٹے یہوداہ § اور اس کے بھائی *

۳ اور یہوداہ کے بیٹے تامر سے ‖ فارص اور تارح اور فارص کا بیٹا حصرون ¶ اور حصرون کا بیٹا رام *

تفسیر

یہاں تک یہہ نسب نامہ عہد عتیق کی کتابوں کے بالکل مطابق ہی چنانچہ جو حوالے حاشیہ پر ثبت ہیں اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہی مگر ایک بحث اس مقام پر ہی کہ تامار سے فارص کیونکر پیدا ہوا اُسکا ذکر ہم لکھتے ہیں *

کتاب پیدایش کے باب اڑتیسویں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہوداہ اپنے پہلوٹھے بیٹے عیر کے لیئے ایک عورت بیاہ لایا جسکا نام تامار تھا جب عیر مرگیا تو یہوداہ نے اپنے دوسرے بیٹے اونان کو کہا کہ اپنے بھائی کی جورو کے پاس جا اور اپنی بھاوج کا حق اداکر جب اونان بھی مرگیا تو یہوداہ نے تامار سے کہا کہ اپنے باپ کے گہر میں بیوہ بیٹھی رہ جب تک کہ شیلاہ

† پیدایش ۲۱ — ۲ –
‡ پیدایش ۲۵ – ۲۶ –
§ پیدایش ۲۹ — ۳۵ –
‖ پیدایش ۳۸ — ۲۹ –
¶ راعوت ۴ — ۱۸ –

تیسرا بیتا بڑا ہو یہوداہ نے خیال کیا کہ ایسا نہو کہ وہ بھي اپنے بھائي کي طرح مرجاوے پس تامار اپنے باپ کے گھر میں جارھي اس عرصہ میں یہوداہ کي جورو بھي مرگئي اور جب وہ اُسکا غم بھولا تو تمنات کو اپني بھیڑوں کي پشم کترنے کو چلا تامار کو خبر ملي کہ اُسکا سسرا اپني بھیڑوں کي پشم کترنے کو تمنات جاتا ھی تامار نے اپني بیوگي کے کپڑے اوتار پھینکے اور برقع اوڑھا اور اپنے کو لپیٹا اور عینیم کے ناکہ پر جو تمنات کے راستہ پر ھی جا بیٹھي کیونکہ اُس نے دیکھا تھا کہ شیلاہ بڑا ھوا اور اُسے اُس کي جورو نکردیا یہوداہ اُسے دیکھہ کر سمجھا کہ کوئي کسبي ھی کیونکہ وہ اپنا منہہ چھپائے ھوئے تھي وہ راہ سے اُس کي طرف پھرا اور اُس سے کہا کہ چلیئے اور مجھے اپنے ساتھہ خلوت کرنے دیجیئے کہ اُسنے نجانا کہ یہہ میري بہو ھی وہ بولي تو جو میرے ساتھہ خلوت کریگا مجھے کیا دیگا وہ بولا کہ میں گلے میں سے بکري کا ایک بچہ بھیجونگا اُس نے کہا تو مجھے جب تک اُسے بھیجے کچھہ گروي دیگا وہ بولا میں تجھے کیا گروي دوں وہ بولي اپني مہر اور اپنا بازوبند اور اپنا عصا جو تیرے ھاتھہ میں ھی اُس نے دیا اور اُس کے ساتھہ خلوت کي اور وہ اُس سے حاملہ ھوئي قریب تین مہینہ بعد یہوداہ سے کہا گیا کہ تیري بہو تامار نے زنا کیا اور اُسے چھنالے کا حمل بھي ھی یہوداہ بولا کہ اُسے باھر لاؤ کہ وہ جلائي جاوے جب وہ نکالي گئي اُسنے اپنے سسر سے کہلا بھیجا کہ مجھے اُس مرد کا حمل ھی جس کي یہہ چیزیں ھیں اور کہا کہ دریافت کیجیئے کہ یہہ مہر اور بازو بند اور عصا کسکا ھی تب یہوداہ نے اقرار کیا اور کہا کہ وہ مجھہ سے زیادہ صادق ھی کیونکہ میں نے اُسے اپنا بیتا شیلاہ ندیا *

اس واقعہ کي نسبت بیبل کے تمام عیسائي مفسر † خیال کرتے ھیں کہ یہوداہ نے تامار سے زنا کیا اور پرص حرام سے پیدا ھوا اور اُسیکي نسل میں حضرت مسیح علیہ السلام ھیں پھر اس اعتراض کے دفع کرنے کو کہ ایسا پاک اور مقدس شخص جیسیکہ حضرت مسیح ھیں کسطرح ایسي ناپاک نسل میں ھوئے یہہ بیان کرتے ھیں کہ حضرت ‡ مسیح میں خود ذاتي تقدس تھا پھر پرص کي اس ناپاک پیدایش سے اُنکي ذات اور تقدس میں کچھہ نقص نہیں آتا *

مگر ھم مسلمانوں کا یہہ عقیدہ نہیں ھم مسلمانوں کا یہہ عقیدہ ھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے تمام آباء اور تمام امہات ولدالحرام ھونے کي ناپاکي سے پاک اور بري ھیں قران مجید میں اللہ تعالی نے خبر دي ھی کہ حضرت مریم کے باپ اور ماں زنا کي ناپاکي سے پاک تھے اور یہہ خبر جو قران مجید میں ھی بے شک صحیح ھی عیسائي مفسروں نے کتاب پیدایش کے اڑتیسویں باب کے مطلب سمجھنے میں غلطي کي کیونکہ

سورہ مریم آیت ۲۸
یا اخت ھارون ماکان ابوک امرأ سوء وماکانت امک بغیا

† اسکاٹ ڈاٹلي و مڈینٹ بائبل —

‡ تفسیر اسکاٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۱۳ ع جلد ۱ پیدایش ۳۸ — ۱۱ لغایت ۳۰ —

اس واقعہ سے جو اوپر مذکور ہوا پرص کا ولدالحرام ہونا ثابت نہیں ہوتا اسلیئے کہ جب تک یہہ بات ثابت نہو کہ یعقوب کی شریعت میں بہو سسرے پر حرام تھی اُسوقت تک پرص کا ولدالحرام ہونا نہیں ہوسکتا اور یہہ بات آج تک ثابت نہیں ہی یعقوب کی شریعت میں بہت سی چیزیں حلال تھیں جو موسی کی شریعت میں حرام ہوئیں مثلاً یعقوب کی شریعت میں دو بہنوں سے اُنکی زندگی میں نکاح کرنا درست تھا جیسکہ حضرت † یعقوب نے خود لیاہ اور راحیل دختران لابان سے نکاح کیا مگر موسی ‡ کی شریعت میں دو بہنوں سے ایک ساتھہ نکاح کرنا حرام ہوا پس بلاشبہہ موسی کی شریعت میں بہو سسرے پر حرام ہی مگر یہہ ثابت نہیں کہ یعقوب کی شریعت میں بھی بہو سسرے پر حرام تھی *

معلوم ہوتا ہی کہ یعقوب کی شریعت میں خاندان کی بیوہ عورت اُسی خاندان میں رہتی تھی § اور اپنے دیور کا حق ہوتی تھی اور اگر بیوہ کا سسرا بیوہ کے دیور کو نہ دیتا تھا تو وہ بیوہ خود سسرے || کو پہونچتی تھی اور اس پچھلی بات کے ثبوت پر کئی دلیلیں ہیں *

اول حضرت موسی نے بنی اسرائیل کو منع ¶ کیا کہ جو طریقہ کنعان والوں کا ہی تم وہ مت کرو اور اپنے * رشتہ دار سے نزدیکی مت کرو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ موسی کی شریعت سے پہلے یہہ بات درست تھی *

دوم تامار نے جب یہوداہ سے ہم بستر ہونے کا قصد کیا تو اُسکی دلیل یہہ ‡ بیان ہوئی کہ باوجود شیلاہ کے بڑے ہوجانے کے یہوداہ نے تامار کو اُسکی جورو نکردیا تھا اسلیئے وہ خود یہوداہ پاس رہ سکتی تھی دھوکہ دینا تامار کا یہوداہ کو صرف اسلیئے تھا کہ جس اندیشہ سے یہوداہ نے شیلاہ کو ندیا تھا اُسی اندیشہ سے اپنے پاس بھی رکھنا نچاہتا تھا * -

سوم تامار کی نشانی لے لینا صاف اسبات کی دلیل ہی کہ اُسوقت کی شریعت بموجب یہہ کام زنا نہ تھا کیونکہ اُسنے واسطے ثبوت اپنی بے جرمی کے نشانی لی تھی اور اسی سبب سے زنا کی حد سے بچ رہی اور یہوداہ نے اُسکے نیک ہونے پر اقرار کیا پس جس طرح پرص کی پیدایش ہوئی وہ ظاہر میں ایک دھوکہ ہوا مگر حقیقت میں زنا نہوا *

---

† پیدایش ۲۹ — ۲۳ و ۲۸ ۔

‡ احبار ۱۸ — ۱۸ ۔

§ پیدایش ۳۸ — ۸ ۔

|| پیدایش ۳۸ — ۱۴ ۔

¶ احبار ۱۸ — ۳ ۔

* احبار ۱۸ — ۶ ۔

‡ پیدایش ۳۸ — ۱۴ ۔

۴ اور رام کا بیٹا عمیناداب اور عمیناداب کا بیٹا نحشون اور نحشون کا بیٹا سلمون *
۵ اور سلمونکا بیٹا راحب سے بوعز اور بوعز کا بیٹا روت † سے عوبید اور عوبید کا بیٹا یشی *
۶ اور یشی کا بیٹا داؤد بادشاہ ‡ اور داؤد بادشاہ کا بیٹا اُس عورت سے جو اوریاہ کی جورو تھی § سلیمان *
۷ اور سلیمان کا بیٹا رجعم || اور رجعم کا بیٹا ابیاہ اور ابیاہ کا بیٹا اساہ *

تفسیر

یہاں تک بھی یہہ نسب نامہ کتب عہد عتیق کے مطابق ہی چنانچہ اُن حوالوں کے دیکھنے سے جو حاشیہ پر لکھے ہیں یہہ بات واضح ہوسکتی ہی *

حضرت مریم کا نسب نامہ جو مقدس لوقا نے لکھا ہی وہ داؤد بادشاہ تک متحد ہی پھر آگے سے جدا ہوا ہی یوسف کا الگ اور مریم کا الگ اس کے بیان کرنے سے ہمارا مطلب یہہ ہی کہ جناب مسیح کا حضرت داؤد علیہما السلام کی اولاد میں ہونا دونوں طرح کے نسب ناموں سے ثابت ہوتا ہی *

۸ اور اساہ کا بیٹا یہو شافط اور یہو شافط کا بیٹا یورم اور یورم کی اولاد سے عزیاہ *

تفسیر

یورم تک جو نسب نامہ اس ورس میں لکھا ہی وہ بھی کتب عہد عتیق کے مطابق ہی مگر یورم کا بیٹا عزیاہ نہیں پہلی ¶ کتاب اخبار الایام میں لکھا ہی کہ یورام کا بیٹا اخزیاہ اور اُسکا بیٹا یوآش اور اُسکا بیٹا امصیاہ اور اُسکا بیٹا عزریاہ *

اس انجیل کے مترجم نے لفظ (بگیت) کا جو انگریزی ترجمہ میں ہی (اولاد) ترجمہ کیا ہی یہہ ترجمہ درست نہیں کیونکہ تمام ان ورسوں میں یہی لفظ آیا ہی اور ہر جگہہ اُسکا ترجمہ بیٹا کیا ہی اور اُس کے معنی بھی بیٹے کے ہیں نہ اولاد کے پس اب یہہ سوال ہوتا ہی کہ عہد عتیق کی کتابوں سے اس نسب نامہ کے اختلاف ہونے کا کیا سبب ہی ؟ *

بعض علماء مسیحی نے یہہ جواب دیا ہی کہ * مقدس متی کو یہی ہدایت ہوئی تھی کہ تین نام اس نسب نامہ سے چھوڑ دے *

† راعوت ۴ — ۱۳ —
‡ پہلا سموئیل ۱۷ — ۱۲ —
§ دوسرا سموئیل ۱۲ — ۲۴ —
|| پہلا اخبار الایام ۳ — ۱۰ —
¶ پہلا اخبار الایام ۳ — ۱۱ —
* تفسیر اسکاٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۱۴ع جلد ۵ متی ۱ — ۲ لغایت ۱۷ —

مگر اصل بات یہہ ہی کہ مقدس متی نے یہودیوں پر حجت پکڑنے کو یہہ انجیل لکہی تہی اور یہہ نسب نامہ یہودیوں کے دفتر سے جسکو وہ لوگ معتبر سمجہتے تہے نقل کیا ہی بس جس طرح اُس میں نقل تہا اُسیطرح مقدس متی نے نقل کردیا یہہ تینوں شخص جن کے نام چہوٹ گئے بادشاہ ہوئے ہیں اور ہر ایک نے اپنے باپ سے بوراثت سلطنت پائی تہی اخزیاہ † نے ایک برس سلطنت کی اور یوآش ‡ نے چالیس برس سلطنت کی اور امصیاہ § نے اُنتیس برس سلطنت کی *

یہہ تینوں شخص احاب کے خاندان سے ہیں جس کی نسل کو دو دفعہ بددعا || دی گئی تہی اور اُسکا اثر تین پشت تک رہتا تہا اسوجہہ سے یہہ تینوں نام چہوڑ دیئے گئے تہے ماسوا اِسکے ¶ یہودیوں کا یہہ دستور تہا کہ اپنے نسب ناموں اور دفتروں میں سے اکثر نام بسبب بدی یا بت پرستی کے چہوڑ دیتے تہے غرضکہ یہہ بات ہر طرح ثابت ہی کہ مقدس متی نے یہہ نسب نامہ صرف یہود کے دفتر سے نقل کیا ہی *

۹ اور عزیاہ کا بیٹا یوتم اور یوتم کا بیٹا احز اور احز کا بیٹا حزقیاہ *

۱۰ اور حزقیاہ کا بیٹا منسی اور منسی کا بیٹا امون اور امون کا بیٹا یوشیاہ *

۱۱ اور یوشیاہ کے بیٹے یکہنیاہ اور اُس کے بہائی جن * دنوں میں کہ بابل کو اُٹہہ چلے پیدا ہوئے *

۱۲ اور بعد اُس کے کہ بابل کو اُٹہہ چلے یکہنیاہ کا بیٹا شیلتئیل پیدا ہوا اور شیلتئیل کا بیٹا زر بابل *

تفسیر

اس گیارہویں ورس میں جو پشتیں لکہی ہیں اُن میں بہی کتب عہد عتیق سے اختلاف ہی کیونکہ یوشیاہ کے بیٹے یوحانان پہلونٹہے بیٹے کے سوا تین بیٹے † تہے یہو اخاز جس کو شلوم بہی کہتے ہیں اور یہو یقیم اور صدقیاہ چہوٹا بیٹا ‡‡ یہواخاز تہا جسکو لوگوں نے

† دوسرا سلاطین باب ۸ دوسرا اخبارالایام باب ۲۲ —
‡ دوسرا سلاطین باب ۱۲ دوسرا اخبارالایام باب ۲۴ —
§ دوسرا سلاطین باب ۱۴ دوسرا اخبارالایام باب ۲۵ —
|| پہلا سلاطین ۲۱ — ۲۱ دوسرا سلاطین ۹ — ۸ —
¶ تفسیر ڈاٹلی و منٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۴ع جلد ۳ صفحہ ۳ —
* دوسرا سلاطین ۲۴ — ۱۵ —
† دوسرا سلاطین ۲۳ — ۳۱ و ۳۴ ۳۴ ۱۵ و ۱۷ پہلا تواریخ ۳ — ۱۵ —
‡‡ تفسیر ڈاٹلی منٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۴ع جلد ۳ صفحہ ۳ —

اُس کے باپ کے مرنے پر بادشاہ کیا تہا اور یہو الیاقیم جسکو اُس جگہہ یکنیاہ پکارا ہی اور جسکو الیاقیم بہی کہتے ہیں اپنے چہوٹے بہائی کے بعد تخت پر بیٹہا تہا اور صدقیاہ بعد تہوڑے عرصہ کے تخت پر بیٹہا اور یکہنیاہ جسکا ذکر اگلی آیت میں ہی ایک اَور شخص ہی جسکا نام یہو ایکن ہی اور جو بیٹا پہلے یہوالیاقیم کا ہی وہ اپنے باپ کا جانشین ہوا اور بعد اُسکے جلد بابل کو لے جایا گیا یہہ دونوں نام عبرانی زبان میں تلفظ اور معنوں میں بہت قریب قریب ہیں علاوہ † اسکے یکہنیاہ کا کوئی بہائی بہی نہ تہا بلکہ اُسکے باپ کے بہائی تہے کیونکہ جب یکہنیاہ بابل کو گیا تو اُسکا چچا صدقیاہ اُسکا جانشین ہوا *

اس اختلاف کے رفع کرنے کو اگر ریورنڈ ڈائلی اور ریورنڈ منٹ کی پیروی کی جاوے تو کہا جاسکتا ہی کہ یہود نے اپنے دفتر سے یہوالیاقیم کا نام بہی بسبب اُس کی بدکاریوں کے نکال ڈالا ہوگا کیونکہ اُسکا بدکار ہونا کتاب ‡ سلاطین سے پایا جاتا ہی اور جبکہ یہو الیاقیم کا نام بیچ میں سے نکالا گیا اور یکہنیاہ کو یوشیاہ کا بیٹا ٹہرایا تو ضرور ہوا کہ یکہنیاہ کے چچا اُس کے بہائی کہے جاویں *

مگر یہہ جواب درست نہیں آتا کیونکہ جب سترہویں ورس میں شمار پشتوں کا ہوگا تو جو حساب اُس میں مندرج ہی وہ ٹہیک نہیں آئیگا اور نہ یکہنیاہ کے چچاؤں کا بابل کو اُٹہہ جانے کے وقت پیدا ہونا صحیح ہوگا اسلیئے اصلی جواب اسکا یہہ ہی کہ انجیلوں کے مقابلہ کے وقت ان دونوں ناموں میں سے ایک نام بسبب اس کے کہ اُن کے معنی اور اُن کا تلفظ عبرانی زبان میں بہت قریب قریب تہا صحت سے رہ گیا کیونکہ § بعضی قلمی انجیلوں میں یہوالیاقیم کا نام موجود ہی اس جواب سے دونوں اعتراض ایک اختلاف اس نسب نامہ کا کتب عہد عتیق سے اور دوسرا غلطی حساب ورس سترہویں کا مرتفع ہوتے ہیں پس اس گیارہویں ورس کو بموجب قلمی انجیل کے یوں پڑہنا چاہیئے (اور یوشیاہ کا بیٹا یہوالیاقیم اور یہوالیاقیم کے بیٹے یکہنیاہ اور اُس کے بہائی جن دنوں کہ بابل کو اُٹہہ چلے پیدا ہوئے) *

علاوہ اس کے اس بارہویں ورس میں یہہ اختلاف ہی کہ شلتی ایل کا بیٹا زربابل نہیں تہی بلکہ || اُسکا بہتیجا ہی کیونکہ زربابل پدایاہ پسر یکہنیاہ کا بیٹا ہی مگر اس

† تفسیر اسکاٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۱۴ ع جلد ۵ متی ۱ — ۲ لغایت ۱۷ —

‡ دوسرا سلاطین ۲۳ — ۳۷ —

§ تفسیر اسکاٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۱۴ ع جلد ۵ متی ۱ — ۲ لغایت ۱۷ —

|| پہلا اخبار الایام ۳ — ۱۷ و ۱۸ ; ۱۹ —

اختلاف کا جواب بجز اس کے اور کچھہ نہیں کہ جسطرح یہود کے دفتر میں یہہ نسب نامہ لکھا ہوا تھا اُسی طرح مقدس متی نے نقل کر دیا *

---

۱۳ اور زر بابل کا بیٹا ابیہود اور ابیہود کا بیٹا الیاقیم اور الیاقیم کا بیٹا عزور *
۱۴ اور عزور کا بیٹا صادوق اور صادوق کا بیٹا آکیم اور آکیم کا بیٹا الیہود *
۱۵ اور الیہود کا بیٹا العازر اور العازر کا بیٹا متن اور متن کا بیٹا یعقوب *
۱۶ اور یعقوب کا بیٹا یوسف اور وہ اُس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع جو مسیح کہلاتا ہی پیدا ہوا *

تفسیر

اس تیرھویں ورس میں جو زر بابل کا بیٹا ابیہود لکھا ہی کتب † عہد عتیق میں یہہ نام نہیں پایا جاتا شاید زر بابل کے کسی بیٹے کا یہہ نام بہی ہو *

میں مختصر طور پر یوسف کا نسب نامہ دو طرح پر لکھتا ہوں ایک بموجب انجیل متی کے دوسرا بموجب کتب عہد عتیق کے پہلے سلسلہ میں جو نام کتب عہد عتیق میں نہیں ہی اُسپر شناخت کے لئے یہہ (*) نشان بنایا ہی اور دوسرے سلسلہ میں جو نام مقدس متی کے نسب نامہ سے زیادہ ہیں اُنپر یہہ (‡) نشان بنایا ہی دونوں کے مقابلہ سے جو کمی بیشی اور اختلاف ناموں کا ہم نے اوپر بیان کیا ہی بخوبی سمجہہ میں آویگا *

پہلا سلسلہ بموجب انجیل متی کے	دوسرا سلسلہ بموجب کتب عہد عتیق کے
۱ ابراہیم	ابراہیم
۲ اسحاق	اسحاق
۳ یعقوب	یعقوب
۴ یہوداہ	یہوداہ
۵ فارص	فارص
۶ حصرون	حصرون
۷ رام	رام
۸ عمیناداب	عمیناداب
۹ نحشون	نحشون
۱۰ سلمون	سلمون
۱۱ بوعز	بوعز
۱۲ عوبید	عوبید

	١٣	يشي	يشي
	١٤	داؤد بادشاہ	داؤد بادشاہ
	١	سليمان	سليمان
	٢	رجعم	رجعم
	٣	ابياہ	ابياہ
	٤	آساہ	آساہ
	٥	يہو شافط	يہو شافط
	٦	يورم	يورم
		*	‡ اخزياہ
		*	‡ يوآش
		*	‡ امصياہ
	٧	عزياہ	عزرياہ
	٨	يوتام	يوتام
	٩	آخز	آخز
	١٠	حزقياہ	حزقياہ
	١١	منسي	منسي
	١٢	امون	امون
	١٣	يوشياہ	يہوشياہ
	١٤	*	يہو الياقيم
	١	يكنياہ	يكنياہ
*	٢	شلتي ايل	‡ پدایاہ
	٣	زربابل	زر بابل
*	٤	ابيہود	*
	٥	الياقيم	*
	٦	عزور	*
	٧	صادوق	*
	٨	اخيم	*
	٩	اليہود	*
	١٠	العازر	

۱۱ متن
۱۲ یعقوب
۱۳ یوسف
۱۴ مسیح علیہ السلام

بعض لوگوں نے اس نسب نامہ پر دو شبہے اور کیئے ہیں ایک یہہ کہ جب کتب عہد عتیق سے ابیہود کا زربابل کا بیٹا ہونا ثابت نہیں ہوتا تو سلسلہ یوسف کا حضرت داؤد تک نہیں پہونچ سکتا اور اس سبب سے وہ یقیناً کوئی داؤد کی شاخ ہوئے کی جسکے ثبوت کے لیئے مقدس متی نے یہہ نسب نامہ لکھا تھا ثابت نہیں ہوتی *

دوسرے یہہ کہ اگر † سلمون سے بوعز راحاب کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور بوعز سے عبید راعوث کے پیٹ سے اور عبید سے یشی اور ‡ یشی سے داؤد بادشاہ تو یہہ خرابی پڑتی ہی کہ سلمون بغیر کسی اختلاف کے نحشون کا بیٹا ہی اور یہہ نحشون وہ ہی جو حضرت موسی کے عہد میں § یہودیوں کا سردار تھا اور یہہ راحاب وہ ہی جو ایک فاحشہ تھی اور یوشع نبی کے عہد میں اُس نے || دو جاسوسوں کو بچایا تھا مگر زمانہ راحاب کا قریب چودہ سو پچاس برس قبل حضرت مسیح تھا اور زمانہ حضرت داؤد کا ایک ہزار پچاس برس قبل حضرت مسیح تو اس سے لازم آتا ہی کہ راحاب سے حضرت داؤد کے زمانہ تک چارسو برس کے عرصہ میں کل چار پشتیں گذری ہوں اور اتنے عرصہ میں اتنی تھوڑی پشتوں کا گذرنا بعید از قیاس ہی خصوصاً اسبات کے مقابلہ کرنے سے کہ یہوداہ سے سلمون کے زمانہ تک تین سو برس میں چھہ پشتیں گذری تھیں *

مگر یہہ دونوں شبہے بیجا ہیں پہلا شبہ اسلیئے کہ یہودیوں کے دفتر میں جہاں سے مقدس متی نے یہہ نسب نامہ نقل کیا ابیہود زر بابل کے بیٹے کا نام لکھا تھا اور ممکن ہی کہ اُس کے کسی بیٹے کا یہہ نام بھی ہو ایک آدمی کے دو نام اکثر ہوتے ہیں *

دوسرا شبہ اسلیئے بیجا ہی کہ یہہ چاروں پشتیں کتب ¶ عہد عتیق سے مطابقت رکھتے ہیں اور چارسو برس میں صرف چار پشتوں کا گذرنا کچھہ نا ممکن نہیں ہی *

---

۱۷ پس سب پشتیں ابراہیم سے داؤد تک چودہ اور داؤد سے اُسوقت تک کہ بابل کو اُٹھہ چلے چودہ اور اُسوقت سے کہ بابل کو اُٹھہ چلے مسیح تک چودہ ہیں *

---

† متی ۱ — ۵ —
‡ متی ۱ — ۶ —
§ کتاب اعداد ۱ — ۷ پہلا اخبارالایام ۲ — ۱۱ —
|| یوشع باب ۲ ، ۳ —
¶ پہلا اخبارالایام باب ۲ —

تفسیر

یہہ حساب جو اِس ورس میں لکھا ہی اُن پشتوں سے جو اس انجیل میں مذکور ہوں صحیح نہیں آتا کیونکہ اس کے بموجب ابراھیم سے داؤد تک چودہ پشتیں ہوتی ہیں اور سلیمان سے یکھنیاہ تک چودہ اور شیلتیئل سے حضرت مسیح تک چودہ نہیں ہوتیں بلکہ تیرہ ہوتی ہوں پس اگر بموجب قلمی انجیل کے جس کا ذکر ہم اوپر کرچکے ایک نام یہوالیاقیم کا صحیح سمجھا جاوے تو یہہ حساب پورا ہوجاتا ہی یعنی ابراھیم سے داؤد تک چودہ اور بعد داؤد کے سلیمان سے یہوالیاقیم تک یعنی اُسوقت تک کہ بابل کو اُٹھہ چلے چودہ اور یکھنیاہ سے یعنی اُسوقت سے کہ بابل کو اُٹھہ چلے مسیح تک چودہ ہیں *

---

۱۸ یسوع مسیح کی پیدایش † اسطرح ہوئی کہ جب اُس کی ما مریم یوسف سے منسوب ‡ ہوئی اُس سے پہلے کہ وہ ہم بستر ہو وہ روح قدس § سے حاملہ پائی گئی *

تفسیر

کتاب استثنا سے ‖ پایا جاتا ہی کہ یہودیوں میں رسم تھی کہ بیاہ سے پہلے منگنی کیا کرتے تھے اور یہی قول بیوسوبر صاحب کا ہی اور ڈاکٹر ¶ لیٹ فٹ کی تحقیقات بموجب کسی عورت بنی اسرائیل کی شادی نہوتی تھی جب تک کہ چند روز پیشتر اقرار منگنی کا نہو لیتا تھا اسی رسم کے موافق حضرت مریم کی منگنی یوسف سے ہوئی تھی اگرچہ ہماری مذہبی کتابوں میں اس منگنی کا ہونا یا نہونا کچھہ مذکور نہیں ہی مگر یہہ بات قران مجید سے بالتصریح ثابت ہی کہ جب حضرت مریم کو روح القدس سے بشارت ہوئی وہ مرد سے واقف نہ تھیں اور کسی مرد نے حضرت مریم کو چھوا نہیں تھا *

سورہ آل عمران

قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر ـ

اس ورس میں جو یہہ لکھا ہی کہ (اُس سے پہلے کہ وہ ہم بستر ہو) اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ بعد اُس کے حضرت مریم یوسف سے ہم بستر ہوئی ہوں کیونکہ منگنی کے بعد حضرت مریم کا بیاہ ہونا پایا نہیں جاتا بلکہ * بسبب تقدس اور اُس بزرگی کے جو اللہ تعالی

---

† لوقا ۱ — ۲۶ ـ

‡ لوقا ۱ — ۲۷ ـ

§ پیدایش ۳ — ۱۵ لوقا ۱ — ۳۵ گلتیوں ۴ — ۴ و ۵ ـ

‖ استثنا ۲۰ — ۷ ـ

¶ تفسیر ڈائلی و منینٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۶ ع جلد ۳ صفحہ ۳ ـ

* تفسیر اسکاٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۱۴ ع جلد ۵ متی ۱ — ۱۸ و ۱۹ ـ

نے اس اعجازی حمل سے حضرت مریم کو مرحمت فرمائی تھی یوسف نے حضرت مریم کا ادب کیا اور بیوی سے باز رہا † چنانچہ بعض دیندار علماء مسیحی نے اس درس میں سے اس فقرہ کو کہ (قبل اس کے کہ وے ہم بستر ہوں) بعض نسخوں میں سے قصداً نکال ڈالا تھا تاکہ حضرت مریم کی ہمیشہ کی دوشیزگی پر کچھہ شبہ نہ پڑے *

عیسائیوں کے بعض فرقوں نے حضرت مریم کو بھی خدا سمجھا اور اُن کی پرستش کی قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اُن لوگوں کو اسبات پر بڑا الزام دیا ہی اور بعض عیسائی فرقوں نے حضرت مریم کی کچھہ بزرگی نہیں سمجھی اور کہا کہ صدف میں سے موتی نکلتا ہی مگر صدف کی کچھہ قدر نہیں ہوتی ان دونوں فرقوں نے حضرت مریم کی نسبت افراط و تفریط کی ہی ہم مسلمان اپنے مذہب بموجب حضرت مریم کو بہت بزرگ اور مقدس اور خدا تعالی کا برگزیدہ اور سارے جہان کی عورتوں سے پاک اور بڑا سمجھتے ہیں مگر خدا نہیں جانتے اور نہ اُن کی پرستش کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے قران مجید میں خبر دی ہی کہ اے مریم اللہ نے تجھکو پسند کیا اور ستہرا بنایا اور پسند کیا تجھکو سب جہان کی عورتوں سے *

سورہ آل عمران
اذ قالت الملئکة یا مریم ان اللہ اصطفیک و طہرک واصطفیک علی نساء العالمین —

مقدس لوقا نے اپنی انجیل میں حضرت مریم کے حاملہ ہونیکے قصہ کو زیادہ تفصیل سے لکہا ہی مگر مقدس متی نے اس مقام پر مختصر اُسکا بیان کیا ہی اسلیئے کہ مقدس متی کو اس انجیل میں صرف کنواری لڑکی سے حضرت مسیح کا پیدا ہونا ثابت کرنا منظور تہا اور اس کے ثبوت کو صرف مختصر بیان کافی تھا غرضکہ حضرت مریم صرف روح القدس کی جہت سے بغیر واسطہ قانت انسانی کے حاملہ ہوئیں اور یہہ بات کہ وہ حمل کسطرح ہوا اسرار الہیہ میں سے ہی جسکی کنہ دریافت ہونی طاقت بشری سے باہر ہی *

۱۹ اور تب اُس کے شوہر یوسف نے جو نیک مرد تہا اُس کی تشہیر کرنی نچاہ کے ارادہ کیا کہ وہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے *

۲۰ وہ ان اندیشوں میں تہا کہ یکایک خداوند کے فرشتہ نے خواب میں اُسپر ظاہر ہوکے کہا اے یوسف ابن داؤد ‡ تو اپنی جورو مریم کو اپنے پاس رکھنے سے مت ڈر اسلیئے کہ اُسکا جو حمل ہی سو روح § قدس سے ہی *

---

† ہارن انٹرو ڈکشن مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ ع جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ —

‡ لوقا ۱ — ۳ —

§ لوقا ۱ — ۳۵ —

۲۱ اور وہ بیٹا جنیگی تو اُس کا نام یسوع † (یعني نجات دینے والا) رکھنا کہ وہ اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات ‡ دیگا *

تفسیر

اِن درسوں میں اور ان کے بعد کے درسوں میں حضرت مریم کو جورو اور یوسف کو شوہر کرکر لکھا ھی اس کا سبب یہہ ھی کہ یہودیوں میں منگیتر؛ کو بیاہ نہونے کي حالت میں بھي § جورو اور شوھر کہا کرتے تھے اسي لیئے مقدس متی نے باوجود بیاہ نہونے کے حضرت مریم کو جورو اور یوسف کو شوہر کہا ھی *

جب یہہ واقعہ یوسف کو معلوم ھوا تو وہ نہایت متعجب ھوا کیونکہ حضرت مریم کا حمل ایسے عجوبہ طریقہ سے ھوا تھا کہ انسان کي سمجھہ سے باھر تھا مگر یوسف نے اپني نیکي اور برد باري اور سرتاپا خوبي سے اُسکا مشہور کرنا نہ چاھا کیونکہ اگر یہہ بات اسطرحپر ھوتي جس طرح کہ یوسف کے دل میں وھم ھوا تھا تو یہودي شریعت کے بموجب حضرت مریم کو سنگسار || کرنے کي سزا دي جاتي اسلیئے یوسف نے چاھا کہ چپ چپاتے اُس منگني کو چھوڑ دے مگر الله تعالی نے حضرت مریم کي ستھرائي اور برگزیدگي ظاھر کرنے اور یوسف کے دل کا شک مٹانے کو اپنا فرشتہ خواب میں یوسف پاس بھیجا اور اُس فرشتہ نے کہا کہ تو مریم کو مت چھوڑ اور کچھہ اندیشہ مت کر کیونکہ وہ روح قدس سے حاملہ ھی اس الہام سے یوسف کے دل کا شک مٹ گیا اور حضرت مریم کے تقدس کا اُس کو یقین ھوا اور اُسنے اُن کو اپنے پاس رھنے دیا *

فرشتہ کا یہہ کہنا کہ اور جو وہ بیٹا جنیگي تو اُس کا نام یسوع یعني نجات دینے والا رکھنا یہہ اُس بات کي پیشین گوئي تھي جو حضرت مسیح سے ھونے والي تھي کیونکہ تمام بني اسرائیل گناھوں میں پھنس گئے تھے صرف شریعت کے ظاھري احکام کو کچھہ کچھہ بطور رسم کے کیا کرتے تھے اور روحاني پاکیزگي اور روحاني سعادت مندي سے جسپر درحقیقت حیات ابدي منحصر ھی بالکل بے بہرہ ھوگئے تھے حضرت مسیح علیہ السلام سے پھر وہ روحاني نیکي زندہ ھوئي اور جس نے اُس کي پیروي کي نجات پائي *

۲۲ پس اسیطرح جو کچھہ خداوند نے نبي ¶ کي معرفت سے کہا تھا پورا ھوا *

† لوقا ۱ — ۳۱ . ۲ — ۲۱ -
‡ اعمال ۴ — ۱۲ . فیلپي ۲ — ۱۴ -
§ استثنا ۲۲ — ۲۳ و ۲۴ -
|| استثنا ۲۲ — ۲۳ -
¶ اشعیاہ ۷ — ۱۴ -

۲۳ کہ دیکہو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور ایک بیٹا جنیگی اور اُسکا نام عمانوئیل رکہا جائیگا جسکا ترجمہ یہہ ہی کہ ہمارے ساتھہ خدا † *

تفسیر

یہہ پیشین گوئی سات سو برس قبل ولادت حضرت مسیح کے اشعیاہ نبی نے آحاز بادشاہ یہوداہ کو کی جبکہ رصین بادشاہ آرم وپقح پسر رملیاہ بادشاہ اسرائیل نے اورشلیم پر چڑھائی کا ارادہ کیا تہا *

اس درس میں وہ عبری لفظ جس کے معنی کنواری کے لیئے ہیں (علمہ) ہی مگر یہودی اسپر تکرار کرتے ہیں اور وہ جوان عورت کے معنی بتاتے ہیں اور ترجمہ اکوئلا میں بہی جو سنہ ۲۹ ع میں ہوا اور ترجمہ تہیو توشن میں بہی جو سنہ ۱۷۵ ع میں ہوا اور ترجمہ سمتیکس میں بہی جو سنہ ۲۰۰ ع میں ہوا اُسکا ترجمہ جوان عورت کیا ہی اور بیبل میں بہی بعض لوگوں نے صرف ایک ‡ جگہہ جوان عورت کے معنی کیے ہیں *

مگر یہہ تکرار یہودیوں کی درست نہیں ہی اصلی § معنی اس لفظ کے (پوشیدہ) کے ہیں اور جوکہ یہودی اپنی کنواری لڑکیونکو لوگوں سے چہپاتے تہے اسلیئے یہہ لفظ کنواری لڑکی کے معنی میں بولا جاتا تہا چنانچہ کتب عہد عتیق میں || کئی جگہہ یہہ لفظ آیا ہی اور اُس کے معنی کنواری کے ہیں لیکن اگر کہیں ایسا قرینہ ہو کہ اُس کے سبب جوان عورت سمجہی جاوے تو اصلی استعمال سے پہر کر بطور مجاز جوان عورت کے معنی لیتے ہیں مگر اس درس میں کوئی ایسا قرینہ نہیں بلکہ برخلاف اُس کے قرینہ ہی کیونکہ اشعیاہ نبی نے معجزہ بتایا ہی اور وہ معجزہ جب ہی ہوتا ہی جب کنواری بیٹا جنے اسلیئے اس جگہہ بلاشبہ کنواری کے معنی ہیں نہ (میق) یعنی جوان عورت کے اور کچہہ شبہ نہیں کہ اُن پہلے تینوں مترجموں نے اسکے ترجمہ میں غلطی کی چنانچہ سبتو ایجنت میں جس کو بہتر علماء یہود نے ملکر ترجمہ کیا اس لفظ کا اسمقام پر کنواری ترجمہ کیا ہی *

بعضے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اشعیاہ نبی نے خبر دی تہی کہ کنواری جو بیٹا جنیگی اُس کا نام عمانوئیل رکہا جاویگا مگر مسیح کا یہہ نام نہیں رکہا گیا بلکہ یوسف نے فرشتہ کے الہام سے یسوع نام رکہا تو پہر یہہ پیشین گوئی یسوع مسیح پر کیونکر صادق آتی ہی *

مگر یہہ شبہ بیجا ہی کیونکہ یسوع حضرت مسیح کا علم یعنی بمنزلہ ذاتی نام کے ہی اور عمانوئیل اسماء صفات میں سے ہی جیسیکہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام

---

† یوحنا ۱ — ۱ و ۱۴ پہلا تموتی ۳ — ۱۶ —
‡ امثال ۳۰ — ۱۹ —
§ تفسیر اسکاٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۱۳ ع جلد ۳ اشعیاہ ۷ — ۱۴ —
|| پیدایش ۲۴ — ۴۳ خروج ۲ — ۸ زبور ۶۸ — ۲۵ —

محمد اسم ذات هی اور احمد اور شفیع اور بشیر اور وکیل اور رسول اسماء صفات میں سے هی اور اگلے نبیوں کی پیشین گوئی آنے والے نبی کے لیئے اسیطرح بطریق کنایه اور اشاره هوتی هی تاکه جو لوگ اُس پر یقین کر کر ایمان لاویں نجات پاویں اس میں حکمت الهی یهه هی که اگر آنے والے نبی کی ایسی صاف نشانی بیان کی جاوے جس میں کسی کو شبهه نرهے تو جو درجه ایمان والوں کو اپنے یقینؑ پر ایمان لانیکا هی وه باقی نرهے اس لیئے اشعیاه نبی نے حضرت یسوع کے اسماء صفات میں سے نام بتایا اور کنواری لڑکی سے پیدا هونیکا پته دیا که یهه پته کسی دوسرے پر صادق هی نهیں آسکتا *

عمانوئیل کے معنی عیسائی مفسروں نے لکھے هیں که † همارے ساتهه خدا یا خدا اور آدمی ایک جسم میں یا ایک الهی هستی گوشت میں بنائی گئی رهنے کو انسان میں مگر هم مسلمان اس کے معنی یوں بیان کرتے هیں که همارے ساتهه کلمة الله جسم انسانی میں یا روح الله هستی انسان میں *

پهر بعض ‡ عیسائی مفسروں نے اس لفظ کی که همارے ساتهه خدا یهه توضیح کی هی که یهه نام کسی سے موافقت نهیں رکهتا مگر اُس سے جو هی خدا اور آدمی دونوں اور مسیح کو یهه دونوں باتیں حاصل تهیں که اول تو وه ٹهیک ٹهیک خدا هی اور نیز همارے ساتهه جو انسان هیں جیتا اور رهتا هی *

مگر هم مسلمان اس توضیح کو قبول نهیں کرتے کیونکه عمانوئیل اسلیئے یسوع کا نام بتایا که وه صفت (خدا ساتهه همارے) خود اُن میں موجود تهی نه آوروں میں پس اس سبب سے که مسیح همارے ساتهه جو انسان هیں جیتا اور رهتا تها عمانوئیل پکارا نهیں جاسکتا کیونکه اسماء صفات کا یهه دستور هی که جو صفت اُس شخص میں هوتی هی اُسکے اعتبار سے وه نام صفتی رکها جاتا هی اور جتنے اسماء صفات § بیبل میں مذکور هیں اسی اعتبار سے رکهے گئے هیں *

بعض لوگوں نے اس پیشین گوئی پر ایک آور اعتراض کیا هی که یهه پیشین گوئی حضرت مسیح کے پیدا هونیکی پیشین گوئی نهیں هی کیونکه احاز یهود کے بادشاه کے وقت میں رصین بادشاه ارم اور افریم نے جو باهم متفق تهے اور پقح بادشاه اسرائیل نے اورشلیم پر چڑهائی کرنی چاهی اُسوقت اشعیاه نبی نے خبر دی که وه فتح نهیں پاوینگا اور یهه نشانی بتائی که ایک عورت بچه جنے گی اور اُس لڑکے کے هوشیار هونے سے پهلے اُن دونوں بادشاهوں کی سلطنت برباد هوجاویگی پس ضرور هی که وه لڑکا احاز هی کے وقت میں پیدا هوا هو

† تفسیر ڈاٹلی و منٹینت مطبوعه سنه ۱۸۵۶ ع جلد ۲ صفحه ۱۴۰ —
‡ تفسیر اسکاٹ مطبوعه سنه ۱۸۱۴ ع جلد ۳ اشعیاه ۷ — ۱۴ —
§ پیدایش ۲۵ — ۲۳ و ۲۵ و ۲۶ متی ۱ — ۲۱ —

چنانچہ (ماہیر شالال حاش بز) پیدا ہوا اور اُس کے پیدا ہونے پر شہادت نامہ لکہا گیا اور اُسی کو عمانوئیل کہا یعنی ہمارے ساتہہ خدا ہی کہ ایسے سخت دشمنوں کے ہاتہہ سے محفوظ رہینگے اس وقت میں حضرت مسیح کے پیدا ہونیکی پیشین گوئی سے جو سات سو برس بعد اس حادثہ کے ہوئی کیا مطلب تہا *

مگر یہہ اعتراض صحیح نہیں اور اس میں کئی غلطیاں ہیں *

اول یہہ کہ جس لفظ کے معنی معترض نے عورت کے سمجہے ہیں وہ غلط ہیں بلکہ اُس کے معنی کنواری کے ہیں اور اس کی تفصیل ہم ابہی بیان کرچکے *

دوسرے یہہ کہ صفت عمانوئیل کی حضرت مسیح ہی پر ٹہیک آتی ہی نہ (ماہیر شالال حاش بز) پر *

تیسرے یہہ کہ معترض نے ان ورسوں کے معنی سمجہنے میں غلطی کی ہی کیونکہ احاز نے کچہہ نشانی † نہ چاہی تہی بلکہ خود خدا نے خاندان داؤد کی حفاظت اور سلامتی کی نشانی دی تہی اس لیئے خدا تعالےٰ کی حکمت اور رحمت سے بہت بعید تہا کہ صرف اس ظاہری بادشاہت کی نشانی دیتا بلکہ ضرور تہا کہ اول روحانی بادشاہت کی نشانی دیتا جو اصلی سلامتی داؤد کے خاندان کی تہی اسلیئے اولاً حضرت مسیح کے پیدا ہونے کی خبر دی اور پہر احاز کے ملک کی حفاظت کی نشانی بتلائی کہ جتنے دنوں میں پیدا ہوا ہوا لڑکا بہلائی برائی جان سکے اُس سے پہلے احاز کے مخالف برباد ہوجاوینگے پس ‡ یہہ اخیر فقرہ احاز پر جو آفت تہی اُس کے دور ہونے کی پیشین گوئی سے متعلق ہی اور اگلے فقرہ حضرت مسیح سے اسی لوئے ماہیر شا لال حاش بز کے پیدا ہونے پر شہادت نامہ لکہا گیا تاکہ نو پیدا لڑکے کی تاریخ ولادت سے اُس کے ہوشیار ہونیکے زمانہ تک احاز کے مخالفوں کے برباد ہونے کی پیشین گوئی کی تصدیق ہو جاوے *

---

۲۴ تب یوسف نے سوتے سے اُٹہکر جیساکہ خداوند کے فرشتہ نے کہا تہا کیا اور اپنی جورو کو اپنے ہاں لے آیا *

۲۵ پر جبتک کہ وہ اپنا پہلا بیٹا نہ جنی اُسے نجانا اور اُسکا نام یسوع § رکہا *

تفسیر

اس چوبیسویں ورس میں جو یہہ اُردو ترجمہ کیا ہی کہ (اپنی جورو کو اپنے ہاں لے آیا) یہہ ترجمہ صحیح نہیں ہی بلکہ صحیح ترجمہ یہہ ہی کہ (اپنی جورو کو اپنے میں لے لیا)

---

† اشعیاہ ۷ — ۱۲ ; ۱۳ —

‡ اشعیاہ باب ۷ — ۱۶ —

§ لوقا ۲ — ۲۱ —

یعني اُسکو چهوڑ نہیں دیا جیسا که پہلے ارادہ کیا تہا چنانچہ عربي ترجمہ جو سنه ۱۸۱۱ع میں چہپا هی اُسکا بهي یهي مطلب هی اور وه ورس بجنسه حاشیه پر ثبت هی اور اُردو ترجمہ اُسکا یہہ هی (پہر اُٹہا یوسف نیندہ سے اور کیا جس طرح که حکم کیا اُسکو فرشته خدا کے اور لیا مریم اپني جورو کو) *

فقام یوسف من النوم وصنع کما امره ملاک الرب واخذ مریم امرته -

پچسویں ورس میں جو پہلا بیٹا یعني پہلوٹہے کا لفظ آیا هی اس سے یہہ مراد نہیں هی که حضرت مریم سے حضرت مسیح کے بعد اور کوئي لڑکا بهي پیدا هوا بلکه پہلوٹہے کا لفظ صرف یہودیوں کي عادت کے موافق بولا گیا هی کیونکه بموجب † یہودي قانون کے تمام حقوق پہلوٹہے بیٹے سے متعلق هوتے تہے اور جو بیٹا مستحق اُن حقوق کا هوتا تہا اُسکا نام پہلوٹہا اسطرح پر رکہا جاتا تہا که وه بدلا نجاوے خواه اُس کے بعد اور اولاد هوتي رهي یا نہیں اسي رواج کے بموجب مقدس متي نے حضرت مسیح کو پہلوٹہا بیٹا کہا پس اس سے یہہ ثابت نہیں هوتا هی که حضرت مریم کا اور کوئي بیٹا بهي تہا چنانچه ‡ بعض دیندار علماء مسیح نے اس ورس میں سے پہلوٹہے کا لفظ بعض انجیل کے نسخوں میں سے قصداً نکال ڈالا تہا تاکه کوئي شخص حضرت مریم کے همیشه کنواري رهنے پر شبهه نه لاوے *

اس ورس میں جو یہہ عبارت هی که (جبتک وه اپنا پہلا بیٹا نه جني یوسف نے اُسے نجانا) اس سے یہہ مطلب نہیں هی که بعد پیدا هونے حضرت مسیح کے یوسف نے حضرت مریم سے زن وشوي کا معامله کیا کیونکه یہہ قید صرف اس واسطے لگائي گئي هی تاکه حضرت مسیح کا کنواري سے پیدا هونا یقیني جانا جاوے جیسا که اسي مطلب کے لیئے اٹهارهویں ورس میں بیان هوا تہا که (اُس سے پہلے که یوسف سے هم بستر هو روح قدس سے حامله پائي گئي) *

---

† تفسیر ڈائلي ومنٹینٹ مطبوعه سنه ۱۸۵۶ ع جلد ۳ صفحه ۵ -

‡ هارن انٹرو ڈکشن مطبوعه سنه ۱۸۲۵ ع جلد ۲ صفحه ۳۲۲ -

دوسرا باب

۱ مجوسیوں کا پورب سے یسوع کی تلاش کو آنا *
۱۳ یوسف کا مصر میں بھاگنا *
۱٦ هیرود کا بیت لحم میں لڑکونکو قتل کروانا *
۱۹ یوسف کا مسیح کو مصر سے پھر لانا اور مسیح کا ناصرت میں رهنا *

---

۱ جب یسوع هیرود شاہ کے وقت میں یہودیہ کے بیت لحم † میں پیدا ہوا کئي
ایک مجوسیوں نے پورب کی طرف سے یروشالم میں آکر کہا *
۲ کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ‡ ہوا ہی کہاں ہی ؟ کہ ہم نے پورب سے اُس کا
ستارہ § دیکھا ہی اور اُس کے سجدہ || کے لیئے آئے ہیں *

تفسیر

هیرود اعظم ایک بڑا ظالم اور بے رحم یہودی بادشاہ تہا جس کے وقت میں حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے . اسکی بادشاهت اسطرح پر ہوئی تہی کہ پانسو پینتیس برس پیشتر پیدایش حضرت مسیح سے یہودیوں نے بابلوں کی قید سے رہائی پائی دوسو برس تک یہودی ایران کے بادشاهوں کے تابع رہے پہر سکندر اعظم شاہ ماسدن یعنی مقدونیہ نے ایران کی سلطنت کو تہ و بالا کرڈالا اُسکی وفات پر خاندان سلوسائدی سریا میں سلطنت کرنے لگا اور تالمیز مصر میں اُس کے بعد انٹیوکس اعظم شاہ سریا نے تالمیز سے صوبجات کول سریا اور فلسطین کو چہین لیا اور اُس کے بیٹے ای پی فانیز نے مصر کو فتح کرلیا . اور ایکسو ستر برس پیشتر حضرت مسیح کے اُس نے یہودیوں پر بہت سخت اور غضبناک حملہ کیا اور یروشلیم کو لوٹا اور خراب کیا اور چالیس هزار باشندوں کو تباہ و برباد کرڈالا اور خدا کی عبادت گاہ کو دیوتا جوپی تر اولمپس کے نام کا کیا . اُس کے ظلم اور بیرحمیوں کے سبب میکی بیز کے خاندان نے یہودیوں کی مدد سے مقابلہ کیا اور سریا والونکو نکال دیا اسی خاندان کا نام ایس مونین هی جو ایس مونیس اُسو خاندان کے نام سے پکارا جاتا هی *

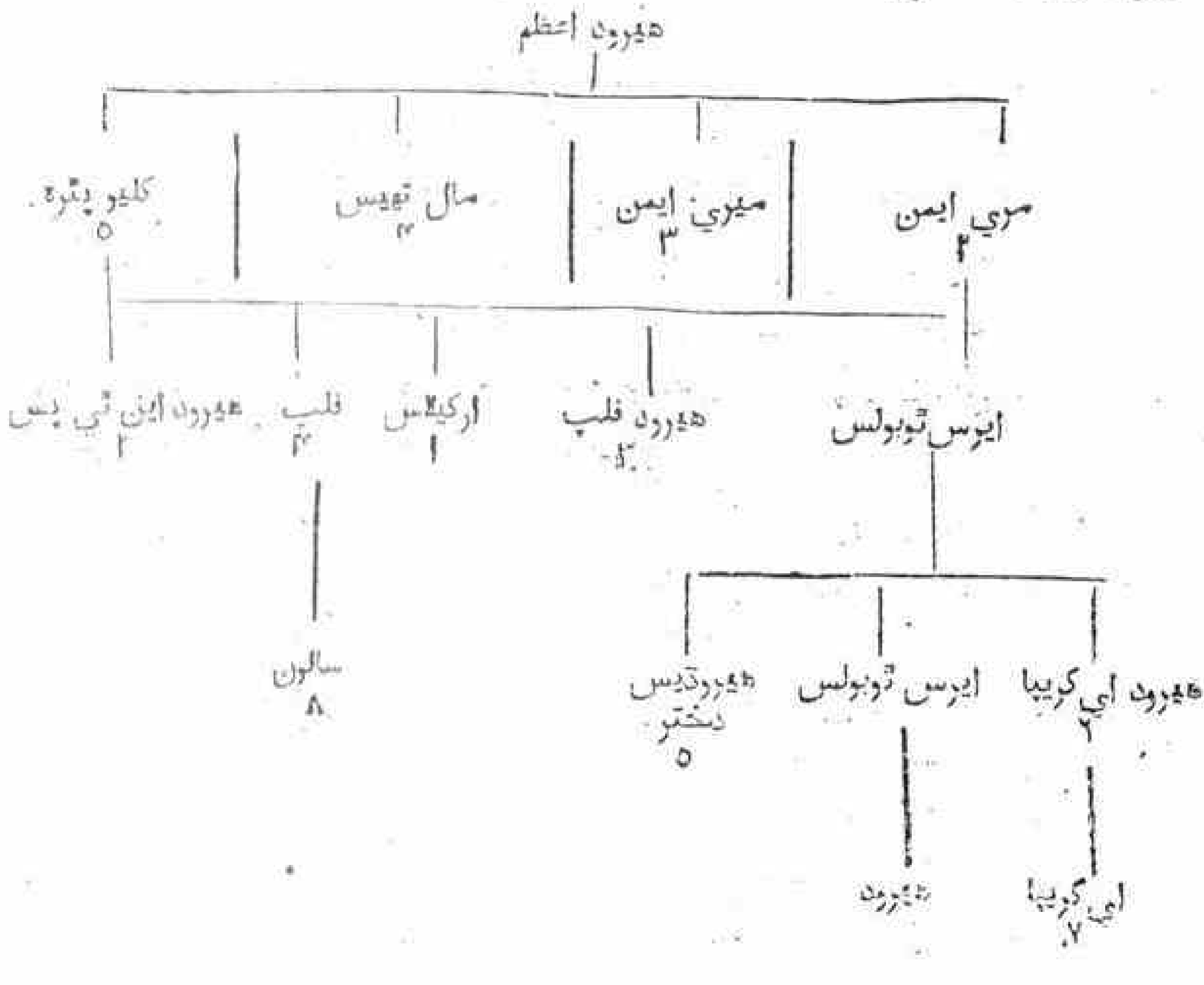
اس جمہوری سلطنت کی حفاظت کے لیئے جوڈس میکی بیس نے رومیوں سے دوستی پیدا کی اُس کے مرنے کے بعد جانی تہن اور سائیمن اور جان ہرکی نس جانشین ہوئے

---

† [illegible] ۳ — ۲ و ۷ *
‡ [illegible] ۵ — [illegible] ۱ [illegible] ۲ [illegible] ۲ — ٦ و ۷ *
§ [illegible] — ۱۷ *
|| [illegible] — ۱۱ *

انہوں نے ادیو میئز اور ایرس توبولس کو مطیع کیا جس نے لقب سکاندر جے نوس کا اختیار کیا تھا پومپی نے اس بادشاہ کی بیوہ سکندرہ کو اور ایرس توبولس پسر صغیرالسن کو جلاوطن کردیا تھا اور ہرکی نس کو حکومت دی تھی مگر تاج رکھنے کی اجازت نہ تھی اور اسی شخص نے تمام قوم کو رومیوں کا خراج گذار بنایا تھا ہرکی نس کا وزیر اینٹی پیٹر قوم ادیومیئز سے تھا اُس نے رومیوں سے ربط پیدا کرکر اپنے بیٹے ہیرود کے لیئے جو اخیر کو ہیرود اعظم کہلایا جلیل کی حکومت حاصل کی ہیرود نے میری ایمن سے جو ہرکی نس کی پوتی تھی شادی کی اور مارکیہ اینٹونی رومی جنرل کی عنایت سے یہودیہ کی بادشاہت پر تصرف کرلیا چونتیس برس اس ہیرود نے سلطنت کی اُس کے تینتیسویں سال جلوس میں حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے اُس کے دوسرے برس بیت لحم کے اطفال کے قتل کرنے کے بعد یہہ بادشاہ مرگیا *

اپنے مرنے سے پہلے اس بادشاہ نے اپنے ملک کی تقسیم کی وصیت کی تھی اُس وصیت کو اغسطس قیصر نے مستحکم کیا۔ اس ہیرود اعظم کی پانچ بیویاں تھیں چار بیویوں سے جو اولاد تھی اُسکی تفصیل اس مقام پر لکھی جاتی ہی کیونکہ اُن کا ذکر عہد جدید کی کتابوں میں اکثر جگہہ آتا ہی *



۱ ہیرود اعظم کے مرنے کے بعد ارکلاؤس پاس یہودیہ کا ملک تھا جبکہ یوسف مصر سے واپس آیا تو یہودیہ کا † یہی بادشاہ تھا *

۲ ہیرود ‡ اینتی پس اتوریا اور تیری کونتس کا حاکم تھا اور جلیل کی حکومت بھی اسیکو تھی اسی کے پاس پلاطس نے حضرت عیسی علیہ السلام کو بھیجا تھا اور اسی نے حضرت یحی علیہ السلام کے سر کاٹنے کا حکم دیا تھا *

۳ ہیرود فلپ کو ایک خاص مرتبہ بادشاہ زادوں کا ملا ہوا تھا *

۴ فلپ § اتوریہ اور ملک ترا خونتی کا بادشاہ تھا *

۵ ہیرودیس پہلی جورو تھی ہیرود فلپ کے اور اپنے خاوند کے جیتے جی ہیرود اینتی پس سے بیاہی گئی تھی ‖ جسکے سبب اسکو قابو ملا حضرت یحی علیہ السلام کے قتل کا *

۶ ہیرود اگرپا پوتا تھا ہیرود اعظم کا - شہنشاہ کیلی گولہ نے اسکو تری کونتس اور ابلے لین کا حاکم کیا تھا اور شہنشاہ کلادیس نے یہودیہ کی بادشاہت اور دیدی تھی ¶ اسی بادشاہ نے جیمس حواری کو قتل کروایا تھا *

۷ جبکہ یہہ شخص مرگیا تو * یہودیہ میں رومی گورنر مقرر ہوا اور اسکے بیٹے اگرپا دوم کو صرف تری کونتس اور ابی لین کی حکومت ملی اسوکے سامنے ‡ سینٹ پال نے اپنے عیسائی ہونے کی وجہہ بیان کی *

۸ سالوم بیٹی تھی ہیرود فلپ †† کا ہیرودیس بیٹی ایریس تو بولیں کے پوت ہے *

(یہودیا کے بیت لحم میں) یہودیا کے شہروں میں یہہ شہر بہت چھوٹا اور نہایت کمینہ ہی . یرو شلیم سے جنوب کی طرف چھہ میل کا فاصلہ رکہتا ہی مگر بسبب پیدایش حضرت مسیح علیہ السلام کے تمام یہودیہ کے شہروں میں سب سے بڑی عزت والا ہوا ہی . عیسائی اس شہر میں بطور حج کے جاتے ہیں اور وہاں کے مجاور حضرت مسیح علیہ السلام کے پیدا ہونے کی جگہہ بتاتے ہیں اور ایک مہد دکہاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب حضرت مسیح پیدا ہوئے تہے تو اسی میں رکہے گئے تہے *

(کئی ایک مجوسی) جس لفظ کا ترجمہ اسمقام پر مجوسی کیا ہی انگریزی ترجمہ میں وہاں ویز مین کا لفظ ہی جس کے معنی دانا آدمی کے ہیں اور رومی لفظ مے جی ہی

---

† متی ۲ — ۲۲ —

‡ متی ۱۴ — ۱ , ۳ , ۹ مارک ۶ — ۱۴ لوک ۳ — ۱ , ۹ .

§ لوک ۳ — ۱ —

‖ متی ۱۴ — ۳ لوقا ۳ — ۱۹ —

¶ اعمال ۱۲ — ۱ , ۲ —

* اعمال ۱۲ — ۲۳ —

‡ اعمال باب ۲۵ و ۲۶ —

†† متی باب ۶ — ۱۷ —

جس سے منجیشین نکلا ھی اب یہہ لفظ اچھے معنوں میں مستعمل نہیں بلکہ جادوگر کے معنی میں بولا جاتا ھی ۔ مگر یہہ لوگ جو آئے تھے ان پر حقارت سے نہیں بولا گیا ھی کیونکہ یہہ لوگ قدیم حکماء کے فرقہ میں سے تھے اور اپنے مذھب کے پیشوا اور مقتدا گنے جاتے تھے اور نجوم اور علم کی تحصیل میں مصروف رہتے تھے ۔ غالباً یہہ لوگ زرتشت کے مذھب کے تابع تھے جو پارسیوں کا مذھب ھی مگر انکے دلکو خدا نے اپنی رحمت سے خاص ھدایت کی تھی جس کے سبب وہ حضرت مسیح کو یروشلیم میں ڈھونڈھتے آئے ۔ بعضے لوگوں کی یہہ غلط راے ھی کہ یہہ مجوسی عرب سے آئے تھے اُن کا ارادہ یہہ ھی کہ بہتّرویں زبور کی دسویں آیت اور اشعیاہ نبی کے ساٹھویں باب کی چھٹی آیت کی پیشین گوئی ان پر صادق کریں مگر یہہ ایک غلط راے ھی کسلیئے کہ اگر ایسا ھوتا تو خود مقدس متی اُن پیشین گوئیوں کی طرف اشارہ فرماتے *

صحیح یہہ ھی کہ یہہ لوگ مجوسی تھے قدیم ایرانی اور ایران سے جو ٹھیک یہودیہ کے پورب میں ھی آئے تھے ایران ھی میں قدیم سے حکمت اور نجوم اور ھیئت کا چرچا تھا اور وہاں کے لوگ ان علموں میں بہت مشہور تھے اور وھی لوگ ٹھیک مے جی کہلاتے تھے *

(یروشلیم) ایک شہر کا نام ھی جہاں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان نے مسجد بنائی جسکو ھم مسلمان بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کہتے ھیں ۔ پہلے یہودیہ کا دار الخلافہ یبوس تھا حضرت † داؤد علیہ السلام نے یبوس قوم سے جو کافر تھی فتح کرکر یہاں دار الخلافہ بنایا اور صندوق شہادت کو جسے ھم مسلمان تابوت سکینہ کہتے ھیں یہاں لاکر رکھا ۔ یہہ مسجد نہایت متبرک ھی تمام اہل کتاب کا قبلہ اسی طرف تھا پہلے پہل ھم مسلمانوں کا قبلہ بھی اسیطرف تھا ۔ ھمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تین مسجدوں کی زیارت کے لیئے سفر کرنے کی اجازت دی ھی اُن میں سے ایک یہہ مسجد بھی ھی *

یہہ نام دو لفظوں سے بنا ھی شلیم سے جسکے معنی امن کے ھیں اور یرو سے جو مشتق ھوا ھی یرش سے جسکے معنی قبضہ کے ھیں یا مشتق ھوا ھی یارہ سے جس کے معنی بنا کے ھیں دونوں صورتوں میں یروشلیم کے معنی ھیں جاے امن کے *

ھم مسلمان اس جگہہ کو بیت المقدس اسلیئے کہتے ھیں کہ ‡ وہاں گناھوں سے پاکیزگی حاصل ھوتی تھی اور مسجد اقصیٰ اسلیئے کہتے ھیں کہ مکہ معظمہ سے بہت فاصلہ پر ھی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ھی کہ مسجد اقصیٰ کے گردا گرد کو ھمنے برکت دی ھی اور اسکا نام ارض مقدس بھی آیا ھی کیونکہ وہ زمین شرک سے پاک ھوتی ھی اور نبیوں کے رہنے کی جگہہ تھی ھی *

سورۂ بنی اسرائیل آیت ۱
المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ ـ

† ۲ سموئیل ۵ : ۶ — ۱ تواریخ ۱۱ : ۴ [illegible]
‡ جواہر التفاسیر —

(یہودیوں کا بادشاہ) اس بادشاہت سے دنیا کی بادشاہت مراد نہیں ہی بلکہ روحانی بادشاہت مراد ہی بہتیری غلطی میں پڑے جو اس بادشاہت سے دنیا کی بادشاہت سمجھے ۔ مسلمان اس لفظ سے دلیل پکڑتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کو آئے تھے *

(پورب سے اُسکا ستارہ دیکھا ہی) اس سے یہہ مطلب نہیں ہی کہ اُن مجوسیوں نے اُس ستارہ کو پنے مشرق میں دیکھا تھا بلکہ وہ لوگ یہودیا سے مشرق کی طرف کے رہنے والے تھے وہاں سے اُنہوں نے اُس ستارہ کو دیکھا تھا یعنی اپنے ملک سے غرب کو *

حقیقت میں یہہ ستارہ شان ربانی کی روشنی تھی جسکو اللہ تعالیٰ نے خاص اُن لوگوں کی ہدایت کے لئیے اُن پر ظاہر کیا تھا جسطرح † کہ مصر سے نکلتے وقت بنی اسرائیل کے روبرو دن کو بادل کا ستون اور راتکو آگ کا ستون راہ بتاتا چلتا تھا اور کچھہ تعجب نہیں کہ یہہ روشنی وہی ربانی روشنی ہو جو حضرت مسیح کی پیدایش کی رات کو گڈریوں ‡ پر چمکی اور بسبب فاصلہ پر ہونے کے ان لوگوں کو چھوٹے سے ستارہ کی مانند دکھائی دی *

یہہ مجوسی علم ہیئت اور نجوم کے بڑے عالم تھے اُنہوں نے اپنے علم کے سبب یہہ بات جان لی کہ یہہ روشنی جو بطور ستارہ کے دکھائی دیتی ہی کوئی آسمانی ستارہ نہیں ہی اور نہ کوئی ایسی چیز ہی جو آسمان یا زمین یا ہوا کی پیدایش سے علاقہ رکھتی ہو بلکہ ایک کراماتی روشنی ہی اور حساب کی روسے اُنہوں نے جان لیا کہ یہہ روشنی یہودیا کے ملک پر ہی اور تمام مشرقی ملکوں میں یہودیوں کے سبب سے اگلے پیغمبروں § کی پیشین گوئیاں مشہور تہیں کہ یہودیہ میں سے ایک بادشاہ پیدا ہونے والا ہی جو تمام بنی اسرائیل پر حکومت کریگا اسلیئے اُن مجوسیوں نے جانا کہ یہودیہ پر یہہ ربانی روشنی اُسی موعود بادشاہ کے پیدا ہونے کی ہی *

ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ یہہ روشنی قریب دو برس کے روشن رہی کیونکہ جب یہہ مجوسی || یروشلیم میں پہونچے ہیں جبتک یہہ روشنی موجود تہی پس بعضے لوگ یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر اسطرح کی روشنی یا ستارہ یہودیا کے ملک پر نکلا ہوتا تو یورپ اور ایشیا اور ایفریقہ کے بہت سے ملکوں میں دکھائی دیتا اور ہر ملک کے مورخ او اہل ہیئت اپنی تاریخوں اور زائچوں میں اُسکا ذکر لکھتے علی الخصوص اہل فارس جنکے

† خروج ۱۳ — ۲۱ ۔
‡ لوکا ۲ — ۹ ۔
§ اعداد ۲۴ — ۱۷ ۔ میکاہ ۵ — ۲ ۔
|| متی ۲ — ۹ ۔

ہاں اُس زمانہ میں علم ہیئت کی تحصیل کا بڑا چرچا تھا حالانکہ اس واقعہ کی بابت کسی قسم کی کوئی شہادت کسی ملک کی تاریخ میں نہیں ہی *

مگر یہہ ایک بیہودہ خیال ہی یہہ روشنی شان ربانی کی روشنی تھی وہی شخص اس پاک چیز پر نگاہ ڈالنے کی لیاقت رکھتا تھا جسکا دل روحانی تجلی سے روشن ہوچکا تھا نہ ہر کوئی پس اگر اللہ تعالی نے صرف اُنہی لوگوں کو دکہائی ہو جو اس کے دیکھنے کے لایق تھے تو کیا عجب ہی *

علاوہ اس کے بہت سے ایسے واقعات عجیب دنیا میں ہوئے ہونگے جنکا ذکر تاریخ کے ذریعہ سے ہمکو نہ پہنچا ہو خواہ تو بسبب نہ دستیاب ہونے ایسی کتابوں کے جن میں اُسکا ذکر ہو خواہ اس سبب سے کہ کسینے اُس کے لکھنے اور منضبط کرنے پر توجہہ نکی ہو *

۳ تب ہیرود بادشاہ اور یروشلیم کے سب رہنے والے یہہ سنکر گھبرائے *

۴ اور اُسنے سب سردار امام اور لوگوں کے کاتبوں کو بلاکے اُن سے پوچھا کہ مسیح کہاں پیدا ہوگا ؟ *

۵ اُنہوں نے اُس سے کہا کہ یہودیا کی بیت‌لحم میں اسلیئے کہ نبی کی معرفت یوں لکھا گیا ہی *

۶ کہ اے یہودیا کی زمین † بیت‌لحم تو یہودیا کے بڑے شہروں میں ہرگز چھوٹا نہیں ہی کیونکہ تجہہ میں سے ایک بادشاہ نکلیگا جو میرے ‡ اسرائیل لوگوں پر بادشاہت § کریگا *

تفسیر

(گھبرائے) یہودیوں کے بادشاہ پیدا ہونے سے ہیرود کے دلمیں حضرت مسیح کی روحانی بادشاہت کا کچہہ خیال نہ آیا بلکہ وہ دنیا کا بادشاہ ہونا سمجہا اور اسی بات کا خوف کرکے وہ گھبرایا ۔ یروشلیم کے باشندے یا تو اس خبر کی خوشی کے مارے گھبرائے یا اُنکو یہہ اندیشہ ہوا کہ دیکہیئے ایسا شخص جو پیدا ہوا ہی اُس کا نتیجہ کیا ہو مگر غالباً اُنکا گھبرانا اسوجہہ سے تھا کہ ہیرود کے ظلم اور بے رحمی سے وہ بخوبی واقف تھے اُنہوں نے خیال کیا کہ جب اس ظالم کو یہودیوں میں اپنے خیالی رقیب کے پیدا ہونے کا یقین ہوا ہی تو دیکہیئے کہ یہودیوں پر وہ کیا کیا ظلم کریگا *

(سردار امام) یہہ ترجمہ ہی چیف پریسٹ یا بڑے پریسٹ کا امام اُن لوگوں سے مراد ہی جو معبد کے خادم تھے اور لوگوں کی طرف سے قربانی چڑہاتے تھے مخصوص ہوتے

† میکاہ ۵ باب ۲ ─ یوحنا ۷ ─ ۴۲ ─
‡ لوقا ۱ باب ۳۲ ─
§ اشعیاہ ۴۰ باب ۱۱ ─ ارمیاہ ۳ : ۱۵ و ۷ ─ یوحنا ۱۰ ─ ۱۱ ─

علیہ السلام کی شریعت سے پہلے ہر ایک شخص اپنی قربانی آپ چڑھاتا تھا اور ہر ایک خاندان کا بزرگ اُس خاندان کا امام ہوتا تھا جبکہ حضرت † موسی نے معبد کی خدمت خاص حضرت ہارون کی اولاد پر مقرر کی جب سے قربانیوں کا چڑھانا اُنہی پر منحصر ہوا جو ان عہدوں پر مقرر ہوتے تھے ۔ یہودیوں میں یہہ عہدہ بہت معزز تھا انہی کی معرفت کفارہ گناہوں کا دیا جاتا تھا انکی پوشاک ایک خاص وضع کی ہوتی تھی اور جو ان میں سردار ہوتا تھا اُسکے لیئے جدا تمغہ تھا یہہ لوگ دنیاوی رسومات سے پرہیز کرتے تھے شراب یا اَور کوئی نشہ کی چیز نہیں پیتے تھے عبادت خانہ کا تمام سامان انکے اختیار میں رہتا تھا اور عبادت خانہ میں روشنی کرنی اور خوشبوئی ‡ کا جلانا اور قربانی سوختنی کے لیئے آگ کا مہیا رکھنا انکا کام تھا انکے لیئے سب لوگوں پر حقوق مقرر تھے اور کچھہ ملک بھی اُنکے خرچ کے لیئے انکے پاس تھے ۔ یہی امام لوگوں کو تعلیم کرتے تھے اور یہودی شریعت کے بموجب انہی سے فتوی پوچھا جاتا تھا لڑائی § میں عبادت خانہ کا ناقوس بجاتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام نے ان لوگوں کو چوبیس جماعتوں میں تقسیم کیا تھا اور ہر ایک شخص اپنی اپنی ترتیب میں قایم ہوتا تھا *

(لوگوں کے کاتبوں کو) انگریزی زبان میں یہہ لوگ سکرئبز کہلاتے ہیں کاتب کسی خاص فرقہ کا لقب نہیں تھا بلکہ جو لوگ عہد عتیق کی کتابوں کو خاص کر لکھتے اور پڑھتے تھے اور اُسکے دقایق اور مشکلات کے حل کرنے پر مصروف تھے اور لوگوں کو کتب مقدسہ کی تعلیم بھی کرتے تھے وہ لوگ کاتب کہلاتے تھے *

پہلے پہل یہہ لقب بادشاہ کے منشی کا تھا پھر ہر ایک شخص کا لقب ہوگیا جو بہت بڑا منشی اور عالم ہو ۔ اور جو کہ امام اور کاتب بسبب زیادہ مشغول رہنے کے تحصیل علوم کتب مقدسہ میں اُنکے دقایق اور مضامین سے بخوبی واقف اور آگاہ تھے اسلیئے مشکل اور ضرورت کے وقت یہہ لوگ بلائے جاتے تھے تاکہ بلحاظ اگلے پیغمبروں کی پیشین گوئیوں کے اُنکے مشکلات کے حل کی کوئی تدبیر بتاویں یا کسی پیشین گوئی کا صحیح مطلب بیان کریں اسی ارادہ سے ہیرود بادشاہ نے سردار امام اور کاتبوں کو جمع کیا تھا ۔ اس میں صرف وہی لوگ نہ تھے جو عبادت خانہ کے عہدوں پر مقرر تھے بلکہ سب امام چوبیسوں فرقوں کے اور سب کاتب جمع کیئے تھے تاکہ حضرت مسیح کے پیدا ہونے کی جگہہ بتاویں *

---

† خروج ۲۹ — ۴ لغایت ۳۵ —

‡ ۲ تواریخ ۲۶ — ۱۸ —

§ اعداد ۱۰ — ۹ استثنا ۲۰ — ۲ —

اگرچہ یہہ لوگ کتب مقدسہ کو لکھتے اور پڑھتے تے مگر صاف ظاہر ھی کہ ان لوگوںکا
کتب مقدسہ کے روحاني اثر سے بالکل خالي تھا ان لوگوں نے دنیا کے لالچ سے خدا تعالی
احکام کے اصلي مطلب اور اور اصلي منشاء کو بالکلیہ † خراب کرڈالا تھا ۔ یہي لوگ تھے
مدت سے حضرت مسیح کے پیدا ہونے کي خبر پڑھتے آتے تھے پھر جب سچا مسیح پیدا
ہوا تو اُس سے انکار کیا اور انجام کو اپنے اندھے پن سے کلمۃاللہ اور روح اللہ کو قتل کرنے
لیئے پلات کے سپرد کیا *

(مسیح کہاں پیدا ہوگا) یعني اگلے پیغمبروں کي پیشین گوئیوں میں جو حضرت
مسیح علیہ‌السلام کے پیدا ہونیکا ذکر ھی اُن میں مسیح کي پیدایش کس جگہہ لکھي ھی
(یہودیا کے بیت‌لحم میں) اُن لوگوں نے جوابدیا کہ یہودیا کے بیت‌لحم میں حضرت
مسیح کا پیدا ہونا لکھا ھی یہہ خبر اُن لوگوں نے میکیہ نبي کي کتاب کے پانچویں باب
اور دوسرے ورس سے بیان کي *

(اے یہودیا کي زمین بیت‌لحم) جس طرز پر یہہ پیشین گوئي اس انجیل میں
مذکور ھی وہ کسي سے مطابقت لفظي نہیں رکھتي نہ اصل عبري سے اور نہ اُسکے یونانی ترجمہ
سپتو ایجنت سے مگر جوابدھي اس اختلاف کي اُن سردار اماموں اور کاتبوں کے ذمہ ھی
جنہوں نے ھیرود کے سامنے اس پیشین گوئي کو بیان کیا تھا نہ مقدس متی کے ذمہ ۔ کچھ
شبہہ نہیں ھی کہ اُن لوگوں نے اس پیشین‌گوئي کو عبري زبان سے یوناني زبان میں
فلسطین کي زبان میں ترجمہ کرکر بتایا تھا ۔ اور بغیر غور و تامل کے ترجمہ کرنے کے سبب
یہہ اختلاف پڑگیا *

عبري کا ترجمہ انگریزي زبان میں اسطرح پر ہوا مگر اے بیت‌لحم افراتہ باوجودیکہ
یہودا کے ہزاروں میں چھوٹا ھی تو بھي تجھہ میں سے میرے لیئے وہ شخص نکلیگا جو
اسرائیل میں حکومت کریگا اور اُسکا نکلنا قدیم سے ایام‌الازل سے ھی *

بعضوں نے اسکو بطور سوال کے پڑھا ھی یعني کیا تو ہزاروں میں یہودیا کے کم ھی ؟
سپتوایجنت کا ترجمہ انگریزي زبان میں یوں ھی تو بیت‌لحم گھرافراتہ ھی ایک
نہایت کم میں سے ہونے کو ہزاروں میں یہودیا کے تجھہ میں سے ایک شخص نکلیگا میرے
لیئے ہونے کو حاکم اسرائیل کا ولگیت کا ترجمہ انگریزي زبان میں اسطرح پر ھی تو بیت‌لحم
افراتہ ھی ایک چھوٹا شہر درمیاں ہزاروں یہودیا کے تجھہ میں سے میرے لیئے وہ شخص
نکلیگا جوحاکم ہونیکو ھی اسرائیل میں اور اُسکا ہونا قدیم سے ایام ازل سے ھی *

اختلافات صرف یہہ ہیں کہ میکہ کي کتاب میں بیت‌لحم افراتہ ھی اور مقدس متی

---

† متی ١٥ — ٢ *

كي انجيل ميں بيت لحم زمين يهوديا مگر يهه پچهلا نام بهي أسي شهر كا عهد عتيق † كي كتابوں ميں آيا هی *

بڑا اختلاف لفظا نفي ميں هی كه عبري ميں لفظ نفي كا نهيں هی بلكه ايسا يهي كوئي لفظ نهيں هی جسكے معني باوجودني كے ليئے جاويں جيسيكه انگريزي ترجمه ميں ليئے گئے هيں اسي سبب يهه ورس بطور سوال كے بهي نهيں پڑها جاسكتا جيسا كه سوريا كي زبان كے ترجمه ميں هی *

عبري كے ترجمه ميں تهوزنڈز كا لفظ هی جسكا ترجمه هزاروں هی اور اس انجيل ميں بجاے أسكے پرنسز كا لفظ هی جسكا ٹهيك ترجمه شاهزادوں هی *

باايں همه اس لفظي اختلاف سے اصلي مطلب پر كچهه تاثير نهيں هوتي هی كيونكه بيت لحم افراته اور بيت لحم يهوديا درحقيقت ايك هي شهر هی عبري ترجمه كي ظاهرا مراد يهي هی كه بيت لحم اگرچه ايك ناچيز قصبه هی حضرت مسيح عليه السلام كے پيدا هونے سے معزز هوگا اور يهي مطلب مقدس متي كي انجيل كا اور سپتوايجنت اور ترجمه زبان سوريا كا هی ۔ يهودي قوميں هزاروں ميں تقسيم هوگئي تهيں اور هر ايك قوم پر ايك شهزاده يا سردار قايم تها اسليئے اگر اس مقام پر هزاروں كا لفظ استعمال كيا يا بجاے أس كے شاهزادونكا دونوں كا مطلب متحد هی *

علاوه اس كے عهد جديد كے لكهنے والوں كي اصلي مراد صحيح مطلب بيان كرنے سے هوتي تهي بعينه الفاظ نقل كرنيكے وه پابند نه تهے چنانچه مقدس متي نے بهت جگهه اسي انجيل ميں اور اسيطرح اور انجيل نويسوں نے اپني اپني انجيلوں ميں بعينه الفاظ نقل كرنيكي پابندي چهوڑ كر عهد عتيق كي كتابوں كي مراد كا بيان كرنا مقدم سمجها هی ۔ هم مسلمانوں كے نزديك اس طريقه كے اختيار كرنيكا كچهه مضايقه نهيں هی اور هم أسكو روايت بالمعني كهتے هيں *

أردو مترجم نے جس كا ترجمه ميں نے بطور متن كے داخل كيا هی بجاے پرنسز يعني شهزادوں كے (بڑے شهروں) ترجمه كيا هی اور عربي مترجم نے جس كا ترجمه سنه ۱۸۱۱ع ميں چهپا (ولايات) ترجمه كيا هی جسكو انگريزي ميں (كنٹري) اور هندي ميں (ديس) كهتے هيں اور هنري مارٹن كے أردو ترجمه ميں جو سنه ۱۸۱۹ع ميں چهپا اميروں ترجمه كيا هی اور فارسي ترجمه ميں جو سنه ۱۸۲۸ع ميں چهپا بزرگان ترجمه كيا هی مگر چونكه هر ايك شهزادے سے كوئي نه كوئي شهر علاقه ركهتا تها شايد اسي خيال سے پهلے دونوں مترجموں نے شهرونكا ترجمه كيا *

---

† قضاة ۱۷ — ۷ —

(میرے اسرائیل لوگوں پر بادشاہت کریگا) یعنی اُس کو بنی اسرائیل پر روحانی حکومت ہوگی . ہم مسلمان اِس پیشین گوئی سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی قوم کی ہدایت کو آئے تھے نہ تمام دنیا کی قوموں کی مگر بااین ہمہ ہمارا مذہب ہی کہ جسقدر غیر یہودی حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لائے اُن سب نے بھی نجات ابدی حاصل کی کیونکہ ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہی کہ گو کوئی نبی کسی خاص قوم کے لیئے بھیجا گیا ہو اُسپر جو کوئی ایمان لاتا ہی نجات ابدی پاتا ہی خواہ وہ شخص اُسی قوم کا ہو جس کے لیئے اِس وقت کا پیغمبر مبعوث ہوا ہو یا اور کسی قوم کا کیونکہ ہم مسلمان یقین کرتے ہیں کہ جتنے پیغمبر ابتدائے دنیا سے خاتم النبیین تک گذرے ہیں سب کا دین واحد تھا چنانچہ قران مجید میں اللہ تعالے نے فرمایا ہی راہ ڈال دی تمکو دین میں وہی جو کہدیا تھا نوح کو اور جو حکم بھیجا ہمنے تجھکو اور جو ہمنے کہدیا تھا ابراہیم کو اور موسی کو اور عیسی کو کہ دین کو قایم رکھو اور اُسمیں کچھہ فرق مت کرو . اور ہم مسلمانوں کے مذہب بموجب اسی بنیاد پر حضرت مسیح علیہ السلام نے آسمان پر جاتے وقت حواریوں کو فرمایا † کہ تم جاکر سب ملکوں کو مرید کرکر اُنھیں باپ اور بیٹے اور روح قدس کے نام سے غوطہ دلاؤ *

سورہ شوری آیت ۱۳ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم و موسی و عیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقو فیہ —

۷ تب ہیرود نے اُن مجوسیوں کو چپکے بلایا اور اُن سے تحقیق کرکے پوچھا کہ وہ ستارہ کسوقت دکھائی دیا ؟ *

۸ اور اُس نے اُن کو بیت لحم میں یہہ کہکر بھیجا کہ جاکر اُس لڑکے کے احوال خوب دریافت کرو اور جب تم اُس کو پاؤ مجھے خبر دو تاکہ میں بھی آکر اُسے سجدہ کروں *

تفسیر

(وہ ستارہ کسوقت دکھائی دیا) ہیرود نے جو اُن مجوسیوں سے یہہ دریافت کیا کہ وہ ستارہ کسوقت دکھائی دیا اِس سے پایا جاتا ہی کہ اُس ظالم نے اُسوقت سے ارادہ کیا تھا کہ اُسوقت کے پیدا ہوئے لڑکوں کا قتل کرے اور اسبات سے غافل تھا کہ خدا جسکو بچانا چاہتا ہی اُس کو نہ ہیرود مارسکتا ہی نہ اور کوئی اُس سے بھی زیادہ ظالم *

باوجودیکہ بیت لحم یہودیا کا یروشلم سے دور نہیں اُس پر بھی ہیرود نے اپنا کوئی سپاہی یا سردار مجوسیوں کے ساتھہ حضرت مسیح کی تلاش کرنیکو نہ بھیجا ظاہری سبب اس کا تو یہی ہی کہ اُسکو خوف ہوا کہ یہودی اُسکے فاسد ارادہ سے واقف ہوکر کچھہ فساد

† متی ۲۸ — ۱۹ —

کریں یا اُس لڑکے کو چھپا نڈالیں مگر درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہہ معجزہ تہا کہ ایسے قوی اور دانا دشمن پر ایک نہایت بیوقوفي کا پردہ پڑگیا *

(میں بہي آکر اُسے سجدہ کروں) یہہ بات بخوبي روشن ہی کہ ہیرود کا ارادہ حضرت مسیح کے سجدہ کرنے کا نہ تہا اُسنے مکاري سے یہہ جہوٹ بات یہودیوں سے کہي تہي. ظاہر میں آدمیوں سے اور حقیقت میں خدا سے مکر کرنا چاہتا تہا مگر اللہ تعالے سب مکاروں کے ذاتي مکر سے واقف ہی *

---

۹ وے بادشاہ سے یہہ بات سنکر چلے گئے اور وہ ستارہ جو اُنہوں نے پورب سے دیکہا تہا آگے آگے چلا گیا یہاں تک کہ اُس جگہہ کے اوپر جہاں وہ لڑکا تہا آکے ٹہرا *

۱۰ تب وہ اُس ستارہ کو دیکہکر خوش ہوئے *

۱۱ اور اُنہوں نے گہر میں جاکر لڑکے کو اُس کي ما مریم کے ساتہہ پایا اور زمین پر گر کر اُس کو سجدہ کیا اور اُنہوں نے اپنے اسباب کہول کر سونا اور لبان اور مر اُسکو نذر † کیا *

۱۲ اور وے خواب میں خبر پاکر کہ ہیرود کے پاس پہر جانا نہ چاہیئے دوسري راہ سے اپنے ملک کو گئے *

تفسیر

(وہ ستارہ جو اُنہوں نے پورب سے دیکہا تہا) اُسي ستارہ کے پتہ سے مجوسیوں کا یروشلم میں جو پایہ تخت یہودیا کا تہا پہونچنا ممکن تہا مگر جب اُنکو یروشلم میں اُس لڑکے کے گہر کا پتہ نملا تو خدا نے اپني مہرباني سے اُس ستارہ کو اُن کے آگے حضرت مسیح کے گہر کا رستہ بتانیکو روانہ کیا اور اُس روشني کو اس قدر نیچا کردیا کہ اُن کے آگے آگے چلنے لگي جس طرح کہ آگ کا ستون بني اسرائیل کو رستہ بتانے کے لیئے آگے آگے چلتا تہا *

(سجدہ کیا) شاید بعض عیسائي ان مجوسیوں کے سجدہ کرنے سے حضرت عیسی علیہ السلام کي الوہیت پر استدلال کرتے ہونگے مگر یہہ استدلال نہ ہم مسلمانوں کے نزدیک صحیح ہی اور نہ محققین علماے عیسائي کے نزدیک صحیح ہی. جس لفظ کا ترجمہ سجدہ کیا ہی اگر اُس کے ٹہیک سجدہ ہي کے معني ہوں تو ہم مسلمانوں کے نزدیک اُس سے سجدہ تعظیمي مراد ہی جو پہلي شریعتوں میں منع نہ تہا اور اگر اُس لفظ کے معني قدموں پر گرنے کے ہوں جیسا کہ مشرقي ملکوں میں بڑے بڑے بادشاہوں کي اس طرح پر تعظیم ادا کرنے کا دستور تہا تو پہر کوئي مقام اشتباہ کا باقي نہیں رہتا *

واٹسن صاحب اپني تفسیر میں لکہتے ہیں کہ جس یوناني لفظ کے معني سجدہ کے لیئے ہیں وہ ایک ہي لفظ ہی جو الہیہ پرستش اور قدموں پر گرنے کي تعظیم ادا کرنے میں

---

† زبور ۷۲ — ۱۰ اشعیاہ ۶۰ — ۶ —

مستعمل هی یہ تعظیم کہ مشرق کے لوگ اپنے بادشاهوں کی بجا لایا کرتے تھے متی زنوفن جس مقام میں اس تعظیم کا بیان کرتا هی جو سیرس کی رعایا نے اُس کی کی تھی وهاں یهہ لکھتا هی کہ جب رعایا نے اُسکو دیکھا تب اُن سب نے اُس کی تعظیم ادا کی اور جس لفظ کا اس مقام پر همنے تعظیم کا ترجمہ کیا هی وہ انگریزی لفظ (ور شپ) هی یهہ لفظ بھی اِن دونوں معنوں میں استعمال کیا جاتا تھا اسلیئے واتسن صاحب لکھتے هیں کہ مجوسیوں نے حضرت مسیح کی شاهی تعظیم ادا کی مگر یهہ بات کہ اُنهوں نے اُس کی الوهیت کا بھی کچھہ لحاظ کیا اس قدر صاف معلوم نهیں هوتی جس قدر کہ بعض متقدمین نے اُسکو سمجھا *

(نذر دیا) معلوم هوتا هی کہ یهہ ایک قدیم رسم مشرقی ملک کی تھی کہ جو کوئی شخص کسی بڑے پاس جاتا تھا تو بغیر نذر کے نهیں جاتا تھا اس لیئے یهہ مجوسی بھی حضرت مسیح کے لیئے نذریں لائے تھے *

اِس مقام پر علماء مسیحی نے اپنی تفسیروں میں لکھا هی کہ ان مجوسیوں نے سونا وغیرہ جو نذر دیا اُس سے حضرت داؤد اور حضرت اشعیاہ علیهما السلام کی پیشین گوئیاں پوری هوتی هیں جهاں † حضرت داؤد نے فرمایا کہ ترسیس اور جزیروں کے سلاطین تحفے لاوینگے اور شیبا اور سبا کے بادشاہ هدیئے گذرانینگے *

اور جهاں حضرت اشعیاہ ‡ نبی نے فرمایا کہ اونٹوں کی قطاریں اور مدیان اور ایفہ کی سانڈنیاں تیرے پاس جمع هونگی وے صبا سے آوینگے سونا اور لبان لاوینگے اور خداوند کی تعریفوں کی بشارتیں سناوینگے *

مگر حقیقت میں اِن دونوں پیشین گوئیوں کو حضرت مسیح علیہ السلام سے کچھہ علاقہ نهیں هی اگر هوتا تو مقدس متی اس کا بھی اشارہ فرماتے *

ترسیس شهر یا تو مذتریئین یعنی بحیرہ روم میں واقع تھا یا اطلانتک میں جس کو بحر اوقیانوس کهتے هیں اس صورت میں اسپین کا شهر کارتھیج یا تارسس کا نام ترسیس تھا اور بعضوں کے نزدیک یهہ شهر بحر هند میں واقع تھا پس ترسیس سے اور مجوسیوں سے کچھہ علاقہ نهیں هی *

شیبا کا شهر بعضوں کے نزدیک افریقہ میں هی اور صحیح تر § قول یهہ هی کہ عرب جنوبی یا فلکس کے جنوبی حصہ میں هی ۔ اور شهر سبا بھی غالباً عرب فلکس میں هی پس اُن

---

† زبور ۷۲ — ۱۰ —
‡ اشعیاہ ۶۰ — ۶ —
§ مقدس ... ۳۲ ۔

شہروں کو بھی ایران سے اور مجوسیوں سے کچھہ علاقہ نہیں ہی - اگر مقدس متی ان دونوں درسوں کی طرف اشارہ فرماتے تو سمجھا جاسکتا تھا کہ روح القدس نے اُنکو اس مطلب کی طرف ہدایت کی ہی مگر جب اُنہوں نے کچھہ اشارہ نہیں کیا تو ہمارے پاس اور پیشین گوئیوں کی جو خاص حضرت مسیح علیہ السلام پر ٹھیک آتی ہیں اور روح القدس نے لکھوائی ہیں کیا کمی ہی جو ہم اپنی طرف سے کسی اور پیشین گوئی کے مطابق کرنے میں کوشش کریں *

(اور دے خواب میں) ہیرود کے مکر اور اُس کے دلی بد ارادہ سے اللہ تعالے بخوبی واقف تھا اُس نے خواب میں اپنے فرشتہ کی معرفت اُن مجوسیوں کو ہیرود کے مکر اور برے ارادہ سے مطلع کیا اور یہہ ہدایت کی کہ وہ ہیرود کے پاس نجاویں اور حضرت مسیح کی اُسے خبر نکریں اسلیئے وہ مجوسی یروشلیم کو نہ گئے اور دوسری راہ سے اپنے ملک کو پھر گئے *

---

۱۳ اُن کے جانے کے بعد خداوند کے فرشتہ نے یوسف کو خواب میں دکھائی دیکر کہا اُٹھہ اس لڑکے کو اور اُس کی ما کو لیکر مصر کو بھاگ جا اور جب تک میں تجھے پاس خبر نہ لاؤں وہیں رہ کیونکہ ہیرود قتل کرنے کے لیئے اس لڑکے کو ڈھونڈیگا *

۱۴ تب اُسنے اُٹھکر لڑکے کو اور اُسکی ما کو ساتھہ لیکے راتوں رات مصر کو چلاگیا *

۱۵ اور ہیرود کے مرنے تک وہاں رہا اسیطرح وہ جو خداوند کے نبی کی معرفت سے کہا گیا تھا کہ میں نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا پورا ہوا *

تفسیر

(مصر کو نکل گیا) جب سے کہ سکندر اعظم نے مصر کو فتح کیا تھا بہت سے یہودی اسکندریہ اور مصر کے بڑے بڑے شہروں میں جا رہے تھے اور یہودیا کے رہنے والوں سے ہمیشہ آمد و رفت رکھتے تھے اس سے خیال کیا جاسکتا ہی کہ جب حضرت مسیح خدا کے حکم بموجب مصر کو گئے تو اپنی ہی قوم میں جاکر رہے *

(میں نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا) یہہ پیشین گوئی جسکا مقدس متی نے حوالہ دیا ہوشیع † نبی کی ہی اور وہ درس یہہ ہی *

" جب اسرائیل طفل تھا میں اُسکو پیار کرتا تھا اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا " *

مقدس متی نے روح القدس کے بتانے سے اس درس کو حضرت مسیح کے واپس آنے پر لکھا ہی پس کچھہ شبہہ نہیں کہ یوں ہی ہی گو ظاہر میں کچھہ بعید معلوم ہوتا ہو - مگر جو لوگ اگلے پیغمبروں کے کلام کے اشارات سمجھنے والے ہیں وہ بھی بخوبی سمجھتے ہیں کہ اس درس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے پھر آنیکی طرف اشارہ ہی *

---

† ہوشیع ۱۱ — ۱ —

اِس ورس میں دو لفظ ھیں ایک لفظ (اسرائیل) دوسرا لفظ (اپنا بیٹا) اسرائیل کے لفظ سے اس جگہہ بني اسرائیل یعني اُس کے لفظي معني مراد نہیں ھیں . اور اپنے بیٹے کے لفظ سے اول مراد لیني چاھیئے اسرائیل کیونکہ † خدا نے اسرائیل کو بھي اپنا پہلوٹنا بیٹا کہا ھی اور پھر اسرائیل سے بني اسرائیل سمجھنا چاھیئے . اس سے ظاھر ھوا کہ اپنے بیٹے کے لفظ سے بھي اُس کے لفظي معني مراد نہیں ھیں . اس سے ثابت ھوا کہ اسرائیل کے لفظ سے بعضي دفعہ کوئي اَور شخص مراد ھوتا ھی اور اسرائیل کا لفظ بطور نشان کے کہا جاتا ھی . اور جبکہ بني اسرائیل کو اس مقام پر ایسے طور سے بیان کیا ھی جیسیکہ ایک شخص اور اُسکو خدا کا پہلوٹنا بیٹا بھي کہا ھی تو پھر اُس نشان سے سوائے حضرت مسیح کے اَور کون شخص مراد ھوسکتا ھی علی الخصوص ایسي صورت میں کہ عہد عتیق کي کتابیں میں خود حضرت مسیح کو ‡ بعضي جگہہ اسرائیل کے لفظ سے تعبیر کیا ھی . اس سے ثابت ھوتا ھی کہ ھوشیع کي کتاب میں اسرائیل اور اپنے بیٹے کے لفظ سے بني اسرائیل صرف بطور نشان کے بیان ھوئے تھے اور حقیقت میں اُس نشاني کا پورا ھونا حضرت مسیح علیہ السلام میں بیان کیا گیا تھا *

بني اسرائیل مصر میں غیر ملکي حاکموں کے تابع اور نہایت کمینہ حالت میں تھے وھاں سے وہ بلائے گئے اور مصیبت اُٹھانیکے بعد لوگوں میں حکومت اور بڑي شان میں برقرار ھوئے - اسیطرح حضرت مسیح علیہ السلام مصر میں غیر ملکي لوگوں کے تابع تھے پھر وھاں سے بلائے گئے اور بعد بہت سي آزمایشوں کے بہت بڑي شان روحاني اور حکومت میں سرافراز ھوئے اور جو ھوشیع نبي نے کہا تھا وہ حضرت مسیح علیہ السلام میں پورا ھوا *

١٦ جب ھیرود نے دیکھا کہ اُن مجوسیوں نے اُس سے ھنسي کي نہایت غصے ھوا اور لوگوں کو بھیج کر بیت لحم اور اُس کے چاروں طرف میں جتنے لڑکے دو برس کے شروع میں اور اُس کے کم میں تھے موافق اُس وقت کے کہ اُس نے مجوسیوں سے تحقیق کیا تھا سب کو قتل کیا *

تفسیر

(جتنے لڑکے دو برس شروع میں اور اُس سے کم کے تھے موافق اُسوقت کے) اس سے معلوم ھوتا ھی کہ مجوسیوں نے دو برس کے شروع میں اُس ستارہ کا دیکھنا ھیرود سے بیان کیا تھا . اور اُس سے کم عمر کے لڑکوں کو اس خیال سے قتل کیا تھا کہ شاید وہ لڑکا جس کے قتل کا ھیرود ارادہ رکھتا تھا اُس ستارہ کے نکلنے کے کچھہ دن بعد پیدا ھوا ھو اور یہہ ظاھر ھی کہ

† خروج ٤ - ٢٢ و ٢٣ -
‡ اشعیاہ ٤٩ - ٣ زبور ٢٢ - ١٦ و ١٨ -

اُس ستارہ کے نکلنے سے پہلے اُس لڑکے کا پیدا ہونا خیال نہیں ہوسکتا تھا *

١٧ تب جو † یرمیاہ نبی نے کہا تھا پورا ہوا *
١٨ کہ رامان میں زاری اور رونے اور پیٹنے کی آواز سنی جاتی ہی کہ راخیل اپنے لڑکوں کے واسطے روتے اور تسلی نہیں چاہتے اسلیئے کہ وے نہیں ہیں *

تفسیر

رامان ایک چھوٹاسا قصبہ بنیامین کے ضلع میں یروشلم سے چھہ میل کے فاصلہ پر بیت لحم کے رستہ میں ایک ٹیلہ پر واقع تھا بخو نصر کے بہت سے مقامات کے یہودیوں کو قید میں لیجانے کو یہاں جمع کیئے تھے اور وہ قیدی راخیل کی اولاد میں تھے اور وہ بیت لحم کے رستہ میں بعد مرنے کے دفن ہوچکے تھے اسی لیئے یرمیاہ نبی نے شاعرانہ طور پر یہودیوں کے بابل کی قید میں جانے کی پیشین گوئی کی تھی مگر یہہ مصیبت قتل اطفال کی جو بیت لحم میں رامان کے پاس یہودیوں پر واقع ہوئی راخیل کے اپنے لڑکوں کے لیئے رونے اور پیٹنے اور تسلی نہ پانے سے بہت زیادہ مناسبت رکھتی تھی۔ اس لیئے روح القدس نے مقدس متی سے لکھوایا کہ اگرچہ بابل کی قید میں لیجانا یرمیاہ نبی کی پیشین گوئی بموجب واقع ہوچکا مگر درحقیقت وہ پیشین گوئی ٹھیک ٹھیک اب پوری ہوئی اور قتل اطفال کے سبب راخیل کا رونا اور پیٹنا اور تسلی نہ پانا اس وجہہ سے کہ وہ نہیں ہیں سب کا سب بہت اچھی طرح پورا ہوا *

١٩ ہیرود کے مرنے بعد خداوند کے فرشتہ نے مصر میں یوسف کو خواب میں دکھائی دیکر کہا *
٢٠ اُٹھہ اور اُس لڑکے کو اور اُس کی ما کو لیکر اسرائیل کے ملک میں جا کہ وے جو اس لڑکے کو جان سے مارنا چاہتے تھے مرگئے ہیں *
٢١ تب وہ اُٹھا اور اُس لڑکے اور اُس کی ما کو لیکر اسرائیل کے ملک میں آیا *
٢٢ لیکن جب سنا کہ ارخلا یہودیا میں اپنے باپ کے تخت پر بیٹھہ کے بادشاہت کرتا ہی اُس طرف جانے سے ڈرا پھر خواب میں خبر پاکر جلیل کی طرف چلا گیا *

تفسیر

(ارخلا) یہہ وہی ارکیلاس ہی جو ہیرود کا بیٹا مالتیس اُس کی چوتھی جورو سے تھا *

(جلیل) ایک ملک ہی جو بسبب رہنے حضرت مسیح علیہ السلام کے نہایت معظم اور متبرک ہی اُس کی جانب مشرق میں سوریا اور مغرب اور شمال میں دریاے ...

اور دریاے سھتن اور مشرق میں بابل اور ایتوریا کے ملک ھیں ۰ پہلے اس میں زبولن اور نفتالي کي قومیں رہتي تہیں *

۲۳ اور ایک شہر میں جس کا نام ناصرة † تھا آکر رہا اسي طرح جو نبیوں کي معرفت سے کہا گیا تھا کہ وہ ناصري کہلائیگا پورا ہوا *

تفسیر

(ناصرة) جلیل میں ضلع زبولن کا ایک قصبہ ھی اور یروشلیم کي شمال کي طرف پچاس اور ستر میل کے فاصلہ پر درمیان پہاڑ تیبرا اور کنیا کے ایک ٹیلہ پر واقع ھی یہاں کے لوگ شرارت میں بہت مشہور ھیں اور یہودي قومیں بہت حقارت سے یہاں کے لوگوں کو دیکھا کرتي تھیں ۰ مگر خدا کي شان ھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کي بدولت اب نہایت عزت والا ھی *

مانڈرل صاحب کہتے ھیں کہ اب وہ نہایت چھوٹا گانوں ھی جو سزاوار اطلاع نہیں ھی اور گھاٹي میں ایک بلند پہاڑ کي چوٹي پر واقع ھی اس جگہہ رومن کیتھلک کا ایک گرجا ھی اور بیان کرتے ھیں کہ وہ خاص اُس مقام پر بنایا گیا ھی ‡ جہاں حضرت مریم کے پاس خدا کے فرشتہ یعني حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خدا کا پیغام پہونچایا تھا اسمقام پر وہاں کے لوگ یوسف کے گھر کو بھي دکہاتے ھیں جہاں حضرت مسیح علیہ السلام تیس برس تک رھے *

(آکر رہا) اس ورس سے معلوم ہوتا ھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصر سے آکر یہاں رہے اور مقدس § لوقا کي انجیل سے پایا جاتا ھی کہ حضرت مریم پہلے سے یہاں رہتي تہیں اس سبب سے یہہ قیاس ہوتا ھی کہ پہلے حضرت مریم ناصرة میں رہتي تہیں جب روح قدس سے حاملہ ہوچکیں تو بیت لحم میں چلي گئیں کیونکہ میکہ || نبي کي پیشین گوئي کا پورا ہونا ضرور تھا اور جب مصر سے پھر کر آئي تب پھر اپنے قدیم شہر ناصرة میں جا کر رہیں *

(وہ ناصري کہلائیگا) ریورنڈ ڈایلي اور رچرڈمینٹ اپني تفسیر میں لکھتے ھیں کہ پیغمبروں میں کسي کي کتاب میں یہہ کلام نہیں ھی ۰ مگر کتاب قضات باب ۱۳ ورس ۵ میں یہہ لفظ آئے ھیں کہ وہ بچہ ایک ناصري ہوگا اور یہہ کلام سامسن کي طرف اشارہ کرتا ھی ۰ اور ولي جیروم کتاب قضات کو پیغمبروں میں شامل کرتا ھی ۰ اس سے معلوم ہوتا ھی

† متي ۱ — ۲۵ —
‡ لوک ۱ — ۲٦ —
§ لوک ۱ — ۲٦ —

کہ مقدس متی نے ان باتوں کو حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف منسوب کرکر (جو باتیں درباب سامسن کے جو حضرت عیسی کی نشانی تھا بیان کی گئی تھیں) یہہ کہتا ہی کہ وہ ناصری پکارا جاویگا ۔ اس طرح پر کلام کا بیان کرنا (مورخان اقدس اور اور مورخوں میں) اکثر یہہ مراد رکہتا ہی کہ وہ ناصری ہوگا *

ڈاکٹر اورن کہتے ہیں کہ بلحاظ اشارات کلام عہد عتیق کے جن کو مقدس متی نے حضرت عیسی علیہ السلام پر منسوب کیا ہی یہہ عموماً سمجھہ لینا چاہیئے کہ اُن کا درست اور صحیح ہونا ضروری ہی کیونکہ جب مقدس متی نے اُن کو لکہا ہی تو یہہ بات صریح ہی کہ جس روح قدس نے عہد عتیق کی پیشین گوئیوں کو لکہوایا ہی اسی روح قدس نے اُنکو عہد جدید میں بہی لکہوایا ہی اور روح قدس اپنے ارادوں کو بخوبی جانتا تہا اور اُسکو یہہ بات نہایت خوب طرح سے تحقیق کرنے کی قابلیت تہی کہ کن پر اور کس کس چیز پر وہ کلام اشارہ زن ہوتے ہیں *

مگر میری رائے میں اصلی بات یہہ ہی کہ مقدس متی کا کلام بلاشبہہ قابل تسلیم کے ہی اور یہہ بات بہی تسلیم کرنے کے لایق ہی کہ یہہ پیشین گوئی عہد عتیق کی کتابوں میں جو بالفعل ہمارے ہاتہہ میں موجود ہیں نہیں ہی مگر بہت سی کتابیں عہد عتیق کی ایسی ہیں جنکو ہم کہو بیٹہے ہیں اسلیئے ہم یقین کرتے ہیں کہ یہہ پیشین گوئی اُنہیں کتابوں سے کسی کتاب میں مندرج ہوگی *

بعض آدمی یہہ غلط خیال کرتے ہیں کہ عربی لفظ نصاری کا اسی شہر کی طرف منسوب ہی اور جس طرح یہودی عیسائیوں کو نصرین حقارت سے کہتے تہے اسیطرح مسلمان عیسائیوں کو نصاری حقارت سے ناصرۃ کی طرف منسوب کرکر کہتے ہیں *

مگر یہہ رائے محض غلط ہی نصاری کا لفظ ناصرۃ کی طرف منسوب نہیں ہی بلکہ نصر سے مشتق ہی جسکے معنی ہیں مدد کرنیکے جواہر القران میں لکہا ہی کہ نصر اصلی لفظ ہی عرب اس لفظ کو اس طرح پر بولا کرتے ہیں ' نصرۃ علی عدوہ نصراً ' یعنی مدد کی اُس شخص کی اوپر دشمن کے اور اُسکا مصدر ہی نصرۃ اور نصیر و ناصر کے معنی ہیں مدد کرنے والے کے اور جمع اُسکی آتی ہی انصار جیسیکہ شریف کی جمع آتی ہی اشراف اور نصاری جمع ہی نصران کی جسکے معنی ہیں ایک مرد مددگار اور نصرانۃ کی بہی جمع ہی جسکے معنی ہیں ایک عورت مددگار جیسے کہ ندمان اور ندمانۃ کی جمع ندامی آتی ہی *

جواهر القران
نصر نصره على عدوه نصرا اعانه اليه . والاسم النصرة والنصير بمعنى الناصر و جمعه انصار [illegible] والنصارى جمع نصران و نصرانة كالندامى جمع ندمان وندمانة ـ

ناصري اور نصراني البتہ نسبت ھی شہر ناصرۃ کی طرف مگر خوب یاد رکھنا چاھیئے کہ جس مراد سے یہودي اسکا استعمال کرتے ھیں اُس ارادہ سے ہم مسلمان ہرگز ان لفظوں کا بھي استعمال نہیں کرتے کیونکہ اگر اُس طرح استعمال کریں تو ھمارے مذھب بموجب کفر ھو *

عیسائیوں پر جو نصاری کے لفظ کے اطلاق کرنے کي وجہہ یہہ ھی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ کون میرا مددگار ھی حواریوں نے کہا کہ ہم مددگار ھیں اسلیئے اول حواریوں کو خطاب ھوا نصاری کا پھر جو لوگ حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لاتے گئے نصاری کہلاتے گئے چنانچہ قران مجید میں اللہ تعالی فرماتا ھی پھر جب معلوم کیا عیسی نے بني اسرائیل سے کفر کہا کون ھی کہ میري مدد کرے اللہ کي راہ میں کہا حواریوں نے ہم ھیں مدد کرنے والے اللہ کے ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ھمنے حکم قبول کیا *

سورۃ ال عمران آیت ۵۲ ۔
فلما احس عیسی منھم الکفر قال من انصاري الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ امنا باللہ واشھد بانا مسلمون ۔

تیسرا باب

۱ یحیی کے احوال ٧ اُسکا یردن میں لوگونکو غوطہ دلانا ١٣ اور مسیح کو غوطہ کھلانا *

۱ اُنہیں † دنوں میں یحیی غوطہ ‡ دلانے والے نے یہودیا کے بیابان میں ظاہر ہوکے کہا *

۲ توبہ § کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت || نزدیک ہوئی *

تفسیر

(اُنہیں دنوں میں) یعنی جن دنوں میں کہ حضرت مسیح علیہ السلام ناصرۃ میں رہتے تھے ۔ یہہ ¶ وہ وقت ہی جب تبریاہ قیصر کا پندرھواں سال جلوس تھا اور پنتیاہ پلات یہودیہ کا حاکم اور ہیرود جلیل کا بادشاہ اور اُسکا بھائی فلپ اتوریہ اور ملک ترا خونیتی کا بادشاہ اور لیسانیاہ ابیلینی کا بادشاہ تھا : اسلیئے بابتسن یی ۔ارس کی یہہ راے ہی کہ حضرت مسیح کے ناصرۃ میں آکر رہنے کے قریب تین برس بعد یہہ واقعہ ہوا تھا *

(یہودیا کے بیابان میں) بیابان کے لفظ سے نرا جنگل مراد نہیں ہی جہاں آدمی نہوں بلکہ دریاے یردن کے آس پاس کا میدان اور وہ پہاڑی ملک جو یروشلیم کے جنوب میں ہی مراد ہی ۔ اسی * بیابان میں حضرت یحیی غوطہ دلاتے تھے اور اسی ⊥ بیابان میں رہا کرتے تھے *

(توبہ کرو) ہم مسلمانوں کے مذہب میں گناہوں کی برائی کو سچے دل سے جاننا اور اُن سے روحانی نقصان سمجھنا اور اُس کے سبب سے دل میں غم اور رنج پیدا ہونا اور خدا کے سامنے دلی ندامت اور عاجزی سے گناہوں کا اقرار کرنا اور تہ دل سے اُن کی معافی اور بخشش کی دعا مانگنا اور پکے دلی ارادہ سے آیندہ کے لیئے اُن گناہوں کا چھوڑنا توبہ کرنا ہی *

خدا تعالی پر توبہ سے گناہوں کا معاف کرنا واجب نہیں ہی مگر وہ ایسا رحیم ہی کہ اپنے رحم کی فراوانی سے دلی توبہ کو ہمیشہ قبول کرتا ہی ہم مسلمانوں کے مذہب میں بعض

† لوک ٣ — ١ ; ٣ و ٢٣ ‎
‡ مارک ١ — ٣ یوحنا ١ — ٦ ‎
§ متی ٣ — ١٧ ‎
|| متی ١٠ — ٧ وغیرہ ‏[illegible]‏ ٣ — ٣٣ ‎
¶ لوک ٣ — ١ ‎
* مارک ١ — ٤ ‎
⊥ لوک ١ — ٨٠ ‎

دلی توبہ کے اور کوئی رستہ گناہوں کی معافی کا نہیں ہے سوا اُنہی گناہوں کا جو خاص خدا کے گناہ ہیں اور جن گناہوں میں بندوں کا حق بھی شامل ہے اُن کی معافی کے لیئے توبہ کے سوا یا اُن بندوں کا حق ادا کرنا چاہیئے یا اُن سے بھی معاف کروانا چاہیئے - تمام گناہ خدا کے بڑے یا چھوٹے سب توبہ سے معاف ہوتے ہیں *

عن اسماء بنت یزید قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ولا یبالی رواہ احمد والترمذی -

مشکواۃ میں اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ قران کی یہہ آیت پڑھتے تھے اے میرے بندوں جنہوں نے اپنی جان پر زیادتی کی یعنی گناہ کیا نہ آس توڑو اللہ کی مہر سے بے شک اللہ سب گناہ بخشتا ہے اور کچھہ پرواہ نہیں کرتا *

یہہ مذہب مسلمانوں کا بالکل بیبل رکے بھی مطابق ہے کیونکہ اگلے نبیوں کی کتابوں سے بھی یہی پایا جاتا ہے کہ توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ گناہ بخشدیتا ہے *

زبور ۳۲ — ۱ مبارک وہ ہے جسکا گناہ بخشا گیا اور خطا ڈھانپی گئی *

۲ مبارک ہے وہ مرد جس کے لیئے خداوند گناہ محسوب نہیں کرتا اور جس کے دل میں دغا نہیں *

۵ میں تجھہ پاس اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں اور میں نے اپنی بدکاری نہیں چھپائی میں نے کہا میں خداوند کے آگے اپنے گناہ کا اقرار کرونگا سو تونے میرا گناہ بخشدیا *

زبور ۷۸ — ۳۸ پر اُس نے اپنی رحمت کی فراوانی سے اُن کی بدکاریاں بخشدیں اور اُنہیں ہلاک نہ کیا *

غرضکہ ان تمام آیتوں سے پایا جاتا ہے کہ توبہ سے گناہ بخشے جاتے ہیں پس حضرت یحیی علیہ السلام اسی توبہ کا وعظ کرتے تھے اور جو لوگ توبہ کرتے تھے اور یردن میں اصطباغ پاتے سے ظاہر میں بھی اُس دلی عہد کو پکا کرتے تھے اُن کے گناہ معاف ہوتے تھے اُن گناہوں کی معافی کسی اور چیز پر ملتوی نہ تھی جیساکہ مقدس مارک نے † اس مقام پر فرمایا یعنی بیابان میں غوط دلاتا تھا اور گناہوں کی معافی کے لیئے توبہ کے غوطہ دلانے کا وعظ کرتا تھا *

(آسمان کی بادشاہت نزدیک ہوئی) آسمان کی بادشاہت اور خدا کی بادشاہت دونوں کے ایک معنی ہیں ‡ بوئب نسبت میں کی یہہ رائے ہے کہ یہاں آسمان کی بادشاہت

---

† مارک ۱ — ۴ -
‡ دیکھو تفسیر ڈائیلی اور رچینٹ منٹ ۱۸۵۶ ع [illegible]

سے دینداری مذہب مراد ہی کیونکہ انسانوں کے دلوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی روحانی بادشاہت ہی اور اُس میں بدون دلی توبہ کے کوئی بھی داخل ہونے کے لایق نہیں ہی *

هنری اور اسکاٹ † کہتے ہیں کہ آسمان کی بادشاہت سے انجیل کا رواج مراد ہی * ہ

برکنس ‡ نوٹس میں لکھا ہی کہ خدا کی بادشاہت نزدیک ہی یعنی حضرت مسیح کے آنے کا وقت موعود ہی اور عہد عتیق کا رواج موقوف ہونے والا اور انجیل کا رحم اور فضل ظہور ہونے والا ہی اس لیئے توبہ کرو *

واٹسن صاحب § لکھتے ہیں کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہی اسطرح کے کلم جو یہودی مورخوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں وہ مورخ اُس کو اصلی پرستش اور خوف خدا کے ظاہر کرنے کے لیئے اکثر استعمال کرتے ہیں ۔ بادشاہت جس کی طرف اس مقام پر اشارہ کیا ہی وہ بادشاہت ہی جس کی دانیال اور اور پیغمبروں نے صفائی سے پیشین گوئی کی اور نئے سر سے پیدایش جس کو حضرت مسیح بذریعہ عام وعظ کے قریب شروع کرنے کو تھے اسی لیئے حضرت یحیی نے فرمایا کہ وہ قریب ہی *

مگر میں خیال کرتا ہوں کہ شاید آسمان کی بادشاہت سے وہی نور اور ہدایت مراد ہی جو خود حضرت یحیی کو دی گئی تھی اور جس سے حضرت ‖ یحیی معافی کے لیئے توبہ کے غوطہ دینے کا وعظ فرماتے تھے کیونکہ خود حضرت ¶ مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ دو بیٹوں میں سے ایک نے کہا کہ میرا جی انگور کے باغ میں کام کرنیکو نہیں چاھتا پر آخر پشیمان ہوکر گیا اور دوسرے نے کہا میں جاتا ہوں پر نگیا ان دونوں میں سے کس نے باپ کی فرمان برداری کی ؟ لوگوں نے کہا پہلے نے حضرت مسیح نے فرمایا کہ باجدار اور کسبیاں تمسے آگے خدا کی بادشاہت میں جاتی ہیں کہ یحیی راستی کی راہ سے تم پاس آیا اور تم اُسپر ایمان نہیں لائے لیکن باجدار اور کسبیاں اُسپر ایمان لائے اور تم دیکھہ کے اُسپر ایمان لانیکو پشیمان نہوئے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہی کہ اس جگہہ آسمان کی بادشاہت سے وہی ہدایت مراد ہی جو حضرت یحیی کو دی گئی تھی کیونکہ خود حضرت مسیح علیہ السلام نے اُن لوگوں کے حق میں جو حضرت یحیی پر ایمان لائے تھے خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا فرمایا ہ

† دیکھو هنری اسکاٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۴ع جلد ۵ *

‡ برکنس نوٹس جلد اول صفحہ ۹ مطبوعہ سنہ ۱۸۴۳ ع *

§ واٹسن صاحب کی تفسیر مطبوعہ سنہ ۱۸۳۷ ع صفحہ ۳۵ *

‖ مارک ۱ درس ۴ *

¶ متی ۲۱ درس ۲۸ لغایت ۳۲ *

(نزدیک) کے لفظ سے یہہ مراد نہیں هی کہ آسمان کی بادشاهت آیندہ قریب زمانہ میں آنے والی هی بلکہ یہہ مراد هی کہ توبہ کرنے والوں کے نزدیک هی یعنی جو کوئی توبہ کریگا اُسکی توبہ قبول هوگی اور خدا اُسکے گناہ معاف کریگا کیونکہ یہہ وہ زمانہ هی کہ خدا کی بادشاهت توبہ کرنے والوں کے نزدیک هی *

اسکی دلیل بهی خود حضرت مسیح علیہ‌السلام کے ارشاد سے نکلتی هی جبکہ آپ نے وعظ † کرنا اور یہہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کہ آسمان کی بادشاهت نزدیک هی ، اور جبکہ آپنے ‡ خدا کی بادشاهت کی خوشخبری دیکر کہا کہ وقت پورا هوا اور خدا کی بادشاهت نزدیک هی تم توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ ، ان ورسوں سے ثابت هی کہ نزدیک کے لفظ سے آیندہ کا قریب زمانہ خدا کی بادشاهت کے آنے کے لیئے مراد نہیں هی بلکہ یہی مراد هی کہ خدا کی بادشاهت بندوں سے نزدیک هوئی هی تم توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ *

۳ یہہ وہ شخص هی جسکا ذکر یشعیاہ نبی نے کیا کہ بیابان § میں ایک پکارنے والے کی آواز هی کہ تم خدا کے رستہ کو بناؤ اور اُسکی شاہ راہوں کو درست کرو *

تفسیر

(پکارنے والے کی آواز هی) یہہ پیشین گوئی اشعیاہ نبی کی حضرت یحیی علیہ‌السلام کے نبی هونے اور حضرت مسیح علیہ‌السلام کے آنیکی خبر دینے میں هی ، مگر بشپ لوتهہ کی یہہ راے هی کہ اول میں یہہ الفاظ یہودیوں کے قید بابلی سے نا آباد مقاموں میں واپس آنیکی نسبت کہے گئے تهے اور پهر اُس مخلصی کی نشانی سے ایک نہایت عمدہ اور بڑی شان دار مخلصی (یعنی حضرت مسیح علیہ‌السلام کے آنیکی) پیشین گوئی پردہ میں بیان هوئی تهی جسکو مقدس متی نے نہایت درستی سے انجیل کے رواج پر یا حضرت یحیی نے جو توبہ سے گناهوں کی معافی کا وعظ فرماتے تهے اُسپر مناسبت دی تهی *

بشپ لوتهہ نے جو یہہ خیال کیا کہ یہہ عمدہ پیشین گوئی اول یہودیوں کے بابل کی قید سے رهائی پانے اور اخیر کو حضرت مسیح کے آنے سے مراد رکهتی هی اس خیال کی بجز اسکے اور کوئی وجہہ نہیں کہ اشعیاہ نبی کے ۵۳ باب میں اولا بعض ایسے شخص کی طرف اشارہ کیا گیا هی جو حضرت مسیح سے پیشتر هوا تها اور پهر وهی اشارہ زیادہ تر تکمیل کے ساتهہ حضرت مسیح کی طرف سمجها گیا هی اور اس میں کچهہ شک نہیں کہ بہت سی پیشین گوئیاں دوهرا اشارہ رکهتی هیں ایک وہ جو نی الفور هونے کو هی دوسری وہ جو انجام کو هوتی پهر کچهہ تعجب نہیں کہ یہہ پیشین گوئی بهی دوهرا اشارہ رکهتی هو *

---

† متی ۴ — ۱۷ ‡ مارک ۱ — ۱۴ و ۱۵
§ اشعیاہ ۴۰ — ۳ لوکا ۳ — ۴ یوحنا ۱ — ۲۳

مگر واٹسن صاحب † اسبات کو کہ یہہ پیشین گوئی دوہرا اشارہ رکھتی ہی نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ اس پیشین گوئی سے تنہا حضرت مسیح ہی کی طرف اشارہ ہی کیونکہ یہودیوں کے قید بابلن سے رہائی پاکر آنیکے وقت کوئی الہیہ علامت اُنکے ساتھہ نہ تھی جسطرح کہ بادل کا ستون مصر سے چلتے وقت اُنکے ساتھہ تھا پھر اس پیشین گوئی کے الفاظ یہودیوں کے بابلن کی قید سے رہائی پاکر آنے سے کچھہ مناسبت نہیں رکھتے *

میرے نزدیک قول فیصل اس میں یہہ ہی کہ جب مقدس متی نے فرمایا ہی کہ اس پیشین گوئی سے حضرت مسیح کا آنا مراد ہی تو اب اس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ اسی طرح پر ہی خواہ اس سے اولاً یہودیوں کے بابلن کی قید سے رہائی پاکر آنا مراد ہو اور آخر کو حضرت مسیح علیہ السلام کا آنا مراد ہو خواہ سرے سے حضرت مسیح ہی کا آنا مراد ہو بہر حال حضرت مسیح کی طرف اشارہ ہی البتہ اگر مقدس متی نے یہہ اشارہ نکیا ہوتا تو ہمکو گفتگو کا مقام تھا *

(خدا کے رستہ کو بناؤ) مشرقی بادشاہوں کا ایک دستور تھا کہ جب وہ سفر کیا کرتے تھے تو اپنے آگے تمام چیزوں کے مہیا کرنے کے لیئے اور رستہ کے کھولنے اور ہموار کرنیکو اور تمام حرجوں کے دور کرنیکو سرداروں اور کام کرنے والوں کو بھیجا کرتے تھے اُسی دستور کے موافق اس پیشین گوئی کے الفاظ ہیں اور اس سے اسبات کی طرف اشارہ ہی کہ ایک بادشاہ آنے والا ہی اور جبکہ اُس رستہ کو صرف توبہ سے بنایا جاتا ہی تو اس سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ دنیا کا بادشاہ نہیں ہی بلکہ اُسکی روحانی بادشاہت ہی *

اس تمام وعظ سے اور توبہ کرانے سے اور دریاے یردن میں غوطہ دلانے سے مقصود یہہ تھا کہ لوگوں کے دلوں میں جو برائیاں آگئی تھیں اور اُس کے زہریلے اثر نے اُن کی روحانی پاکیزگی کو خراب کردیا تھا اور جس سے خدا کے نور اور اُسکی ہدایت کے قبول کرنے میں حرج پڑ رہا تھا اُس کو درست کریں کیونکہ عنقریب روحانی ہدایت آنے والی تھی جسکو مدت سے یہودی چھوڑ بیٹھے تھے اور بجز ظاہر کی رسومات اور شریعت کے ظاہری احکام کے اور کچھہ روحانی اثر جو اصلی مقصود شریعت کا تھا اُن میں نہیں رہا تھا اور حضرت مسیح علیہ السلام صرف روحانی اثر کے زندہ کرنے کو تشریف لاتے تھے پس حضرت یحیی کا وعظ کرنا گویا پیش خیمہ حضرت مسیح علیہ السلام کا تھا *

---

۴ یحیی اونٹ کے ‡ بالوں کی پوشاک پہنتا اور چمڑیکا کمربند اپنی کمر میں باندھتا تھا اور ٹڈی اور جنگل کا شہد اُس کی خوراک تھی *

---

† واٹسن صاحب کی تفسیر مطبوعہ سنہ ۱۸۷۳ع صفحہ ۳۶ —

‡ مارک ۱ — ۶ —

تفسیر*

حضرت یحیی علیہ‌السلام کا حال اور قال یعنی طریق زندگی اور وعظ دونوں ایسے تھے جس سے دنیا اور سامان دنیا کا ناچیز ہونا اور دنیا میں آنے سے روحانی دولتمندی کمانے کا مقصود ہونا پایا جاتا تھا ۔ حضرت یحیی علیہ‌السلام کا طریق زندگی ایسا سیدھا اور سادہ اور صاف تھا جس کے دیکھنے سے خود روحانی اثر انسان کے دلمیں پیدا ہوتا تھا ۔ ٹڈی ایک مشہور نا چیز اوڑنے والا گھانس کا کیڑا ہی جس کے کھانے کی ‡ یہودی شریعت میں اجازت تھی *

۵ تب ‡ یروشلیم کے اور سارے یہودیا کے اور یردن کے چاروں طرف کے رہنے والے اُس کے پاس آئے *

۶ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرکر یردن § میں *اُس کے ہاتھوں سے غوطے دلائے جاتے تھے * ۔

(غوطے دلائے جاتے تھے) ۔ انگریزی زبان میں اُسکو بیٹپ تزم کہتے ہیں اور عربی میں اصطباغ یہودیوں میں یہہ ایک قدیم رسم تھی کہ جب کافر مسلمان ہوتے تھے یعنی یہودی مذہب اختیار کرتے تھے تو اُن کو پانی سے اصطباغ دیا جاتا تھا ۔ پانی ایک قدرتی چیز ظاہر کی صفائی اور پاکیزگی حاصل کرنے کی ہی اِس لیئے اس رسم سے اندرونی صفائی اور روحانی پاکیزگی اختیار کرنے کا گویا ظاہری نشان یا ظاہری شہادت مراد رکھی گئی تھی ۔ حضرت یحیی جو توبہ کرنے کا وعظ فرماتے تھے جو درحقیقت روحانی بیٹپ تزم یعنی اصطباغ تھا اُس کے لیئے یردن میں غوطہ دلانا جو روحانی اصطباغ کی ظاہری علامت تھی بہت ہی مناسبت رکھتا تھا ۔ عیسائی مذہب میں بھی یہہ رسم بدستور جاری رہی بلکہ بطور فرض مذہبی کے ادا ہونے لگی اور گرجا میں داخل ہونے کے لیئے ایک مخصوص نشان ٹھہرگیا *

اصطباغ کی اصلی حقیقت یہہ تھی کہ گناہوں اور دنیا کی آلودگی کے سبب گویا انسان مردوں میں شمار ہوتا ہی اور اصطباغ سے اُس بری موت سے چھوٹ کر روحانی حیات میں آتا ہی مگر جب اصطباغ پاکر انسان سے وہ کام نہوں جو روحانی زندوں سے ہونے چاہیئیں تو پھر اس رسم کے مقرر رکھنے یا ادا کرنے سے کچھہ فائدہ نہیں ہی *

رفتہ رفتہ جو اصلی مقصود اصطباغ سے تھا وہ جاتا رہا تھا اور اصطباغ پاکر بھی اُسی موت کے پھندے میں لوگ پھنسے رہتے تھے اسلیئے ہمارے مذہب میں بجائے اس ظاہری رسم کے جو اصلی مقصود اصطباغ کا تھا اُس کے پکڑنے اور اُس پر قایم رہنیکا حکم ہوا *

† احبار ۱۱ — ۲۲ —
‡ مارک ۱ — ۵ —
§ یوحنا ۳ — ۲۳ اعمال ۲ — ۳۸ ۱۹ — ۴ —

یہوی اور عیسائي مسلمانوں کو کہتے تھے کہ تم بھي یہود اور نصاری هوجاؤ تو راہ پر آؤ اور یہود یا عیسائي هونے میں اصطباغ پانا ضرور تھا اُس پر الله تعالی نے اپنے پیغمبر صلی الله علیه وسلم سے فرمایا که تو کہدے هم پیروي کرتے هیں ابراهیم کے دین کي جو تھا ایک خدا کا ماننے والا اور نه تھا مشرکوں میں سے اور مسلمانوں کو الله تعالے نے حکم کیا که تم کهو هم ایمان لائے الله کا اور اُس کا جو اُترا همپر اور جو اُترا ابراهیم پر اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اُسکي اولاد پر اور جو ملا موسی کو اور عیسی کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے رب سے هم فرق نهیں کرتے ایک میں اُن سب سے اور هم اُسی کے حکم پر هیں پھر اگر وہ بھي یقین لاویں جس طرح پر تم یقین لائے تو اُنهوں نے راہ پائي اور اگر پھر جاویں تو اب وهي ضد پر هیں پھر کافي هی تیري طرف سے اُن کو الله اور وہ سنتا اور جانتا هی همنے قبول کیا اصطباغ الله کا اور کس کا اصطباغ الله کے اصطباغ سے بهتر هی اور هم اُسي کي عبادت کرتے هیں *

سورة البقر آیت ۱۳۵ لغایت ۱۳۸

وقالو کونوا هودا او نصاری تهتدوا قل بل ملة ابراهیم حنیفا وما کان من المشرکین قولوا امنا بالله وما انزل الینا وما انزل الی ابراهیم واسمعیل و اسحق و یعقوب والاسباط وما اوتي موسی و عیسی وما اوتی النبیون من ربهم لا نفرق بین احد منهم و نحن له مسلمون فان امنوا بمثل ما امنتم فقد اهتدوا و ان تولو فانما هم في شقاق فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ونحن له عابدون —

---

۷ جب اُس نے دیکھا که بهت سے فروسي † اور صدوقي ‡ غوطه کهانے کے لیئے چلے آئے تب اُن سے کہا اے سانپوں کے § بچو آینده کے غضب سے || بهاگنا کسنے تمهیں جتایا *

۸ تم میوے جو توبه کے لایق هیں ¶ لاؤ *

۹ اور اپنے دلمیں مت سمجھو که همارا باپ * ابراهیم هی میں تم سے کهتا هوں که خدا ابراهیم کے لیئے ان ⸸ پتھروں سے لڑکے پیدا کرسکتا هی *

۱۰ اور درختوں کي جڑ پر اسوقت بسولا رکھا هی جس درخت میں اچھا پھل نهیں لگتا هی ⸸⸸ کاٹا جاتا اور آگ میں ڈالا جاتا هی *

---

† متی ۲۳ — ۱۳ مارک ۱۸ — ۹ —
‡ متی ۲۳ — ۱۳ اعمال ۲۳ — ۸ —
§ متی ۱۲ — ۳۴ مارک ۳ — ۷۰ —
|| ۲ تسهالنکي ۱۰ باب ۹ —
¶ اعمال ۲۶ — ۲۰ —
* مارک ۳ — ۸ یوحنا ۸ — ۳۳ و ۳۹ —
⸸ یرمیوں نو ۳ — ۱۱ و ۱۲ —
⸸⸸ متی ۷ — ۱۶ مارک ۳ — ۹ یوحنا ۱۵ — ٦ —

تفسیر

(فروسی) ایک عبرانی لفظ سے نکلا ہی جس کے معنی علاحدہ کرنے کے ہیں پیٹب تست پرسِنی † کا قول ہی کہ اس فرقہ کا یہہ نام بسبب اُن کے علاحدہ ہونے کے تمام یہودیوں سے جنھوں نے اُن کی مخصوص باتوں کو قبول نہ کیا رکھا گیا تھا ۔ مگر میرے نزدیک اُن کا یہہ نام اس لیئے رکھا گیا تھا کہ اُنہوں نے بسبب اپنے غرور کے اور اپنی خود نمائی کی بہت باتیں اپنے لیئے عام یہودیوں سے امتیاز ہونے کو علاحدہ مخصوص کی تھیں *

یہہ لوگ نہایت مغرور اور مکار اور ریاکار تھے جن لوگوں کو گنہگار سمجھتے تھے اُنکے ساتھہ کھانا ‡ کھانا معیوب جانتے تھے اور اس سے غافل تھے کہ اللہ کی رحمت اُسکے غضب سے بہت زیادہ ہی ۔ یہہ لوگ § لوگوں کے دکھانے کو رستوں میں اور عبادت گاہوں میں ترئی بجاکر خیرات دیا کرتے تھے تاکہ لوگ اُنکی تعریف کریں ۔ اسیطرح عبادتگاہوں میں اور رستہ کے سِرے || پر کھڑے ہوکر لوگوں کے دکھانیکو عبادت کیا کرتے تھے تاکہ لوگ اُنکو بزرگ جانیں سب ¶ کام ریاکاری سے کرتے تھے اپنی پوشاک بڑی بزرگانہ طور کی بناتے تھے اپنے گلوبندوں میں اپنی تعریف لکھواتے تھے مجلسوں میں صدر نشینی اختیار کرتے تھے رستہ میں لوگوں سے سلام کے منتظر رہتے تھے یہہ بات چاہتے تھے کہ لوگ اُنکو ربی ربی کہکر پکاریں ظاہر کی صفائی اور نہانے دھونے میں حد سے زیادہ مصروف رہتے تھے *

یہہ لوگ حشر اجساد کے قایل تھے قیامت * میں جزا اور سزا ہونیکو بھی مانتے تھے فرشتوں کے اور روح کے موجود ہونے پر بھی یقین رکھتے تھے انسان کو اپنے فعل کا خود مختار جانتے ہیں اُنکا اعتقاد ہی کہ اللہ تعالی نے جسم انسانی کو اس طرح بنایا ہی کہ وہ اپنی مرضی سے نیکی کا یا برخلاف اُسکے بدی کا عمل کرے مگر انسان میں ایک روح ہی جسکو فنا نہیں جب آدمی مرجاویگا تو اُس روح کو برے یا اچھے عملوں کا بدلا ملیگا اور جنھوں نے برے عمل کیئے ہیں اُنکی روحیں قید دایمی میں رہینگی اور جنھوں نے اچھے عمل کیئے ہیں وہ پھر پیدا ہوکر حیات ابدی رکھینگی ۔ اُنکی ان نصیحتوں کو بہت لوگ پسند کرتے تھے اور شہر شہر اُنکی تصدیق کرتے تھے *

بعضوں کی یہہ راے ہی کہ اُنہوں نے احکام الہی میں بھی کچھہ تغیر و تبدیل کی تھی

† دیکھو قاڈاپ اور مٹھینک مطبوعہ سنہ ۱۸۵۶ ع صفحہ ۹ ۔

‡ متی ۹ ـــ ۱۱ ۔

§ متی ۶ ـــ ۲ ۔

|| متی ۶ ـــ ۵ ۔

¶ متی ۲۳ ـــ ۵ لغایۃ ۷ ۔

* اعمال ۲۳ ـــ ۸ ۔

مگر میں اس راے کو قبول نہیں کرتا کیونکہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اُنکی مکاری اور ریاکاری کی بہت سی برائی جابجا ارشاد فرمائی ہی مگر اُنکے اقوال کو برا نہیں فرمایا بلکہ یہہ † فرمایا ہی کہ کاتب اور فروسی موسی کی چوکی پر بیٹھے ہیں اسلیئے جو کچھہ وہ تمہیں عمل کرنے کو کہیں تم وہ سب بجا لاؤ لیکن اُنکے سے کام مت کرو کہ وہ کہتے ہیں اور نہیں کرتے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہی کہ حضرت مسیح علیہ السلام صرف اُنکی مکاری اور ریاکاری اور مغروری کو ناپسند فرماتے تھے ٭

جن باتوں پر حضرت عیسی علیہ السلام نے فروسیوں پر ملامت کی وہ باتیں ہمارے مذہب میں بھی نہایت بری اور گناہ عظیم اور شدید ملامت کے لایق ہیں مگر یہہ بات جان لینی چاہیئے کہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں خدا کی عبادت دو قسم کی ہی ایک وہ جسکا ہر بندے کو اپنا بندہ ہونا قبول کرنیکو بجالانا ضرور ہی وہ عبادت ایسی تصور کی گئی ہی جیسے قرض کا ادا کرنا یا بادشاہ کی رعیت ہونیکی تصدیق کو اُسکے حکم کا بجالانا اور اس قسم کی عبادت کا نام ہمارے ہاں فرض ہی اسکی عبادت کے نکرنے پر خدا کا غصہ اور قہر ہوتا ہی — دوسری قسم کی وہ عبادت ہی جسکے نکرنے پر خدا کا قہر نہیں مگر کرنے پر خدا کی رضامندی اور اُسکی مہر بندے پر ہی جسکے سبب اُسکی روح کو صفائی اور پاکیزگی دم بدم حاصل ہوتی ہی اور خدا کی درگاہ میں دم بدم قرب ہوتا جاتا ہی پہلی قسم کی عبادت کے علانیہ کرنیکا حکم ہی تاکہ کوئی شخص اس بہانہ سے کہ میں پوشیدہ کرلیتا ہوں چھوڑنے نہ پاوے اور اپنے بندہ ہونے اور غلام ہونیکی حالت کو بھول نہ جاوے ۔ اور اگر وہ اس عبادت کو بھی دکھلاوے کے لیئے کرتا ہی تو اُسکی سزا بھی خدا کے ہاں سے اُسکو ملیگی — دوسری قسم کی عبادت کے مخفی اور پوشیدہ کرنیکی نہایت تاکید ہی اور جو کوئی اُسکو ریاکاری اور مکاری سے اور دکھلاوے کے لیئے کرتا ہی وہ اُسی ملامت اور تعزیر کے لایق ہی جو حضرت مسیح علیہ السلام نے فروسیوں کے حق میں فرمائی اس بات سے بھی آنکھہ ڈھانپنی نہیں چاہیئے کہ فروسی جس عبادت کو دکھلاوے کے لیئے کرتے تھے وہ ایسی دوسری قسم کی عبادت تھی ٭

(صدوقیوں) یہہ نہایت قدیم فرقہ یہودیوں کا تھا اُنکا نام عبرانی لفظ صدق سے جسکے معنی انصاف کے ہیں نکلا ہی وہ ابتدا سے موسی کی کتابوں کو خوب جانتے تھے رفتہ رفتہ اُنکے عقیدے بہت خراب ہوگئے تھے وہ حشر اجساد کے قایل نہ تھے فرشتوں کے وجود اور روح کی بقا کے منکر تھے اور قیامت میں سزا اور جزا ہونیکو بھی نہیں مانتے تھے ۔ مذہب عیسائی کے ساتھہ یہہ لوگ فروسیوں کی نسبت بہت زیادہ دشمنی رکھتے تھے کیونکہ حواری

† متی ۲۳ سے ۲ و ۳ و ۴

حضرت عیسی علیه السلام کے حضرت مسیح علیه السلام کے مُردوں میں سے زندہ ہوجانے کی دلیل سے حشر اجساد کا برحق ہونا ثابت کرتے تھے اور یہہ بات اُنکے عقیدہ کے سخت برخلاف تھی *

(سانپوں کے بچو) یہہ لوگ جو حضرت یحیی پاس غوطه کھانے کو آئے تھے اسبات کا نہایت غرور رکھتے تھے که ہم ابراہیم کی اولاد ہیں اور ہم پر دوزخ کی آگ حرام ہی اسلیئے حضرت یحیی نے اُنکو فرمایا که تم سانپ کے بچے ہو اس سے اشارہ اسبات کا ہی که ابراہیم کی نسل سے ہونا درحقیقت ابراہیم کی اولاد ہونا نہیں ہی بلکه ابراہیم † کیسے عمل کرنا ابراہیم کی اولاد ہونا ہی اور سانپ کیسے عمل کرنا سانپ کی اولاد ہونا ہی تم که سانپ کیسے عمل کرتے ہو سانپ کی اولاد ہو نه ابراہیم کی *

(آیندہ کے غضب سے بھاگنا کسنے تمہیں جتایا) یعنی قیامت کے غضب سے بھاگنا اکثر مفسرین عیسائی اس جملہ کو بطور کلمه تعجب کے تعبیر کرتے ہیں یعنی فروسی اور صدوقی باوجود اِس غرور اور ریا اور مکاری کے جو حضرت یحیی علیه السلام پاس اصطباغ لیتے اور توبه کرنیکو آئے تو حضرت یحیی نے متعجب ہوکر فرمایا که قیامت کے غضب سے بھاگنا کسنے تمکو بتایا مگر بلحاظ اگلے درسوں کے یہہ تفسیر خوب نہیں ہی عمدہ بات یہہ ہی که یہہ جمله بطور استفہام انکاری کے ہی یعنی قیامت کے غضب سے بھاگنا تمکو کسی نے نہیں بتایا کیونکه فروسی اعتقاد رکھتے تھے که انسان خود اپنی مرضی سے نیکی کا عمل کرسکتا ہی اور صدوقی قیامت میں سزا اور جزا ہونیکے قایل نه تھے اسلیئے حضرت یحیی علیه السلام نے فرمایا که " تم میوے جو توبه کے لایق ہیں لاؤ " یعنی اول اپنا اعتقاد اسبات پر درست کرو که خدا تعالی توبه سے گناہ بخشتا ہی اور قیامت میں اعمال کی جزا اور سزا ہوگی جب تم اصطباغ پاؤ اور توبه کرنیکے لایق ہوگے *

(اپنے دل میں مت سمجھو) یعنی یہہ مت سمجھو که ابراہیم کی اولاد ہونے کے سبب خدا کے غضب سے بچ جاؤگے کیونکه اگر تم خدا پرستی اور ایمانداری نکروگے تو خدا کے غضب سے ہرگز نه بچوگے اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہی که آدمیوں میں سب سے زیادہ نزدیک ابراہیم سے البته وہ لوگ تھے جو اُس کی پیروی کرتے تھے اور اب سب سے زیادہ نزدیک ابراہیم سے یہہ پیغمبر ہی یعنی محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں یعنی مسلمان اور الله نزدیک ہی ایمان والوں سے *

سورہ آل عمران آیت ۶۸
ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ وہذا النبی والذین آمنو والله ولی المومنین ＝

---

† [illegible]

اسیطرح اللہ تعالی نے قران مجید میں اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ یہودی جو یہہ کہتے ھیں کہ ھمکو آگ نہیں چھونے کي مگر کئي دن گنتي کے تو تو اُن سے کہہ کہ کیا تم اللہ سے اسکا اقرار لے چکے ھو کہ اللہ اپنے عہد کے برخلاف نکریگا یا اللہ پر وہ باتیں جوڑتے ھو جو نہیں جانتے یہہ بات نہیں ھی بلکہ یہہ ھی کہ جس نے گناہ کمایا اور گناھوں نے اُس کو گھیر لیا وہ لوگ دوزخ کے ھیں ھمیشہ اُسي میں رھینگے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیئے وہ لوگ بہشت کے ھیں ھمیشہ اُس میں رھینگے *

سورۃالبقرہ آیت ۸۰ لغایت ۸۲
وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ قل اتخذ تم عنداللہ عہدا فلن یخلف اللہ عہدہ ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون بلی من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئۃ فاولئک اصحب النار ھم فیہا خالدون والذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیہا خالدون -

بزرگوں کي اولاد ھونے کا غرور ایک بہت بري بلا ھی جو یہودیوں میں پھیل رھي تھي ھم مسلمانوں کو نصیحت پکڑني چاھیئے کہ نسب اور حسب کي بزرگي کچھہ کام نہیں آتي اپنے میں نیکي اور اپنے میں نیک عمل درکار ھیں اسیواسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ھوکر اپنے تمام کنبہ کو نام لے لیکر سمجھا دیا کہ اے قریش نیکي کرکر اپني جان کو عذاب سے مول لو کوئي چیز تمکو اللہ سے بے پرواہ نہیں کرتي اے بني عبدمناف کوئي چیز تمکو اللہ سے بے پرواہ نہیں کرتي اے عباس بیٹے عبدالمطلب کے یعني حقیقي چچا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئي چیز تمکو اللہ سے بے پرواہ نہیں کرتي اے صفیہ پھوپھي رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کي کوئي چیز تمکو اللہ سے بے پرواہ نہیں کرتي اے فاطمہ بیٹي محمد صلی اللہ علیہ وسلم کي تو مانگ لے میرے مال سے جو چاھے کوئي چیز تجھکو اللہ سے بے پرواہ نہیں کرتي یعني ھم قوم ھونا یا رشتہ مند ھونا یا اولاد ھونا بغیر نیک اعمال کے کچھہ کام کا نہیں ھی پس افسوس ھی ھم مسلمانوں پر جو یہودیوں کي طرح بزرگوں کي اولاد ھونے پر تکیہ کرکر نیک اعمال سے باز رھیں *

بخاري کتاب التفسیر
قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین انزل اللہ وانذر عشیرتک الاقربین قال یامعشر قریش او کلمۃ نحوھا اشتروا انفسکم لا اغني عنکم من اللہ شیئا یا بني عبد مناف لا اغني عنکم من اللہ شیئا یا عباس بن عبدالمطلب لا اغني عنک من اللہ شیئا ویا صفیۃ عمۃ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لا اغني عنک من اللہ شیئا ویا فاطمۃ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سلیني ماشئت من مالي لا اغني عنک من اللہ شیئا -

(خدا ابراھیم کے لیئے) ظاھر میں یہہ کلمہ حضرت یحیی نے ایک بات کے سمجھانے کے طور پر کہا کہ اللہ تعالی ایک عجیب طور سے خلقت پیدا کرسکتا ھی جو ابراھیم کي

تابعداري کرنے اور اُسکے حکموں پر چلنے کے سبب اُسکي اولاد شمار ہو جاویں مگر حقیقت
میں یہہ اشارہ کفار کي طرف ہی علی الخصوص کفار عرب کي طرف جو بت پرستي میں
نہایت گرمجوش تھے اور یہودي اُن بت پرستوں کو اپنے پاؤں کے خاک سے بھي زیادہ حقیر
سمجھتے تھے حضرت یحی نے فرمایا کہ جنکو تم پتھر کي طرح حقیر سمجھتے ہو اُنہي میں
سے اللہ تعالی ایسے لوگ پیدا کرسکتا ہی جو ابراہیم کے دین پر قایم رہیں اور اُسکي تابعداري
بجالاویں اور ابراہیم کي اولاد بن جاویں *

حضرت یحی کے زمانہ میں جسقدر کفار اور بت پرست تھے اُن میں سے ایسا
کوئي نہیں ہی کہ سچے خدا پر اور حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد
حضرت ابراہیم علیہ السلام کي تابعداري کا اعتقاد کرتا ہو
خدا تعالی قران مجید میں فرماتا ہی کہ جب ابراہیم
کو اُسکے پروردگار نے کہا کہ تو پروردگار پر یقین لا اُسنے کہا
کہ سارے جہان کے پروردگار پر یقین لایا اور اِسیکي وصیت
کي ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور اسیطرح وصیت کي یعقوب
نے کہ اے میرے بیٹوں اللہ نے تمہارے لئے یہہ دین پسند
کیا ہی پھر تم نہ مریو مگر اسي دین پر پھر اللہ تعالی
یہودیوں سے فرماتا ہی کہ کیا تم موجود تھے جب یعقوب کو
موت آئي اور اُسنے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد کس چیز
کو تم پوجوگے اُنہوں نے کہا ہم پوجینگے تیرے خدا کو اور تیرے
اباپ ابراہیم و اسمعیل و اسحق کے خدا کو جو ایک خدا
ہی اور ہم اُسپر یقین رکھتے ہیں پھر صاحب نے فرمایا
کہ اہل کتاب جو یہہ بات کہتے ہیں کہ یہودي یا عیسائي
ہوجاؤ جب راہ پر آؤگے تو اُسکے جواب میں کہو کہ ہمنے
دین ابراہیم کو پکڑا ہی جو ایک خدا کا پوجنے والا تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا . علاوہ اسکے
اللہ تعالی نے قران مجید میں فرمایا ہے محمد ہمنے
تجھکو وحي بھیجي کہ پیروي کر ابراہیم کے دین کي جو
ایک خدا کا پوجنے والا تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا
چنانچہ ہم مسلمان اُسي دین ابراہیم کو پکڑے ہوئے ہیں
جسپر چلنے سے حضرت یحی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
کي روحاني اولاد میں داخل ہونے کي خوشخبري ہم مسلمانوں کو دي ہی *

سورۃ البقرہ آیت ۱۳۱
لغایت ۱۳۳ و ۱۳۵

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین و وصی بہا ابراہیم ببنیہ و یعقوب یا بني ان اللہ اصطفی لکم الدین فلاتموتن الا و انتم مسلمون ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ماتعبدون من بعدي قالوا نعبد الہک و الہ ابائک ابراہیم و اسمعیل و اسحق الہا واحدا ونحن لہ مسلمون ـــ وقالوا کونوا ہودا اونصاری تہتدو قل بل ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین ـــ

سورہ نحل آیت ۱۲۳

ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین ـــ

(اور درختوں کی جڑ پر الخ) یعنی وہ زمانہ قریب آگیا ہی کہ جو درخت پھل نہ لاوے وہ جڑ سے کاٹا جاوے ۔ اس سے عموماً یہودیوں کے برباد ہونیکا مطلب نہیں ہی بلکہ حضرت یحیی نے صرف گنہگاروں کو یہہ بات سنائی ہی ٭

جڑ سے کاٹے جانے سے یہہ مطلب ہی کہ اگر گنہگار یہودی اپنے گناہوں سے توبہ نکرینگے اور وہ میوہ جو توبہ کے لایق ہی نہ لاوینگے تو جڑ سے کٹے جاوینگے یعنی ابراہیم کی اولاد ہونیکی جو بزرگی ہی وہ اُن میں نہیں رہنے کی بلکہ اُنکا روحانی نسب ابراہیم سے کٹ جاویگا ٭

---

۱۱ سچ ہی میں تمہیں توبہ کے لیئے پانی † میں غوطہ دلاتا ہوں لیکن وہ جو میرے بعد آنیوالا ہی مجھسے بڑا ‡ ہی میں اُسکی جوتیاں اوٹھانے کے لایق نہیں وہ تمکو آگ سے § روح قدس میں غوطہ دلاویگا ٭

تفسیر

یہہ کلام حضرت یحیی نے فروسیوں اور صدوقیوں کے زیادہ تر تعجب میں ڈالنے کے لیئے فرمایا کیونکہ فروسی اور صدوقی ظاہر کی پاکیزگی نہانے دھونے کو ایک عمدہ نیکی کا کام سمجھتے تھے اور حضرت یحیی جو پانی میں غوطہ دلاتے تھے وہ اُن لوگوں کی سمجھہ سے کچھہ کچھہ مناسبت رکھتا تھا مگر حضرت یحیی نے اُنکو جتلایا کہ یہہ ظاہر کی ستھرائی کچھہ چیز نہیں ہی بلکہ اصلی مطلب روحانی اصطباغ ہے ہی جسکو عیسی مسیح علیہ السلام روح قدس کی قوت سے دیگا ٭

اگرچہ اصطباغ عیسائی مذہب میں بطور فرض مذہبی قرار پایا ہی مگر اس ورس سے ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ بطور فرض مذہبی کے نہیں ہی البتہ روحانی اصطباغ جسکی خبر حضرت یحیی نے دی اور حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی اُسی روحانی اصطباغ کے سوا اور کوئی ظاہری اصطباغ کسیکو نہیں دیا عیسائی مذہب بموجب فرض مذہبی ہی جیسا کہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں صرف روحانی اصطباغ مسلمان ہونیکو کافی ہی ٭

(جو میرے بعد آنے والا ہی) کچھہ شبہہ نہیں ہوسکتا کہ اس آنے والے شخص سے حضرت مسیح علیہ السلام مراد ہیں چنانچہ بموجب انجیل || یوحنا کے جوں حضرت یحیی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اشارہ کرکر بتایا کہ " یہہ وہی ہی جسکے حق میں میں نے کہا کہ ایک مرد میرے پیچھے آتا ہی جو مجھسے بڑا ہی کہ وہ مجھسے پہلے تھا ٭

---

† مارک ۱ — ۸ — لوک ۳ — ۱۶ —
‡ یوحنا ۱ — ۲۷ —
§ اعمال ۱ — ۵ — ۲ — ۱ و ۴ —
|| یوحنا ۱ — ۳۰ —

حضرت مسیح علیہ السلام حضرت یحیی کے سامنے پیدا ہوچکے تھے اور یردن میں غوطہ کھا چکنے کے بعد روح قدس بھی اُنپر اوتر چکی تھی اور شیطان بھی حضرت مسیح کو آزما چکا تھا یہہ سب باتیں حضرت یحیی کے سامنے ہوچکی تھیں پھر حضرت یحیی نے یہہ کیا کہا کہ جو میرے بعد آنے والا ہی کیونکہ حضرت مسیح اُنکے سامنے آچکے تھے۔ اس فقرہ کے معنی بجز اسکے کہ جس طرح ہم مسلمان اعتقاد رکھتے ہیں اور کسی طرح نہیں بن سکتے اور وہ یہہ ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اللہ کے نبی تھے جب تک حضرت یحیی زندہ رہے حضرت مسیح کو منصب نبوت کا عطا نہیں ہوا تھا حضرت یحیی کے زندہ رہنے تک اُنہوں نے جو وعظ کیا وہ حضرت یحیی کی طرف سے کیا اور اسی لیئے جس طرح حضرت † یحیی غوطہ دلاتے تھے اُسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی غوطہ دلایا مگر جب حضرت یحیی قید خانہ میں ڈالے گئے اور مارے گئے اُسوقت حضرت مسیح علیہ السلام کو منصب نبوت ملا اسلیئے ‡ حضرت یسوع مسیح نے "جلیل میں آکے خدا کی بادشاہت کی خوشخبری دیکر کہا: وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک ہی تم توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ" اسلیئے حضرت یحیی نے کہا تھا کہ جو میرے بعد آنے والا ہی یعنی میرے بعد اس نبوت کے منصب پر مقرر ہونے والا ہی پس اس درس سے حضرت مسیح علیہ السلام کا رسول اللہ ہونا جیسا کہ ہم مسلمان اعتقاد رکھتے ہیں بخوبی ثابت ہی *

(مجھسے بڑا ہی) کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ تھے اور شریعت اور کتاب بھی حضرت کو دی گئی تھی اور حضرت یحیی علیہ السلام ایسی نہ تھے *

(میں اُسکی جوتیاں اوٹھانے کے لایق نہیں) فلسطین اور افریقہ کے ملکوں میں ایسی جوتی پہنتے تھے جو تسموں سے بندھی ہوتی تھی اور جب کہیں جاکر بیٹھتے تھے تو تسمہ کھول کر جوتیاں اوتار ڈالتے تھے بڑے آدمیوں کی جوتیوں کا تسمہ خدمتگار کھولتا تھا اور اوٹھاکر اپنے پاس رکھہ لیتا یہہ خدمت ایک نہایت ادنی خدمت ہی پس حضرت یحیی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی بڑائی جتلانے کو فرمایا کہ میں اُسکی ادنی خدمت کے بھی لایق نہیں ہوں *

بعض علماء مسیحی حضرت یحیی کے اس قول سے حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت ثابت کرتے ہیں اُنکا § قول یہہ ہی کہ حضرت یحیی ایسے بزرگ اور مقدس تھے کہ اُنسے زیادہ بڑا کوئی شخص || عورت سے پیدا نہیں ہوا ایسا شخص جو ایسا حیرت انگیز فاصلہ اپنے

† یوحنا ۳ — ۲۲ و ۲۶ — ‡ مارک ۱ — ۱۴ و ۱۵ متی ۴ — ۱۷ —

§ دیکھو تفسیر ڈائیلی اور منٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۶ ع صفحہ ۱۰ جلد ۳ —

|| متی ۱۱ — ۹ و ۱۱ —

میں اور حضرت مسیح میں بیان کرتا ہی اور اُسکا رشتہ طیار کرنیکو آیا تو بجز صفت الوہیت کے اور کونسی صفت حضرت مسیح میں قرار پاسکتی ہی *

مگر ہم مسلمانوں کا یہہ عقیدہ نہیں ہی ہم لوگ کہتے ہیں کہ حضرت یحیی نے جن ملکوں نی تعظیمی رسم سے حضرت مسیح علیہ‌السلام کی بزرگی کو تعبیر کیا ہی وہاں ہمیشہ یہہ رسم ہی کہ چھوٹا اپنے بڑے کی تعظیم ادا کرنیکو ایسی اُنکی خدمت بجا لایا کرتا ہی جیسے بیٹا باپ کی یا شاگرد اُستاد کی یا نو عمر بڈھے کی یا دنیادار آدمی ولی اور خدا پرست آدمی کی اسی طرح حضرت یحیی نے حضرت مسیح کی بزرگی کی تعبیر کی کسی طرح پر یہہ قول حضرت مسیح کی الوہیت پر دلیل نہیں ہوسکتا *

(آگ سے روح قدس میں) بعض علماء مسیحی خیال کرتے ہیں کہ یہہ پیشین‌گوئی اُس واقعہ کی ہی جو بعد رفع ہوئے حضرت مسیح علیہ‌السلام کے حواریوں پر واقع ہوئی کہ آگ † کیسی زبانیں جدا جدا دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر ٹھہرگئیں تب وے سب روح قدس سے بھر گئی مگر میں یہہ خیال کرتا ہوں کہ وہ ایک جدا واقعہ تھا جو ہوا اسمقام پر آگ سے روح قدس میں غوطہ دلانا خاص حواریوں کے واسطے نہیں کہا گیا ہی بلکہ سب لوگوں کے لیئے کہا ہی جو حضرت مسیح علیہ‌السلام پر ایمان لاویں *

آگ سے یہاں صرف ایک مقوی روحانی اثر روح قدس کا مراد ہی اور مطلب صرف اتنا ہی کہ حضرت مسیح اُن لوگوں کو جو اُنپر ایمان لاوینگے صرف روحانی اثر سے جسکی تیزی اور قوت مثل آگ کے ہی اصطباغ دینگے *

١٢ اُسکے ہاتھہ میں سوپ ہی اور وہ اپنے کھلیان کو صاف کریگا ‡ اور اپنے گیہوں کو کوٹھی میں جمع § کریگا اور بھوسی کو اُس آگ سے جو ہرگز نہیں || بجھتی جلاویگا *

سوپ یعنی چھاج کوٹھی یعنی کھتہ بھوسی یعنی بھس بیٹبٹ تسٹ ¶ بنی اُرس اس ورس سے یہہ مراد لیتے ہیں کہ " اس مقام پر یہودیوں کی بربادی کی اطلاع دیتی ہی گیہوں کو کھتہ میں جمع کرنے سے یہہ مناسبت معلوم ہوتی ہی کہ حضرت مسیح علیہ‌السلام پر یقین لانے والی چاہیئے کہ اُس مصیبت میں مبتلا نہوں " *

مگر میں خیال کرتا ہوں کہ یہہ ورس صرف روحانی معاملات سے متعلق ہی اور معنی اس ورس کے یہہ ہیں کہ اُسکے ہاتھہ میں چھاج ہی یعنی اُسکے پاس روح قدس ایک اوزار

† اعمال باب ٢ — ٢ لغایت ٣ — ‡ متی ٣ — ١ و ٣ —

§ متی ١٣ — ٣٠ —

|| مارک ٩ — ٤٣ مشاہدات ١٤ — ١١ —

¶ تفسیر ڈ اُیلی اور منٹ صاحب مطبوعہ سنہ ١٨٥٦ع جلد ٣ صفحہ ١٠ —

انسان کے پاک کرنیکا ہی وہ اپنے کھلیان کو یعنی بنی اسرائیل کو صاف کریگا اوراپنے گیہوں کو
یعنی بنی اسرائیل کو جو اُسپر ایمان لاوینگے کھتہ میں جمع کریگا یعنی اپنے میں لیگا
اور بھس کو یعنی اُن لوگوں کو جو اُسپر ایمان نہیں لاوینگے آگ سے یعنی دوزخ کی آگ سے
یا قہر الہی کی آگ سے جو ہرگز نہیں بجھتی جلادیگا یہودیوں کی عادت تھی کہ اپنا کھانا
پکالے اور تنور وغیرہ گرم کرنے میں بھس کو بطور ایندھن کے جلایا کرتے تھے *

۱۳ تب یسوع جلیل سے † یردن کے کنارے پر اُسکے پاس آیا تاکہ اُسکے ہاتھہ سے
غوطہ کہاوے *

۱۴ یحنی نے اُسے منع کرکے کہا تو کیوں میرے پاس آتا ہی ؟ چاہیئے کہ میں تیرے
ہاتھہ سے غوطہ کہاؤں *

۱۵ تب یسوع نے اُسکے جواب میں کہا کہ اب اجازت دے کہ ہمیں سب نیک کاموں
کو ایسا ہی پورا کرنا مناسب ہی تب اُسنے اُسے اجازت دی *

تفسیر

(میں تیرے ہاتھہ سے غوطہ کہاؤں) کیونکہ تم روح اللہ اور کلمۃ اللہ اورمجھسے بڑے
ہو کہ میں تمہاری جوتیاں اوٹھانیکے لایق نہیں ہوں *

(ہمیں سب نیک کاموں کو ایسا ہی پورا کرنا مناسب ہی) ڈاکٹر لائٹ فت کی یہہ
راے ہی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا خدمت وعظ پر داخل ہونے سے پہلے قواعد لوی نیز
یعنی احبار کو ادا کرنا ضرور تھا اور جو کہ اصطباغ کی رسم مذہب عیسائی میں داخل ہونیکے
لیئے بھی قرار پانے والی تھی اسلیئے مناسب تھا کہ خود حضرت مسیح بھی اس رسم کو
ادا فرماویں *

مگر ہم مسلمانوں کے نزدیک انجیل کے بموجب ظاہری اصطباغ پانا فرض مذہبی نہیں
ہی جیسے ختنہ کہ باوجود اسبات ‡ کے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا ختنہ بموجب یہودی
شریعت کے ہوا مگر ختنہ ہونا نہ انجیل کے بموجب فرض مذہبی ہی نہ ہم مسلمانوں کے
مذہب میں فرض ہی ہم مسلمانوں کا اعتقاد یہہ ہی کہ ہرایک شخص کو نبی وقت پر ایمان
لانا واجب ہی یہاں تک کہ خود نبی کو بھی اپنی نبوت پر ایمان لانا ضرور ہی اسلیئے ضرور
تھا کہ حضرت یسوع مسیح علیہ السلام بھی حضرت یحنی کی نبوت پر ایمان لاتے اور یہی
وجہہ ہی کہ حضرت مسیح نے حضرت یحنی سے یہہ کہکر کہ ہمیں سب نیک کاموں کا
ایسا ہی پورا کرنا مناسب ہی اصطباغ لیا *

† مارک ۱ — ۹ —
‡ لوک ۲ — ۲۱ —

۱۶ یسوع جب غوطہ کہاچکا اُسي وقت پاني میں سے نکلکر اوپر آیا اور یکایک اُسپر آسمان کہل گیا اور اُسنے خدا کي روح † کو کبوتر کي مانند اوترتے اور اپنے اوپر آتے دیکہا *
۱۷ اور یکایک آسمان سے ایک آواز آئي کہ یہہ میرا پیارا ‡ بیٹا هی جس سے میں راضي هوں *

تفسیر

(پاني میں سے نکلکر اوپر آیا) اس ترجمہ میں § کچہہ کچہہ اختلاف هی بعض علماء مسیحي نے اسکا ترجمہ یوں کیا هی عیسی غوطہ کہاکر پاني میں سے نہ زیادہ جلدي نکلا تہا بہ نسبت اسکے کہ آسمان کہل گیا اور بعض علماء نے یوں ترجمہ کیا مشکل سے وہ پاني میں سے چڑهتا تہا الی اخرہ اس اختلاف سے بعض علماء مسیحي نتیجہ یہہ نکالتے هیں کہ یہہ برکت جو حضرت مسیح پر نازل هوئي بسبب اصطباغ دینے حضرت یحیی کے هوئي یا خود حضرت مسیح کے سبب جن لوگوں نے سب سے پہلا ترجمہ اختیار کیا هی اُنکا قول هی کہ اصطباغ سے اُسکو کچہہ علاقہ نہ تہا اسي لیئے اصطباغ کے بعد هوئي علاوہ اسکے وہ خیال کرتے هیں کہ یہہ واقعہ حضرت یحیی کي بزرگي بڑهانیکو هوا تہا نہ حضرت مسیح کي کیونکہ مسیح علیہ السلام اگر ابن اللہ هوں تو اسکے محتاج نہ تہے مگر یہہ مطلب اس ورس کے صریح مضمون سے جو صاف صاف بلا تاویل نکلتا هی نہایت بعید هی اسواسطے هم مسلمان اسکا اعتقاد رکہتے هیں کہ یہہ واقعہ خاص حضرت مسیح علیہ السلام کے لیئے هوا اور حضرت یحیی علیہ السلام کے سامنے اسلیئے هوا کہ وہ بہي گواهي دیں اور اس امر کي نسبت کہ یہہ برکت بسبب اصطباغ دینے کے نازل هوئي یا خود حضرت مسیح کے سبب هم مسلمان کچہہ زیادہ بحث نہیں کرتے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام هم مسلمانوں کے اعتقاد بموجب پہلے سے کلمۃ اللہ اور روح اللہ تہے پہر یہہ برکت خواہ اصطباغ دینے سے هوئي هو خواہ خود حضرت مسیح کے سبب دونوں برابر هیں بلاشبہہ وہ اس برکت کے مستحق تہے *

(آسمان کہل گیا) یہودیوں میں یہہ دستور تہا کہ جب آسماني کسي عجوب چیز کا ظہور یا برکت کا نزول هوتا تہا تو یہودي اسي طرز کلام سے اُسکو بیان کرتے تہے کہ آسمان کہل گیا هم مسلمانوں میں بہي یہي دستور هی اور ایسي حالت میں همیشہ بولتے هیں کہ آسمان کے دروازے کہل گئے اسي طرح پر یہہ کلام بہي بولا گیا هی *

† اشعیاہ ۱۱ — ۲ ۳۲ — ۱ لوک ۳ — ۲۲ یوحنا ۱ — ۳۲ و ۳۳ —
‡ متی ۱۷ — ۵ لوک ۹ — ۳۵ ۲ پترا ۱ — ۱۷ —
§ واٹسن ایکسپوزیشن مطبوعہ سنہ ۱۸۳۷ع صفحہ ۶۳ —

(خدا کي روح کو کبوتر کي مانند) قران مجيد ميں الله تعالى فرماتا هى كه ديئے همنے عيسى مريم کے بيٹے کو معجزے اور قوي كيا همنے أسكو ساتهه روح القدس کے پس هم مسلمان بخوبي اعتقاد رکھتے هيں كه حضرت مسيح عليه السلام كو روح القدس دني گئي تهي مگر اثبات کي تفصيل كه كسطرح دي گئي تهي قران مجيد ميں مذكور نهيں هى مگر اس مقام پر أسكي تفصيل بهي بيان هوئي هى *

سورة البقره آيت ٢٥٣
و آتينا عيسى ابن مريم البينات و ايدناه بروح القدس ــ

جس لفظ کا ترجمه اس أردو مترجم نے کبوتر کیا هى انگريزي ميں وه لفظ (ڈو) هى اور أسكا ترجمه فاخته كرتے هيں بهر حال كچهه هو بحث اس ميں هى كه يهه كيا چيز تهي ترتلين صاحب † اور سينٹ اگسٹين يهه خيال كرتے هيں كه درحقيقت وه اصلي كبوتر يا اصلي فاخته بطور ظاهري نشان کے تهي اور سينٹ لوک كا يهه خيال هى كه روح قدس كبوتر يا فاخته كي جسمي صورت ميں نازل هوئي مگر اصل مطلب يهه معلوم هوتا هى كه وهاں نه كوئي اصلي فاخته تهي اور نه فاخته كي كوئي صورت تهي مقدس متى نے صرف روح کے اوترنے كي تشبيهه دي هى كه جس طرح كبوتر يا فاخته تيزي سے اپنے تمام بدن كو مصروف كركر نيچے اوترتا هى أسي طرح روح قدس نازل هوئي *

حضرت مسيح عليه السلام كي شان اور أنكا روح الله اور كلمة الله هونا اسبات سے خيال كرنا چاهيئے كه حواريوں پر جب روح قدس نازل هوئي تو آگ ‡ كي صورت ميں نازل هوئي تاكه أنكو گناهوں سے پاک كردے اور جب حضرت مسيح عليه السلام پر نازل هوئي تو صرف روح بغير كسي رنگ و صورت کے نهايت درجه فاخته كي صورت ميں نازل هوئي جس سے ايک نهايت بڑا درجه حضرت مسيح عليه السلام كا معلوم هوتا هى *

(آواز آئي كه يهه ميرا پيارا بيٹا هى) علماء § مسيحي اس مقام پر يهه بيان كرتے هيں كه يهودي اسبات كو مانتے تهے كه مسيح ‖ خدا كا بيٹا هى يهه تو ظاهر هى كه يهوديوں نے حضرت مسيح عليه السلام كو نهيں مانا پهر وه أنكو خدا كا بيٹا كيونكر مانتے مگر مراد اس قول كي يهه هوگي كه يهودي جو مسيح كا هونا مانتے تهے تو وه يهه بهي مانتے تهے كه وه خدا كا بيٹا هوگا اور علماء مسيحي كا يهه قول بهي هى كه يهوديوں کے نزديک خطاب مسيح ¶ كا اور

---

† واٹسن ايكسپوزيشن مطبوعه سنه ١٨٣٧ع صفحه ٣٢ ــ

‡ اعمال ٢ ــ ٢ لغايه ٣ ــ

§ ديكهو تفسير ڈاڈيلي و منيٹ مطبوعه سنه ١٨٥٦ع جلد ٣ صفحه ١١ ــ

‖ زبور ٢ ــ ٧ ــ سموئيل دوم ٧ ــ ١٣ ــ

¶ متى ٢٦ ــ ٦٣ ــ مارک ٢٦ ــ ٦٧ و ٧٠ يوحنا ١ ــ ٣١ و ٤٩ ــ متى ١٦ ــ ٢٠ ــ مارک ٨ ــ ٢٩ ــ مارک ٩ ــ ٢٠ ــ

خطاب خدا کے بیٹے کا ایک ہی تھا جیسا کہ سردار امام نے حضرت مسیح علیہ‌السلام سے کہا "میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو مسیح خدا کا بیٹا ہی تو مجھسے سچ کہہ" پس اس سے ثابت ہوا کہ مسیح اور خدا کا بیٹا ایک ہی تھا *

اسمقدمہ کے ثابت کرنیکے بعد علماء مسیحی یہہ بیان کرتے ہیں † کہ اس اصطباغ کے واقعہ سے تثلیث کا ہونا بخوبی پایا جاتا ہی کیونکہ وہاں علانیہ تینوں کا ظہور تھا حضرت مسیح اپنی جسمی صورت میں موجود تھے روح قدس اس طرح پر نازل ہوئی جو دکھائی دی البتہ تیسری اقنوم کا دکھائی دینا مشکل تھا سو اُسکی علانیہ آواز آئی کہ یہہ میرا پیارا بیٹا ہی *

مگر ہم مسلمان اس ورس کی تفسیر اس طرح نہیں کرتے اس میں کچھہ شک نہیں کہ یہودی حضرت مسیح علیہ‌السلام کے آنیکے متوقع تھے اور جب سچا مسیح آیا تو اُنہوں نے اپنی بدبختی سے اُسکو نہ مانا اور جھوٹا مسیح یعنی مسیح‌الدجال جب آویگا تو اُسکو مانینگے اور خدا اور خدا کا بیٹا کہینگے مگر اس ورس کی تفسیر ‡ یہہ نہیں ہی جو علماء مسیحی نے کی بلکہ صحیح تفسیر یہہ ہی کہ باپ کے معنی ناصح § یا صلاح کار کے ہیں اور مشرقی ملکوں میں اسی مراد سے مستعمل تھا اور ایک کام کی بنیاد ڈالنے والے پر بھی بولا جاتا تھا مثلاً کہتے ہیں کہ شیطان جھوٹ کا باپ ہی اور اسیطرح بیٹے کا استعمال اُس چیز پر ہی جسکو اللہ نے ابھی اپنے ہاتھہ سے بنایا اور اُنپر بھی جو ایمان لائے آیا ہی پس ہم مسلمانوں کے نزدیک تمام کتب عہد عتیق و عہد جدید میں ایسے مقاموں میں اسیطرح پر اسکا استعمال ہوا ہی عربی محاورہ کے بموجب اگر اسکو تعبیر کرینگے تو یوں کہینگے اب یعنی باپ بمعنی رب یعنی پروردگار کے اور ابن یعنی بیٹا بمعنی العبد المقبول یعنی بندہ برگزیدہ کے استعمال کیا جاتا ہی اور یہہ استعمال ٹھیک ٹھیک کتب عہد جدید اور عہد عتیق کے مطابق ہوتا ہی چنانچہ مفصلہ ذیل مثالوں سے یہی مطلب پایا جاتا ہی *

۱ حضرت سلیمان ‖ کی نسبت اللہ تعالی نے فرمایا وہ میرا بیٹا ہوگا اور میں اُسکا باپ ہونگا *

۲ یہودیوں ¶ نے حضرت مسیح علیہ‌السلام سے کہا کہ ہمارا ایک باپ خدا ہی حضرت مسیح نے فرمایا کہ اگر خدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھے پیار کرتے *

---

† ڈاکٹر اے. منیٹش مطبوعہ سنہ ۱۸۵۶ع جلد ۳ صفحہ ۱۱ —

‡ دیکھو ایڈی صاحب کی بائبل پیڈیا مطبوعہ سنہ ۱۸۵۷ع صفحہ ۲۶۳ و ۵۳۸ —

§ پیدایش ۴۵ — ۸ —

‖ ۱ تواریخ ۲۲ — ۱۰ —

¶ متی ۸ — ۴۱ و ۴۲ —

۲ حضرت مسیح ✝ نے مریم سے فرمایا کہ میرے بھائیوں پاس جا اور اُن سے کہہ کہ میں اوپر اپنے باپ اور تمہارے باپ پاس اور اپنے خدا اور تمہارے خدا پاس جاتا ہوں *

۴ حضرت مسیح ‡ نے اپنے مریدوں کو نصیحت کی پس جیسا تمہارا باپ رحیم ہے تم بھی رحیم ہو *

۵ حضرت مسیح § نے فرمایا اے چھوٹے گلے مت ڈرکہ کہ تمہارا باپ تمہیں بادشاہت دینے کو راضی ہے *

۶ حضرت مسیح || علیہ السلام نے اپنی نصیحت میں فرمایا اسیطرح تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے یہہ مرضی نہیں *

۷ حضرت مسیح ¶ نے نصیحت کرتے وقت فرمایا اور زمین پر کسیکو اپنا باپ نہ کہو کہ تمہارا باپ ایک ہی جو آسمان پر ہے *

۸ حضرت مسیح * نے فرمایا کیا ایک پیسے کی دو گوریاں نہیں بکتیں اور اُن میں سے ایک بھی تمہارے باپ کے بے حکم زمین پر نہیں گرتی *

۹ حضرت مسیح ✝ نے فرمایا کہ اگر دعا مانگنے کے وقت کسیکی تقصیر یاد آوے تو معاف کرو تاکہ تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہاری تقصیروں کو معاف کرے اگر تم معاف نکروگے تو تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے معاف نکریگا *

۱۰ حضرت مسیح †† نے فرمایا کہ اگر تم آدمیوں کے گناہ معاف کروگے تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے تمہیں معاف کریگا اور اگر تم آدمیوں کے گناہ معاف نکروگے تو تمہارا باپ بھی تمہارے گناہ معاف نکریگا *

۱۱ حضرت مسیح ‡‡ نے فرمایا تمہارا باپ جانتا ہے کہ ان سب کا تمہیں درکار ہے *

۱۲ حضرت مسیح §§ نے فرمایا کہ رہا ہے تمہارے باپ سے جو آسمان پر ہے تمہیں کچھہ پھل نہ ملیگا *

۱۳ حضرت مسیح |||| نے فرمایا کہ تمہارا باپ اُس سے آگے کہ تم اُس سے مانگو جانتا ہے *

✝ متی ۲۰ — ۱۷ —

§ لوک ۱۲ — ۳۲ —

¶ متی ۲۳ — ۹ —

✝ مارک ۱۱ — ۲۵ , ۲۶ —

‡‡ لوک ۱۲ — ۳۰ —

|||| متی ۶ — ۸ —

‡ لوک ۶ — ۳۶ —

|| متی ۱۸ — ۱۴ —

* متی ۱۰ — ۲۹ —

†† متی ۶ — ۱۴ , ۱۵ —

§§ متی ۶ — ۱ —

۱۴　حضرت مسیح † نے فرمایا تاکہ وے تمہارے نیک کاموں کو دیکھکر تمہارے باپ کا جو آسمان پر ہی شکر کریں *

۱۵　حضرت مسیح ‡ نے فرمایا تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہی فرزند ہو *

۱۶　حضرت مسیح § نے فرمایا جیسا تمہارا باپ جو آسمان پر ہی کامل ہی تم بھي کامل ہو *

۱۷　تو خدا کے بیٹوں || نے آدمیوں کي بیٹیوں کو دیکھا *

۱۸　تب تو فرعون ¶ کو یوں کہیو کہ خداوند نے یوں فرمایا ہی کہ اسرائیل میرا بیٹا ہی بلکہ میرا پہلونٹا ہی *

۱۹　میں * نے کہا تم سب الله ہو اور ہر ایک تم میں سے حق تعالی کا فرزند ہی *

۲۰　کیونکہ ⸸ میں اسرائیل کا باپ ہوں اور ابراہیم میرا پہلونٹا ہی *

۲۱　آدم ‡‡ بیٹا خدا کا *

جبکہ اِنہي مثالوں سے ثابت ہی کہ باپ اور بیٹے کا استعمال اُن معنوں میں نہیں آیا جن معنوں میں کہ علماء مسیحي ان الفاظ سے صرف حضرت مسیح علیہ السلام کي نسبت مراد لیتے ہیں تو ہم مسلمان کوئي وجھہ نہیں پاتے کہ اِس درس میں یا اور درسوں میں جو اس کي مانند ہیں اُس کے برخلاف کوئي اور معني اختیار کریں خدا کا تقدس اور خدا کي پاکي جو خود حضرت مسیح نے انجیل میں فرمائي اور تمام نبي فرماتے آئے وہ خود اثبات کي مقتضي ہی کہ وہ خود اپني رحمت اور شفقت سے کسي کا باپ ہو یا اُس کي بندگي اور فرمان برداري سے کوئي اُس کا پیارا بیٹا ہو مگر در اصل وہ یکہ ہی نہ کوئي اُس کا بیٹا اور نہ وہ کسي کا باپ اور ہم مسلمان اپنے دل سے اور اپنے پورے اعتقاد سے یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے سردار حضرت عیسی مسیح علیہ السلام کي یہي تعلیم تھي اور تمام حواریین حضرت مسیح علیہ السلام کے یہي اعتقاد رکھتے تھے اور متقدمین عیسائیوں کا بھي جو ٹھیک ٹھیک ہمارے سردار حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرات حواریین رضوان الله علیہم اجمعین کي پیروي کرتے تھے یہي مذہب تھا کچھہ شک نہیں کہ ہم مسلمان اُن کے پیرو ہیں *

---

† متی ۵ — ۱۶ —
§ متی ۵ — ۴۸ —
¶ خروج ۴ — ۲۲ —
⸸ یرمیاہ ۳۱ — ۹ —
‡‡ لوقا ۳ — ۳۸ —

‡ متی ۵ — ۴۵ —
|| پیدایش باب ۶ — ۲ —
* زبور ۸۲ — ۶ —

سورة المائدہ آیت ۱۱۹ لغایت ۱۲۱

اذ قال الله یعیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون الله قال سبحنک مایکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلته فقد علمته تعلم مافی نفسی ولا اعلم مافی نفسک انک انت علم الغیوب ما قلت لھم الا ما امرتنی به ان اعبدوا الله ربی وربکم و کنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شئی شھید ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم –

الله تعالی قران مجید میں فرماتا ھی که جب کھیگا الله اے عیسی مریم کے بیٹے کیا تونے لوگوں سے کہا که مجھکو اور میری ما کو خدا کے سوا دو خدا ما نو حضرت عیسی کھینگے تو پاک ھی مجھکو نہیں پوچھتا که میں وہ بات کہوں جو میرے لیئے ٹھیک نہیں ھی اگر میں نے یہہ کہا ھوگا تو تجھکو معلوم ھوگا تو جانتا ھی جو میرے جی میں ھی اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ھی بے شک تو چھپی بات کا جاننے والا ھی میں نے نہیں کہا اُنکو مگر جو تونے حکم کیا که بندگی † کرو الله کی جو رب ‡ ھی میرا اور تمھارا اور میں اُن کا خبردار تھا جب تک که میں اُن میں رھا پھر جب تونے اُن میں سے لے لیا تو توھی اُن کا خبردار تھا اور تو ھر چیز سے خبردار ھی اگر تو اُن کو عذاب کرے تو تیرے بندے ھیں اور اگر معاف کرے تو تو ھی زبردست حکمت والا *

موسی میں بھی § خدا کی روح تھی بصلئیل بھی خدا کی روح سے بھرا گیا || تھا بلعام پر بھی ¶ روح خدا کی نازل ھوئی ساول * پر خدا کی روح نے ظہور کیا ساول کے ⊥ لوکروں پر بھی خدا کی روح آئی عزریاہ †† عادو کے بیٹے پر خدا کی روح اُتری موسی سے خدا نے ‡‡ آواز سے کلام کیا داؤد کے §§ لیئے خداوند آسمان پر سے گرجا اور اُس عالی جناب نے اپنی آواز سنائی پھر روح کے اُترنے اور آواز کے آنے سے اُس ذات واحد میں تثلیث نہیں ھوسکتی *

---

† متی ۲۲ — ۳۷ و ۳۸ –

‡ متی ۲۰ — ۱۷ –

§ پیدایش ۴۱ — ۳۸ –

|| خروج ۳۱ — ۳ و ۳۵ — ۳۱ –

¶ اعداد ۲۴ — ۲ –

* ۱ سموئیل ۱۰ — ۱۰ و ۱۱ — ۶ –

⊥ ۱ سموئیل ۱۹ — ۲۰ –

†† ۲ تواریخ ۱۵ — ۱ –

‡‡ خروج ۱۹ — ۱۹ –

§§ ۲ سموئیل ۲۲ — ۱۴ –

چوتھا باب

۱ مسیح کا شیطان سے آزمایا جانا ۱۶ اور اُسکا کفر ناحوم میں رہنا
۱۷ نصیحت شروع کرنے ۱۸ پطرس اندریاس یعقوب اور یوحنا کو
بلانا ۲۰ اور بیماروں کو چنگا کرنا

۱ تب روح قدس نے یسوع کو بیابان میں پہنچایا تاکہ شیطان اُسکا امتحان † کرے *

تفسیر

یہہ تمام باب ہم مسلمانوں کے عقیدہ کی نہایت حمایت کرتا ہے ایک ایک حرف اس باب کا ہم مسلمانوں کے عقیدہ کی نہایت مطابقت رکھتا ہے اگر حضرت مسیح علیہ السلام جس طرح کہ ہمکو دکھائی دیتے تھے اُسیطرح معہ اپنی تمام ہستی کے خدا تھے تو اُن کو شیطان کا آزمانا کیا معنی ہیں اور اگر یہہ بات کہی جاوے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے جسم و جان سے انسان تھے اور یہہ آزمایش اُسی انسانیت پر تھی اور الوہیت ایک اور چیز تھی جو اُن میں تھی تو بھی شیطان کا آزمانا صحیح نہیں ہوتا کیونکہ الوہیت اگر حضرت مسیح میں تھی تو وہ کسی وقت اور کسی آن اُن سے جدا نہیں ہوسکتی جیسے آگ کے شعلہ سے اُس کی روشنی پھر ایسی حالت میں بھی شیطان کا آزمانا کیا معنی ہیں ہاں اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو رسول اللہ مانا جاوے جیساکہ ہم مسلمان اعتقاد کرتے ہیں تو تمام مطلب صحیح ہوتا ہے جبکہ شیطان نے دیکھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام روح قدس سے معمور ہوئے اور اب عنقریب زمانہ آنے والا ہے کہ شیطان کی بادشاہت ٹوٹے اور خدا کی بادشاہت پھیلے وہ بیتاب ہوا اور چاہا کہ جسطرح آدم کو اُس نے بہکایا تھا اُسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کو بہکاوے مگر اللہ تعالی نے روح قدس کی تائید سے آپکو مستقل رکھا اور اُس قدیم دشمن کے پھندے سے بچایا *

(تب روح قدس نے) یعنی جب روح کی برکت اور اُسکی روحانی طاقت سے حضرت مسیح معمور ہوگئے تو روح کا مقتضی یہہ ہوا کہ روحانی اور جسمانی مشکلات حضرت مسیح علیہ السلام پر ڈالی جاویں تاکہ جس بڑے کام کو کہ وہ شروع کرنے والے تھے اُن کے انجام میں کوئی مصیبت ہرج نہ ڈالے اسلیئے مقدس متی نے حضرت مسیح کا بیابان میں پہنچنا روح کی طرف نسبت کیا *

(بیابان) یہہ ایک نہایت ویران جنگل جہاں درخت اور سبزہ کا بھی نام نہیں تھا یردن کے نزدیک کوارن ٹینیا پہاڑ کے نیچے ہی وہاں کی زمین ہرجگہہ سے نہایت ہولناک طرح پر بہتی ہوئی تھی یہہ ایک ایسا وحشت انگیز اور دہشت ناک مقام تھی

† مارک ۱ — ۱۲ — ۱۳ لوک ۴ — ۱ — ۱۳

کہ وھاں پھونچ کر انسان کو تمام ظاھري اسباب سے اُمید منقطع ھو جاتي ھي اور صرف خدا ھي سے ھرکام کي توقع رھتي ھی اسلیئے روح قدس نے اسمقام کو پسند کیا تاکہ حضرت مسیح علیہ‌السلام کو ظاھري اسباب † میں بھي بجز خدا کے اور کسي پر دھیان نرھے *

(شیطان) عبري لفظ ھی اور نہایت مشہور شخص ھی ھم مسلمان اُس کا ایک اصلي وجود بھي یقین کرتے ھیں اور اسیطرح تمام عیسائي بھي یقین کرتے ھیں کہ شیطان ایک اصلي وجود بھي اپنا رکھتا ھی اسواسطے ھم کو یقین ھی کہ حضرت مسیح علیہ‌السلام پاس شیطان ایک صورت بنکر جو دکھائي دیتي تھي آیا تھا مگر اس ‡ زمانہ کے بعض عیسائي شیطان کے وجود کے ھونے سے منکر ھیں اس سبب سے وہ اس واقعہ کو ایک خیالي تصور کرتے ھیں اور یہہ غلطي ھی *

(امتحان کرے) جو لفظ انگریزي ترجمہ میں یہاں کام میں لایا گیا ھی وہ تیمپٹ ھی اُس کے عام معني ترغیب دینے کے ھیں مگر اس لفظ سے کسي § شخص کے اعتقاد یا خدا پر صبر اور قناعت رکھنے کي آزمایش بھي مراد لي جاتي ھی اسلیئے اس مقام پر اُردو مترجم نے امتحان ترجمہ کیا *

بعض لوگ خیال کرتے ھیں کہ یہہ امتحان اس مطلب سے ھوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپني قوت اور طاقت شیطان کو دکھلوے جس نے آدم کو بھکایا تھا اور اسبات کو جو کہي گئي تھي کہ عورت ‖ کا تخم تیرا سر کچلیگا سچ کرکر دکھاوے مگر میں اس تفسیر کو پسند نہیں کرتا کیونکہ حضرت ابراھیم علیہ‌السلام بہت سخت امتحان میں ڈالے گئے تھے جب اُن سے کہا ¶ گیا کہ اپنے چاھتے بیٹے کو قرباني کر اور حضرت ایوب بھي بہت بڑے امتحان میں ڈالے گئے تھے جبکہ شیطان * نے اُن کے تمام مال اور اولاد اور بدن پر تسلط کیا تھا اور شیطان بخوبي جان چکا تھا کہ عورت کا تخم میرا سر کچلنے والا ھی پھر اب اُسکو جتلانے کي کیا حاجت رھي تھي مگر اسمقام پر بھي اور اُن مقاموں میں بھي جو مذکور ھوئے ان امتحانوں سے صرف یہہ مطلوب تھا کہ ان لوگوں کو اپنے خدا پر صبر اور قناعت اور اُس کي مرضي اور خوشي پر راضي اور خوش رھنا نہایت درجہ پر مستحکم ھوجاوے اور ان مصیبتوں کے اُٹھانے کے بعد جو پختگي کہ تجربہ کاري سے حاصل ھوتي ھی اور جو مدارج کہ اپنے مالک کے حکم پر راضي اور خوش رھنے سے حاصل ھوتے ھیں وہ سب حاصل ھوں کیونکہ خدا جسے ‡ پیار کرتا ھی اُس کو تنبیہہ دیتا ھی جسطرح باپ اُس بیٹے کو جس سے وہ خوش ھی *

---

† دیکھو متی ۴:۲۰ — ۴ —

‡ رائسن مطبوعہ سنہ ۱۸۳۷ ع صفحہ ۳۳ —

§ خروج ۱۷ — ۲ —

‖ پیدایش ۳ — ۱۵ —

¶ پیدایش ۲۲ — ۱ —

* ایوب ۲ — ۱۰ —

‡ امثال ۳ — ۱۲ —

٢ جب وہ چالیس دن رات روزہ رکہہ چکا آخر بہوکا ہوا *
٣ تب امتحان کرنے والے نے اُس پاس آکر کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہی تو کہہ یے پتہر روٹی بن جاویں *
٤ پر اُسنے اُس کے جواب میں کہا کہ لکہا ہی † آدمی خالی روٹی سے نہیں ہر حکم سے جو خدا کے منہہ سے نکلتا ہی جیتا ہی *

تفسیر

(جب وہ چالیس دن رات روزہ رکہہ چکا) جو برکت خدا کی روح قدس کے اُترنے سے حاصل ہوئی تہی اُس کا شکر ادا کرنے کے لیئے یہہ روزے تہے اور اس سے پایا جاتا ہی کہ یہہ روزے تمام عیسائیوں پر فرض ہیں گو اس زمانہ کے اکثر فرقے عیسائیوں کے ان روزوں کا فرض ہونا قبول نہیں کرتے *

(امتحان کرنے والہ نے) یعنی شیطان نے ان باتوں سے شیطان کو حضرت مسیح علیہ‌السلام کا دہوکا دینا منظور تہا اس لیئے گمان ہوتا ہی کہ شیطان ایک نورانی فرشتہ کی صورت بن کر حضرت مسیح پاس آیا ہو کیونکہ شیطان ‡ بہی اپنی صورت کو نورانی فرشتہ کی صورت میں بدل ڈالتا ہی *

(اگر تو خدا کا بیٹا ہی) یعنی خدا کا پیارا اور مقبول ہی *

(یہہ پتہر روٹی بن جاوے) شیطان کی اس عجیب مکاری پر غور کرنا چاہیئے کہ چالیس دنکے درمیان میں وہ حضرت مسیح علیہ‌السلام پاس نہ آیا کیونکہ وہ جانتا تہا کہ حضرت مسیح علیہ‌السلام کو خدا نے چالیس دن تک روزہ رکہنے کا حکم دیا ہی اس درمیان میں حضرت مسیح کا دہوکے میں آنا شیطان کے خیال میں نہ تہا (گو کہ وہ کسی وقت میں بہی اُسکے دہوکہ میں نہ آسکتے تہے) اسلیئے اُس دشمن نے یہہ مکر کیا کہ جب چالیس دن پورے ہوگئے اور گویا خدا کی طرف سے بہی اب کہانے پینے کی اجازت ہوگئی اور حضرت مسیح علیہ‌السلام بہوکے بہی ہوئے اُسوقت یہہ مکار آیا اور کہا کہ اگر تم خدا کے پیارے اور مقبول ہو تو بہوک میں دیر کیوں کرتے ہو ان پتہروں کو کہو کہ روٹی بن جاویں اس میں قریب یہہ تہا کہ حضرت مسیح علیہ‌السلام کا اس بات سے یقین توڑے کہ انسان کی زندگی خدا پر منحصر نہیں ہی بلکہ ظاہری اسباب پر یعنی کہانے پینے پر موقوف ہی مگر خدا نے روح قدس کی تائید سے حضرت مسیح علیہ‌السلام کو اُس مکار کے مکر میں آنے نہ دیا اسلیئے حضرت مسیح نے ایسے اضطرار کے حال میں بہی اُسی کامل یقین سے جوابدیا کہ انسان کی زندگی روٹی سے نہیں ہی بلکہ خدا کے حکم سے ہی *

† استثنا ٨ — ٣ — ‡ ٢ کارنتہین ١١ — ١٤ —

(هر حکم سے جو خدا کے منهه سے نکلتا هی) اُردو مترجم نے جس لفظ کا حکم ترجمه کیا هی وہ انگریزي ترجمه میں ورد هی اور ورد کا ٹهیک ترجمه لفظ یا کلمه هی اور یهه هي یهاں مراد هی *

یهه جواب حضرت مسیح علیهالسلام نے کتاب استثنا باب ۸ ورس ۳ سے اخذ کیا هی اور وہ ورس یهه هی " اور اُسنے تجهے عاجز کیا اور تجهے بهوکا رکها اور وہ من جسے تو نجانتا تها اور نه تیرے باپ دادے جانتے تهے تجهے کهلایا تاکه وہ تجهے سکهلا دے که آدمي فقط روٹي هي کهانے سے جیتا نهیں رهتا بلکه هر ایک بات سے جو خدا کے منهه سے نکلتي هی جیتا رهتا هی " *

اب سمجهو که هم مسلمان کلمات الله اُن چیزوں کو کهتے هیں جنکو خود خدا نے بغیر کسي ظاهري سبب کے نیست سے هست کیا هو اور یهي معني اُس جگهه لیئے گئے هیں کیونکه الله تعالی نے بني اسرائیل پر بغیر کسي ظاهري سبب کے من اُتارا تها اور اُسیکو الله تعالی نے فرمایا که آدمي هر بات سے جو خدا کے منهه سے نکلتي هی جیتا رهتا هی اسیطرح حضرت مسیح نے فرمایا که جو خدا کي مرضي هی اُس پر میں راضي هوں اگر خدا کو اس بهوک سے مجهے بچانا اور میري زندگي رکهني منظور هی تو کچهه روٹي پر موقوف نهیں هی بلکه وہ هر کلمه سے یعني هر چیز سے جو بلا ظاهري سبب کے وہ پیدا کرسکتا هی وہ جلا سکتا هی *

یهه وہ معني تهے جو اس ورس کے ظاهري الفاظ سے نکلتے تهے مگر حقیقت میں حضرت مسیح نے یهه نهیں فرمایا که الله تعالی میرے کهانے اور میري زندگي رکهنے کے لیئے خود کوئي چیز بلا کسي ظاهري سبب کے پیدا کردیگا جیسیکه من پیدا کردیا تها بلکه اصلي معني یهه هیں که آدمي کي زندگي کسي کهانے پینے کي چیز پر موقوف نهیں هی بلکه صرف خدا پر موقوف هی پهر جو بات اُسکے منهه سے نکلتي هی اُس سے وہ جیتا هی خواہ وہ کهانیکي چیز هو یا نهو چنانچه اُس جنگل میں کوئي چیز الله تعالی نے حضرت مسیح علیهالسلام کے کهانے کے لیئے پیدا نهیں کي بلکه خود اپنے آپ زندہ رکها اور صرف † فرشتوں کو حضرت کي خدمت کو بهیجا *

---

۵ اُس وقت شیطان اُسي شهر مقدس ‡ میں لیگیا اور بڑي عبادت گاہ کے کنگرے پر کهڑا کرکے اُس سے کها *

۶ اگر تو خدا کا بیٹا هی تو آپ کو نیچے گرادے که یوں لکها هی § وہ اپنے فرشتوں کو تیرے لیئے حکم کریگا اور وے تجهے هاتهوں پر اُٹهالینگے تا ایسا نهو که تیرا پاؤں پتهر پر لگے *

---

† متی ۴ — ۱۱ —
‡ باب ۲۷ — ۵۳ —
§ زبور ۹۱ — ۱۱ —

۷ تب یسوع نے اُس سے کہا یہہ بھی لکھا ہی † کہ تو اللہ کو جو تیرا خدا ہی امتحان مت کر *

تفسیر

(اُسوقت شیطان) یعنی خدا کی یہہ مرضی تھی کہ جو امتحان حضرت مسیح علیہ‌السلام کا ہونا ہی وہ سب پورا ہو اسلیئے شیطان جو مجسم ہوکر آیا تھا حضرت مسیح کے ساتھہ ساتھہ ہوکر یروشلیم میں آیا *

(شہر مقدس) یعنی یروشلیم یہودی اس شہر کو تعظیماً اسی نام سے پکارتے تھے *

(بڑی عبادت گاہ کے کنگرے پر) بعضے لوگ اُس سے فصیل مراد لیتے ہیں اور بعضی اُس مکان سے مراد رکھتے ہیں جو ہیرود نے عبادت خانہ کے باہر بنایا تھا اور بیتل منت کے نام سے مشہور تھا یہہ مکان نہایت اونچا تھا کہ اس پر چڑھکر اگر نیچے دیکھیں تو انکھونمیں اندھیرا آجاتا تھا *

(خدا کا بیٹا ہی) اس ورس سے بخوبی واضح ہوتا ہی کہ خدا کے بیٹے سے پیارا بندہ مراد ہی کیونکہ جو ورس شیطان نے حضرت مسیح علیہ‌السلام کے سامنے پیش کیا وہ نیک اور مقبول بندوں کے حق میں ہی *

(یوں لکھا ہی) شیطان نے اس مقام پر زبور ۹۱ ورس ۱۱ و ۱۲ پر استدلال کیا جب اُس نے دیکھا کہ حضرت مسیح علیہ‌السلام نے اُس کے پہلے دھوکے کو خدا کے کلام سے رد کیا تو اُس نے دوسرے دھوکہ کو ظاہر میں کلام الہی سے آراستہ کرکر پیش کیا تاکہ اس ملمع سے پورے دھوکہ میں آجاویں *

زبور میں لکھا ہی ‡ کہ " تجھپر کوئی آفت نہ آویگی اور کوئی وبا تیرے مسکن کے پاس نہ پہونچے گی کیونکہ وہ تیرے لیئے اپنے فرشتوں کو حکم کریگا کہ وے تیری سب راہوں میں تیری نگہبانی کریں کہ وے تجھے اپنے ہاتوں پر اُٹھالینگے تا نہو کہ تیرے پانوں کسی پتھر پر لگیں " *

یہہ تمام زبور اس مضمون پر ہی کہ جو اللہ کا پیارا بندہ اپنے سب کاموں میں خدا پر توکل کرتا ہی اور اُسی کا بھروسا رکھتا ہی تو خدا تعالی ہربات سے اُس کی نگہبانی کرتا ہی ۔ اس کا مدعا یہہ تھا کہ جو قدرتی حفاظتیں اور تدبیریں اللہ تعالے نے انسان کے لیئے بنائی ہیں اُن سب کو اُسیطرح قایم رکھنا چاهیئے اور یہہ نہ سمجھنا چاهیئے کہ ہماری تدبیر سے وہ کام درست ہوا بلکہ خدا پر توکل کرنا اور بھروسا رکھنا چاهیئے کیونکہ اللہ تعالی ہر بات سے اُسکی نگہبانی کریگا ۔ شیطان نے اس اصلی مطلب کو خراب کر فریب دینا چاہا تاکہ

† استثنا ۶ – ۱۶ –
‡ زبور ۹۱ – ۱۰ , ۱۱ , ۱۲ –

حضرت مسیح علیہ السلام خلاف اِس حکم کے ظاہری اسباب حفاظت کے جو اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے بنائے ہیں اور جنکا قایم رکھنا عین خدا کی مرضی ہی توڑکر اپنے تئیں نیچے گرادیں مگر حضرت مسیح علیہ السلام روح قدس کی تائید سے اُسکے فریب میں نہ آئے *

(یہہ بھی لکھا ہی کہ تو اللہ کو) حضرت مسیح علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہہ بات سچ ہی کہ اللہ تعالے اپنے پیارے بندوں کی ہر طرح حفاظت کرتا ہی مگر یہہ بھی لکھا ہی کہ خدا کا امتحان نکرنا چاہیئے - حضرت مسیح نے اُس جواب کو کتاب استثنا کے باب ۶ ورس ۱۶ سے اخذ کیا ہی اور وہ ورس یہہ ہی "تم خداوند اپنے خدا کو مت آزمائیو جیسا تمنے اُسے متسا میں آزمایا" پس قدرتی اسباب حفاظت کو توڑنا اور خدا کو آزمانا نہیں چاہیئے *

امتحان کا لفظ جبکہ خدا کی طرف سے بندہ پر نسبت کیا جاوے تو اُس سے یہہ مراد ہوتی ہی کہ جس عالی رتبہ میں وہ بندہ ہی اُس میں اور زیادہ بلندی رتبہ کی حاصل کرے مگر خدا کی طرف اُس لفظ کا نسبت کرنا نہایت بری بات ہی اور خدا تعالی پر بھروسا نرکھنا ہی *

---

۸ پھر شیطان اُسے ایک بڑے اونچے پہاڑ پر لیگیا اور دنیا کی تمام بادشاہت اور اُسکی شوکت اُسے دکھلا کے کہا *

۹ کہ اگر تو گرکے مجھے سجدہ کرے تو میں یہہ سب کچھہ تجھے دوں *

۱۰ تب یسوع نے اُس سے کہا اے شیطان دور ہو کہ یہہ † لکھا ہی تو اُس کو جو اللہ تیرا خدا ہی سجدہ کر اور فقط اُسکی بندگی کر *

۱۱ تب شیطان نے اُسکو چھوڑا اور دونہیں فرشتوں ‡ نے آکر اُسکی خدمت کی *

تفسیر

(اونچے پہاڑ پر) بعضے لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہہ پہاڑ کوارن‌تونیا کا پہاڑ تھا *

(دنیا کی تمام بادشاہت) بعضے آدمی یہہ شبہہ کرتے ہیں کہ اگر شیطان نے حضرت مسیح علیہ السلام کو تمام دنیا کی بادشاہت بوسیلہ اپنی اُس طاقت کے دکھائی تھی جو خدا نے اُسکو دی ہی تو اونچے پہاڑ پر لیجانا کیا معنی ہیں اور اگر اونچے پہاڑ پر اسلیئے لے گیا تھا کہ وہاں سے تمام دنیا دکھائی دے تو یہہ غلط ہی کیونکہ کسی پہاڑ پر سے تمام دنیا نہیں دکھائی دے سکتی علی الخصوص دنیا کے نصف اُس حصہ کا جو نیچے ہی دکھائی دینا ممکن نہیں ہی پھر کیونکر اُسنے تمام دنیا حضرت مسیح علیہ السلام کو دکھائی *

مگر یہہ شبہہ محض بیجا ہی اس سے یہہ مطلب نہیں ہی کہ اُس نے تمام دنیا

---

† اشعیاء ۴۲ — ۸ ۱۰ — ۲۰ ۱ سموئیل ۷ — ۳

‡ مارک ۱ — ۱۳ لوک ۳ — ۲۰

بعینہ اور بجسمہ اُسوقت دکھلائی تھی بلکہ یہہ مطلب ھی کہ اونچے پہاڑ پر لیجا کر اور جہاں تک کہ جنگل اور پہاڑ اور سمندر اور دریا اور ملک اور آبادیاں دکھائی دیتی تھیں اُن سب کی طرف اشارہ کر کر کہا کہ یہہ تمام دنیا جو اسطرح کی ھی سب تجھکو دونگا اُس مطلب کو مقدس متی نے اسطرح پر بیان کیا کہ تمام دنیا کی بادشاھت دکھلائی *

(اگر تو گر کے مجھے سجدہ کرے) جبکہ شیطان نے دیکھا کہ حضرت مسیح اُسوقت بھی جبکہ نہایت بھوکے تھے فریب میں نہ آئے اور اُنہوں نے اُس سختی کی حالت میں بھی خدا پر اپنا یقین رکھا اور جو دھوکہ خدا پر یقین رکھنے کا اُسنے دیا تھا اُس میں بھی نہ آئے تب اُسنے ایک اور بڑی ترغیب پیش کی اور اُسکی عوض میں نہایت سخت اور بہت بڑی گمراھی کا طالب ھوا مگر اُستے جو ایسی اتنی بڑی جھوٹی طاقت ظاھر کی کہ تمام دنیا کی بادشاھت دونگا جو نہ کسی آدمی کے اختیار میں ھی نہ کسی فرشتہ کے اسلیئے حضرت مسیح علیہ السلام نے جان لیا کہ یہہ مکار شیطان ھی اور نہایت حقارت سے اُسکو جھڑکا اور فرمایا کہ او شیطان دور ھو *

(یہہ لکھا ھی تو اُسکو جو اللہ تیرا خدا ھی سجدہ کر اور فقط اُسیکی بندگی کر) *

یہہ جواب حضرت مسیح علیہ السلام نے تین مقام سے اخذ کیا ھی اول کتاب استثنا کے باب ۲ ورس ۱۳ و ۱۴ سے اور وہ ورس یہہ ھیں " تو خداوند اپنے خدا سے ڈرا کر اور اُسکی بندگی کیا کر اور اُسکے نام کی قسم کھایا کر . تم اور معبودوں یعنی قوموں کے معبودوں میں سے جو تمہارے آس پاس ھیں پیروی نکیجیو *

دوم کتاب استثنا باب ۱۰ ورس اور وہ ورس یہہ ھی " تو خداوند اپنے خدا سے ڈرتا رہ اُسی کی بندگی کر اور اُسی سے لپٹا رہ اُسیکے نام کی قسم کھا " *

سوم کتاب اول سموئیل باب ۷ ورس ۳ و ۴ اور وہ ورس یہہ ھیں *

" تب سموئیل نے اسرائیل کے سارے گھرانے کو کہا کہ اگر تم اپنے دلوں سے خداوند کی طرف پھرو تو اُن اجنبی معبودوں کو اور عستارات کو اپنے درمیان سے نکال پھینکو اور خداوند سے دل لگاؤ اور اُسی اکیلے کی عبادت کرو کہ وہ فلستیوں کے ھاتھہ سے تمہیں نجات بخشیگا . اور بنی اسرائیل نے بعلیم اور عستارات کو نکال پھینکا اور اکیلے خداوند کی بندگی کرنے لگے " *

حضرت مسیح علیہ السلام کے جواب سے پایا جاتا ھی کہ شیطان نے جو سجدہ کرنے کو کہا تھا تو الہیہ پرستش کے مطلب سے کہا تھا یعنی جس طرح خدا کو اللہ اور معبود حقیقی سمجھکر بطریق عبادت سجدہ کیا جاتا ھی اُسی طرح پر حضرت مسیح اُس ملعون کو سجدہ کریں اسواسطے حضرت نے جواب دیا کہ ایسا سجدہ اور بندگی صرف خدا ھی کے واسطے ھی ان تمام ورسوں سے بخوبی روشن ھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا نہ تھے

علاوہ اسکے ایک اور عمدہ دلیل اس ورس سے یہہ پائی جاتی ہی کہ جو پرستش اور بندگی صرف خدا کے لیئے ہی وہ دوسرے کسی کے لیئے نہیں کی جاتی کیونکہ اگر اسکے لیئے کی جاوے تو اسکو خدا کے مرتبہ کی برابر ٹھہرانا ہی ۔ بت پرستی جو گناہ ہی اسکا اصلی سبب یہی ہی کہ ایک حقیر چیز کو ایسی پرستش اور بندگی سے جو خدا کے لیئے ہی خدا کی برابر مانا جاتا ہی اب غور کرنا چاہیئے کہ تمام عہد عتیق اور چاروں انجیلوں میں جابجا خدا کی الہیہ پرستش اور اسکو معبود حقیقی جانکر اسکی بندگی کرنے کا حکم ہی ۔ مگر کسی مقام پر حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت یہہ حکم نہیں ہی کہ انکی الہیہ پرستش کیجاوے بعض مقام میں جو لفظ ورشپ کا آیا ہی اسکی تفسیر † ہم پہلے لکھہ آئے ہیں کہ اسکے معنی صرف الہیہ پرستش کے نہیں ہیں پس اگر حضرت مسیح علیہ السلام خدا ہوتے تو ہم بہت سی جگہہ انکے لیئے بھی الہیہ پرستش کا حکم پاتے *

اب ہم مسلمانوں کو اس ورس سے نصیحت پکڑنی چاہیئے کہ بجز ایک خدا کی پرستش اور بندگی کرنے کے ۔ اور کوئی طریق اور کوئی رستہ شیطان کے بہکانے کا جو ہمارا جنم سے سخت دشمن ہی نہیں ہی الحمد للہ کہ ہم مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام کے پورے پورے پیرو ہیں کہ جو راہ شیطان کے مغلوب کرنے کی انہوں نے بتائی اسی پر بوسیلہ اپنے نبی کے ہم چلتے ہیں آمین *

(فرشتوں نے آکر اس کی خدمت کی) بعضے لوگ فرشتوں کے آنے اور خدمت کرنے سے ایک نہایت چھوٹی بات خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ چالیس دن رات کے روزہ رکھنے سے جو شدت بھوک کی حضرت مسیح علیہ السلام کو تھی اس لیئے کچھہ خوراک مہیا کرنے اور جو تکلیف کہ ان دنوں میں ہوئی تھی اس کی عوض آرام دینے کو یہہ فرشتے آئے تھے * مگر ہم مسلمان یہہ نہیں کہتے ہم یقین کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام روح اللہ تھے وہی روح ان کی زندگی تھی وہ ہر بات سے جو خدا کے منہہ سے نکلتی تھی زندہ تھے مگر وہ فرشتے آئے تھے صرف اس لیئے کہ خدا کی طرف سے جو روحانی تسلی حضرت مسیح علیہ السلام کو ہوئی تھی اور جو رضامندی کہ درحقیقت خدا تعالی کو تھی اس کو ملائکہ حضرت مسیح علیہ السلام پر ظاہر کرنے کے وہ نشان ہوں اور ایسے وقت میں خود فرشتے حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت بجالاکر اپنے لیئے سعادت حاصل کریں *

---

۱۲ جب یسوع نے سنا کہ یحیی گرفتار ہوا تو جلیل کو چلا گیا *

۱۳ اور ناصرت کو چھوڑکر کفرناحوم میں جو زبولون اور نفتالی کی سرحدوں میں جو دریا کے کنارے پر ہی آکر رہا *

---

† دیکھو تفسیر صفحہ ۲۰

۱۴ تا اسیطرح جو اشعیاہ نبي کي معرفت سے کہا گیا تها پورا هوا *

۱۵ کہ زبولون ‡ اور نفتالي کي زمین یعني جلیل عوام جو دریا کے کنارہ یردن پار
هي *

۱۶ اُسي زمین کے لوگوں نے جو اندهیرے میں بیٹهے تهے روشني دیکهي ‡ اور اُن پر
جو موت کے ملک اور سایے میں بیٹهے تهے روشني ظاهر هوئي *

تفسیر

(جب یسوع نے سنا) یعني بعد پورا هوچکنے امتحان کے حضرت مسیح علیہ السلام نے حضرت یحیی کا گرفتار هونا سنا کیونکه § هیرود بادشاہ نے اپنے بهائي فلپ کي جورو هیرودیا کو اپنے پاس رکها تها اور جب حضرت یحیی نے اُس کو ملامت کي تو اُس نے حضرت یحیی کو قید کردیا تها *

(جلیل) فلسطین کا ملک جہاں یهودي رهتے تهے تین حصوں پر منقسم تها اُس میں سے شمالي حصه جلیل تها اُس کي شمالي حد اینٹي لبنیس تک تهي اور شرقي حد دریائے یردن اور سمندر تک اور جنوبي حد سمریا تک اور غربي حد فنشیا تک یهه غربي حصه اوپر اور نیچے کے دو ٹکڑوں سے تمیز کیا جاتا تها اوپر کا ٹکڑا شمال کو واقع تها اور اُس کے ایک ٹکڑے میں سریا والے اور فنشیا والے اور عرب کے لوگ رهتے تهے اور اسي سبب سے وہ ٹکڑا جلیل عوام کہلاتا تها نیچے کا حصه خصوصاً تبریس کا جنگل جو سمندر کے کنارہ پر هے بهت زر ریز اور آباد تها جلیل کي حدود میں قوم اشاچار اور زبولون اور نفتالي اور ایشر رهتي تهي حضرت عیسی علیه السلام نے اسي صوبه میں پرورش پائي اور وهیں زندگي بسر کي اور حواریوں کو تعلیم کیا اور اسي سبب سے حضرت مسیح کو ‖ جلولي کہتے تهے یهودیوں اور کافروں قوموں سے جلیل کا نام حقیر هوگیا تها کیونکه وهاں ایک امیز نسل رهتي تهي اور غیر قوموں کے ملنے سے وهاں کي زبان بهي خراب هوگئي تهي انگور یهاں کا نهایت عمدہ هوتا هے *

(کفرناحوم) یهه ایک بهت بڑا شهر تها اور حضرت عیسی علیه السلام یهاں بهت رهتے تهے اسي سبب سے حضرت ¶ مسیح علیه السلام کا شهر کہلاتا تها اس شهر میں حضرت مسیح علیه السلام نے بهت سي عمدہ عمدہ نصیحتیں فرمائیں اور بهت سے معجزے دکهلائے

† [illegible]

‡ لوک ۱ — ۷۹ — ۲ — ۳۲ —

§ لوک ۳ — ۱۹ —

‖ متي ۲۶ — ۶۹ —

¶ متي ۹ — ۱ —

[illegible]

مگر یہاں کے لوگ اپنی بدبختی سے راہ پر نہ آئے تب حضرت مسیح علیہ‌السلام نے نہایت خفگی سے بد دعا کی اور فرمایا کہ " اے کفر ناحوم † تو جو آسمان تک بلند ہوئی ہی دوزخ میں گرائی جاویگی کہ اگر یے معجزے جو تجھہ میں دکہائے گئے سدوم میں دکہائے جاتے تو آج تک موجود رہتا ۔ پر میں تجھسے کہتا ہوں کہ حساب کے دن تیری سزا سے سدوم کی سزا آسان ہوگی " یہہ بددعا حضرت مسیح کی مقبول ہوگئی اور ایسا بڑا شہر جو دارالخلافہ تہا برباد ہوگیا بہر حال یہہ شہر تیبریس کے سمندر کے مغربی کنارہ پر تہا بعضی سیلح جو سنہ ۱۸۴۳ ع میں وہاں گئے تو بیس تیس عربوں کی وہاں جہونپڑیاں پائیں اس کے سوا اور کچھہ نہ پایا *

(زبولون) قوم کا نام ہی زبولون ‡ حضرت یعقوب علیہ‌السلام کے چہٹے بیٹے لیاہ کے پیٹ سے تہے اُن کی اولاد زبولون کے نام سے پکاری جاتی ہی . یہہ قوم کنعان کے اُس ضلع پر قابض تہی جو جلیل اور میڈیٹرینین یعنی بحر قلزم کے سمندروں کے درمیان میں ہی اس کی جنوبی حد پر قوم اشاچار رہتی تہی اور شمالی حد پر قوم ایشر اور نفتالی *

(نفتالی) یہہ بہی ایک قوم تہی نفتالی حضرت § یعقوب کے بیٹے کا جو بلہہ سے پیدا ہوا تہا نام ہی یہہ قوم اس ملک کے شمالی حصہ پر جو دریائے یردن کے مشرق میں اور قوم ایشر کے مغرب پر ہی قابض تہی یہہ ٹکرہ نہایت زر خیز ہی نفتالی کے حق میں بڑی برکت کی دعا دی گئی ہی اور کہا گیا ہی کہ " اے || نفتالی تو فضل سے بہرپور اور خداوند کی برکتوں سے معمور ہو تو مغرب اور جنوب کا مالک ہو " *

(اسی طرح جو اشعیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تہا) اس پیشین گوئی کا حوالہ مقدس متی نے اشعیاہ نبی کی کتاب پر کیا ہی مگر یہہ بتانا کہ یہہ پیشین گوئی کس ورس میں ہی تہوڑی سی دقت رکہتی ہی اصل عبرانی میں جو اشعیاہ نبی کی کتاب ہی اُس میں اس پیشین گوئی کا مضمون آٹہویں باب کے تئیسویں ورس سے شروع ہوتا ہی اور نویں باب کے پہلے ورس میں ختم ہوتا ہی مگر ولگیت جو لاطینی ترجمہ ہی اُس میں اور نیز تمام انگریزی ترجموں میں آٹہویں باب میں کل بائیس ورس ہیں اور تیئیسواں ورس نویں باب میں ملادیا ہی اس سبب سے وہ پہلا ورس نویں باب کا اور نویں باب کا پہلا ورس دوسرا ورس ہوگیا ہی اس سبب سے ولگیت اور انگریزی ترجموں میں یہہ پیشین گوئی نویں باب کے پہلے اور دوسرے ورس میں ملتی ہی بہر حال ہم اُن ورسوں کو یہاں نقل کرتے ہیں مگر نشان ورسوں کا بموجب عبرانی نسخہ کے قایم رکہتے ہیں اور وہ ورس یہہ ہیں *

---

† متی ۱۱ — ۲۳ ، ۲۴ ـ

‡ پیدایش ۳۰ — ۲۰ ـ

§ پیدایش ۳۰ — ۸ ـ

|| استثنا ۳۳ — ۲۳ ـ

« لیکن † وهاں اندهیرا نرهیگا جهاں اب تنگي هی جیسا اگلے زمانه نے زبولون کي سرزمین کو اور نفتالي کي سرزمین کو ذلیل کیا ویسا هي پچهلا زمانه اُس دریا کے گرد نواح یردن کے کنارے قوموں کے جلیل کو بزرگي بخشیگا » *

« وے ‡ لوگ جو اب تاریکي میں چلتے هیں بڑي روشني دیکهتے هیں اور اُن پر جو ظل موت کے ملک میں رهتے هیں نور چمکتا هی » *

بعضے لوگ یهه خیال کرتے هیں که یهه پیشین گوئي حضرت مسیح علیه‌السلام کے کفر ناحوم اور زبولون اور نفتالي میں جاکر رهنے سے کچهه مناسبت نهیں رکهتي کیونکه اشعیاه نبي نے وه پیشین گوئي احاز یهود کے بادشاه کو رصین بادشاه ارم اور افریم اور پقح بادشاه اسرائیل کے هاتهه سے بچنے کي دي هی جیسےکه آینده ورسوں § سے معلوم هوتا هی اُسکو حضرت مسیح علیه‌السلام کے اُن ملکوں میں جانے اور رهنے سے کیا علاقه هی *

مگر یهه خیال صحیح نهیں هی کیونکه یردن کے کنارے کي قوم کو بزرگي بخشنے سے وهي روحاني بزرگي مراد هی جو حضرت مسیح علیه السلام کي روشن نصیحت سے وهاں چمکي یهه لوگ تاریکي میں یعني خدا اور روحاني باتوں سے بے خبر تهے اور موت کے ملک اور سایه میں بیٹهے تهے پهر ایسے لوگوں پر بجز اُس روحاني روشني کے جو حضرت مسیح علیه السلام کے سبب چمکي اور کونسي روشني مراد هوسکتي هی *

اندهیرے میں یا موت کے ملک یا موت کے سایه میں بیٹهنا یا اور جو الفاظ اس طرح کے هوں اُنسے روحاني خرابیوں کا جتانا مراد هوتا هی کیونکه دنیا میں رهنا اور آرام کرنا صرف چند روزه هی جو پلک مارنے سے بهي پهلے ختم هوجاتا هی پهر جب آدمي کو روحاني روشني نهیں هی تو یهه دنیا کي ظاهري روشني درحقیقت اندهیرا هی اور جب روحاني زندگي نهیں هی تو دنیا میں رهنا اور جینا درحقیقت موت کے ملک اور موت کے سایه میں بیٹهنا هی *

۱۷ اُسي وقت سے یسوع نے وعظ کرنا اور یهه کهنا شروع کیا که توبه کرو || که آسمان کي بادشاهت نزدیک هی *

تفسیر

(اُسي وقت) یعني جب حضرت مسیح نے حضرت یحیی کا قید هونا سنا اور جلیل کو تشریف لے گئے اُسیوقت وعظ کرنا شروع کیا *

(توبه کرو که آسمان کي بادشاهت نزدیک هی) یعني خدا کا رحم اور فضل بندوں کے نزدیک هوا هی اب یهه وقت هی که اُسکے بندے توبه کریں اور خدا کي بادشاهت میں

† اشعیاه ۸ — ۲۳ —
‡ اشعیاه ۹ — ۱ —
§ دیکهو اشعیاه ۹ — ۳ —
|| باب ۳ — ۲ — مارک ۱ — ۱۵ —

داخل ہوں اس مقام سے ہم مسلمان استدلال کرتے ہیں کہ بموجب قول حضرت مسیح علیہ السلام کے بھی صرف توبہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں گناہوں کی معافی کے لیئے بجز دلی توبہ کے اور کسی چیز کی درکار اور ضرورت نہیں ہی *

۱۸ جسوقت کہ یسوع دریاے جلیل کے کنارے پر چلا جاتا تھا اُسنے دو بھائیوں کو جو مچھلی کے شکار کرنے والے تھے یعنی شمعون † جو پیٹر کہلاتا ہی اور اُسکے بھائی اندریاہ کو دریا میں جال ڈالتے ہوئے دیکھا *

۱۹ اور اُسنے اُنسے کہا کہ میرے پیچھے چلے آؤ میں تمھیں آدمیوں کا شکار کرنے والے بناؤنگا ‡ *

۲۰ تب وے اُسیوقت جالوں کو چھوڑ کر اُسکے پیچھے چلے *

تفسیر

(دریاے جلیل) اس سے وہ سمندر مراد ہی جو صوبہ جلیل میں واقع ہی *

(شمعون جو پیٹر کہلاتا ہی) انگریزی ترجموں میں شمعون کو سایمن لکھتے ہیں یہہ بیٹے § ہیں جونا یعنی یونس کے اور رہنے والے ہیں بیتسیدا کے پیٹر جسکے معنی پہاڑ کے ہیں رومی لفظ ہی جب یہہ حواری مقرر ہوئے تو انکو یہہ لقب || دیا گیا تھا انہی کی ساس کو حضرت عیسی علیہ السلام نے سخت بیماری ¶ سے اچھا کیا تھا سب سے پہلے یہی حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور حضرت عیسی سے بہت محبت رکھتے تھے اور اُسی محبت کے جوش میں ان سے وہ کلمہ * نکل گیا تھا جسپر حضرت عیسی خفا ہوئے تھے جب مصیبت کا وقت آنیکو تھا تو بہت سے مرید حضرت عیسی سے پھر گئے. مگر پیٹر نے کہا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر ⸸ کہاں جاوینگے انہوں نے نہایت مضبوطی سے حضرت مسیح علیہ السلام سے کہا کہ میں آپکے لیئے †† اپنی جان نثار کرونگا مگر وہ بات تین دفعہ انکار ‡‡ حضرت مسیح کی جو انسے ظہور میں آئی وہ صرف مقتضاے بشریت تھی مگر حضرت مسیح علیہ السلام کی جو عنایت ان پر تھی وہ انکے بڑے عالی درجہ ہونے پر دلالت کرتی ہی حضرت

† مارک ۱ — ۱۶ لوک ۵ — ۳ —

‡ لوک ۵ — ۱۰ —

§ میتھیو ۱۶ — ۱۷ —

|| یوحنا ۱ — ۴۲ میتھیو ۱۶ — ۱۸ —

¶ متی ۸ — ۱۴ مارک ۱ — ۲۹ لوک ۴ — ۳۸ —

* میتھیو ۱۶ — ۲۳ و ۲۴ —

⸸ یوحنا ۶ — ۶۷ لغایت ۶۹ —

†† یوحنا ۱۳ — ۳۷ —

‡‡ یوحنا ۱۸ — ۱۷ و ۲۵ و ۲۶ —

مسیح علیہ السلام † کے پہلوٹھے فرزند ہونیکا مرتبہ نہایت شان دار ہی اُسیکا نتیجہ تھا کہ حضرت مسیح نے انسے تین دفعہ ‡ فرمایا کہ تو میری بھیڑ بچوں کو چرا گویا حضرت مسیح نے اپنے بعد انکو اپنا نائب کیا یہہ وہ مرتبہ ہی کہ کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوا انہوں نے وعظ کرنے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی انجیل پھیلانے میں بڑی کوشش کی اور کئی دفعہ سخت سخت مصیبتوں میں گرفتار ہوئے اور آخر کار سنہ ۶۵ ع میں اپنی بی بی سمیت روم میں شہید ہوئے اور حضرت مسیح علیہ السلام پر اپنی جان نثار کی *

(اندریاہ) یہہ بھی حضرت عیسی علیہ‌السلام کے حواری اور شمعون پطرس کے § بھائی ہیں حضرت یحیی علیہ‌السلام کے مریدوں میں تھے جب حضرت مسیح علیہ‌السلام پر روح قدس نازل ہوئی تو آپ کے پیرو ہوئے اور انجام تک آپ ہی کی پیروی میں رہے یہاں تک کہ اُسی بات پر انجام کو شہید ہوئے *

(میرے پیچھے چلے آؤ) یعنی میری اطاعت کرو اور مجھہ پر ایمان لاؤ اور مجھہ میں آؤ کہ یہہ کام دنیا کے کاموں سے بہتر ہی *

(آدمیوں کا شکار کرنے والے) یعنی آدمیوں کو خدا کی طرف یا حضرت مسیح علیہ‌السلام کی طرف یا اپنی طرف کھینچنے والے بناؤنگا ان تینوں باتوں کا نتیجہ ایک ہی حواریوں میں آنا حضرت مسیح علیہ‌السلام میں آنا ہی اور حضرت مسیح علیہ‌السلام میں آنا خدا میں آنا ہی پھر زہے قسمت اُس شخص کی جسکا خدا صیاد اور وہ خدا کا شکار ہو

ناوک نے تیرے صید نچھوڑا زمانے میں * تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانے میں

(جالوں کو چھوڑ کر اُس کے پیچھے ہو لیئے) یعنی یہہ بات سنتے ہی حضرت مسیح علیہ‌السلام کے کلام نے جو روح قدس سے بھرپور تھا اُن کے دل پر اثر کیا اور فی‌الفور وہ ایمان لائے اور حضرت مسیح علیہ‌السلام کے پیچھے ہو لیئے ہم مسلمانوں کے اعتقاد میں اصل ایمان یہی ہی جو حواریوں کو حاصل ہوا بغیر اسکے کہ وہ کوئی معجزہ دیکھیں صرف حضرت مسیح علیہ‌السلام کی بات کو دل و جان سے قبول کیا اور روحانی سچائی حاصل کی انہی لوگونکے حق میں اللہ تعالی قران مجید میں فرماتا ہی کہ جب مینے دلمیں ڈالا حواریونکے کہ مجھہ پر ایمان لاؤ اور میرے پیغمبر پر یعنی عیسی پر بولے ہم ایمان لائے اور اے عیسی تو گواہ رہ کہ ہم ایمان والے ہیں *

سورہ مائدہ آیت ۱۱۲
و اذ اوحیت الی الحواریین ان آمنوا بی وبرسولی قالوا امنا و اشہد باننا مسلمون *

† مطلب یہ ہی کہ پطرس [illegible] حضرت مسیح پر سب سے پہلے ایمان لائے تو گویا وہ پہلوٹھے فرزند ہوئے
‡ یوحنا [illegible] ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ *
§ متی [illegible] ۱۸ [illegible] ۲۰ مارک [illegible] ۲۰ یوحنا ۱ [illegible] ۴۵ [illegible] ۴۴ [illegible] ۸ [illegible] ۱۲ [illegible] ۲۲ [illegible] *

۲۱ اور اُس نے وھاں سے آگے بڑھکر دو بھائیوں † یعنی زبدی کے بیٹے یعقوب اور اُسکے
بھائی یوحنا کو اپنے باپ کے ساتھہ کشتی پر بیٹھے ھوئے اپنے جال مرمت کرتے دیکھا اور اُن
کو بلایا *

۲۲ تب وے ‡ اُسی وقت کشتی اور اپنے باپ کو چھوڑکر اُس کے پیچھے چلے *

تفسیر

یعقوب ابن زبدی جن کو جمس اول بھی کہتے ھیں حضرت عیسی علیہ‌السلام کے حواری ھیں مچھلی پکڑنے کا پیشہ کرتے تھے حضرت مسیح علیہ‌السلام سے ملتے ھی روح قدس کی تاثیر ھوئے اور فی‌الفور ایمان لائے انجیل کے پھیلانے میں نہایت گرمجوش تھے حضرت § مسیح علیہ‌السلام نے ان کے شہید ھونے کی خبر دی تھی چنانچہ وہ پوری ھوئی || اور سنہ ۴۴ ع یا سنہ ۱۸۴۴ ع میں ھیرود نے آپ کو شہید کروا ڈالا *

یوحنا ابن زبدی جنکو جان بھی کہتے ھیں یہہ بھی حضرت عیسی علیہ‌السلام کے حواری ھین اور حضرت یحیی علیہ‌السلام پر بھی ایمان لائے تھے اور بعضی کہتے ھیں کہ اُنکے بھتیجے بھی تھے یہہ بھی حضرت عیسی علیہ‌السلام پر روح قدس کی مدد سے فی‌الفور ایمان لائے یروشلیم میں اکثر رھا کرتے تھے اور جب تک حضرت مریم زندہ رھیں اُن کی خدمت کیا کیئے اور پھر ایشیا صغیر میں وعظ کہنا شروع کیا اور بمقام پتمس یعنی پیٹمس جو ایجین سمندر میں واقع ھی ¶ جلا وطن کیئے گئے وھیں اُنھوں نے اپنے مکاشفات لکھے ھیں اور سنہ ۹۹ ع یا سنہ ۹۷ ع میں اُنھوں نے اپنی انجیل لکھی اور تین نامہ بھی ان کے لکھے ھوئے ھیں آخرکار نوے برس کی عمر میں بعہد سلطنت تریجن اس جہان فانی سے انتقال فرمایا *

۲۳ یسوع ساری جلیل میں پھرتا ھوا اُن کی عبادت گاھوں میں نصیحت کرتا * اور
خدا کی بادشاھت کی خوش خبری سناتا اور لوگوں کے ھر طرح کا مرض اور ھر طرح کی
بیماری کو دفع کرتا رھا *

۲۴ اور تمام سریا میں اُس کی شہرت ھوئی اور اُن سب بیماروں کو جو بہت طرح کے
مرض اور آفتوں میں گرفتار تھے اور دیوانوں کو اور مصروعوں کو مفلوجوں کو اُس کے پاس لائے
اور اُس نے اُن سبھوں کو چنگا کیا *

† مارک ۱ — ۱۹ ؛
‡ ارک ۵ — ۱۱ ؛
§ ارک ۲۱ — ۱۹ ؛
|| اعمال ۱۲ — ۲ ؛
¶ مکاشفات ۱ — ۹ ؛
متی ۹ — ۲۵ ؛ مارک ۱ — ۲۹ ؛

۲۵ اور بہت سی † جماعتیں جلیل اور دکاپلی اور یروشلیم اور یہودیا اور یردن کے پار سے اُس کے پیچھے چلیں *

تفسیر

(خدا کی بادشاہت) خدا کی بادشاہت کی خوشخبری سنانے سے انھوں کا وعظ کرنا اور اُس حقیقی بادشاہ کی شان اور جلال کا بتانا اور جو خدا کی بادشاہت تمام اُس کی مخلوقات پر ہی اُس کی خوشخبری دینا مراد ہی *

(سوریا) پہلے دارالخلافہ بادشاہت اسیریا کا نینوا تھا جب بیبلن یعنی بابل میں دارالخلافہ ہوا تو ببلونیا اور کیلدیا دونوں ملکر ایس سریا کہلاتے تھے ان دونوں مقاموں میں دو وسیع ولایتیں تھیں جو دریاے یوفریٹیز یعنی فراط کے دونوں طرفوں پر واقع تھیں بعد اس کے جو ملک کہ دریا کے پار تھا اُسکا ‡ نام پار کا ارام ہوا اور جو دریا کے اسطرف تھا اُسکا نام وار کا ارام ہوا پار کے ارام کا یونانیوں نے ایس سریا نام رکھا تھا اور وار کے ارام کا سریا نام رکھا تاکہ دونوں میں تمیز ہو پہلے پہل سریا کا دارالخلافہ زوبا تھا § پھر ڈیمسکس یعنی دمشق دارالخلافہ ہوا سریا کی شمالی حد سمندر مڈیٹریفین یعنی دریاے قلزم اور دریاے سلنس سے دریاے یوفریٹیز تک تھی اور جنوبی حد پہاڑ ٹارس سے عرب اور مصر کے کنارہ تک تھی اور یہہ سریا دو حصوں میں منقسم تھی نیچے کا جنوبی حصہ پلسیطین کہلاتا تھا اور اُس میں کنعان اور فنیشیا اور کولی سریا واقع تھی جو پہاڑ لبینن کے دونوں کناروں اور شمالی سریا کے درمیان میں ہی اور اس کے سوا جو ملک شمال میں تہا وہ اپر سریا یعنی اوپر کا سریا یا شمالی سریا کہلاتا تھا اور کولی سریا کو بالتخصیص سریا کہا کرتے تھے ان صوبجات کے بادشاہ بنی اسرائیل سے اکثر لڑا کرتے تھے *

دکاپلی جسکو دکی پولس بھی کہتے ہیں سریا کا ایک حصہ ہی جو سمندر جلیل کے مشرق پر واقع ہی اور یہودیا کا ایک صوبہ ہی اس صوبہ میں دس شہر تھے اور اُنہی شہروں سے اس کا یہہ نام ہوا تھا اور ان شہروں میں غیر ملک کے لوگ یعنی یونانی وغیرہ آباد تھے یہودی آباد نہ تھے *

(یردن کے پار) یہہ ایک علاحدہ ملک ہی جو پیریا بھی کہلاتا ہی *

(اُس کے پیچھے چلیں) یعنی حضرت مسیح علیہ‌السلام کی شہرت بہت جلد ان تمام ملکوں میں اور یروشلیم میں بھی جہاں وہ اب تک تشریف نہیں لے گئے تھے ہوگئی اور ان ملکوں کے بہت سے لوگوں نے آنکر حضرت مسیح علیہ‌السلام کی پیروی کی *

† مارک ۳ — ۷ و ۸ ء
‡ ۲ سموئیل ۱۰ — ۱۶ ء
§ ۱ تواریخ ۷ — ۸ ء

پانچواں باب

۱ پہاڑ پر مسیح کا وعظ کرنا ۳ بیان کرنا کہ مبارک کون ہی ۱۳ شاگردوں کا نمک اور روشنی کی مانند ہونا ۱۷ خدا کے حکم پورا کرنے کو مسیح کا آنا ۲۱ قتل اور غصی سے منع کرنا ۲۷ زنا سے منع کرنا ۳۳ ہر بات میں قسم کرنے سے منع کرنا ۳۸ ظلم سے صبر کرنا ۴۳ اور دشمنوں کو دوست رکھنا ۔

۱ یسوع جماعتوں کو دیکھہ کر ایک پہاڑ پر چڑہ بیٹھا اور اُس کے مرید اُس پاس آئے ٭

۲ تب وہ نصیحت کے طور پر اُن سے کہنے لگا ٭

(ایک پہاڑ پر چڑہ بیٹھا) کفر ناحوم کے قریب دریاے جلیل اور دیبر پہاڑ کے شمال کو بتی دیوتز ایک ٹیلہ پہاڑ کا ہی وہاں حضرت عیسی علیہ‌السلام جاکر بیٹھے یہودی معلموں کا قاعدہ تھا کہ وہ † بیٹھہ کر وعظ اور نصیحت کیا کرتے تھے اُسی قاعدہ کے موافق حضرت مسیح علیہ‌السلام نے بھی بیٹھہ کر نصیحت فرمائی ٭

(نصیحت کے طور پر اُن سے کہنے لگا) یہہ وعظ حضرت مسیح علیہ‌السلام کا سرمن ان دی مونٹ کہلاتا ہی یعنی پہاڑ پر کا وعظ یہہ نصیحت ایک نہایت نورانی بلا آمیزش دلیلوں کی تاریکی کے بہت صاف صاف ہی جسکا اثر آدمی کی روح میں پہرا جاتا ہی ۔ نیک دل آدمی جب اس وعظ کو پڑہتا ہی تو اب بھی وہی نورانی روشنی پاتا ہی جس سے اُس کا دل یقین کرتا ہی کہ یہہ وہی روح‌القدس کا اثر ہی جو ابتک ان لفظوں میں رکہا ہوا ہی ٭

دلیلوں سے کسی بات کو ثابت کرنا البتہ مخاطب کو ساکت کرتا ہی اور اُس کی عقل کو مغلوب کرتا ہی مگر وہ بات جو روح پر اثر دے اور دلمیں پیٹھی جاوے وہ کچھہ محتاج دلیلوں سے ثابت کرنے کی نہیں ہوتی وہ بات ہی اپنی سچائی کی آپ دلیل ہی اسیواسطے حضرت مسیح علیہ‌السلام نے اپنی نصیحت کو دلیلوں کی آمیزش سے بالکل پاک اور صاف رکہا ہی ۔

زعشق نا تمام ما جمال یار مستغنی است
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبارا

مگر بعض لوگ اس وعظ پر یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہہ نصیحت حضرت مسیح علیہ‌السلام کی اگلی کتابوں سے لی ہوئی ہی اکثر حصہ اس کا زبور اور اشعیاہ نبی کی کتاب سے ماخوذ ہی اگر حضرت مسیح علیہ‌السلام خود خدا ہوتے یا روح قدس سے مؤید ہوتے تو وہ اگلی کتابوں کی باتوں کو اپنا وعظ کہہ کر نہ بیان کرتے بلکہ اپنی طرف سے نئی بات بتاتے ٭

---

† لوک ۴ – ۲۰ ، ۲۱ ۔

مگر یہہ ایک بیہودہ خیال ہی یہہ تو ہم خود کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ‌السلام خدا تو نہ تھے مگر اس سے یہہ خیال کرنا کہ وہ مؤید بروح‌القدس بھی نہ تھے محض بیجا ہی ہم بارہا سمجھاتے آئے ہیں کہ تمام انبیا علیہم‌الصلوات‌والسلام ایک دین پر تھے سب کی وعظ اور نصیحت کا ایک نتیجہ تھا استمام پر حضرت مسیح علیہ‌السلام نے وہ اعلی اور عمدہ نتیجے بیان فرمائے ہیں جس کے لیئے تمام انبیاء آئے اور یہی نصیحت کرتے رہے اور یہی اخلق بتاتے رہے پھر ضرور تھا کہ حضرت مسیح علیہ‌السلام کی نصیحت اُس کے مطابق ہو *

---

۳ مبارک وے † ہیں جو دل میں بے غرور ہیں کہ آسمان کی بادشاہت اُنہوں کی ہی *

تفسیر

حضرت ‡ اشعیاہ علیہ‌السلام نے فرمایا " خداوند فرماتا ہی لیکن میں اُس شخص پر نگاہ کرونگا جو غریب اور فروتن اور میری بات سے لرزاں ہی " یہہ نصیحت حضرت مسیح علیہ‌السلام کی اسکے مطابق ہی مگر یہاں زیادہ وضاحت سے فرمایا کہ ظاہر کی فروتنی اور عاجزی کچھہ کام کی نہیں ہی بلکہ دل میں سے غرور نکالنا اور دلی فروتنی حاصل کرنی چاہیئے *

(آسمان کی بادشاہت) اس سے خدا کی وہ بادشاہت مراد ہی جو آخرت میں سب طرح پر خدائے واحد کو مسلم ہوگی اور وہ بادشاہت اُنہی لوگوں کے لیئے ہی جو دل میں بے غرور ہیں اللہ تعالے قرآن مجید میں فرماتا ہی کہ یہہ آخرت کا گھر اُنہی لوگونکو دینگے جو دنیا میں غرور کو نہیں چاہتے اور نہ بگاڑ کو اور انجام کو بھلائی خدا سے ڈرنے والوں کو ہی *

سورۂ قصص آیت ۸۳
تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین —

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں جائیگا بہشت میں کوئی جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی غرور ہی *

مشکوٰۃ باب الغضب والکبر
لا یدخل الجنۃ احد فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من کبر رواہ مسلم —

---

۴ مبارک وہ ہیں جو غمگین § ہیں کہ وے تسلی پاوینگے *

تفسیر

حضرت اشعیاہ علیہ‌السلام نے فرمایا ‖ " قدوس یوں فرماتا ہی میں بلندی اور مقدس میں رہتا ہوں اور اُسکے ساتھہ بھی جو شکستہ اور فروتن ہی کہ پژمردوں کی خاطر کو

---

† اشعیاء ۶۶ — ۲ لوکا ۲ — ۳۰ ‡ اشعیاء ۶۶ — ۲
§ اشعیاء ۵۸ — ۱۵ ۹۱ — ۲۰۱ ‖ اشعیاء ۵۷ — ۱۵

حیات بخشوں اور شکستوں کے دلکو زندہ کروں۔" اور دوسری جگہ فرمایا کہ " خداوند †
خدا کی روح مجھپر ہی کیونکہ خداوند نے مجھے مسیح کیا تاکہ میں حلیموں کو بشارتیں دوں اُسنے مجھے بھیجا ہی کہ میں دل شکستوں کو دلاسا دوں اور اسیروں کے لئیے رہائی اور بندھوں کے لئیے زندان سے نکلنے کی منادی کروں " حضرت مسیح علیہ السلام نے حضرت اشعیاہ نبی کے قول کی حقیقت اور ماہیت بتائی کہ درحقیقت غمگین وہ ہیں جو اپنے گناہوں کے سبب خدا پرست غم سے روتے اور غمگین ہیں کیونکہ گناہوں کی معافی سے وہ تسلی پاوینگے *

گناہ من ار نامدے در شمار * ترا نام کی بودے آمرزگار

مشکواۃ باب البکاء والخوف
مامن عبد مومن یخرج من عینیہ دموع و ان کان مثل راس الذباب من خشیۃ اللہ ثم یصیب شیئاً من حر وجہہ الا حرمہ اللہ علی النار رواہ ابن ماجہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایماندار بندہ جس کی آنکھہ میں سے خدا کے ڈر سے آنسو نکلتا ہی اگرچہ مکھی کے سرھی کے برابر ہو اور اُس کے منہہ پر خدا کے ڈر سے تغیر آجاتا ہی اللہ تعالی بالضرور اُس کو دوزخ کی آگ سے بچاتا ہی *

---

۵ مبارک وے ہیں جو حلیم ‡ ہیں کہ وے زمین کے وارث ہونگے *

تفسیر

حضرت داؤد § علیہ السلام نے فرمایا "لیکن وے جو مسکین ہیں زمین کے وارث ہونگے اور بہت سلامتی سے خوش دل ہونگے" اُسیکے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ جو لوگ حلیم ہیں وہی زمین کے وارث ہونگے زمین کے وارث ہونے سے یہہ مراد نہیں ہی کہ زمین پر جو برکتیں ہیں جیسیکہ امن سے اور تندرستی سے رہنا اور آرام سے بسر کرنا وہ اُنکو ملینگیں بلکہ یہہ مراد ہی کہ زمین انسان کے آنے کے لئیے اسواسطے بنائی گئی ہی کہ وہ یہاں آنکر وہ چیز بووے جو وہاں یعنی آخرت میں اُسکا پھل پاوے اور جس شخص نے زمین پر آکر وہ چیز بوئی جسکا پھل وہاں اُسکو ملیگا تو اُسنے گویا زمین کا ورثہ لیا پس حلم اور بردباری ایسی ہی چیز ہی جسکا بیج یہاں بویا جاتا ہی اور پھل وہاں کاٹا جاتا ہی اسلیئے حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ وے زمین کے وارث ہونگے *

---

۶ مبارک وہ ہیں جو نیکی کے بھوکے اور پیاسے || ہیں کہ وے سیر ہونگے *

---

† اشعیاہ ۶۱ — ۱ —
‡ زبور ۳۷ — ۱۱
§ زبور ۳۷ — ۱۱ —
|| اشعیاہ ۴۴ — ۱ و ۳ ۵۵ — ۱ و ۲ ارمیاہ ۳۱ — ۲۵ —

تفسیر

حضرت اشعیاہ نبی کی کتاب میں ھی کہ خدا نے † فرمایا کہ " میں پیاسے پر پانی انڈیلونگا اور خشک زمین پر سیلاب بہاؤنگا " اور اسیطرح دوسرے ‡ مقام میں فرمایا کہ " اے سب پیاسو پانی پاس آؤ اور جس کے پاس نقدی نہو آؤ مول لو اور کھاؤ آؤ وین اور دودھ بے روپیہ اور بے قیمت خریدو " ان ورسوں کی جو اصل حقیقت تھی وہ حضرت عیسی علیہ السلام نے بتائی کہ بھوکے اور پیاسے اور جو خدا تعالی کے فضل اور رحم کے مستحق ہیں وہ وہ لوگ ھیں جو نیکی کے بھوکے اور پیاسے ھیں یعنی انکی خواھش یہہ ھی کہ جہاں تک ھوسکے خدا تعالی کی مخلوق کے ساتھہ نیکی کی جاوے ھر ایک درد مند کے درد میں شریک ہو ھر ایک حاجتمند کی حاجت نکالنے میں مصروف ھوو. ایک کے ساتھہ ھر طرح کی نیکی کی جاوے یہی لوگ مبارک ھیں کیونکہ قیامت میں سیر ھونگے یعنی اپنی نیکی کا بدلا خدا سے پاوینگے ۔

۷ مبارک وے ھیں جو رحم دل ھیں کہ انپر رحم کیا § جائیگا ۔

تفسیر

(رحم دل ھیں) رحم کے معنی یہہ ھیں کہ دوسرے کے رنج اور غم اور دکھہ درد کو دیکھ کر رنج کرنا اور بقدر اپنی طاقت اور قوت کے اسکے دور کرنے اور اس شخص کی تسلی کرنے میں کوشش کرنا مگر نہ کسی اپنی غرض سے بلکہ محض بے غرض صرف اس نیت سے کہ وہ شخص آرام پاوے. جو لوگ کہ اس طرح پر رحم دل ھیں انپر رحم کیا جاویگا یعنی خدا تعالی انپر رحم کریگا . سمجھنا چاھئیے کہ اللہ تعالی کی رحمت اسکے بندوں پر محض بے غرض ھی اسی طرح اگر بندے کا رحم دوسرے پر محض بے غرض ھو جب خدا کے رحم کا مستحق ھی اور اگر کسی غرض سے کسی پر رحم کیا تو خود اسنے اپنے کئے کا بدلا لے لیا ۔

مشکواۃ باب الشفقۃ والرحمۃ :

عن جریر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایرحم اللہ من لایرحم الناس متفق علیہ ۔

ھمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی اس شخص پر رحم نہیں کریگا جس نے انسان پر رحم نکیا غرضکہ رحم ایک خدا کی صفت ھی جو اس صفت کو اختیار کریگا وھی خدا سے پاویگا ۔

۸ مبارک وے ھیں جو صاف || دل ھیں کہ وے خدا ¶ کو دیکھینگے ۔

† اشعیاہ ۴۴ – ۳ –
‡ اشعیاہ ۵۵ — ۱ –
§ متی ۹ — ۱۳ –
|| مارک ۱۱ – ۲۵ . زبور ۲۴ – ۴ و ۵ عبرانی ۱۲ – ۱۴ ۔
¶ ایوب ۳ – ۲ ۔

تفسیر

یهه درس انجیل کا امام غزالي صاحب نے اپني کتاب احیاء العلوم میں اس طرح پر نقل کیا هی طوبی للمطهرة قلوبهم فی الدنیا مبارک وے هیں جنکا دل دنیا میں پاک هم الذین ینظرون الله یوم القیامه هی وهي لوگ هیں جو قیامت میں خدا کو دیکهینگے *

(صاف دل هیں) دلکي صفائي خدا پر اور اُس میں جو قدرتیں هیں اُنپر مضبوطي سے بغیر کسي وسوسه اور اندیشه کے یقین رکهنا هی . یهي یقین تها جس نے موسی علیه السلام کو دریا میں سے سلامت نکالا اور عیسی مسیح علیه السلام کو دریا پر چلایا اور ایوب علیه السلام کو کیسي کیسي سخت مصیبتوں میں مستقل رکها . جو شخص ایسا هوتا هی وه ایمان میں نهایت مضبوط هوتا هی اُسکي دلي اور روحاني خواهش یهي هوتي هی که خدا اُس سے وه کام هونے دے جو اُسکي نظر میں اچهے هوں تمام فعل اُسکے مرضيِ خدا کے تابع هوتے هیں اور هر حالت اور مصیبت میں وه ایسا هي خوش اور راضي رهتا هی جیسا که خوشي اور آسایش کي حالت میں تها . یهه ایسا مقام هی که اسکے درجات کي کچهه انتها نهیں هرایک شخص کو جسپر خدا کي مهربانی هو اُسکي لیاقت کے موافق مل سکتا هی . اور جسکو اعلی سے اعلی درجه حاصل هو اُس سے خدا تک بے انتها درجه هیں جو باقي رهتے هیں جیسیکه خدا بے انتها هی ویسے هي اُسکے تقرب کے درجے بے انتها هوں *

چو پاکان درین ره فرس رانده اند * بلا احصي از تک فرومانده اند

(خدا کو دیکهینگے) - ڈاکٹر جورتن † نے اس سے صرف یهه مراد لي هی که خدا کي عنایت اور پناه دنیا اور آخرت میں خاصکر حاصل کرینگے اور اُسکے حضور میں رسائي رکهکر خوشي کے اُس درجه کو پهونچینگے جو اُسکي حضور میں هوگا *

مگر واٹسن ‡ صاحب کهتے هیں که اس سے یهه مراد نهیں هی بلکه اس سے بڑهکر هي دنیا میں خدا کو دیکهنا اُس کي قدرت اور اُس کے فضل پر یقین کرنا اور اُسیکي ذات پر بهروسا کرنا اور خدا کا بندوں پر متوجهه هونا اور قدرتي باتوں کو لحاظ کرکر اُسکو پهچاننا اور اُس کے عدل اور رحم دونوں کو درستي سے سمجهنا مراد هی بس جو لوگ که صاف دل هیں وه زمین پر خدا کو دیکهتے هیں اور جسقدر اُن کے دل کي صفائي زیاده کامل هوتي جاتي هی وه زیاده کاملیت سے اُس کو دیکهتے هیں *

بعد اس کے واٹسن صاحب لکهتے هیں که اس مقام پر جو خدا کے دیکهنے کا وعده کیا گیا هی وه آخرت سے علاقه رکهتا هی اور وه لکهتے هیں که آخرت میں نجات یافته لوگوں کي مغفور روحوں کو خدا اپنے تئیں دکهادیگا *

† دیکهو تفسیر ڈائیلي و منیٹ مطبوعه سنه ۱۸۵٦ع صفحه ۲٦ جلد ۳ *

‡ واٹسن ایکسپوزیشن مطبوعه سنه ۱۸۳۷ ع صفحه ٥٦ *

ہوکت صاحب † لکھتے ھیں کہ خدا کو دیکھینگے اور اُس کے دیدار کی لذت اُٹھاوینگے جو بالکل پاک اور مقدس خدا ھی اس زندگی میں وہ لوگ اُس کو روحانی طور سے وساطتاً دیکھینگے اور اگلی زندگی میں شان دار طور سے اور خود دیکھینگے *

اس مسئلہ میں عیسائیوں میں اور مسلمانوں میں کچھہ اختلاف نہیں معلوم ھوتا ھم مسلمانوں کا اس بات پر ایمان ھی کہ قیامت کے دن ایمان والے اپنے پروردگار کو کھلم کھلا بغیر کسی پردہ اور حجاب کے دیکھینگے *

سورہ قیامہ آیت ۲۳
وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرہ —

اللہ تعالی سورہ قیامہ میں فرماتا ھی کہ کتنے مونھہ قیامت کے دن تروتازہ ھونگے اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ھونگے *

مشکواۃ باب رویۃ اللہ تعالی
عن جریر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم ستروون ربکم عیانا وفی روایۃ انکم ستروون ربکم کما ترون ھذا القمر —

مشکواۃ میں جریر ابن عبداللہ سے روایت ھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک قریب ھی کہ تم اپنے پروردگار کو دیکھوگے ظاھر اور ایک روایت میں آیا ھی کہ جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ھو اسی طرح اپنے پروردگار کو دیکھوگے غرضکہ اسمیں کچھہ شبہہ نہیں کہ قیامت کے دن بہشت میں ایمان والوں کو دیدار خدا نصیب ھوگا *

---

۹ مبارک وے ھیں جو صلح کرنیوالے ‡ ھیں کہ وے خدا کے فرزند کہلاوینگے *

تفسیر

طوبی للمصلحین بین الناس فی الدنیا ھم الذین یرثون الفردوس یوم القیامۃ —

اس ورس کو بھی امام غزالی صاحب نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں اس طرح پر نقل کیا ھی " مبارک وے ھیں جو دنیا میں آدمیوں میں صلح کرنیوالے ھیں وھی لوگ ھیں جو قیامت میں بہشت کے وارث ھونگے *

(صلح کرنے والے ھیں) یہہ اشارہ ھی رحمت اور شفقت کا یعنی انسان کو انسان پر ھمیشہ رحمت اور شفقت رکھنی اور ھر ایک کی خیر خواھی کرنی چاھیئے *

(خدا کے فرزند کہلاوینگے) علماء مسیحی خدا کے فرزند سے مقبول خدا ھونا مراد لیتے ھیں اور ھم مسلمانوں کے نزدیک بھی اس کے یہی معنی ھیں اور جوکہ خدا کے مقبول بلاشبہہ بہشت کے وارث ھونگے اس لیئے امام غزالی صاحب نے اپنی کتاب میں حاصل مطلب اس ورس کا بیان کیا *

---

† ہوکنس نوٹس مطبوعہ سنہ ۱۸۴۳ ع صفحہ ۱۶ —
‡ عبرانی ۱۲ — ۱۴ —

۱۰ مبارک وے ہیں جو نیکي کے واسطے ستائے † جاتے ہیں کہ آسمان کي بادشاہت اُنہیں کي ہی ٭

تفسیر

(نیکي کے واسطے ستائے جاتے ہیں) اس سے زیادہ انسان کے لیئے کونسي خوبي ہی کہ وہ نیکي کرے اور نیکي کے بدلے اُسے لوگ ستاویں بے شک آسمان کي بادشاہت یعني وہ رحم اور فضل جسکا وعدہ خدا نے نبیوں کي معرفت کیا اُنہیں کے لیئے ہی ٭

۱۱ مبارک ہو تم جب لوگ ‡ میرے سبب سے تم پر تہمت لگاویں اور تمکو ستاویں اور سب طرح کي بري باتیں تمہارے حق میں جھوٹھہ سے کہیں ٭

۱۲ شاد ہو § اور خوشي کرو کہ بہشت میں تمہیں بہت پھل ملیگا کہ اسطرح سے لوگوں نے تمہارے اگلے زمانہ کے نبیوں کو || ستایا ٭

تفسیر

(میرے سبب) حضرت عیسی علیہ السلام بالکل نیکي تھے اُن کے سبب ستایا جانا ایک بہت بڑي نیکي کے بدلے میں ستایا جانا تھا اس لیئے حضرت مسیح علیہ السلام نے حواریوں کو اگلي آنے والي مصیبتوں کي خبر دیکر اُن کو مبارک ہونا فرمایا ٭

۱۳ تم زمین کے نمک ہو اگر نمک کا مزہ ¶ بگڑ جاوے تو وہ کسطرح مزیدار کیا جاوے ؟ وہ کسي کام کا نہیں سوائے اس کے کہ باہر پھینکا جاوے اور لوگوں کے پاؤں تلے ملا جاوے ٭

تفسیر

اس ورس میں حضرت مسیح علیہ السلام نے بالتخصیص حواریوں کو نصیحت فرمائي اور یہہ اشارہ فرمایا کہ نیک باتوں پر تمہارا قایم اور مضبوط رہنا بہت ضرور ہی کیونکہ تم نمک ہو اور نمک سے سب چیزیں مزیدار ہوتي ہی مگر جب نمک کا مزہ بگڑ جاوے تو اُس کا کچھہ علاج نہیں بجز اُس کے کہ باہر پھینکا جاوے اور پاؤں کے تلے ملا جاوے ۔ اور اس ورس سے حواریوں کو یہہ بھي اشارہ فرمایا کہ تم ناسبات پر بھروسا مت کرنا کہ ہم حواري ہیں بلکہ نیک عمل کرنا کیونکہ جب عمل نیک نہونگے تو پھر حواري ہونا کچھہ کام نہیں آنے کا اور

† ۲ تمتھي ۲ — ۱۲ ۱ پطرس ۳ — ۱۴ –
‡ لوک ۶ — ۲۳ اعمال ۵ — ۴۱ –
§ یعقوب ۱ — ۲ ۱ پطر ۴ — ۱۳ –
|| اعمال ۷ — ۵۲ –
¶ مارک ۹ — ۵۰ لوک ۱۴ — ۳۴ — [illegible] ۲ — ۲۰ و ۲ –

نمک کا مزہ بگڑ جاویگا پھر بجز اس کے کہ باہر پھینکا جاوے اور پاؤں تلے روندا جاوے اور کسی کام کا نہیں *

اس مضمون کو ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ وضاحت سے فرمایا جب کہ تمام قریش اور قریب رشتہ داروں اور خود اپنی بیٹی حضرت فاطمۃ علیہا السلام کو فرمایا کہ لڑکی کرکر اپنی جان کو عذاب سے مول لو کوئی چیز تم کو اللہ سے بے پرواہ نہیں کرتی *

دیکھو تفسیر متی باب ۳-۹

۱۴ تم دنیا کی روشنی ہو † جو شہر کہ پہاڑ پر بسا ہی چھپ نہیں سکتا *

۱۵ اور لوگ چراغ ‡ روشن کرکے سرپوش کے نیچے نہیں رکھتے بلکہ چراغدان پر رکھتے ہیں تب وہ سب کو جو اس گھر میں ہیں روشنی بخشتا ہی *

۱۶ سو تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے ویسی ہی § چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھہ کر تمہارے باپ کا جو آسمان پر ہی شکر کریں *

تفسیر

متعدد مقاموں میں حضرت مسیح علیہ السلام نے یہودیوں کو دکھلاوے کے لئے نیک اعمال کرنے کو برا فرمایا ہی مگر اس مقام پر حقیقت اور ماہیت اس بات کی ارشاد فرمائی تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جس طرح ریا کاری سے دکھلاوے کے لئے بغیر روحانی تاثیر کے ظاہری نیک اعمال کا کرنا برا ہی اسیطرح صرف خدا کے واسطے اور روحانی اثر سے نیک کاموں کا اس طرح پر کرنا کہ لوگ دیکھہ کر اس سے ہدایت پاویں اچھا اور پسندیدہ ہی *

حضرت مسیح علیہ السلام نے پہلے پہل حواریوں کو دنیا کی روشنی فرمایا جس سے یہہ مطلب ہی کہ تم بخوبی ہدایت پاچکے ہو اور تمہارا دل ایمان کی روشنی سے روشن ہوچکا ہی اور تمہارے سب کام صرف خدا کے واسطے ہیں دنیا کی دکھلاوے اور ریاکاری کے لئے تم کوئی نیک کام نہیں کرتے پس درحقیقت تم دنیا کی روشنی ہو *

اور پھر فرمایا کہ جو شہر پہاڑ پر بسا ہی چھپ نہیں سکتا یعنی جب تمہارا دل اس طرح پر ایمان کی روشنی سے روشن ہو چکا ہی تو اس کا مقتضی یہہ ہی کہ وہ از خود سب کو دکھائی دے کسی طرح چھپانے سے چھپ نہیں سکتا اور تمکو بھی اس کا چھپانا نہیں چاہئے کیونکہ چراغ کو روشن کرکر کوئی سرپوش کے تلے نہیں رکھتا بلکہ اس سے مقصود سارے گھر کا روشن کرنا ہوتا ہی پس اس کو چراغ دان پر رکھنا چاہئے *

† فلپیوں کو ۲ — ۱۵ —
‡ مارک ۴ — ۲۱ لوک ۸ — ۱۶ ۱۱ — ۳۳ —
§ فلپیوں کو ۲ — ۱۵ و ۱۶ ۱ پطرس ۲ — ۱۲ —

اور پھر فرمایا کہ تمہاری روشنی یعنی تمہارا سچا ایمان اور تمہارے بے ریا نیک کام آدمیوں کے سامنے اس طرح پر ظاہر ہوں کہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھہ کر خدا پر ایمان لاویں اور ہدایت پاویں *

حاصل یہہ ہی کہ نیک کاموں کا ریا کاری سے کرنا نہایت برا ہی مگر جب ریا کاری مطلق نرہے اور تمام کام صرف خدا کے واسطے ہو جاویں تو اُن کا اسطرح پر کرنا جس سے دیکھہ کر اور لوگ ہدایت پاویں کچھہ مضائقہ نہیں *

اس مطلب کو ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت جامع الفاظ میں اور نہایت مختصر طور سے فرمایا ہی مشکواۃ میں حضرت عمر سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال نہیں ہیں مگر ساتھہ نیتوں کے اور ہر ایک آدمی کے لیئے وہی ہی جس کی اُسنے نیت کی ہی پس جو شخص گناہوں سے بھاگا ہی خدا اور اُس کے رسول کی طرف تو اُس کا جانا خدا اور اُس کے رسول کی طرف ہی اور جس شخص نے گناہوں کو چھوڑا ہی دنیا کے لیئے تاکہ اُس کو حاصل کرے یا ایک خوبصورت عورت کے لیئے تاکہ اُس سے نکاح کرے تو اُسکا جانا اُسیطرف ہی جس طرف وہ گیا *

مشکواۃ اول الحدیث

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انما الاعمال بالنیات و انما لامرئ ما نوی فمن کانت هجرة الی اللہ و رسوله فهجرة الی اللہ و رسوله و من کانت هجرة الی دنیا یصیبها او امرة یتزوجها فهجرة الی ما ھاجر الیه متفق علیه ــ

اس مقام پر ایک اَور عجیب اور نہایت عمدہ نصیحت حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمائی ہی جس کو نہایت غور اور فکر سے سوچنا اور سمجھنا چاہیئے تمام چیزوں کی جڑ اور تمام کمالوں کی بنیاد وہی نصیحت ہی یعنی آپنے فرمایا کہ " اور آدمی تمہارے نیک کاموں کو دیکھہ کر تمہارے باپ کا جو آسمان پر ہی شکر کریں " پس آدمی کو ایسا بننا چاہیئے کہ اُس کے نیک کام خود اُس کی نیکی اور سچائی کی دلیل ہوں تاکہ اور لوگ اُس کے نیک کاموں کو دیکھہ کر ہدایت پاویں ۔ نصیحت کرنی اور وعظ کہنا اور خدا کے غضب اور اُس کے قہر سے لوگوں کو ڈرانا یا اُس کی رحمت اور شفقت سنا کر خوش کرنا بہت آسان ہی آدمی کو خود ایسا ہونا چاہیئے کہ اور لوگ اُس کے نیک کام اور اُس کی سچائی اور مسکینی اور اُس کا خدا سے خوف اور رجا دیکھہ کر خود اُس کے ایمان کی روشنی سے ہدایت پاویں نہ زبان کی باتوں سے جو ہردم فنا ہوتی جاتی ہیں ــ

واعظاں کیں جلوہ در محراب و منبر میکنند

چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس

توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند

حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری اور ہمارے جناب پیغمبر خدا علیہ الصلواۃ والسلام کے صحابہ اور ہمارے مذہب کے بڑے بڑے اولیاء اللہ نے دور دست ملکوں میں تن تنہا سفر کیا اور باوجودیکہ اُن کے پاس نہ دولت تھی نہ حشمت نہ زور نہ حکومت اور لاکھوں آدمی اُن کے سبب ایمان لائے اور اُن کی روشنی سے ہدایت پائی کیا اُن میں صرف یہہ زبانی بات چیت تھی نہیں بلکہ اُن میں وہی روشنی تھی جس کو مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے ویسے ہی چمکے تاکہ وے تمہارے نیک کاموں کو دیکھکر تمہارے باپ کا جو آسمان پر ہی شکر کریں ہاں وعظ کہنا بہت آسان ہی مگر سینٹ پال سا ہوکر کہنا نہایت مشکل ہی *

---

١٧ یہہ گمان مت کرو کہ میں توریت اور نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں میں منسوخ کرنے نہیں آیا † بلکہ پورا کرنے آیا ہوں *

١٨ اس واسطے میں تم سے سچ کہتا ہوں جس وقت تک کہ آسمان اور ‡ زمین نیست نہ ہوں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز منسوخ نہوگا جبتک سب پورا نہ ہووے *

١٩ پس جو کوئی کہ ان حکموں کے چھوٹے سے چھوٹے ایک حکم کو نیست § کرے اور ویساہی آدمیوں کو سکھاوے آسمان کی بادشاہت میں چھوٹا کہلائیگا پر جو کوئی عمل کرے اور سکھلاوے آسمان کی بادشاہت میں وہی بڑا کہلائیگا *

٢٠ میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری نیکی فریسیوں اور کاتبوں کی نیکی سے || زیادہ نہو تو تم آسمان کی بادشاہت میں کسیطرح داخل نہوگے *

تفسیر

(منسوخ کرنے) یہہ ایک ایسا لفظ ہی جس پر نہایت بحث درکار ہی یہودی حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت کو ابدی بتلاتے ہیں اور جو اُس سے مختلف ہی اُسکو غلط اور باطل سمجھتے ہیں عیسائی اور بعض فرقے مسلمانوں کے نسخ کو نہیں مانتے اور خدا تعالی کے تقدس کے برخلاف سمجھتے ہیں مگر یہہ سب اختلافات نزاع لفظی ہی اور

---

† رومیوں ۳ر۱۰ — ۳ ۔

‡ لوک ۱۶ — ۱۷ ۱ پطرس ۱ — ۲۵ ۲ پطرس ۳ — ۱۰ ۔

§ گلتیوں ۳ — ۱۰ یعقوب ۲ — ۱۰ ۔

|| متی ۲۳ — ۵ و ۲۲ رومیوں ۱۰ — ۳ ۔

نسخ کے جو معنی ہمارے ہاں شرع میں مقرر ہوئے ہیں اُسکے نہ سمجھنے کے سبب یہہ سب اختلاف ہیں *

جاننا چاہیئے کہ نسخ کے لفظ کے ظاہری معنی یہہ سمجھہ میں آتے ہیں کہ جو حکم پہلے دیا گیا تہا یا جو تجربہ کے بعد اُس کا نقصان معلوم ہوا اس لیئے اُس پہلی بات کو منسوخ کرکر اور جو نقصان اُس میں پایا گیا تہا اُس کو دور کرکر دوسری بات جاری کی یہہ معنی نسخ کے ہرگز مسلمانوں کے نزدیک نہیں ہیں بلکہ اس کو خدا تعالی کے تقدس کے برخلاف سمجہتے ہیں اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے اُس کو کافر جانتے ہیں *

ہم مسلمانوں کے مذہب میں نسخ کے معنی صرف گذر جانے میعاد ایک حکم کے ہیں خواہ وہ میعاد پہلے سے معلوم ہو خواہ نہو مثلاً اگر حکم دیا جاوے کہ فلاں کام ایک برس تک کیا جاوے تو جب وہ میعاد گذر جاویگی تو وہ حکم منسوخ ہو جاویگا مگر اُس کا منسوخ ہونا نہ اسوجہہ سے تہا کہ اُس حکم میں کچہہ نقصان یا قباحت تہی بلکہ حاکم کے بمقتضاے حکمت اور مصلحت کے جس کو وہ خوب جانتا تہا ایک ہی برس تک اُس حکم کا بجا لانا مناسب سمجہا تہا *

یا مثلاً ایک طبیب حاذق نے جس کی تشخیص اور تجویز اور تدبیر میں کسیطرح کی غلطی کا احتمال ہی نہیں کسی مریض کے لیئے پہلی دفعہ ایک دوا تجویز کی اور اُسکو یہہ نہیں بتایا کہ کب تک اُس کو استعمال میں لاوے مگر وہ طبیب پہلے سے خوب جانتا تہا کہ اتنے دنوں تک جب یہہ مریض اس دوا کو استعمال کریگا تو اُس کا مزاج دوسری دوا کے دینے کے لایق ہوگا جب وہ دن گذرگئے اور اُس کا مزاج دوسری دوا کے استعمال کے لایق ہوا تب اُس طبیب نے وہ دوسری دوا اُسکو بتائی ظاہر میں پہلی دوا کا استعمال منسوخ ہوگیا مگر درحقیقت اُس پہلی دوا میں کچہہ نقصان یا قباحت نہ تہی بلکہ اُس کا استعمال اُتنے ہی دنوں تک مقصود تہا اگرچہ مریض یہہ سمجہتا ہی کہ طبیب نے پہلی دوا بدلدی یا منسوخ کردی بس مسلمانوں کے مذہب میں ناسخ اور منسوخ کے صرف یہہ معنی ہیں *

اب سمجہنا چاہیئے کہ تمام انبیاء نے جسقدر صفات خدا تعالی کی بیان فرمائیں اور جو حالات قیامت کے بتائے اور جو خبریں واقعات گذشتہ کی دیں یا جو پیشین گوئیاں آیندہ واقعات کی بتائی ہیں اُن میں کسیطرح نسخ نہیں ہوسکتا اور اسیطرح جو دعائیں کہ انبیاء نے خود مانگیں یا اُسکے مانگنے کی اجازت دی یا جو مناجاتیں خدا کے سامنے اُنہوں نے کیں یا کرنے کی اجازت دی اُن میں بہی کسیطرح پر نسخ نہیں ہوسکتا اور اسیطرح جو اصلی مقصد انبیاء کے بہیجنے سے ہی جسپر انسان کی نجات ابدی موقوف ہی یعنی خدا کو واحد جاننا اور اُسکی عبادت کرنا اور اپنی روح کو بری باتوں سے پاک کرنا اور جو صفتیں خدا کی

ذات میں ہیں اُن صفات کو بقدر طاقت بشری اپنے میں پیدا کرنا اُس میں کسیطرح نسخ نہیں ہوسکتا صرف باقی رہ گئی یہہ بات کہ خدا کی عبادت کسطرح پر کی جاوے اور اپنے نفس میں کسطرح پر وہ صفات پیدا کی جاویں اس میں البتہ نسخ کا احتمال ہی مگر اُنہیں معنوں میں جو مذکور ہوئے کیونکہ رفتہ رفتہ انسان کی عقل اور اُس کا علم روز بروز ایک حد تک ترقی پاتا جاتا ہی پس ضرور ہی کہ جب تک طریقہ اُن صفات کے حاصل کرنیکا غایت حد تک نہ پہونچ جاوے اُسوقت تک اُسطریقہ میں بھی ترقی ہوتی رہے *

اب سمجھنا چاہیئے کہ جو لوگ یہہ بات سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے مذہب میں یہہ بات ہی کہ زبور کے آنے سے توریت اور انجیل کے آنے سے زبور اور قران کے آنے سے انجیل منسوخ ہوگئی یہہ اُن کی سمجھہ محض غلط ہی اور نہ مسلمانوں کے مذہب میں یہہ بات ہی اور نہ مسلمانوں کا یہہ اعتقاد ہی اور اگر کوئی جاہل مسلمان اس کے برخلاف کہے تو وہ اپنے مذہب اور اپنے مذہب کے احکام سے واقف نہیں *

یہہ معنی نسخ کے جو ہم مسلمانوں کے مذہب میں ہیں تمام شریعتوں میں مسلم ہیں اور یہودی شریعت اور انجیل مقدس سب میں ثابت ہی چنانچہ ہم اس مقام پر اس کی چند دلیلیں بیان کرتے ہیں *

۱ حضرت موسی علیہ‌السلام نے اجازت دی کہ † بعد نکاح کے اگر کسی سبب سے جورو ناپسند ہو تو اُسے طلاق دیدے اور طلاق نامہ لکھدے حضرت عیسی علیہ‌السلام نے اُس کو منع فرمایا اور ‡ ارشاد کیا کہ بجز زنا کے اَور کسی سبب سے طلاق دینا درست نہیں اسمقام پر حضرت مسیح علیہ‌السلام کے اس قول پر غور کرنا چاہیئے کہ آپنے فروسیوں سے فرمایا § کہ "موسی نے تمہاری سخت دلی کے سبب تمکو اجازت دی کہ اپنی جورو کو چھوڑ دو پر ابتدا میں ایسا نہ تہا" اس قول سے صاف پایا جاتا ہی کہ حضرت موسی علیہ‌السلام کی شریعت میں جو حکم تہا اُسمیں کچھہ نقصان یا عیب نہ تہا بلکہ اُن لوگونکے حال کے مناسب وہی تہا جب وہ وقت گذر گیا دوسرا حکم جو اب مناسب تہا دیا گیا اور یہی معنی نسخ کے ہیں جو حضرت مسیح علیہ‌السلام نے فرمائے اور جو ہم مسلمانوں کے مذہب میں قرار پائے ہیں *

۲ حضرت آدم علیہ‌السلام کی شریعت میں || تمام چرند و پرند معہ خون و چربی کے حلال تہے حضرت نوح کی ¶ شریعت میں خون جانوروں کا حرام ہوا حضرت موسی

† استثنا ۲۴ — ۱ —
‡ متی ۵ — ۳۱ —
§ متی ۱۹ — ۸ مارک ۱۰ — ۵ —
|| پیدایش ۱ — ۳۰ —
¶ پیدایش ۹ — ۳ —

کي † شریعت میں خون اور چربي اور سور اور بعض اقسام کے اور جانور حرام ہوئے اور پہلے حکم دوسرے حکموں سے منسوخ ہوگئے *

۳ حضرت ابراہیم کي شریعت میں ‡ سوتیلي بہن سے نکاح درست تہا حضرت موسی § کي شریعت میں یہہ حکم منسوخ ہوا *

۴ حضرت یعقوب علیہ‌السلام کي شریعت میں حقیقي دو بہنوں سے ایک کے || جیتے جي نکاح کرنا درست تہا حضرت موسی کي شریعت میں منسوخ ہوا *

۵ . پہلي شریعتوں میں ¶ پہوپہي سے نکاح درست تہا حضرت موسی کي شریعت * میں منسوخ ہوا اسیطرح اور بہت سے احکام ہیں جو پہلي شریعتوں کي دوسري شریعت میں منسوخ ہوگئے ہیں اور اُن کا ذکر سینت پال کے ناموں میں اکثر جگہہ مندرج ہی *

(میں منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ پورا کرنے آیا ہوں) جبکہ یہہ بات اوپر کے بیان سے ثابت ہوگئي کہ انجیل مقدس سے بعض احکام توریت کے منسوخ ہوگئے تو اس ورس کے یہہ معني تو نہیں ہو سکتے کہ حضرت مسیح علیہ‌السلام کے آنے سے کوئي حکم توریت کا منسوخ نہیں ہوا بلکہ اس کے یہہ معني ہیں کہ توریت اور اور نبیوں کي کتابوں میں جو کچہہ نسبت صفات خدا تعالی اور حالات قیامت اور اخبار گذشتہ اور بشارات آیندہ اور دعائیں اور مناجات لکہي ہیں اور جو کچہہ کہ صفائي دل اور پاکیزگي روح اور نیک صفات پیدا کرنے کے لیئے لکہا ہی اُن میں سے کسیکو منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ پورا کرنے آیا ہوں . یہہ مطلب اس ورس کا اگلے ورسوں کے ملانے سے بخوبي کہل جاتا ہی کیونکہ آیندہ ورسوں میں حضرت مسیح علیہ‌السلام نے جہاں احکام یہودي شریعت کے بیان فرمائے اسیکے ساتہہ وہ بات بہي ارشاد فرمائي جس سے وہ احکام زیادہ کاملیت کے ساتہہ پورے ہوتے تہے *

(منسوخ نہوگا جب تک سب پورا نہووے) یعني جو خبریں آیندہ کي توریت میں دي گئي ہیں اور نیک اعمال سے جو خدا کي رضامندي بیان ہوئي ہی وہ بن ہوئے نہیں رہنے کي بے شک سب پوري ہونگي *

(سست کرے) یعني اُن کو صرف ایک ظاہري طور پر استعمال کرے اور جو روحاني پاکي اُس سے مراد ہی اُس پر متوجہہ نہو تو وہ خدا کے سامنے حقیر و ناچیز ہوگا . یہہ

† استثنا ۱۴ — ۹ احبار ۱۱ — ۳ لغایت ۸ —　‡ پیدایش ۲۰ — ۱۲ —

§ احبار ۱۸ — ۹ — ۲۰ — ۱۷ استثنا ۲۷ — ۲۲ —

|| پیدایش ۲۹ احبار ۱۸ — ۱۸ —

¶ خروج ۶ — ۲۰ —

* احبار ۱۰ — ۱۲ — ۲۰ — ۱۹ —

اشارہ ھی فروسیوں اور یہودی کاتبوں کی طرف جو توریت کے احکام کو صرف ظاھری طور پر کرتے تے اور اصلی مقصود اُن کا جو روحانی روشنی حاصل کرنے سے تھا اُس پر مطلق متوجہہ نہ تے *

(پر جو کرنی عمل کرے) یعنی جو روحانی روشنی حاصل کرنی اُن حکموں سے مطلوب ھی اُن سے حاصل کرے وہ خدا کے سامنے معزز ہوگا *

(اگر تمھاری نیکی فروسیوں اور کاتبوں کی نیکی سے زیادہ نہو) اس درس سے پہلے درسوں کے معنی بنت وہی کول گئے یعنی نصیحت حضرت مسیح علیہ السلام کی اپنے حواریوں کے لیئے یہہ ھی کہ اگر تم بھی فروسیوں اور کاتبوں کی طرح صرف ظاھری عمل بلا لحاظ روحانی پاکیزگی حاصل کرنے کے کروگے تو تم خدا کی بادشاہت میں داخل نہوگے بلکہ تمھاری نیکی اُن سے زیادہ بڑہ کر ھونی چاھیئے اور تمکو چاھیئے کہ تم خدا کے تمام فرضوں کو جو تم پر ھیں اور انسان کے تمام حقوق کو جو تم پر واجب ھیں ظاھر میں اور دل میں یکساں بجالاؤ تاکہ تمھارا ظاھر اور باطن یکساں ھو اور ھر کام کو سچائی اور روحانی روشنی سے بجالاؤ اور کوئی نفسانی غرض اُس سے متعلق مت کرو بلکہ صرف اس نیت سے بجالاؤ کہ تمھاری نیکی خدا کے سامنے مقبول ھو *

---

۲۱ تم سن چکے ھو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ تو † خون مت کر اور جو کوئی خون کریگا عدالت میں سزا کے لایق ھوگا *

۲۲ پر میں تم سے کہتا ھوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر بے سبب ‡ غصہ ھووے وہ عدالت میں سزا کے لایق ھوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو احمق کہے بڑی عدالت میں سزا کے لایق ھوگا پر جو کوئی کہے تو جاھل ھی جہنم کی آگ میں سزا کے لایق ھوگا *

۲۳ پس اگر تو قربان گاہ میں اپنی قربانی لے جاوے اور وھاں تجھے یاد آوے کہ تو تیرے بھائی کے نزدیک تقصیر وار ھی *

۲۴ تو وھاں اپنی قربانی قربان گاہ کے سامنے چھوڑکر چلا جا پہلے اپنے بھائی سے ملاپ کر § تب آکے اپنی قربانی گذران *

۲۵ جب تک تو اپنی فریادی کے ساتھہ راہ میں ھی جلد || اُس سے ملاپ کر تاکہ ایسا نہووے کہ فریادی تجھے قاضی کے سپرد کرے اور قاضی تجھے کوتوال کے سپرد کرے اور تو قید میں ڈالا جاوے *

---

† پیدایش ۹ — ۶ خروج ۲۰ — ۱۳ اشعیا ۵ — ۱۷ —

‡ ایوب ۳ — ۱۵ — § متی ۱۸ — ۱۵ —

|| لوک ۱۲ — ۵۸ اشعیا ۵۵ — ۶ و ۷ —

۲۶ میں تجھسے سچ کہتا ہوں کہ وہاں سے جب تک † باقی کی ایک کوڑی تک ادا نکرے کسی طرح سے نہ چھوٹیگا *

تفسیر

(تم سن چکے ہو) اس مقام سے حضرت مسیح علیہ السلام نے اُن باتوں کا فرمانا شروع کیا جن باتوں میں عیسائی مذہب فروسیوں اور کاتبوں کے افعال پر سبقت لے گیا تھا۔ یہودی گناہوں کو برا تو کہتے تھے مگر خود اُن سے کمتر بچتے تھے اور صرف شریعت کی ظاہری باتوں کے بجالانیکو کافی جانتے تھے اُس کے برخلاف حضرت مسیح علیہ السلام نے وہ روحانی پاکیزگی بیان فرمائی جو اصلی مقصد اور منشاء شریعت کا تھا اور جن سے بدی کی جڑ بنیاد انسان میں سے معدوم ہوتی ہی اور دم بدم نیکی بڑھتی جاتی ہی بشرطیکہ جسطرح حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا اُسیطرح بجالایا جاوے نہ اسطرح پر کہ جسطرح فروسی اور کاتب کہتے تھے کہ ہم موسی کی شریعت پر چلتے ہیں *

(میں تم سے کہتا ہوں) کہ برائی کی ادنی سی ادنی بات بھی سزا کے لایق ہی۔ اُس مقام پر حضرت مسیح علیہ السلام نے بڑی باتوں کی سزاؤنکو یہودیوں کی عدالتوں سے تشبیہہ دیکر بیان فرمایا ہی کہ جو کوئی اپنے بھائی پر بے سبب غصہ ہو وہ ایسی سزا کا مستحق ہوگا جو یہودیوں کی چھوٹی عدالت میں ہوتی ہی اور جو تیئیس ارکان سے ملکر بنتی تھی اور جو کوئی اپنے بھائی کو احمق کہیگا وہ اُس سے بڑھکر سزا پاویگا جو یہودیوں کی بڑی عدالت سے ملتی ہی جو سیندرم کہلاتی تھی اور بہتر ارکان سے ملکر بنتی تھی اور جہاں سے موت اور سنگسار کرنے کا حکم ہوتا تھا اور جو کوئی جاہل کہیگا وہ ایسی سخت سزا کے لایق ہوگا جو یہودیوں کی کسی عدالت میں بھی ویسی سخت سزا نہیں ہی یعنی جہنم کی آگ میں جلایا جاویگا *

* قتل کرنے کا سبب جذبات انسانی میں سے ایک جذبہ ہوتا ہی جسکو ہم غصہ کہتے ہیں حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قتل تو ایک بڑا گناہ ہی انسان کو چاہیئے کہ چھوٹے چھوٹے جذبات کو بھی روکے کیونکہ انکو بھی انصاف کیا جاویگا کیونکہ یہی چھوٹے چھوٹے جذبات انسان کو رفتہ رفتہ بہت بڑے بڑے بڑے کاموں پر لیجاتے ہیں جب انہی باتوں کو مٹادیگا تو اُن بڑی آفتوں سے محفوظ رہیگا *

(جہنم کی آگ) یونانی انجیل میں یہہ لفظ اسطرح پر ہی کہ آگ کی جہینا میں سزا کے لایق ہوگا جہینا عبری لفظ ہی وہ نام ہوگیا تھا ایک جنگل کا جس کو ہنوم کہتے تھے یہہ جنگل یروشلیم کے قریب تھا اور بت پرستوں کے سبب ایک بہت بری جگہہ گنی

---

† متی ۱۸ : ۳۴ و ۳۵ ۔ لوقا ۱۲ : ۵۸ و ۵۹

جاتی تھی اس جنگل میں ایک بت تھا اور مولوش اُس کا نام تھا اُسکے آگے دن رات آگ جلا کرتی تھی اور تمام شہر کا کوڑا کرکٹ وہاں ڈالا جاتا تھا بت پرست اپنے بچوں کو اُس بت کے سامنے آگ میں جلا دیتے تھے اور اُن کے جلنے اور رونے اور چلانے سے وہ جنگل جہنم سا معلوم ہوتا تھا اس سبب سے جہنا اُس کا لقب پڑگیا تھا یہودیوں کی عادت تھی کہ جب بدکاروں کے لیئے عذاب کی جگہہ بیان کرتے تھے تو اسی لفظ کو استعمال میں لاتے تھے کیونکہ یہہ مقام دوزخ سے بہت ٹھیک ٹھیک مناسبت رکھتا تھا اسی محاورہ کے موافق حضرت مسیح علیہ‌السلام نے اس لفظ کا استعمال اس جگہہ فرمایا ہی *

(پس اگر تو قربان گاہ میں) جس قدر گناہ حضرت مسیح علیہ‌السلام نے اسمقام پر بیان فرمائے وہ زیادہ تر حق عباد سے علاقہ رکھتے ہیں یہودی یہہ سمجھتے تھے کہ اُن تمام گناہوں کے لیئے جن کی قاضی کے سامنے سزا نہیں ہوسکتی قربانی کرنی اور معابد میں نذریں چڑھانی کافی ہیں حضرت مسیح علیہ‌السلام نے فرمایا کہ یہہ بات کافی نہیں بلکہ جس شخص کی تقصیر کی ہی جبتک وہ معاف نکرے اُسوقت تک وہ گناہ معاف نہیں ہوتا پس قربانی سے پہلے اپنے بھائی سے جاکر ملاپ کر یعنی تقصیر معاف کروا اور پھر آنکر قربانی کر *

یہہ مسئلہ بالکل ہم مسلمانوں کے مذہب کے مطابق ہی ہمارے مذہب کے بموجب گناہ دو قسم کے ہیں ایک گناہ صرف اللہ کے دوسرے گناہ بندے اور اللہ دونوں کے جس کو حق العباد کہتے ہیں اور ایسا کوئی گناہ نہیں جو صرف بندہ کا ہو اور خدا کا نہو پس جن گناہوں میں خدا اور بندہ دونوں کا حق ہی اُس میں توبہ اور خدا سے معافی چاہنے کے سوا اُس بندہ سے بھی معاف کروانا اور ملاپ کرنا ضرور ہی کیونکہ صرف توبہ سے حق عبد معاف نہیں ہوتا یہی بات اسمقام پر حضرت مسیح علیہ‌السلام نے فرمائی *

(راہ میں ہی جلد اُس سے ملاپ کر) یہہ بات حضرت مسیح علیہ‌السلام نے بطور تمثیل کے فرمائی مطلب اس کا یہہ ہی کہ دنیا آخرت کی راہ ہی وہاں پہونچ کر ہرایک کو اپنے کیئے کا بدلا پانا ہی پس جب تک کہ تو اس دنیا یعنی آخرت کی راہ میں ہی جلد اپنے فریادی سے ملاپ کرلے ایسا نہو کہ یہہ راہ طی ہو جاوے اور قاضی تک پہونچ جاوے اور تو قید میں ڈالا جاوے *

اس مقام پر جو ایک باریک نکتہ حضرت مسیح علیہ‌السلام نے فرمایا اُس پر لحاظ کرنا چاہیئے کہ کوئی شخص یہہ نہیں جانتا کہ یہہ راہ جسمیں ہم چل رہے ہیں یعنی ہماری زندگی کسوقت ختم ہوجاویگی اور ہمکو ضرور ہی کہ ہم اپنے فریادی سے راہ ہی میں ملاپ کرلیں اور جبکہ اُس راہ کے ختم ہونے کا وقت نہ معلوم ہی اور نہ معین ہی تو ہمکو اپنے فریادی سے اُسیوقت بغیر ایک آن کے وقفہ کے ملاپ کرنا چاہیئے *

(بلکہ کي ايک کوڑي تک) يعني جب تک اُس فريادي کا حق ادا نہوگا اُسوقت تک قيد سے چھٹکارا نہوگا پھر اُسوقت تيرے پاس کيا ھی جو فريادي کو دے اور اُس کا حق ادا کرے ھاں البتہ خدا ميں قدرت ھی کہ وہ اپنے رحم سے کسيطرح اُس فريادي کو راضي کردے *

اس تمثيل ميں جو ايک نہايت عمدہ اور عجيب نصيحت حضرت مسيح عليہ السلام نے فرمائي اُس پر بغور متوجہ ہونا چاھيئے يعني جبکہ ہم ايک بندے کے تقصيروار ھيں تو ھماري يہہ حالت ھی پھر ھمارا کيا حال ہوگا جبکہ ہم خدا تعالی کے تقصيروار ھيں اور کسقدر جلد اور کسقدر روحاني عاجزي سے ھمکو اُس کے سامنے توبہ کرني اور گناھوں کي معافي اُس سے چاھني ھمکو درکار ھی تاکہ ہم دوزخ کے قيد خانہ سے بچيں *

---

۲۷ تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے يوں کہا گيا تھا کہ تو زنا نہ کر † *

۲۸ پر ميں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئي شہوت ‡ سے کسي عورت پر نگاہ کرے اپنے دل ميں اُس کے ساتھہ زنا کرچکا *

۲۹ پس اگر تيري دھني آنکھہ تيرے گناہ § کا سبب ہو تو اُسے نکال ڈال اور پھينکدے کيونکہ تيرا ايک عضو کا نہونا تيرے ليئے اُس سے بہتر ھی کہ تيرا تمام بدن جہنم ميں ڈالا جاوے *

۳۰ اگر تيرا دھنا ھاتھہ تيرے گناہ کا سبب ہووے اُسے کاٹ ڈال اور پھينک دے کيونکہ تيرا ايک عضو کا نہونا تيرے ليئے اُس سے بہتر ھی کہ تيرا تمام بدن جہنم ميں ڈالا جاوے *

تفسير

(پر ميں تمسے کہتا ہوں) يعني زنا کرنا تو ايک بڑا گناہ ھی اگر کسيکا کوئي عضو بھي گناہ کا مرتکب ہوگا وہ بھي سزا کے لايق ہوگا *

امام غزالي صاحب نے اپني کتاب احياءالعلوم ميں اس ورس کو اسطرح پر نقل کيا

قال عيسى عليہ الصلواة والسلام اياكم والنظرة فانها تزرع في القلب شهوة وكفى بها فتنة ـ

ھی بچو تم نگاہ سے کہ بوتي ھی دل ميں شہوت اور يہہ بات فتنہ ميں پڑنے کے ليئے يعني دل ميں زنا کرنے کے ليئے کافي ھی *

ھمارے پيغمبر خدا صلى الله عليہ وسلم نے فرمايا کہ انسان پر جو اُس کا حصہ زنا ميں

مشكواة باب القدر
كتب على ابن آدم نصيبہ من

ھي مقرر ہوچکا ھی بلا شبہہ وہ اُس کو پاتا ھی دونوں آنکھيں اُن کا زنا شہوت سے ديکھنا ھی دونوں کان اُن کا زنا

---

† احبار ۵ — ۱۸ خروج ۲۰ — ۱۴ اشعياء ۲۲ — ۱۲ —
‡ خروج ۲۰ — ۱۷ ايوب ۳۱ — ۱ —
§ متی ۱۸ — ۹۸ مارک ۹ — ۴۷ روميوں کو ۶ — ۶ ۸ — ۱۳ کلسيوں کو ۳ — ۵ —

زنا مدرک ذالک لامحالة العينان زناهما النظر والاذنان زناهما الاستماع واللسان زناه الكلام واليد زناها البطش والرجل زناها الخطى والقلب يهوى ويتمنى ويصدق ذلك الفرج ويكذبه —

يهه هى كه جس پر وه شخص نا جايز طور سے فريفته هى اُس كي پياري پياري شهوت انگيز باتيں سنے زبان، اُسكا زنا اسيطرح پر شهوت انگيز باتيں كرنا هى اور هاتهه اُنكا زنا شهوت سے چهونا يا پكڑنا هى اور پاؤں اُن كا زنا برے كام كے ليئے چلنا هى اور دلكا زنا اُس كي خواهش اور آرزو كرنا اور فرج جو هى وه تو صرف اس واسطے هى كه اُن سب خواهشوں كو يا سچا كردے- يا جهٹلادے *

يهه تمام نصيحت جو حضرت عيسى اور همارے جناب پيغمبر خدا عليهما الصلواة والسلام نے فرمائي ايک نهايت عمده نصيحت هى جو گناهوں كي جڑ كو اُكهاڑتي هى كيونكه ان نصيحتوں ميں اُن چيزوں كو روكا گيا هى جو گناه عظيم هونے كا باعث هوتي هيں اگر صرف برے كام هي سے ممانعت هو اور تمام خيالات اور خواهشوں كو آزاد چهوڑ ديا جاوے جيساكه يهودي كرتے تهے تو تمام اخلاق خراب اور تمام روحاني روشني جلد تر تاريک هوجاتي هى پس يهه نصيحت ايک ايسي نصيحت هى كه اگر اسپر چلا جاوے تو انسان كو كسيطرح برائي اور گناه ميں پڑنے نهيں ديتي اور نصيحت سے يهه بهي پايا جاتا هى كه انسان كي اصلي خوبي اپني روح اور اپني خواهشوں كو گناه سے پاک كرنا هى نه صرف ظاهر ميں گناه سے بچنا *

(پس اگر تيري دهني آنكهه) اگرچه يهه كلام حضرت مسيح عليه السلام نے بطور تمثيل كے فرمايا هى مگر يهه ايسے عجيب طور سے فرمايا هى كه بے اختيار دل ميں پيٹها جاتا هى حقيقت ميں جو خوبي اور روحاني اثر اس كلام ميں هى اُس كي كيفيت دل جانتا هى بيان ميں نهيں آسكتي ظاهرا اِس كي مراد يهه هى كه هرايک شخص كو سمجهنا چاهيئے كه وه آنكهه جو شهوت كي هى وه پهوڑي جاوے يعني شهوت كو اپنے ميں سے دور كيا جاوے گو وه كيسا هي طبيعت كے برخلاف هو اور وه هاتهه جسے خواهش نفساني كے بموجب كام هوتے هيں كاٹا جاوے گو وه كيساهي هماري خواهش كے مخالف هو *

---

۳۱ يهه تو كها گيا تها كه جو كوئي اپني جورو كو چهوڑدے † اُسے طلاق نامه ديوے *

۳۲ پر ميں تم سے كهتا هوں كه جو كوئي اپني جورو كو سواے حرام كاري ‡ كے اور كسي سبب سے چهوڑ ديوے اُسے زنا كرواتا هى اور جو كوئي اُس چهوڑي هوئي عورت كو بياه كرے زنا كرتا هى *

---

† متي ۱۹ — ۳ و ۹ استثنا ۲۴ — ۱ مارک ۱۰ — ۲ و ۹ —

‡ متي ۱۹ — ۹ لوک ۱۶ — ۱۸ —

تفسیر

(پر میں تم سے کہتا ہوں) اس مقام پر پہلے اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ یہاں اُن باتوں کا ذکر تھا جو خواہش نفسانی سے زنا تصور کی گئی ہیں اس کے ساتھہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اُس بات کو جو شریعت کے بموجب درست تھی کیوں ارشاد فرمایا. سبب اس کا یہہ ہی کہ یہودیوں نے اس طلاق کے مسئلہ کو بطور کھیل کے صرف نفسانی خواہشوں میں برتنا شروع کیا تھا اُنکا یہہ حال تھا کہ جسطرح ہمارے زمانہ کے لوگ بدکاری اور تماشبینی کرتے ہیں کہ آج وہ عورت پسند آئی اُس سے آشنائی کی کل دوسری عورت پسند آئی پہلی کو چھوڑا دوسری سے آشنائی کی اسی طرح یہودیوں نے طلاق اور نکاح کا حال کردیا تھا کہ جو عورت پسند آئی اُس سے نکاح کیا جب دوسری عورت پسند آئی اور خواہش نفسانی اُس کی طرف متوجہہ ہوئی پہلی کو چھوڑا اور دوسری کو پکڑا ۔ یہہ طریقہ اصلی احکام شریعت کے برخلاف تھا اللہ تعالی نے انسان کے لیئے جوڑا صرف اس لیئے پیدا کیا تھا کہ تنہائی کی وحشت کو رفع کرے اور وہ دونوں ملکر ایک تن ہوں یعنی عورت کی مرد سے اور مرد کی عورت سے وحشت رفع ہو عورت مرد کے لیئے اور مرد عورت کے نیک کاموں اور خدا تعالی کی عبادت کرنے میں مدد گار ہو غم اور مصیبت کے وقت ایک دوسرے کا غم گسار اور تسکین دینے والا ہو آپس میں ایسی محبت اور اخلاص ہو کہ دونوں ملکر ایک گنے جاویں نہ یہہ کہ برخلاف اُس کے بہایم کی طرح صرف خواہش نفسانی پورا کرنا مقصود ہو اور حقیقت میں یہہ روحانی زنا تھا اس لیئے حضرت مسیح علیہ السلام نے اس کو اسی نصیحت کے ساتھہ شامل کیا اور فرمایا کہ چھوڑی ہوئی عورت سے زنا کرواتا ہی *

مناسب ہی کہ اسمقام پر جو حقیقت نکاح اور طلاق کی ہم مسلمانوں کے مذہب میں قرار پائی ہی وہ بھی بیان کی جاوے نکاح صرف اسلیئے بنایا نہیں گیا ہی کہ انسان مثل بہایم کے اپنی خواہش نفسانی ادا کرکز خوش ہوا کرے بلکہ خدا تعالی نے جو یہہ عالم بنایا اور تمام چیزوں کو ظاہری اسباب پر مرتب کیا اور اُسمیں انسان پیدا کیا تو اُس کی نسل قایم رہنے کے لیئے اُسکا جوڑا بنایا اور خواہش نفسانی صرف اسلیئے اُسمیں رکھی ہی کہ وہ پیدایش اور بقاء انسان کا سبب ہو پس نکاح نہ خواہش نفسانی کے لیئے کرنا ہی بلکہ واسطے بجا آوری مرضی خدا تعالی کے ہی تاکہ اُس کی عنایت سے اولاد صالح پیدا ہو اور وہ اولاد خدا تعالی کی مرضی پر چلے اور اُس کی یاد میں رہے اور ما باپ کی بھلائی اور مغفرت کا سبب ہو اور بعد مرنے ما باپ کے خیر جاری اُس کے سبب باقی رہے اسی لیئے حضرت زکریا نے اپنے پرور دگار سے دعا مانگی کہ اپنے پاس سے مجہکو اولاد دے

سورہ مریم آیت ۵ و ۶
فہب لی من لدنک ولیا

يرثني و يرث من آل يعقوب — جو ميرا اور يعقوب كي اولاد كا وارث هو اور اے پروردگار اُس
واجعله رب رضيا — كو ايسا كر كه تيري مرضي پر راضي هو *

اس كے سوا نكاح سے مقصد محبت پيدا كرنا اور كلفت دور كرنا هي انسان پيدا هوا هى صرف خدا كي عبادت كو اور يهه صريح نفس كے خلاف هى اس سبب انسان كي طبيعت عبادت كرتے كرتے ملول هو جاتي هى اور تهك جاتي هى اس ليئے ايسي بات كا هونا چاهيئے كه في نفسه وه بهي عبادت هو اور اُسى كے سبب طبيعت كو فرحت اور تنهائي كي وحشت دور هو آپسميں خدا تعالى كے تقدس كا ذكر كريں اور اُس كي عبادت كا شوق پيدا هو اور پهر زياده تر عبادت ميں مصروف هوں گويا ايك دوسرے كا خدا كي عبادت كرنے پر مدد گار هو *

علاوه اس كے نكاح سے ايك اوْر قسم كي تربيت انساني مقصود هى كه تاهل ميں جو جو مصيبتيں اور تكليفيں اور رنج اور غم پيش آتے هيں اُن پر انسان شاكر هو اور جو خدا كي رضامندي هى اُس پر راضي رهے اور كيسا هي حال هو خدا هي خدا پكارے جيسے بچا كه هر حال ميں ما هي ما پكارتا هى *

ان تمام فائدوں ميں دنيا كي بهلائي بهي منظور هى كيونكه الله تعالى نے انسان كو مدني الطبع پيدا كيا هى اور ضرور هى كه كوئي اُس كا هم درد اور گهر بار كا سامان درست كرنے والا اور زندگي بسر كرنے كے ليئے مدد كرنے والا هو *

طلاق ان تمام باتوں كے برعكس هى بلكه اس سارے بنے بنائے گهر كو ڈهانے والي هى پس چاهيئے كه بهت هي بري چيز هو ۔ مگر ديكهو بعضي دفعه ايسے امور پيش آجاتے هيں كه جورو اور خصم ميں ملكر زندگي بسر كرنا ناممكن هو جاتا هى اور جو مقصود كه نكاح سے تها وه بالكل برباد هو جاتا هى اس ليئے ضرور هى كه كوئي راه اُس سے بچنے كے ليئے ركهي جاوے كيونكه جب وه مطلب جس كے ليئے يهه بات قايم كي گئي تهي باقي نرها تو جو اُس كي فرع هى اُسكا باقي ركهنا محض بے فائده هى اور دونوں كو طرح طرح كے انديشه اور گناهوں ميں ڈالنا ۔ اس مشكل كے رفع كرنے كو هم مسلمانوں كے مذهب ميں ايسي هي سخت حالت ميں طلاق كو جايز ركها هى جيسيكه حضرت مسيح عليه السلام نے صرف زنا كي حالت ميں جائز ركها تها اور پهر اُس كے ساتهه الله تعالى نے اور اُس كے رسول نے نهايت سخت ناراضي طلاق ديئے پر فرمائي اور حكم ديا كه جو سختي اور بد مزاجي جورو كي طرف سے پهونچے اُسپر صبر كرنا چاهيئے اور اُس كے دين اور دنيا كي بهتري ميں كوشش كرني چاهيئے امام غزالي صاحب احياء العلوم ميں فرماتے هيں كه جان لو اگرچه طلاق جائز هى مگر وه نهايت غصه دلانے والي خدا كي هى *

واعلم ان الطلاق مباح ولكنه ابغض المباحات الى الله —

سورۃالنساء آیت ۳۴
فلا تبغوا علیہن سبیلا –

اللہ تعالی نے سورہ نساء میں فرمایا کہ عورتوں پر اُن کے چھوڑ دینے کے لیئے حیلہ مت ڈھونڈو *

مشکواۃ باب الطلاق
عن ابن عمران النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال ابغض الحلال الی اللہ الطلاق رواہ ابو داؤد –

ہمارے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیزیں جائز رکھی گئی ہیں اُن میں سے کوئی چیز زیادہ طلاق سے خدا کو غصہ میں لانے والی نہیں ہی *

مشکواۃ باب الطلاق
عن معاذ بن جبل قال قال لي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامعاذ ماخلق اللہ شیئا علی وجہ الرض احب اللہ من العتاق ولاخلق اللہ شیئاً علی وجہ الرض ابغض الیہ من الطلاق رواہ الدار قطني –

اور اسیطرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ نہیں پیدا کی اللہ تعالی نے زمین پر کوئی مدری پیاری چیز زیادہ غلاموں کے آزاد کرنے سے اور نہیں پیدا کی اللہ نے زمین پر کوئی چیز جو زیادہ غصہ دلاتی ہی مجھکو طلاق دینے سے *

مشکواۃ باب الطلاق
عن محمود بن ولید قال اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق امراتہ ثلث تطلیقات جمیعا فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ عزوجل و انا بین اظہر کم حتی قام رجل فقال یا رسول اللہ الا اقتلہ رواہ النسائي –

اسیطرح مشکواۃ میں روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو تین طلاقیں ساتھہ کے ساتھہ دے دیں یعنی بالکل چھوڑ دیا یہہ سنکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کے مارے کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ کیا وہ کھیل کرتا ہی خدا کی کتاب سے جو نہایت بڑا اور پاک ہی باوجودیکہ میں تم میں ہوں اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ اے رسول خدا کے کیا میں اُسکو مارڈالوں یعنی وہ شخص حضرت کے کمال غصہ ہونے سے یہہ سمجھا کہ اُسنے ایسا گناہ کیا ہی جسپر اُسکا قتل کرنا چاہیئے *

مشکواۃ باب الخلع والطلاق
عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امراۃ سالت زوجہا طلاقا فی غیر ما باس فحرام علیہا رایحۃ الجنۃ

اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند سے طلاق مانگے بغیر کسی قوی اندیشہ کے تو اُسپر جنت کی خوشبو حرام ہی *

غرضکہ ہم مسلمانوں کے ہاں ایک نہایت اعتدال سے طلاق کو جایز رکھا ہی اگر کوئی شخص اُسپر عمل نکرے اور یہودیوں کی طرح اُسکو کام میں لاوے یہہ اُسکی شامت ہی *

۳۳ وہ بھی تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ تو جھوٹ † قسم نکھا بلکہ اپنی قسموں کو اللہ کے لیئے پورا کر *

۳۴ پر میں تمسے کہتا ہوں ہرگز قسم نکھانا نہ تو آسمان کی کہ وہ خدا کا تخت ہی *

۳۵ اور نہ زمین کی کہ وہ اُسکے پاؤں کی جگہہ ہی اور نہ یروشلیم کی کہ وہ بڑے بادشاہ کا شہر ہی *

۳۶ اور نہ تو اپنے سر کی قسم کہا کہ تو ایک بال کو سفید یا کالا نہیں کرسکتا ہی *

۳۷ بلکہ تو ہاں اور نہیں سے زیادہ کچھہ نہ بول کیونکہ جو کچھہ اُس سے زیادہ ہی وہ بدی سے ہوتا ہی *

تفسیر

(ہرگز قسم نکھانا) ظاہر میں یہہ لفظ اسبات پر دلالت کرتے ہیں کہ کسی بات میں اور کسی معاملہ میں کسی طرح قسم نکھانی چاہیئے لیکن اگر یہہ معنی ہوں تو تمام کارخانہ دنیا کا بند ہوجاوے کیونکہ تمام معاملات کے انصاف کرنے میں اچھے اچھے آدمیوں سے قسم لینے کی ضرورت پڑتی ہی تاکہ خدا کے نام کی بزرگی سے وہ معاملہ بہت سنجیدہ طور سے اور جہاں تک ہوسکے کامل یقین سے بیان کیا جاوے اور قاضی کو بھی معاملہ فیصل کرنے میں اپنے فیصلہ پر یقین ہو اسلیئے ڈاکٹر ‡ کلارک اور نیو کم نے اس امتناع کے عام معنی نہیں لیئے بلکہ اُسکو صرف روز مرہ کی بات چیت اور آپس کی گفتگو پر محدود کیا ہی ڈاکٹر کلارک اسکے یہہ معنی کہتے ہیں کہ " عام گفتگو میں بالکل قسم نکھاؤ یعنی خدا کے نام کو خفیف باتوں میں زبان پر مت لاؤ بلکہ اپنی گفتگو کو ہمیشہ ایسی سچ اور درست رکھو کہ جو کچھہ تم کہو وہ بطور سچ کے مانا جاوے " *

یہودیوں کی عادت تھی کہ ہر بات میں بلا ضرورت قسم کھاتے تھے بلکہ دغا دینے کے ارادہ سے قسم کھاتے تھے اسیطرح کی قسموں سے حضرت مسیح علیہ السلام نے منع فرمایا نہ بالکل کھانے سے کیونکہ کاسپل سے قسم کھانا جائز نکلتا ہی *

† خروج ۲۰ — ۷ — احبار ۱۹ — ۱۲ —

‡ دیکھو تفسیر ڈائیلی اور مینٹ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۹ ع جلد ۳ صفحہ ۱۹ سے

ہم مسلمانوں کے مذہب میں بھی یہی بات ہی اللہ تعالے قرآن مجید میں فرماتا ہی کہ ہر بات میں اللہ کی قسم مت کھاؤ تاکہ تم پاک ہو اور پرہیز گار ہو اور لوگوں میں صلاح کار ہو اور اللہ تعالے سنتا ہی اور جانتا ہی *

سورۃ البقرہ آیت ۳۲۴
ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین الناس واللہ سمیع علیم —

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ مفسروں نے اس آیت کے بہت سے معنی کہیں ہیں مگر سب سے ٹھیک وہ معنی ہیں جو ابومسلم اصفہانی نے کہے ہیں یعنی اللہ تعالے نے منع فرمایا کہ خدا کی بہت قسمیں کھانے پر دلیری مت کرو اور خدا کی کم قسم کھانے کا جو حکم ہوا اس میں حکمت یہہ ہی کہ جو شخص ہر چھوٹی بڑی بات میں خدا کی قسم کھاتا ہی اُسکی زبان میں قسم پڑجاتی ہی اور اُسکے دل میں قسم کا بڑاپا نہیں رہتا پھر اُسپر جھوٹی قسم نہ کھانے کا بھروسا نہیں رہتا پھر جو اصلی غرض قسم کی ہی وہ جاتی رہتی ہی اور یہہ بات بھی ہی کہ جو شخص خدا کی بہت تعظیم کرتا ہی وہ بندگی میں بھی کامل ہوتا ہی اور نہایت بڑی تعظیم یہہ بھی ہی کہ اللہ کا ذکر اُس کے نزدیک بزرگ اور بڑا ہو اسبات سے کہ اُسکو کسی بات پر دنیا کی باتوں میں گواہ لاوے *

تفسیر کبیر
الوجہ الذی ذکرہ ابو مسلم الاصفہانی وہوالاحسن ان قولہ ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم نہی عن الجرأۃ علی اللہ بکثرۃ الحلف بہ — والحکمۃ فی الامر بتقلیل الایمان ان من حلف فی کل قلیل و کثیر باللہ انطلق لسانہ بذلک ولا یبقی للیمین فی قلبہ وقع فلا یومن اقدامہ علی الایمان الکاذبۃ فیختل ما ہو الغرض الاصلی من الیمین — وایضا کلما کان الانسان اکثر تعظیما للہ کان اکمل فی العبودیۃ و من کمال التعظیم ان یکون ذکر اللہ تعالے اجل و اعلی عندہ من ان یستشہد بہ فی غرض من الاغراض الدنیویۃ —

حضرت مسیح علیہ السلام نے اس مقام پر ایسی قسمیں کھانے والے کے لیئے کچھہ سزا نہیں فرمائی اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ اگرچہ یہہ بات بری ہی اور اسکو چھوڑنا چاہیئے لیکن اگر کوئی بغیر بدنیتی کے ایسی قسم کھائے تو اُس پر گناہ جھوٹی قسم کھانے کا نہیں ہی *

اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہی نہیں پکڑتا تم کو اللہ بیہودہ قسمیں کھانے میں لیکن پکڑتا ہی اس کام پر جو تمہارے دل کرتے ہیں اور اللہ بخشنے والا اور بردبار ہی *

سورۃ البقرہ آیت ۳۲۵
لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولاکن یواخذکم بما کسبت قلوبکم واللہ غفور حلیم —

(نہ آسمان کی) یہودیوں کی عادت تھی کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں خدا کی قسم نکھاتے تھے بلکہ ایسے مقام پر عجیب مخلوقات کی جیسے آسمان یا زمین یا یروشلم یا سر کی قسم کھاتے تھے اور فروسی یہہ بھی سکہلاتے تھے کہ اگر اس قسم کی قسم سے کسی جھوٹی بات کی تصدیق کی جاوے تو جھوٹی قسم کا گناہ نہیں ہوتا اس طریقہ کو حضرت مسیح علیہ السلام نے برا بتایا اور یہہ فرمایا کہ اسطرح کی قسمیں بھی آپسکی گفتگو میں نہ کہانی چاہیئیں *

(خدا کا تخت ہی) یعنی خدا کی بڑائی اور بزرگی کے سبب آسمان جو ایک بلند چیز ہی خدا کے تخت سے مناسبت رکھتا ہی اور زمین جو اُس سے نیچے ہی خدا کے پاؤں کی جگہہ سے مناسبت رکھتی ہی نہ یہہ کہ خدا آسمان پر بیٹھا ہی اور اُس کے پاؤں زمین پر رکھے ہیں *

(وہ بڑے بادشاہ کا شہر ہی) یعنی اُس میں خاص خدا کی عبادت کی جگہہ ہی *

(بلکہ تو ہاں اور نہیں ہے) یعنی اپنی گفتگو میں قسمیں نکھایا کرو جو سچ بات ہو یا جو کرنی ہو اُس پر سچائی سے ہاں اور جو جھوٹ بات ہو یا نکرنی ہو اُس پر صفائی سے ناہ کہا کرو *

(بدی سے ہوتا ہی) یعنی اس سے زیادہ کہنا انسان کی بدی پر دلالت کرتا ہی اور شبہہ پڑتا ہی کہ قسم کھانے والے کے دل میں کچھہ بدی اور برائی ہی یا یہہ معنی ہیں کہ یہہ ایک بد رسم ہی اور انجام کو برائی کی طرف لیجاتا ہی جیسیکہ ہم ابومسلم اصفہانی کا قول اوپر نقل کر آئے ہیں *

---

۳۸ تم سن چکے ہو جو کہا گیا تھا کہ آنکھہ † کے بدلے آنکھہ اور دانت کے بدلے دانت *

۳۹ پر میں تم سے کہتا ہوں کہ نقصان کرنے ‡ والے کو منع مت کرو بلکہ اگر کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے تو دوسرے کو بھی اُس کی طرف پھیر دے *

۴۰ اور اگر کوئی عدالت میں تجھہ پر نالش کرے بطور تعزیر قبا اُتار لیوے تو کرتا بھی اُسے دے ڈال *

۴۱ اور اگر کوئی تجھے بیگار ایک کوس تک لیجاوے تو اُس کے ساتھہ دو کوس تک چلا جا *

---

† خروج ۲۱ — ۲۴ احبار ۲۴ — ۲۰ —

‡ [illegible] رومیوں کو ۱۲ — ۱۹ ا تھسلنیوں کو ۵ — ۱۵ —

۴۲ جو تجھسے کچھہ مانگے اُسے دے † اور جو کوئي تجھسے قرض مانگے اُس سے منھہ نہ موڑ *

تفسیر

اِمام غزالي صاحب نے اپني کتاب احیاءالعلوم میں ان درسوں میں سے کئي درسوں کو نقل کیا هی وہ لکھتے هیں کہ میں نے انجیل میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ‌الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ البتہ پہلے تمکو کہا گیا تھا کہ دانت کے بدلے دانت اور ناک کے بدلے ناک اور میں تمسے کہتا هوں کہ برائي کا مقابلہ برائي سے مت کرو بلکہ جو تمھارے دھنے گال پر مارے تم بائیاں گال بھي اُسکي طرف پھیر دو اور جو تمھاري چادر اوتارلے اُسکو تھہ بند بھي دے دو اور جو تمکو ایک کوس بیگار لیجاوے تم دو کوس اُس کے ساتھہ اور جاؤ *

احیاءالعلوم
رایت في الانجیل قال عیسی علیہ‌الصلواۃ و السلام لقد قیل لکم من قبل ان السن بالسن والانف بالانف وانا اقول لکم لاتقاوموا الشر بالشر بل من ضرب خدک الایمن فحول الیہ الخد الایسر ومن اخذ رداک فاعطہ ازارک ومن سخرلتسیر معہ میلافسر معہ میلین —

اس مقام پر حضرت مسیح علیہ‌السلام نے بدلا لینے کے مضمون کو اختصار کے ساتھہ بیان فرمایا هي عہد عتیق میں اس کي تفصیل اسطرح پر هي ‡ جان کے بدلے جان لے *

اور آنکھہ § کے بدلے آنکھہ دانت کے بدلے دانت اور هاتھہ کے بدلے هاتھہ پاؤں کے بدلے پاؤں *

جلانے ‖ کے بدلے جلانا اور زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ *

اور دوسرے ¶ مقام پر لکھا ہی کہ توڑنے کے بدلے توڑنا آنکھہ کے بدلے آنکھہ دانت کے بدلے دانت جیسا کوئي نقصان کرے اُس سے ویسا هي کیا جاوے *

ان درسوں سے پایا جاتا هی کہ عام طور پر بدلا لینے کا حکم تھا جو کوئي جیسا کسي کا نقصان کرے ویسا هي بدلا پاوے یعني طمانچہ مارنے کا طمانچہ مارنا اور ناک توڑنیکا ناک توڑنا اور کان کاٹنے کا کان کاٹنا . اسي سبب سے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا کہ هم نے لکھدیا یہودیوں پر توریت

سورۃالمائدہ آیت ۴۸
وکتبنا علیہم فیہا ان النفس

† اشعیا ۱۵ — ۷ لوک ۶ — ۳۰ —
‡ خروج ۲۱ — ۲۳ —
§ خروج ۲۱ — ۲۴ —
‖ خروج ۲۱ — ۲۵ —
¶ احبار ۲۴ — ۲۰ —

بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق به فهو کفارة له —

یعنی تھہرا تحقیق میں کہ جان کے بدلے جان اور آنکھہ کے بدلے آنکھہ اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلا برابر کا زخم پھر جو کوئی بدلا لینے کو معاف کرے تو معاف کرنے والے کے لیئے بھلائی ھی *

یہہ اخیر کا مضمون توریت کا نہیں ھی بلکہ ھمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے فرمایا ھی تفسیر مدارک میں ھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسیکو خون معاف کرے یا اُس سے تھوڑا یعنی زخم وغیرہ تو اُس کے یعنی معاف کرنے والے کے لیئے بھلائی ھی جب سے کہ معاف کرنے والے کو اُس کی ماں نے جنا *

تفسیر مدارک سورة المائدہ آیت ۴۸

قال علیہ السلام من تصدق بدم فما دونہ کان کفارة له من یوم ولدت امه —

یہی نصیحت اس مقام پر حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمائی کہ جہاں تک ھوسکے تقصیر کرنے والے کی تقصیر معاف کرے بلکہ اُسکے ساتھہ نرمی اور عاجزی اور سلوک سے پیش آوے —

شنیدم کہ مردان راہ خدا * دل دشمناں ھم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام * کہ بادوستانت خلاف است و جنگ

دنیا میں دو طرح پر آدمی اپنی زندگی بسر کرتے ھیں ایک وہ جو دنیا کی باتوں میں اولوالعزم اور ھوشیار اور چالاک اور نام آور اور دلیر اور اپنے مرتبہ اور درجہ پر لحاظ رکھنے والے اور اُس کا ادب چاھنے والے ھیں دوسرے وہ جو نہایت مسکین اور عاجز اور شکستہ دل اور اپنے تئیں سب سے حقیر اور نا چیز اور سب سے کم رتبہ جاننے والے ھیں تکلیفوں کے اُٹھانے میں راضی ھیں سخت سست سننے پر خوش ھیں جس بات میں اور لوگوں کو آسایش اور آرام ملے گو اپنے پر کیسی ھی تکلیف ھو اُسکے کرنے پر مستعد ھیں پہلی قسم کے لوگ البتہ دنیا میں جو آنکھہ بند کرنے میں فنا ھونے والی ھی عزت اور دبدبہ رکھتے ھیں مگر یہہ دوسری قسم کے لوگ خدا کے نزدیک اور اُس جہان میں جس کو فنا نہیں عزت والے ھیں پھر آدمی کو چاھیئے کہ غور کرکر دونوں میں سے جونسی چاھے پسند کرلے *

(پر میں تم سے کہتا ھوں) یہہ تمام نصیحتیں جو حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمائیں اور جو آیندہ ورسوں میں آتی ھیں ایک عجیب مزیدار روحانی تاثیر اسمیں رکھتی ھی اکثر عیسائی مفسروں نے اس کو بطور تمثیل سمجھا ھی اور لکھا ھی کہ ان نصیحتوں سے یہہ مراد نہیں ھی کہ ھمکو ھر بری بات لوگوں کی سہنی چاھیئے بلکہ معتدل اور متحمل طبیعت پیدا کرنی لازم ھی *

مگر میں یہہ سمجھتا ہوں کہ یہہ نورانی نصیحتیں حضرت مسیح علیہالسلام کی اپنے اصلی معنوں پر قایم ہیں اور درجہ بدرجہ ہر ایک سے علاقہ رکھتی ہیں *

حواری حضرت مسیح علیہالسلام کے جن کو بالتخصیص یہہ نصیحتہ فرمائی یا جو کوئی اُن کی پیروی کرنا چاہے اسی بات کے مستحق تھے کہ اپنی طبیعت اور اپنے مزاج اور اپنے دلکے منتقمانہ جذبات کو اور اپنے افعال کو بھی ان نصیحتوں کے تابع کردیں (چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا) اُنکا درجہ بہی تھا کہ ایک گال پر طمانچہ مارنے والے کے آگے روحانی نیکی سے دوسرا گال بھی پھیردیں اور جو کوئی اُن کی قبا اوتارلے اُس کو اپنی فیاضی سے کرتا بھی اوتار دیں جو کوئی ایک کوس خدمت کے لئے پکڑلے دو کوس وہ اُس کی خدمت کریں اور دشمنوں سے دوستی کرنا اور کوسنے والے کو دعا دینا تو خاص اُن کا کام تھا *

اور جو لوگ اُن سے کم درجہ رکھتے ہیں اُن سے یہہ نصیحتیں صرف اسیقدر علاقہ رکھتی ہیں کہ اگر وہ کسی سے بدلا لینا چاہیں یا کسیکو سزا دیں اور تنبیہ کریں تو اور لوگوں کی آسایش اور آرام کے لیئے کریں تاکہ دنیا کا انتظام اور عام امن قایم رہے مگر اپنی جان اور اپنے نقصان کے بدلے کسی سے بدلا نہ لیں بلکہ عاجزی اور مسکینی اور گناہوں کے معاف کرنے کا اپنا طریقہ رکھیں تاکہ جو کلی کاملت خدا تعالی کی ذات میں ہی اُسیکا نمونہ اپنے میں پیدا کریں *

اور جو لوگ انسے بھی کم درجہ رکھتے ہیں یعنی جو عام لوگ ہیں اُنسے یہہ نصیحتیں اسیقدر متعلق ہیں کہ جو ضرر اور نقصان اُن کو کسی سے پہونچے اُس میں ملائمیت اور نرمی اور اعتدال اور برداشت کا مزاج رکھیں جو مزاج کہ ہماری حالت کو آرام اور دنیا کے امن قایم رکھنے کے لیئے بہت اچھا سمجھا جاتا ہی اور غصہ کے فرو کرنے اور غضب کے باز رکھنے کی طرف مایل کرتا ہی البتہ اس قسم کے لوگ ہر قسم کی برائی اور نقصان کے برداشت کرنے کے مستحق نہیں مگر جو تفاوت ان تینوں درجوں کے لوگوں میں ہی وہ پوشیدہ نہیں ہی اور جو لوگ اپنی ایسی حالت بھی نہیں رکھہ سکتے وہ نہایت کمبخت اور حضرت مسیح علیہالسلام کی نصیحت سے بالکل بے نصیب ہیں افسوس ہی ہمکو اپنی حالت پر کہ ہم اُسی بے نصیبی میں شامل ہیں *

۴۳ تم سن چکے ہو جو کہا گیا تہا کہ † تو اپنے پڑوسی سے دوستی رکھہ اور اپنے دشمنوں سے دشمنی رکھہ *

۴۴ پر میں تمسے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنونکو ‡ پیار کرو اور جو تمکو بددعا کریں اُنکے لیئے

† احبار ۱۹ — ۱۸ —
‡ لوک ۶ — ۲۷ ۲۸ — ۳۴ ۳۵ اعمال ۷ — ۶۰ رومیوں کو ۱۲ — ۱۴ —

نیک دعا مانگو جو تم سے بدی کریں اُن سے نیکی کرو اور جو تمہیں ستاویں اور دکھ دیویں
اُن کے لیئے دعا مانگو *

۴۵ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ھی فرزند † ہوؤ کہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں پر طالع کرتا ھی اور راستبازوں اور نا راستبازوں پر مینھہ برساتا ھی *

۴۶ اگر تم انہوں کو جو ‡ تمہیں دوست رکھتے ھیں دوست رکھو تو تمکو کیا فائدہ ہوگا کیا کسبئے لوگ یہہ نہیں کرتے ؟ *

۴۷ اور اگر تم فقط اپنے بھائیوں کو سلام کرو تو تم اُن سے کیا زیادہ نیکی کرتے ہو ؟ کیا بت پرست لوگ یہہ نہیں کرتے ؟ *

۴۸ پس جیسا تمہارا باپ جو آسمان پر ھی کامل ھی تم بھی کامل § ہوؤ *

تفسیر

(اپنے دشمن سے دشمنی رکھہ) یہہ حکم حضرت موسی کی کتاب میں نہیں ھی بلکہ سب سے عام محبت رکھنے کا حکم ھی چنانچہ وہ ورس یہہ ھیں *

تو اپنے || ابنائے جنس سے انتقام مت لے اور نہ اُن کی طرف سے کینہ رکھہ بلکہ تو اپنے بھائی کو اپنی مانند پیار کر میں خداوند ہوں *

بلکہ مسافر کو جو تمہارے ساتھہ رہتا ھی ایسا جانوں جیسے وہ تم میں پیدا ہوا ھی اور اُسے ایسا پیار کرو جیسا آپ کو کرتا ھی اس لیئے کہ تم مصر کی زمین میں پردیسی تھے میں خداوند تمہارا خدا ہوں *

اس اختلاف کے رفع کرنے کو ھنری ¶ اور اسکاٹ نے اپنی تفسیر میں اس ورس کے یہہ معنی لکھے ھیں کہ " موسی کی کتاب میں جو عام محبت کرنے کا حکم تھا اُس کو یہودی معلم خاص اپنی ھی قوم اور اپنے ھی فرقہ اور اپنے ھی خاندان اور اپنے ھی دوستوں پر محدود کرتے تھے بلکہ بطور نصیحت کے اُس پر یہہ بات بڑھادی تھی کہ اپنے دشمن سے دشمنی رکھہ اس لیئے حضرت مسیح نے بطور سند کے یہہ حکم دیا *

برکٹ * صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ھیں کہ فروسیوں نے اس حکم کے یہہ معنی بیان کیئے کہ یہہ حکم صرف یہودیوں سے متعلق ھی اور یہہ نتیجہ نکالا کہ سب مخالف قوموں سے دشمنی رکھیں مگر حضرت مسیح نے فرمایا کہ تم سب سے محبت رکھو *

---

† لوک ۶ — ۳۵ —
‡ لوک ۶ — ۳۲ —
§ افسیوں کو ۵ — ۱ —
|| احبار ۱۹ — ۱۸ —
¶ ھنری اسکاٹ جلد ۵ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۲ع —
* برکٹس نوتس مطبوعہ سنہ ۱۸۴۳ع جلد ۱ صفحہ ۲۴ —

ڈاکٹر † وٹ بائي بیان کرتے هیں که حضرت مسیح اس مقام پر موسی کے قانون کي اخلاقي نصیحت کو تکمیل یا تبدیل نهیں فرماتے بلکه فروسي اور یهودي معلموں نے جو اُسکا مطلب خراب کردیا تھا (یعني بدل دیا تھا جس کو هم مسلمان تحریف کهتے هیں) اُس پر ناراضي ظاهر کرتے هیں *

مگر ان سب تفسیروں سے یهه شبهه رفع نهیں هوتا که حضرت مسیح علیه‌السلام نے یهه بات اس طرح پر فرمائي هی که اپنے دشمنوں سے دشمني رکھنا بھي حضرت موسی کا فرمایا هوا هی حالانکه یهه حکم حضرت موسی کا فرمایا هوا نهیں هی *

اسلیئے واٹسن ‡ صاحب اس ورس کي تفسیر یوں لکھتے هیں که اس نصیحت کا پهلا حصه موسی کے قانون میں لکھا گیا هی اور پچھلا حصه نهیں لکھا گیا هی مگر غالباً اس پچھلے حصه کو اُس حکم سے نکالا هی جو حکم کنعان والوں کے نکال دینے اور همسایه کي دشمني سے اور بت پرست قوموں سے آمد و رفت نه رکھنے سے علاوه رکھتا هی اس کے بعد حضرت مسیح نے صاف صاف فرمایا که اصلي حکم جو بعض دشمن اور بت پرست قوموں سے دشمني رکھنے کا تھا وه اُن سزاؤں سے جو قدیم زمانه میں اُن کو دي گئیں پورا هوچکا اور اب وه حکم باقي نهیں رها (یعني منسوخ هوگیا کیونکه اسي بات پر هم مسلمان منسوخ هونے کا اطلاق کرتے هیں) اور حضرت مسیح انجیل میں علانیه یهه حکم فرماتے هیں که محبت عام هوني چاهیئے اور تمام دشمنیاں همیشه کے لیئے معدوم هوں " *

مگر میرے نزدیک یهه بات هی که حضرت مسیح علیه‌السلام نے اس مقام پر حضرت موسی کے احکام کو نقل نهیں کیا جیسیکه پهلے مقاموں میں کیا تھا بلکه یهودیوں نے جسطرح پر حضرت موسی کے حکموں کو خراب کرکر اور اُس کي اصلي مراد کو بدل کر ایک بات ٹھیرا رکھي تھي اور وه اُس غلط مراد کو اصلي اور سچي مراد سمجھتے تھے تسلیم کرکر مقتدرانه طور پر اپنا حکم صاف اور مستحکم فرمایا که اگرچه تم یهه استماع کرتے هو که اگلوں سے کها گیا تھا که تو اپنے پڑوسي سے دوستي رکھه اور اپنے دشمن سے دشمني رکھه فرض کرو که یهي حکم تھا مگر میں تمکو یهه حکم دیتا هوں که اپنے دشمنوں کو پیار کرو *

باریک بات اس میں یهه هی که جن ورسوں سے یهودي یهه حکم نکالتے تھے وه بشمث سے خالي نه تھے بلا شبهه اُن کي مراد وهي هی جو حضرت مسیح علیه‌السلام نے فرمائي اور کچھه شک نهیں که یهودیوں نے اُن کے معني بیان کرنے میں تحریف کي تھي مگر یهودیوں کي طرف بھي بهت سي حجتیں اور دلیلیں تھیں . نصیحت اور وعظ کے موقع پر ...

† ڈائلي اور میونٹ مطبوعه سنه ۱۸۵۶ ع جلد ۳ صفحه ۳۱ —

‡ واٹسن ایکسپوزیشن مطبوعه سنه ۱۸۳۷ ع صفحه ۲۸ و ۱۹ —

مناسب نہ تہا کہ اُن دلیلوں پر بحث کی جاتی اور رد وقدح کرنے سے نصیحت کی روشنی بحث کی تاریکی میں ڈالی جاتی اس لیئے حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اگلوں سے یہی کہا گیا ہی جو تم اعتقاد رکہتے ہو تو میں تمکو یہہ حکم دیتا ہوں ۔ یہہ طریقہ نصیحت کا بحث کو قطع کرتا ہی اور جیسیکہ حضرت مسیح علیہ السلام تہے ویسے ہی نہایت عالی رتبہ شخص کو ایسا مقتدرانہ کلام زیبا ہی *

(مگر میں تم سے کہتا ہوں) اس نصیحت کے بموجب ہمکو اپنے دشمنوں سے بھی محبت کرنی لازم ہی اور ہمیشہ اُن کے لیئے نیکی چاہنا اور اُن کے معاملات میں انصافانہ فیصلہ کرنا اور فیاضی سے اُن کے ساتھہ پیش آنا اور بدلا لینے سے در گذر کرنا اور ہر طرح پر اُن کو بہلائی پہونچانی ضرور ہی *

اس حکم پر بعضی لوگ یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ نیچر یعنی قاعدہ قدرت الٰہی میں یہہ بات داخل ہی کہ آدمی جیسی اپنے دوست سے محبت رکہتا ہی ویسی دشمن سے کبہی نہیں رکہہ سکتا پہر یا یہہ تسلیم کیا جاوے کہ اس حکم میں حد سے زیادہ مبالغہ ہی یا نیچر کے خلاف اور نا ممکن التعمیل ہی *

مگر یہہ اعتراض صحیح نہیں اور نہ نیچر کے قاعدہ کے برخلاف ہی تمام حالات جو ہمارے کلمۃ اللہ عیسی مسیح علیہ السلام کے ہیں وہ خود اثبات کے لیئے کافی ثبوت ہی کہ دشمنوں سے کس طرح پر سچی محبت رکہی جاتی ہی بلا اُنکا تو بہت بڑا درجہ تہا حواریوں کے حال پر غور کرو اور ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اصحاب اہل صفہ کے حالات کو دیکہو بلکہ اُن کے بعد جو اور بزرگ اور اولیاء اللہ گذرے ہیں اُن کے حالات کو یاد کرو کہ کسطرح وہ لوگ اس حکم کو بجا لائے پس جب بہت سوں نے اس حکم کی تعمیل کی تو یہہ حکم نیچر کے برخلاف نہیں ہوسکتا *

ہاں البتہ نیچر کے قاعدہ کے بموجب ہر شخص اس حکم پر عمل نہیں کرسکتا اسلیئے حضرت مسیح علیہ السلام نے ایک جامع لفظ فرمایا کہ ہر شخص بقدر اپنی اپنی طاقت اور قدرت کے اس حکم کی تعمیل کرے *

محبت کے مختلف درجے ہیں - ایک وہ جو ہم اُن لوگوں سے رکہتے ہیں جو ہماری نسل سے ہیں - دوسرے وہ جو ہم اپنے دوستوں اور اپنے یاروں سے رکہتے ہیں - تیسرے وہ جو ہم اجنبی لوگوں کے ساتہہ رکہتے ہیں اس پچہلے درجہ کا مقتضی یہہ ہی کہ ہم کسیطرح کا کینہ اور بغض اُن سے نرکہیں اور ہر طرح پر اُن کی نیکی چاہیں اور جسطرح پر ہوسکے اُن کو بہلائی پہونچاویں کسیطرح پر اُن سے بدلا لینے اور اُن کے نقصان پہونچانیکے درپے نہوں اگر اُن سے کچہہ ہمارا قصور ہو جاوے تو اُس کے معاف کرنے پر آمادہ اور مستعد ہوں پس

اس درجه کي محبت کا دشمنوں کے ساتهه بهي ادا کرنے کے لیئے هم لوگوں کو حضرت مسیح علیه‌السلام نے حکم کیا بڑے لوگ اور اس سے زیاده بجا لاتے هیں مگر هم لوگوں کو اسقدر بجا لانا بهي سعادت هی اور اگر هم اس کو بهي بجا نه لاویں تو بلاشبهه هم کمبختي کے جهاز میں بیٹهے اور گناهوں کے سمندر میں ڈوبے هیں *

(جو تم کو بدلا کریں) یعني برائي کرنے والے سے بدلا نلو بلکه برائي کے بدلے میں نیکي کرو کیونکه یهه هتیار دشمن کے هتیار سے بهت زیاده فتحمند هی ۔

بدي را بدي سهل باشد جزا * اگر مردي احسن الی من اسی

تمهارا باپ اپنا سورج دوست اور دشمن سب پر چمکاتا هی اور سب پر مینه برساتا هی اگر تم بهي اسي طرح اپني فیاضي اور رحم دلي دوست اور دشمن سب پر رکهوگے تو تم اُس صفت کي ایک شان حاصل کروگے جو خدا میں هی اور اس سبب سے خدا کے فرزند یعني خدا کے پیارے هوگے *

(کیونکه جو تم اُن کو پیار کرو) یعني اپنے پیار کرنے والے کو پیار کرنا کچهه خوبي کي بات نهیں هی کیونکه جو آدمي برے سے برے هیں وه بهي آپسمیں ایسا هي کرتے هیں پهر اگر تم بهي ایساهي کرو تو تم میں اُنسے کیا زیاده نیکي هوگي اسلیئے تمکو چاهیئے که تم دشمنوں سے بهی محبت اور پیار رکهو تاکه جو کاملیت تمهارے باپ میں هی اُسي کاملیت کي شان تم میں پیدا هو *

(کمینه لوگ ــ بت پرست لوگ) یهه لفظ جسکا ترجمه اس اُردو مترجم نے کمینه اور بت پرست کیا هی انگریزي ترجمه میں پبلیکن هی جس کے معني سرکاری نوکر یعني محصول تحصیل کرنے والے کے هیں چنانچه اُس اُردو ترجمه میں جو سنه ۱۸۷۰ ع میں چهپا اس لفظ کا یهي ترجمه کیا گیا هی جب رومي شهنشاهوں کي حکومت فلسطین میں هوگئي تو اُنهوں نے یهودیوں سے محصول لینا شروع کیا اور اُس محصول کي تحصیل کو یهودي بهی مقرر تهے اور کافر بهي مقرر تهے مگر یهودي اُن لوگوں کو نهایت برا اور کمینه اور پاجي سمجهتے تهے کیونکه † اُنکے نزدیک اُن محصولوں کا لینا ظلم تها اور وه لوگ اُس ظلم کے جاري هونے میں گفتگو کا موقع رکهتے تهے اور بعضے یهه بهي کرتے تهے که محصولوں کو خود ٹهیکه لیکر اپنے فائده کے لیئے لوگوں پر سختي کرتے تهے اس لیئے اس اُردو مترجم نے بطور حاصل مطلب کے ایک جگهه کمینه اور دوسري جگهه بت پرست ترجمه کیا هی *

† یهه قول بشپ ٹمسن بي ارس کا هی ــ

تمام شد